

طلسم عرفان ارسلانی

منہجہ وفات

داستان امیر حمزہ صاحبقران

اس دفتر کا سلسلہ سخی اس طرح آغاز ہوا ہے کہ مارا جانا اجیت ثانی کا اور خیر ہونا وزیر بد تدبیر کو جو کہ جنگ میں مصروف تھا اس خبر کو سنے اس کے واسطے ہوا کہ چالیس افسران کے ہمراہ ہیں یہ قصد فرما کر چلا سرور ان صاحبقران نے جو دیکھا کہ ساحر اڑے ہوئے جاتے ہیں تیرا یہ کئی ساحر گرے وزیر نکلا ایک پہاڑی اگر ٹھہرا ٹھاکر دیکھا کہ رستم پلین ملشاہ نوجوان جنگ کر کے پلٹے ہیں مگر انتہا کے زخم دار ہیں سردار بیلون میں ہاتھ دھو رہے ہیں طرف بارگاہ کے لیے جاتے ہیں پس وزیر پرکھو گرا علم شاہ کو اٹھا لیا بس اس کا طلسم زعفران زار میں لچا نا بہان کے سارے بڑے بہت ہیں اس کے بلطاتی عیار کا اپنے آفاقی فکر میں چلنا بیان قلعہ طلسمی و گنبد فیروزہ و چہنا سے زعفران اور غیرہ وغیرہ کمال خوش چانی سے تیار کیا جسکو

منشی احمد حسین صاحب قمر روم نے آغاز کیا تھا مگر قصاصے مہلت مذی نامام رہا تھا چنانچہ حسب حکم مالک مطبع رئیس عالیو قار ملک التجار کو ہر محرم و تہ قد شاس علم و ہنر جناب منشی پران نرائن صاحب نام اقبال بیل ہزار داستان چمن فصاحت گل بوستان بلاغت شیخ تصدق حسین صاحب داستان گو نے باعانت مولوی محمد اسماعیل اثر تکمیل کیا اور کمال زیبائش شعرو سخن سے آراستہ و میراستہ کر کے ختم کو پہونچایا چنانچہ پہلی

یہ جلد دوم

مطبع منشی نو کسور موقع لکھنؤ چھپی

۱۹۰۵ء

اعلان حق تالیف اس ترجمہ کا بحق نو کسور پریس محدود ہے

اطلاعی - اس مطبع میں ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے جسکی فہرست مطول ہر ایک مشتاق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جسکے معائنہ و مذاکرے سے شائقان اعلیٰ جمالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہیں قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے ٹیبل پنج کے تین صفحوں سادہ ہیں ان میں بعض کتب قصہ جات اردو نثر و نظم درج کر رہے ہیں تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اس فن کی اور بھی کتب موجود کارخانہ سے قدر انون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب
عنا	۱۰۔ طلسم ہوشربا - جلد دوم -	عنا	کتب قصہ جات نثر
عنا	۱۱۔ " جلد سوم -	عنا	داستان امیر حمزہ صاحبقران - جسکی
عنا	۱۲۔ " جلد چہارم -	عنا	رتیب و ترمین آٹھ دفتر و نون میں ہے - جسکی
عنا	۱۳۔ " جلد پنجم کا حصہ اول -	عنا	بوالفیض فیضی قیاسی وزیر اکبر بادشاہ نے
عنا	۱۴۔ " حصہ دوم -	عنا	نہنشاہ اکبر کی تفریح طبع کے لیے یہ مبیوط
عنا	۱۵۔ " جلد ششم -	عنا	استان تصنیف کی اور امرا و سلاطین کے
عنا	۱۶۔ " جلد ہفتم -	عنا	ربار و نون میں داستان گوڈن کے بیان
عنا	۱۷۔ بقیہ طلسم ہوشربا جلد اول مصنفہ	عنا	سے تا این زمان یادگار نہ رہی چونکہ شہ
عنا	غشی احمد حسین رقم -	عنا	مایاب تھی ہر شخص چاہتا تھا کہ اسکا ترجمہ اردو
عنا	۱۸۔ الفیاء - حصہ دوم -	عنا	میں ہو جائے لہذا مطبع غشی نو لکھنؤ میں
عنا	۱۹۔ ہندی نامہ دفتر ششم -	عنا	دفتر اول سے دفتر ہفتم تک ترجمہ ہو کر طبع ہوا
عنا	۲۰۔ توریج نامہ جلد اول دفتر ہفتم داستان	عنا	جسکی قیمت درج ذیل ہے -
عنا	امیر حمزہ صاحبقران -	عنا	۱۔ نوشیروان نامہ جلد اول -
عنا	۲۱۔ توریج نامہ جلد دوم -	عنا	۲۔ " جلد دوم -
عنا	۲۲۔ لعل نامہ جلد اول دفتر ہفتم -	عنا	۳۔ ہرگز نامہ متعلقہ نوشیروان نامہ جلد دوم -
عنا	۲۳۔ الفیاء - جلد دوم -	عنا	۴۔ دیوان نامہ متعلقہ نوشیروان نامہ جلد دوم -
عنا	۲۴۔ دفتر آفتاب شجاعت متعلقہ جلد دوم لعل نامہ	عنا	۵۔ کوچک باختر -
عنا	طلسم فتنہ نورافشان - جلد اول -	عنا	۶۔ بالا باختر -
عنا	۲۔ " جلد دوم -	عنا	۷۔ ایرج نامہ جلد اول -
عنا	۳۔ " جلد سوم -	عنا	۸۔ " جلد دوم -
عنا	الفیاء - کامل جلد یکہشت ہر سہ جلد کے لیے	عنا	۹۔ طلسم ہوشربا - جلد اول -

فہرست مضامین داستانہ سے طلسم زعفران زار علیہ السلام

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱	اسلام سے مقابلہ ہونا۔	۲ تا ۵	چھوٹے
۱۵۲	امان طلب کرنا مردار خواروں کا اور مشعل	۶	سبب تالیف کتاب
	غلامان علقہ گروش کے انکا حاضر خدمت	۸	آغاز داستان امیر حمزہ صاحب قرآن ثانی سلیمان
	صاحب قرآن ہونا۔ صاحب قرآن کا حکیم و قلیف		زلزلہ فانی ہر پیدایان مصاف شیریشہ جنگ
	کسی طرف مخاطب ہو کر شاہ نہ مانا کہ ان سے کوئی عیب		شکندہ کمان رستم داستان صاحب گرز
	تعلیم فرمائی اور قواعد شاہی و طریقہ ارشاد		سام بن زکیا لٹا۔
	آگاہ کیے طالع و حرام کی تمیز اور علوم دین	۹	بعد قتل ہونے بیستون جادو کے اور بر باد ہونے
	کی ہدایت کیے۔		کوہ بیستون کے وزیر بیستون کا اطاعت کرنا
۱۵۳	حالات بادشاہ طلسم یعنی سیما سے بلند آواز		صاحب قرآن کی اور سب سرداروں اور اہل لشکر
	کے کہ یہ جو صاحب قرآن سے اجازت لیکر قتل		کو لیکر حاضر خدمت ہونا۔ سیما سے بلند آواز
	بیستون جادو و بر باد ہی کوہ بیستون و سیما		بادشاہ سابق طلسم کا صاحب قرآن سے اجازت
	ہونے وزیر بیستون کے ایک سہیلہ و نہ ہونا ایک		لیکر اور تخت سحر پر سوار ہو کر ایک طرف کو روانہ ہوا
	میں جو وہاں آئے سحر کیا کہ وہ صحرانہ حیران		اور چند سرداران بدکردار کا ہاتھ صلاح کر کے
	دفعہ گلزار ہو گیا اور آئے سحر کے زور سے		مردار خواروں کو خبر کرنا۔
	کچھ خیمے برپا کیے اور اصحاب راحت اس مقام پر		آنا لشکر مردار خواروں کا بہرہا ہی ہر عام ہر ناخوار
	سیا کیا اور پیدا کرنا پتیلہ ہاسے سحر کیا اور ان کے ذریعہ		ویرج مردار خوار مجداد چالیس پچاس ہزار کے
	سے صندوق سحر کا طلب کرنا اور سیما سے جو کہ		جو لٹا سبب شکل بدست درازت سیاہ فام
	ان وقت ضرور تھا اسکا انکا مشعل کتاب بند		بہ انجام بڑے بڑے دانت منہ سے باہر لگے ہوئے
	دوچ زبرد و انگشتی و غیرہ کے۔		موٹے موٹے ہونٹ لال لال آنکھیں گیندوں پر
۱۵۴	ذکر ملک و نار نہوت پرست ہمشیرہ عیون بادشاہ		سوار مسلح و مکمل چلے آئے تھے ان سے اور لشکر

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
	عجائب نگار کے اور عرض کرنا صاحبقران سے		کہ یہ بڑی ساحرہ زبردست ہوا اسکا سن قریب
	کہ میں لشکر وغیرہ جمع کر کے در بند سوسن پر حاضر ہونا		ہزار سال کے ہر مگر سحر سے اپنے تئیں حسین و
۱۵۱	ملاقات ہونا خواجہ عمرو کی جمال ماہر اسے جو		جیمیل بنائے ہوئے ہوا سیکو اپنے بھائی کے قتل
	محافظ راستہ در بند سوسن کا تھا اور اسکی مان		ہوئے اور کوہ بیستون کی بربادی کی خبر ہونا۔
	میمون خاتون سے اور دعوت کرنا اسکا خواجہ	۲۵	خواجہ عمرو کو چپہ کا لیکر آنا اور باغ میں ملکہ زمار
	عمرو کی اور اس کے ذریعہ سے ملنا بلکہ مردوش		نشوت پرست کے پہونچنا ملکہ کا صحبت و فقر
	وماہوش و ختران ملکہ سوسن سے اور پہونچنا		وسرود میں گانا سننا اور خواجہ عمرو کا بھی غزل
	در بند سوسن تک درازا میری آتش خوار کو۔		عاشقانہ گانا اور کل اہل محفل کا نحوہت ہو جانا۔
۲۵۳	قصہ کرنا ملکہ سوسن کا عمرو کے ہاتھ سے تنگ	۹۳	خواصونکو افشا اور از ہونا خواجہ عمرو کا اور جھلا کر
	آکر کہ اپنے بھائی اعظم جادو کے پاس اعظم کوہ		ملکہ زمار کا حکم دینا کہ سامان کباب لگانے کا طیار
	پر چلی جاؤں اور عمرو کوہ میں باغ میں مقیم ہو		کر وہیں اس ساربان زاد سے کے کباب لگا کر
	رہنے دن اس تجویز کے انتظام کے لیے اپنے		کھاؤنگی یہ سامان دیکھ کر خواجہ کو یقین مرگ
	سپہ سالار مقہور جادو کو طلب کرنا۔		ہونا اور بلبل کر درگاہ الہی میں استغاثہ کرنا
۲۵۵	ذکر ملکہ ماہ اختری و ختر اعظم جادو جو حسن میں	۱۰۰	عین وقت پر پہونچنا سیما سے بلند آواز کا اور
	طاق سحر میں شہرہ آفاق ہے اور مقہور جادو		رہا کرنا خواجہ عمرو کو دست ظلم زمار شہوت پرست
	اسپر عاشق ہے۔ اور مقہور کے ذریعہ سے	۱۳۰	جانا خواجہ عمرو کا در بند سوسن کی طرف واسطہ
	بہت سی کار بر آری ہونا۔		تدبیر فتح در بند کو رکے بموجب حکم زمار حکم
۲۵۵	مقہور جادو سپہ سالار ملکہ سوسن کے وسیلے سے		استغاثہ کے جہان آفتاب شعلہ بیکر جادو و فن
	خواجہ عمرو کا عیاری کر کے اور افغان گرز زن		ہوا اور میری آتش خوار اسکا شاگرد اسکی قبر پر جادو
	پسا در مقہور خیر کوہ اعظم پہونا اور یہ مشہور کرنا		ہر جب تک وہ در بند فتح نو گار استہ ظلم غفران نام
	کہ میں برائے مقابلہ حمزہ صاحبقران آیا ہوں		کا نہ کھلیگا۔
	اور بعد ملاقات اعظم جادو کے حمزہ تک پہونچنا	۱۳۱	اجازت لیکر جانا سیما سے بلند آواز کا طرف صرا

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
	فرمانا صاحبقران کا خواجہ عروسے کے اعظم جادو		اور اسیر کر لیا اعظم کو۔
	وسوسن جادو کو زنبیل سے نکالوا اور تلقین میں	۳۰۰	ہو چکا جمال راہدار کا حمزہ صاحبقران کی خدمت
	اسلام کر دینا چاہنے خواجہ نے دونوں کو زنبیل		میں اور کل حال بیان کرنا خواجہ عروسے کا اور آنا
	سے نکال کر سقون بارگاہ سے کمند آصف میں		صاحبقران کا ہمراہ جمال راہدار کے طرف درپردہ
	باندھا اور دونوں کو فقیلہ رفع بیوشی دے کر		وسوسن کے اور بعد مقابلہ افغان گرز زن منصوبی
	بیوشیا کر کیا اور کوڑا ہاتھ میں لیکر انکو تہدید کرنا		یعنی خواجہ عروسے کے اعظم جادو سے ملاقات ہونا
	شروع کیا اور کہا کہ ذرا آنکھ کھول کر دیکھو میں نے	۳۱۰	جانا صاحبقران کا باغ میں ملکہ حبیبی آفتاب منظر
	تھکوا عیاری کر کے اسیر کر لیا ہے اور تمہارے سب		کے جو صاحبقران کو دیکھ کر عاشق ہو گئی تھی اور
	اہل لشکر و سرداران لشکر و کل اہل شہر نے		ملاقات ہونا باہم عاشق و معشوق سے۔
	دین اسلام قبول کیا ہے اور ہم سب کا بیان قبضہ	۳۵۱	طبل جنگ بجا لشکر اعظم جادو میں بقصد مقابلہ
	ہو گیا ہے بس اب تمکو لازم ہے کہ تم بھی اپنے		صاحبقران اور لشکر صاحبقران میں بھی کوس
	خدا اور پیرا کرنے والے کو پہچانو اور خدایان		حربی کا نوازش میں آنا اور مقابلہ ہونا افغان
	باطل کی پرستش سے توبہ کرو اور سامری و		گرز زن سے۔ ظاہر کرنا خواجہ عروسے کا صاحبقران
	جمشید وغیرہ پر لعنت کرو اور بغضاحت و بغاوت		حالی شان سے کہ میں نے اس طرح افغان گز زن
	و حدانیت خداوند برحق کی بیان کی کہ رنگ کفر		نہر، ایسے مقابلہ کیا اور اس تدبیر سے آپ تک پہنچا
	انکے آئینہ دل پر سے دور ہوا اور آخر کو دین		ہونے لگا اور اعظم وسوسن کو اسیر کر کے نذر زنبیل کر لیا ہے
	اسلام قبول کیا۔ اور شر الطائر کے خواجہ کا	۳۶۵	جنگ پیکار ہونا لشکر ساحران و لشکر صاحبقران
	اعظم وسوسن کو رہا کرنا۔		سے اور مطیع ہونا سرداران لشکر کا اور دفن کرانا
۳۷۲	دعوت و ضیافت کرنا اعظم جادو کا بڑی دھوم		مقتولان لشکر اسلام ساحر و غیر ساحر کا اور غار
	دھام سے صاحبقران عالمیشان و کل لشکر		میں ڈلو ہونا لاشہائے کشتگان کفار کا اور
	اسلام کی اور حضرت صاحبقران کو مہمان رکھنا		سرداران لشکر اعظم جادو کی فہمائش سے کل لشکر
۳۷۳	بیان حالات طہسم و شنگار جادو کا کہ دربار		اعظم کا مطیع اسلام ہونا۔

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۷۷	فل کو تسکین دیکر اسیری طلسم کشا کی تدبیر کرنے لگا حکم و پناہ شنگال جادو بادشاہ طلسم زعفران نذر کا اپنے وزیر سیاب شعلہ خو کو کہ تو اسی وقت جا طرف در بند سوسن کے اور باغ عجائب میں گلہ عجائب کے اندر لوح طلسم رکھی ہوئی ہے اور نسیم جادو میری طرف سے اسکا محافظ ہو اسکو محافظت لوح کی نسبت خوب تاکید کر دے اور کہہ دے کہ یہ لوح کا اختیار سوسن کے قبضہ سے اٹھا لیا کمال طو سے تمکو اختیار دیا ہے اور تمکو تمہارا مددگار مقرر کیا ہے تم اور تم ملکر محافظت لوح طلسم کریں۔ نسیم جادو محافظ لوح طلسمی کا بسبب تنہائی کے اپنی زوجہ کو طلب کرنا اور قہر لکیر اپنے خسر کے پاس ابلاغ جادو کے ہاتھ بھیجا ابلاغ جادو کا کہ مراد یہ ہے پہونچنا اور اس کے خسر مراد جادو سے ملنا کچھ حال لشکر صاحبقران کا کہ آنکھوں سے نکلتا ہے دعوت اعظم جادو میں عیش و راحت میں مصروف رہے نہیں دن صاحبقران نے سوسن جادو سے فرمایا کہ اب جا کر لوح لاؤ تاکہ میں برائے فتح طلسم روانہ ہوں سوسن کا بہت خوب لکھا ہوا ہے لوح جانا۔ رنجیل سے نکالنا خواجہ کامیخ آتشوار کو اور ملقین بدین اسلام کرنا اسکا کسی طرح نہ ماننا آخر کو عذاب الیم قتل کرنا میری حکم۔	۳۷۸	اسکا آراستہ ہے سب سردار اس کے حاضر دربار میں کراش اس کی مانی کی اور ان ساجوون کی جنگ خواجہ عمر و نے قتل کیا تھا سامنے آکر گری جبکہ یہ فرشتہ قدرت بنکر گئے تھے اور سلماے مہر جمال اور جہانگیر کو رہا کر کے لائے تھے چنانچہ ان لاشوں کو دیکھ کر شنگال کو بہت صدمہ ہوا اس نے سحر سے دریافت کیا معلوم ہوا کہ خواجہ عمر و نے ان سب کو قتل کیا اور سلماے مہر جمال و جہانگیر کو رہا کر کے لگے اسکو ڈرا فٹو ہوا لاشوں کو جلوا دیا کئی دن تک سرخ و غم میں بتلا رہا پھر غش و عشرت میں مصروف ہو گیا۔ ۱۳۷۵ حالات شنگال جادو کہ یہ دربار میں بیٹھا ہوا ہے در بار آراستہ ہے کہ ایک طاثر آکر سامنے بیٹھا اور زبان انسانی گو یا ہوا کہ اے شنگال جادو گاہ ہو کہ طلسم کشا نے کوہ بیستون کو برباد کیا بیستون قتل ہوا بادشاہ سابق کو طلسم کشا نے مہا گیا اس نے طلسم کشا کی شرکت کی طلسم کشا کے پاس لشکر جمع ہو گیا ہوا اب یہ طلسم فتح ہو گا اور یہاں طلسم کشا کا قبضہ ہو گا طاثر یہ کہ لکیر پھرنے لگا اور کہا کہ میں ہیرمون بیستون جادو کا طاثر تو یہ خبر دیکر جیکر خاک ہو گیا اور یہ حال سننے شنگال و دیکر اہل دربار کانگسہ متغیر ہو گیا۔ اور بظاہر اپنے

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۸۹	بعد قتل ہونے پر سچ آتشوار کے مٹ جانا اسکی اشیاء مانتہ سحر کا اور کھل جانا راستہ در بند سون کا اور روانہ ہونا ملکہ سوسن کا واسطے لانے لوج کے	۳۸۹	ابلاغ جادو ملازم نسیم کا کوہ مراد یہ پہنچنا اور مراد جادو کا اپنی دختر کو رخصت کرنا اور ہمراہ ابلاغ جادو کے سوار کر کے نسیم کے پاس پہنچنا خواجہ کا بھی وہاں پہنچنا اور عیاری کر کے اسکو دختر کو تو نذر زنبیل کر لینا اور آپ اسکی شکل نیکر نسیم جادو کے پاس جانا اور اس تدبیر سے لوج طلسم حاصل کرنا۔
۳۹۰	خبر دنیا طاثر کا سیلاب جادو کو بادی باغ عجائب کی اور عمر کے زوجہ نسیم نیکر جانیکی۔ سیلاب کا یہ حال سننے پر اسے مدد چلنا اور اخلاق جادو اسکے سپہ سالار کا لشکر لیکر پہنچنا اور اسے حزہ صاحبقران کا اغرہ کر کے داخل باغ عجائب ہونا اور باہم جنگ مغلوب ہونا۔	۳۹۰	قتل ہونا اخلاق جادو پر قیاب جادو و سیلاب جادو وغیرہ کا اور لشکر کا مطیع ہونا۔ لوج طلسم کا ہاتھ آنا نکالنا خواجہ زنبیل سے نسیم جادو و زوجہ نسیم جادو کو اور باہم ظلام قرار دینا ہونا اور نسیم کا مع اپنے زوجہ کے دین اسلام اختیار کرنا۔
۳۹۱	لوج طلسمی و کیضا صاحبقران کا اُسین ایکٹ ۳۸۸	۳۹۱	احوال منیر جادو حاکم در بند سیر بادور اسکے بھائی

نظر آنا سوسن کا عرض کرنا کہ اسکا اندیشہ نفرت ہے
اسکے ساتھ ایک صندوق بھی جو میں وہ صندوق
لائی ہوں اس میں تدبیر لوج سے احکام ظاہر ہو چکی ہے
چنانچہ وہ گئی اور صندوق لاکر حاضر کیا اس صندوق
میں سے چٹہ کاغذ لکھا اور چند دانہ مروارید کے
اور الہامی وغیرہ صاحبقران نے وہ لیکر باز پر لکھ
اٹکی وجہ سے عمر تاثیر نہیں کر سکتا تھا اور صاحبقران
کو معلوم ہوا کہ اسوقت تک لوج سے احکام ظاہر نہیں
جب تک چشمہ زمزم میں تین مرتبہ غوطہ نہ بجا جائیگا
اور زمزم جادو کے دل کی دھونی نہ بجائیگی۔

صاحبقران کا چشمہ زمزم کی طرف جانا اور مقابلہ ہونا
زمزم جادو سے صاحبقران کا عقرب سلیمانی پر اسم
حاشیہ کاغذ دم کہہ کے قتل کرنا زمزم جادو کا اور اسکا
دل نکالنے دھونی دنیا لوج کو اور لوج سے
حروف و احکام ظاہر ہونا۔

ہاتھ آنا اشیاء طلسمی کا جو با نیان طلسم نے طلسم کشا
کے لئے رکھی تھیں اور جو جب ہدایت لوج قتل
کرنا حیران سوسن پرست کو اور جلکے خاک ہو جانا
صو اسے سوسن کا۔ اطاعت کرنا مخزن جادو
قرنیہ دار طلسم کا۔ ابدالان در بند منیر و مرقد
عجائب و در بند عفران زار و قادی طلسمی کی طرف جانا
احوال منیر جادو حاکم در بند سیر بادور اسکے بھائی

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
	اور قتل ہونا منیر جادو کا۔		بے نظیر جادو کا اور اسے تحریر کرنا لا جورد وریا
۶۲۹	احوال ملک اعلان حور پیکر اور۔ ہونا اسکا		تنگ و اسفند یار صحرا نشین و لاہور و نیزہ باز
	طرف در بند منیر یہ کہے۔		والبرز کج کلاہ وغیرہ کو۔
۶۵۷	بعد فتح ہونے جنگ منیر جادو کے داخل ہونا حمزہ	۴۴۴	حال ملک طیفانی عیار و عنطاق کج کلاہ وغیرہ بادشاہ
	صاحبقران و علمشاہ کاشہ منیر یہ بین اور طبع		دیگر مالک حوالی طلسم زعفران زار۔
	اسلام ہونا رئیسان و امیران شہر کا اور قدوس		طبل جنگ بخدا شکر کفارین اور خبر پوچھنا اعلیٰ
	میر نامریان جادو و وزیر منیر جادو کا اور لوٹ لینا		کو اور جنگ و حوالہ ہونا عنطاق کج کلاہ سے۔
	خواجہ کاسب مال و سبب مقتولان لشکر کفار کا۔	۴۵۵	نامہ لکھنا شہنشاہ کا منیر جادو کو دشمنہ حال طلسم کش
۶۶۱	نامہ پھینکا سنانہ فی سواروں کے فیہ سواران		یعنی حمزہ صاحبقران کا واسطے شکار کے جانا۔
	لشکر لاہور و لاہورد کا اہل شہر لاہور و لاہورد کے	۴۶۰	طانات ہونا و نشی حقیقت کش سے اور بلخ میں
	پاس واسطے اختیار کرنے دین اسلام کے اور		جانا ایک نازنین مدحین کے اور طاقات ہونا
	مسلمان ہونا ہاشنگان شہر لاہور و لاہورد کا اور		سے اور وہاں مسجور یہ پھر ہونا صاحبقران کا اور
	سندھ ہونا بخالون کا مساجد کی بنا پڑنا اور جاری		دیکھنا تصاویر شاہان سلف کا اور انکا گویا ہونا اور
	ہونا گز و سکر کا تمام سعد بن قباد اور اسلام آباد		بے ثباتی دنیا کا تذکرہ کرنا۔ اور اسم غلم کا و غور معینا
	ہونا شہر منیر یہ یا مثل شہر سورن و نہ اعظم کے۔	۵۱۲	شہر حال منیر جادو و حمزہ صاحبقران و تجویز قتل
۶۶۵	داخل ہونا اسفند یار صحرا نشین کا اور اسکا		موجب امر شہنشاہ کے اور عین وقت پر پوچھنا
	اظہار عشق کرنا و خیر منیر جادو سے۔		عمر کا اور حلا و قتل کر کے اور منیر جادو وغیرہ کو دھوکا
۶۶۷	صلح اسلام ہونا ملک اعلان حور پیکر کا مع اپنی خواست		دیکھ کر یا کرنا حمزہ صاحبقران کو فرشتہ قدرت کی عیاری کے
۶۶۹	نامہ لکھنا بیچ کا وزیر البرز کو واسطے اطاعت اسلام	۵۴۸	جنگ و عبال ہونا لشکر صاحبقران و لشکر منیر جادو
	کے اور شہر اسلام ہونا عنطاق کج کلاہ کا باطاعت		سے اور تعاقب کرتے ہوئے آنا علمشاہ کا لشکر غنطا
	علم شاہ۔		کج کلاہ کو اور مقابلہ ہونا علمشاہ سے اور لاہور
۶۷۳	بعد فتح در بند منیر یہ کے صاحبقران کا ملاحظہ کرنا لوح		نیزہ باز سے اور مارا جانا البرز کج کلاہ و لاہور وغیرہ کا

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
	ترقلہ طلسمی نظر آئیگا اسپر بادشاہ یعنی شنکال سے مقابلہ ہوگا اسکو قتل کیجیے قلندہ پر قبضہ فرمائیے۔ طلسم فتح ہو گیا اب باقی کیا ہے۔		اور بموجب ہدایت لوح جاناب بیرون در بند کے اور قتل کرنا شیر ببر کو عقب سلیمانی سے۔
۷۹	حکیم بقراط ثانی کا شب بھر حکیم اسقلینوس کا ہمان رہنا اور کل لشکر ساحران کا حاضر ہونا صبح کو جو کہ قریب بس لاکھ کے تھا اور لشکر غیر ساحران جو کہ قریب ہندو لاکھ کے تھا اسکا بھی آکر موجود ہونا اور دونوں حکیموں کا آنا اور صاحبقران کا مع خواجہ کے بارگاہ سے تشریف لانا اور کل لشکر ساحران و غیر ساحران کا افسر علیشاہ کو مقرر کر کے مع حکیم اسقلینوس و بادشاہ طلسم کی طرف در بند قلندہ طلسمی کے معارف فرمانا اور حکم دنیا کہ جہاں پر دیوار طلائی ملے اس مقام پر قیام کرنا جب وہ دیوار منہدم ہو جاوے اس وقت آگے جانے کا قصد کرنا۔	۷۹	وروش بنکر آنا صرح عیار و خان لال قبا حاکم ویند و خانہ کا اور عیار کر کے اسیر کر لینا صاحبقران عالیستان کو اور ہشتارہ باندھ کر لیجانا پاس خان لال قبا کے اور قید ہو جانا۔
	دعا ہوئی صاحبقران کا مع خواجہ عمر کے ہمراہ حکیم بقراط ثانی کے برسر فتح در بند زعفران زار اور برابر ایک درہ کوہ کے پہنچنا اور پیدا ہونا ایک از درندہ رنگ کا اور صاحبقران کا اسکو قتل کرنا یہ اثر در محافظ جادو پر جو کہ اس درہ کا محافظ ہے۔	۸۰	خواجہ عمر کا خواب میں دیکھنا آصف بن برخیا وزیر حضرت سلیمان علیہ السلام کو اور بموجب ہنگی ہدایت کے روانہ ہونا طرف در بند و خانہ کے تلاش صاحبقران ساتر کی صورت بنکر اور ہمراہ قاضی جگمگ کے در بند و خانہ میں داخل ہونا اور عورت بنکر جانادریار و خان لال قبا میں اور رہا کر لینا صاحبقران کو۔
	دعا ہوئی صاحبقران کا مع خواجہ عمر کے ہمراہ حکیم بقراط ثانی کے برسر فتح در بند زعفران زار اور برابر ایک درہ کوہ کے پہنچنا اور پیدا ہونا ایک از درندہ رنگ کا اور صاحبقران کا اسکو قتل کرنا یہ اثر در محافظ جادو پر جو کہ اس درہ کا محافظ ہے۔	۸۱	جنگ ہونا و خان لال قبا سے اور صاحبقران سے اور قتل ہونا و خان کا۔
۸۰	محافظ جادو کے قتل ہونے کے بعد جب سب آثار و علامات برطرف ہوئے حکیم نے دوڑ کر صاحبقران کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور قیامی درہ طلسم کی مبارکبادی اور ایک	۸۱	شمہ حال شنکال جادو اور چار نامے تحریر کر کے بھیجا شنکال کا بنام حاکمان در بند جانب شرق و جنوب و شمال جنکے حاکم سموات جادو و نباتات جادو و جمادات جادو و حیوانات جادو ہیں اور مع لشکر فرزند ہونا شنکال کا بیرون قلندہ ہاتھ آنا صاحبقران کو عرض کر کے حکیم اسقلینوس کا خدمت صاحبقران میں کہ اب آپ طرف در بند طلسم زعفران زار کے تشریف لیجائیے اسکو فتح فرمائیے جب وہ برباد ہو جائیگا

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۷۸	ہوئے فوراً جنگ منسوب کر کے طلسم کشا کو قتل کر ڈالو مقابلہ ہونا شنگال اور صاحبقران سے اور قتل ہونا شنگال کاشتہ طلسمی سے اور تمام عمارات و باغات و دیگر اشیاء سحر و سائنس شنگال تھے ان سب کا برباد ہونا۔	۷۸	شیخ لکاردی کہ اسکی روشنی میں اندر کو تشریف لیا ہے سکے بعد ایک کو ایک صحرا ملیگا جہاں سوا آزر و بھولوں کے دوسرے رنگ کے بھول نہونگے اُسکے بعد ایک گنبد نظر آئے گا کہ اُسکے چاروں گوشوں پر چار طاؤس زرین بال بیٹھے ہوں ہونگے اور وہ گنبد مقفل ہوگا و طاؤس اُسکو دیکھ کر آواز میںات بلند کرینگے آپ بندر صاحبقرانی اس قفل کو اُڑیے گا اور درگنبد کھول کر اندر تشریف لیا ہے گامقفل گنبد میں ایک صندوق لگا ہوگا اُسکو اتار کر کھولے گا اُسکے اندر سے ایک تختی الماس کی اور ایک بازو بند لکھیا گئے تھے میں پہنچے گا سحر بالکل اُڑنے لگے اور بازو بند کو باندھ لیجئے گا اُسکی یہ تاثیر ہوگی کہ دوسرا دروازہ گنبد کا نظر آئے گا بس آپ اس دروازہ کو کھول کر گنبد کے باہر تشریف لیا جائیگا اور بند زعفران زار میں پہنچ جائیگا جہاں سوا سے زعفران کے کھیت کے دوسری طرف تین گنتی انسان اُسکو دیکھ کر ہنستے ہنستے بہت ہو جائے گا طاؤران سحر کا خبر دینا شنگال کو کہ در بند زعفران غار ۷۹ کو طلسم کشا نے فتح کر لیا اب آپ مقابلہ کے لیے شکر آتا ہے شکر شنگال کے حواس جاتے رہے ہیں سنے کوچھ حکم ندیا تھا کہ ساکنان در بند زعفران زار لاشہ زعفران جادو کا لیے ہوئے ہوئے اور کمال وکل طلسم کو طلسم کشا نے فتح کر لیا اب شکر لیکر اوجھڑا ہو شنگال کا حکم دنیا کہ ہمارا شکر صرف آدھا ہوا و طلسم کشا
۷۹	اطاعت کرنا ساکنان طلسم زعفران غار کا بادشاہ سابق یعنی سیاسے بلند فانی اور دیار کرنا صاحبقران کا اور حکامات جاری کرنا کہ تیکہ ہندو کرانے جائیں ساجد کی بنیاد الیجا سے صداسے اذان بلند ہو اور سیاسے بلند و اند کو مثل سابق کل طلسم کا بادشاہ کیا جائے اور جن ملکوں کے بادشاہ ہلاک ہوئے تھے وہاں کی حکومت کے لائق جسکو پایا و پاں کا حاکم مقرر کیا۔	۸۰	حاضر ہونا محافظان خزانہ ہر در بند کا اور مال ایسا و جہاں ہر در بند شرفی وغیرہ کے لکھو کھا ہندو فرز پیش کرنا بحضور طلسم کشا۔
۸۱	جشن خوشی منعقد ہونا بارگاہ زعفرانی میں اور محفل عیش و عشرت آراستہ ہونا اسی بارگاہ میں۔	۸۱	سات شبانہ روز کے جلسہ عشرت برپا ہونے کے بعد عقد ہونا ہر ایک عاشق و معشوق کا ایسا ہم لکھو کہ وہ ملے شکر خص کے نام بادشاہان حوالی طلسم کشا کے ملکوں کی طرف اور سیالکوٹ کو طلسم کشا کا حکم مقرر کر کے ہر ایک بادشاہ و در بند صاحبقران اتماس و موافق کتاب۔
۸۲	خاتمہ الطبع	۸۲	
۸۵		۸۵	

طلسم زعفران زار سلیمانی

منجملہ وفات

داستان امیر حمزہ صاحبقران

اس دفتر کا سلسلہ سخن اس طرح آغاز ہوا ہے کہ مارا جانا جہشید ثانی کا اور خبر ہونا وزیر بدبیر کو جو کہ جنگ میں مصروف تھا اس خبر کو سنے اس کے حواس باختہ ہوئے چالیس افسر اسکے ہمراہ اس وقت یہ قصد فرار اور کر چلا سر داران صاحبقران نے جو دیکھا کہ ساحر اوڑھے ہوئے جاتے ہیں تیر بار سے کئی ساحر گرے وزیر نکل گیا ایک پہاڑ پر اگڑا سر اٹھا کر دیکھا کہ رستم پلین علی شاہ نوجوان جنگ کر کے پلٹے ہیں مگر انتہا کے زخم وار ہیں سر دار بغلوں میں ہاتھ دیے ہوئے طرف بارگاہ کے لیے جاتے ہیں وزیر نے جو گرا علی شاہ کو اٹھا لیا بس اس کا طلسم زعفران زار میں لیجانا جہان کے ساحر بڑے زبردست ہیں اور سر کاٹنے والی عیار کا اپنے آقا کی فکر میں چلنا۔ بیان قلم طلسمی گنبد فیروزہ و جہنما سے زعفران اروغیہ وغیرہ کمال خوش بانی سے تحریر

جسکو

منشی احمد حسین صاحب قلم مرحوم نے آغاز کیا تھا مگر قضائے ہمت ندری ناتمام رہا تھا چنانچہ حسب الملک مالک مطبع رئیس عالیہ قار ملک التجار کو ہر بحر مروت قدر شناس علم و ہنر جناب منشی پر اک زرائن صاحب قلم نے بلبل ہزار داستان چمن فصاحت گل بوستان بلاغت شیخ تصدق حسین صاحب داستان گمنے باعانت مولوی محمد عیسیٰ شرمیل کیا اور کمال زیبائش شعرو سخن سے آراستہ و پیراستہ کر کے ختم کو پہونچایا پچھراؤ

مطبع منشی نو کشور واقع لکھنؤ میں چھپی
جلد دوم
۱۹۰۵ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد اس خالق اکبر مالک بحر و بر کو سزاوارتو کہ جو مالک اقلیم عالم باعث ایجاد آدم و نوحی آدم و مومن و علیہ السلام
خلیق آسمان و زمین ہر جسکی ذات وحدہ لا شریک ہو جس نے ایک کلمہ کہن سے زمین و آسمان بہشت و نار
خلق فرمائے اسکے اوصاف میں زبان قلم لال ہوا سکی کہ حقیقت کو بشر کی کیا مجال ہو کہ لکھ سکے قلم کو سکا
ہر برگ و ثمر سے اسکی قدرت کی شان پیدا ہو ہر غنیمت سر بہتہ چٹک کر اسکے خالق بے نیاز و ربکار ساز ہونے کی گواہی
دیتا ہو جو جب شعر ہر گویا ہے کہ از زمین رویدہ وحدہ لا شریک کہ گویدہ وہ ایسا خالق اکبر ہو کہ جسکے
نام نامی سے لذت حیات زبان بر آتی ہو جسکا اسم پاک باعث فرحت جان تازہ اور موجب سرور ہے اندازہ
ہو اسکی محبت راہ نجات دیکھاتی ہو نرس شہلا باغ حیات میں دیدہ انتظار سے کسکی دید کی بقرار ہو صاف ظاہر
ہو کہ سرور و بھولوب جو اس امر کا مشتاق ہو کہ اگر دو سرا پا نون پاتا تو اسکی تلاش میں پھرتا شمس و قمر دن رات اسی
گردش میں ہیں کہ اوصاف حمیدہ رب اکبر بیان کر میں اور اسکی کہن ذات کو دریافت کر میں مگر ایسوقت تک تو
نہیں پہنچے ہیں اور کتابہ قیامت پائیں گے یوہیں سرگردان پھرا کر میں گئے انسان کی کیا مجال ہو اسکے اوصاف کے
خیال میں زبان خاموہ و زبان لال ہو گلشن ایجاد میں ہر غنچہ گل صبح و شام اسی کا زبان بیزبانی خواستگار ہو کہ حمد رب اکبر

خالق بحر و برادران لیکن کیا طاقت و قدرت ہو کہ رنگ قدرت میں دخل دے سکے اور غنچہ سرسبز اس کے اوپر
 میں زبان کھول سکے سوسن صد زبان بلخ اوصاف میں عاجز و پریشان بنیل مثل آمنہ ششدر و حیران لالہ داغ پر دل
 ہر چند فرگس کوی حمد و ثنا میں بگاہ شوق و ذوق انتظار کامل کر کے قدم دہرتی ہو اُس پر بھی اُنس خالق اکبر کی
 حمد و ثنا میں کر سکتی ہو بڑے بڑے عاقل زمانہ خداوند کریم نے خلق فرماتے اور وہ ہمیشہ اس کی کلمہ ذات کی دریافت
 کرنے میں سرگردان رہے پاس عقل و دانش سے مگر ہمیشہ عاجز رہے اور اس کی کلمہ ذات تک نہ پہنچ سکے جیسا کہ
 شاعر کہتا ہے شعر توان در باغ غمت بہ سببان رسید نہ در کلمہ بے چون سببان رسید نہ
 ایسا خالق ہو کہ جس نے اپنی قدرت کا مایہ سے فرقہ انسان میں وہ و انسان خلق فرماتے کہ جن کے اوصاف بیان
 نہیں ہو سکتے پتے حضرت آدم محترم و محترم کو خلیفہ فرمایا روئے زمین کا بعد کے بعد و گیرے نبی و مرسل خالق فرماتے
 کافران دین کی ہدایت کے لیے مگر وہ یہ کاران عالم کسی طرح راہ راست پر نہ آئے اور ان پر گزینگان درگاہ
 خالق اکبر کو ایذا پہونچانے کے درپور ہوئے انواع و اقسام کی تکالیف ہی خاصہ یہ کہ خداوند کریم ہم سب پر مثل و درپور
 کے مہربان ہوا و رہا ری راحت و آرام کے لیے ہر قسم کی شرابی قدرت سے خلق فرمائی کوئی خداوند کریم کی مدح و ثناء میں
 کر سکتا ہو پاس قلم میدان مدح میں رہ روی سے عاجز ہوا ان اشعار پر ختم کرنا ہوں

تعب بات عروسان ماری	قیام آموز سرو جو سے باری	بلندی بخش ہر ہمت بلندی
پرستی افکن ہر خود پسندی	گند آموز زندان شمع خوار	بطاعت گیر پیران ریا کار

انیس خلوت شب زندہ داران	رفیع روز و رحمت گذاران
-------------------------	------------------------

اسی قدر مختصر حمد الہی میں زبان کھولی قلم باوجود وزبان ہونے کے اقرار و اعتراف کرتا ہر اب نعتا حمد مختار کا نقد
 ہو حمد الہی تو کوئی ٹکد ہی نہیں سکتا ہو گو تعریف و توصیف اس کے انبیا و اولیاء کی بھی مشکل ہو مگر میدان نعت
 میں اشیاء قلم کو جولان کرتا ہوں اور نعت سرو کا ثناءات فخر و جودات باعث ایجاد آسمان و زمین جناب ختم المرسلین
 اشرف انبیا حبیب کبریا معرض شریعین لانا ہوں سبحان اللہ خداوند کریم نے ایسا نبی برحق پیغمبر پاک ہوا عطا کیا کہ جسکی
 شان میں لوگ ممانعت الافلاک فرمایا ایسا نبی کہ جسکی تعلیم بر ذمہ عراج معرش کا تاج ہو زمین یہ مرتبہ ہوا ہمارے نبی
 برحق کا کہ حکم ہوا جبکہ حبیب خدا عرش سے برپو پہنچے تو نقد کیا کہ تعلیم کو پاس اقدس سے دور فرمائیں
 آواز آئی کہ اے حبیب ہمارے یہ کیا ارادہ ہو عرض کیا کہ جب جناب موسیٰ کو وہ طور پر تشریف لے گئے تھے
 تو حکم ہوا تھا کہ تعلیم کو دور کرو یہ مقام مقدس ہو پس وہ زمین تھی وہاں تو یہ حکم ہوا اور یہ تو عرش معلیٰ ہی

یہ ان کیونکر نہ دور گردن آواز آئی کہ ہم نے باعث قیام فلک بخاری نعلین کو مقرر کیا ہوا اور اسکی اسکے سر کا
تاج قرار دیا ہوا اور ہم نے وعدہ کیا تھا کہ میرے حبیب کی نعلین تیرے سر کا تاج ہونگی پس میرے وعدہ کو وفا کر مع
نعلین عرش پر قدم رکھو یہ مرتبہ ہی ہمارے نبی اکرم کا کہ مع نعلین عرش پر تشریف لے گئے تاہم پردہ قدرت پہنچنے
راغبنا زہوا جناب باری میں اور حبیب خدا میں دو کمان کا حاصل تھا یہ مرتبہ سوا سے ہمارے نبی کے دوسرے کو نہیں
مرحمت ہوا حبیب خدا سے جو اصحاب نے دریافت فرمایا کہ آپ کس زبان میں کلام ہوا جواب میں فرمایا کہ دمی کے
لب لہجہ میں کلام ہوا اور جو بات تجاب قدرت سے نکلا تھا وہ میرے دمی کے ہاتھ سے مشابہ تھا پس جو کہ حبیب خدا ہو
جبکہ خود خداوند کریم اپنا حبیب فرمائے جبکہ یہ مرتبہ ہوا اسکی تعریف و توصیف کیا کوئی کر سکتا ہو بقول شاعر

ایح احمد زبان پر کیونکر آئے | بحر کوزہ میں کس طرح سے سمانے

ایسا نبی ہو کہ عطا فرمایا کہ جوشل پدر و مادر کے ہم سبکا شفیق ہو اور جس نے اپنی امت کے لیے اور اسکی رہائی
قائم کے خاطر انواع انواع کے ظلم و بدعت سمجھ کر ان امت کے گوارا فرمائے اپنے پارہائے جگر کو اپنی امت پر
نثار کیا ہم لوگوں سے نہ عزیز کیا کھا ہو کہ بر ذریعہ استجاب میدان جعفر و نشر برپا ہوگا سب نہیائے سابقین نفسی نفسی
کتے ہونگے مگر ہمارے نبی اکرم اُمتی اُمتی فرماتے ہونگے ہم سبکی شفاعت فرمائیں گے آج سبیل و کوثر سے سیراب کریں گے
ایسے نبی برحق کی کیونکر مدح ثنا ہو سکے جکا شوق القہر ایک دنی اعجاز ہر جگہ نبی و پیغمبر ہونے کی شجر و چراستان و
حیوان تک نے شہادت دی آپ گو اُمتی تھے مگر قدرت خدا کل معجزات خدا داسرار الہی سے آگاہ تھے بقول شاعر

یہ کہے کہ ناگروہ قرآن درست | کتب حادثہ چن بخت بخت

آپ نے آکر اور ملتوں کو باطل فرمایا یہ کیا کم ہو کہ ہمارے نبی پردہ کتاب نازل ہوئی جو کہ منسوخ کر نیوالی
ہی تو ریت و زبور و انجیل کی ہمارے نبی پر وحی نازل ہوئی جبریل امین بالاسے آسمان سے وحی الہی
از جانب رب العزت لیکر حاضر ہوتے تھے بقول شاعر شعر امام رسل پیشوا کے سبیل

امین خدا حیط جبریل | دیگر حبیب خدا برت انبیا | کہ عرش مجید شش بود مشکار

سوار جہاںگیر بکراں براق | کہ گزشت رقص نیلی رواق

خلاصہ یہ کہ کوئی نسبت احمد کو نہیں بیان کر سکتا ہو گلشن لغت کو زکس شہلا دیدہ انتظار سے نگران ہو کہ کیونکر
بزبان بے زبانی نسبت احمد مختار بیان کروں ہوسن صدر زبان جبران ہو کہ کیونکر تعریف سرور کائنات بیان کروں
لالہ داغ بردل ہو سرود یوالب جو ایک پانون سے کھڑی ہو اس امر کی خواہش رکھتی ہو کہ اگر وہ سر پانون عطا ہو

تو میدان لغت میں پھردن اور جب خدا کی حمد و ثنا کر دن مگر مجبور ہوں خامہ دوزبان عاجز ہی
انسان کی تو کیا تاب و طاقت ہو کہ لغت احمد مختار بیان کر سکے خلاصہ یہ کہ ہر ایک عاجز ہی
سبحان اللہ جیسا نبی اور پیہ خداوند کریم نے ہجو مرحمت فرمایا ویسا ہی امام اور وصی نبی بھی مرحمت
فرمایا کہ جو کہ کرار غیر فرار ہو جسکی شان میں کئی مرتبہ رسول کریم نے ارشاد فرمایا کہ تمکلمی جسک جہی
و دمک دی جو کہ شیر خرد ہو اور وصی مصطفیٰ اسکی کوئی مانع کیا کر سکے حدیث میں آیا ہے کہ اگر تمام
جیسا جیسا ہی سکے ہوں اشجار تمام بجای قلم کے ہوں اور برگماہی وخت بمنزلہ کاغذ کے ہوں اور تمام
انسان و جن فضائل علی کا شمار کریں تو بھی نہ ہو سکے جسکے ایسے فضائل ہوں تو پھر میری کیا مجال ہو چین طرح
علی بن ابیطالب میں زبان ہلا سکوں یا مع بیان کر سکوں مگر برای ثواب کچھ تحریر کرتا ہوں بقول شاعر شعر

علی امام من است و نعم غلام علی | ہزار جان گراہی خدا سے نام علی |

منقبت حیدر کرار غیر فرار برادر احمد مختار کمیت خامہ کو میدان منقبت میں مہینہ کرتا ہوں اور بلبل شاخسار
فضاحت کو گلشن منقبت میں نقشہ سر کرتا ہوں خدا نے ہجو جیسا نبی عطا فرمایا ویسا ہی وصی و امام مرحمت کیا
مقام فخر و افتخار ہو کہ جیسا ہونہی بحق عطا ہوا ویسا ہی وصی مطلق صاحب اعجاز و کرامات زوج نہرا دلی خدا برادر
حبیب آلہ شیر بیشہ کربا نفلتخ بدر و جنین اسد رب مشرقین زوج بقول وصی رسول پدر شیر و شیر
فاتح باب خیبر قاتل عمرو انتر مالک حوض کوثر جسکی شان میں سورہ ہل اتے نازل ہوا جسکی شان میں ناول علی بروز
جنگ خیبر جبریل لیکر نازل ہوا جسکی شان میں یہ فقرہ نازل ہوا کہ ضربت علی یوم الخندق افضل من عبادت ثقیلین
جسکا خود خدا معرفت ہو جسکا ادنا معجزہ حجت شمس ہو جو کہ بروز ہجرت بستر رسول پر سویا جسکی زبان میں خدا نے
اپنے جیتے کلام کیا جسکو خدا نے ملوار و رسول نے اختر عطا فرمائی جیسا کہ ملا کاشی نے نظم کیا ہے شعر

اگر نبودی ذات پاکت آفرینش سبب | تا ابد حواسترون بودی و آدم غرب |

جسکو ساتھ رسول اکرم کی حجاج زہونی جسے خانہ کعبہ سے بتوں کو باہر کیا جسے دوشل نجی پر معراج پائی جسے
بنیاد کفر و بدعت عالم سے مٹائی جسے نور اسلام کو ہر ایک پر روشن و ظاہر کیا جو کہ ہر جنگ پیکار میں رسول مختار کا
سید پر ہا جو کہ بدوین جنگ کو فتح کیے ہوئے نہ پھر جو کہ کسی پہلوان سے زیر نہ ہوا ہر ایک پر غالب آیا ایسا امام ہجو عطا کیا کہ جسکے
اوصاف بیان نہیں ہو سکتے جو کہ ایک وقت میں چالیس مقام پر مہمان ہوا جسے بارہا روزہ پر روزہ رکھا اور اپنا قوت مختار ہون و دید
جو کہ یمین و درمکینوں و بیواؤں کا ہمیشہ سر پرست رہا خدا نے دلی فرمایا جسکے معجزات لاتعد و لا تحصى ہیں بشرکی تو کیا مجال ہو حجت منقبت

حیدر کرار بیان کرتے ہو جب رباعی تفریق علی بہ گفتگو ممکن نیست و گنجائش بجز دربر سبب نہیں ہے
 من ذات علی بواجبی کئے داکم | الا داکم کہ مثل اور ممکن نیست

مہبت تالیف و تصنیف کتاب بخدمت ناظرین یوں عرض رہا ہوں بلبل بوستان بلاغت حارۃ تصنیف میں یوں
 غصہ زن ہوتی ہو کہ ایک دن کا ذکر ہو کہ یہ خاکسار تہہ بمقدار جاہل مطلق بندہ گنہگار خالق اکبر حقیر کو میں شیخ نقی حسین
 بعد ختم ہر سہ جلد آفتاب شجاعت کی برائے قدم بوسی و زیارت جناب مستطاب معنی القاب بلال رکاب مستنشین
 دریکہ غرت حاتم دوران عاقل زبان غریب پرور عدل گستر شریف نواز قدردان سخن و اہل سخن اسطو فطرت
 سلمان جگت جمیش شوکت فریدون جہمت دارا صولت سکندر جاہ عالی ہمت گاہ جناب منشی پرانگ نرائن صاحب ہا در
 دام اقبالہ و اجلالہ مالک مطیع اور اخبار کے حاضر حکمت فیض رحمت ہوا مواد یہ ہو کر سلام بجا لایا زیارت سے مشرف ہوا
 قدم بوسی حاصل کی آنجناب نے ازراہ قدردانی و غلام نوازی کسی مرحمت فرمائی بین کتب تسلیمات بجا لا کر بیٹھ گیا
 آنجناب نے مسکرا کر فرمایا کہ اب سوائے آپ کے ہمارے مطیع میں پرانے لوگوں میں سے کوئی نہیں جو میں نے دست بستہ
 عرض کیا کہ جی ہاں ہوائے اس حقیر کے اب کوئی نہیں جو منشی احمد حسین صاحب قمر نے بھی انتقال فرمایا یہ غلام بھی
 حضور سے رخصت ہونے کو آیا ہو کیونکہ یہ خیال ہوا کہ اب آپ سے رخصت ہو لوں حیات کا کیا اعتبار چرخ سحری ہو رہا
 ہوں کہ اب گل نہو جب گل ہوا شاید پھر زیارت نصیب ہو یا نہو یہ حیرت لیکو اس دنیا سے جاؤں کیونکہ یوں ہر ماہ
 میں زیارت حضور و قدم بوسی سے مشرف ہوتا اور آپ کی ذات سے پرورش پاتا تھا جو سلسلہ پرورش
 پانے کا خاتم ہو گیا لہذا اب مجھ کو رخصت فرمائیے نہیں کر فرمایا کہ کیا جو دفتر ختم تحریر کر رہے تھے وہ تمام ہو گیا میں نے
 عرض کیا کہ جی ہاں تینوں جلدیں جو کہ زیر تحریر تھیں وہ تمام ہو گئیں اب بیکار ہوں یہ سماعت فرما کر اہلکاروں
 کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ کیا ہمارے یہاں اب کوئی کتاب ایسی نہیں جو کہ جس کا ترجمہ شیخ صاحب فرمائیں انھوں نے عرض کیا
 کہ جی نہیں اب کوئی کتاب ایسی نہیں جو یہ سماعت کر کے کچھ عرصہ تک سکوت فرمایا چونکہ قدردان ہیں صاحب
 کمال ہیں شرفا کی پرورش فرماتے ہیں ورنہ میں کب اس قابل تھا اور اس ملائق ہوں کہ کوئی قدر فرماے
 مگر آنجناب موصوف ازراہ عدل گستری و شرفا پروری قدر فرماتے ہیں بڑی دیر کے بعد فکر فرما کر سر اٹھایا اور فرمایا
 کہ وہ ذخیرہ جو کہ منشی احمد حسین صاحب قمر طلسم زعفران زار کو تحریر کر کے داخل مطبع کر گئے ہیں اور وہ دفتر میں رکھے ہوئے
 ہیں انکے انتقال کے بعد انکی تحریر ہونے کی نوبت نہیں آئی انکو تو لا بؤ اسی وقت وہ اجزا جو کہ قریب
 سا تھ جزدن کے چھ منشی صاحب نے تحریر کر کے داخل کر کے اقل کے لئے انکے بعد کے اجزا تحریر کرنے کی مہلت چھنانے ندی

کہ اسکے آگے وہ تحریر کرتے وہ ذخیرہ دفتر میں رکھے ہوئے ہیں بموجب حکم فوراً ہلکا روٹنے حاضر سیکے
جناب مہر نے وہ ذخیرہ ہاتھ میں لیکر اور میری طرف اشارہ فرما کر فرمایا کہ لو ان اجزا کو لے جاؤ اور اسکے بند سے
تحریر کرو مگر دو جلدوں میں یہ بیکار پڑے ہوئے تھے کوئی رسکا پورا کرنے والا سوائے تمہارے نہیں ہے میں نے
سلام کیسے یہ عرض کر کے لیا کہ آپ قدر فرماتے ہیں درمیان کس لائق ہوں لیکر ہٹا کہ آنجناب سے فرمایا کہ
یہ امر ممکن ہے کہ اسکے بعد سے تحریر کرو اور جو موافق سے کسی قسم کا نقص نہوین سے ہا تمہارا بندہ کر عرض کیا
کہ اگر خدا نے چاہا اور آپ کے اقبال نے یادری کی اور مدد تو یقین کرتا ہوں کہ تحریر کروں اور کسی قسم کا
نقص نہو آپ کی عنایت سے یہ کوئی امر نہیں ہے فرمایا کہ اچھا ایک جز تحریر کر کے ہلکو دیکھنا کہ ہم دیکھیں کیا جوڑ لگایا
چنانچہ میں بجا تھوڑے عرصہ کے خلعت ہو کر چلا گیا اسوقت تو خیال اس امر کے کمالا مرفوق الادب کچھ انکار نہ کیا
بموجب حکم کے اقرار کیا اب جو اپنے مقام پر آگرا سکودیکھا تو بڑی دقت پائی اول تو دوسرے کی تحریر پر قلم
اٹھانا اور اسکو تحریر کرنا معلوم نہیں اسنے کیا خیال کر کے سلسلہ تحریر کو آغاز کیا تھا اور کیا اسکا منشا تھا کیا
واقعات وہ تحریر کرتا اور تم کیا تحریر کر دے چونکہ خداوند کریم کو میری عزت رکھنا تھا اور میں نے جو اسکی
ذات پر بھروسہ کر کے اقرار کر لیا تھا اسنے آسان کیا خیال میں آیا کہ تحریر تو کر خدا مالک ہے چنانچہ قلم اٹھا کر نام خدا
لیکر تحریر کرنا شروع کیا اس خدا نے آسان کیا ایک جز تحریر کر کے داخل کیا پسند آیا بہت حسین و آفرین سے
سرفراز فرمایا اب لکھنا شروع کیا خلاصہ یہ کہ ایک جلد تحریر کر کے تمام کی بفضل خدا جلد اول تو تمام
ہوئی اب جلد دوم کی تحریر میں کوشش کی اسکو بھی تحریر کرنا شروع کیا یہ بھی عنایت بہت
خداوند کریم سے تمام ہو جائے گی ناظرین والا تمکین کی خدمت عالی میں دست بستہ گزارش ہو کہ اگر
کوئی غلطی ملاحظہ فرمائیں اسکو ازراہ مہربانی و عیب پوشی کے پوشیدہ فرمائیں میری عرق ریزی کا
خیال فرما کے مجھ کو خلعت حسین و آفرین سے سرفراز فرمائیں کیونکہ انسان مرکب سے خطا
و غیاں سے شاید کسی مقام پر کچھ رہ گیا ہو یا رہ جائے تو آپ لوگ معاف فرمائیں یہ ان لوگوں کی خدمت
میں عرض ہو کہ جو کہ قدر فرماتے ہیں ان لوگوں کی خدمت میں عرض نہیں کہ جو گناہ سدا
ہیں اور بیکار کا حسد فرماتے ہیں پس میں نے دل سے ان لوگوں کے لیے دعا کرتا ہوں کہ جو کہ
ازراہ قدر و انی عیب پوشی فرماتے ہیں اور جناب بابو صاحب کے لیے غیب و روز خداوند کریم میری
دعا کو قبول فرمائے آمین کثر آمین آدم بر سر قلم

آغاز داستان امیر حمزہ صاحب قرآن ثانی سلیمان لعل قاف ہر میدان مصاف شیر بیشہ جنگ
شکستہ لکان رسم و شان صاحب گرز سام بن نریمان ساقی نامہ

ساتیا تو شراب وہ ڈہل کا جو کہ و کھلا دے بہان کا انقلاب تو رہے ساقی جہان میں برقرار دیدے بھر کر جام اپنے ہاتھ سے	کاگ اڑتا ہو جسکی بوتل کا جھوم کر کوہ سار سے اٹھیں گھٹا تجھ پہ ہم رندوں کا ہی دار و دار نشہ میں لکھنؤ ہمارا داستان	آج وہ ساقی پلا مجھ کو شراب میں کشو کا دل نہ اے ساقی گھٹا میکھ کے کی خیراے ساقی رہے پڑھ کے ہوں مخلوط سپیر و جوان
--	--	--

غزل

کسین کیونکر کہ دل میں ہم نہیں ارمان رکھتے ہیں شکایت یار کی اے دل سمجھ کر جس میں کرنا رقیب رو سیاہ درجائیگا کیا بزم میں چلے	تمنا جائے کیونکر ہم بھی آخر جان رکھتے ہیں مثل مشہور ہو دیوار دور بھی کان رکھتے ہیں سہا ہم ایسے ویسے کو بہت پہچان رکھتے ہیں
--	--

غزل ویکرا

اے سپکے حسن کا جواب نہیں مشرم آتی نہیں حجاب نہیں غیر کہتا اگر تو کچھ کہتے آج ساقی نہیں شراب نہیں	اک قیامت ہو یہ تباہ بین مفت برباد کر دیا دل کو آپنی بات کا جواب نہیں حسن اس شوخ کا قیامت نہیں	چاند سے منہ پہ کیوں نقاب نہیں تجس بھی غامان خراب نہیں کل تو گلشن میں سب سیا تھا دیکھنے کی کسی کو تاب نہیں
جب سے وہ شوخ پاس ہو حیدر چلن ہو دلو اضطراب نہیں		

ہیست

ہر بزم سخن طوطی خوش نوا بدین زمزمہ شد تریم سرا + بیاض شوہر ہم دم رشتان ہو کہ باز آدم ہر سر داستان +
راویان اخبار و ناقلان آثار و ماکیان خوش گفتار طویل شاخسارے معنی کو یون چمن فضا میں
زمزمہ سنج کرتے ہیں و طوطی شکر شان فصاحت کو حدیقہ بلا حوت میں یون نغمہ سرا کرتے
ہیں فضا حان طلسم مضامین و سیاحان عجائبات معنی لوح قلم سے طلسم معنی کو یون فتح کرتے ہیں کہ ناظرین عالی فہم
و نازک خیال کی بجزئی یاد ہو گا کہ اس جلد کو اس حقیر نے اس مقام پر ترک کیا ہو کہ بعد قتل ہونے بہ ستون چاہیے

اور برباد ہونے کو بے ستون کے وزیر بے ستون نے صاحبقران کی اطاعت کی اور سب سرداروں نے اہل شکر کو
 لیکر حاضر خدمت ہوا تھا بادشاہ طلمس بنی سیمائی بلند آواز صاحبقران سے اعانت لیکر تخت سحر پر سوار ہوا
 ایک طرف کوروانہ ہوا اور چند سرداران بدکردار باہم صلاح کر کے مردار خوار و نکو خبر کرنے گئے ہیں
 صاحبقران مع دونوں حکیموں اور سب سرداروں و وزیر بے ستون کے طرف اپنے بارگاہ کی خوشی و خرمی واپس
 چلے گئے خواجہ عمر و رکاب پر اتار رکھے ہوئے تھے کہ یکایک چبہ گلا اور خواجہ کو اٹھائے گیا پس صاحبقران
 انوس کتان طرف بارگاہ کے تشریف لے چلے ہیں اسی مقام پر یہ داستان جبرائیل میں چھوڑی گئی جواب حال
 ان سے کارون کا سحر پر کیا جاتا ہے کہ وہ جو دیوان سے بھاگے تو سیدھے ہمیشہ مردار خواران میں پہنچے ضرغام
 مردار خوار و مریخ مردار خوار اپنے مقام پر بیٹھے ہوئے تھے سب ملازم اس کے حاضر تھے ذکر ہو رہا تھا کہ کئی دن کے
 کچھ خبر ہے ستون جادو کی نہیں معلوم ہوئی کہ سنا گیا تھا کہ طلمس کشا آیا ہے اور اس سے مقابلہ ہو رہا ہے یہ معلوم کیسکو
 فتح نصیب ہوئی اور کیسکو شکست مردارون نے جواب دیا کہ ہم کو کیا بے ستون نے طلب نہیں کیا اور نہ ہم ضرورت
 ضرغام نے جواب دیا کہ ہم اس کے نمک خوار ہیں ہم پر فرض ہے کہ ہم کمک کریں کوئی اس کے طلب کرنے اور
 نہ کرنے کی ضرورت نہیں ہو پس ہم کو لازم ہے کہ بدو ن طلب کیے ہوئے جا کر کمک کریں سب نے جواب دیا
 کہ آپ سردار ہیں جو آپ کی مرضی ہم موجود ہیں یہ منکے ضرغام و مریخ نے ایسوقت حکم دیا کہ ہمارا لشکر طیار ہو
 ہم بے ستون کی خدمت میں جائیں گے یہ حکم دینا تھا کہ شکر مردار خواران میں کمر بندی ہونے لگی خود وہ دونوں
 بھی آلات حرب و ضرب سے آراستہ ہونے لگے راوی بیان کرتا ہے کہ ایک دیوار مابین کوہ بے ستون ہمیشہ مردار خواران
 حائل ہے کہ جسکو مد بے ستون کہتے ہیں وہ سحر بے ستون جادو سے بنی ہوئی ہے بے ستون جادو نے یہ دیوار میں غرض
 درمیان میں پہنچی تھی کہ مردار خوار میرے ملازموں وغیرہ کو تکلیف نہ پہنچائیں گو کہ مردار خوار بھی اسی کے
 تابع حکم ہیں بے ستون کو اپنا آقا و ولی نعمت خیال کرتے ہیں بلکہ اپنا خدا جانتے ہیں اور طریق بھی بے ستون کا
 یہ ہے کہ جو قدر جانور وغیرہ یا انسان دیکھ جو کہ لاوارش ہیں اور چاہتے ہیں انکی لاش و جانور ان مردہ کی لاش ان
 مردار خواروں کے لیے مقرر کر دین ہیں کہ ہمیشہ انکو پہنچے جاتی ہیں اس سبب سے یہ زیادہ تر تابع حکم ہیں اور
 جان و دل سے اطاعت کرتے ہیں انکو حکم ہے کہ جب تک ہم ملو طلب نہ کریں تم نہ آنا بدو ن ہمارے بلائے ہوئے
 بدین سبب یہ مردار خوار اپنے ہمیشہ میں رہتے ہیں اور حرم میں آتے ہیں مگر خبریں انکو ہر واقعہ کی گذشتہ ہیں
 چنانچہ یہ انکو معلوم ہوا تھا کہ بادشاہ سے اور طلمس کشا آیا ہوا ہے سحر کہ پڑا ہے یہ خبر ان کے لئے کہ ہمارے کون نہ یاد کیا

پتا پتا سی سبب سے انھوں نے خود بخیاں نک نک خوار سی قصد ملک کیا ہی اور لشکر کو تیار ہونے کا حکم دیا ہی لشکر
تیار ہو رہا ہی اور آٹھ تین پر آراستہ کر رہے ہیں کہ بھائیک وہ دیوار جبکہ میں نے ذکر کیا ہی خود بخیاں نک نک و بنیاد سے گڑی
اور غبار بلند ہوا اور شور غل پیدا ہوا تاریکی ہوئی بہت سے مردار خوار و ب گئے اور ہلاک ہوئے یہ دیکھا کا اور شور
غل جو ہوا اور بے ستون کی سمت سے آواز گریہ تاری جو سنائی دی انھوں نے حیران ہو کر اس طرف کو دیکھا
تو دیوار کو گرا ہوا پایا اور شور غل سنا چونکہ یہ اس امر سے بخوبی آگاہ تھے کہ یہ دیوار سحر ہی جب بے ستون جادو
ہلاک ہو گا اسوقت یہ دیوار منہدم ہوگی اور برباد ہو جائیگی یہ جو انھوں نے دیکھا ایک بار ایک چنگاری
ضرغام دیکھ پکارا کہ بڑا غضب ہوا ہمارا مالک و آقا و خدا وند شاید ہلاک ہوا جو یہ دیوار گری اور صحرائے
بے ستون و کوہ بے ستون کی طرف سے صراستہ گریہ و تاری ہوا ہی غبار بلند تاریکی ہو رہی ہو ضرور کوئی
بڑی کوئی آفت آئی ہو دیوار گری ہو کیونکہ بادشاہ نے فرمایا تھا کہ جب میرے اوپر کوئی آفت آئے گی اور میں
ہلاک ہونگا تو یہ دیوار گولیگی پس اس دیوار کے گرنے سے یقین اس امر کا ہوتا ہی جلد ہی خیرات تو کوئی شی
ایسی حائل نہیں ہو کہ زبائین یا اجازت طلب کریں یہ کھراٹھے اور اس دیوار کے قریب آگے نگاہ غور سے طرف
کوہ بے ستون کے دیکھا انکو اس طرف خاک اڑتی ہوئی نظر آئی اور کوہ بے ستون کا کہیں نام و نشان نہ تھا
سرمیت کر کہا کہ افسوس بے ستون جادو و مہر و ہلاک ہوئے کہ کہیں کوہ بے ستون کا پتہ بھی نہیں ہی جلد چلایا تو
کوئی خرابی واقع ہو یہ کہنا تھا کہ سب لشکر اسوقت چلنے پر آمادہ ہوا یہ دونوں بھی مرکب پر سوار ہوئے پس پشت
لشکر نے صف باندھی چلنے کو کہ ضرغام مردار خوار و میرکج مردار خوار نے دیکھا کہ بہت سے کوہ بے ستون کے باشندے
بحال پریشان سرگردان چاک گریبان چلے آتے ہیں اور انکے ہمراہ لشکر بے ستون کے لوگ بھی ہیں
بیان تک کہ وہ سب یہ کار و سیاق قلب بیان آکر پہنچے چونکہ وہ لوگ ضرغام و غیرہ سے آگاہ تھے آتے ہی
حال کہا اور فریاد کرنے لگے کہ اے پہلوانان دوران دای گرشاسب زمان بڑا غضب ہو گیا کہ ہمارا آقا و سردار
مارا گیا کوہ بے ستون برباد ہوا طلسم کشا نے کوہ بے ستون پر اگر بے ستون جادو کو قتل کیا اور بادشاہ طلسم ربا ہو گیا
تمام کوہ برباد ہوا وزیر نے من کل لشکر و سرداروں کے طلسم کشکی اطاعت کی ہم نے جو حال دیکھا ہم وہاں سے
بھاگے کہ آپکو خبر کریں اور آپکو آگاہ کریں تاکہ آپ بیان سے چلکر آقا بے خون کا معادہ زمین اور طلسم کشا اور اسکے
اہل لشکر کو قتل فرمائیں دیکھے ملاحظہ فرمائیے وہ غبار بلند ہوا ہی سب آثار بادشاہ کے قتل و کوہ بے ستون کے
برباد ہونے کے ہیں جلد خبر لیجئے ہم سب اور آپ بھی نے سردار کے سوئے اب کوئی سرپرست نہیں رہا کوئی

دابل کوہ بر باد ہو گئے ضرغام یہ سننا تھا کہ طلسم کشا نے اگر بے ستون جادو کو قتل کیا شکر تباہ ہوا کوہ بے ستون بر باد ہوا
 بس کت افسوس ملکر زانو پر ہاتھ مار کر مریخ سے کہا کہ بھائی غضب ہو گیا خداوند بے ستون مارے گئے ہکو خیر
 نہ کی خود مقابلہ کرنے پر آمادہ ہو گئے اور رڑ کر جان دی ہم یہاں بیٹے خیر رہے کیوں بھائیوں طلسم کشا
 کہاں جو ابھی چلکر اس سے خون کا معاوضہ کریں اور اسکو قتل کریں وہ نہ معلوم کس امر پر بھولا ہونہ معلوم
 کیونکہ طلسم کشا نے بے ستون جادو کو قتل کیا انکا قتل ہونا بہت دشوار تھا کیونکہ وہ ساحر زبردست تھے اسنے
 حال پر بادشاہ طلسم کشا کی بڑی غنابت اور پردریش تھی اپنا قوت بازو جلتے تھے اکثر بادشاہ نے فرمایا ہو یہ کیا آفت
 نازل ہوئی جو ایسا ساحر زبردست یوں مارا گیا افسوس ہکو خیر بھی نہ ہوئی مریخ نے جواب دیا کہ اس تقریر سے کیا
 فائدہ جلد بیان سے چلو اور عوش خون لو اور معاوضہ خون بادشاہ بے جادو سن طلسم کشا اس کے ہمرائیوں کو
 قتل کر دھڑغام نے جواب دیا کہ بھائی اسی سبب سے تو دریافت کیا تو کہ طلسم کشا کہاں ہوا ان فراریوں نے
 جواب میں عرض کیا کہ طلسم کشا اسی مقام پر زید کوہ اوترا ہوا تھا جب کوہ بر باد ہوا اب سوائے میدان کے
 کہیں کوہ کا پتہ بھی نہیں تھا اس صحرائ میں ایک طرف ہم بے سردار کے ٹھہری ہوئے تھے اور ایک طرف طلسم کشا مع اپنے
 لشکر کے فردکش تھا اسی حالت میں جنگ مقبوضہ واقع ہوئی ہم لوگ بے سردار تھے ہم نے شکست کھائی کفرار پر قرار
 لیا ہم یقین کرتے ہیں کہ طلسم کشا اسی صحرائ میں فردکش ہو گا کیونکہ ہم اسکو اسی مقام پر پھوڑائے تھے اسی مقام پر ہو گا
 آپ تشریف لے چلین ضرغام نے مریخ سے کہا کہ اسی بھائی یہاں سے چلو اور جاتے ہی لشکر طلسم کشا پر گرد خواہ وہ
 ہوشیار ہوں خواہ بے خبر خواہ آمادہ پیکار ہوں خواہ اسلحہ کھوئے ہوئے ہوں پس جاتے ہی قتل کرنا شروع کرو
 اور ایک ایک کو کھانا شروع کر دوںج خوب شکم سیر ہو کر کھانا جسکا خوت تھا اور جس سے اقرار تھا اور جسکے تابع حکم تھے
 وہ تو مارے گئے اب ہم کسکا خیال کریں اور کسکا خوف کریں یہ سب ہمارے آقا و مالک کے دشمن ہیں انکا کھانا بہت
 خوب ہوا اور بہت بہتر ہی مریخ نے جواب دیا کہ اسی بھائی جو تمہاری رائے اچھا اہل لشکر کو یہ بھی حکم دیا کہ جاتے ہی
 لشکر طلسم کشا پر گرین کسی کی فریاد نہ سنیں اور چیر کر کھانا شروع کریں کیونکہ یہ لوگ ہماری خوراک ہیں ضرغام نے
 اسوقت اہل لشکر کو یہ ہی حکم دیا اور ان نزاریوں سے کہا کہ تم آگے آگے چلو اور مجھکو لشکر طلسم کشا کا نشان بتاؤ
 انھوں نے عرض کیا کہ بہت خوب پس وہ فراری تو آگے ہوئے اور یہ دونوں حرامزادے مع اپنے کل لشکر کے جو کہ
 قریب چالیس ہزار کے تھا ایک مرتبہ سرکب چھا کر چلے اور صاحبقران مع کل سرداروں و حکیموں و اہل لشکر
 کے طرف بارگاہ کے چلے تھے صاحبقران کے ہمراہ وزیر بے ستون مع اپنے کل اہل لشکر و سرداروں کے تھا

صاحبقران برائے خواجہ افوس کرتے ہوئے سبکو ہمراہ لے ہوئے چلے جاتے ہیں دو دن حکیم سر صاحبقران پر
 زرمیخ و سفید نثار کرتے ہوئے چلے آتے تھے اپنے فرود گاہ پر نہ پہنچے تھے کہ ایک طرف سے گرد و غبار بلند ہوا
 اور ایسا غبار بلند ہوا کہ روئے آفتاب پوشیدہ ہو گیا تمام جنگل میں تاریکی پھیل گئی یہ معلوم ہوا کہ سیاہ اندھی اٹھتی ہوئی ایک
 حکیم عقلینوں کی نگاہ اس غبار پر چڑھی داخل لشکر کے تمام لشکر میں فل و شور برپا ہوا کہ جلد بڑھو اور پر چلو کہ بڑے
 غضب کی اندھی اٹھتی ہوئی اور اسکے عقب میں پانی میں بھی بہت شدت سے اٹھتا ہوئی اگر پانی پڑا تو جل قتل بھر دیا
 اس سے بہتر یہی کہ قبل بارش ہونے کے اپنے مقام پر پہنچ جائیں ایسا نہ کہ راہ میں پانی پڑنے لگے
 اور سب لوگ شرا اور ہون اہل لشکر کے قدم ٹپکے اور فرود گاہ کی طرف چلے اور حکیم عقلینوں نے یہ رنگ دیکھ کر
 صاحبقران سے کہا کہ جلد تشریف لے جائے بار گاہ میں ملاحظہ ہو کہ کس شدت سے اندھی اٹھتی ہوئی اور اس اندھی اٹھنے سے
 یہ معلوم ہوتا ہے کہ بارش بھی بہت شدت سے ہوگی یہاں نہ کوئی درخت ہے اور نہ کسی قسم کا سایہ ہے کہ جہاں ٹھہر کر
 پانی سے اپنی کو چھپائے گا صاحبقران نے اس طرف ملاحظہ فرما کر ارشاد کیا کہ بالکل خوف نکر رہو یہ اندھی نہیں ہے
 نہ آثار بارش میں بلکہ کسی لشکر کی آمد ہو کوئی لشکر اور ہر سے آتا ہو یہ اسکی آمد سے غبار بلند ہوا ہے چونکہ تیز آ رہا ہے
 بدین سبب اس کثرت سے غبار بلند ہو حکیم عقلینوں نے عرض کیا کہ آؤ ہر سے کون آئیگا کیونکہ یہ معلوم یہاں سوائے
 کوہ بستانوں کے دوسرا مقام نہیں ہے نہ کوئی شہر آباد ہے نہ اسکا بادشاہ آتا ہو کوہ بستانوں تک یہی صحرا ہے منزلوں
 کے بعد سرحد طلسم ہے تو اس سرحد کی طرف سے کوئی آ نہیں سکتا ہے اگر یہ خیال کیا جائے کہ بادشاہ طلسم نے
 یہاں کی خبر اپنی کی خبر یا کسی سردار کو روانہ کیا ہو وہ لشکر لیکر آ رہے آتا ہو تو یہ غیر ممکن ہے کیونکہ ہر طلسم کا
 یہ طریقہ ہے کہ سوائے طلسم کشاکش کے جو اور کسی سمت سے داخل طلسم ہوگا علاوہ دروازہ طلسم کے اسیر ہو جائیگا خواہ وہ
 باشندہ طلسم ہو خواہ غیر باشندہ یا اسی طور سے اگر خلافت دروازہ طلسم سے طلسم کے باہر آنے کا قصد کرے گا تو بھی نہیں
 اسکتا ہے پس کیونکہ یہ خیال کر لیا جائے کہ یہ جو لشکر آتا ہے یہ طلسم سے آتا ہے یا کوئی ملک اور اس طرف آباد تھا
 تھا بادشاہ آتا ہے یا کل خلافت نقل ہو یہ تو میں عرض نہیں کر سکتا ہوں کہ آپ دروغ فرماتے ہیں یہ علامت لشکر
 کے آنے کی ہو مگر قیاس کام نہیں کرتا ہے کہ اوہرے کا لشکر آتا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ خواہ کوئی ملک
 اور ہر ہو خواہ نہ خواہ یہ لشکر جو کہ آتا ہے طلسم سے آتا ہو خواہ نہ آتا ہو غبار تو لشکر کی آمد کا ہی ثبوت معلوم ہوگا
 کوئی شہر آباد ہوگا یا بستانوں نے کسی ساحر کو کسی صحرائین مقیم کیا ہوگا تم اس حال سے آگاہ نہ ہو گے
 حکیم عقلینوں نے عرض کیا کہ یا صاحبقران جو آپ فرمایا کہ ثبوت معلوم ہوگا کہ کوئی شہر آباد ہوگا اسکا یہ

جواب ہو کہ میں بھی ایک رکن طلسم سے ہوں اور ہا نیان طلسم نے مجھ کو بھی منیر طلسم و محافظ طلسم قرار دیا ہو کوئی مقام یا زمین
 ہو اس طلسم میں جو کہ مجھ کو نہیں معلوم ہو سو اسے لوح اور مقام لوح کے کہ وہ بادشاہ طلسم کو معلوم ہو نہ کوئی ایسا راز طلسم کا
 ہو کہ جو مجھ پر مخفی ہو اقد میرے اوپر ظاہر نہ ہو اگر ایسا ہوتا تو میں کیونکر آپ کی تشریف اداری سے آگاہ ہوتا پس مجھ کو بخوبی
 معلوم ہو کہ اب یہاں کوئی ملک اس طرف کو نہیں ہوتا یہ امر کہ بے ستون کسی سا جگہ کو اس صحرا میں آباد کیا ہو
 تو ممکن ہو اور مجھ کو آگاہ نہ کیا ہو مگر میں یہ عرض کرتا ہوں کہ بے ستون کا یہ طریقہ تھا کہ وہ جو کام کرتا تھا پہلے مجھے رائے
 لے لیتا تھا اور میرا بہت پاس کرتا تھا جو میں رائے دیتا تھا اگر موافق ہوتی تو غیر درمخلاف میں بحث کرتا تھا اگر میں
 غلطی پر ہوا اور اسے مجھ کو قائل کیا میں نے اسی حالت میں موافقت کی اگر وہ غلطی پر ہوا اور میں نے اسے قائل کیا
 اسے میری رائے کو پسند کیا پس اگر وہ ایسا کرتا تو ضرور مجھ کو خبر کرتا اور رائے مجھ سے لیتا صاحبقران نے فرمایا
 کہ یہ جو تم نے کہا بہت ٹھیک ہے بعض امرا یہ ہوتے ہیں کہ انکو اپنے باپ سے پوشیدہ کرنے میں اپنی اولاد سے
 نہ کہ اپنے برابر والے سے پس کسی مصلحت سے بے ستون نے انکو اس امر سے آگاہ نہ کیا ہو کیونکہ وہ اس قسم کا ملک کا
 حاکم تھا حکیم نے عرض کیا کہ یہ جو آپ نے فرمایا میرے ذہن میں آیا میں نے آپ شک و اطمینان نہ میں نے شناخت
 کرتا کہ یہ لشکر کی آمد میں نے اس گرد و غبار کو دیکھ کر آندھی تصور کیا اور آٹا بارش جو کہ خدمت عالی میں عرض کیا
 ملاحظہ ہو کہ کس قدر تیزی کے ساتھ چلی آتی ہے اور ہمارے لشکر کے بھی لوگوں نے یہ خیال کر کے شاید قدم تیز کر دیے
 میں کہ آندھی و بانی اٹھا ہو جلد فرد گاہ پر پہنچ جائیں تاکہ پیچھے سے محفوظ رہیں صاحبقران نے فرمایا کہ ضرور
 اسی خیال سے تیز قدم کر دیے ہیں ان کو منع کر دو کہ جلدی نہ کریں یہ آندھی و بانی نہیں ہے بلکہ لشکر کی آمد ہو گی اور
 کا لشکر آتا ہے اگر ملک تیزی کے ساتھ راہ طے کرتے دیکھنے کا تو خیال کریگا کہ یہ لوگ ہمارے خوف سے بھاگے جاتے ہیں پڑاؤ
 کی طرف اسکی نگاہ میں ہم لوگ قیروں جاؤ گے اور یہ ہمارا طریقہ نہیں ہے کہ ہم لہجہ کی آمد کے خائف ہوں ہماری جڑ ہے
 و ہم میں خلل ہوگا حکیم نے عرض کیا کہ بہت خوب اور اسی وقت پکار کر اہل لشکر سے کہا کہ صاحبقران فرماتے ہیں کہ
 کیا بھاگتا آئی ہو کہ ہم لوگ یوں بھاگے جاتے ہو یا کوئی تمہارے عقب میں قتل کرتا چلا آتا ہے کہ اسکی خوف سے یہ عالم
 ہو کچھ بیان تو کرو تاکہ ہم بھی آگاہ ہوں سب ادب و قاعدہ فراموش کیا ایسے خائف ہوئے یہ تو بیان کیا جاسکے کہ
 اس خوف کا کیا سبب ہو اگر اس خیال سے جلدی کی جاتی ہے کہ آندھی اٹھی ہے اور بارش ہوگی اول تو اس سے خوف کیا
 بہت ہو گا سب بھیگ جاؤ گے کوئی نقصان و ضرر نہ ہو گا دوسرے یہ کہ یہ نہ تو آندھی ہے نہ بانی ہے یہ آمد لشکر ہے اسی کا
 غبار بلند ہوا ہو پس کیوں اس قدر جلدی کر کے اپنے کو بدنام کرتے ہو اور حریف کو بھی اپنے حال پر جرأت دلائے ہو اور وہ ہی

لکھنے جو کہ صاحبقران نے لکھنے سے پہلے لکھنے کے لئے اپنے مالک و افسر و آقا کے تابع حکم اور فرمانبرداری
 کے سب سے قدم رکھ لیا اور اپنی چال پر آگے چونک نکلا۔ اسی طرح ادا طاعت مردار کو واجب جانتے تھے
 اور وہ تو اہل لشکر کے قدم رکھنے اور جلدی سے باز آئے اور صاحبقران نے وزیر بے ستون کی طرف مخاطب ہو کر
 فرمایا کہ کیوں وزیر اعظم جہد سے یہ گرد و غبار بند ہوا اور آمد لشکر کی علامت پانی جاتی ہو اور کوئی شہر بے ستون
 جادو نے آباد کیا تھا یا نہیں یا کوئی ساحل یا یہ کہ خبر بر باد کی کوہ بے ستون کے آتا ہے مع اپنے تابعین کے وزیر بے ستون
 نے سر اٹھا کر اس طرف کو دیکھا جو قبل دیکھ کر تو جیسا ہی تھا اور دل میں کہہ رہا تھا کہ خدا خیر کرے کیونکہ مجھ کو آثار بڑا مدام
 ہوتے ہیں ایسا نہ کہ مردار خواروں کو خبر ہو گئی ہو انھوں نے ادا صر کا قصد کیا ہو اور وہ ہی آتے ہوں تو بڑی خطرہ
 ہو گی پھر اس لشکر کا بچنا محال ہے یہ لوگ ادا صر کا کیا جانیں یہی طریقہ سے لڑیں گے جو کہ ان کے طریقہ ہیں وہ آتے ہی
 کھانا شروع کر دیں گے کیونکہ حادثہ اسی امر کی جو دوسرے وہ وحشی وہ اس جنگ و پیکار کو کیا جانیں تب سے وہ
 بیکے بے ستون کو اپنا خدا خیال کرتے ہیں نام پر مرتے ہیں پس جب یہ سنا ہو گا کہ بے ستون مارا گیا ضرور
 چل کھڑے ہونے ہونگے دیکھ لیا ہو وہ ہی یہ خیال کر رہا تھا اور قصد کر رہا تھا کہ صاحبقران اس طرف
 مخاطب ہوں تو میں عرض کر دوں کہ صاحبقران نے دریافت کیا وزیر بے ستون نے اس طرف دیکھ کر وہ بارہ ہاتھ
 باز ہلکے عرض کیا کہ جو آپ کا خیال بہت درست ہے یہ گرد و غبار آمد لشکر کا ہو اور یہ مردار خواروں کا لشکر و اس کے
 دو افسر ہیں جن کے نام یہ ہیں کہ ضرغام مردار خوار و میخ مردار خوار چالیس ہزار مردار خوار ان کے تابع ہیں یہ اُن کے
 افسر ہیں جن خیال کرتا ہوں کہ وہ ہی دونوں بے ستون کی خبر قتل کے مع اپنے ہر اہیوں کے آتے ہونگے
 یا طلسم کشا یہ بیکے بڑے حوا مزاد سے ہیں اور بہت بہادر ہیں خصوصاً میخ و ضرغام یہ دونوں تو جرات و قوت ہیں
 اپنا شل و تیر نہیں رکھتے ہیں خداوند کریم آپ کو ان کے شر سے محفوظ رکھے مجھ پہلے ہی سے اس امر کا خوف تھا اور
 خیال گرا اس وجہ سے عرض نہ کر سکا کہ شاید خطر اقدس کو ناگوار ہو اور میری عرض خلاف طبع مبارک ہو میرے
 نزدیک مناسب ہو کہ ان کے آنے کے قبل فرد و گاہ پر پہنچ جائیں تا اہل لشکر ان کے شر سے محفوظ رہیں کیونکہ یہ لوگ
 جنگی اور وحشی مزاج ہیں طریقہ جنگ پیکار سے بالکل ناواقف ہیں ایسا نہ کہ وہ حوا مزاد سے بے سبب ناواقفیت
 سے آتے ہی لشکر پر گر پڑیں اور قتل کرنا شروع کریں تو خرابی ہو کیونکہ ہم لوگ تو کئی دن کے تھکے اور کسل مند ہیں
 وہ تازہ دم ہیں خرابی ہو گی صاحبقران نے فرمایا کہ کوئی مقام خوف و اندیشہ نہیں ہے اگر مردار خوار آتے ہیں تو
 آنے دو ہم جس طریقہ سے راہ چل کر رہے ہیں اسی طور سے پڑاؤ پر جائیں گے خوف کس امر کا اگر وہ وحشی مزاج ہیں اور

طریقہ جنگ و پیکار سے آگاہ نہیں ہیں اور آتے ہی اگر لشکر پر گریز تو ہم بھی اٹھو اُس وقت کھس کر کے بھاگ سینگے بفضل خدا
 پیکار تم انکی جرات و قوت کی تعریف کہتے ہو مردار خوار ہیں تو ہم انکے قاتل ہیں ان یہ بتاؤ کہ اُن سے اور بے ستون
 سے کیا اُتقون ہو اور کیا کیوں بے ستون کی خبر مرگ سُنکے اور مر کو آتے ہیں دُزر نے عرض کیا کہ اے طسم کشتار کا محل
 یہ ہو کہ یہ دونوں مردار خوار مع اپنے لشکر کے ایک صحرا میں ٹھکا رکھیل رہے تھے کہ بے ستون جادو بھی اتفاق سے
 اُسی جنگل میں جا نکلا صید کنان ایک طرف بے ستون ٹھکا رہا میں مصروف تھا کہ سامنے سے ایک آہو نظر آیا بے ستون
 نے اُسکو ترسے ٹھکا رکھا اُسکے پیچھے پر دوسرا اور تر لگا ہوا تھا اُس سے اُس تیر کو نہ دیکھا تھا کہ ضرغام و میرچ دونوں اُس
 مقام پر پہنچے اور آہو کو کشتہ پا کر بہت بہیم ہوئے اور کہنے لگے کہ ہمارے آہو کو کس نے ٹھکا رکھا ہم اُسکے عقب میں
 بہت عرصہ سے پریشان تھے بے ستون نے جیادیا کہ یہ خطا مجھ سے ہوئی کھجانت فرمایا میں اس حال سے آگاہ
 نہ تھا کہ آپ اس آہو کے عقب میں پریشان ہو رہے ہیں ورنہ میں ٹھکا نہ کرتا یہ آہو حاضر اُتقون سے لیجائیے
 کوئی متح نہیں کرتا ہوا ان دونوں نے کہا کہ آہو کی تو کچھ حاجت نہیں ہو کہ ہم نے جائیں مگر تو ہمارے فرسے میں غلغلہ
 ہوا تو ہم تجھ کو بدون اسکی سزا دیسے نہ باز آینگے یا تو ہماری اطاعت کر اور اس آہو کو اپنے دوست پر اُٹھا کے
 ہمارے مقام فرود گاہ تک پہنچایا آمادہ جنگ و پیکار ہو ہم دونوں مردار خوار ہیں ہمارے نام ضرغام و میرچ
 و میرچ مردار خوار ہیں ہمارے ہمراہ چالیس ہزار مردار خوار ہیں پس اسی میں خیریت ہو کہ ہماری اطاعت کر بیٹا
 حضور بے ستون نے بہت کچھ ہذر و محذرت کی جب انھوں نے مانا تو یہی بحث ہوتی رہی فوجت بایں چار میدان
 کہ باہم تکرار ہونے لگی اور جنگ و پیکار کی تھری گئی ایک نے بڑو کر قصہ کیا کہ چکل مار کر باغداد سے فرج لون اور کھاجا
 دوسرا بھی اسی قصہ سے چلا کہ بے ستون نے جو یہ معرکہ دیکھا اور اس قصہ سے اُنکے آگاہ ہوا فوراً اپنی جمہوری
 برہانہ ڈالا اور کچھ اشیائے سحر نکال کر جھٹ پٹ اُپر سحر کیا کہ وہ دونوں بالکل پیکار ہو گئے پس بے ستون نے
 دونوں کو ایک ہی مرتبہ ایک ایک ہاتھ پر اُٹھالیا اور پھر ہاتھ مار کر مشین باندھ لیں اور اپنے مقام پر لیٹ کر
 آیا انکو خطاب کیا اور کہا کہ اب بہاؤ تم دونوں میری اطاعت کرو گے یا نہیں انھوں نے انکار کیا بے ستون نے
 یکجہ بڑھ کر دم کیا انکی اوپر اب جو آئے اطاعت کا سوال کیا وہ راضی ہو گئے غلام یہ کہ انکو رہا کر دیا
 وہ قدموں پر گرے بے ستون نے سبد سے لگایا انکی دعوت کی اُس دعوت میں کوئی شریعتی عمر انکو لے کر
 کھلا دی کہ وہ بالکل مطیع ہو گئے اور وہ ایسی شریعتی کہ بعد مرنے بے ستون کے بھی اُنکا اثر نہ ہوگا اور یہ حرکت
 بے ستون نے کیوں کی انکو زبردست و صاحب قوت جو پایا میں نے دریافت کیا کہ یا بادشاہ آپ کو انکو

تاریخ زمانہ پٹانے سے کیا فائدہ تھا جو اب دیا تھا کہ یہ ایک وقت میں بہت کام آئیں گے اور وزیر محکم و کچھنا کہ میں انکو
ایسے مقام پر رکھوں گا اور انکو ایسی جگہ مقیم کروں گا کہ کوئی اسطے میرے چند ملازمان خاص کے اور کچھ اہل لشکر کے
اس حال سے آگاہ نہ ہو گا اور انکا کچھ فیض بھی مقرر کر دینا چاہیو ایسا ہی کیا جبکہ وہ دعوت میں اشیاء ساختہ
سہ کیا چکا اور ہم انکا بالکل اثر ہو چکا اسوقت وہ دونوں دور کردہ دونوں پہلے ستون کے گریں بچہ کر کے لگے
اور کہنے لگے کہ یا خداوند ہمارے ہم کو کوئی ایسا مقام بتاؤ جسے کہ ہم دونوں مع اپنے ہمراہیوں کے وہاں بسر کریں
اور تجل و عادیں اور قیری عبادت کریں اور ہماری خوراک مقرر کر دے کہ وہ ہمکو پہنچایا کرے جب تک جو ضرورت
ہو ہمکو طلب کر لینا ہم حاضر ہو گئے بلکہ ہر روز قیری بندگی کو کیا کرینگے یہ سنکے بے ستون نے اس سے کہا کہ تم اپنے
ہمراہیوں کو لے آؤ چنانچہ وہ فوراً گئے اور اپنے ہمراہیوں کو لے آئے جو کہ قریب چالیس ہزار کے تھے ان سب نے بھی
اگر بے ستون کو بچہ کیا نہ معلوم ان دونوں نے کیا آئے کہا تھا جو وہ بچہ کرتے ہوئے آئے جب وہ سب آئے
اسوقت بے ستون نے ہر خام و مرغ سے کہا کہ جب تک ہم غلو طلب نہ کریں اسوقت تک ہم لوگ بیان نہ
ایسے مقام پر رہنا جو کہ ہم تھا کہ بے مقرر کرتے ہیں وہ ہمکو ہوسچے گا کیونکہ تمہاری صورتیں دیکھ کر ہمارے
اہل لشکر ڈرے جاتے ہیں اور خوف زدہ ہوتے ہیں اگر تم ہمارے حکم کے بدون چلے آؤ گے تو ہم تمکو قتل کرینگے
اور تم سب کی خوراک کے لیے ہم نے یہ مقرر کیا جو کہ جس قدر جانور و انسان بیان مریں گے وہ سب تمکو بھیج دے
جا با کرینگے تم انکو کھایا کرنا یہی تمہاری خوراک ہو وہ سب کے سب بہت ہی خوش اور نہایت مسرور تھے
اور پھر بچہ کیا اور کہا کہ جیسا آپ نے حکم دیا ایسا ہی ہو گا بے ستون نے اسی سمت کو اشارہ کیا اشارے
کا کرنا تھا کہ وہ دونوں مع اپنے ہمراہیوں کے وہاں سے چل کھڑے ہوئے پھر ہم نے انکو نہ لکھا یہ تو ضرور ہوا کہ
ایک دیوار حائل ہو گئی درمیان میں اس جنگل کے یعنی کوہ بے ستون اس پار یہ گیا دیوار کے اور وہ جنگل جس میں
مردار خوار مقیم کیے گئے تھے وہ اس پار تھا اسدن سے جو خوراک انکے لیے بے ستون نے مقرر کی تھی وہ
بھیجا شروع کی مگر کوئی لیجانے والا نہ معلوم ہوتا تھا جس قدر جانور یا انسان بیان کوہ پر مرتے ہیں وہ
غائب ہو جاتے ہیں جب بے ستون نے انکو اپنا مطیع کیا ہوا اسوقت میں تھا ہمراہ بے ستون کے اور چند سردار
تھے اور کچھ اہل لشکر تھے یہ چند لوگ اس حال سے آگاہ ہوئے باقی اور کسی کو یہ حال نہ معلوم ہوا میں نے
اکثر بے ستون سے تھذیب میں دریافت کیا کہ آپ نے جو ان مردار خوار دن کو اپنا مطیع کیا ہوا اور ایک مدت سے
کھلا رہے ہیں کیا حاصل ہوا وہ سب حریف ہیں کہ کسی وقت اگر کوئی حریف آئے گا تو مقابلہ کرینگے سب غیر

ساحرین میں پھر کیا حاصل، بے ستون نے یہ ہی جواب دیا کہ ایک ایسا وقت آجگا کہ یہ کام آئیگے اور اسے بڑا کام نکلے گا
چنانچہ جبکہ یہ مردار خوار اسی طرف بڑھتے تھے اب معلوم ہوتا ہوا کہ بے ستون جو مراٹھو خبر ہوئی وہ اُس جو شمشیر
دھان سے چلے اور وہ دیوار بھی گر گئی جو کہ قائل تھی بلکہ یہ بے ستون نے ضرغام و میرکج سے کہا تھا کہ یہ جو
دیوار درمیان میں قائل ہو کر جائے تو تم جاننا کہ میں مارا گیا پس فوراً آکر میرے قائل کو قتل کرنا اب دیوار گری ہو
یہ لشکر انھیں مردار خواروں کا آنا ہوا اگر آما لشکر کا غبار ہو صاحبقران نے وزیر کی تقریر سننے فرمایا کہ خدا
ما بزرگ است اگر مردار خوار آتے ہیں تو آئین ہمو کچھ خوف نہیں ہو ہمارا خدا مالک ہو صاحبقران یہ فرما کر اور حکم دیتے
کی طرف دیکھ کر کہا کہ آپ نے سنا کہ وزیر نے کیا کہا آپ فرماتے ہیں کہ اس طرف نہ کوئی شہر ہو اور نہ کوئی ساحر
ہو ہوا تو معلوم ہوا آپ کو کیا بڑا کام بے ستون نے کیا آپ سے اُس میں کب رائے کی بلکہ آپ کو خبر تک نہ کی یہ آپ کو
کیسے ثابت تھا کہ ہر ایک کام میں بے ستون میری رائے شریک کرتا تھا اسی طور سے ہزاروں امر ہونگے حکیم نے عرض کیا
کہ بجا ارشاد ہوا میں اس حال سے آگاہ نہ تھا کہ بے ستون جادو و جھوٹ سے بظاہر ملتا ہے دنیا سازی کرتا ہے کو میں اُس سے
واقعی بظاہر ملتا تھا کیونکہ وہ نہ فرماتا میں مسلمان میرے اسکے کیونکر دل ملتا مگر اُس سے مجھ کو یہ امید نہ بھتی جو کہ
وقت ظاہر ہوئی صاحبقران نے فرمایا کہ جس طور سے بسبب کفر کے آپ کا دل اُس سے نہ ملا تھا اسی طور سے
ہم کا دل بھی آپ سے بسبب مسلمان ہونے کے نہیں ملا آپ اسکے ساتھ دنیا داری کیسے کرتے تھے وہ آپ کے ساتھ حکیم نے
یہ جواب دیا کہ بہت درست ارشاد ہوا یہ کہ صاحبقران اُدھر خاموش ہوئے اُدھر اُٹھیں تو بھی سکوت کیا مگر اُسی گرد و غبار
کی طرف سب دیکھ جاتے ہیں کیا صاحبقران کیا دونوں حکیم کیا اہل لشکر کیا وزیر بے ستون کیا اسکے ہمراہی اور
راہ بھی ڈر کرتے جاتے ہیں کہ یکایک وہ گرد و غبار قریب اُسی صحرا کے آکر مشق ہوا کہ جہاں لشکر اسلام تھا وہاں
گرد سے ہزاروں سنائین و تلواریں چمکتی ہوئیں پیدا ہوئیں اور ایک شوخی ہوا کہ لینا پگھلنا جانے نہ دینا قاتلان
بے ستون جادو کو یہ مدد آئی صاحبقران و کل اہل لشکر و کل ہر اہل جان صاحبقران نے دیکھا کہ اُس دن گزرا
سے ہزاروں آدمی قریب چالیس چاس ہزار کے انسان قریب شکل بدھت دراز قد سیاہ قام بد اخام بڑے بڑے
دانت جو کہ منھ سے باہر موٹے موٹے ہونٹ آنکھیں لال گینڈوں پر سوار ہتھیار لگائے چلے آتے ہیں اُنکے
آگے آگے دو جوان اُسے زیادہ بدھت اور بد شکل سب نے دیکھا کہ آگے ان سب کے چند مردار لشکر بے ستون کے ہیں
کہ جو کہ اس طرف اشارہ کر کے اُنکو بتا رہے ہیں راوی بیان کرتا ہے کہ اُدھر تو اُن سپہ کاروں نے جو کہ بھاگ کر
گئے تھے مردار خواروں کے پاس لشکر اسلام کو بتایا اور کہا کہ انھیں سب نے تمہارے آقا مالک بے ستون جادو کو

قتل کیا ہوا وہ جو بکے آگے ہوا وہی طلسم کشا ہوا اور یہی قاتل ہوئے ستون کا یہ مٹنا تھا کہ وہ دونوں مع اپنے
 ہمراہیوں کے جلاتے ہوئے اپنی زبان میں شکر اسلام پر چلے اور وزیر بے ستون نے صاحبقران سے
 عرض کیا ملاحظہ ہو کہ لشکر مردار خواران آہو پوچھا یہ آگے آگے دونوں افسرین اور عقب میں سب مردار خوار ہیں ملاحظہ
 ہو کہ ان حرامزادوں نے جا کر انکو آگاہ کیا یہ جو آپ ملاحظہ فرماتے ہیں کہ کچھ لوگ آگے بڑھے ہوئے چلے آتے
 ہیں اور ادھر کو اشارہ کرتے ہیں یہ ہمارے لشکر کے سردار ہیں ایسے سپاہ قلب تھے کہ مطیع اسلام ہوئے
 انکو جا کر خبر کی یہ لوگ اس وقت موجود تھے جب بے ستون نے ان مردار خواروں کو مطیع کیا اور سب حال
 بیان کیا تھا پس جب بے ستون مارا گیا دیوار منہدم ہوئی معلوم ہوتا ہوا انکو بے ستون کو قتل یا د آگیا جا کر انکو
 خبر کی صاحبقران نے فرمایا کہ کیا مضائقہ ہے ان سبکی قتلائی ہو بس کل اہل لشکر سے پکار کر کہد یا جانے
 کہ خبردار ہو جاؤ لشکر مردار خواران تم سے لڑنے کو آتا ہے تمہاری خیریت پوچھ گیا ہے یہ جو حکم صاحبقران نے دیا
 اسوقت یقینوں نے پکار کر اہل لشکر کو آگاہ کیا یا تو سب قدم اٹھائے ہوئے چلے جاتے تھے یا سب کے سب
 تنہا گئے سیف بندی ہونے لگی پرے بندھ گئے صاحبقران آگے لشکر کے کھڑے ہوئے وزیر بے ستون
 کو طلب کر کے فرمایا کہ تم اپنے ساحر و ن کو لیکر الگ جا کر کھڑے ہو کیونکہ جس قدر مردار خوار ہیں سب غیر ساحر ہیں
 پس یہ ہمارے طریقہ اور قاعدہ اور انصاف کے خلاف ہے کہ ہم غیر ساحر و ن سے ساحر و ن کو مقابلہ کرنے کا
 حکم دیں جس قدر لشکر ہمارے ہمراہ ہے وہ اپنے مقابلہ کرنے کا اور انکے لیے کافی ہے ان جب ساحر و ن سے
 قابلہ ہوگا اسوقت تمکو مناسب وقت جان کر اور موقع محل دیکھ کر جارت دی جائے گی اس مقابلہ میں
 تمہارا کام نہیں ہے وزیر نے سب سے بہت بہت عذر کیا اور انکار کیا مگر صاحبقران نے ایک نہ سنی آخر کو
 وہ اپنے کل ساحر و ن کو لیکر اور حکیم شیطین بھی اپنے ساحر و ن کو لیکر حکم صاحبقران الگ صف آرا ہوئے
 اور لشکر غیر ساحران کی صف بندی ہوئی ابھی صف آرا صفین درست کر کے پورے طور سے الگ نہ ہوئے
 تھے کہ حضرت غلام مردار خوار و میخ مردار خوار مع چالیس ہزار مردار خوار و ن کے غل و شور کرتا ہوا آہو پوچھا
 اور لشکر اسلام پر یہ کہتے ہوئے گرے کہ مار لو قاتل بے ستون جادو کو اور پوچ کر کھا لو ایک کو زندہ چھوڑو
 زن سب نے مل کر ہمارے خداوند کو قتل کیا ہے یہ سب ہمارے خداوند کے قاتل ہیں انکا کھا لینا ہم پر واجب
 و لازم ہے یہ کہتے ہوئے گرے اور حملہ در ہوئے پہلی مرتبہ تو دایک اہل اسلام کو یہ پیکر لڑا اور پوچ کر دیش میں
 کھائے گئے یہ طریقہ جو اہل اسلام نے دیکھا اب سب انکے دلوں میں آتے ہیں ابھو اپنے قریب نہیں آنے دیتے ہیں

راوی بیان کرتا ہے کہ حمزہ صا جعفران میخ عترب سلیمانی لیکر اب جو لشکر ہمدان خواران پر گرسے اور اُس کے ہمراہ
 اہل لشکر بس مثل کو سفندون کے قتل کرنا شروع کیا کہ گنگہ گو سفندان میں شیران میر با پڑین اور انکو ہلاک کرے
 اس دور سے جسے لپک کر یا تہ مارا اسکے دو پرکے ہوئے اب تو دونوں لشکر یعنی اہل اسلام و ہمدان خوار با ہم ٹکرائے
 ہوئے جنگ مقلوبہ ہوئے لگی ضرغام و مہر خ و دیگر ہمدان خوار اہل اسلام کو ہلاک کر رہے ہیں اہل اسلام ہمدان خوار
 کو قیامت کی جنگ ہو رہی ہو بازار مرگ طرفین میں گرم ہو صفا جھکاڑا و روئے کھرا گویا رہا ہو سمہا سے مرکبوں سے
 غبار بلند ہو مار سب رنگ وجہ اسکی یہ ہے کہ مقتولوں کا خون جو زمین پر گرا ہو اور خاک میں ملا ہو اس سبب سے
 غبار مٹخ ہو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک لال ابر آسمان پر چھایا ہوا ہو آسمان تلوار میں جو مثل برق کے چمکتی ہیں ثابت
 ہوتا ہے کہ ہزاروں برقیں کو نذر ہی ہیں خلاصہ یہ کہ میدان جنگ میں میدان حشر و نشر برپا ہو ہزاروں لاشیں
 پڑی ہوئیں ہیں ہزاروں سر کٹے ہوئے مثل چوگان کے زمین پر غلطان ہیں ابر و دھالوں کا بلند ہو برق شمشیر
 کو نذر رہی ہو پلو انان رعد آواز مثل رعد کے گرج رہے ہیں بارش خون ہو رہی ہے ہر مثل از لون کے
 گر رہے ہیں دریاے خون چار سمت روان ہو کشتی حیات کو دریائے مرگ میں طغیانی ہو طوفان موت نے
 زور و زندگی کو غرق کیا ہو ساحل نجات کسی طرف نظر نہیں آتا ہو ہمدان خوار ساری ہمدان خوار ہی بھول گئے عجیب
 مختصر میں مبتلا ہوئے ہیں نہ تو جائے ماندن نہ پائے رقتن ایک تامل مچا ہوا ہو ملک الموت روحین قبض
 کرتے پھرتے ہیں دس کی روح قبض کی کہ تو مگر گرسے انکی طرف متوجہ ہوئے کہ ہزار مر گرسے مالک و وزیر
 ملک الموت کہہ رہے ہیں کہ آج شلم و زخ و قرد و زخ کو بھر دے مالک لیکر قعر جہنم کو بھر رہے ہیں دروازہ ہائے
 جہنم داہیں شد آتش پاک لپک کر نکل رہا ہے اور پیشوائی ان کافروں کی کہ رہے ہیں روحین سرود و فرعون
 و شداد کی برائے استقبال کھڑی ہوئی ہیں یہاں بازار مرگ گرم ہو ہر طرف خون تامل مچا ہوا ہو ایک
 جوئے خون ہو رہی ہو سبزہ سب مٹخ ہو رہا ہو ہر مثل جبابون کے معلوم ہوتا ہے باز و پیل تنوں کے
 مثل پھیلوں کے دام میں پھسے ہوئے پڑے ہیں لاشیں تر رہی ہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ مگر ہیں تلوار میں شان انگیز
 کے معلوم ہوتی ہیں ہر دھڑکن پر سنگ پست کا گمان ہوتا ہے نیروں پر افعیاسہ داز کا شک ہو رہا ہو عجیب رنگ
 تامل مچا ہوا ہے صحرائے جنگ پیکار و میدان رزم میں طوفان مرگ کی طغیانی ہو زور و قیامت ہمدان خواران قریب غرق
 کا نہما سے سر مٹی کے مول میں ٹھوکرین کھاسے پڑے ہیں مرکب لاشوں کو پا کمال کر رہے ہیں پلو ان تل و زور
 کے گرج رہے ہیں نفیب نقابت کر کے اہل لشکر کا دل بڑھا رہے ہیں سب اہل اسلام جان پر سیٹھ رہے ہیں

سردار خوارون سے کلہ بکلہ لڑ رہے ہیں صاحبقران کی یہ نوبت آئی کہ تمام پوشاک خون سے لال ہو خون کے
 نشتہ زرد پرچم رہے تھے کہنیوں سے خون کی بوندیں ٹپک رہیں تھیں قبضہ ہاتھ میں گھر بیٹھا تھا چند زخم جسم قد میں
 آئے تھے کہ جو کہ مثل بھول کے شگفتہ تھے راوی بیان کرتا ہے کہ صاحبقران کا یہ عالم تھا کہ ہر مرتبہ جھوم جاتے تھے
 بستر تھے تین شبانہ روز یکہ و تنہا لشکر بے ستون جادو سے کوہ بے ستون پر مصروف مقابلہ رہے ہیں دور و نزدیک
 بعد قتل بے ستون جادو و جادو بادی کوہ بے ستون لشکر بے ستون سے ہر گرم جنگ ہے مگر اس جنگ و بیکار
 میں اہل لشکر دیگر سردار بھی شریک تھے جب طرائف فتح ہو چکی ہو اور سب ملازمان بے ستون دوزیر بے ستون نے
 ہان طلب کی ہو اور اطاعت کی ہو تو سب کو ہمراہ لیکر فرد گاہ پر چلے تھے کہ سردار خوار آپرٹے آئے مقابلہ ہونے لگا
 تلوار چلنے لگی خلاصہ یہ کہ دو دن و دو راتیں اس مقابلہ میں ہی بسر ہوئیں اب برابر تلوار چلی جساتی ہو
 میدان جنگ میں خون برس رہا ہو سردار خوار گرفتار ہو رہے ہیں اہل اسلام بھی کام آرہے ہیں ایک قیامت
 ہر طرف برپا ہو لاشوں کے ڈھیر سڑن کے انبار لگے ہوئے ہیں کسی طرف ہزاروں سک رہے ہیں زخم کھائے ہوئے
 کسی سمت سیکڑوں اڑیاں رگڑ رہے ہیں کوئی کہیں پڑا ہو کراہ رہا ہو کوئی سم مرکب سے پاکمال ہو گیا ہو
 کوئی بے سر پڑا ہو کسی کے بازو نثار دیں کسی کے سینہ پر ایسا زخم لگا ہو کہ کوڑا سینہ کھولے ہوئے ہیں کوئی
 نیم نعل خاک پر ترپ رہا ہو کوئی آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہا ہو کہ کوئی تو دوست نظر آئے بھر صدرائے
 بزن ویکش کے دوسری صد اکان میں میں آئی ہو سوائے دشمن کے دوست نہیں دیکھائی دیتا ہو خون
 ہر سمت برس رہا ہو بازو مرگ گرم ہو انجام کار ایسے تلوار چل رہی تھی کہ زمین بار نہ اٹھا سکتی تھی ہر طرف
 غبار بلند تھا سوائے جھنکار تلوار و چٹا چاقو خون کے کوئی اور صدا نہ تھی باگزر گران کی صدا تھی کہ جس سے وہ
 ٹپک آہنگر ان معلوم ہوتا تھا میں ان جنگ گونج رہا تھا رن بول رہا تھا خون کے فوارے چشموں سے چھوٹ
 رہے تھے جنگی باجے بج رہے تھے نقیب صدالگا لگا کر دل طرفین کی قوی کر رہے تھے اہل اسلام دکنو خوب
 جھے ہوئے لڑ رہے تھے برابر شاپ ہاتھ چل رہے تھے پیر فلک کر خیم کے ہوئے عینک ہر گنگائے ہوئے
 دیکھ رہا تھا کبھی چشمہ ماہ کو چشم پر رکھ لیتا تھا کبھی چشم مہر کو باوجود اس پیرانہ سالی کی ایسی جنگ و بیکار
 کبھی اس فلکسیر نے نہ دیکھی تھی جیسے آج تین شبانہ روز سے میدان جنگ میں اہل اسلام و کفار سے
 ہو رہی تھی اہل اسلام پر خواب و خور حرام تعجب عالم سے لڑ رہے تھے کہ جھومتے جاتے تھے اور لڑتے جاتے
 تھے چوتھا دن تھا کہ خداوند کریم کو اہل اسلام کے حال پر رحم آیا اور ہرے تو صاحبقران دونوں تو نہیں

تلوا این لیے ہوئے قتل کرتے ہوئے مردار خوار و نکو چلے جاتے ہیں ادھر سے وہ دونوں مردار خوار یعنی ضرغام
 مردار خوار و میخ مردار خوار اہل اسلام کو برابر پائمال کرتے ہوئے آئے ہیں کہ درمیان میں دونوں لشکروں کے
 صاحب جفران کا سامنا دونوں سے ہوا کہ میخ نے ڈانٹ کر آواز دی کہ اد طلسم کشا مردان عالم سے سامنا کر
 نا کہ کچھ لطف بادری و جوہر جو انردی کا انہار ہو یہ کیا کہ تین روپیہ کے پیادوں پر بیکار تو کچھ صفا کر رہا ہو تم میرے
 مرد مقابل ہیں ہم سے سامنا کر ذرا ہم بھی تو دیکھیں کہ تو کیا بہادر ہی صاحب جفران اور میری طرف غالب تھے یہ
 سدا جو کانٹوں میں پونچھی پلٹ کر ملاحظہ کیا کہ ضرغام و میخ دونوں میری قریب آگئے ہیں اور یوں طعن کر رہے
 ہیں فرمایا کہ جو بہادر و جری تھے میں وہ کسی وقت میں بند نہیں رہتے ہیں تم کیا ہو اگر میخ فلک بھی ہم سے لڑنے کو
 آئے تو ہم اس سے بھی نہیں فوج کرتے ہیں برابر اس بھی مقابلہ کو موجود ہیں اگر تمکو کچھ جو صلہ ہو تو آؤ جو حربہ رکھتے ہو
 وہ حربہ کر دین تمہارے حربہ کو رد کر کے اپنا حربہ کر دو لنگا بس زیادہ زبان دلازی دشمن میری دہرزدہ گوئی نہ کر
 اپنی بہادری کی تعریف نہ کر دہی حال کھل جائیگا کہ کون بہادر ہی اور کون بزدل ہو مرد و تاسرو کا امتحان
 ہو جائیگا اور حال کھل جائیگا تمکو تو آٹھ شبانہ روز اسی جنگ و بیکار میں گزرے یہ آج نوان دن ہے کہ تم سے
 سامنا ہو ہوا بھی ہو خود میرے حوصلہ سے تمہاری تلاش میں تھا یا میرے تم سے مقابلہ تو ہوا اب کچھ حال معلوم ہو گا لاؤ
 کیا حربہ رکھتے ہو یہ مقام زرم ہر نہ جائے ہر طرح نے ہریم ہو کر جواب دیا کہ اد طلسم کشا تو پہلے اپنا حربہ کریم تیرا حربہ
 رد کر کے پھر حربہ کرینگے کیونکہ ہمارا حربہ بنے تباہ ہو کوئی اس سے بچا ہی نہیں ہی صاحب جفران نے فرمایا کہ یہ اپنا دستور
 نہیں ہو کہ پہلے حریف پر حربہ کریں جب خداوند کریم تیرے حربہ سے ہلکوا جائیگا اسوقت ہم حربہ کرینگے یہ سنا تھا کہ
 میخ نے کہا کہ معلوم ہوتا ہو کہ تیری قضا آئی ہو کیا کیا جائے لے بیج میرے حربہ سے یہ لکھا ایک چوب دست
 بہت گراں وزن اس کے ہاتھ میں تھی سر پر گردش ہو جیو یا بی ستون جادو لکھا پارسی جیسی ہی قریب مر صاحب جفران
 پونچھی صاحب جفران نے خالی دھڑکے وہ چوب دست زمین پر آگر پڑی صاحب جفران نے تیز ابدل کر چوتھہ کا ہاتھ
 رسید کیا بیچ سے مثل خیار تر کے دو ٹکڑے چوب دست کے ہوتے اوسے جو یہ عالم دیکھا ہریم ہو کر وہ ٹکڑا جو ہاتھ میں تھا
 لکھنے مارا صاحب جفران نے اوسکو بھی خالی و یا وہ دو دجا کر گرا ہر عن نام یہ واقعہ کھڑا ہو دیکھ رہا تھا جب یہ بھی
 حربہ خالی گیا اسوقت ہریم ہو کر میخ نے قصہ کیا کہ تیغ ابدار پیام سے ن ماتھ اس طرف کو حایا تھا کہ ضرغام نے
 کہا کہ بھائی تم جادو میں طلسم کشا کو قتل کیے لیتا ہوں تم حربہ بھی کر چلے ہو میخ نے کہا کہ یہ بھکی نہ ہو گا میں اسکو
 قتل کرونگا اسنے دو مرتبہ حربہ خالی دیا بہت خیر اب میرے ہاتھ سے بچ کر جانا کہاں ہے ضرغام نے کہا کہ ہٹو میں

حیرت کرونگا آپ ذرا دم لے لیوین مریخ نے کہا یہ میر گز ہرگز نہ ہوگا اسکے اور اسکے تکرار ہونے لگی مسکرا کر صاحبقران
نے فرمایا کہ بیکار نہ تکرار باہم کرتے ہو جو تجھ کو حربہ کرتا ہی کر اور جو تجھ کو کرنا ہوا در تو کر میں دونوں کے حربہ سے اپنے کو
بفضل خداوند کریم چاؤن گاتم دونوں نزدیک میرے سگ و خوک سے بدتر ہو بیکار کی باہم بحث کرنے ہو
یہ جو صاحبقران نے فرمایا مریخ نے ضرغام کی طرف دیکھا اور اشارہ کیا کہ پھر کیا ہی بائیں طرف سے تم دار کرو اور
وہی سمت سے میں حربہ کرتا ہوں گھر کر مارو جت یہ معذور ہی ضرغام نے کہا کہ بہتر یہ کہہ دو دونوں نے کہا کہ ای
طسم کشا جبردار ہو جاہم دونوں دار کرتے ہیں صاحبقران نے فرمایا کہ شوق سے دار کرو پس مریخ نے دھنی طرف سے
سر صاحبقران پر تیغ کا وار کیا ضرغام نے سات بومن کی وار شمشاد اٹھا کر ماری واہری تیزی
اور چالاکی اور جرأت و ہمت جیسے ہی وار شمشاد و قریب آئی اب جو ہاتھ لگاتے ہیں تلوار کا مثل خیال
کے وار شمشاد کٹ کر گری اسے دستہ کھینچ مارا اسکو خالی دیا ادھر وہ تیغ کا وار کر چکا تھا صاحبقران
نے سپر کو سر کی پناہ کیا تھا جیسے ہی تیغ قریب سر پہنچا او بھڑ سپر کی ماری کہ تیغ پیٹ پڑا فوراً علی بند
سپر سے چھوڑ دیا کہ سپر پشت پر جا چھوٹی پیچنی وراز کر کے قبضہ پر ہاتھ ڈال دیا قبضہ پر قبضہ کیا کلائی مڑو کر
تلوار چھین لی اگر وہ ذرا بھی زور کرے تو کلائی کے پاس سے ہاتھ میکا رہو جائے تلوار کو اپنے قبضہ میں
کر کے زیر ران رکھے اسکی کمزیر پکڑ کر نوزہ اللہ اکبر بلند کیا تھا کہ پھر ضرغام نے وار تیغ کا دوسری مرتبہ بعد
کٹ جانے وار شمشاد کے کیا جیسے ہی تیغ سر پر چکا اور چپک معلوم ہوئی فوراً سپر کو سر پر لائے اور زور کر کے اسکو
قاش زمین سے اٹھایا ادھر تلوار سپر پر پڑی کہ پیچے سپر سے پیدا ہوئے انھوں نے تلوار پکڑ لی اس نے زور کیا مگر اب
کب تلوار چھوٹی ہے یہ عاجز ہوا آخر تلوار اسے چھوڑ دی تلوار کا چھوڑنا تھا کہ سپر تو پشت پر پہنچی تلوار زمین پر گری
اور ہاتھ بڑھا کر صاحبقران نے اسکی بھی کئی پیچ پکڑی اسنے قصد کیا کہ لنگر قائم کروں بیشتر کب لنگر قائم کرنے
دیتا ہے دل سے طنز اللہ اکبر کھینچ کر اب جو زور کیا دونوں طرف کا دزن برابر ہو مثل پھول کے دونوں کو سر سے
بلند کر لیا اور گروسر حیرت دینا شروع کیا خوب شب و فراز عالم اُنکو دیکھا یا اُسی عالم گردش میں کہا کہ حالاد رشناختن
پر در دگار غالم چہ بیگونی انھوں نے کچھ کلمات ناز سا زبان نفس پر شان خداوند کریم میں جاری کیے پس غضب
آگیا ابکی جو چرخ دیا تو مثل طاؤس آتش بازی انھوں نے گردش کھائی ہم کی مرتبہ ٹکڑا گئے زخم بھی آئے یہ چرخ اسیادیا تھا
کہ موزے پاؤں کے کمین تھے داستان کمین خود کمین اور ب ہتیار کھل کھل کر کرے گر پڑے جب صاحبقران
نے ملاحظہ فرمایا کہ دونوں جے دم ہو گئے پس مریخ کو بالائے آسمان اس زور سے اُڑھا لاک وہ انھوں سے

پوشیدہ ہو گیا اور ضرغام کو زمین پر اس زور سے مارا کہ وہ نقش زمین ہو گیا کہ اتنے عرصہ میں میریخ آسمان پر سے
غاطان بجان سر تلے ٹانگیں اور ہر طرف زمین کے آتے ہوئے دیکھائی دیا یہاں صاحبزادان عقب سبھائی سلم
کے ہوئے کھڑے تھے جیسے ہی وہ قریب پہنچا ایک ہاتھ بیغہ کا گر گاہ پر رسید کیا کہ اُسکے دو لکڑی ہتھے دو سر اور ہاتھ ہاتھ
کہ وہ چورنگ ہوا پس ایک کو جو رنگ ہوائی کر کے دوسرے کی طرف مخاطب ہوئے اُسکو دیکھا کہ اتنے عرصہ میں
وہ کچھ سنبھلا ہوا اور قصد کرتا ہی کہ اُٹھ کر گریزان ہوں یہ اُسکا قصہ ظاہر ہوتا تھا کہ وہ پورا سنبھلنے بھی نہ پایا تھا
کہ یہ اُسکے سینہ پر تھے اس طور سے پو پئے کہ جیسے بازائے شکار پر جاتا ہی یا شیر گرسہ شکار کو دیکھ کر اور جست کر کے
مثیل فلک کے پو پختا ہی اس قدر تیزی اور چالاکی سے اسکی چھاتی پر سوار ہوئے تھے کہ وہ چاروں کھڑے زمین پر
گرنے بھی نہ پائے تھے کہ یہ اسکی چھاتی پر تھے دونوں راوے دبا کر کہا کہ شناخت پر دروگر عالم میں کیا کہتا ہی تھے
پھر وہ سی کھ کہا جو کہ سابق میں کہا تھا کہ میں خدائے نادیدہ کی بندگی نہ کر رہا ہوں غصہ تو آئی چکا تھا اُسکے سینہ
سے اُٹھ کر ایک پانوں کو دو دونوں ہاتھوں سے پکڑا اور دوسرے کو دونوں پانوں سے یا بزدان یا ک لکڑی شال کہ اس
کھنکے چیر کر پھینک دیا جہاں پر یہ معرکہ گذرا تھا وہاں پر ہزاروں مردار خوار کھڑے ہوئے تھے اور فاشہ دیکھ رہے تھے
جیسے اُن سب نے دیکھا کہ طلسم کشا ہمارے دونوں افسروں کو قتل کیا اور طلسم کشا کا کچھ نہ کر کے ایک مڑی کے
جو اس مقام پر تھے صاحبزادان بر حملہ در ہوئے یہاں پر ہزاروں لاکھیت ہوا غضب کی تلوار برس رہی تھی صاحبزادان
ہزاروں کو قتل کر رہے تھے اور پھر اہل اسلام نے جو موقع پایا سب مردار خواروں کو گھیر لیا اور قتل کرنا شروع کیا
براہر جملین پانچ چار ہزار کے سر تن پر سے اڑ جاتے تھے ساری مردار خوار فراموش ہو گئی بالکل سب لیں ہو گئے
سوے گوشہ کمان و کو پخہ زخم کے کوئی اور راہ مقام امن و قرار کا کافروں کہ نظر نہ آتا تھا ہر طرف کی راہ بند تھی
اور سرد و دھنی چاروں سمت تلواریں و نیزے و کمانیں و خنجر نظر آتے تھے بیک نگاہ کے بھی پانوں قلم ہوئے جاتے تھے
اس مقام پر جاتے ہوئے طائر خیال کے پر پھینچ ہوئے جاتے تھے ہر ایک خوف کرتا تھا اور ڈرتا تھا وہاں قدم
رکھتے ہوئے اہل اسلام خوب مقابلہ و مبارکہ کر رہے تھے جسموں پر گل زخم کھلے ہوئے تھے کھائے زخم کی بدھیاں
بڑی ہو میں تھیں تلواروں کے قبضہ ہاتھوں گئے بیٹھے تھے لختہ خنجر جسموں پر جمے ہوئے تھے یہ عالم تھا کہ شانہ ٹھک
گئے تھے مگر اس پر بھی براعت پلے جاتے تھے راوی بیان کرتا ہی تین شبانہ روز اسی طور سے جنگ و بیکار میں گذرے
تھے کہ جو تھے دن بوقت دوپہر صاحبزادان کے ہاتھ سے ضرغام و میریخ دونوں افسر مردار خواروں کے
قتل ہوئے اُسکے قتل ہونے کے بعد باقی مردار خوار خوب خوب لڑتے مگر جو نکرے افسر کے ہو گئے تھے نہ شہور

مثل مشہور ہو کہ لشکر کے سربراہ نے فیر تیش سے تیر بیاہ ہوئے ہیں بن شکر کے سردار کہان تک لڑ سکتا ہی کیونکہ افسر تو کام آچکے ہیں اب کون اہل لشکر کو رغبت جنگ دلائے اور کون دل بڑھائے کوئی پشت پناہ نہیں ہے جو جو افسر اعلیٰ درجہ کے تھے سب کام آچکے ہیں سب قتل و زخمی ہو چکے ہیں اب جو اہل اسلام نے دباؤ ڈالا اور قتل کرنا شروع کیا سب کے ایک مرتبہ بائوں اٹھ گئے مردار خوار مثل طاہروں کے پرالندہ ہو گئے مگر جدھر بھاگ کر جاتے ہیں راستہ بھاگنے کا نہیں پاتے ہیں جدھر گئے ادھر اہل اسلام کو شمشیر زنی کرتے ہوئے پایا مارے گئے آخر کار عاجز ہو کر جو چند افسر باقی ہیں انھوں نے صلاح کی افسر تو مارے گئے ہمب افسر کے ہو گئے واقعی یہ لوگ بڑے جری و بہادر ہیں کم نے دیکھا کہ ایک نے دو جوانوں کو اٹھالیا یہ دونوں وہ جوان ہیں کہ جب ہم پچاس پچاس زور کر کے انکے تخت کو اٹھانے تھے تو یہی نہ اپنے مقام سے حرکت کرتا تھا جب تک کہ دو توپ ہو کر نہ حرکت دیں اور نہ اٹھائیں جس پر بھی زمین سے الگ ہوتا تھا یا جسنگارن کو ہم مل کر اٹھاتے تھے ہمارے افسر دن میں ایک اٹھا کر مثل پھول کے پھینک دیتا تھا جو کہ ایسے قوی ہون اور ایسے پر قوت والے کہ ایک تیر ایک شخص دونوں ہاتھوں پر بلند کرے اور وہ اٹھا کر نہ کر سکیں ایسے لوگوں سے مقابلہ کرنا اپنی جان کا خون کرنا ہی پس ہم تو ہمارے اب ہم مقابلہ نہ کر سکتے امان طلب کرو سب نے رات ہی بہت بہتر دفاعی امر یہ ہو کہ جب اندر بے ستون جو کہ خداوند نے وہ کچھ نہ کر سکے اور انکے ہاتھ سے مارے گئے پس ہم تو بندہ سچے ہیں کیا بنائے ہیں در کیا بنائیں گے سوائے ہلاک ہونے کے جب یہ رائے باہم ہو گئی اسوقت سب مردار خواروں نے گیارہ اٹھا کر تختہ منلی اور پکائے کہ ہم ان جانتے ہیں ہکو پناہ دے دو ہائی یہ طلسم کشا کی فریاد طلسم کشا کی یہ صد بوہر حرف سے بند ہوئی اور صاحبقران کے کان میں پہنچی پس فوراً ہاتھ کو روک لیا شکر حکیم سقیدوس سے اپنے فریاد بھاتا کہ اس امر کا خیال ہے کہ جب کفار دو ہائی دین اور امان طلب کریں اسوقت پھر نہ قتل کرنا فوراً ہاتھ روک لینا اگر کوئی خدا پرست کسی کافر کے ہنسہ پر بھی سوار ہوا اور اسکو خیمہ سے نچرے خواہ تلوار سے کر رہا ہو فوراً سینہ پر سے اوتر پڑے اور قتل سے باز آئے یہ ہمارا آئین اور طریقہ ہے اگر اسکو خلاف ہو گا تو ہم اسکو سزا دیتے چنانچہ جب لشکر ساحران سے مقابلہ ہوا اور جنگ مغلوبہ کی نوبت آئی اور انھوں نے امان طلب کی تھی اسوقت بھی ایسا ہی ہوا تھا کہ اہل اسلام نے ہاتھ فوراً روک لیا تھے اور جب اسوقت ان مردار خواروں نے دو ہائی دی دی اور امان طلب کی تو ابھی ہاتھ روک لے خلاصہ یہ کہ اگر کوئی سینہ حریف پر سوار تھا وہ فوراً اوتر پڑا یا کسی نے وار کیا تھا صرف تلوار نے تھوڑا سا کاٹا تھا پھر اُسے ہاتھ کو نہ کھنچا روک لیا اس سے مردار خوار امان طلب کر کے قتل ہونے سے بچے سب کے سب مثل غلامان حلقہ بگوش کے ہاتھ باندھ کر حاضر خدمت صاحبقران عالی شان ہوئے جو اُنکے افسر تھے انھوں نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ ہم انکی غلامی اختیار کرتے ہیں اور اطاعت صاحبقران نے مسکرا کر فرمایا

کہ چند طریق ہیں اول شرط تو یہ ہو کہ مردار خواہی ترک کر دے دوسری شرط یہ ہو کہ دین اسلام قبول کر و تیسری شرط یہ ہو کہ
 کفر پرستی سے توبہ کر و چوتھی شرط یہ ہو کہ جو چیزیں ہمارے مذہب میں حلال ہیں اوپر عمل کر دے اور جو حرام ہیں ان کو
 ترک کر دے اور سب سے عرض کیا کہ ہکو آپ کا فرمانا بدل و جان قبول افق منظور ہو ہم آپ کے فرمانے کے خلاف نہیں کر سکتے
 ہیں ہکو اپنی غلامی میں قبول فرما بیٹے ہیں یہ سب کے صاحب مقہران نے حکیم اسقلینوس کی طرف مخاطب ہو کر
 فرمایا کہ آپ ان سب کو کلمہ تعلیم فرمائیے دوسرے حلال و حرام بتائیے دیگر علوم دین کی تعلیم فرمائیے قواعد شافی
 و طریقہ ادب سے آگاہ فرمائیے کیونکہ یہ لوگ بالکل وحشی ہیں حکیم نے سلام کر کے عرض کیا کہ زہو نصیب میرے
 اور شہہ تقدیر میری کہ یہ خدمت میرے سپرد ہوئی میں اسکو بسر و چشم بجالاؤنگا یہ عرض کر کے اور چند قدم
 آگے بڑھ کر صاحب مقہران کے ہاتھوں کو چومے اور عرض کیا کہ جو قوت و طاقت ہم نے اس وقت دیکھی ہو آجتا کہ ہم نے
 کسی میں نہیں دیکھی دیکھنا تو شے دیکھو سنی تاکہ میں واقعی یہ طاقت خدا و ہواور یہ زور صاحب مقہران تھا
 اور طلسم کشائی اگر یہ امر نہ ہوتا تو اسقدر ہمت و جرات کہاں سے ہوتی کہ اتنے بڑے جواؤن کو جو کہ مثل دیو کے تھے
 بلکہ میرے نزدیک قدر قامت میں دیو سے بھی زیادہ ہونگے یوں ایک ہی مرتبہ دو نوں کو دو نوں
 ہاتھوں پر بلند کر لیا کس زبان سے اس کی تعریف کریں بقول مطلع شعر گر ہر موی تن گر و زبانیہ نیا پیشگر
 تو پرگز بیاسے صاحب مقہران نے فرمایا کہ یہ سب آپ بزرگون و خاصان دین کی مہربانی تھی اور عنایت
 پرور و گارور نہ میری یہ طاقت و لیاقت تھی کہ میں اتنے بڑے کام کو یوں آسانی انجام دیتا یہ وسکا فضل تھا
 جو میں ایسے دیو خصا لو پر غالب آیا اور نہ میری کیا مجال و طاقت تھی میں اسکی عنایتوں و مہربانیوں کا کد انک
 شکر یہ ادا کروں یہ فرما کر فرمایا کہ اتنے سب طرف امان کی صدا بلند ہو گئی ہو اور سب کو امان بھی مل گئی ہو اتنے امان و
 امان ہو سب نے جمع ہو کر اطاعت کرنے کا اقرار بھی کیا بہرل با فرد و گاہ پر چلو یہ فرما کر چند مرداروں سے
 فرمایا کہ آپ لوگ بہت جلد یہ بند و بست کریں کہ جو لوگ ہمارے لشکر کی طرح ہوئے ہیں انکو شفا خانہ روانہ کریں
 اور جو قتل ہوئے ہیں انکو شفا کریں اور نیز غازی پر مکر و فریاد کریں اور جو کفار مجروح ہوئے ہیں انکو بھی الی شفا
 میں داخل کریں اور کفار کے کشتوں کا بھی غما کر کے کسی غار عمیق میں ڈالو اور دین تاکہ صومرا انکے اجسام نجس سے
 پاک و صاف ہو جاوے اور انکی متعفن ہونے سے یہاں کی آب و ہوا نہ خراب ہو جو کہ مسافروں کی ہلاکت کا
 سبب ہوا وراوس پر فاک ڈال دی جائے تاکہ اگر لاشیں مٹریں تو بونہ پھیلے اوس مٹی میں ملکر
 رہ جائیں اور جو کفار اسیر کیے گئے ہیں انکو اچ تو زندان میں رکھا جائے مگر ساتھ راحت کے کل

اور نکاح یونان بھی اجاڑا گیا اور دن سبز واروں نے ہات جوڑ کر عرفیہ کیا کہ بہت خوب اور اچھا وقت ہر ایک کام کا
 جسکو حکم ملا تھا اپنے اپنے کام کی طرف اور جسکے اجر کر کے بنے روانہ ہوا اہل اسلام و کفار کے زخمیوں کو
 داخل شفا خانہ کیا اور نکاح علاج اسبوقت سے ہونے لگا اسیر و ملک و داخل زندان کیا چھوڑ چوکی مقرر کیا اب
 جو اہل اسلام کی مقننہ نکاح شمار کیا تو پانچ ہزار خدا پرست اس معرکہ عظیم میں درجہ شہادت پر فائز ہوئے
 تھے اور دو ہزار زخمی سپردن کشتوں کو ایک مقام پر جمع کر کے نماز و اکی اور وفن کیا اور جسکے بعد
 لا شہائے کفار کا جو شمار کیا تو پندرہ ہزار کشتہ ہوئے تھے اور آٹھ ہزار بخروج پس سب لاشوں کو نکھوڑا
 کر ایک غاریق میں جو کہ اس محل میں واقع ہوا تھا ڈنوا دیا اور اس پر لاکھوں میں بیٹی ڈال دی گئی اور
 ان سب کے لویہ کام کیا اور دوسرے ہزار یا لشکری حاضر خدمت صاحبقران ہوا پہلے میرا بجایا پھر
 باقو ملک و بوسہ دیا اور بہت تعریف کی خلاصہ یہ کہ وزیر بیستون بھی مع اپنے ساحروں کے حاضر ہوا اور
 تعریف و توصیف بہت کی اسی طور سے حکیم شیاطین نے بھی مدح و ثناء کی پس صاحبقران مع
 ان سب کی اور جن مردار خواروں نے پناہ مانگی تھی اور کھوئے ہمراہ بیکر و دو گاہ تشریف لائے قریب شام
 پہونچے اہل لشکر نے آج نوین دن کمر کھولی سب اپنے اپنے بستر و پیر جا کر آرام سے بیٹھے اور بیٹھے
 اور فکر قوت لایوت کرنے لگے کوئی کچھ پکانے لگا کوئی کچھ بازار سے خرید کر کھانے لگا جو کہ
 زیادہ کسل مند اور تھکے ہوئے تھے انھوں نے بازار سے خرید کر کھالیا اور لیٹ کر سو رہے اور
 وزیر بیستون اور اہل لشکر بیستون کو بھی مقام مناسب رہنے کو ملا یہ لوگ راحت و آرام سے
 بیٹھے مردار خواروں کو جگہ دی گئی یہ بھی کمرین کھول کر دترے اب کئے طرف لشکر و تہا ہوا
 ایک طرف ساحروں کا لشکر ہوا ایک سمت مردار خوار ہیں جو کہ مطیع ہوئے ہیں ایک جانب لشکر اسلام
 وہ ساحر اور غیر ساحر جو کہ سیاہ قلب تھے اور ان مردار خواروں کو لگا کر لائے تھے اس معرکہ میں
 کئے اہل اس مقام پر کوئی کافر نہ تھا سب مطیع ہو گئے تھے اور خدا پرست ہونے کا اقرار کرتے تھے اور
 اسی قرار پر ایمان ملی اور دوسرے صاحبقران اپنی بارگاہ میں تشریف لائے کمر کھولی ہتیار لگاتے مجسم کچھ
 قدرے قلیل نوش فرا کر آرام فرمایا چونکہ نوشبانہ روز کے تھکے ہوئے تھے اور دوسرے ہزار بھی
 اپنے اپنے مقام پر جا کر آرام پذیر ہوئے خلاصہ یہ کہ جب سحر ہوئی صاحبقران بیدار ہوئے
 بارگاہ میں تشریف لائے دربار اسے ہوا سب مردار اہل اسلام و وزیر بیستون مع اپنے ہمراہیوں

۱ اور دونوں کے حکم اگر حاضر دربار ہوئے اور با حجب آرا منہ و چہکاو سو وقت تک حکم دیا کہ میں مردار خواروں نے
امان طلب کی تھی یا انھیں امان دی گئی ہو اور انکو حاضر کر دیا وہی بیان کرتا ہوں یہ حکم دینا تھا کہ مرداران
مردار خوار کہ جو طالب امان ہوئے تھے اور صاحب زعفران نے انکو امان دی تھی بشرط دین اسلام
کے قبول کرنے پر اور انھوں نے اقرار کیا تھا کہ ان کو مع کل مردار خواروں کے جو کہ قتل و غارت خانہ
پچھتے قریب بیس ہزار کے تھے حکیم اسقلینیوس کے سپرد کیا اور حکم دیا تھا کہ انکو عقائد دین اسلام کے
تعلیم کرو بس اور انکو حکیم اسقلینیوس نے اپنے خیمہ کے برابر جگہ دی تھی چنانچہ اہل لشکر کو چھوڑ کر مرج
اون سرداروں کے کہ جو کہ ایسے مجروح ہونے سے بچے تھے اور قتل سے محفوظ رہے تھے اور ان کو
چھراہ لیکر حاضر دربار ہوئے جب سب حاضر ہو چکے اسوقت صاحب زعفران نے ملاحظہ فرمایا کہ چند
سردار مردار خوار آگے اور سرداروں کے کھڑے ہیں خیال فرمایا کہ یہ مرتبہ علی رکھتے ہیں اور قوی
ہیں پس انکو ملاحظہ فرما کر حکم دیا کہ ان سبکو علی قدر مرتبہ کریں اور حرمت ہوں سبکو کریں انہوں نے
صاحب زعفران مرحمت کی گئیں وہ سب سلام کر کے اور کرسیوں پر بیٹھے اب صاحب زعفران نے
اون سرداروں سے فرمایا کہ آپ لوگوں کے نام کیا ہیں انکو اپنے ناموں سے آگاہ کیجئے یہ سوال
صاحب زعفران نے اور سرداروں سے کیا تھا کہ جنکو آگے سبکے کھڑا ہوا دیکھا تھا اور انھوں نے
ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ ہم غلاموں کے نام منقول مردار خوار قتار مردار خوار ہرام مردار خوار
طر قوم مردار خوار اشہر مردار خوار مرزوق مردار خوار سرشار مردار خوار ہمیں داخل
ہیں بس صاحب زعفران نے منقول سے فرمایا کہ میں ان سب میں انکو زبردست اور صاحب عقل
اور قوی مرتبہ خیال کرتا ہوں لہذا میں نے انکو ان سبکا افسر اعلیٰ کیا کل لشکر اور کل سرداروں
کو مختار سے ماتحت کیا اور اب انکو لازم ہو کہ عقائد دین اسلام حکیم اسقلینیوس سے حاصل کرو
حرام و حلال میں تمیز کرو اور ان سب نے عرض کیا کہ بہت خوب ہم تمہیں حکم میں بسر و چشم کو شنس کر نیلے
صاحب زعفران نے یہ فرما کے حکم دیا کہ جو مردار خوارا سیر ہیں اور انکو حاضر کرو فوراً دار و فر
زندہ ان اور قیدیوں کو لیکر حاضر دربار ہوا اور ان سب نے انکو مجبور کیا چونکہ وہ لوگ یہ سن
چکے تھے کہ ہمارے افسر یعنی خیر غلام مردار خوار سرکچ مردار خوار و دونوں مارے گئے اور
بہت سے افسران لشکر کام آئے جو باقی رہا اور انھوں نے طہم کشا کی طاعت قبول کی

اور دین اسلام اختیار کیا پھر سے مرثیہ پائے بدین سبب انھوں نے آتے ہی خبر کیا اس خیال سے کہ
اب دین اسلام کے قبول نہ کرنے میں نقصان ہو جان کا اور قبول کرنے میں کوئی نقصان نہیں ہو عزت و
ہوا نکار کرنے میں جان کا ضرر ہو بدین وجہ خبر کیا صاحبقران نے اذنی طرف دیکھ کر فرمایا کہ تمہارے افسروں
نے مع کل اہل لشکر کے جو کہ باقی رہ گئے تھے قتل و غارت سے ہماری اطاعت قبول کی اور دین اسلام
اختیار کیا ختم کیا کھتے ہو اور سب نے عرض کیا کہ جب ہمارے افسروں نے دین اسلام قبول کیا
اور آپ کی اطاعت کی تو چکو کیا ضرر ہو ہم نے بھی دین اسلام قبول کیا اور آپ کی اطاعت کی ہمارے
طریقہ اسلام تعلیم فرمائیے میں صاحبقران نے اونکو اور جو سردار مردار خوار کہ وہاں موجود
تھے کل تعلیم کیا وہ کلمہ پڑھ کر از سر حدی مسلمان ہو گئے اور اوسو قسٹ سردار
خواری سے توبہ کی اور بدل و جان اطاعت کی صاحبقران کی صاحبقران نے
اور دن اسیروں کو بھی مقہور مردار خوار کے حوالہ کیا اسوقت دشمنوں کو طلب کر کے اونکو
جی کل و غیرہ تعلیم کیا خلاصہ یہ کہ کل مردار خوار جو کہ قریب پچیس ہزار تھے انہیں صدق مسلمان
ہوئے حکیم اسقلینوس اور انکی تعلیم و تربیت کیلئے مقرر ہوئے اسی طور سے وزیستوں نے بھی مع
اپنی سرداروں و اہل لشکر کی اطاعت دین اسلام اختیار کی جو کہ ساحر تھے مطیع اسلام ہوئے جو کہ غیر ساحر
تھے اور دشمنوں نے کلمہ پڑھا اور شریک اسلام ہوئے سبب ان کاموں سے صاحبقران نے فراموش
پائی اسوقت حکیم اسقلینوس کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ مقام افسوس ہو کہ اسوقت میرا راجہانی
و دوست روحانی خواجہ عمر و نامدار ملین ہیں ورنہ اور دن سے کہتے کہ وہ کچھ گاتے تمام محفل کو مغلوظ کر کے
سب خوش ہو جاتے اور کانا تو آپ سچے ہیں معلوم یہ ہو گیا تھا اور کہاں لیگیا ہو خواجہ کوادنگے
نے بدنے سے بڑے بڑے کاموں کا ہرج و مرج نقصان ہو رہا ہو وہ ہوتے تو اب کاسا کوئی مکوئی فکر
اس امر کی کرتے کہ لوح دستیاب ہو جیسو جب طلسم ہو جس ربا میں اسد برائے فتح طلسم
کیا تھا تو خواجہ بھی معہ چار عیاروں کے گئے تھے اور دشمنوں نے کوشش کر کے لوح حاصل کر ائی
تھی ایسی ایسی کوشش کی کہ آخر اسباب ایسا سا حرز بد دست عاجز ہوا اور مان گیا بس
وہ ہوتے تو ضرور فکر کرتے لوح کی اور بہت جلد لوح حاصل کرتے حکیم اسقلینوس نے
یہ تقریر صاحبقران کی سن کر عرض کیا کہ یا صاحبقران کیونکر معلوم ہو کہ خواجہ کو کون لیگیا ہو

صاحبقران نے فرمایا کہ آپ حکیم شیطا طین علم رمل سے بھی بخوبی آگاہ ہیں نزار اچھ فرمائیے اور رمل کی ذریعہ سے دریافت فرمائیے کہ خواجہ کو کون لیکھا ہوا اور کھان استقلالینوس نے عرض کیا کہ بہت خوب یہ کھکر خاموش ہوئے صاحبقران نے فرمایا کہ کیون حکیم صاحب اب کس سمت جانا چاہیئے اور لوح کیونکر دریافت ہوگی کہ کمان ہو اور کیونکر دستیاب ہوگی اگر آپ کو معلوم ہو کہ فلان مقام پر لوح ہو اور فلان طریقہ سے دستیاب ہوگی تو اسکی تدبیر کیجئے حکیم استقلالینوس نے عرض کیا کہ مبرا صاحبقران بخدا سے لم نزل جو میں حال لوح سے آگاہ ہوں یا اس امر سے باخبر ہوں کہ فلان مقام پر لوح ہو اور فلان کے قبضہ میں ہو اور کیونکر دریافت ہوگی ملاحظہ فرمائیے کہ جب آپ تشریف لائے تھے میں نے عرض کیا تھا کہ حبیب بادشاہ طلسم رہا ہو گا جو کہ چلے بادشاہ تھا اور اسکو بیستون جادو و شنگال جادو جو کہ وزیر تھا باہم صلاح کر کے اور سب آراکین سلطنت و شیران بہت و صاحب مرحلہ جات کو شریک اپنا کیا اور بادشاہ طلسم کو اسیر کر لیا سب تختہ جات پر قبضہ کر لیا شنگال بادشاہ بنا اور سب نے اطاعت کی پس حبیب وہ رہا ہو گا اور سو وقت لوح کا پتہ چلیگا اور اس کے بتانے سے پتہ معلوم ہو گا اور نشان لوح ملیگا گو کوشش و سعی آپ کو کرنا ہوگی مگر وہ پتہ بتائیگا جس کے پاس لوح ہوگی اس کے نام سے آگاہ کریگا چنانچہ آپ نے فرمایا تھا کہ عجب وہ کھان اسیر ہو میں نے عرض کیا تھا کہ وہ بیستون کے پاس اسیر ہوا اپنے فرمایا تھا کہ میں ابھی جا کر گوہ بیستون کو بر باد کرتا ہوں اور بیستون جادو کو قتل کر کے بادشاہ طلسم کو رہا کرتا ہوں میں نے آپکو منع کیا تھا اور عرض کیا تھا کہ بیستون اس وقت تک قتل نہ ہو گا نہ اس کے قتل کی تدبیر ہو سکے گی جب تک حکیم شیطا طین میرا شریک نہ ہو گا وہ اور میں دونوں ملکر گوہ بیستون پر جانیکی کوشش نہ کریں گے اور سو وقت تک آپ کو وہ پر تشریف نہ لیا سکیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا خواجہ نے کوشش کر کے حکیم شیطا طین کو بھی شریک کیا وہ بھی شریک ہوئے فضل خدا سے بادشاہ طلسم رہا ہوئے بیستون جادو مارا گیا گوہ بیستون بر باد ہوا آپ اپنا اون سے حال لوح دریافت فرمائیے وہ عجوبی پتہ و نشان مع مقام و نام نوہ دار و تدبیر دستیاب ہونے لوح کی سب عرض کروینگے کیونکر اونکو سب حال معلوم ہو وہ سب حال سے آگاہ ہیں صاحبقران نے فرمایا کہ انسو س تم نے اس وقت نہ یاد دلا یا کہ حبیب بادشاہ طلسم جو تھا اب حبیب وہ چلے گئے ہیں

اس وقت یہ امر کہتے ہو اب کیا ہوتا ہو نہ معلوم کب آئینگے اور عرصہ ہوا جب قدر میں چاہتا ہوں کہ یہ
 طسم جلد فتح ہو میں اپنے عزیزوں اور سرداروں و اہل لشکر سے ملوں مجھ کو اونکا فراق شاق ہو گیا
 میرا فراق دوسرے سے تم نے خواجہ کی زبانی سنا ہو کہ اتنے عرصہ میں وہاں لشکر بر کیا کیا بلائیں آئیں اور
 آفتیں برپا ہوئیں خواجہ نے جا کر عیار ہی کر کے سب کو پکایا اور وہاں سے بیان آئے یہ واقعات سیر
 نہ ہونے سے لشکر پر گزرے میرا دم بہت گھبراتا ہو اور سب کے دیکھنے کو بھی چاہتا ہوں یہ چاہتا ہوں کہ بیان سے
 جلد ہی فراغت ہو اور طسم فتح ہو تو میں جا کر سب سے ملوں نہ معلوم اب وہ کب آئینگے جب قدر جلدی
 کرواؤ یہ قدر عرصہ ہوتا ہو حکیم اسقلینوس نے عرض کیا کہ یا صاحب قنارن آپ پریشان کیوں ہوتے ہیں
 اور روح ہاتھ لگی اور وہ طسم فتح ہوا جب تک روح نہیں دیتا اب ہوتی ہو اور سو وقت تک تمام امروں
 میں وقت ہو اور بادشاہ طسم یعنی سیماسے بلند آواز بہت جلد آتے ہوئے اپنے قول اور وعدہ کے
 سچے ہیں صاحب قنارن نے فرمایا کہ اچھا نجوم میں دیکھو کہ کب تک آویں گے اور خواجہ کا حال دریافت
 کروا اسقلینوس نے اور سو وقت اصطرلاب کو آفتاب کے مقابل رکھا اور سوطہ فانی بارہ بروج
 ساتون ستاروں کو دیکھ کر زائچہ کیا قرطہ فکر کو روح خیال پچھنکا اور سوال صاحب قنارن کا خیال
 میں لا کر اسکا جواب نکالا یہ جواب حاصل ہوا کہ بہت جلد بادشاہ طسم یعنی سیماسے بلند آواز
 آئینگے اور اونکے آنے سے صاحب قنارن کو ایسی خوشی ہوگی اور وہ ایسے ایک شخص کو اپنے ہمراہ لائینگے
 کہ جسکو دیکھ کر صاحب قنارن بہت خوش ہونگے اور نہایت ورچہ کی خوشی حاصل ہوگی یہ جب جواب ملا
 اسقلینوس نے خدمت صاحب قنارن میں عرض کیا کہ آپ پریشان نہ ہوں میں نے جو زائچہ کیا تو یہ
 معلوم ہوا کہ بہت جلد بادشاہ طسم آیا جاتے ہیں اور وہ ایسے شخص کو اپنے ہمراہ لائینگے کہ آپ خوش
 ہونگے صاحب قنارن نے فرمایا کہ یہ بتائیے کہ وہ شخص کون ہو کوئی میرا عزیز ہو یا دوست ہو اور کیا نام ہو
 کہ جسکے آنے سے مجھ کو اڑھ خوشی ہوگی اور خواجہ کا حال نہیں بیان کیا کہ اونکو کون لکھا اور وہ
 کھان ہیں اوپر کیا گزری اگر کسی بلا میں مبتلا ہوں تو میں جا کر رہا کروں اور اونکی زبانی کی فکر کروں
 اسقلینوس نے پھر زائچہ کیا اور ہاتھ باندہ کر عرض کیا کہ یا صاحب قنارن یہ امر تو ظاہر نہیں ہوتا ہو کہ وہ
 عزیز ہیں یا دوست نہ نام ظاہر ہوتا ہو صرف اس قدر ظاہر ہوتا ہو کہ بادشاہ اپنے ہمراہ لائینگا آپ طہینان
 رکھیں خواجہ کی بابت جو حضور نے دریافت کیا تو یہ رمل سے ظاہر ہوا کہ خواجہ کو ایک ساحر و مٹھال لکھا ہو

اور بہت تشدد کر رہا ہو مگر حیات بین فرق نہیں ہو جیسا کہ باقی ہوا آپ کے تشریف لیا نیکی ضرور سے
 نہیں ہو وہ خود انشاء اللہ آپ کے پاس آجائینگے یا صاحب بقران چہ رمل ہوا اس سے یہ نہیں معلوم ہو سکتا ہے
 کہ خواجہ فلان مقام پر ہیں اور اس مقام کا نام نہ پتہ ثابت ہو سکتا ہے نہ یہ کہ فلان ساخرا و مٹھا
 لیکھا ہے اور اس کا یہ نام ہو یا نہ یہ ثابت ہو سکتا ہے کہ خواجہ کو فلان سمت کو لیکھا ہے اور رشدائیں بین جو کہ
 میں نے عرض کیا آپ اطمینان رکھیں نہ آپ جائیں نہ فکر و تشویش کریں خواجہ سلامت زندہ و
 سلامت آپ کی خدمت میں حاضر ہونگے اور آپ اون سے ملکر ضرور خوش ہونگے بلکہ زائچہ سے
 یہ ثابت ہوتا ہے کہ خواجہ کی ذات سے نشان لوح بلیگا گو بادشاہ طلسم چہ بتائے گا خواجہ و میان
 جا کر دریافت کریں گے اوسکے بعد آپ جا کر لوح حاصل کریں گے خواجہ کی طرف سے اطمینان رکھیں
 اور نکاح حیات قوی ہو صرف کچھ مقدر میں تکلیف بدی تھی جو یہ واقعہ درپیش ہوا خواجہ کو کوئی سامریا غیب
 سامر قتل نہیں کر سکتا ہے بلکہ یہ امر ہے کہ جب تک خواجہ اپنی زبان سے تین مرتبہ موت کو مطلب کریں گے
 اس وقت تک خواجہ کو موت نہ آئیگی آپ لوگ فکر نہ کریں خواجہ زندہ و سلامت حاضر ہونگے ہمارے
 طریقہ سے تو یہ ثابت ہوتا ہے وائیدہ جو مرہنی خداوند کریم کی بموجب مصرعہ حال غیبی کس فی دانتخیز و رگار
 اور جو اسکی شہیت میں ہو گا وہ ہو گا مگر میں یہ ضرور عرض کروں گا کہ یہ طلسم فتح ہو گا اور یہاں
 دین اسلام کا نشان نصب ہو گا جس طور سے کوہ بیستون برباد ہوا اسی طور سے طلسم بھی
 برباد ہو گا جس طور سے بیستون جاد و مارا گیا اسی طور سے شنگال جاد و بھی مارا جائے گا
 بادشاہ سابق کی پھر عہداری آپ کے بدولت ہو گی تقریر حکیم کی سنکے صاحب بقران نے فرمایا کہ آپ کے
 اس کہنے سے خیر کسی قدر اطمینان ہوا میں پرسوں تک بادشاہ سابق و خواجہ کا اور انتظار کرتا ہوں
 اگر پرسوں تک یہ دونوں صاحب آگئے تو خیر ورنہ تو کلت علی اللہ من ایک طرف کو راہی ہونگا
 جبکہ اس طلسم کا فاتح میں ہوں اور اس طلسم کی عمر تمام ہو چکی ہے تو پھر کوئی نکوئی صورت فتح طلسم و
 دستیابی لوح کی پردہ غیب سے پیدا ہوگی اور سب سامان غیب سے ظاہر ہونگے و ہاں کہ
 اور ضرور مدد کریگا اسقلینیوس نے عرض کیا کہ بہت بہتر اور پرسوں کے روز آپ ایسا ہی فرمایا گیا ہے
 نزدیک توکل ہی تک بادشاہ طلسم آجائے تو عجب نہیں ہو کیونکہ میرے حساب سے یہی ظاہر ہوتا ہے
 صاحب بقران نے فرمایا کہ اسی سبب سے تو میں نے پرسوں کی قید لگائی ہو فلاں یہ کہ صاحب بقران نے

قریب دو چہر کے دربار برخواست کیا سب کے سب اپنے مقام پر آئے حکیم اسقلینوس نے مقہور و غیرہ کو
 مع ان کے ہمراہیوں کے عقائد دین اسلام تعلیم کرنا شروع کئے راوی بیان کرتا ہے کہ جو کفار زخمی ہوئے تھے
 اور داخل شفا خانہ کیے گئے انہوں نے بھی بہت ہی جلد صحت پائی اور وہ بھی مسلمان ہوئے اب
 قریب بیس ہزار کے نو ساحرین جو کہ بعد بیستوں کے مطیع اسلام ہوئے ہیں مع وزیر کے اور
 پچیس ہزار مرد و اہل خانہ ہیں جو کہ سب کے سب خدا پرست ہوئے ہیں اب راوی صاحب قرآن
 کو مع ان کے اور حکیم اسقلینوس کے انتظار بادشاہ طسم یعنی سیدہ کے بلند آواز
 و خواہش میں مصروف رکھتا ہوا اور کچھ حال بادشاہ طسم کا تحریر کرتا ہے کہ یہ جو صاحب قرآن سے اجازت
 لیکر بقتل بیستوں جا رہا ہے اور بعد برپاوی کو بیستوں و بعد مطیع ہونے وزیر بیستوں کے ایک سمع کر رہا
 ہوا ایک محل میں جا کہ چھوٹا وہاں جا کر اس نے سحر کیا کہ یا تو وہ میرا نعتیاد فتنہ گزار ہو گیا اس نے
 کیا کیا کہ سحر کر کے کچھ خیمہ برپا کیے اور اسباب راحت اس مقام پر مہیا کیا جب سب اسباب مہیا ہو گیا
 اس نے سحر کر کے دستک دی کہ زمین شق ہوئی ایک پتلی پیدا ہوا کہ اس کے سر پر ایک صندوق آہنی
 تھا اس نے آنے کے ساتھ ہی پہلے تو سلام کیا بعد اس کے وہ صندوق سامنے رکھ دیا بادشاہ نے
 چہرہ دستک دی کہ دوبار چہر زمین شق ہوئی دوسرا پتلی پیدا ہوا اس نے بھی سلام کیا اس کے پاس بھی ایک
 صندوق تھا اس نے بھی سلام کر کے وہ صندوق سامنے رکھ دیا اور دست بستہ کھڑا ہوا کہ بادشاہ نے
 اس جگہ کی طرف دیکھا کہ جو کہ صندوق لکیر آیا تھا اس نے بادشاہ کا دیکھا تھا کہ اپنے جوتے میں سے
 ایک برنجی گھنٹی نکال کر پیش کی بادشاہ نے وہ گھنٹی لیکر صندوق کھولا اس صندوق میں ہزاروں فانے تھے
 ہر خانہ میں ایک بار سیاہ بیٹھا ہوا تھا کہ بادشاہ نے کچھ اسم سحروم کر کے ایک خانہ میں ہاتھ ڈالا ہاتھ
 کا ڈالنا تھا کہ وہ مار سیاہ نہ تھا بلکہ گھنی آہنی تھی اس کو نکال کر اس صندوق کو کھولا اس کا پیرا ہٹا پا اور
 اس میں سے کچھ اسباب سحر جو کہ اس وقت درکار تھا وہ نکالا اٹان جلد ایک کتاب جلد اور ایک
 لوح زبرجدا اور ایک انگشتی اور اسی طور سے کئی اشیا اور کچھ گیندیں پٹیا انگشتی کو ہاتھ
 میں کتاب سامنے اس کی علاوہ اور جس شے کی ضرورت تھی وہ اس صندوق سے نکالی ایک
 صندوق اور اسی صندوق سے نکالا اسپر کچھ پتھر جیڑے پڑھ کر دم کیا کہ خود بخود ایک چاک پیدا
 ہوئی اور ایک تراقہ ہو آگیا اس صندوق کا پیرا کھل گیا اس صندوق سے گیارہ تپانیاں

طہم زار سلطانی قند قامت بین بالفتت بالفتت بھیر کی نقین باہر آنا تھا کہ سب سے جب تک کر
 سلام کیا سیماس سے بلند آواز نے قلم واداد کا غدار ٹھاکر گیارہ پر چون پر کچھ تحریر کیا ایک ایک پر ہا یک ایک
 پتلی کے ہاتھ میں دیا اور کھانا کہ یہ ہمارے ملازموں اور دوستوں کو جو کہ بعد ہمارے اسیر ہو جائیں گے
 سبب غوث شنگال جادو کے پوشیدہ ہو گئے ہیں پھینچا دیا اور ہمارے رہا ہونے سے انکو آگاہ کر دیا اور
 ملکہ شمشاد میری دختر نیک اختر و شاہزادہ خورشید شیر سوار میرے فرزند ارجمند کو اور ملکہ شریا سے برق
 انداز میری زوجہ کو بھی اس حال سے آگاہ کر دیا کہ وہ لوگ مجھ سے اگر ملین میں انکو دیکھ کر مٹا دیں اور
 وہ مجھ کو دیکھ کر خوش ہوں اور تپا ہوں نہ عرض کیا کہ میری خداوند نہ تو ہم ملکہ عالم یعنی ملکہ شریا سے
 برق انداز نہ ملکہ شمشاد ستین نہ شاہزادہ بلند قدر خورشید شیر سوار کی سکونت سے آگاہ ہیں کہ ان
 بزرگواروں نے بعد آپ کے اسیر ہونے کے کہاں قیام فرمایا اور کہاں ہیں ان چند ملازمان خاص و غلامان
 حسان باز کے مقام سکونت سے آگاہ ہیں کہ وہ فلاں فلاں مقام پر پوشیدہ ہوئے ہیں
 بعد آپ کے قید ہونے کے انکو حضور کے رہا ہونے سے ہم ابھی آگاہ کرتے ہیں کہ وہ حاضر ہوں بادشاہ
 نے کہا کہ بہت اچھا تم جا کر ان لوگوں کو آگاہ کر دینا اور میں ان لوگوں کو طلب کرتا ہوں مگر
 اس قدر خیال رہے کہ ان لوگوں سے کھدینا کہ سب اسی صحرائین آکر جمع ہوں اگر میں نہ ہوں تو میرے
 آنے تک بیان سے کسی طرف کو نہ جائیں جب تک میں نہ آؤں جب میں آؤں تو میرے ہمراہ جد ہرین
 جاؤں چلین انہوں نے عرض کیا بہت خوب پس ہر ایک پتلی مثل برق جندہ کے چمک کر روانہ ہوئی
 جب یہ پتلیاں جاچکیں اور اسکے بعد بادشاہ نے پھر دستک دی کہ تشریف لے آؤ اور ایک پریرا دوسرے پر ایک
 صندوقچہ طلائی رکھے ہوئے ہاتھ میں ایک گلدستہ اور گلے میں ایک آئینہ حیران آکر چھوٹتی بادشاہ کو
 سلام کیا اور وہ صندوقچہ وہ گلدستہ سامنے رکھ دیا اور آئینہ سامنے لیکر ادب سے اسنادہ ہوئی
 بادشاہ نے کچھ اسم سحر پڑھ کر اس گلدستہ پر دم کیا کہ حسب قدر اس گلدستہ میں پھول تھے اور چپتی
 اور چھوٹکی پتیاں تھیں اور حسب قدر اس رخت کی پتے تھے اور شاخیں تھیں مثل افسان
 کے ہو گئیں اور الگ ہو ہو کر رفت بہت کر کے اسے ہوئے چھوٹے تھے انکے تو مرد تھے اور جو شاخیں
 اور پتیاں تھیں انکے پریرا بن کر تیار ہوئیں اور سب نے ہاتھ باندہ کر عرض کیا کہ حضور
 نے ہر کو کس غرض سے طلب فرمایا ہے جواب دیا بادشاہ نے کہ ہم ایک مدت تک دشمنوں کی تہذیب میں

رہے تم میں سے کسی نے ہماری خبر تک نہ لی سچو اگر ہاتھ نہ کیا خیر گو تم نے خطا و قصور تو بہت بڑا
 کیا تو گرفت اس سبب سے معاف کیا جانا تو تم اس حال سے آگاہ نہ تھے مگر اب ایسی غفلت
 نہ کرنا صرف تمکو اس حال سے آگاہ کر نیکیو طلب کیا تھا یہ ظہر اب جو اشارہ کیا وہ بھراوسی طور سے گلہ مست
 ہو گیا بادشاہ نے اس پر نیراد سے آئینہ لیکر اسکو دیکھا اسکی پشت پر کچھ قلم سے تحریر کیا کہ وہ
 آئینہ شوق ہوا اس آئینہ سے چار پریزا دین اور پانچ پریزا ظاہر ہوئے سبکے سروں پر تاج رکھے ہوئے
 تھے آتے ہی براے سلام جھک گئے سلام کر کے مو اُدب کھڑے ہوئے کہ یہاں سے بلند آواز آنے
 لگی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ تمکو معلوم ہے کہ ہماری زوجہ و دختر و فرزند لحد ہمارے اسیر ہوئے کیے کہان
 پوشیدہ ہوئے ہیں دشمنوں سے اپنے کو بچا کر ان سب نے عرض کیا کہ ہم اس حال سے آگاہ
 ہی نہیں نہ ہمکو یہ معلوم تھا کہ حضور کے دشمن اسیر ہو گئے ہیں ہم اپنے مقام پر بیٹھے ہوئے حضور کیلئے
 دعا کر رہے تھے اب حضور نے یاد فرمایا ہم فوراً حاضر ہوئے یہ سنکے بادشاہ نے پھر قلم اوٹھا کر اردو نوں
 ٹکڑوں کو آئینے کے یا ہم ملا کر اسکی پشت پر کچھ تحریر کیا وہ سبکی سب پریزا دین و پریزا و غائب ہو گئے اب
 بادشاہ نے اس پتلے کو آئینہ دیا اور اسکی طرف دیکھا اس نے اپنے سر کا بال و بال
 جانکر توڑا اور بادشاہ کو دیا بادشاہ نے کچھ اشارہ کر کے لیا وہ بال نہ تھا بلکہ کنجی تھی اس کلید سے
 اس صندوق کو کھولا جب پڑا بلند ہوا اس صندوق سے چار شیر سوار اور چار اسپ سوار اور چار
 خنجر سوار اور چار کرگدن سوار پیدا ہوئے ان سب نے پہلے سلام کیا بادشاہ نے ان سے
 یہ سوال کیا کہ تم ہماری زوجہ و دختر و فرزند کے حال سے آگاہ ہو اور غصہ نے بھی عدم و قفسیت
 کا عذر کیا اونکو بھی رخصت کیا اور وہ صندوق اوڑا آئینہ و گلہ مستہ و گیارا اس پریزا کو رخصت
 کیا وہ سلام کر کے جدھر سے آئے تھے اس سمت کو راہی ہوئے کہ اتنے عرصہ میں میں وہ تیلیاں سبکی
 ہے کہ اور ملازموں و غلاموں کو اس حال سے آگاہ کرنے کیلئے غصہ اُکھر چھو بچین اور عرض کیا کہ
 ہم ہر جب حکم سرکار سبکو آگاہ کر آئے اب تمکو کیا حکم ہوتا ہے بس بادشاہ نے اشارہ کیا کہ وہ
 تیلیاں اس صندوق کے اندر چلی گئیں اسی طور سے صندوق بند ہو گیا بادشاہ نے وہ
 صندوق اوٹھا کر اندر صندوق کے رکھا صندوق کو بند کیا قفل لگا کر کنجی کو اسی خانہ میں
 رکھا پھر اسی طور سے وہ مار سیاہ ہو گئی اس صندوق کو بند کر کے اس پتلے کو مع کنجی کھڑا

وہ صندوق لیکر چلا گیا اوسکے بعد اوس پتیلے کو اشارہ کیا جو کہ صندوق لیکر آیا تھا وہ صندوق کو اٹھا کر رہی ہوا جب ان کاموں سے فراعین ہوئی تب سچا سے بلند آواز نے سحر کیا کہ ایک سناٹا سا ہوا اور ایک مرکب پرند سماع سامان کے آکر حاضر ہوا سچا سے بلند آواز اوس پر ہوا جب سوار ہو چکا ایک سمت کی طرف اشارہ کیا وہ مرکب پرواز کر کے اوسی سمت کو روانہ ہوا یہاں تک کہ بادشاہ کو لا کر ایک صحرائین بچو بچا دیا وہ سحر ایسا خوف ناک اور ہیبت تھا کہ انسان کی تو کیا طاقت ہو جو اوس مقام پر ٹھہر سکے بلکہ اگر دیو بھی جاسے تو اوسکا بھی زہرہ آب ہو جاسے نہ کہ انسان مگر سچا سے بلند آواز وہاں بچو بچا مرکب پر سے اتر کر مرکب کو بھوڑ دیا وہ پرواز کر گیا آپ اوس جنگل میں بھیرنے لگا کسی مقام پر قدم نہ رکھا جاتا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ اب زمین سے اثر و پید ہوا جب پیدا ہوا کسی طرف سے شیر کے ڈکار نیکی صدا اتر ہی تھی کسی جانب سے بلنگ کی آواز آتی تھی کسی سمت سے اونکے پیر اور کافرون کی روحیں ڈرائیگو چلی آتیں تھیں کسی جانب سے رو نیکی صدا آتی تھے کسی سمت سے غل و شور کی صدا بلند تھی عجیب مقام ہوا اور دیر ان بقا و رخت کا نام و نشان نہ تھا پانی کا اُس صحرائین پہنچ ہی نہ تھا اوس صحرائین ہر آفت سے پناہ پانی دشوار تھی ہزاروں زارغ و غن مردہ پڑے ہوئے تھے ہر طرف سے بوے بد آر ہی تھی جد ہر جانیکا اتفاق ہوا دماغ پر لیشان ہو گیا انسان و حیوان کے استخوان کے ابنار جا بجا تھے ریگ کے سوا مٹی کا نام نہ تھا بیٹھے اور بیٹھے ہر سمت تھے یہ عالم تھا سحر کا مگر سچا سے بلند آواز اوس جنگل میں بلا خوف و خطر او ہر او دہر مثل رہا تھا ہر جگہ کی مٹی گواٹھا کر سونگھتا تھا اور پھینک دیتا تھا نہایت اس کے ایک مقام کی مٹی گواڑھا کر سونگھتا اور بس وہاں پر کھڑے ہو کر کچھ اسم سحر دم کر کے زمین پر اوس مٹی کو بھینک دیا اور پکار کر کہا کہ اے استانش جادو دیو پیکر جادو و عفریت جادو و اجمعی جلد حاضر ہو چونکہ اسکا نام بھی سچا سے بلند آواز ہی پکارنا تھا کہ تمام صحرائین کو نزلہ ہوا جو کوہ و پہاڑ تھے سحر کر رہے تھے ایک حاضر حاضر کی صدا آئی حراق حراق زمین شوق ہوئی ایک شکاف سے ایک ساحر زبردست جھوٹی کاندھے پڑی ہوئی نہمت باندھے ہوئے ہاتھ و گلے میں عفریت و سانپ لپٹے ہوئے پیدا ہوا اور سلام کر کے سامنے کھڑا ہوا دوسرے شکاف سے ایک دیو دراز قد جیسے دو دانٹ منہ کے باہر تھے پیدا ہوا اوسنے بھی سلام کیا وہ کھڑا ہوا تیسرے شکاف سے بھی دیو پیدا ہوا مگر یہ اوس سے

قوی تھا اور بہت زبردست تھا یہ بھی سوال ہم کر کے لکھنا ہوا جب یہ تینوں اچکے اوسوقت فرشتاؤں سے
 سنا کہ بلند آواز سے کہنا کہ یہ فرشتاؤں عباد میں سے تھو اس عرض سے یاد کیا ہو کہ تم اسوقت
 میری دفتر چیک اختر کو میرے رہا ہوئے سے آگاہ کرو اور کہو اسے جان پور ہم فضل خداوند سے
 بعد ایک مدت کے رہا ہوئے ہیں جو بھائی ہیں اور سختیاں ہم پر دشمنوں کے ہاتھ سے گزری ہیں
 اوزکا بیان کرنا عبت ہی ہمارا ہی دل خوب مرے اٹھاتا ہی لہذا اب رہا ہوئے ہیں تھو لازم ہی
 کہ تم بھی اپنے کو ظاہر کر دہم نے خوب کیا کہ دشمنوں کے خوف سے پوشیدہ ہو گئیں ورنہ اوسکے
 ہاتھ سے میرا ناموس بھی تباہ ہوتا اور تم لوگوں کے چہرہ عصمت و عفت میں اوسکے دست ظلم سے
 رخنہ اندازی اور تھاری پر وہ درمی ہونی مگر یہ امر تقدیر میں لکھا نہ تھا اس سبب سے
 تم لوگوں نے اپنے کو پوشیدہ کیا لہذا اب تم فوراً صحرائے عجائب نگار میں آدین وہاں مقیم ہوں
 اگر میں نہ بھی ہوں تو تم قیام کرنا بدون میرے آئے ہوئے کسی طرف کو نہ جانا فرشتاؤں نے
 یہ سنکے عرض کیا یہ تو بتایے ملک تشریف کھان رکھتی میں سچاے بلند وازتے برہم ہو کر کہا کہ اگر
 ہم تم سے آگاہ ہوتے یا ہکو اسقدر دشمنوں کے ہاتھ سے مہلت ہوتی کہ ہم بذریعہ سحر کے دریافت
 کر سکتے تو تجھ کو کیوں طلب کرتے تو تلاش کر کے یہ پیام میرا اوسکے پاس لے جا اور پیام دیکر تو اپنے
 مقام پر چلا جانا میرے پاس آئیگی کوئی ضرورت نہیں ہے یہ جو فرشتاؤں نے سنا اور بادشاہ کو
 غضب پایا پھر کچھ نہ بوجھا فوراً سحر کر کے پر پرواز پیدا کر کے یک سمت کو راہی ہوا جب
 فرشتاؤں جا چکا اسوقت بادشاہ نے دیو پیکر جادو سے کہا کہ اے دیو پیکر تم میری زوجہ
 ملک تریاے برق انداز کو میرے حال سے آگاہ کرو اور وہ ہی کلے اوس سے کہے اور کہا کہ
 جہاں ملین تلاش کر کے میرا پیام دینا اور صحرائے عجائب نگار کا پتہ دینا کہ وہاں چھوٹا میرا انتظار
 کرو اور تم یہ پیام اونکو دیکر اپنے مقام کو چلیا نا جب پھر ہم طلب کریں اوسوقت آنا دیو پیکر جادو
 بھی راہی ہوا اوسکی بعد فرشتا جادو سے کہا کہ تم میری فرزند خورشید شیر سوار کو میرے حال
 سے جا کر آگاہ کرو تلاش کر کے اور میرا پیام دیکر اپنے مقام کو جانا وقت طلب پھر آنا اور صحرائے
 عجائب نگار میں آئیگی کھنا عفت جادو بھی راہی ہوا جب بادشاہ انکو روانہ کر چکا اب پھر اپنے
 دستک دی کہ وہ ہی مرکب پھر اگر موجود ہوا سچاے بلند آواز اوسپر سوار ہوا وہ پرواز کر کے

راہی ہوا اُسے صحرابین لاکر پہونچا دیا اور خود چلا گیا راوی بیان کرتا ہے کہ بادشاہ طلسم نے دو شبانہ روز اُس
 صحرا میں بیٹھ کر اپنے سحر کو تارہ کیا بیرون کو قبضہ میں کیا جو کہ اسے عرصہ کے قید رہنے میں قیاد سے نکل
 گئے تھے اُنکو قابو میں کیا تیسرے دن بوقت صبح سخت سحر کو تیار کر کے اور تخت پر سوار ہو کر طرف
 صاحبقران کے روانہ ہوا جو جو سحر قابو سے نکل گئے تھے اور جن جن پر قبضہ نہ رہا تھا انہیں سے بہت سے
 قبضہ میں کر لیے اور بہت سے جو باقی رہے اُنکو اس خیال سے چھوڑ دیا کہ میں صاحبقران سے وعدہ کر آیا
 ہوں کہ ابھی حاضر ہوتا ہوں ایسا نہ ہو کہ عرصہ ہو تو صاحبقران یہ خیال فرمائیں کہ سیمائے بلند آواز مکر
 سے طبع اسلام ہوا تھا صرف اُسکو اپنی رہائی مد نظر تھی اس سبب سے اُس نے تیغہ سحر کش لاکر دیا کہ بے شک
 قتل ہو جائے تو بالکل رہائی حاصل ہو میں جب بے سستون قتل ہو گیا جگو فقرہ دیکر چلا گیا اس سے بہتر
 ہے کہ خدمت میں ہوا اُن اور اُنکو لوح کی تلاش میں روانہ کر اُن اسکے بعد میران آکر باقی ماندہ سحرون پر بھی
 قہر کر دیں اور اپنے اہل لشکر کو بھی طلب کروں اس عرصہ میں میرے ملازم و غلام و فرزند و زوجہ و دختر بھی
 آجائے گئے جب لشکر اور سب سامان شاہی درست ہو جائیگا اُسوقت یہاں سے طرف طلسم کشاکش کے براہ
 ملک طلسم کشاکش ہے جاہ و حشر سے کوچ کرونگا کہ دشمن دیکھ کر جلدین اور سوختہ ہوں یہ خیال کر کے اور اسیطو
 سے سب سامان اُس مقام پر چھوڑ کر طرف صاحبقران کے راہی ہوا راوی اُسکو راہ میں رکھتا ہے اب
 حال خواجہ عمر کا تیر ہوتا ہے کہ اُنکو جو بیچہ اٹھا کر لے گیا تھا وہ ایک ساحر کا بیچہ تھا بس لیکر بلند ہوا استقر
 بلند ہوا کہ خواجہ کو غش آ گیا خواجہ بے ہوش ہو گئے جب تک ہوشیار رہے یہ کہتے رہے کہ اے بھائی تو مجھ کا
 جگو لیے جاتا ہے میرے جسم میں سوائے استخوان کے گوشت کا نام تک نہیں ہے اور استقر میں نے
 اُمیوں کھائی ہے اور دلیزیر کہ تمام جسم میرا اور خون تلخ اور زہر لہلہل سے زیادہ ہے جو کوئی مجھ کو کھا کر ہلاک
 ہو جائے گا ایسا میرا جسم ہے کہ اگر سانپ کا ٹٹیا ہو تو خود سانپ مر جاتا ہے میرے بالکل شہر بھی نہیں ہوتا ہے
 استقر میرا بدن زہر ملا ہے کیوں اپنی جان کے پیچھے پڑا ہے مفت میں ہلاک ہو گا ایک جیسے بھی ہاتھ نہ آئے گا
 تو مجھ کو جس غرض سے اٹھا کر لیے جاتا ہے وہ تیرا خیال بالکل بیکار ہے میرے پاس ایک کوڑی نہیں ہے
 میں روپیہ کا نوکر ہوں اور پانچ بیبیان ہیں اٹھارہ بچے ہیں سب کا بار میرے سر پر ہر وہ لڑکیاں
 جوان ہو گئی ہیں انکی شادی کی فکر ہے حمزہ جگو میں روپیہ سے سوا نہیں دیتا ہر وہ بھی چھوٹا مادہ جب
 نذر جائے ہیں جب کہیں تنخواہ ملتی ہے اسے ظالم جگو چھوڑ دے میرے مر جائے سے میرا کھانا ہو جائے

الترکیان الگ آوارہ ہونگی کسب کرنے لگیں گی لڑائی الگ بیہیمان الگ کیونکہ بعد میرے حشر ان سب کو نکال دیا اور ایک کو بھی ہمراہ نہ رکھکا قرضدار الگ انکو پریشان کرینگے خواجہ کو یہ کہتے ہوئے چلے جاتے تھے مگر کچھ جواب نہ ملتا تھا یہاں تک کہ خواجہ بھی بیہوش ہو گئے اب جو خواجہ کی آنکھ کھلی تو اپنے کو ایک باغ بہشت آئین میں پایا ایک بارہ دری کے اندر آنکھ جو کھولی تو دیکھا کہ ایک بارہ دری کسی معقول روم و سبزی کی ہو کہ اسپرنگاہ نہیں کام کرتی جو تمام فرش فرش و شیشہ آلات وغیرہ سے آراستہ و سیراستہ ہو ہر شے قرینہ سے اپنے مقام پر رکھی ہوئی ہو وسط بارہ دری میں ایک مسدا راستہ ہوا اسپر ایک نازنین مصیبتیں ہر ممکن بعد ناز و کرشمہ جلوہ آرا ہوا سامنے خواہیہیں مصاحبین حاضر ہیں ارباب نشاط موجود ہیں مسافری جام و صراحی لیے ہوئے حاضر ہر ہر رنگ کی خوشبو چلی آتی ہو کہ جس سے دماغ جان معطر و معنبر ہوا جاکا ہر جنب ہوا کے چھونکے آتے ہیں دماغ جان کو بسا کر چلے جاتے ہیں جسم میں روح تازہ پھونک جاتے ہیں یہ جو عالم خواجہ نے آنکھ کھول کر دیکھا تو آ آنکھ بند کر لی یہ خیال ہوا کہ خواب دیکھ رہے ہو پھر خیال ہوا کہ شاید مر گئے ہو باغ بہشت ہو کیونکہ تم خدا پرست تھے خداوند کریم نے اُسکے معاوضے میں تم کو مرنے کے بعد بہشت عنایت فرمایا ہو اور یہ حور جو مسند پر جلوہ گر ہو یہ خیال کر کے ہاتھ پاؤں کو حرکت دی کہ اگر مر گیا ہوں گا تو ہاتھ پاؤں بے حسن و حرکت ہونگے انہیں حرکت پانی فوراً خیال ہوا کہ عالم خواب میں دیکھ رہے ہو خواجہ تو یہ خیال کر رہے تھے اُدھر اُس مسند نشین کے حکم سے گانے والیوں نے گانا شروع کیا اور یہ غزل گائی غزل

تھمرا ہوا چھونکا ہر نسیم سحری کا	عاجز ہو یہاں وہم خیالی بشریہ کا	کیا باندھے مضمون نری نازک کمری کا
آئے نہ نظر خواب میں بھی صورت عنقا	مضمون نہ ملایا رکی نازک کمری کا	کیا باندھے مضمون نری نازک کمری کا
جب دیکھے عالم نظر آہا ہر پری کا	لشد دکھا دے رخ روشن کی تجلی	اللہ کی قدرت کا نمونہ ہر ترا حسن
مشتاق ہیں او ترک کوئی وار ادھر مکی	شہرا ہر جہا نین تری بیدار کمری کا	مشتاق زبانی ہر تری جلوہ گری کا
اندار نیا ہر تری بیدار گری کا	اس شونخ نے رکھا ہر جو سیدہ کمری کا	منہ پھیر لیا دیکھو کے عاشق کو سرزم
عالم کو کمان ہو کہ سمندر کی ہیں بوجھن	یہ پاٹ پڑھا ہر مری عمر گان کی تری کا	بچا ہوا ہر نیا ہر مری زخم جگری کا
سب فیض یہ کاشف عطر عطائے پیر	خواجہ کے جو کان میں یہ صدا گانے کی پہنچی اب ہوشیار ہوئے	جو نظم ہو وہ حضرت یوسف کی ہدایت

اور اپنے دل میں کہا کہ نہ تو تم مرتے ہو نہ سوتے ہو عالم ظاہری میں کسی کے باغ میں آئے ہو وہ بیخبر

تم کو اٹھالایا ہوا سنے یہاں پہونچا یا ذرا آنکھ کھول کر دیکھو اب جو آنکھ کھولنی اور دیکھا تو بزم عشرت کو آراستہ
پایا اس حور و شہ پر ہی جمال کو مستند سر جلوہ آرا پایا بس قصہ کیا کہ اٹھ کر جاؤں اور شہریک بزم ہون کیونکہ
لب فرش تو خاک پر پڑے ہوئے تھے اب جو یہ قصد کیا اور اٹھنے کا ارادہ کیا تو یہ اٹھنے سے بالکل
بے حس و حرکت تھے زمین پکڑے ہوئے تھے ہاں نہت زبان قابو میں تھی اعضا کل ہیکار تھے قبل
اسکے جب حرکت کی تھی اسوقت تک یہ عالم نہ تھا چونکہ خواجہ مرد عاقل اور دانا ہیں فوراً سمجھ گئے کہ
وہ پنجہ اسی مستند نشین کا بھیجا ہوا تھا اور یہ ساحرہ جو اسے سحر کیا ہو کہ ہاتھ پاؤں ہیکار ہو گئے ہیں اب
جو خواجہ غور کر کے دیکھتے ہیں تو اپنے جسم پر قید سحر کو بھی پاتے ہیں اب تو بالکل یقین کلی ہو گیا اب
فکر کرنے لگے کہ کیا تدبیر کروں کیونکہ اسلی بزم میں جاؤں اور شہریک جلسہ ہون اگر یہ مطیع اسلام ہو
تو خیر و نہ عیب سی کر کے اسکو قتل کروں تاکہ میں رہائی پاؤں یہ تو بڑی مشکل ہوئی کہ اتنی دور
پڑا ہوا ہوں کیونکہ عیاری کروں یہ دل سے باتیں کر کے فکر کرنے لگے کہ کیا تدبیر کروں فکر کرنے
کرتے ایک تدبیر خیال میں آئی راوی بیان کرتا ہے کہ بس خواجہ نے جب دیکھا کہ تمھارے ہاتھ
پاؤں بالکل ہیکار ہیں اور بالکل بے حس و حرکت ہیں اور تم قریب بھی نہیں جاسکتے ہو سو اے
اس تدبیر کے کوئی دوسری تدبیر نہیں کہ یہاں سے بیٹھے بیٹھے یا لیٹے لیٹے تان لگاؤ اور گانا شروع
کرو شاید کوئی صورت پیدا ہو اور رہائی کی تدبیر نکالے عیاری کار کر ہو یہ جو خیال ہوا اور اسے
نے قرار پایا آپ نے گنگنا کر بچھہ غزل حضرت کاشف کی شروع کی غزل

برما کی دل ہمارے جگر سے گذر گیا	تیر نگاہ یار کدھر سے کدھر گیا	اما تیر کو نہ دل میں کسی کے ہوئی ذرا
نالہ ہمارا گو کہ فلک سے گذر گیا	دھوکا ہوا آسمان کا سارے جہان کو	وہ دود آہ اپنا زمانہ میں بھر گیا
وانع فراق یار سے تھا گرم جسم زار	راحت سے ابلی موسم سرا گذر گیا	عالم ہر جمع دیکھنے کو چاند عید کا
شاید وہ رشک ماہ فلک کام پر گیا	شیرین ادائے حلقی پر پھر اجونمغ کو	شربت کا کھونٹے تھا گلے سے اتر گیا
ظاہر نہ ہو گا حال فامیرے جیتے جی	معلوم ہو گا آپ کو جسدن میں مر گیا	ایاز وال حیرہ پہ خط کے نمود سے
خورشید حسن بام فلک سے اتر گیا	اے شیخ تو بہ خوف خدا سے تو ہم نے کی	لیکن نہ دل سے عشق تباں کیا اتر گیا
قید نفس سے جینے کی اب کیا خوشی رہی	صیاد بال پر بھی ہمارے کتر گیا	رکھا تھا دل نے کوچہ کیسو میں قدم
کیا جانیے بہک کے کدھر سے کدھر	محو حرام کہتا ہوں ہر پڑھنے کی	واعظ ترا خیال بھٹک کر کدھر گیا

کاشف کسی حسین الفت جہانگیر || اب کیا کریں شباب کا عالم گزر گیا | یہ غزل جو جناب نمین صاحب
 مختصر کاشف کی کافی تمام بارہ درجہ کو سن کر دیا اس گاہین کی آواز پر یہ صدا فوقی نے کئی اب جو
 اس مسند نشین نے یہ صدا سننی کبھی کا ہے کو سنی تھی یہ سخن داؤدی تھا کہ ان نصیب تھارل پھر ک
 کیا ایک مرتبہ گانے والی کو اشارہ سے منع کیا وہ تنہم تھی اب تو یہ عالم ہوا کہ وہ چھوٹے لگی اور بہت
 ہو گئی یہ حالت ساری محفل کی ہوئی کہ سب کے سب عالم سکوت میں مثل طائر وحشی کے یا کم
 کردہ آشیان کے بیٹھے ہوئے تھے اس صدا پر کان لگے ہوئے تھے ایسی محو ہو گئیں تھیں کہ یہ نہیں
 ثابت ہوتا تھا کہ یہ گانا اسی مقام پر ہو رہا ہو وہ گانے والیاں خود محو ہو گئیں تھیں انکو بھی خبر
 نہ تھی کہ کون گار یا جو اور کہاں گانا ہو رہا ہو اور در کو نہ تھی طائران پرند آکر بارہ درجہ پر
 سایہ فگن ہوئے تھے خواجہ بیٹھے ہوئے گارے تھے جب خواجہ نے دیکھا کہ میرے گانے نے
 ایسا اثر کیا کہ سب کو عالم سکوت ہوا اور وہاں کا گانا بھی موقوف ہو گیا خود بھی خاموش ہو رہے تھوڑے
 عرصہ تک تو وہی سہانہ بندھار ہالہ تھوڑے عرصہ کے اب سب کو ہوش آیا اپنے آپ میں ہوئے اس
 مسند نشین نے اپنی خواصوں اور مرصہ جہون سے کہا کہ نہ معلوم یہ کون گار یا تھا کہ جس نے محو کر دیا کیا
 غضب کی آواز تھی اور کیا معلوم تھا کہ جس نے دل کو اپنی طرف پھینک لیا اور بیرون باغ جا کر
 تلاش تو کرو چند خواص میں یہ حکم پا کر اُدھر کو روانہ ہوئیں یہاں خواجہ نے دل میں کہا کہ کچھ تو اثر ہوا اب
 تدبیریں ٹھیک اور دل سے کہا کہ باہر بیکار جاتی ہو وہ گانے والا یہاں موجود ہو وہاں جا کر پریشان
 ہو کر چلی آؤ گی جاؤ ذرا پریشان تو ہو میں ابھی اپنے کو ظاہر نہیں کروں گا یہ تو یہ خیال کر رہے ہیں
 راوی بیان کرتا ہے کہ ناظرین پر پوشیدہ نہ رہے کہ مسند نشین ایک ساحرہ زبردست آفت
 کی پرکالہ شیطان کی خالہ بے ستون جادو کی ہشیرہ حقیقی ہوا سکا نام بلکہ مرزا شہوت پرست
 ہر بڑی لکائنہ آفت کی پرکالہ ہوا اپنا مثل و نظیر سحر و ساحری میں نہیں رکھتی ہر بڑے بڑے
 ساحرون کو اسے راہ بتا دی ہر نگر ایک شمر طے سے کہ انکے ساتھ اپنا منہ کالا کیا جب سحر
 بنایا بے ستون جادو جو کہ اسکا حقیقی بھائی تھا اس سے کئی مرتبہ یہ ہم بستر ہوئی اور وہ اسکو
 اپنے مصروف میں لایا جب اسے اسکو سحر بتایا اسی طور سے اور بہت سے ساحرون کو اپنا
 شاگرد اسی طور سے کیا اور انکو کامل کر دیا نگر اس طور سے کہ جو بہت زبردست ہوا اور اسے

خوب اچھی طرح سے اسکو خوش کر دیا اور رات ہی کیا اسی کو اسنے کابل کر دیا اسس مرزا و می کو
دونوں مرنس ہیں یعنی مرد کی بھی خواہش زیادہ ہے اور عورت کی بھی اسی خیال سے تو جوان جوان نہیں
و مصاحبین نوکر رکھتی جو وہ پہر دن مساحتہ کرائی ہے اور وہ پہر منہ کا لالا اسی طور سے شب بھی گذرتی
ہو ان دونوں فعلوں پر مرنی جو یہ حرامزادی اپنے باغ بین بیٹھی ہوئی تھی مصروف بخش و عشرت تھی کہ
یکایک اسکے دل میں درد اٹھا اور اسنے ایک پتھر بے سستون سے بنوا کر اپنے پاس رکھ لیا
تھا اسکا خواہش یہ تھا کہ جب کوئی بے سستون کو قتل کرے گا وہ پھولی جل کر خاک ہو جائے گا
بس معلوم ہو جائیگا کہ بے سستون مارا گیا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب اسکے دل میں درد اٹھا تو
اسنے اسے کہہ کر اپنے سینہ کی طرف دیکھا وہ پھولی اسکے پاس ہر وقت ہیکل میں موجود رہتا ہے اس مکان
کا سن ہزار برس سے کم نہ ہو گا ایسی بد شکل اور بد صورت ہے کہ اپنا مثل و نظیر نہیں رکھتی جو بڑے بڑے
وانت سیاہ رنگ کر بنی آنکھ جھک کے منہ پر داغ بڑے بڑے ہاتھ پاؤں کندہ دھن کر یہ منظر
ہیئت دراز قد پستان لنبے ایسے تو یہ بد شکل ہے کہ جسکو دیکھ کر دل کو نفرت ہو بھی کوئی نگاہ رغبت
سے بھی نہ دیکھے دیکھنا تو شہ و دیگر ہو بھی خواب میں بھی خیال ملے بلکہ اسکی طرف منہ کر کے بھی
نہ سوتے خبر آدم بر سر مطلب یہ اپنے کو سحر سے حسین و جوان بنائے ہوئے ہے جوانوں کے فریفتہ
کرنے کے لیے راوی بیان کرتا ہے کہ جب اسنے سینہ کی طرف دیکھا اور اس گل کو سوختہ پایا زانو
پر ہاتھ مارا اور چین مارا کر روتے لگی اور کہنے لگی کہ ہاے بھائی میرے ہاے بار میرے مجبورانہ
کر گئے اب میری آگ کون فرو کرے گا تم تو موتی مان کی نشانی تھے تم سے میری کمزوری تھی بازو پر قوت تھا
دل استوار تھا تم تو کمزوری توڑ گئے اور بازو بھی اور رانہ بھی کر گئے اب راتوں کو تم کو یاد کر کے رو یا کروں گی
جب تمھاری صحبت اور ہم بستری یاد آئے گی اپنا حال تباہ کروں گی یہ کہہ کر رونے لگی اور خواہشیں سمجھانے
لگیں اور کہنے لگیں کہ ملکہ عالم اس امر کی فکر فرمائیے کہ اُنکے قاتل کو قتل کر کے اُنکے خون کا معاوضہ
فرمائیے کہ اُنکی روح شاد ہو جب یہ خواہشوں نے کہا اسنے رونے کو کم کیا اور اُن سے کہا کہ
بی بیوں تم نے تو خوب راے دی واقعی یہی امر خوب ہے کہ کہہ کر اسنے اپنا زانو کھولا اسکو
بغور دیکھا ایسی زبردست ساحرہ ہے کہ یہ جب زانو کو دیکھتی ہے اس پر سب حال ظاہر ہو جاتا ہے
جو کہ گذر چکا ہے اسکا اسکو سب حال سے آگاہ کر دیتا ہے اور ساحروں کا یہ طریقہ ہے کہ وہ

ایا تو کتاب میں دیکھتے ہیں یا اور اقی سامری میں یا سحر سے پہلے یا پتلی بنا کر اس سے دریافت کر کے ہیں
 یہ لکھا ہے کہ لائو کو دیکھ کر بیان کر دیتی ہر اس سے کوئی حال پوشیدہ نہیں رہتا ہر چنانچہ جب
 اسے غور سے زانو کی طرف دیکھا اس پر ظاہر ہوا کہ طلسم کشا نے آکر کوہ بے ستون کو بر باد کیا
 بے ستون جاو کو قتل کیا بادشاہ سابق تو رہا ہو گیا طلسم کشا کے عیار خواجہ عمر و نے عیاری کر کے
 رہا گیا بادشاہ سابق کو اُسے تیغ لاکر دیا اس تیغ سے طلسم کشا نے بے ستون کو قتل کیا اور سب
 ساحرون کو مار کر بھگا دیا آخر کو وزیر بے ستون نے پریشان ہو کر مع کل ہمارا ہیون کے طلسم کشا
 کی اطاعت کی لاکھ لاکھ بے ستون اور کل ساحرون نے جو کہ اپنے وقت کے سامری و جمشید
 تھے طلسم کشا پر سحر کیا مگر طلسم کشا پر سحر کرنے بالکل بہ سبب اسم اعظم اثر نہ کیا نہ کسی ساحر کا سحر اثر
 کر گیا طلسم کشا پر سحر کرنا بیکار ہے یہ جو حال اس پر ظاہر ہوا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اب طلسم کشا کل
 اپنے لشکر کو لیے ہوئے اور وزیر بے ستون کو مع اُسکے ہمارا ہیون کے جو کہ قریب تیس ہزار ساحرون
 کے ہیں اور دس ہزار غیر ساحر ہیں طرف بارگاہ کے جاتا ہوا اُسکا عیار یعنی خواجہ عمر و رکاب پر ہاتھ
 رکھے ہوئے ہر پہلے اسے قصد کیا تھا کہ پنجہ کو روانہ کر کے طلسم کشا کو اٹھوا منگاؤں ابھی اُسکے پاس
 لوح طلسم تو ہے نہیں جو سحر اُس پر اثر نہ کرے گا یہاں منگا کے خواجہ قتل کروں خواہ اپنے پاس سحر
 رکھوں خواہ بادشاہ طلسم کشا کا جادو کی خدمت میں روانہ کروں اُسکو اختیار ہے جو چاہے وہ
 طلسم کشا کے حق میں کرے مگر جب یہ دیکھا کہ اُس پر سحر اثر نہیں کر رہا ہے بہ سبب اسم اعظم کے ابھی
 کل ہی کا ذکر ہے کہ اتنی ہزار ساحرون نے مل کر سحر کیا ایک کے بھی سحر نے اثر نہ کیا بے ستون
 ایسا نسا حیرا لگیا اور سحر کار گزشتہ ہوا پس اسے اپنے اس قصد کو موقوف کیا اور اپنی خواجہوں سے کل حال
 بیان کیا کہ میرے بھائی کا قاتل طلسم کشا ہے میں نے قصد کیا تھا کہ اُسکو پنجہ روانہ کر کے اٹھوا
 منگاؤں مگر جب حال دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ مالک اسم اعظم ہے اُس پر سحر اثر نہیں کرتا
 ہوا اگر پنجہ سحر روانہ کرونگی تو وہ وہاں جا کر بیکار ہو جائے گا اُسکے لانے سے بس میں مجبور ہوں
 اب کیا کروں جان ایک تدبیر ہے کہ اُسکا عیار جو ہے کہ جسکو خواجہ عمر و کہتے ہیں جسے اپنا لقب
 شاہ عیاران عیار پیک طرار خنجر گذار پیش ترا شندہ کافران سر بردہ ساحران شاہزادہ
 ولایت اول اعنی خواجہ عمر و بن امیہ ضمری نامدار جس نے بڑے بڑے ساحرون کو قتل کیا

مثل ملکہ و نامہ جادو و سحر و شمش ہزاروں ساحروں کے گھر بے چراغ کھڑے تھے واقعی بڑا زبردست عیار
 ہوا سکی تو صیغہ و توصیف سامری و جمشید سامری نامہ و جمشید نامہ میں تحریر کر گئے ہیں بلکہ یہ تحریر
 کر گئے ہیں کہ جہان پر اسکا خون گرے گا وہ سر زمین بھی نہ آباد ہوگی جو ساحر یا غیر ساحر اسکو قتل
 کرے لگاتار وہ ہماری روح پر احسان کرے گا گوا سکی موت کسی ساحر کے ہاتھ سے نہیں ہو سکتی اپنے
 امکان بھر کوشش کرے یہ بھی ممکن ہے کہ اس سے ہم کو اور ہماری روح کو بڑے بڑے و کھڑے پھونچنے کے
 لہذا ہر ایک سامری پرست و غیر سامری پرست کو سوا سے خدا پرست کے لازم ہے کہ جہان تک
 ہو سکے اسے قتل کرنے کی کوشش کرے اور خواجہ عمر کو قتل کرے پس میں اس عیار کو پختہ بھیج کر
 اٹھوائے یعنی ہون اور اسکو قتل کرنی ہون تحریر سامری نامہ کو غلط ہے دیتی ہون دیکھو کیونکہ
 میرے قلوب سے نکل جاتا ہے اور میرے اوپر عیار نہی کرتا جو ان خواصوں نے جواب دیا کہ او ملکہ عالم
 ایسی منحوس قدمی سبز پیرے کو مٹھوا پیئے سنا جاتا ہے کہ جہان اسکا قدم پہونچا کیسی ہی وہ سر زمین
 آباد ہو ویر باد ہو جاتی ہو مٹے کا تو کا سا خواص ہر ایسے کا بیان آنا کیا فرض ہو ملکہ نے جواب دیا کہ
 تم سب اطمینان رکھو جو بیان کسی کا بال بھی بیجا ہو یا کوئی کڑی بھی برباد ہو یا ضائع ہو اب اس
 موئے کی تنہا اور اجل آگئی ہو جو بیان وہ آیا تم نرم عشرت برپا کرو میں اسے قتل کرنے کی خوشی
 کرونگی بلکہ بیان اسے اٹھانے کی بھی خوشی کرونگی راوی بیان کرتا ہے کہ بہ موجب حکم اس لکاتہ
 کے نرم عشرت آراستہ کی تھی اور اب باب نشاط طلب کیے گئے تھے اور ساتھی جام و صراحی لیکر حاضر
 ہوا تھا کہ اسنے پیچہ روانہ کیا تھا سحر کا کہ وہ خواجہ کو اسوقت اٹھا کر لے چلا تھا جب کہ خواجہ
 رکاب صاحب قرآن پر ہاتھ رکھے ہوئے ہمراہ صاحب قرآن کے چلے جاتے تھے خوشی خوشی
 طرف بارگاہ کے جو پیچہ سحر نے راہ میں پکڑا اور خواجہ کو اٹھا کر لے چلا تھا جیسا کہ سابق یعنی جلد
 اول میں تحریر ہوا ہے اور اسی مقام پر داستان ترک کی گئی ہے اور جلد بھی اور صاحب قرآن افسوس
 کن طرف بارگاہ کے چلے جاتے ہیں وہ اسی لکاتہ کے سحر کا پیچہ تھا بس جب اس پیچہ نے لا کر
 خواجہ کو بیان پہونچا یا اسوقت خواجہ بیہوش تھے اسنے کہا کہ لب فرش لٹا دو پیچہ نے لٹا دیا
 اسنے خواصوں سے کہا کہ پہلے میں گانا سن لوں تو پھر اسکو اپنے پاس طلب کر کے پھر سوال
 کرونگی اسے بعد قتل کرونگی اب یہ موا جاتا کہ ان ہر اسوقت تک اسنے سحر نہیں کیا تھا کہ اتنے

عمر میں خواجہ کی آنکھ کھل گئی تھی یہ خیال کر کے کہ میں مر گیا ہوں پس آنکھوں نے اپنے ہاتھ پاؤں کو حرکت دی تھی جب تک سحر نہیں ہوا تھا جب آنکھوں نے ہاتھ پاؤں اپنے قابو میں پائے تھے تو ان کو خواب کا خیال ہوا تھا چنانچہ جب گانے کی صدا پہنچی تو اصلی واقعہ کا یقین ہوا اسوقت جو ہاتھ پاؤں کو حرکت دی تو بے حس حرکت پایا سا حرہ کو بیٹھے بیٹھے خیال آیا کہ ایسا نہ ہو کہ یہ ہوشیار ہو کر غائب ہو جائے کیونکہ اکثر سنا گیا ہے کہ یہ غائب ہو جاتا ہے بیٹھے بیٹھے پھر جو تلاش کرو نہیں ہاتھ آتا ہے کیونکہ اسکے پاس چند شیاں ایسے ہیں کہ جنکی وجہ سے یہ پوشیدہ ہو تو کوئی اسکو دیکھ نہ سکے ایک تو چاندور جمشیدی ہے جو طلسم ہوش رہا ہے اسکے ہاتھ آئی ہر مثل اسکے اور کئی چیزیں ہیں ایسا نہ ہو کہ میں گانا سننے میں مصروف ہوں اور یہ اپنے ہاتھ پاؤں قابو میں پا کر غائب ہو جائے تو ساری محنت و مشقت بیکار ہو جائے یہ سوچ کر اسنے سحر کیا تھا اس سبب سے خواجہ نے جب قصد کیا تھا کہ وہاں جا کر کچھ عیاری کروں اور ہاتھ پاؤں کو بے قابو پایا تھا یہی سبب تھا کہ اُسنے یہ دل سے خیال کر کے سحر کر دیا تھا اور قید سحر جسم خواجہ پر قائم کی تھی چنانچہ خواجہ نے اسی حالت میں گانا شروع کیا تھا جس نے کہ انٹر کیا تھا اور سب کو محو کر دیا تھا آدم بر سر مطلب جب خواجہ خاموش ہو رہا اور حالت محویت کم ہوئی اسوقت اُسنے خواص کو حکم دیا تھا کہ بیرون باغ جا کر تلاش کرو کہ یہ گانے والا کون تھا کہ جسکی صدا نے بے چین کر دیا میری گانے والیوں کے رنگ کو مٹا دیا خواص تو اُدھر گئی تھی ادھر یہ سر جھبکائے ہوئے بیٹھے تھے اور یہ سوچ رہی تھی کہ خواص آئے تو میں پھر بزم عشرت آراستہ کروں اور گانے کا گانتوں کو حکم دوں اگر خواص یہ آکر خبر دیگی کہ جسکی صدا سے ہم سب بے چین ہو گئے تھے وہ بیرون باغ موجود ہے تو میں اسکو طلب کر کے گانے کا اُس سے حکم کرونگی اگر وہ میری نوکری کرے گا تو نوکر بھی رکھ لوں گی یہ دل سے باتیں کر رہی تھی کہ اُس خواص سے آکر عرض کیا کہ ملکہ عالم میں چار و نظرت باغ کے دیکھ آئی بلکہ دو دو کوں گرد تلاش کیا لیکن اُس گانے والے کا پتہ و نشان تک نہ پایا عقل حیران ہو سوائے اس امر کے کوئی امر دوسرا نہیں ہے یا تو کوئی مسافر تھا اُسے جو باغ کے اندر کی صدا سنی کہ گانا ہو رہا ہے بس اُسے بھی تان لگائی اور کھڑا ہو کر گانے لگا کیونکہ اس فن کے جاننے والے کا یہی طریقہ ہوتا ہے کہ گانا سننے والے لگتا ہے یا کوئی اوتار تھا اسکے ہمراہ فرشتگان مقرب تھے اور حوران بہشتی یہ تھے

گانا اسی کے سامنے ہوتا تھا اور وہ بالاسے ہوا جاتے تھے کہ یہاں پہنچ گئے یا روح سامری و جمشید
یہاں آکر جلوہ فرما ہوئی تھی اُنکے سامنے گانا ہو رہا تھا صرف آواز نشی مگر بہ سبب پاک و صاف
ہونے کے صورت نہ نظر آئی یا جن و پری کا ادھر گزر ہوا سو اسے اس کے اور کوئی امر نہیں ہو بلکہ نے کہا کہ
خیر خواہ کوئی ساحر جاتا ہو یا او تار یا روح سامری آئی ہو خواہ جن و پری ہوں ہم کو بے چین کر گئے اور
لے نہیں یہ کہہ کر گامیتوں کو حکم دیا کہ تم پھر گانا شروع کرو تاکہ دل شکستہ ہو میں گانا سن لوں تو پھر اس
تا عیار کی خبر لوں یہ حکم دینا تھا کہ سازندوں نے ساز ملا یا ایک مطربہ کھڑی ہوئی پہلے گیت ناچی اُسکے
بعد بیٹھ کر یہ غزل نواب بہن صاحب کاشف کی گائے تھی غزل

فشان کا زلفت یار پر یہ نور ہو گیا محفل میں اُسکے جب میرا نکور ہو گیا سیانہ پر میرے ناز سے رکھا جو اُس نے ہاتھ دن روز حشر کا شب و بجور ہو گیا برسا ہر چشم ترک کی طرح یہ جورات دن پاؤں کا چھالادائے انگور ہو گیا آماجگاہ سنگ حوادث بنا اب کیا واقعہ تھا وہ سر جو طور ہو گیا	ہر دورہ کو کب شب و بجور ہو گیا پکھا پاسہ کس گیا جو کیچہ کے دامن سے زخم جگر کو مرہم کا فور ہو گیا سینہ فقط بہت نہیں تیرنگا ہر کا کیا میرے زخم دل میں بھی ناسور ہو گیا ہر دم ہمیں جلا تا ہر اندری کر میان و حیرت دیکھو شیشہ دل جو ہو گیا باہن گلے میں ڈال کے لے لے لے لے لے	حسد کا رنگ خون سے کافور ہو گیا تور شید حشر و کیچہ کے کافور ہو گیا دو چار مل جلون سے ہو کر مائے آہ کی دل بھی مثالِ خافہ رہ نور ہو گیا یان تک پھرا ہونے خرز کی تلاش میں دور رخ سے بڑھ کے نالہ محور ہو گیا موسیٰ تمہیں خدا کی قسم ہم سے بھی کہو کاشف دل ایتو آپ کا سرور ہو گیا
--	--	--

یہ غزل بتاتا کر گائے لگی جب اُس مطربہ نے یہ غزل شروع کی تھی اور اس نے گانا شروع کیا اور خواجہ نے

بھی اپنا سر چھپڑا اور یہ غزل شروع کی غزل

جسدان بلند ہو گا دھوان میری آہ کا جلوہ نظر سے گر گیا خورشید و ماہ کا کیونکر پتہ ملے مگر یار کا، میں اُسے نظر درخت جو مردم گیاہ کا کیسا بہ تنگ جو رقبہ سے ہوا ہو نہیں کرنا نہ ان مٹیوں سے ولا قصد چاہ کا	پر وہ سیہ بنے گا وہ عرش الہ کا دیکھنا تم نے برق تجلی کو طور پر معدوم اک نشان عدم کی ہواہ کا در کار زخم دل کو ہمارے ہوا و صنم دامن جو ڈھونڈتھا ہوں خدا کو فدا پھوٹے ہوئے نہیں شفق آسمان پر	دیکھا جو حسن اُس بت زرین کلاہ کا موسیٰ قصور تھا یہ تمہاری نگاہ کا وحشت یہ جو جنون میں کہ دیکھوں کی شکل ہوڑا پئے رفو ترے تیرنگاہ کا یہ سنگدل ہیں انہیں وفا نام کو نہیں لایا ہر رنگ خون کسی بے گناہ کا
--	--	---

اور نہ صرف اس کی بنی رسانی ہو کس طرح | دشوار و قدیم مجھے چلتا ہر راہ کا | رستے میں وہ ملے تو بصد ناز یہ کہ | کاشف بہت ہر غم ترے حل بہاد کا

خواجہ نے جو یہ غزل وہاں سے شروع کی پھر وہی عالم ہوا ز ناز جادو نے اشارہ مٹ رہا کو کیا کہ ٹھہر جا پھر
وہی صدا آرہی ہو پھر کوئی اُسی فن سے گارہا ہر مٹ رہا یہ سُنکے ٹھہر گئی اُسی طور سے عالم محویت سب پر
طاری ہوا ہر ایک کی آنکھ سے اشک حسرت جاری ہوا جوں دیکھتی تھی وہ دل پکڑ کر رہ گئی یہ
عالم تھا کہ ہر ایک بیٹھا ہوا جھوم رہا تھا اشکوں کا تار بندھا ہوا تھا خواجہ بھی اُس وقت کچھ ایسے
عمو ہوئے تھے کہ اُنکو بھی خیال نہ رہا کہ اب وہاں گا نا نہیں ہوتا ہر اب تم بھی سو قوت کرو بلکہ اُنکو
خود منظور تھا کہ کسی طور سے یہ امر مٹا ہر ہو جائے کہ میں گارہا ہوں تاکہ کچھ کام چلے اور خیالی ہو تو ب
کامین رہے کر گانے لگے ایسا گائے کہ دیوار و در کو محو حیرت کر دیا کوئی اپنے آپ میں نہ رہا بالکل خود
رفتہ ہو گئے چرند و پرند آکر گرد باغ جمع ہوئے دیوار و در سے صدا آتی واہ واہ بلند تھی ایک عالم
یاس ہر طرف چھلپا ہوا تھا خواجہ اس طور سے گارہے تھے کہ ابرا سمان پر آکر محیط ہوئے لگا تھا
کچھ ہنسار پڑنے لگی تھی دھسا اُس لکانہ ز ناز جادو و اسکی خواصوں و مصاحبوں کو محو کیا تھا کہ کسی کو
اپنے تن بدن کا ہوش نہ تھا ایسی مدہوش ہوئی تھی کہ یہ کسی کو قہر ثابت ہوا کہ یہ گانا اسی مقام پر
ہو رہا ہے اور یہ وہی گارہی ہیں جو کہ اسیر ہو کر آئے ہیں جنگو پنجہ اٹھا کر لایا ہے یہ وہی گارہے ہیں
سب کو محو کر رہے ہیں یہاں تو یہ سچا سب خود رفتہ ہو رہے تھے ایک خواص ٹبرے عرصہ
سے براے رقع حاجت جاے ضرور کو کئی تھی اُسے جو وہاں سے گانے کی صدا سُنی دل بیقرار
ہو گیا پہلے تو خیال کیا کہ ملکہ کے بزم میں گانا ہو رہا ہو مگر کیا اچھی صدا ہے اس آواز اور صدا اور
گلے کی تو کوئی مٹ رہا بلکہ سمجھ رہا نہیں ہے یہ کون گارہا ہے پس بیقرار ہو کر وہاں سے جلدی جلدی
فراغت کر کے چلی اب جو بارہ دوری میں آتی ہو تو کیا دیکھتی ہو کہ سازندہ سے تو الگ خاموش بیٹھے
ہیں کسی ساز سے آواز نہیں نکلتی ہر جیرے الگ خاموش ہیں طلبہ الگ دم بخود ہو سارے نکی
الگ کان پکڑ کر خاموش ہر چنگے دست و دائرہ سب بیکار مٹ رہا الگ عالم سکوت میں ہوا اور
سب اہل محفل مع ملکہ عالم محویت میں بیٹھے ہوئے جھوم رہے ہیں یہ جو اُسے نقشہ دیکھا حیران
ہوئی کہ یہ پھر گانے کی صدا کہاں سے آ رہی ہوا و کون گارہا ہے یہاں آکر ہیں نے سب کو محو پایا

بین خود مثل آئینہ حیران و ششدر ہوں یہ ادھر ادھر دیکھنے لگی کیونکہ گانے کی صدا اُسی طور سے آرہی تھی اسب یہ حیران ہو ہو کر جو ہر طرف نگراں ہوئی اس پر ابھی عالم محو بہت اچھی طور سے نہ طاری ہوا تھا کہ اسکی نگاہ خواجہ پر پڑی اسنے دیکھا کہ وہ قیامی گارہا ہو جسکو ملکہ نے پنجہ بھیج کر طلب کیا ہو وہ گارہا ہو یہ اسکی صدا ہو یہ جو اسنے دیکھا اور سنا بس یہ فوراً لپک کر خواجہ کے قریب آئی اور چپکے سے بیٹھ کر گانا سننے لگی اور اپنے دل میں کہنے لگی کہ حقیقت میں اسنے کیا گانا پایا ہو کہ اسے گانے سے سب محو ہو جانے ہیں اور یہ جی چاہتا ہو کہ ہر وقت اسکا گانا سنا کرے خواجہ اُسی طور سے گارہے ہیں خلاصہ یہ کہ خواجہ نے گانا موقوف کیا غنزل کو ختم کیا اب خاموش ہوئے بڑے عرصہ تک وہی عالم رہا بعد تھوڑی دیر کے وہ عالم بر طرف ہوا سب کو ہوش آیا اپنے آپ میں آئے جب ہوش آیا ملکہ لگی تعریف کرنے اور کہنے لگی کہ کیا صدا تھی افسوس اس امر کا ہو کہ گانے والا نظر نہیں آتا ہوا گر مل جائے تو میں اسکو مالا مال کروں اگر نوکری کوے تو نوکر رکھ لوں نہ معلوم یہ کون ہو اور کہاں سے صدا آتی ہو یہ تو دیکھو جب میرے یہاں گانا شروع ہوتا ہو اُسی وقت وہ گانے والا بھی گانا ہو کیا ضد ہو یوں نہیں گانا کہ ہم خیال کر کے سنیں اور اس سمت کا خیال کریں کہ جدھر سے صدا آتی ہو خواصوں نے عرض کیا کہ ملکہ عالم کیا عرض کریں دل بے چین ہیں وہ مگر بہ و سازندے بولے کہ جو لطف و مزاحم کو حاصل ہوتا ہو اور ہو رہا ہو اور ہمارے دل مزے اُٹھا رہے ہیں وہ آپ لوگوں کو نہ ہوتا ہو گا ملکہ نے جواب دیا کہ سچ کہتے ہو وہ لوگ یہ سننے کا ہوش ہو رہے ملکہ نے خواصوں سے کہا کہ پھر جا کر تلاش کرو خواصوں نے عرض کیا کہ کہاں جا کر تلاش کریں وہ تو کہیں دکھائی نہیں دیتا ہو نہ معلوم جن ہو یا پری ہو یا فرشتہ ہو ہم پہلی مرتبہ جا کر تلاش کر آئیں کہیں پتہ نہ لآ اب پھر جا کر تلاش کرتے ہیں زنا رنے کے کہان جا کر تلاش کرو جہاں ملے ڈھونڈھو کر لاؤ انھوں نے جواب دیا کہ جہاں تک ممکن ہو گا ہم تلاش کر رہی ملنے نہ ملنے کا لالچ نہ لائے گا ہم قرار نہیں کرتے ہیں زنا رنے کے کہان جاؤ یہ کہہ کر ادھر ادھر دیکھنے لگی وہ خواصین بھی ڈھونڈھنے کے قصد سے ادھر ادھر نگراں ہوئیں اور خیال کرنے لگیں کہ کس طرف جا کر تلاش کریں کہ ادھر ملکہ کی نگاہ اور ان خواصوں کی نگاہ اُس خواص پر پڑی ہو کہ خواجہ کے برابر بیٹھی ہوئی گانا سن رہی تھی اُس پر تو ایسی محویت طاری تھی کہ خواجہ

خاموش بھی ہو رہے اور سب کو ہوش بھی آیا مگر یہ اسی طور سے عالم سکوت میں بیٹھی رہی اور
 حوا جس کی طرف نگران ہوا اور آنکھوں سے اشک جاری ہیں اور دریا سے حیرت و یاس میں غوطہ
 ہوا اور سکتہ کا سا حال ہر یہ حال جو ان سب نے دیکھا کہ سیہوٹی پاس قیدی کے بیٹھی ہوئی ہر
 اسکو کچھ بھی خیال ملکہ کا نہیں ہر کہ ملکہ ناخوش ہوئی اور میرا کیا حال کرینگی یہ دیکھ کر ان خواصوں
 نے دست بستہ ملکہ سے عرض کیا کہ ملکہ عالم آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ سیہوٹی کس بے خلق نشی
 سے بیٹھی ہوئی ہر قیدی کے پاس ملکہ نے کہا کہ میں خود حیران ہوں کہ اسکو ہوا کیا ہر یہ دیوانی ہوئی
 ہر کہ اسکا گانا سنکر انخود رفتہ ہو گئی کہ عالم سکوت میں بے خوف و خطر بیٹھی ہوئی اور ایسی بیباک ہر
 کہ اسکو میرا کچھ خیال نہیں ہر اور اس کے دل میں بالکل خوف نہیں ہر یہ کہ ملکہ نے کہا کہ ذرا آواز دو
 کہ اس کے دل میں خوف آئے اور دیوانہ پن اسکا جاتا رہے ملکہ کا یہ کہنا تھا کہ شبہو نے پکار کر کہا کہ اے
 سیہوٹی وہاں کیا بیٹھی ہر ملکہ یاد فرما رہی ہیں جلد حاضر ہو ورنہ وہ تجھ سے بری طرح سے پیش
 آوینگی اور میرے معقول و نیکی اس نے جواب تک نہ دیا جواب دینا تو شو و پگر ہر پھر کر بھی نہ دیکھا
 کہ یہ پکار تا کون ہر جب جواب نہ دیا تو ملکہ نے شبہو سے کہا کہ ذرا آواز سے پکارو سیہوٹی
 اور سوسن نے مل کر پکارا پھر جواب نہ دیا ملکہ نے ان دونوں سے کہا کہ پاس جا کر اس کے
 جھونٹے پکڑ کر میرے پاس لاؤ میں اسکو سزا دوں لو اور سنو کہ بہری نبی ہوا سکی قصا ہی آئی ہر
 میں نے جو ذرا منھ دے کر بات کی اسکا دماغ بدل گیا لو ہم پکارتی ہیں وہ خاموش بیٹھی ہر یہ بھی
 نہیں جانتی ہر کہ پکار تا کون ہر جب تک یہ سزا نہ پائیگی اسوقت تک اسکو ہوش نہ آ پگاہ یہ جو حکم
 ملکہ نے شبہو کو دیا شبہو اپنے مقام سے اٹھی یہ کہتی ہوئی کہ اب معلوم ہو گا جب جو میان پڑینگی بہت
 بلبلائیں ہیں لو اور سنو میں ملکہ کے حکم سے پکارتی ہوں آپ قیدی کے پاس بیٹھی ہوئی ہر خیال بھی
 نہیں کرتی ہر کہ یہ بکئی کیا ہر مرد و جو دیکھا بس اپنے سے باہر ہو گئی ایسی مستی کس کام کی یہ دبلا پتلا سوکھا کس
 صرف کا اگر موٹا تانا ہو تا تو ایک بات تھی میں تو ایسے سے لوتا بھی پانچا نہ میں رکھواؤں ماحل انسان بن مانس معلوم ہوتا ہر
 یہ اسکو دیکھ کر بخود جو گھبراہٹ آئی آگ کے صدمے اور قریب ان گراہی آگ لگی ہر تو جلتی ہوئی لکڑی دکھائیں سوسن نے کہا کہ واہ بہن ہر
 کیا کہتی ہو وہ لوگ کیا کریں جنکو برسوں نصیب ہو تھا پی نہ کہو کہ جب تمکو خواہش ہوئی تم ملکہ سے رخصت لیکر مکانہ گئیں
 اپنی آگ فرو کر آئیں یا میں نے بھی ایسا کیا یہ پکار بیان کیا کریں جو کہ نہ شو ہر رکھتی ہیں نہ شتا نہ یار نہ یہاں سے

کمین جانے پاتی ہیں پھر کیونکر سے یہ مرد کو دیکھ کر بیقرار نہ ہوں خواہ وہ مرد خوبصورت ہو خواہ بد صورت یہاں ضروری
 کہ جس چیز یا جس شخص سے انسان ترسا ہوا ہو گا جب انسانی سے وہ مل جائیگی خواہ وہ اس لائق ہو کہ اس کی طرف
 رغبت کی جائے خواہ نہ اس لائق ہو مگر دل ضرور رغبت کرے گا شہلو نے جواب دیا تم پیری زبان دلاؤ چلا لا کہ
 ہوئی تو اتنی سی بات میں کیا کیا کہ سنایا تیر چلو اسکو ملکہ کے پاس سے آئیں وہ کہیں یہ ایسی سی خبر کیوں ہر
 بہ کتنی ہو تین سیدوئی کے قریب ہو چکے ہیں اور قریب ہی ہو چکا ہے کہ بہن سیدوئی چلو ملکہ یاد فرماتی ہیں
 اسنے پچھو جواب دیا جب دو تین مرتبہ پکارا اور جواب نہ دیا تو نشانہ ایک طرف سے سیدوئی نے ہلایا اور
 ایک طرف سے سو سن نے دیکھا کہ نشانہ ہلانے سے بھی وہ ہو شیار نہ ہوئی بیٹھی ہوئی تو آنکھوں سے
 اشک جاری ہیں غشی طاری ہو عجب عالم ہو یہ دیکھ کر سو سن نے پکار کر کہا کہ ملکہ عالم ہم سے پہلے
 تو پکارا جب صدا نہ دی تو نشانہ ہلایا اس پر بھی اسکو خبر نہ ہوئی نہ معلوم سیدوئی کو کیا ہو گیا ہو ملکہ نے
 سنے کہا کہ اسکی نبضیں دیکھو اگر نبضیں چلتی ہوں تو زندہ ہے میرے پاس لے آؤ اور اگر نبضیں نہ ہوں تو مر چکی
 ہو معلوم ہوتا ہے کہ کسی جانور پر ہر دار نے کاٹ کھایا ہو اور اگر نبضیں ہیں تو سکتے ہو اور جو ملکہ نے کہا سو سن
 کے بڑھکر ہاتھ پاؤں کی نبض دیکھی سینہ پر ہاتھ رکھا آندو شد نفس کی حرکت پاتی نبضیں دیکھیں تو ٹوٹا ہوا
 ہوا کہ چل رہی ہیں بس ملکہ سے کہا کہ ابھی زندہ ہے نبضیں برقرار ہیں اور پیٹ میں سانس بھی ہو ملکہ نے
 جواب دیا کہ میرے پاس لے آؤ تاکہ میں اسکا تدارک کروں اور جو شیار کروں کیونکہ نچکوا اس سے تدارک
 افت ہو یہ جو ملکہ نے کہا شہو و سو سن سیدوئی کو پکار کر بات لائی کہ جہاں ملکہ ٹھہری ہوئی تو لا کر ہر
 مسند کے فرش پر لٹا دیا خواہہ خاموش بیٹھے ہوئے یا متلائے سرہ ہوئے ہیں اور ہر ملکہ نے خود فرما دیا
 سے کہ اسکا تلوے سے ملاؤ اور پانی کا چھینٹا خد پر دو اور گلاب کیوڑا سوٹھاؤ اور مٹی پر عیس کا غسل
 دلا کر سوٹھاؤ تاکہ اسکو خوش آئے خواہ وہ نے ایسا ہی کیا کہ اب سیدوئی کو خوش آئے تو وہ شہو
 کے گانے کا یہ اثر تھا کہ یہ خوش ہو گئی تھی عرصہ ہوا تھا کہ خواجہ نے گانا بھی سوٹھا کر دیا تھا
 اور تو اسکا اثر کم ہوا اور یہ تدارک کیا گیا سیدوئی کو خوش آیا اسنے دیکھا کہ ہیں برابر مسند کے
 فرش پر پیری ہوئی ہوں اور ملکہ بیٹھی ہوئی ہر کوئی میرے پاؤں سے ملتا رہی ہو کوئی دبا رہی ہو کوئی
 پند لیان کس کر باندھ رہی ہو کوئی مٹی پر خس کا عطر ڈال کر سوٹھا رہی ہو کوئی کیوڑا گلاب چھڑک رہی ہو اسکو
 ہوئی کہ یہ کیا واقعہ ہو کیوں سب یہ تدارک کر رہی ہیں کوئی مانی تو نہیں تھی نہ کسی نے غصہ نہ غم نہ

کے سبب سے غش آیا نہ کسی عارضہ سے جو اسکو کچھ کسل وغیرہ ہوتا جب اسکو ہوش آیا اٹھ نہ سکی اور
حیران ہو کر سب کی طرف دیکھنے لگی جب اسکو ہوش آیا اور تعجب کرنے لگی بلکہ نے کہا کہ کیوں
سیہوئی طبیعت کیسی ہر یہ کیا امر تھا سیہوئی نے حواس درست کر کے کہا کہ میں خود حیران ہوں کہ یہ
سب کی سب کیوں میرے گرد جمع ہیں اور مجھ کو یہاں کون لایا میں تو بیٹھی ہوئی گانا سن رہی تھی ایسی
گوانا اور ایسا گانا میں نے عمر بھر بھی نہیں سنا جو اسوقت سنا ہر میرے اوپر کیا ہر بڑے بڑے شاہان
ہفت ملک و جلیل القدر نے بھی نہ سنا ہو گا وہ جو خداوند ہیں یعنی سامری و حبشہ انھوں نے بھی نہ سنا
ہو گا بلکہ نے کہا کہ کیا تو دیوانی ہو گئی ہو جو ایسی باتیں کر رہی ہو تو کہاں گانا سن رہی ہو تو تو قیدی کے
پاس عالم غش میں بیٹھی ہوئی تھی پہلے میرے حلم سے شب و سو سن نے تم کو پکارا یہاں سے جب تم نے صدا
نہ دی تو قریب چاکر پکارا اس پر بھی جب کچھ صدا نہ آئی تو تم کو ہلایا یہ ہوش پایا میرے پاس لے آئیں
یہ سب تدارک کیے جب تم کو مٹی اور کلاب کیوڑا و خن کا عطر سونکھایا اور سب نے تلوے سہلائے
پنڈلیاں باندھی گئیں بازو کسے گئے تب تم کو ہوش آیا اب جو ہوش آیا تو یہ کہنے لگی کہ مجھ کو یہاں کون
لایا میں گانا سن رہی تھی وراپتہ حواس درست کر سیہوئی نے جواب دیا کہ بلکہ میں جھوٹ نہیں
کہتی ہوں سچ عرض کرتی ہوں گانا سن رہی تھی اور ایسا گانا کسی نے نہ سنا ہو گا بلکہ مجھ پر اس گانے
کے سبب سے ایک بخودی سی طاری ہوئی میں اسی عالم میں بیٹھ کر سننے لگی پھر مجھ کو نہیں معلوم کہ
میرے اوپر کیا گذری زرنار چادو نے کہا کہ اری چھبلا تو تو خواجہ عمر و عیار حمزہ کے پاس بیٹھی ہوئی
تھی عالم غشی میں کیا اسکے اوپر عاشق ہوئی ہوا اسکے عشق کے سبب سے تیرا یہ عالم ہوا تھا سچ بتا
اور پوشیدہ کرتے سے کیا حاصل تو عمر و عیار کے پاس کیوں بیٹھی ہوئی تھی سیہوئی نے بگڑ کر کہا کہ واج
ملکہ آپ ہم لوگوں سے تو اس قسم کے شہسی نہ ہنسا کیجیے اگر میری برابر والی ایسے کلمہ کہتی تو جواب
پاتی آپ کو کیا جواب دون میری یہ طاقت نہیں ہو کہ آپ کو جواب دے سکوں گستاخی
معاف میری ایسی آگ نہیں ہو کہ نہ دیکھوں بھالوں اور گر پڑوں بلکہ نے فرمایا کہ پھر کیا سبب تھا جو
تو بیٹھی ہوئی تھی اسکے پاس سیہوئی نے کہا کہ گانا سن رہی تھی ملکہ زرنار بولی کہ وہاں بیٹھ کر کیا
گانا سنا کیا اسی مقام پر صدا آتی تھی اور کہیں نہیں آتی تھی کیا یہاں میرے آنے کی ممانعت
تھی جو تو پائیں عمر ش بیٹھی سیہوئی نے کہا کہ وہاں جو گانا سنا وہ یہاں کہاں تھا اگر وہ لوگ

ہزار مرتبہ مر کے پھر زندہ ہوئے تو یہ گلابی تال سم یہ آواز یہ لحن نہ پائینگے جو کہ بین نے سنا اس وقت تک
سمان بنا دیا ہوا ہر روح اس گانے کی مشتاق ہو کر تار سے لے لگا کہ وہ کون گارہا تھا اس گانے کو ہم کو
بھی سنا دے اور اس گانے والے کو دکھا دے جس کی تو اس قدر تعریف کرتی ہو سیدہ مونی نے جواب دیا
کہ وہ گانا ایسا تھا کہ تمام محفل آپ کی دنگ تھی اور خود آپ بھی یہ عالم تھا کہ جس قدر گانے والے اور
ان کے سازندے تھے بین نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا جو کہ مجھوم رہے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہر ایک کو
حال و حال آیا یہ جلسہ حال بہ حال ہر دروہیوار سے جدا سے آہ و واہ پیدا تھی اور پھر آپ فرماتی ہیں کہ
ہم کو بھی سنا دوا اور گانے والے کو دکھا دو جب سنا نہ ہو یا گانے والے کو دیکھا نہ ہو تو ایسا فرمایا ہے
اے ملکہ یہ عالم تھا کہ باغ کے درخت مجھوم رہے تھے سبزہ جوں گاہا ہوا تھا وہ استادہ ہو گیا اور
اسی طرف نگران تھا تمام باغ کو حیرت تھی ساری سدرتھیں سب خاموش تھیں کسی کی صدا بلند نہ ہوئی
تھی ایسا گانا ہو رہا تھا کہ مشتری فلک کو سنا نہ تھا ملکہ نے کہا کہ صاف طور سے بیان کریں تو تو سچ
کہتی ہو کہ گانا سنا ہو گا ہاں گانا تو سنا وہی ایسا گانا نہ سنا ہوتا اب سننے میں آئے گا بے خود کر رہا
تھا میں نے اسی بیخودی میں اپنی گانے والیوں کو اشارہ کیا کہ نہ گانے سننے دو وہ خاموش ہو گئیں
یہ سب بھی مجھو ہو لیکن بڑے عرصہ تک صدا آ یا کی سب وہ صدا موقوف ہوئی ہم سب کی وہ حالت
برطرف ہوئی میں نے شمشاد و چنبیلی کو بھیجا کہ بیرون باغ جا کر تلاش کرو کہ یہ کون گارہا تھا وہ کہیں
اور آ کر جواب دیا کہ ہم نے بہت تلاش کیا کوئی نہیں ملا میں نے خیال کیا کہ کوئی مسافر ہو گا وہ گانا
ہوا چلا گیا چونکہ میں نے یہ محفل خوشی قرار دی ہو یہ نہج کو بخوبی معلوم ہو کہ میں نے بیچہ سحر کو بھیجا کہ اس
شخص کو اسیر کر لیا ہو کہ جو قاتل ساتھ ان عالم شہور ہو جس کے بارے میں سامری و جہشید کہتے ہیں
کہ جو اسکو قتل کرے گا وہ ہم پر احسان کرے گا اسکی موت نہیں ہو پس میں نے اسکو تیرے سامنے
سخر بھیجا کہ اٹھو ایسا ہو اسی خوشی میں جلسہ آلا سنہ کیا کو میرا بھائی مر رہا ہو نہ میرا نہیں ہو گھر لے آئی
خوشی ہو کہ وہ رنج بدل گیا خوشی کے ساتھ میں نے یہ خیال کیا کہ پہلے کچھ دیر گانا سن لوں اور دل کو
خوش کر لوں پھر اسکو اپنے قریب طلب کر کے کچھ سوال کرونگی اگر اسنے اپنی عمل کیا تو خیر ورنہ اس کے
جسم سے بوٹیاں کاٹ کاٹ کر کہا ب لگا کر اپنی نماں سرج چھڑک کر رکھا تو نکی قول سامری و جہشید
کو غلط جمانو نکی بس گانے کا حکم دیا تھا کہ یہ واقعہ درپیش ہوا جب انھوں نے آ کر کہا کہ ملکہ ہم نے

ہست تلاش کیا توئی جانے والا ہم کو نہیں ملا ہم وہ پس آئیں پھر میں نے اپنی گائیں کو حکم دیا کہ گانا شروع کر
 پہلے تو گیت پڑھی پھر اسنے بیٹھ کر غزل شروع کی کوئی چارم حصہ غزل گائی ہوئی کہ پھر وہی صدا آنے لگی
 یہاں کو گانا بوز پر خطا طلبہ کی صدا بلند تھی سب اسی طرف توجہ تھے مگر وہ صدا ایسی تھی کہ ان سب باتوں پر
 غور نہ لے گئی اور پھر بھی سب میں نے وہ صدا سنی چونکہ اشتیاق تھا اپنی گائیں کو منع کیا ساز و غیرہ بھی
 موتوں سے اب سب سنتے لیکن ہم کو خبر نہ تھی کہ ہم میں کہاں اور کیا کر رہی ہیں بڑے عرصہ تک میری عالم
 رہا ابھی غور و غم نہ ہوا کہ ہم سب کو ہوش آیا ہر جب ہوش آیا تو نہ وہ صدا تھی نہ آواز سنا ٹا پڑا ہوا تھا
 میں نے ان چند کنیزوں سے کہا کہ جہاں سے ممکن ہو اس گانے والے کو تلاش کر کے لافین نو کر رکھو گی
 انھوں نے کہا کہ ہم کہاں سے لائیں جب میں بہت خفا ہوئی تو انھوں نے چار ناچار اٹھتے کا قصد کیا
 کہ تیرے اوپر میری اور انکی نگاہ پڑی تجاواس عالم میں دیکھ کر بڑی حیرت ہوئی آخر تجکواٹھوا منگایا اور
 ہوشیار کیا تو اپنی حالت بیان کر تو جیسکا گانا سن رہی تھی وہ گانے والا کہاں ہو جلد بتائیں اسکو طلب
 کر کے نو کر رکھو گی اور تجکو بہت کچھ انعام و نئی سیہوتی نے کہا کہ آپ انعام کی خاطر وہ یہ طلب کریں
 میں بتائے دیتی ہوں بلکہ آپ کے سامنے لا کر حاضر و نلی نو کر رکھنے نہ رکھنے کا آپ کو اختیار ہو تو کوی
 کرنے نہ کرتے کا اسکو زور نہ کرنے کہا کہ اچھا اگر تو نے نہ بتایا اور نہ لائی بلا کر تو تیری کیا سزا یا وہ تیرے
 بلانے سے نہ آیا سیہوتی نے کہا کہ ضرور آئے گا بلکہ یہاں موجود ہو کہیں جانے کی ضرورت نہ ہو گی
 اگر وہ نہ آئے گا تو آپ اسکو زبردستی بلا سکتی ہیں زور نہ کرنے یہ سنے حکم دیا کہ ایک ہزار روپیہ
 سیہوتی کو لادو اور اپنے گلے کا مالا اٹھا کر دیا کہ یہ بھی لے لے اب بتا کہ وہ گانے والا کہاں ہو
 اور شہم نے روپیہ لاکر سیہوتی کو دیا جب روپیہ و مالا سیہوتی نے چلی مسکرائی اور کہنے لگی کہ ای
 ملکہ یہ تو وہ مثل ہوئی مثل و فتنہ بھورا شہر میں لڑکا بغسل میں + بقول شاعر آپ کا تو اسوقت
 یہ حال ہو شعریار و رخاوند من گرو جہاں میگردم + آب و کوزہ من نشہ لبان میگردم + اے ملکہ
 اسوقت تو یہ حال ہوا تھی آپ لوگ ایسے بے خود و محو ہوئے کہ آپ کو خبر نہیں رہی کہ یہ صدا
 کہاں سے آرہی ہو اے ملکہ گانے والا یہاں موجود ہو اور آپ بیرون باغ تلاش کرائی میں قرآن
 آپ کے حکم کے اور خیال کے ملکہ نے ہر ہم ہو کر کہا کہ جلد صاف طور سے بیان کریہ معما سمجھ میں
 نہیں آتا یہ کہاں ہو کیا تیرے پا بجامہ میں پوشیدہ ہو سیہوتی نے عرض کیا کہ آپ بیکار ہر ہم ہوتی ہیں

آپ کے سامنے موجود ہر لہجے خلاصہ طور سے کہتی ہوں تیرا بن اس بات کے کہ جسکی تلاش ہو وہ تو یہاں
موجود ہو تمام شہر ڈھونڈھا جائے اور ملکہ یہ جو قیدی جسکو آپ خواجہ عمر و فرماتی ہیں یہی گارہا تھا اسی
سبب سے تو میں اس کے سامنے بیٹھ گئی تھی ملکہ نے جواب دیا کہ چل دور ہو مجکو خیر بنا تی ہر اب تو
بہت چل نکلی یہ بتاؤ کسی کو جا کر اب جب تک تو گائے والے کو پیدا نہ کر لی اور نہ بتائے گی اور یہاں
نہ لابیگی اسوقت تک تیری رہائی محال ہے سوئی نے جواب دیا کہ بتاؤ دیا اور یہاں موجود بھی کرو یا اب
آپ کو یقین نہ آئے تو کیا کیا جائے میں باز آئی اس روپیہ سے اور مالے سے اپنا روپیہ و مالہ واپس
لے جائیے میں کچھ نہیں لیتی واہ کیا خوب روپیہ پیسہ لے کر میں ایسی مجبور ہو گئی میں یہ جانتی تو کبھی
ایسی بات نہ کہتی جب آپ نے دریافت کیا کہ طبیعت کیسی ہو کہدیا تھا کہ سر پھرنے لگا تھا
بیٹھ گئی تھی درد سر بہت شدت سے تھا میں نہ جانتی تھی کہ اصلی بات کہہ کر اس عذاب میں مبتلا
ہو گئی تو جھوٹ بولتی سچ نہ کہتی بڑی خرابی تو یہ ہو کہ مجھ کو سخت کو جھوٹ بولنے کی عادت نہیں ہے
مجھ سے جھوٹ بولا نہیں جاتا ہر پھر کیونکر جھوٹ بولتی بڑی خرابی تو یہ ہو کہ اوروں کو میرے
قول کا اعتبار نہیں ہوتا کروں تو کیا کروں اور ملکہ میں سچ عرض کرتی ہوں کہ یہی قیدی گارہا تھا
وہ اسی کی صدا تھی ملکہ نے کہا کہ کیوں ری خیر تو دیوانی ہوئی ہو اور مجکو بھی دیوانہ بناتی ہر سچ سچ بتا
کہ وہ گائے والا کون ہے اور کہاں ہے اور سو سن ذرا اسکی باتیں تو سن یہ بڑی زبان دراز ہو شبیل اسکی
مشکین باندھے تاکہ یہ بھاگ نہ سکے شمشاد کہہ رہا اس سے کہدو کہ اسکو آ کر جو تیان مارے
دار پر پہنچے اب یہ ہم سے مسخرہ پن کرنے لگی بس زنا رجا دو نے کوڑا اٹھایا اور کہا کہ سچ سچ بتا ورنہ مارے
کوڑوں کے کھال گرا دوں گی سوئی نے تڑپ کر اور بلبلا کر کہا کہ اور ملکہ عالم میں سچ عرض کرتی ہوں
اور کہا نمک پھوٹ پھوٹ نکلے جو جھوٹ کہتی ہوں آپ کے سر کی قسم بھی جھوٹ نہ کھاؤں گی اگر
جان پر بھی بنی ہوگی اور کہے گا کہ ملکہ کے سر کی قسم جھوٹ کھاؤ تو نہ کھاؤں گی جان ویدوئی قسم نہ کھاؤں
اور ملکہ یہی قیدی گارہا تھا جو سابق میں عرض کیا ہو وہی عرض کیے جاؤں گی کبھی اس کے خلاف نہ عرض
کیا ہو نہ کروں گی چاہے آپ مجکو قتل کر میں چاہے میری مارے کوڑوں کے کھال گرا دیں جو کہاؤ
کہا اور کوئی جھوٹ نہیں کہا ہاں اگر جھوٹ کہتی تو بدل ڈالتی کوئی اور فقہہ کر دیتی بلکہ سچ عرض کرتی
ہوں قیدی ہی گارہا تھا ملکہ نے کہا کہ سچ کہتی ہے سوئی نے کہا کہ کیا مجال جو جھوٹ عرض کروں

اگر چھوٹ تھکے تو میرا خون آپ کو حلال ہو بلا خوف و خطر جکو قتل فرمائیے گا میں نے اپنی جان کی شرط کی
بس ملکہ نے کہا کہ تو اپنا واقعہ بیان کر کہ کیونکر تو نے جانا کہ یہی قیدی گار ہا ہو گو یقین نہیں آتا ہو مگر تو
اسی امر پر بجد ہو رہی ہو اور اصرار کر رہی ہو تو بیان کر تا کہ میں بھی سنوں کہ کیونکر تو نے جانا سیدھوتی نے
عرض کیا کہ او ملکہ میں آپ لے پاس سے اٹھکر برائے رفع حاجت گئی تھی بیٹھی ہوئی تھی کہ کان
میں گانے کی صدا پہونچی چونکہ میں دیکھ گئی تھی کہ یہاں گانے وغیرہ کا سامان ہو میں نے خیال کیا کہ ملکہ
کا ناسن رہی ہیں بارہ دری میں گانا ہو رہا ہو مگر خیال کر کے جو سنتی ہوں تو وہ صدا نہیں پاتی ہوں کہ
جو ہمیشہ سنا کرتی تھی اُسکے خلاف پاتی ہوں مگر خوش گلو ہو اور معلومات بھی خوب ہو میں اُسی جگہ سے کان
لگا کر سننے لگی کہ یہ کون آج کہاں گار ہا ہو ایسی صدا تھی کہ دل بیقرار ہو گیا اور وہاں سے بہت جلد فراغت
کر کے چلی جون جون قریب پہونچی دلو وہ آواز اچھی معلوم ہونے لگی یہاں تک کہ بارہ دری میں آئی یہاں
عجب رنگ پایا سب کو عالم سکوت میں مع آپ کے دیکھا ہر ایک شو کو بے خود پایا انسان حیوان
تو جان دار اور صاحب عقل اور سمجھ ہیں جب بے حس و حرکت بے روح شو کو وجد طاری تھا تو ذی
روح کی کیا حقیقت تھی یہ واقعہ دیکھکر میں حیران ہوئی کہ یہ کون گار ہا ہو کیونکہ صدا برابر چلی آتی ہو
گانے والا نظر نہ آتا تھا میں حیران تھی کہ یہ صدا کہاں سے آرہی ہو کہ ادھر ادھر جو دیکھتی ہوں اور کان
لگاتی ہوں تو یہ معلوم ہوا کہ اسی مقام پر کوئی گار ہا ہو اب اس سمت کو جو کان لگا کر سنا تو یہ پایا کہ
میرے پہلو کی طرف سے صدا آرہی ہو اب جو پلٹ کر دیکھا تو اس قیدی کو گاتے ہوئے پایا بس
تاب نہ رہی بیقرار ہو گئی قریب جا کر بیٹھی اور گانا سننے لگی وہ گایا کیا میں سُنائی آخر کار مجھ کو اپنی خبر
نہ رہی بے خود ہو کر رہ گئی پھر جکو نہیں معلوم کہ کب گانا موقوف کیا ملکہ نے یہ سُنکے کہا کہ واقعہ نیا
واقعہ ہو کہ گانا بارہ دری میں میرے فرش کے برابر ہو اور ہم ایسے محو ہوں کہ یہ بھی نہ دیکھ سکیں کہ
کون ہو اور کہاں گانا ہو رہا ہو سیدھوتی نے جواب دیا کہ او ملکہ یہ نہ فرمائیے میں یہاں آکر بڑے عرصہ
تک حیران رہی کہ کون گار ہا ہو آپ لوگ تو یہاں بیٹھی ہوئی تھیں پہلے ہی صدا میں خود رفتہ ہو گئی
ہو نگی دوسرے اُسکی طرف گمان بھی تو نہیں ہو سکتا تھا کہ یہ گار ہے ہیں ملکہ نے کہا تم سچ کہتی
ہو غیر اس سے کوئی غرض نہیں ہو مگر مقام عجب ہو اور جاے تعجب ہو کہ ایسے محو ہوں کہ گانے والا
ہمارے سر پر بیٹھا ہوا گایا کرے اور ہم کو خبر نہ ہوا اگر میں سحر نہ کرتی تو اسی طور سے محو کر کے بھاگ جاتا

ساری محنت بیکار جوتی پھر ہاتھ نہ آتا خیر خوب بین نے پہلے بند و بست کر لیا اب معلوم ہوا کہ یہ عیار
لگانے میں بھی کامل ہر اسکو میرے پاس لاؤ میں اس سے کچھ سوال کروں اور دریافت کروں کہ تو ہی
کار ہاتھ یہ کہنا تھا زنا ر شہوت پرست کا کہ شبو اور سو سو سن و دگر گیتی اور خواجہ عمر و سے کہا کہ او
مکار و عیار چل ملکہ نے یاد کیا ہر خواجہ نے جواب دیا کہ ہمارے ہاتھ پائون میں طاقت نہیں ہے کہ ہم ملکہ
کے پاس چل سکیں ہم کو اٹھا کر لے چلو تو ہم چل سکتے ہیں ورنہ ہم کو اسی مقام پر بیٹھا رہنے دو اگر ملکہ کا
بہت دل چاہتا ہے میرے دیکھنے کو تو وہ خود یہاں چلی آئیں جو کچھ کہنا ہو کہہ جائیں دوسرے میں سامنے
تو موجود ہوں قریب جانے کی کیا ضرورت ہے انھوں نے کہا کہ لو اور سنو اس قیدی کو بھی مزاج ہوا ہے
مغرور ہو گیا ہے کہ کہتا ہے کہ تجھ کو اٹھا کر لے چلو مجھ میں طاقت نہیں ہے چلنے کی ملکہ خود میرے پاس چلی
آئیں جو کہنا ہو مگر چلی جائیں شبو نے جواب دیا کہ جب بیوٹی کے مرنے کے دن آئے ہیں تو قضا
آتی ہے اب اسکی قضا آئی ہے اپنے دل کے ارمان نکالتا ہے چلو ملکہ سے کہہ دیں کہ وہ نہیں آتا ہے نہ
اپنے مقام سے حرکت کرتا ہے کہتا ہے کہ مجھ میں طاقت نہیں ہے میرے ہاتھ پائون بالکل بے حس و
حرکت ہیں کہتا ہے کہ جو کچھ ملکہ کو کہنا ہو وہ یہاں آ کر مجھ سے کہیں میں وہاں آ نہیں سکتا ہوں کہہ کر
وہ دونوں زنا ر جادو کے پاس آئیں اور سب حال کہہ سنا یا زنا ر جادو نے کہا کہ وہ تو دیوانہ
ہو گیا ہے سارا حال معلوم ہوا جاتا ہے یہ سب باتیں اسکی میں کب سنتی ہوں اگر وہ یوں نہیں آتا ہے
تو اسکو پکڑ کر لے آؤ میں سحر اتارے لیتی ہوں تاکہ زمین اسکو چھوڑ دے اور قید سحر میں رہنے دے وہی
اس غرض سے کہ تمھارے ہاتھ سے چھوٹ نہ جائے پھر ہاتھ آنا محال ہو گا پتہ بھی نہ لگے گا یہ پرند
جانور سے بھی زیادہ ہوا اسکے جو پر کھولے جائیں تو وہ پرواز کر کے اڑ جاتا ہے اور جب پر کتر دیا جائے
وہ تو پرواز سے باز رہتا ہے تو بدون پروں کے اس طور سے فرار کر جاتا ہے کہ پھر ہاتھ نہیں آتا ہے
یہ بھی نہیں لگتا ہے انھوں نے عرض کیا جو آپ کی مرضی ہم اسے لاتی ہیں یہ کہہ کر دونوں خواجہ کے
پاس آئیں خواجہ سے کہا کہ لے چلو اگر نہ چلو گے تو ملکہ کا حکم ہے کہ کھینچتی ہوئی لاؤ ہم بسو چسپا
حکم ملکہ زنا ر جادو تجھ کو زبردستی بلھائیں گی خواجہ نے کہا کہ میں تو بے حس و حرکت ہوں جس طرح
سے تمھارا جی چاہے لے چلو جس قدر چاہے ظلم کرو غریب زاری کرو افسوس لالچ بہت بڑا ہوتا ہے
تھوڑا سا لالچ کر کے اس آفت میں مبتلا ہوا اگر میں یہ جانتا تو کبھی لالچ نہ کرتا وہ یہ تو اور طرح بھی ممکن

ہو جائیگا جان کہان ممکن ہوگی کیون میں نے دھوکا کھایا جس حال میں تھا اچھا تھا اپنے اطمینان سے
 روٹی کھاتا تھا یہ تو نہ تھا کہ قید پڑے ہیں لوگ ظلم کرتے ہیں واہ میان عمر و خوب اپنی جان بچائی اور
 مجھ کو پھنسا یا یہ کہ مکر کرنے لگا ان دونوں نے ایک نہ سنی ایک نے ایک طرف سے دوسری نے دوسری
 طرف سے خواجہ کو پکڑا اور پھنسی ہوئی لائین قریب مسدود چونکہ ملکہ نے قید سحر کو قائم رکھا تھا صرف
 یہ سحر اتار لیا تھا کہ زمین نے چھوڑ دیا ہاتھ پاؤں اس طور سے بے قابو تھے ان دونوں نے لاکر قریب
 مسند فرشتہ پڑا لیا اگر ہاتھ پاؤں قابو میں بھی ہوتے تب بھی حضرت اپنے پاؤں سے نہ جاتے
 سوچ چکے تھے جب قریب مسند لاکر لٹا دیا اور سب بیٹھ چکے اس وقت زنا رجاو نے خواجہ کی طرف
 دیکھ کر کہا کہ کیون عمر و عیار کیا حالت پر مزاج کیسا، کس حال میں مبتلا ہو بہت ساحر و سحر کو قتل کر کے
 ادھر آئے ہو یہ وہ مقام نہیں کہ تم گئے اور تم نے جا کر عیاری کی اور ساحر کو قتل کیا نکل گئے یہاں
 آکر نکل جانا بہت دشوار ہے گو تم اپنا کام کر کے راہی کو ہوئے تھے یعنی میرے بھائی نے ستون کو
 قتل کر لیا بادشاہ سابق کو رہا کیا بڑی خرابی ہوئی تھی کہ تم مع طلسم کشا کے چلے تھے کہ مجھ کو خبر
 ہو گئی میں نے پنجہ سحر روانہ کر کے تم کو اٹھوایا اب مجھ کو اس طور سے قتل کر دے کہ مرخان ہوا و
 ماہ بیان دریا تیرے حال پر رحم کھائیں اور مجھ کو ترس نہ آئے تیرے کباب لگا لگا کر کھاؤں زخمیوں پر
 شک مرچ چھڑکوں تب میرے کلیجہ کو تسکین ہو جیسے تو نے ہزاروں ساحر و سحر کو قتل کیا اور مجھ کو
 کسی کے حال پر رحم نہ آیا کیسی کیسی حسین جاو گریبان کہ جنکے دیکھنے سے بھوک پیاس جاتی ہو
 انکو تو نے قتل کیا انکی جوانی پر تو نے ترس نہ کھایا اسی طور سے میں تیرے حال پر ترس نہ کھاؤنگی
 آج ان سب کے خون کا عوض لوگ ان سب کے روحوں کو شاد کرونگی سامری و جمشید کو کہ لکھ گئے
 ہیں کہ کوئی عمر و عیار کو قتل نہیں کر سکتا ہر کسی قضا کسی ساحر کے ہاتھ سے نہیں ہر گز میں انکی تحریر
 کو غلط کیے دیتی ہوں تجھ کو قتل کرتی ہوں تیرے کباب لگاتی ہوں اپنی خواصوں و مصاحبوں کو تقسیم
 کرونگی کہ بطور خواب کے کھائیں بلکہ طلسم زعفران نار میں پاس بادشاہ طلسم شنکال کے روانہ
 کرونگی اور عرض کرانے بھونگی کہ سب اہل طلسم کو جمع کر کے یہ کباب بطور تبرک کے تقسیم فرمایا گیا
 یہ اس شخص کے گوشت کے کباب ہیں کہ جو قاتل ساحر ان جہان کھلاتا تھا اور جسکے بارے میں
 سامری و جمشید تحریر کر گئے ہیں کہ اسکو کوئی قتل نہیں کر سکتا ہر میں نے قتل کیا اور کباب لگا کر

یہاں بھی سب کو تقسیم کئے ہیں آپ بھی تقسیم فرمائیے تاکہ سب کو ثواب ہو اور عیار ہم لوگ تیرے
گوشت کے کبابوں کو کھانا بہت ثواب جانتے ہیں اگر اپنی زندگی چاہتا ہو تو دو کام کر اول تو سامری
پرستی اختیار کر دین اسلام کو ترک کر دو میرے پاس رہ رفاقت حمزہ سے دست بردار ہو
میری اطاعت دل و جان سے کر اہل اسلام کے قتل کا بیڑا اٹھنا اور ساحرون کی ملک کر میرے
ہجراہ رہ ترک اسلام کر کے سامری کو سجدہ کر جس طور سے سامری پرستوں کو قتل کرتا تھا اسی طور
سے خدا پرستوں کو قتل کر اس امر کی قسم کھا کہ اب سامری پرستوں یا دیگر مذہب کے لوگوں سے سوا
خدا پرستوں کے دشمنی نہ کرونگا اور ساحرون کو قتل نہ کرونگا انکی اطاعت کرونگا بلکہ اگر کوئی ساحر اہل اسلام
کے قید میں ہو گا اسکو رہا کرونگا ساحرون کو بھولے سے بھی قتل نہ کرونگا میری نوکری کر ہر وقت میرے
پاس رہ جو میں حکم دوں اسکو بجا لا اس حالت میں تو تیری زندگی ہوگی ورنہ میں تجکو ابھی قتل
کر دیتی جب یہ سب تقریریں کر چکی خواجہ خاموش بیٹھے ہوئے سنا کہ جب اُس نے اپنی تقریر کو
ختم کیا اسوقت خواجہ نے کہا کہ اے ملکہ میری سمجھ میں نہ آیا کہ یہ آپ کیا فرما رہی ہیں میں نے کس ساحر
کو قتل کیا یا کب میں نے سامری پرستی سے انکار کیا میں اس امر سے تو واقف ہی نہیں ہوں میری
ردی ساحرون کے دم سے ہو کیونکہ یہ لوگ گانے وغیرہ کو بہت پسند کرتے ہیں سواے خدا پرستوں
کے اُنکے یہاں تو گانے وغیرہ کا چرچا کم ہو باقی اور جستقد تو میں ہیں سب میں اسی شغل کا چرچا
رات دن ہوتا ہے اگر میں ان لوگوں سے دشمنی کرونگا اور خدا نخواستہ ساحرون کو یا غیر ساحرون کو
قتل کرونگا تو اپنا تن اور اپنے بال بچوں کو کیوں نگر پالو فکا اور اُنکی پرورش کیوں نہ کرونگا اور اگر ایسا
کرتا تو آج تک آپ لوگوں کے سبب سے کیوں پلتا میں نہ ساحر کو قتل کروں نہ جانوں اے ملکہ عالم
جب سے میں پیدا ہوا ہوں اسوقت سے اسوقت تک میں نے کبھی نہ تو کھیل مارا نہ چھڑ
نہ کوئی جانور مارا میں نے اے ملکہ کسی کو آج تک مرتے ہوئے نہیں دیکھا نہ کسی کا مردا دیکھا اگر
کبھی اتفاق سے خون دیکھ لیا تو غش کھا کر گر پڑا ہوں ہوش نہ آیا ایسا تو میرا دل اور قلب ہے
بھلا میں کیا کسی کو قتل کرونگا جب کہ مجکو لہو دیکھ کر غش طاری ہوتا ہے تو بھلا کسی پر تلوار کیا اٹھاؤنگا
یا کسی کو ذبح کرونگا میں رات کی رات بی بی سے تو بولا نہیں میں نے سنا تھا کہ مرد جو عورت
سے پہلے پہل بولتا ہے تو کچھ خون نکلتا ہے اور ایک مرد کو پہلے میں نے بی بی کے پاس سلا یا جو کچھ

پہلی رات کو ہونا ہر وہ سب اسنے کیا اسکے بعد سے میں اسکے پاس سویا اور لڑکے ہالے ہوئے اگر
 میں یہ سنتا ہوں کہ فلان مقام پر لوگ شکار کھیلنے کو گئے ہیں تو میں نہیں جاتا ہوں میرے مان
 باپ نے اسی سبب سے تو مجکو فنون سپہ گری کی تعلیم نہیں کرائی بلکہ دوسرے فن کی تعلیم دی
 اور مجکو سپہ گری سے باز رکھا جن جن سے مجکو شوق تھا اسکی تعلیم کرائی میرے اور بھائی وغیرہ سوا
 و پید ہوں میں نوکر ہیں ہزاروں لڑائیوں لڑے ہوئے ہیں لاکھوں زخم کھائے ہوئے ہیں ہمارا خاندان
 پیشہ سپہ گری پر مبنی ایسا کم نخت نکلا کہ اس پیشہ کو ترک کیا اور ایک رفیل پیشہ اختیار کیا
 اسی پیشہ میں خداوند نے اسقدر مجاہدیا کہ مع بال بچوں کے بسر ہوئی تین ہفتیوں کی شادی کی
 دو لڑکوں کی تمام گھر گرتی جمع کی کیونکہ باپ نے خفا ہو کر نکال دیا تھا میرے اس پیشہ کے اختیار کرنے
 سے امی ملکہ مجھ سے قسم لے لو میں نے کبھی کسی ساحر یا غیر ساحر کو قتل کیا ہوا آپ ہی لوگوں میں میری بسر
 ہوئی ہمارا خاندان کا خاندان سامری پرست تھا اور جو باقی ہیں وہ سب اور میں بھی سامری پرست
 ہوں میں کیا جانوں کہ خدا پرست کسے کہتے ہیں اور خدا پرستی کا کیا طریقہ ہے آپ بیکار یہ فرماتی ہیں میرا
 پیشہ یہی ہے کہ نوکری کروں اور چار پیسے پیدا کر کے اپنے بال بچوں میں صرف کروں مجکو کس انکار ہے رہا تو
 فرمائیے یہ قید تو میرے جسم سے دور فرمائیے میں اپنے قابو میں تو آؤں آپ کے قدموں کو بوسہ دوں
 ایسا ہی قدر دان مجکو درکار تھا امی ملکہ میری تنہد میں آپ کی تقریر نہ آئی کہ عیار کیسا اور شکار کسے
 کہتے ہیں عمرو عیار کس کا نام ہے میں نہ عمرو سے آگاہ ہوں نہ اس امر سے میں نے یہ نام آج تک سنا ہی
 نہیں کہ یہ نام کس کا ہے اور عیاری اس کو کہتے ہیں اور شکاری کس کا نام ہے یہ آپ فرماتی کیا ہیں میں
 حاضر ہوں یہ فرمائیے کہ میرا قتل کرنا آپ پر ثواب ہے اور میرے گوشت کے کباب کھانا ثواب ہے
 اسکا سبب مجھ سے فرمائیے میں نے کیا لٹا ہ کیا ہے ملکہ نے کہا کیوں مجکو فقرہ دیتا ہے میں تیرے
 فقروں میں نہ آؤنگی یہ ایسے ننھے میں کہ یہ عیاری اور شکاری سے واقف نہیں ہیں ہزاروں کو عیاری
 سے قتل کیا لاکھوں کا خون سر پر لیا سوقت ننھے بنے ہیں کہ عیاری کسے کہتے ہیں خود ہی تو عمرو
 ہے اور کہتا ہے کہ میں نے عمرو کا نام نہیں سنا بھلا ان فقروں سے کیا فائدہ لو اور سنو لاکھوں نے
 آج تک کسی کا خون نہیں کیا جب یہ خون دیکھتے ہیں تو انکو غش آجاتا ہے یہ نہیں کہتا کہ میں نے
 ساحروں کو اس طور سے قتل کیا ہے کہ انکے حال پر ماہیان دریا و مرغان ہوا اور ہم اسکو رحم سے

لہ آیا اور اس وقت کیسا کمرے جاتا ہوا اپنی جان بچاتے کے لیے بین کلب اسکے فقروں میں آتی ہوں
 میں ایسی ویسی ساحرہ نہیں ہوں جو فقروں میں آجاؤں خواجہ بولے اور ملکہ میں فقرہ نہیں دیتا وہی
 قسم ہر جگہ سامری و جمشید کی کہ نہ بین عیار ہوں نہ عیاری سے واقف ہوں نہ بین نے آج تک کسی کو
 قتل کیا نہ ذبح کیا کسی جانور کو آپ جس شخص کا نام لیتی ہیں میں اس کے نام سے آگاہ تک نہیں ہوں
 میں سچ عرض کرتا ہوں کہ عجب آفت میں مبتلا ہوا ہوں اور ملکہ لالچ جو سنا ہو کہ بری بلا ہر آئین
 مبتلا ہوا ہوں کہ چار پیسے بلین تو لڑکوں کی بسر ہو میں یہ جانتا کہ اس آفت میں مبتلا ہونگا تو کبھی لالچ
 نہ کرتا افسوس افسوس میری جان بھی گئی لڑکے و بابے بھی تباہ و برباد ہوئے اب اُنکو کون دیتی
 دے گا اور ملک تو نے یہ کیا بلا میرے اوپر نازل کی ہے یہ کس پر رونے لگا ملکہ نے کہا کہ کیوں ٹھوے
 لکھتا ہوں میں نہ مانو گی سچ تو کہتا ہوں کہ یہ پیشہ یعنی عیاری رذیل ہے یہ کیوں اختیار کیا کہ باپ نے نکال دیا
 سنا جاتا ہے کہ حمزہ جگہ بہت کچھ دیتا ہے تیرے پاس لاکھوں روپیہ ہے جو اب دیا کہ اور ملکہ یہ آپ کیا
 فرماتی ہیں کیسی عیاری میں کیا جانوں عیاری کس چڑیا کا نام ہے اور حمزہ کون بلا ہے جو جگہ بہت کچھ دیتا ہے
 پیسہ دیتا ہے یہ ضرور سنا ہے کہ کوئی حمزہ خدا پرست ہے خداوند اس کے سائے سے بچائے اور اس کی
 صورت نہ دکھائے جب کہ وہ خداوند کے دشمن ہیں تو اُنکے پرستاروں کے پہلے دشمن ہوئے میں
 خداوند کے دشمن کے پاس کیوں نوکری کرنے لگا جھگو کیا ضرورت ہے جب آپ لوگوں سے نہ ملے تو
 میں خداوند کے دشمنوں کے پاس جاؤں بلکہ آپ کسی کے کہنے سے میں نہ آئیے بلکہ آپ یقین مان لیجیے
 کہ میں آپ کا ایک ادنیٰ تابع ہوں میں عمرو وغیرہ سے آگاہ تک نہیں ہوں آپ نے جو فرمایا کہ
 عیاری کا پیشہ کیوں اختیار کیا جو باپ نے نکال دیا ملکہ میں نے عیاری کا پیشہ نہیں اختیار کیا
 بلکہ گائے کا فن حاصل کیا اُس میں چار پیسے پیدا کرنے لگا پہلے شوقیہ حاصل کیا تھا جب باپ
 نے نکال دیا اس امر پر خفا ہو کر اور یہ کہا کہ مثل عورتوں کے کار ہا ہے کیا اسی میں روٹی پیدا کرے گا
 ہم نے پہلے چاہا تھا کہ فنون سپہ گری حاصل کرے اُس سے انکار کیا اُس فن کے حاصل کرنے
 میں کچا ہو تو پڑھنے پر بٹھایا اُسکو بھی حاصل نہ کیا یہ گانا حاصل کیا ہے بس ہمارے گھر سے
 نکل جائیں وہاں سے نکل آیا ادھر ادھر بسر کرنے لگا وہی گانا واقعی سبب بسر و قمار ہو گیا
 جب کئی فاقے گذرے تو پھر اسی گانے والوں میں نوکری کی بڑے بڑے شاہوں و امیروں کی

ملازمت کی اور انکی خدمت میں رہا بہت کچھ پیدا کیا جب سے اسی میں نوکری کرتا جلا آتا ہوں میں
 کیا جانوں کہ عیاری کسی کا نام ہے اور پیشہ عیاری کیا ہے اور عمرو عیار کیسا اور حمزہ کس کا نام ہے میں تو
 گانے والا ہوں اور ملک کسی نے آپ سے جھوٹ کہا یا ہو کہ میں عمرو عیار ہوں میں اسکی صورت
 سے آگاہ نہیں کبھی خواب میں اسکو نہیں دیکھا یہ کسی نے صرف میری دشمنی کے سبب سے
 کہا یا کہ اسنے ہزاروں ساحروں و لاکھوں جادوگروں کو قتل کیا وہ کوئی اور ہوگا آپ کو میرے
 اوپر دھوکا ہوا ہے کسی میرے دشمن نے آپ سے کہا ہوگا اور ملک میں سچ عرض کرتا ہوں کہ میں
 عمرو عیار نہیں ہوں ایک ادنیٰ گویا ہوں اور برائے سامری مجبور ہا فرمائیے میرے حال پر رحم
 فرمائیے میں ایک گویا ہوں عیار نہیں ہوں ملک نے کہا کہ کیوں فقرہ کرتا ہے خواجہ رونے لگے اور
 کہنے لگے کہ ملک میں سچ عرض کرتا ہوں کہ میں عمرو عیار نہیں ہوں ملک نے کہا کہ سچ کہتا ہے اچھا پھر
 کون ہے جلد بیان کر جواب دیا کہ میں گویا ہوں ملک نے کہا کہ پھر حمزہ کے رکاب پر کیوں ہاتھ
 رکھے ہوئے حمزہ کے ساتھ جاتا تھا اسنے ایک آہ بھر کر اور آنکھوں سے اشک بہا کر کہا کہ ملک اسکو
 نہ دریافت کرو عرض کر چکا ہوں کہ لالچ نے اس درجہ کو پہونچایا اور اس آفت میں مبتلا کیا اور اس
 بلا میں پھنسا یا اب کوئی صورت جان بچنے کی نظر نہیں آتی ہے جب تک آپ کا رحم نہ ہوگا اگر میں
 یہ جانتا کہ یہ لالچ ایسا سحر کرے گا تو کبھی لالچ نہ کرتا ملک نے کہا کہ اپنا واقعہ بیان کر کہ کیا لالچ
 کیا اور سچ سچ بتا کہ تو ہی گارہا تھا جواب دیا کہ اور ملک میں گاتا کیا جانوں ہاں آپ لوگوں کے دل
 خوش کر کے دو چار پیسے پیدا کر لیتا ہوں جب یہ سب گانے لکھیں میرا بھی دل بھر بھرا یا میں نے
 بھی بکنا شروع کیا کچھ دہائی تباہی ملک نے کہا کہ اچھا اپنا واقعہ بیان کر راوی بیان کرتا ہے کہ خواجہ عمر
 نے اس قسم کی باتیں کہیں کہ نہ نار جادو کو یقین ہو گیا کہ یہ عمرو عیار نہیں ہے کوئی اور ہے اس پر کچھ نہ
 کچھ بلا ضرور نازل ہوئی ہے کسی نہ کسی آفت میں مبتلا ہوا ہے یہ کوئی گانے والا ہے ذرا اسکا واقعہ سننا
 چاہیے کہ اس پر کیا گزری سننا چاہیے معلوم ہوتا ہے کہ عمرو عیار نے اسکو فقرہ دیا اس قسم کی
 باتیں جو کہ تحریر کر چکا ہوں کہیں اور ہلا وہ اسنے ایسی کچھ لجاجت کی کہ اسکو رحم آ گیا اور وہ سمجھ
 گئی کہ یہ کسی بلا میں ضرور مبتلا ہوا ہے یہ خیال کر کے اسنے کہا تھا کہ تو اپنا واقعہ سچا سچا بیان کر
 جب پھر نار نے کہا اسوقت خواجہ نے کہا کہ قربان جاؤں صدقہ جاؤں میرا نام نثار گویا ہے

جب باپ نے گھر سے نکال دیا تو کچھ مایہ بساط لے کر نکلا تھا اسکو صرف کرنا شروع کیا یہاں تک کہ وہ سب
صرف ہو گئی سب فاقوں کی نوبت آئی یہاں سراین میں رہتا تھا وہاں بہت سے مسافر تھے مین نوبت
سہ پہر بیچہ کر کچھ گایا کرتا تھا وہ سب کے سب سنا کرتے تھے کو تو ال بھی آیا کرتا تھا جب میری فاقوں
کی نوبت پہونچی کو تو ال کو اس حال سے آگاہی ہوئی اپنے مکان پر مجھ کو لے گیا بہت خاطر سے پیش
آیا یہاں تک کہ مجھ کو زیر سے بلوایا وزیر بادشاہ کے پاس لے گئے چونکہ اس ملک کے بادشاہ کو گانے کا
بہت شوق تھا میرا گانا سنا بہت پسند کر لیا ملازم رکھ لیا مین بھی غنیمت سمجھا جب باپ نے نکالا
تھا تو مین اس شہر مین نہیں رہا وہ سر سے شہر مین چلا گیا تھا مین نے جیسا کہ عرض کیا گانے والوں مین کری
کی اس شہر کے بادشاہ نے کئی برس تک نوکر رکھا اسکے بعد جب خدا پرست اس ملک پر لشکر کشی کو
آئے اور وہاں کا بادشاہ مسلمان ہو گیا ہم بہت سے لوگ تباہ ہوئے اور شہر بشہر ملک بملک پھرنے
لگے خلاصہ یہ کہ اور ایک ملک مین پہونچا وہاں کے بادشاہ کا ملازم ہوا اسی ملک مین مین نے اپنی
شادی خانہ آبادی کی مدتوں وہاں رہا اس ملک کا بادشاہ مر گیا اسکے داماد کو لوگوں نے تخت پر بٹھایا
وہ پوشیدہ طور سے خدا پرست تھا اسنے جیتے ہی سب لوگوں کو حکم دیا کہ خدا پرستی اختیار کرو چنانچہ
مین یہ حکم سنکے اسی دن شب کو سب اپنا مال و اسباب مع جو رو و بچوں کے وہاں سے چل کھڑا ہوا
خلاصہ یہ کہ تباہ و برباد ہوتا ہوا اسی طور سے بادشاہ مین نوکر مین کرتا ہوا اس کو وہ بے ستون
کی حوالی مین پہونچا چونکہ تباہ و برباد پھر رہا تھا جہر جاتا تھا سوائے خدا پرستوں کے دوسرے مذہب
کا آدمی نظر نہ آتا تھا خدا پرستوں کی صحبت سے نفرت تھی نہ ٹھہرا اور اُدھر پھرنے لگا جو رو بچے بھی
ساتھ تھے جب حوالی کو وہ بے ستون مین پہونچا اپنی حالت پر مجھ کو خود بخود رونا آیا بڑے عرصہ تک
رہا کیا جب جوش گریہ کم ہوا میری زوجہ نے مجھ سے کہا کہ یہ تو اب ہمیشہ کے لیے بربادی ہوئی
نہ اب کوئی ملک خدا پرستوں کے قبضہ سے باہر ہو گا نہ تمھاری قدر ہوگی نہ تم قیام کرو گے لہذا
بہت دنوں سے تمھارا گانا مین سنا ہوا سنا دو چونکہ مین بی بی کو بہت عزیز رکھتا تھا اسکا صدمہ
گوارا نہ ہوا گول نہ چاہتا تھا مین نے اسکی خاطر سے یہ غزل شروع کی جناب نواب مین صاحب
کاشت لکھنوی کی گلتے لگا اسوقت عجیب سماں بندھا تھا چونکہ وقت صبح کا تھا اس سبب
سے او زریادہ اس غزل نے رنگ دیا ملک عالم وہ غزل یہ جس نے میرے مقدر کو سیدھا کر دیا

اور میرے دن پچھیر دیے کہ میں براحت بسر کرنے لگا یہ کہہ کر اور بہت خوش ہو کر غزل شروع کی غزل

نخشب ہر دست جنوں یکتا تک نہ رہا	لباس جسم مرے جسم زار تک نہ رہا	خزان کی فصل میں رنگ بہار تک نہ رہا
ہر اجڑا شجر سایہ دار تک نہ رہا	خزان میں گل کا بھی کیا ذکر خار تک نہ رہا	چمن میں ایک شجر سایہ دار تک نہ رہا
کسی کا کسے دیا ساتھ وقت سختی نہ رہا	یہ حد ہر سنگ کے اندر شمار تک نہ رہا	یہ آب شاک کا احسان ہر شب فروقت نہ رہا
کہ دل میں یار کے باقی غبار تک نہ رہا	زمین قبر ہوئی ہلکار شکر نہ رہا	جو بعد دفن کوئی نمکسار تک نہ رہا
جنوں کے جوش میں کی ہم نے ایسی جاسم نہ رہا	کہ ایک جیب گریبان میں رہا تک نہ رہا	امید چادر گل دل جلوں کو ہو کیونکر نہ رہا
کہ قبر پر گل شمع مزار محاک نہ رہا	اڑائی خاک صبا نے میرے دفن کے بعد نہ رہا	مزار کیا کہ نشان مزار تک نہ رہا
اگر پڑھیں تو کمان فاتحہ پڑھیں جباب نہ رہا	کہ ترمبون کا نشان مزار تک نہ رہا	ہزاروں وعادے کیے یہ تائے الکن بھی نہ رہا
تھکے قول کا اب اعتبار تک نہ رہا	کسی کے دایہ بھلا کس طرح سے ہو قابو نہ رہا	جب اپنے دل پہ چمن اختیار تک نہ رہا
نظر پڑا جو گریبان کسی کی کرتی کا نہ رہا	ہلال چرخ برین کا وازن تک نہ رہا	جلایا سوز و رونا نے یہ بعد دفن مجھے نہ رہا
کہ عفو ایک بھی سالم فشار تک نہ رہا	جمال یار سے غش کیا بشکل کلیم نہ رہا	کلام کر مائیں کیا ہوشیار تک نہ رہا
ہمارے پانوں کے چھانوں لیے چن لیا نہ رہا	کہ ایک ادی وحشت میں خجائے تک نہ رہا	ایس فنا بھی ہوئے مضطربین کا نہ رہا
لحد میں جسکو گھڑی بھر قرار تک نہ رہا	راوی بیان کرتا ہے کہ خواجہ نے جو غزل گائی صرف سننے کے	

لیے اس طور سے گائی کہ سنا کر دنگ کر دیا اب ملکہ اور دیگر لوگوں کو یقین ہوا کہ وہ جو صدا گانے کی آواز ہی تھی بیشک اسی کی تھی معلومی سمجھتی تھی بڑے عرصہ تک سمان بندھا رہا جب وہ حالت برطرف ہوئی نہ مارنے کہا کہ مان بیان کر و پھر کیا ہوا واقعی تم خوب گاتے ہو تمھارا نام استاد سرشار ہے سرشار ہی کر دیتے ہو اسم باسٹے ہو ہم تمھارے گانے کی کیا تعریف کریں تم نے تو ہر مرتبہ بے خود کر دیا ایسی ایسی حالت ہم پر طاری ہوئی ہے کہ جسکا مذکور نہیں ہے جو اب دیا کہ یہ سب آپ کی قدر دانی ہے ورنہ میں کس لائق ہوں میں کیا گانا جانوں صرف منہ چڑھا لیتا ہوں جب بھی دل طہرا یا پھ پک لیا یا آپ لوگوں کے خوش کرنے کو کچھ پاک لیا کہ خوش ہو کر آپ نے چار پیسے دیے کہ میری روٹی ہو گئی میرے بچوں کا پیٹ بھر گیا دعائیں دینے لگے اسی طور سے بسر ہوئی ہے اب سماعت فرمائیے کہ میں کارہا تھا اس پہاڑ پر ایک بادشاہ علیجاہ کہ نام اسکا بے ستون جادو تھا حکومت کرتا تھا حسب اتفاق وہ ہمارے سیر صحرا اپنے ملک سے زیر کوہ تشریف لایا تھا چونکہ آپ لوگ گانے کو

بہت پسند فرماتے ہیں گانے کی جو صدا سنی تو بیقرار ہو کر اس مقام پر تشریف لائے جہاں مین بیٹھا ہوا
گار ہا تھا بڑے عرصہ تک سنا کیے جب مین گا چکا تو مجھ سے فرمایا کہ تم کہاں سے آئے ہو اور کیا نام
رکھتے ہو مین نے اپنا نام بتایا اپنا سب حال کہ سنایا بہت افسوس فرمایا اور فرمایا کہ اگر تمہارا جی چاہے
تو میری ملازمت کرو مین نے جواب دیا کہ میرا پیشہ یہی ہے اگر ملازمت نہ کرونگا تو بے ادقات کیوں نہ ہو
مین تو آپ لیے قدر دان کا نوا سنکار تھا مجا و مقدر سے آپ ایسا قدر دان مل گیا کہ آپ نے مجھ سے
فرمایا کہ تو میری ملازمت کر بس مین حاضر ہوں اور اس امر کا خواستگار ہوں اور امیدوار ہوں کہ میری
زندگی آپ کی خدمت میں تمام ہو جائے انھوں نے فرمایا کہ ایسا ہی ہو گا خلاصہ یہ کہ مجکو وہ بالاسے
کوہ سے لے گئے مجکو ایک مکان رہنے کو مرحمت کیا مین مع اپنے لڑکوں بالوں کے اسی میں رہنے لگا
دونوں وقت سرکار سے ہم سب کے لیے کھانا آنا تھا ہر قسم کی نعمت ہوتی تھی طریقہ یہ مقرر تھا
کہ دوپہر رات تک مین انکی خدمت میں حاضر رہتا ہر شام سے وہ گانا سنا کرتے ہیں گایا کہ تمہارا
اسی طور سے صحبت رہتی تھی انکی زبان استاد سرشار کہتے تھے خشک ہوتی دو سو روپیہ ماہوار
اور دونوں وقت کا کھانا کھانے کا مقرر کیا بادشاہ بہت پسند گانے سے خوش ہوتے تھے
اور بہت سے گویے اور گائیں ملازم غنیمت پائتو کسی کی خواہ سات سو کی مگر انکا گانا نہیں
سننے تھے میرا ہی گانا سنتے تھے یہاں تک کہ جب میر کوئی تیار کرتے تھے تو اس صحبت میں بھی
میرا گانا پسند آتا تھا اب دن بدن میری قدر ہونے لگی اس قدر پسند خاطر میرا گانا ہوا کہ حکم دیا
کہ جب مین اور استاد سرشار ایک مقام ہو کر مین کو کوئی نہ آنے پائے جب تک ہم حکم نہ دیں
اب ہر ایک سے مجکو پوشیدہ کرنے لگے کسی پر ظاہر فرماتے تھے اگر کسی نے دریافت کیا
کہ آپ ہر ایک سے استاد سرشار کو پوشیدہ کیوں فرماتے ہیں تو جواب میں فرماتے تھے کہ مین
اس سبب سے کسی پر ظاہر نہیں کرتا ہوں اور استاد کا گانا نہیں سنا تا ہوں کہ نظر نہ لگ جائے
یا کوئی آستانہ کو مانگ نہ لے اگر نہ دیکھا تو اسکو صدمہ ہو گا خواہ دوست ہو خواہ غریب اگر دونوں
تو میری راحت میں فرق آئیگا میرا دل کھیرائے گا خیر دوستوں سے تو یہ بھی ممکن ہے کہ انکار
کر جائوں مگر غریبوں سے غیر ممکن ہے خصوصاً مین سے وہ جو دیکھ پائیں گی اور انکا گانا سننے کی تو
ضرور پسند کریں گی اور غریب خواستگار ہوگی اگر دینے سے انکار کرونگا تو ناراض ہوگی اور ہمراہ کر دوں گا

تو وہی خرابی اس سے اس امر کو کسی پر ظاہر نہ کروں اور ملک میں حکم تھا کہ کوئی یہ کسی سے نہ کہے کہ
 یہ استاد علم موسیقی کے ہیں اول مجھ کو حکم تھا کہ تم گھر سے باہر بھی نہ نکلا کرو جب ہم طلب کر رہے
 اس وقت ہمارے پاس آیا کرو باقی دن رات گھر میں رہا کرو مین بموجب حکم کے رات دن گھر
 میں رہتا تھا ہاں جب طلب فرمایا خدمت میں چلا گیا گایا بجایا انعام و اکرام پایا اپنے مقام پر چلا
 آیا اور ملک کسی سے ملاقات تک نہ ہوئی کوئی میرے حال سے آگاہ نہ ہو گیا نہ ہو گیا نہ ہو گیا نہ ہو گیا
 کوئی دو برس کا عرصہ گزرا کہ اس عرصہ میں مالامال ہو گیا ہزاروں ہلکے لاکھوں روپیہ کا آدمی قدروا
 اور مہربانی سے ملک بے ستون جادو کے ہو گیا ایسا خلیق و صاحب قدر ہو اور گانے کا
 شوقین کوئی امیر و رئیس و بادشاہ نہ تھا جیسے ملک بے ستون تھے خیراب جو میرا مقدر پلٹا ہر تو خبر
 آئی کہ کوئی حمزہ بدوہ برائے فتح طلسم طلسم میں داخل ہوا ہر اس خبر کا آنا تھا کہ بادشاہ کو تشویش پیدا ہوئی
 ہر ایک ملازم و خیر خواہ متفکر مگر اس فکر و تردد میں بھی میرا گانا سننے جاتے تھے یہاں تک کہ حکیم سقینوں
 وغیرہ نے شراکت کر کے ہمراہ طلسم کشا کے کوہ بے ستون پر لشکر کشی کی بادشاہ نے مقابلہ کیا
 شکست کھائی بھاگ کر کوہ پر آئے طلسم کشا نے کوہ پر آکر مقابلہ کیا طلسم کشا کے عیار نے سستا
 جاتا جو کہ عیاری کر کے بادشاہ سابق کو جو کہ ہمارے بادشاہ پاس حکم بادشاہ طلسم یعنی تنکال قید
 تھا رہا کیا اُس نے رہا ہو کر طلسم کشا کی شراکت کی تیغہ بھر کر جس سے بادشاہ بے ستون قتل
 ہوئے لا کر طلسم کشا کو دیا طلسم کشا نے ہمارے بادشاہ کو قتل کیا ہم سب کو کسی طرف کا نہ رکھا ہم
 ہر باد و تباہ ہوئے ہماری سب کی روٹی کی صورت گئی خلاصہ یہ کہ کوہ بے ستون مرنے سے
 ہمارے بادشاہ کے برباد ہوا سب مکانات خود بخود گرے تمام پہاڑ دھواں ہو کر اور گیا پانی ہو کر
 بہ گیا اور بادشاہ نے مع کل لشکر کے چار شہداء روز مقابلہ کیا آخر کو شکست کھائی طلسم کشا کی
 شراکت کی ہم جو کہ حکم حرام اور بداندیش تھے انھوں نے باہم صلح کی ہم گلی در گلی کی بھیک مانگا کر
 کھائے مگر طلسم کشا کی شراکت دکرینگے سب کے سب بھاگ کھڑے ہوئے اور ملک عالم جس
 مکان میں رہتا تھا وہ بھی برباد ہو گیا اب جو میں نے غور کر کے دیکھا تو اپنے کو ایک درخت
 خشک کے نیچے مع بال بچوں کے کھڑا پایا جو لباس ہم سب کے جسم میں تھا اُس کے علاوہ نہ ایک
 پارچہ از قم کپڑا تھا نہ کچھ اشیاء خاں داری نہ ایک خر مہرہ از قسم زر تھا سب برباد ہو گیا

میں اور میرے بچے اور جو روحیران حیران ادھر ادھر دیکھ رہے تھے اور پریشان تھے کہ کیا کیا جائے کہ دھرم
جائین میں ششدر و حیران کھڑا ہوا تھا اپنی تقدیر پر نفرت کر رہا تھا کہ تجھ ایسا بھی بد تقدیر کوئی نہ ہوگا
کہ جہان کیا اس گھر کو تباہ و برباد کیا اور وہاں سے ویران ہو کر نکلا میں اسی حیرت میں تھا کہ سامنے
سے ایک شخص غم کے کا پا بچا منہ پہنے ہوئے اور اسی کا کرتہ اور کانغہ کی ٹوپی چھوٹی چھوٹی آنکھیں
پتھر سے گال چھ گز کا قد نیچے کا تیل گز کا قد اوپر کا نو گز کا آدمی اچکات پھٹا ہوا میرے
قریب آیا بڑے عرصہ تک مجھ کو غور دیکھا کیا اسکے بعد میری طرف مخاطب ہو کر کہا کہ اے شخص تو
کون ہے اور یہاں کیوں کھڑا ہوا ہے اس قدر حیران و پریشان کیوں ہے اور یہ لڑکے بالے کیسے ہیں
انکو اپنے ہمراہ کیوں لیے ہو یہ جنگل و صحرا اور بالکل بے خوف کھڑے ہوئے ہو سب کو لیے
ہوئے اگر کوئی شیر یا گرگ نکلے اور انہیں سے ایک آدھ کو ہلاک کر ڈالے تو کیا کرے گے میں نے
جواب دیا کہ اے شخص پھر کیا کروں آوارہ ہو رہا ہوں جہان رہتا تھا وہ گھر بھی تباہ ہوا میں آوارہ ہوا
ان سب کو لے کر نکلا ہوں کہ دھرم کو جاؤں کیا کروں اسی فکر میں یہاں کھڑا ہوں کسی سمت جانے
کا ٹھکانا نہیں ملتا ہے علاوہ اسکے پیسے پیسے کو تیران ہوں اسی خیال سے کہیں جانے کا قصد
نہیں کرتا ہوں کہ جہان جاؤنگا وہاں بیٹھ کر کیا کھاؤنگا گو بہت دولت رکھتا تھا وہ سب تباہ
ہو گئی ایک جہ پاس نہ رہا پس اسی فکر میں ہوں بلکہ میں اوندھے عامی کہ کسی شیر یا چیتے یا اثر در کو حکم دین کہ
وہ آکر ہم سب کو کھا جائے کہ اس آفت و بلا سے اور اس تباہی سے نجات پائیں اس درد کے
پھرنے سے تو بچوں اور فاقہ کشی اور در بدری سے نجات پاؤں یہ جو بلکہ میں نے کہا اس شخص
نے جواب دیا کہ اے شخص اگر تیری یہ خواہش ہے کہ تیری محتاجی اور افلاس برطرف ہو اور اس
تباہی سے نجات ملے تو میرے کئے پر عمل کر میں مجھ کو ایک تدبیر بتاتا ہوں وہ کر لین کرنا ہوں
کہ تیرے گھر کا ذاتی مکان بھی ہو جائیگا بلکہ چار خدمت گاروں سے تو بسر کرے گا میں نے کہا
کہ کیا تدبیر ہوئے کہ وہ تدبیر یہ ہے کہ ان لڑکوں بالوں و اپنی جو رو کو کسی گوشہ میں چھادو تھوڑے
عرصہ کے لیے میں تم سے جہان کہوں وہاں جاؤ تمھارا بہت کچھ نفع ہوگا اور ایسا نفع ہوگا
کہ تمام غم بفراموشی بسر ہو جائے گی میں نے کہا کہ کہاں جاؤں اور کیونکر بفراموشی
ہوگی خداوند اس شخص کو خاک سیاح کرین اور خداوند میرا برا کرین کہ میں بھی لالچ میں آ گیا

اسنے کو اپنی بلا میرے سر پر ٹالی اور مجھ کو اس آفت مبتلا کیا خود چچ گیا اور میں لاریچ میں آکر پھنس گیا میں
 کبھی نہ پھنستا مگر یہ سبب نہ ہوتے خرچ اور یہ سبب تباہی کے پھنسا خداوند کسی کو مفلس و ناچار نہ
 کرین اور مجھ ایسے بیکار کو جسے ہمیشہ راحت سے بسر کی ہو خیر اسنے جو یہ کہا جو میں نے کہا کہ کہاں جاؤں اور
 کیا تدبیر کروں جب میں نے یہ کہا تو اسنے ساٹ اشر فیان اور پندرہ روپیہ جیب سے نکال کر مجھ کو
 دیے اور کہا کہ یہ تم لو اور اپنے لڑکے یا لون کو کسی گوشہ میں بٹھا دو اور میرے کپڑے تم پہن لو اور
 اپنے کپڑے مجھ کو دیدو تاکہ میں پہن لون اور شخص تو میری صورت سے بالکل مشابہ ہو سر مو فرق
 نہیں ہو یہ حالت ہو کہ اگر اس شخص کی مان بھی دیکھے تو نہ پہچانے یہی خیال کرے کہ میرا فرزند ہے
 تم میرے کپڑے پہن کر بیٹھے برابر چلے جاؤ میں تم کو بتائے دیتا ہوں اور تم کو آگاہ کرتا ہوں کہ میں
 حمزہ یعنی طلسم کشا کا عیار ہوں اور اسکا نوکر ہوں وہ میرے اوپر یہ سختی کرتے ہیں کہ تین روپیہ ماہوار
 سے زیادہ مجھ کو نہیں دیتے ہیں اور رات دن خدمت لیتے ہیں اور ایک جہہ نہیں دیتے ہیں جہاں
 کہیں لشکر جاتا ہے اور فتح پاتا ہے تو اور لوگوں یعنی سواروں و پیدلون کو حکم ہوتا ہے کہ مال غنیمت و حریمت
 لوٹ لو میں لاکھ لاکھ کوشش کرتا ہوں کہ کسی تدبیر سے لوٹ میں بھی شریک ہوں اور کچھ
 پاؤں مگر حمزہ میرا پیچھا نہیں چھوڑتا ہے اپنے ہمراہ رکھتا ہے اگر میں نے کہا بھی کہ اگر اجازت ہو تو میں
 بھی کچھ لوٹ مار کر لون تو یہ جواب دیا کہ وہ مال غازیوں کا عیاروں کا نہیں ہے میں خانہ نشین ہوں ہا
 اسی طور سے اور بہت سختیاں و تکلیفیں دیتا ہے خیر اب انکا ذکر تو بیکار ہے میں یہ اشر فیان اور
 روپیہ تم کو اس غرض سے دیتا ہوں کہ حمزہ کل سرداروں کو اپنے ہمراہ لیے ہوئے طرف بارگاہ
 کے جاتا ہے تم اتنی مہربانی کرو کہ میرے کپڑے پہن کر چلے جاؤ اور رکاب پر ہاتھ رکھ لو میں یہاں سے جاتا
 ہوں وہاں خزانہ بے ستون جادو کا لشکر کے سوار و پیادے لوٹ رہے ہیں میں بھی جا کر لوٹوں
 جو ملے گا میں اپنے خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں نصف تم کو دوں گا اور نصف خود لوں گا اور یہ کہ دیتا
 ہوں کہ کل خزانہ میں اپنے قبضہ میں کر لوں گا کیونکہ میں عیار ہوں اگر ملکہ اسنے اس طور کی باتیں
 اور فریب آمیز گھاتیں کیں اور منست و سماجت کی کہ مجھ کو اسکے حال پر رحم آگیا میں نے کہا کہ
 اچھا اسنے کہا کہ گوا سوقت بھی مہلت نہ ملتی مگر حمزہ وزیر بے ستون سے بات چیت میں
 مصروف ہوا میں اسکی آنکھ پچا کر بھاگا چلتے چلتے یہ مال ہاتھ آیا میں سے نصف تم کو دیا

سبب تباہی

اور نصف خود لیا یہ کہہ کر اُس نے مکر سے نکال کر دکھا دیا تو سات اشتر فیان اور پندرہ روپیہ تھے اور کہا کہ میں
 یہی تلاش کر رہا تھا کہ کوئی انسان میری شکل کا ملے تو اُسکو نصف مال دے کر اور نصف کا اقرار
 کر کے کہ جو لوٹ میں پاؤنگا نصف تم کو دوں گا اور نصف خود لوں گا اپنی خدمت پر مقرر کروں اور خود
 جا کر لوٹوں چنانچہ تم مل گئے یہ سب مال تمہارے حق کا تھا تو اور بہت جلد جاؤ ایسا نہ ہو کہ حمزہ
 دیکھ لے اور مجھ کو نہ پائے تو پھر بڑی خرابی ہوگی بلکہ عالم چونکہ میں بھی نہایت پریشان ہو رہا تھا یہ
 سبب مفاسی کے اور اُس نے تقریر بھی ایسی کی کہ رحم آگیا میں نے خیال بھی نہ کیا کہ کیا نقصان ہو اگر
 تھوڑی دیر کی تکلیف کرنے سے سات اشتر فیان پندرہ روپیہ ملے جاتے ہیں اور یہ شخص اقرار
 کرتا ہے کہ نصف مال تم کو دوں گا اگر نصف نہ دے گا تو نہ دے یہ سات اشتر فیان اور پندرہ روپیہ
 تو کافی ہیں اور جب کہ اپنے خدا کی قسم کھاتا ہو تو یہ لوگ قسم کے بہت پابند ہوتے ہیں نصف نہ دے گا
 تو جہارم تو دے گا بس اس لالچ میں آکر میں نے پہلے تو اپنے جوروں کو ایک پہاڑی تھی اُسکے
 ورے میں بٹھا دیا اور خود اُس شخص کے کپڑے پہنے اپنے کپڑے اُسکو دیے میں نے اُسکا نام
 دریافت کیا نہ اُس نے میرا نام دریافت کیا نہ اُس نے یہ دریافت کیا کہ تم کون ہو اُسکا تو یہ حال
 معلوم ہوا کہ وہ طلسم کشا کا عیار ہو جس نے بے ستون جادو میرے مالک و اقا کو قتل کیا
 نہ میں نے خود اُس سے اپنا کل حال بیان کیا خلاصہ یہ کہ وہ شخص تو ایک سمت کو جست و خیز
 کرتا ہوا چلا گیا مجھ کو طلسم کشا کی شناخت کرا دی تھی میں نے وہاں آکر رکاب پر ہاتھ رکھا طلسم
 کشا سرداروں سے کلام کرتا ہوا خوشی خوشی طرف بارگاہ کے جاتا تھا چند ہی قدم چلا تھا کہ یکایک
 میرے پاؤں زمین سے اٹھ گئے میں خود بخود بلند ہو گیا یہ جو میں نے دیکھا بہت چلایا اور چیخا کسی نے
 نہ سنا میں یہوش ہو گیا اب جو ہوش آیا اپنے کو یہاں پایا قید میں مبتلا دیکھا آپ کو صحبت آرا دیکھ کر
 دل میں کہا کہ مقدر نے مجھ کو یہاں پہونچایا یہ بلکہ بھی مجھ کو قدروان معلوم ہوتی ہے مگر کس برکت
 سے پہونچایا کہ بالکل بے حس و حرکت ہو اپنا کچھ کمال دکھا شاید تیری قدر ہو اے بلکہ عالم
 جب آپ کے یہاں گانا شروع ہوا مجھ کو بھی خیال آیا اور کچھ دل بھر بھرا یا میں نے بھی جو کچھ
 اُٹھا تھا شروع کیا جب یہ لوگ خاموش ہو رہے تھے میں بھی خاموش ہو رہا دوسرے مرتبہ پھر
 گانا شروع ہوا میں نے بھی گانا شروع کیا اپنے کو ظاہر اس غرض سے نہیں کیا کہ شاید کوئی نصیب

نہ لائے میرے مقدر نے رسائی کی کہ بی بی بیوی نے مجھ کو گائے ہوئے دیکھ لیا میرے پاس آکر سننے
 لیکن آپ کو خبر کی آپ نے طلب فرمایا میرا واقعہ یہ ہے جو کہ میں نے خدمت میں عرض کیا اب آپ کو
 اختیار ہے یقین مانیے چاہیے نہ مانیے اگر رحم فرمائیے گا تو میرے جو روپے پرورش پائینگے اگر
 یہ خیال کیجیے گا کہ یہ مجھ کو فقرہ دیتا ہے میری عمر و عیار ہو اور قتل فرمائیے گا تو وہ سب مارے قانون کے
 مرجائینگے آپ کو اختیار ہے بموجب شعر گزشتہ رہے رحمت نہ بخشے تو شکایت کیا + مر تسلیم خم ہے
 جو مزاج یار میں آئے + میں نے اپنا کل حال کہہ سنایا اب میرے قتل و غارت کا آپ کو اختیار ہے
 میں نے تو اپنے زیست و موت آپ کے حوالے کر دی میں نے خود اپنی خوشی سے نہیں بلکہ میرے
 دو پر تیر کیا گیا اور مجھ کو میری جو رو و بچوں سے جدا کیا گیا ہے شکر ہے خداوند سامری و جمشید کا
 جب میں انکی خدمت میں جاؤنگا تو ان سے ضرورت اس امر کی شکایت کرونگا کہ میں آپ کا بندہ تھا
 اور آپ کی بندگی کرتا تھا اور آپ کا نام لیکر بسرا دقات کرتا تھا ایک آپ کی بندگی کرنے والی
 ملکہ اور آپ کی پرستار نے مجھ کو بیکر سحر کر کے اٹھوا منگایا خواجہ عھر و کے دھوکے میں میں نے
 اپنا کل حال کہہ سنایا اس پر انکو میرے حال پر رحم نہ آیا مجھ کو یہ ہی خیال کر کے قتل کیا میرے
 بال بچوں پر بھی رحم نہ آیا انکو بھی تکلیف فاقہ کشی کی مجھ کو قتل کر کے دی اور وہ مارے قانون کے
 ہلاک ہوئے اور ملکہ کو رحم نہ آیا جب میں یہ شکایت سامری و جمشید سے کرونگا یقین ہے
 کہ وہ آپ پر اپنا غدا ب نازل کریں اسوقت معلوم ہوگا اور ملکہ میں قسم کھا کر عرض کرتا ہوں
 کہ میں عمر و عیار نہیں ہوں بلکہ ایک گویا ہوں آفت کا مارا یہ کہم کہ خواجہ عھر و نے ملکہ نے
 یہ تقریر سنے کہا کہ اے سرشار مجھ کو تیرے کہنے کا یقین تو آیا بلکہ میں تجھ میں اور عمر و عیار میں
 موفرق نہیں پاتی ہوں پھر میں کیونکر یقین کروں کہ تو خواجہ عھر و نہیں ہے بلکہ گویا ہے اور تو مجھ کو فقرہ
 نہیں دیتا + صاف صاف کہتا ہے کو تیری تقریر اور گفتگو نے میرے دل پر اثر کیا ہے بلکہ میں مجبور
 ہوں کیونکر تیرے کہنے پر عمل کروں ہاں اگر کچھ بھی فرق ہوتا تو میں اور کرتی مگر فرق کے نہ ہونے سے
 مجھ کو یقین نہیں آتا ہے اپنا تم ٹھہر جاؤ میں سحر سے دریافت کرتی ہوں اگر میرے سحر نے یہ کہہ دیا
 کہ یہ خواجہ عھر و عیار نہیں ہے بلکہ ایک گویا ہے دھوکے میں گرفتار ہوا ہے تو میں تم کو رہا کر دوں گی
 بلکہ تم کو نوکر رکھوں گی تم کو یہاں سے روانہ کر کے تمھارے بال بچوں کو بھی لے آنے کی اجازت ہے

دونگی اور تم جا کر نے آنا جو اب دیا کہ شوق سے آپ سحر کے ذریعہ سے دریافت فرمائیے میرے جھوٹ و
 سچ کا حال معلوم ہو جائے گا کہ میں جھوٹا ہوں یا سچا ہوں مثل مشہور ہے کہ سناخ کو آخ کیا ہاں اگر میں فقرہ
 اگر تیا دھوکا دیتا تو مجھ کو خوف پیدا ہوتا کہ اگر ملکہ سحر سے دریافت کرے مثلاً تو میرا فقرہ کھل جائے گا اور میرے
 اوپر ملکہ کا عذاب نازل ہو گا اور جب کہ میں نے سچ سچ عرض کیا تو پھر کس امر کا خوف ہے آپ شوق سے
 دریافت فرمائیے مگر اس امر کا خیال رہے کہ جو سحر سے ظاہر ہوا اسی پر عمل فرمائیے گا یہ نہ فرمائیے گا کہ اُسکے
 خلاف صرف اس خیال سے کہ امین اور عمرو عیار میں سر مو فرق نہیں ہے یہ ضرور عمرو عیار ہے دھوکا دیتا ہے اور
 سحر بھی اسوقت غلطی پر ہے یہ تقریر اس طور سے کی کہ اب ملکہ نہ ناراض ہو ت پرست کو یقین کلی ہو گیا
 کہ خواجہ عمرو نہیں ہے بلکہ جیسا کہ یہ کہتا ہے ضرور یہ اُسکی ہم صورت ہے وہ تو ایسا ہی کیا کرتا ہے کہ جہاں مقام
 خوف و خطر دیکھتا ہے وہاں اپنی صورت پر کسی نہ کسی کو آراستہ کر کے کھڑا کر دیتا ہے اور خود غائب ہو جاتا ہے
 بس ایسا ہی ہوا ہو گا کہ یہاں اُسے مقام خوف پایا ہو گا یہ اُسکی صورت سے مشابہ ہو گا اسکو فقرہ
 دے کر وہاں بھیج دیا اور آپ غائب ہو گیا میں نے یہاں سے بچہ سحر روانہ ہو کیا تھا اُس سے یہ کہہ دیا
 تھا کہ اس صورت کا انسان جہاں پاؤ لے آوے نہیں کہا تھا کہ عمرو عیار کو لے آؤ وہ بچہ سحر کیا یہ طلسم
 کشا کے رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے چلا جاتا تھا بچہ اسکو اٹھا لایا واقعی بیچار اس پر ستم کرنا چاہیے
 یہ قسم کھا کر کہتا ہے تو پھر سحر سے دریافت کرنے کی کیا ضرورت ہے اگر خواجہ عمرو بھی ہو گا تو بھی یہاں سے
 جا کہاں سکتا ہے اول تو یہ میرا باغ سحر بند ہے دوسرے میں نے اپنا تدارک کر لیا یہ مجھ سے فقہ کر کے
 جا نہیں سکتا ہے بیچار اپنے کوز حمت دینا ہے سحر کر کے یہ خیال کر کے جو خواص میں کہ زیادہ منہ چڑھیں
 یقین اور صاحب عقل شخص اُسے بھی اسے لی سب نے یہی کہا جب سب کی اسے ہوتی
 اور سب نے کہا کہ ضرور اسکو عمرو عیار نے فقرہ دیا ہے یہ سچ کہتا ہے یہ بے گناہ ہے اسکا قتل کرنا
 نافرمانی ہے بلکہ اے ملکہ اسکو ملازم رکھیے کیونکہ یہ آپ کے بھائی کا پیارا گویا ہے ملکہ نے کہا کہ تم سچ
 کہتی ہو انھوں نے عرض کیا کہ اگر اے ملکہ یہ عمرو عیار بھی ہے اور آپ کو دھوکا بھی دے رہا ہے تو پھر
 آپ کے پھندے سے بچ کر کہاں جا سکتا ہے اگر ذرا بھی استغناء سر ہلا یا اور عیار ہی کی فکر کی آپ پر
 ظاہر ہو جائے گا آپ سحر کر کے اس پر فرمایا جیسے گا پھر یہ لاکھ غرور و مغرورست کر کے ایک نہ سمجھا
 فرمائیے کا قتل کر دے گا نہ نار نے کہا کہ ایسا ہی ہو گا یہ کہہ کر خواجہ کی طرف متوجہ ہوئی اور

کئے لی کہ تم سچ کہتے ہو کہ کوئی ہو یاد رکھو کہو کہ میں ساحرہ ہوں میرا نام زنا ر شہوت پرست ہر میرے
سحر سے کوئی پناہ نہیں پاتا ہر تم جسکی تعریف کرتے ہو اور کہتے ہو کہ میرا آقا کے ستون جادو تھا
اُسکے مرنے سے اور کوہ بے ستون کے تباہ ہونے سے میں ہر یاد ہوا میں اُسکی بہن ہوں وہ میرا
شاگرد بھی تھا اور میرا بھائی ہر افسوس ہے کہ اُسنے مجکو طلسم کشا کے آنے کی خبر نہیں کی ورنہ یہ بھی
ممکن تھا کہ مارا جاتا خیر اُس کے مقدمین اسی طور سے مرنا لکھا تھا واقعہ یہ ہے کہ میں نے اُسکے ہاتھ
سے ایک پھول جنوا لیا تھا اُسکی خاصیت یہ تھی کہ جب وہ مرنا وہ پھول جل جاتا البتہ ہی ہوا
کہ جب طلسم کشا نے میرے بھائی کو قتل کیا یہاں اُسکے ہاتھ کا بچا ہوا پھول جل گیا مجکو معلوم ہوا
کہ میرا بھائی مارا گیا میں نے جو سحر سے دریافت کیا تو سب واقعہ کی خبر ہوئی پہلے میں نے قصد
کیا کہ جا کر مقابلہ کروں اور اپنے بھائی کے قاتلون کو قتل کروں پھر خیال ہوا کہ یہاں سے جانے
کی کیا ضرورت ہے بیکار تکلیف کرنے کی کیا حاجت ہے چہ سحر بھیجکر طلسم کشا کو اٹھوا لو اور یہاں
قتل کرو اب جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ طلسم کشا مالک اسلم اعظم ہوا اس پر سحر تاثیر نہیں کرتا ہے
بیکار ہوا اُسکے لے آنے کے لیے چہ سحر کو روانہ کرنا اور اُس سے جا کر مقابلہ کرنا اگر مقابلہ کو
جاو گی تو سوائے زکریا کے دوسری بات حاصل نہ ہوگی جب یہ ظاہر ہوا تو مجبور ہو گئی
پھر خیال آیا کہ اُسکو چہ بھیجکر اسیر کر لو اور قتل کرو کیونکہ وہ طلسم کشا کی جان و روح ہے اور وہی
باعث مذہب و مراتب صاحب قرآن ہے اسی نے ہزاروں مقام پر طلسم کشا کی جان بچائی ہے ساحر و نکو
قتل کیا ہے یہاں بھی اسی کے سبب سے طلسم کشا نے بے ستون کو قتل کیا اگر یہ عیاری کر کے
بادشاہ سابق کو رہا نہ کرتا نہ وہ تیغہ لا کر دیتا نہ طلسم کشا میرے بھائی کو قتل کرتا سارا فساد
اسی کا ہے اسکو قتل کر دو چہ بھیجکر میں نے عمرو عیار کو اٹھوا یا تھا چہ سحر سے یہ کہنا بھول گئی
تھی کہ عمرو عیار کو لانا یہ کہا تھا کہ اس صورت و اس شکل کا انسان لشکر حمزہ میں ہے اُسکو اٹھا لا
جنا چہ وہ چہ گیا تم کو اٹھا لیا تم اسکی صورت سے کیوں بالکل مشابہ ہو جو اب دیکھا کہ اے ملکہ میں نے
عرض نہیں کیا کہ خود عمرو نے مجھ سے کہا کہ تم اسقدر مجھ سے مشابہ ہو کہ اگر میری مادر مہربان
بھی دیکھیں تو نہ پہچان سکیں یہ جانیں کہ میرا فرزند ہے اے ملکہ اب معلوم ہوا کہ آپ میرے آقا و
ولی نعمت کی ہمیشہ کلان بین ہیں حیران تھا کہ میرے آقا کی اوائی سے آواز مشابہ ہے کسی قدر

صورت میں بھی مشابہ پاتا ہوں مگر یہ سبب خوف کے کچھ غرض نہ کر سکتا تھا یہ خیال کرتا تھا کہ جس طور سے تو عمر و عیار سے مشابہ ہر اسی طور سے یہ ملکہ ملک لے سکتوں جاوے سے مشابہ ہو مگر اب آپ نے فرماتے سے معلوم ہوا کہ آپ انکی ہمیشہ ہیں ملکہ زنا کرنے کہا کہ ہاں ہوں تو اے سرشار اس امر کو یاد رکھ کہ اگر تو مجھ کو دھوکا اس خیال سے دیتا ہو کہ میں تیرے اوپر سے سحر انا رلون اور تیرے ہاتھ پائون قابو میں آجائیں اور تو اس وقت میرے اوپر عیاری کرے تو یہ محال ہر اول تو عیاری کا ہونا اور میرا دھوکا کھانا محال ہر نو فرضنا میں نے دھوکا بھی کھایا اور تو نے عیاری بھی کی مجھ کو خبر ہو جائے گی تو اپنے قابو میں آکر کھاکا بھی تو تیرا باغ سے نکلتا بہت دشوار ہر اس باغ کا راستہ بھی نہیں ہر تو اسی باغ میں سرگردان و تباہ پھرے گا آخر عاجز ہو کر اور پریشان ہو کر تھک رہے گا اور میرے ہاتھ آئے گا میں اس وقت تجھ کو قتل کرونگی اس وقت تو اگر دین اسلام ترک کر کے سامری پرستی قبول بھی کرے گا کہ شاید بچ جاؤں اس وقت پچنا بہت دشوار ہو گا مجھ سے کوئی فقرہ و لکیر تیرا نہ چلے گا کیونکہ میں پہلے بند و بست کر چکی ہوں اگر تو عمر و نہیں ہو جیسا کہ تو کہتا ہے تو شوق سے رہ میں تجھ کو تین سو روپیہ ماہوار دیا کرونگی تو مجھ کو اور میری خواہیوں کو علم موسیقی کی تعلیم دیا کر اپنے بال بچوں کو بھی جا کر لے آنا جو اب دیا کہ اے ملکہ میں عرض کر چکا ہوں کہ میں اس امر سے آگاہ تک نہیں ہوں خداوند اس حرام زادے کی صورت نہ دکھائے کہ جس نے مجھ کو اس بلا میں مبتلا کیا خیر یہ میری تقدیر تھی کہ آپ ایسی قدرت دان سے سامنا ہوا اگر آپ کے مقام پر کوئی دوسرا ہوتا فوراً قتل کرتا اسکو بہ قدر دریافت کرنے کی کیا ضرورت تھی عمر و عیار نے تو مجھ کو کسی طرف کا نہ کھنا تھا آپ شوق سے مجھ کو رہا فرما بیٹے اور جب کہ آپ کو یہ یقین ہو کہ میں یہاں سے جا نہیں سکتا ہوں تو پھر کا ہے کا خوف ہر ہا یہ امر کہ آپ کو شک ہوتا ہو سحر سے دریافت فرما لیجیے اسکے بعد رہا فرمائیے اس شک کو برطرت فرمائیے ملکہ نے یہ سنے جواب دیا کہ کچھ دریافت کرنے کی ضرورت نہیں ہر مجھ کو تیرے کہنے کا یقین ہو تو ضرور عمر و نہیں ہو بلکہ گویا ہر خیر میں تجھ کو رہا کرتی ہوں رہا ہو کر مجھ کو کچھ گانا سنانا جو اب دیا کہ ضرور آپ تو اتنی بڑی مہربانی فرمائیے گا میں اس سے بھی گیا کہ گانا سنائون جو مجھ کو آتا ہو وہ سناؤں گا ملکہ نے کہا کہ اچھا راوی بیان کرتا ہے کہ زنا ر شہوت پرست و اسکی خواہیوں و مصاحبین و دیگر ارباب نشاط سب کی سب خواہ

کے گانے پر فریقہ تو بوجھ لی تھیں ہر ایک کا نشانہ ہی تھا کہ یہ قتل نہ ہو کسی صورت سے بچ جائے اس
 سے گانے کا لطف حاصل ہو گا چنانچہ اسی سبب سے ملکہ نے بھی طرح دینی اور یہ خیال کر کے کہ یہ بیان
 ہے جا کہ بیان سکتا ہے اگر عمر و عیار بھی ہو تو میرا بنا کیا سکتا ہے سحر سے دریافت تک نہ کیا اسکے کہنے پر
 عمل کر کے بہت گانے کے سننے کے شوق میں رہا کرو یا چونکہ خواجہ کا ابھی یہاں نہ عمر لہر ہونہ ہوا تھا ابھی
 انکی زندگی باقی تھی تب سے اسے اقرار ہو چکا ہے کہ جب تک تم اپنی زبان سے میں مرتبہ خود موت
 کے خواستگار نہ ہو گے اسوقت تک تمھاری موت نہ آنے کی تم نہیں مروت کا نام لینا تو شو
 و بیکر ہو خیال تک دل میں نہ لاتے تھے پھر کیونکر قتل ہوتے پلا بہر رہتے قضا آئی نہ تھی بدون موت
 کے کوئی مرتبین سکتا ہے جب تک وہ پورا نہیں ہوتا ہے اسوقت تک کوئی نہیں مرتا ہے اور جب عہد
 پورا ہو جاتا ہے تو پھر اسکی موت کو کوئی ٹال نہیں سکتا ہے جیسا کہ کہا ہے وعدہ کم نہ زیادہ اگر قضا آئی ہے
 تو انسان اگر قلعہ آہنی ہو تو لاوی میں بھی پوشیدہ ہو گا تو بھی نہ بچے گا اور نقصان بھی اگر تدارک کرینگے تو بھی
 اسکی قضا سے اسکو نہیں بچا سکتے ہیں اگر قضا نہیں آئی ہے تو اگر تمام عالم بھی ایک ہو جائے گا اور چاہیگا
 کہ اسکو قتل کرے ایک بال بھی بیگا نہیں کر سکتا ہے جیسا کہ شاعر نے کہا ہے شعر اگر تیغ عالم بہ جنبز جا
 نہ بزرگے نخواہد خلاے + جا کوراکھے سائیان مار نہ سائے کوے + بال نہ بیگا کر سکے دو جاگ سیری ہو
 ایک سے جسم تو بدون وقت قضا کے کوئی کسی کا کم کر نہیں سکتا ہے قتل کرنا تو شو و بیکر ہے بس خواجہ
 کی قضا نہ تھی یہ صورت رہائی کی نکلی اور پورا فقرہ اسکے دل پر جم گیا اور عیاری نے اثر کیا خواجہ کی
 تقریر نے اپنا اثر دکھایا کہ اسکو نہ پایا اسکو اس امر کا یقین ہو گیا کہ یہ عمر و عیار نہیں ہے بلکہ گویا
 ہر طرف ایک شبہ سا ہے سو اسکا بھی اسنے بندوبست کر لیا جب کہ اس امر کا اسکو بالکل یقین ہو گیا
 اسنے سحر کیا کہ خواجہ کے جسم پر سے قید سحر برطرف ہوئے یا تھو پانوں میں طلاق آئی اور انہر قابو
 ہوا زمین نے خواجہ کو چھوڑ دیا جب خواجہ نے اپنے ہاتھ پانوں قابو میں پائے اور اپنے جسم سے
 قید سحر کو برطرف پایا دل میں بہت خوش ہوئے خداوند کریم کا شکر یہ ادا کیا دل میں کہا کہ اب
 مار لیا عیاری نے منگ دکھا یا بڑے زبردست کو رام کیا امید نہ تھی کہ یہ یوں رام ہوگی
 خیر اب جانتی کہان ہے اگر اسکو قتل نہ کیا تو اپنا نام نہ رکھا خدا نے اتنی تو مہربانی فرمائی کہ قید
 سے رہائی دلوائی اب عیاری کی بھی تہہ نہ ہو جائے گی اور قتل بھی بفضل خدا سے ہو جائے گی

یہ کمکروں سے اور اپنے کوتاہیوں میں پا کر ایک مرتبہ یہ کہتے ہوئے اپنے مقام سے اٹھے اعلیٰ اعلیٰ مراتب
 زمین سامری و جمشید کی میری بلکہ پر ہمیشہ پرورش رہے سنار کا اوج و اقبال کو ترقی ہو سحر و ساحری
 میں مثل سامری و جمشید کے نام ہو مجھ کو اپنے آقا و مالک بے ستون جادو کی باتوں کا لطف ملا
 اس وقت انکی تصویر میری آنکھوں کے نیچے پڑ گئی خبر وہ نہیں ہیں تو انکی ہمیشہ تو ہیں میں ہمیشہ خداوند
 سے یہ دعا کرتا تھا کہ مجھ کو ملک بے ستون کی زندگی میں دنیا سے اٹھالینا کیونکہ اب ایسا قدر دان
 مالک ملنا محال ہے آنکھوں نے میری عادت خراب کر دی ہے اب میری کہیں بسرنہ ہو لی میری مٹی خراب
 ہو گی خداوند نے میری نہ سنی انھیں کو بلالیا مجھ کو در بدر کی ٹھوکرین کھانے کو چھوڑ دیا خیر تقدیر کا اچھا تھا
 کہ آپ کی خدمت میں پہنچا غیر دن کی خدمت اور جو تینوں سے بچا آپ کو فی غیر ہیں وہ نہیں انکی ہمیشہ
 یعنی اسی گھر میں رہا یہ کمکروں پر گرا اور بوسہ دیا زنار نے اسکا سر اٹھا کر سینہ سے لگایا اور کہا کہ اے
 استاد سرشار تم مجھ کو بجائے بے ستون کے خیال کرو میں تم کو اس سے زیادہ راحت و آرام سے
 رکھوں گی کسی قسم کی تکلیف نہ دوں گی سرشار نقلی نے جواب دیا کہ خداوند آپ کو سلامت باکرامت
 رکھیں مجھ کو آپ سے بڑی امید ہے کیونکہ آپ صاحب قدر ہیں اے ملک عالم میں نے آپ کو آپ کے
 بھائی کے یہاں کبھی نہیں دیکھا نہ انکو یہاں آنے سنار زار نے کہا کہ میں تو انکے مکان پر جاتی نہیں
 تھی وہ خود میرے پاس اکثر اوقات آیا کرتے تھے تو اکیلے کسی کو ہمراہ نہ لاتے تھے تھوڑے عرصہ تک
 بیٹھ کر چلے جاتے تھے یا جب مجھ کو کوئی ضرورت ہوتی تھی میں خود بلا لیتی تھی اس سبب سے تم
 نے مجھ کو ہاں نہیں دیکھا نہ میں نے تم کو دیکھا خیر یہ تو باتیں ہوا کر رہی اب کچھ گا کر دل خوش کرو
 سرشار نے جواب دیا کہ بہت خوب یہ کمکروں سانسے بیٹھے ملک زنار نے اسوقت حکم دیا کہ ہمارے
 استاد سرشار کو عمدہ پوشاک لا کر دو کہ وہ بہن کر گائیں یہ غدے کے کپڑے اتاریں یہ حکم دینا تھا
 کہ ہر ایک کو گانے کا اشتیاق تھا فوراً عمدہ پوشاک لا کر دی خواجہ سلامت نے سلام کر کے
 وہ پوشاک لے کر پہنی اور سانسے بیٹھے سازندوں سے کہا کہ ساز بلاؤ تاکہ ہم کچھ گائیں سازندوں
 نے ساز ملایا آپ نے ہر ایک کو ہر ایک بات پر ٹوکا اور کہا کہ یہ بات رہ گئی کیسے سازندے
 ہو کس استاد سے تعلیم پائی ہے جسے پورے طور سے تم کو تعلیم نہیں کیا ایک نہ ایک
 بات کا نقص رہ گیا ملک نے کہا کہ اب آپ ان سب کو درست کر دیجیے گا جواب دیا

کہ بہت خوب اگر آپ کی مہربانی ہوگی اور پرورش اور ملکہ میرا دل لڑکوں و جو رو میں لگا ہوا ہو کہ وہ درم
کوہ میں بیٹھے ہوئے میرا انتظار کر رہے ہوں گے ایسا نہ ہو کہ کوئی جانور صحرائی اُنکو آکر کھا جائے تو پھر میری
زندگی بیکار ہو جائے ملکہ زار نے جواب دیا کہ تم پریشان نہ ہو کوئی نہیں کھائے گا تم کا تو پھر
میں تمہارے ہمراہ چند ملازم کروونگی وہ تم کو وہاں پہنچا دیں گے تم انکو ہمراہ لے کر اُنکے ہمراہ یہاں
چلے آنا کہ بہت خوب یہ کہہ کر آپ نے سازندوں سے کہا کہ ساحر مل چکے انھوں نے کہا کہ ہاں
بس اپنے طنگہ و پالون میں باندھے اور اُنھے ملکہ نے کہا کہ ناچنا بھی آتا ہو کہا کہ جی ہاں جبکہ
آپ سے قدردان سامنے بیٹھے ہوں اور مہربانی فرمایا تو پھر کوئی بات کیوں باقی رہے جو کچھ
آتا ہو سب آپ کے روبرو صرف کروں تاکہ آپ خوش ہوں ملکہ خاموش ہو رہی مگر بہت خوش
ہوئی کہ عجب پادشاہ آدمی ہو ہر ایک خواجہ یعنی سرشار نقی کی طرف متوجہ ہوا خواجہ نے گت
ناچنا شروع کی ایسی گت ناچے اور ایسا بتایا کہ مشہوری نلک کو بے گت کر دیا دیوار و در سے
صدائے حسرت بلند تھی ہر ایک کو وجہ طاری تھا وہ توار باب نشاط و ہاں پر موجود تھے
سب کان پکڑے تھے اور کہہ رہے تھے کہ ہم نے آج تک اس طور کا ناچنے والا اور ناچ نہیں
دیکھا کیا تعریف کریں تھوڑے عرصہ تک آپ نے ناچ کر سب کو مخطوظ کیا اور خوش جب سب
بہت خوش ہوئے اور ملکہ زار نے موتیوں کا مالاکے سے آثار کراعام میں دیا آپ نے لے کر
سلام کیا اور سامنے بیٹھ گئے نواب نہیں صاحب کاشف لکھنوی کی غزل کا شروع کی غزل

آنکھوں میں میرے نقشہ تیرا بچا کر گیا	میرا خیال ہر دم دل میں رہا کر گیا	ہم سے عزیز عاشق کیا شو بھلا کر گیا
جانینوں سو تو دل سے ہم پر فدا کر گیا	یہ دیکھنا ہر وہ بیت کسب تک حیا کر گیا	جس دن کہ وصل ہو گا اُس روز کیا کر گیا
دل شاد ہوئے اور آسمان بھی اُسدن	پیوند خاک جسدن مج کو خدا کر گیا	بیٹھا حلال کرنے الٹی چہرے وہ بت
میں جانتا تھا دل میں خوف خدا کر گیا	وہ بت جفا سے باز اب بھی کہ نور چشم	کیا فیصلہ نہ میرا تیرا خدا کرے گا
اُس شمع رو کی الفت بعد از فنا رہ گئی	زندہ تو کیا ہمارا مردہ جلا کر گیا	یہ چشم تیرا رہی جس جا کہ دفن ہوگی
اُس سرزمین سے ہر مل طوفان ٹھا کر گیا	اوشک کمالیہ ہر دین مثل خار صحر	و چرخ بغض کر کے تو میرا کیا کر گیا
ہر عہد صبح پیری ایدل خدا کر گیا	آخر بتوں کا شکوہ کس تک کیا کر گیا	میدوار بوسہ کاشف طہار ہو رہا
دشہ حسن دیدے و اما بھلا کر گیا	نیغزل جو بیٹھ کر گاتی تمام محفل کو	ناب کر دیا زار و دیوار ہل مغل کی

یہ حالت تھی کہ جہوم رہے کھینچنے آپ میں نہ تھے سب کے سب بے خود ہو کر کوئی آہ کر رہا تھا کوئی
 وہ کسی کی آنکھ سے آنسو روانہ تھے کوئی سینہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے اُٹ اُٹ کہہ رہا تھا کوئی مثل باہی
 بے آب کے ٹھہر رہا تھا کسی کو سکون تھا کوئی بڑا نیم بھل سمجھتا تھا کسی پر غشی طاری تھی کسی کے
 اشک حسرت جاری تھے یہ عالم تھا کہ کوئی اپنے آپ میں نہ تھا سب بے خود و بیقرار ہو رہے تھے
 جب خواجہ یعنی سرشار نقی نے یہ حالت دیکھی گانا موقوف کیا راوی بیان کرتا ہے کہ کل اہل جلسہ
 مستقر رہے خود ہوئے کہ جو جس کے پاس تھا عالم بے خودی میں اتار اتار کر سامنے سرشار کے بٹھائے
 لگے کسی نے گلے کا مالو یا کسی نے ہاتھوں کے کپڑے کسی نے گلے کا طوق کسی نے کنگن اتار کر
 پھینک دیے مستقر جس کے پاس روپیہ جمع تھا وہ عالم بے خودی میں دیا خواجہ کے پاس روپیہ
 اور زیور کا انبار ہو گیا اہل محفل کا یہ عالم تھا کہ انکا بس نہ تھا کہ کپڑے اتار کر ویدیں اگر تھوڑے
 عرصہ تک خواجہ اور گائے جاتے تو یقین تھا کہ سب برہنہ ہو جاتے کپڑے بھی دیدیتے جب
 خواجہ نے گانا موقوف کیا تھوڑے عرصہ تک سمان بندھار ہا جب کچھ عرصہ ہوا وہ حالت کم
 ہوئی سب کو ہوش آیا حواس درست ہوئے اپنے آپ میں آئے اسوقت ہر ایک نے تعریف
 کی ملکہ زنا رہوت پرست نے بہت کچھ انعام میں دیا اور کہا کہ اے استاد سرشار چھوڑ گائیے
 میرا دل آپ کے گانے سے نہیں سیر ہوتا جو سہی جی چاہتا ہو کہ سنے جاؤں جب زنا رہوت نے کہا
 اب تو سب بچد ہوئے اسوقت جواب دیا جو آپ لوگوں کی خوشی یہ کہہ کر ساز و مدون سے کہ
 آپ لوگ تکلیف نہ کریں کیونکہ آپ لوگ میرا ساتھ نہیں دے سکتے ہیں بیکار کو زحمت
 ہوتی ہے آپ لوگ تشریف رکھیں اور سننے جائیں سب نے کہا کہ اچھا بس اپنے اپنی فعل سے
 ذرا نکالی اسکی تفلیان ملائیں زنا رہوت نے کہا کہ استاد تمھارے پاس سب ساز بھی موجود ہیں اب رہا
 کہ جیسا کہ تم کو شک تھا کہ میں عمر و عیار ہوں اگر عمر و عیار نہ ہوتا تو یہ نہ جو کہ گویوں کا طریقہ
 ہوا اور جو کہ ہم لوگوں کی رزق کی صورت جو میرے پاس کیوں ہوتی میرے پاس اسباب عیار
 ہوتا زنا رہوت نے جواب دیا کہ اب مجھ کو شک نہیں ہو سیدھوتی ہو لی کہ اے استاد تم نے وہ انفریاب
 اور روپیہ نہ دکھائے جو کہ تم کو عمر و عیار نے دیے تھے اور تم نے لالچ میں آکر اپنے کو اس بلایا
 میں مبتلا کیا ہو سرشار نے جواب دیا کہ اے سیدھوتی اس امر سے زیادہ تمھارے دیکھنے کی خواہش ہے

کہ کتابوں میں دیکھا جاوے اور سنا گیا ہے کہ عمر و عیار کے پاس روپیہ و اشرفیان چورن کی یا نقلی ہوتی ہیں
اصلی روپیہ و اشرفی وہ کسی کو نہیں دیتے ہیں دیکھیں کہ جو تم کو دی ہیں وہ آیا اصلی ہیں یا چورن کی
ہیں کہ جب ہی تم نے دھوکا کھایا اور اس کے فقرہ میں مبتلا ہوئے اور یہ دیکھنا ہے کہ چورن کے روپیہ و
اشرفیان ایسے ہوتے ہیں یا ان میں اور اصلی میں کچھ فرق ہوتا ہے یا برابر اصلی کے اور اسی کے
ہم شکل ہوتے ہیں یہ جو سیوٹی نے کہا سرشار نے ایک آہ بھر کر کہا کہ یہ تو تم نے نیا جملہ سنا یا
جس شخص نے دھوکا دے کر اپنے کو بچا یا دوسرے کو پھنسا یا اور جو کہ ایسا فیلسوف اور مکار ہو وہ
بھلا کب کسی کو اصلی روپیہ پیسہ دینے لگا ضرور اس نے جھوٹی چورن کے روپیہ اور اشرفیان دی ہوں گی
ہاں یہ دوسرا حیرکا ہوا میں یہی خوش تھا کہ غیر مستقیم کی اٹھائی تو اٹھائی سات اشرفیان
ملین مگر یہ بھی مقدار میں نہ تھے یہ کہہ کر کہ میں ہاتھ ڈالا وہ روپیہ و اشرفیان مگر سے نکالیں اور کہا کہ آپ
لوگ ملاحظہ فرمائیے کہ یہ اصلی ہیں یا نقلی یا چورن کے بنے ہوئے ہیں نہ ناروا اسکی خواصوں نے کہا
کہ ہم پہلے اسکو ہاتھ میں نہ لیں گے پہلے ہم پانی منگاتے ہیں تم ایک اشرفی اور ایک روپیہ اس
پانی میں ڈالو اگر اصلی ہو گا اسی حالت پر قائم رہے گا چورن یا مصری کا ہو گا تو کھل جائے گا
سرشار نے جواب دیا کہ اچھا پس نہ مارنے پانی منگا یا ایک طرف ہیں خواص پانی لائی سرشار نے
ایک روپیہ اور اشرفی اس پانی میں ڈالی تھوڑی دیر کے بعد جو دیکھا نہ وہ روپیہ تھا نہ اشرفی پانی
رنگین ہو گیا تھا ان دونوں کا نام و نشان تک نہ تھا یہ جو سرشار نے دیکھا سر پٹنے لگا اور کہنے لگا
کہ افسوس افسوس بڑا دھوکا کھایا خیر مقدر نے یہاں پہنچا دیا کہ اس قدر ہوتی اور زندگی
راحت سے بسر ہو گی کوئی مقام افسوس نہیں ہے یہ کہہ کر وہ روپیہ اور اشرفیان اٹھا کر سامنے
نہ تار جادو کے پھینک دیں وہ فرش پر گر کے ٹوٹ گئیں چوراچورا ہو گئیں جو ان کے ٹکڑے باقی رہے
وہ سب اٹھا کر دیکھے اور بہت تعریف کی اور کہا کہ جیسا سنتے تھے کہ عمر و عیار خوب روپیہ و
اشرفیان بناتا ہے چورن و مصری وغیرہ کی تو یہ سن کر ہم کو حیرت ہوتی تھی کہ کیونکر بناتا ہے کہ اصلی و
چورن کی اشرفیوں میں فرق نہیں ہوتا ہے لوگ اصلی جان کر لے لیتے ہیں آج دیکھ لیا یہاں
سرشار کی بدولت جیسا سنا تھا ویسا ہی پایا وہ ٹوٹی ہوئی اشرفیان اور روپیے نہ مارنے اٹھا کر
اپنی مسند پر رکھ لیے اور کہا کہ ہاں استاد کا نام شروع کرو باتیں ہو چکیں یہ جو نہ مارنے کہا

بِسْ قُتْلِیَانِ تُو ذِکْرِی دُرُسْت کُر چلے گئے نہ کو تھو سے اٹکا یا اور غم نہ ل کاشف الکھنوی کی جانا تھو روح کی تزل
 جگر کے لئے کیوں نہ ہو ہم مزاج اٹھ کا
 کچھ سہارا پائے جب سے عصائے آد کا
 و صبیان ہر زمین زمین اپنے بتوں کی چاہ کا
 تجھ کو موقع بھی نہیں ملتا ہر یاد اللہ کا
 ہر مہم کو ٹکڑہ کا ہر اسی صورت سے پاس
 پھر کیا آنکھوں میں نقشہ صاف رشک کا
 الفت چاہ رہا تھاں تے ہماری جان لی
 رزق خالص سے قزوں شعلہ ہوا پنی آہ کا
 عرض کاشف کی یہی ہر حضرت شہید سے

اچھ ہر سودا تلخ ہوتا ہر خیالی راہ کا
 بہان کتنا ہوں میں عاشق ہوں زخوہ کا
 راستہ دن و رات زبان رہتا ہر نام اللہ کا
 محو تراد بھائی کرتا ہر وہ بتا تھوں ہر
 جس طرح راہ راہ کتا ہر بیت اللہ کا
 کو یہ گیسو کی ظلمت میں بہت کی جستجو
 کیا نتیجہ وہ بمرتا ہر ہماری چاہ کا
 کیوں نہ ہو نہ وہ تھو تھو نہ تھو نہ تھو
 ہوں تجا و حضرت عباس کی درگاہ کا

نفس میں آسان ہوا ہر جگہ چلنا راہ کا
 چھپ سکے کیونکہ دل میں ہر گذر اللہ کا
 کیا اثر حالینا تھا شکل سے رسم راہ کا
 ڈر ہر جگہ کس طرح میں نام لون اللہ کا
 جب شب فرقت تھریر چا پڑی اپنی نظر
 کچھ تپہ ملتا نہیں اپنے دل کس راہ کا
 ہر فلک میں میں جلا کر خاک کر دیا کچھ
 ہر سامان کو ادب لازم کلام اللہ کا
 راوی بیان کرتا ہر کہ نہ غزل جو تھو

میں گانی اس قدر رنگ دیا کہ سب نسل بھر لو دنس کر دیا تھا سمان دکھا دیا سب کو بے خود بنا دیا یہ معلوم ہوتا
 تھا کہ مرقع تصویر ہر بلکہ اس جلسہ کا ششتری فلک کو بھی سکنت تھا اور ہر ہر فلک حیران حیران
 نام فلک سے نگران تھی ہر طرف سمان بندھا ہوا تھا و دیوار عالم وجد میں مجھوم رہے تھے راوی بیان
 کرتا ہر کہ ذی روح کی کیا حقیقت ہو جبکہ غیر ذی روح کا یہ عالم ہر کہ وہ وجد میں آکر چھوٹے تو ذی روح
 کیونکہ نہ عالم وجد میں آکر بے خود ہو جائیں بس بڑے عرصہ تک یہ غزل گایا کیے ایک ایک شعر کو پانچ
 پانچ چھ چھ مرتبہ گایا اور بتایا جب گاتے گاتے خاموش ہو رہے سننے والوں کے سامنے عرصہ تک
 سمان بندھا رہا معلوم ہوا کیا کہ گویا گارہے ہیں یہاں تک کہ جب عرصہ تک نہ گایا وہ عالم ہر طرف
 ہوا بہت چھ انعام میں پایا ہر ایک نے خوش ہو کر جو پاس تھا وہ دیا اب انبار ہو گیا ہر وہاں ہر
 شرفی کا اور ایک طرف زیور کا زمار چا دوئے ساتی کو حکم دیا کہ جب تک استاد سرشار دم
 لین تم اس وقت تک ایک دورہ شراب کا کرو اور سب کو شراب پلاؤ ساتی نے سلام کیا اور
 اٹھ کر صراحی و جام اٹھا کر اور جام کو بھر کر کے پہلے زمار چا دو کو دیا اسکے بعد اور اہل محفل کو
 اور ساتی سب کو شراب پلانے لگا اور ہر زمار کو جو نشہ ہوا اس نشہ کے عالم میں بولی کہ اب جسے
 استاد سرشار کو کوئی سرشار نہ کہے بلکہ استاد سرشار کو نو آری کہے اگر اسکے خلاف نصفت

نام کے کانو میں اسکو سزا دینی یہ کہ اگر بولی کہ اے استاد سرشارؔ تو ازل کوئی اور غزل گایے راوی
بیان کرتا ہے کہ نہ نار چادو خواجہ کے گائے پر عاشق ہوئی ہو مگر اسکا عشق جو ہر وہ اپنی غرض کا ہو
اسی عاشق نہیں ہوئی ہو کہ حالت عشق میں دین مذہب کو ترک کرے اور دوست کو دشمن اور
دشمن کو دوست خیال کرے بلکہ دوست کو دوست اور دشمن کو دشمن جانتی ہو صرف یہ عشق ہوا
ہو کہ یہ گائے جائے اور میں سے جاؤں میرے روبرو سے یہ کسی وقت ہٹے نہیں اور گائے جائے
جب نہ نارؔ نے یہ کہا کہ استاد سرشارؔ تو ازل اور غزل کا واسو وقت استاد سرشارؔ تو ازلؔ نے
جواب دیا کہ اے ملکہ عالم جب کہ آپ میری قدر و منزلت فرماتی ہیں اور آپ نے اپنی زبان
مبارک سے مجھ کو استاد سرشارؔ تو ازل فرمایا تو ازلؔ کی کالقب ارشاد کیا تو مجھ کو بھی زیبا ہو کہ جو
کمال مجھ میں ہیں آپ پر ظاہر کروں اور آپ کو اُن سے ماہر کروں کیونکہ اب آپ سے زیادہ قدر
کرتے والا کون ہے کہ جسکو دکھاؤنگا اور قدر ہوگی جب کہ آپ مہربانی فرماتی ہیں تو میں کیوں نہ مثل
غلامان جان نثار کے آپ کی خدمت کروں یہ جو کہما نہ نارؔ نے جواب دیا کہ اے استاد سرشارؔ تو ازلؔ
اس گائے اور نہ بجائے کے علاوہ اور بھی کمال ہیں جواب دیا کہ جی ہاں شراب اس خوبصورتی
سے پلاتا ہوں کہ بھلا ساقی کیا پلائے گا جیسی میں ساقی گری کر رہا ہوں ایسی ساقی گری کوئی
کیا کرے گا میری ساقی گری میں کوئی باقی نہیں رہتا نہ نارؔ نے جواب دیا کہ کوئی طریقہ ساقی گری کا
اس طریقہ سے علاوہ ہے اور اس میں بھی کمال ہے میرے خیال میں تو اس میں کوئی کمال نظر نہیں
آتا کیونکہ شیشہ سے شراب اُٹھیل کر پلا دینا کتنی بڑی بات ہے یہ تو ایک بچہ بھی کر سکتا ہے جو بدیا
کہ بجا ارشاد ہوا مگر حضور ساقی گری بہت بڑا کام ہے یہ ایسے ویسے کو نہیں آتی ہر جب تک
محنت و مشقت نہ کی جائے اول تو شراب کا رنگ و تاؤ دیکھنا اور دوسرے یہ دیکھنا کہ اس وقت
اہل محفل کو کس قسم کی شراب چاہیے محفل کا رنگ دیکھ کر اسی قسم کی شراب پلانا یہ دیکھنا کہ
کس کو نشہ زیادہ ہوا اور کس کو کم جسکو نشہ زیادہ ہوا اسکو اس طریقہ سے شراب دینا کہ
سب کو یہ معلوم ہو کہ ہمارے برابر شراب پی رہا ہے مگر باطن میں کم ہو اس لیے کہ زیادہ نہ ہو
اور چو نہ ہو جائے یا جس کو نشہ کم ہوا ہے اسکو شراب زیادہ اس طریقہ سے دینا کہ سب پر یہ نہ
ظاہر ہو کہ اسکو ہم سے زیادہ شراب دی یہ طریقہ ہیں دوسرے یہ طریقہ ہے کہ اس امر کی

شناخت کرنا کہ یہ شراب نئی ہو یا کتنی ہی نئی شراب کا نشہ زائد ہوتا ہو اور کتنے شراب میں کتنے نشہ کم ہوتا ہو اس کا خیال رہے کہ کتنے شراب محفل میں تقسیم نہ ہو اور نئی شراب کا دورا ہو مگر ساتھ لمبی کے کہ زیادہ نشہ نہ کرے علاوہ اسکے اور بہت سے طریقہ ہیں مگر وہ طریقہ اور کسی کو نہیں معلوم ہیں سوائے میرے یا میرے استاد کے کہ جن سے میں نے علم موسیقی کی تعلیم پائی ہو اور ساقی گری کی زرارہ نے کہا کہ وہ کون سے طریقہ ہیں جو اب یا کہ وہ یہ طریقہ ہیں کہ میں کلائی پر جام رکھوں گا اور جس کلائی پر جام رکھوں گا اسی ہاتھ سے شیشہ اٹھا کر اُس جام کو اسی ہاتھ سے کلائی پر رکھتی ہوئی حالت میں لبریز کروں گا ایک قطرہ شراب کا گرے گا نہ جام شیشہ کے اتارنے یا رکھنے میں گریگا پھر اُس جام کو لبریز کر کے اچھال دوں گا اُس حالت باندھوئے میں بھی ایک قطرہ نہ گریگا اسکو سر پر روکوں گا اور شانہ پر اور گت ناچتا جاؤں گا اسی ناچتے جانے کی حالت میں تمام اہل جلسہ کو جام لبریز کر کے شراب پلاؤں گا کوئی باقی نہ رہے گا نہ تو شراب میں پرگرے کی کبھی سر پر جام رکھے گا چونکا کبھی شانہ پر بھی کلائی پر بھی پیشانی پر کیا مجال جو ایک قطرہ گرے اور بلکہ اسی لمباون سے اہل زور رئیس و امرا و بادشاہ میری قدر فرماتے ہیں زرارہ نے جواب دیا کہ یہ جو تم نے کہا ہے ان میں سے ایک بات قیاس میں نہیں آتی ہر خلاف قیاس معلوم ہوتی ہے جب تک ہم دیکھ لیں گے اسوقت تک یقین نہ آئے گا جواب دیا کہ پھر حکم فرمائیے کہ میں اپنی مرضی کے موافق شراب کی کشتیاں درست کر کے لاؤں اور سرکار کو اسی طریقہ سے شراب پلاؤں زرارہ نے ساقی کو حکم دیا کہ استاد کو خانہ کی کنجی دید و اسنے کنجی دیدی زرارہ نے سرشاری لہو از سر سے کہا کہ اب آپ کو اختیار ہے جاییے شوق سے کشتیاں شراب کی لائیے اور ہم سب کو شراب پلائیے جواب دیا کہ بہت خوب اور سلام کر کے کنجی لے لی اور خانہ میں آئے جو لوگ آپ کے ہمراہ خانہ بتائے آئے تھے اسنے کہا کہ لے اب تم بھی جاؤ میں کشتیاں درست کر کے لاتا ہوں وہ چلے گئے انھوں نے در خانہ کو بند کیا اب الٹ پلٹ کرنے لگے یاخ کشتیاں بہت معقون طور سے آراستہ ہیں جس رنگ کی شراب تھی اسی رنگ کے کنٹر تھے اُنکے منہ عمل محل سے بندھے ہوئے تھے اُن پر لچکا پلٹا ہوا اسی رنگ کے جام اُس کشتی میں رکھے ہوئے کشتی پوش زر و زری پڑا ہوا اس طریقہ سے کشتیاں آراستہ ہیں اگر زارہ بھی اُس آرایش اور آراستگی کشتیوں کو دیکھ پائے تو منہ میں پانی بھرا

گوٹا بد ہو کر پھر بھی شراب خواری کو جی چاہے یہی قصد کرے کہ تو یہ کو توڑ ڈالوں اور ان کشتیوں سے
شراب پیوں یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ صراحی و کنٹر عروس شب اول ہوا میں طور سے آراستہ کر کے
بوراس اسٹاپلٹ بین نمک ہر کاری آمیزش کر کے وہ کشتیاں بڑی شان و شوکت سے
لے کر محفل میں آئے ہر ایک نے جوانکی آرائش اور سجاوٹ دیکھی منجھ میں پانی بھر لائے یہی دل نے
بے اختیار خواہش کی کہ پہلے ہم کو ان کشتیوں سے شراب لے یہاں جب کشتیاں آچکیں تو
استاد سرشار نے نواز نے کشتی پوش دور کیے اور کہا کہ ملک بلا حلقہ فرمائیے کہ شاہزاد یوں کے
لے جانے کے لیے جو شراب محفل میں لائی جاتی ہو وہ یوں لائی جاتی ہو نہ یہ کہ کشتی میں شراب
لگائی اور لے آئے ملک نے دیکھ کر اور سب لوگوں نے بہت تعریف کی ہر ایک صراحی اور
شیشہ اپنا اپنا رنگ الگ الگ دکھارہا تھا معلوم ہوتا تھا کہ عروس شان شب اول بہ صد
ناز و ادھر می ہوئی ہیں کھوٹھٹ نکالے ہوئے جب سب تعریف کر چکے آپ نے جھک
جھک کر ہر ایک کو سلام کیا اسکے بعد پانوں سے گھنگھرو باندھے اور زار سے کہا کہ امی ملک
اگر حکم ہو تو ایک گھنگھرو آوار دے اور اگر حکم ہو تو دو دو کا حکم ہو وہ آوار دین باقی نہ بولیں اگر
حکم ہو تو سب خاموش رہیں ایک بھی آواز نہ دے اور اگر اجازت ہو تو سب بولیں یا صوف
یا چہارم یا تین حصہ بولیں ایک حصہ نہ بولیں ملک نے جواب دیا کہ جو بات ہو وہ آپ میں کہا
گی جو آپ کا جی چاہے وہ کمال دکھائیے ہم تو مشتاق ہیں یہ سننا تھا کہ آپ نے اٹھ کر
گت ناچی پہلے تو ایک گھنگھرو بولا اسکے بعد دو بولے اسکے بعد تین اسی طور سے ایک گھنگھرو
زیادہ ہوتا گیا ایک بار سب بولے اسکے بعد ایک مرتبہ سب خاموش ہو رہے یہ گت
تا چاہیے مگر گھنگھروں سے بالکل صلا نہ آتی تھی یہاں تک کہ اسی حالت گت ناچنے میں ایک
مرتبہ جھک کر ایک کنٹر اٹھایا اور جام لیا جام کو کلائی پر رکھا اور جس ہاتھ کی کلائی پر جام
تھا اسی ہاتھ سے کنٹر لیا اور شراب اُتار کر اسی ہاتھ سے جام بھر کر کیا اس طور سے لبریز
کیا کہ ایک قطرہ نہ گرا جب جام بھر کر چلے کنٹر اس کشتی میں رکھ دیا اب کلائی پر رکھ کے
جام کو ناچنے لگے ٹھوکرین لینے لگے ذرا بھی جام کو حرکت نہوتی تھی اسی حالت میں ایک
مرتبہ جام کو اچھا ل دیا کہ وہ سیدھا کیا جب زمین پر آنے لگا شاہ پر روک لیا مگر ایک قطرہ نہ گرا

استقد رجاء لبر نر تھا کہ اگر ذرا بھی حرکت دی جاتی تو شراب ضرور گر تکی مگر انگلی بھی تو کمال تھا کہ ایک قطرہ بھی نہ گرا اسی طور سے شام پہر لوگ کلائی پر بازو پر پیشانی پر کہین ایک قطرہ نہ گرا سکا زبان تو لپٹ کر تے کرتے خشک ہوئی جاتی ہو آپ کر شب و طہار سے بہن یہاں تک کہ جام کو سر پر رکھا اور بزرگ کے گستاخاں شہر و رخ کی خوب خوب ناپے توڑے لیے جام کو ذرا بھی حرکت نہ بلوئی اب ناپتے ہوئے تھوکرین لیتے ہوئے قریب زار آئے اور سر جھکا کر کہا کہ ایسے قدر واد کو سر سے شراب پلا لے ہیں۔ راوی بیان کرتا ہے کہ اتنے عرصہ میں روپیہ اشرفی کا انبار ہو گیا تھا ہر طرف سے صد اسکا حسرت و مہربانی چلی آتی تھی یہی ہر ایک کہہ رہا تھا کہ ہم نے آج تک اس قسم کے کمال نہیں دیکھے یہ انسان میں کمالوں کا جمع ہونا ایسا عجیب و یہ کام انسان کا نہیں ہو سوا ہے جن یا فرشتہ کے یہ ضرور کوئی اوتار ہیں یا مقرب و برگاہ سامری کے فرشتے ہیں یا کوئی جن ہیں یا کوئی بھگتا خاص خداوند ہیں اس طور سے ہر ایک تعریف کر رہا تھا کہ انھوں نے لا کر جام سر سے پیش کیا نہ مارنے سکے اگر جام ہاتھ میں سے لیا یہ جام دے کر پھر اپنے مقام پر چلے آئے اور زار نے پہلے شراب کی طرف دیکھا پھر اسکے بعد اپنی پشت کی طرف یہ قطرے ہوئے اپنے مقام سے دیکھ رہے ہیں کہ یہ شراب پی لے تو دوسرا جام دون انکی نگاہ لڑی ہوئی ہو دوسرے اس امر کا بھی خیال ہو کہ یہ چراغ راوی کہہ چکی ہو کہ میں اپنا بندوبست کر چکی ہوں اگر تو مجھ کو دھوکا دے کر رہا بھی ہو جائے گا تو کچھ پرواہ نہیں ہوں تیرے قریب میں شاد ہوئی پھر تجھ کو اسیر کر لوں گی تیرا قریب میرے اوپر محل جائے گا پوشیدہ نہ رہے گا نہ تو باغ سے باہر جاسکتا ہو تو اس امر کا بھی خیال تھا کہ اسنے کیا بندوبست کیا ہو ذرا ہوشیار رہنا چاہیے ایسا نہ ہو کہ یہ پھر اسیر کرے تو اس کی مرتبہ زندہ نہ رکھے گی یہ اس خیال سے اسکی طرف دیکھ رہے ہیں اسنے پہلے شراب کی طرف دیکھا اسکے بعد اپنے ہاتھ کی پشت دیکھی اسکے بعد اپنی پشت کی طرف دیکھا پھر ہاتھ کی پشت دیکھی اب جو شراب پر بغور نگاہ کی خواہ سلامت سرشار ہو تو از بسے ہوئے یہ سب کرشمہ دیکھ رہے ہیں اسی طرف نگاہ لڑی ہوئی ہو اب جو اسنے بغور طرف شراب کے دیکھا بس شراب نے جام میں جوش مارا اور شعلہ بنکر اڑ گئی آواز آئی کہ اے ملک زار شہر و رت پرست ہوشیار و خبردار نگاہ ہو جاو کہ یہ اسٹاوسر شار ہو تو از بسے ہو تم کو دھوکا دیا ہو وہی سارہاں زادہ عمرو عیا

صرف اس نے اپنے جان بچاتے اور رہا ہونے کی غرض سے یہ فقرہ دیا اور تم کو زہو کا دیا ورنہ
کیا ضرورت تھی اور اس شراب میں وہ قاتل سمبوشی کی ہونی ہو کہ لکرا ایک قطرہ بھی حلق سے اتر
جاتا تو دل جگر کو کباب کر دیتا زندہ نہ رکھتا یہ جو صدا آئی نہ مارنے یہ صدا اس کے پلٹ کر طنز خواجہ
کے دیکھا اُدھر خواجہ نے بھی یہ صدا سنی اور شراب کو شعلہ بننے لگے اڑتے ہوئے دیکھا فوراً خیال گذرا
کہ راز افشا ہو گیا اور تم ظاہر ہوئے اب کوئی تدبیر اپنے بچنے کی کر دے اُدھر شراب شعلہ بن کر
اڑی اُس نے یہ صدا دی اُدھر اٹھوں نے جلدی سے کلیم اُڑھ لی کیونکہ سنے ہاتھ پانوں قابو میں
تھے جب تک نہ مارے پلٹے پلٹے اور صدائے گیر دے خواجہ محائب ہوئے اور حال البیاضی رکھ
تمام زور زور و رو پیہ اٹھنے لگا اور چپا اشیا کے تقریبی مثل اُگالان وغیرہ کے اور وہ پانچوں
کشتیاں نذر زلزلہ کر لیں اور اُس مقام سے جھٹ کر دوسرے مقام پر کلیم اُڑھے ہوئے کھڑے
ہوئے اُدھر اُس نے پاٹ کر آواز دی کہ اوسا ربان تادے حرام زادے تو نے بڑا دھوکا دیا تھا
اور جگہ خوب اپنے حال میں پھنسا یا تھا فریب آمیز تقریر کر کے جگہ پہلے ہی شک تھا اسی سبب
سے میں نے بندوبست کر لیا تھا تجھ کو اسکی خبر نہ تھی ورنہ تو اور کوئی تدبیر کرتا اس سے بھی بچاؤ
کی خیر اب میرے ہاتھ سے بچ کر جاتا کہان پر تیرا فریب کھل گیا اب میں کب تیرے فریب
میں آتی ہوں یہ کہہ کر صدائے گیر دی اور دیکھا وہاں پر کسی کو نہ پایا خالی میدان تھا حیران
ہوئی خواصوں سے کہا کہ وہ استاد نوآز کیا ہوئے ارے جلدی تلاشن کرو ابھی یہاں کھڑے
ہوئے تھے اتنے عرصہ میں کیا ہوئے ارے میں خود ہی پہلے حیران تھی کہ یہ کون کو یا ہر جگہ ذکر
میرے بھائی بے ستون نے مجھ سے نہیں کیا اور پوشیدہ رکھا یہ خیال ہوا کہ کوئی وجہ ہو گی
پوشیدہ رکھنے کی مگر شک تھا اسی سبب سے بندوبست کر لیا تھا میرا دل گواہی دیتا تھا
کہ یہ فقرہ اور دھوکا ہر یہ ضرور عیاں ہوا ستھر کوئی کسی سے مشابہ نہیں ہوتا ہر نہ ہم شکل باب
کی صورت بالکل بیٹا نہیں ہوتا ہر گواہ کا نطفہ ہوتا ہر نہ بھائی بھائی کی ہم شکل ہوتا ہر استاد
اگر ایسا ہو تو کوئی مقام عجیب نہیں ہر کیونکہ دونوں ایک ہی نطفے سے پیدا ہوتے ہیں ایک ہی
مان کی شیر سے پرورش پاتے ہیں انہیں تو ایسی بات ہوتی نہیں ہر صرف دو ایک بات میں
مشابہ ہوئے ہیں جس سے شناخت ہوتا ہر کہ یہ باب ہر اور یہ فرزند دیا یہ بھائی ہیں نہ یہ

کہ بالکل ہم صورت ہوں یہ محال ہو مگر میں نے دھوکا نہیں کیا یا نہ بہت صورت اس امر کے ظاہر
 ہونے کے لیے کہ یہ راز ظاہر ہو جائے کہ یہ کون ہوا پنا بند و بست کر کے اسکو رہا کر دیا چنانچہ ایسا
 ہی ہوا کہ اُس نے شراب میں بیہوشی ملا کر مجھ کو جام شراب دیا چونکہ میں بند و بست کر چکی تھی نہرا
 شعلہ بنے تم سب کے سامنے اڑ گئی اور اُس نے مجھ کو اس حال سے آگاہ کیا المذاجلہ تلاش کرو
 وہ یہاں موجود ہو دیکھو کہ میں جانے نہ پائے گو باغ سے جانا محال ہو مگر پھر بھی تلاش کرو
 ایسا نہ ہو کہ یہ پریشان کر کے شب کو عیاری کرے ملک نے جو یہ حکم دیا اب تو سب کے
 حواس جاتے رہے ہر ایک سنبھل کر اوشی راوی بیان کرتا ہوا کہ اتنے عرصہ میں آپ نے کیا کیا
 کسی کی چوٹی کاٹ لی اس میں موبات تھا کار چوٹی کسی کا انچل کتر لیا کسی کا مالا اٹا لیا یہ دلی
 کی ایک کے انچل سے دوسرے کا انچل باندھ دیا سب کا ازار بند ہوا سب سے باندھ دیا کسی
 مطربہ کی پیشوا کاٹ لی اسی طور سے سب کی کوکت بنائی اور الگ ہو گئے جسکی چوٹی کاٹ
 تھی اُس نے مطربہ کی طرف دیکھ کر کہا کہ بہن یہ کیسی پیشوا رہیں کر آئی ہو کہ جسکے واسن ندارد بہن
 اُس نے کہا کہ واہ بہن کیا خوب کیا تمھاری بصارت میں فرق ہو جو کہ کہتی ہو ابھی نئی پیشوا تو ہیں
 بہن ہو واسن کیسے ندارد بہن اُس نے کہا کہ دیکھ لو بالکل برعکس بیٹھی ہو اب جو وہ دیکھتی ہو تو واسن
 ندارد بہن بہت حیران ہوئی اور جلدی سے اٹھ کر اپنے مقام پر آئی دوسرے کپڑے پہنے اوھر
 دوسری نے اُس کے سر کی طرف دیکھ کر کہا کہ او بہن تمھاری چوٹی کیا ہوئی اُس نے کہا کہ واہ بہن
 نو سنو بڑا سا موبات پڑا ہوا ہر قسم کو دکھائی نہیں دیتا ہوا اُس نے کہا کہ ذرا ہاتھ سے تو دیکھو میرا
 جھوٹ سچ تم پر ظاہر ہو جائے گا اب جو اُس نے ہاتھ سے دیکھا تو چوٹی کو ندارد دیا پاسر پٹیلے لگی کہ
 یہ کیا غضب ہوا اسی طور سے ہر ایک آگاہ ہوئی وہ جو دو باہم بند رہی ہو ہیں تھیں وہ جو اٹھیں
 تو ایک کا دو پٹہ پھٹ گیا جھٹکا جو پہونچا اُس نے پلٹ کر کہا کہ بہن یہ دلی آہم کو اچھی نہیں معلوم
 ہوتی ہر اور تمھارا قاعدہ ہو کہ تم ہر وقت مذاق کرتی ہو کوئی وقت تو مذاق نہ کیا کرو اُس نے جواب دیا
 کہ نیلا دیوانی ہوئی ہر مذاق کیسا ملک کے سر کی قسم مجھ کو بالکل خبر تک نہیں ہو آخر کو دو دنوں
 الگ ہو میں خلاصہ یہ کہ سب خواہیں اور صاحبین حکم ملکہ خواجہ کو باغ میں تلاش کرنے لگیں
 جتنی جتنی ٹھونڈا ہوا رہیں تھیں کوئی گوشہ بانغ کا باقی نہ رکھا کہ جہاں تلاش نہ کیا ہوا آخر کو عاتق

پریشان ہو کر ملک کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ تم نے تمام باغ کو چھان مارا کہیں پتہ
 ان خیال کا نہ جانے معلوم اسکو نہ کیا گئی یا آسمان نکل گیا یا ہوا تھا کہ چلا گیا یا سایہ تھا کہ
 پوشیدہ ہو گیا کچھ سمجھ میں نہیں آتا ہر ملک نے کہا کہ یہ تو ضرور ہو کہ وہ اس باغ سے جاتو سکتا ہی
 نہیں ہوا سکو راستہ ہی نہ ملے گا جائے گا کیونکہ اگر تلاش نہ کیا جائے گا اور تلاش کر کے اس پر
 انوشب کو پریشان کرے گا کسی کو سمجھنے نہ دے گا دیکھ لو اسی وقت اس نے کیا کیا کرشمہ کیے
 کسی کا موباف کاٹ لیا کسی کا بالابالا بالالے لیا کسی کا اہل کتریاں مطربہ کی پیشیوں کاٹ لی
 پس اسی طور سے سب کو پریشان کر کے ہر او تلاش کروا کھون کے عرض کیا کہ اے ملک ہم خوب
 طور سے تلاش کر آئے ہیں کہیں پتہ نہیں چلتا ہر گمان تلاش کر دین نہارتے ہو کیا اور ایک
 پتلی پیدا ہوئی اس سے کہا کہ جلد بتا کہ عمر و عیار جو میرے باغ میں مجھو دھوکا دیا غائب ہوا ہر
 آیا یہاں ہر یا نکل گیا اس نے کہا کہ یہ تو آپ کی پشت کے پیچھے ٹھہرا ہوا ہنس رہا ہو جائیگا
 کہان نہارتے پلٹ کر دیکھا کسی کو نہ پایا پتلی سے کہا کہ تو باغ سے مذاق کرتی ہو اس نے کہا کہ اے
 نہارتو کیا جانے کہ وہ کہان ہوا اور توجو حیران ہو کہ کہان ہوا تو اس کے پاس ایک کلیم ہو کہ وہ اسکو
 اور کمر غائب ہو گیا ہوا اب وہ جب تک نہ اتارے گا اسوقت تک نہ ظاہر ہوگا اس امر سے
 اطمینان رکھو کہ وہ یہاں سے جا نہیں سکتا ہر نہارتے کہا کہ پھر کیونکر اسکو اسیر کروں کوئی تدبیر
 اے پتلی جانا اس نے کہا کہ اے نہارتو کوئی تدبیر اسی نہیں ہو کہ جس سے بدون کلیم اتارے ہوئے
 وہ اسیر ہو رہے و آخر خود عاجز ہو کر اپنے کو ظاہر کرے گا اسیر کر لینا مگر اپنی حفاظت رکھنا
 نہارتے یہ مسئلہ کہا کہ پڑی خرابی ہوئی خیر میں ہی اسکی تدبیر کرونگی یہ کہہ کر اس پتلی کو رخصت
 کیا اور پھر خواصوں کو حکم دیا کہ جا کر تلاش کرو چنانچہ سب خواصین پھر باغ بھر میں تلاش کرنے لگے
 راوی بیان کرتا ہے کہ خواجہ ایک درخت کی آڑ میں کھڑے ہوئے ہیں کلیم اڑ رہے کہ سیدوئی
 اس درخت کے قریب تلاش کرتی ہوئی آئی چونکہ وہ مقام پوشیدہ تھا اسکو پیشاب بھی
 معلوم ہوتا تھا یہ کہ بند کھول کر زیر درخت بیٹھ کر پیشاب کرنے لگی خواجہ نے پلٹ کر
 ایک حباب مالا کہ اس کے منہ سے غرا وہ بیہوش ہو کر گری خواجہ نے اسکو اٹھا کر انبار میں
 پتلیوں کے پو پوشیدہ کر دیا اس کے لیے اتار کر خود میں لے آئے آئینہ سامنے رکھ کر اسکی صورت دیکھی

اپنی سی بنائی اور خود اسکے کپڑے پہن کر ایک نارنگی ہاتھ میں لے کر اُس درخت کی طرف ہنستے ہوئے چلے یہ کہتے ہوئے کہ پریشان ہو گئی اور کہیں نہ پتہ نہ نشان یہ کہتی ہوئی سیہوئی نقلی بارہ دری میں آئی زمار نے کہا کہ کیوں سیہوئی عمروعبار کا پتہ ملا وہ کہیں ملا سیہوئی نے کہا کہ ملک ہم سبکی سب تلاش کرتے کرتے عاجز ہو گئیں ہم کو اُس موئے مونڈی کاٹے جو انان مرگ سیار بان زراوے حرامزادے کا نشان بھی نہیں ملتا ہے کہ صرغائب ہو گیا ہے زمار نے کہا کہ چھابھی نہ لہجی مل رہی جو اے گا سیہوئی یہ کہتی ہوئی قریب ملک کے آئی کہ مار تلاش کرتے کرتے خشک گئی خداوند سامر شکو غارت کرین جیسا ہم کو پریشان کیا ہے جب قریب زمار آئی زمار نے دیکھا کہ سیہوئی کے ہاتھ میں ایک نارنگی ہے نارنگی کو دیکھ کر زمار نے کہا کہ اے سیہوئی یہ نارنگی کہاں سے لائیں کس درخت سے توڑی ہے سیہوئی نے جواب دیا کہ میں جو اُس حرامزادے کو تلاش کرتی ہوئی مشرق کے گونے کی طرف گئی وہاں جو چند درخت نارنگی کے لگے ہوئے ہیں ان میں سے ایک درخت میں یہ نارنگی لگی ہوئی تھی مگر اور سب خام تھیں یہ پختہ ہو گئی لال لال اچھی معلوم ہوئی ہیں نے ہاتھ بڑھا کر توڑ لی اسے سو نکھتی ہوئی آپ کی خدمت میں چلی آئی ذرا ملک ملاحظہ فرمائیے کیسا عمدہ خوشبو ہے زمار نے خوش ہو کر کہا کہ اے سیہوئی تین برس ہوئے ہیں کہ میں نے ان درختوں کو بڑی محنت و مشقت سے بویا تھا اور بہت روپیہ صرف کر کے متوگایا تھا مجھ کو تو اُس کے بار و پر ہونے کی بڑی امید تھی خداوند نے میری آرزو پوری کی اور امید میرا آئی کہ اُس میں پھل لگا لائے سیہوئی فوراً میں بھی دیکھوں سیہوئی بولی کہ اے ملک کب سے اُس میں پھل نہیں آیا تھا جو آپ کو امید تھی ملک نے جواب دیا کہ جب سے اُنکو لگایا تھا اے سیہوئی بڑی محنت کی ہو میں نے اُن پر سیہوئی نے جواب دیا کہ اسی سبب سے اُس کے بار و ہونے کی ارجح آپ کو خوشی ہوئی ہو تھی زمار نے کہا کہ ہاں بس سیہوئی قریب آ کر بیٹھ گئی اور وہ نارنگی سامنے زمار کے رکھ دی کس خوشی سے زمار نے اُس نارنگی کو ہاتھ میں لیا اور سوکھنے لگی اور وہاں سے لگی زمار جو کس کے ہاتھ پڑتا ہے اُس نارنگی سے تڑاق سے صدا پیدا ہوئی اور ایک عجیب و غریب ہوا زمار کے سامنے میں پہونچا اُسکا پہونچنا تھا زمار جب تک سنبھلے سنبھلے کہ چھینک آئی اور وہ ہوش ہو کر گری اُسکا اگر نا تھا کہ بی سیہوئی چمک کر اپنے مقام سے اٹھیں نعرہ کیا کہ ہم شاہ عیاران عیار پیک ملو اور

خبر گذار دیشل مرا شہرہ کافران سحر بندہ جاو و گران منہم خواجہ عمرو بن ابیہم مری نامدار کو گذارم کہ
 دوست من زمرہ و سلامت بدر روی یہ لہرہ کب کے اور خبر کوئے کہ اب قریب زار کے آئے اور
 آئے ہی قصد کیا کہ خبردار کر کام اسکا تمام کروں اور قصد پاک کروں جیسے ہی خبر علم کیا تھا کہ تراق
 سے زمین شوق ہوئی آئے ہی اُس پتلی نے ایک ہاتھ سے سیبوتی نقلی کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ او
 سار بان زادے حرام زادے تو نے غضب کیا تھا کہ ملک کو قتل کیا ہوتا اب کہاں جائے گا یہ کہہ کر خواجہ
 یعنی سیبوتی نقلی کا ہاتھ پکڑ لیا اور دوسرے ہاتھ میں اُس پتلی کے پکڑا رہی تھی وہ اُس نے منہ پر زار
 کے ماری اُسکا پڑنا تھا کہ زار کو ہوش آیا جیسے ہی زار نے آنکھ کھولی پتلی نے پکارا کہ اے ملک ہو شیار
 جو جیسے لیجیے یہ سار بان زادہ حاضر ہوا نے غضب کیا تھا کہ سیبوتی کی صورت بنکر اور بے ہوشی
 کی زارنگی آپ کو دے کر بیہوش کیا جب آپ بیہوش ہوئیں تو خبر لے کر چلا کہ قتل کروں وہ توہین نے
 اگر آپ کو بچا لیا اور نہ یہ تو اپنا کام کر چکا تھا یہ سیبوتی نہیں جو خواجہ عمرو بن ابیہم جلالی کی تھی
 یہ سننا تھا کہ زار پھر اُٹھ اُٹھی اور کہا کہ کہاں ہوا اُس پتلی نے جواب دیا کہ ادھر ملا حظہ فرمائیے زار
 نے دیکھا کہ میری سحر کی پتلی جسکو میں نے اپنی حفاظت کے لیے مقرر کیا تھا وہ سیبوتی کا ہاتھ
 پکڑے کھڑی ہو زار نے پچھاسم سحر پڑھ کر جو دم کیا تمام رنگ و روغن عیاری کا مثل کار فور کے
 اڑ گیا اصلی صورت نکل آئی زار نے جو دیکھا تو خواجہ عمرو کو پایا بس ہر ہم ہو کر کہا کہ گیرہ کستا
 تھا کلا میں نے خواجہ کے پانوں پکڑ لیے زار نے اُس پتلی سے کہا کہ اب تو اسکو چھوڑ کر جا اب
 یہ جا کہاں سکتا ہو راوی بیان کرتا ہے کہ وہ پتلی خواجہ کا ہاتھ چھوڑ کر غائب ہو گئی زار نے کہا کہ
 او سار بان زادے پہلے تو نے وہ دھوکا اور فریب دیا کہ میں گوہر ہوں گوہر یقین نہ تھا کہ تو گوہر
 ہو میں جاننی تھی کہ تو دھوکا دے رہا ہو تو عمرو عیار ہو کر صرف اس عرض سے کہ دیکھو کہ تو گونا
 گیا ہو میں نے سب بند و بست کر کے تجھ کو راگردیا چنا پچھ تو نے پہلا حربہ میرے اوپر وہ کیا کہ
 شراب میں بیہوشی ملا کر دی اگر میں اپنا بند و بست دیکھ چکی ہوتی تو شراب پی کر بیہوش ہو جاتی
 چونکہ میں پہلے ہی ہوشیار تھی اُس سے بچی دو سرا حربہ یہ کیا کہ میری خواص خاص کی صورت
 بنکر آیا بیہوشی کی زارنگی دے کر مجھ کو بیہوش کیا چونکہ میں پورے طور سے تیری عیاریوں اور
 مکاریوں سے آگاہ تھی بس بیٹے اسکا بھی بند و بست کر لیا تھا اس تیرے حربہ سے بھی خداوند

نے بچا یا بلکہ جگمیرا قیدی بنایا کیونکہ تو توفیقہ دے کر رہا ہو گیا تھا تیرے مقتدر میں قید نہ ہونا تھا اور
میری تقدیر میں تیرے ہاتھ سے بچنا تھا کہ یہ صورت پیدا ہوئی اب بتا کہ کیونکر میرے بچے سے رہا ہو گا
اور کیونکر اب اپنی جان بچائے گا اب تو میں تیرے فریب میں آئے والی نہیں ہوں سچ بتا کہ تو نے
میری سیبوتی کو کیا کیا خواجہ نے جب دیکھا کہ میرا راز افشا ہو گیا اور اس پر ہلچل مچنے لگی سب خیال
کہ وہ دیا اور تم ظاہر بھی ہو گئے اگر یہ معلوم ہوتا کہ یہ اس طور کے بند و بست کر چکی ہو تو اسکا بھی تدارک
کرتا اور کوئی تدبیر ہوتی اور کسی طریقہ کی غیاری ہوتی کا ہے کو بتلا سے بلا ہونے خیر جو مقتدر میں
لکھا ہے وہ پیش ضرور آئے گا لگرا اب بلکہ کسی فریب میں آئے گی اور اب کوئی دھوکا کھا بھی
اب اس کے پھندے سے فکنا اور رہا ہونا محال ہے یہ بچا خیال ہے بڑی خرابی ہوئی سوائے بری
شو کے دوسری شو نظر نہیں آتی ہر بین نے تو بھولے سے بھی بڑی شو کا نام تک نہیں لیا نام لینا
تو شو دیگر ہر دل میں خیال تک نہیں لایا پھر کیوں اسکا سامنا ہوتا ہے اسکا کیا سبب ہے جو اسکو
اسکا سامنا ہوتا ہے اور کریم تو اپنے وعدہ کو پورا کرنا چکوا میں بلا سے بخاٹ دینا یہ کہہ کر فکر کرنے
لگے کہ کیا تدبیر کروں کیا دھوکا دوں سوچتے سوچتے ایک فریب خیال میں آیا اور دل سے کہا
کہ فریب دیتا ہوں اگر چل گیا تو مار لیا ورنہ پھنسنے تو ہونے میں یہ دل سے یائین کر کے کہا کہ اگر
ملکہ عالم جو آپ نے فرمایا بہت درست اور بجا ارشاد کیا میں نے ضرور آپ کو دھوکا اور فریب
دیا واقعی آپ میرے دھوکے اور فریب میں نہ آئیں میں نے سنا تھا کہ آپ بڑی زبردست ساحر
ہیں تو اس امر کا خیال ہوا کہ در آپ کے سر کا امتحان کروں یہ بھی سنا تھا کہ آپ بہت
ہوشیار ہیں تو ہوشیاری کا بھی امتحان ہو جائے جیسا سنا تھا ویسا ہی پایا واقعی نہ کوئی ساحر
آپ سے سر میں عہدہ برا ہو سکتا ہے نہ کوئی عیار آپ پر عیاری کر سکتا ہے جو عیاری کر دے گا
مثل میرے اسیر ہو جائے گا اور ملکہ عالم میں ایسا ہی قدر دان اور صاحب الیاقت تلاش کرتا
تھا حمزہ کے ہاتھوں بہت پریشان ہوں تین روپیہ ماہوار میری سے زیادہ تو وہ تمہیں دیتا ہے
اُس پر ہزاروں کام لیتا ہے اور وہ کام کہ جس میں جان کا خون ہے اس پر بھی کوئی قدر نہیں ہوتی ہے
چونکہ زمانہ میں روزگار مفقود ہے اس سبب سے جو سختیاں گذرتی ہیں سب گوارا کرنا پڑتی ہیں
چچہ چچہ ماہ تنخواہ پڑھ جاتی ہے جب ملتی ہے اور ملکہ کثیر الاولاد بھی ہوں تین روپیہ میں بہتر نہیں ہوتی

مگر جبراً قہراً بسر کرتا ہوں لہذا اگر آپ میری فرمائشیں اور مجھ کو اپنی خدمت میں رکھیں تو میں حمزہ
کی نوکری کو ترک کروں اور آپ کی خدمت میں تمام عمر جو کہ باقی ہو بسر کروں واقعی آپ ساقی و
نہ لے گا مدتوں کے بعد تو آپ کی قدمیں سی ہوئی ہوا اب میں کہاں جاؤنگا صرف اس غرض سے
میں نے یہ فکر میں کہیں کہ آپ نے جو فرمایا تھا کہ اگر تو مجھ کو دھوکا دے گا یا مجھ سے فریب کرے گا
تو سب میرے اوپر ظاہر ہو جائے گا چنانچہ جیسا آپ نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا اب میں
آپ سے اقرار کرتا ہوں اور اس امر کا نوشتہ لکھے دیتا ہوں کہ آپ کی اطاعت سے باہر
نہ ہوں گا آپ کی خدمت سے کسی وقت انکار نہ کروں گا آپ کا حکم بسر و چشم بحال آؤں گا بلکہ
دین اسلام کو ترک کروں گا کیونکہ مجھ پر ثابت ہو گیا کہ یہ دین برحق نہیں ہے بلکہ باطل ہے
سامری پرستی دین برحق اور مذہب حق ہزار ہا گز دور ہے پوری بدل کر اور برہم ہو کر جواب دیا کہ او
ساربان زادے تو پھر فریب مجھ کو دیتا ہے وہ وقت گذر گیا جو میں نے تجھ کو ہار کر دیا اور لا حول و لا
قوت الا باللہ تو بھی جو دین اسلام کو ترک کرے اگر کوئی ہزار مرتبہ تجھ کو قتل کرے اور پھر زندہ
کرے اور یہ کہے کہ تو دین اسلام کو ترک کر تو بھی تو ایسا نہ کرے گا اور نہ تو اسی طور سے حمزہ
کی رفاقت و نوکری ترک کرے گا یہ فقرہ اب اور کسی کو دے جو کہ بالکل احمق اور نادان ہو
میں ایسی احمق نہیں ہوں جو تیرے فقرہ میں آجاؤں بس لے بس زیادہ یہود وہ نہ بکلام و ش
رہ اب تیار رہا ہونا محال ہے میں تجھے بدون قتل کیسے اب نہ مانوں گی تو بے کوئی و قیقہ میرے
ہلاک کرتے ہیں باقی نہ رکھا تھا میں اپنی عقلمندی اور ہوشیاری سے بچی ورنہ تو تو کام تمام
کر چکا تھا اب پھر فقرہ دیتا ہے یہ کسی نادان کو دھوکا دے اور اس سے یہ تقریر کر اب جلد
یہ بتا کہ تو نے میری سیوٹی کو کیا کیا خواجہ نے کہا کہ اے ملکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ
میں آپ کی اطاعت کروں گا اب آپ کے پاس سے کہیں نہ جاؤنگا ایک بل کو جدا نہ ہوں گا
اگر آپ کے حکم کی پابندی نہ کروں جو چور کا حال ہوتا ہے وہ میرا حال ہے مجھے گا بلکہ قتل فرمائیے گا
اگر میں اس وقت پھر عذر و معذرت کروں ایک نہ سماعت فرمائیے گا زنا کرنے کہا کہ جو کچھ
ہو میں اب تیرے کئے پر بھی عمل نہ کروں گی اب تیرے فقرہ میں نہ آؤں گی اب ہرگز سرگزد و دھوکا
نہ کھاؤں گی بس اب بیکار تقریر نہ کر سچ بتا کہ میری سیوٹی کو کیا کیا خواجہ نے دیکھا کہ یہ

کسی طور سے راہ پر نہیں آتی ہر اب رہائی غیر ممکن ہر خیر جو مرضی خدا وہ مالک و مختار ہوا سنے کوہ سزا پہ
 پروعدہ کیا ہر کہ جب تک تو اپنی زبان سے تین مرتبہ موت کا خواستگار نہ ہو گا اس وقت تک
 تیری قصاص آئے گی وہ صادق الودع ہر اپنے وعدہ کو بھولا نہ ہو گا بس کیا خوف ہر کوئی نہ کوئی
 صورت وہ رہائی کی نکالے گا یہ دل سے باتیں کر کے خواجہ نے رنار کی طرف دیکھ کر کہا کہ اتر
 ملکہ آپ جو بار بار سیہوٹی کو دریافت فرماتی ہیں کہ کیا کیا سیہوٹی کہاں سیہوٹی کو میں دکھا گیا
 کیا مزے کا گوشت تھا کہ میں تعریف نہیں کر سکتا ہوں آپ بیچارہ اسکو دریافت فرماتی ہیں اب
 اسکا پتہ ملنا دشوار ہر وہ ہضم بھی ہو گئی ہر رنار نے یہ سنے کہا کہ کیا تو آدم خوار ہر میری سیہوٹی کو
 کھا گیا اگر میری سیہوٹی کو کھا گیا ہر تو میں تجھ کو کھا جاؤنگی تو نے بڑا غضب کیا کہ سیہوٹی کو کھا لیا
 اسے موٹے یہ کیا کیا تو بڑا شوخ ہر یہ امر تجھ ہی میں دیکھا کہ تو انسان کو کھا گیا خواجہ نے جواب دیا
 کہ پھر کیا کرتا میں تین دن سے بھوکا تھا میں نے اسکو کھا لیا اسکا گوشت بھی مزے کا معلوم
 ہوا رنار نے کہا خیر اگر تو اسکو کھا گیا ہر تو کھا جا میں تیرا کام تمام کرتی ہوں یہ کہہ کر آواز دی کہ
 شیوہ سوسن و سترن ویا سمن کہاں ہو یہاں آؤ میں نے اس ساربان زادے کے حرام زادے
 کو اسیر کر لیا مگر ایک غضب اُس نے کیا کہ میری پیاری سیہوٹی کو کھا لیا یہ سننا تھا کہ سب کی سب خواہیں
 جو کہ باغ میں عمرو عیار کو تلاش کر رہیں تھیں یہ سنتے ہی کہ ملکہ نے عمرو عیار کو اسیر کر لیا ایک مرتبہ
 بارہ دری میں آئین یہاں آکر دیکھا کہ ملکہ سند پر جلوہ گر ہر اور سامنے قید سحر میں مبتلا خواجہ عمرو
 عیار بیٹھا ہوا ہر ملکہ اُس سے کہہ رہی ہیں کہ میری سیہوٹی کو بتا دے وہ کہہ رہا ہر کہ میں کھا گیا ہوں
 کہاں سے سیہوٹی کو لاؤں میری خوراک انسان ہر میں ہزاروں آدمی کھا گیا ہوں جب تک
 میں انسان کا گوشت نہیں کھاتا ہوں اس وقت تک میرا شکم نہیں بھرتا ہر آج کئی دن سے میں نے
 کوئی انسان نہیں کھایا تھا ارہد بھوکا تھا کھا گیا بس سب خواہیں و مصاحبیں آکر جمع ہوئیں
 رنار نے ان سے کہا کہ سنا تم نے یہ سیہوٹی کو کھا گیا انھوں نے جواب دیا کہ یہ باتیں بناتا ہر
 بھلا یہ سیہوٹی کو کیا کھا گیا ہو گا کہیں انسان انسان کو کھاتا ہر یہ جانوروں کا طریقہ ہر اور انسان
 جانوروں کی خوراک ہر یہ اس کو ستاتا ہر اس حرام زادے کو آپ نے اسیر کیوں کر کیا کیونکہ یہ تو
 حکیم اور مدد کر غائب ہو گیا تھا ظاہر کیوں کر ہوا رنار نے کہا کہ تم سب کی سب پھر میرے کہنے سے

تلاش کو اس نا عیار کے نگین بین یہاں کیلی رہی کیا دیکھتی ہوں وہ جو نارنگی کے درخت مشرق
 کے گوشہ کی طرف لگے ہوئے ہیں اُدھر سے سیہوٹی ہستی ہوئی چلی آتی ہر ایک نارنگی ہاتھ میں ہر
 یکسے زرنار نے کہا ہاے میری سیہوٹی تیری کس کس بات کو یاد کروں بس یہ حرام زادہ سیہوٹی
 کی شکل پر نہستا ہوا میرے پاس آیا اور کہا کہ اے ملکہ عمر و عیار کو تلاش کرتے کرتے تھک گئی
 کہیں پیہ نہ چلا آخر عاجز ہو کر چلی آئی وہ جو مشرق کی طرف نارنگی کے درخت لگے ہیں وہاں جو گئی
 تو یہ نارنگی انجمن لگی ہوئی تھی بھلی معلوم ہوئی میں توڑ لائی میں یہ سننے بہت خوش ہوئی کیونکہ
 جب سے اُن درختوں کو لگایا تھا اُس دن سے آج تک بار بار ہوتے تھے مجھ کو انکے بار بار ہونے
 کی خوشی تھی یہ حرام زادہ میرے پاس آکر سیہوٹی کی شکل پر خوش خوش بیٹھ گیا نارنگی میرے
 سامنے رکھ دی میں وہ نارنگی اٹھا کر سوٹھنے لگی وہ نارنگی خود بخود شق ہوئی اُس سے کچھ غبار نکلا
 جب تک میں سمجھوں سمجھوں کہ چھنیاک آئی پھر مجھ کو خبر نہیں کہ کیا ہوا یہ ایک ایک مجھ کو ہوش آیا تو
 اپنے حُر کی پتلی کو اپنے برابر پایا میں نے دیکھا کہ وہ سیہوٹی کو پکڑے کھڑی ہو اور کہہ رہی ہو کہ اوجڑا
 تو نے غضب کیا تھا کہ ملکہ کو قتل کر ڈالا جو تائیں حیران ہوئی کہ یہ پتلی کیا کہہ رہی ہو اُس نے کہا
 کہ اے ملکہ ہو شیار ہو اور خبر دار ہو لو یہ سارے بان زادہ موجود ہو اور سیہوٹی کی صورت بن کر
 آیا تھا اس نے بیہوشی کی نارنگی آپ کو دے کر بیہوش کیا اور قتل کرنے کو خبر لے کر چلا کہ میں نے
 زمین سے نکل کر اسکا ہاتھ پکڑ لیا آپ کو ہوشیار کیا یہ جو اس نے کہا میں نے جو سحر کیا سب
 رنگ و روغن اڑ گیا یہ اپنی صورت پر آ گیا میں نے اُس کو مبتلا سے سحر کیا زمین نے پکڑ لیا قید
 سحر جسم پر اس کے آراستہ کی اب جو میں نے اس سے سیہوٹی کو دریافت کیا تو اس نے کہا کہ
 میں تھا گیا اے شہید اور میں پھر یہ دھوکا دیتا تھا کہ میں آپ کی اطاعت کروں گا مجھ کو بے فرمایہ
 بھلا اب میں کب اس کے فقرہ میں آتی ہوں یہ ترک اسلام بھی کرے تب بھی میں اسکو
 بدون قتل کیسے نہ چھوڑوں سو میں نے جواب دیا کہ اے ملکہ اب ایسا غضب نہ کرنا کہ اسکو
 رہا کرنا ورنہ یہ آفت برپا کرے گا اسکا رہا ہونا بہت ہی غضب ہو ملکہ نے کہا کہ کیا
 میں ایسی نادان ہوں جو اسکو رہا کر دوں گی گو یہ گناہ بہت خوب ہو مگر میں ایسے گانے سے
 پافو آئی کہ جس میں جان کا ضرر ہو سو میں نے کہا کہ یہ وہی مثل ہوئی کہ پھٹ پڑے ایسا

سونا کہ جس سے ٹوٹیں کان بس اب رہا نہ فرما کیے ضرور اسکو قتل فرما بیٹے میں ایسے گانے سے
 باز آئی ہماری وہی گانے والیاں کیا کم ہیں جو اسکو زندہ رکھیں اسے زندہ رکھنے میں ضرور ہزار نے
 کہا تم بیچارہ مجکو نصیحت کرتی ہو میں بھی نہ پا کرونگی بدوں قتل کیے ہوئے مگر میں سیہوئی کو کیونکر
 اس سے لون یہ ضرور اسکا فقرہ ہو کہ میں کھا گیا نسترن نے کہا کہ اے ملکہ ایک امر میرے خیال
 میں آیا ہے یقین ہو کہ ضرور میرا خیال درست ہو نہ مارنے کہا کہ بیان کرو نسترن نے جواب دیا کہ
 اے ملکہ میرے خیال میں یہ آتا ہو کہ جس طرف سے یہ سیہوئی کی صورت بنکر نکلا تھا اُسی رختوں کے
 خزانے میں سیہوئی کو تلاش کریں شاید سیہوئی وہاں ہو اسکو پوشیدہ کر آیا ہو کیونکہ آج تک کسی انسان
 نے انسان کو نہیں کھایا ہر ملکہ نے کہا کہ سچ کہتی ہو جاؤ تلاش کرو بس نسترن سوسن یا سمن
 تینوں خواہیں ان درختوں میں آئیں اور تلاش کرنے لگیں تلاش کرتے کرتے ایک انبار کے قریب
 جو کہ پتیوں کا تھا پہونچیں اسکو جو دیکھا اسکے اندر سے سیہوئی نکلی کہ بالکل برہنہ تھی نسترن
 نے سوسن سے کہا کہ کیوں میری راے نے غلطی نہ کی سیہوئی نکلی یا نہیں ملکہ کو یقین تھا کہ
 کھالیا ہو جلا یہ بھی کہیں ہوا ہو کہ آدمی آدمی کو کھا جائے سوسن نے کہا کہ میں اسوقت تو
 تم نے بڑی عقلمندی کی آخر سیہوئی کو اٹھا کر ایک کمرے میں سب کی سب لائیں اسکو کپڑے
 پہنائے اب پانی وغیرہ چھڑک کر ہوشیار کیا اسکو جو ہوش آیا تو اپنے کو ایک کمرے میں پایا
 اور نسترن سوسن یا سمن کو اپنے گرد دیکھا حیران ہو کر کہا کہ تم لوگ کیوں میرے گرد ہو نسترن
 نے کہا کچھ تم کو خبر بھی ہو کہ تم پر کیا گدڑی تم فلاں مقام پر خشک پتیوں کے انبار میں برہنہ
 بیہوش پڑی ہو میں نے ملکہ تمہارے لیے رو رہی ہیں سیہوئی نے کہا کہ کس نے مجکو بیہوش
 کیا اور برہنہ کیا میں تو عمر و عیار کو تلاش کرتی ہوئی اُس طرف لئی تھی وہاں مجکو پیشاب لگا میں
 بیہوش کرتے بھی پھر جب خبر نہ ہوئی کہ کیا ہوا اب جو ہوش آیا اپنے کو یہاں پایا ہاں یہ امر
 ضرور ہوا تھا کہ کسی نے میرے منہ پر چھوڑا تھا کہ جسکے پڑنے ہی میں اپنے آپ سے جاتی رہی
 نسترن نے کہا کہ اے سیہوئی بڑا غضب ہوا تھا کہ وہاں عمر و عیار موجود تھا اُس نے تم کو بیہوش
 کیا اور برہنہ کر کے تمہاری صورت بنکے اور تمہارے کپڑے پہن کر ملکہ کے پاس گیا ملکہ کو بیہوش
 آمیز نارنگی دے کر بیہوش کیا چونکہ ملکہ بپا بند و بست کر چکی تھیں ادھر عمر و نے بخیر قتل کرنے کو نکالا

اور ہر ملک کی سحر کی پتلی نے نکل کر عمرو کو گرفتار کر لیا اور ملک کو ہوشیار کر دیا ملک نے ہوشیار ہو کر عمرو
 کو پکڑ لیا پتلی چلی گئی اب عمرو ملک کے پاس قید ہو گیا نے جو تم کو عمرو سے پوچھا اُس نے کہا کہ میں
 کھا گیا ملک کو ٹھکانہ ہوا ملک نے ہم سب کو پکارا کیونکہ ہم عمرو کو باغ میں تلاش کر رہے تھے
 ملک نے پکارا ہم سب کی سب ملک کے پاس آئیں تو خواجہ کو اسیر پایا عمرو نے پھر نقرہ دینا چاہا
 تھا ملک سے کہا تھا کتاب مجھ پر ہا کر دین میں آپ کی اطاعت کرونگا ملک نے قبول نہ کیا بس ملک
 نے سب حال ہم سے کہا میں نے ملک سے عرض کیا کہ میرے خیال میں آتا ہے کہ بوا سیہوئی کو
 ان درختوں میں جا کر تلاش کریں جہاں سے یہ آ پکا تھا سیہوئی بن کے ملک نے کہا کہ جا کر تلاش
 کرو اب جو تلاش کیا تم کو بیخوش پڑا ہوا یا یہاں اٹھا کر لائے پڑے پہنائے ہوشیار کیا چلو ملک
 کے پاس ملک کو ٹھکانہ ہو سیہوئی نے کہا کہ بڑا غضب ہوا تھا فسوس اس موٹدی کاٹے
 نے مجھ پر منہ دیکھ لیا مجھ کو شرم آتی ہوائے سامنے جانے ہوئے نسترن نے جواب دیا
 کہ شرم کس امر کی جو تمہارے پاس بڑا اسکی مان کے بھی پاس ہو بس اگر اُس نے دیکھ لیا تو کیا
 نقصان ہوا کون مرد ایسا ہو جو عورت کے اعضا اور حالت سے آگاہ نہیں ہو یا عورت
 مرد کے اعضا و حالت سے واقف نہیں ہو صرف یہ آنکھ کا لحاظ ہو ورنہ عورت مرد کے سامنے
 خواہ پہنے ہوئے ہو مگر برہنہ ہر اسی طور سے مرد اگر کپڑے پہنے ہو عورت کے روبرو برہنہ ہو
 پس برہنہ دیکھا تو کیا ہوا سیہوئی نے کہا کہ خیر چلو بس سیہوئی کو اپنے ہمراہ لے کر نسترن
 وسوسن دیا سمن بارہ دری میں آئین یہاں زنا رخو اجہ عمرو سے کہہ رہی تھی او عمرو سچ سچ
 بتا دے کہ سیہوئی کو کیا کیا خواجہ عمرو یہ فرما رہے ہیں کہ میں کھا گیا ہوں بیچارہ نسترن و
 وسوسن تلاش کرنے گئی ہیں وہ میرے پیٹ میں ہر وہاں کہاں دل میں کہہ رہے تھے کہ اگر
 اُس انبار میں تلاش کیا تو مل گئی میں جھوٹا ہونگا زنا کہہ رہی ہے کہ او عمرو اب تیری رہائی
 غیر ممکن ہے خواہ تو سیہوئی کو بتا خواہ نہ بتا اگر سیہوئی مل بھی جائے گی تو بھی میں تجھ کو قتل
 کرونگی کیونکہ تو نے بڑے بڑے ظلم و ستم کیے ہیں سامری پرستوں پر تو نے رحم نہیں کھایا
 انکو ترسائے سا کر قتل کیا ہے عمرو جواب دیتے ہیں اے زنا تیری کیا مجال ہے جو تو مجھ کو قتل
 کر کے ہمارا خدا ہم کو بچائے گا کیونکہ اب ہم کہتے ہیں کہ یہ چھوڑے کی نہیں رہائی غیر ہے

ممکن ہو پھر تم کیوں خاموش ہو رہو جو جی میں آئے وہ کہو اب جو زار نے کہا کہ آدمی عمرو میں تجکو ضرور قتل
 کرونگی عمرو نے جواب دیا کہ تیری کیا طاقت ہو جو تو مجکو قتل کر سکے تو میرا ایک موسے زار بھی نہیں کم
 کر سکتی ہو وہ جو تیرے خداوند ہیں انکی کیا حقیقت ہو ان پر لاکھ لاکھ لعنت ہو یا درکھ کہ میں
 رہا ہوں نکا اور تجکو قتل کرونگا تو میرے ہاتھ سے ماری جائے گی خواجہ ہزاروں گالیوں اور لعنت
 کر رہے ہیں اور دے رہے ہیں کہ زار برہم ہو رہی ہو اور کہہ رہی ہو کہ جب تک نسترن سوسن
 نہیں آئیں گی سیدوئی کو تلاش کر کے اسوقت تک میں تجکو قتل نہ کرونگی ادھر وہ آگین میں نے
 تجکو قتل کر ڈالا زار یہ کہہ رہی تھی کہ نسترن وغیرہ سیدوئی کو لے کر سامنے سے دکھائی دین
 نسترن نے پکار کر کہا کہ ملکہ آپ پریشان نہ ہوں میں سیدوئی کو لائی ملاحظہ فرمائیے یہ سیدوئی
 موجود ہو زار نے ہلٹ کر دیکھا سیدوئی کو جو زندہ پایا جان میں جان آئی سیدوئی کو دیکھا خواجہ
 سے کہا کہ کیوں اونا غبار تو تو کہتا تھا کہ میں سیدوئی کو دکھا گیا یہ کہاں سے آئی عمرو نے کہا او
 لکاتہ میں تجکو بناتا تھا اور پریشان کرتا تھا کیا میں کوئی آدم خوار ہوں اب تجھ سے زبان نہ لڑا
 جو تیرا جی چاہے وہ کر مجکو زیادہ نہ پریشان کر میں تجکو ضرور قتل کرونگا فسوس اس امر کا ہو کہ تو
 میرے ہاتھ سے بچ گئی اگر مجکو یہ معلوم ہوتا کہ تو یہ تدبیر کر چکی ہو تو میں تجکو قتل نہ کرتا بلکہ نذر
 زنبیل کر لیتا اور کلیم اڑھ کر پھر غائب ہو جاتا میرا کوئی کیا بناتا یوں ہی سر ٹپک ٹپک کر سب
 رہ جاتیں مگر دھوکا دکھایا خیر جاتی کہاں ہو مجکو تو کوئی قتل کر ہی نہیں سکتا ہو کیونکہ میرے خدا
 سے اور مجھ سے اقرار ہو کہ جب تک تم تین مرتبہ موت کو اپنے منہ سے نہ طلب کرو گے اسوقت
 تک تم کو موت نہ آئے گی تم نہ مرو گے بس میں نے موت کو طلب بھی نہیں کیا ہو ہو
 میں مردن اور میرا خدا صادق الودعدہ وہ اپنے وعدہ کو خلاف نہ کرے گا میرا قتل ہونا غیر
 ممکن ہو موت کو یاد کرنا تو شہد و یگر جو اسکا خیال تک تو دل میں لایا نہیں ہوں میں خواب
 میں بھی تو خیال کرتا نہیں ہوں بس کیونکر تو مجکو قتل کر بیگی لعنت ہو تجھ پر اور تیرے خداوند پر
 میں نے ہزاروں مرتبہ ساحرون کو ہلاک کیا اور تجکو بھی ہلاک کرونگا سامری و جمشید بھی کیا
 لیدی ہیں وہ بھی ساحر اور بچہ شیطان تھے زار نے یہ جو تقریر سنی بہت غصہ آیا اتنے عرصہ
 میں سیدوئی قریب آئی زار کو سلام کیا آکر ہاتھ چومے قدموں کو بوسہ دیا زار نے اسکو

گلے سے لگا یا ز نار سیہوتی سے محبت زیادہ کرتی ہو اور زیادہ تر الفت کی یہ وجہ ہو کہ سیہوتی
 بھی جوان اور ناکتھرا ہو اور ز نار سے اُس سے دوسرا معاملہ ہو جو کہ باہم عورتوں عورتوں میں ہوتا ہو
 ز نار نے اسی سبب سے سیہوتی کو لگا رکھا ہوا اسکی شادی تک نہیں کی ہو کہ اگر شادی کر دینگی
 یہ شوہر کے طرح چلی جائے گی مجھ کو تکلیف ہوگی دوسرے اُسکو دوسرے امر کی لذت ہوگی پھر
 یہ میرے کام کیوں آئے لگی یہ وجہ ہو جو ز نار نے اسکی شادی نہیں کی اور اس سے الفت زیادہ ہو
 جب سیہوتی آئی اور گلے لگا چکی اُس سے سب حال دریافت کیا اسنے سب حال کہا اُدھر نستر
 نے کل حال سننے کا کہا اُدھر خواجہ نے ہزاروں گالیاں دین یہ برہم تو بیٹھی ہوئی تھی حکم دیا
 کہ سچے گوئیے لاؤ اور سنجین لاؤ اور نمک مرچ و روغن کا کو اور لیمون میں اس حرام زادے ساربان زادے
 کے کباب لگا کر کھاؤنگی اور تم سب کو بھی کھلاؤنگی یہ جو حکم دیا فوراً شیہ و نستر نے لا کر
 گوشتے انبار کر دیے اور نمک مرچ و لیمون و روغن و سنجین لا کر رکھ دیں کو لون پر آگ ڈال دی
 اور دھکا دیے ز نار نے ایک سیخ میں کپڑا لپیٹا اُسکو کھنی میں رکھا اور ایک میں کپڑا لپیٹ کر
 نمک مرچ میں رکھا لیمون کاٹ کر ڈالا خواجہ خاموش کھڑے ہوئے دیکھ رہے ہیں عجیب رہیں
 خدا سے دعا کر رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ تو ہی حامی و مددگار ہو تو ہی اسکے شر سے بچا ہو والا
 ہو میں نے تو بھولے سے بھی بُری شو کا نام نہیں لیا ہو یہ کیا سنانا ہو خداوند کریم سے دعا ہیں
 کر رہے ہیں اُدھر اُس لکاتہ نے ایک اپنے سر کا بال و بال جان کر توڑا اُس پر چھو اسم سحر دم
 کرنے والا سے آسمان پھینکا کہ یکایک ایک زنجیر آہنی بنکر آسمان سے لٹکی ز نار نے اشارہ کیا
 وہ زنجیر خواجہ کی کمر میں لپٹ گئی اور خواجہ کو لٹکا لیا زمین سے گز بھر بلند ہو گئی ز نار نے سحر
 اُتار لیا کھاز میں نے خواجہ کو چھوڑ دیا تھا جب خواجہ لٹک گئے مثل طائر بے بال و پر کے
 اُسوقت ز نار نے خواصوں کو حکم دیا کہ تمام کو لے دے ہوئے اسکے سچے کھکا دوتا کہ اُسکو
 گرمی پہونچے اور تیر و کمان لے کر بیٹھو جب میں تیر لگاؤں تم سب بھی تیر لگانا پس جب
 تیر کا زخم اسکے جسم پر پہونچے گا میں نمک مرچ چھڑکوں گی اور کھنی اسی طور سے اسکو بریان کرونگی
 جب یہ بریان ہو جائے گا تو اسکی بوٹیاں کا رو سے کاٹ کاٹ کر کھاؤنگی سب نے کہا
 کہ بہت خوب راوی بیان کرتا ہو کہ اُن سب نے یہ موجب کہنے ز نار کے وہ دیکھے ہوئے

کو لے جو کہ آتش بہنم سے کم نہ تھے خواجہ کے پیچھے کھسکا دیکھ خواجہ کو یہ معلوم ہوا کہ تمام دنیا بھر کی
 آگ ہو کہ جس پر دین لٹکا ہوا ہوں مجھ سے ملنے چلے جاتے تھے ہلاک کر دے گا کرنے لگے اُدھر سب
 خواجہ صہب زرار کی تیر و کمان لے کر برابر زرار کے ٹھہرے تھے صہب زرار نے تیر کمان میں جوڑ کر خواجہ
 کو تالک کر رہا کیا اسکا رہا کرنا تھا کہ سب خواجہ صہب نے بھی رہا کیا خصوصاً سیدوئی نے سب
 سے پہلے کیونکہ یہ سب سے زیادہ جلی ہوئی تھی گو سب خواجہ صہب خواجہ سے جلی ہوئیں تھیں
 کیونکہ خواجہ نے سب کو پریشان کیا تھا راوی بیان کرتا ہے کہ خواجہ پر برابر سے پچیس تیر پڑے
 اور پچیس زخم آئے جب زرار تیر لگا چکی اسنے شبو و نسترن سے کہا کہ ذرا آگ دہکا دو اور جو
 اسنے اُس بیخ کو اٹھا کر جو کہ ٹھکی میں رکھے ہوئے تھی اور اسمیں کپڑا بندھا ہوا تھا خواجہ کے
 ان زخموں پر لگانا شروع کیا اور ٹھکی سے زخموں کو تر کرنا شروع کیا جو کہ تیر سے لگائے تھے بعد
 ٹھکی کے تر کرنے کے اسنے نمک و مرچ و لیمون ان پر دوسرے بیخ کے ذریعہ سے لگایا اُدھر
 نسترن و شبو نے آگ کو دہکا یا خواجہ مثل ماہی بے آب کے مرنے لگے ایک تو زخموں
 کی تکلیف دوسرے آگ کی اذیت تیسرے نمک مرچ کی زحمت خون ان سے ٹپک رہا ہے
 پھر زرار نے تیر و کمان اٹھائی اور قصد تیر لگانے کا کیا اُدھر خواجہ نے یہ تکلیف پا کر بدو گاہ
 قاضی الحاجات ٹرپ کر دعا کی کہ اے کریم کار ساز و عارب بے نیاز و اعنیاں استغش و اے
 ارحم الراحمین میری بدد کرد اس بلا سے نجات دے تو صادق الوعد ہو کیا اپنے وعدہ کو فراموش
 فرمایا میں نے بُری شو کا نام نہیں لیا ہوا سطلہ جھگو اپنی غرت و جلال کا واسطہ تجھ کو امبیا کے
 باساعت کامیرے حال پر رحم فرما اور اپنے وعدہ کو پورا کر اے رب العالمین اے فریادرس بیگسان
 و دادرس مظلومان مجھ کو اسکے شر سے پناہ دے بھیج کسی اپنے بندہ خاص کو کہ وہ آکر مجھ کو رہا
 کرے اے کریم بین اگر بار لگیا تو دشمن بہت خوش ہونگے دوست غمگین ہونگے حمزہ کو صدمہ
 ہو گا یقین ہے کہ وہ جہاد کو ترک کر بن میں آجناک تیری راہ میں بہت لڑا ہوں تیرے دشمنوں کو
 میں نے ہلاک کیا ہے ابھی میرا دنیا سے جی نہیں سیر ہوا ہے میرے حال پر رحم فرما واسطہ
 تجھ کو محمد مصطفیٰ کا یہ دعا کرتے تھے اور یہ شعر پڑھتے تھے رہا عی اے کریم کہ از خزانہ غیب
 آبر و ترسا و فیض خور داری + دوستان را کجا کنی محروم + تو کہ باد دشمنان نظر داری + کبھی یہ رہا عی

زبان پر جاری کرتے تھے باغی بگرداب بلا افتادہ امیر یا مظلوم دستے + پھر ختم گرفتار علی مرتضیٰ
 دستے + زحالات شب معراج و انستم بدلتی + چہرہ دستم نہ گیری یا علی شیر خدا دستے + کبھی کہتے تھے
 سگرو سنسار پکارت ہیں جبریل کو اچھے بھین بتائیو + تین سو برس نبی جی سے اُسے ناہرے
 مسلمان کو چھڑائیو + جب بھڑکری در کبیر کی + تیر مار سین چلائیو + میں منتی کروں اگر سنگ آگ
 میری با یون دیر لگا بیو + اب وقت در اور کمکس ہریون جو خواجہ نے بلک کر دعا کی کیونکہ
 ابھی خواجہ کی زندگی باقی تھی یہاں نہ عمر لبریز نہیں ہو چکا تھا ملکہ زنا رشتہ موت پر سست کی فضا
 اچلی تھی وہ جب ہی تو یہ ظلم و ستم خواجہ پر کر رہی تھی خداوند کریم کو کسی کا ظلم و ستم پسند نہیں
 آتا ہر نہ وہ ظالم ہر نہ ظلم کو پسند کرتا ہر جہاں زیادتی ظلم و ستم کی ہوتی وہیں اُس نے ظالم پر اپنا عتاب
 نازل کیا اب زمار کے ظلم و ستم کی حد ہو چکی تھی اسکا میاں نہ عمر لبریز ہو چکا تھا خواجہ نے
 بلک کر جو دعا کی وہاں آسمان اٹھے وقت انجا بہت دعا کا تھا تیر دعا بہت اجاہت پر پہونچا دریا
 رحمت الہی موجزن ہوا خواجہ کی رہائی کا زمانہ آ پہونچا خداوند کریم کو خواجہ کے حال زار پر
 رحم آ گیا فوراً خواجہ کی رہائی کا سامان پر وہ غیب سے کیا یعنی تحریر کر چکا ہوں کہ بادشاہ
 سابق یعنی سیمائے بلند آواز جب کہ صاحبقران سے زحمت ہو کر صحرائے عجائب نگار میں
 گیا تھا وہاں جا کر اسنے اپنے ملازموں اور دوستوں اور غلاموں کو بذریعہ پیلیوں کے اپنے
 رہا ہونے سے آگاہ کیا تھا اُس کے بعد اپنی زوجہ اور فرزند اور دختر کو آگاہ کر کے اسنے یہ قہد کیا تھا کہ جتنک
 یہ لوگ یہاں آئیں میں صاحبقران کی خدمت میں ہواؤں اور انکو دیکھ آؤں اور خبر لے
 آؤں پھر یہاں آکر ان سب سے ملونگا اتنے عرصہ میں یہ سب یہاں جمع ہو جائینگے تخت
 سحر پر سوار ہو کر خدمت صاحبقران میں چلا تھا تخت سحر اُٹائے ہوئے چلا جاتا تھا
 قصے کار و اتفاقات روزگار اسکا گذر اُدھر سے ہوا جہر باغ تھا زنا رجا و کا جب یہ
 وہاں پہونچا اسکو خیال آیا کہ اس کوہ پر باغ ہر زنا رشتہ موت پر سست ہیں بے ستون خانہ
 کا وہ لکاتے بھی ساحرۂ زبردست اور بڑی سیاہ قلب ہر اور میری گرفتاری میں اُس نے
 بھی بے ستون کو کمک دی تھی اور شریک رہی تھی اگر اسوقت مل جائے اپنے
 باغ میں تو کیا اچھی بات ہر اس سے بھی سمجھ لوں اور خداوند کریم اپنا فضل و کرم کرے

تو قتل کروں اور اسکے جسم ناپاک سے اس دنیا کو پاک کروں اپنے دشمن سے عوض لوں یہ خیال کر کے
تخت کو روکا تھوڑی دیر گھوم کر اب تخت کو طرف باغ زنار کے روانہ کیا چونکہ خواجہ پر تشدد زیادہ
تر ہو رہے تھے اور رہائی کا وقت آ گیا تھا اور زنار کے قتل کا وقت قریب پہنچ گیا تھا زنار کی
قضا اس بادشاہ کے ہاتھ سے تھی کیونکہ نہ سیمائے بلند آواز کا اس طرف سے گذر ہوتا اور اس کے
ذہن میں یہ بات پیدا ہوتی خداوند کریم نے اپنا فضل و کرم کیا خواجہ پر رحم بکھایا یہاں وہ وقت
ہو کہ زنار تیر کمان میں جوڑ چلی ہو رہا کرنے کی دیر ہو کہ تیر کو روکا کر کے دوسری مرتبہ خواجہ کو نشانہ
خدا نگ کرے اور کہہ رہی کیوں تمہو عیار مجھ کو فقرہ دینے کی سزا پائی اور سنا حرون کو قتل کرنے کی
اسی طور سے وہ بھی تڑپ تڑپ کر ہلاک ہوئے ہیں اور مجبور رحم نہ آیا تیرے خدا نے اس وقت
تیری کمک نہ کی تو تو کہتا تھا کہ میرا خدا مجھ کو بچا لے گا اور میں تجھ کو قتل کروں گا اب تو تو ہی قتل ہوتا
ہو اور میں زندہ بچتی ہوں خواجہ یہ اسکی تقریر سن رہے تھے اور خاموش دعا کر رہے تھے اور کہہ
رہے تھے کہ اے کریم اب تو یہ تکلیف نہیں اٹھ سکتی جو نہ اسکی طعنہ آمیز تقریر کی برداشت ہو سکتی
ہو چلہ میرے حال پر رحم فرما اور بھیج کسی کو کہ اسکی سرکوبی کرے اور مجبور رہا کرے اپنی قدرت کا
تماشہ دکھا اور مجبور رہا خواجہ نے ادھر یہ دعا کی اور آنکھوں سے اشک حسرت گرے اُدھر
اُس لکاتہ نے کمان کو کھینچا سہسہ کر کے اسکا چلہ کو کھینچنا تھا کہ برابر سے سب کمانیں کھینچیں ادھر
کمانیں کھینچیں ادھر سیمائے بلند آواز تخت کو اڑا کر اس باغ میں آکر پہنچے بالائے ہوا تخت
کو قائم کر کے باغ کی طرف دیکھا کیا تماشا نظر پڑا دیکھا کہ زنار شہوت پرست کرسی پر بیٹھی
ہوئی ہو سامنے میز رکھی ہوئی ہو اس پردہ کا نسہ رکھے ہوئے ہیں اور اسکی خواہشیں مصباحیں
گرد اسکے کرسیوں پر بیٹھی ہوئی ہیں کمانیں سب کے ہاتھ میں ہیں زنار کمان کھینچے ہوئے
نشانہ تاک رہی ہو یہ جو ملک سیمائے بلند آواز نے دیکھا خیال کیا کہ یہ لکاتہ کس کو اپنا نشانہ
بتا رہی ہو یہ تو نہایت ظالم ہو کسی پر ظلم و ستم تو نہیں کر رہی ہو یہ خیال کر کے دل میں اس طرف
کو دیکھا کہ جدھر یہ سب متوجہ تھیں اور نشانہ بازی ہو رہی تھی ایسی مشغول تھیں کہ بالکل خبر
بھی نہ تھی کہ قضا سر پر آ موجود ہوئی خواجہ تو بچے جاتے ہیں ہم خود ہی رنگ اجل سے ہرقت و
نشانہ بنتے ہیں زارع کمان انکے حال پر گریان تھا گوشہ کمان سے جدا آ رہی تھی کہ اپنی جان بچا

اب کوئی صورت تیری زندگی کی نظر نہیں آتی ہر تیری جان کا ملک الموت ان پہونچا ہوا ہے تو
 کمان کو کھینچا اور نشانہ تاکا اور صیاد اجل نے اسکو تاکا اور خدنگ تھا کا نشانہ کیا یعنی
 ہمسما کے بلند آواز نے دیکھا تو کیا دیکھا کہ ایک زخمیر آہنی ہوا پر قائم ہوا سینا ایک مرد
 بزرگ آویزان ہیں اور لشک رہے ہیں زمین سے گز سوا گز بلند ہیں اور نیچے اُنکے آگ از ح
 و ہلک رہی ہو کہ اسکی گرمی سے وہ میقرار ہو رہے ہیں سو کے آسمان سے اٹھائے ہوئے خدا سے
 دعا کر رہے ہیں اور اُنکے جسم سے خون ٹپک رہا ہر ہمسما کے بلند آواز نے ابھی تک یہ نہیں
 پہونچا تا ہو کہ یہ خواجہ عمر و میرے حسن ہیں جسے سب سے بہن قید ہے ستون سے رہا ہوا ہوں
 جب کہ اسنے یہ دیکھا اور چہرہ نورانی پایا اور خدا سے دعا کرتے ہوئے بصد رجوع قلب دیکھا تو خیال
 کیا دل میں کہ کوئی مرد بزرگ ہیں یہ لکائنہ اٹھالائی ہو ان سے طالب وصل ہوئی ہوا انھوں نے
 انکار کیا ہر یہ ان پر ظلم و بدعت کر رہی ہو کیونکہ یہ شہوت پرست تو بہت ہر نام بھی اسکا
 شہوت پرست ہوا کی بدد کرتا لازم ہوا اس حرام زاد کی کو قتل کرنا یہ خیال کر کے انھوں نے
 اپنا خست طرت زمین کے مائل کیا اس خیال سے کہ اس لکائنہ کو آگاہ و خبردار کر کے قتل کروں
 جب یہ قتل ہو جائے گی یہ بھی رہا ہو جائیگا پس یہ طرت زمین کے چلے تو مگر رانی نگاہ اسبیطر
 ہو جو رخصت خواجہ لٹکے ہوئے ہیں جب یہ کچھ قریب پہونچے انھوں نے اسے دیکھا تو کچھ
 اب صورت معلوم ہوئی خیال کیا کہ اس صورت کو تو بین نے کہیں دیکھا ہو یہ لون بزرگ
 ہیں اور کمان میں نے انکو دیکھا ہوا اب تو یہ اور قریب جلد آئے وہ ایسی غافل تھی نشانہ
 تلکے میں کہ اسنے بالکل بادشاہ ہمسما کے بلند آواز کو دیکھا تک نہیں سلی نگاہ پر غفلت
 کے پردے سے پڑ گئے تھے تھنے تھنے نے اپنا بالکل اثر کر لیا تھا کسی بات کا خیال تک نہ تھا
 سوا کے نشانہ تاکے کے ان خطا کرنے سوچ لیا تھا کہ اب میں نے خواجہ کو قتل کیا کسی کی کیا
 مجال و طاقت ہو کہ یہاں آکر اسکو بچائے میں آج سامری و جمشید کی تحریر کو مٹائے دیتی
 ہوں بڑا ثواب حاصل کرتی ہوں یہ نہ خبر تھی کہ خود ہی ٹھوڑے عرصہ میں اصل جہنم ہوتی
 ہوں بلا خوف و خطر آنکھوں پر غفلت کے پردے ڈالے ہوئے کھینچی تھی نشانہ تاک
 رہی تھی کہ اگر صبر سب سب کے بلند آواز قریب پہونچے اور انھوں نے غور سے دیکھا

تو بیچا ناکہ یہ تو میرے محسن اور جان بخش خواجہ عمر و ہین عیار حمزہ صاحبقران جنکے سبب سے میں
 قید سے بے ستون کی رہا ہوا اور میں نے رہا ہو کر صاحبقران کی کمک کی تیغہ سحر کش لا کر
 دیا کہ صاحبقران نے بے ستون کو قتل کیا ورنہ بڑی مشکل ہوتی اگر یہ کوشش و عیاری نہ کرتے
 نہ میں رہا ہوتا وہ کسی نہ کسی کو بھیج کر مجاقت کر ڈالتا کیونکہ میں بالکل بے دست و پا تھا انھوں نے
 بڑی عنایت کی جب میں صاحبقران سے رخصت ہو کر چلا تھا تو انکو صاحبقران کی خدمت
 میں چھوڑ آیا تھا یہاں کہاں سے آئے اور اس لکاتہ کے ہاتھ کیونکر لگ گئے ان کی کمک کرنا
 لازم ہے کیونکہ یہ تو میرے محسن ہیں یہ لکاتہ اب جاتی کہاں ہے میرے محسن و جان بخش پر ظلم و ستم کرے
 اور میں خاموش رہوں میں پہلے ہی اسکے قتل کی فکر میں آیا تھا اب تو میرے اوپر اسکا قتل
 واجب ہوا یہ خیال کر کے آواز دی کہ اے خواجہ سلامت سلام و علیک آپ کو اپنی رہائی مبارک
 ہو میں آپ کا غلام جان باز آپ کو بخا آپ پریشان نہ ہوں اب اس لکاتہ کی کیا محال ہو جو یہ
 آپ کی طرف یہ نگاہ کج دیکھ سکے گو مجھ کو اس واقعہ کی خبر نہ تھی اتفاق سے ادھر آگیا آپ کی خدمت
 کرنا میرے مقدر میں بدی تھی اس سبب سے میرا ادھر کو گذر ہوا خواجہ نے جو یہ صدا سنی یہ تو
 دعائیں مصروف تھے طرف آسمان کے دیکھ رہے تھے انکو دین و دنیا کی خبر نہ تھی کہ کون آیا ہو اور
 کون نہیں آیا ہو اب جو صدا یہ سنی تو سہراٹھا کر دیکھا اس آواز کی طرف فوراً انکی نگاہ سیمائے بلند آفا
 پر پڑی دیکھا بادشاہ طلسم جسکو میں نے رہا کیا تھا تاج سر پر رکھے ہوئے تخت پر سوار چھولی ووش
 پر تخت ہوا ہر قائم میری طرف دیکھ رہا ہے جیسے ہی خواجہ نے اسکی طرف دیکھا اُسنے جھٹک کر سلام
 کیا خواجہ نے جواب سلام دے کر کہا کہ جلد میری رہائی کی فکر کرو میری جان پر غمی ہوئی ہے یہ آگ
 جلانے دیتی ہے دوسرے یہ زخم جو نیرن سے پہونچے ہیں وہ الگ ہلاک کرتے ہیں اب ان
 تکلیفوں کی برداشت نہیں ہو سکتی جو تمہارا بڑا احسان ہو گا جو میری رہائی میں کوشش
 کرو گے کیونکہ میری جان پر غمی ہوئی ہے یہ جو خواجہ نے کہا بادشاہ نے جواب دیا کہ یہ غلام
 حاضر ہو جہاں تک ممکن ہو گا آپ کی رہائی میں کوشش کرے گا اپنی جان دوں گا اور آپ کو
 رہا کروں گا اب آپ اطمینان رکھیں کہ یہ حرام زادی فاحشہ لکاتہ عجیب آپ کو تکلیف نہیں دے
 سکتی یہ کہہ کر پھڑپھڑ کر جو دم گیا جہاں پر آگ و ہراس رہی تھی وہاں کی زمین شقی ہوئی اور

ایک پتلی پیدا ہوئی تھی جس کے ہاتھ میں ایک چھوٹی سی پیکاری تھی اس پیکاری کو اس آگ پر مار پیکاری کا ٹرنا تھا کہ وہ آگ بالکل سرد ہو گئی ذرا بھی آگ نہیں گرمی باقی نہ رہی اور تو آگ سرد کی اور خواجہ کو آگ کے سرد ہونے سے راحت ملی وہ پتلی تو آگ کو سرد کر کے غائب ہو گئی یہ واقعہ کسی نے نہیں دیکھا کیونکہ سب خواجہ کی طرف نشانہ بازی میں مصروف تھے سب کی نگاہ بلند تھی زمین کی طرف کسی کی نگاہ نہ تھی جو یہ واقعہ دیکھتے کہ آگ سرد ہو گئی اور جب بادشاہ طلسم آگ کو سرد کر چکا اس وقت متوجہ ہوا طرف زرارہ کے اور تخت کو اڑا کر سامنے آیا اور خواجہ کو اپنی پشت کی طرف کر لیا اور پکارا کہ اولکاتہ زرارہ یہ کون سی حرکت ہو خیر دار وہ ہوشیار ہو جا میں تیری جان کا ملک الموت آپہونچا خواجہ کی کمک کرنے کو جس طور سے تیرے بھائی بے ستون کو قتل کیا ہوا سی طور سے تجکو بھی قتل کرونگا اور اس کے پاس تجکو بھی پہونچا دوں گا ورنہ میں تو نے بہت ظلم و ستم پر کمر کسی ہوا اب میرے ہاتھ سے جاتی کہان ہوا وی بیان کرتا ہر کہ اس وقت تک تو زرارہ اسکی خواصون کو خبر نہ تھی کہ جب تک سیمائے بلند آواز قریب خواجہ آئے تھے ہاں جب سیمائے بلند آواز نے خواجہ کو پہچان کر کہا تھا کہ سلام و علیک اور خواجہ سلامت میں آپ کا غلام جان باز آپہونچا ہوں پریشان نہ ہو جیے گا اور خواجہ سے اور ملک سیمائے بلند آواز سے گفتگو ہوئی تھی یہ نشانہ تو تاک چلی تھی اسکے کان میں جو یہ صدا پہونچی اُس نے خواصون سے کہا تھا کہ یہ کون عمرو عیار سے باتیں کر رہا ہو ذرا دیکھنا تو سب نے ایک مرتبہ خواجہ کی طرف دیکھا گو نشانہ تاک رہیں تھیں مگر اس طور سے ہر ایک نشانہ تاک رہی تھی کہ کسی کی نگاہ بلند نہ تھی سب کی نگاہ خواجہ کے جسم اسفل پر تھی یہ بھی زرارہ نے کہا تھا کہ پہلے اسکے جسم اعلیٰ کو نہ زخمی کرنا اگر اسکو زخمی کرو گے اور کوئی تیرے گلے پر پڑے گا اور گلے کو توڑ کر پار گزر گیا تو یہ ہلاک ہو جائے گا تکلیف قتل سے محفوظ رہے گا اسکو جہان تک ممکن ہو پڑا پڑا کر قتل کرو اس سب سے سب کی نگاہ تھی تو اسی طرف مگر بلند نہ تھی اب جو یہ زرارہ نے کہا سب نے دیکھا کیا نظر پڑا ایک تاجدار تخت پر سوار عمرو عیار سے کلام کر رہا ہو زرارہ نے بھی دیکھا خواصون سے کہا کہ تم نے غصہ کیا عمرو عیار کا مانتی آپہونچا مگر جاتا کہان ہوا میں تو اس کے خون کی پیاسی ہوں اسی تلاش میں تھی عمرو عیار کو قتل کر کے اسکے قتل کرنے کی فکر میں ضرور جاتی اسی نے میرے

بھائی بے ستون جادو کو قتل کر یا ہر نہ یہ شیخ لاکر دیتا نہ وہ قتل ہوتا خوب ہوا یہ بیان آگیا بلکہ ان
 ہاتھ سے رکھ دو پہلے میں اس سے سمجھ لوں پھر خواجہ کو قتل کروں کیونکہ جب تک یہ قتل نہ ہوئے گا
 خواجہ کا قتل ہونا محال ہے خواصوں نے کہا کہ اسی ملک یہ کون ہے کیا یہ ہی طلسم کشا ہے مگر ہم تو سننے تھے
 کہ طلسم کشا ساحر نہیں ہے یہ تو ساحر ہی زمار نے کہا نے نہیں یہی ہمارے کبختوں یہ بادشاہ طلسم کشا کے
 بلند آواز ہے جسکو میرے بھائی بے ستون نے شنگال بادشاہ طلسم کے حکم سے اپنے پاس قید رکھا
 تھا جسکو عمر و عیار نے بے ستون کو دھوکا کر دیا کیا یہ وہ ہے اب اپنے حمایتی یعنی عمر و عیار کو پا کر
 آیا ہوا اسکا حمایتی بنکر ساحری و جہتید نے میری مراد پوری کی زمار خواصوں سے یہ کہہ رہی تھی اور
 کہ رہی تھی کہ یہ طلسم کشا نہیں ہے طلسم کشا کو تو اس حال کی خبر بھی نہ ہوگی نہ وہ ساحر ہے جو بیان آسکے
 یہ اسکی قضا اسکو لائی ہو وہ لوں کو قتل کر دنگی اسکی تقریر تمام نہوئی تھی کہ بادشاہ طلسم نے
 سامنے آکر بکا کر وہ تقریر کی جو کہ تحریر کر چکا ہوں اور کہا کہ خبردار دست خود را نگھدار اب خواجہ
 پر تیرہ لگانا ورنہ خطا بائیگی پہلے مجھ سے مقابلہ کرے اور مجھ کو قتل کر لے پھر خواجہ سے بولنا دیکھو
 ہوشیار ہو جا کمان ہاتھ سے رکھ دے زمار نے جو بادشاہ کو سامنے پایا اور یہ تقریر سنی فوراً کمان
 ہاتھ سے رکھ دی اور کہا کہ کیون قضا آئی ہے میں وہ ہی ہوں کہ جسے تجھے حالت حکومت میں
 اسیر کر لیا تھا اور تو میرا کچھ نہ کر سکا تھا اب کیا بنا لیگا بس اسی میں خبریت ہے کہ میرے پاس
 چلا آ اور اپنی خطا کو معاف کر امین تیری خطا بخش د ونگی بھائی کے خون کا عوم نہ لوں گی دیکھو
 خبردار ہو جا تو میرا کچھ نہ کر سکے گا کیوں اپنی جوانی کو تباہ کرتا ہے مجھ ایسی ساحرہ سے مقابلہ کر کے
 بادشاہ نے جواب دیا کہ اولکاتہ وہ زمانہ اور تھا اور یہ زمانہ اور ہے اسوقت میں سب
 مجھ سے بھر گئے تھے اور مجھ کو دھوکا دے رہے تھے اور دھوکے اور فریب سے مجھ کو اسیر کر لیا تھا
 وہ جو شنگال بادشاہ بنا ہوا تھا وہ میرا کیا بنا سکتا تھا پہلے تو دھوکے دھوکے میں تمام خضعات
 طلسم میرے قبضہ سے نکال لیے اسکے بعد مجھ کو شراب پلا کر بیہوش کیا اسی حالت میں مع
 میرے ملازموں کے تو نے اور تیرے بھائی اور شنگال و دیگر ملک حراموں نے پکڑ لیا ورنہ
 اگر میں ہوشیار ہوتا تو میرا اسیر ہونا محال تھا تمام طلسم تہ و بالا کر دیتا اور اسکا معاضہ
 ہو جائیگا لے میں سامنے موجود ہوں اگر اپنی زندگی چاہتی ہے تو ہاتھ باندھ کر میرے پاس آ

میں تیری خطا معاف کروں اور طلسم کشا کی شرارت کر رہی صورت تیری زندگی کی ہو ورنہ
 بچنا محال ہے جب سے میں نے خواجہ کو اس حال سے دیکھا ہے میری آنکھوں میں خون تازہ ہوا
 پس اب جو کچھ تجھ کو کرنا ہو وہ کر مجھ کو تاب نہیں ہو زنا کرنے جواب دیا کہ میں ہوشیار ہوں یہ تو مجھ سے
 کبھی نہ ہو گا کہ میں طلسم کشا کی اطاعت کروں یا تیری میں تجھ سے کوئی بایہ کمی کا نہیں رکھتی ہوں
 تجھ ایسے میرے بہت سے شاگرد ہیں بان بہ تیرا مرتبہ کبھی تھا کہ تو بادشاہ طلسم تھا اس وقت میں
 ہم سب کو تیری اطاعت و فرمانبرداری لازم تھی جبکہ تو ملحد و مرتد و ملج ہو گیا تو اب ہم کیونکر
 تیری اطاعت کریں انہو تجھ کو جہان تک ممکن ہو گا قتل کرینگے یہ کہہ کر خواصوں سے کہا کہ ہوشیار
 ہو جاؤ بڑے زبردست سے سامنا ہے بادشاہ نے کہا کہ گو میرے آقا و مالک طلسم کشا کا
 یہ حکم ہے کہ پہلے حریف پر سبقت نہ کرنا اس کا حربہ رد کر کے اسپر حربہ کرنا مگر میں اس وقت اس کے
 حکم کے خلاف اس سبب سے کرنا ہوں کہ میرے محسن و جان بخش یعنی خواجہ عمر و تیری قید میں
 مبتلا ہیں اور از حد تکلیف میں ہیں تجھ کو انکی تکلیف گوارا نہیں ہو اگر میں تیرے حربہ کا انتظار کروں گا
 تو عرصہ ہو گا آنکھوں اور تکلیف ہو گی زنا کرنے کہا کہ تو شوق سے حربہ کریں خبردار ہوں تیرے حربہ کی
 مشتاق ہوں یہ تو ایسے بہت سے جھوکرے ہیں نے مانگ کے نیچے سے نکال دیئے ہیں یہ جو کلمہ کہا بادشاہ
 کو غصہ آگیا اور یہ کہا کہ خبردار ہو جا میں نے تجھ ایسی فاحشہ ہزاروں جوٹیوں سے قتل کی ہیں
 اور ناک و جوٹی کاٹ کر نکال دیا ہے پس اپنی زبان بند کر کہہ کر اور ایک مرتبہ تخت پر چھوٹ کر دستکری
 اور کہا کہ کوئی حاضر ہی یا سب درگئے یہ کہنا تھا کہ ایک سنناٹا ہوا حاضر حاضر کی صدا آئی زنا
 و اسکی خواصوں و خواجہ نے دیکھا کہ ایک پتلا سر پر ایک کشتی رکھے ہوئے پیدا ہوا آسنے
 آنے ہی سلام کیا خواجہ سلامت اب سب تکلیف و اذیت مہول گئے تانہ دیکھنے لگے جیسے
 اس پتلے نے سلام کیا اور کشتی سامنے پیش کی بادشاہ نے اشارہ کیا آسنے تو رے پوش کی اٹھایا
 سب نے دیکھا کہ آسمین ایک تریخ و ایک ناریخ تھا اور چند استیا سحر کی تھیں بادشاہ نے
 تریخ اٹھایا اور اس پتلے نے تو رے پوش کشتی پر ڈال دیا بادشاہ نے اشارہ کیا وہ کشتی لیکر
 جس طور سے آبا تھا اس طور سے چلا گیا وہ تریخ لیکر بادشاہ نے اپنی زبان میں سوزن سے
 نقشہ دیا اور خون لیکر اس تریخ کو زنگا اور ٹپکے دیے بعد اسکے ران میں نشہ دیا اس خون سے

بھی ترنج کو زنگین کیا زنا را تو بیٹھی تھی یا کھڑی ہو گئی اور دیکھو یہی ہوا جس نے بھی ایک کارواں بٹھالیا ہو
خواصین کہ رہی ہیں کہ ملکہ آپ بھی کوئی سحر تیار کیجیے وہ جواب دیتی ہے کہ ایسے چھو کروں اور طفل بکتاب
کے لیے کیا سحر تیار کروں اسکے لیے جنبش لب کافی ہے ابھی تو ایک اشارہ میں خاک سیاہ ہو جائیگا
نہ معلوم یہ کس بھروسہ پر مجھ سے لڑنے کو آیا ہو تم دیکھ لینا کہ دھرمین نے اشارہ کیا اُدھر یہ
ہلاک ہو کر خاک پر گرا اسکو اپنے دل کی حسرت نکال لینے دو دیکھو یہ میرا کیا کرتا ہو خواصین
خاموش ہو رہیں اور کھڑی ہوئی تماشہ دیکھنے لگیں ایک نے دوسری سے کہا کہ واقعی یہ امر
ہے کہ بھلا یہ ملکہ سے کیا مقابلہ کر سکتا ہو ملکہ ہو یہ بھی ہرچہ نسبت خاک را با عالم پاک ہیں
ملکہ میں اور انہیں زمین آسمان کا فرق ہے بادشاہ طلسم ہونے کا جو چاہے مرتبہ کہو وہ درست ہے
کیونکہ بادشاہ صاحب تحفہ جات طلسمی ہوتا ہے اس سبب سے اس سے کوئی لڑ نہیں سکتا ہو ورنہ
ملکہ ان ایسے ہزاروں صبح سے شام تک ساحر تیار کر دین سو وہ بھی بات اب نہیں ہے کہ یہ بادشاہ
ہوں انکو قضا ہی لائی ہے دوسری نے کہا کہ کوئی تو ایسا امر ہوگا کہ جو اتنی بڑی ساحرہ سے یوں
بلا خوف مقابلہ پر آمادہ ہوا ہو قیسری بولی کہ کچھ بھی نہیں ہے صرف اپنی حکومت کے بھروسے پر
سو وہ حکومت اب کہیں نام کو بھی نہیں ہے مگر مرے جاتے ہیں جو تھی بولی اس فقرے سے کیا
فائدہ دیکھ لینا جو ہوگا لو اُدھر دیکھو وہ اپنا حربہ کرتا ہے اس بحث سے کوئی بات فائدہ کی نہیں ہے
یہ جو جو تھی نے کہا سبکی سب اس طرف متوجہ ہو گئیں اُدھر سیمائے بلند آواز نے اس ترنج کو
خون سے زنگین کر کے اور اس پر اسم سحر دم کر کے خردا ر خردا کر کہا اب جو زنا رجا و ویر مارا
وہ ترنج سحر فہم کرتا ہوا مثل شعلہ جو آگ کے چلا وہ اسی طور سے کار و سحر تھرین لیے
ہوے کھڑی رہی جیسے ترنج قریب پہنچا اس نے اسم سحر دم کر کے وہ کار و سحر اس ترنج
پر ماری اسکا ترنج پر پڑنا تھا کہ ایک برق چمکی وہ ترنج بیچ سے شوق ہوا اور ایک شعلہ پیدا ہوا
وہ شعلہ اسکی طرف چلا اس نے سحر کیا کہ وہ شعلہ بلند ہونے لگا اس نے اشارہ کیا کہ اسی سحر
سیمائے بلند آواز واپس جا اپنے بادشاہ کو جس نے عجب کو بھیجا ہے اسکو جلا دے میں اسکی
طرف واپس کرتی ہوں وہ شعلہ بلند ہو کر طرف سیمائے بلند آواز کے چلا بادشاہ نے
جو دیکھا کہ شعلہ میری طرف آتا ہے پس فوراً اپنی ران میں نشتر پاس سے جو خون نکلا اسکو

چلو میں لیکر اس شعلہ پر بار آور کہا کہ برق بنکر نار پر گر اور اسکو ہلاک کر یہ کہنا تھا کہ وہ شعلہ
 برق ہو گیا اور جھک کر بالائے آسمان گیا اور وہاں سے ٹپ کر جلا اور صر زنا کرنے دیکھا کہ یہ سحر
 اسنے بڑے غضب کا کیا ہوا سکار و درنا فوراً غیر ممکن ہو جلدی سپر سحر اٹھا کر سر کی پناہ کی ادھر بادشاہ
 نے اور زور دیا کہ ایک چلو خون اور اس برق پر بار اور ادھر تو اسنے سپر کو پناہ کیا اور ادھر انھوں نے
 خون بار ابس اب جو تڑپ کر برق گرتی ہو اسنے لاکھ لاکھ اپنے کو بچایا اور زمین تن نہایا مگر کچھ نہ ہو سکا
 وہ برق صاف سپر کو قلم کر کے سر بر آئی و سر گردن کو قلم کرتی ہوئی سینہ میں آئی اور
 سینے کو تراشتی ہوئی شکم کی خبر لیتی ہوئی شرنگاہ کے پہاٹک کو کشادہ کرتی ہوئی غرق زمین ہو گئی
 اسکے دو پر کالے ہوئے ایک شعلہ بلند ہوا کہ جسنے اس لکاتہ کے جسم ناپاک کو جلا کر خاک کر دیا
 اسکا مرنہ تھا اور دو پر کالے ہونا تھا کہ ایک تھلکہ عظیم برپا ہوا نار یکی ہو گئی برف باری
 و سنگباری ہونے لگی آندھی سیاہ اٹھی بیرغل مچانے لگے ایک تلاطم برپا ہوا بادشاہ طالعہ
 نے جلدی سے شعل سحر کو روشن کیا یہ جو ہلاک ہوئی اسکا سحر بر طرف ہوا خواجہ کے
 جسم سے تپد سحر خود بخود بر طرف ہو گئی وہ زنجیر آہنی جسمین خواجہ شکم ہوئے تھے خائب ہو گئی
 اب خواجہ طرف زمین کے چلے کہ سیکائے بلند آواز نے سحر کیا کہ ایک پنجہ پیدا ہوا اسنے خواجہ کو
 روکا اور لا کر تخت پر ڈال دیا اور وہ تاریکی بر طرف ہوئی وہ شور و فل کی صدا اور برف باری
 سنگباری بھی موقوف ہوئی آواز آئی کہ کشتی مرانام من زنا شہوت پرست جاو و بود
 افسوس مردیم و جان وادیم بطلب خود ز سر بیدیم بعد اس آواز آنے کے وہ سب آثار بر طرف ہوئے
 روشنی ہوئی اب خواجہ نے دیکھا نہ وہ باغ ہی نہ وہ بارہوری ہی نہ وہ عمارت نہ وہ خواصین نہ
 وہ سامان جو کہ اسوقت تھا ایک مکان گنہہ خام اسکے گرد کچھ گھانسن لگی ہوئی ہوا و چند
 عورتیں کالی کالی صورتوں کی کھڑی ہوئی ہیں اور ایک لاشہ ایک ساحرہ کا زمین پر پڑا ہوا
 ہے سوائے اسکے اور کوئی سامان شوکت و نشان نہیں ہے جو کہ قبل میں تھا یہ دیکھ کر خواجہ بہت
 حیران ہوئے بادشاہ سے پوچھا کہ وہ سب سامان کیا ہوا اور یہ لاش کسکی ہے بادشاہ نے
 کہا کہ وہ سب سامان اسکے سحر سے تھا یہ ماری گئی سب نیست و نابود ہو گیا جو کہ صلی سامان
 تھا وہ رہ گیا یہ لاش اسی لکاتہ کی ہے خواجہ خاموش ہو رہے بادشاہ نے ان عورتوں سے کہ اگر

اپنی زندگی چاہتی ہو تو اگر میری اطاعت کرو ورنہ اپنی زندگی سے دست بردار ہو ورنہ سبکی سب
 آکر حاضر دست ہوئیں قدموں کو بوسہ دیا عرض کیا کہ ہم سب بہت عاجز و پریشان تھے اسکے ہاتھ سے
 انہیں وہ سیونی بھی بچھی آئے عرض کیا کہ یہ لکاتہ مجھ کو میرے مکان سے اٹھالائی تھی میرے ماں باپ سے مجھ کو
 جدا کیا یہاں لا کر جو میری گت کی ہو وہ خدا پر روشن ہو خیر آپ کے صدقہ میں اسکے ظلم و برکت سے
 نجات پائی بادشاہ و خواجہ نے ان سب سے کہا کہ تم اپنے اپنے مکان کو جاؤ جو جہان کا رہنے والا ہو بلا خوف
 و خطر چلا جائے ہر کوئی اس سے تعرض نہ کرے گا یہ کہ مراد شاہ تخت پر سے اتر آ اور طرف اس مکان کو نہ کہ
 چلا اور صراحت معلوم پیرا ہوا کہ جس نے اس لکاتہ کی لاش کو چلا کر رکھ کر دیا اس راکھ سے ایک طائر پیدا ہوا
 آئے بکا کر کہا کہ طلسم و عرفان زار فتح ہو گا اور شنگال جادو و مثل بے ستون جادو
 کے مارا جائیگا اور طلسم کشاکش کے ہاتھ لوخ طلسم لگے گی اور وہ طلسم کو فتح کرے گا جو اسکی اطاعت
 کرے گا وہ عزت پائیگا اور جو اطاعت نہ کرے گا وہ ذلیل و خوار ہو گا اور مثل بے ستون اور زنا کے ہلاک
 ہو گا یہ صدائیکروہ طائر اڑ گیا اور صراحت شاہ مع خواجہ کے اس مکان میں داخل ہوئے راوی بیان کرتا ہے
 کہ خواجہ کے جسم پر ایک تیرکان نشان نہ تھا اسکا سبب یہ تھا کہ جب خواجہ رہا ہوئے اور بچہ نے خواجہ کو لا کر
 تخت پر بادشاہ کے ڈالا تھا تو سیمائے بلند آواز نے مرہم سر لگایا تھا کہ جسکے لگانے سے فوراً تمام زخم
 اندمال کر آئے تھے نشان تک باقی نہ رہا تھا آدم بر سر مطلب کہ خواجہ و بادشاہ دونوں اس مکان
 میں داخل ہوئے خواجہ نے دیکھا کہ کئی کوٹھریاں مقفل ہیں بادشاہ سے کہا کہ اگر آپ کی اجازت ہو تو
 انکو کھولوں بادشاہ نے کہا کہ جو کچھ انہیں ہو وہ سب آپ کا ہی شوق سے لیجیے یہ سننا تھا کہ خواجہ نے
 کوٹھریاں کھولنا شروع کیں کسی میں سے اشرفیان نکلیں کسی میں سے روپے لاکھوں نکلا خواجہ
 نے سب نذر زینیل کیے اور چوسا مان خانہ داری و نشان و شوکت نکلا خواجہ نے سب نذر زینیل کیا
 خواجہ بہت خوش ہوئے ایک کوٹھری جو کھولی انہیں سے بہت کچھ مال نکلا ایک صندوق بھی نکلا
 کہ اسپر لکھا تھا کہ این مال بادشاہ طلسم یعنی شنگال جادو و یہ جو خواجہ نے اس صندوق پر
 لکھا ہوا یا خیال کیا کہ اس میں بہت مال ہو گا کیونکہ جب یہ لکھا ہوا ہے کہ این مال بادشاہ طلسم
 اسپر بھی قبضہ کر دے خیال کر کے اس صندوق کو بھی کھولا پیرا جو اٹھا یا اور دیکھا تو اس میں کیا
 دکھائی دیا کہ ایک مار سیاہ بیٹھا ہوا ہے جیسے ہی خواجہ نے پیرا اٹھا یا اس نے بھینکا رنگائی جلدی سے

خواجہ نے پیرانہ کر دیا اور وہاں سے باہر آئے اور قریب سیما سے بلند آواز کے آکر
 کھڑے ہوئے بادشاہ نے کہا کہ آپ نے سب مال پر قبضہ کر لیا اب تشریف لیجیے خواجہ نے کہا
 کہ سب مال پر تو قبضہ کر لیا مگر وہ جو سب کے اخیر میں کوٹھری ہو اسکو جو کھولا اس میں سے بہت کچھ
 مال نکلا ایک صندوق اس میں متقل تھا اس پر یہ لکھا ہوا تھا کہ این مال بادشاہ طلسم یعنی شنگال جادو
 میں نے خیال کیا کہ اس میں لاکھوں روپے کا مال ہوگا اسکو جو کھولا جیسے پیرا اٹھایا اس میں سے
 پھینکا کی صدا آئی اب جو میں نے دیکھا تو ایک ماریاہ کو اس میں با یا جلدی سے پیرانہ کر دیا اور
 وہاں سے چلا آیا اور جاکر دیکھے سیما سے بلند آواز نے کہا کہ چلیے ذرا میں بھی دیکھوں وہ
 کیا مال ہو خواجہ بادشاہ کو بیکر وہاں آئے بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے وہ پیرا بلند کیا دیکھا کہ واقعی
 سانپ بیٹھا ہوا ہے اس نے بادشاہ کو بھی دیکھ کر پھینکا رنگائی انھوں نے بھی پیرے کو بند کر دیا اب
 یہ حیران ہوئے کہ یہ کیا واقعہ ہے یہ کیونکر دریافت ہو جیران ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگے دونوں صاحب
 کہ یکا یک بادشاہ کی نگاہ طاق پر پڑی جو کہ اس صندوق کے اوپر دیوار میں تھا دیکھا کہ ایک
 صندوق رکھا ہوا بادشاہ نے وہ صندوق اٹھا کر اسکو کھنچی لگا کر کھولا کیونکہ اسکی کھنچی موجود تھی اسکو جو
 کھولا تو اس میں سے ایک زبرد کی تختی نکلی اور الماس کی انگشتی اور ایک برجہ کاغذ وہ تختی اور
 انگشتی دونوں بادشاہ نے اپنے قبضہ میں کیں اس برجہ کاغذ کو جو کھولا اس میں لکھا تھا کہ اس
 شخص کو لازم ہے کہ جو زمانہ کو قتل کرے جو مال و اسباب علاوہ اس تختی زبرد و انگشتی الماس
 اور اس صندوق کے سب خواجہ عمر و کو دیے کیونکہ یہ مال ان کے لیے ہوا ہے اور یہ لوح زبرد
 اور انگشتی صاحب قرآن کو دیے جو کہ فاتح ہیں اس طلسم کے وہ انگشتی کو ہاتھ میں رکھیں اور
 لوح کو گلے میں ان دونوں انبیاء کے سبب سے آپر سحر اثر نہ کریگا اور اس صندوق میں وہ
 تیغہ رکھا ہوا ہے جس سے شنگال جادو قتل ہوگا علاوہ طلسم کشاکے جو اسکے اندر دیکھے گا اسکو وہ
 تیغہ ماریاہ معلوم ہوگا پس لازم ہے جو زمانہ کے قاتل کو کہ وہ یہ صندوق اسی طور سے اٹھا کر طلسم کشاکے
 کے پاس لیجائے اور یہ برجہ اور یہ صندوق اور یہ لوح اور انگشتی اسکے حوالے کرے علاوہ اور
 بہت سامعین اس کاغذ پر تحریر ہو رہے طلسم کشاکے کو معلوم ہوگا زیادہ والسلام یہ تحریر کر کے
 سیما سے بلند آواز نے خواجہ سے کہا کہ بڑا کام نکلا کہ جس تلوار سے شنگال مارا جائیگا وہ

تلوار اس صندوق کے اندر ہو وہ مارسیاہ نہیں ہو بلکہ تلوار ہو اور یہ لوح اور یہ انگشتی یہاں
طاسم کشاکش کے لیے امانت رکھی ہو جب تک یہ لکاتہ نہ ماری جاتی اسوقت تک یہ شعیبا کا تھو نہ آئین انکا نام آنا
پرمزور تھا کیا کارخانہ خداوند کو کم کے ہیں کہ پہلے آپکو یہاں پہونچا یا اس کے بعد جبکہ یہاں پہونچا یا آپکو
یہاں آکر خیال آیا کہ یہاں بے ستون کی بہن رہتی ہو اسکو قتل کروں کیونکہ یہ بھی میری دشمن ہو
یہاں آکر میں نے آپکو اسیر یا اسکو قتل کر کے یہ سب اشیا حاصل کیں نے تشریف لیجلیے
واقعی اگر یہ نبیہ یا تھو نہ آنا شد کمال کا قتل ہونا محال تھا خواجہ نے کہا کہ جو اسکی مصلحت ہوتی ہو
وہ خالی از حکمت نہیں ہوتی ہو یہ کہتے ہوئے دونوں صاحب اس صندوق کو بکڑا کر باہر لائے
بادشاہ نے وہ صندوق اور صندوق و نچہ دونوں تخت پر رکھا ان سب عورتوں کو ان کے ان کے ملک کی طرف
رخصت کیا خواجہ کو تخت پر بٹھایا سحر کیا کہ وہ تخت طرف صاحبقران کے چلا راہ میں خواجہ
سے سب حال دریافت کیا خواجہ نے سب کیفیت اول سے آخر تک بیان کی جو کہ تحریر
ہو چکی ہو اب خواجہ نے بادشاہ سے سب حال بیان آنیکا دریافت کیا بادشاہ نے سب
حال بیان کیا راوی بیان کرنا ہو کہ خواجہ و بادشاہ خوشی خوشی طرف صاحبقران کے
آتے ہیں وہاں تین دن تک صاحبقران نے بوج حکم لگانے حکیم اسقلینوس کے خواجہ و
بادشاہ کا انتظار کیا آج تیسرا دن وعدہ کا ہو کہ دربار آ رہے ہو سب حاضر دربار میں حکیم اسقلینوس
بھی موجود ہیں کہ صاحبقران نے حکیم کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ آج آپکا وعدہ کام ہوا نہ خواجہ
آئے سیمائے بلند آوازا آئے اب میں کل برائے تلاش خواجہ ضرور جاؤں گا کیونکہ بدرون خواجہ
کے میرے اوپر خواب و خور حرام ہو میں کہاں تک انتظار کروں یہ جو صاحبقران نے کہا اسقلینوس
نے عرض کیا کہ آپ پریشان نہ ہوں اگر آج وہ دونوں صاحب تشریف نہ لائیں تو کل آپکو اختیار
ہو صاحبقران نے فرمایا کہ یہ ہی تو میں بھی کہہ رہا ہوں کہ آج اور انتظار کرتا ہوں کل برائے تلاش
جاؤں گا اسقلینوس نے کہا کہ ضرور یہ ہی گفتگو ہو رہی تھی کہ اور یہ کلمہ در زبان تھا کہ ایک
برق چمکی اور ایک چمک ہوئی کہ جس سے آنکھوں میں چکا چوند سے ہو گئی صاحبقران نے اسقلینوس
کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ یہ برق کیسی چمکی اور یہ چمک کیسی ہوئی کیا آبریا ہو منور برسنی کا سامان ہو کہ چمک
ہو رہی اسقلینوس نے عرض کیا کہ یا صاحبقران یہ برق پانی برسنے کی علامت نہیں ہو آبریا ہو

نہ آثار بارش ہیں نہ برق کسی ساحر کی آمد کی ہو ضرور کوئی ساحر زبردست آتا ہو صاحبقران
 نے فرمایا کہ اگر کوئی ساحر زبردست آتا ہو تو کیا خوف ہو اسقلینوس نے عرض کیا کہ کسی خوف
 کے سبب سے یہ میں نے نہیں عرض کیا کہ ساحر زبردست آتا ہو بلکہ اس عرض سے عرض کیا کہ آمد ساحر
 زبردست کی ہو کہ ابرو بارش نہیں ہو یہ ذکر ہو رہا تھا کہ سب نے دیکھا کہ ایک تخت بالائے ہوا
 نمودار ہوا اور اسی طرف چلا آتا ہو اسقلینوس نے کہا کہ جو میں نے عرض کیا تھا یا صاحبقران
 وہ ہی امر ظہور میں آیا یا نہیں آیا کہ ساحر کی آمد کی برق ہو اور یہ جو تخت آتا ہو اس پر ضرور سیما کے
 بلند آواز میں یہ تخت اٹھیں گا ہو صاحبقران نے فرمایا کہ خدا ہیچنین کند یہ فرما کر
 اس طرف کو مخاطب ہوئے اور ملاحظہ فرمانے لگے یہاں تک کہ وہ تخت صحن بارگاہ میں
 آکر اتر اراوی بیان کرنا ہو کہ جس بارگاہ میں صاحبقران جلوہ فرما ہیں یہ بارگاہ حکیم اسقلینوس
 کی ہو اسکا نام بارگاہ اسقلینوس ہی ہو کہ وہ تخت صحن بارگاہ میں اتر جب زمین پر قائم ہوا
 صاحبقران نے ملاحظہ فرمایا کہ تخت پر بادشاہ سابق بیٹھا ہوا ہو اسکے برابر خواجہ عمر و بھی ہیں اور
 ایک صندوق بہت بڑا تخت پر رکھا ہوا ہو اور صندوق اور سب نے بھی صاحب تخت کو دیکھا
 اور مہیا نا شناخت کیا اور جاننا کہ سیما کے بلند آواز آئے انکے ہمراہ خواجہ عمر و بھی ہیں پس
 یہ جو صاحبقران نے دیکھا اہل دربار کو حکم فرمایا کہ استقبال کر کے لاؤ کیونکہ یہ تمہارے بادشاہ
 ہیں پس سوائے صاحبقران و حکیم اسقلینوس کے سب برائے استقبال تباہی بارگاہ
 آئے سب نے بہت ادب سے سلام کیا بادشاہ نے جواب سلام دیا پس سب سرداروں کے
 ہمراہ خواجہ و سیما کے بلند آواز ایوان میں آئے وہ صندوق و صندوق بھی تخت پر سے
 اٹھوا کر ہمراہ لے لیا یہاں تک کہ داخل ایوان ہوئے خواجہ نے پہلے صاحبقران کو سلام کیا
 امیر نے جواب سلام دیکر خواجہ کو گلے سے لگایا خواجہ نے قدموں کو بوسہ دیا برائے حکیم سے
 صاحب سلامت ہوئی جب خواجہ کو صاحب سلامت سے فراغت ہوئی تب سیما کے بلند آواز
 کی نوبت آئی پہلے صاحبقران کو سلام کیا اور صاحبقران کے قدموں کو بوسہ دیا صاحبقران
 نے گلے سے لگایا حکیم سے صاحب سلامت ہوئی ایک تخت حکم صاحبقران بارگاہ میں
 آراستہ کیا اسوقت صاحبقران نے سیما کے بلند آواز کا ہاتھ پکڑ کر بالائے تخت بٹھانے کا

تھا کیا حکیم نے بھی عرض کیا کہ حضور تخت پر جلوہ فرما ہوں بادشاہ نے عرض کیا کہ میں اس لائق نہیں ہوں کہ تخت پر بیٹھوں اگر اس لائق ہوتا تو مجھ سے تخت کیوں لے لیا جاتا یہ تخت و تاج آپ کو یا صاحبقران کو مبارک رہے صاحبقران نے فرمایا کہ تم ضرور اس لائق ہو خداوند کریم نے تم کو اس لائق کیا ہے ہم تاج بخش ہیں تاج گیر نہیں ہیں یہ تاج و تخت تم کو مبارک رہے بیکار تم انکار کرنے ہو میں اس کو کبھی نہ مانوں گا یہ تاج و تخت تمہارا ہی ہو تم ہی کو مبارک رہے اگرچہ تمک حراموں نے تمک حرامی کر کے تم سے تاج و تخت کو لے لیا اور اپنے قبضہ میں کر لیا خداوند کریم نے اپنے فضل و کرم سے پھر وہ سامان کر دیا کہ تم کو بھرتاج و تخت مل گیا اور اسکا بند و بست خداوند کریم نے کر دیا بس اب انکار کرنے سے کیا حاصل ہو یہ کہ کبیر صاحبقران نے سیمائے بلند آواز کو تخت پر بٹھا دیا اور خود نذر دی صاحبقران کا نذر دینا تھا کہ سب نے نذرین دینا شروع کیں اسوقت تمام لشکر میں غل ہو گیا کہ صاحبقران نے بادشاہ کو اپنے لشکر کا بادشاہ کیا مگر صاحبقران نے حکم دیا کہ آج سے گزوسکہ بنام بادشاہ اسلام سعد بن قباو کے جاری کیا جائے اسوقت سے یہ تمام ممالک میں جو کہ صاحبقران نے حوالی طلسم کی فتح فرمائے تھے یہ خبر منتشر ہو گئی اور پھیل گئی اور گزوسکہ بنام سعد بن قباو جاری کیا گیا جب بادشاہ حکم صاحبقران تخت پر بیٹھ چکا نذر وغیرہ گزر چکی اور سلامی کی توہین فیہ ہو چکیں مبارکبادی کی نوبت بچ چکی اب پھر نئے سرے سے دربار آراستہ ہوا خواجہ سامنے صاحبقران کے کرسی پر بیٹھے اور سب سردار علی قدر مرتبہ ذنگون و کرسیوں پر شکمن ہوئے اب صاحبقران نے خواجہ سے دریافت فرمایا کہ امیر خواجہ کو تو پنجہ اٹھایا گیا تھا یہ بتاؤ وہ پنجہ کیا تھا اور کہاں بیٹھا تھا اور سیمائے بلند آواز سے تم سے کہاں ملاقات ہوئی جو تم اور یہ دونوں ہمراہ آئے ہو خواجہ نے جواب دیا کہ یا صاحبقران وہ پنجہ جو مجھ کو اٹھایا گیا تھا پنجہ سحر تھا بے ستون جادو کی ایک بن تھی رنار شہوت پرست جادو واسنے اپنے بھائی کے قتل ہونے سے آگاہ ہو کر پہلے قصد آپ کے مقابلہ کا کیا تھا جب اسکو معلوم ہوا کہ آپ پر سحر اثر نہیں کرتا ہو بسبب اہم اعظم کے تب آسنے میرے اور پرہاتم کو صاف کیا اور مجھ کو اٹھوا منگایا اپنے باغ میں طلب کر کے بہت شہادہ کیے آخر کو خواجہ نے اپنی عیاریوں کی کیفیت اول سے آخر تک سب بیان کیں اور سیمائے بلند آواز کا اگر اسکو قتل کر کے رہا کرنا اور صندوق و صندوقچہ کا لٹکانا اور ادھر کور و انہ ہونا اول تا آخر

سبب کہ سنا یا خواجہ کی تقریر و عیاری پر صبا اہل دربار بہت خوش ہوئے خواجہ نے کہا کہ اس عیاری میں میرا بڑا نقصان ہوا کہ ایک اکہ زرد کا ایک جوہری کامبری کمر میں لگا ہوا تھا اسنے مجکو دیا تھا کہ اسکو اپنی سرکار میں فروخت کر دینا مہمان اگر نوبت اسکے دکھانے کی نہ آئی جنگ و پیکار کی ہمت نہ تھی یہی اس میں قبول کیا وہ اسی طور سے کمر ہی میں رہا جب تک وہ پنجہ اکٹھا کر لیا ہوا درمیں وہاں پہونچا ہوں اور مجکو ہوش آیا ہر تو میں نے کمر میں اسے پایا تھا بعد ان عیاریوں کے جو دیکھا تو اسکا نام و نشان تک کمر میں نہ تھا وہ مہاجن تو مجھ سے لے گیا اپنا مال لے گا بار و بیہ وہ جو سنا ہو کہ منلسی میں آٹا گیلان کے تھے روزی کو گلے بڑی ناز بہر تو یہ مثل صادق آدمی نفع کے عوض میں نقصان ہوا واہ واہ کیا خوب صاحبقران نے فرمایا کہ یہ اگر کسی کو دھوکا دیکھے گا اور فریب بھلا کہ زبرد کا ہوتا اور آپ اسے کمر میں رکھتے یہ غیر ممکن تھا اسکو ہزار و زہار تہ کے اندر رکھتے یہ فقرہ ہر بیان کوئی ایسا نہیں ہے کہ آپ کے فقرہ میں آکر آپکو دے تمام مال و دولت زمار کی اپنے قبضے میں کی ہوگی علاوہ اس کے جو کہ گانے کے وقت انعام میں پایا ہو گا خواجہ نے جواب دیا کہ وہ بڑی سخت اور بخیل تھی اسنے ایک جہ نہیں بلکہ اسکی خواہشیں وغیرہ دینے پر آمادہ ہوئیں تو اسنے منع کیا کہ نہ رو اور نہ اس کے مکان میں سے ایک خر مرہ نکلا اس کے تو سیمائے بلند آواز گواہ ہیں سوائے اس صندوق اور صندوق کے جو کہ آپ کے روبرو موجود ہو صاحبقران نے فرمایا کہ میں کبھی نہ مانو نگا نہ رو نہ ہزار و زہار روپیہ نکلا ہو گا بس اسی مال میں سے قیمت اکہ کی دیدہ دو گیا نقصان ہو گا اگر واقعی اکہ گر آیا ہو خواجہ نے جواب دیا کہ مجکو جھوٹ بولنے سے کیا نفع تھا بان میں جھوٹ اس وقت بولتا کہ جب تک وہ یہ یقین ہوتا کہ اوہ میں جھوٹ بولا اوہ صاحبقران نے مجکو روپیہ اکہ کی قیمت کا دیدہ دو نقصان ہوا اسکا ذکر کیا صرف اس سبب سے کہ نفع سے تو گئے گذرے اور نقصان ہوا صاحبقران نے فرمایا کہ خیر اس تقریر سے تو کچھ حاصل نہیں ہے اب اصل مطلب کی تقریر کرنے دو یہ صندوق اور صندوق کیسا ہے جو اسکا اس احتیاط سے لائے ہو خواجہ نے جواب دیا کہ اسکا حال بادشاہ سے دریافت فرمائیے وہ بیان کرینگے تب صاحبقران سیمائے بلند آواز کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ آپ بیان فرمائیے کہ آپ کہاں تشریف لیگئے تھے اور کہاں جاتے تھے جو آپکو خواجہ ملگئے انکی آپ نے لکھ کی اور یہ صندوق و صندوق کیسا ہے تب سیمائے بلند آواز

نے عرض کیا کہ یا صاحبقران یہ غلام جاننا حضور سے نصرت ہو کر سیدھا صحرا سے عجائب انگارہ میں
 پہونچا وہاں کچھ اپنی راحت کا بندوبست کر کے یہ بندوبست کیا کہ اپنے ملازموں و غلاموں و دوستوں کو
 اپنی رہائی سے آگاہ کروں اور آپ کی کنیز اور غلام زادے کو خبر دوں چنانچہ ایسا ہی کیا سب کو اپنی رہائی
 سے آگاہ کر کے اور اس امر کا یقین دلا کے کہ میں رہا ہو گیا ہوں اور اس امر سے انکو مطلع کر کے کہ تم سب
 آکر اسی محل میں جمع ہو میں بھی آتا ہوں خدمت عالی میں برائے قدم بوسی و خبر گیری کے جلاتھا کہ راہ میں
 اس لکاتہ کا باغ بلا جو مکہ وہ بھی میری اسیری کے مقدمہ میں شریک تھی اپنے بھائی کی مجھ کو اس وقت خیال
 آیا دل منے کہا کہ ایسے دشمن کو زندہ چھوڑنا کہ جو کہ دشمن قوی ہو چکا رہے پہلے اسی سے لکھا اٹھا واپس میں
 اس کے قتل کے خیال سے باغ میں گیا وہاں خواجہ سلامت کو اسیر پایا اور زیادہ صدمہ پہونچا چنانچہ اسکو
 قتل کر کے خواجہ کو رہا کیا اور اس کے مکان سے یہ صندوق اور صندوقچہ نکلا یہ صندوق بھی حاضر
 ہوا اور یہ صندوقچہ بھی ملاحظہ فرمائیے کہ اس صندوق پر کیا تحریر ہے صاحبقران نے ملاحظہ فرمایا
 اس پر تحریر تھا کہ این مال بادشاہ طلسم یعنی شنگال جادو صاحبقران نے فرمایا اس پر یہ عبارت
 تحریر ہوا ورنہ ہر شے نانی خواجہ و سیمائے بلند آواز نے عرض کیا کہ صندوق کھول کر ملاحظہ فرمائیے
 کہ کیا مال ہوا جو صاحبقران پڑا اٹھا کر دیکھا تو ایک مار سیاہ کو اس میں بیٹھے ہوئے پایا فرمایا کہ
 اس میں تو نہ کچھ مال ہو نہ کچھ جنس ہو ایک سانپ سیاہ رنگ کا بیٹھا ہوا ہو سیمائے بلند آواز نے
 عرض کیا کہ اسکو بند کر دیجیے میری طرف توجہ فرمائیے صاحبقران نے صندوق کو بند کر دیا اور
 سیمائے بلند آواز سے فرمایا کہ بیان کرو کیا کہنے ہوا سنئے صندوقچہ کھول کر پہلے انگشتی الماس
 کی کہ جب پر کچھ اسمائے الہی کندہ تھے صاحبقران کو دی کہ اسکو زیر انگشت فرمائیے صاحبقران
 نے وہ انگشتی لیکر کلمہ کی انگلی میں بہن لی اس کے بعد سیمائے بلند آواز نے وہ لوح زبرجد
 صاحبقران کو دی کہ اسکو ملاحظہ فرمائیے صاحبقران نے وہ لوح ملاحظہ فرمائی اس پر تحریر تھا
 کہ جب طلسم کشا کے ہاتھ یہ لوح لگے تو اسکو لازم ہو کہ برائے فکر لوح طلسم طرف در بند سوسن
 کے جائے اور لوح طلسم کو حاصل کر کے برائے فتح طلسم روانہ ہوا ورنہ عرصہ فکر کے جب تک
 لوح طلسم نہ ملیگی اسوقت تک طلسم فتح نہوگا اور لوح طلسم بدوین در بند سوسن کی طرف
 جائے دستیاب نہوگی یا تو سوسن جادو و شراکت کرے جب لوح ہاتھ آئیگی یا وہ قتل کی جائے

تب دستیاب ہوئی یہ جو صاحب جفران نے دیکھا حکیم اسقلینوس سے فرمایا کہ آپ نے سنا اس
 لوح نے کیا خبر دی آپ کو در بند سوسن کا بہ معلوم ہو کیونکہ لوح میں تو صرف اسی قدر تحریر ہے
 کہ جب تک در بند سوسن کو نہ جایا جائے گا اس وقت تک لوح طلسم دستیاب نہ ہوگی یہ نہیں تحریر
 ہو کہ فلان طرف در بند سوسن ہو اس سمت کو جانا چاہیے یہ جو صاحب جفران نے فرمایا حکیم
 اسقلینوس نے جواب میں عرض کیا کہ یا صاحب جفران بخداے لایزال میں در بند سوسن
 کے حالی سے آگاہ نہیں ہوں گو سرکن طلسم سے ہوں مگر در بند سوسن سے بالکل لاعلم ہوں کہ در بند
 سوسن کس طرف ہو اور کہاں ہو اور کس مقام کا نام ہو یا نام تو ضرور سنا تھا اور نقشہ طلسم
 میں دیکھا بھی تھا مگر یاد نہیں ہو کہ کس سمت کو ہو مجھ کو اگر معلوم ہوتا تو میں ضرور خدمت عالی میں عرض کرتا
 بلکہ ہمراہ چلتا یہ جو اسقلینوس نے کہا صاحب جفران نے سلاطین و دیگر سرداروں سے دریافت
 فرمایا ہر ایک نے انکار کیا اب نوبت سیکائے بلند آواز کی آئی صاحب جفران نے اس سے جو
 دریافت فرمایا اسنے عرض کیا کہ یا صاحب جفران یہ غلام حضور کو تمام واقعات طلسم سے آگاہ کر دیگا
 اور سب حالات طلسم خدمت عالی میں گزارش کر دیگا پہلے حضور اس پرچہ قرطاس کو ملاحظہ
 فرمائیں کہ اس پر کیا تحریر ہے یہ بھی اسی لوح اور انگشتی کے ہمراہ نکلا تھا صاحب جفران نے وہ پرچہ قرطاس
 سیکائے بلند آواز کے ماتم سے لیکر ملاحظہ فرمایا اس میں تحریر تھا کہ ای طلسم کشا آگاہ ہو جب
 نہ مار شہوت پرست قتل ہو اور صندوق و صندوقچہ ہاتھ آئے تو لوح زبرد کو گلے میں
 پہنے اور انگشت الماس کو انگشت میں اور جو اسم حاشیہ لوح پر تحریر ہو اسکو پڑھ کر اس صندوق
 سے کہ جس میں مار سیاہ ہو اس مار سیاہ کو اٹھائے وہ مار سیاہ نہیں ہو بلکہ ایک تیغ ہو کہ جس سے
 شنگال جاو قتل ہو گا جب تک یہ تیغ نہ ہو گا اس وقت تک اسکا قتل ہونا محال ہو پس طلسم کشا کو لازم
 ہو کہ اس تیغ پر قبضہ کرے اور جب طلسم کو فتح کرے قلعہ طلسمی پر پہنچے اور شنگال سے مقابلہ کی
 نوبت آئے اور سامنا ہو تو طلسم کشا اسی تلوار کو علم کرے کہ شنگال سے مقابلہ کرے اور اسی تلوار
 سے اسکو قتل کرے دوسرے اس امر کا خیال رہے کہ بدون فتح طلسم اس تلوار سے کام نہ لے اگرچہ
 شنگال سے مقابلہ بھی ہے جب تک قلعہ طلسمی پر مقابلہ نہ ہو اور کل طلسم فتح نہ ہو گا اس وقت
 تک نہ تلوار شنگال کو دکھائے ورنہ خرابی ہوگی یہ مضمون جو صاحب جفران نے اس قرطاس پر تحریر فرمایا ملاحظہ فرمائیے

فرمایا اسوقت اسفلینوس اور سیاسے بلند آواز سے کہا کہ مقام خوشی و مسرت ہو جبقد زخوشی
مجاوہ و ریاض شاہ سے ملنے کی ہوئی تھی اس سے زیادہ اس لوح اور انگشتی اور زنجیر کے ملنے کی خوشی
ہوئی یہ بھی تحریر تھا کہ ای طلسم کشا آگاہ ہو کہ یہ انگشتی لوح کا ہر وقت رہنا تمہارے پاس پر ضروری ہو اور
لازم ہو دل تو سحر قیصر اثر اسکے سبب سے نہ کرے گا و سحر سے یہ امر ہو کہ جب لوح طلسم و دستیاب ہوگی اسوقت
یہ لوح اور انگشتی کام آئیگی اگر یہ دونوں اشیاء ہونگے تو حرف لوح ظاہر ہونگے اگر یہ دونوں اشیاء
ہونگے تو ظاہر ہونگے تیسرے یہ ہو کہ انگشتی الماس کا جب عکس کسی اشیاء سے ہو پھر پھر پھر پھر پھر پھر پھر پھر
و نابود ہو جائیگی جو تھے اگر کوئی دریا درمیان میں حائل ہو اور کوئی انگشتی یا جہاز اسوقت وہ دستیاب ہو
اور ضرورت ہو تو لازم ہو صاحب لوح و انگشتی کو بلا خوف و خطر اس دریا میں اتر جائے پانی ساکت
ہو جائیگا صاحب لوح و انگشتی کو عرق نہریگا بلکہ یہ معلوم ہو گا کہ جیسے زمین پر چلا جاتا ہوں اگر اپنے کو
آگ میں گرا دوں گا تو آتش سوزان اسکو نہ جلائیگی جسم توشہ دیگر ہر ایک تار اسکے پارچہ کا جو اسکے جسم میں
ہو گا نہ جلے گا بلکہ جبکا وہ ماتہ پکڑ کر داخل آتش سوزان ہووے پھر نہ جلے گا اور اگر صاحب انگشتی لوح
پر کسی قسم کے ہتھیار کا حربہ کیا جائیگا بالکل اثر نہ کریگا یہ خواص ہیں اس لوح و انگشتی کے بس صاحب جعفران
نے اس قرطاس کو پڑھ کر کسی برکھا کہ سیاسے بلند آواز سے عرض کیا کہ پشت کی طرف ملاحظہ فرمائیے
اگر بھی کچھ تحریر ہو صاحب جعفران نے پشت کی طرف جو ملاحظہ فرمایا تو یہ تحریر پایا کہ طلسم کشا کو لازم ہو کہ
جب لوح زبرد اور انگشتی الماس اور زنجیر سحر کش کہ جس سے ششکال جادو و قتل ہو گا وہ دستیاب ہو تو
در بند سوسن کی طرف برائے تلاش لوح جائے اور نہ و نشان نہ در بند سوسن کا بادشاہ طلسم سے
دریافت کرے کیونکہ وہ حالات طلسم سے بخوبی آگاہ ہو یہ تحریر دیکھ کر پہلے صاحب جعفران نے اس
صندوق کو کھولا کہ حین ماریا تھا اور اسم حاشیہ لوح پڑھ کر اس ماریا پر ماتہ والا اور کھالیا سینے
دیکھا کہ وہ ماریا نہ تھا بلکہ ایک تلوار تھی کہ جو نیام سیاہ میں نہان تھی صاحب جعفران نے اسکے قبضہ پر قبضہ
کر کے اب جو اسکو نیام سے کھینچا یہ معلوم ہوا کہ ایک برق چمک گئی سبکی آنکھوں میں جکا چونر سی آنکھی تھیں
تلوار کو صاحب جعفران نے ملاحظہ فرما کر بہت تعریف فرمائی اور پسند فرمایا اسی وقت اسکو زریب کمر فرمایا اب
بادشاہ طلسم کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اب در بند سوسن کا نشان مجھ کو بتائیے تاکہ میں جا کر لوح طلسم
حاصل کروں اور طلسم کو لوح حاصل کر کے فتح کروں تمہارے دشمن کو قتل کر کے تمہارا قبضہ مالک طلسم ہو

کراؤن اور ان سب کاموں سے فراغت کر کے اپنے لشکر کی طرف جاؤن کیونکہ عرصہ ہوا کہ مجھ کو لشکر کی خبر نہیں پہونچی ہو کہ اہل لشکر کیسے ہیں اور بادشاہ اسلام کا مزاج کیسا ہو اور دیگر غریبان تندرست و خوشحال ہیں بادشاہ طلسم نے عرض کیا کہ یا صاحبقران آپ آگاہ ہوں اور سماعت فرمائیں کہ یہاں سے طرف مشرق کے دس کوس پر ایک صحرا ہے اس صحرا میں ایک تالاب ہے اس تالاب میں ہزاروں مرغابیان بڑی ہوئی ہیں اس تالاب سے سرحد در بند سو سن شتر مرغ ہر اس تالاب کے اندر ایک قبر ہے ایک حاکم کی کہ اس کا نام آفتاب شعلہ پیکر جاو و تھا بڑا سا حزر بردست تھا اسنے اس صحرا میں آکر مقام کیا تھا اور اسکو اپنا مقام سکونت مقرر کیا تھا اسکے دماغ میں یہ بوسما گئی تھی کہ میں سب کا خالق ہوں میں نے سب کو پیدا کیا ہے زمین و آسمان شجر و جرجن و ہر ملک و عرش سب میری قدرت سے پیدا ہوئے ہیں میں ان سب کا پیدا کرنا والا ہوں بس اس حرامزادے نے اس صحرا میں آکر سحر سے ایک آسمان بنایا اور زمین ایک چاند سورج پیدا کیا کہ اسکی روشنی چوبیس کوس تک کام دیتی تھی اب اسکو یہ فکر ہوئی کہ کوئی ایسی تدبیر ہو کہ اس چاند سورج کی روشنی تمام عالم کو اپنے نور سے روشن کرے اور یہ جو چاند سورج میں انکی روشنی گرو ہو جائے بس اسکی اس فکر سے کیا ہوتا ہے بھلا قدرت خدا میں کوئی دخل دے سکتا ہے وہ اس فکر میں مبتلا رہا اور تدبیر نہوسکی چونکہ اسکی قضا قریب آگئی تھی ملک الموت نے آکر اسکی روح کو قبض کیا اور داخل دوزخ کیا آفتاب شعلہ پیکر کا ایک شاگرد ہو کہ اسکا نام صریح آتش خوار جاو و ہو جب اسکو معلوم ہوا کہ استاد نے فلان مقام پر قضا کی بس وہ اپنے مقام سے وہاں آیا وہاں پہونچ کر آفتاب شعلہ پیکر کو دفن کیا اور ایک گنبد اسکی قبر پر بنایا اور سحر کیا کہ تالاب پیدا ہوا اٹھو بن دن اسکی قبر پر سیلا کرنا شتر مرغ کیا ہر طرف کے لوگ جمع ہونے لگے بڑی شہرت ہوئی آفتاب شعلہ پیکر ایسا سا حزر بردست تھا کہ بعد مرثیے بھی اسکے سحر کا اثر باقی رہا کہ وہ آسمان و چاند سورج اسی طور سے قائم رہے دوسرا یہ اثر تھا کہ جو کوئی میلے میں آتا تھا اسکو ہر قسم کی راست ملتی تھی اور قبر کے اندر سے وہ ہاتھ پیدا ہوتے تھے کہ انہیں بھول ہوتے تھے ایک ایک بھول سب کو ملتا تھا جو اس بھول کو سونگھتا تھا وہ بہت خوش ہوتا تھا اس ہفتہ بھر وہ بیمار ہوتا تھا خلاصہ یہ کہ اسی طور سے ایک زمانہ گزرا ایک روز آدھ صر سے گزر میرے دادا جان کا ہوا جو کہ اس زمانہ میں بادشاہ طلسم تھے میری حکومت سے کئی سو برس پیشتر وہ حاکم طلسم تھے اسکے بعد میرے دادا بزرگوار حاکم طلسم ہوئے اسکے بعد میں ہوا میں نے بھی بچا س برس حکومت کی اب

تاریخ

دو برس سے اسیر ہو گیا ہوں بس انکو یہ فکر تھی کہ کوئی مذہب الہی کروں کہ در بند سوسن کے راستے کو
بند کروں باوجودیکہ بانیان طلبسم نے لوح طلبسم کو در بند سوسن میں رکھا ہی مگر اسکا راستہ نہیں
بند کیا جسکا جی چاہے چلا جائے اور سوسن جادو کو قتل کر کے لوح کو حاصل کرے اگر طلبسم کشا
آیا اور اسے لوح حاصل کرنی تو پھر طلبسم کا فتح کرنا کتنی بڑی بات ہو بس ایسی کوئی مذہب ہو کہ راہ در بند سوسن
کی سد و دو ہو جائے جو کوئی اور صرائے سوائے طلبسم کشا کے اسیر ہو جائے بانیان طلبسم نے بڑی غلطی کی
دوسرے انکو ہر وقت اسی امر کی فکر رہتی تھی کہ کوئی نہ کوئی بات اس طلبسم میں میں اپنی طرف سے
ایجاد کروں اس اتفاق سے جو انکا گذر اس صحرا میں ہوا انھوں نے یہ کارخانہ سحر کا دیکھا دریافت کیا
تو معلوم ہوا کہ اس مقام پر آفتاب شعلہ پیکر جادو کا مقبرہ ہے اور اسکا شکار گرد مجاور ہے جسکے
دریافت کیا کہ اسکے شکار کا کیا نام ہو معلوم ہوا کہ صریح آتش خوار یہ جو سنا کہا کہ صریح آتش خوار
کو بلا لادین اس سے کچھ دریافت کرونگا چنانچہ صریح آتش خوار جادو و داد جان کی خدمت میں آیا
اب نے دریافت کیا کہ یہاں سے در بند سوسن کس قدر دور ہے معلوم ہوا کہ اسی مقام سے حد
در بند سوسن بھی شروع ہو بس آپ خوش ہو گئے اسوقت طائر سحر کو روانہ کر کے سوسن جادو کو طلب
کیا اور کہا جب وہ آئی کہ امی سوسن جادو پہنچے تو اس غرض سے تکلیف دی ہو کہ ہم تمھارے
در بند کا راستہ بند کر دیں چنانچہ پہنچے اسکی یہ فکر کی ہو کہ صریح آتش خوار جو کہ یہاں کے مالک ہیں
ان سے اور تم سے دوستی کرادیں تم انکی معین و مددگار رہو وہ تمھارے سوسن سے جو سنا ہو چکا کہ
کون صریح آتش خوار وہ صریح آتش خوار تو نہیں کہ جو شکار دین آفتاب شعلہ پیکر کے داد جان
نے کہا کہ ہاں وہ ہی سوسن نے کہا کہ وہ تو میرے چاراد بھائی ہیں انکو کب انکار ہوگا سیریا مدد
سے اور مجھ کو کب انکار ہوگا انکی کمک سے چنانچہ اسی عرصہ میں صریح کو بھی داد جان نے رام کر لیا
تھا وہ اس طور سے ہو گیا تھا کہ جیسے اونے غلام ہوتا ہو اسنے اقرار بھی کیا تھا جب داد جان نے
اپنا منشا اسیر ظاہر کیا تھا کہ میں ایسی مذہب کرونگا کہ جو ادھر کو آئیگا اسیر ہو جائیگا خواہ طلبسم کشا
ہو خواہ غیر طلبسم کشا داد جان نے قبول کر لیا تھا بس داد جان نے صریح کو بھی ایک رکن طلبسم قرار دیا
اور اسکو شبیر طلبسم کا خطاب عطا فرمایا باہم سوسن و صریح کی جب ملاقات ہوئی اور سامنا ہوا
صریح نے سوسن کو پہچانا اور سوسن نے صریح کو اور زیادہ نرم صریح خوش ہوا اسیدن سے صریح نے

بموجب خواہش دادا جان کی اس مقام پر حد قائم کی اور یہ بھی کیا کہ ایک غبار سا بلند ہوا اور حد قائم ہو گئی
 در بند سوسن کی صریح نے یہ طریقہ آئین سے مقرر کیا کہ از صبرات ہوئی ایک جلسہ قائم کیا ناچ گانا
 ہونے لگا تمام رات جلسہ آراستہ ہوا بوقت صبح وہ گانے والیاں اور اہل جلسہ سب غریبان بنکر
 تالاب میں شناوری کرنے لگیں اور صاحب قرآن طریقہ یہ کہ جو کوئی ساحر اور صر سے بوقت شب گزرتا
 ہو وہ جو جلسہ کو آراستہ اور صحر میں چراغان پاتا ہو اور گانے کی صدا سنتا ہو اسکو بھی اشتیاق ہوتا ہے
 کہ بد رات اسی جلسہ میں بیٹھ کر وہ بس اس طرف کو روانہ ہوتا ہے جب قدر اور صحر کی راہ طو کرتا ہے اس قدر
 مقام جلسہ دور ہوتا جاتا ہے مگر معلوم یہ ہوتا ہے کہ اسی مقام پر جلسہ ہو بس وہ مسافر رات بھر اسی میں
 سرگردان رہتا ہے اور صبح ہونے لگی اور وہ مسافر قریب حد سرحد در بند سوسن پہونچا ایک تراقہ ہوا
 اور ایک برق جھکی وہ جانے والا غائب ہو گیا پھر اسکا پتہ نہیں ملتا ہے اسی طور سے جب کوئی اور صحر کو
 جاتا ہے وہ تو اس حال سے آگاہ نہیں ہے اور صحر اس غبار کے قریب پہونچا جو کہ شل پردہ کے حائل ہے
 اور دکھائی نہیں دیتا ہے ایک تراقہ ہوا اور اس تالاب میں سے ایک صحرابی یہ آواز دیکر بلند ہوئی
 کہ لینا اس بے ادب کو کہ یہ اور صحر بلا اجازت چلا آیا ہے اور آئینے بلند ہو کر آسپر اپنا عکس ڈالنا زمین
 شق ہوئی وہ غرق زمین ہو گیا پھر صحرابی اس تالاب میں جا کر شناوری کرنے لگی یا صاحب قرآن بس
 یہ ہی حد در بند سوسن ہے اور اسی پتہ سے نشان در بند سوسن ہو کر خرابی یہ ہے کہ کوئی اور صحر جانیں سکتا
 ہے جو جائیگا وہ اسیر ہو جائیگا خواہ حضور ہوں خواہ کوئی دوسرا ہو جب تک صریح آتش خوار
 جادو نہ قتل ہو گا اس وقت تک در بند سوسن کا راستہ نہ کھلے گا اسکا قتل ہونا محال ہے جب اس
 جلسہ میں کوئی جا ہی نہیں سکتا ہے تو پھر کیونکر اسکو قتل کیا جائے بڑی خرابی تو یہ ہے آئین سے
 جسدن سے دادا جان نے سوسن جادو و صریح جادو کی باہم ملاقات کرائی ہے اور صریح
 نے یہ طریقہ در بند سوسن کی راہ بند کرنے کا نکالا ہے آئین سے صریح و سوسن میں اس درجہ
 کاتباک بڑھا ہے کہ ایک روح اور دو قالب ہیں ایک دن سوسن صریح کے پاس آتی ہے
 اور ایک دن صریح سوسن کے مکان پر جاتا ہے حالات طلسم سے سوسن صریح کو آگاہ
 کرتی رہتی ہے یا صاحب قرآن یہ سلسلہ در بند سوسن کی راہ بند کرنے کا دادا جان کا ایجاد کیا
 ہوا ہے ورنہ پہلے راستہ در بند سوسن کا مسدود نہ تھا بس یہ پتہ و نشان ہے در بند سوسن کا

جو کہ غلام نے عرض کیا جب اس مالاب کی حد سے گزرے ورنہ سوسن میں پہنچ گئے کوہ سوسن پر
سوسن جادو کا باغ ہو وہ اسی میں ہمیشہ رہتی ہو بڑی ساحرہ نہ بدست ہو بادہ کبر و نخوت سے مست
ہو سال بھر کے بعد ایک مرتبہ طلسم میں آئی ہو اور نہ اور کبھی نہیں آتی ہر باجب کو فی ضرورت ہو
بر طلب کرو تو آتی ہو یہ سب رکن طلسم میں سوسن جادو و وسکاوات جادو و اعظم جادو
اور اسی طور سے اور کئی در بند ہیں ان کے حاکم سب رکن طلسم میں یہ سب مجھ سے پھر گئے اور چکو
اسیر کر لیا بے ستون جادو و سب میں عقیل تھا اسی کی رائے سے میں اسیر کیا گیا یہ سب مکرام
ہو گئے اگر یہ نہ پھر جاتے اور مجھ سے تحفہ جات نہ لیتے جاتے تو میں کبھی نہ اسیر ہوتا و سرے چکو
شراب میں بیہوشی ملا کو بیوش کیا اور اسیر کر لیا صاحب قمران شنگال نے ان سب کو زکثیر کے
دینے کا اقرار کیا تھا چنانچہ خزانہ طلسمی کھول کر ہر ایک کو مال مال کر دیا ہر ایک کا گھر زرو جو ہر وہ
اشرفی سے بھر دیا اور ہر ایک کو اپنے مقام کا حاکم کیا ایسا حاکم کہ جو خود سر ہو میرے وقت
میں اس قدر کسی کو اختیار نہ تھا اور ایسا کوئی صاحب قدرت نہ تھا جیسا کہ اب ہر ایک اپنے وقت کا
اور اپنے مقام کا حاکم بنا ہوا ہو مگر یہ ضرور ہو کہ بعد سال بھر کے سب کا غذات شنگال کے پاس جاکر تے
ہیں وہ دستخط کر دینا ہو اور کوئی اس کو ان مرحلہ جات سے تعلق نہیں ہو انھیں سب حاکمان مرحلہ کو
اختیار ہو جیسا کہ اپنے ملاحظہ فرمایا کہ بے ستون جادو و کسی امر کی خبر شنگال جادو و کو کی
خود ہی آپ سے مقابلہ کیا خود ہی بھاگ کر بالائے کوہ گیا وہاں جا کر آب سے پھر لڑا آخر کو خواجہ کی
کوشش اور آپ کے اقبال سے قتل ہوا اسی طور سے سب میں ہر ایک صاحب حکومت ہو صاحب قمران
یہ سب کے فرمایا کہ سب کا اختیار و غیر اختیار معلوم ہو جائیگا میان بے ستون نے کیا بنا لیا جو کوئی
اور نہ لے گا سیما کے بلند آواز نے عرض کیا کہ میں نے اس عرض سے یہ نہیں عرض کیا بلکہ
کل واقعات و حالات طلسم خدمت عالی میں عرض کیے اور خدمت والا میں پورے طور سے
در بند سوسن کا نشان عرض کر دیا اب جس کو چاہیے حکم فرمائیے وہ در بند سوسن کو جا کر فتح کرے
مگر میں نے واوا جان و بابا جان سے یہ سنا تھا کہ جب تک طلسم کشا خود نہ در بند سوسن کو فتح
کر لگا اس وقت تک لوح طلسم نہ دستیاب ہوگی پس بڑی خرابی ہو کہ راہ در بند تو بند ہو آپ
جس کو کثیرین ایجاب ہے گا صاحب قمران نے فرمایا خدا کوئی نہ کوئی صورت پیدا کر دیگا یہ فرما کر خواجہ شرو

سے فرمایا کہ ای خواجہ اگر تم کو شمش کر دے تو در بند سوسن کا راستہ کھلے گا اور صیغہ جادو مارا جائیگا اور مصروفہ مارا گیا اور مصراستہ کھلا بس تم کو لازم ہو کہ کو شمش کر کے جاؤ اور صیغہ آتش خوار جادو کو قتل کرو تا کہ راہ در بند سوسن کی کھلے اور وہاں کے حالات دریافت کر کے اگر کچھ سے بیان کرو میں جا کر در بند سوسن کو فتح کر کے لوح حاصل کروں اور برائے فتح طلسم روانہ ہوں یہ کام سوائے تمھارے اور کسی سے نہ ہو گا خواجہ نے یہ سب کچھ جواب دیا کہ واہ کیا خوب آپ کے پاس میں ہی دو بھر ہوں کہ خواہ مخواہ دیدہ و دانستہ جا کر اپنے کو مبتلا سے عذاب کروں جبکہ آپ یہ سن چکے ہیں کہ جو کوئی آدھ جانا ہو وہ اسیر ہو جاتا ہے پھر آپ مجھ سے ارشاد کرتے ہیں کہ تم جا کر وہاں کے حالات دریافت کر کے آؤ اور مجھ سے بیان کرو چہ خوش واہ کیا خوب اپنی بلا میرے سر ڈالتے ہیں خیال تو فرمائیے کہ اتنے اتنے بڑے ساحر زبردست موجود ہیں انھیں سے کسی کو روانہ فرمائیے کہ وہ جا کر حالات دریافت کریں اور اگر بیان کریں میں بجا رکس شمار و قطار میں ہوں ایک اونے عیار غیر ساحر جان ساحر نے مجھ سے کیا منجھو اچھو ہو گیا ہاتھ پاؤں بالکل بیکار ہو گئے جبکہ ساحرون کو اسطرف جاتے ہوئے تکلف ہو تو میں بچارہ غیر ساحر کس شمار میں ہوں منجھو اپنی جان دو بھر نہیں ہی آپ کو تو میرا مرنا چند وجوں سے اچھا معلوم ہوتا ہو کہ آپ کی بیبیان جو میں وہ ایسی خوبصورت و سلیفہ مند نہیں ہیں جیسی میری ہیں بس آپ یہ چاہتے ہیں کہ کسی نہ کسی تدبیر سے اسکو قتل کر اؤں تا کہ جب یہ ہو گا تو میں انکے ساتھ عقد کرونگا میری موجودگی میں یہ ممکن نہیں ہو صاحب قرآن نے یہ سب فرمایا کہ ای خواجہ تمھارے بھی کیا بہودہ خیالات ہیں کیوں میں تمھارا مرنا چاہوں گا اسکا کوئی سبب بھی ہو جو تم بیان کرنے ہو کہ بعد تمھارے تمھاری بیبیون کے ہمراہ عقد کروں یہ خیال تمھارا بالکل غلط و محض فضول ہے بھلا یہ کس میں گوارا کروں گا کہ تم شواہد میں آئیے ہمراہ عیش و عشرت کروں میری زندگی کی جلالت اور مزہ تمھیں سے ہو میں تم کو اپنی جان و روح خیال کرتا ہوں اونے سی یہ ہی ایک بات ہو کہ آپ کو جو بچہ اٹھا لیا تھا اسوقت سے میں بچپن تھا اسقلینوس موجود ہیں انہی دریا ت کر لو کہ کئی مرتبہ جب سے اور آج تک میں نے تمہارے کیا ہو کہ تمھاری ملاش میں نکالوں حکیم اسقلینوس مانع آئے اور زائچہ کر کے مجھ سے کہا تھا کہ آپ پر نشان نہون برسوں تک خواجہ ضرور آئینگے اگر نہ آئیں تو میرا علم غلط ہو مگر مجھ کو اس پر بھی یقین ہے

نہ تھا گو جیسا کہ انھوں نے کہا ویسا ہی ہوا مگر میرے سنا دیر خواب و خور حرام تھا بہ وقت تھا ہی خیال تھا
 یہ ہی جی چاہتا تھا کہ کیونکر مکو یاؤں اور کہاں تلاش کرنے کو جاؤں جو تم ملو خداوند کریم سے اپنا فضل
 و کرم کیا کہ مکو صحیح و سلامت مجھ سے ملایا اس پر تم یہ کہتے ہو کہ آپ میری ہلاکت کے خواستگار ہیں یہ محض
 تمہارا خیال ہی خواجہ نے جواب دیا کہ یا صاحب قرآن جبکہ آپ اس امر سے آگاہ ہیں کہ میں تین چیزوں
 سے از حد خوف کرتا ہوں پھر آپ کیوں مجھ کو ایسے مقام کی طرف جانے کے لیے کہتے ہیں کہ جہاں
 خوف جان ہی جبکہ آپ واقف ہیں کہ میں ساحر سے اور نقادار سے اور پانی سے خوف کرتا ہوں پھر
 بھی آپ مجھ کو اس مقام پر بھیجتے ہیں کہ جہاں ساحر میں ہیں تو ہرگز ہرگز نہ جاؤں گا اگر میں گیا اور وہاں
 جا کر اسیر ہو گیا تو آپ سے یہ بھی تو نہوگا کہ آپ میرے متعلقین کی خبریں اور انکو اچھے طور سے
 اپنے ناموس میں رکھیں اور کچھ انکا وظیفہ مقرر کر دیں کہ جسکے سبب سے وہ بسر و قات کریں اور
 مصیبت جو کہ میرے ہونے کے سبب سے آنبر پڑی ہو وہ کٹے بلکہ یہ ہوگا کہ جو کچھ انکے پاس ہوگا وہ ان سے
 چھین کر انکو نکال دیجئے گا وہ تباہ و برباد ہونگی یا انکے ہمراہ عقد فرمائیے گا بس ایسی حالت میں کیونکر
 اپنی جان کا خیال نہ کروں اور آپ کے کہنے سے ایسے مقام پر چلا جاؤں کہ جہاں خوف جان ہی امر ہے
 و ملکہ کہ ای خواجہ یہ جو تم نے کہا میں نے مان لیا مگر مکو میری ذات سے اس قسم کی امید کرنا محض بیکار
 اور خلاف عقل ہی جبکہ میں مکو اپنا بھائی اور بلکہ بھائی سے بھی زیادہ تر خیال کرتا ہوں تم میری شان و شوکت
 کے طریقہ کا سبب ہو میری صاحب قرانی کا باعث ہو بلکہ میرے جان بخش ہو اس حالت میں یہ چاہو نہنگا کہ
 خدا بخو استہ تم کسی بلا میں مبتلا ہو میں یہ چاہو نہنگا کہ میں خود مبتلا نہ ہوں اور تم نہ مبتلا ہو تاکہ
 میری رہائی کی فکر کرو تم اگر رہا ہو گے تو کوشش کر کے مجھ پر ہا کر لو گے میں اگر رہا ہوں گا تو تم کو ہا کر دوں گا
 خواجہ نے جواب دیا کہ جی ہاں اس وقت تو ایسی تقریر فرمائیے گا اور ایسے کلمات ارشاد ہونگے کہ تم بھائی
 ہو اور میری شان و شوکت کے سبب ہو اور میری صاحب قرانی کے باعث ہو وہ کو نسا دن تھا ایک
 کافر کے لیے آپ نے مجھ کو باندھ کر بھیجا یا اسنے مجھ کو قتل کرنا چاہا یا نقادار رہا کر لایا اس پر پھر باندھ کر بھیج دیا
 میں نے لاکھ لاکھ کوشش کی کہ میرے آپ کے صفائی ہو جائے مگر اپنے نہ قبول کیا میں نے کسی کو قتل
 نہ کیا تھا صرف ناک کاٹ لی تھی وہ بھی اس سبب سے کہ اسنے میرے جوان فرزند کو مار ڈالا کہ جب کو میں
 بہت چاہتا تھا اور جس سے از حد محبت کرتا تھا میرے اوپر کیا منحصر ہو سب اس سے محبت کرتے

تھے اگر اس کے غم و الم و رنج و صدمہ میں مجھ سے ایسی حرکت ہو گئی تو میں اس امر کا مستحق نہ تھا کہ میرے
 اوپر اس قدر زیادتی کی جاتی اور بڑے قتل کا فرسے حوالے کیا جاتا وہ وقت خیال کرنے کا تھا اس پر
 یہ ظلم کیا گیا کہ سیکورٹ منع کروا گیا کہ جو کوئی عمر و کا نام لے گا اس کو بھی میں شکریہ نکال دوں گا اس وقت
 یہ خیال نہوا کہ یہ میرا بھائی ہے اور میری شان و شوکت کا اور صاحبقرانی کا سبب ہے یا ابھی کل ہی کی
 بات ہو کہ میرے شاگرد برق فرنگی کو اسی طلسم کی سرمد میں آکر اپنے نکال دیا تھا بھولے سے میرے
 فرزند نے نام اس کا لیا تھا تو اس کو بھی نکال دیا اس وقت ان امور کا خیال نہ کیا جناب عالی دنیا اپنے
 مطلب کی ہو اس وقت بھی خیال کیا ہوتا کہ اگر ہم اس وقت ان لوگوں پر یہ تشدد کرتے ہیں خواجہ جو
 ہر سبب دریافت کریں گے تو کہا جواب دینگے اور حمزہ جسے زیادہ تر بیروت و طوطا چشم کوئی نہیں ہے
 اپنے مطلب کے وقت تو ایسی نفیر کرتے ہو کہ یہ معلوم ہو کہ اسے ہر جگہ کوئی دوست نہوگا اور جب
 کچھ خطا ہو جاتی ہو خواہ وہ لائق خیال ہو خواہ نہ ہو پھر کسی طرح سے مروت نہیں کرتے ہونے پر کیا غصہ
 ہو کل عربوں کا یہ ہی طریقہ ہے تمام طوطا چشم اور بیروت غرض دوست ہوتے ہیں پس جبکہ آپ کا
 یہ حال ہے تو میں کیونکر ایسی حالت میں اپنی جان کو جان نہ سمجھوں اور نہ خیال کروں صاحبقران نے
 فرمایا کہ یہ کون کتا ہے کہ آپ اپنی جان کو جان نہ خیال کریں نہ میرا یہ فتنہ ہے پس ازراہ مہربانی آپ
 ان سب خیالات کو برطرف فرمائیے اور طرف درخند سوسن کے شریف بچائیے اور وہ ان کے
 حالات دریافت کر کے پھر سے اکر بیان فرمائیے کیونکہ یہ کام ہوا ہے آپ کے دوسرے سے نہوگا ان لوگوں کی
 نسبت جو اپنے فرمایا کہ یہ ساحر ہیں یہ کیوں نہ جا کر وہ ان کے حالات دریافت کر کے آپ سے بیان
 کریں انکے نہ جاننے کے چند سبب ہیں اول تو یہ کہ ان لوگوں سے سب طلسم کے باشندے آگاہ ہیں
 اور واقع ہیں یہ لوگ جو چاہیں گے تو سب انکے حال سے آگاہ ہو جائیں گے دوسرے یہ عیار نہیں ہیں
 جو عیار ہی کر کے نکل آئیں گے باحالات دریافت کریں گے تیسرے انکا جانا وہ ان جہاں نہیں ہوا آپ کے
 جاننے سے بہت فائدہ ہوئی اول جہاں جیسا موقع ہو گا آپ ویسا کام فرمائیگا اگر قابو چل گیا تو سوسن
 کو بھی گرفتار کر لو گے یہ کام ان لوگوں سے نہوگا خواجہ نے کہا کہ یہ سب ٹھیک ہے مگر میرا جانا کسی صورت
 سے نہوگا یا صاحبقران یہی چند سبب ہیں ایک تو وہ مقام ساحرون کا ہے میں وہاں نہیں
 سکتا ہوں دوسرے طلسم کا معاملہ ہے وہ بھی ایک درخند طلسم ہے اور کون درخند کہ جان

روح رکھی ہوئی ہو تیسرے خلاصہ امر یہ ہو کہ میں تو محنت کروں اور مشقت اور اپنی جان پر بلاؤں اور جب موقع چھوڑ دوں گا تو آپ آنکھیں پھیر لیجیے اور بیرونی فرمائیے اور یہ فرمائیے کہ ٹکڑے ٹکڑے یہ مال غازیوں کا ہر اس وقت میں غازی کو شش نہیں کرتے ہیں وہ غازی کہاں ہیں کہ جبکا مال ہو جاتا ہو صاحب پھر ان نے یہ تقریر سننے فرمایا کہ اگر خواجہ تم کیسے میرے دوست و رفیق ہوا اور کیسا تم اپنے کو میرا بھائی کہتے ہو مجھ کو تم سے یہ امید نہیں تھی کہ میں تم سے کسی امر کو کہوں اور تم انکار کرو بلکہ اس سے زیادہ امید تھی اور اکثر تم نے ایسا ہی کیا کہ میرے لیے تم نے اپنی جان کو جان نہ خیال کیا اور تم نے کوشش کی میرے اوپر کیا منحصر ہو میری اولاد کی ملک کی وقت سخت میں میرے سرداروں کی ملک کی آنکھوں کو بلاؤں سے رہا کیا بدوں میری خواہش کے اور جس امر میں میں تم سے خود خواہش کروں تم انکار کرو ورنہ بھی مجھ کو تم سے ایسی امید نہ تھی بلکہ یہ امید تھی کہ جہاں میرا سینہ گرہ لگا تم اپنا خون گراؤ گے نہ یہ کہ میں تم سے ایک امر کو کہوں جس میں تمہارا کچھ نقصان نہ ہو اس سے تم انکار کرو خواجہ نے جواب دیا کہ بجا اور درست ارشاد ہوا آپ کو ایسی ہی امید تھی مگر اب آپ اس امید کو قطع فرمائیے بلکہ یہ امید رکھیے کہ مجھ سے بڑھ کر کوئی آپ کا دشمن نہ ہو گا بس اب مجھ سے یہ کہی نہ ہو گا لا کہ آپ مجھ کو تلے میں کب ایسے امر و نکا خیال کرتا ہوں یہ باتیں کسی احمق کے ساتھ فرمائیے جو کہ بالکل عقل سے بہرہ نہ رکھتا ہو میں ایسی باتوں میں آنے والا نہیں ہوں کل ہی کا ذکر ہو بلکہ ابھی کا کہ میرا نقصان ہوا کہ پرانا اگر مرد کا میرے پاس سے جاتا رہا مجھ کو اس کی قیمت دینا پڑے گی میں نے جو یہاں ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ فقرہ ہو نہ اگہ گیا ہو گا نہ کچھ تمہارے پاس آگہ آیا کہاں سے جب آپ ہر امر کو میرے فقرہ اور مکاری خیال کرتے ہیں تو اس امر کو بھی مکاری و عیاری خیال فرمائیے کہ میں جو آپ کو اپنا بھائی کہتا تھا اس میں بھی کوئی نہ کوئی مکاری و عیاری کا سپور رکھتا ہو نگاہ تو بجا ارشاد ہوا کہ وہاں جانے میں کوئی نقصان نہیں ہو آپ کے نزدیک نقصان نہیں ہو میرے نزدیک تو بہ نسبت بڑا نقصان ہو وہ یہ نقصان ہو کہ میں یہاں ہوں گا تو دو چار بیسوں کی فکر کروں گا اپنے اہل و عیال کے لیے اگر میں وہاں جاؤں گا تو اسکے لیے کون فکر کریگا کسی سے ترغیب توں گا کسی کو کچھ بیان نہ کر کے اپنے فرخدار و نہیں ٹالوں گا جس کا کہ تھا اسکو کچھ اطمینان دلاؤں گا ایسا نہ ہو کہ وہ مجھ پر خیانت کا دعویٰ کرے زمانہ بڑا ہی میرے لیے کوئی بے عزتی اور بے آبروی کا سامنا ہوا اور یہاں جنو نہیں

میں جیلساز و نادر ہند مشہور ہو جاؤں یہ جو میرا سو وقت سب کو اختیار ہو اس میں فرق آئے اور میرا کام
 بگڑ جائے یہ جو میں چار پیسے پیدا کر لیتا ہوں اس میں بھی جانتے ہو کہ تون اگر آپ الینا ہی پریشان کیجیے گا تو میں
 یہاں سے طرف خانہ کعبہ کے چلا جاؤنگا وہاں بیٹھ کر عبادت خدا کرونگا اپنے سب اہل و عیال کو بھی
 لے جاؤنگا بلا مشقت اور بلا خدمت میری بسا اذیت ہو جائیگی اور میرا قرضہ بھی ادا ہو جائیگا
 صاحب قرآن نے فرمایا کہ زیادہ باتیں نہ بناؤ لے جاؤ ان باتوں سے کیا حاصل خواجہ نے کہا کہ آپ
 مذاق تصور کرنے ہیں میں واقعی عرض کرتا ہوں کہ میں در بند سوسن کی طرف جا کر اپنی جان نذر ونگا
 جبکہ آپ اس طلسم کے فاتح ہیں تو پھر میری کیا ضرورت ہے کہ میں جاؤں آپ خود کیوں نہ تشریف
 لیجائیے حالات تو اس کے بادشاہ کی زبانی معلوم ہو چکے ہیں اور کیا حالات ہیں جو کہ نہیں معلوم
 ہوئے ہیں جبکہ دریافت کی ضرورت ہے آپ تشریف لیجائیے آپ کے پاس وہ اشیاء موجود ہیں کہ جس کے
 سبب سے آپ پر سحر اثر کر لگا اگر کسی ساحر کا بھی سامنا ہو گا وہ سحر بھی کر لگا تو آپ اس عظم
 پر صکرو نہ فرمائیے گا اس کو قتل فرمائیے گا میں بچارہ کیونکر سحر ساری سے بچوں گا اور کس طور سے
 اپنے کو بچاؤنگا نہ کوئی ایسی شئی میرے پاس ہے کہ جس کے سبب سے میرے اوپر سحر نہ اثر کرے نہ کوئی میں ایسا
 اسم یاد رکھتا ہوں کہ جس کے سبب سے ساحر کے سحر کو دفع کرونگا بس میرے نزدیک تو یہ مناسب
 ہے کہ آپ خود تشریف لیجائیں اور بندہ تو خانہ کعبہ کو جاتا ہے کیونکہ اب مجھ کو خیال آیا کہ ان قضا راون
 کے سبب سے میری جان نہ بچے گی یہ سب میری آبرو لئے لینے کے خصوصاً جس کا کہ مجھ سے گم ہو گیا ہے وہ
 تو ضرور ضرور بے عزت کرے گا آبرو گئی ہوئی مانتہ نہیں آتی ہو جب میں یہاں نہوں گا تو میرا کوئی
 کیا بنائیگا اپنے سر کو پیٹ پیٹ کر رہ جائیگا اگر میں بے ایمان اور جیلساز بھی مشہور ہوں گا تو کچھ
 پروا کی بات نہیں ہے کیونکہ بھر مجھ کو کوئی ایسی ضرورت نہو گی کہ ان لوگوں سے مطلب رکھوں
 اور چار پیسے پیدا کرنے کی فکر کروں رہا میرا ناموس وہ قلعہ ذوالامان میں ہے خانہ کعبہ میں
 ہو چکا اس کو بھی طلب کرونگا آپ کی خبر اکثر پرچہ اخبار سے یا جو کوئی دوسرے سے آدھر آئے گا
 اس سے جب وہ واپس آئیگا آپ کی خبریت مزاج سے آگاہی ہو جائیگی میں ان سب خرابیوں سے
 بچتا ہوں صاحب قرآن نے فرمایا کہ ای خواجہ یہ ہرگز نہو گا میں تم کو جانے نذر ونگا بھائی واقعی
 تمسا کون شفیق و رفیق ہو گا اور کون ایسی محنت و مشقت کر لگا اور ایسی جان فشانی

کرینگا کہ ساحرون سے مقابلہ اسطورہ ہے کریگا کہ اپنی جان پر کھیل کر عیاری کریگا بھائی وہ ہی دوست
 اور رفیق ہو کہ جو وقت مشکل میں کام آئے اور سختی کے وقت ساتھ دے وہ دوست و رفیق
 نہیں ہو کہ جو وقت مصیبت اور تکلیف کے ساتھ نہ دے اور نکل جائے ای خواجہ تم تو ایسے وقت
 میں ساتھ نہ چھوڑو اور رفاقت ترک نہ کرو یہاں سوائے خدا کے میرا کون ہی یہ وقت ان باتوں کا
 نہیں ہوا ان گزشتہ باتوں کو نہ یاد کرو اب جو میں کہتا ہوں اس پر عمل کرو خواجہ نے جواب دیا کہ یہ
 ہرگز ہرگز نہ ہو گا میں خائف کعبہ ضرور جائیگا اچھ حکیم اسقلینوس و حکیم شیا ظین و بادشاہ
 سیلاسے بلند آواز نے ایک ایک پرچہ لکھ کر صاحبقران کو دیا جسکا مضمون یہ تھا کہ ہمنے
 جو اپنے علم کے ذریعہ سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ در بند خواجہ سلامت کی کوشش اور
 سعی سے فتح ہو گا اور لوح طلسم دستیاب ہو گی جہاں تک ممکن ہو خواجہ سلامت کو روکیے اور
 جانے نہ دیکھے اگر خواجہ سلامت کے علاوہ جو کوئی جائیگا اس پر ہو جائیگا اور جب تک مریخ جاو و
 مار نہ جائیگا اس وقت تک راستہ در بند کا نہ کھلے گا اگر کسی طریقہ سے لوح بھی دستیاب ہو گی تو
 در بند کیونکر فتح ہو گا کیونکہ در بند کا راستہ تو مریخ آتش خوار بند کیے ہوئے ہوا اس سے اور طلسم
 سے کوئی تعلق نہیں ہو جو لوح طلسم اسکے فتح کرنے کی ہدایت کرے گی جب راستہ ہی نہ کھلا تو یہ در بند
 میں جانا کیسا اور لوح کا دستیاب ہونا محبت دشوار ہو اور مریخ کے قاتل خواجہ سلامت ہیں پس پکا
 اسطرف کو جانا بہت نامناسب ہو آئندہ آپ کو اختیار ہو کہ یہ ثابت ہوتا ہو کہ اگر طلسم کشا بھی اسطرف
 کو بدون راستہ کھلے جائیگا تو اس پر ہو جائیگا لہذا پہلے اس امر کی کوشش کرنا چاہیے کہ خواجہ سلامت جا کر
 مریخ آتش خوار کو قتل کر کے راستہ در بند کا کھولیں اور لوح کے دستیاب ہو نیکی فکر کریں یہ جو
 پرچہ صاحبقران نے دیا کیا مضمون دیکھا اور آگاہ ہوئے اب خواجہ سے کہنے لگے کہ ای خواجہ تم
 جا کر حالات در بند دریافت کرو اور آکر بیان کرو ای خواجہ اس امر کا خیال کرو کہ اگر تم کوشش
 نہ کرو گے تو یہ طلسم فتح نہ ہو گا یہ طلسم اسی طور سے باقی رہے گا اور کافرون سے آباد رہے گا تمہارا
 کوشش سے اس قدر لوگ مسلمان ہونگے حق مقدار کو پہونچے گا سیلاسے بلند آواز بے حق
 ہوا جانا ہی ملک حراموں نے اسکا طلسم چھین لیا ہوا اور بہت سے کلمے اسی طور کے خواجہ سے
 کہے مگر خواجہ نے ان سب کلمات کو سنکے صاحبقران کو جواب دیا کہ میں ان باتوں کو ہرگز نہ مانو گا

اور نہ قبول کرونگا میں وہاں جا کر اپنی جان نہ دوں گا کہ وہاں جا کر اپنے کو مبتلا سے عذاب کروں
 آپ خود کیوں نہیں تشریف لیجاتے ہیں صاحبقران نے فرمایا کہ تم بادشاہ سے سن چکے ہو کہ اگر اس
 ورنہ کی طرف آپ بھی جائیے گا تو اسیر ہو جائیے گا باوجودیکہ مالک اسم اعظم ہیں اسبھی اسیر ہو جائیگا
 جب تک راستہ نہ کھلے اور صریح آتش خوار نہ مارا جائے اور اسکا قتل ہونا تمھاری ذات پر منحصر ہے
 اور صریح کے قہقہے قاتل ہو خواجہ نے کہا کہ یا صاحبقران میں ایسے فقروں میں نہ آؤں گا میں بیچارہ کیا
 ساحر کو قتل کرونگا میں عیاری کیا جانوں آپ ہی لوگوں نے مجھ کو یہ کسکر کہ تم عیار ہو ساروں کا خیال
 بدل دیا اور سب ساحر میرے دشمن ہو گئے ہیں بدھ میں جاتا ہوں سب میری تلاش کرتے ہیں
 انکے خوف سے مارا مارا پھرتا ہوں صورت بدلے ہوئے زمین و آسمان میرا دشمن ہی ہر کس و ناکس کو
 میری تلاش ہو رہی ہے ذرہ ذرہ میرا دشمن جانی ہو کسی طرف اگر بھولے سے نکل گیا یہ ہی سنا کہ اگر عمر و
 حیار ملجائے تو اسکی بومیان کاٹ کر کباب لگائیں اور رکھائیں ساحروں نے سحر کے پنجے مقرر کر دیے
 ہیں میری تصویر انکے حواس کی ہے کہ جہاں اس شکل کا انسان دیکھو اسکو پکڑ لاؤ جیسا کہ ابھی کل ہی کا
 ذکر ہے کہ میں بھولے سے اصلی صورت پر آپکے ہمراہ تھا کہ پنجہ اکٹھا لے گیا وہ تو خدا رکھا کہ
 کہ سچے بلند آواز وہاں پہنچ گئے اس نظام کو قتل کر کے مجبور کیا ورنہ میں قتل ہو جاتا
 استخوان تک کا میرے پتہ و نشان نہ باقی رہتا کسی کو معلوم بھی نہ ہوتا اسی خوف سے راتوں کا سونا
 حرام ہو گیا ہے ایک مقام پر رہتا نہیں نہ اصلی صورت پر پھرتا ہوں کہ زمین و آسمان دشمن ہیں
 یہ سب امر کس کے سبب سے ہو صرف آپکی ذات سے ہے کہ آپ لوگوں نے یہ مشہور کر دیا ہے کہ خواجہ
 عیاری خوب کہتے ہیں انھوں نے عیاری کر کے بڑے بڑے ساحروں کو قتل کیا مجھ کو بچا کر لوگوں
 نے بدنام کیا ہے میں بیچارہ کیا جانوں کبھی میں نے کسی جانور کو تو مارا نہیں ساحر کا قتل کرنا کیا
 اصل امر ہے جبکہ نہ میں کوئی ایسی شے رکھتا ہوں کہ جسکے سبب سے سحر اثر نہ کرے نہ کوئی ایسی دعا یا د
 ہو کہ جو دافع سحر ہو بس بیکار بدنام کیا ہے میرے حق میں یہ ہی بہتر ہے کہ میں خانہ کعبہ چلا جاؤں
 کیونکہ وہ جاسے امن ہے نہ وہاں کسی کا سحر اثر کرے نہ کوئی ساحر جاسکتا ہے کیونکہ وہ خدا کا گھر ہے
 مجھ کو یہ لازم ہے کہ میں اپنی جان بچا کر کسی گوشہ میں خفی ہو کر بیٹھ رہوں کیونکہ زمانہ بھر دشمن ہے
 ساحروں پر منحصر نہیں ہو غیر ساحر بھی جان کے دشمن ہیں خواجہ نے یہ جو کہا امیر نے فرمایا کہ ای

خواجہ بہ کلمہ نہیں ہو کہ میں تم کو جانے دوں خواجہ نے کہا کہ یہ ممکن نہیں کہ میں نہایت کعبہ نہ جاؤں واد
 بجو آپ خیر سے باز رکھتے ہیں میں وہاں جا کر عبادت خدا کروں گا اور اپنی عیبی درست کروں گا کیونکہ جوانی
 گزر گئی اسی مکاری و جھلسازی میں ہزاروں گناہ کیے ہیں اب اپنی آخرت درست کروں کیونکہ جب
 قیامت کا خیال آتا ہے تو کلیجہ کا شپ جاتا ہوں وہاں کون ہو گا جو مجھ کو بچائے گا عادل کا سامنا ہو گا وہ
 وقت ہو گا کہ سب نفسی نفسی پکارتے ہوں گے پس پھر کونسا سلسلہ ایسا ہو گا کہ جو باعث نجات ہو گا
 ایسی حالت میں کیونکہ میں اپنی عیبی کو درست نہ کروں جبکہ بال بال میرے گناہ گار ہوں صاحبقران نے فرمایا
 ہو خواجہ یہ بھی تو ثواب ہو کفاروں کو جو قتل کرتے ہو کیونکہ راہ خدا میں جہاد کرتے ہو یہ تو اب کیا کم ہو
 ان سب کو جو تم نے قتل کیا ہو تو اس غرض سے کہ دین کی ترقی ہو اور اسکی راہ میں جہاد کیا ہو پس یہ تو اب
 کیا کم ہو جو جا کر عبادت خدا میں عمر بسر کر دے خواجہ نے جواب دیا کہ میں اس ثواب سے باز آیا کہ بیکار کو
 خون ناحق کروں صاحبقران نے فرمایا کہ اے خواجہ یہ نہ کہو یہ خون ناحق ہو اس سے مرتبہ ثواب کا
 نہ ملے گا خواجہ نے کہا چاہے ملے چاہے نہ ملے میں ایسے ثواب سے درگزر دیکر خواجہ نے کہا خدا حافظ
 دنا صبر میں جاتا ہوں آپ جانیں اور آپ کا کام یہ کٹر اٹھ کھڑے ہوئے اور قصد کیا کہ باہر بارگاہ
 کے جاؤں جب صاحبقران نے دیکھا کہ خواجہ کو میں نے لاکھ لاکھ سمجھایا انھوں نے نہ مانا جانے
 پر آمادہ ہو گئے صاحبقران نے خیال فرمایا کہ بڑی خرابی ہوئی ساری محنت بیکار ہوئی جاتی ہو
 کیا تدبیر کروں سوچتے سوچتے خیال میں آیا کہ یہ سب باتیں خواجہ کی بیکاری میں صرف یہ امر اس غرض سے
 ہو کہ میں کچھ دینے کا اقرار کروں پس اچھی فکر کروں گا اور خواجہ کو جو باتیں نہ یہ جانینگے نہ آئینگے صرف مجھ کو دیکھاتے
 ہیں اور روپیہ کا اقرار کرتے ہیں یہ دلیں خیال فرما کے فوراً صاحبقران نے کاغذ و قلم و وات بٹھا کر
 ایک رقم دس ہزار روپیہ کا تحریر فرمایا خواجہ اتنے عرصہ میں صحن میں پہنچے تھے صاحبقران نے وہ
 رقم تحریر فرما کے بیچ بارگاہ میں ڈال دیا اور پکار کر فرمایا کہ جو کوئی در بند سو سن کو جائے اور وہاں
 کی خبر دریافت کر کے آئے اور مجھ سے بیان کرے وہ یہ روپیہ دس ہزار لیوے میں اسکو خوشی سے
 دے دے گا اور اگر صریح آتش خوار کو قتل کرے گا تو بیس ہزار روپیہ اس کے قتل کرنے کے ساتھ دے دے گا
 وہ لگا بہ رقعہ موجود ہی یہ صدا جو خواجہ کے کان میں پہنچی بات تو جاتے تھے یا قہم گئے اور کھڑے
 ہو کر سننے لگے کہ پھر صاحبقران نے وہی کلمہ فرمایا اب کی مرتبہ خواجہ نے سنا خیال کیا کہ وہی

خواجہ بہ تو تھے ممکن نہیں ہے کہ تم حمزہ کو چھوڑ کر چلے جاؤ جب تک تمہارے دم میں دم ہی تم
حمزہ کے قدم نہ چھوڑو گے یہاں سے جاؤ گے تھوڑی دیر جا کر دل نہ مانے گا پھر واپس آؤ گے
اس سے کیا حاصل اس وقت روپیہ بھی ملتا ہے یہ روپیہ لو اور جا کر در بند سوسن کی خبر لاؤ گو حمزہ
کی محبت اور روپیہ کی الفت ایک نہ ایک دن تمہاری جان لے گی میری شہر سے سامنا ہو جائیگا
جو کچھ ہو مجھ سے تو یہ نہو گا کہ حمزہ کو چھوڑو اور خانہ کعبہ میں جا کر بیٹھو رہو نہ چلو در بند سوسن
کی خبر لاؤ یہ امر ضرور ہو گا کوئی نہ کوئی ساحر ایک نہ ایک دن تم کو قتل کر ڈالے گا حمزہ کو خبر بھی نہو گی
پھر وہ پھول جو بیس چڑھے اگر حمزہ کی دوستی اور راہ خدا میں جان جائے تو کچھ پروا نہیں ہے تو اب
شہادت حاصل ہو گا گو یہ حمزہ کا فقرہ ہے یہ بھلا کیا کسی کو دیکھا یہ لوگ عرب ہیں ان سے ایک
پیسہ ملنا محال ہے مگر خیر چلو نو سہی شاید کچھ ٹاؤ میں آکر دیدے یہ دل سے باتیں کرتے ہوئے بیٹے اور
پھر برائے ہوئے کہ نہ معلوم کیسی الفت میرے دل میں ہو گئی ہے کہ کسی طور سے جانے کو جی نہیں
جانتا اگر نہیں جانا ہوں تو جان کا خوف ہے ہر وقت سولی پر جان رہتی ہے اگر جانا ہوں تو
دل گوارا نہیں کرتا ہے کہ ایسی حالت میں چھوڑ کر جاؤں عجب ضبطہ میں جان ہو میری تو وہ مثل ہے
کہ نہ بانی کے اوپر چین نہ بانی کے اندر چین بایہ کہ بموجب مصرعہ نہ تاب وصل دارم نہ طاقت جلالی
یہ کہتے ہوئے ایوان میں آئے صاحبقران نے فرمایا کہ کیوں خواجہ خانہ کعبہ ہو آئے سب
وہاں خیریت ہے اہل کعبہ سب خیریت سے ہیں تم تو کہہ کر گئے تھے کہ اب میں جا کر واپس نہ آؤں لگا
عبادت خدا کروں لگا پھر کیوں چلے آئے آپ نے مستحکم بنا کر کہا کہ کیا بیان کروں تمہاری نسبت پھر
لائی نہ جانے دیا دل نے گوارا نہ کیا یہ خیال آیا کہ اتنی عمر تو تمہارے ساتھ بسر کی اب کیا کروں جا کر
ایسے وقت میں چھوڑ کر تمہارا قول یاد آیا اسی حمزہ تمہاری الفت ضرور میری جان لیگی میری شہر
کا ضرور سامنا ہو گا کسی ساحر کے ہاتھ سے مارا جاؤں لگا خیر جو کچھ ہو یہ کہہ کر وہ رقعہ اٹھا لیا اور
کہا کہ کیوں حمزہ یہ رقعہ تم نے خوشی سے تحریر کر کے ڈال دیا ہے ضرور روپیہ دو گے جو کوئی
در بند سوسن کی خبر لاؤ گا صاحبقران نے فرمایا کہ اسپر کیا منحصر ہے اگر صریح کو قتل کرے گا
نوبیس ہزار روپیہ ورنہ لگا خواجہ نے کہا کہ اچھا پھر جا کر خبر لانے ہیں گراں اس قدر نہیں
کرتے ہیں کہ صریح کو قتل کرینگے ایک کام کرو کہ پینتیس ہزار روپیہ نقد مجھ کو منگادو نہ سنا ہو گا

میں نے اس کو

کہ مزد و خوش دل کند کار بیش اگر صریح کو قتل کرونگا تو سب روپیہ میرا ہوگا ورنہ جو کچھ صرف ہوگا
اس کا حساب و ونگا باقی روپیہ بھارا نکو واپس و ونگا اگر قتل کرونگا صاحب حق تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ
خدا کے واپس آئے میری محبت کی وجہ سے نہیں واپس آئے اور احسان میرے اوپر جانے لگے خیر یہ
اس وقت ملے گا جب خیرائیگی اور صریح کا سر آئیگا قبل میں نہ ملے گا خواجہ نے جواب دیا کہ اس امر کو کوئی
گوارا نہ کرے گا یہ اچھا ہوتا کہ کوئی اور یہ روپیہ اٹھا لیتا اور وہ یہ روپیہ بھی لیتا اور کام کسی سے بھی ہوتا
میں نے بڑا کیا کہ روپیہ اٹھا لیا میں نے اس خیال سے اٹھا لیا کہ کوئی غیر کیوں لے جبکہ حمزہ دیتا ہو
میں خود ہی کیوں نہ لوں میرا ہی قرضہ ادا ہو جائیگا حمزہ کی بدولت مگر ایک شرط سے میں جاتا
ہوں کہ یہ روپیہ مجھ کو منگاد و صاحب حق تعالیٰ نے فرمایا کہ پہلے یہ تو فرمائیے کہ میرے اوپر اس کا کوئی احسان تو
نہوگا آپ روپیہ کے لالچ سے جاتے ہیں میں آپ کے بار احسان سے بری ہوں ہاں اگر آپ پہلے میرے
کئے سے جاتے تو میرے اوپر احسان ہوتا اور میری الفت کا سبب ہوتا اور میرے کئے سے جاتے
اب آپ روپیہ کی الفت سے جاتے ہیں یہ تو آپ نے فرمایا کہ روپیہ نقد منگادیکھیے اگر میرا کام نہ ہو تو
میں کس سے روپیہ لوں خواجہ نے جواب دیا کہ بس بس باتیں نہ بتائیے روپیہ منگادیکھیے دیر
نہ لگائیے عرصہ ہوتا ہے اب مجھ کو جلدی ہے یہ باتیں ہو چکیں خواہ میں روپیہ کی محبت سے جاتا ہوں
خواہ آپ کی الفت سے اتنا جاتا ہوں جان پر کھیل کر ای حمزہ اگر خدا بخواستہ کوئی خبر بد سننا تو مجھ کو
فاتحہ سے نہ فراموش فرماتا تب یہ الفت جان لے گی صاحب حق تعالیٰ نے فرمایا یہ تو ہوگا میری
بات کا جواب تو دیکھیے خواجہ نے کہا کہ افسوس آپ کو اپنی شرمی ہے اور مجھ کو اپنی میں یہ جانتا ہوں
کہ میں یہاں سے جلد جاؤں ایسا نہ ہو کہ بے ستون کے مرنے کی خبر پھیل جائے اور در بند کے
حاکم بند و بست اپنا کر لیں تو پھر بڑی مشکل ہو میں یہ کہے دیتا ہوں کہ اگر آپ کا کام نہ ہوگا اور حقیقت
روپیہ اس کام میں صرف ہوگا علاوہ اس دس ہزار روپیس ہزار روپیہ کے دینا ہوگا کیونکہ یہ تو
آپ ان دونوں کاموں کی اجرت دیتے ہیں مصارف سے کیا غرض صاحب حق تعالیٰ نے فرمایا کہ
اس میں مصارف کیا ہوگا نہ کچھ ہوگا نہ کچھ خواجہ نے جواب دیا کہ واہ کیا خوب اسمیں تو بہت کچھ مصارف
ہوگا رشوت دینا ہوگی لوگوں کو ملک الموت کو الگ دینا ہوگا کہ وہ بے وقت آکر روح کو اسکی
قبض کرینگے علاوہ اسکے عیاری میں صرف ہوگا لے بس لے بس آپ کا کام ہو چکا ہے کسکو غرض ہے کہ

محنت بھی کرے اور اپنے پاس سے صرف کرے اگر کام ہو تو ایک پیسہ صرف کرے اور دوسری پائے اپنے
 توبہ کہا کہ تھے اجرت صرف کر کے کام لیا اور لینے والا نقصان میں رہے ایسی کچی گولیاں انہیں کھیلی
 ہیں جناب من بچہ اسی کا کھیلتا ہی اپنے سنا ہو گا جو پیسہ ہاتھ پر رکھ دیتا ہی جو ایسا نہیں کرنا اسکا بچہ
 نہیں کھیلتا ہی صاحب قرآن نے فرمایا کہ معلوم ہوا کہ آپ اور روپیہ مجھ سے طلب کرتے ہیں میں
 اس سے ایک خر مہرہ زیادہ نہ دوں گا چاہے آپ جائیں چاہے نہ جائیں خواجہ نے کہا کہ پھر غیر ممکن ہو
 میرا جانا بہ کہرا اور منہ بنا کر بیٹھ گئے صاحب قرآن خاموش ہو رہے جب یہ رنگ بادشاہ سہما کے بلند ہوا
 واسفلینوس وغیرہ نے دیکھا تو سب نے کہا کہ یا صاحب قرآن ہم خواجہ کی ضمانت کرتے ہیں آپ انکو
 روپیہ مرحمت فرمائیے اگر یہ آپ کے حسب دلتواہ کام نہ کریں گے تو ہم آپ کا روپیہ دینگے صاحب قرآن نے
 فرمایا کہ بہت بہتر انکو پینتیس ہزار روپیہ منگا دیجیے اور خواجہ سے ان لوگوں نے کہا کہ پینتیس ہزار روپیہ
 تو صاحب قرآن نے آپکو مرحمت کیا ہی اور پینتیس ہزار روپیہ ہم سب ملکر آپ کو اس غرض سے
 دیتے ہیں کہ جو کچھ وہاں صرف ہو آپ صرف کریں خواجہ نے خوش ہو کر جواب دیا کہ خدا آپ کو گون کو
 سلامت رکھے کہ آپ نے میری ضمانت بھی کی اور مصارف کے لیے روپیہ بھی دیا ایک یہ صاحب قرآن
 ہیں کہ جبکہ ہمراہ میں نے اپنی عمر گنوائی جان کو جان نہ سمجھا اس پر یہ حال ہے کہ اعتبار نہیں ہے
 اپنے ضمانت کا اقرار کیا اس وقت روپیہ منگانے کا حکم دیا بھلا انکا کوئی کیا کام کرے انکی تو وہ حالت ہے
 کہ دوسری صرف نہ ہو کام ہو جائے بقول کسے چڑھی چائے دوسری چائے یا یہ کہ بوجہ شہر گرجان طیتی
 درین مضائقہ نیست مگر زر طبعی سخن درین است ہا کسی کی جان مفت کی نہیں ہے کہ کچھ فائدہ و نہ کچھ
 نفع اپنی جان را بیگان کرے سوائے زبانی تعریف کے خیر آدم بر سر مطلب ہے آپ لوگ بھی روپیہ
 منگائیے اور حمزہ بھی تاکہ میں جاؤں اب عرصہ کرنے کا وقت نہیں ہے یہ جو خواجہ نے کہا سب نے اس وقت
 ساتھ ہزار روپیہ منگا دیا خواجہ نے سب نذر زنبیل کیا اور اپنی صورت ایک ساحر کی صورت کی بنائی
 صاحب قرآن کو سلام کیا اور کہا کہ خدا حافظ و ناصر محکوم یقین ہے کہ آپ کی محبت مجھ کو ہلاک کرے گی اور سب
 بھی ملے صاحب قرآن نے فرمایا کہ خداوند کریم نکو بامراد لائے کہا آپ کے اقبال اور افضال خدا سے امید
 تو یہ ہے کہ بامراد آؤں بس خواجہ عمر و صاحب قرآن اور دیگر اہل دربار سے ملکر حمزہ صاحب قرآن
 کے قدموں کو بوسہ دیکر اور سب سے یہ کہہ کر میرے حق میں دعائے خیر فرمائیے گا وہاں سے چلے جب قریب

اور بارگاہ پہونچے کھنڈ گئے اور پٹ کر صاحب قرآن کی طرف دیکھ کر فرما لئے کہ اے صاحب قرآن نے خدا قسط
 میں نو خانہ کعبہ جاتا ہوں بھلا کیا میں دیوانہ ہوں جو اپنی جان دینے کو جاؤنگا اس روپیہ سے میں اپنا
 فریاد ادا کرونگا کچھ اکتہ والے کو دینگا تاکہ اس سے سرخرو ہوں باقی روپیہ سے تجارت کرونگا یہ بھی ایک
 سکاری تھی میں نے خیال کیا کہ یہ روپیہ ہفت جاتا ہے حمزہ سے فقرہ کر کے لو اگر مجھ کو جانا ہوتا تو میں پہلے
 ہی کیوں انکار کرتا جانے کو اقرار کیوں نہ کرتا تاکہ میرا بھاری کدو پر احسان ہو تا اب روپیہ کا نام سننے
 اقرار کرتا اس غرض سے کہ لالچی مشہور ہوں کیوں کیسا دھوکا دیا ہے اب تو میرے دھوکے میں آئے
 اب میں تو جاتا ہوں کعبہ کو تم جاؤ اور مختار کام صاحب قرآن نے یہ سننے فرمایا کہ میرا کیا نقصان ہوا
 اگر نقصان ہوا تو ان سب لوگوں کا میں اپنا روپیہ اس لئے لیتا ہوں کہ لوگ ملک و مکار و جیسا کہ کہیں گے
 میرا کیا جائیگا تو اختیار ہے کہ کعبہ کو جاؤ چاہے اور کسی طرف جاؤ مگر یہ امر ضرور ہے کہ ایسی حالت
 سے جو جاؤ گے بے ایمانی کے تو حج قبول نہو گا نہ کوئی عبادت لائق قبول ہوگی سب بیکار ہو گا خواجہ
 سے کہا کہ مجھ کو اس سے کیا غرض خواہ کسی کا ہو مجھ کو روپیہ ملنے سے مطلب تھا میں اسی فکر میں تھا کہ
 کسی نہ کسی تدبیر سے روپیہ مل جائے تو میں کوئی صورت بسر و وقت کی کروں اسکی آمدنی سے اپنی بات قیام
 بھی بسر کروں اور فرض بھی ادا کروں میرے خدا نے یوں دلا دیا اب چاہے حج و زیارت و عبادت
 قبول ہو چاہے نہ وہ جو نئے منسا ہو ہو جب شعریان تو آرام سے گزرتی ہیں عاقبت کی خبر خدا
 جانے اگر میرے پاس روپیہ ہو گا تو کچھ ان فرشتوں کو بھی رشوت دینگا کہ جو اعمال نیک و بد
 کو تحریر کرتے ہیں جناب عالی روپیہ دلوں جہان کا مشکلا کشا ہے بس رشوت وغیرہ دیکر جس قدر
 نیکیاں ہیں وہ اپنے نامہ اعمال میں تحریر کر لوں گا برا نیکیاں نکلوں گا تو لنگا اگر روپیہ نہ ہو گا تو یہ امر
 کیونکر ہو گا بہان بھی تکلیف سے بسر ہوگی وہاں بھی اور خدا بخواسے میں وہاں جانے کیوں لگا کہ
 مجھ کو وہاں کی فکر ہو یہ امر اس وقت کے لیے ہے کہ اگر کسی فرشتہ کی غلطی سے میں وہاں بھلا گیا اگر
 مفلس ہوں گا تو کوئی قدر نہ کرے گا جو فرشتہ دیکھے گا اپنے پاس نہ ٹھہرنے دے گا کہ یہ مفلس ہے اس سے
 کیا وصول ہو گا اگر غنی ہوں گا ہر ایک آنکھوں پر بٹھائیگا اور قدر کرے گا کہ اسکی ذات سے نفع ہو گا کچھ
 ملک الموت کو دینگا کہ وہ سختی نہ کرے صاحب قرآن یہ سننے مسکرائے اور فرمایا کہ لا حول ولا قوۃ
 الا باللہ یہ کیا کہنے ہو خواجہ وہاں رشوت وغیرہ کا کیا کام ہے کیا یہ بھی کوئی دنیا کا سامع الملوہ ہے

کہ کسی کو رشوت دی اور کسی کو کچھ لالچ کمین روپیہ صرف کیا اپنا کام نکال لیا یہ کلمہ زبان پر نہ لاؤ یہ
 محول بکفر ہوتا ہے خواجہ نے کہا معاف فرمائیے بدو ن روپیہ کے کہیں کام نہیں چلتا ہے روپیہ
 عجب تھی ہوا سکی ہر ایک کو خواہش ہوتی ہے کیا فرشتے کیا بشر سب کو اسکا لالچ ہوتا ہے آپ اپنی بند و نصیحت
 کو اپنے پاس رہنے دیجیے مجلس کی ہر جگہ مٹی خراب ہے کبھی کوئی عزت نہیں کرتا ہے مجلس ہر مقام پر
 ذلیل و خوار ہوتا ہے اچھا آپ کو کیا اگر کلمہ کفر کہتا ہوں تو میں اپنی زبان سے کہتا
 ہوں اسکی سزا یا جزا ملیگی تو بجاو ملیگی آپ کو کیا آپ ایسے کلمے نہ فرمائیے مگر میں یہ کہے دیتا ہوں کہ
 اس بخیل پنے میں آپکی ایسی مٹی خراب ہوگی کہ دیکھیے گا کوئی فرشتہ جو روادار ہو اپنے پاس آنے
 دینے کا ہم ہاں بھی چین کرینگے اور وہاں بھی صاحب جعفران نے فرمایا کہ لے ادھر آئیے اور جو کچھ روپیہ
 اپنے لیا ہے وہ عنایت فرمائیے پھر آپکا جد صرحی جا ہے چلے جائیے کوئی آپکو منع نہ کرے گا پہلے یہ
 ہوا کہ ملک الموت کو رشوت دے دنگا نا کہ وہ بے وقت آکر روح قبضہ کوں جب روپیہ مل گیا تو اب
 یہ فقرہ ہوا خواجہ نے جواب دیا کہ بھلا اب روپیہ واپس بھی مل سکتا ہے میں جانتا ہوں خدا حافظ
 صاحب جعفران نے فرمایا کہ خدا حافظ وافظ میں نہیں جانتا ہوں لے ادھر آئیے روپیہ سید سے ہاتھ
 ادھر دیکھیے میں بدو ن روپیہ دے ہوئے جانے نہ دوں گا خواجہ نے کہا کہ اب میرا ہاتھ آنا بہت دشوار ہے
 روپیہ اپنے دیا کسکو ہے میں آپکو کیا جانوں یہ کہہ کر چلنے کا قصد کیا صاحب جعفران نے فرمایا کہ لینا جانے
 نہ دینا اس نامیہار کو روپیہ اس سے چھین لو اچھا فقرہ دیا یہ جو حکم صاحب جعفران نے دیا چند خدشہ گار
 وغیرہ دھڑکے خواجہ نے جو آنکھ اپنی طرف آئے ہوئے دیکھا حیرت کی اور کہا کہ اے حجرہ تم
 بیکار افسوس کرنے ہو اس روپیہ سے ہاتھ دھو اب اسکا ملنا دشوار ہے یہ کہہ کر باہر بارگاہ کے
 چلے گئے وہ جو خدشہ گار دھڑکے تھے اتنے صاحب جعفران نے فرمایا کہ چلے آؤ اب انکا ہاتھ آنا دشوار ہے وہ لوگ
 واپس آئے خواجہ نے باہر آکر بارگاہ کے ایک طرف کا راستہ لیا حدشکر سے ٹھکرا پائے شامی مارنے ہوئے چلے
 جدھر کا تہ سیما کے بلند آواز نے دیا تھا اس طرف کا رخ کیا راوی بیان کرتا ہے کہ یہ صرف خواجہ کا
 فقرہ تھا صاحب جعفران کے ستانیکے لیے ورنہ یہ کہاں جانے انکو بدو ن صاحب جعفران کے کب چین آتا ہے
 اور صاحب جعفران کو بدو ن انکے کب آرام ملتا ہے صاحب جعفران تو یہاں دربار میں جلوہ فرما رہے ہیں جب
 خواجہ اسطور سے حیرت کر کے نکل گئے حکیم اسقلانیوس نے صاحب جعفران سے کہا کہ یہ تو بڑی خرابی ہوئی

کہ خواجہ سلامت خانہ کعبہ کو تشریف لیگئے اب کیا ہوگا صاحبقران نے فرمایا کہ یہ امر نہیں ہو سکتا ایسے بہت سے فقرے ہوتے ہیں پہلے انھوں نے جو انکار کیا کہ میں نہ جاؤنگا تو وہ انکا ہر طرف روپیہ سکے لینے کا تھا کہ انکو روپیہ دیا جائے اپنے دیکھا کہ جب میں نے رفعہ لکھ کر فرش پر ڈال دیا اور پکار کر کہا تو چلے گئے تھے واپس آئے اور روپیہ لیا اب جو انھوں نے یہ جملہ کہا یہ بھی کسی مصلحت سے کہا وہ گئے ہیں اسی طرف اب لوگ اطمینان رکھے اسقلینوس خاموش ہو رہے تھوڑی دیر کے بعد ملک سیما کے بلند آواز نے صاحبقران سے عرض کیا کہ صاحبقران میری آپ سے ایک عرض ہو اگر قبول ہو صاحبقران نے فرمایا کہ شوق سے فرمائیے ملک سیما کے بلند آواز نے عرض کیا کہ میری یہ عرض ہے کہ اگر مجھ کو اجازت مرحمت فرمائیے تو میں جا کر اپنی لشکر کو جمع کروں اور حاضر خدمت ہوں میں انشاء اللہ در بند سوسن بر مع لشکر کے حاضر ہونگا کیونکہ سوسن جاو و سے بہت بڑا معرکہ بڑی گادہ بڑی ساحرہ زبردست ہو بارہ نخوت سے مست ہو اس کے مقابلے کے لیے لشکر کی ضرورت ہو آپ یہاں تشریف رکھیں جب خواجہ شریف لے آئیں اور آپ کو حالات در بند سوسن معلوم ہو جائیں تب آپ شوق سے تشریف لیجا لیں میں بھی وہاں حاضر ہونگا فائز مقرر کیے جاتا ہوں وہ آپ کے حالات کی خبر چکھو دیتے رہینگے بدون میسرہ جائے لشکر کا جمع ہونا محال ہوا ورا ب لشکر کے جمع کرنے کی ضرورت ہو گو عنایت خدا سے حضور کے پاس لشکر ہو یہ لشکر غیر ساحر و نکا ہو انھیں تھوڑا لشکر ساحر و نکا بھی ہو اب زیادہ لشکر ساحران کی ضرورت ہو اسکا جمع کرنا پُر ضرور ہو یہ جملہ سنکے صاحبقران نے فرمایا کہ آپ شوق سے تشریف لیجا لیں مگر بہت جلد واپس آئیے گا کیونکہ آپ حالات طلسم سے آگاہ ہیں آپکا موجود رہنا پُر ضرور ہو بادشاہ نے عرض کیا کہ غلام بہت جلد حاضر ہوگا صرف اتنا عرض ہوگا کہ لشکر جمع کر لوں مگر ایک میری عرض ہو کہ بدون خواجہ سلامت کٹائے ہوئے اور حالات معلوم ہوئے یہاں سے طرف در بند کے جانے کا قصد نہ فرمائیے گا یا جب تک یہ غلام جان بڑا نہ حاضر ہوئے صاحبقران نے فرمایا کہ اچھا بس بادشاہ سیما کے بلند آواز سے وقت صاحبقران سے رخصت ہو کر طرف صحرے عجائب نگار کے اور اس جنگل کے جہاں سب اپنے دوستوں اور ملازموں وغیرہ کو جمع ہونے کا حکم دے آئے تھے روانہ ہوئے تخت سحر پر سوار ہو کر اسکا حال آئندہ تحریر ہوگا یہاں بعد جانے خواجہ و سیما کے بلند آواز کے صاحبقران نے دربار برخواست کیا خیمہ آرام گاہ میں تشریف لائے آرام فرمایا اب راوی صاحبقران کو مع حکیم اسقلینوس و حکیم شیاطین و کل لشکر کے

انتظار خواجہ بین چھوٹا ہوا کہ انکا بھی حال آئندہ تحریر ہوگا اب کچھ حال سوسن چار و وغیرہ کا
تحریر ہوتا ہوا اور اسکے بعد خواجہ کا حال تحریر کیا جائیگا اس امر کا ناظرین کو خیال رہے کہ خواجہ
شکر سے نکل کر طرف در بند سوسن کے راہی ہوئے ہیں راوی بیان کرتا ہے کہ خواجہ راہ بین
اب میں عنان قلم کو طرف احوال سوسن کے پھیرتا ہوں اور اپنے نازک خیال و عالی فہم ناظرین کو
طرف در بند سوسن کے متوجہ کرتا ہوں راوی کہتا ہے کہ سوسن چار و اپنے در بند سوسن میں
کوہ سوسن پر اپنے باغ میں بیٹھی ہوئی تھی کہ یکایک اسکو خیال پیدا ہوا کہ ذرا حال طلمس کشادریافت
کروں کہ کہاں ہے کیونکہ پرچہ اخبار سے معلوم ہوا تھا کہ طلمس کشا طرف کوہ بے ستون کے روانہ
ہوا ہے اور یہ بھی ثابت ہوا تھا اور اخبار والے نے لکھا تھا کہ حکیم استقلینوس جو کہ ایک رکن طلمس تھا
طلمس کشا کا شریک ہو گیا ہے اور اسکی اطاعت کر لی ہے نہ معلوم طلمس کشا سے اور بے ستون سے
کیونکہ مقابلہ ہوا اور کیا واقعہ گذر کیونکہ کئی دن سے پرچہ اخبار سے کچھ حال ثابت نہیں ہوا نہ انبار والے
نے کچھ حال تحریر کیا یہ سوچ کر اسنے کتاب سحر آشکارا در نیت کر کے کہ مجھ کو کل حال کوہ بے ستون اور
طلمس کشا کا معلوم ہو جائے یہ نیت کر کے اور اسم سحر پڑھ کر اب جو کتاب کھولی آسمین تحریر یا کیا اور
ملکہ بے ستون چار و رہا تو سے طلمس کشا کے مارا گیا کوہ بے ستون برباد ہوا بادشاہ طلمس سابق
رہا ہوا تمام کوہ بے ستون میں طلمس کشا کا قبضہ ہو گیا جو ساحرا و سردار اور اہل لشکر بچے بچے
قتل ہوئے اور بھاگنے سے انھوں نے مع وزیر کے اطاعت کی طلمس کشا سے ضرغام مردار خوار
و صریح مردار خوار خوب آکر بیٹھے اور رہا تو سے طلمس کشا کی مارے گئے انکے لشکر نے بھی طلمس کشا
کی اطاعت کی اب اس طرف آنے کی تدبیر ہو رہی ہے واقعہ دیکھ کر سوسن کے حواس جاتے رہے
زافو پر رہا تو مارا اور کہا کہ افسوس مجھ کو یہ حال نہ معلوم ہوا ورنہ میں جا کر ضرور بے ستون کی کمک
کرتی خیراتو جو کچھ ہونا تھا وہ ہو گیا مگر بادشاہ طلمس ایسا غافل ہے کہ اسکو ان حالات سے بالکل خبر
نہیں ہے اور کوئی نذارک نہیں کرتے ہیں ایسے عیش و عشرت میں مصروف ہوئے ہیں خیر مجھ کو اس سے
کیا غرض ہے مجھ کو اپنے در بند کا بند و بست کرنا لازم ہے کیونکہ یہاں لوح طلمس ہے جب تک لوح طلمس
نہ ملے گی طلمس کشا کچھ بنا نہیں سکتا ہے پس اسی در بند کا کامل طور سے بند و بست لازم ہے خرابی یہ
ہوئی ہے کہ بادشاہ طلمس رہا ہو گیا ہے اسکے رہا ہونے سے بڑی قوت طلمس کشا کو ہوئی ہے وہ سب حالات

ست واقف ہو وہ طلسم کشا کو ہر مقام پر لٹکائیگا اور ہر ایک مقام کے حالات سے آگاہ کرے گا اگر وہ رہا
 نہوتا تو اس قدر خوف نہ تھا کیونکہ یہ دونوں حکیم حالات طلسم سے کامل طور سے آگاہ نہ تھے اگر یہ طلسم کشا
 کے ہمراہ ہوتے بھی تو کچھ نہ کر سکتے تھے کسی نہ کسی مقام پر طلسم کشا اسیر ہو جاتا مگر بادشاہ کے رہا ہونے
 سے یہ بات بانی رہی خیر اور صراحتے تو سہی دیکھتی ہوں بادشاہ کیلنا لیتا ہو وہ ہی بادشاہ ہو کہ جسکو اسیر کر لیا
 تھا اس وقت میں جبکہ تحفہ جات طلسمی کا مالک تھا اب اسکا اسیر کرنا کتنی جبری بات ہو یہ خیال کر کے
 اتنے در بند کا بڑے کامل طور سے بند و بست کیا اور رقعہ تحریر کر کے بنام مرغ آتش خوار جادو روانہ
 کیا اس میں کل حالات کو وہ بے سنون کے تحریر کر دیے کیونکہ اسکو کتاب سحر سے معلوم ہوئے تھے اور
 تحریر کیا کہ مکمل لازم ہو کہ خوب اپنے مقام کا بند و بست کرو اور کسی وقت غافل نہ رہو جو کوئی آئے اسکو
 اسیر کر کے فوراً قتل کر ڈالنا کیونکہ سنا جاتا ہو کہ طلسم کشا کا سلطان کا قصد ہو بیٹے تم ہی ہو اگر اس مقام
 سے چلا آیا تو جبری خرابی ہوئی ساری محنت بیکار گئی اور یہ نامی بھی حاصل ہوئی یہ برسوں کی محنت
 لٹگان ہو گی اسی دن کے لیے یہ تدبیر کی گئی ہو اور میرے حال سے بھی غافل نہ ہونا نہ میں تھا رہے
 حال سے غافل ہو نگلی والسلام یہ تحریر کر کے ایک طائر سحر کے ذریعہ سے وہ نامہ روانہ کیا اور خود خوب
 بند و بست کر کے لوح طلسم پر سحر نازہ کر کے اپنے مقام پر بیٹھی اور طائر سحر نے وہ نامہ مرغ کو جا کر دیا
 مرغ نے وہ نامہ پڑھ کر اس کے جواب میں پھر کیا کہ آپ اطمینان رکھیے مابعد ولت کسی وقت نہ غافل تھے
 نہ اب غافل ہونگے یہ اپنے خوب کیا کہ مجھ کو اس حال سے آگاہ کر دیا میں اب اور نازہ نہد و بست کر نوں گا
 اور نہ اپنے حال سے غافل ہوں گا مجھ کو اپنا نایع دار خیال فرماتی رہے گا آپ کے حکم سے کبھی سزا ہی نہ کروں گا
 ایک طلسم کشا کی کیا حقیقت ہو اگر لاکھ طلسم کشا آئینگے تو وہ بھی اسیر ہو جائینگے بیان سے زندہ
 و سلامت بچکر نہ جائینگے میں آپ اسیر کر کے انکو قتل کر ڈالوں گا خواہ طلسم کشا آئے خواہ کوئی دوسرا
 ہو یہ جواب تحریر کر کے اس طائر کے نامہ روانہ کر دیا اور مرغ نے اپنے سحر گونہ در دیا اور خوب بند و بست
 کیا جب سوسن کے پاس پہونچا اسکو اطمینان ہو گیا یہ تو یہاں بند و بست کر گئے تھے اسکو تو اسی حالت
 میں رکھا جاتا ہو اب خواجہ سلامت کا حال تحریر ہونا ہو کہ یہ جو در بند سوسن کی طرف لشکر سے نکل کر
 روانہ ہوئے تھے کئی کوس تک برابر چلے آئے کسی مقام پر آ کر دم دلیا جب برابر کئی کوس داخل آئے
 ایک درخت سایہ دار کے سایہ میں بیٹھ کر خیال کرنے لگے کہ جو خدا و نشان سے کسے بلند آواز سے

در بند سوسن کی سرحد کے بیان کیے ہیں وہ تو ناکو معلوم ہیں اور یہ بھی کہا ہی کہ جو اُدھر سے جائیگا وہاں سیر
 ہو جائیگا بس اس طرف سے جانا مناسب نہیں ہے بالکل خلاف عقل ہے کہ اپنے کو ویدہ و دانستہ بتلا بلا
 کر واد کسی طرف سے چلو پھر خیال میں آتا کہ اور تو کوئی راستہ سہا سہا کے بلند آواز سے بیان نہیں کیا
 پھر کہ صحت سے جاؤں کہ در بند سوسن میں پہونچوں پھر دل سے کہنے لگے کہ اسی طرف چلو چاہے سیر ہو چاہے
 نہ ہو پھر آب ہی دل سے کہا کہ یہ تو بالکل خلاف ہے میں تو اُدھر سے نہ جاؤنگا فکر کرنے لگے فکر کرتے کرتے دل میں
 یہ بات پیدا ہوئی کہ زائچہ کروجدھر کو زائچہ راہ دے اس طرف کو روانہ ہو نفیس کرتا ہوں خدا ہو پناہ دے گا
 اگر خدا نہ نکریم عقوبت در بند ہو پناہ دے تو بڑی اسکی مہربانی ہو اور اسی امر کی کوشش کرو اور اسی
 قصد سے روانہ ہوا اور فال کھو لو جدھر کو فال راہ دے اس طرف کو راہ ہی ہو یہ سوچ کر خواجہ نے کہا کہ
 عقوبت در بند سے جانا اُدھر سے بہتر ہو گا اور عیاری بھی بن چرے گی خدا اسی سمت پہونچا دے
 تو کیا اچھی بات ہو یہ بخیر کر کے زمین کو لپیٹا اصطراب کو آفتاب کے مقابل کر کے زائچہ کیا خواجہ شہا گرد
 ہیں خواجہ زید چہرے انھوں نے یہ نیت کی کہ میں کس طرف سے در بند سوسن کو جاؤں قید ہونے
 سے بچوں یہ جو نیت کر کے خواجہ نے خیال کیا زائچہ من مشرق کی سمت کو جانا نکلا بس خواجہ نے
 اصطراب ذخیرہ اکٹھا کر نذر زمیں بیل کیا اور ناک برانگلی رکھ کر اپنے یہ قصد کر کے گردش کی کہ جس طرف منہ
 میرا رک جائیگا بس اسی سمت کو روانہ ہونگا راوی بیان کرتا ہے کہ خواجہ کی یہ فال یک بیک ہی
 کبھی بٹ پڑتی ہی نہیں ہوا اب جو انھوں نے آنکھ بند کر کے گردش کی ساتھ تیرہ کر کے رکے اب جو آنکھ
 کھول کر دیکھا تو وہ ہی سمت تھی کہ جدھر کو زائچہ نے جانے کی اجازت دی بس خواجہ اسی سمت کو
 بسم اللہ الرحمن الرحیم کہہ کر روانہ ہوئے بلکہ شاطر ہی مارنے ہوئے خواجہ نے دل سے یہ قصد
 کر لیا تھا کہ اس راہ سے جانا مناسب نہیں بلکہ غیر راہ سے جانا مناسب ہے کہ انکے اس سمت کا
 بندوبست نہ کیا گیا ہو گا اس خیال سے کہ کوئی اس راہ سے آگاہ نہیں ہے بس اُدھر سے کوئی آئے گا خداوند کریم
 ضرور پہونچاویگا تم اسکی ذات برتکیہ کر کے روانہ ہو چنانچہ خواجہ سلامت ذات خداوند کریم برتکیہ کر کے روانہ
 ہوئے تھے پائے شاطر ہی لگاتے ہوئے بعد عجلت چلے جاتے تھے کوئی پہونچا اتنی ہو گا کہ ایک
 صحرا میں پہونچے اس صحرا کو آب و گیاہ سے سرسبز و شاداب پایا ہر رنگ کے پھولیں ہر رنگ و نم رنگے
 ہوئے تھے جتنے وغیرہ بانی سے لبریز تھے شکار بھی اس میں ہر قسم کا موجود تھا خواجہ اس کو دیکھ کر بہت

خوش ہو سکے دل سے کہا کہ چلے چلو جہان پر رات سو جائے اسی مقام پر شب بسر کرے اگر شب بیدار
 ہوتی تو یہ سوتا کہ برا تر چلے جاتے صرف کسی مقام پر بٹھ کر نماز وغیرہ سے فراغت کرتے چونکہ
 آجکل اندھیری راتیں ہیں اسی صحرا میں یا اور کسی مقام پر بٹھ کر شب بسر کرے جو وقت صبح نماز پنج
 سے فراغت کر کے روانہ ہو جائے خدا جانتا ہے گا بجا بیگنا کوئی کوہ یا پہاڑ نظر آئے اور کسی انسان کی صورت
 نظر آئے تو اس سے دریافت کریں یہ کون مقام ہے واقعی امر یہ ہو کہ اس طلسم میں وہ وہ جنگل
 شاداب و سرسبز نظر آئے ہیں کہ کسی طلسم میں نہ دکھائی دیتے تھے باوجودیکہ طلسم ہوشیار رہا
 بہت بڑا طلسم تھا مگر ایسے خوشنما اور سرسبز جنگل و پہاڑ کہیں بھی نہ تھے واقعی یہ طلسم ہم سے ہے
 طلسم حضرت زرارہ جو اسکا نام ہے ہر مقام پر زرارہ عرفان کا تھمہ معلوم ہوتا ہے گواہی دہاں طلسم
 نہیں ہوئے ہیں بیرون طلسم یہ حال ہو تو اندرون طلسم کیا سماں ہو گا خدا جانتا ہے گادیاں کی
 بھی سیر ہوگی گو کہ کسی مرتبہ طلسم میں جانیکا اتفاق ہوا مگر اس عجالت میں ہوا کہ سیر کر نیکی لویشہ آئی
 اب ضرور سیر ہوگی مدوی بیان کرنا ہو کہ جب خواجہ راہ چلتے ہیں تو ایک دن میں ہزاروں کوس
 نکل جاتے ہیں چشمہ و چاہ و دریا یا تار و ٹیلہ و راہ میں ملتا ہو سکوکچہ بھی خیال میں نہیں لاتے ہیں
 چنانچہ آج بھی کئی سو کوس نکل آئے ہیں جس راہ کو ساڈنی سواروں میں ہو کر تھے ہیں خواجہ سلامت
 اس راہ کو ایک گھنٹہ میں طو کرتے ہیں جیسے کہ نو تھیر و ان نامہ میں تحریر ہے کہ دن بھر میں خواجہ تمام
 ملکوں کے بلوشتا ہوں اور ہزاروں کو غلامی ہو چکا آئے ہیں اور شب کو غلامی پر آکر صاحبقران کو
 کھانا کھلانے ہیں ایک دن میں بچہ سبچا اس اور سوسو نامے ہو چکے ہیں اور کہاں کہاں
 ہندوستان چین و جاپان و فرنگستان و خلائکہ ایک ملک سے دوسرے ملک میں زمین و آسمان کا
 فرق ہو اگر ساڈنی سوار روانہ کرتے تو ایک ایک سردار و بادشاہ کو ایک ایک ماہ میں خبر ہوتی
 جسکو خواجہ نے ساتھ یا آٹھ دن کے عرصہ میں سب کو حال صاحبقران سے آگاہ کروایا تھا اور
 اس راہ و ورود و راز کو طو کیا تھا ایسے راہ کے چلنے والے ہیں چنانچہ آج بھی کئی سو کوس نکل آئے
 ہیں آدم بر سر قصہ خواجہ یہ اپنے دل میں خیال کرتے ہوئے چلے جاتے ہیں قریب شام اور
 ایک جنگل میں پہنچے جو کہ اس سے بھی زیادہ تر سرسبز و شاداب تھا نصف جنگل طو کیا تھا کہ رات
 ہو گئی جب تک روشنی رہی راہ چلے گئے یہاں تک کہ جب تاریکی ہو گئی فتیلہ عیاری کو روشن

آگیا اسکی روشنی میں کچھ راہ مل گئی ایک مقام مناسب و درخت سایہ دار کے نیچے آکر ٹھہرے دم لیا
 اس مقام پر چشمہ بھی تھا اس چشمہ سے پانی لیکر منہ ہاتھ دھویا و فوکیا گاڑا داکی اسکے بعد اپنے
 پاس سے کچھ نکال کر کھایا یہ سہرا ایسے تھے کہ انہیں کوئی درخت ایسا نہ تھا کہ سرسبز نہ ہو یا سایہ دار نہ ہو
 اور ہر مقام پر میوے کے بھی درخت تھے خواجہ نے خوب میوہ توڑ کر اپنے پاس جمع کر لیا
 تھا اس میں سے کچھ کھایا اور درخت پر جا کر اسکی جھوٹی شاخیں توڑ کر اور بچھا کر اس پر آرام سے
 لیٹے اور بیٹھے یہاں تک کہ وہ رات اسی درخت پر راحت و آرام بسر کی بوقت صبح درخت پر سے
 اتر کر چشمہ سے دھوکیا گاڑا داکی اتنے عرصہ میں کچھ روشنی ہو گئی آفتاب عالم تابانق مشرق
 سے برآمد ہوا اور طرف منزل مغرب کے راہی ہوا خواجہ بھی کمر باندھ کر روانہ ہوئے ایک سمت کو
 گئے آٹھا کر جو خدا کی ذات پر تکیہ کر کے کام کرتا ہو اسکا خداوند کریم ضرور مقصد پورا کرتا ہو اور
 منزل مقصود پر پہونچا و بنا ہو چنانچہ خواجہ تو اسکی ذات پر تکیہ کر کے چلے گئے کیونکہ اپنی مراد کو پہونچتے
 اور کیونکہ منزل مقصد پر پہونچتے خواجہ چلے جاتے تھے کہ خواجہ نے دیکھا کہ ایک جوان لباس نفیس
 پہنے ہوئے ایسی سبزہ آغاز قوی تن قوی من قوم کا اشراف چہرہ سے سرداری و عالی خاندانی پیدا
 حسین و خوبصورت غص کر دن قوی باز و میانہ قد جوانی و رعنائی رخ سے پیدا ایک درخت کا
 سایہ میں لکڑی ماتھر میں بے ہوشے کھڑا ہو چاروں طرف دیکھ رہا ہو خواجہ نے جو اسکو دیکھا بہت
 تعجب کیا کہ گو یہ جنگل سرسبز و شاداب ہیں مگر میں کل سے جو جلا ہوں اسوقت تک کوئی انسان کیا
 سوائے شکاری جانوروں کے کوئی دوسری قسم کا جانور بھی نہیں دیکھا مقام عجیب اور جاسے
 حیرت ہو کہ یہ جوان بہان کہان سے آیا اور اکیلا صاحب قدرت اور عزت بھی معلوم ہوتا ہو
 اگر یہ خیال کیا جائے کہ برائے شکار آیا تھا تو کچھ سامان شکار ضرور ہمراہ ہوتا و ایک ملازم ہونے
 یوں اکیلا نہ ہوتا اگر یہ خیال کیا جائے کہ کسی آہو یا اور شکار کے عقب میں جلا آیا ہو تو مرکب وغیرہ
 اور کچھ سامان شکار ہوتا اسکے پاس بس سوائے اس امر کے کہ یہ مسافر ہو کہیں کو جانا ہو راہ
 چلتے چلتے تھک گیا ہو ذرا کسل راہ دور کرنے کو درخت کے نیچے ٹھہر گیا ہو یہ خیال کیا کہ کوئی سامان
 بھی تو پاس نہیں ہو یہ کیسا مسافر ہو پھر یہ دل سے کہا کہ اسکے ہمراہ کوئی ملازم یا غلام ہوگا
 اسکے اوپر سب اسباب سفر بار ہو گا یہ آگے بڑھ آیا ہو اسکا انتظار کر رہا ہو گا ایسے ایسے خیال

دل سے کہتے ہوئے چلے جاتے تھے صرف اس خیال سے کہ اس جوان سے چکر دریا فت کروں کہ یہ کون ہے
 کدھر سے آیا ہے اور کدھر کو جاتا ہے اور یہ کیا مقام ہے خواجہ اسکی طرف چلے اسکی نظر خواجہ پر پڑی اُس نے دیکھا
 کہ ایک ساحر گلے میں ٹھوڑی پڑی ہوئی مار و عقرب لپٹے ہوئے فشقہ ملتے پر دیا ہوا بال بڑے بڑے قد
 بھی دراز تہمت باندھے ہوئے ترسول مانو بین مسافرت کا سامان پشت پر لوٹا ڈوری کا ندھے پر
 چلا آتا ہے راوی بیان کرتا ہے کہ یہ اپنے مقام سے جلا کہ اس سے پوچھوں کہ کدھر سے آئے ہو اور کدھر
 کا قصد ہے اسکو اپنا مکان کروں ناظرین نازک خیال کو معلوم ہو کہ یہ جوان اسی مہر ابن رہتا ہے اسکا
 مکان بچہ بنا ہوا ہے و ایک ملازم بھی مین سامان فرش و فروشن سے آراستہ و ستھرا و شفاف و
 صاف ہے ایک اسکی مان بہت ضعیف ہے اسکا طریقہ یہ ہے کہ یہ صبح سے آکر اس مہر ابن کھڑا ہوتا ہے
 جو کوئی مسافر دھڑ سے آتا ہے اسکو اپنے مکان پر لجا کر مہمان کرنا ہے جو کچھ چٹنی روٹی نصیب ہوتی
 ہے اسکو کھلا تا ہے بلکہ کچھ زاد راہ اگر اسکے پاس نہیں ہوتا ہے تو دیتا ہے اور راہ پر لگا دیتا ہے جو کوئی گم کردہ راہ
 آجاتا ہے دن بھر اسکا یہی شغل رہتا ہے نسبت ہی خلیق اور مسافر دوست ہے اور اپنے گھر سے بھی
 اسودہ ہر سب کچھ خداوند کریم نے اسکو دیا ہے گو نوکری پیشہ ہی مگر بہت بامروت اور صاحب خلق
 ہے ہر ایک سے جھجک کر ملتا ہے برا قدر شناس و فیض اساس ہے اسکے سبب سے مسافروں کو تکلیف
 نہیں ہوتی راہ گم کردہ راہ پر آ جاتے ہیں مگر وضع اسکی بھی اکتھیں لوگوں کا اسی ہے جو اسلاف کے باشندوں
 کی ہے یعنی فلسفہ عرفان را کے اطراف و جوانب کے رہنے والوں کی خواجہ نے اسکو دیکھا اور
 اسکی وضع کو دیکھ کر اپنے ولین کہا تھا کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ مقام بھی داخل حد طلسم ہے کیونکہ اس جوان
 کی وضع کے دینی ہے شکر ہے خداوند کریم کا کہ تم ابھی حد طلسم سے باہر نہیں ہوئے ہو بیرونی حد میں
 داخل ہو خداوند کریم کو منزل مقصود تک پہنچا دیگا یہ سوچتے ہوئے یہ ادھر سے چلے وہ انکو
 دیکھ کر اس خیال سے چلا کہ اس مسافر کو بھی لجا کر مہمان کروں اور جو خدمت چم سے ہو سکے اسکی کروں
 اگر یہ راہ بھول کر ادھر آیا ہو تو اسکو اسکی منزل کا ہتہ دیکر کسی کو ہمراہ کر کے راہ پر لگا دوں کیونکہ
 آج تک اس قطع اور اس وضع کا کوئی مسافر ادھر نہیں آیا گو یہ بھی ساحر ہے مگر اس اقلیم اور
 اس حد کا رہنے والا معلوم نہیں ہوتا ہے نہ معلوم کدھر سے بھول کر ادھر چلا آیا ہے ایسا نہ
 کہ کسی بلا میں مبتلا ہو کیونکہ اسکے چہرے سے آثار شرافت و نجابت پائے جاتے ہیں جب دونوں

ہم متقابل ہوئے پہلے آسنے یا تو ہر اسے سلام اٹھایا۔ اسی طریقہ سے کہ جو کہ وہاں کے باشندوں کا ہر
 خواجہ سلامت نے جواب سلام تو دیا مگر بکراہت یہاں تک کہ دونوں اب فریب ایک دوسرے
 کے پہنچ گئے اب جو خواجہ نے بغور اس کے چہرے کو دیکھا تو کچھ آثار حضرت عشتاق پائے جاسے تھے
 چہرے کا زعفرانی رنگ بیون کی کبودی اور تشکی آنکھوں کے حلقہ کا لاغر ہونا اور گڑھے چھنا خیار پوکا
 زرد ہونا اس امر کی دلالت کرتا تھا کہ یہ کسی پر عاشق ہو گیا ہو سب آثار تھے مگر چہرہ آسہر بھی روشن
 اور منور تھا ہر ایک اعضا سے خوبصورتی پیدا تھی جب فریب پہنچ کر صاحب سلامت ہوئی خواجہ
 نے جو اس کو دیکھا تو خواجہ کے دل میں ایک الفت سی اسکی پیدا ہوئی اور کچھ اسکی طرف سے بھی بولے محبت
 پائی گئی اور صبر خواجہ کو جو اسے دیکھا اس کے دل میں بھی محبت پیدا ہوئی اور صبر خواجہ اور صبر وہ جوان
 ایک دوسرے کو نگاہ الفت دیکھ کر تھوڑی دیر تک تخیل کفرے رہے اور یہ سوچا کیے کہ ہر الفت
 و محبت کا کیا سبب ہو کہ جو پیدا ہوئی ہو وہ جوان یہ خیال کرتا تھا کہ مجھ کو اس مسافر سے کیون الفت ہوئی
 خواجہ یہ خیال کرتے تھے کہ مجھ کو اس جوان سے کیون محبت پیدا ہوئی ہو اسکا کیا باعث مگر ایک
 دوسرے پر اس امر کو اظہار کرتا تھا کہ ہم کو تم سے نسبت ہوئی ہو تھوڑے عرصہ تک دونوں صاحب
 کھڑے رہے کہ اس جوان نے سبقت کی کلام میں کہ اے مسافر تم کہ صبر سے آئے ہو اور کہ صبر کو جاؤ گے
 کیا اور صبر راہ بھول کر چلے آئے ہو اگر راہ گم کی ہو تو مجھ سے فرمائیے میں آپ کو راہ پر لگا دوں گا دوسرے میرا
 طریقہ یہ ہے کہ جو مسافر اور صبر آتا ہے میں اس کو اپنا مہمان کرتا ہوں بدون اس کو کھانا وغیرہ کھلائے ہوئے
 جانے نہیں دیتا ہوں لہذا آپ میرے غریب خانہ پر تشریف لیجیے اور جو نان و نمک میرے وہ فوٹس
 فرمائیے اور یہ ارشاد فرمائیے کہ آپ کا طریقہ کیا ہے اور کیا غرض ہے خواجہ نے یہ سنا کہ اے جوان میرا
 مذہب و طریقہ تو وہ ہے ہر جو کہ آپکل اس طرف راہ لے رہی یعنی عجا ئب پرستی اور سامری پرستی
 پہلے تم یہ بتاؤ کہ تم کون ہو اور یہ کیا مقام ہو اور آپ کا کیا طریقہ ہے اور کیا مذہب ہے میں جب سے
 ان صحراؤں اور جنگاؤں میں داخل ہوا ہوں میں نے کسی انسان کو آج تک نہیں دیکھا سوائے
 تمہارے میں بہت حیران ہوں کہ تم یہاں کہاں سے آئے ہو کیا تم بھی مسافر ہو اس جوان
 نے کہا کہ اے مسافر میں مسافر نہیں ہوں بلکہ اسی صحرا میں رہتا ہوں یہی جنگل اس غریب
 و بیکیں کا مسکن ہے اسی جنگل میں غریب خانہ ہے یہی ہمارا مسکن و ماوا ہے آپ غریب خانہ پر

تشریف لیجئے تو میری قیام فرمائیے تاکہ کسل راہ برطرف ہو پھر میں اس مقام کا نام و نشان اور اپنی یہاں قیام کی کیفیت سب عرض کرونگا اور مسافر میری طریقہ یہ کہ جو مسافر اور ہر سے آتا ہو اسکو اپنا ہمان کرتا ہوں جو خدمت مجھ سے ہو سکتی ہو وہ بجالاتا ہوں جو ان دنوں تک نصیب ہوتا ہو وہ اس کے روبرو حاضر کرتا ہوں مسافروں کی خدمت کریں کہ اپنی سیر اور قات کرتا ہوں بلکہ جو زاد راہ مجھ سے ہو سکتا ہو وہ بھی پیش کرتا ہوں کیا کروں یہ یہاں سے کہیں جا نہیں جاسکتا ہوں انسان کی صورت کو ترستا ہوں کبھی کبھی جو صورت ہمیش کی نظر آجاتی ہو اسکو غنیمت جانتا ہوں اسی سبب سے یہ طریقہ اختیار کیا ہوا ہے جو مذہب و ملت آپکا ہو وہ ہی میرا ہو خواجہ پہلے تو اسکی یہ تقریر سنکے خاموش ہوئے اور خیال کرنے لگے کہ ایسا نہ ہو کہ یہ کوئی غول یا بانی ہو اور وہ صو کا دیتا ہو تو میری خرابی ہو سفت میں مبتلا اجذاب ہو جس کام کو لے لے ہو وہ بھی معلوم رہے صاحبقران و بان انتظار کریں یہ خیال کر کے خواجہ اسکی تقریر اور صورت بغور دیکھنے لگے چونکہ خواجہ تیار و تیار بہت بڑے ہیں شناخت کر لیا کہ یہ انسان ہو غول صحرائی نہیں ہو معلوم ہوتا ہو کہ سبب عشق کے کہ جو اس کے چہرے سے پیدا ہو انسان سے نفرت ہوئی اس صحرائی نے اگر مفہم ہوا ہو کیونکہ اکثر حضرت عشق کے برابر کیے ہوئے کوہ و صحرائی میں رہتے ہیں یہی انکا مسکن ہوتا ہو جیسا کہ حضرت مجنون کا دوست بخدر مسکن بنا تھا اور انھوں نے اسکو آباد کیا تھا اسی طور سے اس جوان نے ولولہ عشق میں اس صحرا کو آباد کیا ہو پس مگلا لازم ہو کہ اس کے حال کو بخوبی دریافت کرو کہ کیا سبب ہو یہاں رہنے کا اور یہ کیا مقام ہو اس جوان کی تقریر سنکے حیران ہو کر جواب دیا کہ اے جوان میں نے سبب تقریر تھا میری سنی میں نے جب سے مگلا دیکھا ہو یہ حیران ہوں کہ اس جنگل میں کہ جہاں بوجے امرات نہیں ہو سو اسے تھا کے میں نے اس مقام پر کسی کو نہیں پایا اسکا کیا سبب ہو اور تم یہاں کیونکر بسر کرتے ہو اس جوان نے جواب دیا کہ اے مسافر ہم میرے مکان پر تشریف لیجئے میں تم سے سب حال اپنا بیان کرونگا یہاں کہاں بیان کروں تم بھی راہ کے نقشے ہوئے ہو ذرا کسل و کان دہن ہو تب میرا حال سنا خواجہ نے جواب دیا کہ اے جوان اگر میں تمہارے یہاں جاؤنگا اور وہاں قیام کرونگا تو میری منزل کھوٹی ہوگی اور مجھ کو عرصہ ہوگا جس کام سے میں جاتا ہوں اس میں تاخیر ہوگی اسکی کیا ضرورت ہو جو میں نے تم سے سوال کیا ہو اسکو مختصر نقلوں میں بیان کرو اور جواب دو مجھ کو اپنے مکان پر نہ لیجئے بلکہ

یہاں سے کستور فاصلہ بر مختار مکان جو میں ٹھہر نہیں سکتا ہوں اس جوان نے جواب دیا کہ اس مسافر پر
 ممکن نہیں ہو خداوند نے بعد کئی روز کے آج مختاری صورت دکھائی اپنی قدرت سے نکو بھیجا ہوا مسافر
 میرا طریقہ اور قاعدہ ہو کہ جب تک میں ایک مسافر کو کھانا نہیں کھلا سکتا ہوں اس وقت تک خود نہیں
 کھاتا ہوں مگر آج کئی دن سے کوئی مسافر نہیں آیا تھا میں نے سوائے شیر گاؤ اور آرد سنگھاڑ کے کوئی
 قسم حبس و غلہ سے نہیں کھایا ہوا آج مختار ہی بدولت میں غلہ وغیرہ سے آشنا ہوا گا ہر روز کھانا پکایا
 جاتا تھا اور میں یہاں آکر مسافر کا انتظار کرتا تھا جب مسافر سے ملاقات ہوتی تھی گھر پر بوقت شب
 واپس جاتا تھا وہ طعام وغیرہ پکوا دیتا تھا اور خود اسی انتیار پر بیٹھا ذکر کیا ہوا کتھا کرتا تھا اور خداوند
 عجائب کا شکر کر کے سورتا تھا آج میرے مقدر میں قسم غلہ سے کھانا تھا اور نقصان نہ تھا کہ تم شریف
 لائے بس اب بہ امر غیر ممکن ہو کہ میں نکو جانے دوں خواجہ نے جواب دیا کہ یہ ممکن نہیں کہ میں اپنی راہ
 کھولی کروں اور منزل کو نہ جاؤں کیونکہ اگر میں اس وقت مختار سے مکان پر جاؤنگا اور وہاں ٹھہرونگا
 اسکے بعد روانہ ہونگا تو مجھ کو شام کس جنگل میں ہوگی ایسا نہ ہو کہ جانور ان صحرائی مجبور بنیاد کریں
 اگر کوئی مقام قیام کرنے کا نہ ملا تو بھر کہاں قیام کرونگا سوائے جنگل کے جنگل میں خوف جان ہوا
 اس جوان نے کہا کہ اس امر کو دل سے دور رکھیے کہ آج آپ کو جانا ملے بدون دو ایک روز کے
 خواجہ نے یہ سنا کہ کہا کہ لو اور سفتین پہر تو ٹھہر سکتا ہوں نہیں نہ کہ دو ایک روز میں نہیں ٹھہر سکتا
 ہوں یہاں نقصان ہوگا اس جوان نے کہا کہ یہ ممکن نہیں ہو اگر آپ کا نقصان ہوگا تو جب قدر آپ کا نقصان
 ہو مجھ کو آگاہ فرمائیے میں وہ بھی حاضر کرونگا اور آپ کو جانے نہ دوں گا یہ جو کلمہ آسنے کہا اب خواجہ کے شعر میں
 پانی بھرا یا امل تو اسی کلمہ سے خواجہ کو لالچ آ رہا تھا کہ یہ بڑا مالدار ہو جب تو یہ کہتا ہو کہ میں راہ
 بھی دیتا ہوں جب سے اسکی زبان سے سنا تھا یہ ہی دلیلین فکر تھی کہ کسی تدبیر سے چکر اسکے گھر کو
 تاراج کیجیے کیونکہ کافر ہوا اور کافر کا مال لینا ہر طرح سے جائز ہو خواہ جبر سے لے خواہ خوشی سے لے
 اسکا مال جس طور سے ہو لو اور اسکو لوٹو آج کئی دن سے کچھ نفع نہیں ہوا کوٹری و کوٹری کا
 شاید اس مقام پر نفع ہو جائے خداوند کریم نے صورت تو نکالی ہو مگر انکار اس غرض سے
 کر رہے تھے کہ یہ زیادہ مصر ہو جب آسنے کہا کہ جو کچھ آپ کا نقصان ہوگا وہ بھی میں حاضر کرونگا
 اور زیادہ خواجہ کو لالچ ہوا اور خیال فرمایا کہ بڑا مالدار ہو یہ جو آسنے کہا کہ جو آپ کا نقصان ہوگا وہ بھی میں

حاضر کرونگا خواجہ نے جواب دیا کہ ایسی کیا ضرورت ہے کہ میں مختار امہان ہوں اور تم کو ناحق زیر بار کروں
اور اپنا نقصان کروں یہ ممکن نہیں ہے اسنے کہا کہ یہ ممکن نہیں ہے کہ میں آپ کو جانے دوں بدوین چاروں
مہمان رسکھے ہوئے خواجہ نے کہا کہ بڑی خرابی ہے میں اور صر کیوں آیا اگر یہ جانتا کہ راہ زن ملے گا
تو اور صر سے نہ آتا دوسری راہ سے جاتا تو جو خیال اپنے دل میں کرتا ہو کہ میرے پاس نقد چوبیس
سے ہے تو یہ امر نہیں ہے میں بالکل مفلس ہوں سوائے اس برنجی لوٹے کے اور ریشی کے اور
اس کملی کے کوئی اسباب نہیں ہے اور نقد میرے پاس پانچ پیسے ہیں یہ ہی میرا زاد راہ ہے اور مصارف
مساافت ہے میں ایک بادشاہ کا نوکر ہوں رخصت بیکر مکان گیا تھا پر سون میری رخصت کا زمانہ
ختم ہو گیا اگر وقت بربہ ہو پونچھونگا نو جو دن ناغہ ہونگے وہ کٹ جائینگے ایک تو یوں ہی اس قلیل تنخواہ
میں بسر نہیں ہوتی ہے پانچ آدمیوں کی روٹی ہے اور جو کبھی ہو جائیگی تو کیونکر بسر ہوگی سب فاقہ کر کے
مر جائینگے اگر تیرا یہ خیالی ہو کہ جو کچھ انکے پاس ہو وہ مکان پر بیجا دعوت کے دھوکے سے لے لوں اگر
زیادہ کچھ دینے میں شکست کرے تو مار کر ڈال دوں تو بھائی میرے پاس کچھ نہیں ہے سوائے اس قدر رقم
اور ان اشیاء کے جو کہ میں نے تم سے کہے ہیں اگر مختاری یہ خوشی ہے کہ میں سردی کھاؤں اور پیاسا مروں
اور فاقہ کروں تو لو بہ لوٹا اور رسی و کملی و پیسے حاضر ہیں مگر میری جان چھوڑ دے تاکہ میں اپنی
نوکری پر جاؤں اور حاضری لکھوا کر اپنے کاروبار میں مصروف ہوں تاکہ امید ہو کہ بعد میں بھر کے
تنخواہ ملیگی جو کہ میری اور میرے بچوں کے زندگی کی سورت ہوگی اگر تم قتل کر ڈالو گے تو میرے بچے
مارے فاقوں کے تڑپ تڑپ کر ہلاک ہو جائینگے کیونکہ ابھی وہ اسس قابل نہیں ہیں کہ
کچھ پیدا کر کے اپنی زندگی بسر کریں ایک میرے ہلاک کرنے سے سات ہند دن کا اور خون ناحق میرے
مختار سے ہو گا جب میں نے مختاری سورت دوسرے دیکھی تھی اسبوقت میں نے دل میں کہا تھا
کہ خداوند خیر کریں کیونکہ میں راہ قبول کرادھر چلا آیا ہوں یہ ضرور کوئی قزاق ہے وہ ہی پیش آیا کہ
نخنے زبردستی نہیں کی دوسرا طریقہ قزاقی کا نکالا ہے اپنے گھر لیے جانے ہو وہاں کچھ کھلا کر ضرور پیش
کرتے ہو گے اور جو کچھ ہوتا ہو گا مسافر کے پاس وہ لے لیتے ہو گے تو میرے پاس کیا ہے میں ہی سبب سے
تو ادھر چلا آیا اور تم سے اس مقام کا حال دریافت کیا اور تمہارا حال اگر میرے پاس کچھ ہوتا تو میں اسطر
سے واپس چلا جاتا ایک قدم آگے نہ آتا پہلے یہ ہی قصد ہوا تھا بھر یہ خیال کیا کہ جبکہ تمہارے پاس

کچھ بھی نہیں تو پھر کیوں خوف کرتے ہو پس میں چلا آیا جو میرا خیال ہوا تھا وہ ہی ٹھیک ہے کیونکہ مجھ کو فقرہ دیتے ہو کہ میں زار و راہ بھی دیتا ہوں میں نے جو کہا کہ میرا نقصان ہو گا تو کہا کہ نقصان بھی ہو گا ایسا میرا کیا لالچ ہے میں ایسے فقروں میں کب آتا ہوں صاف صاف کیوں نہ کہد و پردہ کیوں رکھو معلوم ہوا کہ مسافر و ن کو قتل کر کے بہت کچھ جمع کیا ہو گا یہ جو خواجہ نے کہا اس جوان نے جواب دیا کہ اے مسافر میں فراق ہوں نہ کوئی میرا دوست عزراقی ہے یہ گمان نیز اعلاط ہے میں خداوند کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس میں کوئی نہ تو دغا ہو نہ مکر ہے میرا یہ ہی طریقہ ہے اگر میں اس کے خلاف عرض کرتا ہوں یا میرے دل میں کسی قسم کی دغل فصل ہو تو خود ویدہ مجھ کو خاک سیاہ کر دین اور میرے اوپر اپنا عذاب نازل کر دین اور مسافر میں سچ کہتا ہوں کہ میں مسافر و ن کو مہمان کرتا ہوں انکو بہت کچھ دیتا ہوں اس خیال سے کہ وہ میرے حق میں دعا کریں تاکہ میری عقبی درست ہو اور میرے گناہ خداوند معاف فرمائیں میں سچ عرض کرتا ہوں کہ میں تمکو اس قدر روزگار کہ جس سے تم کچھ تجارت وغیرہ کا بندوبست کرو اور اپنی اوقات براحتت بسر کرو خواجہ نے دل میں یہ سوچ لیا تھا کہ اگر یہ فراق بھی ہو تو مجھ سے کیا ملے گا اور میں ہی اسکا مال لوٹ گا یہ جانتا کہ ان ہی خواجہ نے یہ ٹھیک کہا کہ میں تو نہ جاؤں لگا بہ سننا تھا کہ وہ جوان ہاتھ جوڑ کر خواجہ کے قدم پر گر پڑا اور کہا کہ اے مسافر از براے خداوند تجائب میرے کئے کو مان اور میرے گھر چل کہ جو مان و نمک مجھ کو نصیب ہے اسکو خوش کر کہ میں بھی کھاؤں بسبب ناقصہ کے مر رہا ہوں برسوں سے کچھ نہیں کھا یا ہر سوائے شیر گاؤ اور آرو سنگھڑا کے اس کے کھانے سے نہ تو شکم سیر ہوتا ہے نہ نیت بھرتی ہے خواجہ کو منظور یہ ہی تھا کہ یہ زبادہ تر میر ہو تو میں جانے کا اقرار کر وں انکا خود دل چاہتا تھا چند و جون سے اول تو یہ کہ انکو بیان کے حالات دریافت کرنا تھا کہ یہ کون مقام ہے دوسرے اس جوان کا تیسرے اس جوان کو ٹھننا تھا پس جب وہ قدموں پر گر آپ نے یہ کہا کہ اچھا چلو مگر میں تمہارے فقرے اور بھوکے میں نہیں آیا ہوں تمہاری منت و حاجت سے چلتا ہوں یہ جو خواجہ نے کہا وہ جوان خوش ہو گیا اور اسی وقت خواجہ کو اپنے ہمراہ لیکر اپنے مکان کی طرف چلا راہ میں کہتا جاتا تھا کہ اے مسافر تم اپنے دل میں کوئی خیال بد نہ لاؤ اطمینان رکھو میں فراق نہیں ہوں خواجہ خاموش رہا کسے فکر میں چلے آتے ہیں اسکے ہمراہ کہ کس نہ میر سے اسکو فقرہ و دن اور اسکا سب مال

واسباب جو کہ اسکے گھر میں ہو سب پر قبضہ کر دین کیا عیاری کر دین یا اس فکیر میں ہیں اور مردہ جو ان خوش خوش
 چلا جاتا ہے یہاں تک کہ قریب مکان پہونچا اب خواجہ نے سر اٹھا کر دیکھا تو اس نے ایک مکان پختہ و منزلہ
 استرکاری کی ہوئی مثل بنیہ مرغ کے سفید صاف و ستیافت رنگا مینری کی ہوئی بڑا سادہ و ازہ لگا ہوا اسپر
 دونوں طرف پھیلیاں بنی ہوئیں بیچ میں تاج بنا ہوا ہے مکان بہت خوب پس وہ جوان جب قریب مکان
 پہونچا اندر دروازے کے چلا خواجہ اس خیال میں کھڑے گئے کہ یہ اندر جانا ہے زنا نہ ہوگا کیا ضرور ہو کسی کے
 ناموس بزرگاہ ڈالنے سے گو یہ کافر ہو مگر حکم ہے کہ ناموس کا فر کو بھی نگاہ دے نہ دیکھو بس بیکار
 گنگنا رہنے سے کیا حاصل گو اس جوان نے منع نہیں کیا ہے کہ اب آپ کھڑے جائیے وہ برابر بلا کچھ کے
 سنے اندر چلا گیا ہے اگر تم بھی چلے جاؤ گے تو تم پر کوئی اعتراض نہ ہوگا مگر پھر بھی مقام خیال و غور ہو کر
 یہ کہیں گے کہ جب تم اس امر سے آگاہ تھے کہ یہ زنا نہ مکان ہے تو پھر کیوں بلا در بافت اندر چلے آئے
 یہ خیال کر کے خواجہ کھڑے تھے اس جوان نے پلٹ کر دیکھا کہ مسافر صاحب آئے ہیں یا نہیں اب
 جو دیکھا تو کیا دیکھتا ہے کہ مسافر دروازے پر کھڑے ہیں پکار کر کہا کہ اے حضرت آئیے یہاں زنا نہ نہیں ہے
 یہ سب مکان مردانے ہیں میرے ساتھ سوائے ایک ضعیف مان کے کوئی عورت نہیں ہے وہ بھی آپ لوگوں
 سے پردہ نہیں کرتی ہیں دوسرے ہمارے طریقے میں ہے کہ پردہ وغیرہ نہیں ہوتا ہے یہی طریقہ آپکا
 بھی ہوگا یہ جو آئے کہ اب خواجہ بلا خوف اسکے ہمراہ اندر مکان کے آئے مکان کو بھی صاف و ستیافت
 ہر شے سے پایا چھوٹا سا باغیچہ صحن میں تمام قسم کے درخت لگے ہوئے تھے روش پٹری سے آراستہ
 ہر شے فرشتے سے رکھی ہوئی خواجہ صفائی اور پاکیزگی کی تعریف کرتے ہوئے اسکے ہمراہ ایوان میں آئے
 یہاں تختوں کا جو کالگا ہوا اسپر ہرقی چاندنی بھی ہوئی پانچ نوٹ کے دونوں طرف منسلک ہوئے
 وسط میں گاڑ رکھا ہوا فالجہ پچھا ہوا پلنگو بہر گرو پوش پڑے تیشہ آلات لگا ہوا مکان بھی خوب
 مثل عروس نشیبا اول کے آراستہ ایک طرف سبودان پر کورے کورے گھڑے رکھے ہوئے
 آئینہ بھرے قلعی کپے ہوئے رکھے ہوئے شالہات کی کنگلی پٹری ہوئی جو کی پر تھالی ہو کر رکھا ہوا
 لوٹے جو کی پر رکھے ہوئے خواجہ کے منہ میں یہ سب سامان دیکھ کر پانی بھر آیا اس جوان نے
 خواجہ کو لا کر چوکے پر بٹھایا کہا کہ ابھی طرح بیٹھے ہیں حاضر ہوتا ہوں خواجہ پاؤں لٹکا کر چوکے پر
 بیٹھ گئے وہ جوان اس مکان کے صحن کی دیوار میں ایک دروازہ لگا تھا اسکو کھول کر اس طرف گیا تو وہ

کے بعد پھر آیا اور ایک کمرہ کھولا اور آپ کمرہ کھول کر اس طرف چلا گیا خواجہ اسی طور سے پاؤں لٹکائے
 ہوئے بیٹھے ہیں کہ خواجہ نے دیکھا کہ اس کمرہ سے ایک ضعیفہ سر سے پاؤں تک سفید کپڑے پہنے
 ہوئے بال سب سر کے سفید کوزہ پشت منہ پر نقاب ڈالے ہوئے باہر آئی اور قریب والان آ کر
 کھڑی ہوئی اور خواجہ کی طرف بنگاہ غور دیکھا کی بڑے عرصہ تک بعد اسکے وہ ضعیفہ پھر اسی کمرہ
 میں چلی گئی کچھ عرصہ نہ گزرا تھا کہ دو خدشکار ایک کے ہاتھ میں تسلا اور ایک کے ہاتھ میں لوٹا
 وہ آئے انھوں نے آ کر کہا کہ میان مسافر پاؤں لائیے تاکہ ہم آپکے پاؤں گرم پانی سے
 دھوا دیں اور دہار دین تاکہ کسل راہ کم ہو جائے خواجہ نے پاؤں جوتے سے نکالے اسے
 تسلا رکھا جسکے ہاتھ میں لوٹا تھا اسنے پانی ڈالنا شروع کیا اسنے پہلے پاؤں دھلائے اسکے بعد خوب
 لے اور اسنے پانی ڈالا اسطور سے کہ جیسے پاشویہ کیا جاتا ہے جب پانی ہو چکا وہ خدشکار جو کہ لوٹا لے
 ہوئے تھا اسنے بڑھ کر ایک تو بیا ریشمی کھوٹی پر سے لیا اس سے دونوں پاؤں پونچھے اب یہ پاؤں اٹھا کر
 بیٹھے پہلے یہ خود اس خیال سے پیرشکار بیٹھے تھے کہ کام گرد پیر و پیر پڑی تھی کہ فرس خراب ہو گا جب
 پاؤں دھو گئے اب خواجہ پاؤں اٹھا کر بیٹھے کہ وہ دونوں خدشکار پھر اس مکان میں چلے گئے انکے
 جانیکے بعد پھر وہ ضعیفہ آئی اور بڑے عرصہ تک کھڑی دیکھا کی پھر چلی گئی خواجہ حیران کہ ضعیفہ
 آ کر کیا بار بار دیکھتی ہو اور چلی جاتی ہو خداوند کریم خبر کرے کیا اسنے پہچان لیا ہے جو ہر مرتبہ آ کر
 دیکھتی ہو ذرا ہوشیار ہو جانا چاہیے کیونکہ یہاں سوائے ساحرون کے کوئی آباد نہیں ہے پس اس خیال
 سے خواجہ نے اپنا بند و بست کر لیا ہے یہ حالت ہو اس طور سے بیٹھے ہیں کہ جیسے بزرگ جانور بیٹھا ہو
 بر تو ملے ہوئے کہ اوھر کوئی حرکت کرے میں اڑ جاؤں خواجہ کی یہ حالت ہو کہ اوھر کچھ آہستہ ہوئی
 انھوں نے کان کھڑے کیے اور گلیم کی طرف ہاتھ چلا خواجہ کی وہ مثل ہو کہ پتہ کھڑکانیدہ سر کا خلاصہ یہ
 کہ خواجہ بہت ہوشیار بیٹھے ہوئے ہیں بعد جانے اس ضعیفہ کے ان خدشکاروں نے تپائی پر لوٹا
 اور بیسن دانی رکھی دوسرے نے لا کر دسترخوان چن دیا کہ جیسے ہر قسم کی نعمت نفی کھانوں کے نام
 لکھنے سے بیکار کا طول ہو گا خلاصہ یہ کہ ہر قسم کا کھانا دسترخوان پر چاؤہ دسترخوان چن کر چلے گئے
 کہ وہ ضعیفہ پھر آئی اسکے ہاتھ میں رومال تھا ایک گوشہ بردسترخوان کے آ کر بیٹھ گئی اور خواجہ کی طرف
 مخاطب ہو کر بولی کہ اے مسافر آئیے نان و نمک نوش فرمائیے اسوقت تو ہمے کچھ زیادہ تدارک

انہو سکا کہ آپکی خاطر کرین جلدی میں آپ سے بہت شرمندہ ہوں اب عرض نہ فرمائیے کھانا سرد ہو یا ہوجو صبح
 نے کما وہ صاحب کمان ہیں جو کہ بجولا لے رہیں وہ بھی تو آئیں تو میں کھاؤں یہ کیا کہ مجکو بٹھا کر خود چلے گئے میں
 بیرون انکے کھانا نہ کھاؤنگا بقول کسے طاقت مہمان نہشت، خانہ بہمان گذشت انکو بلائیے تو میں کھاؤں
 بیرون میفرمان کے مہمان کو کھانا نہ چاہیے وہ تو کہتے تھے کہ جب تک میں مہمان کو کھانا نہیں کھلا لیتا
 ہوں اسوقت تک خود نہیں کھانا ہوں آج چار روز سے میں نے کچھ نہیں کھایا ہر کیونکہ کوئی مسافر
 نہیں آیا ہر پھر یہ کیا کہ خود غائب ہو گئے اس ضعیف نے کہا کہ آپ نوش فرمائیے وہ ابھی نہیں کھائے گا
 جب تک کچھ اپنے خداوند کی عبادت نہ کرے گا ان شب کو آپ کے ہمراہ میں بھی کھاؤنگی اور وہ بھی کھائیگا
 خواجہ نے جواب دیا کہ یہ ہرگز نہ ہوگا اسنے کہا کہ ایسا فرج ہو اپنے دین و مذہب کی قسم تو کھانا کھا
 اسکا انتظار نہ کرو خواجہ مجبور ہوئے بھوک بھی بڑی شدت سے لگی تھی بس روٹی اٹھا کر نوالہ تو مرا
 اور سالن میں ڈبو کر برابر منہ کے لائے چونکہ عادت تھی خلافت عادت کیونکر ہوتا بیسا ختم منہ سے
 بسم اللہ الرحمن الرحیم نکل گیا بسم اللہ کا منہ سے نکلتا تھا اور اس ضعیف کے کان میں ان الفاظ کا پڑنا تھا
 کہ وہ بیسا ختم بکارتا تھی کہ ایسا فرزند جمال جلد ادھر آوے مسافر خدا پرست ہی اسنے بڑا دھوکا دیا ہم سبکو
 بلج کیا یہ کمر خواجہ کی طرف ہاتھ کو دراز کیا کہ خواجہ کو پکڑ لوں جیسے اسکا ہاتھ خواجہ کے قریب آیا خواجہ
 تو ہوشیار بیٹھے ہوئے تھے اسکے پکارنے سے حیران ہو گئے تھے کہ اسے کیا علامت مجھ میں خدا پرستی کی
 کی دیکھی جو پہچان گئی اسکا بالکل خیال نہ تھا کہ مختار سے کلمہ بسم اللہ نکل گیا ہی بس جیسے اسکا
 ہاتھ انکے ہاتھ پر پڑا یہ فوراً جست کر کے بیرون والاں صحن میں آئے نوالہ ہاتھ سے پھینکا بھی انھوں نے
 کھایا تک نہ تھا وہ اٹھ کر انکی طرف چلی کہ لینا یہ مسافر خدا پرست ہی جانے نہ پائے انھوں نے خیال
 کیا کہ صحن میں آکر اگر دروازے سے جاتا ہوں تو جو لوگ دروازے پر ہونگے وہ دیکھ لینگے بس
 یہ سوچ کر یہ تک ضعیف انکے قریب آئے یہ جست کر کے دیوار پر مکان کی جالیٹھے وہ بحالت دلچسپی
 اور جان دیکر پکارنے لگی کہ ایسا جلد آ یہ مسافر تو خدا پرست نکلا دوسری صفت اس میں یہ ہر کہ لشکر
 کی جست و خیز کرتا ہوا سنے جو نوالہ اٹھایا اور قریب منہ کے لیگیا اسکے منہ سے وہ کلمہ نکل گیا جو کہ مسلمان
 وقت کھانا کھانے کے کہتے ہیں میں نے آواز دی اور اسکی طرف ہاتھ دراز کیا کہ پکڑ لوں یہ میرے ہاتھ
 کو جھٹکا دیکر فوراً جست کر کے صحن میں آیا میں اسکے پیچھے یہاں آئی کہ پکڑ لوں یہ جست کر کے دیوار پر جا کھڑا ہوا

یہ چلا رہی تھی کہ وہ جوان اس طرف سے بہکتا ہوا آیا کہ کیا ہی کیا والدہ صاحبہ آپ کیون پکار رہی
 ہیں کیسا خدا پرست اور خدا پرست جوان نے اس طرف آکر دیکھا کہ میری ماں صحن میں کھڑی ہے اور چلا
 رہی ہے اور وہ مسافر دیوار پر کھڑا ہے اور خواجہ نے دیکھا کہ وہ جوان لنگی باندھے ہوئے صرف کرتا
 پہنے ہوئے اس ضعیفہ کے پکارنے سے والدہ صاحبہ والدہ صاحبہ کہتا ہوا آیا ہے بس اس نے اپنی ماں کے
 قریب پہنچ کر پوچھا کہ کیا ہوا بیان فرمائیے اس ضعیفہ نے نام سرگزشت بیان کی جب وہ جوان
 سن چکا تو اس نے اس ضعیفہ سے کہا کہ پھر آپ کے قیاس میں یہ کون شخص ہے یہ تو ثابت ہو گیا کہ یہ مرد
 خدا پرست ہے وہ بونی کہ میرے قیاس میں ضرور بالضرور یہ خواجہ عمر ہے یہ حرکتیں اسی کی ہیں اور
 یہ چالاکیاں اسی کی ہیں سوائے اسکے یہ حرکت اور چالاکی کوئی نہیں کر سکتا ہے یہ سنکے اس جوان نے کہا
 کہ ای مرد مسافر یہ تو ہم پر بخوبی ثابت ہو گیا کہ تم مرد مسلم اور خدا پرست ہو جسے نہ پوشیدہ کر دو ہو کہ یہ بتاؤ
 کہ تم ہو کون آیا خواجہ عمر تو نہیں ہو اس مسافر یعنی خواجہ عمر نے کہا کہ میں نہیں جانتا ہوں کہ تم کب
 کیا رہے ہو میں اس امر سے آگاہ نہیں کیسا خواجہ عمر وہ معلوم مختاری تقریر کس قسم کی ہے کہ سمجھ میں
 نہیں آتی یہ صاف طور سے بیان کرو عمر و خواجہ میں کیا جالوں کیسا خواجہ اور کیا عمر و میں تو
 جیسا خاصہ انسان ہوں مرد عجائب پرست میں نہیں جانتا ہوں کہ خدا پرست کس کو کہتے ہیں
 یہ کس طرح کا نام لینے ہو نہ معلوم اس ضعیفہ کو کیا دکھائی دیا جو یہ ایک بار جلا اٹھی کہ خدا پرست
 معارض ہونا ہی یہ دہائی ہو گئی ہلکا علیج کر دین اسی سبب سے تو آنا نہ تھا جو میرا خیال تھا وہ ہی نکلا
 نہ کہنے میرے اور یہ الزام رکھا ہے کہ خدا پرست ہو میرے قتل کرنے کی فکر کی ہے کہ یہ ہی الزام رکھ کر
 اس کو قتل کروں اور جو کچھ اسکے پاس پیسے و پیسے کا ہولے لوں اس سے کیا حاصل میں نے ابھی مختارے
 ہمارا نکات تک نہیں کھایا یا بانی ہم نہیں پایا ان صرف فرش پر بیٹھنے کا گناہ گار ہوں جو چاہے اسکی
 سزا دیکھو قتل نہ کرو میرے بال بچے مر جائیں گے مارے قانون کے میں تو پہلے ہی دیتا تھا کہ جو کچھ میرے
 پاس ہے لے لو تمہیں خود نہ ہانا زبردستی مجھ کو بیان لائے اب یہ الزام لگاتے ہو اس سے کچھ فائدہ نہیں
 ہے اس جوان نے کہا کہ ای مسافر تو اس امر سے اطمینان رکھ کوئی تجھ کو قتل نہ کریگا نیز ایک مال بھی کم
 نہ ہوگا اگر تو صاف صاف بیان کر دے کہ خواجہ عمر تو نہیں ہے اس امر کے پوشیدہ کرنے سے کچھ حاصل نہ ہوگا یہ
 امر تو بخوبی ثابت ہو گیا کہ تو مرد خدا پرست ہے اب لاکھ پوشیدہ کر لگا تو ہو کو یقین نہ آئے گا جس طرح سے یہ ثابت ہو گیا

ہو گیا ہو ازراہ مہربانی۔ بھی ہمیں ظاہر کر دو کہ تم ہو کون خواجہ سلامت تو نہیں ہو خواجہ نے برہم ہو کر جواب دیا کہ کیا یہود دہکتے ہو کیسا خدا پرست میں تو خاصہ عجائب پرست ہوں تم خود خدا پرست ہو گے دیکھو ایسے کلمے جو زبان سے نکالو گے تو خوف اور ترس کو خاک سیاہ کر دینگے دیکھو اپنے حواس میں آ کر دیوانے نہ بنو اس جوان نے اس ضعیفہ سے کہا کہ یہ تو انکار کرنا ہے اب کیا کیا جائے اسنے کہا جا ہے یہ انکار کرے جا ہے اقرار میں نہ مانو نگے یہ خواجہ عمر و ضرور ہی میرا دل گواہی دیتا ہے کسی مصلحت سے یہ اپنے کو پوشیدہ کرنا ہے اور فرزند میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ ایک مرد بزرگ مجھ سے نہ مانے میں نے کوشش ہو جسکی نکو تلاش تھی اور جسکا انتظار تھا وہ کل تیرے یہاں آئیگا اسکی خوب خاطر و مدارات کرنا دیکھو بہت ہوشیار رہی سے کام لینا بہت عزت سے پیش آنا جب تم انکو لیکر آئے ہو میں نے مجھ سے کہا ہے کہ ایک مسافر آیا ہے ذرا آ کر دیکھ لیجئے میں اسوقت آئی اور دیکھا مگر کوئی علامت نہ پائی چلی گئی مگر مجھکو اسوقت سے بڑی تشویش تھی کہ یہ خواب کیسا ہے کہ اسکا طور نہوا آج تک تو کبھی خواب غلط نہیں ہوا ہے اسی سبب سے دوبارہ پھر جا کر دیکھا تھا کہ اب کچھ ثابت ہو مگر پھر بھی نہ ثابت ہوا خیال یہ کیا کہ ابکی مرتبہ جو مسافر آئیگا وہ خواجہ عمر و ہونگے مگر مجھکو شک تھا میں کھانا کھانے کو خود آ کر بیٹھی اپنے قاعدہ سے مگر میری نگاہ اسی مسافر کی طرف تھی اور میں دیکھ رہی تھی کہ اگر یہ مرد مسلم ہو تو اسکے منہ سے وقت نوالہ اٹھانے کے ضرور بسم اللہ الرحمن الرحیم نکلے گا اور اگر کافر ہو تو یہ کلمہ زبان پر نہ جاری ہوگا بس میرے کہنے کے موافق ہوا جیسے اس مسافر نے نوالہ اٹھایا کلمہ بسم اللہ الرحمن الرحیم نکلا بس مجھکو یقین ہو گیا کہ مرد خدا پرست ہے اور خواجہ عمر و ہیں میں نے نکو پکارا چاہے یہ پوشیدہ کرے جا ہے کچھ کرے میں نہ مانو نگے یہ ضرور خواجہ عمر و ہیں وہ میرا خواب صادق تھا ان مرد بزرگ نے مجھکو پہلے ہی خبر دی تھی کہ جسکا نکو انتظار ہو وہ کل آئے گا اور فرزند یہ خواجہ عمر و ضرور ہیں اس جوان نے کہا کہ اے والدہ ماجدہ میں نے بھی یہ ہی خواب دیکھا تھا بلکہ مجھ سے تو ارشاد فرمایا تھا کہ صبح کو تو جا کر فلان مقام پر کھڑا ہونا اور فلان طرف سے جو مسافر آئیگا اسکو اپنے مکان پر لانا اور اسکی عزت کرنا میں نے ایسا ہی کیا میں خود حیران تھا کہ یہ کیا امر ہے مجھ سے تو فرمایا تھا کہ فلان طرف سے جو مسافر آئیگا وہ ہی ہوگا جسکا تجھکو انتظار ہے موافق آئے ارشاد کے ہوا تو مگر یہ تو ساحر ہر بین اسپر بھی منت سماجت کر کے لایا

گو یہ آتے نہ تھے مگر جہاں تک ہوسکا میں نے کرشمہ کی اور لے آیا اب جہاں تھا کہ کیونکر ظاہر ہو کہ
یہ کون ہیں آیا جھکا پتہ و نشان دیا ہو وہ ہی ہیں یا کوئی اور نہیں اسی فکر میں بیٹھا ہوا تھا کہ آپ نے
آواز دی پس ضرور میرا اور آپ کا خواب صادق تھا یہ خواجہ عمر وہیں خواجہ سلامت ان دونوں کی
یہ تقریر دہوار پر بیٹھے ہوئے سن لے کیے جب وہ باہم باتیں کر چکے تو اس جوان نے کہا کہ امی مرد خدا پرست
و اسطہ تجھ کو اپنے دین و مذہب کا جسے اپنے کو پوشیدہ کریم سب بھی مسلمان اور خدا پرست ہیں
اگر یقین نہ آئے تو مجھے کلمہ طیبہ سن یہ کہہ کر اس جوان نے بفساحت کلمہ طیبہ زبان پر جاری کیا
اور چند قواعد اسلام بیان کیے اور کہا کہ آپ جسے کسی قسم کا خوف نہ فرمائیں ہم آپ کے دوست
ہیں دشمن نہیں ہیں آپ کے قدم بہت ناز و مہ کے ایک مدت سے منتظر تھے خدا نے آپ کی زیارت
سے مشرف فرمایا اب جلد ہم کو اپنے حال سے آگاہ فرمائیے ہمارے دونوں کو خوش فرمائیے ہم آپ ہی
کے انتظار میں یہاں مدت سے مقیم ہیں یہ کہہ کر اس جوان نے اور اس عورت نے ہزاروں قسمیں
کھائیں اب جو خواجہ نے انکی تقریر سننی اور کلمہ طیبہ کو اور قواعد دین اسلام جو بیان کیے خواجہ
نے بھی بغور آنکے چہرہ و نظر نگاہ کی تو نور اسلام کو انکی پیشانی پر جلوہ گر پایا خواجہ نے دلیں کہا کہ
ضروریہ دونوں خدا پرست ہیں اور جو کچھ کہتے ہیں سچ کہتے ہیں واقعی خدا پرست ہیں اگر کافر
ہوتے تو اس قدر فصاحت سے کلمہ طیبہ نہ پڑھتے کافر کی زبان سے وہی نہوتے دوسرے
نور اسلام بھی پایا جاتا ہوا اپنے کو پوشیدہ نہ کر دے بلکہ ظاہر کرو و پریشان کرنے سے کیا حاصل اتویہ
بہت پریشان ہو چکے ہیں اور صراحتوں نے کہا کہ آپ بالکل خوف نہ کریں ہم جب قدر بہانہ لوگ
ہیں سب خدا پرست اور مسلمان ہیں انہیں کوئی کافر نہیں ہو سب کو آپ کا انتظار ہے اور سب آپ کے
مشائق ہیں آپ ہی کی شریف آوری کی غرض سے میں نے ہزاروں روپیہ اپنا صرف کیا اور
ہزاروں کی مثل غلاموں کے خدمت کی آپ کی شریف آوری کی امید ہی میں اب تک زندہ رہا
ہوں ورنہ کب کامر گیا ہوتا شہزادے خدا اب نہ اپنے کو پوشیدہ فرمائیے اسطور سے جو اس جوان نے
کہا تب آپ پکارے کہ اے جوان میں نے یہاں لیا کہ میں مرد خدا پرست ہوں تیرے کہنے کے موافق اور
تو نے مجھ کو پہچان بھی لیا مگر یہ بتا کہ تو جس کا انتظار کرنا تھا وہ جس کے انتظار میں تو نے ہزاروں روپیہ صرف
کیا ہوتا قول ہے پس کچھ روپیہ اس شخص کی روٹلائی کے لیے بھی رکھا ہو کہ اگر وہ آئے تو روٹلائی و داس کے دل کو

خوش کر دے اگر ایسا ہوئے تو شاید وہ آئے ورنہ اسکا اتنا حال ہو اگر تم خواجہ عمر کی رونمائی لاؤ تو میں اسکو بلا دوں
 واقعی امر یہ ہو کہ میں خدا پرست ہوں اور خواجہ عمر میرے تابع ہیں میں جہاں چاہوں انکو بلاؤں اگر تمکو انکا
 انتظار ہو تو شوق سے انکی رونمائی حاضر کرو وہ آتے ہیں اس جوان نے کہا کہ ہماری یہ بیاقت کب ہو کہ ہم انکی
 خاطر کر سکیں یا انکو کچھ دے سکیں وہ شاہ عیاران عیار پیک طرار ریش ترشندہ کافران سربرندہ
 جادوگران برادر حمزہ صاحبقران شاہزادہ ولایت اول ہیں گو انکا لقب بہت بڑا ہی میری زبان
 میں اسقدر گویا نہیں ہو کہ میں اسکو زبان پر جاری کر سکوں دوسرے بدون گلاب و کیوڑے سے
 کلی کیے ہوئے خبر میری تو یہ حقیقت نہیں ہونے میں یہ بیاقت رکھتا ہوں کہ کچھ انہیں سے شکر کروں مان
 انکے پان کھانے کے لیے سات ہزار روپیہ حاضر ہو میں منگاسے دیتا ہوں آپ انکو طلب فرمائیے
 جواب دیا کہ تم منگاؤ وہ آتے ہیں یہ سنکے اس جوان نے اپنے ملازمونکو آواز دی کہ ادھر آؤ ملازم فوراً
 حاضر ہوئے اسنے کہا کہ وہ فلان کمرے میں جو سات توڑے سر بھر رکھے ہوئے ہیں انکو بہت جلد ملے
 ملازم دوڑے ہوئے گئے ان توڑونکو لیکر حاضر ہوئے اس جوان نے کہا کہ یہاں رکھ دو اور چلے جاؤ
 بس وہ توڑے رکھ کر چلے گئے جب وہ جا چکے اسوقت اس جوان نے کہا کہ یہ رونمائی حاضر ہو
 بسم اللہ خواجہ سلامت کو طلب فرمائیے اپنے فرمایا کہ ایک بات تو بتاؤ ہم خواجہ کی صورت سے
 واقف ہو اگر انکو دیکھو گے تو پہچان لو گے کیا تم خواجہ کو کسی مقام پر دیکھا ہو اس جوان نے کہا کہ
 جنانے عالم جبکہ میں حالت کفر میں تھا اس حالت میں مجکو سوسن جادو نے ایک تصویر دی تھی کہ
 اس صورت و شکل کا انسان جہاں ملے اسکو اسیر کر لینا جانے نہ دینا اول تو میں نے وہ تصویر
 دیکھی تھی وہ تصویر میرے پاس ہو و دوسرے جب مجکو عالم خواب میں مرد بزرگ نے مسلمان کیا تھا
 تو خواجہ کی صورت دکھائی تھی اور فرمایا تھا کہ اسے تمہارا کام اجرا ہو گا اور یہ تمہاری مراد کو پورا کرینگے
 بس میں صورت سے خواجہ کی بخوبی آگاہ ہوں اگر خواب میں بھی دیکھوں تو پہچان لوں یہ جو خواجہ نے سنا
 کہ اچھا پہچانو یہ کمراب جو خواجہ دیوار سے قلا کرتے ہیں اور حسیٹ کرتے ہیں تو اصلی صورت پرست ہے وہ
 انکا سی ڈاڑھی چھوٹی چھوٹی آنکھیں کلچہ سے کال ہلباق سا بیٹ کھائی سے کان چھ گز کا دھڑبھجے کا
 اور تین گز کا اوپر کا ندے کا کرتا و با نچامہ پہنے ہوئے سر پر کاغذ کی ٹوپی آسمین لومڑی کی دم
 لگی ہوئی سانسے کھڑے ہوئے جیسے ہی اس جوان وضعیف نے دیکھا پہلی ہی نگاہ میں پہچان لیا اور خواجہ

لے زمین پر آتے آتے جال مار گروہ ساتون توڑے نذر زنبیل کر لیے وہ دونوں دوڑ کر خواجہ کے قدموں پر
 گر پڑے اور کہنے لگے کہ ہمارا امید نہ تھی کہ ہم یہ قدم دیکھیں گے ہمارے خداوند کریم نے ہم کو یہ صورت زیبا
 اور شکل رعنا دکھائی گو اسکی امید نہ تھی مراد برائی خدا نے آرزو پوری کی خداوند کریم ان قدموں کو
 ہم سب کے سر پر تادم و سی سال سلامت مبارک امت رکھے آج ہم کو وہ خوشی حاصل ہوئی ہے کہ اپنی
 مدت العمر نہ حاصل ہوگی آج کو لسان ہر ہم کے قدم دیکھ رہے ہیں کوئی ہے کہ ہم کو ان قدموں پر سے
 ہزار مرتبہ نثار کرے یہ کہتے جاتے تھے وہ دونوں مان بیٹھے اور آنکھیں قدموں پر ملنے جاتے تھے ایک مرتبہ
 قدموں پر سے اٹھ کر گرو پھر نے لگے کہ خواجہ نے اس جوان کا سر سینے سے لگایا اور فرمایا کہ لے بس
 لے بس اب خوشی کر چکے آؤ بیٹھو اور ضعیفہ کو بھی منع فرمایا وہ دونوں مان بیٹھ کر دالان میں آئے
 یہ کہہ کر کہ ہمارا تو مایہ بھوک کے دم نکلا جاتا ہے میں تو کھانا کھانا ہوں یہ کہہ کر دسترخوان پر
 بیٹھے تھے اور قصد کیا تھا کہ لقمہ اٹھا کر کھائیں کہ اس ضعیفہ نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ یہ کھانا نہ
 نوش فرمائیے گا یہ کھانا زہر آلود ہے اس سب کھانے میں زہر ملا ہوا ہے اور رسم قاتل ہے اور دھڑ
 لقمہ منہ سے نیچے اترا اور کلیجہ پاش پاش ہو گیا خواجہ نے کہا کہ واہ کیا خوب اپنے بڑی عمدہ دوستی
 اور مہربانی کی تھی درپردہ میری جان لی تھی یہ زہر ملا کر کھانا لانے کی کیا وجہ تھی کیا دعوت
 میں عداوت کی تھی میری سمجھ میں یہ امر نہ آیا کہ باتو اس گراگرمی اور سنت و سماجت سے یہاں
 لائے اس پر یہ امر کہ کھانا زہر آلود کھلانے کا قصد کیا ابھی میری زندگی باقی تھی جو میں نے
 نہیں کھایا اگر کھا لیتا تو ہلاک ہو جاتا وہ تو میرے منہ سے بسم اللہ نکل گئی چونکہ میری زندگی
 تھی جو یہ کلمہ نکل گیا کہ تم لوگوں نے شور و غل مچا یا میں جست کر کے بالائے دیوار چلا گیا اب
 کوئی مج کو نہ پاتا میں شب کو آتا اور تم سب کو بہوش کر کے اور سب مال و سباب نذر زنبیل
 کر کے اور تم سب کو بھی اپنی راہ لیتا خیر تم یہ واقعہ بیان کرو کہ یہ مقام کیا ہے اور کہاں کی سرحد ہے
 اور تمہارے یہاں رہنے کا کیا سبب ہے اور خدا پرست ہونے کا اور میرا انتظار کرنے کا اور زہر آلودہ
 کھانا دینے کا کیا باعث ہے اور یہ بیان کرو کہ تمہارا نام کیا ہے راوی بیان کرتا ہے جب اس جوان نے
 نے سوسن کا نام لیا تھا تو خواجہ کو یقین ہو گیا تھا کہ یہاں سے در بند سوسن کا ضرور تہیہ ملے گا
 عجب نہیں ہے کہ یہی سرحد ہو در بند سوسن کی اس جوان سے معلوم ہو گا کیونکہ راجحہ نے بھی

اسی طرف چلنے کی اجازت دی تھی اور خال نے بھی بس جب خواجہ نے یہ سب تقریر اس سے کی
 آسنے کہا کہ پہلے کچھ نوشت فرما لیجیے پھر میں باطمینان تمام سب حال عرض کروں گا خواجہ نے کہا کہ چہا
 بس آسنے وہ سب کھانا اٹھوا کر بھنکوا دیا اور دوسرا کھانا منگوا یا بس ان دونوں مان بیٹوں
 اور خواجہ نے خوب شکم سیر ہو کر کھانا کھا یا شکر خدا بجالائے اب جب کھانے کے بیٹھے تو خواجہ نے
 کہا کہ مان بیان کرو اس وقت اس جوان نے کہا کہ اے میرے شفیق و رفیق و میرے استاد
 اے میرے محسن میرا نام جمال رہا ہے میں اس ضعیفہ کا فرزند ہوں ایک مین ہی بیٹا ہوں
 بہت سے لڑکے ہوئے سب مر گئے جب میں پیدا ہوا تو میرے باپ نے میرا نام جمال رکھا
 رکھا اسکا سبب یہ تھا کہ راہداری کا پروانہ میرے باپ کے نام کا کہہ سوسن جاو و کی طرف
 سے تھا اس سرحد کا انکا نام کمال راہداری تھا جب میرا سن کوئی نو برس کا ہوا میرے باپ نے قضا کی
 محکو چھوڑ کر اسدن سے وہ منصب اور وہ ہی تنخواہ سرکار سوسن سے میری مقرر ہو گئی اور
 میرے نام راہداری کا پروانہ جاری کیا گیا میں اپنی مان کو لیکر بیان رہتے لگا میری والدہ کا نام
 مسمونہ خاتون ہو یہ بہت نیک اور پارسا ہیں انھوں نے میری پرورش میں بہت کوشش کی
 اور نہارون روپیہ صرف کیا یا خواجہ سلامت یہ مقام سرحد و رہند سوسن کے نام سے مشہور
 ہے یہ وہ سرحد ہے کہ جس سے سوائے میرے اور سوسن جاو و کے کوئی آگاہ نہیں ہے یعنی نشیت
 و رہند سوسن نے یہ طریقہ مقرر کیا ہے کہ جب کوادھر سے اسکو طلب کرنا ہوتا ہے اسکو وہ ایک
 پرچہ کاغذ کا تھریر کر کے دیدیتی ہے یہی کچھ ایسی علامت آسنے مقرر کی تھی کہ سوائے میرے اور اسکے کوئی آگاہ
 نہ تھا اور نہ ہی محکو یہ حکم دیا تھا کہ جب تم اس نشانی کا کاغذ بانا تو ادھر سے آنے بھی دینا اور
 جانے بھی دینا جو اندر سے در بند کے آئے اور اسکے پاس کاغذ میرا دستخطی ہو وہ جانے پائے اگر نہو
 تو اسیر کر لینا جانتا کہ یہ کوئی غیر ہے یا جو کوئی داخل در بند ہوا اور اسکے پاس کاغذ دستخطی ہو تو داخل
 در بند ہو ورنہ اسیر کر لیا جائے چنانچہ یہی طریقہ جاری تھا اور جاری ہے اور والد کے وقت
 میں بھی یہی قاعدہ تھا ناگاہ چنبیسے سے بالکل سوسن کی ممانعت ہو گئی ہے کہ کوئی نہ ادھر سے
 جانے پائے نہ آنے پائے کیونکہ طلسم کشا آگیا ہے اور وہ برائے تلاش لوح ضرور آئیگا اگر نہ آئیگا تو
 اسکا عیار ضرور آئیگا کیونکہ وہ بڑے غضب کا ہے چنانچہ اب کوئی نہ ادھر سے آتا ہے نہ اندر در بند

کے جانے پاتا ہی بالکل راہ بند ہی خلاصہ یہ کہ یہ مقام در بند سوسن کے نام سے مشہور ہے مگر یہ
کوہ سوسن کی پشت اور اسکی سرحد ہی میان ہے کہ جہاں پر میل مکان واقع ہوا ہے سرحد ہی در بند
سوسن کی اب آپ اسوقت سرحد سوسن میں داخل ہیں بس میں ہمیشہ سے اسی مقام میں رہتا تھا
اپنی خدمت بجالاتا تھا کئی سو برس کا عرصہ ہوا ہے کہ بادشاہ سابق کے دادا نے جو کہ اصلی راستہ
در بند سوسن کا ہے صریح آتش خوار سے ملکر بند کر دیا ہے اب کوئی اُدھر سے جا نہیں سکتا ہے اگر
کوئی قصد جانبیکہ کرے تو اسیر ہو جائے جب تک کہ صریح مارا نہ جائیگا وہ راستہ کھلے گا نہیں سنے
یہ طلسم وہاں تیار کیا ہے کہ ایک تالاب ہے کہ جسکا نذر اسکے استاد کی قبر ہے اسپر وہ شب کو جلسہ سحر
آراستہ کرتا ہے رات بھر گانا اور بجانا ہوتا ہے جو مسافر شب کو اُدھر سے جاتا ہے وہ اس جلسہ کو دیکھ کر
وہاں جانبیکی خواہش کرتا ہے جو جو فریب جاتا ہے وہ وہ وہ جلسہ دور ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ
رات بھر وہ پریشان رہتا ہے بوقت صبح وہ اسیر ہو جاتا ہے دن بھر وہ شب اہل جلسہ مرغابیان
بنی ہوئیں تالاب میں شناساوری کرتی ہیں جہاں کوئی مسافر آفت کا مارا اسطرح جاتا ہے وہ
کیا جانے کہ یہاں طلسم ہے اس تالاب کو دیکھ کر گھبراہٹ و ڈھونے کی ضرورت سے یا کوئی اُدھر چلنے
کی ضرورت سے گیا اسیر ہو گیا مرغابی نے تالاب سے لکڑا اسکے سر پر گردش کی اسکے اوپر پانی کا قطرہ
گرا وہ غرق زمین ہو گیا بس اسیر ہو گیا ایک غبار اس سرحد پر چھایا رہتا ہے اُدھر سے کوئی نہیں
جاسکتا ہے راستہ بند ہے بس وہ جلسہ جو ہوتا ہے وہ طلسم ہی ہے وہاں ناچ گانا بھی ہوتا ہے جگو گانے
وغیرہ سے بہت شوق تھا میں نے جو سنا کہ اس تالاب پر ہر روز شب کو جلسہ ہوتا ہے اور خوب گانا
ہوتا ہے میں نے ملکہ سوسن سے درخواست کی کہ اگر اجازت ہو تو میں باکر تہ یک جلسہ ہوا کروں
کیونکہ جبکہ گانے کا بہت شوق اور اس جلسہ کے دیکھنے کا بہت اشتیاق ہے چونکہ سوسن جادو و سیر
بہت خاطر کرتے ہیں اور محبت بھی کرتی ہیں مجھ کو اجازت دی اور صبح کو طلب فرما کے حکم دیا کہ مال اہل
بہت معتمد ہے اور ہم اس سے از حد محبت کرتے ہیں یہ تمہارے یہاں کے جلسہ میں آنے کی خواہش رکھتا
ہے لہذا ہم تم کو اجازت دیتے ہیں اور حکم کرتے ہیں کہ اسکو آنے دیا کرو کوئی ممانعت کرو جاناچہ صبح نے
قبول کیا اس دن سے میں اس جلسہ میں جانے لگا اور تہ یک جلسہ ہونے لگا جاناچہ جگو گانے
وغیرہ سے از حد شوق تھا علم موسیقی کی تعلیم لینے لگا جو کوئی استاد ملا اسکی خدمت کی اور اس سے

حاصل کیا چنانچہ جہانگیر ہوسکا میں نے کوشش کر کے حاصل کیا اب میں خود جلسہ میں گائے لگا اتفاق سے
ملکہ سوسن کی دو لڑکیاں ہیں حسن میں شہرہ آفاق اور ولیری میں منشا قانگو خداوند کریم نے حسن
عاج کش اور زراہہ فریب عطا فرمایا بہت ہی خوبصورت ہیں واقعی آسمان حسن کے پاندو سوچ
ہیں اسم ہائے بہن یعنی دونوں کے نام یہ ہیں ایک کا نام مهر و ش جو کہ بڑی دختر ہو اور چھوٹی کا نام
ماہ و ش ہو دراصل ان کے حسن کے آگے مہر و ماہ نہر مندہ ہیں ان کے حسن کے آگے حسن زہرہ و مشتری
ماندہ ہوا جیسا مثل و نظیر نہیں رکھتی ہیں انھوں نے جو سنا کہ فلان مقام پر جلسہ رقص و سرود رہا رہتا
ہو انکو بھی گانے سے اور علم موسیقی سے شوق ہوا انکو یہ جو معلوم ہوا وہ اپنی ماں سوسن سے اجازت
لیکر اس جلسہ میں تشریف لائیں اور آکر سندھڑو و قار پر جلوہ فرما ہوئیں گانا وغیرہ شروع
ہوا جلسہ آراستہ ہوا وہ جو طلسمی لوگ تھے انھوں نے گانا وغیرہ گایا ملکہ کی دختر و ن نے پسند کیا
میں نے اپنے طریقے کے موافق گانا شروع کیا میرا گانا ملکہ ماہ و ش و مهر و ش کو پسند آیا اور
پھر سے ماہ و ش و مهر و ش نے فرمایا کہ تم ہر روز اس جلسہ میں آکر گاتے ہو میں نے ہاتھ باندھ کر
عرض کیا کہ جی ہاں ہر روز حاضر ہونا ہوں فرمایا کہ ہکو تو اس قدر مہلت نہیں ہوتی کہ ہم ہر روز
آیا کریں اور شریک جلسہ ہو کریں مگر ہاں آٹھویں دن آئیگی اور شریک جلسہ ہو کر بیٹگی تم بھی اب
ہر روز کا آنا موقوف کر دینا ہم آئیں اسدن آیا کر دیا اور ہکو اپنا گانا سنا یا کر و کیونکہ ہکو تمھارا
گانا بہت پسند آیا ہوا اس عرصہ آٹھ روز میں خوب شوق کیا کرو میں نے عرض کیا کہ بہت خوب آج سے
ایسا ہی ہو گا چنانچہ دونوں آفت جان بوقت صبح اٹھ کر اپنے مکان کو جلی گئیں میں بیان چلا آیا
میں نے اسدن سے یہی طریقہ اختیار کیا کہ روز کا جانا موقوف کر دیا اور آٹھویں دن جبکہ
دونوں لڑکیاں سوسن کی آنی تھیں جانے لگا اور اپنا گانا انکو سنانے لگا اسکو بھی ایک زمانہ
گزر ایک دن کا ذکر ہو کہ میں جو حسب قاعدہ گیا اور شریک جلسہ ہوا اور دونوں شاہزادیاں
جو آئیں اسدن ماہ و ش و دختر خور و سوسن جاو و سرخ لباس پہنے ہوئے تھیں چونکہ اب
میرا بھی شباب تھا اور اسکا بھی عالم حسن زور و نہر تھا گلشن حسن و جمال بہار پر تھا اب جو نگاہ اٹھا کر
دیکھتا ہوں ایک تیر تھا کہ دل کے پار گزر گیا اس خورش و ش پر ہی پیکر کی محبت نے میرے کانٹا دل
میں اپنا گھر بنا یا امی استاد یوں تو قبل میں بھی میرا یہ حال تھا کہ جب تک میں اس جلسہ میں حاضر رہتا

تھا آتے غصہ تک ماہ و ش کی طرف دیکھے جانا تھا اسکے گلشن خیال کی گلچینی کیے جانا تھا مگر
 اس وقت تک چکو تیرا چچے برسے کی نہ تھی صرف اسی طور سے کوئی اور قسم کے خیال سے نہیں دیکھنا تھا
 بلکہ ابھی صورت جو معلوم ہونی تھی دیکھنا تھا اب جو سن تیر کو پہونچا تو ملک کے عشق نے دل میں گھر بنایا
 خدنگ عشق نے نشانہ دل کو کیا اس قدر محبت ہوئی کہ اب بدون دیکھے عین نہ آتا تھا سپاہ عشق کی کشور دل پر
 چڑھائی ہوئی فوج غم و الم نے مہار دل کے لوٹنے کا سامان کیا اب وصل کی خواہش ہوئی یہ ہی دل
 جا رہا تھا کسی طور سے اس ماہ و ش بری بیکر کو گلے سے لگا لون پیار کروں دل و جان سے فریفتہ ہو گیا
 میں نے جو خیال کر کے دیکھا تو ملک کا بھی میلان پایا مگر بسبب خوف ملک سو سن کے اپنے عشق کا اظہار
 نہ کر سکا دل میں آتش فراق سے سوزش ہونے لگی اور ایک آگ مشتعل ہو گئی کہ جو ہر وقت د لکو
 جلانے لگی میں تڑپنے لگا مگر اظہار کرتا تھا اس خیال سے کہ اگر اس امر کا اظہار ہو گا تو سو سن جاو
 کے ناگوار ہو گا اور میری دشمن ہو جائیگی کیونکہ وہ مالک و رہبر اور رفی مرتبہ ہو اور میں اس کا ملازم اور
 راہدار ایک دن تو ایوان بھلا یہ کونسی بات ہے کہ میں اس امر کو اظہار کروں اور میرے حق میں خرابی
 ہو کیونکہ وہ کافر ہے ایسا نہ کہ غضبناک ہو کر مجھ کو قتل کر ڈالے تو بڑی خرابی ہو پہلے د لکو بہت
 سمجھایا اور بہت ہند و نصیحت کی مگر یہ حضرت کب مانتے ہیں اور زبادہ ترجمحانہ سے بے قرار ہونے لگے
 خلاصہ یہ کہ اب میں رات دن بے قرار رہنے لگا میرا یہ کام ہو گیا کہ رات تو اختر شماری و دن آہ و زاری
 میں بسر ہونے لگا آٹھویں دن جاتا تھا چونکہ میری معشوقہ کو میرا گانا پسند تھا خوب گاتا تھا بنگوش
 تھی کہ زبان سے مکن ہو علم موسیقی کے خوب طریقہ سے آگاہ ہوں اشعار عاشقانہ خوب گاتا تھا
 رات بھر اسکے گلشن حسن کی سیر کرتا تھا اور گلچینی حسن و جمال کرتا تھا ملک کو میرا گانا پسند تھا کہ میں
 گانا خوب تھا اسی سبب سے ملک کو بھی میری طرف میلان تھا چنانچہ آٹھویں دن اب جو ملک
 اس جلسہ میں آتی تھی تو بدون میرے اسکو چین نہ آتا تھا یا تو یہ طرفہ تھا کہ بہر و بہر بھیکر چلی جاتی
 تھی یا اب رات رات بھر نہر یک جلسہ رہنے لگی خلاصہ یہ کہ میں فراق ملک میں تڑپ تڑپ کر بسر
 کرنے لگا خسار زرد ہو گئے مجاہد امید بالکل قطع تھی کہ ملک سے وصل ہو میں اس آٹھویں دن
 کی صحبت کو غنیمت جانتا تھا سات دن اسی اشتیاق میں کٹتے تھے کہ وہ دن آئے تو جا کر اپنے معشوق
 کی صورت دیکھوں اور اسکے باغ حسن کی سیر کروں بقول شاعر مصرعہ گزشتہ میں وصل تو حسرت ہی ہے

اتفاق سے یہ طریقہ ملکہ نے جاری کیا کہ جب انکا جی علاوہ آسودہ کے کہ جس دن وہ جلسہ میں شرف لائی
تین مہرگانا سننے کو جا ہا آئے ملکہ سو سن سے اجازت لے لی تھی بجوا اپنے محل میں طلب کر لیا میں وہاں بھی
جا کر خوب گانا تھا اسکو قیمت چا نا کبھی بھی چلا جانا تھا اور گا کے چلا آتا تھا مگر اب دن بدن میری حالت
غیر ہونے لگی آٹھویں دن کی صحبت سے میری زندگی بھی صرف صورت دیکھنے پر میری حیات بھی مگر اسنو
رات دن اب سوائے رونیکے بجوا اور کام نہ تھا یہاں تک کہ اسقدر بے قرار ہوا اور ایسا نحیف و زار ہوا
کہ آٹھ ماہ بیٹھا و شوار ہوا تاب و طاقت نے جواب دیا صبر و شکیب نے ساتھ چھوڑا عنان اختیار ہاتھ سے
جاتی رہی میرے جواب دیا اب بالکل خوف اس امر کا نہ رہا کہ رسوا ہونگیا جان جائیگی یہ ہی دل میں
قصد کر لیا کہ ابکی مرتبہ جو جلسہ میں جاؤں تو اپنا عشق آس آفت جان پر ظاہر کروں اور صاف طور
سے کہہ دوں کہ تمہرے مرنا ہوں اب جا ہے اس امر کے اظہار ہونے سے میں قتل کیا جاؤں جا ہے زندہ
رہوں کہنا تک صبر کروں ایسا اسناد یہ قصد کر کے خاموش ہو کر بیٹھ رہا اور جلسہ کے دن کا انتظار
کرنے لگا یہ دل کب ماننا ہوا اور کب قرار لیتا ہوا زہد بقرار ہونے لگا اور تڑپنے لگا جب صبر منوسکا
تو میں نے یہ قصد کیا کہ کچھ کھا کر اپنی جان و دن سوائے اسکے کوئی تدبیر اور رنہوگی وصل یا تو میر
ہونا محال ہو سوائے جان جانیکے ای خواجہ سلامت یہ قصد مصمم دل میں کر لیا ایک انگشتی الماس کی
میرے ہاتھ میں تھی اسکو وادہ سے پوشیدہ طور سے پیسا اور سودہ الماس کو اپنے پاس رکھا اور
جس مقام پر میں سوتا تھا وہاں آکر اپنے پلنگ پر لیٹا اور یہ قصد کیا کہ بھانک لون کچھ خیال جو
اسکے رومے زیبا کا آیا تصویر خیالی اسکی آنکھوں کے سامنے پھرنے لگی میں اسکو مخاطب کر کے کلام
کرنے لگا اور اظہار عشق اور اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا میری نوبت مجنون پہونچی تھی یہ عالم تھا کہ
مجنون ہو گیا تھا یہ ہی جی چاہتا تھا کہ وہ صحرا کی سیر کروں جنگلون کو اپنا مسکن بناؤں مگر اس
خیال سے نہ جانا تھا کہ اگر چلا جاؤں گا تو یہ جو آنکھوں دن صورت زیبا کی زیارت ہوتی ہے کیونکر ہوگی
بس اس خیال سے کہیں نہیں جاتا تھا کہ کسی کے سامنے روتا تھا اپنے مقام پر بیٹھ کر روتا تھا اور
گریبان کو چاک کرتا تھا خلاصہ یہ کہ جب میں نے یہ قصد کیا اور تصویر خیالی ملکہ روبرو آگئی میں
اسکو مخاطب کر کے اس سے ہم کلام ہوا اور جب کچھ جواب نہ ملا تو یہ حالت ہوئی کہ رونے لگا
اسی حالت گریہ و زاری میں آنکھ بند ہو گئی دیدہ ظاہری تو بند ہوئے باطنی کھل گئے عالم خواب میں

کیا دیکھتا ہوں کہ ایک مرد بزرگ باریش سفید بنیر عمامہ سر پہ چہرہ لولہ فی میری بالین پر کھڑے
 ہوئے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ یہی حال رہا یا اس قدر کیوں بے قرار ہوتا ہو اور کیوں جان دینے
 پر آمادہ ہوتا ہو اسے اپنی جان کو غنیمت جان کیوں وصل عشوق سے ناامید ہوتا ہو اسکا وصل
 تیرے نصیب میں ہو گا ایک شرط سے کہ تو دین اسلام قبول کر اور ایمان باطلہ پر لعنت کر اور کلمہ طیبہ پڑھو
 صدق دل سے مسلمان ہو اور جمال راہ راہ تجکو لازم ہو کہ تو دین اسلام قبول کر کے خواجہ عمر و کے آنے کا
 انتظار کر کیونکہ خواجہ کے سبب سے وصل عشوق تجکو حاصل ہو گا اگر تو خواجہ عمر و کی شرکت کریگا اور
 انکی خدمت بجالاے گا کیونکہ وہ درجہ سوسن کی تلاش میں اور صراحتیگے تو انکو در بند سوسن میں پہنچا دینا
 وہ سوسن جادو کو اسیر کریں گے اسکے اسیر کرنے سے تیرا بھی مطلب ہو گا اور تجکو وصل نصیب ہو گا
 ہاکی کوشش اور سعی سے اگر وہ کوشش و سعی نہ کریں گے تو کبھی تجھے وصل نصیب نہ ہو گا اگر تو انکے کہنے پر
 عمل کرے گا تو تیرا کلمہ پائی ہو گا تجکو لازم ہو کہ تو دین اسلام قبول کر اور خواجہ کی شریف آوری کا
 انتظار کر وہ نظر کر وہ ہفت پیہر ان ہیں شاہ عیاران ہیں انکی عزت و توقیر ہر ایک پر لازم ہو جس
 امر میں قدم رکھیں بدون اس کام کو پورا کیے ہوئے نہ چھوڑیں انھیں کے قدموں کی برکت سے تو
 وصل یار سے بہرہ مند ہو گا اور وہ عنقریب آنے والے ہیں اور تو بھی بہت جلد وصل یار سے بہرہ مند
 ہو گا اپنی جان نہ دے کیونکہ حمزہ صاحب قرآن بیان شریف لایچکے ہیں بے ستون جادو سے
 مقابلہ ہو رہا ہے بعد فتح کو وہ بے ستون وہ خواجہ عمر و کو برائے دریافت حالات در بند سوسن
 روانہ کریں گے خواجہ اس طرف کو آئیں گے تو انکی شرکت کرنا اور اپنا در و دل آنے بیان کرنا وہ ضرور تیرے
 لیے کوشش کریں گے اور تجکو وصل یار سے کامیاب کریں گے تو خوش ہو گا مگر اپنے دین اسلام قبول
 کرنے کو کسی پر غماہ نہ کرنا اسح طور سے پوشیدہ رہنے دینا اور حسب طور سے تو جلسہ میں جاتا ہو اسی طور
 سے جایا کر نا جب خواجہ آجائیں تو وہ جس طور سے کہیں اسیر عمل کرنا انکی رائے کے موافق کام کرنا
 انکے کہنے کے خلاف کبھی نہ کرنا یہ فرما کر مجکو کلمہ طیبہ تعلیم فرمایا اور بہت کچھ پند نصیحت فرمائی میں اسیا خائف و
 ترسان ہوا تھا کہ میرا بندہ کاتب رہا تھا انھوں نے مجکو نسکین فرما کر اس عالم خواب میں مسلمان کیا میں نے
 دین اسلام قبول کیا وہ مرد بزرگ آنکھوں کے سامنے سے غائب ہو گئے میں نے قصد کیا تھا کہ اسم مبارک دریافت
 کروں مگر میں کچھ ایسا نہ ہو تھا وصل یار کو سننے کہ نصیب ہو گا اور تجکو خوشی حاصل ہوئی تھی کہ اس عالم خواب

میں میں بچوں نہ سماتا تھا فرط خوشی سے اسی سبب سے اسم مبارک دریافت نہ کر سکا کیونکہ میں اپنے
 آپ میں نہ تھا وہ مرد بزرگ غائب ہو گئے میں اسی حالت خوشی میں تھا کہ ایک مرتبہ اگر کسی نے شانہ ہلا یا میری
 آنکھ کھل گئی کیا برا معلوم ہوا مگر آنکھ کھول کر دیکھا تو والدہ کو سر ہانے کھڑا ہوا یا دیکھا کہ آنکھوں سے
 آنسو جاری ہیں آواز گرفتہ ہزار و قطار رو رہی ہیں میں نے اپنے حواس درست کر کے دریافت کیا کہ یہ کیا
 آپ کی حالت ہے جلد بیان فرمائیے کیونکہ آپ اس قدر بے قرار ہیں اور انشکبار آنکھوں نے کچھ زبان سے تو فرمایا
 نہیں میرے گلے سے لپٹ گئیں اور رو رو کر کہنے لگیں ای فرزند تیرے دل پر کیا ندری جو تو نے اپنی جان
 دینے کا قصد کیا ہے جلد بیان کر کہ سوداہ الماس کی بیڑیا کہاں ہے جو کہ تو نے کھانے کے لیے اپنے پاس رکھی تھی
 میرے سر کی قسم کچھ کھایا تو نہیں ہوا رے فرزند جگر بند تو ہی تو میری زندگی کی آس ہے اس ضعیفی کا سہارا ہے
 تیرے دل پر کیا ندری ہے جو تو نے مرنے کا قصد کیا ہے بھیرا اپنی حالت بیان کر اور فرزند تو کیوں اپنی حالت کو
 مجھ سے پوشیدہ رکھتا ہے رے تو ہی تو میری زندگی ہے اب تو امید یعنی نہیں ہے کہ پھر تجھ سے فرزند مجھ کو نصیب ہوگا
 میں نے اپنا سارا زنڈاپا تیرے پیچھے کاٹا اگر تو نہوتا تو کون میرا تھا کہ جو میرے زرق اور میری راحت کی
 فکر کرتا یہ تیرے دل میں کیا سمائی تھی جو تو نے یہ قصد کیا ہے فرزند جو تیری حالت ہے اور تیرا خیال ہے میں اس سے
 بخوبی آگاہ ہو گئی ہوں تو اس سے قبل مجھ سے بیان کرتا تو میں کوشش کرتی ملکہ سوسن کے قدموں پر
 جا کر گرتی اور کہتی کہ اسکو غلامی میں قبول فرمائیے جب میں روتی اور فریاد کرتی کہ میرا بچہ ہلاک ہوا جاتا
 ہے پہلے اسکے عوض مجھ کو قتل فرمائیے اسکے بعد اسکو ہلاک فرمائیے اس خطا پر اور یہ کہ کمر تلوار کھول کر اپنے
 گلے پر رکھتی یقین تھا کہ سوسن منظور کرتی اور تیری مراد حاصل ہوتی تو وصل یار سے بہرہ مند ہوتا
 کیونکہ ملکہ رحم دل اور میرے حال پر اور تیرے حال پر بہت مہربان ہوں دوسرے کوئی تو بد قوم نہیں
 ہے عالی خاندان ہو ملکہ سے تیرا خاندان چھا ہوا وہ صرف حاکم ہونے سے اس مرتبہ کو پہنچ گئی بہت دیر نہ وہ
 خاندانی حالت میں تھے کم ہن چار پیسے کی عزت ہو انکا تو فخر تھا مگر خیر تو نے پوشیدہ کیا میری اور تیری
 زندگی تھی کہ خداوند کریم نے میرے حال پر رحم کیا اور مجھ کو تیرے حال سے آگاہ کیا ابھی میں سو رہی
 تھی کہ ایک مرد بزرگ نے خواب میں آکر مجھ کو مسلمان کیا اور تیرے حال سے آگاہ کیا اور فرمایا کہ جلد
 جا کر اس سے سوداہ الماس لے لے ایسا نہ کہ وہ کھا جائے گو میں نے اسکو بھی مسلمان کیا ہے اور
 اسکو آگاہ کر دیا ہے کہ خواجہ عمر کے بدولت تو اپنے معشوق کے وصل سے کامیاب ہو گا انکے

آئینکی امید رکھا اور انکی تشریف آوری تک تو اپنی جان نہ دے اور انکا انتظار کر اسکو مسلمان کیا ہی تو بھی
 دین اسلام قبول کر اسکو غنیمت جان کہ اس دین کے قبول کرنے کی برکت سے تیرے فرزند کی جان
 بچ گئی ورنہ وہ ہلاک ہو جاتا اور فرزند انھوں نے تیرے عشق کی سب حالت اور تیری سب کیفیت مجھ سے
 اس حالت خواب میں بیان کی یہ کہ والدہ نے سب حال مجھ سے اول سے آخر تک بیان کیا اور ان
 مرد بزرگ کی صورت بیان کی جنکو میں نے خواب میں دیکھا تھا انھیں مرد بزرگ نے والدہ کو بھی مسلمان
 کیا تھا بس جب میں نے یہ حال والدہ کی زبانی سنا میں نے بھی سب حال اول سے آخر تک سب
 بیان کیا اور اپنا خواب بیان کیا اور اپنا مسلمان ہونا بس اور خواجہ سلامت ہم دونوں مان بیٹھے
 صدق دل سے مسلمان ہوئے تھے اب جو خیال کرتے ہیں تو کلمہ یاد تھا عالم بیداری میں کلمہ پڑھا اور
 مذہب عجائب پرستی پرعت کی وہ جو میرے قلب کی بیداری تھی وہ برطرف ہو گئی اور کس قدر اطمینان
 ہوا میں نے وہ سودا لباس والدہ کو دیا انھوں نے اسکو اسی وقت پھینک دیا رات بھر ہم دونوں
 اسی خواب کو بیان کیا کہ والدہ میرے گلے لگ لگ کر رو یا کہ میں نے اسے اپنے عشق کا قصہ دیکھا
 کیا یہ بیان تک کہ صبح ہو گئی میں نے اپنے ملازم کو طلب کر کے اسے کہا کہ بھائیوں میں نے تو دین اسلام قبول
 کیا اور عجائب پرستی پرعت کی اگر تھو دین اسلام قبول کرنا ہی تو میرے پاس رہو ورنہ چلے جاؤ سب نے
 بیان کیا کہ ہم مسلمان ہیں ہر ایک نے بیان کیا کہ ایک مرد بزرگ نے ہکو عالم خواب میں آکر مسلمان کیا اور
 فرمایا کہ یہ طلسم نفع ہو گا اور در بند سوسن برباد ہو گا سوسن جاوے قتل ہو گی یا مطیع اسلام ہو جائے
 عمر و حمزہ صاحب قرآن کی اطاعت و شریعت کریگا اسکا بڑا مرتبہ ہو گا اور جو اسے انحراف کریگا وہ
 قتل ہو گا اور ذلیل مگر خواجہ عمر و کے آئے تک تم لوگ اپنے دین و مذہب کو سوائے اپنے مالک کے کسی پر ظاہر
 نہ کرنا کیونکہ وہ بھی مسلمان ہو چکے ہیں یہ جو میں نے ان لوگوں سے مستطابت خوش ہوا یہ ہی کلمے
 ان مرد بزرگ نے مجھ سے بھی فرمائے تھے چنانچہ اسدن سے میں آپکے قدم و مہمیںت لزوم کا منتظر تھا ہر وقت
 یہ ہی دعا کہتی کہ کہیں آپ تشریف لائیں اور میں اپنی مراد دلی سے کامیاب ہوں میں نے اسدن سے یہ طریقہ
 کیا تھا کہ راستے پر جا کر کھڑا ہوتا تھا جو مسافر آتا تھا اسکو اپنے مکان پر لانا تھا اگر کافر ہوتا تھا اسکو
 زہر آلودہ کھانا کھلا کر ہلاک کرتا تھا ہزاروں کافروں کو میں نے اس طریقے سے قتل کیا اور پکا انتظار
 تھا آج خداوند کریم نے میری مراد پوری کی کہ آپکی زیارت سے مشرف فرما یا رات کو وہ مرد بزرگ خواب میں آکر

آپکی تشریف آوری کی خبر دی گئی بموجب انکی ارشاد کے ظہور میں آیا بس میں آپکے تصدیق اور آپکے قدموں کی برکت سے اپنی مراد کو پہونچونگا یہ سنکے خواجہ نے فرمایا کہ کیوں جمال راہدار اب بھی وہ جلسہ ہوتا ہے اور دونوں شاہزادیاں آتی ہیں اور تم بھی جاتے ہو یقین ہے دونوں شاہزادیاں ساحرہ ہونگی جمال راہدار نے عرض کیا کہ استاد اسی طریقے سے رفر جلسہ ہوتا ہے یہ جلسہ تو طلسمی اور سحر کا ہے جب تک مریخ آتش خوار نہ قتل ہوگا اسوقت تک یہ جلسہ نہ موقوف ہوگا دونوں شاہزادیاں اسی طور سے آٹھویں دن آتی ہیں اور یہ آپکا خادم بھی جاتا ہے اور گاتا ہے یہ ہی دو سبب تو میری زندگی کے بچے ایک زیارت معشوق آٹھویں دن دوسرے آپکا انتظار خیر خداوند کریم نے آرزو پوری کی کہ اپنی زندگی میں وصل یار کی امید ہوئی اور استاد دونوں شاہزادیاں سحر سے بالکل ناواقف ہیں بلکہ انکی حسب قدر صاحبین و خواصین ہیں وہ بھی سحر سے ناواقف ہیں ایک حرف نہیں جانتی ہیں سوائے سوسن جاو و اور انکے ملازمون کے اور مریخ آتش خوار داسکے ملازمون کے ساحر نہیں ہیں اصل امر تو یہ ہے کہ سوائے مہروش و ماہ و شش اور انکے نوکروں کے یہاں سب ساحر ہیں خواجہ نے کہا کہ خیر یہ بتاؤ کہ اب کس دن جلسہ ہوگا کہ جس دن تم جاؤ گے جمال راہدار نے جواب دیا کہ استاد آج ہی تو دن ہے میرے جانے کا آج ملکہ آئینگی اور شریک جلسہ ہونگی خواجہ نے کہا کہ ای جمال راہدار تمکو بھی اس جلسہ میں لےجاؤاں ہم دہان چلکر کوئی تدبیر کریں اور سوسن جاو و کو قتل یا اسیر کریں اور مریخ آتش خوار کو قتل کرنے کے راہ در بند کی کھولیں تاکہ صاحبقران بہان تشریف لائیں در بند کو فتح کریں مختاری شادی سوسن جاو و کی دختر ملکہ ماہ و شش کے ساتھ کریں جمال راہدار نے عرض کیا کہ استاد آپ اس قدر توقف فرمائیں کہ میں آج جا کر ماہ و شش و مہروش سے آپکا ذکر کروں اور انکو آپکی تعریف کر کے آپکا مشتاق کروں یقین ہے کہ وہ ضرور آپکو طلب کریں گی کیونکہ وہ گانے کی بہت شوقین ہیں اور از حد مشتاق ہیں جب آپکے گانے کا حال سنیں گی کہ آپ بہت عمدہ گاتے ہیں تو ضرور اس امر کی خواہش کریں گی خواجہ نے کہا کہ تم کیونکر انکو میرے حال سے آگاہ کرو گے آسنے کہا کہ میں آج عرصہ کر کے جاؤنگا ملکہ ضرور باحث دیر کا دریافت کریں گی میں عرض کرونگا کہ میرے استاد ایک مدت کے بعد آئے ہیں انکی خاطر و مدارات میں عرصہ ہو گیا وہ ضرور دریافت کریں گی کہ کس فن کے استاد ہیں میں بیان کرونگا کہ علم موسیقی کے بڑے کامل ہیں میں نے یہ فن انھیں سنتے حاصل کیا ہے ایک نایاب بعید کے بعد آئے ہیں گو میرا جی آنے کو نہ چاہتا تھا کہ انکو چھوڑ کر آؤں مگر آپکے خوف سے آنے پڑا ہوں

میں وہ ایک غزلین گا کر چلا جاؤنگا جب یہ بیان کرونگا تو وہ ضرور یہ فرمائیشگی کہ ہم بھی آنکے گانے کے
 مشتاق ہیں ہم کو بھی سنا دو میں عرض کرونگا کہ آپ طلب فرمائیے یقین ہو کہ آپکے طلب فرمانے سے وہ
 تشریف لائیں بس وہ ضرور کسی سے آپ کو طلب کریں گی آپ شوق سے تشریف لائیے گا پھر آپ کو اختیار ہو
 جس طور سے چاہیے گا اپنا کام کیجیے گا خواجہ نے یہ سُنکے فرمایا کہ کیوں جمال راہدار یہ تو نہوگا کہ میں وہاں
 کسی صورت پر جاؤں اپنی صورت کو تبدیل کر کے اور وہاں یہ نہو کہ میری اصلی صورت ظاہر ہو جائے
 اور یہ راز افشا ہو میں بھی اسیر ہوں اور تم بھی مبتلائے بلا ہو کیونکہ تم کہتے ہو کہ جو کوئی اس طرف جاتا ہے
 وہ اسیر ہو جاتا ہے جمال راہدار نے جواب دیا کہ ایسا تو یہ امر نہیں ہے بلکہ یہ امر ہے کہ جو بیرون در بند
 سے آنے کا قصد کرتا ہے وہ اسیر ہو جاتا ہے اور وہ مبتلائے بلا ہوتا ہے یہ امر نہیں ہے کہ جو اندرون
 در بند سے اور اس طرف کا رہنے والا ہو وہ شریک جلسہ ہو اسیر ہو جائے اور مبتلائے بلا ہو کیونکہ
 یہ غیر کے لیے ہی باشندگان در بند کے لیے نہیں ہے یہ بھی اس عرض سے ہے کہ طلسم کشا نہ آجائے اسی کے
 لیے یہ سارا بند و بست ہے دوسرے یہ طریقہ ہے کہ جو شریک جلسہ ہونے والے لوگ ہیں انکو اجازت ہے
 کہ وہ جب کو چاہیں اپنے ہمراہ لائیں ہاں اگر کوئی بدون اجازت مریخ یا سوسن یا آن لوگوں کے کہ جنگو
 اجازت ہے جلسہ میں شریک ہونے کی جائیگا وہ اسیر ہو جائیگا بس جبکہ آپ کو شانہزادیاں طلب کریں گی
 تو گو یا اجازت ہوئی پھر آپ سے کوئی عزامت نہ کریگا رہا یہ امر کہ ایسا نہو کہ اس مقام پر ہو چکر آپکا
 راز افشا ہو یعنی بسبب سحر کے آپکی اصلی صورت ظاہر ہو جائے تو اسکا یہ بند و بست ہوگا کہ ہم اور
 آپ اس جلسہ سے الگ بیٹھیں گے اور اب بھی یہ ہوتا ہے کہ میں جو جانا ہوں الگ بیٹھتا ہوں کیونکہ ہاں
 تو کارخانہ سحر کا ہے وہ دونوں شانہزادیاں بھی الگ اس جلسہ سے بیٹھتی ہیں اس سرحد میں نہیں جاتی
 سامنے جلسہ آتے فاصلہ پر آراستہ ہوتا ہے کہ جیسے یہاں سے میرے مکان کا دروازہ وہاں میری آتش خوار
 اور اسکے مصاحب ہوتے ہیں اور سحر کی جلیان اور یہاں الگ فرش کیا جاتا ہے میں اور دونوں
 شانہزادیاں اور انکی خواہشیں ہوتی ہیں بس آپ وہاں کب ہونگے کہ جو سحر کے سبب سے آپکی صورت
 اصلی ظاہر ہوگی یا راز افشا ہوگا خواجہ نے کہا اچھا معلوم ہو گیا دوسرے میں اسکا بھی بند و بست
 کرونگا کہ کیسا ہی سحر کیا جائے میری صورت اصلی نہ ظاہر ہو جس صورت پر جاؤں اسی صورت پر
 رہوں جمال راہدار نے کہا کہ جب آپ برعکس سحر بھی نہ پڑیگا تو پھر کیونکر آپکی صورت تبدیل ہوگی وہ تو یہ

امر یہ کہ جو اس غبار کے اندر جائے وہ اس پر بھی ہو جائے اور اصلی صورت بھی اس کی ظاہر ہو جائے خواجہ نے کہا اچھا
 یہ معلوم ہو گیا اب جو میں تم کو تعلیم کروں اس پر عمل کرو میرے جانی کی وہاں یہ تدبیر ہو کہ میں تم کو چند طریقے اور
 قاعدے علم موسیقی کے تعلیم کرتا ہوں اس طریقے اور قاعدے سے آج تم وہاں گانا سب تم گاؤ اور روزمرہ
 سے آج گانا تمہارا لگ ہو گا تو اس کا سبب دریافت کیا جائیگا اور تم عرصہ کر کے بھی جاؤ گے اس وقت تم بیان
 کرنا کہ میرے استاد جب کا نام قیصر تان توڑ خان ہو وہ شریف لائے ہیں انھوں نے یہ نئے طریقے جو کہ اپنے
 دل سے ایجاد کیے تھے تم کو تعلیم فرمائے ہیں بس زیادہ تر میل اشتیاق ہو گا یقین ہے اس وقت طلب کیا
 جاؤں میں وہاں جا کر اپنا رنگ جانو لگا پھر تمہارے کہنے اور سننے کی ضرورت نہ ہو گی جمال راہدار نے عرض کیا
 بہت خوب فرمایا ہے کہ آپ آئے کمان سے ہیں اور کوہ بے ستون کی کیا حالت ہے تب خواجہ نے سب حال
 کوہ بے ستون کے برباد ہونے اور بے ستون کے قتل ہونے اور اس کے وزیر داہل لشکر و مردار خواروں
 کے بعد قتل سردار مردار خواران ضرغام و مریخ کے شریک ہونے اور بادشاہ سابق کے رہا ہونے اور
 زمار جادو و ہمشیر بے ستون کے قتل ہونے اور اپنے ادھر آنے کا برائے دریافت حالات در بند سوسن
 و برائے تلاش لوح طلسم و برائے قتل مریخ آتش خوار بیان کیا اور کہا کہ میں اس عرض سے یہاں آیا
 ہوں پہلے میرا قصد تھا کہ اصلی راہ سے جاؤں پھر میں نے خیال کیا کہ اگر اصلی راہ سے جاؤں لگا تو اس پر ہو جاؤں گا
 کوئی ایسی تدبیر کروں کہ دوسری راہ سے داخل طلسم ہوں بس یہ خیال کر کے ادھر کو روانہ ہوا گو واقف نہ تھا مگر
 خداوند کریم نے اپنے فضل و کرم سے منزل مقصود پر پہنچا دیا اور اچھا طریقہ در بند میں جانیکا پیدا کیا
 دیکھنا کہ میں کیوں کر سوسن جادو و کوہ مریخ آتش خوار کو قتل کرتا ہوں اور لوح کو تلاش کرتا ہوں
 اور جا کر حمزہ سے بیان کرتا ہوں وہ یہاں آکر در بند کو فتح فرما کر طلسم کو فتح کرین لوح کو حاصل کر کے اور
 تمہارا عقد ملکہ باہ و شش کے ہمراہ کر دین جمال راہدار خوش ہو گیا اٹھ کر خواجہ کے گرد پہنچا خواجہ نے گلے
 سے لگایا اس کی مان بھی اٹھ کر گرد بھری خواجہ کی بلا گردان ہوئی اور بہت دعائیں دین و بیان سے اٹھ کر
 اپنے مقام پر آئی خواجہ کے لیے کھانے وغیرہ کی تدبیر کرنے لگی یہاں خواجہ نے جمال راہدار کو علم موسیقی
 کی تعلیم و بنا شروع کی ایک تو وہ اس فن سے آگاہ تھا اب جو خواجہ نے اس کو تعلیم کیا چل نکلا
 تھوڑی سی تعلیم میں ایسا ہو گیا کہ اس کا جواب دینے والا کوئی نہ تھا آفت کا پرکالا ہو گیا اول تو جوان
 دوسرے صاحب آواز میرے اس فن سے شوق چھٹے طبیعت دار پانچویں ایسے شخص کی تعلیم جو کہ

آفت زمانہ علم موسیقی میں یگانہ ان سب باتوں کے جمع ہونے سے بگولہ ہو گیا دن بھر میں خواجہ نے
اسکو سیکڑوں رنگ و رنگینیاں اور بہت سے طریقے تعلیم فرمائے اور اس سے انکو شتاب جو وہ گایا
تو وہ اور ہی تھا ہمہ تن رنگ بن گیا تھا خواجہ نے بہت تعریف فرمائی اسکو اپنا شاگرد کیا جب ان
باتوں سے فراغت حاصل ہوئی جمال راہدار نے کہا کہ یا استاد اب صاحب قرآن کہاں تشریف فرما
ہیں خواجہ نے کہا کہ وہ بے ستون کی حوالی میں مع حکیم اسقلینوس وغیرہ دربار ہل نشکر کے
نزدک ہیں اور مقیم ہیں میرے انتظار میں ہیں یہاں سے جاؤں اور حالات بیان کروں تو وہ ادھر
کو روانہ ہوں اور اگر در بند کو بیخ کرین جمال راہدار یہ سنکے خاموش ہو رہا یہاں تک کہ وہ دن
تمام ہوا اور رات کا وقت آیا آفتاب طرف مغرب کے راہی ہوا شاہ انجم نے بزم عشرت کو آراستہ کیا
صنعت عیش و نشاط کو برپا کیا مطربہ فلک نے اپنا ساز و غمرہ درست کر کے صحبت انجم کو چکایا جمال راہدار نے
جانے کا حکمان کیا لباس سے آراستہ و پیرستہ ہوا دیان موافق دستور کے بزم عشرت جو کہ بالائے
تالاب ہر روز آراستہ ہوتی تھی آراستہ ہوئی چونکہ آج مہروش و ماہ و ش کے آنے کا دن تھا انکے
لیے الگ فرش کیا گیا اور سب سامان کیا گیا جیسے ہی شام ہوئی دونوں شانہرا دیان آئین صریح نے
بڑی عزت و آبرو سے انکو لا کر انکے مقام پر بٹھایا جب وہ دونوں آنچکین رقص و سرود کا حکم ملا سحر کی
پتلیاں ناچنے لگنے لگیں شانہرا دیان مصروف تماشائے رقص و سرود ہوئیں جب وہ ناچ و گانچکین
اور کھانے کا وقت آیا دونوں نے خاصہ کھانا یا طریقہ بہ تھا کہ بعد خاصہ کھانے کے جو آکر بیٹھتی تھیں
تو جمال راہدار کا گانا سنتی تھیں اب جو آج آکر بیٹھیں تو جمال راہدار کو انکے مقام پر نہ پایا ماہ و ش نے مہروش
سے کہا کہ اے ہمیں آج کیا سبب ہے کہ جمال راہدار نہیں آیا تم نے کچھ خیال کیا کہ جمال راہدار نہیں آیا اب جو اسکے
گمانے کا وقت آیا تو خیال آیا مہروش نے کہا کہ اے ہمیں سچ کتنی ہو بھاری کہنے سے مجھ کو بھی یاد آیا نہ معلوم
کیسا ہر ہر دن اسکے تو ہمارا جی تلے لگے گا کسی کو بھی جگر دریافت کرنا چاہیے کہ کیسا ہے جو نہیں آیا نہ انیکا
سبب کیا ہے کیونکہ وہ تو ضرور آتا تھا کوئی نہ کوئی ایسا سبب ہے کہ جو نہیں آیا ورنہ وہ ہمارے آنے
سے قبل آجاتا تھا ہم اسکو بیان بٹھا ہوا پاتے تھے ماہ و ش نے کہا کہ پھر کسی کو بھی جگر دریافت فرمائیے
کہ کیا سبب ہے کہ ہمیں مہروش نے اسوقت ایک جو ہدار کو حکم دیا کہ مکان پر جمال راہدار کے جاؤ
اور دریافت کرو کہ اسکا مزاج کیسا ہے جو وہ نہیں آیا ہوا اس سے ہماری طرف سے نہ آنے کا باعث

دریافت کرنا اور اسکو ہماری طرف سے دعا گستاور کرنا کہ ہم تمہارا انتظار کر رہے ہیں بدون تمہارے
ہمارا دل نہیں لگتا ہے تمہارا مزاج کیسا ہے جو تم نہیں آئے ہو اگر اسکا مزاج اچھا ہو تو اپنے ہمراہ
لے آنا عرصہ مکرنا یہ حکم پاکر جو بیدار روانہ ہوا وہاں جمال راہدار کو کب قرار آتا ہے تو عرصہ تک
تو ٹھہرا رہا مگر دل بے قرار ہے یہی چاہتا ہے کہ کسی طور سے وہاں پہنچ جاؤں اور اپنی معشوقہ کی زیارت
سے بہرہ مند ہوں مگر بے صبر تھا ہوا ہے جب اس کے جانیکے وقت سے زیادہ تر عرصہ گزرا اور آہستہ
دیکھا کہ اب جلسہ بالکل آراستہ ہو گا اور دونوں شانہرا دیان کھانا کھا کر علیحدہ فرماے مستر عزت و
وقار ہوئی ہونگی اب میری تلاش ہوگی اسنے خواجہ سے کہا کہ او استاد میں جاتا ہوں اب میری وہاں
تلاش ہوگی یقین ہے کوئی نہ کوئی میری طلب کی غرض سے روانہ کیا جائے انشاء اللہ میں وہاں پہنچ کر آپکو
بلانا ہوں آپ یہاں تیار رہے گا خواجہ نے کہا کہ بسم اللہ کرو خدا حافظ بس جمال راہدار خواجہ سے
خصت ہو کر اور مکان سے باہر آ کر طرف اس جلسہ کے روانہ ہوا یہاں تک کہ راہ طے کر کے قریب
جلسہ پہنچا کہ اسنے دیکھا کہ ایک چوہدار ملازمان ملک سے ادھر کو آتا ہے اسنے آواز دی کہ کون آتا ہے
چوہدار نے کہا کہ ہمیں ملازم ملک تم کون ہونے کہا کہ میں ہوں اسنے کہا کہ جمال راہدار اسنے کہا کہ ان اسنے
کہا کہ میں بموجب حکم ملک تمہارے مکان پر جاتا تھا ملک گھبرا رہی ہیں منے آج عرصہ کیوں لگایا
شانہرا دیوں کو بڑی دیر سے تمہاری تلاش ہے مجکو حکم دیا کہ جا کر دریافت تو کرو کہ مزاج کیسا ہے
جو آج اسوقت تک نہیں آئے لے جلدی چلو آنا عرصہ کیوں ہوا جمال نے جواب دیا کہ ایک ضرورت
سے نہ آتا ہوا ابھی فراغت ہوئی فوراً ادھر کو روانہ ہوا یہ کمر اور تیز چلا اور آ کر یہاں پہنچا
چوہدار نے بڑھ کر عرض کیا کہ جمال راہدار آگے مجکو راہ میں ملے اسی طرف آتے تھے میں مکان پر
بھی نہ پہنچنے پایا تھا یہ جو شانہرا دیوں نے سنا سر اٹھا کر دیکھا کیونکہ بدون جمال کے گھبرا رہی تھیں
اسی کی یاد تھی اور یہ خیال تھا کہ نہ معلوم کیا ہے جو نہیں آیا چوہدار نے جو یہ کہا خوش ہو کر سر اٹھا یا اب
جو سر اٹھا کر دیکھا اسنے عرصہ میں جمال بھی پہنچ گیا تھا اسنے مجھک کر سلام کیا انھوں نے جواب
سلام دیکر بخندہ پیشانی کہا کہ کیوں آج عرصہ کیوں ہوا مزاج تو اچھا تھا ماہ و شش اپنی معشوقہ کو
جو اسنے اس طور سے کلام کرتے دیکھا بے قرار ہو گیا یہی دل نے چاہا کہ دو فرنگے سے لگا لوں
حسرت دل کو نکالوں مگر حیا و شرم دامگیر ہوئی اور پاس رسوائی اور عزت نے روکا اسنے

سہجہ کا کر جوا بدیا کہ کیا عرض کروں ایک ایسی ضرورت لاحق ہوئی کہ عرصہ ہو گیا گو بین جاننا تھا کہ
 آج زیارت سے آپ حضرات کی محروم رہونگا پتھوی تقدیر پر ہی مگر بھر قسمت نے رسائی کی صرف
 عرصہ ہی ہوا قدر مبوسہ تو حاصل ہوئی گو حاضر تو ہوا ہوں مگر میرا دل مکان میں ہوا اور اسکو وہاں
 چھوڑ آیا ہوں آپکی خفگی اور ناراضی کے سبب سے چلا آیا ورنہ کوئی موقع آج حاضر ہونیکا نہ تھا
 خیر معاف فرمایا جاؤں یہ جو خطا سرزد ہوئی ہے کہ عرصہ ہو گیا اور میرے حاضر ہونے سے جو طبیعت
 کو پریشانی ہوئی ہے آپ ایسا قدر دان کہان پاؤنگا مگر آج استقدر امر کا امیدوار ہوں کہ وہ ایک
 غزلیں گا کہ میں رخصت ہونگا میری گستاخی اور خطا معاف فرمائی جائے اور مجکو اجازت ملے
 کہ میں گا کر چلا جاؤں ایسی ہی ضرورت ہے جو میں عرض کرتا ہوں شاہرا دیون نے مسکرا کر فرمایا کہ کیا
 ایسی ضرورت ہے کہ اشعار عرصہ کر کے بھی آئے اور پھر سویرے سے جانیکی اجازت طلب کرتے ہو
 جمال را ہداری نے عرض کیا کہ کیا عرض کروں کہ کیا ضرورت ہے ایسی ہی ضرورت ہے جو استقدر گستاخی
 کے ساتھ عرض کیا امیدوار معافی ہوں شاہرا دیون نے فرمایا کہ کیا ہم سے وہ ضرورت کہنے کی
 نہیں ہے جو نہیں بیان کرتے ہو جمال را ہداری نے جواب دیا کہ ہم غلاموں کی کوششی ایسی ضرورت
 ہے جو آپ سے پوشیدہ کریں گے اور آپ بڑا ہنس کر کہیں گے اگر آپ سے پوشیدہ کریں گے تو بیان کس سے کریں گے
 وہ کون ایسا آپ سے بڑھ کر ہے جو ہماری پوشیدہ ضرورت کو سننے کا صرف دماغ خراشی کے سبب سے
 نہیں عرض کرتا ہوں شاہرا دیون نے فرمایا کہ بیان کرو اگر ہمارے سننے کی ہر جمال را ہداری نے
 مسکرا کر عرض کیا کہ صدقے جاؤں اور قربان ہوں آپکو خداوند عجاائب تا صدوسی سال
 ہم سب غلاموں کے سر پر سلامت باکرامت رکھیں خداوند ترقی حسن و جمال و ترقی حیات و دولت
 و اقبال عطا کریں میرے عرصہ میں آئیکا اور جلدی رخصت ہو کر چلے جائیکا یہ سبب ہے کہ میرے
 استاد کہ جسے میں نے کسی زمانہ میں علم موسیقی کی تعلیم لی تھی اتفاق سے آج ادھر تشریف لائے
 ہیں میں جنگل میں بڑے شکار گیا تھا شکار کھیل رہا تھا کہ میں نے دیکھا استاد چلے آتے ہیں
 میں دوڑ کر فریب گیا سلام کیا مزاج پررسی کی ادھر آئیکا سبب دریافت کیا فرمایا کہ میں ایک
 ضرورت سے ادھر آیا تھا اکثر تھکے مجھ سے کہا تھا کہ میں میرے بہارستان میں رہتا ہوں آپ میرے
 مکان پر تشریف لائیے ادھر چھو آیا تو خیال ہوا کہ تم سے بھی مل لوں بہت دنوں سے ملاقات نہیں ہوئی

اتنی نہ معلوم اب ملاقات ہو یا نہ ہو کیونکہ زمانہ برآشتوب ہو رہا ہو کوئی طلسم کشا ہوا کسی آمد لگی ہوئی
 ہو نہ معلوم کہ دھڑکنا ہو کہ دھڑکنا ہو تھا رہے مکان کی تلاش میں چلا تھا کہ تم سے ملاقات ہو گئی میں نے
 یہ سیکے شکار کو ترک کیا آنکو لیکر اپنے غریب خانہ پر آیا جو نان و نمک موجود تھا وہ حاضر کیا بعد اسکے
 اتنے حالات دریافت کیے کہ آپ کہہ رہے تشریف لائے ہیں مزاج تو اچھا ہوا انھوں نے فرمایا کہ زندہ
 ہوں اب میرا زمانہ پیرانہ سالی کا ہے میں یہ چاہتا ہوں کہ کسی کو اپنا جانشین و خلیفہ کروں میرے
 بہت سے شاگرد ہیں مگر کوئی ایسا نہیں ہے کہ جسکو خلیفہ کروں چونکہ بگوتے سے از حد محبت ہو جب دھڑکنا
 تو خیال میں آیا کہ گلو ہمراہ لے جا کر اپنا خلیفہ کروں اس غرض سے اور دھڑکنا ہوا مگر ایک بات انھوں نے
 ایسی بیان کی کہ جسکے سبب سے طبیعت پریشان ہو گئی وہ یہ بات ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ طلسم کشا
 نے آکر کوہ بے ستون کو برباد کیا اور بے ستون جاو و بارے گئے تمام باشندگان کوہ بے ستون
 تباہ و برباد ہوئے میرا بھی گھر تاراج ہوا میں بھی آوارہ ہوا بس اسی خیال سے اب خلیفہ کرنا ہوں کہ
 میں اور کسی طرف نکل جاؤں گا کیونکہ یہاں کون پیری قدر کرے گا جو کہ قدر کرتے تھے وہ ان خدا پرستوں
 کے ہاتھ سے مارے گئے وہ گھر تباہ ہوا میں نے کہا کہ آپ کیون کسی طرف جائیے آپکے دم کے لیے
 یہاں ہر طرح کا سامان موجود ہے آپکو کسی قسم کی تکلیف نہ ہوگی جواب دیا کہ یہ تو سچ ہے اگر ایسا نہ جانتا تو
 میں آتا کیون مگر میری بستر نہیں ہو سکتی ہے جب تک کہ میں خود نہ پیدا کروں گوا کیلا ہوں مگر بھر بھی
 میل و سورو پیہا ہوا ری کا صرف ہوا سکو کون اٹھا سکتا ہو لہذا میں اور کسی طرف نکل جاؤں گا
 اب تو تباہ ہوا ہی ہوں صرف تم سے ملنے کی غرض سے آیا کیونکہ اکثر نے شکایت بھی کی کہ اسناد آپ ہمارے
 مکان پر نہیں تشریف لائے ہیں میں نے وعدہ بھی کیا مگر وقت مہلت ہی نہیں دیتا تھا بے ستون
 کی صحبت سے فرصت ہی نہیں ملتی تھی اگر شب کو مہلت ملی تو وہ وقت ان لوگوں کی تعلیم دینے کا تھا
 جو کہ میری وجہ معاش تھی اور یہ بھی بے ستون سے اقرار تھا کہ ہم آپکو کہیں جانے نہ دینگے اگر
 انکے خلاف کرتا تو وہ ناراض ہوتے اس سبب سے نہیں آنا ہوتا تھا اب وہ گھر ہی نہ رہا جو میں
 نہ نکلتا اور بہت سی باتیں انھوں نے ایسی کہیں کہ جسکو سنے کلچہ بھٹ گیا بس اور خداوند میں انکی خاطر
 و مدارات میں مصروف تھا اس سبب سے عرصہ ہوا دوسرے انکے آنیکی خوش میں بھول بھی گیا
 تھا اب جو آنکو کھلا بلا کر مہلت ہوئی تو یاد آیا میں نے اتنے کہا کہ آپ تشریف رکھیں میں حاضر ہوتا ہوں

ایک مقام پر آٹھویں دن جلسہ ہوتا ہوا وہاں میں بھی جاتا ہوں وہ لوگ صاحب قدر ہیں میری قدر فرماتے ہیں میں آپ کا نام لیکر آئیں کچھ پیدا کر لیتا ہوں تو آج وہ جلسہ آراستہ ہوگا اور سیکو میرا انتظار ہوگا اگر نہ جاؤنگا تو وہ لوگ ناراض ہونگے فرمایا کہ جاؤ میں بھی سوتا ہوں بس میں انکو تنہا چھوڑ کر چلا آیا ہوں اس غرض سے آج خدمت کا طالب ہوں کہ وہ میرے مکان میں دوسرے استاد ہیں ایسا نہ ہو کہ میرے ہونے کے کسی قسم کی انکو تکلیف پہونچے تو وہ یہ خیال کریں کہ ہم شاگرد کے گھر پر گئے تھے اور رہنے جو اس سے اپنی تباہی کی حالت بیان کی تو آئیں ہم سے بے عروقی اس خیال سے کہ ایسا نہ ہو کہ استاد یہاں قیام کریں تو بڑی مشکل ہو استاد کو کھانا کھانا پڑے اور انکی طرف کچھ پیسہ میرا صرف ہو جس کے سبب سے میں زیر بار ہوں آپ کا نام بدنام ہوگا تاہم ہر ادبوں نے کہا کہ اگر ایسا تھا تو تم انکو چھوڑ کر نہ آئے ہوتے کیسے ماتم کھلا بھیجا ہوتا یا انکو بھی ہمراہ لے آئے ہوتے ہم انکا بھی گانا سننے جب تم شاگرد ایسے ہو کہ تمہارا مثل و نظیر نہیں ہو تو وہ استاد کیسے ہونگے ہم بھی انکی صحبت سے بہرہ مند ہوتے جو ہم سے ہو سکتا وہ انکے ساتھ سلوک کرتے جو اب دیا کہ ہمراہ اس غرض سے نہیں لایا کہ ایسا نہ ہو آپ کے خلاف ہو کہ یہ صحبت تجلیہ کی ہو یا ایک غیر شخص کو کیوں لے آیا کہ جو نہ یہاں کا باشندہ ہو نہ ہم اس سے آگاہ ہیں صورت آشنا بھی نہیں ہیں دوسرے یہ خوف ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ کوئی یہ خیال کرے کہ یہ طلسم کشا سے مل گیا ہوا اور طلسم کشا کو اپنا استاد بنا کر لایا ہو کیونکہ یہاں کے باشندے انکے حال سے آگاہ نہیں ہیں نہ صورت سے آگاہ ہیں اور طلسم کشا کی آمد لگی ہوئی ہو وہ کوہ بے ستون کو برباد کر چکا ہو استاد انکے برباد کیے ہوئے اور صر کو آئے ہیں استاد فرماتے بھی تھے کہ اب اسکا قصدا دھڑانے کا ہو کیونکہ بادشاہ سابق بھی تو رہا ہوا ہوا وہ شریک ہوا ہوا طلسم کشا کا شاہزاد ہونے کا کہ کوئی ایسا خیال نہ کرے کہ طلسم کشا سطر آسکتا ہو سیکو اس راہ سے آگاہ نہیں ہو دوسرے امان جان کا مل طور سے بند و نسبت کر چکی ہیں تم اس امر سے اطمینان رکھو خوب کیا تم نہ لائے اگر لاتے تو کوئی نقصان نہ تھا نہ ہم ناراض ہوتے بلکہ اور خوش ہوتے اچھا یہ بتاؤ کہ تمہارے استاد کا نام کیا ہو حال نے عرض کیا کہ انکو سب استاد فیض تان توڑ خان کہتے ہیں انھوں نے یہ نام سننے کہا کہ ہنر آج تک یہ نام نہیں سنا خوب نام ہو اچھا یہ بتاؤ کہ اگر ہم تمہارے استاد کو بلالیں تو وہ آئیں گے کہا کہ کیوں نہ آئیں گے انکو عند کیا ہوگا آنے میں جبکہ انکا یہ ہی پیشہ ہو کہ وہ آپ لوگوں کو خوش کر کے آپ لوگوں سے انعام پائیں اور چارہ پیسے حاصل کریں تو پھر کس سبب سے انکا رکھنے لگے

بلکہ انکا باعث فخر ہو گا ان دونوں نے کہا کہ وہ کب تک رہیں گے جواب دیا کہ ابھی تو میں انکو نہ جانے دوں گا بدو
 دس چہرہ دیکھتے تھو تو نے کہا کہ اچھا ابکی جلسہ میں ضرور لانا جمال نے کہا بہت خوب حضور ابکی جلسہ پر کیا منحصر ہو
 اگر آپکی خوشی ہو تو اسوقت طلب فرمائیے خواہ کل مکان پر طلب فرمائیے وہ ضرور حاضر ہونگے جواب دیا
 کہ اسوقت انکو تکلیف ہوگی ایک تو وہ راہ کے تھکے ہوئے ہونگے دوسرے وہ سو رہے ہونگے اگر آئینگے
 تو کچھ لطف نہ ہو گا انکی طبیعت الگ بے لطف ہوگی اور یہ کو بھی کچھ لطف نہ ملے گا جواب دیا کہ یہ امر
 نہیں ہو بلکہ وہ ہر وقت ایسا گاتے ہیں کہ انسان مجھ ہو جاتا ہے انکے گانے کی یہ حالت ہو کہ اگر
 صحبت افسردہ ہو تو وہ صحبت کو بشاش کر دین اگر بشاش ہو افسردہ کر دین انکے اختیار میں ہو کہ
 جب چاہیں ہنس دین جب چاہیں رلا دین صحبت کا رنگ خوب دیکھتے ہیں جیسی صحبت ہونی ہو ویسا
 گاتے ہیں اور بہت سے کمال ہیں میں کیا تعریف کروں شاہزادوں نے کہا کہ تمہارے کہنے سے تو
 جی چاہتا ہو کہ ہم اسوقت انکو بلا بھیجیں مگر انکی تکلیف کے خیال سے اس امر کو فسخ کرتے ہیں ایسا
 نہ کہ تم کہتے ہو وہ مرد ضعیف ہیں تکلیف ہوا اور کچھ طبیعت ناساز ہو جائے کہ وہ کہیں اچھے
 شاگرد کے مکان پر گئے تھے کہ یہاں ہو گئے جمال نے عرض کیا کہ آپ اسکا نہ خیال فرمائیے وہ ایسی
 حالت میں آٹھ آٹھ دن تک برابر بیٹھے ہوئے گایا کیے ہیں اور ذرا بھی انکو کسل نہیں ہوا ہر چند
 آئی ہو نہ کچھ طبیعت ناساز ہوئی ہو آئندہ آپکو اختیار ہو نہ میں یہ کہتا ہوں کہ آپ اسی وقت
 طلب فرمائیے آپکی جو خواہش میں نے پائی تو اسقدر بھی عرض کیا جواب دیا کہ اچھا کل دیکھا جائیگا
 ایسا ہو گا تو ہم کل انکو اپنے مکان پر طلب کر کے انکا گانا بھی سنینگے اور انکی دعوت بھی کریں گے تاکہ
 انکو معلوم ہو کہ ہم کسی مقام پر گئے اور کوئی ہمارے شاگرد کے قدردان ہیں جمال نے کہا کہ
 بہت خوب یہ کہہ کر اسنے سازندوں سے کہا کہ ساز ملاؤ تاکہ میں کچھ گاؤں اور اپنی شاہزادیوں کا
 دل خوش کروں ان دونوں نے یہ سنکے جواب دیا کہ اچھا آج تم نہ گاؤ ہم بھی جاتے ہیں تم بھی جاؤ
 کیونکہ تمہارے استاد آئے ہوئے ہیں اسنے کہا جی نہیں اب تو میں آگیا ہوں کچھ سن لیجیے میرا بھی
 خود دل چاہتا ہو کہ گاؤں اگر نہ آتا تو آج یہ جلسہ نہ ہوتا آپ تو میرے سبب سے تکلیف فرما کر
 تشریف لائیں اور میں حاضر ہوں اور آپکو خوش نکروں آج میں وہ چیزیں آپکو سناتا ہوں
 جو کہ آج استاد نے مجھکو تعلیم فرمائی ہیں ذرا غور سے سماعت فرمائیے یہ کہہ کر اسنے گانا شروع

کیا سازندوں نے ساز ملایا اسنے یہ غزل جناب نواب بن صاحب کاشف لکھنوی کی شروع کی غزل

تلاش لبیبین در بدر ہوں ہوں ہمیشہ نہ کیوں سفر میں لگائے لگان کا وہ کسطح سے ہر عشا ندام نجیہ گر میں فراق دلبر میں جہین دم بھر نہ شب کو ممکن ہے نہ سحر کو تعب سکا ہے تجکو زہد کہ دل میں جلوہ ہے اس صنم کا جو چھائیے گا تمام عالم نہ جیسا جانباز بھر سے ملے گا جو کھولے فساد و فصد میری تو اسکے فرکان کے نیشتر سے حسین دنیا میں تم ہو کتنا تمھارا ہمسکرمین ہی پیدا فرہ جو بوسے میں لب کے پایا بیان ہو اسکا ذائقہ کیا سکون پہلو میں کسطح ہو کہ دل ہو آماجگاہ فرکان ارادہ کیا ہے کہ تو ہم سے ہو بہا و گے آج کس کا ہزارا فسوس کی یہ جا ہر فلک نے ہمسے اسے چھڑا یا ولانہ ترغیب غلزار ہدا اگر چہ حورین بہت حسین ہیں یہ شان اسکی ہر دیکھو کاشف تھے جو کہ کافر بنے مسلمان	میں مثل جو سر کی زد کے ہوں قرار کیونکر ہو ایک گھر میں کہ تیغ ابرو کا زخم گہرا تر گیا ہے مرے جگر میں جو درد دل کو ہوا افاقہ تو ہو کٹا ٹھٹھنے لگی جگر میں ہیں اسکی قدرت کے کھیل یہ بھی تیو کا گھر ہو خدا کے گھر میں یہ یاد رکھیے نہ پائیے گا و فائین ایسی کسی شہر میں جو آب رکھتی ہے نوک فرکان کمان یہ تیزی ہے نیشتر میں تمھارے رخ سے شمال دون کیا ہے صاف و ہتارخ قمر میں نبات اور فضا میں نہ لذت نہ عیلا و ست ہے نیشتر میں قرار اسکو ہے غیر ممکن چھپی ہیں سویر چھیاں جگر میں بتاؤ صاحب یہ آج خبر لگائے بیٹھے ہو کیوں مگر میں جو جہین ایک رنگ یوسف ملا تھا ڈھونڈتے سے عمر بھر میں وہ جب سے آنکھوں میں ہو سما یا کوئی سماتا نہیں نظر میں کیا جو کرتے تھے بت کو سجدہ وہ جا کے بیٹھے خدا کے گھر میں
--	--

یہ غزل جو اسنے گائی آج تو اور ہی رنگ ہو گیا تمام محفل کو سکتا ہو گیا ہر سچ آتش خوار کو دور بیٹھا ہوا تھا
نگر وہ بھی جھومنے لگا درو دیوار کو سکتہ کی نوبت ہوئی گوارا کا وقت تھا مگر طراپتہ آشیانوں سے
ترپ ترپ کر نکل آئے جب قدر زوی روح تھے سب بقرار ہو گئے ماہ و نش و مهر و نش کا تو یہ عالم تھا کہ مثل
تصویر گلی کے خاموش تھیں آنکھوں سے برابر آنسو جاری تھے جو جو بان پر تھا آفت آفت کر رہا تھا تمام
صحرا میں سننا تھا ایک ہو کا عالم ہو گیا جمال راہدار اس غزل کو خوب خوب گایا ہر ایک کو محو کر دیا سب
بقرار ہو گئے خلاصہ یہ کہ عجب رنگ ہو گیا کہ جسکا بیان نہیں ہو سکتا ہی بڑے عرصے تک عجب عالم رہا جب
جمال نے دیکھا کہ تیرا رنگ بندھ گیا اور سب محو ہو گئے آج خوب رنگ جما اور خوب سما بندھاب اسنے
گانا موقوف کیا بڑے عرصے تک وہ ہی حال رہا بعد اسکے سب کو ہوش آیا یا تو ہر طرف سے صدا
آنے لگی کہ واہ کیا خوب گائے آج تو تمام عالم کے گانے والوں کو گرد کر دیا یہ گانا پہنچے آج تک نہیں سنا جو

تھے گایا جمال نے کہا کہ یہ سب فیض استاد کا ہے کہ انھوں نے آکر تجا و اس قابل کیا کہ آپ لوگوں کو پسند
آیا ورنہ میں کب اس لائق ہوں کہ کوئی میرے گانے کو پسند کرے مان اگر استاد کو سنیے تو لطف ملے
میں انکا ایک اونے شاگرد ہوں میں نے کبھی دل لگا کر اسے تعلیم ہی نہیں یہ صرف آج کے دن بھر
کی صحبت کا اثر ہے وہ ہمیشہ مجھ سے ناخوش رہتے ہیں اگر میں انکے پاس رہتا تو ہاں کچھ ہو جاتا خراب وہ
تشریف لائے ہیں شاید کچھ حاصل ہو جائے ماہ و شش و مہر و شش نے کہا واہ کیا خوب گائے ہو ہوت
تو تھنے خوش کر دیا یہ ہی چاہتا ہے کہ تمہارے استاد کو بلا کر انکا گانا بھی سنیں آج تو تھنے وہ گانا گایا ہے
کہ بھلا کیا کوئی گائے گا سچ بتاؤ کہ یہ آج رنگ نمنے کہاں سے پیدا کیا تم ہر روز جو گاتے تھے تو یہ رنگ نہوتا
تھا نہ اس قاعدہ سے گاتے تھے جو کہ آج گائے ہو آج تو تم نے ہو گئے ہو اب معلوم ہوا کہ آپ بڑے
مرشد ہیں آپ کو ایسا گانا آتا تھا مگر آپ نہیں گاتے تھے آج گائے جمال نے جو ابدی اکو حضور میں آپ سے
عرض کر چکا ہوں کہ آج میرے استاد تشریف لائے ہیں انھوں نے کچھ تعلیم فرمایا ہوا انکا قصد ہے کہ مجھ کو خلیفہ
کریں حضور کے قدموں کی قسم میں پہلے اس سے آگاہ نہ تھا یہ صرف انکی صحبت کا اثر ہے اور انکی تعلیم کا
جو اس وقت ایسا گایا ہوں ورنہ میں کیا جانوں وہ ہی سیدھا سیدھا گانا جانتا تھا جو ہر روز گاتا تھا اگر
ایسا گانا آتا ہوتا تو کبھی میں پوشیدہ نہ کرتا مہر و شش نے کہا کہ بھرجو کچھ ہو چاہے انکو تکلیف ہو جا ہے
رحمت میں تمہارے استاد کے گانی کی بہت مشتاق ہوئی ہوں جبکہ تم شاگرد ایسے ہو اور انھوں نے نگو
آج دن بھر میں ایسا کامل کر دیا ہے تو وہ خود کیسے ہونگے تمہارا بھی گانا ایسا ہے کہ آسنے بخود دیکھ کر دیا ہلوگ
اپنے آپ میں نہ رہے تو تمہارے استاد کیسے ہونگے گو میرا قصد تھا کہ آج انکو تکلیف نہ دوں کیونکہ وہ راہ
کے ٹھکے ہوئے ہیں مگر اس وقت کے تمہارے گانے نے از حد اشتیاق دلایا ہے اور دل انکے گلے کا بہت
مشتاق ہے اب صبر نہیں ہو سکتا ہے اس میں تم سے کہتی ہوں کہ جو بڑا بیکرا انکو طلب کرتی ہوں وہ آئینگے یا نہیں
میرا سخن را لگان تو نجا گیا جمال نے کہا کہ ضرور آئینگے یہ کہلا بھیجے کہ ہم نے تمہارے شاگرد جمال را ہدا رہے
تمہارے آنے کا حال سنا لہذا ہم کو تمہارے گانا سننے کا از حد اشتیاق ہو رہا اگر تکلیف نہ ہو تو دو گھر ہی
کے لیے رحمت کرو تا کہ ہم بھی تمہارا گانا سن سکے خوش ہوں گو رحمت اور تکلیف تو ہوگی مگر تمہاری مروت سے
بعید نہ ہو گا کہ ہم مشتاقوں کو اپنے فیض صحبت سے محروم رکھوں یہاں ہم آئیں دن آنے ہیں یہ خیال کرتے
ہیں کہ نہ معلوم اس ہفتہ تک تمہارا یہاں قیام ہو یا نہ ہو تو ہم محروم رہ جائیں اور یہ حسرت رہ جائے کہ

مختار گانا نہیں سنا ایسا کامل و اکمل آئے اور ہم اسکے کمال سے محروم رہیں اور اسکی زیارت سے لہذا تکلیف
 فرما کر اس چوہدار کے ہمراہ تشریف لائے ہم سب مشتاقوں کو اپنی زیارت سے مشرف فرمائے بعد از عنایت
 شو گاہ جو جمال راہدار نے کہا چونکہ مہر و نش و ماہ و نش کو گانے کا بہت شوق تھا اور حد درجہ کا اشتیاق
 ہوا تھا جمال راہدار کی تعریف کرنے سے اور اسوقت کے گانے سے جب طور سے جمال نے کہا اسی طور سے
 جو ہمارے کہا اور کہا کہ تو جا کر اسی طور سے ہماری طرف سے کہدینا جب ملکہ کہ چکین تو جمال نے
 جو ہمارے کہا کہ میرے مکان پر جا کر رحم خدمتگار کو آواز دینا جب وہ باہر آئے تو کہنا کہ مختار کے
 بیان کے جو استاد آئے ہیں ہکو آنکے پاس لیچلو وہ لکھو آنکے پاس لیجائیگا آنکی خدمت میں میری طرف
 سے سلام عرض کرنا اور کہنا کہ آستانہ ہرادیون نے دیر ہونے کا سبب دریافت کیا پہلے میں نے
 بہت پوشیدہ کیا جب وہ ناخوش ہونے لگیں تو میں نے آپکی تشریف آوری کا حال بیان کیا اسکے بعد
 میں گایا تو آپکے صدرتے سے آج خوب گایا بہت تعریف ہوئی مجھ سے سبب دریافت کیا گیا کہ جیسا آج تم
 گائے ہو ایسا کبھی نہیں گائے اسکا کیا سبب ہے میں نے عرض کیا کہ آستانہ کی تعلیم کا سبب ہے کہ
 انھوں نے آکر آج یہ چند نئی چیزیں تعلیم فرمائی ہیں بس شتا ہرادیون کو پہلے ہی اشتیاق ہوا تھا انکا
 قصد طلب فرمانے کا تھا مگر خیال رحمت نہ طلب کیا اب صبر نہ ہو سکا اور بتیار ہو کر آپکو طلب کیا ہے
 لہذا اگر رحمت نہ تو میرے اوپر مہربانی فرما کے تشریف لائے اور شتا ہرادیون کو خوش فرمائے بعد از
 عنایت شو گاہ میں ناچار ہوں میں نے لاکھ لاکھ منع کیا مگر انھوں نے نہ سماعت فرمایا میں آپ سے بہت
 شرمندہ ہوں کہ مجھے نالائق کی ذات سے آپکو اسوقت رحمت ہوگی یہ میرا پیام دیکر شتا ہرادیون کا پیام دنیا اگر وہ
 آئیں تو انکو ہمراہ لے آنا اور اگر نہ آئیں تو جو وہ فرمائیں وہ آکر بیان کر دینا بس وہ چوہدار طرف مکان
 جمال راہدار کے روانہ ہوا بعد جانے چوہدار کے شتا ہرادیون نے جمال سے کہا کہ جب تک مختار کے استاد آئیں
 اسوقت تک تم گائو مختار کے گانے سے سیری نہیں ہوتی ہر محفل سونی کیون رہے گانا ہوئے جائے جمال
 نے کہا کہ بہت بہتر یہ کہہ کر چمکانے لگا راوی بیان کرتا ہوا دل تو وہ گاتا ہی خوب تھا اب جو خواجہ نے
 تعلیم کیا کچھ ایسا اسکو دن بھر میں تباہ کیا کہ آسنے یہ رنگ کیا کہ سب بچپن ہو گئے اور خواجہ کے از حد
 مشتاق ہوئے جمال نے دل میں کہا اب یہ خواجہ یہاں آئے اور انھوں نے سلسلہ عیاری کا پیدا کر لیا بھلا جہاں
 انکے قدم مبارک جائیں اور وہ سرزمین کفر آباد رہے یہ غیر ممکن ہے خلاصہ یہ ہے کہ یہاں جمال راہدار

گار ہوا اور خوب خوب اہل محفل کو محو کر رہا ہوا دھڑ دھڑ بجا رہا تھا وہ شش و ہر و شش طرف مکان جمال کے
 راہی ہوا اور یہ دونوں استاد جمال کے انتظار میں بیٹھی ہوئیں جمال کا گانا سن رہی ہیں اور خواجہ نے
 بعد آنے جمال راہدار کے اپنی صورت مجروحہ سے ایک ضعیف گوے کی بنائی ہوا اور آب بھی اپنے کو آراستہ کیے
 ہوئے اس انتظار میں بیٹھے ہوئے ہیں کہ وہاں سے میری طلب کیلئے کوئی آئے تو میں جاؤں جہاں جمال
 گیا ہوا اور وہاں جا کر کوئی تدبیر عیاری کی کروں خواجہ بیٹھے ہوئے یہ خیال کر رہے تھے اور آدمی کا کہہ کر
 طلب دہانے آتا ہوا گا اسکا انتظار کر رہے تھے نیند نہیں آتی تھی اسی فکر میں مبتلا تھے کہ اور خواجہ ہوا
 دروازے پر آکر پکارا کہ رحیم بخش رحیم بخش نے آواز دی کہ کون ہے جو ہوا ہوا بدیا کہیں ہوں جو ہوا
 سرکاری ذرا میان آؤ رحیم بخش پاؤں نہٹسکے باہر آیا جو ہوا ہوا کہ میں مختار سے میان کے استاد پاس آیا
 ہوں شاہزادیوں نے آؤ کچھ پیام بھیجا ہے ذرا میری خبر کر دو رحیم بخش کے خواجہ کے پاس آیا اور کہا کہ
 جو ہوا شاہزادیوں کے پاس سے آیا ہو آپ کے پاس آنے کو کتا ہوا اور کتا ہوا کہ کچھ پیام لیکر آیا ہوں خواجہ نے
 کہا کہ بلا لوبس رحیم دروازے پر گیا اور اس جو ہوا کو اپنے ہمراہ لیکر خواجہ کے پاس آیا خواجہ بیان بنگ پر
 لیٹے ہوئے تھے جو ہوا نے سلام کیا خواجہ نے جواب سلام دیکر کہا کہ بیان کرو کیا پیام لائے ہو اس نے
 ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ آپ کے شاگرد جمال راہدار نے عرض کیا ہے کہ میں جو خدمت میں شاہزادیوں کی حاضر ہوا
 انھوں نے باعث عرصہ ہونے کا دریافت کیا میں نے عرض کیا میرے استاد قیصر خان تو طرخان میرے
 مکان پر بعد مدت کے تشریف لائے ہیں جبکہ میں علم موسیقی میں شاگرد ہوں ایک زمانہ سے میں ان سے عرض کرتا
 تھا کہ میرے مکان پر تشریف لائیے وہ اقرار فرماتے تھے مگر بسبب فرصت نہ ہونے کے انکا تشریف لانا نہ ہوتا
 تھا آج اتفاق سے اور تشریف لائے آئے جہاں انکی خاطر مدارات میں مصروف تھا بدین سبب عرصہ
 ہوا یہ جو میں نے ان سے عرض کیا انھوں نے فرمایا کہ آنکو بھی اپنے ہمراہ لیتے آئے ہوئے میں نے عرض کیا کہ
 بسبب تکلیف کے کہ آنکو راہ کی تھکن تھی میں ہمراہ نہیں لایا دوسرے آپ صاحبوں سے عرض نہیں کیا
 تھا اب اگر آپ کو اشتیاق ہو تو طلب فرمائیے وہ فوراً تشریف لائینگے مگر انھوں نے بھی بسبب رحمت کے قبل
 اسکے طلب فرمانے کو موقوف رکھا تھا میں جو ان چیزوں کو گایا جو کہ آپ نے آج تعلیم فرمائی تھیں انکا ہر حد
 اشتیاق پیدا ہوا لہذا انھوں نے یاد فرمایا ہوا آپ ازراہ مہربانی تشریف لائے بعد از عنایت منوگا اور
 ساری تقریر اس جو ہوا نے جمال راہدار کی اور دونوں شاہزادیوں کی جو کہ طلب کے بارے میں کی تھی

انھوں نے اور جس طریقہ سے طلب کیا تھا قبضرتان توڑ خان کے روبرو بیان کی اور کہا کہ آپ کو طلب فرمایا ہو تشریف لیجیے یہ پیام آپ کو آپ کے شاگرد جمال راہدار نے دیا ہو اور یہ پیام آپ کو شاہزاد یون نے دیا ہو خواجہ خاموش اسکی تفریر سنا کیے جب وہ کہ چکا اسوقت آپ نے سر اٹھا کر اس سے پوچھا کہ کچھ سواری بھی لائے ہو اسنے عرض کیا کہ جی سواری تو نہیں لایا ہوں صرف میں ہی اُنکے حکم کے بموجب آیا ہوں یہ سننا تھا کہ آپ نے برہم ہو کر جواب دیا کہ کیا میں اس نالائق جمال کے باپ کا نوکر ہوں یا ان شاہزاد یون کا زرشید غلام ہوں یہ اُسکے خیال سے جو یہاں چلا آیا تو وہ یہ سمجھا کہ اب یہ ایسے حقیر ہو گئے کہ جہاں چاہینگے چلے جائینگے کوئی لیاقت کے ساتھ نہ طلب کیا گیا اُنکے یہاں اسی طریقہ سے طلب کرتے ہیں کہ ایک جو بدار بھیج دیا اور کہلا بھیجا کہ چلے آؤ میری یہ لیاقت نہیں ہو کہ میں یون ہی چلوں اور اسی طور سے قدر کیجاتی ہو اور یون ہی طلب کیا جاتا ہو اور صاحب کمال کی اسی طور سے قدر کیجاتی ہو جاؤ کہ دینا کہ ہم نہیں آئینگے کیا جمال راہدار دیوانہ ہو گیا ہی جو اسنے یہ پیام بھیجا ہو اور شاہزاد یون کو کیا کہوں اس تیور سے کہا کہ پھر اس جو بدار کو دوبارہ کہنے کی جرأت نہوئی خاموش ہو رہا اور کھڑا رہا خواجہ نے کہا کہ کھڑا کیوں ہو جا کر کہہ دو کہ وہ نہیں آتے ہیں میں نے اُنسے بہت بہت کہا وہ یہ سنکے برہم ہو گئے اور ایسے برہم ہوئے کہ پھر جواب نہ دیا میں بڑے عرصے تک کھڑا بھی رہا یہ بھی کہا جب مجھ کو دیکھا کہ کھڑا ہے کہا کہ جاؤ کہہ دو کہ ہم نہیں آئینگے بس وہ جو بدار یہ سنکے خاموش وہاں سے باہر آیا اور سر پر پیر رکھ کر بھاگا یہاں جمال راہدار گارہا تھا اور دونوں شاہزاد یان گانا سن رہی تھیں اور قبضرتان توڑ خان کا انتظار کر رہی تھیں کہ جو بدار آکر ہو شاہزاد یون نے دریافت کیا کہ لائے اُنکو جو بدار نے عرض کیا کہ جی نہیں وہ نہیں آئے میں نے آپکا بھی پیام دیا اور اُنکے شاگرد کا بھی پہلے تو سنا کیے بعد اُسکے مجھ سے دریافت کیا کہ سواری لائے ہو میں نے عرض کیا کہ جی نہیں بس بہت برہم ہوئے اور کہا کہ میں نہ جمال راہدار کے باپ کا نوکر ہوں نہ شاہزاد یون کا کیا صاحبان لیاقت اہل کمال کو اسی طور سے طلب کرتے ہیں کہ ایک آدمی بھیج دیا اور بلا لیا کیا انھوں نے مجھ کو ایسا ویسا خیال کیا ہی ابھی تو اُنکی یہ حالت ہو معلوم ہو گیا کہ اُنکو کچھ بھی لیاقت نہیں ہو وہ کیا قدر کریں گی وہ جمال تو دیوانہ ہی اُسکے مکان پر میں کیا بدون بلائے چلا آیا وہ یہ سمجھا کہ یہ سب جگہ اسی طور سے چلے آیا کریں گے اسنے جب ہزار مرتبہ طلب کیا جب میں آج آیا ہوں بس میں نہ جاؤنگا اسی طور سے کہہ دینا راوی کہتا ہو خواجہ نے بہت کچھ کہا تھا سب اس جو بدار نے یہاں بیان کیا ناظرین کی خدمت میں بہت بہت

عرض ہو کہ میں نے بسبب طول کے وہ تقریر اور پیام جو کہ مہر و شش و ماہ و شش و جمال نے زبانی چوبدار کے بھیجا تھا نہیں تحریر کیا صرف اسی پر اکتفا کی کہ اُس نے کل پیام شہزاد یون اور جمال کا بیان کیا اور نہ خواجہ کی پوری تقریر اور جواب تحریر کیا کہ طول بچا ہو گا آدم پر مطلب مہر و شش و ماہ و شش نے چوبدار کی زبانی پیام کا جواب سننے کے جمال راہدار سے کہا کہ مجھے سنا جو کچھ تمہارے استاد نے ہمارے اور تمہارے پیام کا جواب دیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ بڑے بد مزاج اور متکبر ہیں تم تو کہتے تھے کہ جب آپ طلب فرمائیں گے گا وہ نوراً تشریف لائیں گے یہ تو اُس کے برخلاف ہوا جمال خود یہ جواب سننے کے حیران تھا کہ یہ کیا سبب ہوا جو استاد نے یہ جواب بھیجا میں تو کہہ آیا تھا کہ میں آپ کا ذکر کر دوں گا وہ ضرور طلب کرنے لگی آپ نوراً آئے گا اور اپنی تدبیر فرمائیے گا انکی خود یہ خواہش تھی یہ کیا ہوا کو لشی بات خلاف مزاج گزری یا انکو کسی امر کا شک ہوا جو نہیں آئے یہ اپنے دل میں خیال کر رہا تھا کہ مہر و شش و ماہ و شش نے جو یہ کہا بس جمال نے ہاتھ جوڑ کر جواب دیا کہ میں اسکا سبب سمجھ گیا یہ امر تو ضرور ہے کہ بد مزاج تو ہیں دوسرے یہ امر ہے کہ جو صاحب کمال ہوتا ہے اُسکو اپنے کمال پر غرور ہوتا ہے پھر وہ قدر دانوں سے ناز بھی کرتا ہے جہاں اُسکو معلوم ہو گیا کہ فلاں شخص کو ہماری خواہش ہے اور ہمارا استیاق ہے پھر وہ بالوں پھیلاتا ہے اس غرض سے کہ زیادہ تر قدر ہو میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ دس دس آدمی بے ستون کے یہاں سے لینے کو آتے تھے اور سواری آتی تھی اسپر استاد نہیں جاتے تھے باوجودیکہ ملازم تھے اور یوں ہر ماہ میں ہزار بارہ سو انعام و اکرام میں خفہ یافتہ میں پیدا کر لیتے تھے ہر روز تو فرمائش رہتی تھی کہ فلاں شے بھیج دیجیے فلاں شے روانہ فرمائیے بے ستون سبب انکے کمال کے کان نہیں ہلاتے تھے جو یہ کہتے تھے اُسکو فوراً بجا لاتے تھے جو استاد کہتے تھے ایک مرتبہ میں بھی گیا تھا اس قدر قدر فرماتے تھے یا وجوہ دیکھ گویے کی کوئی قدر امیر دن و رئیسوں و بادشاہوں میں نہیں ہوتی ہے سامنے بٹھایا جاتا ہے مگر انکو برابر اپنے مسند پر جگہ دیتے تھے حد کی قدر دانی ہوتی انکو تو وہ ہی عادت ہے اسی خیال سے آنکھوں نے دریافت کیا کہ سواری لائے جو چوبدار نے کہا ہو گا کہ نہیں لایا ہوں بس غصہ آ گیا مہر و شش نے کہا کہ تمہیں یہ مجھے کیوں نہ کہہ دیا کہ سواری بھیجے گا تو آئیں گے جمال نے جواب دیا کہ میں یہ سمجھا تھا کہ آپ خود قدر دان ہیں آپ کو خود دان امر و نکاح خیال ہو گا دوسرے میں نے یہ خیال کیا کہ میں سواری کو عرض کروں شاید ناگوار ہو پس میں خاموش ہو رہا

بس اگر آپ کو بہت اشتیاق ہو تو مجھ کو اجازت دیجئے اور سواری میرے ہمراہ کیجئے جو میں آنکھ جا کر لے آؤں
اب وہ بدون میرے جانے ہوئے نہ آئینگے اگر سواری بھی جائیگی تب بھی نہ آئینگے کیونکہ انکار کر چکے
ہیں میں آنکھ اور طریقہ سے سمجھاؤنگا جب وہ مانینگے چونکہ ان دونوں کو از حد اشتیاق تھا اور
جمال کی تقریر اور تعریف انکی دل پر اثر کر چکی تھی نہ معلوم کونسا افسون جمال نے کر دیا تھا کہ یہ دونوں
بیتقرار تھیں کہا کہ اچھا جاؤ تم آنکھ اپنے ہمراہ لیکر آؤ ہم یہاں موجود ہیں گو بدون تمہارے ہمارا دل
نہ لگے گا مگر کیا کریں تمہارے استاد کا ہم کو بہت اشتیاق ہو انکے گانا سننے کا بہت شوق ہو اور
دل بہت آنکے گانے کے لیے بیتقرار ہو جمال نے کہا کہ اچھا جانا ہوں سواری کو حکم دیجئے تھانہ دیون نے
ان کماروں کو حکم دیا کہ جو انکا تخت اپنے دروش پر رکھ کر لاتے ہیں اور اپنی سواری کا تخت جمال
کے ہمراہ کیا اور کہا کہ اس سلیمان تخت کو اس تخت پر سواری کر کے لاؤ بس جمال اس تخت کو ہمراہ لیکر
اور چند جوہر اور کھار اور سامان روشنی اپنے مکان کی طرف روانہ ہوا یہاں خواجہ دلیہ
کہہ رہے تھے کہ یہ تم نے کیا کیا کہ جو بدار بلانے کو آیا تھا تم نے اسے واپس کر دیا اب اگر کوئی نہ آئے تو سب
محنت جمال کی تم نے رائیگان کی بڑی غلطی کی راوی بیان کرتا ہی اس وقت جو خواجہ نے یہ جواب دیا تھا اس
خیال سے کہ تندر ہوا اور آئے اشتیاق کا حال بھی معلوم ہو کہ کس قدر اشتیاق ہو حسب قدر اشتیاق ہی
استیقا ر میل کام جلد ہو گا مگر عرصہ جو ہوا تو اب خواجہ کو ظلمان ہوا کہ تم نے بیکار یہ جواب دیا جو بنا ہوا کام
بگڑ گیا خواجہ یہ کلام اور تقریر دل سے کر رہے تھے کہ جمال راہدار آکر پہونچا سب سامان کو دروازے
پر بٹھا کر اندر مکان کے آیا دیکھا کہ خواجہ جاگ رہے ہیں جمال کو جو خواجہ نے دیکھا پوچھا کہ کیا جلسہ
برخواست ہو گیا جو تم واپس آئے یا آج تم رخصت لیکر چلے آئے جمال نے کہا کہ جی نہیں آپ کے لینے کو
آیا ہوں استاد یہ کیا امر تھا کہ آپ نے جو بدار کو یہ جواب دیا اور تشریف نہ لائے آپ کا تھانہ دیون کو بہت
اشتیاق ہو اور از حد آپ کے گانے کا شوق ہو میری تقریر نے خوب رنگ جمایا اور آج کے میرے
گانے نے تو قیامت برپا کر دی اسی نے تو اس قدر آنکھ بیتقرار کر دیا کہ اکھنوں نے اس وقت آپ کو طلب
میں جو بدار کو روانہ کیا گو انکا پہلے قصد نہ تھا کل طلب فرمانے کا قصد تھا مگر گانے نے میرے
آنکھ بیتقرار کر دیا جب جو بدار نے جا کر کہا تو مجھ سے کہا کہ تم جا کر لاؤ پہلے تو بہت افسوس کیا
اور کچھ افسردہ سی ہو گئیں جب میں نے کہا کہ مجھ کو اجازت ہو تو میں سمجھا سمجھا کر لے آؤں تو

کہا کہ بہت بلا ہوا اور لے آؤ اپنی خاص سواری کا تخت آپکے لیے روانہ کیا ہوا اور سامان روشنی
اب یہ فرمائیے کہ آپ کیون نہ تشریف لائے خواجہ نے جواب دیا کہ میں دو سببوں سے نہیں آیا
اول تو یہ کہ مجھ کو یہ نہیں معلوم تھا کہ تم نے کس طور سے سلسلہ سخن کو آغاز کیا ہوا اور کیا وجہ میرے
آنے کی بیان کی ہوا اور کیا سبب بیان کیا ہوا دوسرے یہ کہ میں نے خیال کیا ذرا دیکھوں تو کس قدر
سیر ہی خواہش ہوا درگشاہ اشتیاق ہر لے اب ہم بیان کریں کہ تم نے کیا اس کے روبرو بیان کیا ہوا اور
کس سبب سے انکو میرا اشتیاق ہوا ہر حال نے سبب اپنی تقریر اور سبب کیفیت خواجہ کے روبرو
بیان کی جو کہ آٹھ ماہ و شش و مہر و شش سے کی تھی اور اپنا گانا اور انکا اشتیاق بیان کیا مہر و شش
وماہ و شش کے خلق و معرفت و حسن و جمال کی بہت تعریف کی خصوصاً ماہ و شش کی زیادہ تر صفت
بیان کی کیونکہ وہ اسکی معشوقہ تھی اور مہر و شش کی بھی تعریف کی خواجہ کو بھی ان دونوں کے دیکھنے
کا اشتیاق پیدا ہوا اور کسی قدر رغبت مہر و شش کی طرف ہوئی کہ اسکو دیکھنا چاہئے کہ کیسی عورت
ہر جب جمال بیان کر چکا اسوقت خواجہ نے کہا کہ پھر کیا قصد ہر جمال نے کہا کہ تشریف لیجیے آپکا
انتظار ہو گا اور بعد تشریف لیجیے خواجہ نے کہا کہ بسم اللہ جس جمال راہدار خواجہ کو لیکر مکان سے
باہر آیا خواجہ کو تخت پر سوار کیا خود پایہ تخت پر مانکر رکھ کر چلنے کا قصد کیا خواجہ نے اسکا ہاتھ پکڑ کر
اپنے برابر بٹھالیا اور کہا کہ یہاں آکر بیٹھو وہ سلام کر کے خواجہ کی پشت پر بیٹھ گیا خواجہ صبر و صبر و
قطع سے تھے جب جلسہ میں پہنچینگے تو تحریر ہو گا یہاں تک کہ حکم ملا کہ رخت کو لیکر چلے روشنی کے
پنچستان آگے آگے روشن تھے جو بارہ ماہ کے طالعہ زریلیانی ہاتھ میں لیے ہوئے ہمراہ تھے یہاں تک کہ
سواری قیصرستان توڑ خان کی قریب اس جلسہ کے پہنچی وہاں مہر و شش و ماہ و شش کو انتظار تھا
کہ جمال راہدار اپنے استاد کو لیکر آنا ہو گا کیونکہ حتمی وعدہ کر کے گیا ہوا اسی سبب سے میں نے اپنی
سواری کا تخت بھی بھیجا ہوا ہاں و شش مہر و شش سے کہہ رہی تھی کہ بہن مجھ کو یقین نہیں ہر کہ جمال
اسکو لیکر آئے وہ کبھی نہ آئے گا بڑا مغرور اور متکبر اور نخوت پسند معلوم ہوتا ہوا جمال نے تو اسکو ہر قدر بڑھایا
ہوا اور ایسی تعریف کی ہوا اور ایسی اسکی حالت بیان کی ہر کہ کسی بادشاہ کی بھی یہ طبیعت نہ ہوگی
اور یہ طریقہ مزاج کا نہ ہو گا مہر و شش نے جواب دیا کہ ای بہن کیا ہوا جو صاحب کمال ہوتے ہیں اہل قدر انکی
اسی طور سے قدر کرتے ہیں بلکہ میں سے زیادہ تر کجاتی ہو یہ تو کوئی بات ہی نہیں ہوا بلکہ کمال اس سے زیادہ

ناز کرتے ہیں اور سب انکے ناز اٹھاتے ہیں ماہ و منیٰ سے کہا کہ یہ امر تو ضرور ہی خیر محکوم تو اس امر کا یقین
 نہیں ہو کہ وہ آئین مہر و منیٰ و ماہ و منیٰ میں یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ یکا یک رشتہ ساسنے
 سے مزدار ہوئی مہر و منیٰ کی نگاہ تو اسی طرف تھی ماہ و منیٰ سے کہا کہ ای ہن وہ جمال را ہار اپنے
 استاد کو لیکر آگیا ماہ و منیٰ نے کہا کہ ہاں ہن معلوم تو ہوتا ہو کہ وہ ہی آتا ہو وعدہ کا تو سچا ہی
 مہر و منیٰ ماہ و منیٰ میں باتیں ہو رہی تھیں کہ یکا یک وہ ساری قریب آگئی دونوں شاہزادیاں
 اشتیاق میں جمال را ہار کے استاد کے اپنے مقام سے اٹھ کر لب فرش تک آئیں دیکھا کہ تخت پر ایک
 عروہ ضعیف کوزہ پشت اس قدر ریش دراز بیٹھا ہوا ہو کہ بلکیں تک سفید ہو گئی ہیں سر کے بال بھی سفید
 ہیں کابین کا پانچواں ہاتھ واپاؤن میں نینو کا انگر کھا آسمین شاہیان کی گوٹ لگی ہوئی تھری
 کر توئی لگی ہوئی کانیان لگی ہوئیں ایک رومال چکن کا اوڑھے ہوئے سر پر گولی دار پگڑی رکھے
 ہوئے برابر جمال کے بیٹھا ہوا ہو وہ تخت کنارہ و نالے لاکر فرش کے برابر رکھ دیا جمال نے خواجہ سے
 کہا کہ استاد ملاحظہ فرمائیے دونوں شاہزادیاں آپ کے اشتیاق میں لب فرش آئی ہیں خواجہ نے
 جو سر اٹھا کر دیکھا تو پہلے نظر خواجہ کی مہر و منیٰ پر پڑی نگاہ کا بڑنا کھا کہ خواجہ کو اسکی وضع و قطع
 و طرح بہت پسند آئی اور کچھ رغبت سی پیدا ہوئی اور دل کو بھی راغب پایا اور میلان دل بھی
 اسکی طرف دیکھا دل سے کہا کہ عبر کر انشاء اللہ اسکے وصل کی بھی تدبیر کی جائیگی خواجہ نے دیکھا
 کہ واقعی وہ آفتاب ہیں کہ بالائے زمین جلوہ گر ہیں خواجہ نے دیکھا کہ ایک کے گلے میں سرخ جوڑا ہو
 یہ معلوم ہوتا ہو کہ شفق میں آفتاب ہو و سرے کے گلے میں سبز جوڑا ہو یہ معلوم ہوتا ہو کہ
 دھان کے کھیت میں آفتاب طالع ہو رہا ہو خواجہ نے جمال سے دریافت کیا کہ اس میں تمھاری
 مشورہ کون ہو جمال نے عرض کیا کہ جو سرخ جوڑا پہنے ہوئے ہو میرے قتل پر کمر بستہ ہوئے ہو
 اسی قتال عالم کا ہیں قتل کیا ہوا ہوں اور اسی کی تیغ ابرو کا کستہ بنا ہوا ہوں یہ ہی میرے
 دل کی ایجانے والی ہو اسی کے حسن عالم فریب نے مجھ کو اپنا مفتون بنایا ہو اور میرے صبر و طاقت
 کو لے گیا ہو خواجہ نے اب بغور اس سبز پوش یعنی مہر و منیٰ کی طرف دیکھا تو از سر تا پا اسکو کوزہ
 کے سانچے میں ڈھلا ہوا پایا و نون ابرو اس آفت جان کے مثل آپی ہوئی تلوار کے تھے آنکھیں
 مثل بادام کے وہ سرخ سرخ ڈوبے عجب آفت بر پا کرتے تھے خلاصہ یہ کہ عجب اسکا حسن عالم فریب

وزاد کش تھا اگر اسکا سراپا تحریر کروں تو اصل مطلب فوت ہو جائیگا خلاصہ یہ کہ خواجہ مهر و شہر نوش پرنوشتہ
ہوے بس جمال راہدار خواجہ کو اپنے ہمراہ لیکر جلسہ میں آیا دونوں شاہزادیاں خواجہ کی وضع دیکھ کر
بہت نہیں مگر غیبت سے کام لیا جب خواجہ قریب پہنچے انکو سلام کیا اور دعائے ترقی حسن و جمال
دی وہ خواجہ کو لیکر اپنے مقام پر آئین بڑی عزت و آبرو سے جگہ دی خواجہ سلام کر کے بیٹھ جب سب
بیٹھ چکے اسوقت مهر و شہر نوش نے خواجہ سے کہا کہ آپکا اہم شریف کیا ہے خواجہ کا یہ عالم ہے کہ مهر و شہر
نگاہ غور دیکھ رہے ہیں نگاہ ادھر سے خیر گئی نہیں کرتی ہے اسیکے چہرہ انور پر نگاہ ہے راوی بیان کرتا ہے
کہ جب مهر و شہر نوش نے خود کلام کرنے میں سبقت کی خواجہ نے جواب دیا کہ اے ملکہ عالم اس غلام کو
قیصران توڑ خان کہتے ہیں میں رہنے والا کوہ بے ستون کا ہوں بے ستون جاو و کا ملازم تھا
وہ میری بہت قدر فرماتے تھے اور حد درجہ کی عنایت میرے حال پر کرتے تھے مگر اے ملکہ کیا بیان
کروں کہ میری تقدیر نے کیا رنگ بدلا میرا سفدرسن انھیں کی خدمت میں گذرا جب زمانہ پیرانہ سالی کا
آیا تو وہ گھڑ تباہ ہوا میں آوارہ ہو کر ادھر آیا خداوندان خدا پرستوں کا برا کرین کہ جبکہ سبب سے در بدر
بھرنے کی نوبت آئی در نہ بے غل و غش بسر اوقات ہوتی تھی جو کچھ گھر کا اساسا تھا وہ سب برباد ہوا
یوں در بدر بھڑے آوارہ ہوئے خدا پرستوں نے آکر بے ستون جاو و کو قتل کیا کوہ بے ستون
بر باد ہوا یہ کہ تمام حالت بربادی کوہ بے ستون کی بیان کی اور اپنا آوارہ ہونا بیان کیا
کہ میں آوارہ ہو کر وہاں سے چلا راہ میں خیال آیا کہ اپنے شاگرد جمال راہدار سے تو مل لو
اور اسکو اپنا خلیفہ کرو اسکے بعد حد مصر جی چاہے چلے جانا بس اس طرف کو آیا بیان آکر اٹکا
مہمان ہوا انھوں نے بہت میری قدر کی مگر اسکے ساتھ پریشان بھی بہت کیا اسوقت میں کبھی
نہ آنا اگر مجکو بے ستون بھی طلب کرتے مگر انھوں نے کچھ جا کر ایسی منت و حاجت کی کہ میں مجبور
ہو گیا آنا پڑا انھوں نے اسقدر ناچار کیا کہ سوائے آنے کے کوئی چارہ نہوا یہ کہ تمام حالت جو کہ
جمال سے سنی تھی سب بیان کی وہ دونوں منکے کہنے لگیں کہ اب آپ کسی اور طرف کیون تشریف
لیجائیں جو ہم سے ہو سکے گا ہم آپکی خدمت کریں گے یہ تو ہم نہیں کہہ سکتے ہیں کہ جب قدر بے ستون جاو و
آپکو دیتے تھے ہم بھی اسی قدر دینگے ہاں جو کچھ ہم سے ہو سکے گا وہ دینگے کیونکہ وہ ایک مرحلہ کے
حاکم تھے اور صاحب اختیار تھے اور ہم تو ایک شخص کے تابع دار ہیں ویسی تہذیب نہیں کہتے ہیں

جو پکودین بان اس قدر تو ضرور ہو سکے گا کہ آپ خشک روی کھا سکیں خواجہ نے جواب دیا کہ ای ملک
میرا بھی یہ ہی جی چاہتا ہے کہ بقیہ عمر بنی کسی ایسے مقام پر بسر کروں کہ جو لوگ قدر دان ہوں کہوں کہ
بلے ستون جاو و سنے میری عادت خراب کردی ہو مجھ سے کیسی تلخ زبانی اور زرش کلامی کی
برداشت نہیں ہوگی اور جو ملازم رکھے گا وہ تو یہ چاہے گا کہ یہ ہر وقت حاضر رہے اور ہمارے
روبرو گایا کرے اب مجھ میں اس قدر طاقت نہیں ہے علاوہ گانے اور بجانے کے دوسرا کام مجھ کو
نہیں آتا ہوں بان اسکے متعلق جو جو کام ہیں اس سے آگاہ ہوں انھوں نے جواب دیا کہ اگر آپ کا یہ
قصد ہے تو یہ گھر حاضر ہی رہنے جو ہو گا ہم حاضر کیا کریں گے جس وقت آپ کا جی چاہے ہمارے پاس تشریف
لانیے گا اور ہکو اپنے گانے سے سرور فرمائیے گا خواجہ نے جواب دیا کہ میرا یہ وہ وقت آئیگا تو دیکھا جائیگا
یہ فرمائیے کہ اس وقت آپ نے مجھ کو کیون رحمت دی ہے انھوں نے کہا کہ ہنسنے آپ کو اس وقت اس عرض سے
تکلیف دی ہے کہ گھٹیا تو بہت ہوگی مگر ہمارے خوشی یہ ہے کہ ہکو گانا سنائیے تاکہ ہم بھی
آپ کے گانے سے محفوظ ہوں خواجہ نے جواب دیا کہ میں کیا اور میرا گانا کیا یہ صرف آپ کی قدر دانی ہے
جو مجھ ایسے نالائق بد تقدیر کے گانے کا اشتیاق پیدا ہوا اور یاد فرمایا خیر جو مجھ کو آتا ہے سناتا ہوں
یہ کہ خواجہ نے جمال سے کہا ستارا اٹھاؤ اور ملاؤ میں گانا ہوں یہ سنکے جمال نے سنار اٹھالیا اس کو ملا یا خواجہ نے
گانا شروع کیا یہ عزل جناب تو اب سید علی خان عرف بہن صاحب کاشف لکھنوی کی شروع کی غزل

ہماں کو انسان کے عیشیل پران ہو گئیں	حسن انکو کیا ملا بابت جان ہو گئیں	وہ خون فزا تھا حسن ہر انسان کو کیا
تاف میں ہوش ٹو گئے دیوانی پران ہو گئیں	جلگے جن عارض تابان کی تیزی دیکھ کر	زلف کا سایہ پڑا دیوانی پران ہو گئیں
پان کھانے سے ہوا کچھ اور ہی دانتوں کا رنگ	صاف جو پہری کی کنیاں تھیں مہ جانی ہو گئیں	ہنے جانا مہ کی گرمی سے بادل چھٹ گئے
رخ کے بچے جب تری زلفیں پشیمان ہو گئیں	رات کٹنے کی کستا بیداری شک مسیح	جب ترے پیار پر شوار گھڑیاں ہو گئیں
انت نالے ہیں شیون کی صد ہے خون یار	اسکے جانے کو کیا سنساں گلیاں ہو گئیں	دم گھٹاتا رہی تپ سے جو مجھ کو بوس کا
پر شرارتیں تھیں جتنی شمع زندان ہو گئیں	آزرو میں وصل کی دلیں رہیں گلی عمر بھر	حسین خنہ تھیں سب بھوسن ندان ہو گئیں
نام حب عقدہ کشا کا ہنسنے کاشف لے لیا	منکھین کل سے منکھل تھیں انسان ہو گئیں	باناہل رکھتے ہیں ہم اور نہ زور رکھتے ہیں
اچھٹا سکی کریم یہ نظر رکھتے ہیں	دل نازک کو گران کیون نہوینت کلام	کیا صنم ہم کوئی پنجر کا جگر رکھتے ہیں
بانی کر دین ابھی پنجر کو جلا دین اٹلاک	ہر حکمرانے بھی اتر رکھتے ہیں	وانع دل سے مرے کیونکر نہ چل ہو خوشید

دلین الفت تری ہو شک تو رکھتے ہیں	تیغ ابرو کا تری خون زمین ہو مطلق	عشق کو خیال کہ ہم مثل سپر رکھتے ہیں
مصحف رنج سے نہیں عشق ہو عاشق کو حفا	آپ کدیر کجیا بیان اگر رکھتے ہیں	خاک بہتر خزانے میں جسنو کا چشن
نہ دہن رکھتے ہیں یاور نہ مگر رکھتے ہیں	ڈر ہو اللہ کا گو کہ نہیں سکتے منہ سے	دلین ہم الفت اصنام مگر رکھتے ہیں
یاد گیسوین کہون حضرت دل کا کیا حال	خسر عالم میں بیاہنام سے کر رکھتے ہیں	مور کا جیسے کہ دم بند ہوا ہو کاشت
میرے نالے وہ قیامت کا اثر رکھتے ہیں	یہ دون غزلین جو خواجہ نے گامین	عجب عالم ہوا ہر ایک بل خود و
بے بس ہوا جانوران صحرائی اپنے	اپنے نشمنوں سے نکل آئے خواجہ کے	سر پر سایہ کر کے چھوٹنے لگے خواجہ
نہیہ و دون غزلین بلجن داودی گامین	ایک تو خواجہ کا گانا دوسرے نسب کا	وقت عجب عالم ہوا
ہر ایک بخود بے دم ہوا زمین و آسمان	سے صدا آو واہ آنے لگی اہل محفل	کا تو یہ حال ہوا
کہ سر دھنے لگے آنکھوں سے ہر ایک کی	اشک حسرت جاری ہوئے کوئی نیم بسمل	تھا کوئی رو رہا تھا کوئی
مانند مرغ بسمل کے تڑپ رہا تھا کوئی	کلیجہ پر ماتھ رکھے ہوئے آہ آہ کر رہا	تھا کسی کے لب پر صدا سے
آف ات تھی عجب سمان تھا مریخ آتش	خوار بھی اس گانے کے شوق میں اور یہ	سُنکے کہ جمال راہدار
کے استاد آئے ہیں وہ گائینگے بیان	آکر بیٹھا تھا وہ بھی بخود ہو گیا تھا	خواجہ نے جمال سے قبل
گانے کے پوچھا تھا کہ یہ کون ہو آسنے	کہا تھا کہ یہ ہی مریخ آتش خوار جادو	ہر خواجہ نے پہچان
لیا تھا دلین کہا تھا کہ یہ ہمارا شکار	ہو اگر اسکو قتل کر کے راستہ درنید	سوسن کا نہ کہولا تو اپنا نام خواجہ
عمر و زکایہ جاتا کہاں ہو پس خواجہ	ایسا گائے کہ درندوں نے آکر گرد خواجہ	کے حلقہ کر لیا ایسے
مست و بخود ہوئے تھے کہ برابر آنکے	انسان بیٹھے ہوئے تھے مگر وہ انکو	تکلیف واذیت نہ پہنچاتے
تھے پرندوں نے سر پر خواجہ کے سپتے	پر و نکا سایہ کیا تھا جانوروں پر	کیا سو تو نہ ہوا شکار اس صبر اس کے
تھجوم رہے تھے وہ جو سحر کی بتلیان	تھی وہ وجد کر رہی تھیں خواجہ نے	کا کر نام محفل و صحر کو مست
کر دیا تھا جب خواجہ نے دیکھا کہ اب	رنگ محفل دوسرا ہو گیا ہو گانا	موت و قوت کیا راوی بیان کرتا ہی
کہ اس عالم بخودی میں ہر ایک نے	جو جسکے پاس تھا آسنے اتار اتار کر	دیکھا خواجہ کے پاس رو پہلے تشریف
نزدیک و دور و جواہرات کا انار	ہو گیا خواجہ اس مال کو دیکھ کر	بہت خوش ہوئے اور دلین پہنے خیال
کیا کہ ایک نخل اور گا کر اب یہ	رنگ کروا رہے کہو کہ میں ساتی	گری خوب کرنا ہوں سب کو شہر اس
پلا کر بہوش کروا ورمہ رخ کو بہوش	کر کے قتل کرو بھرو کچا جائیگا	یہ خیال کر کے خواجہ نے گانا موقوف

کیا بڑے عرصہ تک وہ ہی رنگ رہا یہاں تک کہ سبکو ہوش آ یا اور سب اپنے آپ میں آئے وہ بخودی
 بر طرف ہوئی اسوقت سب نے تعریف کرنا شروع کی ہر طرف سے صدائے تحسین و آفرین بلند ہوئی
 عمر و نش و ماہ و نش نے تو اس قدر تعریف کی کہ احاطہ تحریر سے باہر رہا اپنے گلے کے مالے اور جو زیور
 پہنے ہوئے تھیں وہ سب خواجہ کو انعام میں دیا اور کہا کہ امی استاد فیضرتان تو مڑ خان ہم آپ سے
 بہت شرمندہ ہیں کہ ہمارے پاس یہاں اسوقت کچھ نہیں ہے جو ہم آپ کو دین بھلا ہم آپ کو کیا دے سکتے
 ہیں مگر اس جزرہ رقم کو قبول فرمائیے خواجہ نے مسکرا کر جواب دیا کہ امی ملکہ یہ ہی لاکھون ہیں بھلوگ تو
 اس امر سے خوش ہوتے ہیں کہ تمکو جو دے خوش ہو کر دے تو عین ہمارے لیاقت ہے اگر ناخوشی سے دیا
 تو کس کام کا خواجہ کی بہت تعریف کی اور کہا کہ گو آپ ابھی گنا چکے ہیں مگر ہمارا دل سیر نہیں ہوا
 ہے بلکہ اور زیادہ بقیارہ ہے اور اشتاق ہے اگر خلاص طبع اقدس نہ ہو تو کچھ اور گائیے خواجہ نے
 جواب دیا کہ ملکہ اب پھر کبھی سن لینا انھوں نے جواب دیا کہ یہ تو کبھی نہو گا ایک غزل اور گائیے اور از حد
 اصرار کیا خواجہ مجبور ہوئے جواب میں کہا کہ اچھا یہ چند شعر غالب کے گاتا ہوں انکو بھی سنئے یہ کہہ کر
 اپنی بغل سے زنگالی اسکی تفلیان درست کین زمین یہ چند شعر غالب کے گانا شروع کیے نظم

میرے بس میں یا تو یار بے ستم شمع رہوتا مرے پھول پر جو آئے تو نیا یہ گل کھلایا یوں مثالی میری حسرت کہ نشان نہ باقی رکھا میں زبان سے نکو سجا کو لا کھر بار کس درون ترے تیر کی خطا کیا میری حسرتوں نے روکا تیرے تیر نیم کش کو کوئی میرے دل سے پوچھے	یہ نہ تھا تو کاشس دل پر مجھے اختیار ہوتا وہ کلاتوں گے ہر اوہ گلے کا بار ہوتا میں لپٹ کے رو ہی لینا جو کہیں مزار ہوتا میں کیا کروں کہ دل کو نہیں اغتبار ہوتا نہ پشتیں یہ بلائیں تو جگر کے پار ہوتا یہ خلش کہاں سے ہوتی جو جگر کے پار ہوتا
---	---

یہ چند شعر خواجہ نے زمین گائے ابکی مرتبہ سبکو لبھل کر دیا کسی میں یہ حالت نہ رہی کہ کچھ کلام
 کر سکے سب بخود ہو کر رہ گئے عجیب عالم تھا سواے خواجہ کے کہ وہ تو گارہے تھے اور کسی میں
 رخصت تھا انھوں سے برابر ان تک حسرت جاری تھے لبون پر نالے تھے زبان پر صدائے آف آف
 تھی یہ حال تھا کلام گزنا محال تھا سب بیہوش تھے خواجہ نے یہ رنگ دیکھ کر زبکانا موقوف
 کیا اور خاموش ہوئے اسوقت بڑے عرصہ تک کوئی اپنے آپ میں نہ آیا سب بخود پڑے رہے

جب وہ حالت کم ہوئی اور وہ سمان برطرف ہوا سبکو ہوش آ یا ہر ایک نے اپنے حواس درست کر کے اب تعریف کرنا شروع کی اور جو جس سے ہوسکا وہ خواجہ کو دیا اب خواجہ کے سامنے انبار لگا ہوا ہی خواجہ خوش ہو رہے ہیں جب سب حواس میں آ کر اپنے مقام پر بیٹھ چکے اور وہ حالت برطرف ہوئی مہر و شرم و ماہ و شمس جان و دل سے خواجہ کے گانے کی عاشق ہو گئیں اور جمال کی طرف دیکھ کر کہا کہ واقعی جیسی تھے تعریف کی تھی اس سے زیادہ تر یا یا کیوں نہ بے ستون جاوے انکی قدر کیا یہ ہی لائق ہیں کہ انکو اپنے پاس سے جدا نہ کرے خیر اگر انکی مرضی ہوگی اور خوشی تو ہم انکی کچھ خدمت کریں گے گو اس لائق نہیں ہیں مگر اپنے امکان بھر کیونکہ اب ایسا شخص ملنا محال ہی بشر کی کیا مجال ہے جو ایسا کما سکے نہ یہ گلا ممکن ہو سکتا ہے نہ یہ آواز نہ معلومات یہ گانا ہی اور قسم کا ہی آج تک ہم نے ایسا گانا سنا ہی نہ تھا کہ دل کے ٹکڑے ٹکڑے کیے دیتا ہو انسان اپنے آپ میں نہیں رہتا ہی بخود ہو جاتا ہی ہم اسکی کیا تعریف کریں واقعی یہ انکا سحر سامری ہی کسی طور سے دل سیر نہیں ہوتا ہی یہ ہی جی چاہتا ہے کہ مٹنے جائیں اور یہ گائے جائیں خواجہ نے جواب دیا کہ ای ملکہ ا موقت تو میں کچھ نہیں گایا ہوں اور مجکو آتا کیا ہے یہ سب آپکی قدردانی ہو مان اگر مجکو افکار سے فراغت ہو اور دل بھی خوش ہو تو آپکو کچھ سنادوں جو میرے استاد نے مجکو تعلیم کیا ہے مگر ای ملکہ یہ جلسہ کیسا ہے کہ جو بالکل بے تک ہو رہا ہے کیا آپ لوگ عادی نہیں ہیں ملکہ نے جواب دیا کہ یہ آپنے کیا کہا کہ جلسہ بالکل بے تک ہے خواجہ نے کہا کہ اور کیا جو لطف صحبت اور لطف زندگانی اور باعث ترقی روح اور سبب دفع رنج و غم و باعث قوت دل و سرور قلب ہے وہ ہی اس جلسہ میں نہیں اسی کا جہر چاہتے ہیں ہوتا ہے اس کے نہ ہونے سے بالکل صحبت بے تک ہے اگر شراب ناب کا بھی جام چلتا جاتا تو دونا لطف اس گانے کا ہوتا اور آپکو مزہ حاصل ہوتا مہر و شمس و ماہ و شمس نے کہا کہ واقعی آپنے سچ کہا مگر اس مقام پر ممانعت ہے کہ کوئی شرابخوار می نہ کرے اس سبب سے ہلوگ مجبور ہیں ورنہ ہلوگ تو اس کے بہت عادی ہیں کیا آپکو بھی اسکا شوق ہے خواجہ نے جواب دیا کہ ای ملکہ وہ انسان کون ہے جو اسکا شوق نہ رکھتا ہو جو اسکا شوق نہیں نہوا اور اسکی لذت سے آگاہ نہ ہو وہ انسان کیسے ہو وہ حیوان ہے ای ملکہ میں نے پہلے ہی عرض کیا تھا کہ یہ ہی تو باعث زندگی اور دافع غم و الم سبب خوشی دل اور قوت قلب ہے اگر اسکا ایک جام بھی پی لیا جائے کیسا ہی رنج و غم ہو تو بے طرف

ہو جائے اسکے پینے سے لطف زندگی حاصل ہوتا ہو وہ مزہ ملتا ہو کہ انسان تمام عالم کے بچے و الم
 کو بھول جاتا ہو اور وہ خوشی حاصل ہوتی ہو کہ دنیا و مافیہا کی خبر نہیں رہتی ہو پس جو شخص
 ایسی ہو اس سے کس طور سے نفرت کی جائے اور کیونکر نہ اس کا شوق کیا جاسکے میں تو بہت عادی
 ہوں دم بدم جام پر جام پیتا ہوں جب تک بجو نشہ نہیں ہوتا مجھ سے گایا نہیں جاتا ہو دیکھیے بجو
 انگڑائیاں اور جواہیاں آنے لگی ہیں یا تھویر ٹوٹنے لگے ہیں یہ معلوم ہوتا ہو کہ بچارہ چڑھا آتا ہو
 مہروش و ماہ و نش و نس نے جواب دیا کہ استاد ہم مجبور ہیں اگر مانعت نہوتی تو ہم ابھی آپکے لیے شراب
 سنگاتے خود بھی پیتے اور آپکو بھی پلاتے خواجہ نے جواب دیا کہ اگر میان شراب کا چرچا ہوتا تو ایک کمال
 میں آپکو اور دکھاتا کہ وہ کمال آپنے آج تک کبھی نہ دیکھا ہو گا نہ اس طرح کی ساتھی گری دیکھی ہوگی
 کہ جس طور سے میں ساتھی گری کرتا مہروش و ماہ و نش نے کہا کہ وہ کیا کمال تھا جو آپ دکھاتے
 اور کس قسم کی ساتھی گری دکھاتے جواب دیا کہ وہ یہ کمال تھا کہ پالٹون میں گھنگرو باندھ کر
 گت ناجتا اگر ارشاد ہوتا تو ایک گھنگرو بولتا یا دو بولتے یا پانچ یا دس یا تمام جیسا حکم ہوتا اور
 جو حکم ہوتا وہی بولتے اگر حکم ہوتا تو ایک بھی نہ بولتا اور ساتھی گری کا یہ طریقہ ہوتا کہ سر پہ جام لبریز
 کر کے رکھتا اور گت ناجتا جاتا اور ایک قطرہ نہ گرتا کلائی پر رکھتا اور گت ناجتا جاتا اور ایک قطرہ
 نہ گرتا مہروش و ماہ و نش نے کہا کہ واقعی یہ کمال اور یہ کانتا ہننے آج تک نہیں دیکھا کیا کریں کہ
 مجبور ہیں یہاں شراب کا چرچا ہی نہیں ہو سکتا ہو دوسرے اب بیچ بھی قریب ہی مان اگر مہربانی
 فرمائیے اور ہمارے غریب خانہ پر تشریف لائیے تو کیا مضائقہ ہو ہم یہ بھی کمال آپکا دیکھیں اور
 نہایت خوش ہوں آپکی بدولت اس کمال سے بھی بہرہ مند ہوں خواجہ نے جواب دیا کہ بھگوب
 حذر ہو آپکے دولت سرا پر آنے سے لگ رہاں اگر عزت و آبرو کے ساتھ طلب فرمائیے گا تو میں کبھی
 غدر نہ کروں گا اگر اسکے خلاف طور سے طلب فرمائیے گا تو ہرگز ہرگز نہ حاضر ہوں گا اٹھو نے
 جواب دیا کہ جی نہیں ہم آپکو ساتھ عزت و آبرو کے طلب فرمائیں گے بلکہ ہمارا فشاء تو یہ ہو کہ اب
 آپ کہیں نہ تشریف لیجائیں ہمارے غریب خانہ پر تشریف رکھیں جو نان و مکہ ہمکو عیسر ہو اسکو
 قبول فرمائیں خواجہ نے جواب دیا کہ خیر اسکا تو جواب میں آپکو پھر نہ دنگا ابھی تو میں اپنے شاگرد کا مکان
 ہوں جب انکی مہمانی سے فرصت ملے گی اور فراغت ہوگی اور جانے لگوں گا تو آپ سے رحمت

ہونے آؤنگا اسوقت اسکا تذکرہ فرمائیے گا جیسا موقع ہو گا ویسا جواب دیا جائیگا اگر میری مرضی کے موافق ہو گا اسکو قبول کرؤنگا ورنہ اور کوئی گھڑ تلاش کرؤنگا ہر خوش و ماہ و شش نے کہا کہ بہت بہتر کاری مرضی یہ ہو اور ہم آپ سے اسوقت وعدہ لیتے ہیں کہ ہم آج اپنے باغ میں جلسہ آراستہ کریں گے اور آپ کی دعوت بھی ہر لہذا سواری و چوہدار حاضر ہو گا آپ اسکے ہمراہ مع اپنے سناگر و جمال برادر کے تشریف لائے گا خواجہ نے جواب دیا کہ بہت خوب حاضر ہوں گا گو میں انکار کرتا مگر جب آپ نے دعوت کا نام لیا تو میں مجبور ہو گیا کیونکہ میں نے اپنا یہ طریقہ رکھا ہے کہ جو کوئی مجھ سے دعوت کا اقرار لیتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے دعوت کی ہے تو میں انکار نہیں کرتا ہوں خواہ وہ اعلیٰ درجہ کا ہو خواہ ادنیٰ درجہ کا میں انکار نہیں کرتا ہوں بلکہ جہاں آئے کہا کہ میں نے آپ کی دعوت کی ہے میں نے کہا اچھا میں آؤنگا اور میں گیا جو اسکو میسر ہوا آئے مجھ کو کھلا بامیں نے اسکی خوشی کے لیے ایک آدمی غزل بھی گا لی تھوڑی دیر تک یہ ٹھکر چلا آیا اب جو دعوت کا نام لیا ہے تو میں ضرور آؤنگا آپ سواری و چوہدار بھیجے گا انھوں نے کہا کہ بہت خوب یہ کہہ کر انھوں نے کہا کہ اسی استاد اب تو صبح بھی قریب ہے اور یہ جلسہ بھی برخاست ہونے کو ہے لہذا ایک غزل اور گائیے اور یہ کو خوش فرمائیے اگر تکلیف نہ ہو خواجہ نے جواب دیا کہ گواہ تھک بہت گیا ہوں مگر مجھ کو تمھاری خوشی منظور ہے لہذا خواہ مجھ کو تکلیف ہو خواہ راحت میں تمھاری خوشی ضرور کرؤنگا کیونکہ اسوقت میں تمھارا مہمان ہوں اور مہمان کو لازم ہے کہ میزبان کی خاطر کرے یہ کہہ کر آپ نے کو درست کیا اور یہ غزل نواب سید علی خان عرف نواب بن صاحب کاشف لکھنوی کی گائی غزل

کستے چراغ روشن کعبہ میں کر دیے ہیں
ہمنے چراغ روشن داغوں کے کر دیے ہیں
کس کام کے خدا نے پھر مجھ کو پر دیے ہیں
تو نے خدا بتوں کے کیا گوش کر دیے ہیں
صیاد پر جو توتے میرے کتر دیے ہیں
موتی دہن میں گویا خالق نے بھر دیے ہیں
دل کے مرے شرارے دوزخ میں بھر دیے ہیں
جل تھل برس برس کے آنکھوں نے بھر دیے ہیں

کس شعلہ رونے دل میں یہ داغ بھر دیے ہیں
تار کی لحد کا کیا غم نکیر و منت کر
ایک نفس اٹرون میں اتنی نہیں ہر طاقت
سنے نہیں کسی کی فریاد چپ ہیں بیٹھے
اس آہنی نفس کو اٹر جاتا کیا میں لیکر
زندگیاں نہیں ہیں ایست منہ میں ترے نمایان
کیا چیز ہے جہنم جس سے ڈرون میں واعظ
کیون ہوں نہ پانی پانی ساون کی ہیں گھٹائیں

ایرا چشم تر سے چکو مناسبت کیا
 ابرو کمان وہ کاشت ہے اندون کشیدہ
 اسے تو پھیون پھیون تالاب بھر دیے ہیں
 غیروں نے کان اُنکے سنتا ہوں بھر دیے ہیں
 یہ غزل گارائے بھیروین میں دوسری غزل تو اب صاحب موصوف کی شروع کی کیونکہ خواجہ
 کو منظور یہ ہو کہ ایسا رنگ جماؤں کہ کوئی پہلو عیاری کا باقی نہ رہا اور میرا سکھانکے دلون پر
 بیٹھ جائے تب خوب طور سے عیاری ہوگی یہاں ذرا ہوشیاری سے کام کرنا لازم ہوا پس صیب
 سے خواجہ ایک غزل کے بعد دوسری غزل بدوون کے شروع کر دیتے ہیں چنانچہ
 یہ دوسری غزل بھیروین میں شروع کی کیونکہ صبح کا وقت تھا غزل
 جراتی میں بتوں کی داغ جتنے دل پہ کھائے ہیں
 ہوا سے اڑے گیسو کب رخ جان پائے ہیں
 بتان شعلہ رونے دل جو عالم کے جلانے ہیں
 سفو کے تم تو دکھ ہو گاتھیں رواد عاشق کی
 جگہ دین کیوں اے واعظ انھیں ہم خانہ دل میں
 انھیں ہر روز شب گردش مثال ہر وہ ساتی
 یہی جی جانتا ہے پھینک دین اب پیر کر پہلو
 مہ تو برا چانک پڑ گئی ہر جب نظر اپنی
 نکمہ بن آکے دیکھیں قبر میں عالم سپر اغان کا
 اندھیرا دیکھ کر شب کو تری وحشی کی تربت پر
 لگا دے جاکر ٹھوکر نہ کوئی مست اے ساتی
 تصور سے بندھا ہے وصل کا سامان شب وقت
 ترشتون سے نہ ڈر تربت میں آنکھیں کھول دے کاشت
 اب جو خواجہ نے یہ غزل بھیروین میں گائی ایک تو صبح کا وقت تھا دوسرے خواجہ کا گانا تیسرے
 وہ آواز وہ لحن عجیب ہی سمان ہو گیا ماہ تابان شرما کر اور خواجہ کے گانا سننے کا نام نہ لا کر
 شہر و حیران ہو کر بھفل سیارگان کو برخاست کر کے مع اپنے ہمارے ہوں کے طرف عشرت کر رہے ہیں

کے راہی ہوا آند آند بطریق روز کی نشانی خانہ مشرق سے شروع ہوئی وہ چوہا عیون کا جھلکا لٹا کر
 کا مال بیزردنی ہونا وہ طلسم سحری کا چاند لون کو لگا کر یا مال کیے دینا تھا وہ طلسم کے
 گانے نے تو کسی بین و مہ نہ باقی رکھا تھا جب خواجہ نے دیکھا کہ نور سحری نے اپنا جلوہ دکھایا اور
 آند آفتاب عالم تاب کی شروع ہوئی ستارے جھلکا جھلکا کر غروب ہونے لگے رخ شمع پر
 زردی چھا گئی بس گانا موقوف کیا بڑے عرصہ تک رنگ بندھا رہا جب سب کو ہوش آیا تو جی نہ
 جانتا تھا مگر عالم نبوری سب نے خواجہ سے کہا کہ کیا کریں مجبور ہیں ورنہ یہ ہی جی چاہتا ہے
 کہ آپ گائے جائیں اور ہم سنے جائیں اگر اب یہاں ٹھہرنے ہیں تو خلاف طریقہ طلسم کے ہوتا ہے
 مگر اگر کبھی ہم آپ کا گانا سنیں گے اگر خداوند سنائے گا خواجہ نے کہا میں بھی ناچار ہوں گو میرا بھی جی نہیں
 چاہتا ہے کہ آپ کی خدمت سے جدا ہوں مگر مثل آپ کے میں بھی تو ناچار ہوں آپ لوگ تو یہاں کے
 رہنے والے ہیں میں تو یہاں کی حالت سے آگاہ بھی نہیں ہوں کہ یہ کیا مقام ہوا اور یہاں کا کیا
 کارخانہ ہوا اور یہ جیسے کس غرض سے آراستہ ہوتا ہے نوب مہر و شش و ماہ و شش نے کہا کہ اس استاد
 یہ سحر و زبرد سوسن کی جسکی والدہ ماجدہ حاکم و مالک ہیں اس تالاب سے دور بند سوسن کی
 حد شروع ہوئی ہے سہما کے بلند آواز جو بیان کا بادشاہ تھا جسکو بسبب چند و چند امور ان کے
 میری والدہ اور دیگر کن طلسم نے مغرور کر کے قید کر لیا تھا اور شش کال جو کہ آجکل بادشاہ طلسم
 وزیر تھا بادشاہ کا مہما کے بلند آواز کے دادا نے فکر کر کے یہ جو میری آتش خوار بیان موجود ہیں انہیں
 ملے اور سوسن جادو میری مان سے ملاقات کرا کے اور انہیں باہم مشورہ کر کے سحر و زبرد پر طلسم
 بنایا اور میری کو اسکا مالک کیا اگر میری قتل ہو جائے تو یہ طلسم ٹوٹ جائے راہ و زبرد سوسن کی
 گھٹ جائے یہ تالاب بھی سحر کا ہوا اور اسکے اندر اسکے استاد آفتاب شعلہ پیکر کی قبر ہے اسے گنبد
 بنا ہوا ہے اسکے مجاور ہیں یہ ہمیشہ بیان میلا کرتے تھے برمی جری و ورے آدمی آتے تھے چنانچہ
 سہما کے بلند آواز کے دادا نے میری سے کہا کہ میں یہاں پر طلسم بنانا ہوں اور تمہارے سپرد
 کرتا ہوں بس میری نے قبول کیا انھوں نے اور میری نے ملکر سحر کیا کہ غبار پیدا ہوا اور اس سحر میں
 جھا گیا میری نے سحر کر کے بہت سی بتلیاں پیدا کیں اور یہ طریقہ مقصود کیا کہ تب بھر یہ بتلیاں
 جلسہ آراستہ رہے اور دن بھر بتلیاں مرغا بیان بنی ہوئی تالاب میں چشتاوری کرین دن کو

جو کوئی امر سر آئے اور اس سر حد میں داخل ہو تو رخابی نکل کر اسکے سر پر گردش کرے اور جب
 اسکے سر پر قطرو بانی کا گوہر وہ آنے والا غرق زمین ہو جائے اور اسیر طلسم ہو جائے شب کو
 آنے والا جلسہ کی حالت دیکھ کر جلسہ میں آنے کی خواہش کرے تلاش جلسہ میں شب بھر بھر کرے
 جب دیکھے تو یہ دکھائی دے کہ وہ سامنے جلسہ پر جب آوے کو چلے جلسہ تک نہ پہنچے جو جو آئی والا
 جلسہ کی طرف قدم بڑھائے وہ وہ جلسہ دور ہوتا جائے یہاں تک کہ صبح ہو جائے اور وہ قریب
 خبار ہو چکا اسیر کر لیا جائے اس قسم کا طلسم تیار کیا گیا چونکہ سیلے بلند آواز کے داوا کا بنایا
 ہوا یہ طلسم تھا اس میں شراکت مرغ کی بھی تھی اور انھوں نے مرغ کو اسکے جزو کل کا مالک کروا دیا تھا
 بدین سبب آنکے مرنے کے بعد بھی یہ طلسم اور انکا سحر برقرار رہا تاں اگر مرغ قتل کیا جائے تو یہ
 طلسم ہر طرف ہو صرف انکی غرض اس در بند کے راستہ بند کرنے سے تھی کیونکہ اسی در بند میں
 کسی مقام پر لوح طلسم ہو جس سے مان جان اور دیگر اراکین مثل بادشاہ و وزیر کے آگاہ ہیں
 مگر لوح طلسم بدون والدہ ماجدہ کی شراکت کے یا بعد آنکے قتل ہونے کے مل سکتی ہے یہ ممکن نہیں ہے
 کہ بادشاہ طلسم باد و سرے رکن طلسم اسکو حاصل کر سکیں اس امر سے صرف آگاہ ہیں کہ در بند
 سوسن میں لوح طلسم ہے اس سے سوا والدہ کے و سوا شخص آگاہ نہیں ہے کہ کس مقام پر
 ہے اور کہاں ہے وہ تو جانتی ہیں اور آگاہ ہیں اور انکو اسکے حاصل کرنے کا بھی طریقہ معلوم ہے
 ان امور سے سوا کسی کوئی آگاہ نہیں ہے وہ جسکو چاہیں لوح دبیرین یا اسکو مقام لوح سے
 آگاہ کر دیں یا اسکو طریقہ لوح کے حاصل کرنے کا بتا دیں تو لوح مل سکتی ہے مگر اس امر کی قسم ہے
 اور عہد ہے کہ نہ کسی کو لوح دینگے نہ مقام لوح سے آگاہ کریں گے نہ اسکے طریقہ سے کہ جس طریقہ سے
 لوح دستیاب ہوتی ہو کسی کو آگاہ کریں گے چنانچہ یہ حفاظت لوح ہماری سات پشت سے چلی آتی
 ہے اور اسی طور سے ایک دوسرے کو حال لوح سے آگاہ کرتا ہے چنانچہ ہماری نانی نے والدہ صاحبہ
 کو اور والدہ صاحبہ کی نانی نے میری والدہ کی مان کو اسی طور سے ایک دوسرے کو آگاہ کرتا آیا
 اور یہاں حکومت ہائیشہ عورت کی رہی یہ شرط ہے کہ جو حاکم در بند ہو وہ ساحر ہو علم سحر
 سے بخوبی آگاہ ہو ساحر و در بند سے ہو چنانچہ سب ساحر ہوتے آئے اب بعد والدہ کوئی
 ایسا آنکی والدہ سے نہیں ہے کہ جو حاکم در بند ہو کیونکہ سوا اسے ہم دونوں کے اور نہ کوئی لڑکی نہ لڑکا

ارکھتی ہیں جو کہ حاکم ہوا اور سحر سے آگاہ ہو رہیں ہم دونوں بنیں ہم میں سے ایک بھی سحر سے
 آگاہ نہیں ہو ایک حرف بھی الفاظ سحر سے نہیں جانتی ہیں پھر کیونکر ہم حاکم و رہبر ہو سکتی ہیں
 ہم کو سحر و سحر ہی سے کبھی رغبت نہوئی نہ ہتھ اس فن کو حاصل کیا کیونکہ ہم نے جو دیکھا تو اس میں
 سراسر خرابی اور قباحت ہوئے اس میں سوائے برائی کے اور کچھ نہیں پایا اس سے اسکو ترک
 کیا گو والد صاحب ہم سے ہمیشہ ناراض رہیں اور اب بھی ناراض ہیں پہلے تو انھوں نے جبکہ ہم
 دونوں چھوٹی تھیں مارا اور بہت بہت تباہی کی مگر ہم نے نہ سنا انکار جو کیا تو پھر قرار نہ کیا دن بھر
 وہ کرے میں بند رہتی تھیں اور کھانا نہیں دیتی تھیں جو منتر وغیرہ تعلیم کرتی تھیں ہم اسکو یاد
 نہ کرتے تھے آخر کو عاجز آکر انھوں نے ہم کو چھوڑ دیا اور ایک لڑکی کو لیکر کسی عزیز کی بالہ اور اسکو سحر
 تعلیم کیا جب وہ مثل اُنکے ہو گئی ایک دن وہ باغ میں بیٹھی ہوئی تھی کہ ایک لڑکھو کسی طرف سے
 دسکڑا نکلا وہ بھی سحر تھا وہ دیکھ کر عاشق ہو گیا اور اسکو اٹھا لیجانے کے قصد سے باغ میں آیا
 پہلے اس پر اپنا عشق ظاہر کیا اُس نے انکار کیا اُس نے زیر دستی قصد کیا کہ اٹھا لیجاؤں اُس نے سحر کیا
 اُس دلو نے بھی سحر کیا خوب سحر چلا آخر کو وہ دیو غالب آیا اور اٹھا کر لے گیا والدہ اسدن میں
 تھیں صریح کے مکان پر گئی ہوئی تھیں کیونکہ اسدن سے سیما کے بلند آواز کے دادانے یہ طلسم
 بنایا تھا تو اسدن سے صریح سے اور والدہ سے از حد تپاک ہو گیا ہوا اسکو غصہ کوئی سوہن کا
 ہوا ہر جب سے یہ تپاک ہو کہ ایک روح و قالب ہیں خلاصہ یہ کہ وہ دیو اسکو لے گیا اسدن
 سے ایسا غالب ہوا کہ پھر یہ نہ ملا کہ کمان چلا گیا جب والدہ وہاں سے آئیں انکو یہ حال معلوم
 ہوا انھوں نے بہت تلاش کیا کہیں نشان نہ ملا آخر تھک کر بیٹھ رہیں بہت افسوس کیا گئی دن تک
 رزیا کہیں جب سب نے سمجھایا تو وہ حالت بر طرف ہوئی ہم دونوں سے اسقدر ناخوش ہوئیں
 کہ ہم کو اپنے باغ سے نکال دیا ہم نے آکر ایک اور باغ تھا اس میں رہنا اختیار کیا اسکو آ رہا ہے کیا
 جب سے ہم اس باغ میں رہتے ہیں وہ ہی باغ ہمارا مسکن و ماوا ہے کبھی کبھی جب الفت آنکی جو ش
 کھاتی ہو وہ آکر دیکھ جاتی ہیں ہم تو ہر روز صبح کو برائے سلام خدمت میں جاتے ہیں سلام کیے
 چلے آتے ہیں یہی طریقہ ہوا کثرت آنکی زبان سے سنا ہے کہ وہ یہ کہا کرتی تھیں کہ افسوس اب و ذرا نہ
 آئیوا لا ہو کہ ہمارے بزرگ کہتے تھے کہ اس زمانے میں اس طلسم کی عمر آخر ہو گئی کہ جب ہمارے خاندان میں

کوئی ایسا نہ ہوگا کہ جو سحر سے آگاہ ہو جو حاکم اس وقت اس در بند کا ہو گا وہ تو ساحر ہو گا اسکی
اولاد میں سے کوئی ساحر نہ ہوگا بس اسی زمانہ میں طلسم کشا برائے فتح طلسم آئیگا اور طلسم فتح
ہو جائیگا چنانچہ میں دیکھتی ہوں وہ زمانہ یہ ہی ہو کہ جسکی میرے بزرگ اور دیگر اہل طلسم خبر دیا کرتے تھے
کیونکہ سوائے میرے کوئی ساحر نہیں ہو میری اولاد میں سے کہ جسکو میں بیان کا حاکم کروں اور راز طلسم
سے آگاہ کروں گوچہ خوار کیان نہ کھتی ہوں مگر وہ دونوں ایسی نالائق نکلی ہیں کہ جنکو سحر و ساحری
سے نفرت ہو ضرور یہ وہی زمانہ ہو اور استاد حیدر سے پتہ سحر و ساحری سے نفرت کی ہوا سدن سے
آنکھ اس امر کی زیادہ فکر ہو کہ دیکھیے کیا ہوتا ہوا کٹر کا ہٹان طلسم نے خبر دی ہو کہ جس زمانے میں
در بند سوس بن کوئی ساحر نہ ہوگا سوائے حاکم در بند کے اسی زمانہ میں در بند سوس بن فتح
ہو جائیگا اور طلسم کشا لوح کو آکر حاصل کرے گا صریح جادو و مارا جائیگا راستہ در بند کا کھلے گا
والدہ یہ فرماتی ہیں اپنی مصاحبوں اور خواہوں سے کہ وہ زمانہ یہ ہی ہو خیر اس سے تو کچھ غرض
نہیں ہو مطلب اس امر سے یہ ہو کہ سیکھے بلند آواز کے دادا کے عہد سے یہ طلسم تیار ہوا ہو اور
جب ہی سے یہ جلسہ آراستہ ہوتا ہو اس سے صرف غرض در بند سوس بن کی راہ بند کرنے سے ہو
تاکہ طلسم کشا اس طرف تلاش میں لوح کی نہ آسکے اگر آئے بھی تو اسیر ہو جائے اور استاد اس جلسہ کے
آراستہ ہونے کی یہ بنا ہو ہم دونوں نہیں جو آتی ہیں تو صرف اس غرض سے کہ ہکوناچ و گانے کا
شوق ہو بیان ناچ و گانا ہوتا ہو تو اسکا تماشہ دیکھنے کو آتی ہیں والدہ نے جو اجازت دی ہے تو
صرف اس مطلب سے دئی ہو کہ شاید وہاں کا طریقہ اور کارخانہ دیکھ کر اور سحر و ساحری کا رنگ
دیکھ کر کچھ اس طرف رغبت کریں اور اس فن کو حاصل کریں چنانچہ ہم بھی کئی برس سے آتے ہیں
یہ جمال راہدار بیان ہم سے قبل سے آتا تھا ہکوان سحر کی پید و نکا گانا پسند آیا ہاں جمال راہدار
کا گانا پسند آیا بس اسکے گانا سننے کی غرض سے آکھوین دن کا آنا مقرر کیا اسی طریقہ سے آکھوین
دن آتے ہیں شب بھر میان رہتے ہیں اور جلسہ کا بھی تماشہ دیکھتے ہیں اور جمال کا گانا بھی
سننے ہیں صبح کو چلے جاتے ہیں آکھوین دن یہ جلسہ بہت عمدہ طور سے ہوتا ہے وہ جلسہ ہوا اور
یہ وہ دن ہے کہ حیدر قہر آفتاب شعلہ بیکر پر میلا ہوتا تھا دن بھر میلا آراستہ رہتا ہے
شب کو جلسہ آراستہ ہوتا ہے آکھوین دن تو دن بھر اور رات بھر میان مجمع رہتا ہے مگر نہ کو ہلو گون

کے آنے کا حکم نہیں ہر ہلوگ نہ اس میلے میں آسکتے ہیں نہ میلہ کا سامان دیکھ سکتے ہیں دن کو وہ لوگ آتے ہیں جو کہ آفتاب شعلہ بیکر کو بخدائی مانتے ہیں اور اسکو سجدہ کرتے ہیں دن انکے واسطے مقرر ہوا اور رات ہلوگوں کے لیے ہی کو اجازت ہو ہلوگوں کو کہ ہم چاہیں تو روزائیں مگر ہنسنے خود آٹھویں دن کا آنا مقرر کیا ہر سات دن تک ہم اپنے باغ میں جلسہ آراستہ کرتے ہیں اور گانے سناتے ہیں اسی سبب سے میں نے آپ سے عرض کیا ہے کہ آپ کی دعوت ہر شب کو تشریف لائیے گا خواجہ نے یہ سُنکے جواب دیا کہ بہت اچھا اب معلوم ہوا کہ یہ جلسہ سحر ہی مہر و نش و ماہ و نش نے کہا کہ جی ہاں استاد یہ جلسہ سحر ہی اور یہ سب بتلیان سحر کی ہیں صرف چند ملازم جو کہ مریخ کے نوکر ہیں وہ تو اصلی ہیں باقی سب کا رخانہ سحر کا ہے خواجہ نے دیکھا کہ صبح کے ہوتے ہی وہ سب بتلیان خود بخود اس تالاب میں کودیں اور آٹھویں نے مرغابیوں کی صورت پیدا کی اور شناوری کرنے لگیں کہ مریخ نے اٹھکر مہر و نش و ماہ و نش سے کہا کہ اے ملکہ اب ہم تو جاتے ہیں کیونکہ صبح ہو گئی ہماری عبادت کا وقت آگیا ہے آپ بھی تشریف لیجائیے گا آٹھویں نے کہا کہ ہاں بس جاؤ ہم بھی جاتے ہیں مریخ تو چلا گیا ان دونوں نے خواجہ سے کہا کہ اے استاد اب ہم یہاں ٹھہر نہیں سکتے ہیں آپ بھی تشریف لیجائیے اور ہم بھی جاتے ہیں بوقت شب ہم آپ کو اپنے مکان یعنی باغ میں طلب کریں گے ضرور ضرور تشریف لائیے گا خواجہ نے کہا بہت خوب بس ایک تخت پر خواجہ سلامت وہ سب مال و اسباب لیکر قیصر تان توڑ خان کی صورت بنے ہوئے مع جمال راہدار کے سوار ہوئے اور کما رخت لیکر طرف مکان جمال راہدار کے روانہ ہوئے اور مہر و نش و ماہ و نش دونوں نشانہ راویان مع اپنی خواہوں و مصاحبوں و کنیزوں کے طرف اپنے باغ کے راہی ہوئے میں ان دونوں نے اپنے باغ میں پہونچ کر سامان دعوت کرنا شروع کیا باغ کو خوب آراستہ و پیراستہ کیا اور کل سامان دعوت مہیا کیا باغ کی ہر روش پٹری کو درست کیا بارہ دری کو شیشہ آلات سے آراستہ کیا ہر مقام پر فرنیے سے ہر شے لگائی گئی صحن باغ میں جلسہ کے آراستہ ہونے کا سامان کیا گیا ٹمکیرہ کا رچوبی طلائی چوبونکا استادہ کیا گیا فرش و فرش عمدہ ٹھوسے بچھا یا گیا باغ کو بادلہ سے باندھا تمام درختوں پر تھان سوہے کے پیٹے لگائے گئے پھر لچکا لگایا گیا تندیلین آویزان کی گئیں اور طائران خوش الحان کے قفس لٹکائے گئے اب نہ صاف و شفاف کیا گیا نور سے لٹکائے گئے اب گرجان پر بہت نفیس جھاڑ لٹکائے گئے گردنہر کے جواہرات کی کڑیاں لگائی گئیں

مہر و نش و ماہ و نش نے خوب باغ کو آراستہ کیا ہر قسم کے کھانے پکوانے آپ بھی خوب اپنی آرائش و زینت کی خواہشوں کو بھی حکم دیا کہ تم بھی آج اپنے کو کنگھی جوڑی سے آراستہ کرنا کیونکہ آج ایک نئے استاد آئینگے گانے والے وہ تم سب کو صاف و شفاف دیکھ کر اور باغ کو آراستہ پا کر خوش ہوں اور اپنے دل میں خیال کریں کہ شانہ و یان شوقین ہیں خواہیدین و کینزین و صاحبین و انیسین و جلسین سب اپنا سامان کرنے لگیں خلاصہ یہ کہ سہ پہر تک سب سامان درست ہو گیا ہر ایک اپنی آرائش و زینت سے فارغ ہو گیا اس دن مہر و نش و ماہ و نش پر عجب عالم تھا اگر فرشتہ آسمان بھی دیکھتا تو نہر جان سے فریفتہ ہو جاتا اگر زائد شب زندہ دار بھی آنکا اس وقت کا عالم دیکھ لیتا تو عبادت خدا کو ترک کر کے انکے محراب ابر و کا طواف کرتا اور طاق ابر و محراب حرم خیال کر کے سجدہ کرتا وہ نارنجی جوڑا گلے میں وہ اس پر جو بن کا امبار وہ زلفون میں شانہ کیا ہوا وہ عطر سہاگ ملا ہوا سر سے پاؤں تک دریا سے جواہر میں غرق اس شان و شوکت سے مجمع کینزان میں مثل آفتاب و ماہتاب کے جلوہ گر ہوئیں یہ معلوم ہوتا تھا کہ گرد ماہتاب کے ستارے ہیں یہاں تو سب سامان ہو چکا تھا جب وقت سہ پہر ہوا تو مہر و نش نے محلدار سے کہا کہ جا کر جو بدار سے کمد و تخت ہماری سواری کا لیکر جمال راہدار کے مکان پہنچائے اور وہاں سے جمال راہدار اور انکے استاد کو لیکر یہاں آئے ان سے کہے کہ آپ کو مہر و نش و ماہ و نش نے یاد کیا ہے تشریف لیجیے تب محلدار نے آکر جو بدار سے کہا جو بدار یہ حکم پا کر فوراً تخت سواری لیکر طرف مکان جمال راہدار کے روانہ ہوئے یہ تو اُدھر کو جاتے ہیں یہاں کا حال سماعت فرمائیے جب خواجہ جمال راہدار کے مکان پر آئے کہا رون کو رخصت کیا وہ تو اُدھر گئے یہ اپنے مکان میں آئے جمال راہدار سے کہا کہ تم نے دیکھا کہ میں نے کیا رنگ جمایا اور کیا شیشے میں اتارا ہوا اور کیسا مشتاق کیا ہے میں نے چاہا تھا کہ اس وقت عیاری کر کے مریخ وغیرہ کو اسیر کر لوں مگر وہ شراب کا چرچا ہی نہوا وہ ہی موقوف رہا مہر و نش و ماہ و نش نے کہا کہ یہاں شرابخواری کی مبالغت ہی میں ناچار ہو گیا انشاء اللہ تعالیٰ آج شب کو اگر میں نے مریخ کو اسیر نہ کر لیا تو اپنا نام نہ رکھا جمال نے جواب دیا کہ ای استاد اس جلسہ میں مریخ کہاں ہو گا وہ اپنے مقام پر ہو گا کیونکہ اسکے یہاں بھی تو جلسہ آراستہ ہو گا خواجہ نے جواب دیا کہ تم دیکھنا میں مہر و نش و ماہ و نش سے کہہ کر اسکو بھی بلاؤنگا وہ جاتا کہان

ہو اگر اسکو اسیر نہ کیا اگر وہ نہ آئیگا تو ابکی مرتبہ کے جلسہ میں جو کہ آنکھوں میں دن یہاں ہو گا اس میں اور کسی
 نہ سیر کرے اسیر کرے نہ لگا بد و ن اسکو اسیر کیے ہوئے نہ جاؤنگا مریخ پر کیا منحصر ہو سوسن کو بھی اسیر کر دینگا
 اور اسکو اسیر کر کے گرائسنے اطاعت کی اور میرے کہنے پر عمل کیا تو خیر ورنہ اسکو قتل کر دینگا اور تمھاری
 شادی ماہ و ش کے ساتھ کر دینگا مگر میرے نزدیک تو ماہ و ش سے مہر و ش خوبصورت ہو اور اسکا
 حسن و فریب مہر و طاقت کا لہجہ نیوالا ہو خواجہ نے مہر و ش کی اسطور سے تعریف کی کہ جمال ابد
 سمجھ گیا کہ حضرت کا دل مہر و ش پر آیا ہو اور آپ مہر و ش پر فریفتہ ہوئے ہیں اسی سبب سے
 اسکی تعریف فرما رہے ہیں مگر میرا معشوق مہر و ش سے اچھا ہوا لاکھ خواجہ اپنی معشوق کو اچھا
 فرمائیں میں کب ماننا ہوں یہ کہکرا اور خواجہ کی طرف منہ کر کے جواب دیا کہ ای استاد یہ تو وہ مثل ہو
 کہ اپنے وہی کو کون کھٹا کھٹا ہو کوئی اپنی چیز کو برا نہیں کہتا ہو یا یہ اپنے سنا ہو گا کہ مجنون سے
 کسی نے کہا کہ لیلی تو ایک کالی عورت ہو تو اسکی صورت پر کس سبب سے فریفتہ ہو مجنون نے ایک
 آہ کی اور کہا کہ میری آنکھ سے دیکھ تو نے سنا نہیں ہو کہ لیلی راجہ شہم مجنون بایر دید میری آنکھ سے
 جو دیکھے گا تو صورت لیلی کی اچھی معلوم ہوگی وہ سوال کرنے والا خاموش ہو رہا اپنا سامنہ لہکر
 رہ گیا اور استاد وہ ہی سوال میرا آپ سے بھی ہو کہ میری آنکھ سے ماہ و ش کو ملاحظہ فرمائیے تو
 اسکی اچھائی اور برائی کا حال معلوم ہو پھر اسوقت اگر آپ اسکی مذمت فرمائیں تو میں جانوں
 استاد گستاخی معاف آپ کے مطلب کو میں سمجھ گیا واقعی آپ کیوں نہ مہر و ش کی تعریف فرمائیے گا
 آپ کے نزدیک مہر و ش بہت حسین و خوبصورت ہو اور لائق تعریف کرنے کے خواجہ نے جمال کی طرف
 بنگاہ نہ دیکھا اور دل میں کہا کہ جمال سمجھ گیا خیر اگر سمجھ گیا ہو تو کیا نقصان ہو دل ہی تو ہر دل پر کسیکا
 اختیار نہیں ہو وہ ماہ و ش پر عاشق ہو میں مہر و ش پر خدا نے اپنا فضل کیا کہ میرا دل ماہ و ش
 پر نہیں آیا ورنہ بڑی خرابی ہوتی میرا دل جو جمال کی تعریف کرنے سے ان دو لون کے دیکھنے کو چاہتا
 تھا تو یہ ہی سبب تھا بقول شاعر شعر نہ تنہا عشق از دیدار خیزد بسا کین و ولت از گفتار خیزد
 جمال کے تعریف کرنے سے میرے دل میں ایک الفت پیدا ہوئی تھی اسکا یہ ہی سبب تھا کہ میرا دل آئین والا
 تھا دل سے یہ باتیں کر کے جمال سے کہا کہ ای جمال را ہارا بت کا ولازم ہو کہ آج تم اور کچھ گانا مجھ سے
 سیکھ لو اور اسکو یاد کر لو کہ شب کو میں پہلے تم کو آؤنگا اس کے بعد میں گاؤنگا کیونکہ ماہ و ش کو تمھاری

طرف رغبت ہوا اور اسکا دل تپتا رہا۔ جمال نے کہا بہت خوب بس خواجہ نے دو بہتر تک جمال کو
 اور کچھ تعلیم کیا علاوہ کل کے جب دو پہر بجی تو جمال کی مان نے آکر عرض کیا کہ خواجہ سلامت
 خاصہ تیار رہو خواجہ نے کہا کہ آج تو کھانے میں زہر نہیں ملا یا ہو آسنے سر جھیکا کر کہا کہ خواجہ اب شرمندہ
 نہ فرمائیے وہ تو نادانستگلی میں خطا سرزد ہوئی تھی اب کیا ایسی نادان ہوں جو زہر ملاؤنگی کیا میں
 آپکی دشمن ہوں خداوند کریم مجھ کو موت دے جو میں آپکے کھانے میں زہر ملاؤن آپ سے تو مجھ کو
 بڑی امید ہو میرے فرزند کی زندگی کا آپ ہی سبب ہیں یہ دن تو خدا نے بڑی مشکلوں سے
 نصیب کیا ورنہ میں کہاں اور یہ دن کہاں آج آپکے آنے سے تو جمال اسطور سے کلام کرتا ہو ورنہ
 سوائے منہ ڈھانپ کے برانے کے یار و نہ کے یا اشعار عاشقانہ پڑھنے کے یا صبحا بصرہ آپکی
 تلاش میں پھرنے کے کوئی کام نہ تھا دیوانہ وار وحشی شمال پھرا کرتا تھا کبھی دو پہرات کو آیا کبھی
 تین پہرات کو آیا اور پھر رہا نہ کھاتا تھا نہ پیتا تھا کبھی کسی وقت جب زیادہ تر تیرا رہا کچھ
 کھا لیا وہ بھی اسوقت جب راستہ چلنے کی طاقت نہ رہی رات دن خداوند کریم سے یہی دعا تھی
 کہ جلد خواجہ سلامت کو بھیج کہ میرا کام ہوا ورمیری مراد برائے معشوق سے وصل کی صورت پیدا ہو
 کیونکہ یہ شرط ہے کہ جب خواجہ آکر میچ جادو کو قتل کریں گے اسوقت صاحبقران آکر اس درند کو
 فتح کریں گے اگر سوسن نے اطاعت کر لی تو میری شادی ماہ و ش کے ہمراہ ہوگی یا سوسن ماری
 گئی تو ہوگی یہ ہی دو صورتیں وصل یار سے نصیب ہونے کی ہیں ای خواجہ بڑی مراد و ن اور
 بڑی آرزو و ن سے تو آپکا دیدار نصیب ہوا اور آپکی زیارت اور نقد مبوسی پھر اسپرین
 آپکو زہر کھلا کر قتل کرونگی یہ تو مجھ سے کبھی نہوگا خواجہ نے جواب دیا کہ یہ میں نے مذاق سے کہا نہ کہ اصل میں
 میرا ایسا لگان ہر پٹنکے وہ خاموش ہو رہی خواجہ نے جمال نے کھانا کھا یا تمہو یا تمہو کر مسہری پر
 جا کر لیٹے سو رہے خلاصہ یہ کہ سہ پہر کو قریب چار بجے کے بیدار ہوئے منہو یا تمہو یا وضو کیا ناز
 طہرین ادائی مع جمال راہدار اور اس کے ملازموں کے اسکے بعد لباس سے اپنے کو درست کیا
 جمال نے بھی تبدیل لباس کیا خواجہ نے جمال سے کہا کہ ای جمال راہدار ابھی تک کوئی دہان سے لینے کو
 نہیں آیا نہ سواری آئی اسکا کیا سبب ہے جمال نے عرض کیا کہ اُستاد آپ پریشان ہوں جو بدامع سواری
 کے آتا ہوگا میرے قیاس میں تو یہ آتا ہو کہ وہاں سے چل جکا ہو خواجہ نے فرمایا کہ دیکھیے کب آتا ہو یہاں

تو اب اسکی فکر ہو کہ کسی تدبیر سے وہاں پہونچیں اور فکر عیاری کریں اگر تاج کوئی فکر نہ ہوئی تو تم دیکھ لینا کہ میں کیا تدبیر کرتا ہوں اگر میں کوہ سوسن پر بھڑاؤں ان دونوں کے جا کر سوسن پر عیاری میں نہ کروں تو تم آج سے مجکو خواجہ عمر و نہ کہتا جھوٹا کہنا آج ہی کل میں جا کر وہاں عیاری کرونگا سوسن کو بھی اسیر کرونگا اور صبح کو بھی یہ دونوں جانتے کہاں ہیں جمال نے کہا کہ استاد ان مرد بزرگ نے خواب میں فرمایا تھا کہ صبح آتش خوار کے قاتل خواجہ عمر و ہیں خواجہ نے کہا بھلا بھرنیال تو کو کوٹہ نکا کہنا کیونکر غلط ہو سکتا ہے جو کچھ انھوں نے تم سے خواب میں فرمایا تھا اسکے موافق ہوا یا نہیں اسی طور سے یہ امر بھی ظہور میں آئیگا جمال نے کہا کہ خدا ہمیں کندہ سنے خواجہ خاموش ہو رہے کہ اوپر چوہدار مع تخت و کماروں کے آکر جمال راہدار کے گھر پر پہونچے رحیم بخش دروازے پر بجکم جمال راہدار بیٹھا ہوا تھا جمال نے اسکو یہ حکم دیا تھا کہ جب چوہدار سواری لیکر مہروش و ماہ و ش کے پاس سے آئے تو مجکو فوراً خبر کرنا رحیم بخش بیٹھا ہوا تھا کہ چوہدار نے آکر رحیم بخش سے کہا کہ خبر کر دو چوہدار شہزادوں کے باغ سے سواری لیکر آیا ہے جمال راہدار درگاہ کے استاد کو شہزادوں نے طلب فرمایا ہیبت جلد تشریف لیچلیے رحیم بخش تو اسکا منتظر تھا یہ سنتے ہی اندر مکان کے گیا وہاں یہ ہی ذکر ہو رہا تھا کہ سواری ابھی تک نہیں آئی کہ رحیم بخش کو جمال نے آتے دیکھا کہا کہ لیجیے مبارک ہو سواری آگئی میں نے رحیم بخش کو دروازے پر بیٹھا دیا تھا کہ جب سواری آئے تو ہکو فوراً خبر کرنا وہ خبر لیکر آیا ہے جمال یہ کہہ رہا تھا کہ رحیم بخش نے آکر سلام کیا اور عرض کیا کہ مہروش و ماہ و ش کے پاس سے چوہدار مع سواری کے آیا ہے آپ کو اور خواجہ سلامت کو بہت جلد طلب فرمایا ہے یہ سننا تھا کہ خواجہ آٹھ کھڑے ہوئے اور کہا کہ ای جمال چلو عرصہ نہ کرو بس جمال و خواجہ باہر آئے تخت پر سوار ہو کر طرف مکان و باغ مہروش و ماہ و ش کے چلے یہاں تک کہ کماروں نے تخت در باغ پر لا کر لگا دیا مہروش و ماہ و ش نے خواہمیں کی ڈانک بٹھا دی تھی دم بدم کی خبر دریافت کر رہی تھیں کہ جمال اور اسکے استاد آئے یا نہیں یقین پڑا کہ ابھی تک چوہدار مع سواری کے آنکو لینے نہیں گیا ورنہ وہ اب تک آجاتے انھوں نے بہت حتمی وعدہ کیا تھا خواہمیں بار بار ڈیوڑھی پر آکر مغلدار سے استفسار کرتی تھیں اور جا کر شہزادوں سے بیان کرتی تھیں شہزادیاں خفا ہو رہی تھیں کہ وہ کیا ہی عرصہ ہونے کی دونوں کی دونوں صحن باغ میں کھڑی

ہوئی ہیں گرد و خواصوں کا یہ جوہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ گرد ماہ چار و دہ کے ستاروں کا یہ جوہر ہزار بجی پونہا گین
 گلوں میں ہیں از سر تا پا دریا سے جو اہر میں غوطہ زن ہیں عجب عالم ہر ان دونوں کو
 از حد شوق ہر اور حد سے زیادہ انتظار ہر دروازے کی طرف دیکھ رہی ہیں بار بار دریا
 کر رہی ہیں کتاب سواری آئی اب سواری آئی کہ یکا یک ایک خواص نے آکر عرض کیا کہ ملکہ
 جمال راہدار فرزند کمال راہدار کا مع اپنے استاد کے جنکو اپنے طلب فرمایا تھا آگیا یہ سنا تھا
 کہ ہر روش و ماہ و ش کی باجھیں تاننا گوش پہونچ گئیں دونوں نے مسکرا کر کہا کہ واقعی وعدہ
 کے بڑے سچے اور صادق الموعد ہیں مرد معقول معلوم ہوتے ہیں حکم دیا کہ محلدار سے کہہ دو کہ
 سواری سے ان دونوں صاحبو کو اتر واسلے کیونکہ ہم عورت ذات ہیں کوئی مرد ہمارے گھیر میں
 نہیں ہے کہ جسکو استقبال کے لیے روانہ کریں کہ وہ جا کر انکو اتر واسلے اور اپنے ہمراہ لائے
 گو ہم خود آتے مگر چند در چند و جہوں سے ہمارا جانا مناسب نہیں ہو محلدار نے بڑھکر پردہ اکٹھا کیا
 خواجہ و جمال راہدار دونوں تخت سے اتر کر داخل باغ ہوئے عقب میں وہ سب خواص ہیں اور
 محلدار تھیں کہ جو انکے انتظار و استقبال کے لیے تیار دیوانے نے مقرر کی تھیں جمال راہدار تو
 سیکر دیوان مرتبہ اس باغ کو دیکھ چکا تھا مگر خواجہ نے نہیں دیکھا تھا خواجہ سیر باغ کرتے ہوئے
 ہر روش و پٹری کو دیکھتے ہوئے چلے آتے ہیں جمال راہدار بھی دل میں کہ رہا ہے کج شاہزادوں
 نے باغ کو خوب سجا ہوا خداوند کریم جلد کہیں اس ماہ شب چار و دہ کی صورت دکھائے تاکہ دل مضطر
 کو قرار آئے یہ تو یہ باتیں دل سے کرتا جاتا تھا گو خواجہ کو بھی ہر روش کے دیکھنے کا اشتیاق تھا
 مگر نہ استفادہ حسیقت کہ جمال کو تھا خواجہ ہر روش و پٹری کی سیر کرتے ہوئے آتے تھے خواجہ
 نے دیکھا کہ ایک باغ بہشت آئین اشجار میوہ دار سے لدا ہوا ہے بار بار سے شاخیں زمین کے
 پوسے سے رہی ہیں یا سجدہ ہائے شکر کر رہی ہیں کہ آج ہماری مراد برآئی کہ خواجہ عمر و نامدار
 تشریف لائے احسان ہے کہ انکے نور قدم سے یہ باغ روشن ہوا ایک سمت اشجار گلہارے
 خوشبودار کے لگے ہوئے ہیں نرگس بچشم حیران نگران ہے کہ خواجہ کس طرف سے تشریف
 لائے ہیں تھوڑا گاہ اپنا گلہ ستم تیار کیے ہوئے برابرے نذر کھڑی ہے سر و ایک بالوں سے
 انتظار خواجہ میں کھڑا ہے سبیل مثل زلف مستوح پریشان ہے سوسن شکل غنچہ حیران ہلال

اس بیچ سے داغ بدلی ہو کہ دیکھتے تھے خواجہ میری طرف بھی ملاحظہ فرماتے ہیں خلاصہ یہ کہ ہر ایک قسم کے پھولوں کے تختے لگے ہوئے آب نہر آئینہ وار حیران ہو آسمین جو عکس و رختوں کا پڑتا ہو معلوم ہوتا ہو کہ زیر زمین اندرون آب ایک چمن تازہ آراستہ ہو جاوے ان خوش الحان شاخوں کے اشجار بریٹھے ہوئے زمزمہ سنجی کر رہے ہیں طائران قفس انکی صدا سن سنے کے بعد خوش الحانی زمزمہ سرائی کرتے ہیں عند لیبان خوش زبان بعد یاس و حسرت طرف روئے گل کے اندرون قفس سے نگران ہیں جو کہ رہا ہیں وہ پہلوئے گل سے جدا نہیں ہوتی ہیں خواجہ نے ملاحظہ کیا کہ باغ کو خوب سلیقہ اور قرینہ سے آراستہ کیا ہو آرائش باغ کو دیکھ کر خواجہ نے تصور کیا کہ یہ دونوں شاہزادوں شوقین معلوم ہوتی ہیں کہ باغ کو بہت عمدگی سے آراستہ کیا ہو واقعی یہ امر ہو کہ جیسا لائق شاہزادوں و شاہزادیوں کے آرائش چاہیے وہی سی اس باغ کی آرائش کی ہو ولین تعریف کرتے ہوئے خواجہ ہمراہ ان خواتون کے قریب بارہ دری کے سنگ مرمر کا چوترا بنا ہوا ہو طلائی کٹھرہ لگا ہوا ہو اسپر کچے کا رسی جو اہر کی کی ہوئی ہو اسپر فرش مکلف جو اہر کیا ہو انگیرہ کا رچوبی اسپر کھنچا ہوا طلائی جوہین لگی ہوہین موتیوں کی جھال لگی ہوئی زیر نگیرہ مسند زریں نگار آراستہ و پیراستہ تمام چوترا کے گرد نقری و طلائی نشان لگی ہوہین انہر الماس نگار و زمرہ نگار گلاس چڑھے ہوئے بجاسے تیل کے آئینے و عطر پڑا ہوا انگیرہ میں جھاڑو بانڈیان جھابے سب الماس تراش زمرہ نگار و زریں خواجہ نے دیکھا کہ کنارے پر چوترا کے دونوں شاہزادیاں خواتون کے چھوٹے ہیں مثل ماہ چار و دو کے جلوہ گر ہیں خواہیں مثل ستاروں کے اودھار و صہر ہیں عجب جوین ہوا و رعب عالم ہوا نکو دیکھ کر شان خدا خواجہ کو یاد آگئی نگاہ اٹھا کر مروت کی طرف دیکھا نگاہ کا پڑنا تھا کہ ایک خدنگ جگر و زریں کے پار ہو گیا وہ عالم تھا کہ آفت کے خواجہ نے سینہ پر ہاتھ رکھ لیا اودھر جمال نے جو اپنی محنت کو آراستہ پایا آراستہ پایا اسنے بھی دیکھ کر کلیجہ تمام لیا ایک آہ سرد بھر کر سر جھکا لیا آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے ان شاہزادیوں نے جو خواجہ و جمال کو دیکھا چند قدم بڑھ کر گویا استقبال کیا اور کہا کہ آئیے شریف لائیے شعر رواق منظر چشمین آشیانہ تسست ہر کم کا و فرود آگاہ خانہ تسست ہیلایا کہ نرنگ در کنار کشم + تنگ آمدہ ام چند انتظار کشم + اے قیصر تان تو طرخان و جمال خوش آمدی

وصفا آوردی خواجہ و جمال نے یہ اشتیاق دیکھ کر در مسکرا کر سلام کیا شاہزادیاں آن دو وزن کو
ہمراہ لیکر بارہ دری میں آئیں بارہ دری کو خواجہ و جمال راہدار نے مثل عروس شب اول کے
آراستہ و پیراستہ پایا فرش مکمل سجوا ہر کام بارہ دری میں کیا ہوا تھا پردے بٹاپٹی کے پڑے
ہوئے مخمقش کی ڈور یوں تہ بندھے ہوئے موتیوں کے گچھے لگے ہوئے سقف بارہ دری
میں چھت بندھی ہوئی اسپر قلم کار کام کیا ہوا سقف میں چھاڑو بانڈیاں و لمپ نادور کا راجھا بنے
آویزان در و دیوار پر رنگ آمیزی کی ہوئی کنول و وڈالے سے ڈالے لمپ وغیرہ لگے ہوئے
جا بجا صنایعان چاہک دست و نادور کار کے ہاتھ کی تصویریں طلائی و نقرئی جو کشمیں میں لگی ہوئیں
تھیں قدام آئینہ نشست پر دیوار گیریاں چاروں طرف لگی ہوئیں مثل دل کے کھٹا کھٹ کر رہی
تھیں دیوار گیر یوں برگلدستہ نادور کار بنے ہوئے رکھے ہوئے وسط بارہ دری میں مسند زنگار
مرصع کار آراستہ دو وزن طرف بارہ دری کے دو مسہر بان گنگا جمنی اسپر پردے زرد و زری
چڑے ہوئے لگین تھیں طاقون پر شیشے رنگ بزرگ آئین راحت روح افزا شراب نادور بھری ہوئی
کسی طرف گلاس رکھے ہوئے کسی طرف اجار یوں میں میوہ مثل پستہ و بادام و اخروٹ کی گری
کے کسی طرف طاقون پر اجاریاں نقل بادام و پستہ کی کسی سمت چھوٹی چھوٹی تشتریوں میں لونیاں
مثل بادام و بالائی کے اور ہر قسم کی شیرینی جنی ہوئی ایک طرف تیرن آراستہ اسپر ہر قسم
کے کھانے کے نوکھات رکاب یوں میں رکھے ہوئے الماریوں میں قریب سے ہر شے رکھی ہوئی خواجہ یہ دیکھتے
ہوئے اور انکی سلیقہ مندی کی تعریف کرتے ہوئے اور شوقینی کی آنکھ ہر راہ وسط بارہ دری میں
آئے آن دو وزن نے لا کر خواجہ کو بڑی عزت سے مسند پر بٹھایا خواجہ نے بہت انکار کیا کہ
یہ مقام میرے بیٹھنے کا نہیں ہے میں ایک ادلے گویا ہوں میری یہ کب لیاقت ہو کہ مسند زنگار
پر برابر شاہزادیوں کے بیٹھوں مگر انھوں نے نہ مانا بجہ بٹھایا جمال بھی خواجہ کا اشارہ پا کر بیٹھ گیا
اب دو وزن شاہزادیاں بیٹھیں سلسلہ سخن آغاز ہوا وہ دو وزن یوں گوہر افشان ہوئیں یوں
انھوں نے سرشتہ سخن کو آغاز کیا کہ آپ نے بڑا عرصہ فرمایا ہم بڑی دیر سے منتظر تھے پیک پر پیک
بٹھا دیے تھے کہ ہکو آمد کی خبر دین مگر کسی طور سے کچھ خبر ہی نہیں آتی تھی خدا خدا کر کے آپ تشریف
لائے مزاج تو اچھا ہو عرصہ کس سبب سے ہوا خواجہ نے جواب دیا کہ جس وقت یہاں سے سواری

پہونچی اور چوہدرائون نے کہا کہ آپ کو یاد فرمایا ہی نہیں و جمال فوراً ہی باہر آئے کیونکہ عرصہ سے منتظر تھے
 کہ اب آدمی برائے طلب آتا ہو گا اسوقت ادھر کھڑے رہے اپنے ملازموں سے دریافت فرمائیے
 ذرا بھی جو عرصہ کیا ہو تو ہم ضرور گنگار و لائق عتاب ہیں انھوں نے جواب دیا کہ بجار شاہ ہوا
 بیان سے آدمی کے جلنے میں عرصہ ہوا خیراب کچھ اور گفتگو فرمائیے خواجہ نے جواب دیا کہ جوار شاہ
 ہو گا کہ کچھ کوہ بے ستون کی بربادی کا حال بیان فرمائیے اور حمزہ اور اسکے عیار کی کچھ کیفیت
 بیان فرمائیے کیونکہ آپ تے دونوں کو دیکھا ہو گا قبضرتان نور خان نے ایک آہ سرد دل پر درد
 سے بھر کر جواب دیا کہ آپ نے تو دل کو دکھا دیا اور بتھرا کر دیا وہ واقعہ دریافت کیا خیر میں آپ کے
 حکم کے خلاف نہیں کر سکتا ہوں یہ کہہ کر کل واقعہ جنگ و پیکار و حکیم اسقلینیوس کی شرکت
 و حمزہ صاحبقران کے اس طلسم میں آنے کا بیان کیا اور کوہ بے ستون کی بربادی اور بادشاہ سابق
 کے رہا ہونے کا اور بے ستون جادو کے مارے جانیکا حال اول سے آخر تک کہہ سنایا اور کہا کہ ملکہ اس
 عیار کا کیا حال بیان کروں وہ عیار بے بدل اور مکار و مجلسانہ ہر خداوند اسکے مکر و فریب سے بچائیں
 بہت بڑا عیار ہے مگر یہ امر ضرور ہے کہ وہ قوم کا نشانہ راہ ہے ولایت اول کا اور اول درجہ کا حسین و
 خوبصورت ہوتا شاید غیر و ن کا نظر کر دے ہو خواجہ نے بہت تعریف اپنی کی اور حمزہ صاحبقران کی
 بھی بہت تعریف کی اور کہا کہ اوشانہ ہوں حرا بی یہ ہے کہ یہ دونوں خدا پرست ہیں ہمارے خداوند کو برا
 کہتے ہیں اگر یہ عیب نہ ہوتا تو یہ دونوں شخص لائق جو اسرات میں تولنے کے تھے انکا مثل و نظیر نہ تھا حمزہ کا
 فوت و طاقت و حسن و جمال میں کوئی ہمسر نہیں ہے گو حمزہ کی قوم اچھی نہیں ہے کوئی خاندانی نہیں ہے وہ جو مسلمانوں کا
 معبد گاہ ہے جسکو خانہ کعبہ کہتے ہیں حمزہ کے باپ و دادا وہاں کے تھیں اور اب بھی ہیں یہ مرتبہ و شوکت
 حمزہ کو عمر و کی ذات سے نصیب ہوئی نہ وہ عیاری کرنا اور نہ وہ حمزہ کو جرأت دلاتا نہ حمزہ کو قہر
 صاحبقرانی حاصل ہوتا یہ سب امر حمزہ کو عمر و کی ذات سے نصیب ہوئے ان سبب محسن و جمال کے
 شانہادی مہر نگار حمزہ پر عاشق ہوئی میری دولت لیکر آئی عمر و نے کوشش کر کے حمزہ کے پاس
 لشکر جمع کر دیا اسی طور سے کئی ملک کی شانہادیاں حمزہ پر عاشق ہوئیں خلاصہ یہ کہ یہ حسن و جمال کا حمزہ
 کے چرچا ہوا کہ پردہ قاف تک پہونچا وہاں کی شانہادی آسمان پر میری عاشق ہوئی وہ قاف میں لپکی
 وہاں جا کر حمزہ نے میری شہرت نامی کی شہرت سے بدو ن کو قتل کر کے زلزلہ قاف نامی سلیمان

لقب حاصل کیا ان سب شوکتوں اور عزتوں کے سبب سے حمزہ صاحبقران لقب ہوا اور نہ خانہ کعبہ کے حجاز اور کار کاہرمان خواجہ عمر و ضرور ولایت اول کے شانہ اوسے ہیں انکو یہ امر سنبھلنا آیا انھوں نے عیاری کو پسند کیا وہ حمزہ سے حسن و جمال میں بہتر ہیں اپنا مثل و نظیر نہیں رکھتے ہیں انہیں بھی بڑی بڑی شانہ و دیان مثل ملکہ سروستون و ملکہ برق جاد و و ملکہ جاد و و خیر بادشاہ عظمیٰ آباد و ملکہ فتانہ عاشق ہوئیں انکے جلالہ نکاح میں آئیں خواجہ عمر و ایسے ہیں کہ جسکو چاہیں بادشاہ گردین جسکو چاہیں صاحبقران بنائیں جس زمانہ میں حمزہ سے اور ان سے بگڑ گئی بقی انھوں نے حمزہ کا ناک میں دم کر دیا تھا چار صاحبقران بنا کر لائے حمزہ کو ان سے ذلیل کرایا جب تک میل نہیں ہوا اسوقت تک حمزہ کو راحت سے بیٹھنے نہ دیا یہ سب قصے کتابوں میں تحریر ہو چکے ہیں خلاصہ یہ کہ عمر و عیار حمزہ سے بھی قوم میں اچھا ہوا اور صورت و حاصلت میں بھی اچھا ہی یہ واقعہ ہر میں سنے خود حمزہ و عمر و کو دیکھا ہو جب وہ کوہ بے ستون کو برباد کر چکے ہیں اور اپنی بارگاہ میں جا کر حمزہ بیٹھا ہوا زمین برباد اور تباہ ہو کر چلا ہوں تو اس خیال سے کہ ذرا ان خدا پرستوں کا بھی نقشہ دیکھ لوں لشکر خدا پرستوں میں گیا تھا تو میں نے حمزہ و عمر و کو دیکھا تھا سنا جاتا ہے کہ حمزہ عمر و کو بھائی بھائی کے سوا اور کچھ نہیں کہتے ہیں یہ بھی سنا ہے کہ حمزہ و عمر و دونوں دو و عمر و شریک بھائی بھی ہیں حمزہ عمر و کی بڑی عزت کرتے ہیں انکو اپنا جان بخش و محسن کہتے ہیں اور اپنی شوکت و نشان کا سبب و ترقی جاہ و مرتبہ کا باعث کہتے ہیں اور اصل بھی یہ ہے کہ حمزہ کو کئی مقام پر عمر و نے بچایا ہو ورنہ قتل ہو جاتا حمزہ پر کیا منحصر ہو حمزہ کے سرداروں و فرزندوں کی جان بخشی کی اور عیار پان کر کے ساحروں و غیر ساحروں کی قید سے رہا کیا اور زیر تیغ سے اٹھالیا جب ہی حمزہ کہتا ہے کہ عمر و میرا جان بخش ہو کوئی بجا نہیں کہتا ہے اب اپنے حمزہ اور عمر و کے واقعات سنئے راوی بیان کرتا ہے کہ خواجہ عمر و نے اول سے آخر تک کل حالات صاحبقران کے اور اپنے بیان کیے مگر ہر مقام پر اپنے کو فوق دیتے رہے اس خیال سے کہ ایسا نہ ہو کہ یہ دونوں حمزہ کے حسن و جمال کی تعریف سننے کے ناہیدہ و نفیہ ہو جائیں تو چاہی یوں ہی رہ جائے اور میں بھی بڑی خرابی ہو اس سبب سے ہر مقام پر خواجہ سلامت اپنی تعریف فرماتے تھے و حمزہ صاحبقران کی خدمت نہ ایسی خدمت ہو کہ خلاف نشان ہوا اپنے کو عالی خاندان و شانہ و کہتا ہے کہ حمزہ صاحبقران کو عالی خاندان تو کہا مگر ضرور کہا کہ قوم کا شانہ وادہ نہیں ہے حمزہ کے اگر حسن کی تعریف کی تو اپنے حسن کی آنے زیادہ صفت بیان کی اس خیال سے کہ انکا دل حمزہ پر نہ آئے کیونکہ اکثر شانہ وادیان

حسن و جمال کی تعریف سنکے عاشق ہو گئی ہیں ایسا منو کہ یہ بھی فریفتہ ہو جائیں خیر آدم برسر مطلب جب
خواجہ نے یہ تقریر ختم کی مہر و شش نے کہا کہ مستان و تمنے تو اسطور سے نکلا حال بیان کیا کہ گویا تم
اسکے کل خاندان کے اور اس کے تمام عمر کے واقعات سے آگاہ ہو جواب دیا کہ میں نے کتابوں میں دیکھا
ہو اور کچھ دو ایک دن اس لشکر میں رہ کر اہل لشکر سے سنا ہے اس سبب سے بیان کیا ماہ و شش
نے کہا کہ سنئے تو امان جان کی زبانی سنا ہے کہ حمزہ بقول آپ کے خانہ کعبہ کے مجاور کا فرزند ہے جب یہ پیدا
ہوا ہے تو نوشیروان نے اسکو پرورش کیا ہے جیسا کہ آپ نے بیان کیا ہے اور عمر و عیار حمزہ کے
باپ کا ایک ساربان تھا امیہ اسکا نام ہے اسکا لڑکا ہے ساربان زادہ ہے آپ فرماتے ہیں کہ شاہزادہ
و لایت اول کا ہے حمزہ سے قوم میں اچھا ہے آپ نے ایک مرتبہ بگڑ کر جواب دیا کہ وہ تم کیا جانو وہ شاہزادہ
ہے اسکو لوگوں نے بیکار مشہور کیا ہے کہ وہ ساربان زادہ ہے سو سن جا دو کو کیا معلوم جو اسے کتاب سحر
میں دیکھا وہ بیان کیا سحر یعنی سامری و جہشید بسبب عداوت کے اسکو اس طور سے
لکھ گئے ہیں وہ شاہزادہ ہے ماہ و شش نے یہ سنکے جواب دیا کہ آپ تو اس طور سے بگڑ گئے کہ گویا آپ بڑے
خیر خواہ عمر و کے ہیں جواب دیا کہ مجھ کو غصہ اس سبب سے آیا کہ آپ بیکار کو ایک عالی خاندان اور
شریف کو ساربان زادہ کہتی ہیں اس سے کیا فائدہ ہے گو وہ دشمن ہیں ہم سب کا مگر جو جسکی حالت ہو
وہ بیان کرے بدنام نہ کرے ماوش نے کہا کہ خیر ہو گا بھلا اس سے کیا غرض اور کیا مطلب ہے خواہ
وہ شاہزادہ ہو خواہ ساربان زادہ ہو میں اس کے حسب و نسب سے کام ہی نہ لے سکتا اس کے حالات اور
واقعات سے غرض ہی ہو تو صرف کوہ بے ستون کی بربادی کے حالات دریافت کرنا تھے وہ اپنے
بیان کیے اس کے ساتھ زمانے بھر کا قصہ بیان کرنا شروع کیا بیکار وقت ضائع کیا خیر معلوم ہوا
کہ یہ واقعہ گذرا اور یوں بے ستون جادو وار گیا اور کوہ بے ستون برباد ہوا ہم آپ کو امان کی
خدمت میں بچھلینگے اس کے روبرو آپ یہ سب حال بیان فرمائیے گا کیونکہ انکو یہ سب حالات
سننے کی بہت آرزو اور اشتیاق ہے جواب دیا کہ اچھا جو مجھ سے دریافت کریگا اس سے بیان
کرونگا میں نے اسی سبب سے تو یہ قصہ یاد کر لیا ہے بطور کہانی کے اگر کوئی بادشاہ کہے کہ ہمارے
رو پر بیان کرو تو میں بھی قصہ بیان کروں اس کے حکم کی تعمیل کروں کیونکہ مجھ کو نہ کوئی قصہ آتا ہے نہ کہانی
ماہ و شش و مہر و شش نے کہا کہ خیر اب تو ہم سن چکے ہیں اب اگر آپ کا حکم ہو تو ہم اپنی گائون کو طلب

کرین وہ کچھ گائیں تاکہ محفل کا رنگ جمے اسکے بعد پھر جمال کچھ گائیں پھر آپ جو کہ ہماری غرض رہی خواجہ نے جواب دیا کہ شوق سے کیا میں نے منع کیا ہی نہیں مہر و شش و ماہ و شش نے حکم دیا کہ ارباب نشاط کے دار و درخ کو طلب کرو کہ وہ حاضر ہوا اور ہماری گانے والیاں آکر کچھ بنا راول خوش کریں اور ہمارے ہمان کا یہ حکم دینا تھا کہ فوراً ایک مطرب ساز و سامان سے درست ہو کر حاضر ہوئی سانسے آکر مجھ پر کیا مہر و شش نے اسکی طرف دیکھ کر کہا کہ ذرا سمجھو چھکر گانا کیونکہ یہاں ایک بہت بڑے گانیو والے تشریف فرما ہیں کہ جنکے روبرو بڑے بڑے گویے نہیں گاسکتے ہیں بلکہ نام سے کان پکڑتے ہیں انھوں نے کہا کہ آپ کے اقبال سے جو ہکوا تاہی وہ گاکر سنا دینگے یہ کہ سازندہ دن سے کہا کہ ساز ملاؤ سازندوں نے ساز ملا یا اس مطرب نے پہلے گت ناجی پھر بیٹھ کر یہ چند شعر غزل کے گائے اشعار

حسن انسان میں جو آیا تو ادا بھی آئی	نازد انداز جب آیا تو حیا بھی آئی	سمع محفل میں جو آئی تو ہوا بھی آئی
روح غالب میں جب آئی تو قضا بھی آئی	توں تو ہر روز اڑاتے تھے بام گھین	آج بہلو میں جو آئے تو حیا بھی آئی
ہائے کسوقت میں ہوئی میں جڑیں حاصل	یار بالین چب آیا تو قضا بھی آئی	ستیشہ دل کو مرے اپنے توڑا تو سہی
یہ تو فرمائیے کانون میں صدا بھی آئی	اس غزل کو خوب خوب دیکھو یہ گائی مگر خواجہ سلامت اسی طور	

سے خاموش بیٹھے رہے بھلا آپ کو کب یہ گانا پسند آتا ہے وہ تو اتنا جی توڑ توڑ کر گائی یہاں کچھ کھا دین بھی نہ ہوا مہر و شش و ماہ و شش نے اسکو کچھ انعام دیکر رخصت کیا ساتھی کو حکم دیا کہ ہاں ایک دورہ شراب کا چلے ساتیان سیمین ساق و گل اندام نے جامہ بے بلورین لبریز کر کے پلانا شروع کیا سب محفل کو ایک مرتبہ گردش کر کے پلا دیا گزک اڑنے لگی انھیں سب ہاتون میں وہ دن تمام ہو گیا شانہ زادیوں نے روشنی کا حکم دیا جھاڑ سازوں نے ایک مہین تلم باغ میں روشنی کر دی اب جو روشنی ہوئی یہ معلوم ہوتا تھا کہ تمام باغ میں آگ لگی ہوئی ہے جب روشنی ہو چکی اسوقت دونوں شانہ زادیان مع جمال راہدار و قیصران توڑ خان بیرون بارہ دری کر زہر ٹیکر و سند پر جلوہ گر ہوئیں سب خواجہ صابین و صاحبین و اہلسین و جلسین آکر بیٹھیں محفل آراستہ ہوئی شانہ زادیوں نے آتش بازی کے چھوٹنے کا حکم دیا آتش بازوں نے آتش بازی میں آگ لگائی بہت قسم کی آتش بازی چھوٹی جب آتش بازی چھوٹ چکی اسوقت بکا دل نے آکر عرض کیا کہ دسترخوان آراستہ ہے جس شانہ زادیان خواجہ و جمال راہدار اور کل اپنے صاحبوں کو لیکر دسترخوان پر آئیں ہر قسم کا کھانا چنا ہوا تھا کھانا گھایا گیا

بعد فراغت طعام پھر آکر سند پر جلوہ گر ہو میں جلسہ آراستہ ہوا ساتھی کو حکم دیا آسنے پھر سب کو شراب سے سیر کیا اب مہر و نش و ماہ و نش نے حکم دیا ایک مطربہ نے پہلے گیت ناچی اسکے بعد کئی غزلین گائیں اسی گانے اور بجانے میں کوئی پھر رات آگئی اسوقت مہر و نش و ماہ و نش نے خواجہ کی طرف دیکھ کر کہا کہ اے استاد اب آپکے اور جمال کے گانے کا وقت آیا اب ہلو گاکر خوش فرمائیے خواجہ نے کہا کہ میں ایک شرط سے گانا ہوں کہ صریح جاو و کو بھی بلائیے وہ بھی اس محفل میں آکر شریک ہوں اور آج کا گانا سنیں کل تو میں نکلا ہوا تھا اس سبب سے کچھ لطف نہوا اور اسوقت ساتھی گری بھی میں اپنے طریقے سے کرونگا اور آپکو اپنے سب کمال دکھاؤنگا تاکہ آپکو بھی معلوم ہو کہ کوئی گویا آیا تھا مہر و نش و ماہ و نش نے کہا کہ یہ امر تو کوئی دشوار نہیں ہو کہ آپ ساتھی گری کریں مگر یہ موجود ہو جسطور سے آپ جاہلین خراب بلائیں مگر یہ امر دشوار ہے کہ صریح آتش خوار بیان اسکے اول تو وہ بیان کبھی آئے نہیں دوسرے یہ وقت آنکے آنے کا نہیں ہو کیونکہ وہاں بھی تو جلسہ سحر آستہ ہوگا آنکا وہاں ہونا مقدم ہو رہا اسوقت کہیں نہیں جاتے ہیں اکثر آنکو والدہ نے بھی بلایا تو انھوں نے آنے سے انکار کیا اور کہا کہ اسوقت میں حاضر نہیں ہو سکتا ہوں اگر میں آؤنگا تو بیان کا کارخانہ خراب ہوگا آپ خود تشریف لائیے اگر کوئی اشتد ضرورت ہو ورنہ میں صبح کو حاضر ہونگا چنانچہ جب والدہ کو کوئی ضرورت شدید ہوتی ہو وہ خود جلی جاتی ہیں جبکہ آنکے پاس صریح کبھی شب کو نہ گیا تو بیان کیوں آنے لگا بیکار ہو بلانا خواجہ نے جواب دیا کہ خیر نہ آئے جمال نے اشارہ سے کہا کہ میں نے عرض نہ کیا تھا کہ وہ نہ آئیگا وہ ہی ہوا نہ خواجہ نے اشارہ میں جواب دیا کہ خیر یہ کیا ہو تم دیکھے جاؤ ہوتا کیا ہو خواجہ نے دل میں یہ قصد کر لیا تھا کہ مہر و نش و ماہ و نش اور سب اہل محفل کو بیہوش کر کے مہر و نش و ماہ و نش کو نذر زنبیل کروں اور مہر و نش کی صورت میں بنوں اور ماہ و نش جمال کو بناؤنگا اور ان دونوں کی صورت بنکر بیان سے سوسن جاو و کے پاس جاؤں اور سوسن جاو و پر عیاری کریں اور اسکو اسیر کر لوں اسکے بعد پھر دیکھا جائیگا اور کوئی تدبیر صریح جاو و کے لیے کی جائیگی یہ جاتے کہان میں سوسن کو تو اپنے قبضے میں کر لوں پھر دیکھا جائیگا بس جب مہر و نش نے خواجہ سے یہ کہا کہ میکدہ کا آپکو اختیار ہوا و صریح آتش خوار تو آنہیں سکتا ہے اسوقت خواجہ سلامت اپنے مقام سے اٹھا اور ہمراہ داروغہ میکدہ کے میکدہ میں آئے آسنے کبھی میکدہ کی خواجہ کے حوالے کی

آپ نے اس سے فرمایا کہ اب تم جاؤ میں شراب لیکر آتا ہوں آپ نے بعد جانے اسکے شراب کو خراب کرنا شروع کیا پانچ کشتیاں شراب کی درست کین خلاصہ یہ کہ جس رنگ کی شراب تھی اسی رنگ کی صراحی دکنڈھٹھا کے منہ سے باندھے آپرچکا لپٹا کشتیوں میں لگا یا زریفتی کشتی پوش آنپر ڈالے ایک کشتی میں الماس نگار جام و گلاس لگائے اسپر بھی توریے پوش ڈالا بعد اسکے تین کشتیاں گزر گئیں تیار کین کسی میں میوہ تھا کسی قاب میں سٹھائی حلوا سوہن کی نوزین کباب بہت نادر کا تیار کیے آخر اور ک بہت باریک کٹی ہوئی پڑی ہوئی ایک قاب میں مٹر کے دانے تھے ہوئے اسپر شرح مخرج مرچیں کٹی ہوئیں اسلور سے گزر گئی کشتیاں تیار کین راوی بیان کرتا ہوں کہ یہ سب سامان درست کر کے بڑی عمدگی اور سلیقہ سے لیکر بارہ درمی میں آئے اور لا کر سامنے وہ کشتیاں رکھ دیں کشتی پوش سب پر سے بر طرف کیے اب جو سب نے دیکھا فونری طریقے سے کشتیاں آراستہ بائیں دیکھا کہ گلابیان اور صراحیان دکنڈھٹھا اس طریقے سے کشتیوں میں آراستہ ہیں اور اس طریقے سے ان کے منہ سے سوہے اور چکر سے بندھے ہوئے ہیں کہ جیسے عروسان شب اول گھونگھٹ نکالے ہوئے ہرنگون بیٹھی ہوئی ہیں یہ دیکھ کر سب نے تعریف کی خواجہ اس طریقہ سے کشتیاں آراستہ کر کے لائے کہ اگر زاہد خشک بھی دیکھتا تو اسکے منہ میں بھی پانی بھر آتا اور وہ بھی توبہ کا خیال نکرتا توبہ شکنی کر کے شرابخواری میں مصروف ہو جاتا اور توبہ کا بالکل خیال نکرتا نہ روز باز پرس کا یہ دیکھ کر سب نے بہت تعریف کی خصوصاً ہر ویش و ماہ ویش تو بہت ہی معرفت ہوئیں اور کہنے لگیں کہ آج تک کوئی اس سلیقہ اور طریقہ سے شراب لیکر اور یوں کشتیوں میں لگا کر نہیں لایا بڑے بڑے کامل ہم نے ساقی نوکر رکھے اور سلیقہ شعار بھی تھے مگر کوئی اس سلیقہ اور طریقہ سے کبھی شراب محفل میں نہیں لایا جہل طریقہ سے استاد تم لائے ہو خواجہ نے جواب دیا کہ بڑا روپیہ صرف کیا ہزاروں آدمیوں کی خدمت کی رات کو رات دن کو دن نہ خیال کیا جب یہ طریقہ اور سلیقہ حاصل ہوا ہے آپ نے ابھی دیکھا کیا ہو جب طریقہ شراب پلانے کا ملاحظہ فرمائیے گا تو آپ کو معلوم ہو گا کہ یہ ال بھی انسان میں ہوا اور انسان بڑا عقیل اور داننا ہے ہر ویش نے جواب دیا کہ ہم کو معلوم ہو گیا کہ آپ بڑے صاحب کمال ہیں اور آپ کی تقریر اور طرز گفتگو کے دیتی ہی ہوں اب تو بہت دل مشتاق ہے کچھ گانا شروع فرمائیے خواجہ نے جواب دیا کہ پہلے جمال کا گانا سنئے جو کہ میں نے آج سے

آج یہاں سے جا کر تعلیم کیا ہو صرف اس غرض سے کہ مجھ کو اسے اپنا خلیفہ بنانا نہ نظر ہو میں چاہتا ہوں کہ جب قدر میرے شاگرد ہیں یہ ان سب سے زیادہ جاننے لگے اور اس کو اس سے زیادہ معلومات ہو جائے ہر دوش نے جمال کی طرف دیکھا کہا کہ شروع کرو بس جمال نے سازندوں کو جو کہ ہر دوش و ماہ و نش کے ملازم تھے اور اسی غرض سے ملازم تھے کہ جو کوئی گانے والا آئے اور گائے تو یہ ساز بجا میں آتا کہ کیا کہ ساز کو ملاؤ انھوں نے ساز ملا یا جمال نے یہ غزل نواب سید علی خان عرف بن صاحب کاشف کی شروع کی غزل

نقد جان دیکھ میں لون مول قمر پستان کے
یون سنگفتہ نہ رہینگے گل تر پستان کے
ایک ہی برج میں ہیں شمس و قمر پستان کے
گنبد نور صفت کھل گئے در پستان کے
جلوے دکھلا تے ہیں جی شمس و قمر پستان کے
سیر ہوتی نہیں دیکھے سے نظر پستان کے
کہ ہیں بر ملا ہوئے قلب و جگر پستان کے
زنگ سا آگیا ہی آئینہ پر پستان کے
جلوے دکھلا رہیں امیر شک قمر پستان کے
جلوے جیسے کہ نظر آنے ہیں ہر پستان کے
کیون نہ عاشق ہوں دل و جان سے ہر پستان کے
دیکھنے والے ہیں ہم تمام دھر پستان کے
لکھ ابر میں ہیں شمس و قمر پستان کے
ایک سی شکل ہوا اور ایک سے گھر پستان کے
کم نہیں بر چھویوں کی نوک سے سر پستان کے
بوچھے یہ آئینے کوئی منہم ہیں جدھر پستان کے
گھر میں روشن صفت برج قمر پستان کے

نخل قامت میں جو دہر کے ہوں بر پستان کے
ہو گیا دست منت کو کسی کے جب وصل
صاف انگیا کی کٹوری سے ہوا یہ ثابت
وصل میں آسکے تلو کہ کے جو کھوئے بو تام
سینہ صاف سے رہتا ہی خجل چرخ برین
ہو گیا قرب حباب لب جو مستفسقی
کیون نہ دے خانہ زبور سے آنکو تشبیہ
دھانی انگیا کی کٹوری سے ہوا یہ ظاہر
غسل کے وقت یہ کہتے ہیں حباب لب جو
شمع فالو سس کی ہوگی نہ تجلی ایسی
دل دبا لے بھی ہوا و لب پہ بھی ہر تھر سکوت
ہسکے جو بن سے لڑی رہتی ہی ہر وقت نظر
بال سینہ پہ جو بکھرے تو ہوا یہ ثابت
آبھرے ہیں نوز کے دریا سے برابر کے حباب
کیون نہ در آئین کیلجے میں لڑے جبکہ نظر
دل کو کیون مانتھوں سے تھانے ہو کو کیا گدڑی
تمنے نوز کے کیے تو بجا ہی کاشفت

یہ غزل جو جمال راہدار نے گائی آج اور طریقہ اور طرز سے گائی بالکل نیا طریقہ تھا تمام محفل کو

بسمل کر دیا ہر ایک تعریف کرنے لگا خواجہ نے بھی بہت تعریف کی جب وہ گا کر چپ ہوا خواجہ نے کہا کہ امی جمال یہ مقام رہ گیا اور یہ مقام تم سے نہ ادا ہو سکا اسکا خیال رہا یہ کہ مکر کہا کہ اب تم سنفوہ وردیکھو کہ میں کیونکر گاتا ہوں حنا زندون سے کہا کہ ذرا ہوشیاری کے ساتھ ساز بجائیے گا کسی مقام پر رہ بجائیے گا کھنوں نے کہا کہ نہیں آپ گائیں پس آپ نے سانپے ٹھکریہ غزل نواب صاحب موصوف کی شروع کی غزل

لو کی جاؤں چنگاریاں قاتل کے خنجر سے
ضیا میں خالی عارض ہیں کہیں وہ چند اختر سے
جہان میں لوح کا طوفان بپا ہو یہ اگر بر سے
ہوا لبریز اپنا دامن نظارہ گوہر سے
تم آئے بے طلب کس واسطے جاؤ مری گھر سے
دیا غسل نے بھی غسل آخر آب خنجر سے
نہیں کم چھریاں لوح جبین کی موج کوثر سے
نکلے ہیں شرارے رات دن تربت کے پتھر سے
صدائے سینہ کو ملی آتی ہو طبل سکندر سے
ہماری آہ کے بادل خدا جانے کہاں برسے
کہ جسم زارا پنا کم نہیں ہو خطہ سطر سے
نہ کیونکر چاندنی مہتاب کی ہو گرد بستر سے
نہ جھبکی آنکھ اپنی آفتاب صبح محشر سے
کہ تیغ ترک تکتی ہر طرف ہو خیم جوہر سے
چھری کیون پھیرتا ہو نعرۃ اللہ اکبر سے
ہماری آہ کے بادل ادھر اٹھے ادھر برسے
ارادہ ہو مگر مجبور ہیں اپنے مقدر سے

گلا کیا اپنا کشتا تھا فزون سختی میں پتھر سے
تناسب کب تم کو ہی ہمارے ماہ چکر سے
بھلا کیا ابر کو نسبت ہمارے دیدہ تر سے
ہنسی میں سلک دندان پر نظر جب جاڑی اپنی
مجھے دیکھا جو آتے بزم میں یہ ہنسکے فرمایا
کسی کی تیغ ابر و پر ہمارا دم جو نکلا تھا
ہوا ہوں پیر میں اک حور و ش کے عشق ابرو میں
پس مریخ زمین نالہ کشی کی ہو وہی عادت
کھٹ افسوس ملتا ہو جلاہل غم میں دارا کے
چمن میں تو دم بادہ کشی گھر گھر کے آنے تھے
پڑھی ہو عشق کے کتب میں مشق لاغری ایسی
فدا ہو حسن جبر و حسین ہو اپنے پہلو میں
سمائی تھی جو اس رخ کی تجلی تھا یہی باعث
کوئی جانبازا و جھل کیا نگاہوں سے ہو مقتل میں
موزن کیون اذان دیتا ہو پچھلے سے شب و صلیت
بھرے بیٹھے ہیں کچھ ایسے کہ ساتی دیکھ ہی لیتا
بہت مدت سے کاشف روضہ سرور یہ جانیکا

یہ غزل خواجہ نے جو گائی تمام محفل کو دنگ کر دیا ہر ایک کا یہ عالم تھا کہ جیسے مرغ بسمل ہوتا ہو ہر ایک
زرب رما تھا کیسے لب پر آہ تھی کسی کی زبان پر آہ تھی کوئی آف آف کر رہا تھا کیسے آنسو روان تھے

کوئی سینہ پر ماتہ رکھے ہوئے جھوم رہا تھا کوئی آہ سرد بھر رہا تھا ہر ایک اپنے رنگ میں مبتلا تھا تا کہ اہل محفل بخود و جس تھے کسی کے سامنے تصویر معشوق پھر رہی تھی کوئی مثل تصویر گلی کے ساکت ہو کر رہ گیا تھا تمام طائرانِ باغ اپنے اشیانوں کو چھوڑ چھوڑ کر چلے آئے تھے اور اس نگیرہ پر کہ جس کے نیچے خواجہ بیٹھے ہوئے گارہے تھے اپنے پروں کا سایہ کر کے ہوا پر قائم ہوئے تھے جانوران صحرائی صحرا سے اپنے مقام کو چھوڑ کر اور یہ صدائے دلا ویز سنکے گرد باغ کے اک جمیع ہوئے ہیں جو طائر قفس میں بند ہیں وہ مثل مرغ بسمل کے ٹپ رہے ہیں ان کا بس نہیں ہے کہ قفس سے نکل کر خواجہ پر بلا گردان ہوں جانوران پرستہ کا جب یہ حال ہو کہ صدقہ و نثار ہونے کا قصد کریں تو انسان کیوں نہ فدا و نثار ہو اور مدہوش و بخود ہو باغ کے تمام اشجار و جدین آ کر جھوم رہے ہیں بارہ دری کو حیرت پر مثل آئینہ سکتہ ہے ہر شے و جدین ہے عجب طرح کا گانا ہیڑے عرصے تک محفل کا عجب عالم رہا جب سب کو ہوش آیا بہت تعریف کی خواجہ کو بہت کچھ دیا مہروش نے پھر کہا کہ کوئی اور غزل گائیے خواجہ نے کہا کہ اب ساتی گری نکرون مہروش نے جواب دیا کہ آپ کے گلے نے مست کر دیا ہے شراب کی کیا ضرورت ہے ایک غزل اور گائیے پھر شراب بلائیے گا خواجہ نے کہا کہ جیسی تمھاری مرضی یہ کہ کر فی نکالی سازندون کی طرف دیکھ کر کہا کہ تم مہربانی رکھو تم ساتھ دے نہیں سکتے ہو بیکار تکلیف ہوتی ہے گانے کا بھی لطف جاتا ہے وہ خواجہ کی صورت دیکھ کر خاموش ہو رہے خواجہ نے ذبجانا شروع کی اور غزل نواب سید علی خان کاشف لکھنوی کی گانا شروع کی غزل

بہم جو محفل میں انگریز گار آئے	دل کے ماتھوں سے بقرار آئے	روز ویر و حرم میں جا جا کر	تیرے عاشق تجھے بکار آئے
بھر رہے ہوں جن کے خشک دست	پھر آگئی کہیں بہار آئے	دور سے آکر گر رہے دن رات	نہ کبھی آنکھ میں خمار آئے
دیوین ہم صنم صنم کہ کر	نجلو سو مرتبہ بکار آئے	اپنے خالق کو جا کے سجد میں	شیخ صاحب کو بکار آئے
سبز ویر عالم ہونیزے پر	نخل الفت میں کیون بار آئے	جب نظر سے چھپے وہ مدہ پارا	دل کو کس طرح پھر قرار آئے
عوض گل ہر چھا گئے تیوری	جب کبھی وہ سر مزار آئے	دل بیتاب جب ہو پہلو میں	چہن کیونکر تہ مزار آئے
دعوتِ گیسوے یار میں کاشف	ہاتھ مضمون پچھا آئے	راوی بیان کرتا ہے کہ خواجہ باغ میں مہروش و ہوش	

کے بیٹھے ہوئے یہ غزل کاشف لکھنوی کی ذبجایا کر گارہے ہیں سب اہل محفل رنگ میں اور تعریف کر رہے ہیں اور ہر ملکہ سوسن کو وہ سوسن پر اپنے باغ میں بیٹھی ہوئی تھی کہ اس کو بیکار کیا خیال آیا کہ ذرا چل کر صبح آتش خوار کے پاس وہاں کا نقشہ دیکھوں کہ آسنے کیا بند و بست کیا ہے

کیونکہ میں اسکو خبر دیکھی ہوں کہ طلسم کشاکش کے آگے سے وہ غافل تو نہیں ہوا اسکا کچھ دل بھی گھبرا یا
ایک مرتبہ اسنے سو کیا کہ تخت سحر اسکے سامنے آیا اسنے سو سنی رنگ کی پوشاک پہنی چھوٹی سحر کی
کانڈ سے پر ڈالی اب یہ تخت سحر پر سوار ہو کر طرف مرجع آتش خوار کے مقام کے چلی یہ تخت اڑاے
چلی جاتی تھی کہ اسکا گذر اس سمت سے ہوا کہ جہان پر باغ تھا مہر و شش و ماہ و شش کا اسکے کان میں
گمانے کی صدا آئی اسنے تخت کو روکا اور سنا کہ یہ صدا کدھر سے آتی ہے کیا خوب کوئی گارہا ہے کیا آواز
ہوا اور کیا گلہا ہے کوئی بہت خوش گلو ہے چونکہ اسکو بھی گمانے سے از حد شوق ہے یہ تخت کو روکے ہوئے
ہوا پر سنا کی کہ یہ کدھر سے آواز آتی ہے اب اسکو بخوبی ثابت ہوا کہ یہ آواز مہر و شش و ماہ و شش
کے باغ سے آرہی ہے اسنے اپنے دل میں خیال کیا کہ ذرا بیکر گانا بھی سن لو اور راز کیوں کو بھی دیکھ لو اور
دریافت کرو کہ یہ کئی دن سے آئین کیوں نہیں طبیعت کیسی ہے یہ تخت کو اڑا کر چلی بہ بھی خیال کیا کہ اس
گمانے والے کو بھی دیکھ لو کہ یہ کون ہے بہت ہی عمدہ اور پکا گانا گاتا ہے یہ تخت کو اڑا کر باغ کے قریب
آئی یہاں آکر اسنے دیکھا کہ اس کثرت سے روشنی ہے کہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ باغ میں آگ لگی ہوئی ہے
اسنے دل میں خیال کیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں نے یہ جلسہ آراستہ کیا ہے اسی سبب سے
روشنی ہوا ورنہ یہ ہی وجہ نہ آنے کی ہے چلو چکر گانا سن لو یہ اسی طور سے تخت اڑاے ہوئے باغ
میں آکر پہونچی پہلے اسکا قصد ہوا تھا کہ اسی طور سے تخت پر سوار گانا سنا کر دن جبے ل گھبرائے
اور طبیعت سیر ہو جائے تو حسب طرف جاتی ہوں اس طرف جاؤں کیا فائدہ انکی بزم میں جانے
جانے سے جو ان جہان میں نہ معلوم کس تشغل میں ہوں اپنی ہمسنون کے ساتھ بے تکلف بیٹھی
ہوں میں جاؤں انکو میرا جانا اسوقت کا ناگوار ہو انکی خوشی بعم بدل ہو چکو کیا ضرور ہے کہ کسیکے
عیش میں خلل انداز ہوں انھوں نے بے تعلقانہ جلسہ آراستہ کیا ہے یہ سب بچکر ایک سمت تخت کو
درختوں کی آڑ میں لا کر قریب اس جلسہ کے کھڑی ہوئی اب جو نگاہ دوڑا کر دیکھا تو یہ نظر آیا
کہ مہر و شش و ماہ و شش خوب اپنے کو سفوارے ہوئے مسند پر بیٹھی ہیں گرد خواہیں وغیرہ جمع ہیں سا
جمال راہدار بیٹھا ہوا ہے اور سب سازندے موجود ہیں کشتیان شراب کی سامنے چنی ہوئی ہیں
ایک گونیادو بلا تیلہ گلبدن کا پانچا مہ پہنے ہوئے نینو کا انگرکھا سر پر گولیدار پگڑی مرد ضعیف سامنے
بیٹھا ہوا ہے بجا رہا ہے اور گارہا ہے اس خوش الحانی سے گارہا ہے کہ سب دنگ ہیں گلے کو بالکل

حرکت تک نہیں ہوتی یوں شعر اسکی زبان سے ادا ہوتے ہیں کہ جیسے تار سے صدا نکلتی ہو۔ ہر محل محفل
 مثل تصویر کے ساکت بیٹھے ہوئے سن رہے ہیں اور اسی کی طرف دیکھ رہے ہیں یہ عالم ہے کہ جیسے اس کے
 سر وں پر جانور بیٹھے ہوئے ہیں اس کے اڑ جانے کے خوف سے حرکت تک نہیں کر سکتے ہیں یا عالم سکوت ہے
 کہ آنکھیں کھول کر رہ گئے ہیں ان اس قدر تو ضرور ہے کہ آنکھوں سے آنسو تو جاری ہیں مگر کسی
 قسم کی حرکت تک نہیں ہر بابہ کہ کوئی دل پر ہاتھ رکھے ہوئے ہے کوئی کلیجہ و نوون ہاتھوں سے
 سنبھالے ہوئے ہے جب وہ گویا تان لیتا ہے سب بے قرار ہو جاتے ہیں عجب رنگ ہر جہ بھی ہے
 عرصے تک تخت کو روکے ہوئے سنا کی آخر کو اسکی بھی حالت دگرگون ہونے لگی اور دل پر قابو نہ رہا
 اسنے دیکھا کہ بہت پرند بالائے فلک اس مرد ضعیف کے سر پر سایہ فلک ہیں اور بہت سے چرند و درند
 بیرون باغ بخود و بیدم پڑے ہوئے ہیں یہ اس مرد ضعیف کے گانے کا اثر ہے کہ انسان تو کیا حیوان
 تک بخود ہیں اور یہ جد کر رہے ہیں حیوان تو حیوان درخت و درو دیوار سبب و جہ کے مجھوم رہے
 ہیں جب اسکا یہ حال ہوا کہ یہ بخود ہو کر جھومنے لگی اسوقت اس کے دل نے کشش کی اور اسنے خیال کیا
 کہ اسی مقام پر چل کر ذرا دیر ٹھہر کر گانا سنو کیونکہ اس قدر عمر آئی ایسا گانا سننے میں نہیں آیا ہے یہ کون
 ہی اسکو تو آج تک میں نے نہیں دیکھا یہ کوئی نیا گویا ہوا اور اس درند کا کہہنے والا بھی نہیں معلوم
 ہوتا ہے ذرا چل کر دریافت کرنا چاہیے اگر یہ میری نوکری کرے تو اسکو نوکر رکھوں اس سے خوب
 دل بھلا کر کچھ دیر تو غم غلط ہو گا یہ دل سے باتیں کر کے تخت پر سے اتری اور طرف محفل کے چلی
 راوی بیان کرتا ہے کہ گویا اسکا قصد وہاں جانے کا نہ تھا مگر خواجہ کے گانے نے اسکو بھی بے قرار کر دیا اور
 کھینچ بلایا گانا کیا ہی گویا مقناطیس ہے کہ جس طور سے مقناطیس لوہے کو اپنی طرف کھینچتا ہے اسی
 طور سے خواجہ کا گانا جہاں کسی نے سنا بس دل بے قرار ہو گیا جہاں کہیں ہوا کھینچ کر اسی مقام پر
 چلا آیا کہ جہاں خواجہ گارہے ہونگے آدم بر سر قصہ اور صر سے یہ چلی اور خواجہ نے گانا موقوف کیا
 تو کو بجانا موقوف کیا تھوڑے عرصے میں سب کو ہوش آگیا اپنے آپ میں سب آئے اعراف
 ہونے لگی روپیہ انشرفی برسنے لگا یہ بے قرار ہو کر چلی تھی جب اسنے سنا کہ اسنے گانا موقوف کیا
 دل سے کہا کہ واہ ری تقدیر جب ہم چلے آسے وقت اسنے بھی گانا موقوف کیا خبر میں جا کر اور
 کھڑکواؤنگی یہ سوچتی ہوئی قریب آئی جیسے ایک خواص کی نگاہ سوسن پر پڑی اسنے ہاتھ جوڑ کر

مہر و شش سے کہا کہ ملکہ عالم غضب ہو گیا ملکہ جهان آپکی والدہ سوسن جادو وہ دیکھیے تشریف لاتی ہیں مہر و شش و ماہ و شش نے کہا کہ کہاں کہاں کیا بجکو ضبط ہوا ہوا وہ اپنے باغ میں آرام فرما رہی ہو گی وہ اس وقت کہاں آئے کہا کہ میں سچ عرض کرتی ہوں وہ کیا سامنے چلی آتی ہیں اب مہر و شش و ماہ و شش نے سر اٹھا کر دیکھا تو واقعی سوسن چلی آتی ہے یہ دیکھتا تھا کہ دم نکل گیا صرف اس خیال سے کہ ایک تو نیا گویا بیان موجود ہے دوسرے جمال صرف اس خیال سے کہ اگر طلب کیا تھا تو ہم سے اجازت کیوں نہ حاصل کر لی بدون اجازت کے کیوں طلب کیا صرف اسی خفگی کا خیال تھا مگر اب کیا ہوتا ہے سوسن کو دیکھتے ہی دونوں کی دونوں اٹھ کھڑی ہوئیں انکا اٹھنا تھا کہ سب خواصین مصاحبین بھی کھڑی ہو گئیں خواجہ نے جو یہ رنگ دیکھا گھبرا کر کہا کہ کیوں بلکہ کیوں کیا ہوا جو اس قدر آپ پریشان ہو گئیں مہر و شش نے کہا کہ استاد کچھ نہیں والدہ ماجدہ تشریف لاتی ہیں ہم آپ کے استقبال کو جاتے ہیں نہ معلوم اس وقت کس غرض سے تشریف لاتی ہیں کیونکہ یہ وقت تو آپ کے آرام کرنے کا ہے یہ جو انھوں نے کہا خواجہ نے بھی پلٹ کر دیکھا اور جمال نے بھی جمال تو ہمارے مرتبہ دیکھ چکا ہے مگر خواجہ نے دیکھا کہ ایک ضعیف سی عورت سوسنی رنگ کی پوشاک پہنے ہوئے مگر چہرے سے خراش پناظا ہر پڑی لکاتہ شیطان کی خالہ چہرے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ساحرہ زبردست ہی بادہ کبر و نخوت سے مست ہے آنکھوں اور کانوں سے شعلے نکل رہے ہیں بدون جلائے خود بخود آتش بغض و نفاق سے جل رہی ہے گو ابھی زندہ ہے مگر آتش و فتنہ نے اسکو پردہ دنیا پر آکر گھیرا ہے دونوں آنکھیں دم طاس خون معلوم ہوتی ہیں ایسی بڑھیا ہے کہ منہ میں دانت ہیں نہ پیٹ میں دانت مگر بظاہر سحر و ساحری میں اپنے وقت کی سامری و جہشیدہ ہے مگر وہ غامض شیطان کی استانی بلکہ نانی ہے جھولی کا ندھے پر پڑی ہوئی اس طرف چلی آتی ہے خواجہ اسکی صورت دیکھ کر خائف ہوئے یا حفیظ و یا حفیظ دل میں پڑھنے لگے اور کہنے لگے کہ جل تو جلال تو آئی بلا کو مال تو مگر دل میں خوش بھی ہوئے کہ یہ لکاتہ یہاں آگئی ہیں اسکا کام اسی مقام پر تمام کیا چاہتا ہوں جاتی کہاں ہے بجکو تکلیف بھی نہ کرنا پڑی مگر راوی بیان کرتا ہے کہ بسبب سحر کے ایسی وہ بد شکل تھی اور ایسی بد صورت تھی کہ دیو بھی دیکھتا تو ڈر جاتا ہے نہ وہ سحر بنی ہوئی تھی اسکے اشاروں سے افسوں گری و شعبدہ بازی پیدا ہوتی

خواجہ نے اسکو دیکھ کر جمال را ہدایت کیا کہ کیا یہ ہی سوسن جادو درند سوسن کی مالک
ہو اور اسی کی حفاظت میں لوح طلسم ہی جمال نے جواب دیا کہ جی ہاں یہ ہی لکاتہ مهر و نش و ماہ و نش
کی مادر نامہ بیان ہو خواجہ نے کہا کہ یہ تو ایسی بد صورت ہو کہ خدا اسکی صورت نہ دکھائے اور اویکیان
ایسی صورت میں جمال نے جواب دیا کہ ایسا استاد یہ ایسی بد صورت و بد شکل نہیں ہو بلکہ سحر سے اپنے کو
ایسا بنائے ہوئے ہوئے عورت و متعدد روئے صورت ہوئے ایسی ضعیف ہو جیسی کہ یہ اسوقت ہو
یہ حالت اسنے اپنی سحر سے بنائی ہو خواجہ نے جواب دیا کہ یہ نئی بات ہو مجھے جس قدر جادو و گریبان بد صورت
دیکھیں آنکو یہ ہی دیکھا کہ وہ اپنے کو سحر سے خواجہ صورت و تشکیل بنائے رہتی ہیں برخلاف اسکے
کہ اسنے اپنے کو بد صورت بنایا ہو نہ معلوم اسکا کیا سبب ہو جمال نے جواب دیا کہ کوئی تو سبب ہوگا
خواجہ نے کہا خیر میرے خدا نے اسکو یہاں پہونچا دیا اب یہ موت کے پنجہ میں آگئی ہو قصداً اسکو
گھیر کر لائی ہو اب یہ جاتی کہاں ہو بڑی رحمت سے بچا خداوند کریم بڑا کارساز ہو اب یہ شراب
بہوشی ملی ہوئی اسکو پلاؤ لگاؤ اور بہوش کر کے اسیر کر لو نگاہ قبل میں میرا قصد تھا کہ
مهر و نش و ماہ و نش کو بہوش کروں ایک کی صورت نکو بناؤں اور ایک کی صورت خود بنوں
اور صبح کو سوسن کے پاس جا کر عیاری کروں اور اسیر کر لوں جب وہ یہاں خود آگئی ہو تو اب
کیا ضرورت ہو خدا نے اسکو یہاں پہونچا دیا قصداً اسکا دامن پکڑ کر اس طرف کھینچ لائی کیا قدرت خدا
اور نشان کبریائی ہو جمال نے کہا کہ استاد ذرا سمجھو جو چکر عیاری کھینچے گا یہ لکاتہ بڑی علامہ اور ہوشیار ہو
خواجہ نے کہا کہ تم دیکھتا ہو تا کیا ہو میں پہلے ہی صورت دیکھ کر سمجھ چکا ہوں خواجہ میں اور جمال میں اشاروں
میں یہ باتیں ہو رہی ہیں گو اس مقام پر کوئی نہیں ہو سوسن کے استقبال کو گئے ہیں جمال
نے یہ سنکے خواجہ کو اشارہ میں جواب دیا کہ خداوند کریم آپکی آرزو پوری کرے اور آپکے بدولت میری بھی مراد کو
بر لائے اور آپکو کامیاب کرے یہاں یہ گفتگو ہو رہی ہو اور مصر مهر و نش و ماہ و نش و لون مان کے
استقبال کو مع خواصوں کے چلی تھیں قصور ہی دور راہ لمحو کی تھی کہ سوسن کی نگاہ اپنے بڑی اور انکی
سوسن پر ان دونوں نے بہت جھک کر اور مواد بپ ہو کر مان کو بچا کیا اسنے جواب دیا کہ سلامت رہو خود
من تمھاری نشادی ہو و ولہ آئے نیکے ہوان پر و ان جڑھو اور چند قدم بڑھ کر گلے سے لگایا پستانوں پر
بوسہ دیا گواشتنا راض ہو بسبب سحر و ساحری کے نہ حاصل کرنے سے مگر کچھ بھی مان کی نعت ہو اور الفت ہو وقت

کچھ پیار آگیا بشتیانوں کو جو مکر کہا کہ کیا سب تھا جو کئی دن سے نہیں آئیں نصیب تھمتان مزاج لوجھا تھا
 غروش و ماہ و ش نے جواب دیا کہ جی ہاں طبیعت تو اچھی تھی مگر کچھ نزلہ کی شکایت تھی اس سبب سے حاضر
 نہ ہو سکی کہا اتنے کوئی شکایت نہیں ہے کہا کہ جی نہیں اب تو بخوبی طبیعت اچھی ہے کہا کہ کیوں یہ جلسہ آج کیسا ہے
 کہا کہ ایک گویا گوہ بے ستون کی طرف سے بعد برباد ہونے کو وہ بے ستون کے ادبے ستون جاوے کے
 مارے جانے سے تباہ و برباد ہو کر ادھر رنچل آیا یہ وہ گویا ہے جو کہ بے ستون کے پاس ملازم تھا اور چال بہ ابد
 جو آجکا ملازم ہوا سننے اس سے علم موسیقی کی تعلیم پائی ہوئے جو مستاد و ریہستہ کہ گانا خوب ہے پہلے اسکو کل
 اس جلسہ میں بلایا کہ جو جلسہ سحر کا کنارے تالاب کے شب بھر رہا ہوتا ہے وہاں اسکا گانا سنا ہوا پسند
 آیا آج اسکو اپنے مکان پر مع جمال راہدار کے طلب کیا اسیکے گانا سننے کے لیے یہ جلسہ آراستہ کیا ہے اے گو
 اس غرض سے اطلاع نہیں دی کہ اگر اچھا گانا ہوگا تو ہم اسکو لیکر آپکی خدمت میں حاضر ہونگی اے گو کیوں
 زحمت دین سو سن نے کہا کہ میں حیران تھی کہ جلسہ کیسا ہے اور یہ کون گارہا ہے میں اسوقت بیٹھی تھی
 کچھ ایسی پریشان ہوئی اور دل گھبراہٹ باغ میں ٹھہرا نہ گیا میں نے قصد کیا کہ صبح کے پاس چلوں وہاں کچھ جی بھلا
 تخت پر سوار جاتی تھی کہ گانے کی کان میں صدا آئی کچھ ایسی وہ بجلی معلوم ہوئی کہ اس صدا کی طرف چلی
 یکایک وہ صدا تھا رے باغ سے آتی ہوئی معلوم ہوئی میں یہاں آئی باغ کو آراستہ پایا روشنی دیکھی میں نے
 خیال کیا کہ لڑکیوں نے جلسہ آراستہ کیا ہے چلو ذرا یہاں دم بھر ٹھہر کر جی بھلا لوں یہاں جو آئی تو ایک نئی شخص کو
 گانے ہوئے دیکھا اتنا زیادہ اشتیاق ہوا تخت پر سے اتر کر چلی کہ سننے گانا موقوف کر دیا کیا بری تقدیر ہے
 ان دونوں نے جواب دیا کہ آپ شریف لچلیں وہ گائیگا آپکے دل کو خوش کرے گا امان جان یہ بڑا صاحب کمال ہے شرب بھی
 خوب پلاتا ہے اور گاتا بھی خوب ہے اتنی وہ دونوں خوب تعریف کر نیلگیں آسمان پر چڑھا دیا وہ ہاں ہاں کرتی ہوئی
 انکے ہمراہ آئی جان جلسہ آراستہ تھا جب وہ قریب آئی جمال نے بھی اور خواجہ نے اٹھ کر سلام کیا خواجہ نے دعا
 دی کہ اعلیٰ اعلیٰ مراتب رہیں اے ملکہ سو سن جاوے و آفتاب سحر و ساحری آپ ہی کے دم سے روشن ہو
 آپ پر سامری و خنید کی دیار ہے میں ایک مدت سے آپکی ندم بوسی کا مشتاق تھا گوہ بے ستون پر آپکی
 عنایتوں اور مہربانیوں و مروتوں کا حال سننا تھا کہ جو آپ لوگوں کے ہمراہ کرتی تھیں اور دل بقیار ہوتا تھا
 کہ کسی تدبیر سے آپکی خدمت میں پہنچوں مگر بے ستون جاوے کی خدمت سے مہلت ہی نہیں ہوتی تھی
 وہ کچھ ایسا کرم فرماتے تھے کہ جسکے سبب سے انکے قدم ترک کر نیکی و نجات تھا خیر وہ گھر تو برباد ہوا تقدیر نے

یہاں پہونچا دیا آپکے قدم دیکھنا نصیب میں تھے جو میرے دل میں آیا کہ چال پاس چلون یہاں آیا تقدیر نے
 جو رسائی کی تو شانہزادیوں کی خدمت میں حاضر ہونے کا اتفاق ہوا انھوں نے مجھ ایسے نالائق کی ایسی قدر فرمائی
 کہ اپنی صحبت میں طلب فرمایا یہاں حاضر ہوا میں خود اس امر کی خواہش رکھتا تھا کہ آپ کی زیارت نصیب ہو میں ضرور
 شانہزادیوں سے عرض کرتا کہ آپ مجھ کو ملک کی خدمت میں بچلین تاکہ میں انکی بھی قدر ہو سی حاصل کروں چونکہ میرے
 مقدر میں آپ کی زیارت نصیب ہوئی تھی اسنے ایسی رسائی کی کہ آپ خود شریف لائین اسوقت میں اپنی خوشی کی کیا حالت
 بیان کروں واقعی جامہ میرا تنگ ہو گیا میں اپنے سپرین میں نہیں سماتا ہوں کیونکہ خداوند نے میری خوشی کے
 موافق اسوقت تقدیر فرمائی آپکے نور جمال سے میری آنکھوں کو منور فرمایا آپکے شریف لانے سے دوسرا رنگ محفل کا
 ہو گیا اب اور یہی رونق ہو گئی یہ ابھی بچہ ہیں انکو ان باتوں کی کیا قدر ہو مان اپنے بڑے بڑے گانے والوں کو
 سنایا آپ قدر فرمائیے گا میں یہی افسوس کر رہا تھا کہ افسوس اسوقت کوئی قدر دان نہیں ہے میں کسکو گانا
 سنائوں اگر کوئی قدر دان ہوتا یہ میرا گانا سنتا تو قدر فرماتا میں شانہزادیوں کی خوشی کر رہا تھا انکا دل
 بہلا رہا تھا مان اب میرا بھی دل لگے گا اور جو جو کمال مجھ کو آتے ہیں اور حسب قدر مجھ کو گانا آتا ہے سب اسوقت
 آپکے روبرو گاؤں گا اور آپکو سب کمال دکھاؤں گا کیونکہ آپ صاحب قدر ہیں خواجہ نے کچھ ایسی تقریر کی کہ
 سوسن جادو خواجہ کی دامت تقریر میں اسیر ہو گئی صرف باتوں ہی پر فریفتہ ہوئی گانا تو درکنار ہی خواجہ
 نے اسکو دامت تقریر میں اسیر کر لیا وہ یہ کہ کمرسند پر بیٹھی کہ واقعی آپ خوب گانے ہیں میں دور سے سنتی
 ہوئی جلی آتی ہوں گو میرا قصدا دھڑا آنے کا نہ تھا مگر آپکی آواز اور گانے نے ایسی شمش کی کہ میں ادھر
 نہ گئی اور صبر جلی آئی یہاں آکر آپکو گاتے ہوئے پایا بڑے عرصے تک درختوں کی آڑ میں کھڑی ہوئی سنائی
 جب دل بہت بیتھار ہوا یہاں آئی اپنے یہ غضب کیا کہ میرے آنے ہی کا ناموقوف کر دیا خواجہ نے جواب دیا
 کہ اے ملکہ یہ آپکی قدر دانی اور پرورش ہی کہ مجھ ذرہ بمقدار کی اسقدر تعریف فرماتی ہیں اے ملکہ عالم میں گانا
 کیا جانوں کچھ آئین بائین شائین بک آپ کو کو خوش کر کے شکم پر درمی ورن کر لیتا ہوں ورنہ جو گانا ہے
 وہ مجھ کو بآتا ہے سچ تو یہ ہے کہ یہ جمال مجھ سے اچھا گانا ہے سوسن نے جواب دیا کہ اس عجز و انکساری نے تمھاری
 یہ قدر بڑھائی ہے اور اس مرتبہ کو پہونچایا ہے کہ ہر ایک قدر کرتا ہے اور عزیز رکھتا ہے میں اپنے علم کے نزدیک
 کہتی ہوں اور حسب قدر میں نے سنایا ہے اسکے موافق کہ واقعی اسوقت تمھارا مثل و نظیر اس فن میں نہیں ہے
 واقعی میں نے بڑے بڑے جلسے دیکھے اور بڑے بڑے گانے والوں کا گانا سنا مگر کسیکو ایسا نہیں پایا جیسا

لکھو یا گانے کی صفت یہ ہے کہ دل بقرار ہو جائے جو جہان پر ہو اسی مقام پر بخود ہو کر رہ جائے اگر کوں بچہ ہو
 تو یہ ہی جی چاہے کہ پیدا ہوں اور میں اس مقام پر پہنچ جاؤں جہاں یہ گانا ہوتا ہو اور جب گانہ والا
 تان لے دل بقرار ہو جائے یہ اتر میں نے آپ ہی کے گانے میں دیکھا کہ میں جاتی کہان تھی اور چلی کہان
 آئی دل بقرار ہو گیا لاکھ میں نے چاہا کہ اپنے کام کو جاؤں دل نے گوارا نہ کیا آخر بدولت ادھر آئے قرار
 نہ آیا خواجہ نے کہا کہ آجکی عنایت ہو اور آپ کی صرف قدر دانی ہی خیر جو مجھ کو آتا ہو وہ آپ کو سناتا ہوں میں سن
 نے کہا کہ پہلے یہ تو فرمائیے کہ آپ کا آنا کیونکر ہوا تب خواجہ نے تمام حال جو کہ مہر و شش و ماہ و شش کے روبرو
 اپنے آنے کا اور کوہ بے ستون کے برباد ہونے کا اور بادشاہ سابق کے رہا ہونے کا اور بے ستون جان و
 کے مارے جانیکا اور اپنے تباہ ہو کر لٹنے کا ادھر اس قصد سے آئیکا کہ جمال کو اپنا خلیفہ کروں سب
 بیان کیا اور کہا کہ اس غرض سے ادھر آنا ہوا ناظرین کی خدمت میں عرض ہے کہ سبب مکر ہونے کے
 اور طول کے اس مقام پر اس تقریر کو نہیں تحریر کیا سو سن نے یسٹ کے دریافت کیا کہ اب طلسم کشا
 کا کیا قصد ہے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ اب یہ فکر ہو رہی ہے کہ کسی تدبیر سے مہر و شش و ماہ و شش کو قتل کیا جائے
 تاکہ راہ در بند کی کھلے اور در بند میں جا کر لوح کی فکر کی جائے کیونکہ بادشاہ طلسم سیماسے بلند آواز نے
 شریک ہو کر طلسم کشا کو سب حال سے آگاہ کر دیا دوسرے حکیم استقلینوس سے جب میں چلا تھا تو
 میں نے یہ سنا تھا کہ عیادادھر کا قصد رکھتا ہے پہلے وہ آئیگا براہے دریافت حالات پھر اسکے
 بعد طلسم کشا آئیگا جب وہ یہاں کے حالات دریافت کر کے جاچکے گا خداوند خیر کرین سو سن
 نے جواب دیا کہ وہ لوگ اسی حسرت میں رہینگے میری زندگی تک تو اس در بند پر قبضہ پا نہیں سکتے ہیں
 نہ مہر و شش کو قتل کر سکتے ہیں نہ لوح مل سکتی ہے وہ سارے بان زادہ کیا یافت رکھتا ہے جو ادھر آئیگا اگر آئیگا
 تو اسیر ہو جائیگا اس پر کیا منحصر ہے وہ جو بڑے حکیم ہیں اور وہ جو بڑے بادشاہ طلسم ہیں جو کہ مدتوں
 حکومت طلسم کر چکے ہیں وہ تو آکر دیکھ لیں کہ یہاں سے کیونکر زندہ جاتے ہیں ان لوگوں پر کیا موقوف ہے
 خود طلسم کشا آکر دیکھ لے کہ وہ یہاں سے زندہ بھی جاتا ہے گو مالک اسم عظم یعنی باطل السحر ہے مگر پھر بھی
 زندہ نہ جاسکے گا اسیر ہو جائیگا اور قتل کیا جائیگا کیونکہ یہ طلسم منہل اور طلسموں کے نہیں ہے کہ باستانی
 فتح ہو جائے اور لوح مل جائے جب تک لوح نہ ملیگی طلسم کا فتح ہوتا دشوار اور لوح جب کہ یہ در بند
 نہ فتح ہو گا نہ ملیگی اس در بند کا فتح ہوتا دشوار ہے کیونکہ یہ در بند بھی اور در بندوں کے مانند نہیں ہے کہ فتح ہو جائے

یہ کوہ بے ستون نہیں ہے کہ فتح کر لیا میں بے ستون جاو و نہیں ہوں کہ قتل کروا لایا قتل کرنا بھی
بہت دشوار ہے خیر اگر عمر و عیار آتا ہی تو آئے یہاں ذرا مزہ بھی پائے خواجہ نے جواب دیا کہ ملکہ وہ بہت
بڑا مکار اور چلساز و عیار ہے سوسن نے کہا کہ میں اُسکے حال سے بخوبی آگاہ ہوں وہ میرا کیا سلیکا
یہاں آکر سوائے ذلیل ہونے اور اسیر ہونے کے دوسری بات اُسکو نہ حاصل ہوگی خواجہ نے کہا خیر
ہلکواس سے کیا غرض خداوند ایسا ہی کریں آئے میرا بہت دل دکھایا ہے اور بہت بڑا صدمہ دیا ہے
اس حالت کو پہونچا ملکہ نے کہا کہ یہاں آکر اس سے بدتر اُسکی حالت ہوگی تم دیکھ لینا اگر یہاں ہوگے
آپنے جواب دیا کہ خداوند اُسکی صورت نہ دکھائیں خداوند ایسا کریں کہ وہ منحوس قدم یہاں نہ آئیں ملکہ نے
کہا کہ آئینگے تو کیا ہوگا مابعد ولت کو نہ عمر و سے خوف ہے نہ حمزہ سے نہ اور کسی سے اب تم کچھ گاؤ
تا کہ دل خوش ہو اس بیکار کی تقریر سے کیا فائدہ خواجہ نے اُسکی تقریر سننے کے دل میں کہا کہ بھری متکبر ہو
دیکھو اسکا کیونکر غور نکالتا ہوں جاتی کہاں ہے جیسا یہ مجکو میرا کہتی ہے ویسی ہی یہ میرا بانیگی میرے
ہاتھ سے ماری جائیگی یکسر اپنے کہا کہ ملکہ سنو میں گاتا ہوں پس آپنے نہ اٹھائی اور گانا شروع کیا
خوب خوب گائے سوسن جاو و کو مست کر دیا اور سب محفل کو خلاصہ یہ کہ خواجہ ایسا گائے
کہ سوسن وجد کرنے لگی اور سوائے آہ کے اُسکی زبان سے دوسری لفظ نہ نکلتی تھی گاتے گاتے ایک مرتبہ
آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور گھنگر و پاؤں سے باندھے گاتے بھی جاتے ہیں تو بھی بجاتے جاتے ہیں اور گیت

بھی نہ چتے جاتے ہیں یہ غزل کا شفت لکھنوی کی ور زبان ہر غزل	ہماری آہ کب ہی آسمان پر
مقام آئے کیا ہر لامکان پر	نئی بیداد ہی مجھ نا تو ان پر
نہیں ٹوٹا یہ شیشہ ہر کاساتی	گرا ہوا آسمان مجھ نا تو ان پر
مزہ ہوا جب تک اُسکا زبان پر	پتہ مسجد میں ہر نہ سیکدہ میں
نہیں پیتا ہی تو زرا بد اگر ہے	لگا ہی لے ذرا اپنی زبان پر
کیا قبضہ تہوں نے اُس مکان پر	خدا کی نشان ہو وہ بہت خدا ہو
ملا یا خاک میں جس طرح مجکو	غضب ٹوٹے خدا کا آسمان پر
کمر باندھے تو قاتل امتحان پر	زہنے سے مے دل کے شبہ ہجر
ہر کاشف زار ایسا کیا اٹھے گا	گرے گار شک کی صورت جہان پر
	یہ غزل گاتے جاتے تھے اور گیتنا چتے

جائے تھے کبھی ایک گھنگرو بولا کبھی دو کبھی سب کبھی آدھے کبھی کوئی نہ بولا کبھی آپ نے گت ناپتے ناپتے ٹھوکر لی کہ
یہ معلوم ہوا کہ اب گرے اسی حالت میں سنبھل گئے گرتے گرتے اب جو آٹے تو اتھر میں ساخو ہستیشہ
شراب کا تھا بس اسی گت ناپتے اور گانے میں ساغر کو لبریز کیا اسکو سر پر رکھا اور گت شروع کی
نئے طریقہ سے گائے اور ناپے ڈرا بھی جام کو حرکت تک نہ ہوئی گوسیکڑوں ٹھوکرین لین کبھی بیٹھ گئے
کبھی آٹھ کھڑے ہوئے کبھی توڑا لیا کبھی بیٹھ کر تبا یا ناٹھو نشہ کبھی آنکھ کا امتحان کیا یہ کمال دیکھ کر اہل محفل
کا یہ حال ہر سوا کے واہ واہ کے دو تھری صدائیں ہر طرف صدائے حسرت و مرجبا بلند ہر
سب وجد میں ہیں جان پر سوسن بیٹھی ہوئی تھی ٹھوکرین بیٹے ہوئے توڑے لیتے ہوئے اسکے
قریب آئے جام شراب لبریز کیا ہوا سر پر تھا اسی حالت میں سر جھکا کر کہا کہ ایسے قدر دانوں کو شراب سر
سے پلاتے ہیں یہ کھکر جام پیش کیا راوی بیان کرتا ہے کہ خواجہ خود بھی کہ چکے تھے کہ میں ساتی گری خوب کرتا ہوں
اور حمر و نش و ماہ و نش نے بھی سوسن سے کہا تھا کہ انھوں نے اپنی ساتی گری کی بہت تعریف کی ہے اور کہا
ہو کہ میں ناجتا بھی خوب ہوں جو گھنگرو آپ کی اجازت ہو وہ بولیں اگر حکم ہوا ایک بھی نہ بولے اسی حالت
گت ناپتے میں میں سر سے شراب پلاتا ہوں اسی غرض سے میں نے میگدہ اسکے سپرد کر دیا ہر چلکر چلا
فرمائیے گا کہ کس سلیقہ سے شراب کشتیوں میں لگا کر لائے ہیں کہ آج تک کوئی اس طور سے نہیں لایا ہونہ
الایگا سوسن نے آکر دیکھا بھی تھا کہ واقعی نئے طریقہ سے کشتیاں آراستہ کی ہیں بہت خوش ہوئی تھی
دل میں اسنے کہا تھا کہ آدمی لائق نوکر رکھنے کے ہے آپ نے بھی یہی کہا تھا کہ جو گھنگرو آپ کی اجازت ہو وہ
بولیں چنانچہ اسی طریقے سے آپ ناپے اور گائے اور جام شراب سائے لیکر آئے جب انھوں نے
سر جھکا کر اسکو جام دیا اسنے وہ جام شراب لیکر ہاتھ پر رکھا اور کچھ پس پشت پلٹ کر دیکھا اسکے بعد
اسنے قصد کیا کہ جام کو لبوں سے لگا کر بے اندیشہ انجام پی جاؤں آپ اسکے پشت کی طرف دیکھنے سے
ہوشیار ہو گئے تھے یہ خیال کیا تھا کہ خواجہ اسکا پشت کی طرف دیکھنا خالی از علت نہیں ہے ہوشیار
ہو جانا چاہیے ایسا نہ ہو کہ دھوکا کھاؤ کیونکہ یہ کہ چکی ہے کہ میں ہوشیار ہوں اسنے کوئی تدبیر اپنے
بچاؤ کی کی ہو تو تم اسیر ہو جاؤ پس انکا ہاتھ ٹھیکم پر تھا اور جاں پر اور اسکی طرف دیکھ رہے تھے
مگر کچھ دور کھڑے کہ رہے تھے کہ ملکہ شراب نوش فرمائیے تاکہ سرور ہو میرے گانے کا لطف حاصل
ہوا و حمر اسنے پینے کے قصد سے جام طرف لبوں کے بڑھایا کہ یکا یک جام کے اندر شراب نے

جو شخص مارا اب اسنے شراب کی طرف بگاڑتند دیکھا اور کہا کہ او شراب تبا کہ تجھ میں کیا ہو تو جو شخص مارتی
 ہو جام میں سے آواز آئی کہ اے ملکہ خبردار ہو جاؤ اور بیوشیار ہو یہ گونگا نہیں ہو بلکہ خواجہ عمر و عیار
 حمزہ خود ہی تمھارے اسیر کرنے کو یکدم حمزہ یہاں آیا ہو اس جام میں بیوشی ملی ہو اور دھڑکنے لگی آواز بیوش
 ہو کر گزین میں خالص شراب نہیں ہوں بلکہ مجھ میں دو منتقال سے زیادہ بیوشی ہو اور حسب قدر یہاں شراب
 ہے سب بیوشی آمیز ہو تمھاری لڑکیوں کو اسنے دھوکا دیا ہے صرف تمھاری دھڑکنے کی تلاش میں آیا ہے
 اسنے کل ہی تالاب والے جلسہ میں چاہا تھا کہ اپنا رنگ جماؤن ساتی گرمی کر کے صریح کو شراب بیوشی آئینہ
 بلا کر بیوش کر دن مگر اس سبب سے مجبور ہو گیا کہ وہاں اسکا چرچا ہی نہیں ہوا بلکہ اسنے خود
 خواہش کی تو مہوش نے کہا کہ یہاں شراب خواری کی اجازت نہیں ہے یہ خاموش ہو رہا یہاں بھی
 آکر اسنے یہ ڈھنگ ڈالا تھا کہ صریح کو طلب فرمائے مہوش نے انکار کیا مگر اسنے اسپر بھی پنا کام کیا
 گویا اسکو خبر تھی کہ تم آؤ گی جو اسنے پہلے سے بیوشی ملا رکھی تھی بہت جلد اسیر فرمائے یہ عمر و بیوش
 ہے یہ عمر و بیوش صد دیکر شراب شعلہ جوالہ بنکر جام سے آڑ گئی اور بلند ہو کر اس شعلہ سے بھی یہی
 صد آئی اس واقعہ کا ہونا تھا اور شراب کا شعلہ بنکر اڑنا تھا کہ سوسن نے یہ کہہ کر قصہ کیا کہ لفظ گیر
 کہوں کہ اوسا رہاں زاوے میں نے تجکو پہچانا تو جاتا کہاں ہے پڑا غضب کیا تھا مجکو مار لیا تھا اگر
 میں اپنا بندہ و لیست نہ کرتی تو تو اپنا کام کر چکا تھا میں نے جب سے یہ مستا ہو کہ ملکہ کم کشا آ گیا ہے اسکے
 ساتھ اسکا عیار بھی ہو اسوقت سے میں نے اپنا بندہ و لیست کر لیا ہے میں غافل نہ تھی بھلا آئیں کیا بنا سکتا
 تھا اور بنا سکتا ہو اب میرے ہاتھ سے بچکر جاتا کہاں ہو میں نے پہچان لیا تجکو تیرے حال سے شراب نے
 آگاہ کیا میں نے پہچان لیا کہ یہ گونگا قہر زمان توڑ خان کہاں سے آیا میں اکثر یہی سنتوں اسکے اس گوی ہوں
 تو میں نے افریبت سے گویا اسکی سرکار میں دیکھئے مگر اسکو نہیں دیکھا پھر یہ خیال کیا تھا کہ شاید
 اب نوکر رکھا ہو مگر دل نہ گواہی دیتا تھا آخر کو حال کھلا نہ اور یہ جمال راہدار کہاں جاتا ہے ہتھے
 اسے منع کیا تھا کہ اب کوئی نہ آنے پائے جب تک ہم سے اجازت نہ لیجائے اسنے یہ کیا کہہ دیا اسے
 قاتل کو اپنا کہاں کیا اور اسکو یہاں لیکر آیا اور گیا خوش خوش بیٹھا ہوا تھا اور گاہ میں رہا تھا اپنا استاد
 جا کر لایا تھا وہ کیا خوب یہ ہماری لڑکیاں ہیں کہ ہم سے اطلاع بھی نہ کی ایک غیر شخص کو اپنے باغ میں لایا
 میری شامت اعمال کہ میں کیوں دھڑکی تو سچ گئی نہ معلوم یہ رہ کر کیا آفت برپا کرنا میرے خلاف دہلے

جگو میان پہونچا یا نہ میرا دل گھبراتا نہ میں ادھر کو آتی میری تقدیر میں تو اسکو اسیر کرنا تھا اور سب ساحرین
میں نام پیدا کرنا تھا یہ کہہ کر آسنے بگاہ غور خواجہ کی طرف دیکھا ادھر خواجہ نے جیسے ہی شراب کے جوش کو
دیکھا اور یہ سنا کہ سوسن نے دریافت کیا کہ ای شراب بتا کہ تجھ میں کیا ملا ہے جو تو جوش مارتی ہو اور
جام کے اندر سے صدا آتی کہ ملکہ ہوشیار ہو جاؤ اور خبردار ہو جاؤ یہ خواجہ عمر و ہر عیار حمزہ بس سوسن
جب تک خبردار ہوئے ہوئے اپنے جلدی سے جال مارا جو کچھ مال و اسباب روپیہ اشرفی زر و جوا تھا
سب جال سے اکٹھا یا بلکہ وہ کشتیان اور جو سامان نفرتی و طلائی سامنے رکھا ہوا تھا سب
جال مار کر نذر فیمل کیا اور خود گلیم اوڑھ کر غائب ہو گئے اس مقام سے ہٹ کر دوسرے مقام پر گلیم
اوڑھ کر کھڑے ہو گئے مگر جمال سے اسی حالت گلیم اوڑھنے میں کہا کہ ای جمال اپنے کو بجا میرا زر
افشا ہو گیا سوسن جگو مار ڈالے گی میں تو اپنے کو بجاتا ہوں تو یہی بیج یہ جو جمال سے کہا یا تو جمال خواجہ
کی طرف دیکھ رہا تھا یا یہ جو خواجہ کی صدا سنی اور خواجہ کو اپنے مقام پر نہ پایا جب تک سوسن
ہوشیار ہو کر بھر کرے جمال بھی وہاں سے چل دیا اور جلدی سے چوتھے پر سے کود کر رختون کی
آڑ میں ہو گیا اور سب خواص میں دو و نوں نشانہ را دیاں دیکھ رہی تھیں کہ یہ کیا واقعہ ہوا دیکھا
اگر یہ شراب سے کیسی صدا آ رہی ہو یا تو گانا سن رہی تھیں اور ناچ دیکھ رہی تھیں یا اس واقعہ
کو دیکھ کر حیران ہوئیں جب شراب شغلہ بکراڑی اور یہ صدا دی اور سوسن نے یہ تقریر کی
اتو سیکے حواس جاتے رہے اور سب بدحواس ہو گئیں کہ یہ کیا واقعہ ہے یہ عمر و بیان کہاں سے
آ گیا یہ کیا خبر شراب نے دی اور سوسن نے گیر کر خواصوں سے کہا کہ وہ سامنے عمر و کھڑا ہوا
ہو میں نے سحر سے اسکو مجبور کر دیا ہے تم جا کر پکڑ لو اب بھاگ نہیں سکتا ہو انھوں نے سوسن کے
کنے سے ادھر کو دیکھا دیکھا کہ تو نہ عمر و نہ کوئی ہی بلکہ جمال قیصر تان توڑ خان بھی غائب ہیں اور
سب مال و اسباب بھی مع اوگالداں اور خاصداں و جنگیر و کشتیوں کے غائب ہو انھوں نے
یہ دیکھ کر عرض کیا کہ ملکہ عالم عمر و کہاں ہو جسکو اپنے سحر سے اسیر کیا ہے ہکو تو نہیں دکھائی دیتا
ہو آپ ہکو پتہ بتائیے تو ہم جا کر پکڑ لائیں سوسن نے برہم ہو کر کہا کہ وہ میان قیصر تان توڑ خان
جگو جمال را ہدار بنا استاد بنا کر لایا تھا وہ گویا نہیں ہی بلکہ عمر و ہی پکڑ لو انھوں نے عرض کیا کہ
ملکہ نہ تو ہکو تان توڑ خان دکھائی دیتے ہیں نہ عمر و نہ جمال را ہدار نہ وہ مال و اسباب ہرچہ ہم نے

تھان توڑ خان کو دیا تھا بلکہ چدر چیرین جو کہ سامنے مسند کے رکھی ہوئی تھیں اور کشتیاں شراب کی وہ سب غائب ہیں یہ آپ فرماتی کیا ہیں ہم حیران ہو ہو کر دیکھ رہی ہیں ہکو تو کچھ نظر نہیں آتا ہے یہ جو انھوں نے کہا اب سوسن نے بھی اس طرف دیکھا واقعی کسی کو نہیں پایا سب غائب تھے کہا کہ تلاش کرو وہ ابھی اسی باغ میں موجود ہو گا کسی درخت کی اڑ میں پوشیدہ ہو گیا ہو گا انھوں نے کہا کہ ملکہ کسکو تلاش کریں اسنے کہا کہ اری کم بختوں اسی گویے اپنے باپ واپنے یار کو اور جمال راہدار کو اور قباؤں وہ گویا نہ تھا تمھاری مان کا خصم عمر و عیار تھا کہ گویے کی صورت بن کر آیا تھا اسی باغ میں ہو گا کہیں گیا نہ ہو گا اپنے یار کو مال زاد یوں تلاش کرو جب اسطور سے گالیان دیکر کہا تو خوصین انھیں ادھر ادھر تلاش کرنے لگیں درختوں میں ایک ہلچ گیا کہ عمر و عیار گویے کی صورت بن کر آیا تھا ملکہ نے پہچان لیا اسی باغ میں ہی جانے پائے در باغ پر جو لوگ برائے پاسبانی مقرر تھے انکو بھی اس امر کا گاہ کر دیا اور کہہ دیا کہ خواہ عورت ہو خواہ مرد ہو جو کوئی باغ سے باہر جانے کا قصد کرے اسکو اسیر کر لیا جانے ندینا بدون اجازت گے یہاں بھی سب مستعد بیٹھے ہیں خواصین باغ میں درختوں میں و در و در کر تلاش کر نیلگیں ایک تلامچا ہوا ہے کوئی نہر میں کودی ہے بانی میں تلاش کر رہی ہے کوئی درختوں میں کوئی البیلی سیلے کے تختہ میں کوئی میٹھی کی مدش میں کوئی داغ بردل لالہ کے درختوں میں کوئی پریشان خاطر سنبل کے اشجاروں میں کوئی حیران وار رنگس کے تختہ میں تلاش کر رہی ہے کوئی اس انبار میں دیکھ رہی ہے کہ جو ہوا سے برگھائے درخت گرے ہیں اور ایک مقام پر انکا انبار کر دیا گیا ہے وہ خشک ہو گئے ہیں ای لوہے تمام خواصین ڈھونڈ رہی ہیں اب یہاں زیر نگیرہ سوسن اور دونوں اسکی لڑکیاں ہیں یعنی مہروش و ماہ و شس سوسن اسنے کہہ رہی ہے کہ کیوں اسی لیے تھنے یہ جلسہ آرا سنہ کیا تھا کہ ہمارے قاتل کو اس جلسہ میں بلایا تھا زمانے کا رنگ بدل گیا ہے کیا خراب زمانہ ہے دنیا کا خون سفید ہو گیا ہے کہ بیٹیاں مان کی زمین ہوں مان کے قاتل کو اپنے پاس جگہ دین تم کیا کرو آج کل کی اولاد ہوتی ہے ایسی ہے یہ تمھارا قصور نہیں ہے بلکہ زمانے کا قصور ہے یہ بتاؤ کہ میں جو ماری جاتی تو کھو کیا ملتا یا تو یہ ہوتا ہے کہ نکو یہ لوگ پا کر کہ جاتے مسلمان کو تے اپنے مصروف میں لاتے ہاں پہلو گرم کر ہوا لے ملتے شب بھر مزے ہوتے ایسی مستی کو آگے لگے وہ دونوں سر جھیکائے ہوئے میٹھی میں مثل چروں کے دم نکلے ہوئے ہیں کہ یہ کیا ہوا رنگ چروں کے اڑے ہوئے ہیں زعفرانی ہو رہے ہیں جو اس درست نہیں ہیں یہ دل سے کہہ رہی ہیں کہ یہ کیا ہوا ہکو اس حال سے خبر

تھی ورنہ کبھی نہ بلاتے بلکہ خبر کر دیتے یہ تو ورق ہی پلٹ گیا اب کیا جواب دین چو تو تھا رسے گھر سے نکلا
 واقعی زمانہ ہکو کیا کہے گا کہ بیٹیوں نے مان کے قاتل کو اپنے پاس جگہ دی یہ تو خاموش بیٹھی ہوئی دل سے
 یہ باتیں کر رہی ہیں و سن کر رہی ہو کہ اگر ایسا ہی تھا کہ یہ کوٹیا آیا تھا تو پہلے ہکو خبر کی ہوئی ہے دریافت
 کیا ہوتا اجازت لی ہوتی اگر ہم اجازت دیتے تو پہلے طلب کیا ہوتا یہ کہسی خود بخاری کہ بد و ن ہاری اطلاع
 اور خبر کے بلا لیا اور ہکو آگاہ تک نہ کیا اس سے صاف ثابت ہوتا ہو کہ ضرور ہکو بھی معلوم تھا تھا
 بھی سازش تھی جب اس طور سے سوسن نے لعنت و ملامت کی اس وقت ان دونوں نے ہاتھ جوڑ کر
 اور قدموں پر گر کے رو رو کر یوں جواب دیا کہ والدہ ماجدہ آپ کے سر کی قسم اگر ہم اس حال سے آگاہ ہوں
 کل جو ہم جلسہ میں کنارے تالاب کے گئے حسب دستور قدیم جمال بھی آیا مگر عرصہ کر کے ہم نے اس سے
 دیر کا سبب دریافت کیا اس نے کہا کہ میرے استاد قیصر تان توڑ خان آئے ہیں انکی خاطر و مدارات
 میں عرصہ ہوا اس نے بہت تعریف کی ہکو اشتیاق ہوا ہم نے طلب کیا وہ وہاں آئے خوب گائے
 ہکو گانا پسند آیا یہاں کا وعدہ لیا آج ہم نے یہاں طلب کیا ہم اس امر سے بالکل آگاہ نہ تھے کہ وہ
 عرصہ عیار پر نہ ہکو اسکا گمان نہ یہ معلوم تھا کہ ہوا موٹری کا ٹا اپنی صورت بدل سکتا ہے بڑا کار
 و دغا باز ہے نہ ہکو جمال سے ایسی امید تھی کہ ہمارا تک کھائیگا اور ہمارے ساتھ دشمنی کرے گا اگر ہم اس
 حال سے آگاہ ہوتے تو ضرور آپ کو خبر کرتے ہم بالکل ناواقف تھے اس قدر تو حضور ضرور ہوا کہ ایسے
 اجازت نہ لی اسکی جو چاہے سزا مرگت فرمائیے ہم اس قدر امر کے گنہگار ضرور ہیں ہاتھ جوڑ کر عرض کرتے
 ہیں جو ہم اصدا اس امر سے آگاہ ہوں سوسن نے گے لگا کر کہا کہ یہ امر تو ضرور درست ہے اور تم
 سچ کہتی ہو مگر تم کو زیبا تھا کہ تم سے اجازت لیتے ہیں مگر مناسب ہانتی اور خوب دریافت
 کر لیتی تو اجازت دیتی اسوقت کچھ مضائقہ نہ تھا اب جو ہوا سو ہوا آئندہ اسکا خیال رہے سبب
 ایسا تصور نہو ان دونوں نے کہا کہ اگر ابلی مرتبہ ایسا تصور ہو تو آپ ہکو جو چاہیے گا سنا
 دیکھے گا اے اما جان یہ بتائیے کہ اب کیا ہوگا وہ ہوا تو بھاگ گیا سوسن نے کہا کہ پریشا
 نہو وہ جائیگا کہان اسی باغ میں ہر تمھاری خواہش میں تلاش کر کے پکڑے لاتی ہیں میں خود بھی
 برائے تلاش چلتی ہوں تم گھبراؤ نہیں اب جو ہونا تھا وہ ہوا اس میں تمھارا کیا تصور ہے بڑی خیر
 ہوئی کہ میں اپنا بند و بست کر چکی تھی اگر بند و بست نہ کر چکی ہوتی تو بڑی خرابی ہوتی اسوقت

شر و قتل ہوتی یہ کسک سوسن نے کچھ بڑھا اور بڑھکر اپنے ہاتھ کو دیکھا تو خبر پیا کہ عمر و اسی باغ میں موجود ہے
 ابھی گیا نہیں ہو اسنے کہا کہ سنا عمر و ش و ماہ و ش وہ ساربان زارہ ابھی گیا نہیں ہو اسی باغ میں
 ہے چلو ہم تم بھی تلاش کریں یہ کسک اٹھی کہ سامنے سے ایک خواہن یہ کہتی ہوئی آئی کہ ملکہ آپ کیوں تکلیف کریں
 میں جاتی ہوں تلاش کرتی ہوں سوسن نے کہا کہ تو بھی تلاش کر اور میں بھی تلاش کرتی ہوں میں کیلی
 یہاں بیٹھ کر کیا کرونگی وہ خواہن یہ سننے کے ایک طرف کو چلی گئی اور ٹھوڑے دھڑکنے لگی سوسن بھی چہرہ میں
 جا کر تلاش کرنے لگی روشنی اسقدر رہی کہ جو ذرے زمین پر پڑے ہیں وہ بھی دکھائی دیتے ہیں نہ یہ کہ
 انسان نہ دکھائی دے مگر جب وہ اسی حالت پر موجود بھی ہو یہ سب تو تلاش کر رہے ہیں پہلے جمال کا
 حال ملاحظہ ہو جب اسنے دیکھا کہ خواہن برائے تلاش حکیم سوسن چلین اب اسنے خیال کیا کہ تم پکڑ
 جاؤ گے اور میرے سوسن نے قتل کیا اس سے اپنی جان بچاؤ اور جا کر خواجہ کے مال سے
 صاحبقران کو آگاہ کرو کہ خواجہ کو سوسن نے اسیر کر لیا ہے پھر خیال آیا کہ جاؤ گے کہ میرے بھانک پر
 بھی تو حکم جا چکا ہے کہ باہر کوئی نہ جانے پائے بڑی خرابی ہوئی اسفست میں پھنسنے اور قتل ہونے یہ بہت
 پریشان ہوا درختوں کی آڑ آڑ پر پشت بارہ درمی پر آیا تو اسنے دیکھا کہ برسات کے پانی بہنے کا
 تابعدا نہ آدم بنا ہوا ہے اسنے خیال کیا کہ اسکی راہ سے نکل چلو بس یہ تو جان بچا کر یہ خیال کر کے
 کہ صاحبقران کو خواجہ عمر و کے حال سے آگاہ کرو اور یہ سوچو کہ عمر و اسیر ہو گیا ہو گا سوسن
 نے سحر کے پکڑ لیا ہو گا اسوقت اسی عالم شیب میں طرف نشکر صاحبقران کے طرف کو بے ستون
 کے باہر ہوا گھر پہنچ گیا کیونکہ یہ خواجہ سے دریافت کر چکا تھا کہ نشکر اسلام کمان ہے خواجہ کہ چکے
 تھے کہ حمزہ صاحبقران مع نشکر کے اسی مقام پر فرود گئے ہیں کہ جہاں پر کوہ بے ستون تھا وہاں کہ
 فرما رہے ہونگے یہ اسکو پہنچا تو معلوم ہوا تھا تو اس سمت کو چلا اسکو تو راہ میں رکھا جاتا ہے اسب حال
 یہاں تک خبر ہوتا ہے کہ تمام خواہن و سوسن خود تلاش کر رہی ہو لیکن کہیں نہ خواجہ کا نشان ملتا ہے
 نہ جمال کا یہ پریشان ہو ہو کر سحر سے دریافت کرتی ہو سحر اسکو یہ خبر دیتا ہے کہ اسی باغ میں ہی گھر
 یہ بھی ایسی بدحواس ہے یہ نہیں دریافت کرتی ہو کہ کمان ہزار اور کس صورت میں ہے جو نہیں
 ملتا ہے یہ جب سحر سے معلوم ہوتا ہے خود بھی دوڑتی ہو اور میرا تو میرا خواہن کو بھی روڑتی ہو
 خفا بھی ہوتی ہو گا لیکن بھی نہیں ہے خلاصہ یہ کہ اسوقت سے پہلے تک تمام باغ کو پھان مارا کوئی

گوشہ اور کوئی مقام باقی نہ رکھا جو نہ تلاش کیا ہو صد کردی کہ درختوں کے پتوں تک میں والوں کی کرسیوں اور چشموں میں تلاش کیا مگر نہ پتہ چلا نہ ملا کوئی یعنی نہ خواجہ ہاتھ آئے نہ جمال آخر کو یہ تو عاجز ہو کر یہ کہہ کر چلی آئی کہ جلد تلاش کر کے لاؤ میں تو تھک گئی اور سوا عمر و نہ ملا اگر تلاش کر کے نہ لاؤ گی تو ایک ایک کو سزا دو نگلی پھر ہرے والوں سے دریافت کیا کہ کوئی اندر سے باہر تو نہیں گیا انھوں نے جواب دیا کہ جب سے پھنے پہر رات گئے سے پھاٹک بند کیا ہی نہ کوئی اندر سے باہر گیا نہ باہر سے اندر سواے بوسے گل اور ہوا کے خصوصاً جو وقت سے یہ حکم ملا کہ کوئی اندر سے نہ باہر جائے نہ باہر سے اندر آئے اس وقت سے تو ہوا کو بھی پھنے باہر نہیں جانے دیا ہے جب یہاں لوگوں نے جواب دیا کہ کوئی باہر نہیں گیا ہو سو سن نے یہ کہا کہ آخر یہ دونوں کیا ہو گئے کیا بوسے گل ہو کر دوش ہو کر سوار ہو کر چلے گئے یا ہوا بن کر نکل گئے یا لکس یا پتہ نہ کر کسی مقام پر رہ گئے یا اور کوئی جانور شگے بہت تلاش کرو یہ کہتی ہوئی اپنے مقام پر آئی مسند پر بیٹھی دونوں لڑکیاں بھی آکر اسکے برابر بیٹھیں یہ بہت حیران ہو کر یہ دونوں کہہ چلے گئے کیا ہوئے اسنے پھر سحر سے دریافت کیا پھر سحر نے یہ ہی خبر دی کہ وہ اسی باغ میں ہو کہیں گیا نہیں ہوا اب اسکو تنگ گذرا کہ ان خواصوں میں تو کوئی نہیں ملا ہوا ہے ایک ایک کو بلا کر آئیں پھر کیا کہ اگر رنگ روغن عیار ہو گا تو اڑ جائیگا اب جو دریافت کیا تو سب کو اصلی صورت پر پایا یہ تنگ بھی دفع ہوا مگر یہ بہت حیران ہو پھر آٹھویں اور دسویں تلاش کرنے لگی اب اچھی طرح سے دن نکل آیا ہے یہ تو تلاش کر رہی ہے اور خواص میں بھی خواجہ کا حال سماعت فرمائیے کہ آپ گلیں اور دھڑے سب مال و اسباب نذر زنبیل کر رہے ہیں پہلے تمام کو ٹھونکا مال و اسباب نذر زنبیل فرمایا ایک جہت تک باقی نہ رکھا بلکہ کچھ خاک تک اٹھا کر نذر زنبیل کر لی خوب مہر و شش و ماہ و شش کو لوٹا وہ چیزیں جو کہ بظاہر سلسلے موجود تھیں انکو نہ اٹھایا اس خیال سے کہ انکے اٹھانے میں پھڑکا ہو جائیگا اسکے بعد جا کر تمام خواصوں کے مال کو نارت کیا مصاحبوں کے مال کا سرتا بھرتا کیا خلاصہ یہ کہ آپ رات بھر لوٹا کیے جب خوب لوٹ چکے اب خیال میں آیا کہ کوئی تدبیر اور کرنا چاہیے کہ جس سے بہتر ازادی قبضے میں آئے اب یہاں جو آئے تو دیکھا اسی طور سے تلاش ہو رہی ہے اب بھی ایک گوشہ میں کھڑے ہوئے تھے دیکھنے لگے کہ اتنے عرصے میں سو سن خواصوں کو یہ حکم دیکر جب خود تلاش کرتے کرتے تھک گئی مسند پر آکر بیٹھی کہ جس طور سے ہو دھونڈھکراؤ

ابھی باغ سے کہیں گیا نہیں میرا سحر مجھ سے کہ رہا ہے اسکی یہ حالت ہے کہ سانس بھولی ہوئی ہے جو اس سیرت
 نہیں ہیں از سر تا پا غرق عرق ہے مسند پر بیٹھی ہوئی تنکھا اپنے ہاتھ سے ہلاتی ہے ہوا انھوں نے جو
 سوسن کو اس حالت سے آئے ہوئے دیکھا اور یہ حال اسکا دیکھا آپ خود اس مقام سے مل گئے
 اور فکر کرنے لگے کہ کیا تدبیر کروں کونسی عیاری کروں گلشن عیاری کی سیر کرنے لگے کہ ایک بگل مرد
 ہاتھ میں آیا بحر فکر میں جو خواہی کی تو ایک گوہر آبدار مرد کو پایا آپ ایک طرف کو درختوں میں چلے گئے
 یہاں سوسن آکر بیٹھ رہا کہ ایک خواص پانچے چڑھائے ہوئے ڈوپٹہ کی گاتی باندھے ہوئے دم چڑھتا
 ہوا سانس بھولی ہوئی پیشانی پر پسینہ آیا ہوا کہتی ہوئی چلی آئی ہے کہ رات سے اسوقت تک تلاش
 کرتے کرتے پریشیاں ہو گئی اس موسم کا کہیں پتہ تک نہیں ہے نہ معلوم زمین کھا گئی کہ آسمان یا
 کوئی بھوت تھا کہ ہوا ہو کر چلا گیا یا جن تھا کہ سایہ بنکر نکل گیا کیا ہوا غمگاہ یہ حکم ہے کہ تلاش کرو
 تلاش کرو کہ ان تلاش کریں کہ ان نہ تلاش کریں ہم تو بہت عاجز ہیں اب چاہے ملکہ خفا ہوں چاہے
 خوش ہوں ہم میں تو اب دم تلاش کرنے کا نہیں ہے کیا کوئی سوئی ہو جو خاک میں مل گیا یا جو نشی ہو
 یا پتہ ہے کہ کسی طرف بیٹھ رہا اچھا خاصہ موٹا تازہ انسان ہے یہ کلام کرتی ہوئی اور بڑبڑاتی
 ہوئی سامنے ملکہ سوسن کے آئی اور کہا کہ ملکہ اسوقت آپکا سحر غلطی کر رہا ہے آپ خود بھی
 پریشان ہوتی ہیں اور ہم کینزوں کو بھی پریشان کر رہی ہیں کہ ان تلاش کریں وہ تو نہیں بلتا
 ہو وہ کیا خوب اس مونڈی کاٹے نے ہمارے آکر ہم کو بھی اور ملکہ کو بھی بیکار پریشان و عاجز کیا
 ا لو ملکہ نے اسقدر فکر کی اور اسقدر تلاش میں دوڑیں اور دوڑتے ہوئے کہ پسینہ آ گیا سانس
 بھولی ہوئی ہو ہوا سانس اڑ رہی ہیں جو کہ ایک قریب راہ نہ چلے وہ اسقدر پھرے اسکا کیا حال
 ہو گا ایک تو یہ فکر کہ کسی طور سے تلاش کروں کیونکہ وہ دشمن ہے دوسرے رات بھر کی تھکن
 تیسرے جاگنا کیونکہ یہ حال نہ تو کسقدر پسینہ آیا ہوا ہے یہ کہہ کر وہ مال گھر سے نکلا لگا کہ کہ میں
 اپنی ملکہ کا پسینہ پاک کروں کسقدر اس حرام زادے نے آکر ملکہ کو زخمت دی ہے بارہ بجے رات سے
 اسوقت تک سوا بے پھر نیکی و تلاش کر نیکی کوئی دوسرا کام نہیں ہے سوسن ملکہ کہہ لگا کہ بوا کیا بیان کروں
 کہ کسقدر مجھ کو فکر ہے کہ حرام زادہ چلا کہان گیا بامر کو ضرور ہے کہ باغ سے کہیں گیا نہیں ہے ہر ذرا پسینہ خشک
 ہوئے تو پھر تلاش کو چلتی ہوں ذرا دم آئے وہ بولی کہ اب آپ کیون رست کریں میرے قیاس میں تو یہ

جام و قلیح و سبزو و ساغسہ بر م | اگر گزارم کہ از دست من زندہ و سلامت بدر روی و بارہ بہت
ہوشیار بیٹھی تھی یوں عیاری کرتے ہیں بھلا میرے پھندے سے کوئی بھی نکلا ہی جو یہ نکل جاتی ہے کہ اگر خیر نیکر
اسکے قریب پہنچ گئے جیسے ہی قصد کیا کہ خبر کا وار کروں ویسے ہی نعرہ ہوا کہ اوسار بان زاوے حرامزاوے
دست خود را نگہدار خبردار ہاتھ نہ لگانا میں آپہنچا تو نے تو بڑا غضب کیا تھا اگر میں نہ آجاتا تو کام تمام
کر چکا تھا یہ نعرہ سنکے خواجہ نے سر اٹھا کر دیکھا کہ یہ صد کہاں سے آئی خواجہ نے دیکھا کہ مریخ آتش خوار
تیز تیز چلا آتا ہے ہوا پڑتا ہوا خواجہ نے اسکو دیکھ کر قصد کیا کہ ایک ہاتھ رسید کروں جب تک یہ آئے
پھر خیال پیدا ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ یہ سحر کرنے سے تمہارے پاؤں زمین پکڑ لے اور اگر اسیر کر لے اور یہ زمین تن ہو
خبر بھی تمہارا اچٹ جائے تو بڑی خرابی ہو خیر یہ جاتی کہاں ہے ابھی اسکی زندگی ہے ابھی مرتبہ ان دونوں کو
قتل کرونگا اگر یہ آگیا ہے تو آجائے جانا کہاں ہے ان دونوں کی ساتھ قصا ہر دوسرے یہ خود بھی ہوشیار تھے
اس خیال سے کہ ایسا نہ ہو کہ اس نے بند و بست کیا ہو مثل شراب کے کہ جیسے وہ شعلہ ہو کر اڑ گئی
سی طور سے کوئی اور فتور پیدا ہو کوئی تیلہ سحر وغیرہ پیدا ہو کر پکڑ لے تو اس سبب سے یہ ہوشیار رہتے
ایک ہاتھ میں خنجر تھا ایک ہاتھ گلیم پر تھا بس جب یہ خیال ہوا کہ میں اسکو قتل کرنے میں مصروف ہوں
یہ مجھ کو اسیر کر لے فوراً گلیم اوڑھ لی اور غائب ہو گئے اسکو چھوڑ کر جب تک وہ زمین پر آئے آئے
آپ غائب تھے وہ جو زمین پر آیا اسنے نہ دیکھا نہ بھالا آواز گیر دی خواجہ موجود ہوں تو زمین پاؤں
پکڑے آپ گلیم اوڑھ کر اس مقام سے ٹل گئے اور صراستے آواز گیر دیکر سحر کیا کہ بانی برسا اس سے
سوسن کو ہوش آیا اب جو سوسن کو ہوش آیا اپنے کو مسند پر پڑا ہوا دیکھا اور مریخ کو اپنے برابر کھڑا
ہوا یا مریخ کا یہ عالم ہے کہ حیران وارادہ و مصروف ہو رہا ہے سوسن یہ واقعہ دیکھ کر اٹھ بیٹھی اور
کہنے لگی کہ کیوں مریخ تم اسوقت کہاں آئے اور کسکو استفادہ پریشان ہو کر دیکھ رہے ہو سوسن نے
یہ کہہ کر دیکھا کہ دل آرام کہاں ہے مریخ نے یہ سنکے سوسن کو جواب دیا کہ اس ساربان زاوے کو دیکھتا
ہوں ابھی تو وہ یہاں کھڑا ہوا تھا میں نے آواز گیر بھی دی تھی سوسن نے کہا کہ کیسا ساربان زاوہ
وہ کہاں تھا میں تو رات سے اسکو تلاش کر رہی تھی ابھی تو میرے برابر میری خواص دل را کھڑی
ہوئی تھی مریخ نے جواب دیا کہ امی ملک وہ دل آرا نہ تھی عمر و غیار تھا دل آرا کی صورت بن کر آیا تھا
رو مال بیہوشی آمیز سے تمہارا منہ پوچھتا تھا اور پسینہ پاک کرتا تھا کہ تلو غش آگیا تم جب بیہوش

ہو کر گرین خنجر لیکر چلا تھا کہ قتل کرے مین اپنے مقام پر بیٹھا ہوا تھا کہ یکایک پتلہ سحر نے مجھ کو اس حال سے آگاہ کیا مین وہاں سے چلا اسوقت آکر پہونچا کہ جب وہ فریب پہونچ چکا تھا اور پتا تھا اٹھا کر جابستا تھا کہ خنجر مارے اور لپکا کام کام کرے کہ مین آکر پہونچا مین نے اسی مقام پر سے اسکو ڈانٹا اور آواز دی جان سے مین نے خنجر کا وار کرتے دیکھا تھا میرے ڈانٹنے سے اتنا تو ہوا کہ آسنے کا تصور رک گیا مین نے آواز گیر دی زمین پر آیا کہ چلا کر پکڑو ن یہاں آکر سحر کیا ابر سحر سے پانی برسا کر آ پکو ہوشیار کیا اب جو اسکو دیکھا تو وہ پایا نہ معلوم کہ صحر چلا گیا اسکو دیکھ رہا ہوں سو سننے لگا کہ کیا بیان کروں وہ تو یوں غائب ہو جاتا ہے کہ جیسے یہاں پر تھا ہی نہیں اور میرا واقعہ تو سنو کہ میرے اوپر کیا گذرا کل شب کا واقعہ ہے کہ مین اپنے مکان میں بیٹھی ہوئی تھی کہ میرا دل گھبرا یا مین وہاں سے چلی کہ چلکر تھارے پاس کچھ صلاح کروں اور کچھ تدبیر کروں کہ یہ جو غلطی ہے کہ طلسم کشا اور صحر کو آتا ہے تو طلسم کشا اسی مقام پر اسیر ہو جائے یہاں نہ اس کے تخت سحر پر سوار ہو کر چلی تھی کہ ادھر پہونچی جب یہاں پر آئی تو مین نے یہاں پر روشنی دیکھی اور گانے کی صدا میرے کان میں آئی مین یہاں آئی تو مین نے جلسہ آراستہ پایا ایک گویے کو گاتے دیکھا جب دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ گویا کوہ بے ستون کی طرف سے آیا ہے استاد ہے جمال راہدار کا قیصر تان توڑ خان نام واقعی گانا خوب تھا مجھ کو بھی گانا اسکا فرعوب تھا مین بھی بیٹھ گئی گانا سننے لگی کہ یکایک آسنے اٹھ کر ایک گت ناجی اور طرحی و ساغر اٹھا کر یاد دہناب سے ساغر کو ملو کیا اور سر چہر رکھا اور زنا چتا ہوا میرے قریب آیا اور سر کو مجھ کا کر کہا کہ ایسے قدر دان کو سر سے شراب پلانا چاہیے مین نے وہ ساغر اٹھا لیا ہونکہ مجھ کو خیال تھا اور سن چکی تھی کہ طلسم کشا آگیا ہے اسکے ہمراہ اسکا عیار طر اور بھی ہے مین نے بند و بست کر لیا تھا جیسے شراب کا ساغر قریب منہ لیگی شراب نے جوشن مارا مین نے شراب سے دریافت کیا آسنے کہ کہ مجھ میں بیہوشی ملی ہوئی ہے یو گویا نہیں ہے عیار ہے کہ گویے کی صورت بن کر آپ کے اسیر کر نیو آیا ہے یہ سننا تھا کہ مین نے آواز گیر دی کہ وار گیر کروں ادھر شراب شعلہ نگر آڑھی اب جو مین آواز گیر دیکر اور سر اٹھا کر دیکھتی ہوں تو وہ غائب تھا مین اسکا پتہ نہ تھا خلاصہ یہ کہ رات سے اسوقت تک تلاش کیا کہ مین پتہ و نشان نہ ملا ابھی ابھی تلاش کر کے بیٹھی تھی کیونکہ تھک گئی تھی پسینے پسینے ہو گئی تھی کہ میری خواص دل آرا و طری ہوئی آئی بہت دلسوزی سے کہا کہ میری ملکہ کے منہ پر پسینہ بہت ہے مین یہاں

سے پاک کر دوں گو میں نے انکار کیا اُس نے نہ مانا وہ پسینہ پاک کرنے لگی اس رومال میں عطر سہاگ
 کی خوشبو تھی میں نے اُس کو سونگھا وہ رومال میری جان کا وبال ہوا کہ اُدھر سے رومال ہٹایا مجھ کو
 جھینک آئی پھر مجھ کو خبر نہیں کہ کیا گزری اب جو آنکھ کھلی تو تم کو کھڑے ہوئے بایا تھے یہ بیان کیا کہ
 اُس نے دل آرا کی صورت بن کر اور رومال سے مجھ کو میرا پسینہ پونچھ کر بیوش کیا بڑی خیر گزری کہ تم آگئے
 اے صریح اب اسکی کیا تدبیر کروں یہ تو بڑی خرابی ہوئی بڑے شخص نے گھر دکھا خرابی یہ ہو کہ ہاتھ بھی تو نہیں
 آتا ہر بلا کی طرح پیچھے پڑا ہر صریح نے کہا کہ کیا عرض کروں کل مجھ کو بھی خداوند نے خوب بچا یا پہلے تو
 یہ میرے مقام پر گئے تھے وہ جو کنارے تالاب کے جلسہ آراستہ ہوتا ہو آسمین بھی تشریف ہوئے تھے
 یہ کیسے کہ وہ قیصر تان توڑ خان نہ تھے عمر و عیار تھا جمال اُس کو قیصر بنا کر لایا تھا کل ہی آپکی صاحبزادیوں
 نے یہاں طلب کر لیا اقرار فرمایا تھا معلوم ہوتا ہو کہ موافق اپنے اقرار کے طلب کیا ہو گا اس حوالہ پر
 نے بڑی نگرانی کی سوسن نے کہا کہ جی ہاں اُس نے نگرانی پر کمر باندھی ہو خیر جاتا کہان ہو صریح نے کہا کہ جب
 اپنے ملازم نگرانی پر کمر باندھیں تو کیا ہو گا سوسن نے کہا کہ اس جمال کو سزا ملے گی تو پھر اور کوئی ایسی حرکت
 نہ کریگا میں تو اپنے باغ کو جاتی ہوں تم جا کر جمال راہدار کو اُس کے مکان سے پکڑ لاؤ تاکہ اُس کو سزا دوں
 خواجہ کھڑے ہوئے سن رہے تھے گلیم اوڑھے ہوئے جب انھوں نے یہ سنا کہ سوسن نے صریح
 سے کہا کہ تم جا کر جمال کو پکڑ لاؤ کیونکہ میرا سحر مجھ کو خبر دے چکا ہو کہ جمال باغ سے نکل گیا ہو ضرور اپنے مکان پر
 گیا ہو گا خواجہ نے خیال کیا کہ ایسا نہ ہو کہ جمال مکان پر موجود ہو وہ تو غافل ہو گا کہ یہاں کون آئیگا اس
 اس غفلت میں اس پر ہو جائے تو مفت اسکی جان تلف ہوگی اس سے چل کر اُس کو اس حال سے آگاہ
 کرو اور بن پڑے تو کوئی تدبیر ایسی کرو کہ اس صریح کو پکڑ لو خواجہ یہ خیال کر کے چلے گئے کہ سوسن نے
 کہا کہ اے صریح نے بیان کیا کہ پتلہ سحر نے خبر دی یہ پتلہ سحر کیسا تھا جس نے خبر دی صریح نے جواب دیا کہ جیلہ پتلہ
 مجھ کو اطلاع دی تھی کہ طلسم کشا نے کوہ بے ستون فتح کیا اور بے ستون جادو مارا گیا اب اسکا قصد
 ہو کہ اُدھر کو آئے برائے فتح و رہند سوسن لہذا ہوشیار ہو جاؤ اور میری طرف سے بھی غافل نہ ہونا میں
 میں نے اسی وقت چار پتلہ سحر کے تیار کیے اور آپکی حفاظت کے لیے مقرر کیے اُن کو حکم دیا کہ جب کوئی آفت
 ملکہ پڑے ہو فوراً خبر دینا تاکہ ہم اُسکا تدارک کریں انھیں تیلوں میں سے ایک نے جا کر مجھ کو اس حال سے
 آگاہ کیا سوسن بہت خوش ہوئی اور کہا کہ واقعی تم نے خوب تدبیر کی خیر اب تم جاؤ جمال کو اسیر کر لاؤ صریح

نے کہا کہ میں تو جاتا ہوں ذرا آب یہ تو سحر سے دریافت کیجئے کہ اب عمر و عیار کہاں ہو سوسن نے کچھ
اسم سحر پڑھ کر اپنے ماتم کی پشت دیکھی لکھا ہوا پایا کہ اب عمر و عیار یہاں نہیں ہو وہ جو پشت کی طرف
نابدان ہوا اسکی راہ سے چلا گیا سوسن نے مریخ سے کہا کہ وہ نابدان کی راہ سے نکل گیا راوی
بیان کرتا ہو کہ جب خواجہ تمام مال و اسباب لوٹ چکے تھے اور اس فکر میں مبتلا ہوئے تھے کہ کسٹی باہر
سے سوسن کو اسیر کروں گلشن عیاری کی سیر کر رہے تھے کہ ایک گل مراد ماتم لگا تھا اسی وقت
ایک طرف کو چلے گئے کہ راہ میں دل آرا خواص خواجہ کی تلاش میں درختوں کے درمیان میں بٹھری
ہوئی تھی خواجہ نے اسکو اپنی عیاری کے لیے پسند کیا اور آتے ہی اسکے منہ پر حجاب بیہوشی مارا وہ تو
چھینک مار کر بیہوش ہو کر گری خواجہ نے اسکو درختوں کے درمیان میں پوشیدہ کر دیا تھا اور خود اسکی
صورت بن کر سوسن کے پاس آئے تھے اور اسکو بیہوش کیا تھا کہ مریخ نے آکر بجایا خواجہ تو گلیہ ڈھک
غائب ہو گئے تھے اور باغ سے نکل کر طرف مکان جمال راہدار کے روانہ ہوئے تھے انکا حال پوچھ کر
کیا جائیگا پہلے سوسن کا حال ملاحظہ فرمائیے کہ جب یہ مریخ کو طرف مکان جمال راہدار کے
روانہ کر چکی بعد جانے مریخ کے اسنے پھر اسم سحر پڑھ کر اپنے ماتم کی پشت کو دیکھا اُسپر لکھا ہوا
پایا کہ دل آرا خواص آپکی مشرق کی طرف جو میلے کا تختہ ہر وہاں اسکو خواجہ عمر و نے بیہوش
کر کے ڈال دیا ہے وہ بیہوش پڑی ہوئی ہی رہی یہ دیکھ کر سوسن نے خواص کو آواز دی اب تم سب چلی آؤ
عمر و نکل گیا اب تلاش کرنا بیکار ہے یہ جواسنے کہا سب خواصیں سمٹ کر چلی آئیں جان میں جان آئی عاجز تھیں
مارے خوف کے کچھ کہہ نہ سکتی نہ تھیں مگر تلاش کر رہی تھیں بڑ بڑاتی جاتی تھیں مہر و ش و ماہ و ش بھی
تلاش خواجہ میں سرگردان تھیں وہ بھی یسکے مان کے پاس آئیں سوسن نے اسنے بھی سب حال بیان کیا
اور کہا کہ ایک خواص جا کر دل آرا فلان مقام پر بیہوش پڑی ہو اسکو اٹھا لائے اور اب میں جاتی ہوں ذرا
خبردار رہتا وہ نا عیار مکار آیا ہوا ہے ایسا نہ ہو کہ پھر کو کوئی دھوکا دے اب جو کوئی غیر آوے خواہ عورت
خواہ مرد آئے اسکو اپنی صحبت میں نہ آنے دینا بلکہ جانا تک ممکن ہو اسیر کر لینا اور مجکو خبر دینا انھوں نے کہا
بہت خوب آدھرا ایک خواص روڑی ہوئی گئی اور دل آرا کو جا کر اٹھا لائی دل آرا ایک ٹاٹ کے
ٹکڑے میں لپیٹی ہوئی تھی اسکو لا کر ہوشیار کیا اب جو ہوش آیا اسنے اپنے کو برہنہ پایا بہت روئی بلکہ سوسن
نے سب حال اس سے بیان کیا وہ خاموش ہو رہی بلکہ نے کہا کہ تیرے کپڑے عمر و عیار کی گیتاں اور پرچے

یہ کمکڑا سکودس روپیہ دیے وہ روتی ہوئی اپنے مقام پر آئی اب جو اسنے اپنی کوٹھری میں جا کر دیکھا تو نہایت
ہر نہ کپڑوں کا صندوق ہر ملنگ کا بچھونا تک نہار وہی یہ دیکھ کر جلائی کہ اے ملکہ کوئی مجھ کو لوٹ لیگیا وہاں
سے دڑی ہوئی آئی اور سب حال بیان کیا اب سب نے جا جا کر دیکھا تو کسی نے اپنا مال و اسباب
نہیں پایا سب صفایا تھا سبکی سب روتی اور پٹیتی سوسن کے پاس آئیں ہر ایک نے رور و کر بیان کیا
کہ میرا سب مال سو روپیہ کا تھا کوئی بولی میرا بچا س روپیہ کا تھا سوسن نے کہا کہ بیویوں صبر کرو اور
اُس ساربان زادے کو گالیوں دو اور کہو جو کہ تم سب کا مال و اسباب لیگیا خداوند عجائب و ساحری
تکوا و ردینے یہ سنکر وہ سب رونے لگیں دل آرائے کہا کہ اے ملکہ میں بہنوں کی اسٹے پاس تو ایک ایک جوڑا
ہر میرا تو وہ موا سب مال جو کہ رکھا ہوا تھا وہ بھی لیگیا اور جسم کے کپڑے بھی لیگیا میں کیا کروں سوسن
نے مہر و نش سے کہا کہ تم اسکو اپنے کپڑے تنگا کر دید و مہر و نش سے کہا کہ میرے صندوق سے کپڑے
نکا کر بہن لے وہ کوٹھری میں آئی بیان آکر کوٹھری کو خالی پایا پکاری ملکہ یہاں بھی تو خاک اڑ رہی ہو
کچھ بھی نہیں ہوا تو سوسن اور مہر و نش و ماہ و نش حیران ہو کر آئیں آکر دیکھا تو کچھ نہ پایا بالکل سنا
تھا اب جو بقدر کوٹھریاں اور کمرے تھے سب کو دیکھا ایک شکانہ تھا مہر و نش و ماہ و نش بیٹھے لگیں
سوسن نے کہا کہ لڑکیوں صبر کرو یہ اس حرام زادے کا کام ہے سب لوٹ مار کر لیگیا وہ خاموش ہو رہیں
دل آرا سے کہا کہ ہمارے میلے کپڑے نفلان مقام پر رکھے ہوئے ہیں انہیں سے لیکر بہن لے آئیں جو جا کر
دیکھا تو میلے کپڑے بھی نہ تھے آکر کہا کہ ملکہ وہ موا میلے کپڑے بھی آپکے لیگیا کچھ بھی اس نے باقی نہ رکھا آخر
کو عاجز ہو کر اسکو پلنگ کی چادر دی وہ اسنے باندھی وہ ٹاٹ کا ٹکڑا اور کیا اب سوسن نے پوچھا
کہ تجھ پر کیا گزری اسنے کہا کہ میں امن مرے کو میلے کے درختوں میں ڈھونڈ رہی تھی کہ میرے منہ پر کوئی چیز
خود بخود گرمی بجو چھینکے آئی گر پڑی بیہوش ہو گئی پھر مجھ کو خبر نہیں ہو کہ کیا ہوا اب جو ہوش آیا تو اپنے
کو بیان پایا سوسن نے کہا کہ خیر جو کچھ ہوا سو ہوا اب بہت ہوشیار رہنا میں مکان پر جا کر تم کے لیے
روپیہ بھیجتی ہوں اور دل آرا لے لیے کپڑے ملگا اب کسی کو نہ آئے دنیا ان سب نے کہا کہ اے ملکہ اگر اب وہ ہم کو
ملجائے تو ہم اسکی بوشیاں کاٹ کاٹ کر کیا اب لگا کر کھائیں ہم کو ذرا بھی اس کے حال پر رحم نہ آئے سو ان نے
کہا کہ خیر تم دیکھنا کہ میں کیونکر اسکو قتل کرتی ہوں باجاؤں تو ان سب باتوں کا حال اسکو معلوم ہو یہ کہہ کر
اور سب کو اکید کر کے سوسن تخت سحر پر سوار ہو کر جلی گئی وہاں جا کر اسنے دل آرا کے لیے کپڑے اور ہر ایک خواص کو

تھوڑا تھوڑا روپیہ اور تھوڑی روپاہ ویش کے لیے کہتا و کپڑے روانہ کیے یہاں یہی جرجا ہو رہا تھا کہ
 وہ سب مال آیا لائے واپس لے نام بنام سب کو دیا وہ سب خواجہ کو کوٹنے اور گالیاں دینے لگیں راوی
 ان سب کو تو اسی حال میں مبتلا رکھتا ہی کہ خواجہ کو بڑا بھلا کہہ رہی ہیں اور صبر و سحر کے بعد روانہ کرنے
 مال و اسباب کے سحر کیا اور اپنی حفاظت کا بندوبست کر کے باطمینان تمام بیٹھی اور صبح کا انتظار کر نیلی
 کہ جمال راہدار کو اسیر کر کے راتا ہو گا اسکو صبح کے انتظار میں چھوڑا جاتا ہی اب خواجہ کا حال بیان ہوتا
 ہو کہ یہ جو باغ سے نکل کر اپنے شاطری مار کر جمال کے مکان پر آئے اسکو نہ پایا فیرا انکی دہن میں ایک تدریر
 آئی جلدی سے جمال کے ملازموں و اسکی ماں کو خرے بیہوشی امیر ویکو بیہوش کیا وہ یہ دریافت
 کرتی رہی کہ جمال کہاں ہے انھیں نے کہا کہ یہ کہا تو میں بیان کرتا ہوں جب وہ کھا کر بیہوش ہوئی
 اسکو اور سب نوکروں کو اٹھا کر نذر زنبیل کیا اور جمال مار کر سب گھر کا مال و اسباب مع تخت و لنگ
 کے سب نذر زنبیل کر لیا خلاصہ یہ کہ جھاڑو تک نہ چھوڑی طرف و فگنی نکت نذر زنبیل کر لیے جھاڑی میں
 کر دی اس طور سے مکان کو صاف کیا کہ جیسے کوئی بوٹ بیگھا اور خود جمال کی ماں کی صورت نیکر بال کھول کر
 صحن میں بیٹھ کر خواجہ عمر و کا نام لیکر پینا و گالیاں دینا اور کو سنا شروع کیا کہ ہاے وہ مواعمر و آیا
 میرے بچے کو بھی بھگا کر اپنے ہمراہ لیگیا اور سب مال و اسباب بھی بوٹ بیگیا مجھ کو کسی طرف کا
 نہ کھاب میں کیوں کر سیر کرونگی مجھ سے بھی کتنا تھا کہ تو بھی دین اسلام قبول کر جب میں نے انکار کیا تو
 مجھ کو اسی مقام پر اکیلا چھوڑ دیا اب میں کدھر جاؤں اور کیا کروں یہ تو کوئی سہارا نہیں ہے یہ کہتی ہے
 اور روتی ہے اور کہتی ہے خداوند عجائب اس عمر و کو غارت کرین یہ مردہ یہاں کھائے آیا آیا تو مجھ کو بوٹ
 میرا ہی دشمن تھا اب تو اسکی صورت بنی ہوئی روپیٹ رہی ہے صبح جو وہاں سے خوشخوار رہتا ہوا
 طاؤس عمر و سوار برائے گرفتاری جمال راہدار چلا تھا یہاں آکر پہونچا جب قریب مکان جمال راہدار آیا تو اسکے
 کان میں رو نیکی صدا آئی اسنے دلیں کہا کہ یہ کون رو رہا ہے چلو تو معلوم ہو جائیگا پہلے اپنا کام کر لو پھر تلاش
 کرنا کہ کون رو رہا ہے ایسا نوکری کو عرصہ ہو جمال راہدار کسی طرف ملکہ کے خوف سے بھاگ جائے یہ جب قدر قریب
 مکان جمال پہونچتا ہوا ہے اسے قدر رو نیکی صدا قریب ہوتی جاتی ہے جب یہ بالکل فریب ہو چکا گیا اب
 اسکو معلوم ہوا کہ جمال کے مکان سے رو نیکی صدا آتی ہے اسنے اپنے دلیں کہا کہ یہ کون رو رہا ہے کیا بال
 رو رہا ہے اگر یہ رو بھی رہا ہے درست و ساجت بھی کر لیا تو میں نہ مانو نگا ضرور پکڑ کر لجاؤنگا اسکو سزا

نہرو روواؤنگا اسنے بڑا غضب کیا تھا یہ دل سے ہاتھیں کوٹا ہوا جمال کے مکان کے صحن میں ہوا پرستے
 آتراب یہاں آکر کیا دیکھا کہ تمام مکان ویران ہو ایک بھی چیز مکان میں اسباب خانہ داری سے نہیں ہی
 جمال کی نان صحن میں بیٹھی ہوئی بال کھولے ہوئے خاک پر دو ہڑ مار رہی ہو اور خواجہ کا نام لے لیکر
 گایاں اور کوسنے دی رہی ہو یہ واقعہ دیکھ کر یہ حیران ہوا وہ ضعیفہ ایسی روئے اور پٹنے میں مصروف تھی
 کہ اسنے یہ بھی نہ دیکھا کہ کون آتا ہے یہ فریب اس عورت کے آیا اور کہا کہ اے ضعیفہ جلد بتا تیرا بیٹا جمال
 کہاں ہے اور نور و کیوں رہی ہے نہ مانو نگا اسکو بیکر کر لجاؤنگا کیونکہ حکم ملکہ کا ہے اسنے ملکہ کے ساتھ دشمنی
 کی اور ملکہ کے قاتل سے مل گیا اسکو اپنے ہمراہ لیکر ملکہ کی لڑکیوں کے باغ میں گیا وہ تو خیر ہوئی کہ ملکہ
 اسکے حال سے آگاہ ہو گئیں وہ دونوں وہاں سے بھاگے جلد بتا کہ کہاں اسکو پوشیدہ کیا ہے اور یہ
 سیری کیا حالت ہو اور یہ تیرے مکان کی کیا کیفیت ہو نور و کیوں رہی ہے حبیب صریح نے یہ کہا تب اس ضعیفہ
 نے سر اٹھا کر دیکھا صریح کو اپنے پاس کھڑا ہوا پایا صریح کو دیکھنا تھا کہ چرخین مار مار کر رونی لگی اور کہنے لگی کہ
 میں کیا جانوں کہ وہ کہاں گیا عمر و حیا را اسکو اپنے ہمراہ لیگیا ہو مسلمان کر کے مع تمام مال و اسباب خانہ دار
 کے میں نے جو منع کیا تو جمال نے بھی خوب مارا اور عمرو نے بھی اور کہا کہ اگر دین اسلام اختیار کر دگی تو کوکو
 ہمراہ لجاؤنگے میں نے انکار کیا مجکو مار پیٹ کر اکیلا چھوڑ کر سب مال و اسباب لوٹ کر جلد یا میں یہاں
 روتی بیٹھی رہ گئی اسکی جان پر ڈھائی دیتی ہوں مجکو رو دنا تو اس امر کا ہو کہ مال بھی گیا اور اسباب بھی
 اور رٹ کا بھی ملج ہو گیا اب میری کیونکر بسر ہوگی کیا کروں صریح نے کہا کہ اے ضعیفہ کیوں فقرہ کرتی ہو تو نے
 خود اسکو بھگا دیا ہو گا بسبب خوف بادشاہ کے اسنے کہا کہ میں آپ سے قسم کھا کر عرض کرتی
 ہوں کہ جو میں نے اسکو بھگایا ہو یا میں اسکے حال سے آگاہ ہوں یہ تو ضرور میں نے دیکھا کہ وہ
 دونوں گھبرائے ہوئے آئے پہلے تو سب مال و اسباب سمیٹا ایک مقام پر جمع کیا اسکو عمرو نے
 جال کر غائب کر دیا اسقدر مال و اسباب تھا کہ تین دن تک اگر اٹھایا جاتا تو بھی نہ کم ہوتا یا اس مردے
 نے دم بھر میں سب اٹھا کر غائب کر دیا اسکے بعد نو کروں کو بلا کر اسنے کچھ کہا انھوں نے قبول کیا میں خاموش
 بیٹھی ہوئی دیکھا کہ یہ کیا آفت ہے جب نو کروں سے کہ چکا تو مجکو جمال نے بلایا اور مجھ سے کہا کہ دین اسلام
 قبول کرو میں نے انکار کیا مجکو خوب پہلے بچھایا جب میں نے نہ مانا تو مجکو مارا اور جو میرے ہاتھ گلے تھا
 سب پسین لیا کپڑے بھی پیٹتا تھا مگر میری سنت و حاجت سے چھوڑ دیا اور دونوں کے دونوں

اچلے گئے مین اکیلی رہ گئی آنکی جان کو رو رہی ہوں اس اولاد والی سے بن اولاد کی ہوئی تو اچھی تھی
 بلکہ سے الگ شرمندہ ہوئی وہ الگ میری طرف سے بدگمان ہوئیں اور مال و اسباب بھی برباد گیا
 یہ سب اس حرام زادے جمال کی بدولت ہوا بجو نہ تو جمال کا غم ہی نہ مال کا روناس امر کا ہو کہ
 اب میں کدھر جاؤں اور کیا کروں اگر ملک کے پاس جاتی ہوں وہ ناراض ہیں کبھی بجکوا اپنے پاس نہ رہنے
 دینگے میری ہر طرح سے خرابی ہوئی مین کسی طرف کی نہ رہی ہاں میرے خداوند مین کیا کروں کیسی میری
 تقدیر بھوٹ گئی کاش یہ مردا جمال مر جاتا تو میری یہ خرابی نہ ہوتی مین بلکہ ہی کے پاس جا بیٹھتی میری ابراہیم
 ہو جاتی مین آنکے رو کام کرتی وہ بجکوروٹی دیتیں بجکومکان کی کیا ضرورت تھی اور خانہ داری کی کیا
 حاجت تھی یہ تو اسی مردے جو انا مرگ جمال کے سب سے سب چیزوں کی ضرورت ہوئی مین نے اپنی
 جوانی بسکے پیچھے برباد کی یہ جو انا مرگ بجکومعینی مین دغا دیکر ایک عیار کے ساتھ اس کے بہکانے سے چلا گیا کچھ
 خیال نہ کیا کہ بڑھیا مان کیا کریگی اور کدھر جائیگی ہم اسکو تو کسی طرف کا نہیں رکھ جاتے ہیں اسطور سے
 رو رو کر یہ سب قصہ بیان کیا کہ صریح کو اسکے حال پر رحم آگیا اور کہا کہ تو سچ کہتی ہو کہ جمال عمرو کے ساتھ
 سب مال و اسباب لیکر چلا گیا اور بجکوجھوڑ گیا اسنے جواب دیا کہ مین قسم کھا کر کہتی ہوں کہ اگر آپ سے جھوٹ
 کہتی ہوں یا فقرہ کرتی ہوں یا پوشیدہ کرتی ہوں اور اس امر سے آگاہ ہوں کہ جان جمال و عمرو ہیں
 تو بجکوخداوند سا عمری و خداوند جمشید و خداوند آفتاب شعلہ پیکر خاک سیاہ کر دین جب اسطور سے
 فستیں کھائیں صریح کو یقین آگیا کہ یہ سچ کہتی ہوں اسنے اس طور سے رو رو کر سب حال بیان کیا کہ
 کیسا ہی سخت دل بیرحم ہو مگر اسکو بھی رحم آجائے ایسا ہی ہوا کہ صریح کو اسکے حال پر رحم آگیا کہنے لگا
 کہ گھبراتی کیوں ہو تو میرے ساتھ میرے مکان پر چل مین بجکوکھانے کو و لنگا تو میرے استاد کی قبر
 پر بیٹھی رہنا عبادت کرتا تیری عقبتے بھی درست ہوگی خوب ہوا کہ جمال چلا گیا اور نہ ایک نہ ایک
 دن تو اسکی بدولت ذلیل ہوتی اور اس بڑھیا بے مین عزت جاتی قتل کیجاتی کیونکہ وہ بہت
 آوارہ ہو گیا تھا اسنے جواب دیا کہ خیر خوب ہوا جو وہ چلا گیا مین کہاں جاؤں صریح
 نے کہا کہ مین نے تو مجھے کہا کہ تم میرے ساتھ چلو اور میرے مکان مین چلکر رہو اور عبادت
 خداوند کرو اسنے آسنو پوچھکر کہا کہ میں خود یہ جاہتی ہوں کہ کسی طور سے کوئی ایسا مقام ملجائے
 کہ جہان مین بیٹھکر گوشہ مین عبادت خداوند کروں اور اپنی باقی زندگی بسر کروں صریح نے

کہا کہ میں تو کمتا ہوں کہ یہاں سے چل کر میرے استاد کی قبر پر بیٹھ کر اپنی زندگی بسر کرو جو ابراہیم
 میں آپ سے سچ عرض کرتی ہوں کہ ایک مدت سے مجھ کو اس قبر کی زیارت کا اشتیاق تھا اس
 حرام زادے جمال سے کئی مرتبہ کہا کہ تو خدمت مریم جادو میں جاتا ہو میری طرف سے عرض
 کرنا کہ مجھ کو آپ کے استاد کی قبر کے دیکھنے کا بہت اشتیاق ہو اور اس کی زیارت کی اشتیاق ہوں مگر اس نے
 ایک دن بھی آپ سے عرض نہ کیا اب تو میری مراد برآئی اگر آپ کی یہ ہی مرضی ہو تو مجھ کو ملے چلیے میں حاضر
 ہوں میں قسم کھا کر عرض کرتی ہوں کہ میں اب کہیں بجاؤنگی مگر میری جان ملکہ کے ہاتھ سے بچا کیے گا
 مریم نے کہا کہ مگر اس سے کچھ مطلب نہیں ہو تم میرے ساتھ چلو اس نے کہا کہ چلیے میں مریم خواجہ
 عمر یعنی جمال کی نقی بان کو لیکر اپنے مکان میں آیا اور اسی وقت درگاہ کھول کر اس کو آفتاب چلیے
 کی قبر پر بٹھا دیا اور خود باہر آ کر ایک عرضی بنام ملکہ سوسن اس نمودن کی تحریر کی کہ اللہ عالم کو معلوم
 ہو میں بموجب حکم ملکہ عالم مکان پر جمال راہدار کے گیا وہاں جا کر دنیا تو مکان بالکل خالی پر ہر کوئی
 نہیں ہوا اب جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ جمال راہدار کو مع اس کی مان اور نو کروں اور کل مال و حساب
 کے عمر واپنے ہمراہ لے گیا ہر ان لوگوں کا پتہ نہیں ہو میں نے بہت تلاش کیا کہیں نشان نہ ملا جسے ملے
 ہوا اور میرے کھانے کا بھی وقت آ گیا تھا میں اپنے مکان پر چلا آیا اگر جمال مانتا تو اس کو کیا حاضر ہوتا
 وہ تو ملا نہیں میں نے خیال کیا کہ اب جا کر کیا کروں آپ کو بذریعہ تحریر کے اطلاع دی لہذا اب آپ کو لازم
 ہو کہ بہت ہوشیار رہیے عمر و اسی مقام پر کہیں نہ کہیں پوشیدہ ہو اور ضرور کچھ کوئی نہ کوئی مکان رہی کر لکھا
 زیادہ صلاح عرضی لکھ کر بذریعہ طاہر سحر کے سوسن کی خدمت میں روانہ کی وہ طاہر سحر عمر و لکھ کر نمودن
 کے پاس گیا سوسن نے وہ عرضی بر مئی حال سے آگاہ ہوئی اسی وقت اس کا جواب تحریر کیا کہ میں
 تو ہوشیار ہوں مگر تم بھی ہوشیار رہنا اپنی طرف سے اور میری طرف سے بھی جو تم نے لکھا ہوں میں اس سے
 آگاہ ہوئی یہ جواب لکھ کر روانہ کیا اور اسی وقت ایک کمرے میں جا کر بیٹھی اور خوب پہرہ جو کی مقرر کیا
 اور سب سے کہدیا کہ جو کوئی میرے پاس آئے سوا مریم کے اس سے کہدیا کہ ملکہ چلیے میں بیٹھی ہیں ابھی
 جا لیس دن اتنے ملاقات نہوگی اور اس نے اپنا خوب بند و بست کیا یہ تو بند و بست کر کے بیٹھی وہاں
 طاہر نے جا کر مریم کو جواب دیا مریم نے کہا کہ میں ہوشیار ہوں یہاں کون آسکتا ہر دن میری
 اجازت کے مریم تو خوش خوش بیٹھا ہی یہ نہیں معلوم ہو کہ ملکہ ملوث سر پر موجود ہیں میں ان کو خود یہاں

لایا ہون بقول کہے چون قضا آمد طبیب ابلہ نشود + جب قضا آتی ہو تو اسکے سامان غیب سے پیدا ہوتے ہیں واقعی غیر ممکن تھا کہ کوئی بدون اجازت صریح اس تالاب کے اندر جاسکے یا اندر اس گنبد کے کہ جہان آفتاب کی قبر ہو اسکو کوئی کیا کرے کہ خود صریح خواجہ کو لیکر آیا اور آفتاب کی قبر پر ٹھہرایا یہ بھی خیال کیا کہ جس سے تو دریافت کروں کہ یہ واقعی اصلی مان جمال کی رہا اس میں بھی کوئی فقرہ ہو ایسا کچھ غافل ہوا اور کچھ ایسی تقریر کی خواجہ نے جمال کی مان بنکر کہ اسکو بالکل خیال نہ رہا آدم برقصہ یہ تو خوش خوش بیٹھا ہی اور صریح خواجہ نے دیکھا کہ صریح نے خود لا کر مجھ کو اپنے استاد کی قبر پر ٹھہرایا اور دروازہ بند کر لیا اب جو انھوں نے دیکھا تو اس گنبد کو فرش و فرش و تیشہ آلات و دیگر اسباب تقری و طلانی سے آراستہ پایا ایک طرف روپیہ اشرفی کا انبار تھا جو کہ میلے واسے آکر چڑھاتے تھے ایک طرف جو اہر کا ڈھیر تھا بس خواجہ نے پہلے تو سب روپیہ اشرفی و جو اہر اٹھا کر اندر نہ فیمل کیا اسکے بعد وہ سب اسباب جو کہ قبر پر رکھا ہوا تھا یعنی عمر طلانی و دیگر اسباب فرش و فرش وغیرہ اسکے بعد سب جھاڑ و کنول اتار اتار کر اندر نہ فیمل کیے بالطمینان تمام جب کوئی چیز باقی نہ رہی بالکل صفایا کر چکی اسوقت کچھ زنبیل سے نکالا اور اپنے دونوں تھنوں میں رومی لگائی آگ نکالی قبر پر رکھ کر اسکو جلا یا جب دھوان تمام گنبد میں پھیل رہا ایک مرتبہ بکاری کہ ای ہر سچ آتش خواہر جلد آؤ یہ کیا ہوا کہ خود بخود قبر سے دھوان نکلا اور آواز آئی کہ اب ہم بیان نہ ہینگے بالائے آسمان جائینگے اور اپنا سب مل و اسباب بھی لجا بیگے یہ صدا آئی ایک طراقت ہوا قبر شوق ہوئی آسمان سے ایک آفتاب پیدا ہوا اسکا ٹکنا تھا کہ خود بخود سب فرش و تیشہ آلات جو اشیاء بیان تھیں سب غائب ہو گئیں اب کوئی چیز بیان نہیں ہو جلد کر دیکھو کہ یہ کیا واقعہ ہے کیوں خداوند خفا ہو گئے ہیں چونکہ صریح تو اس گنبد کے پاس بیٹھا ہوا تھا اسنے جو یہ صدا سنے کچھ سمجھ میں آئی کچھ نہ آئی حیران ہوا کہ یہ کیا ضعیفہ کہ رہی ہو ذرا چلکر دیکھنا چاہیے ایک مرتبہ دروازہ گنبد کا کھولا اندر آنا سنا آگئی تھی اندر آکر دروازہ بند کر دیا بیان آکر کیا دیکھا کہ گنبد دھوان و حار ہو رہا ہے کچھ دکھائی نہیں دیتا ہے اسنے گنبد میں آکر جب دھوان دیکھا اور کچھ نظر نہ آیا تو بکار کہ ای ضعیفہ یہ کیا واقعہ ہے یہ دھوان کیسا ہوا ورتو کیا کہ رہی ہو اور میں کہہ رہا ہوں تو کہ صریح اس ضعیفہ نے وہی سب حال پھر بیان کیا یہ کھڑا ہوا سنا کیا اور کہنے لگا کہ معلوم ہوتا ہے کہ کچھ خطا سرزد ہوئی مجھ سے جو خداوند خفا ہو گئے خیر میں پوچھا پاٹ کر کے منا کو لگا

یہ دھوان برطرف ہو تو کچھ انتظام کروں یہ کہہ رہا تھا کہ اُدھر اُس دھوین نے اُسکے دماغ میں اثر کیا اور وہ چرخ کھا کر چھٹک مار کر دم سے گرا اپنے دوڑ کر اُسکو اٹھا کر پہلے تو قصد کیا کہ قتل کر ڈالوں پھر خیال میں آیا کہ اسی کی صورت پر تیار ہو کر بھر چکر سو سن پر عیاری کروں یہ اُسکا بڑا محافظ اور نگبان تھا اُسکو تمنے پکڑ لیا اب کون خبر لے گا اور کون اُسکو بچائے گا یہ خیال دل میں کر کے خواجہ نے پہلے اپنی صورت صریح کی صورت سے مشابہہ کی اُسکے کپڑے اتار کر پہنے اُسکے بعد اُسکو تو نذر زنبیل کر لیا اور اُس دھوین کو برطرف کیا پکارے کہ کوئی یہاں آئے یہ کیا ہوا کہ میں اندھا ہو گیا یہاں جو اُس ضعیفہ کی آواز سننے آتا تو اُس ضعیفہ کو دیکھا کہ وہ کٹری ہوئی کہ رہی ہو کہ قبر سے ایک آفتاب نکلا اور صدا آئی کہ ہم جاتے ہیں اب یہاں نہ رہیں گے اور یہ سب مال و اسباب در روپیہ اور پیسہ لے جاتے ہیں میں یہ ہی صدا سننے اندر آیا تھا میں نے خود بھی دیکھا کہ سب مال و اسباب خود بخود جو کچھ باقی تھا غائب ہونے لگا دو ماٹھ پیدا ہوئے میں وہ سب مال اٹھا لے لے جاتے ہیں میں کھڑا دیکھا کیا کہ یہ کیا واقعہ ہے جب کچھ نہاد وہ ہی ماٹھ پھر پیدا ہوئے اُس ضعیفہ کو بھی اکٹھا کر لے گئے اُس ضعیفہ کا جانا تھا کہ دھوان پیدا ہوا میری کھونکین جو نگامین اندھا ہو گیا اب مجھ کو کچھ دکھائی نہیں دیتا ہی جلدی آ کر مجھ کو بجاؤ ورنہ میں ہلاک ہو جاؤنگا یہ سنتے ہی جو ملازم اُسکے اُس مقام پر موجود تھے وہ دوڑے گنبد کے اندر آئے اسنے کنڈی نہیں دی تھی صرف پٹ بند کر دیے تھے نوکر جو آئے دھوین کا کچھ اٹھایا یا سیان کو دیکھا کہ بالکل بیکار کٹھے اُدھر اُدھر مثل اندھوں کے ماٹھ مار رہے ہیں ان نوکروں نے پھر کر کہا کہ کیوں سیان یہ کیا حال ہے کچھ بیان نو فرمائیے کہا کہ مجھ کو باہر لے چلو تو میں بیان کروں یہاں تو میرا دم گھٹتا جاتا ہے ایک تو اندھا ہوا ہوں اسکا صدر مدد دوسرے تاریکی اسکا سبب اب میں کیا بیان کروں کیا نہ کروں یہ کیا آفت میرے اوپر آئی کیا مجھ سے خطا ہوئی جو مجھ کو یہ سزا ملی جلدی باہر لے چلو وہ نوکر صریح کا ماٹھ پکڑ کر لے چلے اسنے راہ میں کئی بر مقام پر ٹھوکر کھائی گرتے گرتے بچا اگر نوکر ماتھ سے ہوتے تو منہ کے بھل گرتا کہ منہ ٹوٹ جاتا رو ہی بیان کرتا ہے کہ خواجہ صریح کی صورت پر اند بنے ہوئے گنبد کے باہر آئے نوکروں نے دیکھا کہ گنبد بالکل خالی ہے کوئی شے موجود نہیں ہے ایک اثر رہی نوکر وغیرہ سب حیران ہیں کہ یہ کیا سانچہ ہے یہاں کیونکر

نابینا ہوئے یہ تو نئی بات آج ہوئی لاکر صریح کو مسند پر بیٹھایا پوچھا کہ کچھ بیان فرمائیے کہ یہ کیا واقعہ
 گذرا صریح نقلی سنئے کہ کہ میں گنبد کے پاس بیٹھا ہوا تھا اس ضعیفہ کو لاکر میں نے اندر گنبد کے بیٹھایا تھا
 وہاں مٹی جیال لڑھکائی میں باہر گنبد کے بیٹھا ہوا کچھ سحر کے الفاظ یاد کر رہا تھا کہ یکایک
 وہ ضعیفہ اندر سے پکاری کہ اے صریح جادو جلد آئیے دیکھیے یہ کیا واقعہ ہے کہ سب مال و سیلاب خود بخود
 غائب ہوا جاتے ہیں اور آفتاب قبر سے نکلا ہے میں بے شک حیران ہوا کہ یہ کیا سانحہ ہے اندر گنبد کے
 گیا وہاں جو گیا تو میں نے بھی یہی واقعہ دیکھا میرے سامنے سب مال جو کہ باقی تھا غائب ہوا
 میں کھڑا ہوا دیکھا کیا سحر یا ذکر تاہوں یاد نہیں آتا کہ یکایک وہ بڑھیا بھی غائب ہو گئی اسکے
 بعد وہوان پیدا ہوا اسکا پیدا ہوتا تھا میری آنکھوں میں جو لگا تو میں اندھا ہو گیا اسوقت سے
 کچھ نہیں دکھلائی دیتا ہوں نہ سحر یا دعا کی جادو ملک سوسن کے پاس لے چلوں تاکہ وہ کچھ میرا
 بندوبست کریں اور کچھ علاج کوئی ابھی ابھی تازہ روشنی چلی گئی ہے شاید علاج کیے جانے سے
 واپس آئے پھر میری آنکھیں روشن ہو جائیں جلد لے چلو آنکھوں نے کہا کہ بہت خوب جو
 ملازم سحر سے آگاہ تھے آنکھوں نے تخت سحر تیار کیا اس پر صریح کو بٹھا کر طرف در بند
 سوسن کے لے چلے باقی سے کہ گئے کہ ذرا پوچھا رہنا عمر و آیا ہوا ہے یہ لوگ تو یہاں
 اپنے اپنے کام میں مصروف ہوئے ادھر وہ ملازم صریح نقلی کو لے ہوئے چلے جاتے تھے
 یہاں تک کہ راہ طر کر کے کوہ سوسن پر پہنچے باغ سوسن جادو ویرا کر زمین پر اترے
 جو باسیان اور نگہبان سوسن نے مقرر کیے تھے آنکھوں نے دیکھا کہ صریح جادو و تخت پر سوار اور
 چند ملازم و خدمتگار ہمراہ ہیں ادھر کو آتے ہیں جب وہ قریب آکر پہنچے آنکھوں نے
 کہا کہ کہہ آتے ہو تم اسی مقام پر ٹھہرو صرف صریح جادو کو آنے دو کیونکہ ہم کو حکم ہے کہ
 سوائے صریح کے کوئی آنے نہ پائے اگر ہماری لڑکیاں بھی آئیں تو نہ آنے دینا ہم کیونکر ٹکرو آنے
 دین آنکھوں نے کہا کہ ہم کیونکر اپنے آقا کو جھوڑ دین وہ تو دفعتاً نابینا ہو گئے ہیں ہم انکو ملکہ کے
 پاس لے کر آئے ہیں تاکہ ملکہ کچھ تدارک کریں اور تم کہتے ہو کہ تم نہ آؤ اگر ہم چھوڑ دینگے انکو تو کچھ دکھائی دیتا
 نہیں ہے وہ گر پڑینگے انکے چوٹ لگے گی آنکھوں نے کہا کہ ہم کو حکم نہیں ہے ہم کیونکر جانے دیں صریح
 نے خود پکار کر کہا کہ بھائیوں میں بالکل مجبور ہوں انکے سہارے سے تو آیا ہوں یہ کیونکر

بجگو چوژدین تم جا کر ملکہ کو میرے آنے کی خبر کرو اور میرے حال سے ملکہ کو آگاہ کرو دیکھو وہ کیا کہتی ہیں
 میں اسی مقام پر ٹھہرا ہوں ملکہ سے کہنا کہ میری ملک کہیں کیونکہ بجگو سحر بالکل فراموش ہو نہ معلوم کس وقت
 میں مبتلا ہوا ہوں وہ لوگ یہ جسکے باہم کہنے لگے کہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ اتنا بڑا ساحریوں
 مجبور ہو جائے یہ کیا ہوا کہ اس قدر جلد اندھا ہو گیا ابھی کل تک تو اچھا بھلا تھا مقام افسوس اور
 ترس کھانے کا ہی یہ باہم کہہ مریخ سے کہا کہ آپ ٹھہریں ہم آپ کی خبر ملکہ سے کرتے ہیں یہ کہہ کر انہیں سے
 چار تو اسی مقام پر یعنی اپنے پہرے پر ٹھہرے رہے اور دوا اندر آنے اور اس کمرے کے دروازے
 پر پہونچ کر کہ جان سوسن سحر تیار کرنے بیٹھی تھی کھڑے ہو کر بکارے کہ ای ملکہ عالم اگر اجازت ہو تو
 ہم اندر آئیں سوسن نے بکار کر کہا کہ کیوں ای میرا ہم دایم مصاصم کیا ہو کس ضرورت سے
 اندر آنے کی اجازت طلب کرتے ہو انھوں نے کہا کہ مریخ جاؤ تو شریف لائے ہیں بگڑی حالت سے
 کہ بالکل اندھے ہو گئے ہیں انکو آنکھ کے ملازم پکڑ کر لائے ہیں سحر بھی بالکل فراموش ہو انھوں نے قصد
 کیا تھا کہ مع ملازموں کے داخل باغ ہوں پہننے منع کیا تب انھوں نے کہا کہ میں اندھا ہو گیا ہوں
 کیونکہ اپنے پاؤں سے جاؤنگا تم جا کر ملکہ کو خبر کرو کہ مریخ جاؤ و آئے ہیں اول تو نابینا ہو گیا دوسرے
 سحر بالکل فراموش ہو گیا ہو یہ ہی ملازم تو بجگو لائے ہیں ورنہ میرا انا نہوتا میں ٹرپ ٹرپ کر جاتا
 یہ فرمایے کہ کیا اُسے کہا جاے سوسن نے جواب دیا کہ تم خود آتکا ہاتھ پکڑ کر لے آؤ انکے ملازموں کو
 باہر ٹھہراؤ آتے کہو کہ تم یہاں ٹھہرو ہم تمہارے مالک کو ملکہ کے پاس لیے جاتے ہیں انھوں نے
 جواب دیا کہ بہت خوب سوسن نے کہا کہ ذرا ہوشیار رہی سے لانا کسی قسم کی تکلیف نہو کوئی ٹھوکر
 نہ لگے انھوں نے کہا کہ کیا نجال یہ کہہ کر وہ دونوں ساحر باہر آئے یہاں سوسن فکر کرنے لگی کہ
 یہ کیا ہوا کہ اتنا بڑا ساحریوں اندھا ہو گیا ابھی تھوڑی دیر کا زمانہ ہوا ہے کہ میرے پاس آیا تھا بجگو
 عمرو کے ہاتھ سے بچا یا میرے پاس بیٹھا رہا میں نے اسکو براے اسیری جمال راہدار روانہ کیا اسنے اسکی اطلاع
 کی اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی عرضی روانہ کی میرے پاس استعویجے میں کیا ہوا کہ ایسا اندھا ہوا کہ
 دوسرے آدمی ہاتھ پکڑ کر لائے اسکے ساتھ سحر بھی فراموش ہوا کچھ عقل نہیں کام کرتی ہے سوسن تو
 قویہ دل سے بائیں کر رہی تھی آدھرا ساحریوں نے باہر جا کر اور قریب مریخ آکر کہا کہ ملکہ نے فرمایا ہے کہ آپ میرے
 نوکروں کے ہمراہ میرے پاس تشریف لائیے اپنے ملازموں کو درباغ پر ٹھہرا رہنے دیجیے مریخ نے جواب دیا کہ بکار

اس سے کیا غرض کہ میری ہی ملازم تھا لیکن جہاں ملکہ کے پاس جانے سے مطلب ہو خواہ کوئی لے چلے
 تم بچلو یا میرے ملازم ان دونوں نے کہا کہ آپ ہمارے ہمراہ چلیں یہ کہہ کر صرینج کا ہاتھ پکڑ لیا اور صرینج کے
 نوکروں سے کہا کہ آپ لوگ یہاں ٹھہریں صرینج نے اُسے کہا کہ اب تمہارے ٹھہرنے کا یہاں کام نہیں ہو تم کان پر
 جاؤ وادل تو میں اچھا ہو جاؤنگا اپنے آپ سے آؤنگا اگر نہ بھی اچھا ہوا تو ملکہ کے ملازم بچو ہو نچاؤ نیگے یقین
 تو یہ کہ ملکہ خود بھی اس امر کو نہ گوارا کریں کہ میں ایسی حالت میں اُنکے پاس سے چلا جاؤں اُنھوں نے کہا کہ
 پھر ہم جاتے ہیں صرینج نے کہا کہ جاؤ مگر بہت ہوشیار رہی سے رہنا اور کام کرنا دیکھو عمو عیار آیا ہوا ہے میں
 بھی وہاں نہیں ہوں ایسا نہ ہو کہ وہ کوئی مکر و فریب کر کے تم لوگوں میں شامل ہو جائے اور کوئی فساد
 برپا کرے اُنھوں نے کہا کہ آپ اطمینان رکھیں کبھی ایسا نہ ہوگا ہم بہت ہوشیار رہی سے کام کریں گے
 کسی غیر کو اپنے پاس نہ آنے دیجئے صرینج نے کہا کہ ہاں لے جاؤ وہ ساحر جو کہ صرینج کے ہمراہ آئے تھے وہ اُسی
 تالاب کی طرف چلے گئے اور جا کر اپنے کاروبار میں مصروف ہوئے جو کہ ساحر وہاں تھے اُنھوں
 نے دریافت کیا کہ میان صرینج کا مزاج کیسا ہو کیا اُنکھوں میں روشنی ہوئی اُنھوں نے کہا کہ ہم اُنکو
 سوسن کے باغ تک پہنچا آئے اندر ہم جانے نہ پائے سوسن کے ملازم اُنکو لے گئے ہکوا اُنھوں نے
 باہر سے رخصت کر دیا نہ معلوم وہاں کیا علاج کیا گیا اور اب کیسے ہیں یہ سُنکے وہ لوگ بھی
 خاموش چورہے آدھر سا حزان سوسن صرینج آتش خوار نقلی کو بہت ہوشیاری اور حفاظت
 سے اُس مقام پر لائے کہ جہاں سوسن بیٹھی ہوئی تھی آکر بکارا کہ ملکہ عالم یہ صرینج جادو و تشریف لائے
 یں سوسن نے کہا کہ اچھا صرینج نے سوسن کی آواز سُنکے کہا کہ اسی ملکہ وہ نا عیار ساربان زادہ آیا
 ہوا ہو اسی کے خوف سے آپ نے اس قدر بندوبست فرمایا ہو لہذا پہلے سحر سے دریافت کر لیجیے کہ میں اصلی
 صرینج ہوں یا وہ میری صورت بنکر آیا ہو خوب جانچ لیجیے پھر چکوا اندر اپنے پاس طلب فرمائیے گو سوسن کا
 پہلے یہی قصد تھا کہ سحر سے دریافت کر لوں مگر جب صرینج نے یہ کلمہ کہا تو سوسن نے خیال کیا کہ تمہاری بھی
 کیا عقل ہو کہ کجا عروا اور کجا تالاب سحر صرینج بدون حکم صرینج کوئی وہاں جا نہیں سکتا ہو پھر عمو کیوں کر گیا ہوگا
 جو صرینج کی صورت بنا ہوگا اگر عمو صرینج کی صورت بنا ہوتا تو یہ کیوں کہتا کہ سحر سے دریافت کر لیجیے وہ
 اس امر سے آگاہ کرتا اس قدر شک بیکار ہو بھلا صرینج کو عمو کہاں پاتا جو اسکی صورت بنتا یہ خیال کر کے دل میں
 بکا کر کہا کہ تم شوق سے آؤ میں سحر سے دریافت کر چکی ہوں بھلا تم سے میں شک کروں اگر تم ایسے خیر خواہ دشمنوں سے

ملجاؤ تو رہی بات میں اسکو کبھی نہ مانو گی اول تو عمر و کا تم تک گذر ہی محال ہو یہ خام خیال ہو اگر عمر و کا سایہ
 بھی بدون اجازت تمہارے اس طرف آئے تو جل جائے نہ یہ کہ وہ خود آئے اور تمہاری صورت بن کر آئے
 پس یہ شک بالکل بیکار اور دشوار امر ہی تم آؤ ذرا میں تمہاری حالت تو سنوں کہ تمہیں کیا گزری یہ کیا واقعہ
 ہوا ابھی تک تو تم اچھے تھے میں بہت حیران ہوں صریح نے کہا کہ ملکہ میں کیا عرض کروں کہ یہ کیا آفت میرے
 اور بڑا نزل ہوئی خبر جو مقدر میں تھا وہ پیش آیا سو سن نے کہا کہ امی صریح بہت جلد میرے پاس آؤ
 صریح کو وہ ساحر لیکر اندر کمرے کے آئے صریح نے کمرے میں پہونچ کر کہا کہ آپ کو صریح کو تشریف رکھتی ہیں
 میں کس طرف کو سلام کروں کیونکہ مجھ کو کچھ دکھائی نہیں دیتا سو سو سن نے کہا کہ جبکہ تم مجبور ہو تو نا چاری ہو یہی
 حالت میں سلام و بندگی کی کیا ضرورت ہو دوسرے میں تو سامنے بیٹھی ہوئی ہوں تم میرے پاس کھڑے
 ہو سہو بیٹھ جاؤ صریح یہ کہہ کر کہ آداب عرض کرتا ہوں بیٹھ گیا بیٹھنے جو لگا تو جانکر گرنے لگا کہ خود سو سن نے اسکو
 پکڑ لیا اور کہا کہ افسوس خداوند کسی کو آنکھوں سے نہ مجبور کرے یہاں تک میں بڑی نعمت میں یہ کہہ کر صریح کو اپنے
 پاس بٹھالیا اور اپنے ملازموں سے کہا کہ تم اب جاؤ اپنے کام میں صرف ہو بیان مختار کوئی کام نہیں ہو
 بیکار ٹھہرنے سے کیا فائدہ وہ صریح کو پہونچا کر دریاغ پر آ کر بیٹھ رہے ہیں سو سن نے صریح نقلی سے
 دریاغ کی کیا کہ کیا واقعہ گذرا کچھ بیان کر دو کیونکہ تمہاری یہ حالت ہوئی آتے کہ ملکہ کیا بیان کروں میرا یہ
 جی جا رہا ہے کہ اپنے کو ہلاک کروں اس زندگی سے تو مرنا بہتر ہے اگر اندیشہ ہو کر یہ دوسروں کے محتاج رہنا
 تو بیکار ہو گو اس امر کی مجھ کو پہلے سے خبر تھی کہ ایک زمانہ میں میں نے اپنا ہونا نگاہ میں لے اسکا بندوبست کر لیا
 تھا ایک سہ ماہی تیار کر رکھا تھا اسکو ہر وقت اپنے پاس رکھنا تھا لہذا میں نے شرط یہ تھی کہ ساحر زبردست
 اپنے ہاتھ سے لگالے ہم سحر کر رہے ہیں نے دلیں خیال کیا تھا کہ میں خود ساحر زبردست ہوں اپنے ہاتھ
 سے لگاؤنگا اسم سحر پڑھ کر اس امر سے آگاہ نہ تھا کہ جب اندھا ہو لگاؤنگا تو سحر بھی فراموش ہو جائیگا ورنہ
 اسکی بھی تدبیر پورے طور سے کرتا اسکو نیا کر لیتا کہ کسی بات کی ضرورت نہ ہوتی خیر یہ امر تو ممکن ہے کہ اگر
 مجھ کو فراموش ہو تو اب تو سحر سے آگاہ ہیں اور مجھ سے زیادہ تر علم سحر سے آگاہ ہیں پس اگر آپ کو کشتش
 فراموش تو میں اچھا ہو جاؤنگا سو سن نے کہا کہ اگر میری جان تک تمہارے کام آئیگی تو بھی میں دریغ نہ کروں گی
 کیونکہ تمہارا خیر خواہ کہان باؤنگی تم تو میرے قوت بازو اور مددگار ہو تمہارے بیکار ہو جانے سے میں بالکل
 بیدست و باہو جاؤنگی اگر تمہارے علاج میں یہ شرط ہوگی کہ آسان پر سے تارے ٹوٹ کر آئیں تو تمہاری آنکھیں

ہوشن ہون تو میں اسکی بھی کوشش کر رہی تھی اگر بھاری آنکھیں اس شرط سے اچھی ہوں میں اپنے خون کا
سر سے تیار کر لگاؤں تو ابھی ابھی جان کا کو خون نکالوں اور اسکا سرمہ بناؤں سرخ نے جواب دیا کہ مجھ کو آپ سے
اس سے زیادہ امید ہے مجھ کو بھی تو آپ سا قدردان نہ ملے گا خیر اب میرا واقعہ سماعت فرمائیے کہ کیونکر اس
بلای میں مبتلا ہوا میں جو آپ سے رخصت ہو کر جمال راہدار کے مکان پر گیا تو وہاں کسی کو نہ پایا بالکل مکان
خالی تھا تعجب اس امر کا تھا کہ کل مال و اسباب نثار و تھا جھلڑو کا تنکا تک نہ تھا یہ واقعہ دیکھا میں بہت
حیران ہوا ایک مرد ضعیف وہاں کھڑا ہوا تھا میں نے جو اس سے پوچھا اسنے کہا کہ میں اپنی بکریاں چرانے
آیا ہوں صبح سے یہاں موجود ہوں اور تو میں نے کچھ نہیں دیکھا صرف اس قدر دیکھا کہ ایک عورت اور
بچے سات مرد اس مکان سے گھبرائے ہوئے نکلے سبکی پشت پر کچھ بار بھی تھا اور جلدی جلدی وہ سا
چلے گئے میں کھڑا دیکھا کیا تھوڑی دیر کے بعد وہ پھر آئے اور اندر مکان کے گئے اور پھر وہاں سے
بوجھ لیکر گئے اسی طور سے انھوں نے کوئی دس پیرے کیے میں نے جو دریافت کیا تو انھوں نے کہا
کہ ہم اس مکان میں رہتے تھے اس میں آسپ ہو گیا ہر انداز سے جانے کا قصد کیا یہاں مزدور وغیرہ
تک نہ ہوئے ہم خود سب مال اٹھائے لیے جاتے ہیں خلاصہ یہ کہ وہ سب مال لینگے ہیں نے اس سے
دریافت کیا کہ یہ تو نے اس سے دریافت کیا تھا کہ جاتے کہاں ہوا اسنے کہا کہ مجھ کو اس دریافت کرنے کی
کیا ضرورت تھی اور وہ مجھ کو کیوں بتاتے رہ سکے میں نے بہت تلاش کیا جب کہیں تپہ نہ چلا تو میں مکان پر
وایس آیا ایک اطلاع کی آپ کے پاس سے جب جواب پہنچا تب میں نے کھانا کھایا کھا کر استاذ کی قبر کے
قریب گنبد کے باہر بیٹھ کر سہ تیار کرنے لگا ایک ضعیف میرے عزیزوں میں سے ایک مدت سے قبر پر میرے
استاذ کی بیٹھی ہوئی زیارت آنکی قبر کی کیا کرتی تھی اور عبادت اسنے ترک دنیا کی تھی جب سے
اسکا شوہر و فرزند جوان مرا تھا وہ کسی وقت ہا ہنہ آتی تھی سوائے رفع حاجت کے وہ بھی اسوقت
کہ جب سب سوتے ہوتے تھے سکائیہ قول تھا کہ میرا ہایہ کسی پر نہ پڑے نہ میری کوئی شخص صورت دیکھے
اسکو اسی طور سے ایک زمانہ گزر گیا تھا میں وہ دن وقت اسکو کھانے کو دیدیا کرتا تھا وہ عبادت
خداوند میں مصروف رہتی تھی آج بھی وہ اسی گنبد میں تھی کہ ایک مرتبہ بکاری کا بچہ آتش خوار
جلد یہاں آؤ دیکھو کہ یہ کیا ہوا اور کیا امر ہو کہ میں ہمیشہ یہاں بیٹھی رہتی تھی اور عبادت کیا کرتی تھی کبھی
ایسا واقعہ نہیں گذرا نہ ایسی صدا آئی جیسی اسوقت صدا آئی اور واقعہ گذرا میں یہ سنکے اندر گیا

میں نے بھی دیکھا کہ سقف گنبد میں سے دو ہاتھ پیدا ہوئے اور وہ اسقدر دراز ہوئے کہ زمین پر آئے
 اور سب مال اٹھانے لگے مجھ کو بڑی حیرت ہوئی کہ یہ کیا واقعہ ہوا اس ضعیفہ نے بیان کیا کہ قبر شوق ہوئی
 اس سے آفتاب پیدا ہوا اور صدا آئی کہ اب ہم یہاں نہ رہیں گے اب ہم بالاس کے آسمان جلتے ہیں
 اور اپنا سب مال و اسباب در روپہ اترنی لیے جاتے ہیں یہ صدا آکر دو ہاتھ پیدا ہوئے اور سب مال و اسباب
 خود بخود غائب ہونے لگا کہ میں نے گھبرا کر ٹکوا آواز دی تاکہ تم بھی دیکھو لو یہ اس ضعیفہ نے بیان کیا اور
 اسقدر میں نے بھی دیکھا ملک جب وہ سب مال و اسباب غائب ہو چکا وہ ہی ہاتھ اس ضعیفہ کو
 بھی اٹھالے گئے مجھ کو اور زیادہ حیرت ہوئی میں حیران کھڑا ہوا دیکھ رہا تھا کہ وہ آفتاب غائب ہو گیا
 میں نے اسی حالت میں قصد کیا تھا کہ سحر کروں سحر بالکل فراموش تھا اور حیران ہوا کہ
 یکایک دھواں پیدا ہوا اس قبر سے دھوین کا پیدا ہونا تھا کہ تمام گنبد دھواں دھار ہو گیا
 وہ دھواں جو میری آنکھوں میں لگا میں نے لاکھ لاکھ جانا کہ باہر نکل جاؤں مگر بسبب تاریکی اور
 اور کثرت دھوین گئے راہ نہ دکھائی دی بس آنکھیں بسبب دھوین کے بند ہو گئیں اب جو
 آنکھیں کھولیں تو روشنی بالکل نہ تھی کو رہو گیا تھا یہ جو حالت ہوئی میں نے ملازموں کو بکارا
 انکے ذریعہ سے باہر آیا باہر آئے سب حال بیان کیا اور آئے کہا کہ تم مجھ کو ملک کے پاس لے جاؤ تاکہ میرا
 علاج ہو اور میں اس بلا سے نجات پاؤں کیونکہ باہر آ کر جو سحر کو یاد کیا تو یہاں بھی نہ یاد آیا
 اس وقت خیال میں گذر کہ ملک کے پاس جاؤں اور آئے کہ وہ اس سحر پر ہلکا ہوا کہ وہ اس سحر سے
 میرے پاس موجود ہی میری آنکھوں میں لگا وین تاکہ میری آنکھیں روشن ہو جائیں انکی بدولت
 میں صاحب نورا اور صاحب چشم ہو جاؤں بس ملازموں کے ذریعہ سے یہاں آیا یہ میرا واقعہ ہی
 جو کہ میں نے عرض کیا سو سن نے یہ سنے کہا کہ واقعی نیا واقعہ تم نے بیان کیا کہ جو بالکل
 سمجھ میں نہیں آتا ہوا ورنہی بات ہی کیا کوئی تم سے بے ادبی یا قصور ہو گیا تھا کہ جسکی یہ سنرا ملی
 صریح نے کہا کہ ملک میری دانست میں تو کبھی کوئی نہ تو قصور ہوا نہ بے ادبی ہوئی کہ جسکی یہ سنرا ملی
 ملک نے کہا کہ خیر یہ تکلیف تمہارے مقدر میں لکھی ہوئی تھی وہ پیش آئی کوئی مقام خوف
 و اندیشہ نہیں ہونے مقام رنج و صدمہ وہ سب لاکھ تا کہ میں اسکو تمہاری آنکھوں میں
 لگاؤں اور تمہاری آنکھیں روشن ہوں مگر اسکا کیا علاج ہو گا کہ تمکو سمجھو فراموش ہی

مریخ نے کہا کہ میری آنکھیں روشن ہو جائیں پھر میں اسکا بندوبست کرونگا ایک منٹ
 میں سحر باد کرونگا یہ کوئی مشکل امر نہیں ہی سوسن نے کہا کہ خیر لاؤ وہ سرمہ مریخ نے کہا بہت
 خوب راوی بیان کرتا ہو کہ مریخ نے جو اس امر کو پوشیدہ کیا اور بیان کیا کہ میرے عزیزوں
 میں سے ایک عورت مدت سے قبر پر بیٹھی ہوئی عبادت کرتی تھی اور جمال راہدار کے چلے جانکی
 کیفیت دوسرے طور سے بیان کی اسکا سبب یہ تھا کہ یہ پہلے لکھ چکا تھا کہ مجھ کو کوئی نہیں ملا
 جمال کا مکان خالی تھا وہ مع اپنی ماں کے کسی طرف عمر و کے ہمراہ چلا گیا یہ آسنے نہیں
 لکھا تھا کہ میں جمال کی ماں کو لے آیا ہوں بسبب اس خیال کے کہ ایسا نہ ہو کہ ملکہ اس ضعیفہ کو
 طلب کر کے قتل کرے دوسرے اب مریخ اصلی تو تھا نہیں کہ وہ پورا واقعہ بیان کرتا خواجہ
 نے جو مناسب جانا وہ بیان کیا آدم بر سر مطلب کہ جب سوسن نے یہ کہا مریخ سے کہ لاؤ سرمہ میں
 تمھاری آنکھوں میں لگا دوں میں مریخ نے ٹوٹ کر اپنی مگر سے ایک سرمہ دانی نکالی کہ جو برنجی تھی
 اور اسپر ڈانٹ لگی ہوئی تھی وہ سرمہ دانی نکال کر سوسن کو دینے لگا جدھر سوسن تھی اس کے
 خلاف آسنے ہاتھ پر بھایا دہنے کو سوسن نے کہا کہ ادھر ہاتھ لاؤ میں ادھر ہوں مریخ نے کہا کہ آپ
 خود لے لیں کیونکہ میں تو بیکار ہوں اسی طور سے بھکا کر دنگا سوسن نے ہاتھ بڑھا کر مریخ کے ہاتھ سے وہ
 سرمہ دانی لی اور کہا کہ کیا کروں مریخ نے کہا کہ کوئی اسم سحر بڑھکا اسکی ڈانٹ کھو بیلیے اور
 ڈانٹ کھو لکریہ سلائی موجود ہے اس سلائی سے کوئی اسم سحر بڑھکر سرمہ لگائیے اور وہ سرمہ
 میری آنکھ میں یا خداوند ساہری و جمشید و یا استاد آفتاب شعلہ پیکر پیکر لگائیے اسی طور سے
 دوسری آنکھ میں لگائیے پھر قدرت ہر سہ خداوند کا نام تلا خطہ فرمائیے کہ کس قدر جلد میری آنکھیں
 روشن ہوتی ہیں سوسن نے کہا کہ اچھا بس مریخ نے سلائی بھی نکالی اور اسی طور سے بھکنے لگا
 ادھر ادھر ہاتھ دھو دھو لے لگا سوسن نے اس کے ہاتھ سے سلائی بھی لی جب سلائی لیچکی اسوقت اس
 لکاتہ نے کچھ بڑھایا بڑھاکر قصد کیا کہ سرمہ دانی کو کھولوں ڈانٹ کو کسا ہوا پایا نہ رک ڈانٹ نہ کھلی
 مریخ سے کہا کہ اسکی ڈانٹ نہیں کھلتی ہو مریخ نے کہا کہ ملکہ زور کر کے کھولیے اپنے نو غصہ کیا
 کہ بول آنکھیں یہ بھی تو شرط ہے کہ جب تک سرمہ لگانے سے اسوقت تک سرمہ لگانے والا بات نہ کرے منہ سے
 نہ بولے پھر اسی طریقہ سے اسم سحر بڑھکا اور زور کر کے ڈانٹ کھولیے سوسن نے کہا کہ یہ

تنبہ کب کما تھا ورنہ میں کلام نہ کرتی صریح نے جواب دیا کہ میرے خواہ اس تو بسبب رنج و صدمہ کے
 بجا نہیں بھول گیا ہوں نگا اب تو کہد یا سوسن نے پھر سم پھر پھر ٹکرا اور ڈانٹ پر زور کیا نہ کھلی
 آخر کو عاجز ہو کر اور منہ کے پاس لا کر خوب کچ کچا کر جو زور کیا ایک مرتبہ بڑا ق سے آواز آئی تھرمدانی
 کے منہ پر سے ڈانٹ جدا ہوئی ڈانٹ کا جدا ہونا تھا کہ ایک غبار سرمدانی سے اثرادہ دماغ میں سوسن
 کے پونچا اسکا دماغ میں پونچنا تھا کہ اسکو چھینک آئی اور ایک مرتبہ یہ ہیوشش ہو کر گری میان
 صریح نے چمک کر آواز دی کہ وہ مارا منہم خواجہ عمر و عیار نا مدار پیک طرار نعرہ کیا کہ گر گذارم
 کہ از دست من زندہ و سلامت بدر روی اسوقت تو تیرے یار نے آکر پچا لیا ورنہ میں کام تمام کر چکا
 تھا اب کوں پچائیگا میں پہلے ہی اسکا خاتمہ کر چکا ہوں وہ میرے پاس زنبیل میں موجود ہوا ورنہ فیدہ ہی
 زنبیل کی سیر کر رہا ہوا اپنے حمایتی صریح کو بلا کہ وہ آکر میرے ہاتھ سے بجائے بہت بھاگی بھاگی پھرتی
 تھی اب بھلا میں کب چھوڑتا ہوں یہ کہہ کر آپ نے نعرہ کیا نعرہ خواجہ عمر و

مرے مکر سے کاہتا ہوں جان	دوندہ جان گرد طرار ہوں	عمر و ہوں میں عیار صاحبقران
مرا تیز رفتار گر ہو قدم	صبا ٹھوکرین کھائے ہر قدم	زمانے کا مکار و غدار ہوں
نہ پونچے مری گرد با پوشش کو	یہ نعرہ کر کے آپ چمک کر آگئے برابر سوسن کے تو بیٹھے ہوئے	اثرادون صبا کے بھی میں ہوش کو

تھے جلدی مکر سے خنجر نکالا راوی بیان کرتا ہی چونکہ اسکی قضا نہ تھی اور نہ ابھی اسکے مقدر میں
 گرفتار ہونا تھا بلکہ خواجہ کے مقدر میں رحمت و تکلیف بدی تھی کیسے خواجہ غالب آئے گو خواجہ اپنا
 کام تو اچکے تھے مگر اتنے بڑے دانا و عقلمند ہوئے پھر دھوکا کھایا کہ اسکو آٹھا کر نذر زنبیل نہ کر لیا خنجر
 لیکر قتل کرنے چلے اور خوشی میں اپنی حفاظت کا خیال بھی نہ کیا کاش اپنی حفاظت بھی کر لیتے
 جیسے خنجر لیکر آگئے اور فریب پونچے کہ برابر سوسن کے پہلو سے زمین شوق ہوئی اور ایک
 پتلی پیدا ہوئی خواجہ اسکو دیکھ کر جھپکے تھے مگر جب تک ہوشیار ہوں ہوں پتلی نے آتے کے ساتھ خواجہ
 کی کلائی پکڑ لی اور کہا اوسا رہاں نرا دے یہ کیا کرتا ہو بلکہ پتھر اٹھاتا ہو خواجہ کو یہ معلوم ہوا کہ جیسے
 دیو نے کلائی پکڑ لی اب جو قصد کرتے ہیں کہ نہ ور کر کے کلائی چھڑا لوں تو اتنی قوت نہیں باتے
 ہیں بالکل بے حس و حرکت اپنے کو پاتے ہیں اب کیا کریں ادھر تو آئے ایک ہاتھ سے
 خواجہ کی کلائی پکڑی دوسرے ہاتھ میں اسکے چھوٹی سی برنجی بچکار می تھی وہ اس نے

سوسن کے تخت پر ماری کہ جبکہ پڑنے سے بیہوشی دفع ہوئی سوسن کو ہوش آ گیا کہ میرے
 سحر کی تیلی صریح کا ہاتھ پکڑے ہوئے کھڑی ہو اور کہہ رہی ہو کہ اوسا زبان زادے تو نے بہت آفت
 برپا کر رکھی ہے آ کر ملکہ کے اوپر عیار ماری کرتا ہے یہ کہو کہ ملکہ اپنا مندر نسبت فرما چکی تھیں کہ بجلی بن ورنہ
 تو نے تو اس وقت بالکل کام کام کیا تھا اب بتا کہ کیونکر اپنی جان بچا لیگا اتھو پکا پکڑے گئے اب تو قتل
 کیے جاؤ گے آپ بولے کہ اور حرامزادی میں کون ہوں اُسے کہا کہ تو عمر و عیار ہے آپ بولے کہ تو جھوٹی ہے
 میں تو صریح ہوں اندھا ہوا کر آیا ہوں تاکہ ملکہ میرا علاج کریں انکی بدولت میری آنکھیں روشن ہوں
 وہ بولی کہ تو خود جھوٹا ہے تو عمر و عیار ہے سوسن نے جو یہ واقعہ دیکھا اور یہ تقریر سنی ایک مرتبہ ہنس کر
 بیٹھی اور پکاری کہ اے تیلی سحر من یہ کیا واقعہ ہو جلد بیان کر اسنے کہا کہ اے ملکہ یہ عمر و عیار ہے صریح کی
 صورت بن کر آیا ہے نہ معلوم اسنے صریح کو کیا کیا آپ کو فقرہ دیا کہ میں اندھا ہو گیا ہوں اپنے پاس سے
 سرمہ دانی دی تھی اُسکے سرمہ نہ تھا بلکہ بیہوشی تھی کہ جیسے اپنے اسکو زور کر کے کھولا اُس سے
 بیہوشی اُڑی کہ آپ بیہوش ہو کر گرین اسنے قصد کیا کہ آپ کو خنجر سے ہلاک کرے کہ میں نے
 اگر ہاتھ پکڑ لیا اور آپ کو ہوشیار کیا اب کہتا ہے کہ تو جھوٹی ہے میں عمر و عیار نہیں ہوں بلکہ صریح
 آتش خوار ہوں اے ملکہ یہ عجوبہ بولتا ہے اپنی جان بچانے کے لیے مکر کرتا ہے ورنہ یہ عمر و صریح
 نہیں ہے سوسن نے کہا تو سچ کہتی ہو اسنے کہا کہ میں سچ کہتی ہوں سوسن نے خواجہ سے کہا کہ
 تم بتاؤ کہ تم کون ہو آیا صریح ہوا عمر و عیار خواجہ نے کہا کہ ملکہ یہ آپکی سحر کی تیلی جھوٹی ہے میں عمر و
 نہیں ہوں بلکہ وہ ہی آپکا ایک ادلے نابینا غلام صریح ہوں ملکہ اس سے فرمایا کہ یہ میرا ہاتھ
 چھوڑ دے کہ کلانی ٹوٹی جاتی ہے راوی بیان کرتا ہے کہ اُس تیلی نے خواجہ کا وہ ہی ہاتھ پکڑا تھا کہ جس
 ہاتھ میں خنجر تھا گو در سارا ہاتھ آپکا جھوٹا ہوا تھا مگر بیکار تھا کہ بے حس تھا اُس تیلی نے یہ سسکے
 سوسن سے کہا کہ ملکہ آپ ملاحظہ فرمالیں اور اس سے دریافت فرمائیں کہ یہ کہتا ہے کہ
 میں صریح ہوں اگر یہ صریح ہے تو اسکو کیا ضرورت تھی کہ یہ برہنہ خنجر ہاتھ میں لے ملاحظہ فرمائیے
 کہ اسکے ہاتھ میں خنجر ہی یا نہیں ہے آپ بولے کہ اے ملکہ جب سے میں اندھا ہوا ہوں سب
 سحر فراموش ہو گیا ہے میرے قبضہ سے نکل گئے ہیں بلکہ میرے دشمن ہو گئے ہیں کہ
 اسنے ہکو قید کر رکھا تھا یہ بھی میرے پاس قید تھی بس اسنے وہ دشمنی ادا کی جو اسکا دلینا

ایک مدت سے تھی کہ میں نے اسے قید کر رکھا تھا اسنے اسی دشمنی اور عداوت کی وجہ سے میرے
 ہاتھ میں زبردستی خنجر دیدیا ورنہ میں تو صریح ہوں سوسن جیران ہو کہ یہ تیلی کتنی ہو کہ یہ عمر و ہوا و وہ
 خود کہتا ہو کہ میں صریح ہوں کسکو سچا جانوں اور کسکو جھوٹا یہ اسی فکر میں تھی کہ اسکے خیال میں
 یہ آیا کہ تو سحر کر اگر یہ صریح ہو تو اسکی اصلی صورت برقرار رہے گی ذرا بھی تغیر نہوگا اور اگر یہ صریح بنا ہوا
 ہوا اور عمر و ہوا و رر و غن عیار ری سے صورت بنائی ہو تو سب رنگ و روغن اثر جائیگا اصلی
 صورت نکل آئیگی جھوٹ سچ کا حال کھل جائیگا کہ کون سچ کہتا ہوا و کون جھوٹ یہ خیال کر کے
 کہنے لگی کہ میں ابھی امتحان کیے لیتی ہوں معلوم ہوا جاتا ہو کہ کون سچا ہوا یا یہ تیلی سوسن نے
 ضرور امتحان کیجئے تاکہ آیکو بھی میری حالت معلوم ہو جائے کہ میں سچا ہوں یا یہ تیلی سوسن نے
 فوراً اسم بڑھکر خواجہ کی طرف دم کیا اسم سحر کا دم کرنا تھا کہ وہ رنگ و روغن عیار ری اثر گیا
 اور اصلی صورت نکل آئی اب سوسن نے دیکھا کہ سامنے خواجہ عمر و کھڑے ہوئے ہیں کہیں کہ تصویر
 حضرت کی دیکھو مکی تھی وہ ہی زیرہ سی آنکھیں وہ ہی کچھ سے گال وہ کھٹائی سے کان تنکاسی گردن
 سیٹھ سے ہاتھ پاؤں طباق سا بیٹ چہرہ کا قد نیچے کا تین گز کا اور پکانا ریل سا سٹراٹ کا کرنا اور
 پائیجامہ پہنے ہوئے سانسے کھڑا ہو یہ دیکھ کر سوسن نے کہا کہ تم کون ہو آپ بولے صریح تب سوسن
 نے کہا کہ ذرا آئندہ میں اپنی شکل مبارک کو ملاحظہ فرمائیے یہ کہہ کر خود سوسن نے آنکھ خواجہ کو آئینہ
 دکھایا اب جو خواجہ لے آئینہ میں دیکھا تو اپنی اصلی صورت پائی رنگ و روغن عیار ری کو آٹھا ہوا پایا
 یہ جو دیکھا تو آپ بولے کہ واقعی ملکہ تم حارہ زبردست ہو اور بڑی صاحب اقبال ہو
 مگو کوئی قتل نہیں کر سکتا ہو جیسا سنا تھا اس سے زیادہ پایا میں نے تو کان پکڑا اب
 مجھ کو جھوڑو و کبھی ادھر نہ آؤنگا بلکہ چہرہ کو بھی منع کرو ونگا اتنا کیسا اس طرف متوجہ کر کے بھی
 نہ سوؤنگا و صر کے آنے کا خیال بھی نہ کرو ونگا نہ سوتے نہ جاگتے معلوم ہوا کہ تم سامری
 و حید کی بھی استاد ہو وہ اگر ہوتے تو تمھاری شاگردی کرتے سوسن نے کہا کہ اگر تمھارا
 کین مجھ کو فقرہ دیتا ہو تو اور زیادہ تیری تو مٹی آئے اب بھلا یہ بھی ممکن ہو کہ میں مجھ کو زندہ چھوڑوں
 بدوان قتل کیے ہوئے اب تجھ کو اس طور سے قتل کرونگی کہ تیرے حال پر مرغان ہوا
 و ماہیان دریا رحم کھائیں اور تجھ کو رحم نہ آئے اگر میں نے تیرے گوشت کے کباب

لگا کر نہ کھائے تو اپنا نام سوسن نہ کھا اب تو جانا کہاں ہو بعد مدت تو میرے
 ماتر آیا ہو شب سے تو نے بجگو پر نشان کر رکھا ہو برابر عیار یان کر رہا ہو اور
 پھر باز نہیں آتا ہو اپنی مکاری اور عیاری سے قید تو کھڑا ہو اس پر بھی فقرہ
 دیتا ہو یہ تو بڑی خبر ہوئی کہ میں نے اپنا بند و بست حفاظت کا کر لیا تھا کہ پھر تیرے
 ہاتھ سے جان بچگئی اگر بند و بست نہ کر چکی ہوتی تو تو قتل کر ڈالتا کیونکہ جو میرا خیر خواہ
 اور محافظ تھا اسکو بھی تو نے پکڑ لیا تھا اب کون تیرے پنجے سے بچاتا بجگو تیرا خیال
 تھا کہ تو چلا گیا ہو ضرور آگے گا عیاری کرنے کو بس میں نے سحر کر کے یہ بتلی اپنی
 حفاظت کے لیے بنائی تھی اور مقرر کی تھی کہ جب تو عیاری کرے اور قتل پر آمادہ ہو وہ بجگو
 بچائے اور بجگو پکڑ لے ایسا ہی ہوا اب بتا کہ بجگو کس طور سے قتل کروں آیا تیرے
 کہاں لگاؤں یا تیرا انداز کروں یا سنگسار کروں یا دار پر کھینچوں یا جلاد کو بللا کر
 تیرا سر قلم کراؤں یا تیری بوٹیاں کاٹ کر زراغ و زرغن کو دوں جس طور کی سزا تو
 خود پسند ہے تجویز کراؤ اسی طور کی تجھے سزا دوں تو نے بڑے بڑے ساحران نامی و گرامی کو
 قتل کیا ہوں سب کا خون تیرے سر پر ہوا آج انکا عوصن تجھ سے لیا جائے گا جب
 بجگو میں قتل کرونگی تو انکی روح مجھ سے خوش ہوگی آپ بولے کہ ای ملکہ میں تو مختار
 ایک ادلے غلام ہوں میری تو یہ مرضی ہو کہ بجگو رہا کرو میں مختار ہی جان و مال کو شب
 و روز دعا دیا کرونگا بلکہ اب یہاں ٹھہرونگا بھی نہیں سیدھا خانہ کعبہ کو چلا جاؤنگا
 وہاں جا کر عبادت خدا کرونگا اور اپنی اوقات بسر کرونگا میں آپکے قدموں کی قسم
 کھاتا ہوں کہ اب جو یہاں ٹھہروں سوسن نے کہا کہ کیوں فقرہ دیتا ہو اور پیکار کی
 فقرہ کر کے دیاغ پر نشان کرتا ہو بس خاموش رہ آپ بولے کیا ای ملکہ اگر سچ پوچھتی ہو تو میں
 حریف مختار امتحان کرنا تھا کہ دیکھوں تم کس قدر جانتی ہو معلوم ہوا کہ تم بہت زبردست
 ساحرہ ہو ورنہ کیا میں ایسا نادان تھا کہ رات و دن میں میں میں مرتبہ تم پر عیاری کرتا
 واقعی امر یہ ہو کہ مختار سے برابر کوئی ساحر یا ساحرہ میں نے آج تک نہیں دیکھی جو کہ خداوند
 ساحران یعنی ساحر شمش و ملکہ و مامہ تھے آپ نے جب عیاری میں نے کی وہ نہ پہچان سکے

اور میرے ہاتھ سے مارے گئے آپ پر جب عیاری کی پہچان لیا وہ مرتبہ میں اپنی چالاک سے باہر نکل گیا
 ایک مرتبہ تم نے پکڑ لیا میں اب صاف طور سے عرض کرتا ہوں کہ میں خدمتِ حمزہ سے پہچان ہو گیا ہوں
 میں یہ جانتا تھا کہ کوئی ساحر زبردست ہو تو میں اس کی خدمت میں رہوں تاکہ حمزہ کا دسترس ہو اور حمزہ مجھ کو
 نہ پاس کے پس آپ سے بڑھ کر کون ہو گا لہذا میں آپ کی غلامی اختیار کرتا ہوں اور آپ کی اطاعت کرتا ہوں اب
 آپ کی اطاعت و غلامی سے باہر نہ نکلنا مثل غلامانِ حلقہ بوشش کے ہر وقت آپ کی خدمت میں حاضر رہا کروں گا
 کبھی سزا ملی نہ کروں گا سو سن نے کہا کہ پس زیادہ بک بکست کر تو لاکھ لاکھ مجھ کو فقیر دے اور میرے ساتھ
 سماجست کر اور منت میں تیرے فقر و غنا میں اینوالی نہیں ہوں پس اب اس امر کی امید قطع کر کہ تو رہا ہو اور زندہ
 بچے تیری زندگی تمام ہو گئی تیرا جامِ عمر لبریز ہو گیا ہے تاکہ تو نے میرے کو کیا کیا اور کیوں کر میرے شک ہو چکا خواجہ
 دیکھا کہ یہ حرافض آدمی کسی طور سے نہ مانے گی اسے خواجہ بطور چھپنے ہو یہ تو کسی فقر و غنا میں نہیں آتی ہوا اب
 کیا تدبیر کروں کیونکہ اس کے چندے سے لنگون خیر جو مرغی کریم میں نے تو میری شے کا نام تک نہیں لیا ہی اور خیال
 ایک نہیں دے میرے خدا سے اور مجھ سے اقرار ہو چکا ہے کہ جب تک میں مرتبہ اپنے منہ سے نہ طلب کروں گے اس وقت تک
 تم کو موت نہ آئے گی لہذا میں مرتبہ تو درکنار ایک مرتبہ بھی میں نے نہیں طلب کی ہے یہ کہہ رہی کہ میں تم کو قتل کروں گی
 اس کی تو کیا مجال ہے کہ یہ مجھ کو نگاہ کج بھی دیکھ سکے تم خواجہ خود کیوں کرتے ہو اور اس کی منت کیوں کرتے ہو
 یہ ہی کیا شغل اور فحشہ اس کی اصل کیا ہے یہ جانی کہاں ہو ضرور تمہارا شکار ہو گی یہ سوچ کر کہا کہ اسے سوسن جا دو
 واقعی امر یہ تھا کہ میں تم کو دھوکا دیتا تھا اگر تم مجھ کو ہاتھ نہیں تو پھر میں تیرے عیاری کرتا اور بدوں تم کو قتل یا اسیر
 کیے ہوئے یہاں سے نہ جاتا مگر کیا کروں تم میرے فقر و غنا میں این نہیں میں نے تو لاکھ چاہا کہ تم کسی طور
 سے میرے فقر و غنا میں آ جاؤ مگر بہت ہوشیار اور مکار ہو خیر خدا سے ما بزرگ است تو میں جانتا ہوں کہ
 تم مجھ کو قتل نہیں کر سکتی ہو تم کیا ہو دو جو اپنے کو خداوند کہتے تھے بچہ شیطان سامری و جہشیم
 نہ دونوں مجھ کو قتل نہیں کر سکتے ہیں تمہاری کیا اصل ہے وہ کہیں چڑی ہوئے نار جہنم میں جل رہے ہونگے
 قتل کرنا تو درکنار تم میرے جسم کا ایک بال نہیں کم کر سکتے ہو پس خیریت اسی میں ہے کہ مجھ کو چھوڑ دو
 ورنہ کچھتاؤ گی اور مرغ کی جو حالت دریافت کی صاف صاف یہ ہے کہ میں مرغ کو کھا گیا اسے
 باغ میں مہر و شش و ماہ و شش کے اگر تم کو میرے بچے سے بچایا تھا میں اس سے جلا ہوا تھا جیسے
 ہی اسے قبضہ ہوا ویسے ہی میں اس کا لقمہ لے کر گیا اب وہ کہاں ہے جو تمہارے دریافت کیا کہ اسے قبضہ

کیونکہ کیا تو اسکا اصلی واقعہ یہ تھا کہ میں بیان موجود تھا جب تم نے میرے کما کہ تم جا کر جمال راہدار
کو پکڑ لاؤ میں نے جو یہ سنا تو خیال ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ یہ حرام زادہ جمال کو پکڑ لائے اور تم اذیت دو اور اس سے
میں مرتخ سے پہلے وہاں پہنچا جمال کو تو پایا نہیں اور سکی مان اور نو کروں کو پایا سبکو پیش کر کے
مع مال و اسباب کے داخل زبیل کیا ایک تنگناک نہ چھوڑا اور خود اسکی مان کی صورت بن کر بیٹھ رہا
جب مرتخ پہنچا اسکو شیشہ میں اوتا را اور اس کے ہمراہ اس کے مکان پر آیا اس نے گبنہ میں کہ بہان
تبر آفتاب شعلہ پیکر اس کے اوستاد کی تھی مجھ کو پہنچا دیا میں نے یہ فقرہ کر کے اسکو اندر گبنہ کے بولایا
پہلے تو سبیل و اسباب نذر زبیل کیا دو دو بیہوشی سے اسکو بیہوش کیا پہلے اسکو کھایا اس کے
بعد اسکی صورت پر تیار ہو کر اس کے ملازموں کو آواز دی اندھا بن کر اسکا ہاتھ پکڑ کر باہر آیا
سب حال اس نے بیان کیا تھا جو کہ تم سے بیان کیا اسکو لیکر یہاں آیا اور یہاں آ کر
تمکو فقرہ دیکر بیہوش کیا اگر میں یہ جانتا کہ تم نے یہ تدبیر کی ہے تو تمکو بھی ادٹھا کر نذر زبیل
کرتا موقع محل دیکھ کر قتل کرتا خیر و حق کا کھایا راوی بیان کرتا ہے کہ خواجہ نے کل حال
ابتداء سے آخر تک جمال کی مان سے اور مرتخ سے گفتگو کرنے کا اور مرتخ کو دھوکا دیکر
گبنہ کے اندر بلانے کا بیان کیا جب سو سن یہ سب حال سن چکی اس نے سحر کیا کہ خواجہ
کے جسم پر قید سحر آستہ ہو کر خواجہ کو اس نے قید سحر میں مبتلا کر کے سحر کیا کہ خواجہ کی قوت
بالکل زائل ہو گئی اور پائوں زمین نے پکڑ لیے اب اس پتلی سے کہا کہ چھوڑ دے اس نے چھوڑ دیا
وہ پتلی تو غائب ہو گئی اب اس نے آواز دی اپنے نو کروں کو جب وہ آئے اس نے اس سے
سب حال بیان کیا اور کہا کہ کوئلہ اور سینچین لاؤ جب وہ کوئلے وغیرہ لینے کو گئے اس نے خواجہ سے
کہا کہ مرتخ کو بتادے تو میں تجھ کو چھوڑ دوں ورنہ قتل کرونگی خواجہ نے کہا کہ مرتخ کہاں میں
مرتخ کو کھا گیا ہوں بھلا میں اسکو کہاں سے پیدا کروں تو مجھ کو فقرہ دیتی ہے میں کب تیرے
فقرے میں آنے والا ہوں مرتخ تو میرے پیش میں ہو سو سن نے کہا کہ اگر تو مرتخ
کو بتائے گا تو میرے ہاتھ سے بہت سختی کے ساتھ مارا جائیگا میں تجھ کو بجز اب الیم قتل
کرونگی خواجہ نے کہا چاہے تو مجھ کو قتل کر چاہے قید کر میں تو مرتخ کو کھا چکا ہوں کہاں سے
لاؤں مگر یہ میں جانتا ہوں کہ تو مجھ کو قتل نہیں کر سکتی میں ہی تجھ کو قتل کروں گا خواجہ نے یہ

یہ کمر ہزاروں گالیان سوکسن اور ساعری و جہشید کو دین سوکسن کو اور غصہ آیا برہم ہو کر
بولی تو میرے منہ در منہ مجھ کو گالیان دیتا ہوا در خداوندوں کو بڑا کہتا ہوا جلد تبا کہ مرتح کمان کو
جواب دیا کہ میرے پیٹ میں ہوا تے غصہ میں ملازم سب سامان لیکر آگئے اسنے کہا کہ کو بی
سلکاؤ بیخین گرم کرو اور بخون نے ایسا ہی کیا یہ بھی کہتی جاتی ہو کہ مرتح کو تبا کہ وہ کمان ہو خواجہ
یہی جواب دیتے جاتے ہیں کہ میں کھا گیا ہوں جب یہ بہت پریشان ہوئی اور حیران اور شام بھی
ہو گئی تو اسنے خیال کیا کہ اگر اسکو قتل کرتی ہوں تو مرتح کا پتہ نہ چلے گا کہ وہ کمان ہو پہلے اس سے مرتح کو
لے لوں تو پھر قتل کروں یہ دل میں سوچ کر ملازموں سے بولی کہ ایک قفس لاؤ میں اسے قید
کرونگی جو تکہ شام ہو گئی ہو اسوقت اسکو کیا قتل کروں کل صبح کو سب ساکنان در تہ کو جمع کر کے
اسکو قتل کرونگی پہلے اس سے بستی مرتح کو لوں گی اور اسکے بعد قتل کرونگی دیکھو یہ مرتح کو کیونکر
نہیں دیتا ہے جب کہ سختی پڑے گی آپ ہی قبول دیگا وہ جو سنا ہو کہ مار کے آگئے بھوت بھاگتا ہو
دیکھنا کہ وہی لقتلہ کل ہو گا یہ جو حکم دیا ملازم ایک بڑا سا قفس لائے اسنے آہنگروں کو طلب کر کے
خواجہ کے جسم پر قید آہن لگایا اور قید کرالی اور قید کر کے خواجہ کو نجات دی سحر اوار لیا
ملازموں نے خواجہ کو قفس میں بند کیا ایک قفل اپنی بہت بڑا او سمین لگا دیا اور اس قفس کو
سقف میں کہ جہان سوکسن سوتی تھی لٹکا دیا اور اسکے دروازہ پر پہرہ چوکی سوکسن نے مقرر
کیا ایک سیچہ لیکر پلنگ پر کھانا وغیرہ کھا کر قریب بارہ بجے رات کے لیٹی اور اس سیچے سے
خواجہ کو اذیت دینے لگی اور کہنے لگی کہ تبا مرتح کمان ہو خواجہ تکلیف او ٹھار ہے میں جا بجاسے
جسم فگاہ ہو گیا ہو سب سیچے کے اور قیامت کے مگر کہ وہی جاتے ہیں کہ میں کھا گیا ہوں میرے پیٹ
میں ہی ہو خواجہ کو تکلیف پہنچاتے پہنچاتے سو گئی خواب غفلت میں مبتلا ہوئی یہ کیا سولی کہ
اسکے نصیب سو گئے اور خواجہ کے نصیب جاگ گئے خواجہ نے جو اپنے ہاتھ پاؤں میں حرکت
پائی ایک مرتبہ ہاتھ کو ہلا جو لا کر قریب منہ کے لائے دانتوں سے ہکڑی کا ٹہنہ کھولا راوی بیان
کرتا ہے کہ اسنے خواجہ کو زنجیر سے جکڑا نہ تھا ہاتھ پاؤں الگ تھے صرت ہکڑیاں جھڑیاں
طوق خاردار لٹو چوڑے نو لاد کے راٹوں اور بازوؤں پر چڑھا دیے اور اس قفس کے چاروں
طرف کانٹے لگے ہوئے تھے اسی سبب سے خواجہ کا ہاتھ منہ تک پہنچ گیا تھا کہ جسکے سبب سے

خو اچہ نے دانت سے ہٹ کرٹی کا منہ کھولا اور اسکو ہاتھ سے اوتارا اور اسکے بعد خواجہ نے
 جب رہا ہوا زبیل سے سوہن عیاری لگا لا ۱۰ اس سے ریت کر سب قید اپنے جسم پر سے
 جدا کی قید کے جدا کرنے میں صبح ہو گئی اور انہوں نے قید کیا تھا کہ اسی سوہن سے ریت کر
 قفس کی تیلیاں کاٹوں گا اور باہر نکلون گا یہ غلطی سو سن سے ہوئی کہ اس نے انکو خوب جکر
 کیوں نہ دیا کہ یہ بالکل حرکت نہ کر سکتے چونکہ اس کے مقتدر میں رہا ہونا تھا اس سبب سے
 اس نے خیال کیا کہ اس قدر قید ہو اور قفس کے اندر بند ہو یہ اب جا کہاں سکتا ہو انہوں نے
 اس تدبیر سے اپنے کو رہا کیا جب یہ رہا ہوئے اور صبح ہو گئی تو انہوں نے قفس کو کاٹنا تو قفس
 کیا اور جلدی سے گلیم اور کراٹا ہو گئے ایک گوشہ میں قفس کے کھڑے ہو گئے سو سن
 کو تو کھٹکا تھا اسکو نیند کب آتی تھی یہ علامہ سویرے سے بیدار ہوئی جیسے آنکھ کھولی خواب مرگ
 سے روشنی اندر بہت تھی پہلے اس نے آنکھ کھول کر قفس کی طرف دیکھا جیسے اسکی نگاہ قفس پر پڑی
 اس نے دیکھا کہ خواجہ قفس میں اندر دہن اسے قفل کی طرف دیکھا تو قفل کو بدستور پایا اتو یہ حیران
 ہوئی کہ عمر کہاں چلا گیا لیٹی ہوئی تھی اوٹھ بیٹھی کہ شاید لیٹے سے نہ معلوم ہوتا ہو کسی گوشہ میں
 بیٹھ رہا ہو اب یہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہی ہو خواجہ اسکو نظر نہیں آتے ہیں اسکی حیرانی
 بڑھتی جاتی ہے جب اسے خوب طور سے دیکھ لیا اور اسکو خواجہ نے نظر آئے اتنے میں سب اس کے
 ملازم وغیرہ بھی اوٹھ چکے تھے اسے آواز دی کہ اے صمصام جاو و بہرام جاو و ولنواز
 جاو و ذریہان آو و دیکھو یہ کی غضب ہوا عمرو خیابا پھر سے غائب ہو گیا مع قید کے اور
 قفل اسی طور سے لگا ہوا ہو خواجہ نے یہ تدبیر کی تھی کہ سب قید کاٹ کر نڈر زبیل کر لی تھی یہ
 خیال کر کے کہ لوہا خریدنے والوں کے ہاتھ بیچ لیں گے کچھ ہی جا بگا پس جو اس نے پکار کر
 کہا وہ سب کے سب اندر رکھے کے آئے اور کہا کہ ملک کیا فرماتی ہو اس نے کہا کہ فرادیا ہو کہ عمرو
 قفس میں ہر یا نہیں ہو چکا تو نہیں دکھائی دیتا ہر ایک آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگا
 لیکر آپ نظر آئے سو سن سے کہا کہ ملک عالم عمرو تو قفس میں نہیں ہو نہ معلوم کہاں گیا
 اور کیوں نکل گیا کھی نیک تیلیوں سے نکل گیا یا بولے گل کی طرح اوڑ گیا آپ اسی قفس
 میں کھڑے ہوئے ہنس رہے ہیں اور دل میں کہہ رہے ہیں کہ خوب تدبیر کی کیا کہنا خواجہ

خواجہ تمھارا اپنی آپ تحریر فرما رہے ہیں ایک دفعہ آپ کو جو مذاق معلوم ہوا آپ نے طوطے کی بولی بولی سب حیران ہوئے کہ یہ طوطا کہاں بولا آواز آرہی ہے مگر کچھ دکھائی نہیں دیتا ہر سب جان نہ کر سکتے تھے کہا کہ معلوم ہوتا ہے عمر و طوطا ہو گیا اوسنے کہا کہ اگر طوطا ہوتا تو اسی نفس میں ہوتا جتنا کہان یہاں تو نہ طوطا نظر آتا ہوتا ہے عمر و یہ کیا دافنہ ہر آپ بولے کہ طوطا تم لوگ ہو گے ہم تمھارے باپ ہیں دنا زبان سنہال کر کلام کرو ورنہ گدی سے زبان کھینچ لی جائے گی بھلا ہلو کوئی قید کر سکتا ہے ہمارے خدا نے ہمارا کر دیا ہم نفس سے بھی نکل آئے لو ہم جاتے ہیں سو سکن نے جو یہ صدا سنی کہا کہ بولا بول رہا ہے دیکھو کیسی زبان درازی کر رہا ہے خدا نفس تو اقل و اسی میں ہر کہیں باہر نہیں گیا ہی کو نہ قفل اسی طور سے لگا ہوا ہے صمصام نے نفس اوتارا آپ ایک مرتبہ مینا کی بولی بولے سب نہیں پڑے کہ لوبا بھی طوطا بنا تھا اب مینا بن گیا آدمی کہا ہے کوئی تماشا ہے کبھی طوطا بنتا ہے کبھی مینا آپ نے کہا کہ ایک مرتبہ کہہ دیا کہ دنا سنہال کر زبان کو بات کرو تم لوگ نہیں مانتے ہو دیکھو کچھتاؤ گے اوسو سکن نے میرے جسم کی بوٹیوں کو کاٹے کباب لگا اور کھا دیکھو تو کباب لگاتی ہے یا مین لگاتا ہوں بہت خوش ہو رہی تھی کہ اتنے مین صمصام نے نفس زمین پر رکھا سو سکن نے کہا کہ بول رہا ہے باتیں کر رہا ہے دلھائی نہیں دیتا ہے اب آپ خاموش رہیے کچھ نہ بولے اب تو تمام ساحر جو کہ اسکے نوکر تھے اور دوست مھے سب آکر جمع ہو گئے جسے پہننا کہ عمر و نفس کے اندر سے غائب ہو گیا نفس اوسی طور سے بند رہا سب چلے آتے ہیں کہ چکر دنا دیکھیں کہ کیونکر غائب ہو گیا نفس سے اور کہہ رہا تھا سب آکر گرد نفس کے جمع ہو گئے سبکی آنکھیں نفس کی طرف لگی ہوئی ہیں اور سب دیکھ رہے ہیں مگر کچھ دکھائی نہیں دیتا ہے سو سکن تو حیران ہو کر کہ یہ کیا ہوا کہ یکایک نفس سے نکل کے آواز آئی سب نے پلٹ کر دیکھا کہ یہ لال کہاں بولا سو سکن نے کہا کہ بچا ادا و ادا دھر دیکھتے ہو اسی نفس سے آواز آرہی ہے عمر و بول رہا ہے کبھی مل بجاتا ہے کبھی طوطا کبھی مینا یہ نئی قسم کا انسان ہو کہ انسان سے حیوان ہو گیا کیا بیان کریں عقل حیران ہو جب کسی طور سے خواجہ کا نفس مین پتہ نہ چلا تو صمصام نے کہا کہ مین اندر نفس کے جا کر دیکھتا ہوں آپ لوگ ہوشیار رہیں گے مین نفس کا در کھوتا ہوں اگر اسکے اندر سے کبھی بھی نکلے تو پکڑ لیں گے گا سو سکن خود

اگر بیچی پاس قفس کے صمصام نے قتل کھولا جیسے ہی کھڑکی کھولی آپ قریب تو کھڑے تھے
 دب کر قفس کے باہر نکل آئے اور ایک دھول سہرے صمصام کے جمانی کہ اسکی ٹوپی دور جا کر
 گری دھول مار کر آپ ہٹ گئے اسی کے برابر ایک سیاہ کھڑا تھا اس سے صمصام نے
 کہا کہ واہ بھائی میرے تمہارے کب ایسی دلگی ہوتی رہی جو تم نے اسوقت ایسی دلگی کی یاور کھیسے گا
 پہلے آپ نے کی پھر اپنے دانہ پر نہ رویے گا اسنے کہا کہ دلگی کیسی کہا کہ تم نے دیدودا نسبتہ
 دھول ماری کہ ٹوپی گر پڑی اور پھر کہتے ہو کہ دلگی کیسی اوسنے کہا کہ قسم سامری کی کہ میں واقف بھی
 نہیں ہوں مجھ کو خود ہاتھ پائی کی دلگی اچھی نہیں معلوم ہوتی تو صمصام نے کہا کہ فیرونگھا جائیگا صمصام
 کے اوسکے یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ آپ نے کیا کیا کہ ایک ساحر کے دور کر جو ایک لالت ماری دہ دھم
 سے گرایا یا تو یا حرا آپ نے ایک کے برعکس رسی کی اتوا آپ لے چٹان چٹان چٹین اور
 دھولیں مارنا شروع کر دین مادی دھولوں کے دھول پور بنا دیا اور بولا دیا سب عمر و
 کی تلاش کرنا بھول گئے سو سن حیران حیران ادھر ادھر دیکھ رہی تھی کہ یہ کون سکو مار رہا ہے
 مگر کوئی دکھائی نہیں دیتا ہوا اب تو سب قفس کے پاس سے ہٹ آئے کہ کون یہاں کھڑا ہو کر بیکار کو
 دھولیں کھائے میدان صاف ہو گیا سوائے سو سن کے کوئی اور مقام پر نہ آیا یا صمصام تھا صمصام
 نے اندر قفس کے چاکر تمام قفس کو تلاش کیا کہیں تپ نہ چلا با چلا آیا یہاں دھول پور بنا ہوا تھا آخر کو سو
 حیران ہو کر سحر کیا اور دریافت کیا کہ عمر و کہاں ہے معلوم ہوا کہ ابھی تمہارے باغ میں ہی آپ نے
 حکم دیا کہ عمر و کو تلاش کر و کہیں گیا نہیں ہی اسی باغ میں ہی سحر کر کے حصار کیے دینی ہوں
 کہ باغ کے باہر نہ جاسکے گا اسی باغ میں سہ ٹکڑا ٹکڑا کر مر جائیگا یہ کہہ اوسنے سحر کیا کہ گرد باغ
 کے حصار سحر ہو گیا اب تمام ساحر تلاش کرنے لگے آپ نے خوبال دولت سو سن کی نذر بیل کی
 آپ نے یہ کہ یہاں سے نکل چلو پھر کوئی تدبیر کرنا جدید جاتے ہیں دیوار اتنی حامل ہو جاتی ہے
 اسے نہیں ملتا ہی آخر کو آپ پریشان ہو کر پھر واپس آئے یہ خیال کر کے کہ اب اسکو قتل کر کے
 یہاں سے جائینگے بدو ان اسکے قتل کیے ہوئے رہائی نہ ہوگی ساحر تلاش کر رہے ہیں جب
 کہیں تپ نہ چلا تو سب سو سن کے پاس واپس آئے اور کہا کہ ہم نے تمام باغ کو اچھا جان مارا کہیں
 عمر و کا پتہ نہ ملا سو سن نے پھر سحر سے دریافت کیا سحر نے خبر دی کہ باغ میں سو جوہر فلان

مقام پر کھڑا ہوا ہر سو کسن نے ساحروں کو تپہ دیا وہ اودھڑ گئے آپ وہاں سے بھل کر دوسری طرف
جا کھڑے ہوئے سو کسن نے اوسط طرف کو بھیجا آپ اور مقام پر پہنچ گئے کسی کے دھول مار دی کسی کے
چیت کسی کے کھونسا رسید کیا کسی کے منکا کسی کے چوڑوں میں ہاتھ دیکر دے مارا کمبیکا ہاتھ
ٹوٹا کمبیکا سر چٹ گیا کوئی منہ کے بھل گرا دانت ٹوٹ گئے سو کسن اور سب ساحروں کو
عاجز کیا جب آپ بھی تھک گئے تو آپ نے خیال کیا کہ کسی مقام پر بیٹھ کر کچھ دیر دم لو ایک
طرف کو چلے گئے اسی باغ کے وہاں باغبان کا چھپر پڑا ہوا تھا اوسکی چور و کھانا وغیرہ
پکا کے اور نکال کے خاوند کے آگے رکھ کے پیشاب کو نکلی تھی آپ نے اوسکو حجاب
مار کر بیہوش کیا اوسکی صورت نیکر اوسکے چھپر میں اسے باغبان کے ساتھ کھانا کھانے لگے
اوسکو پشت پر چھپر کے کورے میں توپ دیا یہ کہتے جاتے تھے کہ صاحب تم نے سنا کل خواجہ
عمرو کو ملک نے پکڑا تھا راکو قفس میں بند کیا وہ قفس سے غائب ہو گیا مار باغ میں اوستے تھامہ دالیا کہ
سبکا مال داسباب لوٹ لیا ذرا تم ہو شیر رہنا اوستے کہا کہ دیکھو سراپا ہاں آکر کیا بنا گیا میرے
خیر کیا ہو جو لے جائیگا یہ جیلو ہی ہو اور یہ تھالی پر لے جائے ہکو کداوند اور دیر بیگے آپ اوس سے
باتیں کرتے جاتے ہیں اور کھانا کھاتے جاتے ہیں وہاں سو کسن نے جب دیکھا کہ وہ دہر
کم ہو گیا اور امن ہو گیا خیال کیا کہ شاید باغ سے باہر چلا گیا جو یہ تھامہ کم ہوا ہو اور یا دانت
تو کروں یہ دل سے باتیں کر کے کتاب اوٹھا کر جو دیکھا کہ عمرو کھانہ پر آیا باغ میں ہی باغ
سے باہر چلا گیا یہ تحریر پایا کہ عمرو فلان مقام پر فلان باغبان کی چور و کی شکل بنا ہوا اوسکے ساتھ
کھانا کھارہا ہو یہ جو اسنے دیکھا کتاب سامری میں یہ وہاں سے اوتھی اور اسنے کسی سے کہا کہ
سنا اوس باغبان کے چھپر کی طرف چلی رہا تک کہ یہ وہاں جا کر پہنچی جیسے اسنے دور سے دیکھا
کہ واقعی باغبان کے ساتھ آپ اوسکی چور و کی شکل بنے ہوئے کھانا کھا رہے ہیں مسکرا کر ان
کو رہے ہیں چونکہ کتاب سامری سے تو اسکو معلوم ہو چکا تھا اسنے پکار کر کہا یہ خیال کر کے کہ کچھ
ہوا لو ہو نہیں کہ چلا جائیگا غائب ہو جائیگا اتبوسانے موجود ہی رہے چلا جائیگا معلوم ہو جائیگا
میں جا کر پکڑ لوں گی یہ پکاری کہ ادا باغبان اپنی چور و کو پکڑے : جانے پانے جب تک
میں نہ آؤں وہ میراں تھاکر یہ کیا کہتی ہیں پلٹ کر کہا کہ آپ کیا فرماتی ہیں سو کسن نے کہا

بہت پریشان کیا تو سو سن نے دریافت کیا کتاب سامری سے کہ یہ کیا سبب ہے کہ عمرو نام لوگوں کو پریشان کر رہا ہے
 اور دکھائی نہیں دیتا یہ واقعہ تو میرے اوپر ظاہر ہوا کتاب نے خبر دی کہ اوکے پاس ایک گلیم ہے کہ وہ جب دیکھو
 اور چلتا ہو وہ سکو دیکھتا ہے اور سکو کوئی نہیں دیکھ سکتا اسی گلیم کو اوڑھے ہوئے ہے سب طرف پھر رہا ہے اور سکو
 پریشان کر رہا ہے یہ امر جو خواجہ کی حالت کا اوکو معلوم ہوا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ گلیم اوڑھے ہوئے ہے اس گلیم کی
 یہ خاصیت ہے کہ وہ سکو دیکھیں گے اور اوکو کوئی نہیں دیکھے گا یہ بہت پریشان ہوئی اسنے خیال کیا یہ تو بڑی
 خرابی ہوئی اگر راستہ باغ کا کھولے دیتی ہوں تو یہ خرابی ہوتی ہے کہ وہ چلا جائیگا پھر اگر پریشان کر لگا ایسا منو کہ میں
 غافل ہو جاؤں اور وہ پڑے یا قتل کر دے تو کیا ہوا اگر راستہ نہیں کھولتی ہوں تو وہ میرے موجود ہی جو وقت چاہیگا
 پکڑ لیگا بڑی خرابی میں جان ہر آج کئی دن سے لیتی تک نہیں ہوں اسی خوف سے میں تو عجب عذاب
 میں مبتلا ہوئی ہوں خداوند سامری اس عذاب سے نکالیں تو نکلون فکر کرنے لگی کہ کس طور سے اس عذاب سے
 رہائی ہو فکر کرتے کرتے یہ بات ذہن میں آئی کہ تو عمرو عیار کو اسی باغ میں جیسا طور سے چھوڑ دے اور حصار سحر گر باغ کے
 رہنے دے اور خود اپنے بھائی اعظم جادو کے پاس اعظم کوہ پر چلی جائیو نکوہ بھی ایک درندہ کا
 مالک ہے یعنی درندہ اعظم کا یہ یہاں تڑپ تڑپ کر م جائیگا راستہ تو اسے باہر نکلے گا ملے گا نہیں
 یوں ہی تڑپ تڑپ اور پھرک پھرک کر ہلاک ہوگا تو قید رہیگا اور اپنے سپہ سالار مقہور جادو کو
 بلا کر اس باغ کی نگہبانی اور پاسبانی سپرد کر اور اس سے کہدے کہ تم اپنا حصار کر لو گر باغ میں
 جاتی ہوں اگر یہاں رہو گی اسبب خوف عمرو کے نہ سوؤنگی نہ لیٹوگی تو بچار ہو جائو گی راوی بیان کرتا ہے
 کہ اس امر کو اسنے اپنے دل میں تجویز کر کے ایک طاہر سحر کو روانہ کر کے مقہور جادو اپنے
 سپہ سالار کو اس درندہ کے اندر سے کہ جہاں اسکا لشکر وغیرہ ہو طلب کیا کیونکہ یہ سپہ سالار درندہ کوہ
 سو سن پر اپنے باغ میں رہتی ہے اسکا کل لشکر اور سپہ سالار اندرون درندہ ہے اس طاہر سحر نے
 جاکر مقہور جادو کو اکاہ کیا کہ تم کو ملکہ یاد فرماتی ہیں وہ اویس وقت اثر در سحر پر سوار ہو کر آیا پاس
 سو سن جادو کے آکر او نے پہلے سلام کیا سامنے بیٹھ گیا مگر مقہور نے دیکھا کہ سو سن
 بہت حیران اور پریشان چہرہ اوترا ہوا ہے منہ پر ہوا بیان اور رہی ہیں ماتھ جوڑ کر پوچھا کہ
 کیوں ملکہ نصیب دشمنان فراج کیسا ہے میں کچھ روئے مبارک پر گر و کدورت پاتا ہوں خیر تو
 سو سن نے کہا کہ اے مقہور کیا جان کر دن عمرو کے ہاتھوں بہت پریشان ہوں

اوستے آج پانچ روز سے پریشان کر رکھا ہوتا تھا سنے کی ہون نہ پینے کی نہ سونے کی نہ لیٹنے کی
 کچھ سے قسم نے لڑ جو بیٹے آج پانچ روز سے سوائے یوبے خشک کے کوئی چیز قسم غلہ سے
 کھائی ہو یا پانی پیا ہو تو میں نے اپنی لڑکیوں کے استخوان چبائے ہوں اور انکے خون پیا ہوتا ہوں
 نے کہا کہ آپ قسم بیکار کو کھاتی ہیں مجھ کو اسی طور سے یقین آگیا یہ واقعہ تو مفصل بیان فرمائیے تب
 سوکسن نے اول سے آخر تک کل حال بیان کیا اور کہا کہ آج چار روز سے وہ اس باغ میں
 ہی میں نے حصار بھر کر دیا ہو کہ وہ کہیں جا نہیں سکتا ہو اس کے پاس ایک کلیم ہو کہ وہ اس کو
 اور سے ہوئے ہو اور غائب ہو ہو ہو دیکھتا ہو اس کو کوئی نہیں دیکھتا ہو پس اس سبب
 سے بہت حیران ہوں کہ کیا کروں ابھی بیٹھے بیٹھے خیال آیا کہ تم کو یہاں کا اختیار دیکر
 یہاں سے دو تین دن کے لئے اپنے بھائی کے پاس اعظم کوہ پر چلی جاؤں وہاں جا کر
 آرام لوں اور دو ایک دن راحت سے بسر کروں اس کے بعد چلی آؤں جب تک تم یہاں کا
 بند و بست کرو اور حفاظت رکھنا عمر کو نکلنے نہ دینا اپنا حصار بھر برطرف کیے لیتی ہوں تم اپنا
 حصار گرد باغ کے گرد دیکھو بہت ہوشیاری اور خبرداری سے رہنا روز و رات کی مجھ کو خبر دیتے رہنا
 نیز یہ طائر سحر کے مقہور نے کہا کہ آپ تشریف لے جائیں اپنے اسکان بھر بہت کوشش کرونگا
 عمر و کی کیا یاقوت ہو جو باہر جا سکے ہوا تو اس باغ سے جانے سکے گی عمر و تو انسان ہو سوکسن
 نے کہا کہ بہت اچھا ہے اب میں جاتی ہوں اس نے اس وقت اپنی خواصوں وغیرہ کو بلا کر کہا کہ
 سا ان سفر کرو پھر خیال میں آیا کہ ایسا نہ ہو کہ عمر و خواصوں میں لکر اس کے ہمراہ باغ سے باہر
 نکل جائے تو ساری محنت بیکار ہو کہ کہہ اچھا تم لوگ اسی بلخ میں رہو میں آتی ہوں یہ لکر اور سحر
 کیا کہ زمین شق ہوئی اور سوکسن غرق زمین ہو کر طرف اعظم کوہ کے آئی بھائی کے پاس چلی گئی
 یہ گیا کہ اپنا حصار بھر برطرف کر لیا مقہور نے اس وقت اپنا سحر کیا کہ اس کا حصار گرد باغ کے
 ہو گیا خواجہ نے قصد کیا تھا کہ جب خواصوں کو اپنے ہمراہ لیکر جائیگی تو کسی خواص کو بیہوش
 کر کے اس کی شکل نیکر اسکے ہمراہ چلا جاؤنگا مگر جب سوکسن اکیلی غرق زمین ہو کر چلی گئی خواجہ
 رہ گئے پھر خواجہ نے گشت لگائی کہ شاید کسی طرف سے راستہ مل جائے تو نکل جاؤں مگر
 راستہ نہ پایا مجبور ہو کر رہ گئے اس دن تو مقہور نے وہ اوتنا دن اور رات جاگ کر بسر کی خواجہ

ابھی او سکوپریشان نہ کیا یہ تو یہاں بند و بست کر کے بچھا ہو مگر ناظرین کو معلوم ہو کہ مقہور جاو
 ایک جوان خوبصورت صاحب خلق شکیل حسین مرد جری کبر و نخوت سے بری سا حرز بردست
 باؤہ جرات سے ست ایک مدت سے اعظم جاو و برادر سو سن جاو کی دختر ملکہ ماہ اختر
 پر عاشق و فریفتہ ہو گیا بسبب اپنے ملازم ہونے کے کہ سو سن کا ملازم ہو اور اعظم جاو ایک بادشاہ
 عظیم اور حاکم ورنید ہو مقہور اسی کا سپہ سالار ہو اور اسکے یہاں ملازم ہو کہ وہ اعظم تمام اوسکے
 قبضہ میں ہو اوسکی تلوار کے تسکے پڑے ہوئے ہیں شجاعت و ساحری کے جھنڈے گڑے ہوئے
 ہیں اپنا مقابل وہ کسی کو نہیں جانتا ہی سو سن کو تو وہ مانتا ہی نہیں ہی تو بھلا اور کی کیا حقیقت
 ہو شنگال جو بادشاہ طلسم اس وقت ہو وہ اوسکی تو کچھ اصل سمجھتا ہی نہیں ہو سب حاکمان ورنید
 نے شنگال کی اطاعت کی اور جا کر نذر دی الا اعظم جاو نے نہ اطاعت کی نہ نذر دی جب کبھی شنگال
 نے طلب کیا بذر یہ نامہ کے جواب لکھ دیا کہ مہلت ہوئے تو حاضر ہوں کیونکہ آجکل کچھ انتظام ملکی میں
 مصروف ہوں کچھ کارندوں کے ہاتھ سے خرابیاں پڑ گئی ہیں اوسکی دیکھ بھال کر رہا ہوں صاف
 طور سے انکار کرنا بھی مناسب نہ جانا تو پھر بچلہ و حوالہ ٹالا ایسا تو بادشاہ متکبر ہو کئی مقام سے
 اوسکے دختر کی شادی کے پیغام بھی آئے بادشاہان بزرگ نے درخواست کی اوسنے انکار کیا
 اور کہا کہ میں ابھی اسکی شادی نہ کرونگا ماہ اختر ہی حسن میں طاق سحر میں شہرہ آفاق ہو نہایت
 حسین و خوبصورت عورت ہو نازنین مہ جبین ہر تمکین یفتیس اعظم کو وہ کھلاتی ہو زلیخا سے ورثہ
 اعظم کی لقب سے مشہور ہو نہایت حسین و شکیل ہو ابھی اوسکا سن بھی کوئی پندرہ سولہ برس
 کا ہو گا بقول شاعر ہے برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن ہو جوانی کی راتیں مرادوں کے دن ہو اوسکے
 سراپا میں یہ چند شعر کافی ہیں نظم سبز گل جوانی تھا بد حسن یوسف فقط کہانی تھا بد تھایہ اوس گل کا
 جامہ زیب بدن ہو سادی پوشاک پر ہو سو جو بن ہو سارا گھر اوس پر رہتا تھا قربان ہو روح گرمان
 کی ہو تو باپ کی جان ہو آڑنی ہیکل گلے میں دالے ہوئے ہو پیاری پیاری کچن نکالے ہوئے ہو
 ناک میں نیم کا فقط نکا ہو شوخی چالا کی مقتضاسن کا ہو خلاصہ یہ کہ بہت حسین اور خوبصورت
 تھی یعنی شہرہ آفاق دلبری میں طاق اوسکو ایک دن مقہور نے اس طور سے دیکھا تھا کہ وہ سو سن
 کے یہاں آئی تھی مقہور بھی موجود تھا یہ دیکھ کر عاشق ہو گیا تھا بسبب خوف اعظم جاو و برادر

اظهار عشق کرنے سکتا تھا ایک تو ملازمت کا خوف دوسرے اپنے کم مرتبہ ہونے کا ڈرتیسرے
یہ خوف کہ اگر اظهار عشق کر دین اور ان لوگوں کو ناگوار ہو تو میری جان پر سبے یا تو قتل کیا جاؤں یا اسیر
کر لیا جاؤں کیونکہ جبکہ اعظم جادو نے بڑے بڑے شاہوں کی درخواست کو قبول نہ کیا تو میں کیا چیز
ہوں اور میری کیا حقیقت و لیاقت ہو جو میری درخواست کو قبول کرے گا اسکے اظهار میں سوا
ذلت و خواری کے امر دیگر حاصل نہ ہو گا اس سے بہتر و انسب یہی ہو کہ اس امر کو سینہ میں پوشیدہ
رکھوں اور وقت کا منتظر رہوں دیکھوں کہ اسکا انجام کیا ہوتا ہو اور آتش فراق سے شمع سان رہا
دن جلا کر دن راوی ناقل ہو کہ مقہور جادو نے ایسے ایسے خیالات کر کے اظهار عشق و محبت ملک
ماہ اختر می نہ کیا اپنے سینہ میں اس آتش کو پوشیدہ کیا رات دن اسی تصور و خیال میں مبتلا رہتا
تھا اور آتش فراق سے جلا کرتا تھا چہرہ اوسکا رخوانی ہو گیا تھا آنکھوں میں حلقہ پڑ گئے تھے
انار حضرت عشق اوسکے رخ سے پائے جلتے تھے اوسکو اپنے سرو پا کا ہوش نہ تھا دن اوسکو آہ و
زاری میں شب اوسکو اختر شماری میں گذرتا تھا سہمہ وقت تصویر خیالی ملک ماہ اختر می کی پیش
نگاہ رہتی تھی تنہائی میں اکثر دل سے باتیں کیا کرتا تھا ملک کی تصویر خیالی سے اوسکو سواے اس
شغل کے دوسرا شغل نہ تھا کھانا پینا سونا وغیرہ سہمہ ام تھا اکثر اکیلا بیٹھا ہوا رو دیا کرتا تھا کبھی یہ
جی چاہتا تھا کہ صحرا میں نکل جاؤں گریبان کو چاک کر دین حضرت عشق بنے اوسکو اپنے قبضہ میں
کر لیا تھا کشور دلیہ اوسکی سپاہ عجم والہم نے چڑھائی کر لی تھی اقلیم دل کو فوج صدمہ درنہ نے
لوٹ لیا تھا دیو عشق سر پر سوار تھا پہلوان عشق نے باد جو دیکھ مرو سپاہی تھا گزیر کر لیا تھا وہی
نائب آیا تھا مقہور جادو و مغلوب ہو گیا تھا خلاصہ یہ کہ مقہور ملک ماہ اختر می پر ایک
مدت سے عاشق و زلیفہ تھا اوسکے سواے زلف میں از خود رفتہ تھا مگر اظهار عشق نہ کر سکتا
تھا نہ تو اسقدر زور و جواہر رکھتا تھا نہ صاحب حکومت تھا نہ اعظم جادو و موسن جادو
سے سحر سحر میں مقابلہ کر سکتا تھا مجبور و ناچار آتش فراق سے جلا کرتا تھا اور یہ شعر پڑھا کرتا
تھا شعر نالہ رام چند می خواہم کہ نہان یکشم بہ دل ہی گوید کہ سن نگ آدم فریاد کن بہ راوی سحر
بیان نقل کرتا ہر کہ مقہور کا تو یہ عالم تھا عشق ملک میں ملک ماہ اختر می کو اسکی خبر بھی نہ تھی کہ تیسرے کون
مرا ہے تو جملہ معترضہ تھا صرف ناظرین کو آگاہ کرنا تھا کہ مقہور ایک مرد عاشق تن اور دام زلفین

مبتلا ہو یہاں تک میں نے مٹھیر کیا تھا کہ خواجہ اوس دن تو خاموش رہے اور مقہور نے بھی اپنا بندوبست کر لیا یہ بھی براحت اوس دن باغ میں رہا کسی قسم کی تکلیف خواجہ نے مقہور کو نہیں دی مگر باغ کے باہر بھی نہ جاسکے انکو اسی حال میں چھوڑا جاتا ہوا اور پہلے حال سوکسن کا تحریر ہوتا ہوا آمد برسر قصبہ کہ سوکسن جادو جو مقہور اپنے سب سالار کو اپنے باغ میں چھوڑ کر اور خواجہ عمر کو اسی باغ میں مقید بقید بھر کر کے یعنی گرد باغ حصار مقہور سے کبر کے اور اوسکو خواجہ کی حفاظت اور پاسبانی کا حکم دیکے غزن زمین ہو کر طرٹ کوہ اعظم کے اپنے بجائی اعظم جادو کے پاس روانہ ہوئی خلاصہ کہ راہ طو کر کے کوہ اعظم پر پہنچی وہ وقت ہو کہ اعظم جادو دربار برخواست کر کے داخل محل ملے ہوا ہر سب اراکین سلطنت زمین بہت اپنے اپنے گھر دن کو حست ہو کر گئے دسترخوان چٹا گیا ہوا اعظم کا قصد ہر کہ کھانا کھائیے کہ زمین شت ہوئی اور سوکسن جادو پیدا ہوئی تمام خاک میں آلودہ حواس باختہ منہ پر ہوا بیان اوڑتی ہوئیں یہ حالت بہن کی دیکھ کر اعظم جادو نہایت پریشان ہوا کہا کہ کیوں سوکسن تو اسقدر حیران کیوں ہو کیا تیری حالت ہوا سقدر بد جو میں کیوں ہوا وی کتا ہو کہ اعظم بٹا ہوا سوکسن چھوٹی ہوا سننے کچھ جواب نہ دیا پہلے جھک کر تسلیم کی بعد اوس کے کہا کہ بھائی صاحب کیا بیان کروں کہ کس آفت میں مبتلا ہوں اوکس بلا میں گھری ہوئی ہوں اعظم نے جواب دیا کہ کچھ تو بیان کرو کہ اس حالت سے کیوں تمہارا آنا ہوا کہ خواصین ساتھ نہیں نہ کچھ سامان سواری و شان شوکت ہمراہ ہو بلکہ و تنہا آئی ہو اور غزن زمین ہو کر آئی ہو سوکسن نے عرض کیا کہ ذرا میرے حواس درست ہو لیں تو عرض کروں اعظم نے کہا کہ آؤ کھانا تو کھاؤ پھر سب حال بیان کرنا سوکسن نے کہا کہ آپ میری حالت ملاحظہ فرما رہے ہیں میں کیوں کر اس حالت میں دسترخوان پر آؤں ذرا حواس بجا ہوں اعظم نے کہا کہ اچھا یہ کہہ کر حکم دیا خواصوں کو کہ پانی لاؤ ملک کے ہاتھ پاؤں سنہ دھولاؤ حواضر ادیوں کھڑی ہوئی دیکھ رہی ہو اور کوئی جا کر پانی نہیں لاتی ہو یہ حکم دینا تھا کہ اوسوقت آب گرم و تسط لیکر حاضر ہوئیں سوکسن نے منہ ہاتھ دھو یا اب اسکے حواس درست ہوئے اعظم بھی ہاتھ رو کے میٹھا رہا جب یہ سنہ ہاتھ دھو کر فراغت کر چکی اعظم نے کہا کہ اب آؤ کچھ کھانا کھاؤ سوکسن اعظم کے بار بار کہنے سے مجبور ہوئی گر بھوکی بھی بہت تھی اگر دسترخوان پہنچی سب نے کھانا کھایا جب کھانے وغیرہ سے فراغت ہو چکی اب سب اہلیان سے بیٹھے اب اعظم نے سوکسن سے کہا کہ کچھ طل اٹھا بیان کرو تب سوکسن نے اول سے قصہ شروع کیا کہ آپ نے سنا ہو گا کہ طلسم کشا

حد طلسم پر آگیا کئی سو کشتکال سے اور طلسم کشتا سے ہوئے ہر دو طلسم کشتا غالب آیا چند ہوا خواہان
 کشتکال شریک طلسم کشتا ہو گئے ہیں تو بخون نے سب حالات طلسم سے طلسم کشتا کو آگاہ کیا چنانچہ
 طلسم کشتا در بند بیٹوں کی طرف آیا حکیم اسقلینوس و حکیم شیا طین نے طلسم کشتا کی اطاعت کی
 بیٹوں جادو مارا گیا کوہ بیٹوں برباد ہوا بادشاہ سابق یعنی سیما سے بلند آواز رہا ہوا دشنے رہا ہو کر
 سب حال سے طلسم کشتا کو خبردار کیا اور کہا کہ بدون ورنہ سوکسن کے فتح جوئے لوح طلسم و سقیاب
 ہوگی پس طلسم کشتا نے اپنے عیار خواجہ عمرو کو در بند سوکسن کی طرف اس غرض سے روانہ کیا کہ وہاں کے
 حالات دریافت کرے کہ اور مجکو خبر کرو تاکہ میں جا کر در بند سوکسن کو فتح کر کے لوح حاصل کروں اور مرتح کو
 بھی قتل کرنا یہ تو آپ بخوبی آگاہ ہو گئے کہ وہ بڑے غضب کا عیار ہوا دشنے بڑے بڑے ساحران نامی
 کو قتل کیا خلاصہ یہ کہ وہ عقب کوہ سے آیا جمال راہدار سے ملا و سو کچھ فقرہ دیکر مسلمان کیا اور اسکے ذریعہ سے
 مہر و شش و ماہ و شش کے پاس پہنچا لو کو اس عیار کا گانا پسند آیا اور بخون نے اپنے باغ میں طلب کیا
 گانا ہو رہا تھا کہ اتفاق سے میں بھی پہنچ گئی وہ عیار میرے روبرو بھی خوب گایا شراب میں بیوشی ملا کر
 مجکو جام دریا میں عمر و کی او خمرہ کے آنے کی خبر پا چکی تھی کہ وہ سرحد طلسم تک آچکے ہیں اپنا بند و بست کر چکی
 تھی شراب نے مجکو اونکے حال سے آگاہ کیا میں نے آواز گیر دی اور اسکے پاس گلیم عیار ہی ہوا و سکی
 یہ فصلت ہو کہ او سکو جو اورٹھ لو تو خود سبکو دیکھو او سکو جو کہ اورٹھ ہو کوئی نہ دیکھ سکے پس وہ گلیم اورٹھ کر
 غائب ہو گیا تمام خواص و غیرہ کو لوٹ لیا دو پہر رات سے دو پہر دن تک تلاش کیا نہ ملا پھر او سنے
 کینرے او پر عیاری کی میری خواص نکرا آیا اور رومال بیوشی آمیز سے میرا منہ یونچھ لیا کیونکہ پسینہ آیا ہوا
 تھا مجکو بیوش کیا میں مرتح کو اس حال سے آگاہ کر چکی تھی کہ طلسم کشتا برا سے فتح طلسم آچکا ہوا و سکا عیار
 بھی لو کے ہمراہ ہے خبردار رہنا اور میری طرف سے بھی غافل نہ ہونا چاہیے او سنے بند و بست کر لیا تھاجب
 وہ عیار میرے قتل کے لئے خنجر لیکر چلا وہاں مرتح کو خبر ہو گئی وہ چمک کر آیا مگر غلطی کی کہ قبل زمین پر آنے
 کے ڈانٹا وہ پھر گلیم اورٹھ کر غائب ہو گیا مرتح نے آکر مجکو ہوشیار کیا میں نے سب حال اس سے بیان
 کیا او سنے او میں نے پھر تلاش کیا نہ ملا اب جو دریافت کیا تھلہ سحر سے تو معلوم ہوا کہ وہ باغ سے نکل گیا
 میں نے مرتح کو روانہ کیا کہ تم جمال راہدار کو پکڑ لاؤ وہ عیار تیل سے جمال کے گھر پہنچ گیا وہاں جا کر
 جمال کی ماں اور او کے ملازمین کو بیوش کر کے او کے پاس زہیل ہوا و میں داخل کیا اور مال اسکا

لے لیا بالکل جھاڑو دیری اور خود جال کے مان کی صورت بنکر بیٹھ رہا جب مرتح پہونچا اور سکو فقرہ دھوکا
دیکر اوسکے مکان پر گیا اوسکے استاد کی قبر پر عبادت کرنے کو بیٹھا پہلے جو سمجھو وہاں تھا وہ
سب غائب کیا پھر مرتح کو اندر بلایا مرتح کو بیہوش کر کے نذر زنبیل کیا آپ اوسکی صورت بنکر
اور آمد حاکم بزرگ سے اپنے ملازموں کے میرے پاس آیا مجھ سے سب حال بیان کیا اپنے
نامینا ہونے کا ایک سرمہ دانی دی بھائی صاحب میں یہاں اپنا بندوبست حفاظت کر چکی تھی اس
سرمہ دانی میں بیہوشی تھی میں نے جو کھولا بیہوشی میرے دماغ میں پہونچی میں بیہوش ہو کر
گری وہ قتل کرنے چلا پتلے سحر نے لکل کر اوسکو پکڑ لیا مجھ کو ہوشیار کیا پھر کہا کہوں کہ جو جو فقرے
اوسنے کیے مگر میں نے نہ سنے میں نے جو مرتح طلب کیا تو کہا کہ میں کھا گیا ہوں کہاں سے لاؤں
میں نے ہر چند بدعت کی مگر وہ نہ قبول امین نے اوسے قید کیا اور قفس میں بند کیا اپنے سر پر لٹکایا
سوئی رات کو وہ قفس سے خود بخود غائب ہو گیا مع کل قید کے قفل اوسی طور سے لٹکا رہا اور قفس بند رہا
اور لٹکا رہا جب صبح کو میں بیدار ہوئی اب جو دیکھا اوسکو قفس میں نہ پایا بہت حیران ہوئی پہلے تو
خود بغور دیکھا کی جب نہ ملا اور نظر نہ آیا تو سب خواصوں و عزیز کو بلایا اور بھوننے بھی دیکھا کیا
نظر آیا خلاصہ یہ کہ وہ قفس سے نکل کر سر ایک کو پریشان کرنے لگا میں نے کتاب سامری میں
جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ باغ میں ہر مین نے گرد باغ حصار بھر کیا کہ جانے کے اوسنے وہ وہ آفتین
برپا کیں کہ میں کیا عرض کروں تمام باغ میں ایک سہل چل ڈال دی تلاطم برپا کر دیا باغبان کی جو رو
کو بیہوش کر کے اوسکی صورت بنکر اوسکے ساتھ خوب کھانا کھایا میں یہاں سے کتاب میں
دیکھ کر چلی جیسے مجھ کو آتے ہوئے دیکھا غائب ہو گیا خلاصہ یہ کہ بہت پریشان کیا کسیکا پانڈان
غائب کر دیا کسیکا لوٹا غائب کیا یہ اندھیر تھا کہ کوئی کھانا پکا رہی ہو اور کھانا آگے سے غائب ہوتا
جاتا ہر جب میں پریشان ہوئی اور کتاب سامری سے یہ معلوم ہوا کہ اوسکے پاس کلیم ہر جسکے اور
لینے سے وہ غائب ہو گیا ہر پس وہ کسیکو نظر نہ آیا اور میں پانچ شبانہ روز سے پریشان بھی ہو گئی
تھی نہ سوئی تھی نہ چین سے لیٹی تھی نہ کچھ کھایا تھا نہ پیا تھا میں نے دیکھا کہ اگر ہی حالت رہی تو میں
ماندی ہو جاؤنگی میں نے اپنے سپہ سالار مقہور جادو کو طلب کر کے باغ کی حفاظت اور خواجہ عمر
کی پاسبانی اوسکے سپرد کی اور اوس سے کہا کہ تم اپنے سحر سے گرد باغ حصار کر لو اوسنے گرد باغ حصار کیا

میں اپنا حصار سحر برطرف کر کے اور مقہور کو کل باغ کا مالک کر کے زمین میں غرق ہو کر اپنی خدمت میں آئی کہ بیان ہو چکر دو چار دن تو راحت سے بسر کروں تاکہ یہ کسل برطرف ہو پھر اسکی کوئی تدبیر کی جائیگی یہ حال ہو میرا اور یہ آفت میرے اوپر نازل ہوئی عمر و عیار کے ہاتھ سے پریشان ہو کر بھاگی ہوں باغ کو ترک کر کے راوی بیان کرتا ہو کہ سوسن نے کل حال بیان کیا میں نے بسبب طول ہونیکلی اور تکرار کی مختصر طور سے جو کہ ضروری تھا اس مقام پر تحریر کیا ورنہ اوسنے تو حرفت حرفت بیان کیا تھا اعظم جاو و اور اوسکی بی بی ملکہ سیمتن جاو و طاموشش بھی سنائی جب سوسن نے اپنی تقریر ختم کی اوسوقت اعظم نے کہا کہ کیوں سوسن نمک حرامی کا نتیجہ کیا ہوا جیسے شذکال نے اپنے آقا ولی نعمت کے ساتھ سلوک کیا اور اوسکی شراکت تنے بھی کی اوسکا یہ انجام ہوا کہ راحت سے بیٹھنا نہ نصیب ہوا کچھ ہی دما نہ گزرنے پایا تھا کہ طالعہ کشا طالعہ کو فتح کرنے کو آگیا جس طور سے شذکال نے نمک حرامی کی اوسی طور سے اوسکے ملازموں نے اوسکے ساتھ سلوک کیا بد کام کا انجام بد ہو خیر اور یہ جو تھاری حالت ہوئی ہو کہ ایک ادنا عیار سے جو کہ غیر ساحر ہو یوں بھاگی ہو کہ کوئی سامان ہمراہ نہ ہو بڑی سرد پا بھلا اوسکی بھی یہ مجال تھی یا مجال ہی کہ وہ تم ساتروں کو پریشان کرے اور ہم اوسکا کچھ نہ کر سکیں اگر یہ کہو کہ ساحر شش و غیرہ کو اوسنے قتل کیا تو اون لوگوں نے خود ہی اپنی جان دی اور مارے گئے اور ہلاک ہوئے اے سوسن تو نے جو یہ سب حالتیں عمر و عیار کی بیان کیں عقل کام نہیں کرتی ہو کہ انسان میں یہ اوصاف اور خصلتیں ہوں اور انسان بھی کون کہ جو غیر ساحر ہو باوجودیکہ ہم ساحر ہیں ہم ایسے کام نہیں کر سکتے ہیں نہ کہ غیر ساحر کرے یہ بالکل خلاف ہے تو جو خائف ہو کر بھاگی ہو تو اس خیال سے ایسی ایسی باتیں بیان کرتی ہو تاکہ یہ کوئی الزام نہ دے کہ ساحرہ جو کہ غیر ساحر سے بھاگ آئی سوسن نے کہا کہ بھائی صاحب میں سچ عرض کرتی ہوں کہ اوسکی یہ حالت ہے میں جھوٹ نہیں عرض کرتی ہوں اعظم نے کہا کہ خیر کیا کہوں میرا جی چاہتا ہے کہ اوسکو بٹا کر دیکھوں سوسن نے کہا ایسا غضب نہ کیجئے گا میں اسی غرض سے تو اوسکو مقہور کے سپرد کر آئی تاکہ وہ ہلاک ہو جائے جب باغ سے باہر نہ نکل سکے گا جب تک باغ میں میوہ وغیرہ رہیگا کھا ئیگا جب ہو جائیگا تو مارے فاقون کے مر جائیگا اعظم نے کہا کہ وہ مقہور کے ساتھ کھانا کھا یا کریگا جبکہ تم کہتی ہو کہ اوسکی یہ حالت تھی کہ ہر ایک کے ساتھ بیٹھ کر کھا لیتا تھا اور کوئی اوسکو نہ دیکھتا تھا تو لو سوقت اوسکو کون منہ کر لیا سوسن نے کہا

کہ خیر دیکھا جائیگا اتوین یہاں کچھ دنوں رہ کر راحت لے لیون پھر کوئی تدبیر کروں گی اعظم نے کہا کہ
 شوق سے یہ تو تمہارا گھر ہی منع کون کرتا ہو کہ اتنے میں ماہ اختر ہی دختر اعظم آگئی اوٹنے جھک کر سوسن
 کو سلام کیا سوسن نے بلا میں لین ملکہ نے پوچھا کیوں پھوٹی جان بہن ہروش و ماروش تو آہیں
 میں سوسن نے کہا کہ بلان بیٹیا اچھی بہن اپنے باغ میں رہتی ہیں میں اول سے ناراض ہوں کیونکہ وہ
 میرے کشتے پر عمل نہیں کرتی ہیں سحر ساحری سے اونکو نفرت ہے ماہ اختر ہی نے کہا ہاں اپنی طبیعت
 ہی سہی اچھی اونکے دیکھنے کو بہت چاہتا ہے سوسن نے کہا کہ اچھا میں اونکو بلا لوں گی ماہ اختر ہی یہ
 شے خاموش ہو رہی راوی سوسن کو جو کہ اعظم پرستیم ہوا کو تو کوہ اعظم پر رکھتا ہے چنانچہ سوسن یہاں مقیم ہوا اس
 نے طائر اس غرض سے مقرر کیے ہیں کہ خواجہ کی حالت سے آگاہ کرے ہیں اور مقہور جادو نے یہ جادو
 کیا اور ایسا حصار گرد باغ کے کھینچا کہ طائر سحر بھی اندر نہ آسکیں اس غرض سے کہ شاید کوئی ساحر جو کہ
 ہوا خواہان عمرو سے ہو وہ آکر نہ لے جائے کیونکہ بہت سے ساحر عمرو کے شریک ہیں اور جھوٹے اونہیں
 سے کوئی خبر یا کر نہ آئے اسنے ایسا بندوبست کیا ہے کہ کوئی ساحر نہ آسکے ایسا بندوبست جو اسنے کیا
 تو طائر سحر بھی اندر باغ کے نہ آسکے باہر ہی رہے یہاں کا اب حال ملاحظہ ہو جب ایک رات ایک
 دن مقہور کو راحت سے گدزا اور خواجہ نے کیونہ ستایا مگر مقہور سو یا نہیں جاگا کیا جب صبح ہوئی مقہور
 نے ملکہ کی خواہوں سے کہا کہ کیا خرابی کی بات ہے ملکہ فرماتی ہیں کہ عمرو نے پریشان کر رکھا ہے مجھ کو تو
 ات بھی گدزی اور اسقدر دن بھی آیا عمرو نے ستایا تاکہ نہیں تم تباؤ کہ کیوں پریشان کیا اون سب
 جواب دیا کہ مجھ کو بھی پریشان نہیں کیا معلوم ہوتا ہے کہ آپ سے ڈر گیا مقہور نے کہا کہ شاید ایسا ہی ہو خیر
 اس امر سے تو اطمینان ہے کہ وہ باہر باغ کے جا نہیں سکتا ہے اونھوں نے کہا کہ ہاں سب خواہیں یہ
 کہہ کر اپنے مقام پر آئیں اور باہم صلاح کی کہ جبکہ ملکہ یہاں نہیں ہیں تو ہمارا کیا کام ہے ہم بھی ملکہ کے پاس چلیں
 مقہور سے پوچھ کر بس سب نے مقہور سے کہا کہ ہم ملکہ کے پاس جاتی ہیں مقہور نے کہا کہ تمکو اختیار
 ہے خلاصہ یہ کہ حسب قدر خواہیں اور مصاحبین سوسن کی تحین نہ اون ساحروں کے جو کہ مرد تھے اول
 باغ کو چھوڑ کر عمرو کے خون سے غرق ہو ہو کر سوسن کے پاس چلے آئے اب وہاں بلخ میں سوسن
 مقہور اور خواجہ اور باغبانوں کے کوئی نہ رہا ان خواہوں نے اور ساحروں نے سوسن
 سے اکر بیان کیا جب اسنے دریافت کیا کہ کیا حالت ہے عمرو کی کچھ مقہور کو پریشان تو نہیں کیا

ابن سب نے کہا کہ جب سے آپ یہاں تشریف لائی ہیں عمرو نے سیکو پریشان نہیں کیا مگر مقہور
جادو مارے خوف کے رات بھر سوئے نہیں ہیں یقین ہو کہ وہ عمرہ کو اسیر کر لین سوکسن نے
کہا کہ خداوند ایسا کریں اوں سب نے کہا کہ اوں خون نے یہ ہندو بست کیا ہو کہ باغ کے
باہر نہ کوئی جاسکے نہ اندر آسکے خواہ ساحر ہو خواہ غیر ساحر بدو ن ادنیٰ اجازت کے ہم ادنیٰ
اجازت لیکر آئے ہیں در نہ غیر ممکن تھا سوکسن نے کہا کہ یہ تہہ اچھی تدبیر کی ہو جب یہ معلوم ہوا
سوکسن کو کہ مقہور نے ایسا سحر کیا ہو کہ کوئی اندر نہیں جاسکتا ہوا سنے جو طائر سحر برائے خبر
مقرر کیئے تھے اوں کو دل پس بلا لیا اب یہ مع خواصوں کے رہاں ہیں سے پیچی ہوئی ہو یہاں
جب خواصین اور سب ملازم سوکسن کے چلے گئے مقہور اکیلا رہ گیا تو اسنے طائر سحر روانہ کر کے
اپنے ملازموں کو طلب کیا اوں کے اندر آنے کی اجازت دی ادنیٰ سے کہدیا کہ اب باہر باغ کے نہ
جانا اوں سب نے کہا کہ بہت خوب دودن اسی طور سے گذرے خواجہ عمرو یہ فکر کر رہے ہیں
کہ کسی تدبیر سے کوئی عیاری کر کے مقہور کو قتل کروں یا اد سکوا سیر کروں اگر یہ شراکت کرے
تو بہتر یہاں سے رہائی ہو اگر یہ شراکت کرے تو قتل کرو تب ہی رہائی ہوگی خواجہ اس فکر
میں دن رات مصروف رہتے تھے اور گلشن عیاری کی سیر کیا کرتے تھے مقہور جادو نہ دن کو سوتا
تھا نہ رات کو اول تو وہ فراق میں ملکہ ماہ اختر کی کے رات دن مبتلا رہتا تھا اور شمع سان جھلتا
تھا دوسری یہ فکر تھی کہ ایسا نہ ہو کہ عمرو عیار تم کو غافل پاکر تیر کوئی حملہ کرے تو بڑی خرابی ہو ایک
دن کا ذکر ہو کوئی دودن ہوئے ہوئے مقہور کو یہاں آئے ہوئے کہ اکیلا کمرے میں بیٹھا ہوا
تھا تصویر خیالی ملکہ کی سامنے اسنے موجود تھی یہ ادس سے راز و نیاز کی باتیں کر رہا تھا اور شعر
عاشقانہ پڑھ رہا تھا خواجہ ٹھٹھتے ہوئے فکر عیاری میں مصروف ادس کمرے میں آئے یہاں
جو آئے تو مقہور کو اس حالت میں پایا کہ رو رہا ہو اور یہ تین شعر کسی شاعر کے درد زبان ہیں —
اے رشک قمر دل کا جلانا نہیں اچھا بہ ہم خاک نشینوں کا ستانا نہیں اچھا دیگرہ دم صدمہ فرقت
سے نکل جائے تو اچھا بہ یہ سر سے بلا سحر کی نکل جائے تو اچھا بہ فرقت میں تیرے تار نفس سینہ میں
میرے بہ کانا سا کھٹکتا ہو نکل جائے تو اچھا بہ کبھی یہ کہتا تھا شعر مراد و لیت اندر دل اگر گویم
زبان سوزد بہ و گردم در کشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد بہ کبھی کہتا ہی کہ اے ملکہ عالم میں کیا عرض کروں

جو تمھاری فرقت میں میرا حال ہو رات آخر شماری دن آہ و زاری میں کشتا ہوں مگر تاہوں تجاؤ خبر نہیں
ہو ذرا تو اپنے عاشق ناشاد کی اگر خبر لو ورنہ یہ عاشق ناشاد مر جائیگا یہی جی چاہتا ہو کہ کسی طرف
گریبان چاک کر کے نکل جاؤں جنگل کی ٹھوکرین کھاؤں تربت قیس کا مجاور ہوں اسکی قبر پر
بیٹھ کر مجاوری کروں یا مثل فریاد کے اپنا سر پھوڑ کر جان دوں اور سنیرین ادا شجکو خبر بھی
نہیں غزنکہ مقہور اس طور کی تقریر کر رہا ہو خواجہ تو بڑے قیافہ شناس ہیں انھوں نے جسد
مقہور کی صورت دیکھی تھی اسی دن پہچان لیا تھا کہ یہ کسی پر عاشق ہو مگر اس فکر میں تھے کہ کسی
تذبیہ سے معلوم ہو جائے کہ کس پر عاشق ہو وہ کون ہو مگر یہ ثابت ہوا آج تو خواجہ کو یقین ہو گیا
بڑے عرصہ تک ٹھٹھے ہوئے سنا کیے کہ شاید اس معشوق کا نام اسکی زبان سے نکل جائے
چہرہ وہ عاشق ہو مگر مقہور کو اسقدر خیال ہو کہ بلکہ کا نام تک نہیں لیتا یہی کہتا ہو کہ اے ملکہ عالم
میں بسبب خوف رسوائی کے آپکا نام نہیں لے سکتا ہوں نہ اپنا عشق ظاہر کر سکتا ہوں بس
آتش فراق میں جلتا ہوں خواجہ خاموش سنا کیے جب انھوں نے دیکھا کہ یہ کسی طو سے نام
نہیں لیتا یہ زبان سے چلی آئے راہ میں ایک تذبیہ زہن میں آئی اس کے تدارک کی فکر میں مصروف
ہوئے سپہر کا وقت تھا کہ مقہور چادو کرے سے آنسو وغیرہ پوچھ کر باہر نکلا اس خیال
سے کہ ذرا چل کر کچھ دیر باغ کی میرکون دل ہلاؤں شاید کچھ دل ٹھہرے اور قرار آئے اس دل
مبھرا کو بس مقہور گناہ نہر کے آکر کرسی پر بیٹھا تھا کہ اس نے دیکھا سانسے سے باغبان ایک گلدستہ
ہاتھ میں لئے ہوئے چلا آتا ہو یہ بیٹھا ہوا اسی طرف دیکھا کیا جب وہ قریب آیا تو اس نے دیکھا کہ ایک
ہاتھ میں اس کے گلدستہ ہو اور ایک ہاتھ میں توگری ہو کہ اس میں ناز لگیان کو لے رنگترے
چلو ترے مہتابیان ہیں کس سلیقہ سے لگائی ہیں کہ ادھکا بھی ایک گلدستہ بنا ہوا ہو اس نے
اس کے ساتھ ہی سلام کیا بہت جھک کر اور کہا کہ اے اے مراتب رہیں چلو ان اپنا فضل
و کرم رکھو یہ لکڑہ گلدستہ اور توگری سانسے مقہور کے نہر کی پٹری پر رکھ دی اور خود بھی
ہاتھ جوڑ کر بیٹھ گیا مقہور نے اس گلدستہ کی طرف دیکھا ایک آہ سرد بھری اور خاموش
ہو رہا مگر آنسو نکل آئے یہ مایہ مقہور کے سامنے بیٹھا ہوا دیکھا کیا مقہور نے کہا کہ کیوں جی ہکو
یہاں آئے ہو آج دوسرا دن ہو تم کل کیوں نہیں گلدستہ بنا کر لائے اور ڈال لی لگائی

اسکا کیا سبب ہی جو آج یہ گلدستہ بھی تیار کر کے لائے اور ڈالی بھی لگائی اوسنے ہاتھ جوڑ کر
عرض کیا کہ حکوان آپ کو سلامت رکھیں اسکا سبب یہ تھا کہ عمرو عیار آیا ہوا تھا اور باغ بھر
میں پھر رہا تھا میں نے خیال کیا کہ اگر گلدستہ بنا کر لیکر جادون ایسا نہ ہو کہ عمرو اوسکے اوپر بیٹھی
پھر گدے تو بڑی خرابی ہو میں بدنام ہوں کل سے جب اسن ہوا میں نے اسوقت خیال کیا کہ شاید
عمرو عیار چلا گیا ہی جب تو اسن ہوا ہی لہذا میں گلدستہ تیار کر کے حاضر ہوا کہ آپ کو خوشی کر کے
کچھ افعام لون مقصود کرنے جواب دیا کہ اسے بھائی یہ گلدستہ مجھے کیا کرنا ہی بیکار ہوا ایسا دل ہی
نہیں رکھتا ہوں یہ گلدستہ تو اون لوگوں کے کام کا ہی جو کہ دل رکھتے ہوں بقول شاعر
سے گلدستہ اونکو چاہیے جنکو فراغ ہو وہ اور خوش ہوں یہاں تو غم سے مہلت نہیں ہی پھر
ایسی حالت میں گلدستہ لیکر کیا کریں جب سے اس باغ میں آیا ہوں سولی پر جان ہی یہ خوف
ہی کہ ایسا نہ ہو عمرو ہلاک کر ڈالے وہ دکھائی تو دیتا نہیں ہی جسکو چاہے ایسی حالت میں تل
کرے تو کوئی او سکا کیا کرے اس خوف سے سوتا تک نہیں ہوں ملک تو خد چلی گئیں مجکو اس
آفت میں مبتلا کر گئیں وہ بولا کہ حضور کے اقبال سے کل سے تو اسن ہورہے اسقدر مہمت کہاں تھی
غدر مچا ہوا تھا وہ ضرور نکل گیا آئے خوف سے مقصود رہنے کہا کہ وہ جا نہیں سکتا ہی باغ کے
گرد حصار سحر کیا ہوا ہی میں او سکو جاسنے مذد لگا ملک میرے سپرد کر گئی میں مقصود رہنے دیکھا
کہ باغبان میرے چہرہ کی طرف دیکھتا ہی جاتا ہی اور زمین پر کچھ لکیریں بناتا ہی کچھ دو اونگیوں
پر شمار کرتا ہی سہلانا ہی کچھ کہنا چاہتا ہی پھر رہ جاتا ہی جب کئی مرتبہ اس طور سے مقصود رہنے دیکھا
ایک مرتبہ مقصود رہنے پوچھا کہ یہ تم کیا کرتے ہو کہ کچھ زمین پر نشان بناتے ہو اور کچھ شمار کرتے ہو پھر
سیری طرف دیکھتے ہو اوسنے کہا کہ قصور مواف ہو تو کچھ عرض کروں کہا کہ بیان کرو عرض کیا کہ جب میں حاضر
ہوا میں نے آپکے چہرہ کو متغیر پایا میں نے خیال کیا کہ میان کا چہرہ کیوں متغیر ہی خیال ہوا کہ اسی
عمرو کے سبب سے میان پریشان میں معلوم ہوتا ہی کہ رات کو آرام نہیں فرمایا ہی چونکہ کچھ ششہ بد
محکوم مل میں دخل ہم میں نے خیال کیا کہ میان کے ستارے لور دن دیکھوں کہ کیسے ہیں ہی
سبب کہ رہا تھا اور خیال کر رہا تھا مقصود رہنے ہنس کر جواب دیا کہ معلوم ہوتا ہی تو کچھ دیوانہ
ہو گیا ہی بھلا تو کیا جانے رمل کو تو درخت لگانا جانے روشن پٹری درست کرنا درختوں میں

بہشتی

پیوند لگانا پھول پتی کو پہچاننا یا رمل مجکو بتانا ہی اچھا بتنا کہ کیا تجکو معلوم ہوا وہ بولا کہ وہاں یہاں
آپ نے تو پہلے ہی مجکو دیوانہ بنایا دریافت تو کیا ہوتا اگر میں غلط بتاتا تو پھر ایسا فرمایا ہوتا اس
امر کا عجب کیا ہو کیا مالی پڑھے لکھے ہوئے نہیں ہوتے ہیں اگر میں نے پڑھا لکھا تو کیا ایسا
ہو نہیں سکتا ہو مقہور نے کہا کہ اچھا تو اپنے شمار سے یہ بتا کہ کیا تجکو معلوم ہوا میرے
ستاروں کا حال اور مئے کہا کہ اے بیان میں نے جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ آپ کے ستارے
زبردست ہیں مگر یہ تغیر آپکو عمرو کے خوف سے نہیں ہی بلکہ یہ کمزور خاوشش ہو رہا مقہور
نے کہا کہ یہ کیا کہا تو نے کہ بلکہ اور خاوشش ہو رہا کچھ بیان تو کر او نے کہا کہ اگر آپ خفا نہ ہوں
تو میں بیان کروں مقہور نے کہا کہ کیا میں دیوانہ ہوں کہ میکا ر خفا ہو نگاتب او نے کہا کہ میرے
حساب سے تو یہ ثابت ہوتا ہو کہ آپکا دل کسی پر آیا ہو اور آپ او کو سبب کسی مصلحت کے شمار
نہیں کرتے ہیں نہ او سے وصل نصیب ہوتا ہو آپ او کے فراق میں مانند شمع شبستان گھلے جاتے
ہیں اور آتش فراق سے جلے جاتے ہیں بھلا آپ سچ بتائیے کہ میں نے غلط تو نہیں عرض کیا
یہ بھی مجکو میرے علم کے ذریعہ سے معلوم ہوتا ہو کہ آپکا معشوق کوئی ذی مرتبہ ہے اور اپنے
اختیار میں نہیں ہو بلکہ او سپر کوئی اور قابض ہو اور جو قابض ہو وہ بھی صاحب اختیار اور
آپ سے زیادہ مرتبہ رکھتا ہو بلکہ میں یہ خیال کرتا ہوں کہ وہ کسی ملک کا بادشاہ ہو جسکی دختر پر
آپ عاشق ہیں اور یہ عشق آپکو مدت سے ہمیر جو ادس باغبان نے کہا اتنو مقہور اوسکی صورت
دیکھنے لگا کیونکہ او نے پتہ پتہ کی باتیں کہیں اور کھل سچ کہا گویا یہ کھل حال سے آگاہ ہو یا علم غیب
سے واقف ہو کیونکہ اس حال عشق سے سوائے مقہور کے دل کے وہ سراسر کوئی شخص آگاہ
نہ تھا اسنے مقہور کے دل کا کھل حال کہہ دیا اب تو مقہور حیران ہوا اور کہنے لگا کہ سچ بتا کہ تو نے
کیونکر یہ حال دریافت کیا کیا اس علم کو بھی تو نے حاصل کیا تھا وہ بولا کہ یہ بتا سیتے کہ جو
میں نے عرض کیا ہر سچ ہو یا غلط مقہور نے جواب دیا کہ پہلے یہ تو بتاؤ کہ نو نے کیونکر یہ سب حال
معلوم کیا اور کیا تو اس علم سے آگاہ ہو وہ باغبان بولا کہ اے مقہور جا رو خداوند آپکو
سلامت پا کر است رکھیں میں قوم کا مال و باغبان نہیں ہوں بلکہ قوم کا برہمن ہوں پہلے
میں نے اپنا پیشہ آباؤ اختیار کیا ساتوں بید پڑھے پو تھی لیکر پھر نے لگا اور ہر ایک کو بتانے لگا

مگر اسی زمانہ میں مجھ کو اس امر کا بھی شوق تھا باغون میں جایا کرتا تھا بیرون باغون کو روکش
پٹری درست کرتے دیکھا کرتا تھا اونکے پاس بیرون بیٹھا ہوا باتیں کیا کرتا تھا اونکے اچھے
بیرون بتایا کرتا تھا اسی طور سے ایک زمانہ گزر گیا ایک باغبان نے مجھ سے کہا کہ
میاں برہنہ ہم تم کو باغبانی تہا دین تم ہمارے لڑکے کو یہ علم تبادو میں لے لیا کہ اچھا اوستے مجھ کو
باغبانی بتائی چونکہ مجھ کو شوق تھا میں نے خوب دل لگا کر اور خیال کر کے اوسکو حاصل کیا فن باغبانی
میں کامل ہو گیا میں نے اوسکے لڑکے کو ریل بتایا پوچھی کا دیکھنا سکھایا اسے سب سالار
برہنہ میں اب کچھ نہیں ہو سوا اے در بدر پھر نے اور مٹھو کرین کھانے اور بھیک مانگنے کے
دوسری بات نہیں ہو جب رس کو تہا یا تو ایک نے ایک پیسہ ہاتھ پر رکھ دیا میں نے جو دیکھا
کہ یہ پیشہ بالکل خراب ہو گیا اب سواے فقیروں کی طرح پھر نے کے اور دوسری بات
نہیں ہو میں نے ترک کیا چونکہ باغبانی اتنی تھی میں نے اوسمیں نوکری کی اوسمیں دن بھر پھرتا
تھا اوسپر بھی پیٹ بھر کر روٹی نہ ملتی تھی جب سے باغبانی اختیار کی راحت بھی ملی اور شکم
سیر ہو کر دونوں وقت روٹی بھی ملنے لگی پس میں نے ترک کیا اور باغبانی کرنے لگا اسوقت
آپکو جو مضموم و مکدر دیکھا تو خیال آگیا جو کچھ یاد تھا اوسکے ذریعہ سے اسقدر حال دریافت
کر لیا اب چاہے جھوٹ ہو چاہے سچ چاہیے آپکو یقین آئے چاہے نہ آئے مضمون نے
کہا کہ اے باغبان میں تجھ سے اپنا کیا حال بیان کروں بقول شاعر شعر مراد دلست اندر
دل اگر گویم زبان سوزد و اگر دم کشم جو ستم کہ مغز استخوان سوزد و کہا کون کاسے کہوں
کوڑہ تہا سے و گونگے کاس پنا بھیا سمجھ سمجھ بچتا ہے و اے بھائی میرا وہ حال ہے کہ
اگر کتا ہوں تو جان جاتی ہے اور نہیں کتا ہوں تو بھی جان جاتی ہے بڑی خرابی میں مبتلا ہوں
نہ کہنے میں تو یہ ہے کہ گھل گھل کر مر رہا ہوں پھر یہ بھی امید ہوتی ہے کہ شاید کبھی مراد دلی برائے
اور کہنے میں تو فوراً قتل کا سامنا ہوتا ہے اور جو دولت ہوگی وہ الگ پس اسی سبب سے دل ہی دل
میں غم کھاتا ہوں اور رہ جاتا ہوں یہ جو تو نے کہا سب سچ ہے مگر مجھ کو اسکے بھی اظہار میں خوف
نہیں مگر یہ خیال کرتا ہوں کہ میں تجھ سے بیان کروں اور تو بھی کسی سے کہہ دے تو میری آہ
بھی جائے اور جان بھی اوستے کہا کہ میان سپہ سالار تم اس امر سے اطمینان رکھو میں پیش

بلکہ نہیں ہوں نہ اس قسم کا آدمی ہوں کہ کسی کا راز بیان کر دے سر بھی کٹ جائے تو بھی زبان
 سے نہ نکلے آپ شوق سے بیان کریں تاکہ میں بھی تو جانوں کہ میرے علم نے سچی سچی خبر دی
 ابھی مجھ کو بھولا نہیں ہے مقہور نے کہا کہ تم اس امر کا اقرار کرتے ہو اور قسم کھاتے ہو تو اسکا
 بھی اقرار کرو کہ ملکہ سوکسن کی ملازمت ترک کر کے میری ملازمت کر لیتا تھا رہے ہونے
 سے میرا دل پہلے گا اور جب کچھ مجھ کو دریافت کرنا ہو گا دریافت کر لیا کر دے گا باغبان بولا
 کہ ایک بات اور سن لیجئے میں آپ سے باتیں بھی کرنا چاہتا تھا اور خیال بھی کرتا جاتا تھا کہ
 آپ کی معشوقہ کا رنگ بہت گورا ہے بڑی بڑی آنکھیں ہیں سو تو ان تک ہر میانہ قدر بڑی بڑی
 زینین ہیں سارا سرا پا ملکہ ماہ دختر می کا اوس باغبان نے بیان کر دیا مقہور نے جو اپنے
 معشوق کا سراپا اسکی زبان سے سنا بہت حیران ہوا دل میں کہا کہ گویا اسنے دیکھا تھا یہ دل
 سے باتیں کر کے بولا کہ تو نے تو اس طور سے بیان کیا کہ گویا اوس قتال عالم کو دیکھا ہے کہ جبکی
 صورت تم نے بیان کی ہے اس صاحب صورت کو کسی مقام پر دیکھا ہے اور اسنے کہا کہ میں نے
 جبکہ اس صورت کا آدمی نہیں دیکھا مگر میرے علم نے اوس شکل کی تصویر کھینچ کر میرے روبرو
 پیش کر دی میں نے آپ سے بیان کی یہ جو اسنے کہا تب مقہور نے کہا کہ اسے بھائی بیان کرو
 کہ اس آفت جان و ایمان سے وصل ہو گا یا نہیں یا اس کے فراق میں تڑپ تڑپ کر ہلاک
 ہو لگا اور میری اسی درد فراق و صدمہ جدائی میں بسر ہوگی اور میں ہمیشہ آتش فراق
 سے مثل شمع کے جلا کر دھون کا تب اسنے کہا کہ پہلے آپ اسکا نام و نشان اور اس کے باپ
 کا نام مجھ سے بیان کریں تو میں اس امر کو بیان کر دے جو میں نے بیان کیا ہے کہ اس میں کوئی نام
 و نشان کی ضرورت نہ تھی صرف آپ کے نام کی ضرورت تھی وہ مجھ کو معلوم تھا میں نے دیکھ لیا ہے
 اگر آپ یہ فرمائیں کہ اپنے علم کے ذریعہ سے نام نشان بھی دریافت کر لو تو یہ امر غیر ممکن ہے کہ
 نام معلوم ہو جائے ہاں نام بتائیے تو میں یہ بھی بتا دوں مقہور نے کہا کہ دیکھو اسکا خیال
 رہے ہے امر کسی پر ظاہر نہ ہونے پائے گا کہ کیا محال اگر ظاہر ہو تو آپ کھال کھو کر بکس
 بھرو اور بجیگا مقہور نے کہا کہ آگاہ ہو کہ اسے بھائی اصل امر یہ ہے کہ میں ملکہ ماہ دختر می کا
 بادشاہ کوہ اعظم حاکم و رنبد اعظم پر ایک مدت سے فریفتہ ہوں مگر اس خیال سے کہ میں ایک

اولیٰ سپہ سالار ہوں ملک سوکسن جادو کا اور سوکسن جادو کی حقیقتی چھوٹی بہن ہر اعظم جادو
کی اعظم جادو و بادشاہ جلیل القدر ہر مجاہد سے دو سوادہ کے یہاں پڑے ہوئے ہیں میری کیا
حقیقت ہو بڑے بڑے بادشاہ ہوں نے اس کے دھڑکی خواہش کی مگر اس نے نہ قبول کیا تو وہ بھلا
مجھ کو کیا قبول کرے گا دوسرے مجھ کو خود اس امر کا خوف ہے کہ اذھر میں نے اس امر کو منہ سے نکالا
اور ہر اعظم و سوکسن نے مجھ کو قتل کر ڈالا بھلا کجا میں اور کجا وہ مگر میں اس دل کے ہاتھوں مجبور
ہوں کہ یہ پھنسا بھی تو کہاں جا کر پھنسا کہ جہاں کوئی دوست رس میں ہوں سوائے خاموشی اور
جان دینے کے اور آتش خرق میں جلنے کے پس اسی خوف سے میں نے آج تک اظہار نہیں کیا
اپنی لیاقت اور حالت کو دیکھ کر اور انکی لیاقت و حالت کو دیکھ کر میں نے خیال کیا کہ میرے اونکے
کیا نسبت ہو جب مصرعہ سے یہ نسبت خاک و با عالم پاک ہو میں نے سوائے مزار و نقشان
کے اس امر کے اظہار میں دوسری بات نہ پائی گو بہت دل کو بکھایا مگر اس نے زمانہ آخر کو صدمہ
خرق اوٹھانے لگا اور اٹھا رہا ہوں اور حیرت تک زندہ رہوں لگا اوٹھاؤنگا اسی سبب سے یونہی پھنسا
کہ جہاں تیرے علم نے یہ سبب بتایا ہر دہان یہ بھی بدتر یہ علم کے دریافت کر کے مجھ سے کہہ دے جو
مقبور نے کہا اوس باغبان نے سننا جو اب دیا کہ آپ نے نام و نشان بتایا ہوں میں اس امر کو دریافت
کرتا ہوں اور آپکی خدمت میں بیان کرتا ہوں میں اس امر کا تو یقین کرتا ہوں کہ میرے کتنے کا
ایک یو یقین ہو ضرور ہو گا مقبور نے جواب دیا کہ واقعی تم سب سچ اور درست کہا کوئی بات غلط
نہیں کہی اب جو کہو گے وہ سب ہی درست کہو گے ہاں ملے زرا کچھ کرو اور پوچھی میں دیکھو باغبان
بولامین پوچھی لے آؤں یہ کہہ دہان سے چلا گیا اور مقبور نے دیکھ کر بعد آیا تو ایک کتاب ہاتھ میں تھی اوس
کتاب کو کھولا کچھ دیکھا اور شمار کیا کچھ زمین پر لکیریں بنائیں اوس کے بعد سر اوٹھا کر کہا کہ اگر آپ خاندانوں
تو بیان کروں مگر میں یقین کرتا ہوں کہ میری تقریر کے آپ بہت خفا ہونگے اور ناراض مقبور
نے کہا کہ تم بیان کرو میں خفا نہ ہوں گا اوس نے کہا کہ ضرور خفا ہوں گے مقبور نے کہا کہ مجھ کو قسم ہے
اوس ملک کے سر کی کہ جس پر میں عاشق ہوں میں کبھی نہ خفا ہوں گا ہاں پہلے یہ بتا دے کہ اسکا وصل میرے
مقدور میں ہو یا نہیں پھر اور بیان کرنا باغبان نے کہا کہ وصل تو ضرور آپ کے مقدور میں ہو مگر بڑی
خرابی کے ساتھ ہی میں یہ خیال کرتا ہوں کہ جس طرح وصل کا انجام ہو گا اوسا آپ قبول کرینگے

جب آپ اوسے نبول نہ کرینگے تو وصل کا ہونا بھی مشکل ہو مقہور نے کہا کہ وہ کیا طریقہ ہے کہ جسکو میں قبول نہ کروں گا اوسے جواب دیا کہ وہ یہ طریقہ ہے کہ جب تک عمرو عیار اس امر میں کوشش نہ کرے گا اوسوقت تک یہ ملک آپکے قبضہ میں نہ آئیگی ان یہ امر ہے کہ آپ عمرو عیار سے ملین اوس سے اس امر کو ظاہر کریں وہ اس امر میں کوشش کریں تو آپکو وصل ملے نصیب ہو اور آپ اپنی مراد کو پونچھیں یہ آپ سے کہاں ممکن ہو حضور میرا علم تو یہ ہی کہتا ہے کہ اوسکی کوشش سے اس امر کا ظہور ہو گا بدون اس کے تو غیر ممکن ہو اور اوسکا آپ کے ساتھ اس امر کا سلوک کرنا محال ہو کیونکہ آپ اوسکے جانی دشمن ہیں اور وہ آپکا لباس جبکہ آپکے اور اوسکے دشمنی ہے تو وہ کیون اس امر میں کوشش کرنے لگا اور آپ کیون اوس سے اس امر کی درخواست کرنے لگے اور وہ کیون شراکت کرنے لگا مقہور نے ایک آہ سرد دل پرورد سے بھر کر کہا کہ واقعی تم نے بہت ٹھیک کہا گو میں اس امر کو گوارا بھی کر لوں مگر وہ کیون یقین لانے لگا اور باور کرنے لگا کہ وہ الیہادیوانہ ہے کہ دشمن سے اگر ملے گا پس دراصل یہ امر بہت دشوار ہے لہذا ثابت ہوا کہ ہمارے مقدرین وصل سے شاد کام ہونا محال ہے یہ بالکل خیال خام ہے یوں ہی تڑپ تڑپ کر مرنا مقدرین لکھا ہے اگر تو سچ کہتا ہے اوستے جواب دیا کہ اگر یہ امر غلط ہو تو میں اپنا خون آپکو معاف کرتا ہوں آپ فوراً مجھکو قتل فرمائیے گا اگر میرے کہنے کے خلاف نکلے یا خلاف طور میں اسے مقہور نے کہا کہ تو سچ کہتا ہے کہ یہ امر خواجہ عمرو کی کوشش سے ہو گا اوستے نے کہا کہ جی ہاں وہ ضرور اس کام کو انجام دینگے اور اونکی کوشش سے ہو گا میں آپ سے اقرار کرتا ہوں کہ اگر وہ اقرار کر لیں اور پورے طور سے وعدہ کر لیں تو پھر کیا مجال اعظم کی جو وہ کچھ بھی کہے اگر خلافت کوے تو وہ اوسکو قتل کر ڈالیں مقہور نے کہا کہ یہ کیا تو نے کہا کہ پھر کیا مجال اعظم کی جو وہ خلافت کرے کیا اعظم اونسکے تابعین ہی یا وہ اعظم یہ حاکم میں اعظم بادشاہ جلیل وہ ایک عیار اعظم سامری پرست عمرو حذیر پرست کیا اعظم کجا عمرو باغبان نے جواب دیا کہ یہی تو بات ہے کہ اگر وہ اقرار کر لیں گے تو پھر کوشش کر کے دے اس امر کو ضرور کرادیں گے اگر اعظم نے اونکی اطاعت کر لی تو یہ امر ظہور میں آباور نہ وہ اعظم کو قتل کر کے آپ کی معشوقہ کو آپ سے ملا دینگے بلکہ کوہ اعظم کا آپکو بادشاہ کریں گے کیونکہ اودنھوں نے اکثر ایسا ہی کیا ہے کہ ہزاروں کی شاویان اسی طور سے کرادیں اور عاشق و معشوق کو ملا دیا ہے یہ امر تو اون کے نزدیک

کوئی مشکل نہیں ہو مگر میرا علم یہ کہتا ہے کہ وہ اسکو قبول ہی نہ کرینگے جب تک آپ اونکی شراکت نہ کرینگے معذور نے کہا کہ اسے بھائی جب یہ امر ہو تو مجھ کو اس سے کب انکار ہی میں صاف کہہ دوں مجھ کو سوسن کی ملازمت سے یہ امر تو حاصل نہ ہوگا کہ میری معشوقہ مجھ کو مل جائے میں تو کہتا ہوں کہ اگر کوئی یہ کہے کہ تو مجھ کو سجدہ کر اور بخدا مان میں تیری معشوقہ تجھ کو دلا دوں گا تو میں اسکو سجدہ کروں بلکہ کبھی اسکی اطاعت سے سرتابی نہ کروں نہ غلامی سے باہر ہوں مجھ کو اپنی معشوقہ کے لئے سے غرض ہوا اگر عمر و عیار مجھ سے اس امر کا اقرار کرے تو وہ اگر اس امر کی خواہش کرے کہ تم میری طرف سے سوسن سے مقابلہ کرو تو میں مقابلہ کو موجود ہوں خواہ مارا جاؤں خواہ اسکو قتل کروں وہ اس امر کی خواہش کرے کہ تم مجھ کو رہا کر دو میں تمھاری معشوقہ کو دلا دوں گا تو میں اسکو رہا کر دوں مگر مجھ کو کیونکر اعتبار آئے کہ جو وہ کہے گا وہی کرے گا باغبان نے کہا کہ اے سپہ سالار آپ نے اکثر کتابوں میں دیکھا ہوگا کہ یہ لوگ مینے خدا پرست جو منہ سے کہتے ہیں وہی کرتے ہیں چلے اس میں جان جاے چاہے رہے ابھی کل ہی کا ذکر ہے کچھ زمانہ نہیں گزرا ہے کہ سوسن جادو نے جب خواجہ ٹھوکرا کو اسیر کیا ہے اور ان سے دریافت کیا ہے کہ مرتع آتش خوار کھان ہوا و نمون نے کہا کہ میں کھا گیا ہوں تب ملکہ نے خواجہ پر تشدد کیا تا کہ یہ قبول دے مگر خواجہ وہی کہے گئے جو کہ چکے تھے خواجہ نے جان کا دنیا قبول کیا مگر مرتع کو نہ بتایا نہ اپنا دین و مذہب ترک کیا اسی طور سے بہت سے انکے واقعو میں خیال فرمائیے کہ اس باغ میں قیدی ہیں مگر کوئی پروا نہیں ہے یہ نہ ہوتا کہ اس خیال سے کہ یہاں پرے پرے ہلاک ہو جاؤ گے اس سے یہی بہتر ہے کہ سوسن کی اطاعت کر لو جان تو نیچے لڑکچہ پروا نہیں ہے دوسرے یہ امر خیال کرنے کا ہے کہ انکے پاس ایسی ایسی شے ہے کہ جب چاہیں سہا حرون و غیر سہا حرون کو پوشیدہ ہو کر قتل کر ڈالیں وہ سب کو دیکھیں مگر انکو کوئی نہ دیکھے مگر وہ یہ نہیں کرتے ہیں کیونکہ ان سے اور حمزہ سے تمہد ہے کہ کسیکو حالت غفلت یا عالم پوشیدگی میں نہ قتل کرنا جب عیاری کرنا ظاہر ہو کرے کرنا ہوشیار کر کے کرنا جسکو اسیر کرنا کہلے اسیر کرنا کبھی کلیم وغیرہ سے کام نہ لینا بلکہ صرف اور سوقت میں اپنے منصرف میں لانا جب جان کا خوف ہوا اسکو اپنے منصرف میں لاکر اپنی جان بچالینا جیسا کہ ان نمون نے بیان کیا کہ وہ کلیم اور ڈھکرا غائب

مگر حالت پوشیدگی میں اور مخون نے کسی کو قتل نہیں کیا اگر وہ چاہتے تو ملکہ کو قتل کر ڈالتے ملکہ کو معلوم بھی نہ ہوتا پس یہ لوگ ایسے قول کے دھنی اور اپنی بات کے پابند ہیں اگر وہ اقرار کریں گے تو ضرور آپ کی شراکت کرینگے اور آپ کے کام کو انجام دینگے میں یہ نہیں کہتا ہوں نہ آپ کو عنایت دلاتا ہوں کہ آپ اونکی اطاعت کریں یا اپنے دشمن سے یمن اور ملکہ کے ساتھ دشمنی کریں مگر جو میرے علم کے ذریعہ سے ثابت ہوا وہ میں نے بیان کر دیا وہ بھی جب اپنے اس امر کی خواہش کی تب در نہ مجھ کو کیا ضرورت تھی آپ کو اختیار ہو مقصور نے کہا کہ تو نے سچ کہا مگر اسے بھائی میں کیا کروں خواجہ عمر و تو گویا ہاں موجود ہیں مگر وہ کیوں اپنے کو ظاہر کرنے لگے اور کیوں میری شراکت کرنے لگے جبکہ انکو میری طرف سے گمان بد ہر دو سرے میں نے اونکے ساتھ اس وقت تک کوئی نیکی نہیں کی بلکہ بدی کی کہی کہ اونکو باغ میں قید کر رکھا ہوا وہ کیوں میرے ساتھ بھلائی کرنے لگے اس باغبان نے جواب دیا کہ میں نے سنا ہی بلکہ اکثر اونکے واقعات کو کتابوں میں دیکھا ہی کہ اہل اسلام کا یہ قول ہے کہ ہم دشمن کے ساتھ بھی یہ نیکی پیش آتے ہیں گو وہ ہمارا دشمن ہو مگر جب وہ اس امر کا اقرار کرتا ہے کہ اب ہم دشمنی نہ کریں گے بلکہ دوستی کریں گے تو ہر کو یقین آ جاتا ہے اور اسکی طرف سے جو خیال ہمارے دل میں ہوتا ہوا وہ نکل جاتا ہے ہم اس کے ساتھ یہ نیکی پیش آتے ہیں اگرچہ وہ پھر ہم سے دشمنی کرے مگر ہم اس کے دشمن نہیں رہتے ہیں اور اکثر ایسا ہوا ہے اور جب ہم شریک ہوتے ہیں تو ہر طرح سے شریک ہوتے ہیں گو آپ نے کوئی نیکی عمر و عیار کے ساتھ نہیں کی ہے سوائے دشمنی کے مگر جب آپ اس امر کا اقرار کریں گے کہ میں اب دشمنی سے باز آیا آپ کی اطاعت کرتا ہوں تو پھر وہ کبھی آپ کے ساتھ دشمنی نہ کریں گے بلکہ آپ کے جان و دل سے شریک ہونگے مگر یہ میں نے کہے دیتا ہوں کہ آپ کو دین اسلام قبول کرنا پڑیگا مقصور نے کہا کہ تم تو اس طور سے اہل اسلام کی تعریف و توصیف کر رہے ہو کہ جیسے خود خدا پرست ہو اور اونکے بہت بڑے دوست ہو جواب دیا کہ میں انصاف پسند ہوں اور جو امر حق ہوتا ہوا وہ کہہ دیتا ہوں چاہے وہ میرے مذہب کے خلاف ہو چاہے موافق ہو میں کہہ گزرتا ہوں خواہ کسی کو نار ہو خواہ وہ خوش ہو یا نا خوش ہو خواہ کسی کو اچھا معلوم ہو خواہ برائے میں نے تو اپنے کو آزاد بنا لیا ہوا مقصور نے کہا کہ خیر مجھ کو اس سے کیا غرض خواہ تم دوست ہو اونکے خواہ دشمن مجھ کو اپنے کام سے کام ہی میں تم سے اس وقت اقرار کرتا ہوں کہ اگر عمر و عیار میری مشوقہ مجھ کو دلا دے تو میں اور تم

دل و جان سے شریک ہوں خواہ وہ اپنے کو سچہ کرائیں خواہ اپنے خدا کو باغبان نے کہا کہ اگر آپ اس امر کا اقرار کرتے ہیں تو میں یہ کہتا بھی ہوں کہ آپ اپنی معشوقہ کے وصل سے کھامیاب ضرور ہوں گے اور اس صدمہ فراق سے نجات پائیے گا یہ پھر کی بلا سر سے گل جانگی اس صدمہ و اندوہ سے فرغت ہوگی مقصود نے کہا کہ پھر میں خواجہ کو پاؤں کہاں جاؤں سے اپنا درد دل کہوں اور اونکو اپنے حال سے آگاہ کروں باغبان نے کہا کہ اگر آپ کے دل میں یہ امر ہے تو پہلے مسخر سے یہ دریافت فرمائیے کہ خواجہ یہاں موجود ہیں یا نہیں اگر موجود ہوں تو وہ مرد ظالم اور لالچی ہیں دو ہزار پانچ ہزار روپیہ ہنگا کر رکھتے اور یہ کہیے کہ اسے خواجہ عمر وہ آپ کی رونمائی ہو اسکو قبول فرمائیے اور میں آپ کی دشمنی سے باز آیا جسکے آپ دوست ہیں میں بھی اسکا دوست ہوں آپ کے دشمن کا دشمن ہوں یہ جو گئیے گا وہ فوراً اپنے کو ظاہر کرینگے مقصود نے کہا کہ تم بھی پھر مسلمان ہو یا نہیں جواب دیا کہ آپ کو میرے مسلمان ہونے نہ ہوتے سے کیا غرض مگر میں یہ کہتا ہوں کہ آپ کا یہ راز کسی پر ظاہر نہ ہوگا مقصود نے کہا کہ خیر ہم کو اپنی معشوقہ کے ملنے سے عرق ہوئی سو سن میرا کیا بنائیں گی اور میان اعظم میرا کیا کرینگے مجھ کو اپنے قول و فعل کا اختیار جو جس امر میں میں اپنی بہتری دیکھوں گا وہ کروں گا یہ کہہ کر اسی وقت سحر کیا اور یہ دریافت کیا کہ خواجہ عمر وہ اس میں ہیں یا نہیں میں معلوم ہوا کہ میں اس سے ہاد ہو وقت پانچ ہزار روپیہ اپنے نوکر دیک کے ہنگا کر اس مقام پر رکھا اب باغبان سے کہا کہ میں نے تیرے کہنے کے بموجب سب کام کیا اب تو خواجہ عمر کو لاتا کہ میں اونکی رونمائی دیکر اونکی صورت زیادہ دیکھوں اور اونکے قدموں کو بوسہ دوں اور اون سے اپنا راز دل کہوں باغبان نے کہا کہ آپ اونہیں انفاظ سے اقرار کیجئے وہ جہاں ہوں گے یہاں اجائیے یہ بھی اون میں فصاحت ہی مقصود بولا کہ تو تو اونکی ہر حالت سے آگاہ ہو جاؤ اب دیا کہ میں کیا آگاہ ہوں میرے علم نے مجھ کو آگاہ کیا ہے جو میرا علم مجھ سے کہتا رہا میں آپ سے کہتا ہوں اسی بات سے میرا جھوٹ سچ آپ پر ظاہر ہو جائیگا آپ امتحان کر لیجئے بعد ازاں مقصود نے اسی طور سے اقرار کیا اور وہی کلمہ زبان پر جاری کیا بقسم جیسے ہی پورا کلمہ تمام ہوا تو وہ باغبان بنا ہوا تھا یا ایک مرتبہ کہنے لگا کہ ہوشیار ہو جائیے خواجہ عمر و شریف لاتے ہیں یہ لکڑا ب جو جست کی گڑ بند ہو گیا وہ اپنے قتل کر کے جو زمین پر آتا ہے تو وہ صورت نہ تھی صورت ہی بدل گئی آپ نے آئے کے ساتھ ہی

پہلے تو اون توڑ دن پر قبضہ کیا اور کہا کہ اے مقہور دیکھ میں ہی خواجہ عمرو ہوں پس جو تونے
 زبان سے کہا ہر اوس سے پھرنا نہیں قول مردان جان دار و سخن مردان اعتبار میں اس امر کا اقرار
 کرتا ہوں کہ تیری مشوقہ تجھ کو دلاؤں گا اعظم کی تو کیا مجال ہے جو تیرے ساتھ فقہ نہ کرے میں نے
 پہلے ہی تیری صورت دیکھ کر پہچان لیا تھا کہ تو کسی پر عاشق ہے اب جو مقہور نے سراؤٹھا کر
 دیکھا تو خواجہ کو سامنے کھڑے ہوئے پایا اسی صورت سے جو اونکی اصلی صورت تھی
 بار بار ناظرین کی خدمت میں سہرا پایا آپکا عرض کر چکا ہوں اب کوئی اس مقام پر تحریر کر نہ سکی
 ضرورت نہیں ہے جب مقہور نے یہ واقعہ دیکھا کہ وہی باغبان خواجہ عمر و نکلا وہ باغبان
 نہ تھا بلکہ خواجہ عمر و تھے عمرو کی یہ عیاری اور طراری دیکھ کر مقہور رنگ ہو گیا اسکے دل کو
 یقین کامل ہو گیا کہ ضرور یہ میری مشوقہ مجھ کو دلا دینگے واقعی جیسا سنتے تھے ویسا ہی پایا
 بلکہ اوس سے زیادہ پایا یہ دوڑ کر خواجہ کے قدموں پر گرا خواجہ نے اوسکا سراؤٹھا کر
 سینہ سے لگایا اور فرمایا کہ تم اس امر سے اطمینان رکھو کہ اب سواے تمہارے دوسرا عظم
 کا کوئی مالک نہیں ہے مگر مجھ کو اعظم کوہ پر لیچلو اوستے کہا کہ بہت خوب خواجہ نے کہا کہ پھر
 دیکھنا کہ کیا ہوتا ہے اور کیونکر میں تمہاری مشوقہ تم کو دلائے دیتا ہوں مقہور نے کہا کہ جو آپکے
 مذہب کو قبول کرے وہ کیا کہے اگر آپ یہ فرمائیں تو میں آپکو سجدہ کروں خواجہ نے اوسکی
 طرف نہ لگاہ تو دیکھا اور کہا کہ اب کبھی ایسا کلمہ زبان نہ لانا وہ خداے یکتا ہوا سکا کوئی شریک
 نہیں ہوا دے تو مجھ کو اور تم کو پیدا کیا ہے اور تمام عالم کو یہ سب بچہ شیطان تھے جو خدا کی کا دعویٰ
 کرتے تھے یا کرتے ہیں سب شیطان کے بہکائے ہوئے ہیں دیکھنا بروز قیامت کیا انکی
 حالت ہوگی یہ کہہ بہت سے کلمہ مذمت میں سامری و جمشید و عمرو و وغیرہ کے کہتا اور چند کلمے
 وحدانیت خداے لائزال میں بیان کیے اوسوقت پھر مقہور نے کہا کہ مجھ کو کلمہ تعلیم فرمایا ہے خواجہ
 نے جواب دیا کہ اگر تم کلمہ پڑھو گے تو پھر سحر نہ کر سکو گے سحر سے توبہ کرنے پڑے گی اس سے مطیع
 اسلام ہو جو چیزیں مذہب اسلام میں حلال ہیں اونکو حلال جانو جو حرام ہیں اونکو حرام سمجھو طریقہ
 اسلام پر چلو اگر سحر سے توبہ کرو گے تو پھر اعظم و غیرہ سے مقابلہ کیونکر کرو گے مقہور نے کہا
 کہ بہت خوب راوی بیان کرتا ہے کہ مقہور عباد از سر صدق مطیع اسلام ہوا اور خواجہ عمرو کی الماحضت

خواجہ بہت خوش ہوئے جبکہ خواجہ نے مقہور سے باغبان فیکر وہ تقریب کی تھی اور مقہور نے اقرار کیا تھا اور مقہور طبع اسلام ہوا تھا اور سوقت تک اس مقام پر وہ مقہور کے اور خواجہ کے کوئی وہاں نہ تھا یعنی کوئی ملازمان مقہور سے بھی نہ تھا رادی کتاہو کہ جب خواجہ نے مقہور کو جا کر دیکھا تھا کہ مقہور بیٹھا ہوا اور رہا ہی اور شعر عاشقانہ پڑھ رہا ہی خواجہ اس وقت سمجھ گئے تھے کہ یہ عاشق ہی اور پہلے ہی صورت دیکھ کر پہچان لیا تھا اسکا دل کسی پر ضرور پایا ہوا ہی اور فریفتہ ہو جب یہ کنارے کنارے آکر بیٹھا خواجہ تو عیاری کی فکر میں مبتلا تھے گلشن عیاری کی سیر کر رہے تھے ہر گل و بوٹہ پر نگاہ تھی مثل بلبل کے گل عیاری کی تلاش تھی کہ اس وقت یہ تدبیر دین میں آئی باغبان کو بیہوش کر کے اسکی صورت پر ظہار ہو کر اور گلہ سے بنا کر اس پر بیہوشی چھڑک کر اور ڈالی میں جبکہ رسیب وغیرہ تھے سب آسپ سے بھرے ہوئے تھے سب بیہوشی آئینہ سے خواجہ اس سبب سے یہ سب اشیاء درست کر کے لائے تھے کہ اگر گلہ سے بیہوش ہوا تو اسکو میں کوئی چیز کھلا کر بیہوش کر دوں گا یہ اسب جا بیٹھا کہان اسکو اسیر کر کے اور باندھ کر سوالی سلام کر دینا اگر اسنے مان لیا تو ضرور اسکو قید رکھ دوں گا وہاں سے تو سوچ کر اور یہ عیاری کر کے چلے تھے یہاں آکر جب گلہ سے اور ڈال سامنے رکھی اور سوخت و دھری بات دین میں آگئی اور خواجہ نے یہ عیاری کی کہ علم رمل سے تباہا شروع کیا اور بہرین نیگئے حال عشق تو صرت عقل کے زور سے بیان کیا اور اس کے چہرہ کے تغیر اور بیقراری اور اس کے اشارہ عاشقانہ پڑھنے سے سب کیفیت خواجہ کے ذہن نشین ہو گئی اور سراپا واقعی خواجہ نے بزور علم رمل بیان کیا کیونکہ خواجہ عمر و شاکر دین خواجہ بزرگ پھر کے اور مال سبب بدل ہیں اور علم نجوم و ہیئت و ہندسہ وغیرہ سے بخوبی آگاہ ہیں ماہ اختر می کا سراپا خواجہ نے اسب سے طلم کے ذریعہ سے بیان کیا تھا اور اس طور سے کہ گویا ملک کو دیکھا ہی یا ملک کی تصویر سامنے رکھی ہوئی تھی اسکو دیکھ کر سراپا بیان کیا تھا جبکہ سب سے مقہور کو یقین ہو گیا تھا کہ واقعی یہ علم رمل سے بخوبی واقف ہے اور یہ سچ بیان کر رہا ہے جبکہ سب سے اسے اس کے قول پر عمر و کی شراکت کا اقرار کیا تھا خواجہ عمر و نے یہ تقریر کی کہ عمر و عیاری کی کوشش سے تمہاری معنوتہ تمکو ملے گی اپنے ذہن سے بیان کیا تھا کہ یہ عشق ماہ اختر می میں تو مبتلا ہو رہا ہوا ہے دل کو لگی ہوئی ہو از حد بیقرار ہو جاؤں گے کو کے کو سوسن پر بھی دسترس ہو گا اور محب نہیں کہ لوح بھی ہاتھ آ جائے جو خواجہ کا خیال تھا

وہی ہوا کہ مقتور نے جب خیال خواجہ کے خواجہ کی اطاعت کی اور مطیع اسلام ہوا خواجہ کی تدبیر
 پوری ہوئی اور عیاری بن پڑی جب اس نے کہا تھا کہ خواجہ کو بلاؤ میں روپیہ لگانا ہوں اور پوچھ
 لگانا کر رکھا تھا اور وقت خواجہ نے اپنے کو ظاہر کیا اور وہ روپیہ اپنے قبضہ میں کیا خواجہ
 کی یہ عیاری اور چالاکی دیکھ کر مقتور کو بھی یقین واثق ہو گیا کہ ضرور خواجہ عمرو میری مشق
 محکوم و نوادین کے اور میں اس کے وصل سے کامیاب ہو گا اور میری مراد دلی برائیگی پس یہ مطیع
 اسلام ہوا خواجہ سے اس نے دریافت کیا کہ آپ نے کیوں کر پہچانا کہ میں کسی پر عاشق ہوں خواجہ
 نے کہا کہ اول تو اپنے علم کے ذریعہ سے دوسرے تمہاری صورت سے تیسرے اشعار عاشقانہ سے
 جو کہ تم اس کمرہ میں بیٹھے ہوئے پڑھ رہے تھے میں گنیم اور سے ہوئے وہاں موجود تھا اور اسی فکر
 میں تھا کہ تم پر کوئی عیاری کریں کہ تم وہاں سے اونٹن پرانے فوراً عیاری نہ دہن میں آگئی
 یا فہان کو بیوش کر کے اسکی صورت نہ کر کے گلدستہ بیوشی تیار کر کے اور یہ ڈالی لیکر وہاں سے
 چلا کہ آپ کو گلدستہ سونگھا کر بیوش کر دینا اگر اس تدبیر سے بیوش نہ ہوئے تو ان اشیاء میں
 سے کوئی شے کھینچ کر بیوش کر دینا اور وقت تم سے استفسار کر دینا اور کہوں گا کہ وہیں
 اسلام قبول کر د اگر تم قبول کرتے تو میں تمکو رہا کرتا اگر تم انکار کرتے تو نہ رہا کرتا بلکہ قید کرتا یا یہ کرتا
 کہ تمکو قتل کرتا تاکہ رہائی ہوتی حصار سحر برطرف ہوتا میں تمہاری صورت پر تیار ہو کر صومن کے پاس
 جاتا اور ادھر عیاری کرتا اور اسیر کر لیتا کہ جب یہاں پہنچتا تو یہ تدبیر کی غیرت سے میرے کہنے پر عمل کیا
 تمہاری عیاری درست ہو گئی مگر اب یہ تاؤ کہ تم یہاں سے کوہ اعظم پر بھی چل سکتے ہو صومن کی پاس کو کرچو
 یہ بخوبی محکوم معلوم ہو کہ صومن تمہارے پیروار کے خود اعظم کوہ کی طرف گئی تھی اپنے بھائی کے پاس پہلے
 تو یہ ارادہ تھا کہ سب خواص صومن کو لیکر جائے پھر خیال آیا کہ ایسا نہ ہو کہ عمرو میری خواص صومن کے ساتھ
 لکھائے اور یہاں سے نکل جائے چنانچہ وہ غرق زمین ہو کر گئی یہی بھی مکر تھا ہوا سن رہا تھا جب
 تم سے باتیں کر رہی تھی میں نے اس وقت یہ خیال کیا تھا کہ یہ جائے تو میر عیاری کروں وہی میں
 کی مقتور نے کہا خیر اب یہ تباہی کیونکر اعظم کوہ پر چلوں خواجہ نے کہا کہ یہ تدبیر جو کہ تم ایک عرضی
 تمام صومن جادو اس مضمون کی تحریر کرو کہ جب آپ باغ اور عمرو عیاری کو میرے پیروار کے یہاں سے
 تشریف لے گئیں حفاظت میں صرف ہوا اگر وہ باغ اس قسم کا حصار سحر کیا کہ کوئی ساحر یا غیر ساحر بدو نہ

اجازت کے اندر باغ کے نہ آئے نہ ہوا آسکے نہ بوسے گل یا ہر باغ کے جاسکے چنانچہ آپکی خواہش میں وغیرہ
جو آپکی خدمت میں گئی ہیں اول سے آپکو معلوم ہوا ہوگا کہ وہ مجھ سے اجازت لیکر گئیں تھیں اونکے جانے
کے بعد میں نے برای خدمت چند ملازم اپنے طلب کر لیے وہ میری خدمت کرنے لگے میں یہاں حفاظت میں
مصرف تھا کہ مجھکو معلوم ہوا کہ میرے بھائی افغان گزرتن و نیزہ باز آئے ہیں اونھوں نے قریب
باغ کے خیمہ پر کیا کیونکہ وہ پہلے در بند سوسن میں گئے تھے اوکو معلوم ہوا کہ میں ملک کے باغ میں ہوں
وہ یہاں آکر اترے کیونکہ میرے بھائی میں جب طائران سحر نے جو کہ میں نے برائے جاسوسی مقرر کئے
تھے کہ مجھکو بیرون باغ کی خبر دیتے رہیں مجھ سے آکر اطلاع کی تو میں نے اپنے ایک ملازم خاص کو اونکے
پاس بھیجا اور اون سے سبب تشریف لانے کا دریافت کیا چنانچہ اونھوں نے کہلا بھیجا کہ مجھکو
اختلاج قلب از حد ہو گیا ہے اور حکیموں نے تجویز کیا ہے کہ میں کوہ و صحرا کی سیر کروں اس وقت میرے
دہن میں آیا کہ کوہ سوسن بہت اچھا مقام ہے اور جاے پر فضا ہے مقصور کے پاس چلون اور اس
مکان کو وہ میری ملک سوسن سے سفارش کرے اور ملک مجھکو چند روکے لیے کوہ سوسن پر قیام کرنے کی
اجازت دین اور ایک ضروری کام تم سے کہنا تھا اس غرض سے اور بھی ادھر کو آیا پہلے در بند سوسن میں
گیا وہاں معلوم ہوا کہ تم یہاں نہیں ہو بلکہ ملک کے باغ میں ہو ملک اپنے بھائی کے پاس تشریف لگئی ہیں
تمہارے سپرد باغ کو گئی ہیں میں وہاں سے یہاں آیا لہذا یہاں آکر معلوم ہوا کہ تم نے باغ کے گرد سحر
کیا ہے کہ کوئی بدو نہ تمھاری اجازت کے باغ میں داخل نہیں ہو سکتا ہے میں مجبور ہو گیا کیونکہ سحر سے
لا علم ہوں اس سے نفرت رہی ہاں پہلوانی اور سپہ گری سے رغبت رہی اسکو میں نے حاصل کیا تم
بھی آگاہ ہو اس وقت میرا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا ہو نہ کوئی مجھ سے لڑ سکتا ہو بلکہ مجھکو یہ دعویٰ ہے کہ حمزہ سے
مقابلہ کروں اور اسکو زیر کروں اسی خیال سے میں نے آج تک کسی سے مقابلہ تک نہیں کیا حمزہ
کے اشتیاق میں دوسرا میرا کوئی ہم پلہ نہیں ہے لہذا اگر تم اجازت دو تو میں تمھارے پاس آؤں اور تم سے
اس امر کو بھی ظاہر کروں کہ جسکی غرض سے میں آیا ہوں اور باغ میں رہ کر اپنا دل بھی بہلاؤں اور تاکہ
میرا مرض اختلاج قلب دفع ہو اور اس امر کے کہنے کی تم سے بہت ضرورت تھی میں تو تمکو خود اپنے
مکان پر طلب کرتا مگر اس خیال سے نہیں طلب کیا کہ میرا خود قصد آنے کا تھا اسی سبب سے نہیں طلب
کیا یہ جو اونھوں نے پیغام بھیجا چونکہ میرے بھائی ہیں بجائے باپ کے ہیں اونکے آنے کی خبر پا کر اور علالت

سنگ پریشان ہو گیا اسی وقت حصار سحر بر طرف کر دیا خیال نہ رہا اور او کو پیام بھیجا کہ آپ تشریف
لے لے وہ تشریف لائے ہیں نے انکا استقبال کیا اونکے تشریف لانے اور سامان دعوت وغیرہ میں محکو
بالکل خیال نہ رہا اسی طور سے حصار سحر بر طرف رہا خواجہ عمر کو جو موقع ملا اونے اُس وقت کو غنیمت
خیال کیا صامت نکل ہوا اپنی جان بچا کر چلا گیا اب جو میں اطمینان سے بیٹھا اور خیال آیا اور جو دریافت
کرتا ہوں تو معلوم ہوا کہ عمر و نکل گیا بڑی شرمندگی محکو اسی سے و لہذا میں اس خطا کی معافی
چاہتا ہوں اب میرا یہاں کیا کام ہے کیونکہ جس غرض سے میں یہاں بموجب آپ کے حکم کے مشیم تھا وہ
امر اب رہا نہیں میری غفلت سے عمر و نکل گیا اگر میں اسی وقت پھر حصار سحر کر دیتا تو یہ امر نہ ہوتا خیر
میری خطا کو معاف فرمائیے اور محکو اجازت ہو میں اپنے مقام پر چلا جاؤں یا اجازت دیجئے تو میں
آپ کی خدمت میں حاضر ہوں بلکہ میری یہ خواہش دلی ہو کہ میں آپ ہی کی خدمت میں حاضر ہوں بجا یہ خط
کو بھیجی آپ دونوں صاحبوں سے ایک ضرورت ہو جب میں اور وہ حاضر خدمت ہونگے اسی وقت
عرض کرونگا زیادہ صداوب معافی کا امیدوار ہوں آپ کے پاس سے جواب کے آنے کا منتظر ہوں
میں یہاں اکیلے باغ میں رہ کر کیا کروں بیکار ہوا اب یہاں رہنا آئندہ جیسا حکم صادر ہو پس یہ
مضمون لکھ کر عرضی روانہ کرو جب اسکا جواب آجائے اگر وہ اجازت دے تو وہاں چلو پھر دیکھنا
کہ کیا ہوتا ہے جب چلے گا وقت آئیگا تو پھر میں چلنے کی تدبیر بتاؤنگا مگر ایک کام کرو کہ پہلے اپنے ملازم کو
بلا کر اونکو بھی مطلع اسلام کر دیا اونکو یہاں سے نکال دو اور یاد پیر یہ راز ظاہر نہ کرو ورنہ اون سے
افشاںے راز ہوگا مقصود نے کہا کہ میرے ملازم ایسے نہیں ہیں راوی بیان کرتا ہے کہ مقصود کا حکم
تھا اپنے نوکر دن کو کہ جب ہم حکم دین اور تمکو طلب کریں اسی وقت تم ہمارے پاس آنا اور جو کام
ہم کہیں وہ کر کے چلے جانا کوئی ضرورت ہمارے پاس حاضر رہنے کی نہیں ہوا ہے مقام پر ہو جو
رہو اس خیال سے اسکا یہ حکم تھا کہ یہ ہر وقت یاد ملکہ ماہ اختری میں رویا کرتا تھا کسی وقت حالت
بیقراری میں ملکہ کا نام بھی منہ سے نکل جاتا تھا اسکو یہ خیال پیدا ہوا تھا کہ ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ میرے
راز دل سے آگاہ ہو کر اور میرے راز کو افشا کریں اور طشت از بام ہو تو میری خرابی ہو سے نہان کے
ماندان راز کرو سازندہ خلفاء اس وجہ سے ہر وقت حاضر رہنے کی مانعت کر دی تھی جب جو ضرورت
ہوتی تھی یہ پکاریتا تھا وہ اگر کام کر جاتے تھے پھر چلے جاتے تھے اسی سبب سے مقصود خواجہ کو اکیلا

اور یہ سب امر طے ہو گئے جب خواجہ نے ہستور سے کہا مقتور نے خواجہ سے کہا کہ آپ پوشیدہ
 ہو جائیں پہلے میں اذکو بلا کر اذکنا عندیہ لیتا ہوں اگر اذکنا اس طرف میدان پاؤنگا تو اذسوقت اوپہر
 ظاہر کرونگا اگر میدان نہ پاؤنگا تو فوراً قتل کرونگا تاکہ اسقدر بجا رزافشا نہو وہ یہ کسی سے نہ کہیں کہ
 ہمارے بیان نے ہکو طلب کر کے یہ کہا تھا جس سے کہ ہر ایک کو شک گذرے خواجہ نے کہا کہ
 کیونکر اذکنا ایما لو گے اور کیا کہو گے مقتور نے جواب دیا کہ میں یہ کہوں گا کہ اگر میں کسی سبب سے دین
 اسلام قبول کر لوں اور اہل سلام کی شراکت کروں تو تم لوگ میرا ساتھ دو گے یا نہیں اگر اذخون نے
 اذکر گیا تو اوپہر اس امر کو ظاہر کرونگا اور اگر انکار کیا تو اذسوقت قتل کرونگا خواجہ نے کہا کہ اگر اذخون نے
 یہ خیال کر کے کہ میدان کا ہمارے اس امر کے دریافت کرنے سے کیا منتا ہو ذرا دریافت تو کرنا چاہیے
 کیا یہ مسلمان ہو گئے ہیں جو ہم سے یوں دریافت کرتے ہیں صرف اسوقت اذکر کر کے اذکے دل کا
 حال دریافت کرو پھر تم کو اپنے فعل کا اختیار ہو جو چاہے وہ کرنا اذخون نے کر کے اذکر کیا اذجب
 تم نے ظاہر کیا وہ فرشتہ ہو گئے اور اذخون نے سب حال سوسن و اعظم سے بیان کیا تو پھر پڑی
 خرابی ہوئی ساری محنت بیکار ہوئی تمہارا بھی مطلب فوت ہوا اور میرا بھی مقتور نے کہا کہ مجھ کو اسکی پروا
 نہیں ہے وہ جا کر کدنیگے تو کیا ہو گا کچھ میں چوری سے اس امر کو نہیں کرتا ہوں میرا دل اسی طور سے چاہا
 کوئی میرا حاکم نہیں ہے جب تک مجھ کو دین اسلام کی بزرگی نہیں معلوم تھی میں نے نہیں قبول کیا تھا جب مجھے
 ظاہر ہوئی اور میں آگاہ ہوا میں نے اور اذیان باطلہ پرست کی اور دین اسلام قبول کیا میرا مزاجم ہونیوالا
 کون ہے سوسن اگر مالک ہیں تو اپنے مگر کی میرے لو پر وہ کون بدعت کرنے والی یا اعظم اگر حاکم ہیں تو
 اپنے ملک کے میرے وہ کون ہیں جنکا میں خوف کروں جیسا کہ آپ ایسا میرا معین و مددگار ہو جو وہ ہو
 اب میں ایسی حالت میں ترک ملک سے نہیں دڑتا ہوں رستم اسفندیار آئین تو اذسے بھی مقابلہ
 کروں اگر سامری و ہشید آئین تو اذکو برابر کھڑے ہو کر سحرے جواب دوں اذسوقت تک میں یہاں
 دڑتا تھا کہ جیسا کہ بالکل بے دست و پا تھا کوئی میرا معین و مددگار نہ تھا خداوند کریم آپ کو اور حمزہ صلی اللہ علیہ
 کو تا صدوی و سال سلامت ہا کر است زندہ و قائم رکھے کہ آپ ایسے میرے مددگار ہو جو دین اگر اب
 کوئی مجھ کو آنکھ دکھائے تو آنکھ نکال لی جائے جبکہ سایہ دولت میں اگر پوشیدہ ہوا ہوں اور زیار علم اسلام
 میں نے پناہ لی ہے تو کون میرا مقابلہ کر سکتا ہے اب میں باطن بخوف ہوں کہ تا تک آپ میری مدد دی نہ فرمائیے

یا صاحب قرآن یہ ممکن نہیں کہ میں قتل کیا جاؤں اور آپ دیکھا کریں جبکہ میں آپ کے فرمانے سے اور آپ کی
 راہ نمائی اور ہدایت سے نسبت اسلام سے جبرہ مند ہوا ہوں اور وہ شرف مجھ کو حاصل ہوا جو بہ برکت دین اسلام کہ جس کا
 شکر یہ میں ادا نہیں کر سکتا افسوس کہ اس قدر عمر میری کفر و ضلالت میں گزری ہے کئی گنا ہوں میں عمر ساری الہی
 میں عبد مذنب تور باری الہی توبہ الہی توبہ بہ خیر آپ آپ کے قدموں کی بدولت یہ دولت ایمان مجھ کو
 مل گئی کہ میں نور اسلام سے ملامت ہو گیا اور سب رنج و ملال ہو گیا ورنہ آتش جہنم میں پڑا جلا کرتا کون میری
 خبر لیتا سامری و جمہید کہ اتنی مدت انہی پرستش کی وہ خود اسفل السافلین میں ہوتے اور انواع و اقسام کے
 عذابا میں مبتلا ہوتے وہ کسی کی کیا خبر لیتے فقط دنیا میں اغوا کرنے والے تھے یہاں کوئی حامی و
 مددگار نہیں بجز ذات پروردگار عالم یہ غیر ممکن ہے کہ ایک بندہ خدا پرست مارا جائے اور دوسرے غیر پرست
 کو اب میرا دل خوش ہے میں شیر سے نہ ڈروں گا نہ مجھ کو کسی کا خوف ہے خواجہ نے جواب دیا کہ یہ سب درست اور بجا ہے
 ہم کیا ہیں خدا بس کا مالک و مختار ہے وہی مدد کرے والا ہے وہی فتح و ظفر دینے والا ہے مگر ہر بات کا محل و موقع ہوتا ہے
 جو جب مصرعہ ہر سخن جلنے و ہر نکتہ مقامے دلرد و تپنے کتاب میں دیکھا ہو گا کہ سعدی کا قول ہے شعر ہر جا کے
 مرکب تو ان تا صقن پیکر جاہا سپر پایا ندا صقن پیکر غلند و فرزانہ وہی ہے کہ جہاں جس بات کا موقع ہو وہی
 کرے بہت تیزی و جہالت کو کام نہ دے ابھی اس رائے کے افشاں ہونے میں خرابی ہے ابھی بہت دیر و کھیلہ کام
 لینا چاہیے کیونکہ اپنا مطلب لگانا ہو گا یہ ضرور ہے کہ کوئی تمہارا کچھ نہ جب گنا گنا تھا نہ اب کر سکتا ہے مگر ابھی موقع اس کا
 نہیں ہے بہت تیزی اور غصہ میں دونوں کام خراب ہونگے اور سوائے نداشت اور شرمندگی دانشوں کے دوسرا
 امر حاصل نہ ہو گا اور کھٹ افسوس ملنا پڑیگا آئندہ تم کو اختیار ہو سچا و نیچا ہمارا کام تھا وہ پہنے کیا عاقل کو چاہیے
 کہ جو شخص نامح اس کے مفید مطلب بات تجویز کرے اوپر اس کو عمل کرنا چاہیے اس وجہ سے کہ اس نے کچھ تو
 بہتری اس امر میں سمجھ لی ہے جو اس کی ہدایت کرتا ہے اگر اس پر عمل کر لیا اچھا رہیگا اگر خلاف اس کے کر لیا تو
 انجام میں خطا اوٹھا لیگا اور پچھتاؤں گا مگر پچھتاؤں کا کچھ فائدہ نہ دیکھا کیونکہ جب وقت ہاتھ سے نکل جاتا ہے
 تو پھر وہ موقع و محل بہتری کا کبھی ہاتھ نہیں آتا ورنہ وہی شخص ہے جو انجام کار پر نظر کرے اور ہر بات کا
 موقع و محل سمجھے اور نیک و بد کا خیال کرے سمجھانے سے تھا ہمیں سر و کار یہ اب مان زمان
 تو ہی مختار ہے مقصور نے کہا کہ پھر کیا کروں گیونکہ اوپر ظاہر کر دیا اور کیونکہ اوٹکا منشا دریافت کروں
 خواجہ نے کہا کہ اس کی تدبیر یہ ہے کہ تم اوٹکو بلا کر یہ کہو کہ اسے بھائیوں تم میری بہتری چاہتے ہو یا برائی

نمک حلال ہو یا نمک حرام یہ جان لو کہ وہی کہیں گے کہ ہم انکی اچھائی چاہتے ہیں اور برائی نہ گے
 خوابان نہیں تہیں اور نمک حلال و غیر خواہ میں اسوقت کہنا کہ جو ہم تم سے کہیں گے اسکو قبول کرو گے
 جب وہ اسکا اقرار کریں تو کہنا کہ ہمارے راز کو افشا تو نہ کرو گے وہ ضرور اسکا اقرار کرینگے اسوقت
 ہر ایک کے ہاتھ میں خیر دنیا اور کہنا کہ ہماری خوشی یہ ہے کہ تم سب اپنے سر کاٹ کر ہمارے قدموں پر
 ڈالو بلکہ یہ کہنا کہ اگر ہماری قصدا آئے اور ہم قتل کیے جاتے ہوں اور کوئی تم سب سے یہ کہے کہ تم
 اپنے آقا کے عیوض میں اپنی جانیں دو اور اپنے کو ہلاک کرو تو ہم تمہارے آقا و مالک کو
 چھوڑ دیں تو تم اسوقت میں بھی جانیں عزیز کرو گے یا میرے عیوض میں دیدو گے اسوقت
 بخیر و بکراؤن سے کہنا کہ میں نے ابھی ابھی کتاب سامری میں دیکھا ہے کہ میری موت بہت
 قریب ہے تھوڑے عرصہ میں میں مر جاؤں گا مگر یہ بھی اوسمیں تحریر ہے کہ اگر تمہارے
 عیوض دس آدمی اپنے کو اپنے ہاتھ سے خیر سے ہلاک کریں اور اپنا خون تمہارے سامنے کریں اور تم انکا خون لیکر
 پانی ملا کر غسل کرو تو تمہاری زندگی ہوگی درندہ مر جاؤ گے پس تم لوگ کیا کہتے ہو یہ خیر موجود ہے اگر اپنی جانوں سے
 میری جان کو عزیز جانتے ہو تو شوق سے اپنے سرن سے جدا کرو کہ میں تمہارا خون پانی میں ملا کر غسل
 کروں اگر میری جان سے اور میرے زندہ رہنے سے اپنی جان اور اپنی زندگی کو مقدم جانتے ہو تو مجھ کو جواب
 صاف دو میں اور کوئی تاخیر نہ کروں اگر وہ لوگ انکار کریں تو جانتا کہ انھوں نے سب جواب مکر آمیز اور
 فریب انگیز مصلحت وقت جان کر دیئے ہیں اور جان لینا کہ یہ سب دشمن ہیں فوراً قتل کرنا اگر انھوں نے
 تمہارے کہنے کے ساتھ خیر اوٹھا کر ہر ایک نے گردن پر پھیرنے کا قصد کیا اور ہاتھ گلے تک لپکتے ہو کر
 جان لینا کہ یہ خیر خواہ و نمک حلال و خیر اندیش ہیں ان سے کبھی برائی نہ ہوگی یہ جان تمہارا گنہ گریگا
 خوابان اپنا خون گرائیں گے پس اوسکے ہاتھ پکڑ لینا خیراؤن سے لے لینا اور کہنا کہ ذرا ٹھہرو
 میں نے غلطی کی وہ ساعت ابھی نہیں ہے جو وقت میں کہوں اسوقت گلے کاٹنا ابھی تمہارا جان
 دیتا ہے سو ہر تمہاری جان جائیگی اور مجھے فائدہ نہ ہوگا بعد تھوڑی دیر کے جتنے عرصہ میں اوسکے خیر
 اصلی تم چھپا سکو اور خیر نقلی اوسکے پاس رکھو سکو بعد اس انتظام کے اوسکے کہنا کہ ہاں وقت وفاداری
 و جان نثاری یہی ہے تم میں کون ایسا ہے جو اپنی جان نثار کرے اسوقت جو لوگ اپنے اپنے خیر مار لینگے
 وہ بچے وفادار ہیں اسوقت اوسکو گلے سے لگانا اور کہنا کہ میں تمہارا امتحان کرتا تھا بھلا تم ایسے خیر خواہ و نمک حلال ہو کہ

خیر خواہ و نمک حلال

ممکن ہونگے جب انکو نگے سے لگا چکنا اسوقت اسنے کہنا کہ میں تم سے اپنا ایک راز کہتا ہوں دیکھو یہ کسی پر
 بدون میری اجازت کے ظاہر نہ ہو اور نہ کوئی آگاہ ہو جب میں نے تم کو اپنا راز و خیال کر لیا اسوقت
 کہتا ہوں جب وہ اقرار کریں اسوقت پہلے تم اسی شخص کا حال بیان کرنا اور اپنی ہتھکاری اور کہنا کہ میں
 چاہتا ہوں اعظم جادو سے مقابلہ کروں تمہاری کیا رائے ہو تم ساتھ دو گے وہ ضرور اس امر کا اقرار کریں گے
 کہ ہم ساتھ دینگے اسوقت کہنا کہ تمہارا ساتھ دینا یہ ہے کہ جو میں کہوں اسکو قبول کرو جب وہ اسکا اقرار
 کریں اسوقت کہنا کہ کل شب کا ذکر ہو کہ جب میں صدمہ فراق سے بہت پریشان ہوا اور دل کو ہڈیانی
 اس حور پیکر کی بہت شاق ہوئی تو میں نے یہ قصد کیا کہ صبح کو اپنے سین ہلاک کرونگا اسی خیال میں روتے
 روتے میری آنکھ لگ گئی ایک مرد بزرگ نے آکر مجکو تسلی و دلاسا دیا اور فرمایا کہ تو مستعد کیوں ہتھکار
 ہوتا ہو اور اپنی زیست سے بیزار ہوتا ہو تیرے نصیب میں اس حور و ش کا وصل ہو لگا ایک شرط
 سے اگر تو اسکو قبول کرے گا کیونکہ یہ امر بدون خواجہ عمر و حمزہ صاحب غفران کی اطاعت کیے نہ ہوگا
 وہ جب تیرے شریک ہونگے اور عمر و غیر جاکر اعظم جادو کو اسیر کرے گا اسوقت یہ امر ہوگا اور یہ یاد
 رکھ کہ در بند سوسن و در بند آعظم و دیگر در بند و طلسم غفران زار فتح ہوگا شندکال جادو و شل بے ستون جادو
 کے باراجائے گا اور تمام طلسم مثل کوہ بے ستون برباد ہوگا اور سوسن بھی ماری جائے گی اگر
 اطاعت نہ کرے گی دیکھ لو کسی کو بھی امید تھی کہ طلسم کشادہ ہو کر آئے گا جب عمر طلسم تمام ہوئی اور طلسم کشا گیا
 کئی مرتبہ شندکال سے مقابلہ بھی ہوا شندکال نے شکست بھی کھائی بادشاہ سابق رہا بھی ہوا کس قدر
 بند و بست سوسن و مرغ نے کیا تھا کہ بیان طلسم کشا نہ آسکے نہ اسکا عیار راہ بند کردی بڑا انتظام کیا
 لکھ دیکھ لے کہ کیونکر عیار بیان آکر پہونچا مرغ کو پکڑ لیا اور سوسن کو اس قدر حیران کیا کہ وہ میرے سپرد
 کر کے اپنی جان بچا کر بیان سے چلی گئی بس جو شریک طلسم کشا ہوگا اسکی مراد برائے گی اسکا مرتبہ زیادہ ہوگا
 اور جو شریک نہ ہوگا وہ ذلیل و خوار ہوگا اور قتل کیا جائیگا اب اگر سامری و جمشید بھی آئیں گے تو طلسم نہ بچے گا
 بلکہ جو کہ با نیاں طلسم میں وہ اس امر کی کوشش کریں کہ یہ طلسم فتح نہ ہو تو بھی غیر ممکن ہو شندکال و
 دیگر ساکنان طلسم کی کیا ایقت ہو جو وہ طلسم کو یکساں سکیں سوائے ولت اٹھانے کے دوسرا
 امر نہ حاصل ہوگا اور طلسم فتح ہو جائیگا بس اس سے کیا فائدہ کہ تو بیکار کو اپنی جان دے اور وصل
 معشوق سے بھی محروم رہے اور پھر کوئی فائدہ نہو اس سے بہتر یہ ہے کہ دین اسلام قبول کر طبع اسلام

ہو کر خواجہ کی اطاعت کر خواجہ اسی باغ میں موجود ہیں ترے حصار سے کہ سب سب ہر وہ باغ جہاں
 سکتے ہیں اپنا حصار جو ہر طرف کر لے لے لے اپنا راز دل بیان کرو جا سکی کہ شش کے کیون اپنی
 جان بیکار رائیگان کر اور خواجہ اپنی تلف کر دین اسلام قبول کرو صل معشوق سے شاد کیون نہ ہو اور جنگ
 کی زندگی پر پیش و عشرت میں کیون نہ بسر کر یہ جو انھوں نے کہا میں نے سر جھکا لیا انھوں نے چند
 کلمہ و خدا نیست خدا ہزاروں کلمہ خدمت سامری و جمشید و دیگر خدایان باطل کے حتیٰ میں اپنی زبان معجز
 بیان سے فرمائے مجھ کو روزِ محشر و کھایا و زرخ میں ہزاروں ساحران و برہمنیت جل رہے تھے
 بہت سیسے بھی تھے کہ دنیا میں پہچانتا تھا انھوں نے جو مجھ کو دیکھا پکار کر کہا کہ اے مقصور جاو یہ سنا
 ہم کو سامری پرستی و جمشید پرستی کی ملی کہ جب سے ہم دنیا پر سے یہاں آئے سو اسے جلنے کے ہم کو
 دوسرا کام نہیں ہو جلد اس مذہب کو ترک کرو نہ تیرا بھی یہی حال ہو گا میں نے یہ واقعہ دیکھا کہ ان مرد بزرگ
 سے عرض کیا کہ مجھ کو یہاں سے جلد لے چلے مجھ سے یہ حال دیکھا نہیں جا رہا ہے وہ مجھ کو یہاں سے اس مقام
 پر لائے کہ جہاں نہشت تھا وہاں بھی میں نے ہزاروں آدمیوں کو دیکھا بہت سے انہیں ایسے تھے
 کہ جو دنیا پر سنا تھے مگر خواجہ عمرو و غیرہ کے کہنے سے دین اسلام قبول کیا تھا اور باطل پرستی ترک
 کی تھی اور مارے گئے تھے انکو میں نے دیکھا کہ براحت و آرام بیٹھے ہوئے ہیں باغ کی سیہ کر رہے ہیں
 بہت سی عورتیں خوبصورت انکی خدمت میں ہیں ہر طرح کی راحت ہو انھوں نے جو مجھ کو دیکھا تو پکار کر
 کہا کہ اے مقصور جاو و جلد سامری پرستی و جمشید پرستی ترک کر تاکہ مثل ہم سب کے مجھ کو بھی راحت
 ملے اور پیش و عشرت میں بسر ہو حمزہ صاحب قرآن کی شرکت کر جب تک دنیا پر زندہ رہیگا ہر طرح
 کی راحت و آرام سے بسر ہوگی یہ بزرگوار میرے معین و مددگار بنیے جب مریگا اور یہاں آئیگا تو یہاں
 بھی راحت ملیگی اگر وہ اسلام نہ قبول کرے گا تو مثل ان سب کے ہمیشہ جہنم میں جلا کر سکا اور جلا کر سکا
 کوئی فریاد کو بھی نہ پہونچے گا خواجہ کی شرکت میں یہ سب نفع ہیں کہ سیر جنت نصیب ہوگی حوران
 جنت خدمت کریگی اور نہ شرکت کرنے میں ہزاروں طرح کی تکلیفیں دنیا پر بھی ملین گی اور یہاں بھی
 پس میں نے جو یہ واقعہ دیکھا اور ان لوگوں کا جلنا یا دیا میرا بند بند کا بننے لگا اور میری خوب حالت
 ہوئی میں نے ان بزرگ سے عرض کیا کہ مجھ کو مسلمان لیجیے انھوں نے فرمایا کہ صبح کو جب تیرا ٹھنا تو
 خواجہ موجود ہیں انکی خدمت کرنا اور سماعت کرنا اسے اپنی خطا معاف کرانا اور کہنا کہ آپ اپنے کو ظاہر

فرمائیے میں آپ کی اطاعت کرونگا پس جب تو اس طور سے کہیںکا خواجہ اپنے کو ظاہر کر سیکے کہ میں نے
 وہ تجھ کو تو اعدا دین اسلام سے آگاہ کر دیکھے اور خود کہیں اس پر عمل کرنا میں اُسے بھی کہے دیتا ہوں
 بھائیوں میں جو بیدار ہوا تو میرا عجب حال تھا از سر تا پا بیچہ میں غرق تھا مثل ہدیہ کے کانپ رہا تھا
 اندام میں ریشہ پڑا ہوا تھا میں نے اُسی وقت عہد کیا کہ میں عمر و عیال و حقیرہ صما جعفران کی طاعت
 کرونگا اور دین اسلام قبول کرونگا یہ جو میں نے کہا تو وہ حالت بر طرف ہوئی پس اُمی بھائیوں میں
 خواجہ کی منت و سماجست کر کے اُن کو ظاہر کرتا ہوں اور اپنی خطا معاف کرا تا ہوں پس تم کو بھی لازم ہے
 کہ میرا ساتھ دو اور دین اسلام قبول کرو جب تم یہ کہو گے وہ سب تمہارے کہنے پر عمل کرینگے پس
 اُس وقت تم یہ کہنا کہ اُمی خواجہ عمر و مجھ کو خواب میں ایک مرد بزرگ نے دین اسلام کو قبول کر سکی ہدایت
 فرمائی اور فرمایا کہ میں خواجہ سے بھی کہہ دوں گا وہ اپنے کو ظاہر کرینگے لہذا راہ میری اب آپ تشریف
 لائیے اور ہم سب کو مسلمان فرمائیے میں اُس وقت اپنے کو ظاہر کرونگا اُس وقت تم کو مع ان سب سے
 قوا عدا سلام تعلیم کرونگا اُس کے بعد جب وہ سب مطیع اسلام ہو لیں اُس وقت سوسن کی خدمت میں
 نامہ روانہ کرنا جب اُس کا جواب آئے اُس کے بعد طرف سوسن و اعظم کے روانہ ہونا جس طور سے میں
 کہوں مقصود ہے کہما کہ بہت خوب خواجہ نے کہا کہ میں کلیم اور رہ کر پوشیدہ ہوا جاتا ہوں اور تمہاری
 پشت پر کھڑا ہوتا ہوں جسکی پیشانی میں نورانی دیکھو نکا اُسکو تم کو بتا دوں گا کہ یہ مطیع اسلام ہو گا اور جسکی
 پیشانی نورانی نہ ہوگی اُسکو بھی بتا دوں گا تمہارے کان میں کہہ دوں گا کیونکہ مجھ کو اس امر میں بہت بڑا
 دخل ہے مقصود ہے کہما کہ بہت خوب خواجہ نے جواب دیا کہ اس تدبیر سے معلوم بھی ہو جائیگا کہ فلان
 دین اسلام قبول کرے گا اور فلان نہیں قبول کریگا میں نے جب تم کو دیکھا تھا اُسی وقت شناخت
 کر لیا تھا کہ تم دین اسلام قبول کرو گے کیونکہ تمہاری پیشانی سے نور اسلام ہویدا تھا اور تمہاری پیشانی
 روشن تھی یہ کہہ کر خواجہ تو کلیم اور رہ کر غائب ہو گئے عقب پشت مقصود آ کر کھڑے ہوئے جب خواجہ
 غائب ہو گئے اُس وقت مقصود نے اپنے ملازموں کو آواز دی وہ حاضر ہوئے مقصود کو سلام کیا مقصود
 نے حکم دیا کہ جس قدر پیمان میرے ملازم ہیں سب حاضر ہوں مجھے اُن سے کچھ کہنا ہے سب حاضر ہوئے
 مقصود نے حکم دیا کہ تم سب بیٹھ جاؤ وہ سب سلام کر کے بیٹھ گئے اُس وقت مقصود نے سب کو مخاطب
 کر کے پہلے وہی تقریر کی جو کہ خواجہ نے تعلیم کی تھی ان سب نے جواب دیا کہ ہم سب آپ کے

خیر خواہ و خیر اندیش ہیں اور آپ کی نیکی کے خواستگار ہیں ہم سب نمک حلال ہیں جہاں خدا خواستہ آپ کا
 بیسینہ کرے وہاں ہم اپنا خون گرایں گے اور خواجہ نے مقہور کے کان میں چپکے سے کہا کہ ان سب کی
 پیشانیوں سے نور اسلام پایا جاتا ہے میں نے خوب جانچ لیا ہے اور خوب شناخت کر لیا ہے یہ سب تمہارے
 خیر خواہ و خیر اندیش ہیں ان سب کی پیشانیوں پر نور اسلام سے روشن ہیں تم بلا خوف اسے تقریر کرو کیونکہ
 یہ جو مقہور سے کہا تھا ان سب کے چہروں کو دیکھ کر اور ان کی تقریر سے جب یہ خواجہ نے کہا اور انھوں نے
 جب یہ جواب دیا تو مقہور نے پھر وہ تقریر بیان کی کہ کتاب میں میں نے دیکھا ہے بس انھوں نے جو
 یہ تقریر اپنے مالک کی سنی فوراً جواب دیا کہ یہ کیا آپ فرماتے ہیں اگر ہماری سب کی جانیں آپ کے
 کام آئیں تو ہم حاضر ہیں آئیے آئیے ہم اپنے سر کاٹتے ہیں خون موجود ہے غسل فرمائیے ہمارے زندہ
 رہنے سے کوئی فائدہ نہیں ہے اگر خدا خواستہ آپ نہ ہونگے تو ہماری زندگی کیونکر بسر ہوگی ہم تو آپ کی
 بدولت پرورش پاتے ہیں اگر ہم نہ ہونگے تو آپ ہم سب کے بال بچوں کی خبر لین کے اور ان کی پرورش
 کا خیال رکھیں گے اگر خدا خواستہ آپ نہ ہونگے اور ہم نہ ہونگے تو ان کی پرورش ہم سے نہ ہو سکے گی بس
 ہمارا مرنا بہتر ہے آپ کے مرنے سے ہماری موت بہتر ہے آپ کی زندگی سے یہ کہہ کر ہر ایک نے خیر
 اٹھا لیا اور قصد کیا کہ اپنا گلا کاٹے بس مقہور نے ہر ایک کے ہاتھ سے خنجر چھین لیا اور ہر ایک
 کو گلے سے لگایا اور کہا کہ تم لوگوں سے مجھ کو اس سے زیادہ تر امید ہے یہ کیا امر ہے بس میں صرف
 امتحان کر رہا تھا مجھ کو ثابت ہو گیا کہ تم سب خیر خواہ ہو اب جو تم سے کہوں اسکو قبول کرو میں تم سے
 اپنا ایک راز کہتا ہوں وہ راز کسی پر ظاہر نہ ہو اور بدون میرے حکم کے کسی پر افشاے راز نہ ہو
 اور کوئی اس سے آگاہ نہ ہو انھوں نے کہا کہ کیا مجال تب مقہور نے اپنے عشق کا حال بیان کیا
 اس کے بعد وہ خواب جو کہ خواجہ نے تعلیم کیا تھا اور ساری تقریر کی اور کہا کہ میں تو مسلمان ہو گیا ہوں
 تم سب کیساتھ کہتے ہو ان سب نے ایک زبان ہو کر کہا کہ اگر آپ نے دین اسلام قبول کیا
 تو ہم نے بھی قبول کیا ہماری زینت و موت آپ کے ساتھ ہے جو آپ کا دین و مذہب وہ ہمارا
 پس مقہور نے بموجب ہدایت خواجہ عمر و خواجہ کو طلب کیا خواجہ نے ظاہر ہو کر سب کو مطلع
 اسلام کیا خلاصہ یہ کہ وہ بھی سب کے سب از سر صدق مطلع اسلام ہوئے جب ان کا مون سے نصرت
 پائی اب تو ہر طرح کا اطمینان ہو گیا خواجہ مقہور کے ہمراہ بارہ درویشوں کے چلن سے آگے بیٹھے

سب ملازم آکر گرد جمع ہوئے اب خواجہ نے اسی مضمون کا نامہ تحریر کرا کے سوسن جادو کے پاس دیا
کیا طائر سمجھو وہ نامہ لیکر طرے درجہ اعظم کے روانہ ہوا وہاں سوسن جادو و مع اپنی خواصون کے بیٹھی ہوئی
ہو اور مقصور کا ذکر کر رہی تھی کہ نہ معلوم اُس سے اور خواجہ سے کیونکر پہنچی اور اُس نے کیا تدبیر کی خواجہ
کے سیر کرنے کی دودن اور کھمر لون اور آرام پالون تو پھر یہاں سے وہاں جاؤں اور کچھ بندوبست کروں
یہی ذکر ہو رہا تھا کہ وہ طائر سمجھو نامہ لے کر مقصور جادو کا پہونچا سانس سوسن کے آکر بیٹھا سوسن
نے اُسکو دیکھ کر کہا کہ یہ طائر کسی کا نامہ لیکر میرے پاس آیا ہے یہ کہہ کر اُس طائر کو چمکا را وہ لالہ پر آکر بیٹھ گیا
سوسن نے اُس طائر کے گلے سے نامہ کھولا اور اُسکو چاک کر کے پڑھنا شروع کیا جب اُس نے مضمون
سے آگاہ ہوئی زانو پر ہاتھ مارا اور کہا کہ افسوس مقصور نے غفلت کر کے عمرو کو نکال دیا بڑی خرابی ہوئی
اب وہ آفت برپا کرے گا اگر میں ایسا جانتی تو کبھی مقصور کے سپرد نہ کرتی پھر آپ ہی کہنے لگی کہ خیال فرما ہو گا
ورنہ مقصور ایسا نہیں ہو کہ اتنی بڑی غلطی کرنا خیر اب تو جو ہونا تھا وہ ہوا مگر ہوشیار رہنا چاہیے کہ میں ایسا
نہو کہ عمرو یہاں آکر غیاری کرے اب جب تک کوئی انجام عمرو کا نہ ہو لے گا اُسوقت تک میں یہاں سے
نہ جاؤں گی یہ کہہ کر وہاں سے اٹھ کر اپنے بھائی اعظم جادو کے پاس آئی اور وہ نامہ اعظم جادو کو سنایا
اور کہا کہ بھائی اس میں کیا رائے ہو اعظم نے جواب دیا کہ میرے نزدیک تو مقصور نے جان کے غفلت کی
صرف اس خیال سے کہ اس عمرو کے سبب سے میں یہاں ہوں نہ کہ میں آسکتا ہوں نہ جاسکتا ہوں جب
عمرو یہاں نہ رہے اور نکل جائے گا اُسوقت میں بھی اس غلاب سے نجات پاؤں گا بس اُس نے غفلت کی ورنہ
کیا ممکن نہ تھا کہ جب اُسکا بھائی قریب دربار پہونچتا اُسوقت حصار سمجھو کو بر طرے کرنا اور وہ اندر باغ
کے آتا یہ پھر حصار سمجھو کو دیتا تو کیا نقصان تھا کوئی کیا حسرت نہ تھی یہ کوئی غفلت و ہوشیاری کی بات نہ تھی
بلکہ احتیاط تھی وہ کون ایسا لاؤ لشکر و سامان فرو شوکت اپنے ہمراہ لایا ہو گا کہ جسکے لیے دن بھر روارہ
کھلا رہا ہو گا یہ صرف اُسکی اسنادی اور چالاک تھی کہ اُس نے اس طریقہ سے عمرو کو نکال دیا اور یہ فقرہ لکھ دیا
سوسن نے جواب دیا کہ بھائی صاحب مجھ کو مقصور سے یہ امید نہ تھی اور نہ ہے نہ وہ ایسا ہو کہ وہ میری بدخوشی
کا خواہاں ہو بلکہ وہ امر کرے گا کہ حسین میرے لیے اچھا ہی ہو اور کسی قسم کی بد عنوانی اور بدی نہ کرے گا
اس امر سے آپ خاطر جمع رہیے کہ مجھ کو مقصور کی طرے سے ہر طرح کا اطمینان ہو رہا ہے امر کہ اُس سے یہ
خبر ہو کہ اُس نے خیال نہ رکھا اور غفلت سے کام لیا خیر اس امر کی بابت آپ کی کیا رائے ہے کہ

اُسے جو تحریر کیا ہو کہ مجھ کو کیا حکم ہوتا ہے میں اسی باغ میں رہوں یا اپنے مقام پر چلا جاؤں یا آپ کی خدمت میں حاضر ہوں بلکہ میری خواہش تو یہ ہے کہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوں کیونکہ بھائی صاحب کو آپ سے ایک ضروری امر عرض کرنا ہے کہ جس ضرورت سے وہ زیادہ تر یہاں تشریف لائے ہیں بس اس تحریر کا اُسے اُسکو کیا جواب دیا جائے آیا اُسکو یہاں طلب کیا جائے مع اُسکے بھائی کے اور وہ امر ضروری اس سے دریافت کیا جائے یا اُسکو حکم دیا جائے کہ تم باغ میں رہو یا اُسکو حکم دیا جائے کہ تم اپنے مقام پر چلا جاؤ غلط چاروں نے جواب دیا کہ میرے نزدیک تو مناسب یہ ہے کہ اُسکو تحریر کیا جائے کہ تم اپنے بھائی کو لیکر اور چند ملازم خاص ہمارے پاس آؤ تاکہ ہم وہ ضرورت کہ جس ضرورت سے تمہارے بھائی آئے ہیں سنیں مگر بہت ہوشیاری کرنا آئے ہیں ایسا نہ ہو کہ تم وغیرہ تمہارے ساتھ چلا آئے کو عمر وہاں بیٹھا تو کچھ نہ سکے گا بلکہ اس پر ہو جائیگا بن مثل تمہارے وغیرہ مسامحہ کے نہیں ہوں تاہم بہت مشکل اور وقت ہوگی اور ایک قسم کی زحمت گوارا کرنا پڑیگی اُسکو یہاں طلب کر کے اُسکے بھائی کی ضرورت سنو کہ کس ضرورت سے آیا ہے اور مقصود کی بھی حالت دیکھو کہ اُسکا کیا رنگ ہے میں تو یہ گمان کرتا ہوں کہ مقصود عمر سے مل گیا ہو اُسے ملکر اُسکو باغ سے نکال دیا ہو ایسا نہ ہو کہ وہ عمر کو لے جا کر رہ بند سوسن میں جائے اور عمر کو قابضہ کر اُسے اور لوح کے ملنے کا بندوبست کرے اگر تم اس سے کہو کہ تم اپنے مقام پر چلا جاؤ فرض کروم میرے خیال کے موافق مقصود شریک عمر ہو گیا ہو اور یہاں تم اُسکو طلب کرو اُسکے ساتھ عمر و چلا آئے تو یہاں آکر کوئی خرابی نہیں ہو سکتی ہر نہ عمر کو کوئی حرکت یہاں کر سکتا ہے مگر مقصود کا حال معلوم ہو جائے گا سوسن نے کہا بھائی صاحب صرف آپ کو مقصود کی طرف سے شک ہو مگر مقصود ایسا نہیں ہے میں اُسکو یہاں طلب تو ضرور کرتی مع اُسکے بھائی کے اور اب مجھ پر فرض ہو گیا بس میں اُسکو بلاتی ہوں تاکہ آپ کا شک رفع ہو جائے جو گمان آپ کو مقصود کی جانب سے ہے وہ بالکل بربط ہو جائے پہلے میرا یہ قصد تھا کہ میں اُسکو لکھتی کہ تم خود تو اپنے مقام کی طرف جاؤ اور اپنے بھائی کو میرے پاس کسی ساتر کو ہمراہ کر کے بھیجو مگر اب میں اُسی کو مع اُسکے بھائی کے طلب کرتی ہوں یہ کہہ رہا ہوں کہ تم اپنے مقام پر آئی اور ایک پرچہ کاغذ پر تحریر کیا کہ واقعی تم سے بہت بڑی غلطی ہوئی ایسی فاش کوئی غلطی کہ تم نے جبکہ تم کو یہ معلوم تھا کہ عمر وغیرہ اس مقام پر قید ہے اور اُسی کی حفاظت کے لیے مجھ کو ملکہ مقرر کر کہیں ہیں پھر ایسی غفلت کرنے کی کیا ضرورت تھی

غیر اتو تم سے غفلت ہو گئی عالم مجبوری ہو لہذا تم کو تحریر کیا جاتا رہا سکو تا کہید اکید جانو کہ مع اپنے بھائی
 کے فوراً یہاں حاضر ہو کر بہت ہوشیاری اور خبر داری کے ساتھ آنا ایسا نہ ہو کہ عمر و تھارے ساتھ
 چلا آئے کسی خادم یا خدمتکار کی صورت بن کر کیونکہ وہ رہا ہو گیا ہو اس میں یہ قدرت ہو کہ وہ جس کی چاہے
 صورت بن کر تیار ہو جائے اس امر کا بہت خیال دے یہ لکھ کر اور اپنی عمر کر کے نامہ اس طائر کے گلے
 میں ڈال دیا وہ طائر پھر جواب نامہ لیکر فوراً وہاں سے اڑ کر روانہ ہوا سو سن کے نامہ میں تا کہید لکھ دی
 تھی کہ بہت جلد آؤ اور بہت ہوشیاری اور خبر داری کے ساتھ آنا سو سن نامہ روانہ کر کے اپنے پیش
 و عشرت میں مصروف ہوئی کیونکہ یہ پیش پسند بہت ہو وہاں عمر و مقمور جادو مع اپنے ملازموں کے
 نامہ کے جواب کا منتظر تھا خواجہ کہہ رہے تھے کہ مقمور ابھی تک تمہارے نامہ کا جواب سو سن
 نے نہیں روانہ کیا اس کا سبب تو مقمور کہہ رہا تھا کہ آپا طینان رکھیں جواب آتا ہو گا انشاء اللہ
 حسب دلتواہ جواب آئے گا یہاں خواجہ نے مقمور سے ایسی کچھ تقریر کی اور ایسا کچھ اسکو شیشہ
 میں اتارا اور اس کے روبرو حدانیت خدا بیان کی اور مذمت کفر جو کچھ مقمور کے دل میں شک و شبہ
 تھا سب برطرف ہو گیا بالکل باقی نہ رہا اب یہ صدق دل سے مطیع اسلام ہوا کہ وہ پہلے ہی از سر
 صدق مطیع اسلام ہو چکا تھا اب تو بالکل کوئی شک باقی نہ رہا اس کے لازم بھی مطیع اسلام ہونے
 جو کہ ساحر تھے اور جو کہ غیر ساحر تھے وہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوئے خواجہ نے مقمور سے کہا کہ دیکھو کیا
 جواب آتا ہو مقمور نے کہا کہ اطمینان رکھیے آپ کی خوشی کے موافق جواب آئے گا خواجہ نے جواب دیا
 کہ خدا تعالیٰ کنت مقمور نے عرض کیا کہ خواجہ سلامت میرا خیال رکھیے گا میں فراق ملکہ میں بہت
 بیقرار ہوں اور اپنی زندگی سے بیزار ہوں خواجہ نے جواب دیا کہ تم دیکھنا کہ کیونکہ میں ملکہ کو تمہارا
 سپرد کرتا ہوں اور کیونکہ سو سن جادو و اعظم جادو کو مطیع اسلام کرتا ہوں اگر انکی قضا نہیں ہو اور
 اگر قضا ہو تو مجبور ہوں تم کو کوہ اعظم کا بادشاہ کرتا ہوں اور مقمور یہ بتاؤ کہ لوح طلسم کہاں ہو مقمور
 نے خواجہ کے سر پر ہاتھ رکھا اور عرض کیا کہ میں لوح طلسم کے مقام سے آگاہ نہیں ہوں ہاں یہ ہندو
 ہوں کہ سو سن جادو کی حفاظت میں ہو سو سن جادو نے نسیم جادو کو اسکا و پر مقرر کیا ہو کوئی
 گلہ ستہ عجائب مقام ہو وہاں لوح ہو سو سو سن یا سنا کال کے کوئی دوسرا اس حال سے
 آگاہ نہیں ہو بادشاہ سابق کو بھی مقام لوح سے آگاہی نہ تھی نہ انکو یہی معلوم تھا کہ در بند سو سن

میں سوسن کی حفاظت میں ہرگز شذکال اتنا بڑا ہو شیار ہر کہ اُسے سوسن سے مقام لوح دریا
 کر لیا اور اسکو معلوم ہو گیا بلکہ لوح کو اُسے دیکھا بھی سنا جاتا ہر پہلے صرت سوسن ہی مالک تھی اور
 حفاظت کرتی تھی مگر جب شذکال آگاہ ہوا اُسے اپنی طرف سے نسیم جادو کو مقرر کیا مگر ماتحت
 کر دیا سوسن کا بس سوسن و نسیم و شذکال کے علاوہ کوئی آگاہ نہیں ہر یہ سنا کر گئے ہیں کہ اسی
 در بند میں لوح ہر مگر مقام لوح سے آگاہ نہیں ہیں خواجہ نے کہا کہ خیر خواجہ نے بہت سی عیاریاں
 و چالاکیاں اپنی رو برو مقصور کے بیان کیں کہ جسکو سنا مقصور کو حیرت ہوئی اور بہت تعریف
 کی نہی تو کہ ہو رہا تھا کہ وہ طائر سحر آکر پہونچا مقصور کے زانو پر بیٹھ گیا مقصور نے خواجہ سے کہا
 کہ پیچھے جواب نامہ آگیا خواجہ سلامت مقصور کے سامنے ایک ساحر کی صورت بنے ہوئے
 بیٹھے ہیں یہ کہہ رہے تھے کہ اگر کوئی وہاں سے آئے اور سوسن کسی کو پیچھے کہ جا کر مقصور کے
 بھائی کو لے آو اور وہ یہاں آکر دریافت کرے تم سے کہ تمہارا بھائی کہاں ہے تو تم کیا جواب
 دو گے مقصور نے کہا کہ آپ فرمائیں خواجہ نے کہا کہ واہ میں ہی سب تدبیریں بتاؤں تمہاری
 تو وہ مثل ہوئی کہ جو آگ کو کہے وہی لپٹے جائے یا یہ کہ لاد و لاد و لاد دے والا ساتھ دو پیر مثل
 تمہاری ہوا بھائی کچھ تو عقل سے کام لو مقصور نے جواب دیا کہ جب اسقدر عقل رکھتا
 بھی ہوں بس آپ تو میرے استاد ہیں جواب تعلیم فرمائیے گا میں اُسکے بموجب کار بند ہونگا
 خواجہ نے جواب دیا کہ اپنے لیے کو ہم سب گوارا کرینگے کیونکہ اپنی ضرورت ہر مگر یہ تو بتاؤ کہ ان
 سب کاموں کے صلہ میں تم ہم کو کیا دو گے تم تو معشوقہ پاؤ کے حمزہ طلسم فتح کرنے کے لیے لوح
 پائیکا بلا مشقت محنت و مشقت جس پر ہوگی اور جان جس کی جائے گی اسکی جائیکہ تم معشوقہ
 کے ساتھ چین کرو گے اُسکے وصل سے شاد ہو گے خوب مزے اُڑاؤ گے حمزہ طلسم فتح کر کے
 دولت پائیکا چین کرے گا ہم یوں ہی موی کے موی رہیں گے مقصور نے جواب دیا کہ میں آپ سے
 اقرار کرتا ہوں اور اگر فرمائیے تو لکھ دوں کہ پچاس ہزار روپیہ میں آپ کو اس امر کے معاوضہ
 میں دوں گا اگر آپ میری معشوقہ کو مجبور دلا دیجیے گا خواجہ نے کہا کہ بھائی بھلا کون دے گا یہ
 سب باتیں اسوقت تک ہیں جب تک معشوقہ نہیں ملتی ہر ادھر تم نے معشوقہ پائی پھر آٹھ
 بھی تو نہ ملاؤ گے پورے طور سے بات بھی نہ کرو گے لینا دینا کیسا مقصور نے جواب دیا کہ عرض تو کرتا ہوں

کہ اگر ارشاد ہو تو تحریر کروں خواجہ نے کہا کہ ایک قسم کی تحریر کرو تو خیر یہ لکھ دو کہ پچاس ہزار روپیہ خواجہ عمر و
سے میں نے فلان وقت فلان تاریخ بطور قرض کے لیا کیونکہ مجھ کو ضرورت تھی تاکہ میرا قابو بکلی ہو میں نالشیہ
کر کے لے سکوں اور اگر تم یہ تحریر کرو کہ پچاس ہزار روپیہ میں خواجہ کو دوں گا جب میں اپنی معشوقہ پر قابض
ہوں گا تو میں متین تحریر کروں گا کیونکہ اس قسم کی تحریر بالکل بیکار ہوگی اس کا کوئی نتیجہ نہ ہوگا مقصود نے
کہا کہ جس طور کی تحریر آپ فرمائیے میں تحریر کروں گا بس خواجہ نے کہا اگر یہی امر ہو تو آپ عند الطلب
کار تمہ ایک آنہ کا ٹکٹ لگا کر تحریر کر دیجیے مقصود نے کہا بہت خوب اس وقت مقصود نے قلم و وایت و
کاغذ اٹھا کر اس طبع سے تحریر کیا کہ دائم مجھ کم بعد ما وجب کے معلوم ہو کہ مبلغ پچاس ہزار روپیہ سکے
چہرہ دار جو کہ خواجہ عمر و بن امیہ ضمیری کا فہمہ میرے واجب الادا ہیں میں اقرار کرتا ہوں کہ یہ پچاس ہزار
روپیہ عند الطلب خواجہ عمر و کو یا جس کو وہ دلائیں اس کے بلا عذر و حجت ادا کروں گا زیادہ فقط الحمد للہ
تاریخ فلان یوم فلان ماہ فلان سنہ فلان بس مقصود نے اسی طور سے رقم لکھ کر اس پر اپنے دستخط کر دیے
خواجہ نے بفریدہ احتیاط ایک رسید بھی لکھوائی جس کا مضمون یہ تھا کہ مبلغ پچاس ہزار روپیہ سکے چہرہ دار
کہ نصف جس کے پچیس ہزار ہوتے ہیں میں نے خواجہ عمر و سے تاریخ امروزہ میں یہ تحریر رقم عند الطلب
وصول پائے لہذا میری رسید لکھ دی کہ سند ہے اور وقت ضرورت کام آوے فقط خواجہ نے اس پر بھی
دستخط کر آئے اور دو گواہ بیان کرالین جب کامل طور سے خواجہ نے اپنا اطمینان کر لیا وہ رقم اور رسید
اٹھا کر نزد زبیل کی اس وقت کہا کہ اگر کوئی تمہارے بھائی کو دیکھنے آئے تو اس سے کہہ دینا کہ
وہ شکار کو گئے ہوئے ہیں اور مجھ سے کہنا کہ تم جا کر بھائی صاحب کو ملے آؤ پھر میں تدبیر کر لوں گا تم
اطمینان رکھو مقصود نے کہا کہ بہت خوب کہ اسی عرصہ میں طائر جواب لے کر آیا مقصود نے اس کے گلے
سے نامہ لکھ لیا اس میں وہی مضمون تحریر تھا جو کہ قبل میں رقم کر چکا ہوں مقصود نے خواجہ کو سنایا
خواجہ نے کہا کہ چلو اس اچھی وقت مقصود نے حکم دیا کہ سامان سفر درست کیا جائے اسی وقت
سے سامان سفر درست ہونے لگا اور خواجہ سے مقصود نے کہا کہ اب کیا تدبیر کی جائے اب میں
بھائی کو کہان سے لاؤں جو ہمراہ لے کر جاؤں میرے تو کوئی بھائی نہیں ہے اور اگر ہو بھی تو ساحر
ہو غیر ساحر نہیں ہے اور وہ مجھ سے برخلاف ہو گا خواجہ نے کہا کہ پھر میں کیا کروں جس وقت
میں نے تم سے کہا تھا کہ اس مضمون کا نامہ تحریر کرو اس وقت تم نے کیوں نہیں کیا اس امر سے

چنگو آگاہ کیا کہ میرا کوئی بھائی نہیں ہے اور جو ہر وہ ساحر ہر وہ بھلا مجھ سے کب موافق ہو گا میں کوئی اور صلاح
 دیتا یہ تو بالکل تم نے غلطی کی اب کیا ہوتا ہے جہاں سے ہو پیدا کرو مقہور نے کہا کہ خواجہ میں کہاں سے
 پیدا کروں اگر ایسا ہوتا کہ سوسن جادو میرے ملازموں سے آگاہ نہ ہوتی اور انکی صورت سے آشنا نہ ہوتی
 تو میں یہ کرتا کسی ملازم کو اپنے اپنا بھائی بناتا اور اسکو لے چلتا اب کیا کروں خواجہ نے کہا کہ چہرہ میں کیا
 بتاؤں تم سے غلطی ہوئی اسمیں میرا کیا قصور مقہور بولا کہ عالم مجبوری ہو کیا کیا جائے میں تحریر کیے
 دیتا ہوں کہ جواب نامہ آئے میں عرصہ ہوا چونکہ وہ اختلاجی تو آدمی تھے ہی مگر طہیر یا تو وہ چلے گئے کہہ
 گئے ہیں کہ ذرا میرا مرض کم ہو لے تو پھر میں آؤنگا سوا سے اس تدبیر کے دوسری کوئی تدبیر نہیں ہے خواجہ
 نے مسکرا کر جواب دیا کہ تم کو اختیار ہے میں کیا بتاؤں جو تم کو بن پڑے وہ کرو بس مقہور نے قصد کیا کہ
 قلم داغ استھاٹھا کر سوسن کو تحریر کرے کہ بڑے بھائی بہ سبب اختلاج قلب کے طہیر اگر چلے گئے وعدہ
 کر گئے ہیں کہ جب اختلاج کی شدت کم ہوگی تو آؤنگا اس سبب سے میں مجبور ہو گیا نہ حاضر ہو سکا اب
 جو حکم ہو وہ بحال آؤں کہ خواجہ نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ اے مقہور یہ کیا غضب کرتے ہو بنا بنایا کام
 خراب کرتے ہو میں تم کو یہ لازم ہے کہ کچھ صرف کرو تا کہ کوئی تدبیر کی جائے اور بھائی روپیہ وہ چہرہ ہے کہ
 انسان بیٹا بن جاتا ہے نہ کہ بھائی یہ امر کوئی دشوار ہے کچھ صرف کرنے کا اقرار کرو تو کسی کو نہ کسی کو کچھ دے کر
 اسکا انتظام کیا جائے بدون لیے دیے تو ہرگز ہرگز نہ ہو گا دام کرین کام ابھی اسی مقام پر بھائی آپکے
 موجود ہو جائینگے مقہور نے کہا کہ کیونکر خواجہ نے کہا کہ کسی کو دس بیس ہزار روپیہ دے کر اس امر پر
 راضی کیا جائیگا کہ تم مقہور کے باپ کو اپنا باپ بیان کرو اور مقہور کو اپنا بھائی جب لالچ ہو گا تو اس
 امر کو ہر ایک برداشت کرے گا اپنی نان پر گالی چڑھائے گا مقہور نے کہا کہ پھر خواجہ کس قدر روپیہ
 صرف ہو گا عمر و نے کہا کہ کوئی تیس ہزار روپیہ صرف ہو گا اگر اسکو تم گوارا کرو گو نقصان تو ہو گا مگر
 کام کتنا بڑا نکلے گا معشوقہ ہاتھ آئے گی اگر ایسا نہ ہو گا تو پھر مشکل ہے سوسن سر ہو جائے گی کہ
 آپ ہی تو تحریر کیا کہ میرے بھائی آئے ہیں انکو آپ کی خدمت میں کچھ عرض کرنا ہے جب میں نے
 طالب کیا تو لکھ بھیجا کہ وہ چلے گئے پہلے کیا سمجھ کے ایسا تحریر کیا تھا اور اب کیا سوچ کر یہ تحریر
 کیا ضرور اسمیں کوئی نہ کوئی فتور ہے پھر کوئی صورت بن نہ پڑے گی آئندہ تم کو اختیار ہے اگر اس امر
 کی خواہش تم کو ہے کہ میں ملکہ ماہ اختری کے وصل سے کامیاب ہوں تو روپیہ صرف کرو عاشق

لوگ تو جان کو معشوق سے عزیز نہیں کرتے ہیں خیال کرتے ہیں کہ اگر جان جا کر معشوق مل جائے تو کیا
 بات ہو آبرو کو خیال نہیں کرتے ہیں جو کہ بہت بڑی شہرہ آبرو جس کا صدقہ جان ہو کہ جان پر بن جائے
 مگر آبرو پر نہ بیٹے معشوق کے حاصل کرنے میں اس کا خیال نہیں رہتا، چاہے آبرو جائے معشوق مل
 جائے نہ کہ روپیہ پیسہ یہ تو کوئی چیز نہیں جو تم کیسے عاشق ہو کہ روپیہ کو عزیز کرتے ہو لے بس لے بس
 معلوم ہو گیا آپ کی ناشقی کا حال جب اس طور سے خواجہ نے کہا اس وقت مقہور نے کہا کہ روپیہ پیسہ کیا
 چیز ہو اگر جان تک کام آئے تو حاضر ہو آپ نے کب کہا کہ روپیہ صرف کرو تو اس کی تدبیر ہو جائے جس قدر
 ارشاد ہوا اس قدر روپیہ کی تدبیر کی جائے خواجہ نے کہا کہ چالیس ہزار روپیہ کی تدبیر کرو بس مقہور نے
 اسی وقت چالیس ہزار روپیہ منگوا دیا خواجہ کے سامنے رکھا خواجہ نے وہ روپیہ اٹھا کر نذر زنبیل کیا
 اور کہا کہ تم اطمینان رکھو جب چلو گے اس وقت تمہارے بھائی آجائیں گے مقہور نے کہا کہ کل یہاں سے
 کوچ کرونگا خواجہ نے کہا کہ بس کل وہ بھی آجائیں گے یہاں تک کہ وہ دن رات گزرے خواجہ سے
 مقہور نے کہا کہ بسم اللہ آج تشریف لے چلے خواجہ نے کہا کہ چلو یہ کہہ کر خواجہ نے کہا کہ اب تم اتنی دیر
 ٹھہر جاؤ کہ تمہارے بھائی کو بلاؤں یہ کہہ کر خواجہ ایک گوشہ میں گئے اور زنبیل پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ یا دادا
 آدم میری صورت معجزہ سے ایک پہلوان زبردست کی بن جائے اور وہ پہلوان قد آور اور تہایت
 زبردست ہو یہ کہنا تھا کہ خواجہ کی صورت ایک پہلوان زبردست کی ہو گئی خواجہ نے زنبیل سے
 نکال کر لباس پہنا ایک گرز تیار کیا کہ جس کا ٹھک پہلو تھے ایک پہل برنجی اور ایک آہنی اور ایک
 فولادی ایک نقرئی ایک طلائی ایک الماس نگار ایک زمر و نگار ایک بلوری اور دستار کا مسی
 تھا نہایت زبردست گرز تھا خواجہ کل آلات حرب و ضرب سے آراستہ و پیراستہ ہو کر ہاتھ و نین داستان
 سر پر خود و مغر پاؤں میں موزے راتوں پر آگے چار آہنہ جو شن زرد و خود و دیگر آلات حرب و حرب سے
 درست ہوئے کمر میں ترکش پشت پر سپر و دش پر کمان کمر میں تلوار آبدار جب سب سامان سے
 درست ہو چکے اب اس گوشہ سے نکلے اور باہر آئے مقہور نے کہا کہ اے مقہور چلو پہچانو کہ میں کون
 ہوں مقہور نے کہا کہ میں کیا جانوں کہ آپ کون ہیں کہا کہ اس گوشہ میں تمہارے سامنے کون کیا تھا
 جدھر سے میں آیا ہوں مقہور نے کہا کہ خواجہ عمرو کے تھے میرے بھائی کو لینے کہ ان کے بعد آپ
 تشریف لائے راوی بیان کرتا ہے کہ خواجہ عمرو جو پہلوان کی صورت بن کر اس گوشہ سے باہر آئے

تو مقصور جاو اور اس کے ملازم سب حیران و پریشان تھے کہ خواجہ عمر کو بے پناہ لگے اور یہ پہلوان زبردست
 کمان سے آگیا اس پہلوان کی صورت دیکھ کر ہر ایک خوف زدہ ہوا تھا اور مثل تصویر کے ہر ایک
 ساکت کھڑا ہوا دیکھ رہا تھا اور متحیر تھا کہ یہ کون ہے باوجودیکہ سب ساحر تھے مگر یہ صورت اور شکل رعنا
 دیکھ کر سب خوف زدہ ہوئے اور متحیر تھے کہ اس نے مقصور سے سوال کیا کہ میں کون ہوں مقصور نے کہا
 کہ میں کیا جانوں کہ آپ کون ہیں میرے سامنے تو خواجہ گئے تھے تب خواجہ نے کہا کہ اے مقصور
 میں ہوں خواجہ عمر و بس میں ایک پہلوان زبردست کی صورت پر مشکل ہو کر آیا ہوں تم مجھ کو بیان
 کرنا کہ یہ میرے بھائی ہیں میں آئے تھے انھیں کی آمد میں خواجہ عمر و باغ سے نکل گئے یہ اس قصد سے آئے
 ہیں کہ میں خمرہ سے مقابلہ کروں بس اب یہ بھی مجبور ہیں اور آپ بھی اسے دریافت فرمائیے کہ ان کو
 آپ سے کیا کہنا ہے کیونکہ جب یہ تشریف لائے تھے تو انھوں نے مجھ سے کہا تھا کہ میں سوسن کے
 پاس آیا ہوں اور مجھے اس سے کچھ کہنا ہے لہذا مجھ کو سوسن جاو کے پاس لے جاؤ میں آپ کے حکم کے
 بموجب لیکر آیا ہوں اسے دریافت فرمائیے پھر میں کہہ لوں گا اور میرا نام افغان گرز زن نیزہ باز بتانا یہ
 ضرور کہہ دینا کہ یہ سوسے بالکل تاواقت اور لاعلم ہیں اسے یہ بتاؤ کہ مجھ کو اس صورت پر سوسن پہچان تو
 نہیں کی جب یہ خواجہ نے کہا تو مقصور اور زیادہ حیران ہوا اور دڑ کر قدموں پر گر پڑا اور کہا کہ واقعی آپ کا
 مثل و نظیر ہی بھلا کون آپ کا مقابلہ کر سکتا ہے واقعی آپ سیارے ہیں آپ سے تو کوئی نہیں
 لڑ سکتا جو میں حیران تھا کہ آپ کہاں سے میرے بھائی کو پیدا کرینگے اور کس کو میرا بھائی بنائینگے
 جب آپ اس گوشہ میں گئے تھے اور میں حیران تھا کہ اتنے عرصہ میں آپ اس صورت و شکل پر تیار
 ہو کر تشریف لائے ہم سب حیران تھے کہ یہ کون صاحب ہیں اور کہاں سے آئے اور خواجہ سلامت
 کیا ہو گئے کہ آپ نے یہ سوال کیا اور اپنے کڑا ہر فرمایا خیر یہ جو آپ نے فرمایا کہ سوسن مجھ کو پہچان تو
 نہیں کی سوسن کی کیا حقیقت ہے کہ وہ پہچان سکے اگر سامری و جمشید بھی قبر سے اٹھ کر آئیں اور
 پہچانیں تو پہچاننا غیر ممکن ہو گستاخی معاف اگر آپ کی والدہ ماجدہ بھی چاہیں تو نہ پہچان سکیں خواجہ
 نے مسکرا کر جواب دیا کہ اب شوق سے چسملو تم تو بہت فکر مند تھے کہ میں بھائی کو کمان سے لاؤں
 و مکیجوا سی مقام پر پہنچے تھے تمھارے بھائی پیدا ہوئے یا نہیں مقصور نے عرض کیا کہ سب سے پہلے
 انہی پر زور ہے کہ پہچانیں کہ یہ سیارے ہیں یا نہیں انہی کو کوئی مثل آپ کے عجز نہیں کر سکتا

جو کوئی عیاری کرے تو آپ کا نام لے کر عیاری کرے تو شاید عیاری کر سکے خواجہ نے کہا کہ میں تعریف کر چکے آپ اپنا کام کیجئے اور چلیے عرصہ نہ لگائیے جون جون عرصہ ہو تا ہر دو دو میرا دل پر نشان ہو تا خواجہ نے جو یہ کہا تو مقصور نے اس وقت تخت سحر تیار کیا اُس پر آپ بیٹھا اور خواجہ کو بٹھایا راوی بیان کرتا ہے کہ خواجہ نے اپنی صورت معجزہ سے پہلوان کی بنائی تھی کیا جمال بھی کسی کی کہ کوئی پہچان سکے یہ امر غیر ممکن تھا واقعی خواجہ کی دان بھی نہ پہچان سکتی نہ باپ اور ون کی کیا لیاقت تھی آدم برسر مطلب مقصور چاد و افغان گرز زن کو تخت پر بٹھا کر اور تختوں پر سب ملازمون کو جو کہ خدا پرست ہوئے تھے اور ان سب کو لیکر طرف در بند اعظم کے روانہ ہوا کہ اسکا حال آئندہ تحریر کیا جائے گا اب پھر حال جمال ہمارا وصا جتقران کا تحریر کرتا ہوں انشاء اللہ تعالیٰ اسکے بعد اور کچھ حال بادشاہ طلسم کا تحریر کرونگا اسکے بعد پھر عنان قلم کو اسی طرف پھیرونگا اور اسی داستان کو تحریر کرونگا اب شمسہ حال جمال راہدار و صا جتقران کا قلم بند کیا جاتا ہے ناظرین ملاحظہ فرمائیں راوی بیان کرتا ہے کہ جمال راہدار جو باغ ہر دوش و ماہ و ش سے مخوف ملکہ سوسن چاد و نخل کر چلا تھا اپنے مکان پر نہیں گیا اُس نے یہ خیال کیا کہ خواجہ عمرو کے اسیر ہو جانے کی حمزہ صا جتقران کو خبر کروں کیونکہ خواجہ عمرو کو سوسن نے اسیر کر لیا ہو گا بس یہ سیدھا طرف کو دے بے ستون کے روانہ ہوا یہاں تک کہ بعد قطع منازل و طمر اصل کے قریب لشکر صا جتقران کے پہونچا وہ وقت تھا کہ دربار آراستہ تھا حکیم استقلینوس و حکیم شیا طین و دیگر سردار ساحر و غیر ساحر حاضر دربار تھے وزیر بے ستون بھی موجود تھا صا جتقران حکیم استقلینوس سے فرما رہے تھے کہ ابھی تک کچھ حال خواجہ عمرو کا نہ معلوم ہوا کہ انھوں نے لوح کے دستیاب ہونے کی کوئی تدبیر کی اور در بند سوسن تک پہونچنے میں کتنی قتل کر کے راستہ در بند کا کھولا کہ میں جا کر لوح کو حاصل کروں نہ بادشاہ طلسم ابھی تک مع لشکر کے تشریف لائے حکیم استقلینوس نے عرض کیا کہ یا صا جتقران خواجہ عمرو یہ کہہ کر گئے ہیں کہ میں خانہ کعبہ کو جاتا ہوں وہ اُدھر کہاں گئے ہونگے رہے بادشاہ طلسم وہ لشکر کو جمع کرے ضرور حاضر ہونگے وہ تشریف لے آوین تو پھر کوئی تدبیر قتل مرتد و دستیابی لوح کی کی جائے بدوئی سنگ آئے ہوئے اسکی تدبیر ہونا محال ہے اور خواجہ کا انتظار بھی بیکار ہے صا جتقران نے فرمایا کہ یہ تمھارا خیال ہے کہ خواجہ یہ ضرور کہہ گئے ہیں کہ میں خانہ کعبہ کو جاتا ہوں یہ بھی کوئی مسکتی تھی جو کہہ سکتے ہیں ورنہ اُس نے یہ امید نہیں ہے نہ وہ ایسے ہیں انکی نوا سے مجاہد یہ کبھی توقع نہیں ہے کہ میرے کام میں

پہلوئی کرین اور ایسی حالت میں مجھ کو چھوڑ کر چلے جائیں یہ کیا امر اس سے زیادہ زیادہ مشکوک اور
مصیبتوں میں تو انھوں نے ساتھ چھوڑا نہیں تو اب کب چھوڑیں گے جہاں خوف جان تھا انھوں نے
جان کا خیال نہ کیا ہر مقام پر میری مدد و کمک کی یہ اُسے امید نہیں ہو کہ وہ چلے جائیں وہ اسی طور سے
ستاتے ہیں میرے ستانے کو یہ کہہ کر چلے گئے انکا دل کب گوارا کرے گا کہ میں ایسے آفت میں مبتلا
ہوں اور وہ چلے جائیں ضرور وہ فکر میں در بن سوسن کے گئے ہونگے اور ضرور تدبیر کر رہے ہونگے وہ میری
طرت سے اور میرے کام سے غافل نہ ہونگے اور نہ کبھی غفلت کرینگے جب یہ صاحب قرآن نے فرمایا
حکیم سفلینوس نے جواب دیا کہ میں اس امر سے آگاہ نہ تھا انکی طبیعت سے و آفت تھا کہ میں
اس امر کو سمجھتا ہوں اس بات کو نہ عرض کرنا اب آپ نے فرمایا ہوا اب بھی ایسی حرکت نہ ہوگی نہ خلاف
عرض کرونگا صاحب قرآن نے فرمایا کہ واقعی آپ کو کیا علم تھا وہ میرے بھائی ہیں اور میری جان و روح
میں ہیں اور وہ ایک روح و قالب ہیں نہ میں اُسے جدا ہوں نہ وہ مجھ سے جدا ہیں انھوں نے بڑے بڑے
مصیبتوں میں میری کمک کی اور داد وہ میرے جان بخش ہیں میرے اوپر کیا منحصر ہو میرے کل لشکر اور
کل سرداروں و کل عزیزوں کے جان بخش ہیں پھر میں کیونکر اُسے ایسی امید کروں حکیم نے عرض کیا کہ
واقعی جب وہ ایسے ہیں تو اُسے کبھی برائی کی امید نہ کرنا چاہیے یہ کہہ کر حکیم نے عرض کیا کہ بادشاہ طلسم
آئین تو پھر کسی کو ساتھ نہ لے کر اسے دریافت حال روانہ کرینگے صاحب قرآن نے فرمایا کہ اُنکے آنے
کی کیا ضرورت ہو میں خود جانتا ہوں کیونکہ راستہ در بند سوسن کی طرف جانے کا اور نشان تو بادشاہ طلسم
سے معلوم ہو چکا ہوا اُسی طرت جاؤنگا آپ لوگ یہاں قیام کریں جب میں در بند کو فتح کروں تو مع لشکر کے
لشکر لیت لایے گا اگر میرے یا رجائی دوست روحانی نے فکر و تدبیر کر کے راستہ در بند سوسن کا مریخ
کو قتل کر کے کھولا ہوگا تو میں جا کر در بند کو فتح کرونگا لوح دستیاب ہو جائیگی اب مجھ کو تاخیر منظور نہیں چہ بقد
عرصہ ہوتا ہوا اُسی قدر میرے اوپر ایک مصیبت فراق زیادہ ہوتی ہے میرا دل اپنے عزیزوں کے دیکھنے
کو بہت چاہتا ہے نہ معلوم وہ لوگ کہاں ہیں اور کس مقام پر مع لشکر کے مقیم ہیں دوسرے وہ لوگ بھی
میرے نہ جاننے سے پریشان ہونگے تیسرے بادشاہ طلسم کے آنے کی حالت نہیں معلوم وہ کب
آئیں گے کب نہ آئیں یہاں ایک منٹ کا عرصہ برابر ایک برس کے ہوتا ہے میں اب ٹھہر نہیں سکتا ہوں
اگر خواجہ نے در بند میں جانے کی راہ کھولی ہوگی تو خیر ورنہ میں خود تدبیر کرونگا مجھ کو یقین ہے کہ خواجہ

سب تدبیر کر لی ہوگی کوئی خرابی نہ ہوگی جو تھے خواجہ کے دیکھنے کو میرا بہت جی چاہتا ہوا تھا سب سے
 میں بہت پریشان ہوں ضرور کوئی نہ کوئی آفت میرے بھائی اور دوست پر گذری ہو جو میرے قلب
 کی یہ حالت ہو چکو خیر لینا پر ضرور ہو کہ میں خبر لون کیونکہ انھوں نے تو ہزار مقام پر میری ملک کی اور اپنی جان
 کا خوف نہ کیا اور میں اُن کے لیے پریشان ہوں ورنہ میرے کام کو گئے ہوں اور میں اُن کی خبر نہ لون یہ غیر ممکن ہو
 میں اب ٹھہر نہیں سکتا ہوں مجھ کو میرے دوست کی خبر نہیں معلوم ہوئی کہ وہ کہاں ہو حکیم نے عرض کیا
 کہ آپ استقار توقف فرمائیں کہ بادشاہ طلسم آجائیں تو پھر ہم اور وہ سب آپ کے ہمراہ چلیں گے جہاں
 استقر عرصہ ہوا ہو ورنہ اور انتظار فرمائیے اُس کے بعد پھر آپ کو اختیار ہو صاحبقران نے فرمایا کہ یہ اب
 غیر ممکن ہو کہ میرے بھائی کی خبر نہ ملے اور میں اُس کی تلاش میں نجان کہ جب صاحبقران نے یہ فرمایا
 اس وقت وزیر بے ستون نے ہاتھ باندھا عرض کیا کہ حضور استقر توقف فرمائیں میں بھی ایک ساحر
 کو روانہ کر کے وہاں کے حالات دریافت کیے دیتا ہوں وہ جا کر وہاں کے حالات دریافت کر کے حاضر
 ہو گا اور خواجہ سلامت کی خبر خیریت بھی آ کر عرض کرے گا بس خداوند نعمت اُس کے حاضر ہونے تک توقف
 فرمائیں صاحبقران نے فرمایا خیر تم یہ کہتے ہو تو جلد کسی ساحر کو روانہ کرو کیونکہ میں رات سے بہت پریشان
 ہوں کسی نہ کسی آفت میں میرا دوست و عاشق مبتلا ہوا ہو مگر اُس کو تاکید کرو دینا کہ بہت جلد چلا آئے عرصہ
 نہ لگائے اُس نے عرض کیا کہ کیا مجال جو عرصہ لگائے یہ کہ ایک ساحر کہ اُس کا نام غنقا کے تیز پر جادو تھا
 بہت جلد بذریعہ سحر کے راہ طر کر تا تھا وزیر بے ستون نے اُس سے کہا کہ اے غنقا تیز تر تم فوراً طر
 و بند سو سن کے جاؤ ورنہ وہاں کی حالت دریافت کرو اور یہ خبر لاؤ کہ خواجہ غم و غم و عافیت سے ہیں اور
 کس فکر و تدبیر میں ہیں مگر عرصہ نہ کرنا اگر جلد آؤ گے تو سرکار صاحبقران سے انعام کثیر کے مستحق ہو گے اور
 پاؤں کے اُسے عرض کیا کہ میں کل صبح تاکا دھوئے واپس آ جاؤنگا یہ کہ اُس نے اُٹھنے کا اپنے مقام سے
 قہر کیا تھا کہ اٹھ کر سلام رخصت کر کے روانہ ہوں کہ چاکا یک در کہ سالار نے آکر صاحبقران کو مجرا
 کیا اور عرض کیا کہ ایک جوان خوش رو و دولت پر حاضر ہوا ہو اور عرض کرتا ہو کہ میری خبر خدا مست
 صاحبقران میں کرو کہ ایک آپ کا ادنیٰ خادم بلکہ خانہ زاد ورنہ سو سن کی طرف سے ایک ضرورت
 کے لیے حاضر ہوا ہو اور کچھ خدمت عالی میں عرض کرنا چاہتا ہو اگر اجازت پاؤں تو حاضر ہو کر تہنیتی
 حاصل کروں اور زیارت سے مشرف ہوں نور قدم سے اپنی آنکھوں کو روشن کروں صاحبقران نے

اور بند سوسن کا نام سنکے فرمایا کہ جلد اسکو اپنے ساتھ ہی لاؤ کیونکہ وہ ضرور میرے بار جانی و دوست روحانی کے پاس سے آیا ہو اور کچھ غیر لایا ہو میرے دوست کی خبر آئی ہے یہ جو حکم صاحب جعفران نے دیا وہ درگاہ سالار فوراً پاس آیا اور جمال راہدار سے کہا کہ چلو یاد فرمایا ہو راوی بیان کرتا ہے کہ جمال راہدار جو بعد قطع منازل و طومر اصل کے قریب شکر صاحب جعفران پہونچا بارگاہ صاحب جعفرانی کو دریافت کر کے دروہست پر آیا درگاہ سالار سے کہا کہ جاکر عرض کرو کہ ایک آپ کا خادم دروہست پر حاضر ہوا اور عرض کرتا ہے کہ میں در بند سوسن کی طرف سے آیا ہوں کچھ خدمت عالی بین عرض کرنا ہو پس درگاہ سالار نے جاکر عرض کیا صاحب جعفران نے فرمایا کہ اے آپس درگاہ سالار اگر جمال راہدار کو اپنے ہمراہ لے کر اندر بارگاہ کے آیا جمال راہدار نے مجرا گاہ پر آکر بہت ادب سے جھک کر سلام کیا صاحب جعفران نے جواب سلام دیا اُسے دُور کر صاحب جعفران کے قدموں کو بوسہ دیا لب خمود بیت سے قدمبوسی حاصل کی چونکہ خواجہ عمر و تصویر صاحب جعفران جمال راہدار کو دکھا چکے تھے دوسرے سنہ یعنی جمال نے درگاہ سالار سے بھی کہہ دیا تھا کہ میں تم سے بہت خوش ہوں گا اور از حد ممنون ہوں گا کہ میں حضور معلیٰ صاحب جعفران زبان سے آگاہ نہیں ہوں تو درگاہ سالار نے اشارہ سے صاحب جعفران کو پہنچا دیا تھا جمال نے پہچان لیا تھا اسی سبب سے جمال نے بوسہ دیا اور سلام کیا اور سب سے توجہ جمال آگاہ تھا بعد تمہد مہوسی کے اسنے پلٹ کر اور سب سرداروں کو سلام کیا اور ہر ایک سے صاحب سلامت ہوئی صاحب جعفران نے اشارہ فرمایا کہ کرسی جمال کو مرحمت کرو فوراً کرسی رو برو نگل صاحب جعفران کے چھادی گئی جمال سلام کر کے اس کرسی پر بیٹھا اب صاحب جعفران نے جمال کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ تمہارا نام کیا ہوا اُسے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ اس خادم جان نثار و غلام جان باز کو جمال راہدار کہتے ہیں سوائے حضور کے اور سب جہتہد رہبان حضرت تشہد فرماہیں سب اس خادم سے آگاہ ہیں بلکہ میرے خاندان کے حال سے اُدھر وزیر بے ستون و عظیم استقلیموس بین یہ اشارہ ہو رہے تھے کہ یہ جمال راہدار کمال راہدار کا فرزند کیونکر زمان آیا یہ تو ملازم ہو سوسن جادو کا ائمہ راہداری پشت در بند پر یہ تو اُسکا ملازم ہے یہ کیونکر آیا اسکا کیا سبب ہو حکیم نے اشارہ سے کہا کہ معلوم ہو جائے گا مگر ہر ایک حیران و پریشان ہوا وہ جب جمال سے اپنا نام صاحب جعفران کی خدمت میں عرض کیا صاحب جعفران نے فرمایا کہ تمہارا ادھر آنا کیونکر ہوا کچھ تم کو خواجہ عمر و کے حال سے بھی آگاہی ہے کیونکہ تم در بند سوسن کی طرف سے آئے ہو اور کچھ حالات در بند سوسن بیان کرو کہ وہاں کیا کیفیت ہو جمال نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ میں عرض کرتا ہوں اسی عرض

حاضر ہوا ہون خداوند نسبت یہ حقیر کمال را ہزار کا قزندہ کمال را ہزار لازم تھا ملکہ سوسن جادو کا جبکہ مالک
 ہو تو قابض در بند سوسن ہر جب اسنے انتقال کیا تو بین کم سن تھا جمال را ہزار میرا نام تھا اپنے باپ کی
 جگہ پر بین لازم ہوا جب تک کم سن رہا میری طرف سے اور ایک شخص اس خدمت کو بجالا یا جب بین سن
 تین سو کو پہونچا اپنے عہدہ پر قائم ہوا اور اپنی خدمت بجالانے لگا خلاصہ یہ کہ ایک مدت سے لازم ہون اتفاق
 سے سوسن کی دختر غریبہ ملکہ ماہ و شش پر سیرا دل آگیا کیونکہ آنکھوں میں دن آنکی خدمت میں حاضر ہونے کا لگا
 ہوتا تھا کیونکہ انھیں بھی گائے وغیرہ سے شوق ہو اور مجھ کو بھی میں وہاں جا کر انکے روبرو گیا کرتا تھا اگر آتش
 فراق سے جلنا تھا بس جمال را ہزار نے اپنا عاشق ہونا ماہ و شش پر اور آتش فراق میں جلنا آخر کو عاجز ہو کر
 قصور ملا کہ کرنا خواہ میں ایک مرد بزرگ کا آکر جمال کو عالم خواب میں مسلمان کرنا اور خواجہ عمر و کے ذریعہ
 سے وصل معشوقی سے شاد کام ہونے کی امید دلانا خلاصہ یہ کہ جمال نے اول سے آخر تک سب حال
 بیان کیا خواجہ کا پہونچنا اور عیاری کرنا سوسن کا آنا خواجہ کا شراب بیہوشی آمیز پلانا اسکا آگاہ ہونا
 اپنے سحر کے ذریعہ سے اپنا اور خواجہ کا بھاگنا اپنا ناپیدان کی راہ سے بیرون باغ آنا اور براسے خبر دھڑانا
 و رضا جعفران سے کہنا کہ جلد خبر لیجیے خواجہ وہاں اسیر ہو گئے آنکی خبر لینا واجب ہو سوسن بڑی لکڑی
 لیسہ ہو کہ قتل کر ڈالے اس امر کا مجھ کو یقین ہو کہ اسنے خواجہ کو اسیر کر لیا ہو گا کہ میرے سامنے تاک خواجہ
 باغ میں تھے اور اسکے روبرو کھڑے ہوئے تھے گو انھوں نے خود مجھ سے کہا تھا کہ امیر جمال بھاگ سوسن
 اسیرے اور تیرے حال سے آگاہ ہو گئی میں یہ سنے بھاگنا خواجہ کھڑے رہے یہ سننا تھا اور جمال کا بیان
 کرنا تھا کہ رضا جعفران کا رنگ رو متغیر ہو گیا اور استقبالیہ سوسن کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ کیوں میں نے
 آپ سے کہنا تھا کہ خواجہ در بند سوسن کی طرف گئے ہیں خانہ کعبہ نہیں گئے ہیں اب آپ نے سنا
 بھلا انکو کب گوارا ہوتا کہ میں فکر فتاحی طلسم میں مبتلا رہوں اور وہ فکر لوح نہ کریں یہ بھی ممکن تھا اپنے سنا
 کہ وہ گئے اور یہ یہ کام کئے لکھ گیا کریں کہ اسیر ہو گئے اب مجھ پر لازم ہوا کہ میں جاؤں اور انکی کمک کروں
 اور انکو قید سوسن سے رہائی دوں سوسن کو قتل کروں اب میں ٹھہر نہیں سکتا ہوں حکیم
 استقبالیہ سوسن نے عرض کیا کہ آپ پریشان نہ ہوں خواجہ مرد عاقل و ذکی و چالاک ہیں انھوں نے
 تدبیر کر کے اپنے کو رہا ضرور کر لیا ہو گا آپ اطمینان رکھیں بادشاہ طلسم کو آ لینے دیجیے پھر شہ لپٹے
 چلے گا اس عرصہ میں خواجہ وہاں سب بند و بست کر لینگے اسوقت ہم یہاں سے پہونچیں گے وہاں سب

بند و بست ہو گیا ہوگا بس جاسے ہی آپ لوح کی تدبیر فرمائیں اور لوح کو حاصل کریں صاحب جفران سے فرمایا
کہ یہ ممکن نہیں ہو کہ اب نہ جاؤں مجھ کو بدون جاسے قرار نہ آئے گا استقبالیہ میں سے کہہ کہ یا صاحب جفران ابھی
آپ تشریف نہ لے جائیں تا آنے بادشاہ طلسم کے بدون اُنکے آئے اگر تشریف لے جائیے گا تو کون راہ ہوگا
سوا اُنکے کوئی سہرہ طلسم سے دور بند سوسن سے آگاہ نہیں ہو خصوصاً اور بند سے اور وہاں سحر و
ساحری کا بالکل کارخانہ ہو یہاں کوئی ساحر نہیں ہو کہ جو سوسن کے حوالہ کو روکے اور اُسکے سحر کو روکے
سوا اس امر کے کہ وہاں جا کر رحمت میں مبتلا ہو صاحب جفران نے فرمایا جو کچھ ہو میں جاؤنگا ضرور
استقبالیہ میں سے کہہ کہ یا صاحب جفران میرے کہنے پر عمل فرمائیے اور ابھی اسطرح نہ تشریف لے جائیے
کیونکہ وہاں سوا سے خرابی کے کوئی اور صورت نہ ہوگی کیونکہ یہاں سے بلند آواز آ رہا کہ چلے ہیں کہ بدون راہ کھلے
اگر طلسم کشا بھی اُدھر جائینگے تو اسیر ہو جائینگے جس جہت کہ مرغ نہ قتل ہوئے اور راستہ نہ کھلے اسوقت تک
آپ نہ تشریف لے چلیں بادشاہ طلسم کو آ لینے دیجیے اور خواجہ وہاں مرغ کو قتل کر کے راستہ کھولیں آپ
زمان سے چل کر در بند کو فتح کریں صاحب جفران نے فرمایا کہ مجھ کو کسی امر کا خوف نہیں ہو اول تو میں مالک اسم
اعظم ہوں اُس مقام کو اسم اعظم چڑھ کر روکوں گا مرغی سامنے آئیگا اُس سے مقابلہ کروں گا اور قتل کروں گا
صلوات و جھوسے کیا کر سکتا ہو اگر فضل خدا شامل حال ہو میں کسی کے بھروسہ پر نہیں کرتا ہوں اپنے خدا کی
ذات پر تکیہ کر کے مقابلہ کرتا ہوں بس سوا سے خدا کے میں کسی سے نہیں ڈرتا ہوں مرغ کیا حقیقت رکھتا ہو
جو میں اُس سے درجن یا سوسن سے خوف کروں اور در بند کیا چیز ہو کہ میں نہ جاؤں یا ایک کا سہارا کروں اور
سورگ کا تلاش کروں اسوقت میں تو کسی بدکار کی میں نے خواہش کی تھی جبکہ بڑے بڑے طلسموں کو فتح
کرنے گیا ہوں اور بڑے بڑے ساحروں سے یکے و تنہا مقابلہ کیا ہو اور طلسموں کو فتح کیا ہو تو یہ کیا اصل
رکھتا ہو میرے اوپر کیا منحصر ہو میرے فرزندوں و سرداروں نے طلسم فتح کیے ہیں یکے و تنہا اور بد و غیر کی
خواہستگار نہیں ہوئے ہیں نہ کسی ساحر سے ڈرے ہیں میں تو صاحب جفران ہوں میں کیوں سوا سے
بد و خدا کے دوسرے کی خواہش کرنے لگا اب آپ مجھ کو نہ روکیے میں جاؤنگا بس حکیم استقبالیہ میں نے
کہہ کہ یا صاحب جفران رحم فرمائیے ہم سب کے حال پر خدا خواستہ ضرور وہاں جا کر کسی آفت میں مبتلا
ہو گئے تو ہم غلاموں کا کون ہر شہنشاہ تو ہم کو ار حد پر نشان کرے گا ایک ایک کو چن چن کر قتل
کرے گا ہم کہ نیست و نابود کر دے گا اور بہت کچھ عجز و انکسار کیا صاحب جفران خاموش ہو رہے تھے حال اُنکا

سے کہا کہ تم آج ہمارے خیمہ خاص میں رہنا ہم کو تم سے کچھ حالات خواجہ عمرو کے دریافت کرنا ہیں کیونکہ تم نے جو حال بیان کیا وہ محمل طور سے بیان کیا ہو مفصل طور سے مجھ کو دریافت کرنا ہر حال نے کہا بہت خوب صاحب جعفران نے حکم دیا کہ جمال را تہار کو جب دربار برخواست ہو ہمارے خیمہ میں پہنچاؤ بیٹا خلاصہ یہ کہ جب دربار برخواست ہوا صاحب جعفران دربار برخواست کر کے اپنے خیمہ میں تشریف لے گئے خاصہ نوش فرمایا سب سردار اپنے مقام پر آکر آرام پذیر ہوئے چونکہ سب کو اس امر کا یقین ہو گیا تھا کہ صاحب جعفران اب بدون بادشاہ طلسم کے آئے ہوتے در بند سوسن کی طرف نہ تشریف لیجائیں گے سب کو اطمینان تھا خصوصاً حکیم استقلینوس کے یہاں سب اپنے اطمینان سے بیٹھے ہوئے ہیں کوئی کار ہمارے کوئی چور نہیں رہا ہر کوئی آرام پذیر ہو رہا ہے جب صاحب جعفران نے خاصہ نوش فرمایا کہ ہالا سے مسہری تشریف لیں گے جمال را تہار کو سب صاحب جعفران کے خیمہ میں پہنچائے گئے تھے نیز مسہری فرش پر بیٹھا ہوا تھا کہ صاحب جعفران نے کل حالات خواجہ عمرو کے دریافت کیے جمال نے اول سے آخر تک سب حال بیان کیا پس صاحب جعفران نے خواجہ عمرو کی کیفیت جمال را تہار سے سُننے بہت افسوس کیا اور اُسی وقت حکم دیا کہ قندس دیوانہ کو بلا لاؤ چو بیدار جا کر قندس کو لے آیا آپ نے حکم دیا کہ اشقر کو کس کر قریب و پیراں لے گئے درخیمہ پر حاضر ہونا ہم برائے طلایہ لشکر گشت کرینگے اُس نے کہا کہ بہت خوب راوی بیان کرتا ہے کہ قندس نے اشقر کو زین و لجام سے آراستہ کر کے درخیمہ پر حاضر کیا صاحب جعفران بیدار تھے جمال سے باتیں کر رہے تھے کہ قندس نے آکر عرض کیا کہ درخیمہ پر مرکب حاضر ہو صاحب جعفران نے جمال را تہار سے فرمایا کہ چلو بس صاحب جعفران نے اٹھ کر پوشاک زیب تن فرمائی ہتھیار لگا کے ایک پرچہ کاغذ پر یہ تحریر کیا کہ اع حکیم استقلینوس ناگاہ ہو کہ میرے دوست و بھائی پر تو بلا نازل ہوا اور میں یہاں راحت سے بیٹھا رہوں یہ ممکن نہیں ہے بس تم لوگ چلتے پر راضی ہوئے اور بلکہ مجھ کو بھی منع کیا میں اُس وقت خاموش ہو رہا میرے دل نے گوارا نہ کیا کہ ایسے وقت میں اپنے دوست کی کمک نہ کروں اور آفت میں رہنے دوں پس میں جمال را تہار کو ہمراہ لے کر برائے مدد رہائی خواجہ عمرو و طرف در بند سوسن کے جانا ہوں تم لوگ پریشان نہ ہونا اطمینان رکھنا یہ تحریر کر کے چو بیدار کو دیا اور کہا کہ یہ رقعہ بوقت سر حکیم استقلینوس کو دیدینا اور خود خیمے سے باہر تشریف لائے اشقر پر سوار ہوئے جمال کو بھی مرکب پر سوار کیا اب جمال سے کہا کہ تم مجھ کو در بند سوسن میں پہنچاؤ جہاں خواجہ تہار ہیں جمال نے عرض کیا کہ میں آپ کو اُسی راہ

لیے چلتا ہوں کہ جس راہ سے خواجہ سلامت میرے مکان پر پہنچے تھے صاحبقران نے کہا کہ اچھا بس
صاحبقران و جمال مع قدس کے لشکر سے باہر آئے جمال کے ہمراہ طرہ در بند سوسن کے روانہ ہوئے
صاحبقران کو تو راہ میں رکھا جاتا ہوا زوی بیان کرتا ہے کہ اُس دوپہر شب میں صاحبقران و جمال قریب
سوسن کے نکل گئے تھے صبح ہوتے ہوئے ایک صحرا میں پہنچے صاحبقران نے ایک چشمہ آب پر پہنچ کر
وضو کیا نماز پڑھی بعد فراغ نماز کچھ دیر تک سیر کی اُس کے بعد کلب پر سوار ہو کر جمال راہدار کو ہمراہ لیکر طرف در بند
سوسن کے روانہ ہوئے صاحبقران کو تو راہ میں رکھا جاتا ہوا اب حال لشکر کا تحریر کیا جاتا ہے کہ جب صبح
ہوئی دربار آراستہ ہوا سب سرکار آکر حاضر دربار ہوئے دو تون حکیم بھی آئے اپنے اپنے مقام پر بیٹھ گئے
صاحبقران کا انتظار کر رہے تھے استقلالینوس نے وزیر بے ستون سے کہا کہ یہ معلوم کیا سبب ہے
کہ ابھی تک صاحبقران تشریف نہیں لائے باعث غم یہ کہ ہر روز ہم سب سے پہلے تشریف
لاتے تھے ہم جب حاضر ہوتے تھے تو آنکھوں کی طرح تشریف فرما پاتے تھے آج خلعت قاعدہ ہوا ہے ستون
کے وزیر نے جواب دیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ شب کو بیدار رہے ہیں جمال سے باتیں کی ہیں خواجہ کا حال دربار
کیا ہے اُسی سبب سے آنکھ نہیں کھلی ہو آرام فرما رہے ہیں جب بیدار ہونے تشریف لائیں گے استقلالینوس
نے کہا کہ میں جاتا ہوں اور بیدار کر کے ابھی لاتا ہوں بدون صاحبقران کے سنا تھا کہ وزیر بے ستون نے
کہا کہ چلیے میں بھی چلتا ہوں شاید خدا خواستہ کچھ طبیعت نہ علیل ہو گئی ہو استقلالینوس نے جواب دیا
کہ اچھا چلو بس قصد کیا تھا کہ اُس چوہا نے جسکو صاحبقران رقعہ دے کر گئے تھے اور فرما گئے تھے
کہ یہ رقعہ استقلالینوس کو صبح دیدینا اور کہہ دینا کہ صاحبقران جمال راہدار کو اپنے ہمراہ لیکر طرف
در بند سوسن کے گئے ہیں تم اطمینان رکھو اور دیکھو اسوقت خبر نہ کرنا اور نہ میں بہت ناخوش ہوں گا اُس
چوہا نے یہ سبب خوف صاحبقران کے کسی سے اسوقت نہیں کہا بس صبح کو لا کر وہ رقعہ دیا
استالینوس نے کہا کہ یہ رقعہ کیسا ہے اور کس نے دیا ہے چوہا نے کہا کہ یہ رقعہ صاحبقران عالیشان
آپ کو دے گئے ہیں اور خود جمال راہدار کو ہمراہ لے کر طرف در بند سوسن کے تشریف لے گئے ہیں فرما
گئے ہیں کہ اطمینان رکھنا میں در بند سوسن کی طرف جاتا ہوں براے رہائی خواجہ عمر اور منجھو منع فرما
دیا تھا کہ اسوقت کسی کو اس حال سے آگاہ نہ کرنا اور نہ یہ رقعہ دینا صبح کو جب دربار آراستہ ہو
اسوقت استقلالینوس کو رقعہ بھی دینا اور زبانی بھی کہنا یہ رقعہ حاضر ہے یہ سننا تھا کہ حکیم استقلالینوس

و دیگر سرداروں کا رنگ رو متغیر ہو گیا حواس جاتے رہے استقلالینوس نے اُس جو بدار سے کہا کہ تم نے اُسی وقت
کیوں نہ آ کر خبر کی اور کیوں نہ یہ رقعہ دیا ہم کو معلوم ہوتا ہم جا کر صاحبقران کو روکتے جاتے نہ دیتے اُسے جواب دیا
کہ وہ منع فرما چکے تھے میں کیوں نہ آ کر خبر کرنا اور آپ کو آگاہ کرنا وہ ناراض ہوتے میرے اوپر غصہ فرماتے یہ سُنکے
استقلالینوس نے وہ رقعہ دیکھا وہی مضمون مرقوم بالا مرقوم تھا استقلالینوس نے وہ رقعہ باواز بلند پڑھا اور
اہل دربار سے کہا کہ اب آپ لوگوں کی رائے ہو کیا تدبیر کی جائے اُن سب نے جواب دیا کہ ہم سب آپ کے
تابع فرمان ہیں و مطیع حکم ہیں جو آپ کا حکم ہو گا ہم اُسکو بجالائینگے جو آپ کی رائے وہ ہماری ہم آپ کی رائے کے
خلاف ہرگز نہیں رائے دینگے اُس وقت جب سب اہل دربار نے ایک زبان ہو کر یہ کہا استقلالینوس نے
کہا کہ میری تو یہ رائے ہے کہ ہم سب بھی مع لشکر کے عقب میں صاحبقران کے طرف در بند سوسن کے چلین
اور وہاں پہونچ کر صاحبقران عالی شان کے شریک ہوں تم سب کی رائے جو اُن سب نے جواب دیا کہ
مناسب ہو یہ رائے بہت عمدہ ہو کوئی اس رائے سے انحراف نہیں کر سکتا ہر بس جب سب نے یہ جواب دیا
اُسی وقت استقلالینوس نے حکم دیا کہ سب لشکر تیار ہو ہم خدمت صاحبقران طرف در بند کے روانہ ہونگے
یہ حکم دینا تھا کہ اُسی وقت لشکر ساحران میں بند و بست ہونے لگا اور تیاری لشکر میں سب مصروف ہوئے
خلاصہ یہ کہ حقوڑے عرصہ میں سب لشکر تیار ہو گیا سرداروں نے آکر عرض کیا کہ سب لشکر تیار ہے ساحر و
و غیر ساحرون کا بسم اللہ اشرف لے چلے استقلالینوس نے یہ سُنکے کہا کہ اچھا بس اُس وقت استقلالینوس
اٹھ کھڑے ہوئے اُنکا اٹھنا تھا کہ سب سردار و غیرہ بھی کھڑے ہو گئے خلاصہ یہ کہ حکیم استقلالینوس اُن
سب کو ہمراہ لے کر بیرون بارگاہ آئے یہاں سب لشکر آراستہ تھا اور تیار آادہ سفر تھا حکم کا باہر آنا
تھا کہ خادموں نے تخت حاضر کیا استقلالینوس تخت پر سوار ہوا شیاطین اپنے تخت پر سوار ہوا
وزیر بے ستون اپنے تخت پر سوار ہوا اور سب سردار سوار ہوئے جو ساحر تھے وہ سوار میا سے
سحر پر سوار ہوئے جو غیر ساحر تھے اور مرکبوں پر سوار ہوئے اور سب خیمے وغیرہ جو برپا تھے وہ اُٹھا کر
لگے اور بار کیے گئے خلاصہ یہ کہ سب سامان لیکر اور سب لشکر کو ہمراہ لیکر استقلالینوس طرف در بند
سوسن کے عقب صاحبقران میں روانہ ہوئے برائے تلاش صاحبقران طرف در بند کے انکوراہ
میں رکھا جاتا ہے اب آئندہ تحریر ہو گا اب حالات بادشاہ طلسم یعنی سیمائے بلند آواز میں قلم فرمائی کرتا ہے
ناظرین ملاحظہ فرمائیں راوی بیان کرتا ہے کہ سیمائے بلند آواز جو صاحبقران سے بعد جانے خواجہ

کے رخصت ہو کر ہمارے عجائب کے روانہ ہوئے یہ کہہ کر کہ میں اپنا لشکر وغیرہ جمع کر لوں تو حاضر ہوں
 سکا اپنے ہمراہ لیکر یہ تو اُدھر کو روانہ ہوئے وہاں صحرا کے عجائب میں سب سردار و ملازم جنگو پہلی مرتبہ
 یہاں آکر سیمائے بلند آواز نے نام لکھے تھے اور طلب کیا تھا یہ خبر پا کر کہ ہمارا بادشاہ رہا ہو گیا
 اسے طلب کیا ہوا اپنے مقام سے چلے جہاں جو پوشیدہ ہوا تھا خوف و ششکال جاو و اور فرزند
 بادشاہ و دختر بادشاہ و زوجہ شاہ بھی اپنے ملازموں کو ہمراہ لیکر رہائی کی خبر پا کر اپنے مقام سے روانہ
 ہوئے یہاں آکر پہونچے سب ملازموں نے آپ کا استقبال کیا جو کہ اسے قبل آگے تھے چیمے وغیرہ
 پر پا ہوئے خلاصہ یہ کہ جنگو سیمائے بلند آواز نے نام لکھ کر طلب کیا تھا سب وہاں آکر جمع ہوئے
 تھے اس صحرائین ایک مجمع کثیر و جم غفیر ہو گیا تھا اور سب بادشاہ کا انتظار کر رہے تھے سہ پہر کا
 وقت تھا سب اپنے مقام پر بیٹھے ہوئے تھے تیموں کے پردے کاٹھے ہوئے تھے سب صحرا
 کر رہے تھے کہ ایک ابر موسیٰ رنگ ایک طرف سے اٹھا سب نے اس ابر کو دیکھ کر باہم کہا کہ یہ
 کسی ساحر کے آمد کا ہو معلوم ہوتا ہو کہ کوئی ملازم بادشاہ آتا ہو اُدھر خورشید شیر سوار پیر شاہ و ملکہ
 شمشاد زوجہ نے اس ابر کو دیکھ کر کہا کہ معلوم ہوتا ہو کہ کوئی ساحر بردست آتا ہو یہ امر تو ضرور ہو
 کہ ہمارے خیر خواہوں میں سے ہو یہ کہہ رہے تھے کہ وہ ابر قریب صحرا آکر شق ہوا اس ابر کے اندر
 سے دیکھا کہ ایک تخت پیدا ہوا جب وہ تخت قریب پہونچا سب سرداروں و ملازموں و نیز
 سب غریزوں وغیرہ نے پہچانا کہ خود بادشاہ آشر لہٹ لائے ہیں بس سب برائے استقبال اپنے
 اپنے مقام سے چلے ہر ایک نے قدمی ہو سی حاصل کی بادشاہ نے پہلے فرزند و دختر کو گلے سے لگایا
 پیشانی پر بوسہ دیا فراج کی کیفیت دریافت کی انھوں نے عرض کیا کہ آپ کے جان و مال کی ترقی
 کے خواستگار ہیں اور ابھی تک زندہ ہیں خداوند ہم سب کے سر پر آپ کو سلامت رکھے اُسکے
 بعد سب سرداروں سے ملا اور سب کو گلے سے لگایا خلاصہ یہ کہ سیمائے بلند آواز ان سب کو ہمراہ
 لیکر بارگاہ میں آیا و بار آراستہ ہوا ہر ایک اپنے مرتبہ کے موافق بارگاہ میں بیٹھا اب بادشاہ نے
 سب واقعہ اپنی رہائی کا کھل سے آخر تک بیان کیا اور کہا کہ میں نے شکر است طلسم کشا کی اختیار
 کی اور طبع اسلام ہوا تم سب کو لینے آیا ہوں لہذا تم سب کی کیا رائے ہو میری شراکت کرو گے
 اور اپنے آبائی دین کو ترک کرو گے انھوں نے عرض کیا کہ المناس علی دین ملوک ہم جو آپ کا طریقہ اور مذہب ہو

وہی ہم سب نے بھی اختیار کیا اگر حضور نے اپنا دین و مذہب ترک کر کے اور اطاعت اسلام و شراکت
 طلسم کشا اختیار کی تو ہم نے بھی آپ کی پیروی کی اور ہم نے بھی ترک کیا اس مذہب کو اور اطاعت کی دین
 اسلام کی اور طلسم کشا کی سیما کے بلند آواز ان سب سے بہت خوش ہوا اور ان سب کو مطلع اسلام
 کیا وہ از سر صدق مطلع اسلام ہوئے اب سیما کے بلند آواز نے ان سب سے دریافت کیا کہ تم پر بعد
 میرے اسیر ہونے کے کیا گذری کسی نے بیان کیا کہ جب ہم کو یہ معلوم ہوا کہ آپ اسیر ہو گئے اور شنگال
 نے اسیر کر لیا اور خود تخت حکومت پر بیٹھا تو ہم نے خیال کیا کہ اگر ہم بیان قیام کرتے ہیں تو شنگال
 ہم سے بھی اطاعت کو کہہ گا ہم سے نکاح حرامی نہ ہو سکے گی بس ہم بدو ن اُسکے آگاہ ہوئے وہاں سے
 بھاگ پھڑکے ہوئے اور ادھر ادھر اپنے کو پو شیدہ کرنے لگے کوئی بولا کہ ہم پر جب شنگال نے ہمت
 کشد کیا ہم نے اس وقت تو اطاعت کر لی پھر موقع پا کر چل پھڑکے ہوئے ہر ایک نے اپنی حالت بیان
 کی سیما کے بلند آواز نے سب کی تعریف اُسکے بعد سیما کے بلند آواز نے پھر نام لکھ کر جو سردار و اہل لشکر
 باقی رہ گئے تھے اور کوہ و صحرا میں منتشر تھے اور پر اگندہ اُنکو طلب کیا وہ سب بھی نامہ پا کر حاضر خدمت
 ہوئے کیونکہ کسی وقت کے اسیر رہا کرتے اُنکو بھی بادشاہ نے مطلع اسلام کیا باقی اور ساحرون کو
 جو کہ رہ گئے تھے اہل لشکر کے ذریعہ سے طلب کیا وہ ساحر جا کر اور تلاش کر کے اُنکو لائے خلاصہ یہ
 کہ لشکر کثیر سیما کے بلند آواز کے پاس جمع ہو گیا یہ وہ لشکر ہو کہ جس نے شنگال کی اطاعت
 نہ کی تھی اور بہ سبب شنگال کے خوف کے کوہ و صحرا میں پر اگندہ ہو گیا تھا وہ سب جمع ہو گیا اور
 جس لشکر نے نکاح حرامی پر کمر کس کے شنگال کی اطاعت کی تھی وہ طلسم زین رہا آدم بر سر
 مطالب کہ جب سب لشکر جمع ہو گیا بادشاہ نے اس جمع ہونے کے لشکر یہ بین کہ میں اپنے غریزوں اور ملازموں
 و سگانون سے ملا اور رہا ہوا سات شبانہ روز جشن برپا کیا آٹھویں دن وہ جلسہ برخواست ہوا دو
 دن تک سیما کے بلند آواز نے اس صحرا میں اور قیام کیا تیسرے دن حکم دیا کہ تیاری سفر کی جائے
 اور سب تیار ہوں ہم یہاں سے طرف طلسم کشا کے چلنے کے اور اپنے آنکھوں کو نور قدم طلسم کشا سے
 روشن کریں اور ملازمت و قدمبوسی حاصل کریں کیونکہ میں عرض کرایا تھا کہ مع لشکر کے بہت
 جلد حاضر ہونگا مجھ کو لازم ہے کہ اب میں عرصہ نہ کروں صاف تفران میرے منتظر ہونگے یہ حکم دینا تھا کہ اس وقت
 لشکر میں تیاری سفر ہوتے لگی اور سب لشکر تھوڑے عرصہ میں تیار ہو گیا تھے وغیرہ بار کیے گئے

ساحر بازو نمس و بطوطاؤس وغیرہ پر سوار ہوئے جو سردار تھے وہ آئندہ رہا سکا تئیں پر سوار ہوئے بادشاہ
 مع اپنے فرزند و دختر و زوجہ کے تخت پر بیٹھا برگلنارا کر سایہ فگن ہوا اُس سے بارش نعل و یاقوت و گوہر
 لگی ہوئے لگی صحر پر بادشاہ کے پتہ زرین گردش کھانے لگا مچھل بال ہمالی ہوئے لگی بڑے شان و
 شوکت سے سیما کے بلند آواز طرف صا جہن ان کے تین لاکھ ساحران جان باز کو ہمراہ لیکر چلا
 خلاصہ یہ کہ سیما کے بلند آواز مع کل لشکر کے اُس مقام پر پہونچا کہ جہان صا جہن ان فروکش تھے
 یعنی حوالی کوہ بے ستون میں یہاں جو آکر پہونچا تو کسی کو نہ پایا لشکر کا نام و نشان نہ تھا یہ واقعہ
 دیکھ کر یہ بہت حیران ہوا اور سرداروں سے کہہ کہ جب میں تمہارے لینے کو صا جہن ان سے
 رخصت ہو کر طرف صحر اے عجائب کے گیا تھا تو صا جہن ان مع لشکر کے یہاں تشریف فرما تھے
 جبکہ وہاں عرصہ جو ہوا تو نہ معلوم کس طرف تشریف لے گئے ہیں بس کس سے دریافت کروں چہند
 ساحرون سے کہا کہ فطالتش تو کروا کر کوئی مل جائے تو میرے پاس لاؤ شاید اُس سے کچھ حال
 معلوم ہو یہ حکم دے کر لشکر کو حکم دیا کہ اس مقام پر قیام کرو مگر کمر ابھی نہ کھولنا اگر صا جہن ان کا
 حال دریافت ہو گیا تو ہم اُس طرف کو اسی وقت روانہ ہوں گے ان سب نے عرض کیا کہ بہت
 خوب لشکر اسی طور سے کمر بستہ ایک طرف کو صفت باندھ کر کھڑا ہو گیا چند ساحر اُس صحر پر پہونچے
 میں تلاش کرنے لگے راوی بیان کرتا ہے کہ حکیم استقلینوس ایک ساحر پیر کو یہاں چھوڑ گئے تھے
 اور اُس سے کہہ گئے تھے کہ اگر بادشاہ طلسم اس طرف تشہیث لائیں تو اُن سے کہنا کہ صا جہن ان وغیرہ
 مع کل لشکر کے طرف در بند سو سن کے گئے ہیں اور آپ بھی اُسی طرف تشریف لے چلین تم بھی بادشاہ
 کے لشکر کے ہمراہ چلے آنا چنہ وہ ساحر اُسی صحر میں ایک پہاڑی پر مقیم تھا صبح کا وقت تھا
 کسی ضرورت سے پیچھے پہاڑی کے آیا تھا کہ ان ساحرون کی نگاہ اُس پر پڑ گئی یہ ساحر اُس کے
 قریب آئے اور اُس کو مسلمان وضع پایا جو بھی مسلمان تھے پہلے صاحب سلامت کی اسکے بعد
 کہا کہ چلو تم کو ہمارا بادشاہ طلب فرماتا ہے اُس نے جواب دیا کہ میں کسی کا نوکر نہیں ہوں جو چلوں جسکو
 غرض جو میرے پاس خود آئے ہیں اپنے وقت کا خود بادشاہ ہوں اور کون بادشاہ بلاتا ہے انھوں
 نے جواب دیا کہ اگر مرد پیر اس قدر برہم نہ ہوا سنئے کہا کہ برہم کیوں نہ ہوں کس واسطے نہ ہوں میں اپنے مالک
 کے حکم سے یہاں مقیم ہوں میں کسی کا ملازم نہیں ہوں کہ جو کوئی یہاں آئے میں اسلی طلب کے

یہ موجب چلا جاؤں ہاں جبکہ انتظار میں یہاں مقیم ہوں جب وہ آئیں گے اس وقت میں انکی خدمت میں جاؤنگا
 انھوں نے کہا کہ تم کسے انتظار میں ہو وہ کون ہیں اسنے کہا کہ سیماسے بلند آواز بادشاہ طلسم کا منتظر ہیں
 حکم حکیم اسقلینوس یہ جو اُس پیر مرد نے کہا تب ان ساحروں نے جواب دیا کہ ہم بھی تو اُسی بادشاہ کے پاس
 تم کو لیے چلتے ہیں اُسی بادشاہ نے تو یاد کیا ہوا اور طلب کیا ہوا اسنے کہا کہ وہ کہاں ہیں انھوں نے جواب دیا کہ وہ
 سامنے مع لشکر کے تشریف فرما ہیں چلو تو یہ سننا تھا کہ وہ پیر مرد اسنے کہنے لگا کہ اگر بادشاہ طلسم یاد فرماتے ہیں
 تو میں چلتا ہوں اور حاضر ہوں یہ کہہ کر اُنکے ہمراہ ہو لیا وہ اُس ساحر کو اپنے ہمراہ لیکر سیماسے بلند آواز کفایت
 میں آئے اور عرض کیا کہ جب ہم نے بہت تلاش کیا تو یہ پیر مرد ہم کو ملے ہم اُنکو لیکر آئے ہیں بلکہ یہ آپ کے انتظار
 میں یہاں مقیم تھے یہ حکم حکیم اسقلینوس یہ سُنکے سیماسے بلند آواز نے اُس پیر مرد کو اپنے قریب بلا کر
 دریافت کیا کہ صا جعفران مع لشکر کے تشریف لے گئے ہیں اسنے سلام کیا اور اسنے بطور سے بیان کیا
 پہلے اسنے جمال راہدار کا آنا اور خواجہ کا حال بیان کرنا صا جعفران کا قصد کرنا کہ میں بسے لکھ خواجہ جاؤنگا
 حکیم اسقلینوس نے اُنکو بہت منع کیا انھوں نے نہ مانا بوقت شب جمال راہدار کو ہمراہ لیکر طرف در بند
 سوسن کے تشریف لے گئے جب صبح کو حکیم صاحب کو معلوم ہوا وہ بھی مع لشکر کے عقب صا جعفران
 میں روانہ ہوئے مجھ کو یہاں چھوڑ گئے تھے اور کہہ گئے تھے کہ جب بادشاہ تشریف لائیں تو اُنکو اس حال - ہے
 نگاہ کرنا اور کہنا کہ آپ بھی اُسی طرف تشریف لے جائیں تم بھی اُنکے ہمراہ آنا میں یہ واقعہ یہ جو کہ میں نے عرض
 کیا خلاصہ یہ کہ یہ سُنکے سیماسے بلند آواز نے لشکر کو اُسی وقت حکم دیا کہ کل لشکر طرف در بند سوسن کے رو
 ہو یہ حکم دینا تھا کہ اُسی وقت کل لشکر طرف پیکر سے سیماسے بلند آواز کا طرف در بند سوسن کے راہی ہوا اسکو
 بھی راہ میں رکھا جاتا ہوا بسا میں عنان قلم کو طرف حالات مقہور چاد و جو خواجہ عمر کو ہمراہ لیکر طرف سکو
 اعظم کے چلا تھا ہاں کوہ اعظم پر مقہور کا انتظار کر رہے تھے کہ مقہور اپنے بھائی کو لیکر آتا ہوا گا پند ساحر
 مقرر کیے تھے کہ جب مقہور چاد و قریب کوہ اعظم کے پہنچے تو ہم کو فوراً خبر کرنا مادی کوتاہی یہاں کوہ
 اعظم پر اعظم چاد و مع سوسن چاد و خواجہ عمر و کے کہ وہ افغان کر زرن نیزہ باز پہنچے ہوئے تھے قریب
 کوہ اعظم کے پہنچا اور طائر سحر نے جا کر سوسن کو خبر دی کہ آپ کا سپہ سالار مع اپنے بھائی کے آگیا
 ہے یہ سننا تھا کہ سوسن چاد و نے اعظم چاد و سے کہا کہ میرے سپہ سالار کے استقبال کے لیے
 سرداروں کو روانہ فرمائیے کہ وہ اسکو لے آئیں بس اعظم چاد و نے اُسی وقت چند سردار بڑے استقامت

مستور جاو وروانہ کیے سرور بادھوئے چلے اور سے مقصور چلا آنا تھا کہ راہ میں ملاقات ہوئی ایک نے دوسرے کو سلام کیا باہم صاحب سلامت ہوئی صاحب سلامت کے بعد مزاج پڑی ہوئی بس وہ سرور مقصور کو اپنے ہمراہ لیکر مع اس کے نقلی بھائی کے کوہ اعظم پر آئے یہاں دوبار آراستہ تھا سب سرور اعظم جاو کے مع سوسن جاو ورو کے حاضر رہا تھے کہ وہ سرور آکر پہونچے مقصور نے سوسن جاو ورو اعظم جاو ورو کو جھک کر سلام کیا اور مع اس کے بھائی نے بھی مقصور کے بھائی کو دیکھ کر سوسن و اعظم و کل اہل و بار حیران ہوئے مشکل مبارک کو دیکھ کر کیونکہ آج تک اس تن و توش و اس قدر وفات کا کوئی پہلوان ان لوگوں کی نگاہ سے نہیں گذرا تھا ہر ایک دیکھ رہا تھا اور دل میں کہتا تھا کہ یہ انسان کا ہے کو ہر دیو ہر قالب انسان میں سمایا ہوا آلات حرب و ضرب کو جو دیکھتا تھا عجیب کر مانتا تھا گزیر ہر ایک کی نگاہ تھی جب مقصور غریب سلام کر چلے ونگل مرحمت ہوا ایک ونگل پر مقصور اور ایک ونگل پر افغان کر زرن بھیجا افغان کر زرن کی نگاہ بھی سوسن جاو ورو بھی اعظم جاو ورو پر تھی بھی اہل و بار پر سب اپنے اپنے مقام پر ٹھہر چکے اسوقت مقصور جاو ورو سے سوسن جاو ورو نے کہا کہ تم نے بڑا غضب کیا کہ غفلت کی خواہجہ عمر و بانع سے نکل گئے اسکا نکل جانا بڑی خرابی کی بات ہو کیونکہ وہ ضرور کوئی نہ کوئی آفت برپا کرے گا مقصور نے عرض کیا کہ کیل عرض کروں کہ کسی خطا و غفلت مجھ سے سرزد ہوئی یہ بھائی صاحب کے آنے کی وجہ سے ہوئی ورنہ بھی نہ ہوتی میں نے تو ایسا بندوبست کیا تھا کہ اندر بانع کے ہوا کا جانا یا بانع سے باہر آنا محال تھا یہ جو کثرت لائے لائے سے یہ غفلت ہوئی میں خطا وار ضرور ہوں میرا قصور ہوا فرمایا جاو ورو سوسن نے کہا کہ میں نے خطا تمھاری قبل ہی سے معاف کر دی تھی اور اب بھی معاف کی مگر ایسی غفلت تم کو زربانہ تھی مقصور نے کہا کہ انسان سے خطا ہوتی ہر اب ایسا قصور کسی وقت میں نہ ہو گا سوسن نے کہا کہ خیر ہاں یہ بتاؤ کہ یہ جو پہلوان وضع تمھارے ہمراہ ہیں یہی تمھارے بھائی ہیں مقصور نے کہا کہ جی ہاں یہی بھائی صاحب ہیں یہ بہت دنوں سے علیل تھے جنب سخت بیمار تھے اب تو فضل خداوند سے اچھے ہو گئے ہیں صرف اختلاج کی شکایت تھی سو وہ یہاں آنے سے دفع ہو گئی ورنہ ایسے علیل تھے کہ کوئی توقع زندگی کی نہ تھی اب تو یہ آدھے بھی نہیں رہے ہیں قبل میں اگر آپ انکو ملاحظہ فرماتیں تو آپ کو معلوم ہو گا کہ ہاں پہلوان ہیں اس علالت نے ان کو بہت لاغر کر دیا ہر دورہ ان کے مقابلہ سے ہر ایک کو خوف آتا تھا ہر ایک ڈر مانتا تھا سوسن نے کہا کہ یہ

بہت قریب تھے عرض کیا کہ جی ہاں میں نے عرض نہیں کیا کہ اب نصف بدن انکار دیا گیا ہوا سقدہ بہ
 لاغر ہوئے ہیں یہ حکم سننے پر ایک اہل ذرا اور حیران ہوا کہ خداوندان کے شر و فساد سے بچائے جب
 لاغری میں یہ تن و توش ہو تو جب یہ قریب ہونگے تو انکا کیا حال ہوگا اور ہر ایک یہ اپنے دل میں خیال کر رہا
 تھا اور سوسن نے مقہور سے کہا کہ اور کبھی یہ تمہارے پاس نہیں آئے نہ تم انکے پاس گئے نہ تم نے انکا
 ذکر کیا کہ ہم کو بھی معلوم ہوتا کہ تمہارے بھائی ہیں اور تم سے بڑے ہیں مقہور نے کہا کہ اسکا سبب یہ
 تھا کہ میں نے جو ذکر کیا تھا کہ انکو ہمیشہ ساحرون سے نفرت رہی اور ساحری سے پہلووانی اور فنون سپہ
 گری کا شوق رہا اسکی یہ کثرت کرتے رہے اور ہمیشہ ایک مقام پر انکا قیام نہیں ہوا جو یہ میرے پاس
 آتے یا میں انکے پاس جاتا جہاں انھوں نے سنا کہ فلان مقام پر پہلووان زبردست اور فنون سپہ گری
 سے خوب آگاہ ہے وہاں پہونچے اور انھوں نے اس سے فنون سپہ گری حاصل کیا بعد ازاں جس مقام پر
 سنا اس مقام پر گئے ہمیشہ سفر میں رہے ان کاموں سے انکو خست نہ ملی جو یہ میرے پاس آتے
 نہ انکے قیام کی کسی مقام پر پورے طور سے صورت تھی جو میں جاتا آپ سے ذکر نہ کرنے کا یہ سبب تھا
 کہ یہ پہلووان تھے میں نے خیال کیا کہ انکا ذکر کیا کروں کر کے کیونکہ جب یہ ساحر نہیں ہیں اور انکو
 ساحرون سے نفرت ہو تو یہ بالکل آپ لوگوں کی نگاہ میں حقیر ہونگے انکی کوئی وقعت نہوگی میں نے
 ذکر کیا اور ملکہ نے طلب کیا انکی تو عادت ہو کہ یہ ساحرون کو برا بھلا کہتے ہیں انھوں نے برا کہا تو بڑی
 خرابی ہوئی مجکو ملکہ کے رو برو خفت حاصل ہوئی بس ایسے شخص کا نہ آنا اور ذکر نہ کرنا میں بہتر سمجھا
 اب یہ خود میرے پاس تشریف لائے اور انھوں نے فرمایا کہ مجکو ملکہ سے چھو عرض کرنا ہوا اور ضروری عرض
 کرنا ہو میں نے آپکو نامہ لکھا آپ نے طلب فرمایا میں اپنے ہمراہ لیکر حاضر ہوا اب ان سے دریافت
 فرمائیے کہ کیا عرض کرنا ہے آپ بھی موجود ہیں اور یہ بھی ملکہ نے کہا کہ انکا نام کیا ہے مقہور نے کہا کہ انکو
 افغان گرز زن کہتے ہیں ہاں اسقدہ تو انھوں نے مجھ سے ضرور کہا تھا کہ میرا قصد یہ ہے کہ میں قمرہ
 سے مقابلہ کروں میں نے قمرہ کے زور و طاقت کی بہت شہرت سنی ہے میرا جی چاہتا ہے کہ ان سے
 مقابلہ کروں باقی اور مجکو نہیں معلوم کہ یہ کیا آپ سے عرض کریں گے یہ کہہ مقہور خاموش ہو رہا اب
 سوسن مقہور کی طرف سے پلٹی اور افغان گرز زن کی طرف متوجہ ہوئی اور کہا کہ مقہور آپ کا
 بھائی ہے آپ نے ایک بد مزاجی کے ساتھ جواب دیا کہ ہاں بھائی تو ہے مگر نالایق ہے اسنے اپنے باپ دادا

کے نام کو ساحری حاصل کر کے برباد کیا ہمارے خاندان میں ہمیشہ سے سپہ گری چلی آتی ہو اور ہم سب سپاہی
تھے یہ ایسا نالایق نکلا کہ اسنے اسکو ترک کیا اور ساحری جو کہ ایک ذلیل کام ہوا اسکو اختیار کیا میں نے
جو اس سے بیکتر کیا تو اسی غرض سے ترک کیا کہ اسکے ملنے میں میری کم غرتی ہو اور باعث کسر شان ہو
کیونکہ ساحر ہمیشہ کم وقعت اور بے آبرو خیال کیے جاتے ہیں کوئی انکی غرت و توقیر نہیں کرتا ہونگا ہون
میں ہر ایک کے حقیر ہوتے ہیں مقہور تے اسی علم کو حاصل کیا پھر میں کس طور سے مقہور سے ملتا یا
ملوں اسی سبب سے نہ میں بھی اسکے پاس آیا نہ اسکو اپنے پاس بلایا اور یہی باعث ہو کہ اسنے
جو آپ سے کبھی میرا ذکر نہیں کیا کیونکہ اسکے نزدیک سپہ گری ایک ذلیل پیشہ ہو اور یہ کہتا ہو کہ ساحر کو ہر طرح کا
اختیار ہو جو چاہے وہ بدیعہ سحر کے اپنے لیے شان و شوکت پیدا کرے تلود و تلود آدمی اسکے پاس ہر وقت
برائے خدمت موجود رہ سکتے ہیں ہر طرح کی دولت و ثروت ہم کر سکتا ہو چاہے تو تمام عالم پر قبضہ
کرے ساحر کسی کا کبھی محتاج نہیں ہوتا ہو برخلاف اور پیشہ والوں کے کہ جب تک انکی کوئی خواہش نہ
کرے وہ محتاج و مفلس رہتے ہیں میں یہ کہتا ہوں کہ پہلوان کی ہر ایک قدر و منزلت کرتا ہو اپنے برابر
جگہ دیتا ہو برخلاف ساحر کے کہ اسکی وقعت اور غرت ساحر بھی کرے گا غیر ساحر بھی غرت نہ کرے گا بلکہ
محبت سے پرہیز کرے گا اور پہلوان کی ہر ایک ساحر و غیر ساحر عزت کو تا ہو ساحری کو حاصل کر کے
اپنے خاندان کا نام ڈبو دیا میں نے بہت بہت اسکو بند و نصیحت کی مگر اسنے کسی طور سے نہ سنا میرے
کشمیر پر عمل نہ کیا آخر کو میں نے عاجز ہو کر اسکو گھر سے نکال دیا اسنے یہاں آکر آپ کی ملازمت کی گو خداوندوں نے
ہر طرح کا راحت و آرام اپنے فضل و کرم سے مرحمت فرمایا ہر کسی شوق کی حاجت نہیں ہو ہم کو نوکری کی کوئی
ضرورت نہ تھی نہ ہر بلکہ سوچا اس آدمی خود ہمارے نوکر ہیں یا یہ کیوں ملازمت کرتے آج تک میں نے کسی
کی ملازمت نہ کی بلکہ اپنا روپیہ صرف کر کے فنون سپہ گری حاصل کیے یہ سبب الہی کے طہر سے نکلا ہر ایک
کی خوشامد کرنے لگا نوکری کر لی بہر طور میری کمی غرت کا سبب تھا اور اس سے ملنے میں مگر یہ جو اس وقت
میں یہاں حاضر ہوا ہوں تو دو سبب ہیں ایک تو مجھ کو حکیموں نے بتایا کہ تم کو وہ صحرائی سیر کرو تا کہ تمھارا دل
تہلے اور یہ اختلاج دفع ہو دوسرے مجھ کو اپنا نام روشن کرنا اور سب پر ظاہر کرنا تھا کہ افغان بے سار ہوں
پہلوان ہو اور اپنی طاقت و قوت سب کو دکھانا ہو تاکہ لوگ میری غرت کریں اور انکی نکاہوں میں
میں صاحب زور و طاقت معلوم ہوں اور خیال کریں اور یہ جو میں نے لاکھوں روپیہ صرف کر کے ایک فن کو چھ

حاصل کیا ہوا سکا کچھ تو ظہور ہو رہا ہیں نے اپنے دل میں خیال کر کے خیال کیا کہ یہ کیونکر ہو گا اور کس طور سے
میرا نام ہو گا فوراً دل نے کہا کہ تو حمزہ سے مقابلہ کر کیونکہ اس وقت حمزہ کے زور و طاقت و قوت کے ہفت
اقلم میں سے پڑے ہوئے ہیں اور شجاعت کے جھنڈے گرٹے ہوئے ہیں حمزہ نے تمام سرکشان عالم کو
پست کر کے نام پیدا کیا ہو کوئی بہادر ایسا نہیں ہے کہ جسکو حمزہ نے نذر پر کیا ہو پس اگر تو نے حمزہ کو زیر کر لیا
تو اسے زیادہ تیرا نام ہو گا اور وہ کل پہلوان اور سردار کہ جسکو حمزہ نے زیر کر کے اُسکے کانوں میں اپنی طاقت
کے حلقہ ڈالے ہیں اور وہ مطیع حمزہ ہیں وہ سب ہمارے مطیع ہو گئے یہ تو دل نے کہا اس وقت سے
اسی امر کی فکر پیدا ہوئی کہ کسی طور سے حمزہ سے مقابلہ کروں چنانچہ اسی فکر میں مبتلا تھا کہ میں نے سنا کہ
حمزہ نے آکر کوہ بے سنتوں کو برباد کیا اور بے سنتوں کو قتل کیا اور اب اُس نے قصد کیا ہے کہ جا کر دُر
سوسن کو فتح کروں اور لوح طلسم حاصل کر کے طلسم کو فتح کروں اور یہ بھی سنا گیا ہے کہ یہی طلسم کشا ہے چند
ساکنان طلسم ور کن طلسم و ملازمان لشکر کال شریک طلسم کشا ہو گئے ہیں بس میں نے خیال کیا کہ میں بھی
ور بند سوسن کو چلون اور وہاں پہونچ کر ملکہ سے ملوں اور یہ ملکہ سے کہوں کہ آپ میرے مقابلہ کا تماشہ
ملاحظہ کریں کہ میں کیونکر طلسم کشا کو زیر کرتا ہوں اور اسیر کر کے آپ کے سپرد کرتا ہوں اور طلسم کو فتح ہونے
سے پچا ہوں دوسرا میرا سبب یہ ہوا دھڑانے کا ایک تو براے سیر آیا ہوں دوسرے طلسم کشا سے
مقابلہ کرنے کو یہی امر مجھے آپ سے کہنا تھا لہذا میری یہ عرض ہو کہ جب طلسم کشا میں طرفت گوائے پہلے پر
اُسکے مقابلہ ہوا اگر میں اُسکو زیر کروں تو فیروزہ نہ ہمارا میرے آپ کو اختیار ہو جس طور سے چاہے مقابلہ فرما جائے مگر
ہاں جب میرے اُسکے مقابلہ ہوا اس وقت سحر و ساحری کا بالکل دخل نہ ہوا اور کوئی کام نہیں ہے وہاں لشکر
ساحران ایک طرف کو صف آرا ہو میرے مقابلہ کا تماشہ دیکھے اور حضور بھی ملاحظہ کریں اگر یہ امر آپ کو
منظور ہو تو مجھ سے اقرار فرمائیے بلکہ ایک پرچہ قرطاس پر تحریر فرمادیجیے تاکہ مجھ کو اطمینان ہو جائے اگر یہ
منظور نہ ہو مجھ کو اب صاف فرماتے ہو میں اپنے مقام کی طرف جاؤں یہاں نہ ٹھہروں کوئی اور صورت
حمزہ سے مقابلہ کی پیدا کروں مگر یہ خیال فرمائیجیے کہ ساحری حمزہ کے زور و قوت سے حقیقت ہے کہ وہ ساحر کو
نشل سگ و خوک کے قتل کرتا ہے اور ساحر حمزہ کا کچھ نہیں بنا سکتا ہے میرے اُسکے برابر سے مقابلہ ہو گا
کیونکہ وہ بھی غیر ساحر ہیں خوب فنون سپہ گری و طاقت کی آزمائش ہوگی جس کو خداوند متعال دین میں اس امر
کا تو ضرور اقبال کرتا ہوں کہ میں حمزہ کو زیر کر لوں گا اور کسی حربہ کی تو بہت بھی آزمائی ایک ضرب کر رہا ہوں وہ

یہ ہوش ہو کر گر پڑے گا میرے گزری کی ضرب کی تاب نہ لاسکے گا اسکے لنگر کو نہ اٹھاسکے گا لگرا ایک اور شہر طہر
 وہ بھی سماعت فرمایا لیجیے وہ یہ کہ جب بین حمزہ کو ضرب آگے سے پست کروں اور وہ خاک پر گرے اسوقت
 آپ اور اعظم جادو خود حمزہ کے قریب تشریف لجا بین اور اسیر کر لیں کیونکہ حمزہ ایسے واپسے ساحر سے
 اسیر نہ ہو گا گو وہاں سحر کا کوئی کام نہ ہو گا مگر چہر بھی زبردست اور صاحب لیاقت و صاحب حکومت
 کا جانا اور ایسے زبردست کو اسیر کرنا زیادہ بین خود باندہ لیٹا مگر مجھ کو شرم آئیگی کہ میں کیا ایسے شخص کو
 باندھوں جو کہ میرے ایک ضرب کی تاب نہ لاسکا جب بین گزرا گا کہ ہٹو نکا آپ سے پکار کر کہہ دو چکا
 کہ تشریف لائیے اور حمزہ کو باندھ لیجیے پس آپ دونوں صاحب جا کر باندھ لیجیے گا یہ جو افغان نے کہا
 سوسن نے اعظم کی طرف دیکھا اور اشارہ سے کہا کہ آئیگی کیا راسے ہر اعظم نے سوسن کا اشارہ پا کر
 افغان کو جواب دیا کہ ہم نے یہ آئیگی دونوں خواہشیں قبول کیں ہمارا کوئی نقصان نہیں ہے سب سے مقابلہ
 کرنے میں بلکہ نفع ہے کہ ہمارے اہل لشکر نہ ہلاک ہونگے نہ حمزہ کے دونوں طرف کے اہل لشکر کشت
 خون سے محفوظ رہیں گے اور ہم دونوں حریف بے گناہوں کے خون سے بری رہیں گے ہمارا خاص منشا یہ ہے
 کہ ہم حمزہ یعنی طلسم کشا کو اسیر کر لیں اور طلسم فتح ہونے سے بچے وہ منشا ہمارا آپ کے مقابلہ سے حاصل
 ہو جائے گا ہاں اسوقت خدا بخواستہ جبکہ آپ حمزہ کو نہ زیر کر سکیں گے اور خود زیر ہو جائیں گے اسوقت
 ہم ضرور سحر کریں گے اور بذریعہ سحر کے حمزہ سے مقابلہ کریں گے جسوقت تک کتاب سے اور حمزہ سے مقابلہ
 ہو گا اور فیصلہ نہ ہو گا اسوقت تک کوئی سحر نہ کریں گے اور یہ جو کہا کہ جب بین حمزہ کو گزرے پست کروں آپ
 دونوں صاحب جا کر حمزہ کو باندھ لیں یہ بھی ہم کو قبول ہے کیونکہ جب آپ ہمارے لیے اتنی بڑی رحمت
 گوارا کریں گے کہ حمزہ کو مقابلہ کر کے پست کریں گے تو کیا ہم سے یہ بھی ہو سکے گا کہ ہم کو باندھ لیں اگر
 ہم مقابلہ کریں اور حمزہ پر غالب آئیں تو کیا ہم اسوقت یہ خیال کریں گے کہ کوئی دوسرا اگر حمزہ کو باندھ
 لے آپ کا حق بجانب ہو گا کما س قدر لنگر دار گزر کا وار بھیجے گا اسوقت آپ بین یہ طاقت کہان
 ہوگی کہ اس کام کو بھیجے جو اس تو درست نہ ہونگے نہیں ہم ضرور بموجب آپ کے کہنے کے عمل کریں گے
 کیونکہ یہ احسان آپ کا ہم پر ہو گا اگر طلسم کشا اسیر ہو جائے گا افغان نے جواب دیا کہ بہتر نہیں اسی طور
 سے ایک پرچہ پر تحریر کر دیجیے اس امر کا خیال رہے کہ یہ احسان میرا صرف آپ کو کوئی نہیں ہوتا ہے
 بلکہ تمام ساکنان طلسم و نیز بادشاہ طلسم پر ہوتا ہے بین آپ سے سچ عرض کرتا ہوں کہ اگر تمام عالم

اے ساحر جمع ہو کر اس امر کی کوشش کریں کہ ہم حمزہ کو اسیر کر لیں اور طلسم کو بچا لیں یہ غیر ممکن ہے حمزہ سے کوئی ٹہری نہیں سکتا ہو کسی ساحر کا سو حمزہ پر اثر نہیں کر سکتا ہے جبکہ یہ امر ہے تو بیکار ہے ہاں جو میں مقابلہ کرونگا یہ مقابلہ قوت و طاقت کا ہے جو قوی ہو گا وہ ہریر کرے گا اس صورت سے تو حمزہ زہر ہو سکتا ہے سو سے تو نہیں کوئی اس پر غالب آسکتا ہے دوسرے میرا یہی منشا ہے کہ کیوں اہل لشکر و دونوں طرف کے ہلاک ہوں بیکار کو ہزاروں جانیں تلف ہوں اگر اسی طور سے یہ لڑائی سر ہو جائے تو کیا نقصان ہے جیسا کہ ابھی آپ نے فرمایا آعظم جادو نے جواب دیا کہ آپ کا خیال بہت درست ہے ہم کو قبول ہے اور ہم پسند کرتے ہیں بلکہ آپ کی خواہش کے موافق تحریر بھی کیے دیتے ہیں یہ کہہ کر اوپر پرچہ کاغذ اٹھا کر جو چھافغان نے کہا لکھ دیا اسپر اپنے دستخط اور سوسن کے بلکہ کل اہل دربار کے کر دیے اور ایک مکان پر اسے قیام افغان گرز زن بہت پاکیزہ مقرر کیا اور چند خادم و خدمتگار سوسن نے کہا یہ تو بتائیے کہ حمزہ ادھر کیوں آنے لگا اگر وہ آئے گا تو در بند سوسن پر آئے گا یہاں اُس کا کیا کام ہے ہاں جب لوح حاصل کر لیا اُس وقت اس طرف کو در بند آعظم کے فتح کرنے کو آئے گا ابھی اُس کا یہاں کیا کام ہے یہاں آپ کا قیام کرنا بیکار ہے جو بھائی صاحب آپ بھی در بند سوسن پر چلین اور افغان گرز زن بھی افغان گرز زن نے جواب دیا کہ جب حمزہ در بند سوسن پر آ بیگا اور اُس کو معلوم ہو گا کہ سوسن جادو نہیں ہے وہ در بند آعظم کو گئی ہو پس وہ ضرور در بند سوسن کو ترک کر کے ادھر کو آ بیگا کیونکہ جب تک اسے مقابلہ نہ کر بیگا اور ان کو زہر نہ کر بیگا تو لوح اُس کو کیونکر ملے گی اور در بند کیونکر فتح ہو گا پس جب یہاں آئے گا اُس سے مقابلہ کیا جائے گا آعظم نے کہا کہ آپ کی رائے بہت ٹھیک ہے اسی مقام پر قیام کرنا بہتر ہے سوسن نے کہا کہ بہتر افغان کے لیے جو مکان مقرر ہوا تھا افغان دربار سے اٹھ کر مع مقمور جادو کے اس مکان میں آیا آعظم نے کہا یہاں افغان سے کہ جب تک آپ یہاں ہیں میرے مہمان ہیں میرے اوپر ہر باتی فرما کے جو نان و نمک مجھ کو نصیب ہے وہ نوش فرمائیے افغان نے کہا کہ بہت خوب کو جو کچھ میرے پاس ہے وہ بھی آپ ہی کا ہے اگر میں اپنے پاس سے کھاتا تو وہ کس کا تھا آپ ہی کا تھا اگر آپ کو یہ منظور ہے تو مجھ کو بھی بسر و چشم قبول ہے یہ کہہ کر اوپر اٹھ کر اس مکان میں چلا آئے جب یہ چلا گیا آعظم نے سوسن سے کہا کہ تم ہو بیوقوف اس وقت ہم مقابلہ سے بچتے ہیں ہمارے اہل لشکر ہلاکت سے بچتے ہیں اپنی بلا دوسرے کے سر جاتی ہے بدون درد و سر طلسم کشا ہوا تھا آیا جاتا ہے جو ہمارا منشا ہے وہ حاصل ہوتا ہے ہم کیوں

انکار کر کے میرا دل کو اہی دیتا ہوں کہ یہ حمزہ کو زیر کرے گا سوسن نے کہا کہ میں کیا بیکے خلاف عرض کرتی ہوں
 میری بھی تو یہی خواہش اور یہی خوشی ہے کہ کسی طور سے حمزہ اسیر ہو جائے اعظم نے کہا کہ یہ امر ہو جائے گا
 اطمینان رکھو نہ تمہارے اہل لشکر سے کوئی ہلاک ہو گا نہ میرے اور حمزہ اسیر ہو جائے گا سوسن نے کہا
 بہت خوب اعظم نے دربار برخواست کیا سب سردار اپنے اپنے مقام پر آئے مگر ہر ایک کی زبان پر افغان
 گرز زن کی تعریف تھی اور ہر ایک یہ کہہ رہا تھا کہ ہم نے آج تک ایسا جوان فدا اور صاحب تن و ثواب
 نہیں دیکھا جیسا افغان گرز زن ہوا اور اعظم نے دونوں وقت کا کھانا مقرر کیا پچاس خوان دونوں وقت
 جانے لگے راوی بیان کرتا ہے کہ افغان گرز زن بہان کوہ اعظم پر اعظم جاوے کے مہمان بنے اور حمزہ
 صاحب قرآن کا انتظار کر رہے ہیں کیونکہ خواجہ نے یہ خیال کر لیا تھا کہ میں کہ جب مجھ کو عرض ہو گا اور میں بخاؤنگا تو صاحب قرآن
 ضرور تیار ہو کر ہاں سے چل پڑے گا پہلے در بند سوسن پر آئینے جب یہ معلوم ہو گا کہ سوسن جادو در بند سوسن کو چھوڑ کر
 بہت بڑا غم و ملال در بند اعظم کے اپنے بھائی کے پاس چلی گئی۔ ہر اور وہاں ہر صاحب قرآن ادھر کو آئینے
 اتنے میں مقابلہ کرونگا اسی خیال سے بہان مقیم ہیں اور یہی کلمہ خواجہ نے اعظم و سوسن سے کہا
 بھی تھا خواجہ تو بہان مقیم ہیں ہر روز وقت صبح کھٹہ دو کھٹہ کے لیے اعظم کے دربار میں آتے ہیں
 اور کہتے ہیں کہ آپ لوگ ملاحظہ کریں کہ میں کیونکر حمزہ کو زیر کرتا ہوں راوی کہتا ہے کہ خواجہ ایسے چرب
 زبان اور شیریں کلام اور فصیح ہیں کہ انھوں نے اپنی طرف اعظم کو بہ سبب چرب زبانی اور شیریں
 کلامی لے کر لیا ہے اور اعظم جادو انکا بہت معتقد اور دوست ہو گیا ہر دل میں یہ اپنے خیال کرتا ہے
 کہ اگر افغان نے حمزہ کو زیر کر لیا تو میں جہاں تک ہو گا اُسکو اپنا ملازم کر لوں گا جانے نہ دوں گا جو یہ ماہوار
 مانگے گا دوں گا کیونکہ ایسے پہلوان اور ایسے جوان ممکن نہیں ہوتے ہیں بلکہ اسکے ذریعہ سے تمام دنیا
 پر قبضہ ہو جائے گا حمزہ کے زیر ہونے سے کل لشکر حمزہ و کل سردار حمزہ اطاعت کریں گے لشکر کثیر
 ہو گا جہاں جہاں حمزہ کی حکومت ہو گی وہ بدون مقابلہ قبضہ میں آجائے گی باقی رہے اور ملک
 وہ اسکے ذریعہ سے قبضہ میں آجائیں گے جب یہ میری ملازمت کو قبول کر لیا گا اُسوقت ملک گیری پر
 مہربان نہ ہوں گا اور ملک گیری کے تمام عالم پر قبضہ کر لوں گا میری حکومت دور دور ہو جائیگی اس
 ایسا پہلوان اور مجھ ایسا صاحب دوں ملک کو شش کریں گے تو تمام عالم میں میری ہی حکومت
 ہو گی اور میری شجاعت و بہادری کے سکے پڑیں گے عجب نہیں کہ میں طلسم پر بھی قبضہ پا جاؤں گا

اعظم جادو ایسا ہے خیال کرتا ہو اور افغان گرز زن کی محبت و الفت اسکے دل میں پیدا ہوتی جاتی
 ہو اور سوسن کے بھی دل میں راوی افغان کو تو یہاں قیوم رکھتا ہوا اب حال صاحبقران کا بیان کرتا ہو
 کہ صاحبقران جمال راہدار کو ہمراہ لیے ہوئے چلے آتے ہیں طرہ در بند سوسن کے اتفاق سے صاحبقران
 کا گزر اس مقام پر ہوا کہ جہاں ملکہ برجیس آفتاب منظر کا باغ ہوا اور ملکہ فراق صاحبقران میں
 شب و روز تڑپا کرتی ہو کیونکہ یہ جب برائے ملک بے ستون جادو کو لے گئے تھے تو اسی مقام پر یہ
 صاحبقران کہہ دیکھ کر عاشق ہوئی اس سوداے عشق میں بے ستون جادو سے اپنی علالت کا بہانہ
 لے کے اپنے مقام پر چلی آئی تھی گو بے ستون خود اس پر عاشق تھا مگر کیا کرے اظہار عشق نہ کر سکتا
 تھا ملکہ کے وصل کی آرزو دل میں لیکر دنیا سے طرفہ منہم کے گیا خبر اس سے تو کچھ غرض نہیں بلکہ
 بھانجی ہر شنکال کی یہ تحریر کر چکا ہوں جلد اول میں یہ اس خیال سے اپنے مقام پر چلی آئی تھی کہ
 وہاں پہونچ کر اپنے دل کو بہلاؤنگی اس وقت تک کہ جو وقت طلسم کشا طلسم کو فتح کرے اگر طلسم کشا نے
 طلسم کو فتح کر لیا تو اس وقت اسکی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا بدعا کے دل ظاہر کرونگی یا شنکال نے
 طلسم کشا کو اسیر کر لیا تو اس وقت میں طلسم کشا کی ملک کرونگی اور طلسم کشا کو قید شنکال سے
 رہائی دے کر بیرون طلسم نکل جاؤنگی اور اپنا اظہار عشق کرونگی یقین ہو کہ اس احسان کے عیوض میں
 وہ مجاہد قبول کرے اور مجاہد اپنے وصل سے شاد کام کرے بس یہ ایسے ایسے خیال اپنے باغ میں بیٹھی ہوئی
 دل بہت کیا کرتی تھی اور اس فراق میں جلا کرتی تھی دن بدن اسکی حالت خراب ہوتی جاتی تھی آثار
 عشق چہرے پر ظاہر ہوتے جاتے تھے اسے چند ساحر مقرر کیے تھے کہ جو اسکو ہر وقت حال اس
 صاحبقران کی خبر دیا کرتے تھے طائرون نے اس سے کل واقعہ بر باد کی کوہ بے ستون و قتل
 بے ستون جادو کا بیان کیا یہ سُنکے بہت خوش ہوئی اب اسکو زیادہ مہرا مید یہ ہو کہ ضرور طلسم کشا
 طلسم کو فتح و بر باد کرے گا یہ اتفاق سے بالائے کوہ بیٹھی ہوئی صحرائی سیر کر رہی تھی دل بہلا رہی تھی مگر
 تصویر خیالی صاحبقران کی اسکے روبرو موجود تھی یہ اس سے باتیں کر رہی تھی صاحبقران کا تصور
 بندھا ہوا تھا کہ یکایک طائرون سحر نے آکر اسکو خبر دی کہ اے ملکہ آگاہ ہو کہ طلسم کشا مع جمال راہدار
 کے یکہ و تنہا برائے بر باد کی در بند سوسن چلا تھا اتفاق سے اس جنگل میں اسکا گذر ہوا ہر فلان
 درخت کے سایہ میں کھڑا ہوا اپنا پسینہ خشک کر رہا ہوا اسکا قصد یہ کہ یکہ و تنہا جا کر در بند

سوسن کو فتح کروں اس کا عیار عمر و برائے خیر در بند سوسن کیا تھا اس کو سوسن جادو سے اسیر کر لیا ہو
 اس کی رہائی اور درجہ کی بربادی کی فکر میں چلا ہوا یہ سننا تھا کہ ملکہ بیکراہ ہوئی دل میں کہنے لگی کہ ہو گا بھی یہی
 نہ کہ لوگ نام ہذا نام کرینگے کریں دل پر کسی کا اختیار نہیں ہر بڑے بڑے بادشاہوں کی بیٹیاں اس دل کے
 ہاتھوں نکل گئیں ہیں تو میں کیا ہوں ملکہ حبیبہ الماس پوش ملکہ بران شمشیرن کہ ان کے باپ
 بڑے بڑے طلسموں کے بادشاہ تھے بلکہ خداوند طلسم کہلاتے تھے یہ جب عاشق ہو کر شریک طلسم کش
 ہو گئیں اور انھوں نے شراکت کر کے طلسم کو بر باد کرایا تو میں کیا چیز ہوں اب وقت بیٹھے رہنے کا نہیں
 ہو بلکہ ملک طلسم کشا کا ہر کسی کا اب پاس و لحاظ نہ کرو ہو گانگ و ناموس خواہ ہر نامی ہو خواہ نیکتا
 اپنے دل کی مطابعت کرو کیونکہ اب تم سے فراق کی تکلیف اٹھ نہیں سکتی ہوا اگر اس وقت میں ملک
 کرو گی تو ضرور طلسم کشا کو خیال ہو گا اس کو بھی تم سے ایک قسم کی الفت ہو گی دوسرے لوگ جب یہ
 سنیں گے کہ ملکہ بر جیس طلسم کشا پر عاشق ہو اور طلسم کشا اس کی طرف سے در بند سوسن کو یکہ و تنہا لے
 اور اس نے طلسم کشا کی ملک نہ کی یہ کیسی عاشق تھی اور کیسا عشق تھا کہ معشوق پر تو وقت پڑا اور
 عاشق نے خبر نہ لی یہ بالکل خلاف ہو عشق و عاشقی کے اب جو کچھ ہو وہ ہو ہم کو طلسم کشا کی ملک و مدد
 و شراکت واجب و لازم ہو یہ اسنے دل سے بائیں کر کے اپنے باخ میں آئی اپنے وزیر راوی کو بلایا اور اس سے
 کہا کہ اب مجھ میں تاب صبر رہتی نہیں ہر نہ مجھ سے صبر ہو سکتا ہر نہ دل میں قوت ہر مدد فراق سے
 اٹھانے کی نہ قلب میں طاقت ہو کہ بار خیم کو اٹھاؤں اور اب میری یہ نوبت ہو کہ میں قریب ہلاکت
 ہوں اگر تم کوئی صورت وصال پار کی نہ نکالو گی تو میں اپنے کو ہلاک کرونگی اور ریزہ الماس سے پنی جان
 وونگی سو وہ الماس بھانک وونگی وزیر راوی نے بلا میں لیکر عرض کیا کہ آپ کے دشمن جان دین آپ کے
 مدد ہی اپنے کو ہلاک کریں یہ کنیز آپ پر سے صدقہ ہو کر مر جائے آپ کی لا بلا لیکر دنیا سے جائے آپ کیون اس قدر
 بیکراہ ہوتی ہیں اور یہ صبر میں حاضر ہوں جو تدبیر فرمائیے میں سر آنکھوں سے بجا لاؤں اگر حکم ہو تو میں
 طلسم کشا کو جا کر اٹھا لاؤں وراپ کے پہلو میں بٹھا دوں مگر ملکہ صرت اس قدر خیال ہو کہ ننگ و عار ہو بلکہ
 نے جواب دیا کہ میں اس کو خیال کروں یا اپنے دل کی اطاعت کروں وہ تو قابو سے نکلا جائے ہر کسی پہا و قرار نہیں
 دیتا جو سوا سے وصل کے کوئی دوسری تدبیر نہیں ہو وزیر راوی نے عرض کیا کہ پھر تشریف لے چلیے میں
 آپ کی وکالت کرونگی اور طلسم کشا کو راضی کرونگی اس امر میں کم و تعفی ہو مگر ہو کیا کیا جائے ملکہ نے کہا

کہ اچھا جو ہم تدبیر بتائیں وہ کروڑیڑادی نے عرض کیا کہ ارشاد ہو ملک نے کہا کہ ابھی ابھی طائران سحر نے آکر
 مجھ کو خبر دی ہو کہ طلسم کشا ایک و تنہا سو اسے ایک جمال راہدار کے جو کہ ملازم تھا سو سن کا وہ کسی تدبیر سے
 طلسم کشا کا شہر یک ہو گیا ہوا اور کوئی ہمراہ نہیں ہوا اسکو ہمراہ لیے ہوئے طرقت در بند سو سن کے جاتا ہوا ہوا
 بر باد دی در بند سو سن یہ وقت ملک ہوا اگر اسوقت میں اسکی کمک کیجیگی تو اسکو بہت بڑا خیال ہو گا
 لہذا وہ اودھ کو آیا ہوا فلان مقام پر رہتا یہ درخت کھڑا ہوا ہوا تو کسی تدبیر سے طلسم کشا کو یہاں لے آ اور اسکو
 میرا حرم کر پھر بھیجا جائیگا یہ خبر طائران سحر نے دی ہوا میرا دی نے جواب دیا کہ آپ مطمئن رہیے میں ابھی
 جاتی ہوں اور طلسم کشا کو لاتی ہوں یہ کہ کروڑیڑادی تخت پر سوار ہوئی اور سحر کر کے چلی یہاں ملک نے یہ خیال
 کر کے کہ وہ میرا دی ضرور طلسم کشا کو لائیگی لہذا معشوق آتا ہوا کچھ بنا کر دتا کہ اسکی نکاح ہون میں ابھی معلوم ہو
 باغ کو آراستہ کرو یہ سوچ کر ملک نے اسی وقت تیاری باغ کا حکم دیا کارپردازان سحر کار سے دم بھر میں باغ
 کو مثل عروس شب اول کے آراستہ کرو یا ہر شہر قریب سے لگا دی اگر راستگی باغ و آرائش ملک کا حال تحریر
 کیا جائے تو طویل ہو گا لہذا میں اسکو ترک کر رہا ہوں صرف اسقدر کافی ہو کہ ہر شہر ہر مقام کے لائق آراستہ
 کی گئی روشنی کا سامان کیا گیا روشن پٹری درست کی گئی آئینہ بندی کی گئی اودھ ملک نے غسل فرمایا
 رفقوں میں شانہ کیا پو شاک گلزار اس قتال عالم نے زیب تن کی زیور جو اسنگار پہنا از سر تا پا دریا سے
 جواہر میں غوطہ لگا یا عطر سہاگ ملا اپنے کو مثل عروس شب اول کے آراستہ کیا خواصون مصاحبون
 و انیسون و جلیسون کو بھی حکم دیا کہ تم سب بھی اپنے کو آراستہ کرو آج ہم نے ایک محفل قرار دی ہوا انھوں
 بھی اپنے تئیں خوب آراستہ کیا خلاصہ یہ کہ ملک بنا و سنگار کر کے بیٹھی کہ اب میری فریاد میرے
 معشوق کو لیکر آتی ہو گی یہاں ملک تو انتظار کر رہی ہوا وہ فریاد میرا دی صاحبقران کی تلاش میں چلی
 یہ راہ میں ہوا دی بیان کرتا ہو کہ صاحبقران جمال راہدار کے ہمراہ چلے آتے ہیں جب اس مقام پر
 پہنچے تو از سر تا پا عرق عرق تھے اور پیاس بھی لگی تھی یہاں جو ہوا جسم مبارک میں لگی اچھی معلوم ہوئی
 آپ نے جمال سے فرمایا کہ اے بھائی جمال مجھ کو پیاس شدت سے لگی ہوئی ہو لہذا میں اس درخت کے
 سایہ میں کھڑا ہوتا ہوں پسینہ بھی خشک کر رہا ہوں تم کہیں سے تلاش کر کے پانی لاؤ تاکہ پانی پیکر تشنگی
 کو فرو کروں اس عرصہ میں جو کسل راہ ہو وہ بھی دفع ہو جائیگا ہم بھی پانی پینے اور مرکب کو پلائیگی اس کے
 بعد منزل مقصود کی طرف چلیں گے جمال نے جواب دیا کہ بہت خوب جمال براے تلاش اب سگودان ہوا

کنوین جھانکے لگا سار نظر کو ہر طرف دورائے لگا صاحبقران زیر درخت کھڑے ہو گئے ہوا کھانے لگے
خلاصہ یہ کہ جمال ایک چشمہ پر پہنچا اسنے منہ ہاتھ دھویا اپنے کب کو پانی پلایا خود پیا صاحبقران کے
لے پانی لیکر آیا صاحبقران نے بھی منہ ہاتھ دھویا پانی نوش فرمایا اشتقد و لیو زاد پر سے اتر پڑے جمال
سے کہا کہ اشتقد کو بھی لیجا کر پانی پلا لا جمال اشتقد کو لیکر گیا اشتقد نے بھی پانی پیا جمال مع اشتقد کے پھر
حاضر ہوا کہ صاحبقران نے جمال سے کہا کہ اشتقد کو پانی پلا لائے جمال نے کہا کہ جی ہاں بس صاحبقران
نے قصا کیا تھا کہ مرکب پر سوار ہو کر طرقت منزل مقصد کے روانہ ہوں کہ ایک برق چمکی کہ جس کے سبب سے
صاحبقران کی آنکھوں میں چمک چو نہ سی ہوئی صاحبقران نے جمال سے فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی
ساحر آتا ہے یہ برق اسی کے آمد کی ہے دیکھو لو کہ کون ہے اسیانہ ہو کہ وہ یہ کہے کہ مجھ کو دیکھ کر حیرت بجا کہ کھڑا ہوا
جمال نے کہا کہ یا صاحبقران آپ اپنی منزل کی طرقت اشتد لیتے چلے ساحر آتا ہے تو اسنے دیئے آپ کو
اس سے کیا عرض صاحبقران نے فرمایا کہ یہ بھی نہ ہو گا جب تک یہ ساحر یہاں آکر جائے لیگا اسوقت
تاک میں کہیں نہ جاؤنگا جمال خاموش ہو رہا کہ یکایک ایک تخت نمودار ہوا جمال و صاحبقران نے
دیکھا کہ اُس تخت کے اوپر ایک ساحر بیٹھی ہوئی ہے اور وہ تخت اسی طرقت کو چلا آتا ہے چو نکہ ملکہ کی
وزیر زادی صاحبقران کو بخوبی پہچانتی تھی اور دیکھ چکی تھی دوسرے ملکہ کو طائران سحر نے خبر بھی دی
تھی کہ فلان مقام پر طلسم کشا زیر درخت موجود ہے اسی پتہ پر بوجب کہنے ملکہ کے وزیر زادی چلی بھی یہاں
آکر پہنچی دور سے اسنے شناخت کر لیا کہ یہ طلسم کشا ہے خلاصہ یہ کہ تخت لیکر زمین پر آئی تخت پر سے
اتر کر صاحبقران کو بہت جھک کر مبرا کیا صاحبقران حیران ہیں کہ یہ کون ہے اور اسنے کہاں مجھ کو دیکھا
ور کیوں استقد راوب سے اسنے مبرا کیا اسکا کیا سبب ہے وزیر زادی مبرا کر کے اور ہاتھ باندھا کر سامنے
کھڑی ہو گئی جب صاحبقران نے ملاحظہ فرمایا کہ یہ ہاتھ باندھے سامنے کھڑی ہے کچھ کلام نہیں کرتی ہے
تو خود مخی طلب ہو کر فرمایا کہ اعوان زمین تیرا کیا مطلب ہے کیوں خاموش کھڑی ہے کچھ بیان تو کرنا کہ معلوم
ہو اگر تیرے بر لائے گا ہو تو میں کو شش کروں اور تیری آرزو بر لاؤں اگر کسی نے تیرے اوپر
جبر لیا ہو تو بیان کر میں اُس ظالم کو جا کر قتل کروں اگر کسی نے تیرے ملک و غیرہ کو چھین لیا ہو اور اس
قبضہ کر لیا ہو تو مجھ کو لے چل میں اُس سے منہ بالہ کر کے تیرا ملک و مال تجھ کو دلا دوں کیونکہ ہم کو تو
ہمارے ہلانے اسی غرض سے خلق فرمایا ہے کہ جس پر مشکل ہو اور جو بتلا سے رنج و بلا ہو اسکی کمک

کرین اور اسکو بلا سے بجات دین لہذا تو جلد بیان کر جب اسطور سے صاحبقران نے فرمایا تو وہ یوں و سوچ
 بہن سے گو ہر نشان ہوئی کہ اور شاہ شاہان و امیر سلطان سلطان و امیر صاحبقران عالی شان یہ نیز بھی
 آپ کی کنیزوں میں سے ہر مگر خدا پرست نہیں ہر ایک مدت سے مشتاق قدیم حضور کی زیارت کی تھی اور انہیں
 تھا کہ آپ کے توفیق ہم سے اپنی آنکھوں کو روشن کروں اور ثمرت زیارت سے مشرف ہوں اسوقت میں
 اپنے باغ میں بیٹھی ہوئی تھی کہ مجھ کو طائران سے ملے جو کہ میں نے آپ کی خبر کے لیے مقرر کیے تھے تیرہویں کہ
 صاحبقران عالی شان اس مقام پر تشریف لائے ہیں فلان صحرا میں جلوۂ فرماہیں چونکہ مجھ کو معلوم ہو چکا
 تھا کہ حضور اسطرح ضرور تشریف لائینگے ہر اسے فتح طلسم میں کتاب میں دیکھ چکی تھی اسی عرض سے
 میں نے طائر مقرر کیے تھے جب انھوں نے خبر دی تو میں خوش ہو گئی کہ میری آرزو پوری ہوئی اور اب مرا
 ولی برائے کی میں ایک حاجت رکھتی ہوں وہ حاجت سوائے آپ کے اجراء نہ ہوگی کیونکہ آپ بلیسون
 اور مظلوموں کی حاجت روائی فرماتے ہیں مجھ کو سحر کے زور سے ثابت ہوا تھا کہ یہ حاجت میری سوائے
 طلسم کشا یعنی حمزہ صاحبقران کے کوئی نہ بر لا سکیگا اسی سبب سے حضور کا انتظار تھا وہ حاجت
 یہ جو کہ یہاں سے تھوڑی دور پر میرا ملک ہو اُس پر ایک ظالم نے آکر قبضہ کر لیا ہے چونکہ میں عورت ذات
 تھی اُس سے نہ لڑ سکی بھاگ کھڑی ہوئی وہ کل ملک پر قابض ہو گیا جنب سے ہزاروں تدبیر میں
 کہیں مکر و مقصد ہاتھ نہ آیا آخر کو وہ جو سامنے پہاڑی ہو اُس پر ایک خانہ باغ تیار کیا اسمیں رہنا اختیار کیا
 جبکہ یہ معلوم ہوا کہ آپ کی بدولت میں اپنی مراد کو پہونچوں گی اور آپ اسی طرف سے طرف در بند
 سوسن کے تشریف لے جائینگے بس اُن سے اسی باغ میں مقیم تھی اب آپ کا انتظار کر رہی تھی چنانچہ
 آج میری مراد برآئی آپ تشریف لائے بس اب میرا ملک اُس ظالم سے دلوا دیجیے اور میرا قبضہ اس
 ملک پر فرما دیجیے تاکہ میں اپنی مراد کو آپ پہونچوں و آپ کے جان و مال کو دعاؤں اور ترقی دولت و اقبال کی شب
 و روز خاوندانے دعا کیا کروں صاحبقران نے فرمایا کہ میں تیرے ملک کو اُس ظالم کے قبضہ سے نکال دوں گا
 اور تیرے زیر حکومت کروں گا مگر ایک شرط ہے اُسے عرض کیا کہ وہ شرط کیا ہو فرمایا مجھ کو دین اسلام قبول
 کرنا پڑیگا عرض کیا کہ پہلے میں دین اسلام قبول کروں گی مجھ کو انکار کیا ہو فرمایا کہ میں تیری کمک ضرور کروں گا
 اُسے عرض کیا کہ ابھی ظلم تو ہیں نہیں پڑھوئی کیونکہ آپ کو ساحرون سے مقابلہ کرنا ہوا ہے بعد فتح طلسم وہ
 قتل شدہ کال کلمہ بھی پڑھوئی فرمایا کہ اچھا اب مطیع اسلام ہونا ہے لہذا کہ لہر چشم صاحبقران نے فرمایا

کہ پھر مجھ کو اس ملک کی طرف لے چلو تاکہ میں تیرے حریف کو قتل کر کے تیرا ملک تیرے قبضہ میں کروں اور خود اپنی منزل مقصود کی طرف روانہ ہوں اسے عرض کیا کہ آپ یکہ و تنہا ہیں یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ میں آپ کو تنہا لے چلون وہ سامنے میرا باغ ہر آج شب کو آپ وہاں قیام فرمائیے جو نان و نمک مجھ کو نصیب ہو وہ نوش فرمائیے بوقت صبح اپنے لشکر کو طلب کرونگی اسکو ہمراہ لیکر تشریف لے چلیے گا آپ نے فرمایا کہ مجھ کو چاہیے ہوا و لشکر کے آنے میں عرصہ ہو گا میرا کام ہرج ہو گا میرا ایک دوست مبتلا سے بلا ہوا ایسا نہ ہو کہ مجھ کو یہاں عرصہ ہو وہ وہاں قتل کر ڈالا جائے تو یہ بھی خرابی ہو میں اسی کی ملک کو جاتا ہوں تم خود میرے ہمراہ چلو اور دور سے اس ملک کو بتا دو میں تنہا جا کر اسکو فتح کر لوں گا لشکر کے ہمراہ جانے میں عرصہ ہو گا کیونکہ وہ بھی تو لشکر لیکر آئے گا لشکروں میں مقابلہ ہو گا نہ معلوم کب مہلت ہوائے عرصہ میں وہاں اسکا خاتمہ ہو جائیگا اسنے جواب دیا کہ آپ اس امر سے اطمینان رکھیں میرا لشکر کل بوقت سحر حاضر ہو گا اور اس لڑائی میں عرصہ نہ ہو گا دوسرے میں آپ کو اکیلے تو ہرگز ہرگز نہ جانے دوں گی اگر ایسی ہی تعبیل ہو تو آپ تشریف لیجاؤ میں جب اس طرف سے مراجعت فرمائیے گا اسوقت میری ملک فرمائیے گا اتنے دنوں جہاں میں مبتلا سے بلا رہی ہوں اور دس ہندہ دن سہی آپ کا ہرج کار نہ ہو میرے لیے آپ اپنا نقصان نہ فرمائیے میں تو مبتلا سے بلا ہوں جب واپس آئیے گا اسوقت رحم فرمائیے گا یہاں تو اب رنج و صدمہ اٹھانے کی عادت نہ ہو گئی ہے مجھ کو جب مصرعہ رنج سستے سستے پتھر کا گلیجہ ہو گیا اس ناز میں نے اسطور سے تقریر کی کہ صاحبقران کا دل دھوکا گیا اور بیقرار ہو کر فرمایا کہ تم مہم نہ کرو میں بدون تمھاری حاجت روائی کیے یہاں سے نہ جاؤنگا چاہے عرصہ ہو جائے ہو چلو تمھارا باغ کہاں ہوا اس میرے دوست کا خدا مالک ہو شاید میں تمھاری حاجت روائی کروں خداوند کریم کو اچھا معلوم ہو وہ اس پر رحم فرمائے کوئی صورت اسکی رہائی کی نکال دے اور وہ اس بلا سے نجات پائے جب یہ صاحبقران نے فرمایا اسنے کہا کہ تشریف لے چلیے وزیر زادی ملکہ کی صاحبقران سے اس طرح کی تقریر کر کے ان کو اپنے ہمراہ لیکر چلی وہ جو سنا ہوا آپ نے کہ دروغ مصلحت آمیز بہار راستی فتنہ انگیز وہ اسوقت تدبیر وزیر زادی نے کی کہ یہ فقرہ دیکر صاحبقران کو ملکہ کے باغ میں بے چلی چونکہ عاقلہ تھی یہ تدبیر کی جب صاحبقران چلنے لگے تو جمال راہدار نے صاحبقران سے اشارہ کیا کہ کچھ مجھ کو عرض کرنا ہر ذرا سن لیجیے صاحبقران ٹھہر گئے جمال راہدار نے چپکے سے عرض کیا کہ یہ کیا آپ غضب کرتے ہیں کہ میں ایسا نہ ہو کہ یہ فقرہ دیتی ہوں آپ کو یہاں سے بلا کر لیجاؤں اور غافل پا کر

اسیر کر لے تو بڑی خرابی ہو ایسا نہ ہو کہ اسکو سوسن جادو نے مقرر کیا ہو کہ جب طلسم کشا اس طرف کو آئے
تو کوئی مکاری کر کے طلسم کشا کو اسیر کر لینا دیکھیں فوراً سمجھ لو جو حجہ کے تشریف لے چلے صاحبقران نے فرمایا
کہ آؤ اس سے کوئی خوف نہیں ہو اسکی پیشانی سے آثار نکر و فریب نہیں پائے جاتے ہیں یہ بھی ہر اگر ایسا
ہو ابھی تو کیا کیا جائے جو مقدر میں ہو گا وہ پیش آئے گا خدا جافظ و نگہبان ہو وہی مالک و مختار ہو ہم کو اسکی ات
پر جو وسوسہ ہو جو اسنے ہمارے مقدر میں لکھ دیا ہو وہ پیش ضرور آئے گا تقدیر کا لکھا اور حکم قدرت کی تحریر
مٹ نہیں سکتی ہر آؤ چلو کوئی خوف نہ کرو یہ فرما کے آپ اسکے ہمراہ ہو لیے بلا خوف و خطر ناچار جمال راہ راہ
بھی مراد چلا سنا تک کہ وزیر زادی صاحبقران کو بالا سے کوہ لائی وہاں طائران سحر نے ملکہ کو خبر دی کہ ملکہ کا
مبارک ہو آپ کی وزیر زادی طلسم کشا کو لیکر آتی ہیں بالارے کوہ طلسم کشا آچکا ہے یہ سننا تھا کہ ملکہ باغ باغ
ہو گئی پھولوں نہ سمانی تھی یہ بہن تک ہو گیا غنچہ آرزو کھل گیا گل مراد شگفتہ ہو گیا وزیر زادی کو دل میں
ہزاروں دعائیں دینے لگی کہ جسے یہ میری حالت دیکھ کر یہ کوشش کی کہ معشوق کو لیکر آئی خدا سکا
دونوں جہان میں بھلا کرے بس یہ خبر پا کر ملکہ خواصون کو ہمراہ لیکر خوش خوش تادیر باغ معشوق کے
استقبال کو آئی اُدھر وزیر زادی خوش خوش صاحبقران کو لیکر داخل خانہ باغ ہوئی صاحبقران و
جمال نے اس باغ کو خوب آراستہ پایا ہوا سے دلکش آرہی تھی تو نہالان باغ پھولوں سماتے تھے شجر
بار آئنا سے زمین کے بوسے لے رہے تھے یا سجدا ہائے شکر ادا کر رہے تھے خلاصہ یہ کہ وزیر زادی صاحبقران
کو لیکر اس مقام پر پہنچی کہ جہان ملکہ کھڑی ہوئی صاحبقران کا انتظار کر رہی تھی صاحبقران نے
کل باغ کی سیر کی ہر شے کو قریب و قاعدہ سے پایا کہ یکایک صاحبقران کی نگاہ ملکہ پر جا پڑی لا حول
کہہ کر آپ نے اپنا سر نیچا کر لیا اور ٹھہر گئے اس ناز میں سے فرمایا کہ یہ تو کہاں مجھ کو لے آئی کیا اپنا باغ
بھول گئی کسی دوسرے کے باغ میں لے آئی یہاں کو کسی کا ناموس ہو میں تا محرم ہوں میری نگاہ پڑ گئی
ایسی کوئی نادانی کرتا ہو کہ جمال نے صاحبقران سے اشارہ سے عرض کیا کہ میں نہ کہتا تھا کہ اس میں نکر
ہو ظاہر ہوا نہ صاحبقران نے فرمایا کہ خاموش رہو دیکھا جائے گا اُدھر صاحبقران کی تقریر سننے
آسنے جو اب دیا کہ یا صاحبقران زبان میں اسوقت ایسے عرض کرنا بھول گئی تھی معاف فرمائیے گام
دوہنیں ہیں میں آپ کی آمد کی خبر سننے آپ کے لینے کو گئی تھی انکو یہاں چھوڑ گئی تھی کہ تم سامان
و دعوت و در ضیافت کرو اور باغ کو آراستہ کرو میں صاحبقران کو لیکر آتی ہوں یہ وہی ہے آپ کچھ خیال

نہ فرمائیں یہ آپ کی خادمہ و کنیز مثل میرے ہر کسی غیر کا ناموس نہیں ہوں کو آپ کا ارخدا شستہ یا تو تھا
 تھا و نہ دے آرزو پوری کی کہ آپ کثرت لیت لائے میں آپ کو لیکر میان آئی یہ آپ کے استقبال کے لیے
 سب ملازمون کو لیکر کھڑی ہوئی یہ بھی آپ کی کنیز ہوا سکا آپ سے پردہ کیا ہر جب یہ صاحبقران نے
 سنا تو کہا کہ خیر اب تم نے کہا پہلے تو کہا نہیں تھا میری اسمیں کیا غلطی تھی تھا راقصوہ کھا اُس نے عرض
 کیا کہ واقعی میرا قصور تھا معاف فرمائیے گا اب صاحبقران اس کے ہمراہ طرف بارہ دری کے چلے اب
 جو قریب پہنچ کر یہ نگاہ غور دیکھتے ہیں تو صاحبقران کو کچھ صورت آشنا معلوم ہوئی جیسے نگاہ سے
 نگاہ لڑی ایک خدنگ کمان ابرو چھوٹ کر صاحبقران کے دل پر پڑا کہ دوسرا ہو گیا صاحبقران نے
 اُس نازنین مہجبین کو دیکھ کر فریفتہ ہو گئے صاحبقران نے ملاحظہ فرمایا کہ ایک نازنین مہجبین از
 سر تا پا ناز و کرشمہ سے بھری ہوئی دلبری و دلربائی بابت بات سے پیدا نشان رغبتانی ہو یا دونوں فرکان
 مثل محراب کعبہ گو یا ترکان خونخوار برائے صفت آرائی صفت بستہ ہیں عارض مثل گل سرخ کے سبب
 دقن نایاب و ندان گو ہر آبدار سے زیادہ صفا زلفین دوش پر پڑی ہوئی برائے عاشق کمنہ آسابل
 کھار ہی میں گلا صراحی دار سینہ پر جو بن کا اُبھار از سر تا پا نور کے ساپنے میں ڈھلی ہوئی نور رخ سے
 تمام بانخ روشن مزاج میں سادہ پن گلزار لباس پہنے ہوئے دریا کے جواہر میں غوطہ مارے ہوئے
 جھوٹ میں خواصون کے کھڑی ہر پہ معلوم ہوتا ہے کہ گرد ماہ تابان کے ستارے ہیں یہ دیکھتا تھا
 کہ خود صاحبقران اُس کے عاشق ہو گئے خدنگ عشق کے نشاہ ہو گئے راوی بیان کہتا ہے کہ جب
 بلکہ بے ستون چادو کی کمک کو کئی غشی اور صفت آرا ہوئی تھی صاحبقران کی جب نظر ملک پر پڑی تھی
 تو کچھ میلان اُس زمانہ میں پیدا ہوا تھا اور ملک تو دل و جان سے عاشق ہوئی تھی کہ جس کا یہ انجام ہوا کہ جب
 صاحبقران اس طرف تشریف لائے تو بقرار ہو کر وزیر زادی کو بھیج کر بلالیا اس وقت جو صاحبقران نے دیکھا
 اور پورے طور سے یہ نگاہ خریداری اور یہ نگاہ غور دیکھا تو اُس الفت دیرینہ نے نمود کیا اُسی کا ظہور ہوا خلا
 سینہ صاحبقران بھی فریفتہ ہوئے جیسا کہ شاعر کہتا ہے شعر دل را بدل رہبیت درین گنبد سپر + از سوے
 آئینہ آئینہ وز سوے مہر مہر کیونکہ صاحبقران فریفتہ ہوئے کیونکہ ملک تو جان و دل سے عاشق جمال
 بالکمال صاحبقران ہو گئی تھی فراق صاحبقران میں زندگی شاق تھی آدم بر سر مطلب صاحبقران
 نے دل کو نبھالا اور دل سے خطاب کر کے فرمایا کہ کیوں استغدر بقرار ہوتا ہے ٹھہر جا تیرے تہنخ و تفریح

کی بھی تدبیر کیجا بیگی اُدھر اس آفت جان ویر باطن خائن نے مسکرا کر کہا کہ شہزادہ لایق ہے قدم رنجہ فرما سیے
 مسکراتا تھا کہ صاحب قرآن کے دل پر ایک چوٹ لگی آپ نے ضبط کر کے فرمایا کہ حاضر ہوا حاضر ہوا آپ نے
 کہہ من استقدر رحمت فرمائی میں تو آپ کی ہمیشہ کے ساتھ آتا ہی تھا آپ کے استقباق میں راوی بیان کرتا
 ہے کہ اگر صاحب قرآن نہ ہوتے دوسرا کوئی ہوتا تو ضرور اس کے منہ سے آہ نکل جاتی اور بیشک غش کھا کر گر پڑتا
 مگر صاحب قرآن صاحب برکب اپنی ایسی حالت ہوتے دیتا ہر ضبط کو کام فرمایا اور اسی طرف دیکھتے ہوئے چہچہ
 پر شہزادہ لائے کہ ملکہ نے بڑھ کر صاحب قرآن کا ہاتھ تھام لیا ہاتھ کا ہاتھ میں آنا تھا کہ اُدھر اسکو سکون
 ہوا اُدھر انکو ملکہ اُسی طور سے ہاتھ پکڑے ہوئے صاحب قرآن کو بارہ درمی بین لائی لا کر مسند پر بٹھایا
 صاحب قرآن نے بارہ درمی کو خوب آراستہ و پیراستہ پایا سامنے ایک طرف وزیر زادی اور ایک طرف
 ملکہ بیٹھ گئی کہ صاحب قرآن نے دونوں کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے ملکہ ماہ فلک کی ہو گل کاشن محبوبی
 آپ دونوں صاحب اسطر نشہ لائیں میرے برابر اپنے حمان کو سرفراز فرمائیے یہ کیا کہ آپ لوگ
 سامنے بیٹھی ہوئی ہیں وزیر زادی نے جواب دیا کہ میری تو یہ لیاقت نہیں ہے کہ میں برابر بیٹھوں ہاں جو اس
 پہلو کے بیٹھنے کے لائق ہیں وہ بیٹھیں گی میں کہان اور یہ پہلو کہان صاحب قرآن نے فرمایا کہ یہ تم نے
 کیا کہا یہ معاً میری سمجھ میں نہیں آیا اور اوصاف طور سے کہو وزیر زادی نے عرض کیا کہ گستاخی معاف اگر
 ایسی باتیں آپ سمجھ جائیے تو خدا نخواستہ پتھر کے ہو جائیے مگر صبر فرمائیے تھوڑے عرصہ میں سب راز آپ
 ظاہر ہو جائیں گے اور جو پہلو میں بیٹھنے کا مشتاق ہو گا وہ پہلو میں آکر بیٹھ جائے گا خداوند کریم نے یہ دن تو
 نصیب کیا کہ ایک مقام پر محبوب و مطلوب جمع ہوئے صاحب قرآن نے حیران ہو کر فرمایا کہ یہ تم کیا
 باتیں کر رہی ہو کچھ میرے دہن میں نہیں آتا ہے کہ ایسے مطلوب و محبوب میں تو اس قابل نہیں نہیں کہ
 کسی کا طالب ہوں اور کوئی میرا مطلوب ہو نہ میں یہ لیاقت رکھتا ہوں کہ کوئی میرا طالب ہو میں مطلوب
 ہوں وہ زمانہ گذر گیا اور وہ وقت اب گیا کہ کسی کو محبوب بناؤں اور خود محبوب بنوں یا کوئی میرا محب
 میں محبوب بنوں اب نہ وہ زمانہ ہے نہ وقت بقول جناب کاشف لکھنوی شعر کاشف کسی حسین
 سے الفت جہان میں + اب کیا کرین شباب کا عالم گذر گیا + اب وہ دل ہی نہ رہا وہ ولولہ ہی نہ رہا
 جو کوئی ہمارا مشتاق ہو گا یہ تمہارا کہنا یہ کار ہر صاف طور سے بیان کرو وزیر زادی نے عرض کیا کہ اُنقدر
 عجوز و نارسا نہ فرمائیے اب بھی وہ عالم ہے کہ ہزاروں جان دے پیر آمادہ ہیں و ہزاروں مشتاق جمال ہیں

اسی خواہش پر کہ ایک نگاہ اودھ کو دیکھ لیں یہ آپ کا فرمانا بیجا ہے کہ وہ زمانہ گزر گیا یا شاید اس بھی وہ عالم ہے
 کہ تمام حسنین جہان آپ پر سے صدقہ کیے تھے یہ کیا آپ فرماتے ہیں یا صاحب جبرائیل تھوڑے عرصہ میں
 آپ پر ظاہر ہوا جانتا ہے کہ کون آپ کا طالب ہے اور آپ کس کے مطلوب ہیں یہ کہہ کر اور ملکہ کی طرف دیکھ کر
 کہا کہ اے ملکہ اب جا کر پہلو میں بیٹھو باتیں کرو بی بی خزانہ مجھ کو اچھا نہیں معلوم ہوتا ہے یہ غمزہ کسی اور سے
 جا کر کرو یا تو وہ بیقراری تھی کہ راتوں کو نیند نہ آتی تھی یا اب یہ حال ہے کہ جب وہ آگے ہیں تو اس قدر انکار ہے
 کہ پہلو میں نہیں بیٹھتی ہوا گری بات تھی تو پھر مجھ کو سخت کو کیوں بھیجا کہ میں اُنکو یہاں لانی اُنکے کام کا بھی
 ہرج کر آیا ہے بس خزانہ ہو چکا شرم و حیا کو بالائے طاق رکھو پہلو میں جا کر بیٹھو دیکھو کوئی تمہاں ہوا ہے
 تمہاں کے دل کو نہیں دکھاتے ہیں ملکہ نے مسکرا کر جواب دیا کہ واہ ری مجھ کو ایسی باتیں نہیں بھاتی ہیں میرا
 سنا تھا ایسی باتیں نہ کرنا میں نے کب تم سے کہا تھا کہ تم جا کر اے آؤ دل کو اپنا چاہا مری تو آپ ہیں نام میرا
 کرتی ہیں کیا خوب میں کیا جانوں کہ فراق کسے کہتے ہیں اور اشتیاق کس کا نام ہے یہ الفاظ تو آج تک میں نے
 کبھی سنے بھی نہ تھے میرے کان ان باتوں سے آشنا بھی نہ ہوئے تھے بس اپنی چوپرخ بند فرما بیٹھے اور
 جائے پہلو میں بیٹھے یا جسکے لیے بلا کر لائی ہو اسکو لا کر بٹھاؤ وزیر زادی نے کہا کہ واہ کیا خوب یہ تو وہ مثل
 ہوئی کہ اگر میں تم کو سچ کہوں تو تم مجھ کو جھوٹ بھی نہ کہو یہ حالت میری ہی تو ہے کہ رات انتر شماری و دن آہ و
 زاری میں کتنا بھاتا ہمت وقت ہی ذکر تھا میں ہی تو اشعار عاشقانہ پڑھا کرتی تھی میں ہی تو دہو آمینہ باتیں
 کیا کرتی تھی میں ہی تو آہ سر دہرا کرتی تھی میں ہی تو بے ستون جادو کی لکاک کو لگی تھی اور وہاں سے
 یہ سودا مول لیکر آئی تھی میں ہی تو کوہ بے ستون کے میدان میں کسی کو دیکھ کر عاشق ہوئی تھی اور
 بے ستون جادو سے علالت کا فقرہ کر کے چلی آئی تھی اور یہاں ٹرپ ٹرپ کر رہے دن بسر کرتی تھی
 میں ہی نے تو طائر سحر کی خبر کے لیے مقرر کیے تھے مجھ ہی کو طائران سحر نے کسی کے آنے کی خبر دی تھی
 آپ ہی میں نے تو یہ کیا تھا کہ میں اپنے کو ہلاک کرونگی نہیں تو کوئی تدبیر کرو میں ہی نے تو ہر لے لینے کے
 اپنی وزیر زادی کو روانہ کیا تھا یہ سب کام میں ہی نے تو کیے ہیں تم بیچارہ غریب کیا جالو جیسا سطور
 سے وزیر زادی نے کہا اودھ تو صاحب جبرائیل نے کان کھڑے کیے کہ یہ کیا واقعہ ہے اودھ ملکہ نے شرم کر کے
 جھجکا لیا اور آہستہ سے کہا کہ تو بڑی شوخ ہو خدا نہ کرے کہ کوئی اپنی بات تجھ سے کہے اور اپنے لار سے
 مجھ کو آگاہ کرے ٹھہر تو جا کیسا سمجھتی ہوں وزیر زادی نے جواب دیا کہ سچ کہنے والا تو ہمیشہ برا ہوتا ہے اپنے

دل سے تو اس وقت کی خوشی کا حال دریافت کرو کہ کیسا شاد ہو گا چہرہ پر رونق آگئی ہو کل ہی کا ذکر ہے کہ یہی چہرہ مثل زعفران کے زرد تھا آنکھوں میں حلقہ پڑے ہوئے تھے اس وقت وہی رخسار میں کہ گلزار ہو رہا ہیں خون ٹپک رہا ہو کستور بشتاں ہو اور کیا چہرہ کا حال ہو پھولوں نہیں سماتی ہو مسکرائے دیتی ہو جب وزیر زادی نے اس طور سے کہا کہ تم بڑی آفت کی پرکال ہو زیادہ چرب زبانی اچھی نہیں دیتی اپنی زبان بند کرو وزیر زادی بولی کہ ملکہ تم کو ہمارے سر کی قسم پہلو میں جا کر بیٹھو مہمان کی خاطر کرو اگر ایسا ہی تھا تو مجھ کو بھی طلب کیوں کیا یہ کہہ کر ملکہ کا ہاتھ پکڑنے کے صاحبزادے کے پہلو میں بیٹھا دیا ملکہ سر جھکا کر بیٹھ گئی اب وزیر زادی نے رو برو صاحبزادے کے بیٹھا کہا کہ یا صاحبزادے اپنے مشتاق سے کلام کیجئے اُسکے ہاتھ سے شراب نش فرما بیٹے صاحبزادے نے فرمایا کہ پہلے تم مجھ سے گل و اتعہ بیان کرو کیونکہ تم تو مجھ کو اور فقرہ دیکر لائی ہو کہ میرے ملک پر میرے دشمن نے قبضہ کر لیا ہو وہ ملک مجھ کو دلا دیجیے یہ تم نے کہا تھا یہاں آکر یہ رنگ ہو اب صاف طور سے بیان کرو اس وقت وزیر زادی نے جواب دیا کہ یا صاحبزادے اصل واقعہ یہ ہے کہ ملکہ بھانجی ہیں شنگال جادو کی نام مبارک آپ کا ملکہ چلیں گے ہوائی سستون جادو نے اپنی کمک کے لیے طلب کیا تھا جیکہ آپ سے مقابلہ ہو رہا تھا یہ آپ کے روئے زریا پر فریفت ہو ہیں اور زیادہ تر بے قرار ہو ہیں تو میں انکو وہاں سے لیکر یہ سستون سے یہ کہہ کر کہ ملکہ کی طبیعت علیل ہو گئی ہے لے آئی یہاں آکر انکی اور حالت خراب ہوئی ہیں نے طائران سے مقرر کیے تھے کہ آپ کے حالات سے آگاہ کرتے رہیں چنانچہ طائران سحر نے آکر خبر دی کہ صاحبزادے فلان مقام پر یکہ و تنہا موجود ہیں یہ آپ کے فراق میں بیقرار تھیں ان پر فراق آنجناب شفیق تھا میں نے خیال کیا کہ آپ کو جا کر لے آؤں میں خدمت عالی میں حاضر ہوئی اگر اصل واقعہ بیان کرتی تو آپ اس وقت تشریف نہ لاتے یہ فرماتے کہ بعد واپسی دیکھا جائے گا انکا یہاں کام تمام ہو جائے گا میں نے قول سحری پر عمل کیا کہ سحری کا قول ہو دروغ مصلحت آمیز بہار راستی فتنہ انگیز میں آپ کو اس بہانہ سے لائی میرا قصور معاف ہو اپنے فراق دید کا انتظار کشیدہ سے کلام کیجیے تاکہ وہ بھی خوش ہو صاحبزادے نے فرمایا کہ واقعی تم بہت بڑی چالاک اور عقیل ہو اگر تم یہ حال بیان کرتیں تو میں کبھی نہ آتا کیونکہ میں اپنے بھائی خواجہ عمر کے رہائی کی فکر میں لشکر سے یکہ و تنہا نکلا تھا جمال راہدار نے مجھ کو اس کے حال سے آگاہ کیا کہ انکو سوسن نے اسیر کر لیا ہو مجھ کو تاب نہ آئی میں چل پکڑا ہوا بلکہ کسی کو اس حال سے آگاہ نہ

نہ کیا شیرازہ تو تم یہاں سے آئی ہو بہت بڑا فقرہ دیا وزیر زادی نے عرض کیا کہ آپ نے میرے اوپر مہربانی فرمائی
 حسان کیا بلکہ ایک کی جان بچائی میں آپ کی بہت ممنون و مشکور ہوئی یہ احسان آپ کا میرے اوپر
 ہوا آپ یہاں تشریف رکھتے ہیں جاتی ہوں آپ کے اہل لشکر کو آگاہ کرتی ہوں انکو لاتی ہوں مع لشکر و
 سپاہ کے طرف در بند سوسن کے تشریف لے چلے صاحبقران نے فرمایا کہ میں ٹھہر نہیں سکتا ہوں
 صبح کو بین ضرور روانہ ہونا گاہ رات تمھاری خاطر سے یہاں بسر کرونگا بوقت سحر سفر کرونگا زیادہ ٹھہر نہیں
 سکتا ہوں وزیر زادی نے عرض کیا کہ بہت خوب ہم سب آپ کے ہمراہ چلیں گے آپ نے فرمایا کہ یہ
 میں کب گوارا کرونگا کہ عورتیں میرے ہمراہ ہوں میں کسی کے مدد کا خواستگار نہیں ہوں میری بدنامی
 ہے کہ صاحبقران جہاد و گریہ کو ہمراہ لیکر آئے ہیں دوسرے میرے دین و مذہب میں ساحرہ سے عقد
 وغیرہ جائز نہیں ہر ہم لوگ ساحرہ سے عقد نہیں کرتے ہیں جب تک وہ سحر سے توبہ نہیں کرتی ہر تمھاری
 ملکہ اس امر کو کب گوارا کرے گی وزیر زادی نے عرض کیا کہ یہ امر کیا مشکل ہے وہ ضرور سحر سے توبہ کرے گی انکو
 تو صرف آپ کے ویدار سے عرض ہے اگر عشق صادق رکھتی ہوئی تو کبھی انکار نہ کرے گی صاحبقران نے فرمایا
 کہ اگر یہ امر ہو تو بعد فتح در بند سوسن جب میں یاد دہراؤنگا اسوقت دیکھا جائیگا وزیر زادی نے جواب دیا
 کہ اتوبہ امر ممکن نہیں ہے انکو بھی ہمراہ لیتے چلیے یہ آپ کی خدمت کرے گی آپ کے دشمنوں سے مقابلہ
 کرے گی صاحبقران نے فرمایا کہ ہم لوگوں میں عورت پر سے جہاد ساقط ہے عورت جہاد نہیں کر سکتی ہر پھر
 میں کیونکر ان کو ہمراہ رکھوں اور یہ مقابلہ کریں جہاں انھوں نے اتنی دنوں صبر کیا ہے وہاں وہ یہ کچھ دنوں
 صبر کریں دوسرے یہ امر ہے کہ یہ کافر ہیں میں خدا پرست ہوں مجھ پر اس کے ہاتھ کا کھانا و پینا سب
 حرام ہے وزیر زادی نے عرض کیا میں آپ سے عرض کرتی ہوں کہ یہ اسوقت تو مطیع اسلام ہوتی ہیں
 و باطل پرستی کو ترک کرتی ہیں ان جب آپ کو فتح طلسم سے مہلت ہوگی اسکے بعد یہ سحر سے توبہ کرے گی
 اسوقت آپ اسے عقد فرمائیے گا اب یہ صرف آپ کی خدمت میں رہا کرے گی آپ کے ویدار سے
 اپنے قلب مجبور کو نا صبور کو تسکین دے لیا کرے گی صاحبقران نے فرمایا کہ یہ تو سب میں نے مان لیا
 سوا اسے ہمراہی کے یہ میں کبھی نہ مانونگا اس میں میری بدنامی ہے وزیر زادی نے عرض کیا کہ ہم لوگ
 یوں آپ کے ہمراہ نہ ہونگے بلکہ اسطور سے لشکر میں اور دور اپنے خیمے وغیرہ برپا کرتے ہوئے چلے
 آئیں گے جب آپ در بند پر پہنچیں گے اور فروکش ہونگے تو ہم بھی ایک سمت کو حاضر رہیں گے جہاں آپ کے

لشکر میں اور ساحر میں وہاں ہم بھی ہو گئے اس میں آپ کا کیا نقصان ہو یا نہ جب ساحرون سے مقابلہ ہو گا
 اس وقت ہم بھی نکل کر مقابلہ کریں گے اور ساحرون کے مقابلہ کے وقت خاموش کھڑے ہوئے تماشہ دیکھنا
 کریں گے راوی بیان کرتا ہے کہ صاحب قرآن کا خود دل آچکا تھا فرمایا کہ اچھا میں ٹھہر نہیں سکتا ہوں صبح کو
 ضرور طرف در بند سوسن کے روانہ ہونا میں ٹھہرنا نہیں وزیر زادی نے جواب دیا کہ بہتر یہ کہ ملکہ سے کہا
 کہ اپنے ہاتھ سے جام پلاؤ اب شراب و لحاظ نہ کرو پس شراب و حیا ہو چکی یہ کہ کشتی شراب کی ملکہ کے آگے بڑھا دی
 ملکہ نے شراب کو ایک جام شراب سے لبریز کیا اور منہ بھر کر صاحب قرآن کی طرف بڑھا دیا صاحب قرآن نے
 وہ جام ہاتھ سے لیکر کہا کہ جب تک تم مطیع اسلام نہ ہو گی اس وقت مجھ پر یہ شراب و دیگر اشیاء حرام ہیں
 جب تک کہ تم اطاعت اسلام نہ کرو گی اور سامری و حبشید پر لعنت نہ کرو گی ابھی حکم نہ پڑھو اس
 امر کا خیال رہے کہ جب تک تم سحر سے تو بہ نہ کرو گی اس وقت تک میں تم سے عقد و غیرہ نہیں
 کروں گا یا نہ جیسا کہ تمھاری وزیر زادی نے کہا ہے کہ بعد فتح طلسم تم سحر سے توبہ کرنا نہیں تمھارے
 ساتھ عقد کروں گا یہ جو صاحب قرآن نے فرمایا ملکہ نے آہستہ سے کہا کہ مجھ کو اطاعت اسلام میں
 یا سامری و حبشید پر لعنت کرنے میں کب عذر و انکار ہو میں نے اطاعت اسلام چاہی دل
 سے کی اور سامری و حبشید پر لعنت کی مطیع اسلام ہوئی راوی کہتا ہے کہ ملکہ مع وزیر زادی و خواصوں
 کے اس وقت مطیع اسلام ہوئی صدق دل سے اور سب نے اطاعت اسلام کی اب صاحب قرآن نے
 ملکہ کے ہاتھ سے جام شراب لیکر لب سے لگایا اور فرمایا کہ اے ملکہ میں نے تمھارا کہنا کرو یا بین شراب
 نہیں پیتا ہوں بخدا کے لم بزل میرے لیے حکیموں نے مارا لطم تیار کیا ہوا اسکا استعمال کرتا ہوں تم شہوت
 سے شراب کو نوش کرو یہ فرما کر وہ جام ملکہ کے منہ سے لگا دیا ملکہ نے کئی اب ملکہ نے اشارہ سے ملکہ
 ارباب نشاط حاضر ہوں یہ حکم دینا تھا کہ اس وقت ارباب نشاط حاضر ہوئے صحبت نفس و سرور
 برپا ہوئی یہ سبب نشہ شراب کے ملکہ کا لحاظ بر طرف ہوا باہم کلام ہونے لگے خلاصہ یہ کہ پہر رات گئے
 تک جلہ آلاستہ رہا اسکے بعد خاصہ نوش کر کے پھر آکر محفل میں بیٹھے دلچ و گلے کی صحبت برپا ہوئی
 دو پہر رات تک یہی رنگ رہا اسکے بعد جلسہ برخاست ہوا اب صاحب قرآن نے فرمایا کہ اے ملکہ میں
 اس وقت سحر طرف در بند سوسن کے جاؤں گا جب ادھر سے واپس آؤں گا تو پھر تمھارا احسان ہونا چاہیے
 تم کہو گی یہاں قیام کروں گا ملکہ نے عرض کیا کہ میں بھی ہمراہ چلوں گی صاحب قرآن نے فرمایا کہ تمھارا کھوکھرا

نہیں ہو ملک نے عرض کیا کہ میں نہ مانوں گی اپنے کو ہلاک کرونگی اب یہ دامن ہاتھ سے نہ چھوڑوں گی اگر آپ کو
یہ منظور ہو تو پہلے مجھ کو قتل فرمائیے پھر کثرت یافتہ لہجائیے میں منع نہیں کرتی ہوں یہاں تک کہ ملک نے اس قدر
صرار کیا کہ صاحبقران نے فرمایا کہ تم عقب میں آنا میرے ہمراہ نہ چلنا خلاصہ یہ کہ جب یہ قول واقعہ ہو چکا
ایک مسہری پر صاحبقران نے جا کر آرام فرمایا ایک پر ملک نے خلاصہ یہ کہ بوقت صبح صاحبقران نے
بیدار ہو کر تازہ سحر ادا فرمائی اور ملک سے رخصت ہو کر جمال راہدار کو ہمراہ لیا کہ طرف در بند سوسن کے روانہ
ہوئے ملک روتی رہ گئی بعد جانے صاحبقران کے ملک نے بھی حکم دیا کہ سب خواہین تیار ہوں یہ حکم
دینا تھا کہ سب تیار ہونے لگیں تھوڑے عرصہ میں سب سامان درست ہو گیا ملک بھی مع وزیر زادی
و خواہوں کے عقب صاحبقران میں طرف در بند سوسن کے روانہ ہوئی صاحبقران تو قطع منازل
و طومر اصل فرماتے چلے جاتے ہیں عقب صاحبقران میں ملک بھی اُدھر کا حال سننے کہ حکیم اسقلینوس
کل لشکر کو لیکر چلے ہیں دو منزلہ سے منزلہ کرتے چلے آئے ہیں یہاں بلع ملک میں صاحبقران نے ایک شب
قیام کیا اب جو صاحبقران چلے تو ایک صحرائین پہونچے تھے ایک طرف سے تہق گرد کا پیدا ہوا صاحبقران
نے جمال راہدار سے فرمایا کہ کوئی لشکر آتا ہو ذرا ٹھہر جاؤ دیکھیں یہ کس کا لشکر ہے اور کدھر سے آتا ہے اور کدھر
کو جا رہا ہے صاحبقران کا یہ کلام تمام نہ ہوا تھا کہ پشت کی طرف سے آواز آئی کہ او جمال راہدار تو
کہان گیا تھا تو نے بڑی نمک حرامی کی کہ سوسن سے بغاوت کی اب اپنے باپ طلسم کشا کو اپنے ہمراہ
لیکر طرف در بند سوسن کے برائے قتل سوسن جادو چلا رہے ہیں کب تنگ ہو اور طلسم کشا کو زندہ چھوڑتا ہوں
کہ تم دونوں در بند سوسن تک جاؤ اور سوسن جادو سے مقابلہ کرو راوی بیان کرتا ہے کہ جب سوسن جادو
اعظم کوہ کی طرف جانے لگی تھی تو ایک ساحر کو مقرر کر گئی تھی اور اس سے کہہ گئی تھی کہ جہان تم کو
جمال راہدار لے اُسکو اسیر کر لانا چھوڑنا نہیں یہ حال کسی سے اُس نے نہیں کہا تھا اس ساحر کا نام
سبقت ہے او وہ اُسکو اسی منصب پر مقرر کیا تھا اور بہت انعام دینے کا اقرار تھا یہ ساحر جمال راہدار
کی تلاش میں پھر ہاتھ کا اتفاق سے اُدھر بھی تلاش کرتا ہوا آنکلا جمال و صاحبقران کو دیکھا پہونچا
لیا صاحبقران کے حال سے ہر ایک آگاہ ہو ہر ایک کے صفحہ دل پر صاحبقران کی تصویر چھنی ہوئی
ہو اگر خواہ میں بھی دیکھ لے تو پہونچان لے کہ یہ طلسم کشا ہے اس نے جو دیکھا تو پہونچان لیا دل میں کہا کہ خوب
وقت پر طلسم کشا اور جمال سے سامنا ہوا دونوں کو اسیر کر کے لے جاؤنگا بہت کچھ انعام پاؤنگا یہ

اکر اسنے پکارا یہ جو صدا کان بن آئی جمال نے وصا جعفران نے پلٹ کر دیکھا صا جعفران نے تو
 ایک ساحر کو دیکھا کہ بہت قوی ہیکل تمام جسم سے اسکے شعلہ نکلتے ہوئے لٹکارتا ہوا اور کو چلا آتا ہے
 جمال نے پہچان لیا کہ یہ سبقت جادو و ملازم خاص سوسن جادو و ہر صا جعفران سے عرض کیا کہ
 برا غضب ہوا سبقت جادو و میری اور آپ کی گرفتاری کے لیے حکم سوسن جادو و آتا ہے معلوم ہوتا ہے
 کہ سوسن کو آپ کے آنے کی خبر مل گئی جب تو اسے سبقت کو روانہ کیا صا جعفران نے فرمایا کہ آتا ہے
 تو آنے دو کیا بنا لیا گا اپنے منہ کی کھائے گا جبکہ بن سوسن سے لڑنے کو چلا ہوں تو اسکے ملازموں کی کیا
 حقیقت ہو اور کیا اصل میرا خدا میرا حافظ و نگہبان ہر تم کچھ خوف نہ کرو یہ جو صا جعفران نے فرمایا جمال بل ہلا
 خاموش ہو گیا اتنے عرصہ میں سبقت جادو و قریب آ گیا آتے ہی اسنے پہلے صا جعفران پر سحر کیا یہ
 خیال کر کے کہ جمال کا اسیر کرنا کوئی بات نہیں ہو پہلے طلسم کشا کو اسیر کر لوں پھر جمال کو اسیر کرونگا اسنے
 جو صا جعفران پر سحر کیا ایک شعلہ پیدا ہوا زمین سے اور وہ لپک کر صا جعفران کے چلا صا جعفران
 نے اسم اعظم پڑھ کر جو دم کیا وہ شعلہ برط ہو گیا یہ حیران ہوا اسنے پھر سحر کیا کہ آگ برسنے لگی صا جعفران
 نے اُسکو بھی اسم اعظم سے دفع کیا اسنے سحر کیا کہ ایک بر آسمان پر ظاہر ہوا اُس سے مارو عقرب برسنے
 لگے صا جعفران نے اُسکو بھی دفع کر دیا ابلی جو سحر کیا تو ایک شیر زیاں جنگل سے پیدا ہوا اور صا جعفران
 پر حملہ در ہوا صا جعفران نے اُسکو عقرب سلیمانی سے قتل کیا جب اسنے دیکھا کہ جو سحر میں نے کیا طلسم
 کشا نے دفع کر دیا کوئی سحر طلسم کشا پر اثر نہیں کرتا ہو کیا کروں کیونکہ طلسم کشا کو اسیر کروں یا وہی کہتا
 ہے کہ جو سحر اسنے کیا وہ صا جعفران نے برکت اسم اعظم سے دفع کر دیا آخر کو عاجز ہو کر یہ سحر کر کے زمین پر
 گرا اور ایک آذر و دہان کی صورت بن کر دم کشی کرتا ہوا طرف صا جعفران کے چلا صا جعفران نے اسم
 اعظم دم کیا کہ وہ صورت اُسکی برط ہو گئی صا جعفران نے ہنس کر فرمایا کہ پہلے اپنی صورت دیکھو پھر
 میرے اوپر حملہ کرنا یہ کونسا طریقہ مقابلہ کا ہے کہ چاروں ہاتھ پانوں پھیلائے ہوئے زمین پر پڑا ہوا
 میری طرف چلا آتا ہے اسنے جو دیکھا اپنے کو اصلی صورت پر پایا وہ ٹھیک برط تھی اب جو اسنے اصلی
 صورت پر اپنے کو دیکھا اسنے خیال کیا کہ طلسم کشا پر سحر اثر نہیں کرتا ہے ضرور یہ طلسم کشا ہوا سپر کوئی
 غالب نہ ہوگا طلسم ضرور فتح ہوگا شکال ہارا جائیگا جو طلسم کشا کی میرے خیال میں اطاعت کریگا
 وہ اچھا رہیگا تجھ کو بھی لازم ہے کہ اطاعت کرے تو بھی غالب نہ آئے گا زیادہ کہ کریگا تو بار جائیگا مفسد

میں جان جاسکی یہ دل سے باتیں کر کے اٹھو کھڑا ہوا زمین سے اور ہاتھ جوڑ کر صاحبقران کی طرف چلا اور
 وڑ کر صاحبقران کے قدموں پر گر پڑا اور لیون کہنے لگا کہ میری خطا معاف فرمائیے آپ بیشک طلسم کشا
 ہیں اور قاتل ہیں شہنشاہ کمال جادو کے میں نے آپ کی اطاعت کی سو سن کی کیا لیاقت ہو جو وہ
 آپ سے مقابلہ کر سکے صاحبقران نے اُسکا سر اٹھا کر اپنے سینہ سے لگایا اور فرمایا کہ میں نے تیری
 خطا معاف کی تو اویان باطلہ کو ترک کر اور اطاعت اسلام کر اُسنے اسی وقت اطاعت اسلام کی و
 صاحبقران کی شراکت کی صاحبقران سے پوچھا کہ آپ کس طرف تشریف لے جاتے ہیں کہ وہاں
 مقصد ہو صاحبقران نے فرمایا کہ میں در بند سو سن کی طرف جا رہا ہوں براے رہائی خواجہ عمر و
 و براے قتل سو سن جادو و براے فتح طلسم سو سن و دستیابی لوح اُسے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا
 کہ حضور اُس طرف بیجا تشریف لے جاتے ہیں سو سن جادو تو عاجز ہو کر خواجہ کے ہاتھ سے
 طرف در بند اعظم کے چلی گئی پورا خواجہ عمر و کو اپنے باغ میں قید کر لئی تھی اپنے سپہ سالار کو
 قید کر لئی تھی براے حفاظت خواجہ عمر و مگر میں نے بھی راہ میں سنا ہر کہ مقصور جادو سپہ سالار
 سو سن جادو اپنے بھائی کو لیکر نزدست سو سن جادو لیا ہر مقصور کا بڑا بھائی مقصور کے
 پاس آیا ہر اُسی کی آمد میں خواجہ عمر و باغ سو سن سے نکل گئے کیونکہ یہ سبب مدافغان گزرین
 مقصور غافل ہوا حفاظت نہ کر سکا خواجہ نے موقع پایا نکل گئے یہی ہیں نے سنا ہر کہ افغان گزرین
 برادر مقصور جادو اس مقصد سے یہاں آیا ہر کہ آپ سے مقابلہ کرے چنانچہ اعظم جادو و سو سن
 سے اقرار ہو گیا ہر کہ آپ لوگ تماشہ دیکھیں میں طلسم کشا کو بھنوں سپہ گری اور زور و طاقت
 اسیر کر لوں گا وہ کیا لیاقت رکھتا ہو جو مجھ سے مقابلہ کر سکے ایک ذرا سے حملہ میں میں اسکو اسیر
 کر لوں گا ان دونوں نے اُسکے کہنے پر عمل کیا ہر اور سو سن و مقصور جادو و افغان گزرین کوہ اعظم
 پر مقیم ہیں کہ جب طلسم کشا ادھر آئے گا تو اُس سے مقابلہ ہو گا یہ جواُس نے بیان کیا صاحبقران نے
 جمال کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ اب ہمارا طرف در بند سو سن کے جانا بیجا ہر بلکہ لازم ہر کہ طرف
 در بند اعظم کے چلیں اور افغان گزرین سے مقابلہ کریں دیکھیں کہ وہ کیسا پہلوان ہر اوہ
 کستہ زور و طاقت رکھتا ہر کہ ہم سے مقابلہ کو اُتتا ہر جمال نے عرض کیا کہ حضور کو اختیار ہر
 میں تو آپ کے رکاب سعادت انتساب میں حاضر ہوں جدھر تشریف لے چلیے گا آپ کی خدمت میں

بجالاتا ہوا چلا چلوں گا جمال سے یہ شکر صاحبقران نے سبقت چادوسے کہا کہ اب تم رہبری کرو اور
 مجھ کو طرف در بند اعظم کے لئے چلو اسنے عرض کیا بہت خوب اسنے تشریف سے چلے صاحبقران نے
 فرمایا کہ یہ جو کرو و غبار بلند ہوا ہر یہ آمد لشکر کے آثار بین یہ لشکر اسے اور معلوم ہوئے کہ یہ لشکر کسکا ہر پھر
 بین تھا اسے ہمراہ چلون صرف یہ خیال ہو کہ کوئی حریت میرے اس طرف آنے کی خبر پا کر میرے مقابلہ کے قصد
 سے اپنے مقام سے نہ چلا ہو جب وہ یہاں آکر پہونچے اور اسکو معلوم ہو کہ صاحبقران یہاں جوتھے آمد
 لشکر کو دیکھا چلے گئے تو وہ خیال کریگا کہ حمزہ مجھ سے ڈر گیا میرے خوف سے چلا گیا میری ہتک ہوئی ان طرف
 نے عرض کیا کہ ہم ہمراہ ہیں جب حضور کا جی چاہے تشریف سے چلیں یہ کہہ کر عقب صاحبقران آکر سنا دیا ہوا
 حمزہ صاحبقران بھی ایک رخصت کے سایہ میں کھڑے ہوئے اس گرد کی طرف ملاحظہ فرما رہے تھے کہ وہاں گرو
 کا شکاف تہ ہوا امن گرو سے چپاس علم غلامت چپاس ہزار لشکر کی پیدا ہوئی نشان کے ہر پھر کے پر تولیت
 خداوند کریم تحریر تھی اور ایک طرف سے اس غبار کے بیس علم اور آرزو ہا سے کشین پر علمدار لیے ہوئے بیٹھے
 تھے ظاہر ہوئے اس کے بھی پیر یون پر خدا ہی مرقوم تھی کہ وہ علمدار اگر ایک طرف کو ٹھہرے کیونکہ انکو علم تھا کہ
 جہان پر صاحبقران کو دیکھنا ٹھہر جانا چھوڑے کہ وہ جاتا کیونکہ ہم تلاش صاحبقران میں چلے جیسے ان علمداروں
 نے صاحبقران کو زیر سایہ و رخت جلوہ گرد دیکھا ایک طرف صفت باندھ کر کھڑے ہوئے ان کے بعد اور جلوں سوار
 نمودار ہوا وہ بھی ایک طرف کو صفت بستہ ہوا چونکہ صاحبقران دور تھے بدینوبہ صاحبقران کے بخوبی پہچانا
 ان لوگوں کے یہ سبب بندی کے کہ وہ ہاتھیوں پر سوار تھے صاحبقران کو پہچان لیا کہ جب صاحبقران
 نے سیکو دیکھا تو چھ صورتیں آشنا معلوم ہوئیں اور نشانہا کے لشکر کے کہ وہ تشریف تھے یہ صاحبقران پر
 ثابت ہو گیا کہ یہ لشکر ساحرون وغیرہ ساحر و نکاحدا پرست ہر سب مسلمان ہیں کیونکہ کفار کے لشکر کے علموں کے
 پھر ہرے سیاہ ہوتے ہیں صاحبقران حیران و پریشان ہیں کہ یہ لشکر کسکا ہوا اور اس لشکر کا کون بادشاہ ہوا
 یہ یہاں کیوں قیام پذیر ہوا کیونکہ یہ مقام تو قیام کرنے کا نہیں چونکہ وقت شام قریب ہو کہ منہاں کرے گا اور
 ان لوگوں کو کہیں میں نے دیکھا بھی یہ خیال دل میں کرتے جاتے تھے اور ملاحظہ فرماتے جاتے تھے کہ صاحبقران
 نے ملاحظہ فرمایا کہ بعد ازاں جانے جلوس سواری کے اب آمد لشکر کی شروع ہوئی دیکھا کہ ایک حکیم وضع ایک
 نیم تخت پر سوار ہوا اس کے ایک تخت اور اس پر غاشیہ پڑا ہوا بائیں طرف اس لشکر کے لشکر ساحرون کا
 انکا فسر آرزو سوار عقب میں لشکر پیشا عقب لشکر اٹالہ بارگاہ کا اور اس تخت سوار نے ان لوگوں

سے یہ چھپا کہ تم نے اس مقام پر کیون قیام کیا اسکا کیا سبب ہوا انھوں نے جواب دیا کہ ہم نے موافق حکم کے عمل کیا اسکا حکم تھا کہ جہاں پر صاحبقران کو دیکھنا پھر آگے نہ بڑھنا اسی مقام پر قیام کرنا چنانچہ ہم نے یہاں آکر صاحبقران کو تشرفیت فرما دیکھا ملاحظہ فرمایا کہ وہ زیر درخت صاحبقران عالی شان جلوہ فرما ہیں اسی طرف ملاحظہ فرما رہے ہیں اسقلینوس نے سر اٹھا کر اس طرف دیکھا صاحبقران کو جلوہ گر پایا راوی کہتا ہے کہ حکیم اسقلینوس عقب صاحبقران لشکر لیکر چلے گئے اب یہاں آکر پہونچے راہ میں صاحبقران سے ملاقات ہوئی اگر صاحبقران باغ ملکہ میں قیام نہ فرماتے تو ہرگز ہرگز اسقلینوس سے ملاقات نہ ہوتے اس قیام کے کرتے سے یہ ہوا کہ لشکر آکر صاحبقران سے ملحق ہو گیا یا جب اسقلینوس نے ان لوگوں کی زبانی سنا اور خود بھی صاحبقران کو تشرفیت فرما دیکھا اوجھب صاحبقران نے اس لشکر کو دیکھا اور ملاحظہ کیا کہ لشکر نے قیام کیا خود اس لشکر کی طرف اس قصد سے چلے کہ ذرا چل کر دیکھوں کہ یہ کون لوگ ہیں اور یہ کسکا لشکر ہے صاحبقران ادھر سے چلے ادھر سے اسقلینوس برائے قدمبوسی صاحبقران چلے جب صاحبقران قریب پہونچے اب صاحبقران نے پہچانا کہ یہ لشکر میرا ہے اور یہ تخت پر جو سوار ہیں یہ حکیم اسقلینوس ہیں اور وہ جو لشکر ساحران ہر وہ بھی میرا لشکر ہے یہ دیکھ کر صاحبقران اس مقام پر ٹھہر گئے اور جمال را ہدار سے فرمایا کہ دیکھا تم نے حکیم اسقلینوس کو تاب نہ رہی معلوم ہوتا ہے کہ جب چویدار نے انکو رقعہ دیا ہر وہ اس رقعہ کو پڑھ کر فوراً مع لشکر کے وہاں سے چلے گئے کہ اسوقت پہونچے خیر اب انکو بھی ہمراہ لیکر طرف در بند کے چلیں گے ہم نے تو چاہا تھا کہ یکے تنہا بنا کر در بند کو فتح کریں مگر حکیم اسقلینوس نے ساتھ نہ چھوڑا آتے ہیں تو آنے دو ادھر حکیم نے جب بخوبی پہچان لیا تو مع حکیم شیطین و وزیر بے ستون و دیگر سرداروں کے تخت پر سے اتر کر پیادہ پایا چھو کر دھال سے ہاتھ باندھ کر خدمت صاحبقران میں آیا اور صاحبقران کے قدم پر گر کے عرض کرتے تھا کہ ہم غلاموں سے کونسی ایسی خطا سرزد ہوئی کہ ہم کو چھوڑ کر حضور یکے و تنہا روانہ ہوئے جو خطا سرزد ہوئی ہوا اسکو معاف فرمائیے صاحبقران نے حکیم کے سر کو اٹھا کر سینے سے لگایا ہاتھ کھوئے فرمایا کہ کوئی تم کو نہ خطا نہیں ہوئی بلکہ یہ سبب ہوا کہ میں نے تم سے کہا کہ میں طرف در بند سوسن کے جانا ہوں تم لوگوں نے منع کیا وہاں خواجہ عمر و قید تھے مجھ کو خیال ہوا کہ ایسا نہ ہو میں ان لوگوں کے گئے چھپ چھپ کر ان لوگوں کو خواجہ کو سوسن جادو قتل کر ڈالے تو ٹری فرامی ہو بس میں بوقت شب چھپ

جمال کو ہمراہ لیکر چل کھڑا ہوا تم لوگوں کے اطمینان کے لیے رقعہ لکھ کر چوبدار کو دے آیا اسقلینوس نے
 عرض کیا کہ جب مجھ کو بوقت سحر رقعہ ملا میں فوراً اُسیدن کل لشکر کو لیکر روانہ ہوا راہ میں یہ دعا مانگتا
 ہوا چلا آتا تھا اے کریم کار ساز و اے رب بے نیاز و اے جامع المستفرقین مجھ کو قد مبوسی صاحبقران کی
 راہ میں نصیب ہو خداوند کریم نے میری دعا قبول فرمائی کہ آپ کے قدموں سے ملا دیا کہاں تک اسکا
 شکر پیدا کروں بعد حکیم اسقلینوس کے اور سب سرداروں نے قد مبوسی حاصل کی صاحبقران نے
 سب پر مہربانی اور شفقت فرمائی ہر ایک سے چند پیشانی ملے خلاصہ یہ کہ حکیم اسقلینوس نے
 حکم دیا کہ اسی مقام پر چیمے وغیرہ برپا کرو آج یہاں قیام کرینگے کل صاحبقران طرہ در بند سوسن
 کے روانہ ہونگے صاحبقران نے فرمایا کہ قیام کرنے کی کیا ضرورت ہو لشکر کو حکم کوچ دو اسقلینوس
 نے عرض کیا کہ عدول حکمی تو نہیں کر سکتا ہوں مگر میری خوشی یہ ہے کہ آج یہاں قیام فرمایا ہے کل یہاں سے
 بوقت سحر تشریف لے چلے آئندہ جو مرضی مولیٰ ارہمہ اولیٰ صاحبقران سے بھی خیال فرمایا کہ اب
 خواجہ تورماہو کے ہیں اب کوئی اندیشہ بھی نہیں ہے جب تو یہ جلدی تھی کہ ایسا نہ ہو کہ وہ خواجہ کو
 قتل کر ڈالے اسکا تو خوف اب نہیں ہے حکیم کے کنبے پر عمل کرو اور یہ اب در بند سوسن کی طرف چلتا ہو
 بلکہ در بند اعظم کی طرف چلتا ہو یہ خیال فرما کے صاحبقران نے فرمایا کہ خیر جو تمھاری مرضی قیام کرو اسو
 سب چیمے وغیرہ برپا ہو گئے ادھر لشکر صاحبقران فروکش ہوا ادھر پہلوے لشکر صاحبقران میں
 ملکہ برجیس نے بھی خیمہ اپنے برپا کیا ادھر یہ لشکر اتر اُدھر ملکہ بھی اپنے خیمہ میں اتری اسقلینوس
 صاحبقران کو لیکر داخل بارگاہ ہوئے سب لشکر اتر اور بار آراستہ ہوا اسقلینوس نے صاحبقران
 سے کیفیت راہ دریافت کی صاحبقران نے سب حال بیان فرمایا اور فرمایا کہ ملکہ برجیس بھی میرا
 ہمراہ ہیں انھیں کے باغ میں قیام کرنے سے تو یہ امر ہوا کہ میرے تمھارے ملاقات ہو گئی ورنہ محال
 تھا اس کے بعد صاحبقران نے منصب جادو کا آنا اور مقابلہ کرنا اور اسکا مطیع ہونا اور حال
 رہائی خواجہ عمرو و سوسن جادو کا طرہ کوہ اعظم کے جانا اور افغان گرز زن کا قول و اقرار
 اعظم جادو و سوسن جادو سے کہ میں طلسم کشائے مقابلہ کرونگا بیان فرمایا کہ اب میں نے قصد
 کیا تھا کہ طرہ کوہ اعظم کے روانہ ہوں کہ مجھ کو آمد آمد لشکر معلوم ہوئی میں اس خیال سے ٹھہر گیا
 کہ شاید کوئی حریت آتا ہو جب نشان لشکر نمودار ہوئے اور اسے خلاصہ سلام پیدا ہوئی تو اور

جھکو حیرت ہوئی کہ یہ کس خدا پرست کا لشکر ہو آخر برائے دریافت چلا تھا کہ تم سے ملاقات ہوئی اب ہم اور تم ملکر طرہ کوہ اعظم کے چلین گے اسقلینوس نے عرض کیا بہت خوب اسکے بعد صاحب جنتان نے سبقت چار و کو سب سے لایا اسنے سب کو بادب سلام کیا صاحب جنتان نے اسکو بھی بارگاہ میں صفت ساحران میں جگہ مرحمت فرمائی اسقلینوس نے عرض کیا کہ کسٹافی معاف اگر حکم ہو تو ملکہ عالم کو بھی لشکر میں لے آؤں آپ کی اگر مرضی عالی ہو تو انکو طلب فرمائیے صاحب جنتان نے فرمایا کہ ہاں کیا نقصان ہو انکو جو الگ الگ چلنے کا حکم دیا تھا اسکا سبب یہ تھا کہ میرے ساتھ لشکر نہ تھا میں کیلا تھا کیونکہ میں تم سبکو چھوڑ کر چلا آیا تھا میں نے یہ خیال کیا اگر انکو ہمراہ لیا کرتا ہوں یہ سب عورتیں ہیں جو بیچے کا مہی کہیگا کہ حمزہ صاحب جنتان عورتوں کا لشکر لیا کر برائے مقابلہ آئے ہیں اسمیں میری بدنامی تھی بس میں نے الگ الگ انکو آنے کا حکم دیا وہ علیحدہ آئی میری ہمراہی میں بتم لگا گئے ہو اب انکا بھی لشکر میں ہوتا اور میرے ہمراہ ہوتا امر نقصان نہیں ہوا اسقلینوس نے کہا کہ یا صاحب جنتان ملکہ کمان میں ہم کو معلوم ہو ہم خود جا کر آئیں صاحب جنتان نے فرمایا کہ اسی جنگل میں کشتی مقام پر فروکش ہیں تلاش کرو کیونکہ انکو حکم علیحدہ اترنے کا دیا گیا تھا وہ کسی مقام پر ہونگی حکیم اسقلینوس نے اسی وقت چوہداروں کو بلا کر حکم دیا کہ اسی صحرائ میں تلاش کرو کہ کسی مقام پر کچھ کچھ وغیرہ برپا ہوں ہم کو اگر خبر دو وہ چوہدار یہ حکم پا کر فوراً روانہ ہوئے تلاش کرتے کرتے ایک مقام پر پہنچے تو دیکھا کہ چند جیمے وغیرہ برپا ہیں انھوں نے وہاں جو لوگ تھے انسے دریافت کیا معلوم ہوا کہ یہ جیمے ملکہ برجیس آفتاب منظر کے ہیں وہ برائے شکار آئی ہیں وہ چوہدار یہ دریافت کر کے لشکر میں آئے اور داخل بارگاہ ہو کر اسقلینوس سے عرض کیا کہ جی ہاں آپ کے لشکر سے تھوڑی دور پر چند جیمے برپا ہیں ہم نے جو جا کر دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ملکہ برجیس آفتاب منظر برائے شکار آئی ہیں یہ اُنکے جیمے ہیں جب یہ حکیم اسقلینوس نے سنا صاحب جنتان سے بیان کیا کہ یہ جیمے خبر معلوم ہو گئی دریافت ہو گیا اب کیا آپ فرماتے ہیں صاحب جنتان نے فرمایا کہ جا کر آؤ اسقلینوس نے عرض کیا کہ ایک رقعہ اپنا دستخطی تحریر فرما دیجیے اسمیں یہ مضمون ہو کہ میں نے اسقلینوس کو تمھارے پاس روانہ کیا ہوں تمھارے ساتھ لشکر میں چلی آؤ اب ہمارا لشکر آگیا ہے صاحب جنتان نے اسی وقت پرچہ قرطاس پر یہی مضمون تحریر کر دیا حکیم اسقلینوس سرکاروں کو اور ایک محافظہ ہمراہ لیا کہ اسطرح کو روانہ ہوئے اُنھوں نے ملکہ کو بھی طائران سحر لے آگاہ کر دیا تھا کہ یہ لشکر صاحب جنتان کا

بزجب صاحبقران برون اطلاع کے چلے آئے تھے سرداران لشکر کو جو معلوم ہوا اسی وقت یہ لوگ بھی چلے
 گئے یہاں آکر صاحبقران سے ملے اسباب لشکر انراہ صاحبقران بھی فرود کش ہوئے ہیں بلکہ آپ کے لینے
 جانے کے لیے صاحبقران سے استقلینوس کو روانہ فرمایا کہ تم جا کر ملکہ کو لشکرین کے آوہ آتی ہیں ملکہ
 یہ سنے خوش ہو گئی وزیر زادی سے فرمایا کہ لو چلو اس لشکرین وزیر زادی سے جواب دیا کہ آپ خوش ہوں چلی
 تو مراد بڑائی یہاں یہ ذکر ہو رہا تھا کہ اوہا استقلینوس درخیمہ پر آکر پہونچے جو پاسپان درخیمہ پر بیٹھے ہوئے
 پاسپانی کر رہے تھے اُسے کہا کہ ملکہ کو خبر کرو کہ استقلینوس ملازم صاحبقران آپ کی خدمت میں حاضر ہوا
 بڑا ایک حکم نامہ صاحبقران کا لیکر آیا ہے پاسپان نے محلدار کو پکا کر کہا کہ جا کر ملکہ سے عرض کرو کہ استقلینوس
 صاحبقران کے پاس سے آئے ہیں محلدار نے جا کر ملکہ سے عرض کیا کہ ملکہ تو انتظار فرما رہی ہیں تھیں جیسے محلدار
 نے کہا کہ استقلینوس درخیمہ پر آئے ہیں ملکہ نے یہ سنے فرمایا کہ پر وہ کر کے انکو لے آؤ پر وہ ہو گیا بیرون
 پر وہ کر ہی بچھاوی گئی محلدار نے جا کر کہا کہ ملکہ نے حکیم صاحب کو یاد فرمایا کہ حکیم صاحب لشکرین میں
 سنا تھا کہ استقلینوس سب سرداروں کو باہر ٹھہرا کر خود اندر خیمے کے آئے جب قریب پر وہ پہونچے بہت
 جھٹک کر سلام کیا ملکہ نے جواب سلام دیا استقلینوس سلام کر کے کرسی پر بیٹھے ملکہ نے مزاج پرسی کی
 انھوں نے کہا کہ آپ کے جان و مال کو دعا دیتا ہوں میں تو آپ کا دعا گو ہوں بسم اللہ شریفین لعلیہ صاحبقران
 نے یاد فرمایا کہ ہر پر یہ قلعہ بھی ہوا اسکو ملا حقلہ فرمایا یہ کہہ کر قلعہ حبیب سے نکال کر دیا ملکہ نے رقعہ پڑھا کہ
 کہ میں جلتی ہوں اسی وقت خواصو نکو حکم دیا کہ سامان درست کرو وہاں غرض کہ کس امر کا تھا سپانان درست
 تھا استقلینوس باہر آئے ملکہ حفافہ میں اسوار ہوئے حکیم نے پائے حفافہ پر ہاتھ رکھا سب سرداروں کو حفافہ کے
 ہوئے سب اسباب اور خیمہ وغیرہ ہمراہ لیکر بڑی عزت و آبرو سے ملکہ کو داخل لشکر فرمایا انہر کیا برا خیمہ
 صاحبقران کے ملکہ کا خیمہ برپا کیا گیا ملکہ خیمے میں آئے سب خواصین وغیرہ اپنے اپنے مقام پر آئے جب
 ان کا مونسہ حملت ہوئی حکیم نے صاحبقران سے عرض کیا کہ ملکہ لشکرین شریفین لعلیہ میں خیمہ پر رہا
 ہو گئے صاحبقران نے فرمایا کہ اچھا لاوی بیان کرتا ہوں کہ صاحبقران نے دوبارہ برخواست کیا ملکہ کے خیمے
 میں شریفین لعلیہ ملکہ استقبال کر کے صاحبقران کو لیا گئی مسند پر بٹھایا بہت خوش ہوئی خلاصہ یہ کہ وہ
 راست اسی صحرائین بسر ہوئی بوقت صبح صاحبقران بیدار ہوئے نماز وغیرہ سے فراغت کر کے بیرون
 خیمہ شریفین لعلیہ استقلینوس مع سرداروں کے بہت سویرے سے حاضر تھے صاحبقران کو جبرا کہا

صاحبقران نے سب کا حجر اور سلام لیکر حکم کو چ دیا انہی وقت سے سامان ہونے لگا تھوڑے عرصہ میں سب سامان درست ہو گیا صاحبقران مرکب پر سوار ہوئے اور سب لشکر و کل سردار چلنے پر تیار ہوئے ابھی کہ اس سفر پر چوب نہ پڑی تھی کہ ایک طرف سے کچھ ابرو سوسنی رنگ زرد رنگ یا قوت رنگ نمودار ہوا اس میں بڑے کی چمک رعد کی گرج تھی صاحبقران نے سرداروں سے فرمایا کہ ابھی ٹھہر جاؤ لشکر کو حکم کو چ نہ دے بلکہ صفت آرائی کا حکم دو کیونکہ یہ آمد لشکر ہو اور کوئی ساحر مع لشکر کے آتا ہو اس لشکر کو دیکھ لو شاید ہم سے مقابلہ کرنے آتا ہو یا کسی ساحر کو میرے آنے کی خبر پا کر سوسن بجا دوتے روانہ کیا ہو کہ جا کر راہ میں روک لو اور مقابلہ کرو یہ جو صاحبقران نے فرمایا اسقلینوس نے اسی وقت لشکر کو صفت آرا ہونے کا حکم دیا لشکر صفت آرا ہوا کہ وہ ابرو قریب آکر پہونچا اور طرف زمین کے مائل ہوا صاحبقران و دیگر سرداروں نے وکل اہل لشکر نے دیکھا کہ زیر ابرو قوت نگار تخت پر بادشاہ طلسم یعنی سیمائے بلند آواز سوار ہیں سر پر چتر طلائی کریم نش کر رہا ہر تلخ سر پر ہر قبائے قلم کار زرب تن ہو گلے میں موتیوں کے مالے سامنے شمشیر الماس نگار رہی ہوئے ہر اور چھوٹی سحر ایک پہلو میں ایک جوان تاج سر پر پہنے ہوئے سوار ہر اور ایک طرف تخت کے ایک تخت پر دو نازنین سوار ہیں ان میں ایک مسن ہر اور ایک کم سن ہر عقرب میں لشکر بشمارہ ہمسر باز و قرقرے پر سوار برتین چمکاتے ہوئے چتر تین ہلاتے ہوئے شعبہ ہائے سحر دکھاتے ہوئے کوئی پانی برسا رہا ہر کوئی بار سحر سے بارش مرورید کر رہا ہر کسی نے بلخ سحر بنایا ہر کہ وہ ہوا پر قائم ہوا اُس سے خوشبو چلی آتی ہر اسی طریقہ سے وہ لشکر جو کہ قریب پانچ لاکھ کے تھا چلا آتا ہر عقرب لشکر آ رہا ہے سحر پر بارگاہین و خیمے وغیرہ بارہین صاحبقران نے سیمائے بلند آواز کو دیکھا سرداروں سے فرمایا کہ لو بادشاہ طلسم بھی آگے جاؤ انکا استقبال کرو اور استقبال کر کے لاؤ جب یہ آئیں گے تو پھر سفر کا حکم دینگے سردار ادھر سے چلے صاحبقران نے اسقلینوس سے فرمایا کہ یہ جوان جو شمشیر پر سوار ہر یہ کون ہر اور نازنین کون ہیں اسقلینوس نے عرض کیا کہ یہ جوان کو فرزند ہر بادشاہ کا اور جو نازنین کم سن ہر یہ دختر ہر اور جو سن ہر یہ زوجہ ہر سیمائے بلند آواز کی باقی اور سب سردار ہیں صاحبقران نے یہ سننے فرمایا کہ معلوم ہو گیا راوی کا بیان ہر کہ ادھر ہے سردار حکم صاحبقران طرہ بادشاہ کے برائے استقبال چلے آدھر سیمائے بلند آواز نے جو دیکھا کہ صاحبقران مع لشکر و کل سرداروں کے تشریف فرما ہیں یہ دیکھا بادشاہ نے اپنے فرزند و زوجہ و دختر سے و سب سرداروں سے فرمایا کہ پیدل ہو جاؤ سامنے صاحبقران کا پیشان

مع کل لشکر کے جلوہ فرماہیں یہ مقام ادب پر سوار رہنے کا وقت نہیں جو یہ حکم دینا تھا کہ سب سردار سوار ہو
پر سے اترے اور پیدل ہوئے بادشاہ بھی تخت پر سے اتر کر طرف صاحبقران کے چلے لشکر کو اسی مقام
پر صفت آراہونے کا حکم دیا اور کہا کہ نشانوں کو سلامی کرو اور سب ملکر جبراکرو اہل لشکر نے ایسا ہی کیا کہ
صفت آراہون کر غلہ لے لشکر کو پہلے سلامی کیا یہ مراد تھی کہ ہم سب باوہب سلام کرتے ہیں بعد اسکے سب
لشکر نے باوہب جھک کر جبراکر لیا اور سے سے چلے اور سے سردار برائے استقبال چل چلے تھے خلاصہ یہ کہ
درمیان راہ میں باہم لے سب سرداروں نے بادشاہ کو سلام کیا انھوں نے جواب سلام دیا سرداروں نے
قد مہوسی حاصل کی اب بادشاہ کے عقب میں چلے سیمائے بلند آواز نے قریب صاحبقران پہونچا
ہست ادب کے ساتھ جبراکر لیا صاحبقران نے جواب سلام دیکر گلے سے لگایا پھر توجہ سردار و غریب بادشاہ
کے تھے باری باری سب قد مہوس ہوئے صاحبقران نے سب کے پشت پر دست شفقت رکھا اور
ہر ایک کی تعریف فرمائی جب مجرے وغیرہ سے فراغت ہوئی اور سب کا مجرا ہو چکا اُس وقت بادشاہ نے
عرض کیا کہ کیا قصد ہو حضور کا یہ لشکر کیوں تیار ہو کر باندھے ہوئے صاحبقران نے فرمایا کہ قصد سفر ہے میں
حکم کو چ دے چکا تھا کہ تمھاری آمد شروع ہو گئی میں نے ٹھہرنے کا حکم دیا اب جو تمھاری مرضی ہو وہ
کیا جائے عرض کیا کہ جو مرضی مبارک اگر حکم ہو تو آج اسی مقام پر پھر قیام کیا جائے کل یہاں سے کوچ فرمائیے
کیونکہ میرا لشکر بھی تھکا ہوا ہوا سو وہ بھی ہو جائے گا یہ جو بادشاہ نے کہا صاحبقران نے فرمایا کہ خیر یہی
اسی اُس وقت لشکر کو فروکش ہونے کا حکم دیا لشکر اسی مقام پر اترنے لگا لشکر سیمائے بلند آواز بھی شروع
لشکر صاحبقران ہوا خیمے و بارگاہیں وغیرہ برپا ہوئیں دونوں لشکر ایک مقام پر اترے ایک طرف لشکر
ساحران و ایک سمت لشکر غیر ساحران اُس جنگل میں منگل ہو گیا ہر طرف چمک چمک ہونے لگی بازار میں
آراستہ ہو گئیں صاحبقران نے دربار فرمایا بادشاہ طلسم کو تخت پر بٹھایا آپ جنگل پر بیٹھے دہنی طرف
کل سردار لشکر جو کہ غیر ساحر تھے وہ جنگلون و کمر سیہوں پر بیٹھے اور بائیں طرف کل سردار لشکر ساحران بیٹھے
اسطورے دربار آراستہ ہوا اب صاحبقران نے بادشاہ سے کل حال اول سے آخر تک راہ کا بیان فرمایا
اور فرمایا کہ نبقت جادو سے معلوم ہوا کہ سوسن جادو در بند اعظم کو چلی گئی جو اپنے بھائی اعظم جادو
کے پاس اور وہاں مقیم ہوا اسی کے سپہ سالار مقہور جادو کا بڑا بھائی آیا ہوا کہ جسکا ام فغان گرز زن
ہوا نے سوسن و اعظم سے اقرار کیا ہوا کہ میں طلسم کشا ہوں سیر کر لوں گا بزور و طاقت آپ اطمینان طہین اور

اسی قصد سے وہ اپنے بھائی و سوسن کے اعظم کوہ پر مقیم ہو کہ جب طلسم کشا اس طرف کو آئے گا تو مقابلہ کیا جائیگا مین نے جب یہ سنا تو خیال کیا کہ در بند سوسن کو جاننا بیکار ہوا اعظم کوہ کی طرف چلا اور افغان گزرتا سے مقابلہ کرو چنانچہ یہی قصد کر کے چلنے کا قصد کیا کہ حکیم صاحب مع لشکر کے پہنچے انھوں نے آکر کہا کہ آج اسی مقام پر قیام فرمائیے مین نے کہا کہ اچھا وہ دن اور رات بہمان بسری اب لشکر کو حکم کو چ دیا تھا سب تیار ہو چکے تھے کہ ٹھہری آمد شروع ہوئی بس اب کل یہاں سے خط مستقیم طرف اعظم کوہ کے چلو اور وہاں چل کر افغان سے مقابلہ کریں ذرا اسکو بھی دیکھیں کہ یہ کیسا جوان اور پہلوان ہو اور کس قدر زور و طاقت رکھتا ہو اور کس مرتبہ کا پہلوان ہو گو مین کسی لائق نہیں ہوں در نہ مین کسی کو زیر کر سکتا ہوں مین ایک آدمی ہوں مثل مور کے فصیح ہوں مین بھلا کیا کسی کو زیر کروں گا اور کیا مقابلہ کروں گا اگر اس قسم کے حکم کسی نے آج تک میرے مقابلہ کی باری مین نہیں کئے کہ ہم حمزہ کو زیر کر لیں یا مثل افغان کے کسی نے حتی و عدد کیا ہو اور یوں قرار کیا ہوا اسکو کچھ تو غرور ہو اس سے مقابلہ کرنا پر ضرور ہو اگر مین اُدھو کو بچاؤں گا تو وہ یہ خیال کرے گا کہ طلسم کشا کو میرے حال سے آگاہی ہوئی وہ میرے خوف سے ادھر نہیں آیا اور مین سوا سے خداوند کریم کے کسی سے نہیں ڈرتا ہوں اگر خداوند کریم چائے گا تو مین اُس پر غالب آؤں گا ورنہ مجھکو ایک طفل پنج سالہ زیر کر سکتا ہو وہ تو پہلوان ہو مگر فضل خداوند وہاں سے آج تک مین کسی سے زیر نہیں ہوا نہ کسی نے میری پشت زمین سے لگائی کیا علم کہ اس پیرانہ سانی مین یہ دلت میرے مقدر مین ہوا اسکی مرضی مین کیا چارہ ہو بندہ ہر طرح مجبور و ناچار ہوا اسکو اختیار ہو جسے چاہے دلت بے جسکو چاہے غنت دے ہو جب آئیہ کریمہ تغر من کشار و قتل من تشار بیدک اخیر تک علی کل شئی قدر مین یہ جانتا ہوں کہ غرور و تکبر کا انجام اچھا نہیں ہوتا ہو ہمیشہ صاحب غرور و تکبر پسے ہوتا ہو غرور و تکبر سوا سے ذات باری تعالیٰ کے کسی کو زیر یا نہیں ہو کیونکہ وہ سب کا خالق ہوا اس نے سب کو پیدا کیا ہوا عز و جلال نے غرور و تکبر کر کے کیا شرمہ پایا راندہ در گاہ باری تعالیٰ ہوا طوق لعنت لکے مین پڑا تا بہ قیامت یہی حال رہیگا مین ہی معتب و گاہ احدی رہیگا مجھ و انکسار سے خداوند کریم خوش ہوتا ہو اسکو غرور نہیں پسند ہو جو عز و انکسار کرتا ہو اسکا بڑا مرتبہ ہوتا ہو دیکھ لو جو درخت کا بہت سر بلند ہوتے ہیں اور بہت سر اٹھاتے ہیں وہ بے عمر ہمیشہ رہتے ہیں اور جو کہ فروتنی کر کے ہیں اُسے کیا کیا عمر اور لطیف ہوتے ہیں اور اُنکو انداز حیوان غریب رکھتے ہیں اور جو بے عمر ہوتے ہیں کوئی اُنکی عزت

عزت کرتا ہوا اور دانست بلکہ ان پر ہمیشہ میر ظلم و ستم تیز رہتا ہوا اور وہ قلم کیے جاتے ہیں بس میں غم و اندوہ و غور و فکر کا لہجہ
 ہوا اور انکو عجز و فروتنی کا سب اہل و دربار کے عرض کیا کہ بجا ارشاد ہوا انشاء اللہ تعالیٰ آپ سکون فرمائیے گا
 وہ اپنی وریہ دہنی اور چرب زبانی کی سزا پائے گا صاحب قرآن نے فرمایا کہ کیا معلوم یہ فرما کر خاموشی مع ہے
 بادشاہ نے اپنا تمام حال بیان کیا اسکے بعد ادھر ادھر کی باتیں ہوئیں قریب و بیدار کے دربار پر خاص
 ہوا سب دربار سے اٹھ کر اپنے اپنے مقام پر آئے صاحب قرآن اپنے خیمہ میں تشریف لے گئے بادشاہ
 مع زوجہ و فرزند و دختر کے اپنے خیمے میں تشریف لے گئے سب سردار اپنے اپنے مقام پر آئے یہاں تک
 کہ دو دن و دو رات یہ عیش و راحت سب نے اسی صحرا میں بسر کی جب صبح ہوئی صاحب قرآن بیدار
 ہو کر آدھ سفر ہوئے خیمہ سے باہر تشریف لائے یہاں سب سردار مع بادشاہ کے موجود تھے صاحب قرآن
 کو جرا کیا اور قنوجا شاہی بجالائے بعد سلام و حوالینے کے صاحب قرآن نے سبقت چادو کو مع جمال بہر
 کے ہراول لشکر فرمایا اور پچاس ہزار ساحر و غیر ساحر اسکے ہمراہ کر کے اور اٹالہ بارگاہ کا یہ حکم فرمایا کہ تم
 زیر کوہ اعظم مقام مناسب دیکھ کر خیمے وغیرہ بپا کرنا مگر میدان جنگ و پیکار کا فاصلہ ضرور چھوڑ دیت
 سبقت چادو اٹالہ بارگاہ کا لیکر طرف اعظم کوہ کے راہی ہوا اسکے بعد صاحب قرآن مع بادشاہ طلسم
 و کل لشکر ساحران و غیر ساحران و کل سہ داران کے طرف اعظم کوہ کے بڑی شان و شوکت سے روانہ
 ہوئے صاحب قرآن کے ہمراہ لشکر ساحران و غیر ساحران قریب چھ سائت لاکھ کے ہر کس سفری پر خوب
 بڑی لشکر روانہ ہوا اب صاحب قرآن قطع منازل و طومار اہل کرتے ہوئے چلے جاتے ہیں صاحب قرآن
 راہ میں ہیں کہ ادھر سر کوہ اعظم سبقت چادو مع اٹالہ بارگاہ کے پہنچ گیا اس میدان کا فاصلہ
 دیکھ کر اور لشکر حریف کے اترنے کا مقام چھوڑ کر صحرا سے ہر آٹ گیا یہاں خیمے و بارگاہیں بپا کیں ایسا
 مقام اسنے تجویز کر کے خیمے و غیرہ بپا لیے کہ لشکر کو کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچے اور کسی قسم کی زحمت
 نہ ہو بازار میں آراستہ ہوئیں خرید و فروخت ہونے لگی و کجیات کے جھنڈے نصب کر دیے گئے
 نشان لشکر عالم کیے گئے انکے پھر سے ہوا سے اڑنے لگے سبقت چادو نے ہر قسم کا سامان ہم کر لیا
 و خوب چھی طرح سے میدان وسیع اپنے قبضہ میں کر لیا یہ دو پہر دن باقی تھا جب وہاں پہنچا تھا
 سنائی دو پہر دن دو پہر دن میں شام تک سب بندوبست کاملی طور سے کر لیا بوقت سحر یہ کل
 لشکر کو لیکر میدان میں صف آرا ہوا کہ آمد لشکر صاحب قرآن شروع ہوئی خلاصہ یہ کہ صاحب قرآن مع کل

لشکر کے لشکر لائے سب سامان درست پایا اس وقت جادو کی بہت تعریف فرمائی سب لشکر اتر
 ہر شہر اور ہر خیمہ اپنے قریب سے برپا تھا صاحب قرآن اپنی بارگاہ میں فروکش ہوئے بادشاہ اپنی بارگاہ میں
 لشکر ساحران اپنی حد میں اتر اور غیر ساحران اپنی حد میں بے پیمان پیل پیل ہو گئی جو درخت و غیرہ اس
 جنگل میں تھے وہ قلم کر ڈالے گئے خوب میدان صاف ہو گیا یہ پیمان لشکر صاحب قرآن فروکش ہوا یہاں
 تو لشکر اتر اور سب اطمینان سے بیٹھے ہیں صاحب قرآن نے دربار آراستہ کیا ہر سب سردار حاضر دربار ہوئے
 بارگاہ میں ہر طرف دنگلو کرسی دکھائی دیتے تھے سوائے دنگلو کرسی کے اور کوئی ٹونہ تھی نہ کوئی جگہ
 خالی تھی دربار آراستہ تھا بادشاہ طلسم تخت پر جلوہ فرما تھے صاحب قرآن دنگل ٹوکٹ پر تعریف فرما تھے
 اور سب سردار اپنے مقام پر بیٹھے ہوئے تھے ساحر طرہ دست چپ کے اور غیر ساحر طرہ دست راست
 کے بیٹھے ہوئے تھے خواجہ عمرو کی جگہ خالی تھی یہاں تو دربار آراستہ ہوا اور صاحب قرآن نے بادشاہ و حکیم
 اسقلینوس سے فرمایا کہ اب ایک نامہ بنام اعظم جادو و سوسن جادو کے تحریر کیا جائے اس کا یہ مضمون ہو
 کہ اعظم جادو و سوسن جادو آگاہ ہو کہ میں طلسم کشا ہوں میری شہادت بادشاہ طلسم نے کی وہ دیکر
 اراکین طلسم نے حکیم اسقلینوس بھی میرے شریک ہوئے کئی مرتبہ مشکلات سے اور مجھ سے مقابلہ
 ہوا وہ میرے مقابلہ سے بھاگ کھڑا ہوا میں نے کوہ بے ستون پر آکر بے ستون جادو کو قتل کیا
 کوہ بے ستون کو برباد کر کے بادشاہ طلسم کو رہا کیا مردار خوار و نگو قتل کیا بے ستون کے زیر نے
 اور لشکر مردار خواران نے میری اطاعت کی بعد اس معرکہ کے میں نے ادھر کا قصد کیا اب میں لشکر
 لیکر ادھر کو آیا ہوں لہذا تم کو لازم ہو کہ دونوں صاحب اگر میری اطاعت کرو اور لوح طلسم میرے
 حوالے کرو کہ میں جا کر طلسم کو فتح کروں اور مشکلات کو قتل کروں و اگر کچھ دعوے ہو تو آکر مقابلہ کرو
 زیادہ تحریر کرنے کی کیا ضرورت ہو تم کو یہی لازم ہو کہ دین اسلام قبول کرو اور ترک کفر و اور سامری
 جہنم پر لعنت کرو بدوں سکے اب کوئی طریقہ تمھاری رہائی کا نہیں ہو بادشاہ و اسقلینوس نے
 نے عرض کیا کہ بہت خوب صاحب قرآن نے فرمایا کہ وہیر کو طلب کرو بادشاہ نے عرض کیا کہ آج اگر
 آپ کی مرضی ہو تو یہ امر موقوف کیا جائے کل نامہ تحریر کر کے روانہ کیا جائے گا صاحب قرآن نے فرمایا کہ
 اچھا یہاں تو دربار آراستہ ہوا و دھوکہ اعظم پر اعظم جادو و دربار میں بیٹھا ہوا تھا سوسن جادو و دربار
 سردار بھی حاضر دربار تھے افغان گرز زن بھی ایک ننگل پر بیٹھا ہوا تھا اور ایک طرف قمر و جادو یہاں

بھی دربار آراستہ تھا اعظم جادو و سوسن جادو نے چند طائر سحر مقرر کیے تھے کہ جب طلسم کشا مع لشکر اسطوت
 آئے اور زیر کمرہ فروکش ہو کر خبر کرنا اور ہر کار سے مقرر کیے تھے انکو بھی حکم دیا تھا کہ ہم کو نور انجیر و بنار اوی بیان
 کرتا ہو کہ یہاں دربار میں اعظم جادو و سوسن جادو سے کہہ رہا تھا کہ ابھی تک طلسم کشا اور نہ میں آیا میں یہ
 خیال کرتا ہوں کہ وہ آتا ہو گا اُسکو اُسکے عیار سے خبر دی ہوگی کہ سوسن جادو مجھ کو اپنے باغ میں قید کر کے
 پتی لٹی تھی اور اپنے سپہ سالار کو میری حفاظت کے لیے مقرر کر لگی تھی اُسکا بھائی جو آیا وہ غافل ہوا
 میں موقوف یا کے نکل آیا اسذا اب آپ اس طرف نہ جائیں لیونکہ اعظم جادو بہت
 عاں ساحر اور بادشاہ بزرگ ہے یہ جو طلسم کشا نے سنا ہو گا یہ خیال کر کے کہ اب در بند سوسن کی طرف جانا بیجا
 ہے اور اعظم کوہ پر جا کر اپنی عزت و پتھر واپس چلا گیا ہو گا معلوم ہوتا ہے کہ اسی عیار کے بھروسے پر یہ مقابلہ
 کرتا ہے یہ عیار جسکو زبردست پاتا ہے اُسکو عیاری کر کے پکڑ لیتا ہو گا اور قتل کر ڈالتا ہو گا اور چونکہ زبردست
 نہ ہوتا ہو گا اُسکو حمزہ لڑ کر زیر کرتا ہو گا اسی طور سے ساحر کا انجام ہوتا ہو گا کیونکہ حمزہ مالک اسم اعظم ہے اسی
 سبب سے حمزہ ساحر سے نہیں خوف کرتا ہے اور ساحر کے مقابلہ پر آمادہ ہوتا ہے اگر یہاں آتا تو بھی چھوٹ
 بنا سکتا اُسکا اسم اعظم یہاں کام نہ دیتا پس ایسے ایسے خیال کر کے وہ اور نہیں آیا یہ تقریر سوسن
 نے جواب دیا کہ بجا ارشاد ہوتا ہے اعظم نے افغان گرز زن کی طرف دیکھ کر کہا کہ تمھاری کیا رائے ہے افغان
 نے جواب دیا کہ یہ امر تو ضرور ہو مگر میں نے سنا ہے کہ حمزہ ایسا بہادر نہیں ہے وہ کسی سے دیتا نہیں ہے پس
 بسطرت کا قصد کرتا ہے اور جدھر کو روانہ ہوتا ہے وہ پھر اُدھر سے واپس نہیں ہوتا ہے بدون اس مقام پر قبضہ
 کیے ہوئے عیار کے بھروسے پر وہ مقابلہ نہیں کرتا ہے صرف اپنے قوت بازو پر وہ لڑتا ہے یہ سنا گیا ہے اب متناہم
 کہ کیا اصل ہے جو آپ کا خیال ہے یہ امر اصل ہے یا جو کہ میں نے سنا ہے وہ اصل ہے اب معلوم ہو جائے گا اعظم نے
 کہا کہ معلوم کیونکر ہو گا جب وہ آئے گا نہیں تو کیونکر معلوم ہو گا میرے خیال میں تو اُسکا اس طرف کو
 آنا محال ہے افغان نے جواب دیا کہ یہ آپ کا خیال خام ہے اعظم نے کہا کہ دیکھ لینا یہاں یہ گفتگو ہو رہی
 تھی کہ وہ طائران سحر جو کہ اعظم و سوسن نے مقرر کیے تھے آکر موجود ہوئے زبان انسانی کو یا ہوئے کہ
 بادشاہ اعظم جادو و سوسن جادو آگاہ ہو کہ طلسم کشا مع سائت لاکھ ساحروں غیر ساحروں
 و بادشاہ طلسم سیمائے بلند آواز و حکیم استغلینوس و حکیم شیاطین و وزیر بے ستون جادو و
 جمال راہدار و سبقت جادو کے آج داخل ہو کر وہ اعظم ہوا ہے اُسکا لشکر اتر رہا ہے تمام صحرائے شکر

طلسم کشائے معلوم ہو گیا ہزاروں بار گاہیں دیکھیں برپا ہو رہے ہیں باقی خیریت ہو کیونکہ ہم کو آپ نے اسی خبر کے لیے مل کر کیا تھا اور حکم دیا تھا کہ جب طلسم کشا آجائے فوراً ہم کو آکر خبر کرنا چنانچہ ہم نے تعمیل حکم عالی کی ب ہم کو ایسا حکم ہوتا ہوا اعظم سوسن نے حکم دیا کہ اب تم اپنے مقام کو چلے جاؤ جہاں رہتے تھے وہ طاہرہ خیر سے کر اور یہ حکم پا کر فوراً پرواز کر کے اڑ گئے اب اعظم جادو نے قصد کیا تھا کہ کچھ کلام کرے کہ جوڑی ہر کاروں کی گردن آلودہ پسینہ میں غرق آکر حاضر ہوئے زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا اور کافر کو کافر نے بدو عادی کر لیا عرض کیا کہ ہم یہ موجب حکم سرکار برائے خبر طلسم کشا کوہ و صحرا میں پھر رہے تھے چنانچہ آج اس وقت طلسم کشا مع لشکر کثیر و جم غفیر کے وارد ہوا لشکر کثیر ہمارا ہوا بادشاہ طلسم بھی ہمراہ ہوا لشکر طلسم کشا تمام جنگل چھ گیا ہزاروں خیمے وغیرہ برپا ہیں لشکر اتر رہا ہے ہم یہ دیکھ کر ادھر کو روانہ ہوئے کہ آپ کو خبر کر دیں وہ ہر کار سے یہ عرض کر کے بچھے تھے انعام پا کر کہ دوسری جوڑی ہر کاروں کی پسینہ میں غرق خاک میں آلودہ سانس بھولی ہوئی حاضر ہوئے جہاں کے یوں گویا ہوئے کہ اوجہاں پناہ ہم خاکسار حکم ہر دو سرکار برائے خبر آد طلسم کشا کوہ و صحرا میں پھر رہے تھے کہ آج طلسم کشا مع لشکر کے آیا اسکا لشکر زیر کوہ اعظم اتر بارگاہ وغیرہ برپا ہوئی دربار آراستہ ہوا طلسم کشا بادشاہ طلسم کو حکم دیا کہ ایک نامہ بنام اعظم جادو و سوسن جادو تحریر کیا جائے جو کہ تہذیب آمیز ہو اور جس میں یہ تحریر ہو کہ تم اگر ہماری خدمت میں حاضر ہو اور ہم کو لوح طلسم دوناکہ ہم طلسم کو فتح کریں اور دین اسلام قبول کرو اگر اس کے خلاف کرو گے تو یاد رکھو کہ بزور شمشیر تم سے لوح طلسم حاصل کیجائیگی آئندہ تم کو اختیار ہو بادشاہ طلسم کے ہونے کے طلسم کشا سے کہہ کہ اس مضمون کا نامہ کل روانہ کیا جائے گا طلسم کشا نے قبول کیا کل یقین ہو کہ نامہ آئے یہ زبانی ہر کاروں کے ہونے کے طلسم جادو نے سوسن کی طرف دیکھ کر کہا کہ تم نے سنا کہ آیا ہر کاروں نے کیا بیان کیا سوسن نے جواب دیا کہ جی ہاں آج اس امر میں جو آپ کی رائے ہو میں تو آپ کے حکم کی پابند ہوں جب اعظم جادو نے سوسن جادو سے یہ جواب سنا اپنے سرداروں کی طرف مخاطب ہو کر یہ حکم دیا کہ ہمارا کل لشکر آج شام تک زیر کوہ اعظم بہ مقابلہ طلسم کشا پہنچ جائے کل صبح کو ہم بھی مع افغان گرزرن داخل لشکر ہوئے اور طلسم کشا کو بذریعہ نامہ کے آگاہ کرینگے کہ وہ خود میدان میں آکر ہمارے پہلوان افغان گرزرن سے مقابلہ کرے اور اس امر کا خیال رہے کہ نہ اسکی طرف کے ساحر سحر کریں نہ ہماری طرف کے ساحر سحر کریں بلکہ دونوں طرف کے میدان میں آکر ٹانٹاشہ مقابلہ کا دیکھیں گے اگر اسطور سے تم کو منظور ہو تو مقابلہ کرو ورنہ چلے جاؤ سواروں

نے عرض کیا کہ اس وقت کل لشکر سرکار جا کر زیر کوہ مقیم ہو تا ہر حضور اطمینان رکھیں راوی کہتا ہے کہ یہ حکم دے کر اعظم جادو نے دربار برخواست کیا افغان گرز زن بھی موجود تھا اسے اعظم جادو سے کہا کہ آپ کا کیا خیال تھا ملاحظہ فرمائیے کہ طلسم کشا آگیا یا نہیں آپ تو فرماتے تھے کہ طلسم کشا آئے گا میرے خوف سے ا جی حضرت یہ لوگ جو قصد کرتے ہیں اُس امر کو ضرور کرتے ہیں یہ لوگ کسی کے ڈرتے نہیں ہیں اعظم جادو نے جواب دیا کہ آئے ہیں تو کیا بنالین کے تم تو حتی وعدہ کر چکے ہو کہ ہم زیر کر لین گے پھر خوف کس امر کا خوف ہو افغان نے کہا کہ میں خوف کے سبب سے نہیں کہتا ہوں اعظم نے جواب دیا کہ کل ہم آپ چلین گے اور داخل لشکر ہو گئے یہ لشکر دربار برخواست کیا سب اپنے اپنے مقام پر آئے سردار جو دربار سے اٹھ کر اپنے مقام پر آئے یہاں ٹھہر کر اور چھوڑ دے دم لیکر سردار چھاؤنی میں آئے اور لشکر کو حکم دیا کہ سب تیار ہوں حکم شاہی ہو کہ اس وقت زیر کوہ جا کر مقیم ہوا وریمے وغیرہ برپا کرو یہ حکم دینا تھا سردار و نکا اہل لشکر کو اس وقت سے سب بند و بست کرنے لگے اور سامان سفر درست کرتے لگے تھوڑے عرصہ میں کل لشکر تیار ہو گیا اور ریمے وغیرہ کو ٹھون سے نکالے گئے آرد و رہاے سحر پر بار کئے گئے راوی بیان کرتا ہے اس میں کل لشکر اعظم جادو کا جو کہ قریب پانچ لاکھ ساحر و غیر ساحر کے تھا زیر کوہ آیا صاحبقران بارگاہ میں پہنچے ہوئے تھے سردے بارگاہ کے اٹھے ہوئے تھے صحرائی سیر کر رہے تھے حکیم اسقلینوس و حکیم شیطین وزیر بے ستون و سیما بے بلند آواز مع اپنے زن و فرزند کے موجود تھے صاحبقران نے تقریر کر رہے تھے یہ لکھنا نامہ میں اور یہ تحریر کرنا کہ یکایک کوہ اعظم کی طرف سے ایک بار پھر و تار اٹھا صاحبقران نے اُس امر کو دیکھ کر بادشاہ سے فرمایا کہ دیکھو کس غضب کا ابر آتا ہے ضرور کسی ساحر کی آمد ہو معلوم ہوتا ہے کہ اعظم کو ہمارے آنے کی خبر ہو گئی وہ لشکر لیکر براہے مقابلہ آتا ہے یہ سننا تھا اس وقت یہاں بلند نے چند طاہر سحر روانہ کیے کہ جا کر خبر تو لاؤ کہ یہ ابر کیسا ہے اور کون آتا ہے وہ طاہران سحر اُس امر کی طرف اڑ کر چلے کہ اُدھر وہ ابر آکر اُس میدان میں قائم ہوا اُس ابر سے کھٹم و ناقوس کی صدا آ رہی تھی برق چمک رہی تھی عدلی گرج تھی صاحبقران وغیرہ ملاحظہ فرما رہے تھے کہ وہ ابر شق ہوا اور اُس سے لشکر کفار پیشا پید ہوا ساحران عدا رہس و فرقے پر سوار کالی کالی صورتیں جھولیات کا ندھو پیر پڑی ہوئیں آرد و رہاے سحر پر سوار چلے آتے ہیں صاحبقران نے اسقلینوس وغیرہ سے فرمایا کہ دیکھا ہم نے جو کما تھا وہی ہوا نہ کہ لشکر ساحران نمودار ہوا یہ صاحبقران و بیکور ہے تھے کہ

ایک ایک سمت سے کہ جس طرف سے وہاں برسیا ہو گیا تھا گرد و غبار کا تعلق بلند ہوا اور اس گرد و غبار سے ایک لشکر جبار پیدا ہوا اسقلینوس نے صاحبقران سے عرض کیا کہ یہ دوسرا لشکر کہاں سے آتا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ یہ دونوں لشکر ایک ہیں یہ جو بالاسے ہوا ظاہر ہوا یہ یہ لشکر ساحران ہے اور یہ جو دامن صحرائے نمودار ہوا یہ یہ لشکر غیر ساحران ہے وہ لشکر سامنے لشکر صاحبقران کے فروکش ہوا یعنی دونوں لشکر ایک سمت کو لشکر ساحران اُترا اور ایک طرف لشکر غیر ساحران اُترا لشکر اسلام سے ہر کارے برائے خبر چلے کہ دریافت کریں کہ یہ لشکر کہاں سے آیا ہے وہ وہ لشکر اُترا نیچے وغیرہ برپا ہوئے سب انتظام کیا گیا ان طائرانِ سحر نے جا کر سب حال دریافت کیا معلوم ہوا کہ اعظم جادو کا لشکر آیا ہے کل اعظم جادو و جانی آئے گا یہ دریافت کر کے اُدھر سے واپس آئے اور ہر کارے بھی خبر دریافت کر کے بخند سمت صاحبقران حاضر ہوئے اور زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دے کر یوں دعا گو ہوئے رباعی تاسر زند آفتاب سرور باشی + تا صبح و دم ساغر باشی + تا تاج حیات بر سر خضر بود + در خانہ اقبال سکندر باشی + صاحبقران غالیثان کی عمر دراز ہو مرقی پرستارہ تا و ج و اقبال ہو دوست شاد و شمن یا کمال ہیں ہم نے جا کر دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ لشکر اعظم جادو کا ہے اُس نے آپ کی آمد کی خبر سُننے پر اسے مقابلہ لشکر روانہ کیا ہے لشکر ساحران و غیر ساحران آیا ہے کل خود اعظم جادو بھی آئے گا آپ کے غلاموں سے مقابلہ کریں گا یہی خبر طائرانِ سحر نے بھی آکر بیان کی صاحبقران نے یہ سُننے اسقلینوس وغیرہ سے فرمایا کہ سنا آپ نے خوب ہوا کہ اعظم جادو لشکر جبار لیکر آگیا اب مقابلہ کا فرما ہو گا میں تو اُسے نامہ لکھنے والا تھا بلکہ تم سے میں نے کہا تھا کہ نامہ لکھو تم نے یہ جواب دیا تھا کہ کل نامہ لکھا جائے گا اب وہاں نامہ بھیجنے کی کوئی ضرورت نہ ہوگی وہ مع لشکر کے خود آگیا ہے آج اُس کا لشکر آگیا ہے کل وہ خود آئے گا اسقلینوس وغیرہ نے عرض کیا کہ بجا ارشاد ہوا دیکھیے جب اسکے پاس نامہ جاتا ہے وہ کیا جواب تحریر کریگا صاحبقران نے فرمایا کہ سوائے جواب جنگ کے اور کیا جواب تحریر کرے گا یہ سُننے وہ لوگ خاموش ہوئے اُدھر شام تک اعظم جادو کا لشکر آیا صاحبقران ملاحظہ فرمایا یہ خلاصہ یہ کہ جب شام ہو گئی اور لشکر بھی آگیا اور اتر چکا نیچے و بارہ کاہن و خیمہ آراستہ ہو چکے ہیں جب آمد لشکر تمام ہوئی صاحبقران خیمہ خاص میں تشریف لائے راوی بیان کرتا ہے کہ وہ راستہ قائم ہوئی یہاں زبیر لودہ کل لشکر اعظم جادو و صفت باندہ کرکھڑا ہوا انتظاریں اپنے

بادشاہ کے اُدھر صاحبِ غفران نے دربار کیا سب سردار حاضر دربار ہوئے صاحبِ غفران نے خواجہ عمرو
 کے مقام کو دیکھ کر فرمایا کہ بھائی عمرو کے نہ ہونے سے دربار سوتا ہے اگر وہ ہوتے تو کچھ پہل پہل ضرور
 ہوتی یہاں تو یہ گفتگو ہو رہی ہو وہاں بالائے کوہِ اعظم جادو و سوسن جادو بیدار ہوئے اور سب
 سردار جو کہ یہاں رہ گئے تھے علاوہ اُن کے جو لشکر لیکر زیرِ کوہ آئے تھے اعظم جادو و سوسن بیدار ہو کر
 اور سب اضروری سے فراغت کر کے سامانِ سفر سے آراستہ ہو کر بیرونِ محل آئے سب سردار یہاں
 حاضر تھے سب مجرا بجا لائے بعدِ محرم و غیرہ کے اعظم نے سب سرداروں کی طرف دیکھا کہ سب
 سردار حاضر ہیں سوائے افغان گرز زن کے جب افغان گرز زن کو اعظم جادو نے نہ پایا سوسن
 کی طرف دیکھ کر کہا کہ کیا سب ہو کہ افغان گرز زن ابھی تک نہیں آئے اور سب سردار تو آ گئے
 ہیں صرف اُنکی ویرہ وہ آئین کو بین لشکر کو روانہ ہوں کیا کوئی بھیج کر دریافت کرو کہ مزاج کیسا ہے جو
 ابھی تک نہیں آئے سوسن نے کہا کہ انپر کیا منہ ہے مقصور جادو بھی تو نہیں آیا جو اعظم نے کہا
 کہ پھر اُن دونوں کو طلب کرو اسوائے کہ سویرے سے یہاں سے چل پھڑے ہوں اور لشکر میں پہنچ
 جائیں اور آج ہی نامہ لکھ کر طلسم کشا سے جواب طلب کریں اور فکرِ مقابلہ ہو سوسن نے جواب دیا
 کہ بہت خوب یہ جواب دے کر ایک چوبدار کی طرف دیکھا اور کہا کہ جا کر مقصور جادو سے کہو کہ
 افغان گرز زن کا مزاج کیسا ہے جو ابھی تک نہیں آئے ہیں یہاں سب آمادہ ہیں وہ آئین تو
 طرفِ لشکر کے روانہ ہوں وہ چوبدار یہ حکم پا کر چلا وہاں افغان گرز زن جو بیدار ہوئے تھے تو انھوں نے
 آج اپنے کو دوسرے لباس سے آراستہ کیا ہتھیار لگائے خود و درہ من پر آراستہ کی داستاتے
 مورے پٹنے جوشن و چار آئینہ جسم پر آراستہ کیے دوش پر کمان کیانی ترکش ہزار تیرون کا کمر بین
 تیغہ اصفہانی قاب میں سپر بالائی دوش خنجر گرد اور دیگر آلاتِ حرب و ضرب سے خوب آراستہ
 راستہ ہوئے جب اپنے کو آراستہ کر چکے اسوقت مقصور سے کہا کہ اب چلو وہاں اعظم کو میرا
 انتظار ہو گا یہ مقصور سے کہہ رہے تھے کہ چوبدار نے اپنے آتے کی خبر کرائی جب خبر ہوئی اسکو سنا
 طالب کیا اسنے مجرا کر کے عرض کیا کہ بادشاہ نے دریافت کیا ہے کہ مزاج کیسا ہے اور فرمایا ہے کہ کیا
 سب ہو ابھی تک نہیں آئے ہو عرضہ ہوتا ہے افغان نے جواب دیا کہ تم ٹھہرے رہو ہم ساتھ ہی چلے
 ہیں وہ چوبدار ٹھہر گیا چونکہ یہ آراستہ تو ہو ہی چکے تھے مقصور کے چوبدار کے ہمراہ طرفِ اعظم جا رہے

کے چلے یہاں اعظم جادو کو انتظار تھا کہ افغان آکر پہونچا مگر کیا اعظم اور سوسن کو بس جب مقصود واقعہ
 آچکے تو اعظم جادو سب سرداروں وغیرہ کو ہمراہ لیکر زیر کوہ آئے اور لشکر کی طرف چلے وہاں لشکر انتظار
 میں کھڑا ہوا تھا کہ آمد لشکر نے اعظم جادو کی دیکھی سب لشکر اسی طرف متوجہ ہو گیا یہ خبر ہر کاروں نے
 صاحبقران کو پہونچائی کہ اعظم جادو مع سوسن جادو و افغان گزر زن وغیرہ کے اپنے لشکر میں آ رہا
 ہے یہ سنکے صاحبقران نے فرمایا کہ پردے بارگاہ کے اٹھا دیے جائیں ہم بھی آمد اعظم جادو کی دیکھیں
 یہ حکم دینا تھا کہ پردے اٹھا دیے گئے صاحبقران و کل اہل دربار نے دیکھا کہ ایک بڑا عظیم جادو
 کی طرف سے اٹھا اُس ابرین برق کی چمک اور رعد کی گرج تھی کھٹکھٹ و ناقوس کی صدا آ رہی تھی ابر سے
 اور بارش مروارید ہو رہی تھی کہ وہ ابر قریب لشکر آکر شق ہوا صاحبقران وغیرہ نے ملاحظہ فرمایا کہ
 اُس ابر سے بہت سے تخت پیدا ہوئے اور ہنس و بازو آرد و دیکھا کہ آگے کے تخت پر ایک ساحر
 اور ساحرہ بیٹھے ہوئے تھے ساحر تو سر پر تاج رکھے ہوئے تھا اور لباس شاہی سے آراستہ
 تھا اسی طور سے وہ ساحرہ بھی تھی سر پہاں دونوں کے تاج تھے اور چتر گردش کر رہے تھے مچھل
 ہوئے تھے بال ہاتھ کے سامنے اُنکے سامان سحر رکھا ہوا تھا برابر اُس تخت کے دونوں طرف
 تخت تھے ایک تخت پر صاحبقران نے دیکھا کہ ایک پہلوان قد آور قوی تن قوی من یہ معلوم
 ہوتا ہے کہ قالب دیوین انسان پر آلات حرب و ضرب سے از سر تا پا آراستہ و ہیرا مستہ گرز ہشت
 بیل اُسکے پاس تخت پر رکھا ہوا تھا عجیب طرح کا گرز تھا کہ اُسکے آٹھ پہلوان کھڑے تھے
 صاحبقران نے بادشاہ طلسم سے دریافت کیا کہ یہی اعظم جادو ہے جو کہ تخت پر سوار ہے سیما سے
 بلند آواز نے عرض کیا کہ یہ کچھ آگے کے تخت پر ساحرہ و ایک ساحر تاج پہنے ہوئے سوار ہے
 یہی اعظم جادو و سوسن جادو ہے اور دہنی طرف سب سردار ساحر ہیں اور بائیں طرف غیر ساحر ہیں اور
 یہ جو ایک تخت پر برابر اعظم کے سوار ہیں یہی افغان گزر زن ہے فریضہ سے معلوم ہوتا ہے اور جو برابر
 انکے تخت پر ہے یہ مقصود جادو پورا دی بیان کرتا ہے جب اعظم جادو اپنے لشکر کے قریب آکر پہونچا
 سب لشکر نے پہلے سلامی کے باجے بجائے علم ہائے لشکر کو جلوہ دیا سب اہل لشکر نے جھاک کر
 سلام کیا اعظم جادو و سوسن جادو سب کا مجرا و سلام لیتا ہوا سرداروں کو ہمراہ لیے ہوئے فاضل
 لشکر ہوا اور ہر کاروں نے بخدمت صاحبقران حاضر ہو کر سب حال سے اور ہر ایک سوار کے نام سے

صاحب قرآن کو آگاہ کیا کہ فلان سردار ہزار ہا فوجوں کے ساتھ آیا ہے جب صاحب قرآن کو معلوم ہوا کہ اعظم جادو آگیا آپ نے اس وقت وہی کو طلب فرمایا کہ نام تحریر کرو بنام اعظم جادو و جادوین نام تحریر کر کے لگا دو یہ مضمون صاحب قرآن اپنی زبان سے ارشاد فرماتے تھے جو کہ بالا تحریر کر چکا ہوں یہاں نام تحریر ہوتا ہوا وہ اعظم نے داخل بارگاہ ہو کر منشی کو طلب کیا جب وہ حاضر ہوا اس سے کہا کہ ایک نام بنام طلمس کش اس مضمون کا تحریر کرو کہ تم نے بہت برا کیا جو اس طرف آئے یہ مقام مثل کوہ بے ستون و دیگر طلسمات کے نہیں ہے کہ تم اسکو فتح کر لو پس خیریت اسی میں ہے کہ یہاں سے اپنی جان سلامت لے کر چلے جاؤ ورنہ یاد رکھو کہ وہ سزا کے سخت پاؤں کے کہ تمام عمر یاد رکھو گے چھٹی کا دودھ زہان پر ذائقہ دے گا بلکہ ہمارے نزدیک یہ مناسب ہے کہ ہر مال سے ہاتھ باندھ کر مع اپنے سرداروں و بادشاہ طلمس کے حاضر ہو ہم سے اپنی خطا معاف کرو اور دین اسلام کو ترک کرو یا یہاں سے چلے جاؤ ورنہ یاد رکھو ہوائے سخت اٹھائے اور ذلت پائے کے کوئی دوسرا امر حاصل نہ ہو گا مین تم سے ڈرتا نہیں ہوں لوح طلسمی کا دستیاب ہونا محال ہے یہ خیال کرنا کہ ہم ان دونوں در بندوں کو قتل کوہ بے ستون کے فتح کر لیں گے یہ خیال خام ہے اگر تم کو نہ یہاں سے جانا منظور ہو اور نہ اطاعت کرنا تو آواز دہرک دینا کہ قتل ہو کر کل میدان جنگ میں آؤ اور ہم بھی آئیں گے دونوں لشکر صفت آرا ہوں ہماری طرف سے افغان گزرن ہرادر بزرگ مقہور جادو کہ جنگو اپنے زور و طاقت پر ناز ہے اور جنگو تمہارے ساتھ مقابلہ کرنے کا اشتیاق ہے اور اسی اشتیاق میں وہ اپنے ملک سے یہاں آئے ہیں تم سے ٹکرائیں میدان جنگ میں اگر مقابلہ کریں گے تم بھی ساحر نہیں ہو اور وہ بھی غیر ساحر ہیں تم دونوں باہم مقابلہ کرو شرط یہ ہے کہ تمہارا لشکر ساحروں کا الگ کھڑا تماشہ دیکھا کرے جب تک تم سے اور افغان سے باہم مقابلہ ہو اور غالب و مغلوب کا حال ظاہر ہو اور ہمارا لشکر بھی اسطور سے رہے اگر تم غالب آؤ گے تو افغان گزرن مع ہم سب کے تمہاری اطاعت کریں گے اور افغان گزرن غالب آئیں گے تو تم کو مع کل لشکر کے ہماری اطاعت کرنا ہوگی بلکہ ہم کو تو یہ یقین واثق ہے کہ افغان گزرن غالب آئیں گے اسوقت میں اگر تم ہماری اطاعت سے انکار کرو گے تو پھر تمہارا زندہ رہنا محال ہے ہم ضرور قتل کریں گے اگر تم کو مقابلہ نہیں منظور ہے تو بدون مقابلہ اگر اطاعت کرو یا فتاحی طلمس سے دست بردار ہو کر چلے جاؤ آیت یہ تم کو اختیار ہے زیادہ تحریر بیکار ہے جب یہ مضمون بتا چکا دہیر نے پہلے مسودہ کیا اس کے بعد صاف

کر کے پیش کیا اعظم جادو نے نام لکھ کر اپنے دستخط کیے دیر نے لفافہ میں بند کر کے مہر کی بادشاہ کے
 نام پر اور مہر کر کے نامہ پیش کیا جب دیر نامہ تیار کر کے پیش کر چکا اسوقت اعظم کے آگے ایک صندوق
 رکھا ہوا تھا اسے اس صندوق کو کھولا اس میں سے ایک پتلی طلائی نکالی اسکو سامنے رکھا اور کچھ اسم
 سحر پڑھ کر اسپر دم کیا کہ وہ پتلی خود بخود بڑھنے لگی یہاں تک کہ وہ برابر انسان کے ہوئی اور ایک صورت
 اسے اپنی شکل پیدا کی وہ طلائی حالت اسکی برطنت ہو گئی وہ پتلی گویا ہوئی کہ کیا حکم ہو تا ہے کیوں
 تجکو یاد فرمایا ہوا اعظم جادو نے اس سے کہا کہ اے پتلی یہ نامہ لیکر پاس طلسم کشا کے جا اور اسکا جواب
 لے آراوی بیان کر کہ یہ تیرا اعظم جادو نے اس غرض سے کی تھی کہ افغان گرز زرن نے
 کہا تھا میں نے کتابوں وغیرہ میں دیکھا ہے اور سنا بھی ہے کہ جو نامہ میر جا تا ہے حمزہ کے دربار میں حمزہ
 اس سے ایسی تقریر کرتا ہے کہ وہ برہم ہوتا ہے گو قتل تو نہیں کرتا ہے مگر ذلیل تو ضرور کیا جاتا ہے بدین خیال
 اعظم جادو نے سحر کی پتلی کے ہاتھ نامہ روانہ کیا کہ میرا نامہ بر ذیل نہ ہو دو سرے وہاں بڑے بڑے
 ساحر ہیں انکو بھی معلوم ہو کہ اعظم جادو ایسا ساحر بر دست ہے کہ اسے پتلی سحر کے ہاتھ نامہ روانہ
 کیا اس خیال سے اور اعظم نے اس پتلی سحر کے ہاتھ نامہ بھی خلاصہ یہ کہ وہ پتلی نامہ لیکر طرف
 لشکر اسلام کے چلی وہاں دربار آراستہ تھا صاحب قرآن نامہ تحریر کر رہے تھے سب حاضر دربار
 تھے کہ وہ پتلی پہونچی پہلے تو برق کو ندی اس کے بعد پتلی پیدا ہوئی سب اہل دربار برق کی چمک کو دیکھ کر
 متحیر ہوئے تھے کہ یہ کیسی چمک ہوئی کہ وہ پتلی ظاہر ہوئی آتے ہی اسے سامنے صاحب قرآن کے
 پکار کر کہا کہ اے طلسم کشا آگاہ ہو کہ میں نامہ لیکر آئی ہوں اعظم جادو کا بنام تھا ارے اسکا جواب
 تحریر کرو جو تم کو منظور ہو یہ جو اسے کہا صاحب قرآن نے اسکی طرف دیکھ کر کہا کہ لاؤ نامہ اس پتلی نے
 نامہ دیا صاحب قرآن نے نامہ پتلی کے ہاتھ سے لیکر دیر کو دیا اور اس پتلی کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ
 ٹھہر جا میں نامہ سننے کا جواب تحریر کر آئے دیتا ہوں اور کرسی محبت کی وہ پتلی کرسی پر بیٹھ گئی
 سیمائے بلند آواز نے اس کی طرف دیکھ کر کہا کہ تو بڑی بد تمیز اور بے ادب ہے کہ نہ جب آئی
 اسوقت سلام کیا نہ جب کرسی بیٹھنے کو محبت ہوئی اسوقت سلام کیا گو میں اس حال سے
 آگاہ ہوں کہ اعظم نے اپنے سحر سے تجکو تیار کر کے بھیجا ہے صرف ہم لوگوں پر اپنا کمال ظاہر کرنے کو
 تو ہم ایسے ایسے بہت سے سحر کیا کرتے ہیں اور بہت سے شعبہ دکھایا کرتے ہیں ہم ڈرتے ہیں

نہیں ہیں اور یہ کیا سحر ہو ہاں اگر کوئی نیا سحر تیار کر کے ہم کو دکھاتا تو ہم جانتے کہ ساحر زبردست ہو ایسے
 ایسے سحر کو لڑکے کیا کر کے ہیں یہ انکار و زمرہ کا طویل ہو اور کیا سحر کیے جو پتلہ یا پتلیاں ہوتے ہیں وہ
 ایسے بڑا دہش ہوئے ہیں جیسی تو ہو تو بھی نالائق ہو اور تیرا بنانے والا بھی نالائق یہ کہ اگر وہ سحر کا
 اس پتلی کی طرف دیکھا آئے یہ ہم ہو کر حیرا بدیا کہ اسی سے بلندہ آواز اپنی زبان کو سنبھال کر کلام
 کرو زیادہ جرب زبان ابھی نہیں ہوتی یہ نہ خیال کرنا کہ میں بادشاہ طلسم ہوں اب وہ خائن
 تھاری نہیں ہاں جب تک تم بادشاہ طلسم تھے سب تمہارا پاس و لحاظ کرتے تھے اب تم تخت
 سلطنت سے اتار دیے گئے ہو اور معذول کر دیے گئے ہو اب تمہارا کسی کو پاس و لحاظ نہ ہو گا اور
 نہ ہو تم وہی ہو کہ ایک مدت تک قید رہے ہو اور پھر نہ کر سکے کیا کروں کہ مجھ کو میرے مالک کا حکم ہو ورنہ
 اس سخت کلامی کی سزا دیتی اور تمہارا کمال و بھتی مگر مجھ کو صرف یہی حکم ہو کہ طلسم کشا کے پاس جا کر وہ
 نامہ دیکر جواب لے آئیں عدول حکمی نہیں کر سکتی ہوں بادشاہ نے جواب دیا کہ کیا یہ سودہ بکتی ہو
 اپنی زبان بند کر ایک جنبش لب میں تیرا کام تمام ہو گا ابھی خاک سیاہ ہو جائے گی یہ کہہ کر قصد کیا کہ
 سحر کرے صاحبقران نے بادشاہ کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ اے غفل السدا اے سہما سے بلند آواز آپ کو
 دیکھا نہیں ہو کہ ادنی ادنی کے منہ لکھے اور بکث یہیے جانے دیکھے دوسرے یہ نامہ لیکر آئی ہو اور نامہ
 ہمیشہ لازوال ہیں ایچی پرزوال نہیں ہر مذہب و ملت میں ایچی بے قصور ہیں جانے دو اب اس سے
 بحث نہ کرو اور اس پتلی سے کہا کہ خاموش رہ تو بھی بادشاہ سے ہم زبان نہ ہو اور بادشاہ بہ سبب
 صاحبقران کے کہنے کے خاموش ہو رہا ہے اور وہ پتلی ناظرین پر یہ بھی بظاہر ہو جائے کہ اول تو یہ
 بارگاہ سلیمانی نہ تھی کہ جس میں سحر کی پتلی آسکے وہ سحر کے اگر کوئی یہ خیال کرے کہ سامنے صاحبقران
 کے کہو نہ سحر کی پتلی ہو پتلی کیونکہ وہ مالک اسم اعظم میں اسکی برکت سے وہ سحر مٹ جائے گا بس جنبش
 صاحبقران اسم اعظم کو ورنہ زبانی فرما کے اس سحر کی چیز پر دم نہ کریں اسوقت تک وہ سحر مٹ
 نہیں سکتا ہو پس جب یہ پتلی خاموش ہوئی صاحبقران نے دبیر سے فرمایا کہ نامہ پڑھو دبیر نے
 نامہ پڑھنا شروع کیا اول سے آخر تک نامہ پڑھا جب صاحبقران کل اہل دربار مضمون نامہ سے
 آگاہ ہوئے صاحبقران نے برہم ہو کر فرمایا کہ ہماری طرف سے پشت نامہ پر یہ تحریر کرو کہ تم نے ہم سے
 جھک مارا اور بہت بڑی نالائقی و برکت کی کہ ہم کو اس مضمون کا نامہ لکھا نہ ہم کو یہاں سے جاما منظر پڑ

نہ ترک اسلام نہ تمھاری اطاعت کرنے بلکہ ہم کو جنگ و پیکار منظور ہو کل ہم میدان جنگ میں آکر مقابلہ کرنے
 جو شرط تم نے کی ہے ہم نے منظور کی بلکہ ہم خود اس امر کو اچھا نہیں جانتے ہیں کہ سحر سے مقابلہ کیا جائے ہم
 سحر و ساحری کو برا جانتے ہیں سحر کرنے والے کو کافر ہم اس امر سے مجبور ہیں کہ یہ لوگ ہماری ہماری سے دست
 نہیں ہوتے ہیں ہم لاٹھ لاٹھ انکو منع کرتے ہیں مگر یہ نہیں مانتے ہیں تم اطمینان رکھو کہ کبھی خلاف عہد نہ ہوگا
 بس ہم کو جنگ منظور ہو یا ان اگر تم کو یہ منظور ہو کہ باہم صلح ہو جائے تو مع اپنے سرداروں کے آکر حاضر دست
 ہو اور دین اسلام کو اختیار کرو ورنہ طبل جنگ بجوا کر میدان میں آؤ ہمارا خدا ہمارا مالک ہوا فغان گرز زن
 کی کیا حقیقت ہے جو ہم پر غالب آئے گا بدون حکم خدا کے اگر ہمارے خدا کو یہ منظور ہو اور وہ پھر فرار
 ہمارے خط پیشانی میں یہ امر تحریر کر چکا ہے کہ ہم افغان سے زیر ہو جائیں اور افغان ہم پر غالب آئے
 تو ہم لاٹھ کو شمشیر اس امر کی کرینے کچھ بھی نہ ہوگا بس خلاصہ یہ کہ ہم موجود ہیں براے جنگ پیکار ہم کو
 کسی سے خوف نہیں ہوا جعفران نے یہ مضمون دبیر سے تحریر کر کے پشت نامہ پر اس پتلی کو دیا وہ
 پتلی جواب نامہ لیکر وہاں سے پرواز کر کے طرٹ اپنے لشکر کے روانہ ہوئی ادھر دبیر نے صاحب جعفران سے عرض
 کیا کہ اب نامہ تحریر کیا جائے فرمایا کہ کیا ضرورت ہے ان لوگوں کی تحریر سے معلوم ہو گیا کہ یہ لوگ راہ پر نہ آئیں گے
 یہ دون مقابلہ اپنا سخن رائیگان کرنا ہے یہ فرما کر یاد شاہ کی طرٹ مخاطب ہو کر فرمایا کہ آپ ساعقیل اور دانا
 ہو کر ایک ادنیٰ سے ہشت کرے اور اس امر سے آپ واقف ہیں کہ ایچی ہمیشہ بے خطا ہونے میں نامہ ہر
 کو کسی قسم کی سزا نہیں دی جاتی ہر چاہے جیسی وہ خطا کرے سیمائے بلند آواز نے عرض کیا کہ بجا رضاد
 ہوا اگر میں اس سبب سے مجبور ہو گیا کہ اس کی حرکت بہت ناگوار معلوم ہوئی اُسے بالکل بے ادبی کی
 یہاں آکر نہ کسی کو سلام کیا نہ مجھ کو اعظم نے صرف ہم لوگوں کو پیر و باؤٹوالنے کے لیے اور یہ دکھانے کے لیے کہ ہم
 بھی ساحر ہیں پتلی سحر کے ہاتھوں نامہ بھیجا تھا یہاں کون دوسرے والا تھا جو ڈرنا اگر آپ منع نہ فرماتے تو
 ایک ناش کے دانہ میں اسکا تماش بدل جاتا سبب بے ادبی بھول جاتی جلا کر خاک کر دیتا صاحب جعفران
 نے فرمایا کہ اس قدر غصہ زیبا نہیں ہے ان امور و شکار خیال رہے یہ فرما کر خاموش ہو رہے دربارا راستہ ہر
 سبب حاضر ہیں ادھر اعظم جادو دربار میں بیٹھا ہوا ہوا فغان گرز زن برابر تخت کے دنگل پر بیٹھے
 ہوئے ہیں اعظم جادو سوسن سے کہ رہا ہے کہ یقین ہے ہر صوفی میرے نامہ کو دیکھ کر فوراً آواہ ہوگا کہ صلح
 کر لی جائے یقین ہے کہ یہاں آکر حاضر ہو اور مابعد رستہ کی اطاعت کرے اور دین اسلام کو ترک کرے

میں بھی اسکی خطا کو معاف کرونگا بلکہ اپنے کل لشکر غیر ساحران کا سپہ سالار کرونگا سو سن نے جواب دیا کہ
 گو یہ امر تو غیر ممکن ہے اگر حمزہ ایسا قصد بھی کرے گا تو اسکو سیاسے بلند آواز و حکیم استقلینوس وغیرہ
 مانع ہونگے اور صلح نہ کرنے دینگے کیونکہ ان لوگوں کو ہم سے از حد عداوت ہے اعظم نے جواب دیا کہ اگر ایسا
 حمزہ نہ کرے گا ان لوگوں کے کہنے پر عمل کریگا تو خراب ہوگا افغان گرزرن کے دونوں کی یہ تقریر
 سنے جواب دیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ لوگوں نے وہ کتابیں نہیں ملاحظہ فرمائیں کہ جنہیں واقعات حمزہ کے
 تحریر ہیں باوجودیکہ کل حالات حمزہ کے منشی تصدق حسین داستان گو نے لکھے جناب منشی نو لکشور
 صاحب کے مطبع میں چھپوا دیے ہیں یہاں ایش حمزہ سے لیکر تا ہندم اگر آپ لوگ ان کتابوں کو ملاحظہ
 فرمائے تو کبھی ایسے کلمہ نہ فرمائے ہیں دیکھو چکا مون حمزہ نے اُن ان مقامات پر تو اطاعت کی ہے کہ
 کہ جہاں پر جان کا خوف تھا تو یہاں کیا اطاعت کرے گا یا اپنا دین ترک کریگا اسکا ہمیشہ سے یہ قول ہے
 کہ جو میری پشت زمین سے لگا دے میں اسکی اطاعت کروں بلکہ اُس سے جو مقابلہ کرتا ہے وہ ہی شرط
 اُس سے کرتا ہے کہ اگر تم مجھ کو زیر کرو گے تو میں تمھاری اطاعت کرونگا اگر میں تم کو زیر کرونگا تو تم میری
 اطاعت کرنا ایسا ہی ہو تا جلا آیا ہے کہ آج تک حمزہ کسی سے زیر نہیں ہوا جسے زیر ہو کر اطاعت کر لی
 وہ زندہ بچا جسے اطاعت نہیں کی وہ مارا گیا پھر یہ کیونکر خیال کر لیا جائے اور کیونکر آپ تصور کرتے ہیں
 اور میں کیونکر مان لوں کہ نامہ کو دیکھ کر حمزہ صلح پر آمادہ ہو جائے گا بدون مقابلہ کیے ہوئے ہاں
 جب میں زیر کرونگا اسوقت وہ ضرور اطاعت کرے گا یہ سنے اعظم نے کہا کہ آپ بتائیں کہ کیا
 جواب آئے گا جواب دیا کہ جواب جنگ آئے گا اور یہ تحریر ہوگا کہ اگر آپ کا پہلوان ہم کو زیر کرے گا
 تو ہم اطاعت کریں گے اور اگر ہم اسکو زیر کر لیں گے تو تم سب کہ اطاعت کرنا ہوگی اعظم نے جواب دیا
 کہ ہم کو اسکا یقین نہیں ہے کہ اسکا یہ جواب آئے بلکہ یہی جواب آئے گا کہ ہم اطاعت کریں گے راوی بیان کرتا
 ہے کہ یہ سوال و جواب ہو رہے تھے کہ وہ پتلی جواب لیکر موجود ہوئی نامہ ہاتھ میں اعظم کے دیا اور
 جو تقریر بادشاہ سے اور اس سے ہوئی تھی وہ بیان کی اعظم نے کہا کہ تو نے خوب کیا ہے یہ جواب دیا
 اُدھر اعظم نے نامہ لیکر دیر کو دیا اور ایک دستر پڑھ کر دم لیا کہ وہ پتلی ایک مرتبہ اپنی اصلی صورت
 پر خود کرائی یعنی طلائی ہو گئی اعظم نے اسکو اٹھا کر صندوقچہ میں رکھا صندوقچہ بند کیا دیر سے کہ
 کہ ہاں نامہ پڑھو دیر نے جواب پڑھا اُس میں یہی تحریر تھا کہ اگر میں افغان سے زیر ہو گیا تو

مع اپنے کل لشکر کے جو کہ یہاں ہوا اور علاوہ اسکے جو میرا اصلی لشکر ہوا اور جس قدر میرے فرزند و دیگر عزیز اور بیگانے
 و سردار و اہل لشکر ہیں مع ان کے تمھاری اطاعت کرونگا اگر میں انھیں کو زیر کر لوں تو اسے بطور سے تم سب
 اطاعت کرنا اسوقت کوئی عذر و انکار نہ کرنا طبل جنگ بجوا کر کل میدان میں آؤ تاکہ باہم فیصلہ ہو جائے جب
 دیر نہ ہو یہ جواب پڑھا جواب کو سنے اعظم جادو بہت برہم ہوا اور کہنے لگا کہ حمزہ بہت بڑا مغرور و متکبر آدمی
 معلوم ہوتا ہے بدون یہ سزا کے معقول پائے ہوئے اپنی حرکت سے باز نہ آئے گا اور یہاں آکر اسکو معلوم ہوگا
 یہ کہ اسکا افغان سے کہا کہ اب تم آمادہ و مستعد ہو طبل جنگ بجوایا جائے افغان نے جواب دیا کہ شوق سے
 طبل جنگ بجوایے میں ضرور مقابلہ کرونگا اسی اشتیاق میں تو یہاں آیا ہوں کوئی آپ نے مجھ سے خواہ
 نہیں کی تھی میں خود خواستگار ہوا اور میں نے خود درخواست اس امر کی آپ سے کی اگر مجھ کو مقابلہ نہ کرنا
 ہوتا تو میں کیوں اس امر کا اقرار کرتا آپ کچھ خیال نہ کریں طبل جنگ بجوایے مگر یہ ملاحظہ فرمائیے کہ جس قدر
 میں نے کہا تھا مستعد ہوا یا نہیں جو میں نے عرض کیا تھا وہی جواب آیا یا نہیں اعظم نے کہا کہ تم تو یوں
 بیان کر دیتے ہو جیسے حمزہ کی کل حرکتوں و خصلتوں اور عادتوں سے واقف ہو اور ہر سون حمزہ کے ساتھ
 رہے ہو افغان نے جواب دیا کہ حمزہ کے واقعات کی کتابیں دیکھی ہیں اس سبب سے میں بیان کر دیتا
 ہوں میں نے اعظم نے اسوقت حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں طبل جنگ بجایا جائے ہم کل میدان جنگ میں
 جا کر مع افغان کے لشکر حمزہ سے مقابلہ کریں گے جو بداریہ خبر لے کر نقار خانہ میں گئے اور حکم شاہی سے
 آگاہ کیا اسبوقت نقار خانہ پر چوب پڑی نفیر سحر کو دم ملا یا جے جنگی بجنے لگے اہل لشکر کو معلوم ہوا کہ
 کل صبح کو مقابلہ ہوگا لشکر طلسم کشا سے سب اہل لشکر سامان جنگ کرنے لگے ساحر اسباب سحر درست
 کرنے لگے غیر ساحر آلات حرب و ضرب کی درستی کرنے لگے یہاں جب اعظم طبل جنگ کا حکم دے چکا اور
 نقار خانہ پر چوب پڑی اور سداے طبل جنگ میں گرجی تو پہلے یہ معلوم ہوا کہ زمین لرز گئی ہر کار کے
 جو لشکر اسلام کے یہاں موجود تھے خبر لو اخت طبل جنگ بلیکراپنے لشکر کی طرف چلے یہاں اعظم نے
 ان سرداروں کو جو کہ ساتھ تھے حکم دیا کہ کل صف آرائی ہوگی تو تم لشکر سحر و سحر کو لے کر دہنی طرف
 صف آرا ہونا بائیں طرف لشکر غیر سحر و سحر کا صف بستہ ہوگا اسوقت تک تم داخل نہ دینا کہ جب تک
 ہم حکم نہ دیں غیر سحر و سحر کے جنگ و پیگاہ کا ٹھانڈا کیٹنا اور اہل لشکر کو بھی منع کر دینا کہ وہ سحر نہ کریں ان
 سب نے جواب دیا کہ بہت خوب یہ حکم دے کر اعظم نے دوبار درخواست کیا سب اپنے خیمے میں آئے

سامان جنگ میں مصروف ہوئے اور تو سب سامان جنگ و پیکار میں مصروف ہیں اور صاحب جعفران
 دربار میں جلوہ فرما تھے سب حاضر تھے کہ صدائے نقارہ گوش مبارک میں پہونچی اہل دربار سے فرمایا
 کہ آپ لوگوں نے بھی سنی کہ یہ صدائے طبل کیسی آئی کیا لشکر کفار میں طبل بجایا اہل دربار نے عرض کیا
 کہ لشکر کفار میں یہ طبل بجایا صاحب جعفران نے فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے جو اعظم نے طبل جنگ بجوایا تو خبر نکلا تو
 یہ جو حکم دیا اسقلینوس نے ہر کاروں سے کہا کہ جا کر خبر لؤ لاؤ کہ یہ کیسا طبل بجایا وہ ہر کار کے ابھی چلنے
 کو تھے سلام کر کے کہ یکایک جوڑی ہر کاروں کی غرق آلودہ پسینہ میں غرق سانس پھولی ہوئی داخل
 دربار ہوئے مجرا بجالا کر ہاتھ اٹھا کر یوں دعا دی کہ نظم ہمارے زرد آفتاب سرور ہاشمی + تا صبح دردم و مہم ہاشمی
 ہاشمی + تا صبح حیات بر سر خضر بود + در خاکہ اقبال سکندر ہاشمی + صاحب جعفران کی عمر و زور ہو ترقی پرستار
 اوج و اقبال ہو دوست ضاد و دشمن پاکمال ہو ہم لشکر کفار میں موجود تھے کہ جب آپ کا جواب پہونچا
 اعظم جادو نے جواب نامہ پڑھو اے کے فنا اس وقت طبل جنگ بجنے کا حکم دیا اس وقت نقارہ رزمی
 جو بڑی سب اہل لشکر کو معلوم ہوا کہ کل مقابلہ ہو گا اس کا قصد یہ کہ کل میدان جنگ میں آ کر غلہ
 سرکار سے مقابلہ کرے باقی خبریت ہو صاحب جعفران نے یہ سنے فرمایا کہ ہمارے لشکر میں بھی بے فضل اندری
 و بنا امید ربانی کو اس رزمی پر چوب پڑے اور نقارہ حربی بجایا جائے ہم کل کفار سے مقابلہ کرینگے یہ حکم
 دینا تھا کہ اس وقت نقارہ خانے میں یہ حکم پہونچا نقارچی نے نقاروں کو سینگ کر درست کیا کو اس
 حربی پر چوب پڑی صدائے نقارہ بلند ہوئی شمع نقارہ آواز آمد برون + کہ دون سست و دون سست
 گردون دون + گوش گردون گر ہو گئے طائر آشمانوں سے صدائے طبل سنے خوف زدہ ہو کر اڑے کہ یہ
 کیسی آواز آئی جگر زمین شوق ہو گیا جب نقارہ بجایا اہل لشکر کو معلوم ہوا کہ کل لشکر کفار سے مقابلہ
 ہو گا سب اہل لشکر جو کہ ساحر تھے وہ سامان سحر درست کرنے لگے اور جو غیر ساحر تھے وہ آلات
 حرب و ضرب درست کرنے لگے اور صاحب جعفران نے ساحر و غیر فرمایا کہ کل جب صف آرائی ہوگی تو
 لشکر ساحران کو تم لیکر بائیں طرف صف آرا ہونا جب تک ہم حکم ندیں اس وقت تک اس لشکر کفار
 سے نہ ٹرنا اور غیر ساحروں سے فرمایا کہ تم دہنی طرف صف آرا ہونا یہ حکم دیکر دربار پر خاست فرمایا
 سردار اپنے اپنے مقام پر جا کر سامان سحر و آلات حرب درست کرنے لگے ناوی بیات کرنا جو کہ
 دن بھر دونوں طرف طبل جنگ بجایا اور دونوں طرف سامان جنگ کی درستی ہوئی ساحر اپنے اپنے

مقام پر بیٹھے ہوئے سحر کو جگا رہے تھے کسی طرف دھووان بلند تھا۔ بخور کی خوشبو آ رہی تھی گو گل اور
لو تک جلا رہے تھے سحر کو جگا رہے تھے غیر ساحر خیر و تلواروں پر بارہور کھوار رہے تھے کسی طرف
بیٹھے ہوئے لکنا نو لک جو کہ خاصہ نہ کر کے تھے سینک سانک کر دست کر رہے تھے جو تیرا چھرا چھرا
تھے وہ اپنے تیر رکھتے تھے ایک طرف ہزاروں سوار و پیدل بیٹھے ہوئے اور سان پر تلوار پر بارہور کھوار
رہے تھے جو بہادر و منگل تھے وہ باہم بیٹھے ہوئے کلام کر رہے تھے کہ دیکھیں کل کس کا پہلے وار
ہوتا ہے اور کون آگے بڑھ کر لڑتا ہے اور کس کا قدم پیچھے ہٹتا ہے کون کھیت رہتا ہے اور کون بھاگ کھڑا ہوتا ہے
باہم گلے مل رہے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا عید ہے اور کہتے تھے کہ بھائی صبح کو روز جنگ ہے اس وقت
گلے مل لو گل عروس مرگ سے ملاقات ہوگی ایک دوسرے کے خیمے میں جا کر بیٹھنا تھا اس سے
کہتا تھا کہ کیون بھائی کیا ارادہ ہو کل روز جنگ ہے کفار سے مقابلہ ہو گا کیون بھائی تم کیا کہتے ہو کس
خریبہ سے لڑو گے آیا تلوار سے یا نیزے سے کل عروس مرگ سے سامنا ہو گا بھائی کل قدم نہ ہٹیں
اس طور سے مقابلہ کرنا کہ کفار عاجز ہو جائیں اور قدم ان کے اٹھ جائیں اور بھاگ جائیں اسے جواب دیا
کہ ایسا ہی ہو گا تم دیکھ لینا کیسے بڑھو بڑھکر ہاتھ لگاتا ہوں اور کس جواب مردی سے مقابلہ کرتا ہوں
راوی بیان کرتا ہے کہ جو کہ شجاع اور بہادر تھے وہ بار بار خیموں سے نکل کر آسمان کی طرف دیکھتے تھے
کہ اتنا سحر آسمان پر نمایاں ہوئے ستارہ سحری فلک اخضر پر چمکا دھنوں کو ہوا کے رخ پر کرتے
تھے کہ نسیم سحری کے جھونکے چلنے لگے اتنا سحر نمایاں ہوئے عاشق و اشتیاق عروس مرگ میں صبح
کے بہت مشتاق تھے اور از حد صبح کی خواہش تھی بہادروں کا تو یہ حال تھا اشتیاق روز جنگ
میں اس رات کا دلاز ہوتا شاق تھا اور جو نبردل تھے وہ یہ فکر کر رہے تھے کہ کیوں نہ بھاگیں کیونکہ ہم نے
توصرت اپنی زندگی بسر کرنے کے لیے نوکری کر لی تھی کہ پیسہ پیدا کر کے اپنی اولاد کو پرورش کریں
نہ یہ کہ لڑتے ہیں پھر تین اپنا خون کریں اگر ہم نہ ہونگے تو ہماری اولاد کی کیوں نہ پرورش ہوگی ہم ایسی نوکری
سے باز آئے جو کوئی برائے دریافت حال آیا اور پوچھا کہ مزاج کیسا ہے کل روز جنگ ہے جواب دیا کہ
بھائی صبح سے دست آرہے ہیں بالکل طاقت نہیں ہے ہلا تک نہیں جاتا ہے کل بھائی کیونکر
میدان جنگ میں جا کر مقابلہ کریں اٹھنا تک نہیں جاتا ہے بالکل بیکار ہو گئے ہیں انھوں نے
کہا کہ بھائی خدا تم کو شفا دے کسی نے اپنے کو بیمار بنا کر لحاف اوڑھ لیا تھا کہ سردی سے بہت

شدت سے بخار آتا ہر بہ سبب بخار کے اٹھنے کی طاقت نہیں ہو کیا میدان جنگ میں جا کر مقابلہ کرینا
مجبور ہیں بخار ہوا سی دن کے تاک میں تھا کہ جس دن مقابلہ ہو گا اُسیدن میں بھی آکر دباؤ نکالنا بخار سے
مقابلہ پراتر کفار سے کون لڑے وہ لوگ سمجھ گئے کہ فقرہ کرتے ہیں بزدلوں کا یہ رنگ ہر خلاصہ یہ کہ اشارہ
فلک پر ظاہر ہوئے ستارہ سحری طالع ہوا نور سحری نے پھیلنا شروع کیا نسیم سحری کے جھونکے چلنے لگے
تمام عالم میں نور سحر نے پھیل کر اپنی روشنی سے عالم کو منور کیا کلمہ اسے خود رو کھل کر مہمک دینے لگے ہر
طرف آنچہ جھمک رہے تھے اور پھول کھل رہے تھے ہر طرف خوشبو پھیلی ہوئی تھی آبپاشی شبنم سے
سبزہ صحران کا لعل مار رہا تھا طائران خوش الحان شاخ درخت پر اپنے آشیانہ میں سے نکلا کر حمد الہی میں
مصروت تھے بزبان بیزبانی حمد الہی کر رہے تھے چیمہ زنی میں مصروت تھے اشیا ر نیم سحری کے جھونکوں
کے سبب سے ہر مرتبہ جھمک کر سجدہ شکر کرتے تھے اور سجادہ طاعت پر بوسہ دیتے تھے راہدان عبادت
گزار اٹھے عبادت خدا میں مصروت ہوئے جب آئنا سحر نمودار ہوئے اور سب اٹھ کر عبادت خدا میں مصروت
ہوئے لفظ مؤذن اذان سے ہوئے بہرہ مند ہوئی صوت السدا کبر بلند رخ شمع مائل بزروی ہوا
لباس فلک لا جوری ہوا + عجب عالم تھا ہر طرف صدا سے اذان بلند تھی وروی صبح کی شکرون میں
بج رہی تھی طائران خوش الحان شاخ درخت پر بیٹھے ہوئے حمد الہی کر رہے تھے جھونکے نسیم سحری
کے چل رہے تھے لڑکر کفار میں کھٹکتے رہے تھے کفار پوچھا پاٹ میں مصروت تھے خلاصہ یہ کہ ہر مذہب
کے لوگ اپنے اپنے معبود کی عبادت میں مصروت تھے یہاں صا جتقران بھی بیدار ہوئے نماز صبح
نے فارغ ہو کر اسلحہ سے آراستہ ہوئے اُدھر سردار بھی اپنے اپنے خیمے سے مسلح و مکمل ہو کر نکلے لشکر بھی
تیار ہو کر چلنے پر آمادہ ہوا سردار لشکر و نکو ط میدان جنگ کے جانے کا حکم دیکر در دولت پر حاضر ہوئے
یہ کہدیا تھا کہ جو کہ ساحر ہیں وہ طرف دست چپ کے صف آرا ہوں جو کہ خیر ساحر ہیں وہ طرف دست
راست کے صف آرا ہوں سردار در دولت پر حاضر ہوئے کہ اتنے عرصہ میں سیماسے بلند آواز برآمد ہوئے
سب نے حیرت کیا سب کا جبرائیل قریب تخت آئے اور صا جتقران کا انتظار کرنے لگے کہ اتنے میں
صا جتقران مسلح و مکمل زرہ داؤدی زیب جسم خود حضرت ہود سہر سب تبرکات واثانہ صا جتقرانی سے
آراستہ پیراستہ بادشاہ نے سلام کیا اور بادشاہ اور سب سرداروں نے حیرت کیا ہر ایک کا سلام لیکر اشارہ
فرمایا چاکر نے اشقر و یوراد حاضر کیا آپ نے گردن اشقر پر یا علی لکھو کہ جست کی پشت زین پر تشریف لائے

لشکر جو شیرے کہ کیر و با ہو مکین بہ جست از زمین و بر آند نبرین بہ جب صاحبقران سوار ہو چکے بادشاہ
 بھی تخت پر سوار ہوئے بعد سوار ہونے بادشاہ کے سب سردار سوار ہوئے جب سب سوار ہو چکے
 صاحبقران مع بادشاہ کے طرف میدان جنگ کے راہی ہوئے سواری مثل بادبھاری کے بہ صد کرو فر چلی
 جاتی تھی و سواری کا جلوہ و جوانوں کی نمود و باجون کا و شہنشاہیوں کا پھونکنا وہ صبح کا وقت وہ نسیم
 سحری کے جھوکوں کا چلنا عجب سمان دکھاتا تھا اس بہار اور ان جوانوں کو فلک میرا بنی مگر کوٹھم کیے ہوئے
 دیکھ رہا تھا ادھر سے تو صاحبقران بعد شوکت و شان میدان جنگ میں پہنچے سب لشکر نے جھک کر سلام
 کیا علم و جلوہ دیا سرخ و سبز نشانوں کے پھر پیرے گل کے ہو اسے نہ اسنے لگے باجے جنگی بجنے لگے ادھر سے
 لشکر کفار بھی پوچھا پاٹ کر کے اور مسلح و مکمل ہو کر طرف میدان جنگ کے چلا گئے کالے کالے علم کے پھر پیرے کھوئے
 ہوئے تھے کفار یا سامری جو جمشید کرتے ہوئے چلے آئے تھے اعظم جادو و سوسن جادو تخت پر سوار
 عقب لشکر ہیشمار ایک طرف مرکب پر افغان گرز زن بعد کرو فر بائیں طرف اعظم کا لشکر غیر ساحران اور
 دہنی طرف لشکر ساحران بعد شان سحر سازیان دکھاتے ہوئے شعبدہ بازیان کرتے ہوئے آکر پہنچے
 صاحبقران نے افغان گرز زن کو عجب نشان و دبہ سے دیکھا اپنے دل میں کہا کہ یہ پہلووان
 واقعی بہت جری و بہادر معلوم ہوتا ہے جب دونوں لشکر آکر پہنچ گئے کتاب صف آرائی ہوئے الی صف آرا
 شکے اُٹھوں نے صفوں کو آراستہ کیا ساتون صفین درست ہوئیں دونوں طرف کے قلب لشکر کفار
 میں اعظم و سوسن کا تخت قائم ہوا دہنی طرف سرداران سحر طائر بائیں طرف سرداران غیر ساحر صف
 باندھ کر کھڑے ہوئے مہمنہ و میسرہ ساقہ و مکین گاہ قلب و جناح پہلووانوں و ساحروں سے آراستہ
 ہوا افغان گرز زن برابر تخت اعظم کے مرکب پر سوار گزر گران سنگ ہاتھ میں لیکر کھڑے ہوئے بنگاہ
 تند و تیز طرف لشکر اسلام کے دیکھ رہے ہیں ادھر صف آرائی جب ہو چکی اُدھر لشکر اسلام میں یون
 صفین آراستہ ہوئیں کہ بائیں طرف تو لشکر ساحران و ان کے سردار صف بستہ ہوئے اور قلب میں تخت
 سیمابے بلند آواز کا قائم ہوا اور برابر ان کے تخت کے دہنی طرف تخت حلیم اسقلینوس کا اور
 بائیں طرف حکیم شیطین کا یہاں بھی ساقہ و مکین گاہ قلب و جناح مہمنہ و میسرہ آراستہ ہوا یہ عالم
 تھا کہ دم سے دم سے ہم سے ہم رکاب سے رکاب ملے ہوئے تھے سوار یون کھڑے ہوئے پیدل
 دوش بدوش سواران چلتے پویش جو نش پویش چار آئینہ بند صاحبقران زیر علم شیر پیکر بہ مرتبہ

صاحبقرانی با چہرہ نورانی جلوہ فرما تھے جب دونوں طرف صفت آرائی ہو چکی اسوقت دونوں طرف کے لشکر سے تبردار پہنچے بردار برق کردار نکلے پستی و بلندی زمین کو ہموار کیا جو درخت حائل نگاہ تھے انکو پتھریا کیا شقون نے شکل کر آب پاشی کر کے گرد و غبار کو بٹھا دیا ساحروں نے دونوں لشکروں کے سحر کر کے کپست و بلند زمین کو ہموار کیا کسی نے سحر کیا کہ ہوا چلی جسقدر درخت حائل نگاہ تھے سب جڑ سے اکھڑ گئے کسی نے سحر کیا کہ ابھر سحر پیدا ہوا اُس سے پانی برسا گرد و غبار بچھو گیا جب سب بند و بست ہو چکا ایک مرتبہ دونوں لشکروں سے بقیہ سے بلند آواز نکلے بے نیائی دنیا کی ثابت کرنے لگے آواز میں لگانے لگے ایہ جوانان بکو نشید تاجا منہ زان نہ پوشید شعریا ہ لاؤ تم عروس موت کو دو طلا اس زندگی کی موت کو یہ دنیا عجیب مقام عبرت ہو اور جاے حسرت ہو بڑے بڑے ہمار جنگی تلوار کی دھاک سے دیو کا پیتے تھے وہ جا کر زیر زمین پوشیدہ عروس مرگ کے ایسے جویا ہوئے کہ عدم آباد کو راہی ہوئے یہ دنیا مقام افسوس ہو کمان میں وہ شاہان جلیل کہ جنکے سامنے غلامان زمین کمر صفت بستہ رہتے تھے جنکے حکم سے گردن قلم کی جاتی تھی انکو بھی موت نے نہ چھوڑا نظم او پنے اپنے مکان تھے جنکے بڑے آج وہ کنگ گورین ہیں پڑے تاج میں جنکے ٹکٹے تھے گوہر ٹھوکر میں کھاتے ہیں وہ کانسہ سر بہ کل جہان پر شکوفہ و گل تھے آج دیکھا تو خار بالکل تھے کل تھا جس جا پہ بلبلو نکا ہجوم آج اُس جا پر آشیا نہ بوم و جج جو رکھتے تھے سر پہ فخر یہ تاج آج وہ ناتھ کوہ میں محتاج اب نہ رستم نہ سام باقی ہو اک فقط نام ہی نام باقی ہو غیرت حور و مدح میں نہ رہے ہر مکان کو مگر یکین نہ رہے کوئی کیتا نہیں رئیس کا نام ہو کوئی گورین گیا بہرام و عطر مٹی کا جو نہ ملتے تھے نہ کبھی دھوپ میں نکلتے تھے گردن چرخ سے ہلاک ہوئے استخوان تک بھی اُنکے خاک ہوئے یہ جبکہ عالم و اور دنیا ایسی بے ثبات ہو تو اسمین رہنا بیچارہ بڑے بڑے شاہان جلیل کے مرقہ کا نام و نشان تک نہیں باقی ہو کوئی دو پھول بھی نہیں چڑھاتا دو پھول کے لیے خواستگار ہیں سورہ الحمد کے لیے محتاج ہیں اسطور سے نشان قبر برباد ہوئے ہیں کہ کہیں پتہ تک نہیں ہو بڑے بڑے پہلوان مثل رستم و سام کے تیغ اجل سے نہ بچ سکے اور جا کر زیر خاک پوشیدہ ہوئے مگر اُنکے نام آج تک صفحہ روزگار پر باقی ہیں بسبب اُنکی جوانمردی و شجاعت و سخاوت کے بس ایہ جوان مرد و تم بھی اپنے باپ دادا کے نام کو روشن کرو اور آج وہ کام کرو کہ نابہ فیاض صفحہ ہستی پر نام باقی رہے شعرا و نامور و

وہ کام کرنا + رستم سے زیادہ نام کرنا + سوائے نیک نامی کے کوئی شہود نیا پر باقی نہیں رہتی ہو اسطوریہ
 جو نصیبوں نے آوارہ بن لگائیں دونوں طرف کے اہل لشکر کے دل جوش شجاعت سے بھرائے مثل
 صفت نگرگان صفوں پر سناٹا چھا گیا ہر ایک جوش شجاعت سے جھومنے لگا قبضہ شمشیر چومنے لگا
 یہی دل چاہتا تھا کہ صفوں پر چاڑھیں اور مارے تلواروں کے لشکر کو تہو بالا کر دیں صفیں درہم و
 برہم کر دیں دونوں لشکروں کا یہ عالم تھا کہ نقبائے بلند آواز نقابت کر کے چلے آئے لشکر میں گریٹوں نے
 گڑگڑائی کر کہا وہ بھی گڑگڑائی کر کہا لشکر میں آئے جب نقابت ہو چکی اس کے بعد لشکر کفار کے علم جلوہ گری میں
 آئے اور افغان گرز زن اپنے مرکب کو چھڑ کر سامنے تخت کے آئے اعظم جادو سے کہا کہ اجازت
 مرحمت فرمائیے کہ میں جا کر حمزہ عرب سے مقابلہ کروں اعظم جادو کو افغان گرز زن نے سلام کیا
 تنگ مرکب درست کر کے بودھا باک کا لیا مرکب کو ہمیز کر کے میدان جنگ میں افغان نے آکر
 پہلے سلحشوری دکھائی برچھے کے ہاتھ نکالنے سیف ہلائی صاحبقران زبر علم شیر پیکر اشتہور و بڑا
 پر سوار مسلح و مکمل تشریف فرما تھے ملاحظہ فرما رہے تھے کہ لشکر کفار سے افغان گرز زن میدان میں
 مرکب اباق پر سوار آیا ملاحظہ فرمایا کہ میدان میں آکر اس نے سلحشوری دکھائی راوی بیان کرتا ہے
 کہ صاحبقران ملاحظہ فرما رہے تھے کہ جب صاحبقران غرق غرق ہوا اور مرکب بھی برچھے کو زمین میں گاڑ
 کے ایک پاؤں رکاب کے اندر ایک باہر نکال کر برچھے کو مشت درشت سے پکڑ کے پسینہ کو خشک
 کرنے لگا جب پسینہ خشک ہو گیا اور دم راست ہو گیا پھر سنبھل کر مرکب پر بیٹھا لشکر اسلام کی طرف
 متھو کر کے چکا کہ او فرقتہ خدا پرستان و اعز برہستان جسکو تمنائے مرکب ہو وہ آکر مجھ سے مقابلہ کرے
 بلکہ میں اس امر کا خواستگار ہوں کہ حمزہ عرب سے مقابلہ کروں سوائے حمزہ عرب کے کوئی دوسرا
 مقابلہ کرنے نہ آئے اعظم جادو اور حمزہ عرب سے بذریعہ تحریر کے اقرار ہو چکا ہو اسی اقرار کے موافق آکر
 مقابلہ کرے میں سوائے طلسم کشا کے دوسرے سے مقابلہ نہ کروں گا اور میں اقرار کرتا ہوں کہ اگر طلسم
 کشا حمزہ عرب مجھ کو زیر کرے تو میں مع اعظم جادو و کل لشکر کے اس کی اطاعت کروں گا اور اگر حمزہ
 عرب مجھ سے زیر ہو جائے اور میں غالب آؤں تو حمزہ میری مع لشکر کے اطاعت کرے اور میں اسلام
 ترک کرے سامری پرستی قبول کرے یہ کہہ کر کہا کہ او حمزہ صاحبقران اگر بہادری و شجاعت کی
 امنگ ہو تو آکر مجھ سے مقابلہ کرو میں نے تمہاری شجاعت و بہادری کا بہت شہرہ سنا ہے اور مجھ کو

تم سے مقابلہ کا بہت اشتیاق ہوا سی شوق میں بہت دوسرے آیا ہوں یہ جو افغان نے پکار کے کہا
 دوسرے سرداروں نے نکلنے کا قصد کیا تھا کہ صاحبقران نے انکو منع فرمایا خود اشتہ کو ہمیں کر کے سامنے
 تخت سیماسے بلند آواز کے تشریف لائے اور فرمایا کہ میں برائے مقابلہ افغان گرز زرن میدان کو جاتا ہوں
 اجازت ہو سیماسے بلند آواز و استقامت میں وہ دیکر سرداروں نے عرض کیا کہ جب ہم غلامان جان بازو جان
 نثار موجود ہیں تو حضور کیونکر تکلیف فرماتے ہیں جسکو وہ حکم دین جا کر مقابلہ کرے آپ کے قدم سے لشکر میں
 رونق ہوا کیونکہ عرض کریں کہ ہماری موجودگی میں آپ تشریف لے جائیں اگر خدا نخواستہ کوئی چشم زخم حضور کو
 پہونچے تو ہم کس کے ہو کر رہیں گے یہ لوگ تو ہم پر تشدد اور زیادتی کر رہے ہیں اور ہم کو دم لینے کی تہمت دینگے
 بلکہ ہمارا نام مثل حرمت غلط کے صفحہ روزگار سے مٹا دینگے ایک کو باقی نہ رکھیں گے کیونکہ ہمارے دشمن جان
 ایمان ہیں ہم پر رحم فرمائیے خود نہ تشریف لے جائیے صاحبقران نے فرمایا کہ آپ بالکل خوف نہ کریں خدا
 کی ذات پر بھروسہ رکھیں وہ مالک و حافظ و مختار ہوا اور یہ امر ضرور ہے کہ آپ لوگ جان نثاری کو موجود
 ہیں میں آپ لوگوں سے قبل میں عرض کر چکا ہوں کہ میرا طریقہ ہوا زمین نے قاعدہ مقرر کیا ہے کہ حریف جسکا
 نام لیکر پکارے وہی برائے مقابلہ جائے سوائے اُسکے دوسرا نہ جائے اگر طفل پنج سالہ کو جوان شانہ سالہ
 برائے مقابلہ طلب کرے وہ طفل جا کر اُس جوان سے مقابلہ کرے دوسرا نہ جائے پھر میں کیونکر آپ لوگوں کو
 اجازت دوں کہ آپ لوگ جا کر لڑیں وہ تو میرا نام لیکر پکار رہا ہے اور مجھ کو طلب کرتا ہے اگر میں نہ جاؤنگا تو
 تمام عالم میں بدنام ہو جاؤنگا اور میرے طریقہ کے خلاف ہو گا اور ہر ایک یہ خیال کرے گا کہ حمزہ نے جو
 افغان کو زبردست دیکھا تو خود مقابلہ نہ کیا اپنے لشکر کے سرداروں کو بھیجا خود تماشا دیکھا گیا تو تجھ کو
 کیا ضرورت ہے کہ میں اپنے کو بدنام کروں پس آپ لوگ اطمینان رکھیں میں جاتا ہوں اور مقابلہ کرتا ہوں
 آپ لوگ معاوضہ میں جانے کے اور مقابلہ کرنے کے میرے حق میں دعا فرمائیے کہ خداوند کریم مجھ کو غلبہ
 مرحمت کرے اور میں غالب آؤں یہ جو صاحبقران نے فرمایا اب اسی کو حیرات نہ ہوئی کہ پھر کوئی چھپ
 کے سب خاموش ہو رہے سیماسے بلند آواز نے عرض کیا کہ بسم اللہ تشریف لے جائیے آپ کو سپرد خداوند
 کریم کیا یہ اُسکے صاحبقران نے مرکب کے تنگ کو درست فرمایا دامن گردان کر سوار ہوئے اشتہ کو ہمیں
 کر کے طرف میدان کے چلے تمام لشکر کے علم جلوہ گری میں آئے باجے جٹے بٹنے لگے سب سردار ساحر
 وغیرہ ساحر ہمراہ رکاب صاحبقران ہوئے صاحبقران یہ فرماتے ہوئے کہ آپ لوگ کیوں سفارزدار نہ ہوتے

فرمانے ہیں اپنے اپنے مقام پر تشریف رکھیں میں جا کر افغان سے مقابلہ کرتا ہوں میرے فتح و ظفر کی دعا
 فرمائیے خلاصہ یہ کہ تاجدار سب ہمارے صہابہ جعفران نے سمجھا سمجھا کہ سب کو واپس کیا خود مرکب کو
 ہمیں کر کے چلے غصہ جو ہوا تو پھر افغان نے پکار کر کہا کہ میں کہانتک انتظار کروں تم لوگ میری صورت دیکھو
 ایسے خوف زدہ ہوئے ہو کہ کوئی مقابلہ کو نہیں آتا ہر طلسم کشا کی ٹبری شہرت تھی یہ میرا خوف اس پر طاری ہوا
 کہ نہ وہ خود مقابلہ کو آتا ہو نہ کسی کو روانہ کرتا ہو یہ جو کلام صاحب جعفران نے سماعت فرمایا آپ مرکب کو ہمیں
 نوکر ہی چلے تھے غصہ آگیا بس ایڑ کر کے برابر پہونچے اور فرمایا کہ کیوں اس قدر مغرور ہوا ہوا کیوں تکبر کرتا
 ہو غرور و تکبر خداوند کریم کو پسند نہیں آتا ہر تو کیا چیز ہو جو تجھ سے کوئی خوف کرے گا ہم لوگ سوائے ذات خدا
 کے اور خلاصے برحق کے کسی سے نہیں ڈرتے ہیں یہ جو صاحب جعفران نے فرمایا افغان نے دیکھا کہ صاحب جعفران
 فریب آگئے گردہ سپر کا بہ قصہ نگار زنی پشت سے لیا صاحب جعفران نے بھی سپر کو سنبھالا بس باہم تگاور
 چلے گلہاے سپر سے شرارے نکلے باہم سپرین لڑیں دونوں مرکب لپٹا ہوئے سب نے دیکھا دو
 قدم مرکب صاحب جعفران کا بٹا اور چار قدم مرکب افغان کا باہم دونوں مرکبوں کو رانوسے مسل کر مقابل
 ہوئے افغان نے کہا کہ یہ میری خطا نہیں ہے یہ مرکب کی خطا ہے جو لپٹا ہو گیا صاحب جعفران نے فرمایا
 کہ بجار شاو ہوا اچھا حربہ سنبھالیے جواب دیا کہ اے طلسم کشا تو میری اطاعت کر لے اپنی جان کو غنیمت
 جان بیچار تلفت و برباد نہ کر میرے ہاتھ سے زندہ پینا دشوار ہے صاحب جعفران نے فرمایا کہ آپ میرے
 اوپر رحم فرمائیے اپنا حربہ فرمائیے میں موجود ہوں مقابلہ کو اگر مجھ کو صلح منظور ہوتی تو میں یہ نوبت کیوں
 آئے دینا پہلے ہی صلح نہ کرتا یہ مقام رزم ہو نہ جائے بزم کہ باہم گفتگو کی جائے جواب دیا کہ میرا حربہ بے پناہ
 ہے تم پہلے حربہ کر کے اپنی حسرت نکال لو تاکہ کوئی آرزو و ارمان باقی نہ رہے اور یہ کہنے کو نہ ہو کہ اگر ہم حربہ
 کرتے تو کبھی نہ زیر ہوتے صاحب جعفران نے فرمایا کہ پیش قدمی ہمارا طریقہ نہیں ہے ہم حریف پر سبقت نہیں
 کرتے ہیں ہاں جب حریف کے حربہ سے ہمارا خدا ہم کو بچاتا ہے تب ہم اس پر اپنا حربہ کرتے ہیں بس جب
 خداوند کریم تمہارے حربہ سے ہم کو بچائے گا تو ہم حربہ کریں گے یہ سننا خطا افغان نے کہا معلوم ہوتا ہے
 کہ قضا کہ آگئی ہے سنئے یہ کہہ کر نیزہ کنوٹی مرکب سے لیا اور سینہ بے کینہ صاحب جعفران کو تھاک کروا کیا صاحب جعفران
 نے بھی نیزہ سنبھالا جیسے ہی نیزہ قریب آیا صاحب جعفران نے سنان نیزہ کو سنان نیزہ پر گاتھھا لگی نیزہ بازی
 ہوئے طعن پر طعن چلنے لگے سنانین چپکنے لکین مرکب گردش کرنے لگے غبار بلند ہونے لگا ایک کنبہ خاکی

تیار ہو گیا اس میں مرکب گردش کرنے لگے یوں سناہن چمکتی تھیں کہ جیسے سارے چمکتے ہیں راوی بیان
 کرتا ہو کہ برابر طعن پر طعن چل رہے تھے جو بند صاحبقران باندھتے تھے افغان کھیل دیتا تھا اور افغان
 باندھتا تھا صاحبقران کھول دیتے تھے صاحبقران لڑتے جاتے تھے اور افغان سے طریقہ جنگ کو کھلا
 فرما کے خیال نہ رہا تے جاتے تھے کہ یہ طریقہ اور طور تو بالکل ہماری جنگ کے مطابق ہو جو میرے خاندان
 کے طریقے ہیں اور جس طور سے ہم لوگ جنگ کرتے ہیں اسی طور سے افغان بھی لڑتا ہے بالکل وہی بند
 اور توڑا اسکو بھی معلوم ہیں جو جنگ کو معلوم ہیں کسی مقام پر رہتا ہی نہیں جو صاحبقران اور بند صاحبقران
 باندھتے تھے تو افغان کھول دیتا تھا خلاصہ یہ کہ تین سو ستر طعن کی رود بدل ہوئی یہ حالت تھی کہ اپنی
 خلق نہ اور اخطر نہ اور اظہر نہ این را خطر غالب و مغلوب کی تیز نہ ہوتی تھی کہ کون غالب ہو اور کون مغلوب ہو
 جب باہم لڑتے ہوئے گرد و غبار سے باہر آتے تھے تو سب دیکھتے تھے کہ برابر نیزہ بازی ہو رہی ہے جیسے
 غبار میں پوشیدہ ہو جاتے تھے تو سناہن کی چمک سے معلوم ہوتا تھا کہ باہم لڑ رہے ہیں یکایک صاحبقران
 نے ایک مقام پر موقع پا کر اور افغان کو ہوشیار نہ پا کر غافل پا کر اب جو بند باندھا اور مرکب کو بائیں طرف
 موڑ کر اب جو جھٹکا ملاصاف نیزہ ہاتھ سے افغان کے نکل گیا مثل شرار سے کے بالائے آسمان گیا اور بالا
 ہوا جا کر سنان نیزہ چمکی لشکر اسلام میں ایک شور نحسین و آفرین بلند ہوا اور نعرہ تکبیر اور سبحان اللہ نیزہ بھرا
 بحالت میں غرق ہوا غرق فہر م پیشانی پر آگیا اور صاحبقران نے نیزہ اُسکے ہاتھ سے نکال کر مرکب کو
 چمکا کر پھیرا منا کیا اسکو جو خیال نیزہ نکل جانے کا آیا بہت پیچ و تاب کھایا مثل مار سرودم بریدہ کے
 پیچ و تاب کھاکر کہا کہ معلوم ہوا تم لوگ فنون نیزہ بازی سے خوب آگاہ ہو جو تم نے میرے ہاتھ سے
 نیزہ نکال دیا خیر نیزہ بازی خلال بازی میں کب چھوڑنا ہوں جب جانوں کہ میرے گز کی ضرب سے
 اپنے کو بچاؤ اور اس گز سے بچو یہ کہ کب جھپٹ کر اپنے پر سے گز گران سنگ پر چھوٹو طیانچہ ملک الموت
 اٹھایا اور اسکو بلند کر کے گردش دی صاحبقران نے ملاحظہ فرمایا کہ گز کا ہے کو ہر ایک پر چھوٹو ہوا تھی
 ایسا زبردست گز آج تک نہیں دیکھا یہ گز تو گز سام بن نریمان سے بھی زیادہ بڑا گز لندھو مشہور ہو رہا
 لکر میرے نزدیک وہ بھی اسکے روبرو ایک پتہ ہر خداوند کریم اسکے ضرب سے بچائے گز کا ہے کو ہر ملک الموت
 کا طیانچہ ہر یا کوہ گران کا ٹکرا ہو لکر صاحبقران نے جب یہ دیکھا کہ آٹھ پہلو ہیں اور ہر پہلو نے
 طریقہ کا ہر کوئی الماس کا ہر کوئی یا قوت کا کوئی برنجی اسطور سے آٹھ پہلو آٹھ قسم کے ہیں اور دست

اُسکا آہنی ہو صاحبقران اُس گرز کو نئے طریقہ کا دیکھ کر بہت حیران ہوئے اور خیال کرنے لگے کہ خداوند
 کریم اس گرز سے پہچانا اُدھر افغان گرز زن نے اسے گرز کو بلند کر کے گردش دی اور کہا کہ اے طلسم کشای
 گرزین سے صدائے فنا فنا آنے لگی جب اُسے گرز کو گردش دے کر قصد لگانے کا کیا صاحبقران نے
 بھی گرز سام بن نریمان کو اٹھایا اور چہرہ کی پناہ کیا درگاہ باری بن عرض کیا کیا کہ چہرہ از گل نازک تر
 وارم پناہ گزندانم پناہ تو دارم تو ہی بچاتے والا ہو چچا اس گرز کی ضرب سے یہ دعا کر کے گرز کو سر کی اور چہرہ کی پناہ
 کیا دونوں ہاتھ مع گرز کے بلند کر دیے افغان نے گرز کو گردش دیکر گرز کا دُر کیا فنا فنا کی صدا آنے لگی اُدھر
 لشکر اسلام یہ حالت دیکھ کر ہر ایک صاحبقران کے لیے دعا کرنے لگا بسبکی نگاہ لڑی ہوئی ہر دونوں طرف
 کے اہل لشکر کو ہمہ تن چشم بنے ہوئے اسی طرف دیکھ رہے ہیں بادشاہ طلسم نے تو یہ واقعہ دیکھ کر بھی ہر پناہ
 رکھ لیا اور تہ دل سے دعا کر رہا ہو کہ یا خداوند کریم صاحبقران کو اس گرز سے بچانا تو ہی حافظ ہو اُدھر خبردار
 خبردار کہ افغان نے گرز مارا گرز پر گرز پڑا ترقہ پیدا ہوا یہ معلوم ہوا کہ ساتون آسمان پھٹ کر گرز سے سر
 پہل گرز سے نکل کر بلا سے فلک گئے آسمان ہل گئے زمین کے طبقہ تزلزل میں آئے دریا کا پانی تلاطم
 میں آیا پہاڑ باہم سر ٹکرانے لگے ایسی صدا پیدا ہوئی گرزوں سے کہ گوش گردون دون کر ہو گئے گرد بیان
 صدائے ترقہ شک کے دہل گئے عبادت خدا بھول گئے دل زمین ہول سے شق ہو گیا غبار بلند ہوا اُس میں
 صاحبقران پوشیدہ ہو گئے اُدھر افغان نے گرز کو جب گرز پر مارا اٹھا اور ترقہ ہوا اٹھا گرز کو ہاتھ سے
 چھوڑ کر مٹ گیا تھا گرز گرز سے ٹکرا کر زمین پر گرا تھا اُس سے غبار پیدا ہوا تھا آسمان بھی صاحبقران پوشیدہ
 ہو گئے تھے اور گرز افغان سے ایک غبار پیدا ہوا تھا بس افغان نے الگ ہو کر اہل سلام کی طرف
 منھ کر کے کہا کہ دیکھا تم نے حمزہ میرے گرز کی تاب نہ لایا اور پست ہو گیا استخوان تکس کا پتہ نہ ہو گا اگر
 غریباں لیکر چھانوں گے تو بھی ایک ریزہ استخوان کا نہ ملے گا یہ کہ اُدھر سے منھ پھرا کر اپنے لشکر کی طرف
 دیکھا سوسن و اعظم اس قصد سے آمادہ کھڑے ہوئے تھے کہ اُدھر افغان ہم سے پلٹ کر لیتے
 جا کر حمزہ کو اسیر کر لو ہم جا کر فوراً گرفتار کر لیں جیسے افغان نے اُدھر کو منھ کیا سب نے نعرہ تلوت
 بلند کیا افغان نے سوسن و اعظم سے پکار کر کہا کہ آپ دونوں صاحب کیا کھڑے ہوئے دیکھ
 رہے ہیں جلد جا کر استخوان حمزہ کو اٹھا لائیے ایسا نہ ہو کہ اُسکے لشکر کے لوگ آجیا بین تو پھر بڑی
 خرابی ہو بہ کہنا تھا کہ اعظم جادو و سوسن جادو و دونوں تخت پر سے کود کر اور چھپٹ کر اُس مقام پہنچے

آئے کہ جہان حمزہ صاحبقران متقی گروہین پوشیدہ تھے فوراً یہ دونوں بلا خوف و دل گروہین و آئے یہاں اگر
کیا دیکھا کہ صاحبقران زمین پر پڑے ہوئے ہیں اور ایک طرف مرکب پڑا ہوا ہے یہ دونوں چلکے حمزہ
کو اٹھائیں کہ یکایک دونوں کو چھینک آئی اور دونوں دھم دھم اڑھو اڑھو غشٹھا کر گئے جیسے ہی افغان
نے دھماکے کی صدا سنی افغان یہ صدا سنے خود بھی دھم سے مرکب پر سے کودے اور اس غبار میں گئے
اور جاتے ہی اعظم و سوسن کو اٹھا کر قدر زنبیل کیا دونوں کی زبان میں سوزن دیکر اب جو دیکھا تو
صاحبقران و اشقر کو ہوشیار پایا فوراً گلہ ستہ دافع بیہوشی نکالا صاحبقران و اشقر کو ہوشیار کیا
اب جو صاحبقران کی آنکھ کھلی اپنے کو خاک پر پڑا پایا اور افغان کو اپنے برابر کھڑا ہوا دیکھا صاحبقران
حیران ہوئے کہ یہ واقعہ ہے کچھ دریافت کیا چاہتے تھے کہ یکایک اب جو دیکھا کہ وہ ابن گل و میر
شکست افغان تو نثار و ہر بجائے افغان کے خواجہ عمر و طوطے ہوئے ہیں صاحبقران حیران ہوا
کہ خواجہ نے کہا کہ صاحبقران آپ نے پہچانا اپنے غلام کو آپ حیران نہ ہوں جلد مرکب پر سوار ہو کر
لشکر کفار سے مقابلہ کریں میں نے سوسن و اعظم کو امیر کر لیا ہے دونوں میرے پاس ہیں میں نے
افغان گرز زن بنگران دونوں پر عیاری کی ہے آپ عرصہ نہ فرمائیے میں بعد فیصلہ جنگ و پیکار کل
واقعہ عرض کرونگا یہ جو صاحبقران نے سنا دڑ کر خواجہ کو گلے سے لگایا خواجہ نے عرض کیا کہ اب
یر نہ فرمائیے یہ کہ صاحبقران کو مرکب پر سوار کیا صاحبقران نے اشقر پر سوار ہو کر اور عقب
سلیمانی کو نیام انتقام سے پہنچ کر نعرہ کیا ادھر خواجہ عمر و نے بھی خبر پائی کہ میں لیکر اور نیمہ عیاری کو
پہنچ کر اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ صاحبقران سے امیر بنیم روزگار + حکم خدا ہے شمشیر چار +
یکے تیغ مقام و مصام نام + یکے عقب و یکے دوا لجام + بن کافران از جہان پاک کرد + سر کشان
حملہ و خاک کرد + چو تیغ علی بر کشم از غلات + تزلزل فتنہ در میان مصاف + ادھر تو صاحبقران نعرہ
کر کے غبار سے باہر آئے سامنے نعرہ صاحبقران کے نعرہ عمر و کا ہوا نعرہ عمر و عمر و ہون میں
عیار صاحبقران + میرے کر کے کا پتہ ہے جہان + دوندہ جہان گرد طرار ہون + جہان گیر عالم کا عیار
ہون + میرا تیر رفتار ہو کر قدم + صبا ٹھو کرین کھائے ہر ہر قدم ہزار اودن صبا کے بھی میں ہوش کو +
نہ پہونچے میری گرد پایاوش کو + یہ دونوں خادم و مخدوم اس غبار سے نعرہ کر کے نکلے کفار نے جو یہ
واقعہ دیکھا تو حیران ہوئے کہ یہ کیا سا فخر کدرا نہ تو اعظم جادو اس غبار سے باہر تشریف لائے نہ

سوسن جادو بلکہ اس کے عیوض میں چھ زندہ و سلامت نکال اور اس کا عیار عمر و بلکہ افغان گرز زان بھی
 اس عیار میں جا کر غائب ہو گئے یا تو یہ لوگ خوش ہو رہے تھے یا حیران ہو گئے یہ واقعہ دیکھ کر صاحب جعفران
 نے اس متیق گرد سے نکل کر فرمایا کہ اے کافران جہان و اے سرکشان زمان کے گذارم کہ از دست من زندہ و
 سلامت بدر رہو یہ یہ بیکار اور بیکار ٹھاکر لشکر کفار پر چلے خواجہ عمر و بھی بیکار پر ہاتھ رکھے ہوئے نیچے
 باتوین لیے چلے آئے ہیں کفار نے یہ واقعہ دیکھا کہ طلسم کشا ہماری طرف باشمشیر برہنہ آتا ہے یہ سب بھی
 ایک مرتبہ تلوار بن علم کر کے لیٹا لیٹا کر چلے ایک طرف سے ساحر بھی چلے کہ مقصور یہ سالار سوسن نے جو خواجہ
 اوصالی صورت پر دیکھا ہمراہ صاحب جعفران اور صاحب جعفران کو یہ قصد جنگ لشکر آئے دیکھا پہلے تو پکار
 خواجہ عمر و سے کہا کہ واہ اُستاد کیا کتنا عیاری اس کا نام یہ بھلا آپ سے کیا کوئی کچھ سکتا ہے اور آپ نے
 رو برو کیا عیاری کر کے گا کیا خوب عیاری کی ہو یہ کہہ کر سحر کرنے لگا لشکر کفار پر اور لڑنے لگا اور وہ صاحب جعفران
 بھی با تیغ برہنہ پہنچ گئے اور کفار کو قتل کرنے لگے اب کفار کو معلوم ہوا کہ مقصور عمر و عیار سبیل گیا
 تھا اور خواجہ افغان گرز زان ہنر آئے تھے عیاری کر کے اعظم جادو و سوسن جادو کو اسیر کر لیا
 کفار سے لڑنے لگے اور میرا ہل اسلام نے جب دیکھا تھا افغان کے ضرب گرز سے صاحب جعفران خدا
 خواستہ پست ہو گئے اور متیق گرد میں پوشیدہ ہو گئے سب کے چہرے کا رنگ کافور ہو گیا تھا ایک کے
 منہ پر ہوا بیان اڑنے لگے لیکن تھیں و لون پر ملال و کدورت چھائی تھی باہم یہ صلاح کر کے ساحر اور غیر
 ساحر چلے گئے کہ چل کر لڑو اور اپنی جان دو یا ان لوگوں کو زندہ نہ رکھو اور سب کو مٹا دو یا خود نہ باقی رہو ایک
 مرتبہ سب لشکر نے اپنے مقام سے جنبش کی تھی دونوں حکم اور بادشاہ طلسم ہی صلاح کر کے چلے گئے تھے
 سب نے تلوار بن علم کر لیں تھیں ساحر و غیرہ نے حربہ بے سحر ہاتھوں میں سنبھالے تھے ابھی یہ لوگ راہ
 میں تھے کہ صاحب جعفران و عمر و کے نعرہ کی صدا کان میں آئی اب جو دیکھا تو صاحب جعفران و خواجہ کو
 باہم لشکر کفار کی طرف بقصد جنگ و پیکار جاتے ہوئے دیکھا سب خوش ہو گئے اور فرح ناک ہو گئے
 سیما سے بلند آواز سے پکار کر کہا کہ یا صاحب جعفران میں بھی مع لشکر کے آتا ہوں جمال نے جو خواجہ کو
 دیکھا خوش ہو کر پکارا کہ آجے اُستاد کیا کتنا عیاری کی ہو یہ عیاری کر کے ہیں خواجہ نے پلٹ کر
 دیکھا اور امیر حمزہ صاحب جعفران نے دیکھا کہ بادشاہ طلسم و حکیم استقامت نوس و دیگر سردار مع لشکر کے
 بقصد جنگ و پیکار چلے آئے ہیں راوی بیان کرتا ہے کہ لشکر اسلام بھی آکر لشکر کفار سے غٹ پٹ ہو گیا

غیر ساحر غیر ساحر سے لڑنے لگے ساحر ساحر سے اور تلوار و خنجر و نیز چلنے لگا اور قتر ترنج و نارسج و دانہ ماش کے
 و کچھے میکان کے کسی طرح کشتی ہو رہی تھی کوئی گز سے لڑ رہا تھا کسی مقام پر تلوار چل رہی تھی ساحر و
 دین میں رنگ تھا کہ کوئی ابرو بنا کر لڑ رہا کوئی اثر و دینا ہوا تھا و نفس کشتی کر رہا تھا کوئی باہم عقرب بنا ہوا
 لڑ رہا تھا بیرون کے شور و غل کی صدا تھی پہلوانان رخداد اور کے گرجنے کی صدا تھی بابے جنگی زنج رہے تھے
 نقیب نقابت کر کے دل لشکر کے بڑھا رہے تھے کفار جان دے دے کر لڑ رہے تھے اور یہ خیال تھا کہ
 گو سردار و افسر ہمارے اسیر ہو گئے ہیں مگر ہم حق نمکسدا کر دین بڑے غضب کی تلوار چل رہی تھی قیامت
 کی جنگ مغلوں پر ہو رہی تھی سروں کا پتھر برس رہا تھا خون کے دریا بہہ رہے تھے تلواروں کی برقی کوئد
 لہری تھی ڈھالوں کی سیاہ کٹیا بلند تھی طوفان مرگ اٹھا ہوا تھا روزی حیات طوفانی تھی ملک الموت
 روہین قبض کرنے پھرتے تھے کشتی حیات گرداب میں مبتلا تھی ہر طرف بازار مرگ گرم تھا کفار لڑ رہے تھے
 کہ صاحب قرآن نے جو جو نامی سردار تھے انکو اسیر کر لیا لشکر بے سردار کب تک لڑے آخر کو نوبت شکست
 پہنچی لشکر کے پاؤں اٹھنے لگے سرداروں نے جو بیرون گ و کچھا باہم صلاح کی اہل اسلام کا اقبال یاور ہو
 اور شکستارہ ترقی پر ہو ہمارے سردار و دونوں اسیر ہو گئے ہم بے سردار کے ہو گئے ہم ان سے لڑ نہیں سکتے ہیں
 عمر و نے وہ غضب کی غیاری کی ہو دیکھو کیونکر اسیر کر لیا ہمارے افسر و نکواب ہم کیونکر لڑ سکتے ہیں اس سے
 بہتر یہ ہے کہ اطاعت کریں کیون اپنی بیفائدہ جان دین اور بیکار مقابلہ کریں ہم ان لوگوں سے نہیں
 لڑ سکتے ہیں یہ سب تباہ یا فتنہ ہیں انکی ان لوگوں نے شراکت کی ہے کہ جو کہ اپنا مثل و نظیر نہیں رکھتے ہیں
 جبکہ ان لوگوں نے بڑے بڑے لشکر و نگو جو کہ لاکھوں کے تھے یکہ و تنہا جاکر شکست دی اور درہم و درہم
 کیا تو اس لشکر کی کیا اصل ہے ایسی حالت میں جبکہ لشکر ہمراہ ہو تو ایک حملہ میں سب کا خاتمہ کر دینے
 بس اسی میں منفرد ہے کہ انکی شراکت کریں اور اطاعت کریں نہ ایسے بہادر ہم نے دیکھے نہ ایسے غیور
 یہ باہم صلاح کر کے سرداروں نے یہ رائے کی کہ چل کر طلسم کشا کے شریک ہوں اور اس سے امان طلب
 کریں جب یہ باہم رائے ہوئی اور یہ خیال کیا کہ اگر ہمارے سردار ہوتے وہ لڑتے ہم بھی لڑتے انکی عدم
 موجودگی میں کیون مقابلہ کر کے جان دین بس جب باہم یہ صلاح کر لی اہل لشکر سے پکار کر کہا کہ ہم نے
 طلسم کشا کی اطاعت کر لی اب قتل و بس سب سردار یہ کہہ کر پکارے کہ یا طلسم کشا الا مان الا مان
 ہم امان کے خواستگار ہیں ہم کو امان مرحمت ہو ہم آپ سے نہیں لڑ سکتے ہیں آپ نے ہمارے سردار و

اسی کر لیا ہم میں یہ طاقت نہیں ہو کہ آپ سے مقابلہ کریں سرداروں کا یہ پکار کر کہنا تھا کہ کل اہل لشکر نے
 پکارنا شروع کیا کہ یا طلسم کشا امان جب صدا سے امان گوش مبارک صاحبقران میں پہنچی صاحبقران
 نے ہاتھ روک لیا صاحبقران کا ہاتھ روکنا تھا کہ سب اہل لشکر نے ہاتھ روک لیا لڑائی موقوف ہو گئی مگر
 صاحبقران نے فرمایا کہ پکار کر کہو کہ امان بشرط ایمان بس یہ حکم صاحبقران خواجہ ودیکر سرداروں نے
 پکار کر کہا کہ صاحبقران فرماتے ہیں کہ امان بشرط ایمان ملے گی یہ جو پکار کر کہا اُن سب نے جواب دیا کہ ہم نے
 فرمانا صاحبقران کا قبول کیا یہ کہ جو مغز مغز سردار تھے وہ ہاتھ باندھ کر خدمت صاحبقران حاضر
 ہوئے مقصور جاو دست بستہ پہلے ہی آگیا قد مبوس حاصل کی خواجہ نے صاحبقران سے عرض کیا
 کہ یہی مقصور جاو ہر اسی نے میرے ساتھ سلوک کیا کہ مجھ کو اپنے ہمراہ کو دسوسن سے لیکر بیان
 آیا جو میں نے کہا وہ اسنے قبول کیا میں نے اسکو قبل سے مسلمان کیا ہر یہ مسلمان ہر یہ جو خواجہ نے کہا
 صاحبقران نے بہت خوش ہو کر مقصور کی بہت تعریف فرمائی کہ اتنے میں وہ سب سردار اعظم جاو
 کے حاضر ہوئے انھوں نے خدمت صاحبقران عرض کیا کہ ہم سب آپ کی اطاعت کے لیے حاضر
 ہوئے ہیں ہمارے قصور کو معاف فرمائیے ہم کو امان عطا فرمائیے صاحبقران نے فرمایا کہ امان بہ شرط
 ایمان ملے گی انھوں نے عرض کیا کہ آپ کے دین و مذہب میں آئے وہ کیا کہے بھی صاحبقران نے
 کچھ نہ فرمایا تھا کہ خواجہ نے کہا کہ اگر تم لوگ کلمہ پڑھو گے تو سحر سے بالکل بیکار ہو جاؤ گے اور ابھی بادشاہ
 طلسم یعنی سنکال جاو سے مقابلہ کرنا ہو گا اُن سب نے عرض کیا کہ پھر کیا کیا جائے خواجہ نے کہا
 کہ مطیع اسلام ہو سب طریقہ دین اسلام کے اختیار کرو صرف کلمہ نہ پڑھو اُن سب نے عرض کیا کہ بہت
 خوب بس صاحبقران نے فرمایا کہ ہم فرد گاہ پروا پس جاتے ہیں تم لوگ وہاں آنا سب کو ہمراہ لیکر
 انھوں نے عرض کیا بہت خوب بس صاحبقران یہ حکم فرما کے کہ جو اہل اسلام ساحر و غیر ساحر قتل
 ہوئے ہیں انکو دفن کیا جائے اور کفار کے کشتوں کو میمان سے اٹھوا کر کسی غار میں ڈال دو اور شمار
 کرو کہ کس قدر اہل اسلام کشتہ ہوئے اور کس قدر کفار صاحبقران کل لشکر کو ہمراہ لیکر فرد گاہ پر
 آئے لشکر نے کمر کھولی اپنے مقام خیم پر اترے صاحبقران نے دربار آراستہ کیا بارگاہ میں کشتہ
 لائے دربار آراستہ ہوا اُدھر اُن لوگوں نے اہل اسلام کے کشتوں کو ایک مقام پر جمع کر کے نماز
 پڑھی اُسکے بعد سب کو دفن کیا اب جو شمار کیا تو معلوم ہوا کہ دو ہزار اہل اسلام درجہ شہادت پر فائز ہوئے

اور کفار دس ہزار مارے گئے ان سب کو اٹھوا کے صحرا میں ایک غار کھدائی میں ڈال دیا وہاں سے سب
واپس آئے اور صاحبقران سے سب حال عرض کیا کہ دو ہزار اہل اسلام قتل ہوئے اور دس ہزار کفار
مارے گئے یہ سب صاحبقران خاموش ہوئے اور سرداران اعظم جاد و خدمت صاحبقران سے
رخصت ہو کر اپنے لشکر میں آئے سب اہل لشکر کو جمع کر کے کہا کہ ہم نے تو اطاعت طلسم کشا کی کیونکہ
ہم طلسم کشا سے نہیں لڑ سکتے ہیں تم لوگ کیا کہتے ہو ان سب نے ایک زبان ہو کر جواب دیا کہ جبکہ ہمارے
انسر علی اعظم جاد و اسپر ہوئے آپ ہمارے سردار و فسر ہیں جو آپ کو منظور ہو وہ ہم کو بھی پس ہم نے
بھی آپ کے کئے پر عمل کیا اگر آپ نے صاحبقران کی اطاعت کی تو ہم نے بھی آپ کے ہمراہ اطاعت
کی جب یہ سب نے جواب دیا پس وہ سردار ان سب کو لیکر فرود گاہ پر آئے لشکر کو وہاں اترنے
کا حکم دیا اور جو مغز مغز تھے انکو ہمارا لیا اور باقی اہل لشکر ساحر و غیر ساحر کو فرود گاہ پر چھوڑ کر طرف
صاحبقران کے رہانہ ہوئے یہاں تک کہ دربار گاہ پر پہنچے پندرہ درگہ سالار کے خبر کرائی کہ سرداران
اشکرا اعظم جاد و درویش پر حاضر ہیں انکو کیا حکم ہوتا ہے درگہ سالار نے جا کر عرض کیا صاحبقران نے
حکم دیا کہ انکو اندر لے آؤ پس درگہ سالار یہ حکم پا کر بیرون بارگاہ آیا اور ان سب سرداروں کو ہمارا لیکر یہ
کہہ کر کہ آپ کو صاحبقران نے طلب فرمایا ہے یہ جو سنا وہ سب کے سب درگہ سالار کے ہمراہ اندر آیا
کے آئے مگر گاہ پر سے صاحبقران و بادشاہ کو بہت آداب سے مجرا کیا تو اعدا شاہی بجالانے کر سیانہ
ہوئے سب سلام کر کے کرسیوں پر بیٹھ گئے جب بیٹھ چکے تو ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ اب حضور زہم
غلاموں کو عفا بدین اسلام تعلیم فرمائیے صاحبقران نے فرمایا کہ بہت اچھا پس ان سب کو
عفا بدین اسلام تعلیم فرمائے جو کہ ساحر تھے وہ مطیع اسلام ہوئے اور جو کہ غیر ساحر تھے انھوں نے
کلمہ پڑھا جب سب مشرت بدین اسلام ہو چکے اسوقت ان سرداروں نے عرض کیا کہ ہم انہی دربار
ہیں کہ حضور در بند اعظم سین تشریف لے چلے اور سب ساکنان در بند کو بھی مشرت بدین اسلام
فرمائیے اور جو تائب ہوئے ہم سب کو نصیب ہو وہ نوش فرمائیے اور در بند پر قبضہ فرمائیے اور جسکو
مناسب جائے اور حوالہ لائق ہو اور حق دار ہوا اسکو حاکم فرمائیے صاحبقران نے یہ سب فرمایا کہ
اچھا ہم کل چلینگے ان سب نے عرض کیا کہ سب لشکر و اہل دربار کو ہمارا لیکر تشریف لے چلے گا وہیں بار
فرمائیے گا بادشاہ در بند میں چلکر دربار فرمائیں صاحبقران نے فرمایا کہ اچھا وہ سردار رخصت ہو کر اپنے

مقام پر آئے سب اہل لشکر کو مشرت بدین اسلام کیا سب مطیع اسلام ہوئے جو اہل لشکر ساحر تھے وہ مطیع
اسلام بصدق دل ہوئے اور جو غیر ساحر تھے انھوں نے کلمہ پڑھا یہاں صاحبقران نے دربار برخواست
کیا سب سردار اپنے اپنے مقام پر آئے وہ رات بے عیش و راحت بسر کی جب صبح ہوئی یہاں صاحبقران
نے بیدار ہو کر نماز سمجھا اور فرمائی سب سردار بھی عبادت خدا سے فارغ ہوئے اور سرداران لشکر اعظم جاو
بیار ہو کر اور سب لشکر کو راستہ کر کے چلنے کے لیے طرف درجہ کے حکم دیا اور خود بخود صاحبقران روانہ ہوئے
یہاں صاحبقران بارگاہ میں تشریف لائے بعد فارغ ہوئے نماز سمجھ کے یہاں دربار راستہ ہوا تھا کہ وہ
سردار آکر پہونچے صاحبقران کو خبر کیا اور قواعد شاہی بحال لائے عرض کیا کہ تشریف لے چلیے مع کل لشکر کے یہ
ٹکے صاحبقران نے فرمایا اچھا اور حکم دیا کہ لشکر سامان درست کر کے جلد تیار ہووے ہم اندرون در بند
چلینگے یہ حکم دینا تھا کہ اسی وقت سب لشکر تیار ہو گیا بس صاحبقران مع سب سرداران و بادشاہ کے یہ خدم
و شہر طرف در بند اعظم کے روانہ ہوئے وہاں ساکنان در بند کو خبر ہو گئی تھی کہ ہمارے سردار اسیر ہو گئے اہل
لشکر کے شکست کھائی جو سردار اہل لشکر باقی رہے تھے انھوں نے طلسم کشا کی اطاعت کی اب طلسم کشا
اس طرف کو آتا ہے یہ لوگ بھی مجبور و ناچار ہو گئے انھوں نے خیال کیا کہ اب سوائے اطاعت و فرمانبرداری
کے کوئی دوسری صورت نہیں ہے جبکہ سرداروں نے اطاعت کر لی تو ہم کیا چیز ہیں ہم تو رعایا ہیں لڑنا بھڑنا
کیا جانیں بس اطاعت ہم کو بھی لازم ہے بس سب ساکنان در بند اعظم و شہر اعظم یہ سوچ کر ادنیٰ و اعلیٰ
برائے استقبال دروازہ شہر پر آکر کھڑے ہوئے خوب در بند کو آراستہ کیا تمام شہر کو آئینہ بند کیا امیر
و غریب سب خوش ہو رہے تھے کہ یکایک جلوس سواری نمودار ہوا یہاں تک کہ سب سردار صاحبقران کو
لیکر داخل در بند و شہر ہوئے اہل شہر نے طلسم کشا کو دیکھ کر سلام و مجرا کیا صاحبقران و اہل لشکر صاحبقران
سیر کرتے ہوئے عمارات شاہی میں آئے صاحبقران ایوان میں داخل ہوئے اور لشکر جائے مناسب
پر فروکش ہوا سرداروں کے لیے مقام مقرر کیے گئے یہاں صاحبقران نے دربار آراستہ کیا اسنادی کر آئی
کہ سب اہل شہر حاضر ہوں اسی وقت سب اہل شہر حاضر ہوئے اس مجمع کے روبرو خواجہ مخروئے نے یہ حکم
صاحبقران حمد و ثنائے الہی بیان کر کے سب کو مطیع اسلام کیا جو غیر ساحر تھے انھوں نے کلمہ پڑھا
خلاصہ یہ کہ سب اہل شہر صدق دل سے مسلمان ہوئے جب ان کاموں سے فراغت ہوئی اب خواجہ
مخروئے نے اپنی سب عبار بیان اول سے آخر تک بیان کیں از انجسہ کہ جب بین افغان گزرتی کی صورت

بشر مشہور کے ہمراہ بیان آیا میں نے وہ گزر کاغذ کا تیار کیا تھا اس میں بیہوشی بھری تھی اس گزر کو جب میں مارا آپ نے گزر پر رو کا ترقی پیدا ہوا میرا گزر شوق ہوا اس سے عبارت پیدا ہوا آپ بھی بے ہوش ہوئے اور اشتہر بھی میں نے اعظم و سوسن سے پہلے ہی اقرار کر لیا تھا کہ جب میں طلسم کشا کو ضرب گز سے لست کروں تو تم جا کر دونوں طلسم کشا کو پکڑ لینا چنانچہ ایسا ہی ہوا جب وہ اندرون عبارت کے وہ بھی بیہوش ہو کر گرے میں نے جا کر ان دونوں کو نذر زنبیل کیا اور آپ کو مع اشتہر کے ہوشیار کیا یہ جو خواجہ عمر و نے بیان کیا سب سُنکے بہت خوش ہوئے اور بہت تعریف کی اور کہا کہ آپ کا مثل و نظیر نہیں ہر کوئی عبارت آپ ایسا نہ ہو گا واقعی آپ شاہ عیالان عبارت پیک طرار ہیں جیسا کہ آپ فرماتے ہیں کہ میں شاہزادہ ولایت اول ہوں آپ کا فرمانا بہت درست و بجا ہے سرداران اعظم وغیرہ نے بہت تعریف کی خواجہ عمر و کی سب نے دست بوسی اور قد بوسی کی خواجہ نے سب کو گلے سے لگایا جب سب کام ہو چکے راوی بیان کرتا ہے کہ اب خواجہ سے صاحبقران نے فرمایا کہ اعظم جادو و سوسن جادو کو زنبیل سے نکالو اور ہدایت بدین اسلام کرو اگر وہ مطیع اسلام ہوں تو خیر ورنہ قتل کرو اور لوح حاصل کرو خواجہ نے عرض کیا کہ ان لوگوں کا اختیار مجھ کو دیکھو میرا جسطور سے جی چاہے اُنکے ساتھ پیش آؤں اور جو چاہے اقرار لوں صاحبقران نے فرمایا کہ تم کو اختیار ہے یہ سُنکے خواجہ عمر و نے اعظم جادو و سوسن جادو کو زنبیل سے نکال کر ستون بارگاہ سے خوب کندا صفا و با صفا سے کس کر باندھ لیا اور ان دونوں نے اُنکے کھولی اپنے کو بندھا ہوا ستون بارگاہ سے پلایا اور سیمائے بلند آواز و صاحبقران و سرداران صاحبقران و حکیم اسقلینوس و اپنے سرداروں کو کرسی و دنگل پر بیٹھا ہوا دیکھا ان دونوں نے خیال کیا کہ ہم خواب دیکھ رہے ہیں آنکھیں بند کر لیں کہ کیا برا خواب دیکھا خداوند ایسا خواب دشمن کو بھی نہ دکھائیں خواجہ پرانکی نگاہ نہ پڑی تھی خواجہ سامنے کو بیٹھے ہوئے تھے کرسی پرانکے ہاتھ میں کوڑا تھا خواجہ نے اُنکی یہ حرکت دیکھ لی آپ نے فرمایا کہ اعظم و سوسن و اعظم و زار ہوشیار ہو اور اُنکے کھول کر دیکھو یہ تم خواب نہیں دیکھ رہے ہو بلکہ عین بیداری ہو ذرا اُنکے کھول کر دیکھو میں نے عبارت کر کے تم کو اسیر کر لیا ہوا اور تمہارے سب اہل لشکر و اہل شہر نے دین اسلام قبول کیا اور ہم سب کا یہاں قبضہ ہو گیا ہے بس اب تم کو لازم ہے کہ تم بھی اپنے خدا کو اور پیدا کرتے والے کو پہچانو اور جانو کہ کسی نے پیدا کیا ہے جسکی تم بندگی کرتے ہو اور پرستش یہ سب بندے ہیں

شیطان علیہ اللعین کے بہکانے سے خدا بنے تھے اور شرک ہو گئے تھے سامری و حبشید بھی خدا کے بندے تھے اور ساحر تھے یہ سب سحر کے انکو یہ قدرت ہوئی کہ دعوائے خدائی کرنے لگے یہ صرف انکی گمراہی اور بے ایمانی تھی اپنے ساتھ ہزاروں کو گمراہ کیا بس جو خداوند کریم کو نہ پہچانے گا وہ اپنے اعمال کی سزا پائے گا بروز قیامت واصل جہنم کیا جائے گا جانو کہ خدا برحق ہے اُسے زمین و آسمان شجر و حجر جن و بشر سب اپنی قدرت سے پیدا کیے ہیں جو خدا کو پہچانے گا اور ہم لوگوں کی اطاعت کرے گا اُسکا بڑا مرتبہ ہو گا تم دیکھو لو کہ سوسن جاوونے کیا کیا تدبیر اپنے بچنے کی کی مگر نہ بچ سکی گو مجھ کو اپنے باغ میں قید کر آئی تھی مگر میں کیونکر رہا ہو گیا میرے خدا نے میری ملک کی مقصورے میرے گھنے سے دین اسلام قبول کیا میں نے یہاں آکر عیاری کی یہ آپ نے نہیں دیکھا مجھ کو زندہ درگور کر آئے تھے اگر میرا دین برحق اور سچا نہ ہوتا تو میں کبھی نہ رہا ہوتا تم خیال کرو کہ اسوقت میں تمھاری کسی خدا نے ملک نہ لی و کوئی تم کو بچانے نہ آیا تم دونوں بندھے ہوئے کھڑے ہو اور کوئی امداد کو نہیں آتا ہر اپنے خداوند سے فریاد کرو دیکھو وہ آکر تمھاری ملک کرتے ہیں اور ہم نے جب اپنے خدا سے فریاد کی اُسے ہم کو اُس بلا سے نجات بخشی تم بھی خیال کرو کہ کوئی صورت میری رہائی کی تھی پھر کیونکر میں رہا ہوا اور یہاں پہونچا اور تم کو اسیر کیا دیکھو تو کہ جن لوگوں نے ہماری اطاعت کی انکی کیا عزت و توقیر ہو اور کس قدر سب سے کی جاتی ہو اور کیا مرتبہ ملا ہو اور جنھوں نے اطاعت نہیں کی اور کافری کو پسند کیا وہ مارے گئے اُنکے گوشت و پوست کو زراغ و زغن کھا گئے کوئی پرسان حال تک نہ ہوا بے سستوں جاو و کو دیکھو کہ کس خرابی سے مارا گیا یاد رکھو کہ عمر اس طلسم کی تمام ہوئی اب یہ طلسم ضرور فتح ہو گا اور شنگھال جاو مارا جائے گا یہ امر ضرور ہو گا بس اس سے بہتر یہ ہو کہ تم دونوں بھی اطاعت صاحبقران کرو اور دین اسلام کو قبول کرو ورنہ یاد رکھو کہ تم دونوں کو اس طور سے قتل کرونگا کہ ماہیات دریا و مرغان ہوا رحم کھائیں گے اور مجھ کو رحم نہ آئے گا اگر اطاعت کرو گے تو زندہ بچو گے اب تم کو اختیار ہے یہ جو خواجہ عمر نے بیان کیا اور وحدانیت خدا کے روبرو بیان کی زنگ کفر اُنکے آئینہ دل سے دور ہو اور دونوں نے اب آنکھ کھول کر دیکھا سب کو مع کل میرا دین کے جلوہ فرما ہیں خواجہ عمر و سامنے کر سی پر ہاتھ میں کوڑا لیے ہوئے بیٹھے ہیں یہ جو آٹھوں نے دیکھا اور اپنے کو بندھا ہوا پایا خواجہ عمر کی اپنے دل میں بہت تعریف کی اور کہا کہ واقعی یہ عیاں بے بدل ہو گیا خوب عیسیٰ کی ہر ہمارے

پاس اسنے دنوں رہے اور ہم نہ پہچان سکے اور کس تدبیر سے ہم کو اسیر کر لیا ہم کچھ نہ بنا سکے اور اٹھی طلسم کشاکشا
 دین برحق ہو اور ضرور یہ طلسم کشا ہو ہم کو اسکی اطاعت کرنا لازم و واجب ہو اسوقت صمدین کسی نے آکر
 ملک نہ کی اور نہ کوئی معین ہوا سو سن نے خیال کیا کہ بیچار اپنی جان کو برباد کرنا ہو جو جو علامات فتح طلسم
 کی تحریر کئے گئے ہیں وہ سب ظاہر ہوتے جاتے ہیں یہ طلسم ضرور فتح ہو گا اور اس طلسم کا فاتح یہی شخص ہو
 اسکی اطاعت کرنا ضرور ہو بیچار مقابلہ کر کے اپنی جان و آبرو کا برباد کرنا ہو بے ستون جادو نے کیا پایا
 اپنی جان سے کیا ہیں وہ تدبیر کو آئی تھی کہ بھی عمر و اس باغ سے نہ نکلتا مگر اس کے خدا نے اسکی مدد کی وہ رہا
 ہو گیا ضرور خدا کے آسمانی سچا خدا ہو اور سب خدا کے باطل ہیں بس طلسم کشا کی ملک و مدد کرنا لازم ہو یہ
 سوچ کر اشارہ کیا کہ میری زبان سے سوزن نکال لی جاے تو میں کچھ کلام کروں خواجہ نے کہا کہ تمہارے
 پاس قلم و وات کا غدر کھا ہوا ہے جو کچھ تم کو ملتا ہو وہ اسپر لکھ دو تمہارے ہاتھ پر ہا ہیں یہ سنکے سو سن نے کاغذ
 پر تحریر کیا کہ مجھ کو رہا کرو دین نے اطاعت کی دین اسلام قبول کیا واقعی تم لوگوں کا دین برحق ہو اور
 خدا کے نادریدہ سچا خدا ہو اور یہ سب باطل خدا کے ہیں نے سامری و جمشید پر لعنت کی دین مطیع طلسم کشا
 ہوئی یہ لکھ کر خواجہ عمر و کے رو برو پھینک دیا خواجہ نے اسکو پڑھ کر صاحبقران کو دکھایا صاحبقران نے
 پڑھا اور سب سرداروں نے صاحبقران نے حکم دیا کہ سو سن کی زبان سے سوزن نکال کر باہر کر دو
 وہ اقرار کرتی ہو دین اسلام کے قبول کرنے کو خواجہ نے عرض کیا کہ یا صاحبقران میں پہلے عرض کر چکا
 ہوں کہ اسکا اختیار مجھ کو دیجیے بس اب آپ داخل ندین میں جسا ہے نزدیک خوب طور سے جانچ لوں گا کہ
 یہ اب مکر و فریب نہ کرے گی اسوقت رہا کروں گا صاحبقران نے فرمایا کہ اس کے علاوہ اور بھی کوئی طریقہ ہو کہ
 جس سے معلوم ہو گا کہ یہ مکر و فریب نہ کرے گی جبکہ وہ اقرار کرتی ہو اپنے منہ سے خواجہ نے کہا کہ جی ہاں
 اور بھی طریقہ ہو صاحبقران خاموش ہو رہا خواجہ نے پلٹ کر سو سن کے چہرہ پر نگاہ کی اسکی پیشانی
 پر نور اسلام کو جلوہ گر پایا خواجہ کو یقین و اتق ہو گیا کہ سو سن نے صدیقی دل سے اقرار قبول نہ کیا سلام
 کیا ہو خواجہ نے جب پہچان لیا تو سو سن سے کہا کہ یہ شرط تو تم نے قبول کی دوسری شرط یہ ہو کہ
 تمہاری دختر جو ماہ و نش ہو اسکا عقد تم کو جمال را ہدار کے ساتھ کرنا ہو گا کیونکہ وہ مدت سے اس پر
 عاشق ہو اور میں اس سے اقرار کر چکا ہوں کہ تیرے معشوقہ کو دلوا دوں گا اور تیری لڑکی پر تمہاری میں
 عاشق ہوں اسکا عقد تم کو میرے ساتھ کرنا ہو گا اگر یہ امر تم کو منظور ہو تو میں رہا کرتا ہوں ورنہ آمادہ

مرگ مہیا ہے قضا ہو سوسن نے یہ سسکے کا غدر پر تحریر کیا کہ میں بھی اور وہ بھی آپ کی کنیز میں ہیں اور
 لوٹدیاں ہیں آپ کو انکا اختیار ہو جسکے ہمراہ چاہیے عقد فرمائیے مجھ کو کوئی غدر و انکار نہ ہو گا یہ بھی جب خواجہ
 نے پڑھا پھر یہ کہا خواجہ نے کہ تم کو لوح طلسم صاحب جعفران کے حوالے کرنا ہوگی تاکہ وہ لوح پا کر برائے
 فتح طلسم جائیں سوسن نے تحریر کر دیا کہ جب میں رہا ہوں لی تو جا کر لوح نور لاؤں لی کیونکہ مالک لوح میں
 ہوں اور محض لوح مجھ کو اختیار ہو جسکو چاہوں لوح دیدوں جب یہ سب اقرار سوسن نے کیے خواجہ
 نے لپک کر اسکی زبان سے سوزن لی اور حلقہ ہاسے مکن بھولہ بیے جیسے سوسن رہا ہوئی یہاں
 سب ساحر سنہل کر بیٹھے تھے کہ شاید رہا ہو کر کوئی حرکت کرے صرف رہا ہونے کی غرض سے یہ سب
 اقرار کیے ہوں سوسن نے رہا ہونے کے ساتھ ہی دوڑ کر صاحب جعفران کے قدموں پر سر رکھ دیا اور کہا کہ
 میری خطا معاف فرمائیے صاحب جعفران نے اسکا سر اٹھا کر سینہ سے لگایا اور فرمایا کہ میں نے معاف
 کیا میرے خدا نے معاف کیا تم شوق سے اپنی زندگی بہ عیش و راحت بسر کرو بس جب یہ صاحب جعفران نے
 فرمایا سوسن نے خواجہ کے قدموں اور ہاتھوں کو بوسہ دیا اور کہا کہ میری خطا معاف فرمائیے اور آپکو
 اپنی لوٹدیاں انکا اختیار ہو ہر ویش کو میں نے آپ کی کنیز میں دیا قبول فرمائیے ماہ ویش کو جسکے ساتھ
 چاہیے عقد فرمائیے خواجہ نے بھی گلے سے لگایا فرمایا کہ میں نے بھی تمھاری خطا معاف کی اب سوسن
 سیماسے بلند آواز کے پاس آئی اسکے قدموں پر سر رکھا اور کہا کہ اے جہان پناہ میرے قصور کو معاف
 کیجیے میں بہکانے سے شنگال کے آپ سے منحرف ہو گئی اور میں نے کتاخی کی صاحب جعفران نے
 فرمایا کہ اے سیماسے بلند آواز تم کو ہمارے سر کی قسم سوسن کی خطا معاف کرو اور گلے سے لگاؤ
 سیماسے بلند آواز نے ایسا ہی کیا اب سوسن اور سب سے ملی صاحب جعفران نے سوسن کو زمرہ
 ساحران میں سب سے بالا دست جگہ مرحمت فرمائی اب خواجہ اعظم کی طرف متوجہ ہوئے فرمایا کہ تم نے
 الطاف صاحب جعفرانی کو ملاحظہ کیا کہ وہ سوسن کے ہمراہ کس الفت کے ساتھ پیش آئے اور کیا
 عنایت فرمائی پس تم کو بھی لازم ہو کہ تم بھی اپنی زندگی کو عنایت جانو اور اطاعت کروادھرا غلط چاؤ
 پہلے ہی اپنے دل میں تجویز کر چکا تھا کہ اطاعت اسلام میں بہت لطف ہو اور عزت ہو یہ طلسم نہ بچکے گا
 ضرور حمزہ صاحب جعفران فتح کرینگے انکا میں برحق ہو کیا کیا تدبیریں سوسن نے نہیں کیں اپنے بچنے
 کی اور خواجہ کے قتل کرنے کی مگر کچھ نہ ہو سکا خواجہ نے ہی اسکو لیا اس سے ثابت ہوتا ہو کہ دین اسلام

برحق ہر اور یہ سب لوگ تائید یافتہ بزرگان دین ہیں انکی اطاعت و بندگی باعث فخر و افتخار ہر دین کیوں
اپنی جان مفت میں برباد کروں مثل بے ستون وغیرہ کے پس یہ تو سوچ چکا تھا جب خواجہ نے یہ
کہا اور اُس نے دیکھا کہ سوسن نے اطاعت کی اب لوح طلمسہ کشا کو مل جائے گی اور صاحبقران طلمسہ کو
فتح کرینگے یہ جو اعظم جادو نے خیال کیا اور خواجہ نے اُس سے دین اسلام کے قبول کرنے کو کہا اُس نے بھی
پرچہ قوطاس پر تحریر کیا کہ میں نے بھی صاحبقران اور آپکی اطاعت کی اور دین اسلام قبول کیا خواجہ
نے اُس پرچہ کو پڑھ کر صاحبقران سے عرض کیا اعظم جادو بھی دین اسلام قبول کرنے کا اقرار کرنے
ہیں میں انکو بھی رہا کرتا ہوں صاحبقران نے فرمایا کہ تم کو اختیار ہو خواجہ غم و غم نے اعظم جادو کے
بھی چہرہ پر نگاہ کی اُسکی بھی پیشانی سے نور اسلام کو جلوہ گر پایا اب خواجہ نے اعظم جادو سے فرمایا
کہ ایک اور شرط ہو وہ یہ شرط ہو کہ اپنی دختر ماہ اختری کی شادی مقہور جادو کے ساتھ کر دو کیونکہ وہ
ایک مدت سے عاشق ہو تمھاری دختر پر اور اُسکے فراق میں مرتا ہو میں نے اقرار کیا کہ میں تمھارا
عقد ملکہ ماہ اختری کے ساتھ کر دوں گا اعظم جادو کو رضامند کر کے جب یہ خواجہ نے کہا اعظم جادو
نے تحریر کیا کہ میں آپ کا ایک ادنیٰ غلام ہوں اور ماہ اختری کنیز ہو میرا بھی آپ کو اختیار ہو اُسکا بھی
بسے ساتھ ہی چاہے عقد کیسے چاہے یوں ہی حوالے کیجیے مجھ کو کوئی غدر نہ ہو گا یہ جو خواجہ نے تحریر فرمایا
فوراً تھک زبان سے اعظم جادو کے نکال لیا اور کندھے اُسکو رہا کیا وہ بھی دوڑ کر صاحبقران کے قدموں پر
گرا اور اُسی طور سے غدر و مکرث کی صاحبقران نے اُسکو گلے سے لگایا بعد اُسکے اُس نے خواجہ کے
قدموں کو بوسہ دیا خواجہ نے گلے سے لگایا پھر بادشاہ طلمسہ سے ملا اور اُنھوں نے بھی گلے سے لگایا اور
اُن سب نے خطا اعظم کی معاف کی صاحبقران نے اعظم جادو کو سوسن سے بالادست و برابر
میں جگہ دی راوی بیان کرتا ہے کہ تمام ور بند اعظم کے باشندے مسلمان ہوئے جب ان باتوں سے
فرصت ہوئی صاحبقران نے سوسن جادو سے کہا کہ اب لوح طلمسہ کی فکر کرو اُس نے جواب دیا کہ یہ کنیز
جائی ہو اور ابھی لوح لائی ہو خواجہ نے سوسن سے کہا کہ اب اپنی لڑکیوں کے عقد کے بارے میں کیا
کتنی ہو سوسن نے جواب دیا کہ آپ کو اختیار ہو جیسے ابھی عقد فرمائیے چاہے بعد فتح طلمسہ صاحبقران نے
خواجہ کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ اب خواجہ اب ان سب فقروں کو فتح کے بعد کرنا اور جب طلمسہ فتح
ہو جائے اسوقت باطنیان تمام ہم سب کی شادیاں کرینگے خواجہ نے جمال راہدار و مقہور جادو

سے فرمایا کہ اب تم لوگ مطمئن رہو کہ بعد فتح طلسم تم سب کی شادیان ہوگی تم اپنے معشوقوں کے وصل سے
 شاد کام ہو گے تم بے خود دیکھ لیا اور سن لیا کہ ان لوگوں نے اقرار کیا ان دونوں نے جواب دیا کہ ہم آپ کے غلام
 ہیں آپ کے فرمانے کو ہم نے بسر و چشم قبول کیا جب خواجہ نے اس تقریر کو ختم کیا اس وقت اعظم جادو اپنے
 مقام سے اٹھا اور ہاتھ باندھ کر یوں عرض پیرا ہوا کہ یا صاحب قرآن زمان آپ دستگیر بیکسان ہیں ایک
 امر کا امیدوار ہوں اس میری عرض کو قبول فرمائیے تو بعید از عنایت نہ ہو گا صاحب قرآن نے فرمایا کہ بیا
 کرا سنے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ اس غلام کی یہ خواہش ہے کہ حضور مع بادشاہ و کل سرداروں اور کل لشکر
 کے جو کچھ عجیب و غریب ہو مثل نان و نمک کے اُسکو نوش فرمائیے اور میری مہمانی کو قبول فرما کے میرا سہرا
 افتخار آسمان پر پہنچائیے اپنے غلاموں میں سرفراز فرمائیے اور میری عزت بڑھائیے یہ جو صاحب قرآن
 نے سنا فرمایا کہ ہم نے قبول کیا اب اعظم نے عرض کیا کہ سو سن کو بھی اجازت دیجیے کہ وہ بھی شریک
 دعوت ہو بعد ختم دعوت وہ برائے لوح کے جائے اور لوح لا کر آپ کو نذر دے آپ لوح لیکر برائے فتح طلسم
 تشریف لے جائیے ہم لوگوں کو جہان فرما دے حاضر رہیں صاحب قرآن نے فرمایا کہ بہتر اعظم نے عرض کیا
 کہ اب لوح کے ملنے میں کوئی مشکل نہیں ہو سو سن جائیگی لوح لے آئے گی اب کچھ عرصہ ہو گا صاحب قرآن
 نے فرمایا کہ اچھا بس اب اعظم جادو نے سامان دعوت کا حکم فرمایا ٹیڑھی دھوم سے اُس نے صاحب قرآن
 و بادشاہ و کل سرداروں کی دعوت کی یہاں تو دعوت ہو رہی ہے اور صاحب قرآن اعظم جادو کے مہمان
 ہیں اور یہاں بہ عیش و عشرت بسر کر رہے ہیں انکو تو مصروف مہمانی رکھا جاتا ہے اب حال طلسم و
 شنگال جادو و تحریر ہوتا ہے کہ یہاں شنگال جادو بیٹھا ہوا تھا اور بارہ راستہ تھا یہ بالکل سیخوف
 تھا کہ میں نے در بندوں پر خبر کر دی ہے کسی نہ کسی در بند پر طلسم کشا اسیر ہو جائے گا یہ عیش پسند بہت
 ہے بالکل بے فکر ہو کر عیش و عشرت میں مصروف ہے غرض کہ یہ دربار میں بیٹھا ہوا تھا سب سردار اس کے
 حاضر دربار تھے کہ یکایک ان ساحروں کی لاشیں آکر اس کے سامنے گرین مع اسکی نانی کے لاش کے کہ
 جسکو خواجہ عمر و نے قتل کیا تھا جبکہ فرشتہ قدرت لیکر طلسم میں گئے تھے سلائے مہر جمال و جہانگیر
 کو رہا کر کے لائے تھے ان لاشوں کو دیکھ کر شنگال کو بڑا صدمہ ہوا اس نے سحر سے دریافت کیا معلوم
 ہوا کہ خواجہ عمر و نے ان سب کو قتل کیا اور وہ سلائے مہر جمال و جہانگیر کو رہا کر کے لائے گئے اُسکو
 بڑا فسوس ہوا ان لاشوں کو جلوہ دیا کسی دن تک بڑا فسوس کیا رنج و غم میں مبتلا رہا بعد

نئی دن کے وہ رنج و غم بر طرف ہو گیا پھر عیش و عشرت میں مصروف ہوا یہ طلسم کی طرف سے ایسا غافل ہو گیا کہ بالکل اسکو طلسم کی فکر نہیں ہر رات و دن یہ عیش میں بسر کرتا ہوا اور ساتھ مہوشان طلسم کے راحت بسر کرتا ہوا دو پہر تک دربار کرتا ہوا اسی طور سے ایک زمانہ گزرا کہ یہ دربار میں بیٹھا ہوا تھا دربار آراستہ تھا کہا ایک طائر آکر سامنے اس کے بیٹھا بزبان انسانی گویا ہوا اور پکار کر کہنے لگا کہ اے شندکال جادو آگاہ ہو گیا خبر دیجئے پھر ہو شیار ہو جا طلسم کشائے کوہ بے ستون پر آکر کوہ بے ستون کو برباد کیا بے ستون جادو و نے آپ کی دوستی اور محبت میں اپنی جان دی بادشاہ سابق کو طلسم کشائے رہا کیا سنے طلسم کشا کی شرارت کی اور اپنا لشکر جمع کرنا شروع کیا حکیم اسقلینوس و حکیم شیاطین نے طلسم کشا کی شرارت کی طلسم کشائے پاس لشکر جمع ہو گیا ہر آگاہ ہو کہ یہ طلسم فتح ہو گا اور یہاں طلسم کشا کا قبضہ ہو گا یہ طائر کہا پھر کہنے لگا آواز آئی اس طائر سے کہ اے اہل دربار آگاہ ہو کہ میں میری بے ستون جادو کا بے ستون ہاتھ سے طلسم کشائے مارا گیا یہ کہتا تھا کہ ایک شعلہ پیدا ہوا اور وہ طائر جلنے لگا اور جل کر خاک ہو گیا اس طائر کا یہ خبر دینا تھا کہ شندکال و دیگر اہل دربار کے چہرہ کارنگ اڑ گیا اور متغیر ہو گیا یہی حال اہل دربار کا ہوا شندکال نے اہل دربار کی طرف دیکھ کر کہا کہ کوئی مقام خوف و اندیشہ کا نہیں ہر اگر بادشاہ سابق رہا بھی ہوا تو کیا بنا لیتا اور دونوں حکیم شریک ہو گئے ہیں تو کیا کر لیں گے بے ستون کے مارے جانے اور کوہ بے ستون کے برباد ہونے سے کوئی نقصان نہیں ہر اول جو لوح کا دستیاب ہونا محال ہر کوئی حال لوح سے آگاہ نہیں ہر دوسرے ابھی در بند سوسن و دیگر در بند باقی ہیں ان در بندوں میں سے کسی نہ کسی در بند پر ضرور طلسم کشا سب ہو گا جب یہ سب در بند فتح ہوں اسوقت کہیں طلسم کشا یہاں تک آسکتا ہر ان در بندوں کا بدو و لوح کے فتح ہونا محال ہر کوئی خوف و اندیشہ نہیں ہر بہتر ہو طلسم کشا اگر لوح بھی پا جائے اور در بند بھی فتح کر لے اور طلسم کو بھی در ہم و بر ہم کرے مگر محلو نہیں نکل کر سکتا ہر اسکی وجہ یہ ہر کہ وہ جو لوح ہر جس سے طلسم فتح ہو گا وہ لوح صرف فتح طلسم میں کام دے کی میرے قتل کی تدبیر نہ بتا سکی کیونکہ وہ لوح بادشاہ سابق کے نام پر تیار کی گئی ہر اور یہ طلسم بھی اسی کے نام سے بنا ہر بس میں نے اس سے طلسم چھین لیا اور قبضہ کر لیا ہر میرے نام سے نہ لوح تیار ہوئی ہر نہ طلسم جو لوح میرے قتل کی تدبیر بتا بے یا میرے قتل کے بارے میں کام آئے میں نے اسی سبب سے پہلے ہی اپنی تدبیر کر لی ہر بس میرا قتل ہونا محال ہر میں طلسم کشا کو بعد فتح طلسم بھی چہن سے نہ بیٹھنے دوں گا تم لوگ اطمینان رکھو اول طلسم کشا کا یہاں تک نہا ہی

حال ہو سن لینا کہ سوسن جادو وغیرہ نے طلسم کشا کو اسیر کر لیا یہ سننے سے سرداروں و اہل دربار نے عرض کیا کہ ہم کو کسی امر کا خوف نہیں ہو صرف یہ خیال پیدا ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ اسی طور سے طلسم کشا بہمان تک آجائے تو خرابی ہو شنگال نے کہا کہ اب میں بھی تدبیر کرتا ہوں آجتک کو غافل تھا اب میں خبردار ہوا ہوں اسکی تدبیر کرونگا سب حاکمان در بند کو نامہ تحریر کرتا ہوں کہ وہ ہوشیار ہو جائیں ورنہ ہر اسیری طلسم کشا میں مصروف ہوں راوی بیان کرتا ہے کہ اُس وقت شنگال نے تدبیر کو طلب کر کے حکم دیا کہ حاکمان در بند کے نام نامے تحریر کرو و تدبیر نامے تحریر کرنے لگا بہمان تو نامے تحریر کیے جاتے ہیں ایک جملہ سماعت فرمایا وہ جملہ یہ ہے کہ میں ناظرین نازک خیال عالی فہم کی خدمت میں دست بستہ عرض کرتا ہوں کہ ناظرین فیقہ نکتہ سنج کو معلوم ہو کہ کاتبان طلسم ہوش رہا تے بہت بڑی غلطی فرمائی خصوصاً منشی احمد حسین صاحب مرحوم نے طریقہ یہ ہے کہ جب طلسم تیار کیا جاتا ہے جو بادشاہ اور مالک اس طلسم کا مقرر کیا جاتا ہے اُسی کے نام پر طلسم باندھا جاتا ہے اور جب قدر بادشاہ اس کے خاندان میں ہوتے ہیں اور جب تک کہ عمر طلسم مقرر کی جاتی ہے اس زمانہ تک جو جو بادشاہ یکے بعد دیگرے ہوتے چلے آئینگے اُن سب کے نام بذریعہ رمل کے دریاقت کر کے سب کے نام لوح طلسم میں درج کیے جاتے ہیں کہ جس بادشاہ کی حکومت ہو اور وہ مالک رہے ہے اور جب طلسم کشا طلسم فتح کرتے آئے اگر وہ بادشاہ ہو کہ مالک طلسم ہو اگر طلسم کشا کی اطاعت کرے تو تیر ورنہ اُس کے قتل کی تدبیر طلسم بتائے اُسی تدبیر سے قتل کیا جائے اگر مطیع ہو جائے تو صرف طلسم فتح ہو جائے بس جبکہ بادشاہ اصلی لاچین تاجدار تھے اور افراسیاب نے خاک حرامی کر کے حکومت طلسم پر قبضہ کر لیا تھا یہ سپہ سالار تھا لاچین کا یہ بادشاہ طلسم اصلی نہ تھا کہ منشی صاحب نے اُسی لوح کے ذریعہ سے کہ جسے ذریعہ سے اسد غازی نے طلسم فتح کیا افراسیاب کو بیکار قتل کر دیا کیونکہ اُس کا نام اُس لوح میں نہ تھا نہ اُس کے نام پر طلسم تیار کیا گیا تھا وہ تو ایک بیکار شخص ملازم طلسم تھا اگر اُس نے اپنی عقلندی اور دانائی سے طلسم پر قبضہ کر لیا اس قبضہ کرنے سے وہ مالک نہیں ہو سکتا تھا نہ اُس کے قبضہ کی تدبیر لوح طلسم سے دریاقت ہو سکتی تھی اور کسی تدبیر سے قتل کر آئے تو یہ اعتراض نہ ہوتا ہاں وہ لوح لاچین تاجدار کے قتل کی تدبیر بنا سکتی تھی اور اُس کے ذریعہ سے لاچین قتل ہو سکتا تھا چونکہ اُس نے اطاعت کر لی تھی لوح نے تدبیر قتل لاچین نہ بتائی طلسم فتح ہو گیا میں نے اس اعتراض سے اپنے کو بچایا کہ کوئی یہ اعتراض میرے اوپر نہ کرے کیونکہ بادشاہ طلسم اس طلسم کے سیمائے بلند آواز ہیں

اور شہنشاہ نے زبردستی اُسکے قبضہ سے نکال کر اپنا قبضہ کر لیا پس لوح طلسم کو فتح طلسم و قتل
سیماسے بلند آواز کی تدبیر بتائی کہ شہنشاہ کے قتل کی کیونکہ طلسم تو سیماسے بلند آواز اسکے بزرگوں کے
نام پر تیار کیا گیا ہو شہنشاہ کوں ہر جب یہ طلسم بتایا گیا تھا تو شہنشاہ کا کہیں پتہ نہ تھا چنانچہ یہ ساحر
زبردست تھا کسی تدبیر سے داخل طلسم ہوا یہ سبب اپنی کارگزاری اور دانائی کے ذریعہ ہو گیا تھا حرامی پر
آباد ہو کر طلسم پر قبضہ کر لیا اور بادشاہ طلسم کو قید کر لیا پس اسی عرض سے میں نے تیغ قتل شہنشاہ اور زبرد
الماں نگار صاحب قرآن کو بعد قتل ہمشیرہ کے مستون دلوائے کہ جسکے ذریعہ سے شہنشاہ قتل ہو گا آدم
بر سر مطلب میں تصدیق حسین آپ لوگوں کی خدمت میں عرض کر چکا ہوں کہ یہ بہت برا اعتراض ہو چکا
اسکو یوں دفع کیا اگر پسند خاطر ناظرین والا تمکین ہو تو مجھ کو خلعت تحسین و آفرین سے مسرور کرین اور مجھ کو
داد عنایت فرمایں میں یہ کہتا ہوں کہ مصنف ہوش رہا ہے کیونکہ انہی بڑی غلطی فرمائی کہ افراسیاب نے خراب
لو اس لوح کے ذریعہ سے قتل کر لیا کہ جو اسکے نام سے تیار کی گئی تھی بلکہ لاچین و اسکے بزرگوں کے نام سے تیار
کی گئی تھی چہ کیونکہ افراسیاب اس لوح سے قتل ہوا تھا اگر اب تو وہ لکھو گئے کیا ہو سکتا ہے میں نے اسی عرض
سے اسکا دفعہ کر لیا کہ شہنشاہ کے قتل ہونے کی دوسری تدبیر کی کہ تیغ اور لوح دلوائی اگر کوئی غلطی میں نے
کی ہو اسکو معاف فرمائیے گا زیادہ حداد بآدم بر سر مطلب یہ جملہ معترضہ تھا اب اصل قصہ تحریر کرتا ہوں
کہ شہنشاہ کا نام لکھو اور پھر ابھی نام تمام نہ ہوئے تھے کہ ایک طاہر سیاہ رنگا آکر سامنے شہنشاہ
کے بیٹھیا اور بزبان انسانی گویا ہوا اور پکارا کہ اے شہنشاہ کیا غافل بیٹھتا ہوا ہو ہوشیار ہو تیرے قتل
کا زمانہ قریب کیا تیرے قتل کا تیغ اور لوح طلسم کشاکش کے ہاتھ لگا گیا وہ اسپر بھی قابض ہوا ہمشیرہ بے رستون
کو عمر و نے جا کر قتل کیا گو اُسے عمر و کو قید کر لیا تھا قتل کیا چاہتی تھی کہ سیماسے بلند آواز پہونچ گیا
اُسے قتل کیا جب وہ قتل ہوئی تو اسکے مکان سے وہ تیغ اور لوح نکلی سیماسے بلند آواز نے وہ جا
طلسم کشا کو دی اب عمر طلسم تمام ہوئی اور تیری عمر بھی اب ہوشیار ہو جا اور خبردار سیماسے بلند آواز ہمشیرہ
بے رستون کا تجھ کو خبر کرنے آیا ہوں یہ کہہ کر بس وہ طاہر پرواز کر گیا اب تو شہنشاہ کے ہوش اڑ
گئے زانو پر ہاتھ مارا کشت افسوس ملنے لگا پھر خیال آیا کہ تو جو اسطور سے پریشان ہو گا تو اہل دربار
خیال کریں گے کہ بادشاہ ڈر گیا ایسا نہ ہو کہ منحرف ہو جائیں اور سب تجھ سے بھر جائیں اور تجھ کو اسپر کہیں
اور بادشاہ سابق اور طلسم کشا کی جا کر اطاعت کریں تو بڑی خرابی ہو یہ خیال کو کہ شہنشاہ نے کہا

کہ کیا پروا ہو اگر طلسم کشا تیغہ اور لوح پر بھی قابض ہو گیا ہو تو جو چاہے بین بالکل خوت نہیں کرتا ہوں
طلسم کشا کا یہاں تک آنا محال ہو کسی نہ کسی در بند پر اسیر ہو جائے گا اور میرے پاس خبر آئیگی کہ ہم نے طلسم
کشا کو اسیر کیا میں فوراً حکم دوں گا کہ قتل کرو ذرا بھی تاہل نہ کرو ننگا تم لوگ پریشان نہ ہو میں تدبیر کرتا ہوں خیر
مشکال نے یہ کہا تو سہی مگر حواس درست نہ تھے دل میں ایک اضطراب تھا کہ بڑی خرابی ہوئی اب
کوئی صورت مفکر کی نظر نہیں آتی پھر یہ خیال کر کے کہ کیوں اس قدر تو بیقرار ہوتا ہوا اور مرا جاتا ہو طلسم کشا
کا یہاں تک آنا محال ہو یہ خیال کر کے خاموش ہو رہا اور دیر سے کہا کہ نامہ تحریر کرو یہ سب خواب خیال
ہیں دیر چھ نامے تحریر کرنے لگا چونکہ مشکل عیش پسند ہوا اس نے اس خیال کو بالکل دل سے برط
کیا اور خیال کر لیا کہ کوئی یہاں تک آ نہیں سکتا ہر نہ مجھ کو قتل کر سکتا ہر یہ قدرت خدا تھی کہ اسے دل میں
یہ بات ڈالی جب تضا آتی ہو تو ایسے ہی خیال پیدا ہوتے ہیں جیسے کہ افراسیاب نے غفلت کر کے
اور عیش و راحت میں بسر کر کے طلسم کو برباد کر دیا یہ تو یہ خیال کر کے غافل ہو گیا بلکہ کہنے لگا کہ اچھا آج
موقوف رکھو کل نامہ تحریر کر کے روانہ کروں گا اور دربار برخواست کر کے عشرت گدہ میں آیا اور مصروف عیش و
عشرت ہو چنا چھ پھر اسکو خیال نہ رہا سرداروں نے کہا بلکہ باہم یہ کہتے تھے کہ بادشاہ عیش و عشرت کی
پہچھے ایسا مبتلا ہو کہ اسکو کسی امر کی خبر نہیں ہو اور کوئی بند و بست نہیں کرتا ہر بالکل غافل ہو دیکھنا اسی
حالت غفلت میں طلسم کشا سب در بندوں کو درہم و برہم کر کے یہاں تک پہنچ جائے گا اسوقت اس غفلت
کا حال معلوم ہو گا سردار یہ باہم کہہ کرتے ہیں اسکو اسی طور سے زمانہ گزرا اب ایک اور واقعہ سنئے کہ جب خواجہ
نے اعظم جادو و سوسن جادو کو مطلع اسلام کیا اور سب در بند اعظم کے باشندے بھی مطلع اسلام ہوئے
سرداران اعظم میں ایک ساحر ہو کہ نام اسکا مکار جادو ہوا اسنے جو یہ واقعہ دیکھا اسکو بہت ناگوار لگا لڑا لڑا
جان اسوقت کو مطلع اسلام ہوا تھا اور موقع کا منتظر تھا یہاں جو سامان دعوت ہوا اور سب مصروف
دعوت ہوئے یہ تو اسکا منتظر تھا اسکو موقع ملا اسنے خیال کیا کہ اسکی خبر جا کر بادشاہ طلسم کو کرون بس یہ
سب سے پوشیدہ وہاں سے بھاگ کھڑا ہوا تھا یہاں تو سب مصروف عیش و عشرت تھے کسی کو خبر بھی
نہ ہوئی یہ بعد قطع منازل و طومر اہل قریب طلسم پہنچا یہاں مشکل نے بخوت خواجہ عمر و یہ بندہ
صرف کیا تھا کہ کوئی ساحر یا غیر ساحر بدون میری اجازت کے داخل طلسم نہ ہو جب یہ در طلسم پہنچا
در ہالوں نے اسے روک لیا اسنے کہا کہ میری خبر بادشاہ کو کر دو کہ مکار جادو ملازم اعظم جادو آپ کے پاس

حاضر ہوا اسکو کچھ ضروری امر عرض کرنا تو در بانوں نے فوراً اس حال سے آگاہ کیا اور یہ نے ششکال سے
 کما ششکال نے کہا کہ اسکو بلا لوجب اجازت ملی مکار جادو و اندر طلسم کے داخل ہوا اور خدمت ششکال
 میں آیا آئے ہی اسنے کراہ اُتار کر سر سے پھینک دی اور کہنے لگا کہ میں فریادی آیا ہوں جسلمد میری فریاد کو
 نہ ہو چنے اور خبر لیجیے بڑا غضب ہو گیا آپ کیا غافل بیٹھے ہیں طلسم فتح ہوا جاتا ہے سب نے غلج حرامی پر کمر
 کسی ہوا ششکال شاہ اعظم جادو و سوسن جادو و شریک طلسم کشا ہو گئیں طلسم کشا در بند اعظم میں مع اپنے
 کل لشکر کے موجود ہوا اور اعظم نے دعوت کی ہر وہ مصروف دعوت ہر مجاہد یہ امر ناگوار ہوا میں نے اسوقت
 تو مکر سے اطاعت کر لی کہ اسی میں مقرر تھا اب جو موقع ملا تو آپ کو آگاہ کرتے آیا ششکال شاہ یہ قرار پایا ہر
 کہ بعد فراغ دعوت لوح کے فکر کی جائے سوسن نے اقرار کیا ہر کہ میں لوح لادو تکی کیونکہ لوح کے مالک
 مختار میں ہوں جسکو چاہوں دے دوں آپ اطمینان رکھیں اور لوح کی طرف سے بالکل بخوت ہو جائیں
 میں نے جو یہ سنا خیال کیا کہ آپ کوئی تدبیر فرما میں یہ کہہ کر کل واقعہ خواجہ کی عیاری کا اور سوسن نے اعظم
 کے مطیع ہونے کا بیان کیا اور کہا کہ یہ دو در بند تو بلا مشقت فتح ہو گئے یہ سنا تھا کہ طائر ہوش
 ششکال کے پرواز کر گئے اب موت کا یقین واثق ہو گیا مگر یہ خیال بدنامی کہنے لگا کہ تمام طلسم کشا
 کا شریک ہو گیا ہو گیا میرا طلسم کشا کچھ نہیں کر سکتا ہر میں ابھی لوح کا بند و بست کرتا ہوں دیکھوں کیونکر
 طلسم کشا لوح پاتا ہوا اور بے سستوں کیونکر اسکو لوح لے جا کر دیتی ہیں میں ابھی تو بند و بست کرتا ہوں
 او مکار و اہل دربار تم پر نشان نہ ہو میں یہ کہہ کر اسنے اپنے وزیر سیما ب شعلہ خولی طرف دیکھا اور کہا کہ او
 سیما ب شعلہ خولی تو اسی وقت در بند سوسن کی طرف جابانغ عجائب میں گلدستہ عجائب کے اندر لوح طلسم
 رکھی ہوئی ہوا اور نسیم جادو و میری طرف سے اسکا محافظ ہو میں نے اسی خیال سے نسیم جادو کو اپنی طرف سے
 لوح کا محافظ مقرر کیا تھا کہ سوسن کا ماتحت مقرر کیا تھا کامل طور سے سوسن مالک اٹھی اور میں نے
 یہ خیال کیا تھا کہ اگر کسی وقت میں سوسن منحرف ہو جائے تو لوح ہاتھ سے نہ جائے لوح پر قبضہ رہے
 نسیم کو میں نے اسکا ماتحت مقرر کیا کہ وہ مجھ پر وقت کے حالات سے آگاہ کرتا رہے چونکہ یہ سب
 واقعہ وہاں نہیں گذرا اس سبب سے نسیم نے آگاہ نہیں کیا ورنہ وہ ضرور آگاہ کرتا اب تم جادو اور نسیم
 کو اس حال سے آگاہ کرو سوسن بھی وہاں ہی نسیم سے یہ کہنا کہ بادشاہ نے کہا ہر ہم نے تم کو بالکل
 لوح کا اختیار دیا سوسن کے قبضہ سے نکال لیا تم کو ایسا سیما و سفید کا اختیار دیا اسی تم اور وہ تدبیر کرنا

کہ سو سن لوح پر اس کے نہ طلسم کشا اور نسیم سے کہنا کہ مجھ کو تمھارا بدو کار مقرر کیا ہو اور یہ قلعہ تم کو ہر فری کا
 حرمت کیا ہو اور کہنا کہ اگر تم کو کشمکش کرو گے اور طلسم کشا لوح نہ پائے گا تو ہم تم کو بہت انعام دینگے بلکہ ہم
 تم کو در بند سو سن کا مالک کیا تمھارا مرتبہ بلند کیا تم کو حاکم در بند کیا اور سو سن کو معزول کیا اور پروانہ تمھاری
 بحالی اور سو سن کی موقوفی کا لکھ دیا ہو یہ پروانہ لیتے جاؤ اور کہنا کہ میں نے اس در بند کو تمھارے نام پر مقرر
 کیا اب جب تک تم قتل نہ ہو گے یا شریک نہ ہو گے یہ در بند فتح نہ ہو گا اور سیما پ تم بھی بہت اچھی طور
 سے بند و بست کرنا میں تم کو بہت انعام دوں گا تم دونوں کو میں نے بالکل اختیار لوح کا دیا ہو اے جاؤ اور
 بند و بست کرو اس وقت شنگال نے اسی مضمون کا ایک حکم نامہ نسیم کے نام تحریر کیا اور پروانہ اس کی
 بحالی اور سو سن کی موقوفی کا تحریر کیا سیما پ سے کہنا کہ اب کوئی مشکل نہیں ہو لوح پر قبضہ ہونا اور
 در بند پر کیونکہ سو سن نہیں ہو اگر سو سن ہوتی تو مشکل تھی وہ ضرور لڑتی اب کیا ہو سیما پ نے عرض کیا
 اگر وہ ہوتی تو میرا کیا پناہ ایک منتر میں اس کا کام تمام کرتا یہ کہرا اور اس وقت شنگال سے رخصت
 ہو کر طرف در بند سو سن کے مثل برقی کے روانہ ہوا پر پروانہ پیدا کر کے شنگال نے اسی وقت بعد جانے
 سیما پ شعلہ خو کے ایک نامہ بنام منیر جادو حاکم در بند منیر جو مالک منیر یہ اور ایک نامہ بنام حاکم
 در بند زعفران زار زعفران جادو تحریر کیا اور یہ لکھا کہ سو سن و اعظم نے طاہر کشاکی شرکت کی اور
 اس نے در بند فتح کرادیے کو میں نے اپنے وزیر سیما پ کو براے بند و بست لوح روانہ کیا ہو وہ لوح کے بند و
 بست کے لیے طرف در بند سو سن کے گیا ہو مگر تم لوگ بھی خبردار ہو جاؤ اور ہوشیار تم کو آگاہ کیا جاتا ہو کہ اگر طلسم
 کشا تمھاری طرف آئے جس طرح سے ہو سکے اسکو اسیر کرنا اور ہم کو آگاہ کرنا جیسا ہم حکم دینا سپر عمل کرنا
 راوی بیان کرتا ہو کہ شنگال نے نامے روانہ کر کے دربار برخاست کیا اسکو اطمینان ہو گیا یہ پھر مصروف
 عیش و راحت ہوا اسکو تو مصروف عیش و راحت رکھا جاتا ہو اور حل سیما پ کا تحریر کیا جاتا ہو کہ یہ راہ طر کے
 در بند سو سن میں پہونچا در بند سو سن میں ایک بلخ ہو کہ اسکا نام باغ عجائب نگار ہو اسکی یہ جا
 ہو کہ تمام بلخ میں درخت عجائب نگار لگے ہوئے ہیں انکا عجائب یہ ہو کہ دنگو کسی رنگ کے ہوئے ہیں شکر
 کسی رنگ کے ہر درخت جو اہر کا ہو اسمیں ایک بارہ دری ہو وہ الماس کی ہو اس بارہ دری میں ایک
 گلہ سستہ ہو اس گلہ سستہ کی پشت پر لوح طلسم ہو جب شنگال نے نسیم کو بھیجا تو سو سن نے اس کو
 اس گلہ سستہ کا محافظ مقرر کیا نسیم ماتحت ہو سو سن کا سب سامان اسی باغ میں رہتا ہو نسیم

کے اُسنے سو سون کو اس قدر راحت ملی کہ تھماں اسکا جی چاہتا ہر چلی جاتی تو اس خیال سے کہ نسیم کو حفاظت لوح کرنا جو اس سبب سے سو سون اور بند اعظم کو چلی گئی اور کچھ خیال نہ کیا بس اس باغ عجائب کی نشیت پر لوح رکھی ہوئی ہو نسیم رات دن اسکی حفاظت کرتا ہر جب کہین جاتا ہر تو سو سون سے اجازت لیکر جاتا ہر نسیم ماتحت ہر سو سون کا اسکو طلسم سے تنخواہ ملتی ہر آدم ہر سر مطلب سیما اب جاو جب اور بند میں تاکر پہونچا سیدھا باغ عجائب میں آیا نسیم جاو و بارہ درسی میں بیٹھا ہوا تھا بخواری کر رہا تھا اس کے مضاف حب و غیرہ حاضر تھے سامان رقص سرود مہیا تھا کہ سیما اب شعلہ خور پہونچا نسیم اسکو دیکھ کر اٹھ کھڑا ہوا ہر اسے تعظیم اور مسند پر لا کر بیٹھا یا آپ سامنے بیٹھا اور دریا فست کیا کہ بادشاہ کا قراج کیسا ہر جس دن سے میں یہاں آیا آپ لوگوں کی صورت کو عرس کیا کر کیا کروں حکم حاکم سرکار کے حکم سے سر تابی بھی تو نہیں کر سکتا ہوں رات دن یہ باغ ہر اور میں ہوں نہ کہیں جاتا ہوں نہ آتا ہوں بادشاہ اور آپ لوگوں کی دعا میں مصروف رہتا ہوں سیما اب نے کہا کہ سب خیریت ہر بادشاہ کا قراج اچھا ہر نسیم نے کہا کہ اسوقت آپ کا اوھر کیونکر تشریف لانا ہوا کس ضرورت سے تشریف لائے اور یہاں کیوں قدم رنجہ فرمایا گو میں زیارت کا شائق تو بہت تھا اور میں نے اپنے مقام پر تجویز کر لیا تھا کہ ابکی مرتبہ سو سون اپنے باغ سے یہاں آئے تو میں اس سے اجازت لیکر طلسم میں جاؤں اور سب کی زیارت سے مشرف ہوں کہ آپ نے مہربانی فرمائی تشریف لائے سیما اب نے کہا کہ میں ایک ضرورت سے آیا ہوں یہ بتاؤ کہ سو سون کہاں ہر نسیم نے جواب دیا کہ میں جب سے آیا ہوں اُس دن سے سو سون نے یہاں کارہنہ ترک کیا رات دن اپنے باغ میں کوہ سو سون پر رہتی ہو کبھی چلی آتی ہر اُسے تو بالکل حفاظت لوح ترک کی میں کیا آیا گو یا اُس کے لیے معافی کا پروانہ آیا اسکو سوائے رات دن تاج و گائے کے دوسری بات نہیں ہر یہ جو سیما اب نے سنا تو نسیم سے کہا کہ اگر ہم کچھ تم کو خوش کریں اور خیر نو سنائیں تو ہم کو کیا دو گے نسیم نے کہا کہ بھلا میں آپ کو کیا دے سکتا ہوں ایک ادنی غلام ہوں آپ وزیر اعظم ہیں بادشاہ کے منگو چھڑے ہیں میں آپ کو کیا دے سکتا ہوں میں ہمہ وقت آپ سے خواستگار ہوں آپ مجکو عنایت فرمائیے اور جو کچھ میرے حق میں بہتر ہو گا وہ آپ میرے لیے کوشش فرمائیے گا مجکو آپ سے بڑی امید ہر سیما اب نے کہا کہ خیر ان باتوں سے تو فائدہ نہیں ہر یہ بتاؤ کہ کیا دو گے اُس نے کہا کہ جو کچھ ہو یہ سب آپ کا تصدی ہر میں آپ ہی کا دیا کھاتا ہوں میں کیا دوں گا سیما اب نے جواب دیا کہ یہ نہ دینے کی باتیں ہیں

خیر تم بھی کیا نہ کہو گے تم کو خبر بھی ہو کہ کیا سانحہ گذر گیا اور بی سوسن نے کیا حرکت کی تم کو مبارک ہو ورنہ
 سوسن کی بلا شرکت غیرے حکومت اور حفاظت لوح کی خدمت یہ دونوں امر سوسن کے قبضہ سے
 نکال لیے گئے اور تمھاری اور میری سپرد کیے ہم تم کا مل طور سے حاکم و رہنما مقرر کیے گئے اور محافظ
 لوح میں تمھارا مددگار بی سوسن اپنے باغ میں نہیں ہیں تم کو خبر بھی ہو کہ انھوں نے کیا گل مٹھلایا ہو
 میں تم کو دوسری خوشخبری یہ سناتا ہوں کہ تمھارے نام و رہنما اعظم کی بھی حکومت کا پروانہ آئیکہ دوا یکدن
 میں نسیم نے کہا کہ یہ واقعہ میری سمجھ میں نہ آیا کہ سوسن و اعظم سے کونسی ایسی حرکت سرزد ہوئی جو یہ عتاب
 شاہی آپر نازل ہوا۔ سماب نے جواب دیا کہ سوسن و اعظم نے طلسم کشا کی شرکت کی سوسن نے افرا
 کیا ہو کہین محافظ لوح ہوں آپ کو لوح لادو گی آپ اطمینان رکھیں مگر چار و ملازم اعظم جادو نے
 شت کال کو اس حال سے آگاہ کیا اور کہا کہ سوسن و اعظم نمک حرام ہو گئے بس بادشاہ نے مجھ کو تمھارا
 پاس روانہ فرمایا مجھ سے کہا کہ تم نسیم کو ان دونوں کاموں کا فردہ دینا اور کہنا کہ اسی تدبیر کرو کہ سوسن و
 طلسم کشا لوح نہ پاسکے اور تم اس کے معین و مددگار رہنا یہ حکم نامہ تمھارے نام بادشاہ نے تحریر فرمایا ہے تمھاری
 بحالی اور سوسن کے برخاست کا یہ کمزور پروانہ اور حکم نامہ دونوں نسیم کو دیا نسیم اس کو دیکھ کر خوش ہو گیا
 اور بہت ممنون ہوا۔ سماب کا کہنے لگا کہ مجھ کو سوسن سے کیا عرض میں ملازم تو بادشاہ کا ہوں
 صرف اُن کے حکم سے سوسن کی اطاعت کرتا تھا ورنہ میں سوسن سے کسی امر میں کم نہ تھا مگر چونکہ خلاف
 حکم شاہی تھا سو مجبور تھا بلا انھوں نے میری قدر فرمائی اور عزت بڑھائی سوسن کی بھی یہ لیاقت ہو
 کہ وہ لوح کی طرف آنکھ اٹھائے دیکھ سکے لوح کا پانا تو شو دلیر ہو اُدھر سے بھی نہیں کر سکتی ہو دوسرے
 آپ میرے مددگار ہیں بی سوسن کو میں اکیلے کافی تھا جبکہ آپ ایسا شخص میرا مددگار ہو گا اب میں
 کب کسی سے دبوٹا سوسن یہاں قدم رکھے تو پاؤں قلم کڑا لون یہ کیا واقعہ گذر اذرا بیان تو فرمائیے
 تب سماب شعلہ خورنے اول سے آخر تک سب حال صاحبقران کے تشریف لائے اور برائے
 فتح طلسم سعی و کوشش کر کے کاواچ سے آخر تک کہہ سنایا اور کہا کہ اب لوح طلسم کے پوشیدہ
 کرنے کا بند و بست کرو نسیم نے جواب دیا کہ جب آپ ایسا میرا مددگار ہو تو میں کیا بند و بست کروں دوسرے
 بادشاہ کا بھی حکم ہو کہ تم اور نسیم دونوں ملکر لوح کا بند و بست کرو بس اب کوشش فرمائیے سماب
 نے کہا کہ اچھا کہ گرجہ امر ہو تو میں بند و بست کرتا ہوں مجھ کو وہاں لے چلو کہ جس مقام پر لوح ہو

پس نسیم اس وقت سیلاب کو لیکر اس مقام پر آیا کہ جہاں گلہ سترہ عجائب رکھا ہوا تھا جس کے پشت پر لوح بھی سجھا
 گواہ گلہ سترہ رکھا گیا جس کی پشت پر لوح بھی سجھا سیلاب نے اسی وقت سحر کیا کہ وہ گلہ سترہ مثل اس
 گلہ سترہ کے اور سحر سے تیار ہوئے انکی بھی پشت پر سیلاب نسیم نے مستحق لوحین بنا کر رکھیں اور ان کے گرد سحر کیا
 جب یہ بندوبست کرچکا تو سیلاب نے نسیم سے کہا کہ تم اس باغ میں رہو میں ایک لامکان بناتا ہوں اور اس
 باغ پر قائم کرتا ہوں اور اس باغ کو مع اس لامکان کے چشم مروج سے پوشیدہ کیے دیتا ہوں اور اسی قسم کا ایک باغ
 اور سحر سے تیار کرتا ہوں اس لامکان پر ایک ابرو مرقع قائم کرتا ہوں اور وہو ایک مقام پر سجا کر پوشیدہ ہو کر بیٹھتا ہوں
 جب موسیٰ عمر و طلسم کشا یا کوئی دیگر ساحر اس باغ میں آئے گا فوراً اس ابرو حرکت ہوگی جیسا کہ خبر ہو جائیگی
 میں وہاں سے آکر اس سے مقابلہ کرونگا ہر وقت مستعد رہوں گا اور میرا لشکر بھی تیار رہیگا تمھاری کمک کو آؤنگا
 اول تو کوئی اس طرف آبی نہ سیکر گا دوسرے یہ مقام کسی کو دکھائی بھی نہ دے گا جو کوئی آئے تب سے بدون تمھاری
 اجازت کے کوئی نہ اس کی گاہ جس کو تم یا میں اجازت دوں گا وہ آئے گا اس باغ کا اور اس لامکان کا دروازہ محدود
 ہوگا آسکے ظاہر ہونے کی پتہ نہ ہو کہ ایک آئینہ بناؤنگا جس کو تم وہ آئینہ دوں گے اور وہ آئینہ دیوار باغ کو دکھائے
 فوراً دروازہ ظاہر ہوگا وہ شخص چلا جائے جب اندر آئے لے پھر آئینہ دکھائے پھر دروازہ ظاہر ہوگا اندر چلا آئے
 نسیم نے کہا کہ بہت بہتر سیلاب شعلہ خور نے سحر کیا کہ گردا میں باغ عجائب کے ایک اور باغ تیار ہو اس باغ
 میں تمام اشجار سحر کے تھے آئین نفس طاعن سحر کے لٹکے ہوئے تھے سیلاب نے لامکان سحر سے بنایا
 اس میں پتلیان سحر کی پچاس قائم کیں ریاض پر ایک باغبان معین کیا انکی یہ خاصیت تھی کہ اگر اندر باغ کے
 باقرب مکان کے عمر و یا طلسم کشا یا کوئی ساحر آئے وہ پتلیان و طائر یہ پکاریں کہ فلان شخص آیا اور نسیم
 کو آگاہ کر دیں تاکہ وہ ہوشیار ہو کر بندوبست کرے باغبان اصلی تھا مگر وہ لامکان سحر کا تھا اور یہ امر تھا کہ اگر
 توجہ عمر و یا صاحب زعفران اس باغ میں آئیں تو خود بخود آگ لگ جائے سب درخت و طائر و پتلیان جل
 جائیں اس سے بھی ثابت ہو کہ عمر و آیا اور ایک ابرو اس لامکان پر قائم کیا اس میں یہ خاصیت تھی کہ جو کوئی
 ان صاحبوں میں سے آئے ابرو جنبش ہو اور سیلاب کو خبر ہو جائے وہ وہاں سے چل پڑا ہو اور اگر میان
 اس کا بندوبست ہو جائے اور گرفتار کر لے خلا لہ یہ کہ سب بندوبست کر کے سیلاب نے ایک گولہ
 جھولی سے نکال کر اور ایک حصار گردا میں باغ اور لامکان کے کھینچ کر وہ گولہ اس پر سحر کر کے اب جو
 مارا تو تمام دھواں دھار ہو گیا وہ باغ و لامکان بالکل معدوم ہو گیا نظر مروج سے سیلاب شعلہ خور

سب بندوبست کر کے اور نسیم کو سب نکتہ سمجھا کے اور یہ کہہ کر کہ اب تم بلا خوف و خطر یہاں قیام کرو کوئی تم کو پریشان
 نہیں کر سکتا یہ یہاں کوئی اب نہیں آ سکتا بڑا دھرم و ایمان آئے گا مجھ کو خبر ہو جائے گی یہ کہہ کر سہماپ شعلہ خور
 وہاں سے طلسم زعفران زار میں پاس شنگال کے آیا اور کہا کہ میں سب بندوبست کر آیا ہوں اسکو سب
 سمجھا آیا اور جو بندوبست کیا تھا وہ سب بیان کیا اور کہا کہ میں اپنے مکان پر جا کر مقیم ہوتا ہوں اس غرض
 سے کہ شائد تم و آئے تو مجھ کو معلوم ہو جائے میں وہاں جا کر بندوبست کروں عمرو کو پکارتوں شنگال کے لئے کہا کہ
 اچھا جاؤ تمھاری نوکری معاف کی گئی کیونکہ تم نے بہت بڑا کام کیا ہر بس سہماپ وہاں سے رخصت ہو کر
 اپنے مکان پر آیا اسنے آتے ہی اس سے ایک باغیچہ تیار کیا اس میں ایک جڑ بنایا اس میں یہ بیٹھا اور دو رہیں
 آنکھوں پر چڑھالی یہ بندوبست کیا کہ اگر میں سوتا ہوں اور شب کو وہاں کوئی واقعہ ہو تو مجھ کو خبر ہو جائے
 پتلی سے مقرر کی راوی بیان کرتا ہوں کہ اسنے اتنا بڑا بندوبست کیا تھا کہ دو مسرا سحر نہ کرتا اور بارے گا یہ بندوبست
 تھا کہ ادھر خواجہ وہاں آکر پہونچے پہلے ایر کو جنبش ہوئی اسکو خبر ہو گئی راوی بیان کرتا ہوں کہ یہ تو یہاں سب
 بندوبست کر کے بیٹھا اور نسیم باطمینان مقیم ہوا شنگال طلسم میں برگر کچھ حال نسیم کا تمہیر کیا جاتا ہوں کہ نسیم
 کو بیٹھے بیٹھے خیال آیا اور تنہائی میں اسکا دم گھبرا پیا اور یہ سب تنہائی کے پریشان ہوا کیونکہ یہ اس مقام پر
 اکیلا تھا جسٹان لوح رکھی ہوئی تھی اسنے خیال کیا کہ کوئی تدبیر ایسی کرنا چاہیے کہ یہ تنہائی برطرف ہو اور دل صبر
 اور راحت ملے فکر کرنے لگا فکر کرتے کرتے اسکو یاد آیا کہ تم بیکار مصیبت تنہائی اٹھاتے ہو اور اکیلے پڑے ہو
 عقد تو ہو چکا ہوا اپنی زوجہ کو سسرال سے طلب کر لو شب بھی برعیش و عشرت بسر ہوگی اور دن بھی تمھاری
 جوانی بھی مفت رائے گان ہوتی ہے اس نوکری کے پیچھے جسدن سے سپر و تلوار بھیج کر عقد کیا جو رو سے واقف
 بھی نہ ہوئے کہ کیسی ہو کیسی نہیں ہر صورت تک نہیں دیکھی کہ کالی ہر یا گوری آنکھوں والی پر یا اندھی ہر
 میں اس سے نہیں واقف اور وہ مجھ سے نہیں واقف وہ اپنے دل میں کیا کہتی ہوگی کہ شادی تو کر لی مگر
 آج تک خبر نہ لی کیا یہ شوہر جسکے ساتھ میری شادی ہوئی عورت کے کام کا نہیں ہر جو مجھ کو نہیں طلب کیا اور
 مجھ کو دوسرے کے بھی کام کا نہیں رکھا کہ کہیں اور شادی ہو وہ الگ تڑپتی ہوگی میں الگ تڑپتا ہوں
 اب تو میں یہاں کا بالکل حاکم ہوا ہوں اسکو طلب کر لوں وہ میری حالت سے آگاہ ہو میں اسکی
 حالت سے وہ یہ جانے کہ میرا شوہر مرد ہو جو اسکا صدمہ ہو وہ بڑا دھرم و ایمان اس امر کا صدمہ ہو گا میرے
 خیر نہ لینے سے یہ بخیر کر کے اسنے اسکو قسمت قلم فاوست و کاخرا تھا کر ایک رقعہ اپنے سر سے لے نام اس خیر کا

تحریر کیا کہ عرصہ تین برس کا ہوا کہ آپ نے اپنی لڑکی کی شادی میرے ساتھ کی تھی گو میں اس وقت نہ موجود تھا مگر جو طریقہ ہم لوگوں میں غلط نہ تھا وہ سب ہوا تھا آپ نے فرمایا تھا کہ ابھی لڑکی کم سن ہے اس لئے اتنی نہیں ہو کہ شوہر کے مکان پر جائے لہذا دو برس تک اس بھی ہم رخصت نہ کیئے میں بھی خاموش رہا تھا اب وہ عدہ گذر گیا آپ نے لڑکی کو رخصت کر لیا اس پر طرہ یہ ہوا کہ ایک برس آپ کے عدہ سے زیادہ ہو گیا میں اس خیال میں رہا کہ جب آپ کا وعدہ گذر جائیگا آپ خود تحریر فرمائیے میں کسی کو روانہ کر کے طلب کر لوں گا یا خود آ کر لے جاؤں گا اسی خیال سے برس دن تک میں نے انتظار کیا مگر آپ نے کسی قسم کی تحریر نہ کیا نہ میں بھی بس کیا قصہ بچھا رکھنے کا ہو اگر ایسا قصہ ہو تو صاف صاف تحریر فرمائیے میں کوئی دوسرا سلسلہ کروں میں جو شادی کی جو اپنی راحت و آرام کے لیے کی ہو نہ کہ آپ کے پاس بیٹھے رہنے کے لیے اگر ایسی الفت و محبت تھی تو پہلے آپ نے کیوں شادی کی پہلے ہی انکار کیا ہوتا لہذا اب میں یہ رقعہ بدست ابلاغ جا دو روانہ کرتا ہوں اسکے ہمراہ اپنی لڑکی کو رخصت فرمائیے میرا ملازم بہت مقبر اور دیانت دار و صاحب اعتبار و غیر خواہ و ننگ حلال پر بہت راحت سے میری زوجہ کو میرے پاس پہونچا دیگا کسی قسم کی اٹکو تکلیف نہ ہوگی یہ سواری و شیرہ کا سب بند و بست کر لیا میں خود آتا مگر ایک سرکاری ضرورت ایسی لاحق ہو کہ مجھ کو دم بھر کی تہمت نہیں جو سانس لینا دشوار ہو اور اب میں بالکل تنہا ہوں پہلے گو میرے پاس چند ملازم تھے مگر اب ایسی خدمت سپرد ہوئی ہے کہ میں سوائے تنہائی کے یا اس شخص کے جو مثل میرے ہو کسی دوسرے کو اپنے پاس نہیں رکھ سکتا ہوں ایسے وقت میں سوائے اُنکے کہ یہ میری بچہ ہیں اور مونس تنہائی ہوں گی اور کس کو طلب کروں اُنکے آنے سے میرا غم غلط ہو گا زیادہ حد اب یہ تحریر کر کے نسیم جاہ و نے ابلاغ جا دو اپنے ملازم خاص سے جو کما سکا کہ بھی ہو کما کہ تم پر رقعہ لیا کہ مراد ہے پر جاؤ اور مراد جاؤ میرے خسر کو یہ رقعہ دینا وہ تمہارے ہمراہ سواری کر دینگے تم سواری لیکر چلے آنا مگر دیکھو بہت ہوشیاری اور خبرداری سے ایسا نہ ہو کہ کوئی تم کو قریب دے اور تم دھوکے میں آ جاؤ غم و غیار میں یہ قدرت ہے کہ وہ عورت بن جاتا ہے بھی مرد ہو جاتا ہے اس کا خیال رہے میں اسی سبب سے کچھ نزک و شرم نہیں روانہ کرتا ہوں صرف تم کو روانہ کرتا ہوں ابلاغ سے جواب دیا کہ آپ اطمینان رکھیں بہت ہوشیاری اور خبرداری سے لاؤں گا غم و غی کی کیا مجال جو وہ مجھ کو قریب دے سے باہر ہی کہتا ہے کہ نسیم نے یہ بھی تحریر کر دیا تھا کہ ممکن تھا کہ میں جلوس سواری نہ رہا یا پنجسو آدمی روانہ کرتا اور وہ بڑی شان و شوکت سے لاتے مگر بخوبی غم و

میں نے یہ بند و بست نہیں کیا بلکہ مجھ کو کے خوف سے ہیں خود پوچھ شیدہ ہو کر ایک لامکان تیار کر کے بیٹھیں ہوں
اس فرق سے انکو یوں طلب کیا ہو کہ اگر یہ شان بشوکت یہاں آئیں گی اور مجھ کو خبر ہوگی کسی کی صورت بنا
وہ بھی چلا آیا تو بڑی خرابی ہوئی اور اس صورت سے کوئی بھی آگاہ نہ ہو گا منواسے آپنا لوگوں کے اور میرے
بس ابلاغ نے وہ رقعہ لیا اور کہا کہ میں باہر کیے نگر جاؤں نسیم نے ایک آئینہ نکال کر اُسکو دیا کہ اس آئینہ کو دیوار
کی طرف منھ کر کے چمکاؤ روزہ پڑھاؤ جاؤں گا تم دروازہ کھول کر چلے جاؤ جب باہر چلے جاؤ گے دروازہ خود بہ خود
معدوم ہو جائیگا جب سواری لیکر آنا اسی طور سے پھر چمکاؤ پھر دروازہ ظاہر ہو گا میں تمہارے انتظار میں ہوں
پرموجود ہو گا جب دروازہ ظاہر ہو گا پھر خبر ہو جائیگی میں دروازہ کھول دوں گا تم مع میری زوجہ کے چلے آنا
ابلاغ نے کہا بہت خوب راوی کہتا ہو کہ ابلاغ ساحر زبردست نہیں ہر دو ایک منتشر آتے ہیں مگر وہ اپنے کو
سامری و جیشید سے زیادہ خیال کرتا ہے پس وہ آئینہ نسیم سے اُسے لیا اُسکو دیوار باغ کی طرف چمکایا چمکاتے ہی
دروازہ ظاہر ہوا یہ دروازہ کھول کر باہر آیا وہاں دروازہ بند ہو گیا اور معدوم ہو گیا یہ زمین میں آیا اسنے یہ تدبیر
کی کہ شہر سوسن میں جا کر چلا کہار چھوڑا لیے اور ایک میاں نے اُن کو ماروں ورمیاء کو ہمراہ لیکر طرف کوہ ہراو کے
چلا یہ تو اُدھر کو جاتا ہوا اور نسیم کو زوجہ کے انتظار میں مصروف رکھا جاتا ہر یہ دن بھر میں بیچاس مرتبہ استغاث
پراٹھا ہوا کہ جہاں پر دروازہ ظاہر ہو گا تھا اس خیال سے کہ شاید ابلاغ سواری لیکر آیا ہو اور دریافت کرنے کے
چلا آتا ہو وہ پچاسوں چھایان سحر کی حفاظت کر رہی ہیں دربار باغ کی اور سب کی سب دیوار باغ پر بیٹھیں ہوئی
ہیں یہاں تو یہ بند و بست ہوا ابلاغ اُدھر کو چلا جاتا ہوا اب کچھ حال لشکر صاحب جعفران حلقہ فکین گوش کردن کشا
مردم ریاسے زمین خنک صاحب گز سام بن نریان کا سماعت فرمائیے کہ صاحب جعفران ایمان مصروف
عین و عشرت ہیں جب بعد سائیں شبانہ روز کے وہ جلسہ برخاست ہوا دعوت سے فراغت ہوا
عظم جادو و غیرہ نے ایک رات براحت و آرام بسر کی کیونکہ تھکے ہوئے تھے تو بن دن صاحب جعفران نے
سوسن جادو سے فرمایا کہ اب جا کر لوح لاؤ تاکہ میں برائے فتح طلسم روانہ ہوں سوسن نے کہہ کر بہت
خوب جاتی ہوں لوح لاتی ہوں کیونکہ نسیم جادو و سیری طرف سے محافظ لوح ہر میں جا کر اس سے لوح
لے آؤنگی گو میں پہلے اکیلی محافظ تھی اب ایک مدت سے تشنگال نے نسیم جادو کو بھی ملازم کر کے
میرا ماتحت مقرر کیا وہ ایمان آیا میری اطاعت اُسے کی میں نے اُسکو کلکدستہ عجب کا محافظ
مقرر کر کے خود اپنے باغ میں آکر مقیم ہوئی دوسرے تیسرے جا کر خبر لے آتی تھی میری جان بھی میں بہت

راحت سے ہو گئی پہلے میں دن رات ساسی فکر میں مبتلا رہتی تھی کہ ایسا نہ ہو کہ کوئی آکر اور مجھ کو غافل پا کر لوح
 لے جائے سونا ٹھکانا اور ام ٹھکانہ کے آنے سے یہ راحت ملی میں جاؤنگی لوح لیکر چلی آؤنگی بلکہ نسیم کو بھی
 ہمراہ لاؤنگی وہ بھی اطاعت کرے گا صاحب قرآن نے فرمایا کہ جاؤ جاؤ سوسن نے عرض کیا جاتی ہوں
 خواجہ نے کہا کہ اے سوسن دم بھر ٹھہر جاؤ اور ایک تماشہ دیکھ لو میں مریخ کو نکال کر ستون سے باندھتا
 ہوں اس سے دین اسلام کے قبول کرنے کو کہتا ہوں اگر اسے قبول کر لیا تو خیر ورنہ قتل کر دو گا مگر وہ بند
 سوسن کا اصلی راستہ کھلے اور مریخ کا سحر بڑھ ہو سوسن نے عرض کیا بہت خوب ہیں خواجہ نے
 مریخ آتش خوار کو ذیل سے نکالا اس کی زبان پر تھکے تو چڑھا ہوا تھا اسکو ستون سے خوب جکڑ کر باندھا
 آپ کوڑا لیکر کھڑے ہوئے آپ نے قہقہہ رفع بیہوشی دیا چند قطرے گندیدہ ناک سے اُسکے کرے اب جو
 اسکو بیوش آپا اُسے آنکھ کھول کر دیکھا تو اپنے کو ستون سے بندھا ہوا پایا دیکھا نہ تو وہ تالاب پر نہ وہ کنبد
 پر نہ وہ میرے ملازم میں میں ایک مقام پر بندھا ہوا ہوں سامنے ایک دربار آراستہ ہوا اور ایک بلا پتلا
 آدمی کوڑا لے ہوئے سامنے کھڑا ہے جو اپنے دیکھا خیال کیا کہ برا خواب دیکھ رہا ہوں خداوند عجائب
 کسی کو ایسا خواب نہ دکھایا میں یہ سوچ کر آنکھیں بند کر لیں خواجہ نے مسکرا کر فرمایا کہ اے مریخ آتش خوار
 براہ کیا کہنا تو بد تم ہے آنکھیں بند کر لیں نہ سوچ کر کہ میں خواب دیکھ رہا ہوں اسے ظالم یہ خواب نہیں
 ہو بلکہ عین بیداری ہو تو حالت بیداری میں بندھا ہوا ہوا آنکھ کھول کر دیکھو یہ سامنے تیرے ونگل
 طلسم کشا جلوہ فرما ہوا اور یہ تخت پر سیما کے بلند آواز بادشاہ سابق ہیں یہ اعظم جادو سوسن جادو
 کر بیوں پر بیٹھے ہوئے ہیں ان سب نے طلسم کشا کی اطاعت کی یہ وہ مقام نہیں کہ جہاں تو رہتا
 تھا بلکہ یہ وہ مقام ہے کہ جسکو کوہ اعظم و در بند اعظم کہتے ہیں میں نے تجھ کو غیاری کر کے اسیر کر لیا تھا
 اور اپنی بنیاد میں رکھ لیا تھا تیری صورت بن کر سوسن کے پاس آیا غیاری کی اب ہوشیار ہوا
 دین اسلام قبول کر اور اپنے مذہب کو ترک کر اور طلسم کشا کی اطاعت کر اور اپنے سحر کو بربط کرنا
 کہ در بند سوسن کی راہ کھلے یہ کہہ کر آپ نے چند کلمہ و حدیث خدا میں بیان کیے اور کہا کہ دیکھو
 میں غم و غیہ تیرے سامنے کوڑا ہاتھ میں لیے ہوئے کھڑا ہوں اگر تو انکار کرے گا تو مارے کوڑوں کے
 تیری کھال گراؤنگا اور اس طور سے قتل کرونگا کہ مرغان ہوا و ماہیان دریا تیرے حال پر رحم کھائیں
 اور مجھ کو رحم نہ آئے یہ جو خواجہ نے فرمایا اور مریخ نے مسنا ایک مرتبہ یہ جسکے آنکھ کھولی اور بہ ننگا

قہر و غضب طرقت خواجہ کے دیکھا اور قصد کیا کہ سحر کرون اول تو زبان میں سوزن تھے دوسرے کندھ اصفاد با
 ہ فاسے بندھا ہوا تھا سحر کیونکر کرتا جب سحر نہ کر سکا تو صریح نے قصد کیا کہ زور کر کے کندھ کے حلقہ نگو
 ٹور ڈالوں تاکہ رہا ہو جاؤں جس قدر زور کیا اس قدر کندھ اور کس گئی یہ اب عاجز ہوا اسنے یہ قصد کیا
 کہ اپنے گور یا کر کے اور سحر کر کے ان سب کو اسیر کر لوں خصوصاً عمر و عیار کو اور اسکو ایسی سزا دوں کہ یہ تمام
 عمر یاد کرے مگر جب کچھ پس نہ چلا بہت پریشان ہوا تو اپنے قصد سے باز آیا اب اسنے نگاہ اٹھا کر دیکھا تو
 سیمائے بلند آواز کو تخت پر بیٹھے ہوئے پایا اسکے زوجہ و دختر و فرزند کو برابر تخت کے نیم تختوں پر دیکھا
 بائیں طرف اور سب ساحرون کو صفت بستہ پایا دیکھا کہ سوسن جادو و اعظم جادو پر دونوں بھی
 کریموں پر جلوہ گر ہیں اور دہنی طرف ونگل شوکت پر طلسم کشا و حکیم استقلالینوس و دیگر سردار غیر سا
 ہیں اسنے صاف جہان کو پہچان لیا کیونکہ سب سالکان طلسم کے دل پر تصویر طلسم کشا کی کھچی ہوئی
 ہے اور خواجہ عمر کی اسی سب سے صریح نے خواجہ و صاحبقران کو پہچان لیا اب جو یہ اسنے
 دیکھا اپنے دل میں مثل بار سرودم بریدہ کیے و تاب کھایا اور رہ گیا اب خواجہ نے کہا کہ اے
 صریح جادو و تم نے دیکھا کہ ان سب نے طلسم کشا کی اطاعت کی سامری و جمشید پر لعنت کی تو بھی
 لعنت کرا اور دین اسلام اختیار کر اور اطاعت طلسم کشا قبول کر دیکھو اپنی جان کو غنیمت جان
 کوئی کسی کا نہیں ہے یہ طلسم فروغ ہو گا شندکال مارا جائے گا صریح نے کچھ جواب نہ دیا خاموش سنا
 کیا خواجہ نے قلم و کاغذ اسکے سامنے رکھا اب پھر وہی تقریر کی اور حمد الہی اور تعریف خداوند کریم
 و خدمت سامری و جمشید بیان کی اور جمشید و سامری پر لعنت کی یہ کلمہ صریح کو ناگوار معلوم ہوئے
 خواجہ کو بہ نگاہ قہر دیکھا بس نہ تھا کہ پا جائے تو لچا کھا جائے اسنے غیض و غضب میں آکر یہ تحریر
 کیا کہ میں مثل ان لوگوں کے نمک حرام نہیں ہوں کہ نمک حرامی کروں اول تو میری ہر اچانیں ہوں
 تو ایک ایک ناخن یاے سامری و جمشید پر نثار کروں اور اپنے استاد آفتاب شعلہ بیکر کے مانع یا پر
 دوسرے شندکال کی اطاعت کسی حالت میں ترک نہ کرونگا مجھ کو جان سے جانا گوارا ہے مگر اپنا
 ایمان و مینا گوارا نہیں ہے مجھ کو اختیار ہے کیا کروں کہ بندھا ہوا ہوں اگر رہا ہوں تو اسکا فرام سیکو
 بتانا یہ جو ساحر مہمان بیٹھے ہوئے ہیں یہ میرا لیا جتا سکتے ہیں سب کو دیوانہ کر دیتا اور ابھی انھیں
 غیض و غضب سے جلادیتا ایک کو زندہ نہ چھوڑتا جو تجھ سے بنائے بن سکے وہ گرین ہرگز ہرگز

دین اسلام قبول نہ کرونگا نہ اطاعت طلسم کشا اگر باہر جاؤنگا تو سب کو فراہم کیا دوں گا جب یہ تحریر خواجہ
 نے دیکھی بہت غصہ حضرت کو آیا فرمایا کہ معلوم ہوا تیری قضا آئی ہے خیر میں کیا کروں وہ تحریر سب کو دکھائی
 راوی بیان کرتا ہے کہ صاحب قرآن و بادشاہ و حکیم اسقلینوس و شیاطین و وزیر بے دست و پاؤں
 سوسن و اعظم سب نے مریخ کو سمجھایا اُس نے کسی کا کہنا نہ سنا انکار ہی کیا بلکہ اُس نے چند ظلم
 خلاف شان صاحب قرآن تحریر کیے اور خداوند کریم کو برا بھلا کہا اور تحریر کیا کہ میں ہرگز ہرگز خدا
 آسمان کی بندگی نہ کرونگا یہ جو اُس نے تحریر کیا اب خواجہ کو اب تاب ہر دوڑ کر ایک کڑا باراکہ وہ ٹرپ
 گیا کھال اتر گئی خون بہنے لگا خواجہ نے کوڑے کے نیچے رکھ لیا برابر ہاتھ چلے جاتا ہوا اس کے جسم سے
 خون کے ٹہرے پڑے ہیں جب بہت سے کوڑے مار چکے پھر اُس سے کہا اُس نے پھر انکار کیا راوی
 کہتا ہمارے خون کے اہل دربار کا یہ حال ہے کہ کانپ رہے ہیں صاحب قرآن خاموش بیٹھ ہوئے
 ملاحظہ فرما رہے ہیں اعظم سوسن و دیگر سرداروں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ اگر ہم انکار کرتے تو
 یہی حال ہمارا ہوتا اور اسی طور سے خواجہ ہم کو منرا دیتے خوب خداوند کریم نے پکارا خدا نے اپنا فضل
 کیا اور پھر خواجہ نے اُس کو کوڑے کے نیچے رکھ لیا جب صاحب قرآن نے ملاحظہ کیا کہ مریخ کا جسم
 پائش پافش ہو گیا اور اب خون بہنے لگا خواجہ سے فرمایا کہ اے خواجہ یہ ظلم و بدعت نہ کرو میرے ترو
 مناسب یہ ہے کہ اب اسکا سرتن سے جدا کرو ویر اپنی منرا کو پہنچ گیا جب اُس نے اپنی زبان کو نہ روکا
 ویسی اس نے منرا پائی اب یہ اس منرا کے لائق نہیں ہے بلکہ اس لائق ہے کہ اسکا سر قلم کر دیں یہ جو
 صاحب قرآن نے فرمایا خواجہ نے بہ موجب حکم صاحب قرآن اپنے کمر سے نیچہ لیا اور چھپٹ کر قریب مریخ
 آئے اور کہا کہ اب بھی کچھ نہیں گیا ہو دین اسلام قبول کر اُس نے کچھ جواب نہ دیا یہ تحریر کیا کہ میری زبان
 سے سوزن نکال تو تو تو تو تو تو تو خواجہ و امروں سے بالکل بے خوف تھے ایک تو کند اصف و با صفا
 سے کس کر اُس کو باندھا تھا دوسرے بڑے بڑے ساحر موجود تھے اور صاحب قرآن جلوہ فرما تھے مالک
 اسم اعظم بس یہ جو اُس نے تحریر کیا خواجہ نے اُس کی زبان سے سوزن نکال لیتے دوسرے سب سے
 بڑا سبب یہ تھا کہ وہ بالکل از سر تا پا مجروح تھا جیسے خواجہ نے سوزن لی اُس کی زبان قابو دین
 آئی اُس نے قصہ کیا کہ سو کروں مگر بہ سبب برکت کند اصف و با صفا اُس کو سحر یاد نہ آیا بالکل فراموش
 تھا بھلا سحر کیا کر سکتا جب اُس نے سحر فراموش پایا اور خواجہ نے پھر کلمات و غلو پند فرمائے

کئے برسم ہو کر جواب دیا کہ اسے ساربان زادے حرام زادے تو قتل کیوں نہیں کرتا جو تجھ پر بھی لعنت ہو اور تیرے
 دین پر یہ کہنا تھا کہ صحت قرآن و کل اہل دربار کو غصہ آیا مریخ نے ہزاروں کالیان سوسن و اعظم
 و دیگر سرداروں کو دین میں خواجہ کو نہایت غصہ آیا دڑ کر اس کے بیاض گردن پر جو ہاتھ رسید کیا سر اس کا
 وٹھرنے لگا کڑی زمین پر گرا اور تن ایسی طور سے بندھا رہا سر کا قلم ہو کر زمین پر گرنا تھا کہ زلزلہ پیدا ہوا سیاہ
 آندھی اٹھی برف باری و سنگ باری ہوئی اک برسے لگی بھر شور و غل جگانے لگے مریخ سا حزیروت
 تھا اسکے مرنے کی علامت جو بلند ہوئی تمام ایوان تار یک ہو گیا ایسی شور و غل کی صدا آئی کہ زمین کو
 تزلزل ہوا صدا ہائے غیب نے ہر ایک کے دل کو ہلا دیا رادی بیان کرتا تو کہ جب مریخ یہاں
 قتل ہوا وہاں سرحد و بند سوسن پر جو تالاب سحر اور دینا سحر پانچ سحر و دیگر عمارت سحر و اشیائے سحر
 مریخ و پتلیہ ہائے سحر جو کہ تالاب بین مرغابیان بنی ہوئی پڑی رہتی تھیں اور شنوری کرتی تھیں
 شب کو جامہ انسانی میں آکر مصروف رقص و سرود ہوتی تھیں اور وہ آسمان سحر جو کہ اسکے استہاد
 آفتاب شعلہ پیکر نے بنایا تھا سمیں اسکا بھی نام شریک تھا اسی سبب سے اسکے مرنے کے
 بعد بھی یہ آسمان قائم رہا تھا یہی سبب تھا کہ مریخ زندہ تھا میں اسکا مرنے کا کہ وہ سب
 سامان سحر و حوان ہو کر اڑ گیا سوا کے گندے کہ جس میں آفتاب دن تھا وہ اصلی تھا وہ نور
 گیا اور سب مٹ گیا صرافت و شفاف ہو گیا جو ملازم مریخ کے اصلی تھے وہ یہ واقعہ دیکھ کر
 بھاگے انہیں سے بہت سے دب کر رہ گئے جب تک بھاگین بھاگین وہ عمارت گری اور
 دب کر مرنے دو ملازم بچے باقی سب مرنے وہ دونوں بھاگ کر وہ دسوا زمین نشتر ہو گئے اور
 پوشیدہ ہوئے حیران تھے کہ یہ کیا واقعہ گذرا اور کیا ساختہ ہوا ہمارے مالک کو کس نے قتل کیا
 ہم کو انکو ملکہ سوسن کے پاس پہنچا آئے تھے یہاں تو میدان صاف ہو گیا کسی شرک کا نام و
 نشان تک نہ رہا سوا کے بالو یا کھاس یا درختوں کے اور ہر درختہ و غنم میں جہاں مریخ قتل
 کیا گیا تھا بڑے عرصہ تک اسکے مرنے کی علامت بائند رہی آوازانی تھی مرا کہ نام من مریخ آتش
 خوار جاو و بودا فسوس مردیم و جان دادیم یہ مطالب خود نہر سیاہیم جب یہ صدا آئی تو وہ تاریکی
 وغیرہ برطرف ہوئی مطلع صاف ہوا سب نے دیکھا کہ ایک ساحر کی لاش ستون سے پڑ بھی ہوئی ہے
 سر اسکا اسکے پاؤں پر پڑا ہوا ہے خواجہ نے کند سے کہا کہ اب اسکو چھوڑ دے کنا نے چھوڑ دیا کیونکہ معزہ

کی کند تھی جیسے کندہ ہے چھوڑا اور لاش گرمی پس اس لاش سے ایک طائر پیدا ہوا اسے ہریان انسانی
پکار کر کہا کہ اے اہل دربار آگاہ ہو کہ یہ طلسم کتنا ضروری ہے اور یہ طلسم کو فتح کرے گا اور شنگال جیادو کو قتل کرے گا
جو اسکی اطاعت کرے گا وہ غریب پائے گا اور جو اطاعت نہ کرے گا وہ مثل مرغی کے قتل کیا جائے گا اسبطو
سے اسنے ساکنان درہند و ساکنان طلسم کو پکار کر کہا اس کے سر سے ایک شعلہ پیدا ہوا اور وہ جلنے لگا جلتا ہوا
لاش پر مرغی کے گرامرغ کی لاش میں آگ لگا دی وہ لاش جلنے لگی تھوڑی دیر میں وہ لاش مع طائر کے
جل کر خاک ہو گئی راکھ کا انبار رہ گیا جب خواجہ مرغ کو قتل کر چکے اسوقت خواجہ نے سوسن سے کہا
کہ اے سوسن جیادو اب تم یہ بتاؤ کہ راستہ درہند کا کھل گیا مرغ کے قتل ہونے سے سوسن نے کہا کہ
جی ہاں راوی بیان کرتا ہے کہ جب مرغ قتل ہوا اور وہ سب سامان سے برطرف ہوا وہاں ایک قید خانہ تھا اس
میں وہ لوگ قید تھے کہ جنکو مرغ نے اسیر کر لیا تھا جب وہ سرحد درہند پر آئے تھے اسکے مرنے سے وہ قید خانہ بھی
شکست ہوا وہ قیدی بھی رہا ہوئے سب خوش خوش اپنے گھر و گھر روانہ ہوئے دعائیں دیتے ہوئے
یہاں جب خواجہ نے یہ کہا سوسن نے کہا کہ راستہ کھل گیا اب کوئی حدشہ باقی نہ رہا اب صاحبقران
نے سوسن سے فرمایا کہ جا کر لوح لے آؤ میں جا کر طلسم کو فتح کروں تم دونوں نے تو اطاعت کی یہ درہند تو
فتح ہوئے سوائے اس امر کے کہ لوح دستیاب ہو میں طرف اور درہندوں کے حکم لوح روانہ ہوں جب یہ
صاحبقران نے فرمایا سوسن نے عرض کیا کہ آپ تشریف رکھیں میں ابھی جا کر لوح لاتی ہوں یہ کہہ کر اپنے
مقام سے اٹھی سلام کیا اور سر کر کے دوپہر پیدا کیے اور اڑ کر طرف درہند سوسن کے روانہ ہوئی یہاں صاحبقران
اسی طور سے تشریف فرما ہیں وراہل دربار سے فرما رہے ہیں کہ سوسن لوح لیکر آئے تو میں کل لوح کو دیکھ کر
طرف اور درہندوں کے روانہ ہوں اعظم عرض کر رہا ہے کہ خداوند اطمینان رکھیں وہ لوح لیکر آئی ہوگی کیونکہ
لوح تو اسکے قبضہ میں ہے وہی مالک لوح ہے صاحبقران نے فرمایا کہ خیر دیکھیے کب آتی ہے یہاں تو یہ باتیں
ہو رہیں ہیں سوسن اُڑھو پرواز کر کے جب درہند سوسن میں پہنچی اور طرف باغ عجائب کے چلی جب
اسکے سرحد میں پہنچی تو اسکو باغ لظرفہ آباد ہوا و دعوان معلوم ہوا یہ بہت حیران ہوئی کہ باغ کب
ہو گیا اور یہ غبار کیسا ہے اور یہ دعوان میں تو باغ کو چھوڑ گئی تھی سوسن جازوئے جو یہ واقعہ دیکھا اور
باغ کو نیست و نابود پایا بہت حیران ہوئی زمین پر آئی وہاں کی خاک اٹھا کر اپنی ران میں نشتر دیا
ران کا خون لیکر اس مٹی کو اس خون سے گوندھا اسکی پہلی بنائی اسپر سحر کیا وہ بصورت انسان کو

ہوئی اور عرض کیا کہ کیوں ملکہ سلامت آپ کے کیوں اس کینہ کو یاد فرمایا سو سن گئے کہا کہ میں نے تجھ کو اس
 امر کے دریافت کرنے کے لیے طلب کیا ہے کہ یہاں پر باغ عجائب تھا کہ جس میں لوح طلسم رکھی ہوئی تھی
 اور میں نسیم جادو کو اپنی طرف سے اسکی حفاظت کے لیے مقرر کر گئی تھی وہ باغ کیا ہوا اور یہ دعوانہ کیسا
 ہے اور نسیم کہہ کر اس بتلی نے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ اے ملکہ عالم یہ واقعہ گذرا کہ جب آپ و اعظم جادو و مطیع طلسم
 کش ہوئے اور آپ نے طلسم کشا سے اقرار کیا کہ میں لوح لادوئی تو مکار جادو و تے مکر سے دین اسلام
 قبول کیا تھا موقع کا منتظر تھا آپ لوگ معروف عیش و عشرت ہوئے وہ فرار کر کے طرف طلسم کے راہی
 ہوا اُسے جا کر سب حال بادشاہ طلسم سے بیان کیا شنگال نے اپنے وزیر سیاحاب شعلہ خو کو پاس
 نسیم جادو کے روانہ کیا آپ کی حکومت کو در بند سو سن سے برخاست کیا اور نسیم جادو کو در بند
 سو سن کا حاکم کیا نسیم جادو و آپ سے پھر کیا اُسے شنگال کی اطاعت کی پس نسیم و سیاحاب نے
 سحر کر کے ایک بلع بنایا سحر کا اور ایک لامکان اور باغ عجائب کو مع لامکان کے نظارہ دم سے پوشیدہ
 کر دیا سحر کیا کہ ایک دعوانہ پیدا ہو گیا اور غبار اور بہشت بند و بست کیا ہے کہ جو کوئی ساحر یا غیر ساحر
 اس طرف آئے گا اسیر ہو جائے گا یہ تدبیر کر کے وہ ایک مقام پر جا کر بیٹھا ہے اور نسیم اندرون باغ حفاظت
 لوح کر رہا ہے سو سن نے کہا کہ میں جا کر نسیم کو قتل کروں اور اس سحر کو مٹا دوں اُسے کہا کہ اے ملکہ عالم
 یہ سحر آپ کے برطرف کرنے سے برطرف نہ ہو گا آج کل آپ کا سارہ گردش میں ہے اگر آپ جائیے گا اسیر
 ہو جائیے گا یہ سب سحر خواجہ عمر و اور طلسم کشا کی کوشش سے درہم و برہم ہو گا آپ سمجھی اُدھر جانے کا
 بھولے سے قصد نہ فرمائیے گا اُس بتلی نے اول سے آخر تک سب حال بیان کیا اور سب حالات سے
 اور سب سحر سیاحاب سے سو سن کو آگاہ کیا جب یہ سب حال سو سن نے سنا بہت ناوم
 ہوئی اور اپنے دل میں شرمندہ ہوئی اور کہنے لگی کہ بڑی خرابی ہوئی میں صا جتقران سے اقرار کر آئی
 ہوں اب جو یہ جا کر کہوئی تو وہ خیال کریں گے کہ یہ فقرہ کرتی ہو یہ کامل طور سے میری مطیع نہیں ہوئی
 ہے کینہ رکھ کر اسنے اطاعت کی اب کیا جواب دوئی اے بتلی بیان کر کہ میں کیا کروں بتلی نے عرض کیا
 کہ اے ملکہ عالم بیچار آپ پریشان ہوئی ہیں صا جتقران سے آپ بہ قسم سب حال بیان فرمائیے گا
 جھکو لیتی چلیے میں سب حال بیان کر دوئی سو سن نے کہا کہ اچھا پس سو سن جادو و اُس بتلی
 کو بھولی میں رکھ کر طرف در بند اعظم کے روانہ ہوئی یہاں سب سو سن کا انتظار کر رہے تھے کہ

سوسن مفہوم و مخزون آئی ہوئی دکھادی چہرہ متغیر منہ پر ہوا بیان اڑکی ہو میں چہرہ زرد و انار سرخ و طلال
 رخ سے پیدا آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے اگر پہونچی آئے ہی صاحب قرآن کے قدموں پر سر رکھ دیا اور
 رو کر کہنے لگی کہ یا صاحب قرآن میری غلط معاف فرمائیے بہت بڑا مجھ سے قصور ہوا میں نے بہت
 بڑی غلطی کی لوح ہاتھ سے نکل گئی یہ نہ خیال فرمائیے گا کہ سوسن نے قریب کیا اور مجھ سے
 اگر فقرہ کیا کہ لوح قبضہ سے نکل گئی یہ بکھرے مطبع ہوئی تھی میں بالکل بے تصور ہوں راوی کہتا
 ہے کہ جب سوسن آئی تھی تو صاحب قرآن و بادشاہ نے قصد کیا تھا کہ دریافت کریں کہ لوح کلام
 لکھائی حالت دیکھ کر ہر ایک حیران ہوا تھا کہ یہ کیا حالت اسکی ہو تو یہاں سے خوش و غرم کی تھی یاد ہائے
 اسی حالت سے آئی صاحب قرآن ابھی دریافت نہ کرتے پائے تھے کہ اسنے قدموں پر سر رکھنے سے کہ
 صاحب قرآن نے اسکا سر اٹھا کر سینہ سے لگا دیا فرمایا کہ تم نے کیا میری خطا کی ہو جو اسقدر بجا رہی ہو
 کچھ بیان تو کرو اور میں کیوں یہ خیال کرتے لگا کہ تم نے کسے اطاعت کی تم اطمینان رکھو بیان تو کرو یہ کیا
 تمھاری حالت ہو تب سوسن نے ہاتھ جوڑ کر اپنا جاندار بندہ سوسن میں اور قریب بلایا ہو چنا اور
 بلایا کو نیست و نابود پانا سوائے غبار و دھوئیں کے کچھ نظر نہ آنا اپنا پتلی سو بنانا اُس سے دریافت کرنا
 سب حال اپنا قصہ جانے کا ظاہر کرنا اسکا منع کرنا اپنا پریشان ہونا اسکا اطمینان دینا کہ تم پریشان نہیں
 اس کو خواجہ عمر و صاحب قرآن و کل سردار اگر بر طرف کریں گے اور یہاں پر بہت بڑا منہ کھڑے کا خواجہ
 کی کوشش سے یہ مقام فتح ہو گا اور لوح ہاتھ آئے گی میں اُس پتلی کو بھی لیتی آئی ہوں یہ مجھ سے قصور
 ہوا کہ میں یہاں مصروف جشن رہی اتنے عرصہ میں وہاں یہ بندہ بےست ہو گیا بھائی صاحب کے لازم نے
 یہاں سے جا کر یہ پس بویا مکار کا حال بیان کیا اب جو اعظم نے مکار کو تلاش کرایا تو اسکا پتہ نہ چلا
 معلوم ہوا کہ بھاک گیا جب یہ حال سوسن نے بیان کیا صاحب قرآن نے فرمایا کہ اس میں تمھارا
 کیا قصور ہو یہ سب تقدیر کا پھیر ہو ابھی طلسم کے فتح ہونے میں عرصہ ہو تم اطمینان رکھو میں ایسا بد
 باطن نہیں ہوں کہ ایسا لمان کروں تم پر کیا کسی نے ظلم و ستم کیا تھا تم نے اپنی خوشی سے اطاعت
 کی اور لوح کے دینے کا انوار کیا تم کیا کرو کہ دشمنان کو خبر ہو گئی انھوں نے بندہ بےست کر لیا مگر یاد رکھو
 کہ جسقدر کافر ہیں سب اسی طور سے قتل ہونگے جس مقام پر جسکی قضا ہو گی وہ اُسی مقام پر قتل
 ہو گا یہ کہ خواجہ کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ او خواجہ تم نے سنا کہ سوسن نے کیا کہا اب لوح کیوں نہ لکھ

سوسن کہتی ہو کہ خواجہ کی کوشش سے لوح ملے گی آپ نے فرمایا کہ بہت بجا ارشاد ہوا آپ کو تو میں
 کہتا نہیں ہوں مگر سوسن کو کہتا ہوں کہ جھاک مارتی ہو جبکہ وہاں ساحر جا نہیں سکتے ہیں بجا را غیر
 ساحر کیا کر سکتا ہوں ایک ماش کے دانت میں میرا قماش بدل جائے گا میری جان کوئی فالتو نہیں ہو کہ
 میں دیدہ و دانستہ ایسے مقام پر جا کر اپنی جان دوں کہ جہاں ساحر جاتے ہوئے خوف کرتے ہیں میں
 باز آیا جاوے لوح لے چاہے نہ لے تمھارا تو ہمیشہ یہی کام ہو کہ اسکو قتل کیا اسکو ذبح کیا میں کہانتا کہ
 تمھارے ساتھ اپنی جان دیتا پھر وہ میں لے تو یہ کی اب تم جانو اور تمھارا کام جب کچھ مال و دولت
 لے گا اور میں طلب کروں گا تو کہو گے کہ یہ مال غازیو نکا ہوا سمین تمھارا حق نہیں ہوا سوقت وہ نمازی
 اگر مدد نہیں کرتے ہیں اور کوئی تدبیر لوح کے دستیاب ہونے کی نہیں بتاتے ہیں تمھارا بندہ ہوئے
 ہنہار ہے میں بابائیں اور لوح کے حاصل ہونے کی کوشش کریں اور لوح کو حاصل کریں کیوں
 جناب مشقت اور محنت تو ہم کریں اور جب راحت کا زمانہ ہو اور دولت ملے تو دوسرے
 لوگ اس پر قابض ہوں اور ہم ننھو دیکھ کر رہ جائیں وہ مثل ہو کہ دکھ پھریں بی فاختہ کو سے یہ وہ ملے
 پایہ کہ حلوائی کی دوکان واداجی کی فاختہ یہ مثل حمزہ صاحبقران کی ہو کہ سب محنت ہم نے کی
 انھوں نے وہ یہ پیسہ اٹھا کر تقسیم کر دیا بس معاف فرمائیے صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ تم تو ذرا سی
 بات میں بگڑ جاتے ہو میں نے تم سے یہ کہہ کہ تم جاؤ میں نے تو یہ کہہ کہ تم نے سنا کہ سوسن نے کیا
 کہا جواب دیا کہ یہ کس ننھ سے آپ نے کہا تھا صرف میرے ستانے کے لیے ہاں میں نے سنا جس طور سے
 آپ نے سنا میں نے بھی سنا لیا ہما جعفران نے کہا کہ پھر مدبر بتاؤ کہ کیا تدبیر کی جائے خواجہ نے
 کہا کہ میں کیا جانوں کہ کیا تدبیر کی جائے اتنے بڑے بڑے ساحر بیٹھے ہوئے ہیں بادشاہ طلسم موجود ہیں
 انکی موجودگی میں میں کیا راہے دون جو یہ مدبر بتائیں وہ کی جائے صاحبقران نے فرمایا کہ خیر یہ
 فرما کر صاحبقران بادشاہ واعظم اسقلینوس وشیاطین کی طرف متوجہ ہوئے اور سوسن سے
 اور ان سب سے کہا کہ آپ لوگ مدبر بیان کریں جو کہ ساحر تھے انھوں نے سحر سے دریافت کیا
 اسقلینوس نے زاپچہ کیا اور صاحبقران سے عرض کیا کہ ہم عرض کرتے ہیں جو ہمارے ذہن
 میں آتا ہو مگر ہم خواجہ کی راہ پر سبقت نہیں کر سکتے ہیں نہ خواجہ کی ایسی عقل رکھتے ہیں جو امر
 ہمارے ذہن میں آئے گا ہم عرض کر دیں صاحبقران نے فرمایا کہ اچھا ادھر خواجہ علم رس سے

دریافت کرنے لگے اُدھوان ساحرون نے بھی دریافت کیا اور اسقلینوس نے یہ ظاہر کیا کہ جو ساحر یا خیر
 ساحر اُدھو جائے گا وہ اسیر ہو جائے گا سوائے خواجہ عمر کے کہ یہ سب مقام اُنکی کوشش سے فتح
 ہوئے اور لوح دستیاب ہوئی اگر وہ کوشش نہ کرتے تو لوح کا ملنا دشوار ہر علاوہ خواجہ کے جو جائے گا
 وہ اسیر ہو جائے گا جب یہ سب کو ظاہر ہوا ہر ایک نے یہی عرض کیا سو سن نے اُس بتلی کو جھولی سے
 نکال کر سامنے رکھا اور اُس سے دریافت کیا اُس نے بھی یہی بیان کیا خواجہ نے جو دریافت کیا اُن پر بھی
 یہی ظاہر ہوا جب یہ سب نے عرض کیا اُس وقت صاحبقران نے خواجہ سے فرمایا کہ اب تو آپ نے سن
 کہ یہ سب کیا کہتے ہیں اور یہ بتلی سحر کیا کرتی ہے اب اسکی تہذیب کیا ہو خواجہ نے جواب دیا کہ یہ سب میرے
 دشمن ہیں کیونکہ میں نے ان سبکو عیاری کر کے اسیر کیا ہے یہ وہ دشمنی ادا کرتے ہیں چاہتے ہیں کہ میں ہاں
 جا کر قتل ہو جان یا کسی آفت میں مبتلا ہوں میں ایسا نادان نہیں ہوں جو آپ کے کہنے پر عمل کرونگا
 میں باز آیا صاحبقران نے فرمایا کہ اے خواجہ عمر و تم یہ کیسی باتیں کرنے ہو تم سے تو ایسی امید نہ تھی کہ تم
 وقت پر ایسی تقریر کرو گے یہ وقت ایسا نہیں ہے کہ تم انکار کرو اور لوح کی فکر نہ کرو تم کیسے دوست ہو
 کوئی دوست اپنے دوست کو ایسے وقت میں یوں جواب صاف دیتا ہے یہ وقت جواب دینے کا
 نہیں ہے بھائی یہ وقت دستگیری کا ہے تم نے میرے لیے اپنی جان کو کبھی عزیز نہیں کیا ایسے ایسے وقت
 میں تم نے کوشش کی ہے کہ دو سرانہ کرتا بھائی کوئی تو تدبیر لوح کے ملنے کی کرو تمہارے اوپر منحصر ہے
 خواجہ نے کہا کہ میں ایسی باتوں میں اب کب آتا ہوں بہت سے تم نے مجھ کو فقرہ دیے اور میں
 تمہارے نقرون میں آیا اُسکا میں نے کچھ انجام نہ پایا بس ایسے نقرون میں امیر خان مارے گئے
 اب وہ زمانہ گزر گیا جو خلیل خان فاختہ اڑاتے تھے اب میں ان نقرون کو کب سنتا ہوں معاف
 فرمائیے اب میں یہاں ٹھہر چکا ہوں خاندان کعبہ چلا جاؤ نکاجب تک یہاں بیٹھا رہو نکا تم اسی
 طور سے پیچھے میرے پڑے رہو کہ بلکہ زیادہ پریشان کرو گے اُس وقت شرمائے می جانا پڑے گا
 میں باز آیا آپ کے ہمراہ رہنے سے اب میں جانتا ہوں بقول کسی چھوڑ دینی بلی مرغالطہ درای ہو کر چھوٹے گا
 صاحبقران نے فرمایا کہ کیوں بھائی ایسے وقت میں تم ہمارا ساتھ چھوڑ دو گے اور طرف خانہ کعبہ
 کے چلے جاؤ گے خواجہ نے کہا کہ اے عمر خواجہ بھئی زندہ کی ہرگز سب کچھ جب خود نہ ہوئے تو کوئی
 کسی کا نہیں ہوتا ہے میرے بعد تم مجھ کو تو بھی بھولے سے بھی نہ یاد کرو گے نہ میرے ناموں کی خبر لو گے

پھر حج کو کیا ضرور ہے کہ میں بیکار جا کر اپنی جان دون یہ کہہ کر آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا کہ لے خدا حافظ میں خانہ کعبہ جاتا ہوں کچھ اپنے والد بزرگوار کو اور دیگر اپنے دوستوں کو پیام دیتے ہو یا نہیں صاحب قرآن نے فرمایا کہ حج کو کچھ پیام دینا نہیں ہے آپ تشریف لے جائیں میں نے آپ کی دوستی اور ملاقات دیکھ لی در اسی سختی میں آپ شکے جاتے ہیں خیر جائے ہمارا بھی مالک خدا پر خواجہ نے اٹھ کر سلام کیا اور چلے جب خواجہ صحن میں پہنچے تو سوسن و اعظم و بادشاہ نے صاحب قرآن سے عرض کیا کہ جس طور سے ہو خواجہ کو راضی فرمائیے بدون خواجہ کے یہ کام انجام نہ پائیگا ہم سب بیکار ہیں صاحب قرآن نے فرمایا کہ میں کیونکر راضی کروں وہ تو برہم ہوئے جاتے ہیں یہ انھوں نے اب نیا طریقہ پیدا کیا ہے پہلے تو یہ طریقہ نہ تھا ان سب نے کہا کہ آپ انکے مزاج سے آگاہ ہیں کوئی تو تدبیر فرمائیے یہ جو سب سے سنا اور سب نے یہ قسم کھا اس وقت صاحب قرآن نے قلم اٹھا کر ایک پرچہ قرطاس پر تحریر کیا کہ یہ ایک لاکھ روپیہ وہ شخص لے جو کہ جا کر لوح کے حاصل کرنے کی تدبیر کرے نسیم و سیما ب کو قتل یا اسیر کرے یہ لکھ کر وہ رقعہ یہ کہہ کر فرش پر ڈال دیا کہ اے اہل دربار جو لاکھ روپیہ اس شخص کے ہیں جو نسیم و سیما ب کو اسیر کرے یا قتل کرے اور لوح لا کر دے صاحب قرآن نے یہ حکم یاد از بلند فرمایا خواجہ نے بھی سنا یا تو جاتے تھے یا واپس آئے مگر بڑبڑاتے ہوئے سب نے سنا کہ یہ کہتے ہوئے چلے آتے ہیں کہ حمزہ کی محبت ایک نہ ایک دن میری جان لے گی میں لاکھ چاہتا ہوں کہ اسکی محبت کو ترک کروں مگر دل ہی میں ہانتا ہوں کیا تدبیر کروں کیا نہ کروں میں نے اس وقت تصد کیا کہ چلا جاؤں یہاں سے اٹھ کر صحن تک گیا آگے قدم نہ اٹھے دل نے گوارا نہ کیا کہ حمزہ تو ایسی مصیبت میں مبتلا ہو میں خانہ کعبہ میں جا کر بیٹھ رہوں اور انکو یہاں چھوڑ دوں خیر اب تو جو کچھ ہو میں برا سے تدبیر لوح جاؤنگا برا ہو اس دل کا مگر اب قسم کھا لوں گا کہ سوائے اس کام کے اور کسی کام میں شراکت نہ کروں گا اور حمزہ سے بھی قسم لے لوں گا کیونکہ اب زمانہ میرا پیرانہ سالی کا ہے یہ کہتے ہوئے آپ اس مقام پر آئے سب خاموش بیٹھے ہوئے دیکھ رہے ہیں جہاں پر رقعہ پڑا تھا اس رقعہ کو اٹھا کر پڑھا جیب میں رکھ لیا صاحب قرآن نے فرمایا کہ خواجہ تم نے کیوں یہ رقعہ اٹھا لیا اسکا کیا سبب یہ تو وہ لے جو تدبیر لوح کرے اور سیما ب و نسیم کو قتل یا اسیر کرے تم تو خانہ کعبہ کو جاتے ہو تمھارے کس کام کا ہے تم تو جانے سے انکار کرتے ہو پھر کیوں رقعہ اٹھاتے ہو خواجہ نے منہ بنا کر کہا کہ یا صاحب قرآن میں دل سے مجبور ہوں اسلئے نے گوارا نہ کیا کہ میں تم کو چھوڑ کر جاؤں یہ رقعہ جو میں نے اٹھا لیا اسکا سبب یہ ہے کہ میں نے خیال کیا

کہ کوئی دوسرا چہ روپیہ لے نہ کام کرے نہ کاج کیا گیا جسے خیر تم ہی حقیر کے کہنے سے اپنی جان پر کھیل کر یہ کام کرو
اگر حقیر روپیہ اپنے وعدہ کے موافق دے تو اسکو صرف کروں اور حقیر کا کام کروں شاید کچھ میرا بھی نفع ہو چھو
میرا ترغیب ادا ہو جائے وہ بہتر تھا کہ میرا اٹھا لیتا انھیں باتوں سے تو میرا دل نفرت کرتا ہر میرا رقعہ اٹھا
ماگور گدرا غیر لیتا تو خوش ہوتے مین کوئی کھانا نہ لوں گا تمھارے کام میں صرف کروں گا کیا ایسا ایسا کام ہو
کہ مفت ہو جائے گا کسی کی جان کا لینا یا کسی کو اسیر کرنا اس کام میں کچھ نہ صرف ہو گا سب صرف
ہو جائے گا ایک جہ نہ بچے گا میرے یہ فرمایا کہ بہت باتیں نہ بنائے مین کچھ کیا آپ کا نشانہ ہی تھا
صدائے ہی کہ ایک لاکھ روپیہ دوں گا آپ وہاں سے آئے مثل بازار کے جیسے بازار شکار پر آتا ہوا اور شکار کو
بچہ مین دبا لیتا ہوا سطور سے اپنے رقعہ کو اٹھا لیا یہ روپیہ آپ کو واپس لایا میری محبت نہیں لانی اگر
میری محبت جوتی تو پہلے آپ یوں نہ چلے جاتے لے مروی و رطوبت جیشی کر کے خواجہ نے جواب دیا
کہ واہ کیا خوب احسان لٹنے سے تو لے اسیر یہ تقریر کہ مین روپیہ کے لالچ سے واپس آیا میرا اسمین کیا
فائدہ ہو گا اچھا مین نہ جاؤں گا یہ مین کہے دیتا ہوں کہ یہ کام سوائے میرے دوسرے سے نہ ہو گا صاحب
نے فرمایا کہ اچھا آپ کا احسان ہو گا اب تو آپ نے رقعہ بھی اٹھا لیا لے اب تدبیر فرمائیے خواجہ نے
جواب دیا کہ مین یہ کاغذ لیکر کیا کروں روپیہ منگا کر محبت فرمائیے آپ نے سنا ہو گا کہ اسی کا قول ہو کہ
مزدور خوش دل کند کار بیش + مہی سمجھ کہ مین روپیہ کے لالچ سے اس کام کو کرتا ہوں بس روپیہ منگا دیکھے
صاحبقران نے فرمایا کہ اگر آپ روپیہ اپنے قبضہ میں کر کے پھر انکار لیجیے تو مین کیا کروں خواجہ نے
جواب دیا کہ یہ کام بے ایمانوں کا ہے جو مرد ہوئے ہیں وہ جو زبان سے کہتے ہیں وہ کہتے ہیں بس اسمین یہ
شرط ضرور ہو کہ مین ایسا نہیں جاؤں گا آپ لوگوں کو بھی چلنا ہو گا جس طور سے مین لہو کا خواجہ نے
جو یہ کہا صاحبقران نے فرمایا کہ جو آپ کے ہر آج آپ کے کہنے سے جائے گا وہ نصف روپیہ لے لیگا
حصہ ہو جائیگا کیونکہ وہ لوگ بھی لو محنت کر نیلے نصف تم لو اور نصف ان سب کو دینا خواجہ نے
منجھ بنا کر جواب دیا کہ یہ روپیہ کیا آپ مجھ کو دیتے ہیں جو مین نصف دوں یہ تو آپ برا سے صرف دیتے
ہیں پھر کیونکر دیا جائے گا مین خیال کرتا ہوں کہ کم ہو گا مگر جس طور سے ہو گا اسی مین کام کروں گا
ہاں اگر آپ مجھ کو محنت فرمائے تو مین نصف دیتا جب یہ خواجہ نے کہا صاحبقران نے فرمایا
کہ کس کام میں صرف ہو گا اس کام میں صرف کی کیا ضرورت ہے کسی کی شکل بنکر جاؤں گے اسیر کر لو گے

یا قتل کر ڈالو گے جو بدیا کہ وہ کیا خوب اور نیکی آمیزین صفت ہی نہ ہو گا اس میں بہت سے لوگوں کو ملانا ہو گا اور
 رشوت دینا ہو گا جب یہ کام ہو گا صاحب قرآن نے جواب دیا کہ خیر اب عرصہ نہ فرمایا ہے کہ میری کچھ تشریف
 لے جائیے خواجہ نے کہا کہ روپیہ منگائیے صاحب قرآن نے اعظم سے کہا کہ ایک لاکھ روپیہ خواجہ کو
 منگا دو اس نے اس وقت سو توڑے منگا دیے خواجہ نے انکو تو اٹھا کر نذر نبیل کیا اور کہا کہ یہ تو آپ نے
 صرف کے لیے مرحمت کیے اب مجھ کو اس کام کی اجرت و راسہ بتانے کی نہیں مرحمت ہو تو میں راسہ
 دوں اور اپنے کام کو چاؤں صاحب قرآن نے فرمایا کہ اب میں ایک جہہ نہ دوں گا اسی میں آپ کی اجرت
 و راسہ دینے کی نہیں بھی ہر اور مصارف کے لیے بھی ہر اس زیادہ پاؤں نہ پھیلایا ہے بس اب میں نہ دوں گا
 یہ آپ کی صرف خاطر تھی خواجہ نے کہا کہ جائے دیجیے اپنا روپیہ لیجیے میں باز آیا ایسے کام سے محنت کروں
 اور ایک جہہ کا نفع نہ ہو جب یہ خواجہ نے کہا صاحب قرآن نے فرمایا کہ ایسے میں خود باز آیا سہاے بلند
 و اعظم جادو و سوسن جادو نے دیکھا کہ خواجہ اور وہی طلب کرتے ہیں اور صاحب قرآن دینے سے انکار
 کرتے ہیں ان سب نے کہا کہ ہم آپ کو اجرت بھی دینگے اور راسہ دینے کی نہیں بھی خواجہ نے کہا
 کہ اچھا منگا لیجئے راوی بیان کرتا ہے کہ بادشاہ و اعظم و سوسن نے پچاس ہزار روپیہ منگا کر خواجہ کو اور
 دیا خواجہ نے اُسکو بھی نذر نبیل کیا اب خواجہ بیٹھے اور کہا کہ میں تو جاتا ہوں فکر عیاری میں میرے
 جاننے کے بعد صاحب قرآن و آپ لوگ بھی تشریف لائیں شائد جنگ و پیکار کی نوبت آئے سب
 نے کہا کہ اچھا بس خواجہ یہ کہہ کر اور سب سے رخصت ہو کر طرف در بند سوسن کے روانہ ہوئے
 بعد جب خواجہ کے صاحب قرآن نے فرمایا کہ میں جاتا ہوں بس صاحب قرآن بیرون ابوان تشریف
 لائے مسلح و مکمل ہو کے اشford لیونز اور پر سوار ہو کر صاحب قرآن بھی چلے بعد صاحب قرآن کے جانے
 سوسن جادو و اعظم جادو و مقہور جادو و سہماے بلند آواز و زور پر بے ستون سب طرف
 در بند کے روانہ ہوئے کل لشکر کو اسقلینوس و شیاطین کے سپرد کر کے اُس طرف روانہ ہوئے
 تھے حکیم اسقلینوس کو بھی قرار نہ ہوا یہ بھی کل لشکر کو ہمراہ لیا اسی طرف کو راہی ہوئے چونکہ مریخ
 کے قتل ہونے سے راستہ تو کھل چکا تھا اب کیا وقت تھی راوی صاحب قرآن وغیرہ کو راہ میں
 رکھتا ہے پہلے خواجہ کا حال خبر کر تا ہے کہ خواجہ ایک ساحر کی صورت بنے ہوئے چلے جاتے ہیں
 اظہار اس قدر اور ملاحظہ فرمائیے کہ ابلاغ جادو و فرستادہ نسیم جادو و کوہ مراد پر پہونچا مراد جادو و

گوا کے خوش نصیب ہمارے دیا اور بانی بھی کہا اسنے کہا کہ تم یہاں قیام کرو کرو کل میں رخصت کرونگا مجکو چھو
 رکھنا نہیں ہوتا مئی کچھ سے خطا ہوئی جو میں نے اپنے وعدہ کے بعد نہیں روانہ کیا نہ انھوں نے پھر طلب
 کیا خیر اب میں کل آپ کے ہمراہ کرونگا بلاغ جادو یہاں مقیم ہوا وہ رات اسنے اسی مقام پر بسر کی
 صبح کو وہاں سامان رخصت ہوتے لگا غریزہ و اقارب آکر ملنے لگے اور لوگ زوجہ نسیم کو وہ وطن جانے لگے
 بھولیوں نے لگین اور سمجھانے لگین جنکی کہ شادی ہوئی تھی وہ کہنے لگین چکے چکے ہیں اپنے شوہر کے
 کے پاس لیٹنا اور جبہ تم کو ہاتھ لگائے پہلے تو ذرا کسر کس کرنا جب وہ زیادہ پریشان کرے تو تم ہاتھ پائی نہ کرنا
 جو کچھ وہ کریں کرنے دینا پڑا حاصل ہوگا گو چند منٹ کی تکلیف تو ہوگی اس کے بعد وہ لطف ملیگا کہ اس
 تکلیف کو فراموش کر جاؤ گی آج یہ کل تم اس امر سے آگاہ ہوگی کہ عورت اس عرض سے مرد کی خواہش
 کرتی ہوا مرد اس مطلب سے دیکھو زیادہ مضبوط کرنا اگر زیادہ ہو تو چلائے لگنا جہاں تک ممکن ہو اس کو تم
 اپنے اوپر قابض نہ ہونے دینا اسنے کہا کہ کیا وہ مجکو زوج کرے گا جو تکلیف ہوگی گو دل میں بہت خوش تھی کہ
 میں اپنے شوہر کے پہلو میں جا کر بیٹھوں گی ماز و نیاز ہوگا آج وہ مطلب بھی ہوگا جسکی محکوم ایک مدت سے
 خواہش ہر جس کے اشتیاق میں اکثر میں کو رانوں کے درمیان میں رکھ کے سوتی تھی جسکی خواہش میں
 اکثر راتوں کو جاگاتی تھی اب خوب فیش سے راتیں بسر ہونگی خوب مزے ہونگے وصال کے دن آگے میں یہ
 سنتی ہوں گو اس لذت سے آگاہ نہیں ہوں کہ مرد عورت جب باہم سوتے ہیں اور مرد عورت کے ہاتھ
 ہاتھ پائی کرتا ہوتا عورت کو الگ فرا حاصل ہوتا ہوا مرد کو الگ ہا میں بھی اس مزے سے آگاہ ہونگی
 دیکھو تو کیسا اسکو عاجز کرتی ہوں جب تک ہاتھ جوڑا لونگی اور پاؤں پر سر نہ رکھوا لونگی اسوقت
 تک ہاتھ نہ لگائے دونکی بارے لاتوں کے پلنگ کے نیچے گراؤں گی یہ اپنے دل سے باتیں کرتی جاتی
 تھی جب ہم سنوں نے یہ کہا تو ازراہ نادانی پوچھا کہ کیا وہ مجکو زوج کرے گا جو تکلیف ہوگی انھوں نے
 مسکرا کر جواب دیا کہ ایسی نادان ہو جانتی سب ہوگی اسوقت نادان بنتی ہو جب تم کو شرم نہیں ہو
 تو ہم کو کیا غرض کہ حیا کریں ہم نے تو پردے پردے میں سمجھایا تم نے چاہا کہ صاف طور سے بیان
 کریں لو سنو جب تم اس کے پاس لیٹو گی وہ پہلے تم کو خوب گلے سے لگا لگا کر پیار کرے گا یہ جو تمھارا
 چھاتیان میں اسکو لے گا اپنا کر بند کھولے گا اس کے بعد تمھارا کر بند کھولنے کا قصد کرے گا بس یہ
 وقت ہر اس قدر عاجز کرنا کہ وہ کر بند نہ کھول سکے لائیں ماز و خوب ہاتھ پائی کرنا بہت عاجز کرنا

جس کو دیکھنا کہ اب وہ ٹھکانا گیا تو تم بھی دم اپنا راست کرنا غافل نہ ہو جانا کہ وہ موقع پا کر اپنا کام نہ کرنے لگے اس نے
 کہا کہ وہ کام کیا ہو جو ان میں چالاک اور بیدار تھیں انھوں نے بالکل صاف طور سے کہہ دیا کہ یہ کام ہر اس نے
 یہ سنے سے سچ بھلا لیا کہ مر امل کیا منہ میں پانی بھرا یاد دل میں کہا کہ جلدی کیونکر وہاں پہونچوں اور لطف وصل
 حاصل ہوا اسکو ہم نہیں سمجھا رہی ہیں اور وطن بنار ہی ہیں جو بڑی بوڑھیان ہیں وہ یہ کہہ رہی ہیں کہ
 اور لڑکی کوئی ایسی بات وہاں جا کر نہ کرنا کہ بے شرم و بے حیا مشہور ہو شوہر سے بہت چڑچڑی ہو کر نہ کرنا
 دوا اپنے کو لیے دیے رہنا شرم و حفاظت سے باتیں کرنا جو کہ بہت شلوخ اور شنگ تھیں انھوں نے وہ وہ
 باتیں بتائیں کہ وہ ہنس دی اسکو خوب چکا کر دیا اور کہہ دیا کہ ایسی باتیں کرنا کہ اسکو اشتیاق ہو دیکھو یہ
 باتیں مرد کو ناراض کرنے کی ہیں انھیں باتوں سے مرد عاشق ہو جاتا ہے راوی کہتا ہے کہ یہاں تو یہ سامان
 ہو رہا ہے باہر اطلاع جادو و فراد جادو سے کہہ رہا ہے کہ جلد رخصت فرمائیے تاکہ میں سویرے سویرے
 یہاں سے روانہ ہوں اگر دن چڑھ گیا تو دھوپ کی حدت کے سبب سے مجھ کو بھی تکلیف ہوگی اور
 سواری بھی پریشان ہوگی مراد کہہ رہا ہے کہ چند عزیز آئے ہیں وہ مل لین تو میں سوار کر دوں یہاں تو یہ
 بندوبست ہو کوہ پر ایک مجمع ہے کہ خواجہ بھی ساحر کی صورت بنے ہوئے اس کوہ کی طرف جانگلے
 انھوں نے کوہ پر جمع دیکھا یہ خیال کرنے لگے کہ دریافت کرنا چاہیے کہ یہ مجمع کیسا ہے شاید یہاں سے
 کچھ ہاتھ لگے کوڑی دو کوڑی کاروزگار ہو جائے یہ خیال کر کے خواجہ کوہ کی طرف چلے دیکھا کہ چند آدمی
 کوہ پر سے اترے چلے آتے ہیں خواجہ ان کے قریب پہونچے سلام کیا انھوں نے جو مسافر وضع دیکھا کہا
 کہ کیوں کیا مطلب ہے وہ یہ سمجھے کہ کچھ سوال کرے گا خواجہ نے کہا کہ کیا اس کوہ پر میللا ہے جو یہ مجمع ہے
 یا کوئی مقام متبرک ہے کہ لوگ اسکی زیارت کو آتے ہیں انھوں نے کہا کہ اس ساحر نے میللا ہے نہ مقام
 متبرک ہے مراد جادو و حاکم کوہ کی دختر آج رخصت ہوئی ہے اپنے شوہر کے گھر جاتی ہے آپ نے کہا کہ
 معلوم ہوا اسکی برات ہے کہہا کہ نہیں بھائی نکاح ہوئے تو تین برس ہوئے مگر رخصت نہیں کیا تھا
 آج اس کے شوہر کے پاس سے پیغام آیا ہے کہ میری زوجہ کو رخصت کر دو تو وہی رخصت ہو رہی ہے اس سے
 عزیز واقارب ملنے کو آئے ہیں آپ نے کہا کہ جائے گی کہاں کیا کہیں باہر شادی ہوئی ہے کہہا کہ باہر
 تو شادی نہیں ہوئی ہے رہنے والا تو اسی سرحد کا ہے وہ ملازم ہے شنگال بادشاہ طلسم کا اور عجیب
 لوح طلسم کا نسیم جادو نام ہے آپ نے فرمایا کہ پھر وہ خود لینے آیا ہو گا کہا کہ اس مسافر تو تو بات دیر

اگر ماہر اور بات کی چیز نیکو پر اسے جھکڑوں سے کام کیا ہو ہو گا کہ اس کا بھائی تم خفا کیون ہو گئے ہو میں نے
 جوئی بات سنی اس سبب سے دریافت کیا کیونکہ زمانہ کا طریقہ یہ ہے کہ برات کے دن دو وطن رخصت
 کر دی جاتی ہے اپنے شوہر کے ساتھ جاتی ہے یہاں میں نے تمہارے منہ سے سنی بات سنی کہ تین برس
 ہو گئے ہیں نکاح کو اب رخصت ہوتی ہے دوسرے شوہر خود آکر لے جاتا ہے تم کہتے ہو کہ آدمی آیا ہے انھوں
 نے کہا کہ ہمارے ملک کا یہ طریقہ ہے کہ لڑکی کی شادی چھوٹے سن میں کی جاتی ہے جب جوان ہوتی ہے
 جب رخصت کی جاتی ہے پھر چاہے دو طہائے چاند آئے مرنے کے بعد بھی تو رخصت کر دیتے ہیں
 یا کسی آدمی کو بھیجے تو رخصت کر دیتے ہیں اگر خود دو طہا بھی آیا تو اور اچھا ہوا نسیم جادو خود آتا اپنی زوجہ
 کے لئے جانے کے لیے مگر وہ آج کل ایک ایسے کام میں مصروف ہے کہ اس کو مہلت کہیں ہے جہاں رہتا
 ہے وہاں سے باہر نہیں آسکتا ہے بس اُس نے اپنے ملازم خاص ابلاغ جادو کو اور سواری روانہ کی ہے اور
 روجہ کو طلب کیا ہے نسیم کا خسر اپنی بیٹی کو رخصت کے دیتا ہے خواجہ نے کہا کہ اب معلوم ہوا یہ کس اور
 آپ کہتے ہوئے کہ ہر ملک و ہر رسم ایک طرف کو راہی ہوئے وہ لوگ جو اپنے کام کو جانے تھے چلے
 گئے آپ اسی امر کے تقطر تھے کہ یہ جالین تو میں بھی کوہ پر جاؤں جب دیکھا کہ وہ اور طرف گئے آپ کو ہر
 آئے دیکھا کہ ایک میاں رکھا ہوا ہے چار کھار رو دی پٹنے ہوئے بیٹھے ہیں اور ایک ساحر کرسی پر بیٹھا
 ہے کہ رہا ہے کہ جلدی یہی عرصہ ہوتا ہے ایک ساحر ضعیف اس سے کہہ رہا ہے کہ تھوڑی دیر اور تامل فرمائیے
 میں سواری کیے دیتا ہوں خواجہ نے جو یہ واقعہ دیکھا آپ فکر کرنے لگے راوی بیان کرتا ہے کہ خواجہ
 فکر عیاری میں ایک طرف کو چلے گئے تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ سب نے دیکھا کہ ایک سا ہو کارلی
 لڑکی تھامی کا لنگا پہنے ہوئے سر سے پاؤں تک اپنے کو چادر میں پوشیدہ کیے ہوئے پاؤں میں بازرب
 جھم جھم کرتی ہوئی چلی آتی ہے مراد جادو کے مکان پر پہنچ کر بولی کہ کیا مراد جادو کی دختر رخصت
 ہو گئی ہم سے ملی تک نہیں ہر ان لوگوں نے اُسکی طرف دیکھ کر کہا کہ ابھی تو نہیں سواری ہوئی ہے مگر سواری
 ہو گئی ہے آپ بولی کہ اگر تم لوگوں کی اجازت ہو تو میں بھی جا کر مل آؤں میں درودہ ساتھ کھیل کر بڑی ہوئی
 ہوں میں فلان سا ہو کار کی لڑکی ہوں ابھی میں نے سنا کہ اس کے شوہر کے پاس سے نامہ آیا ہے اُس نے طلب
 کیا ہے میں خود کل اپنی سسرال سے آئی ہوں ان سے ملنا میرے منہ میں تھا جو کل میرا آنا
 ہوا ان لوگوں نے کہا کہ جادو تم کو منع کس نے کیا ہے یہ سنا تھا کہ وہ ایک کراںدر مکان کے گئی

دیکھا کہ عورتوں کا مجمع ہر کم سن بھی بہن اور سن بھی ایک چورہ میں دختر مراد وطن بنائی جا رہی ہے وہاں بہت
 سی عورتیں بہن یہ یعنی ساہوکار کی لڑکی بھی بہت سی ہوتی کہ میں اپنی بہن سے ملوں میں اور یہ ساٹھ
 کھیل کر پڑی ہوئی ہوں اسکی چلا کی اور پھوٹی سے سب حیران ہوئے چونکہ کثرت سے عزیز واقارب
 کی عورتیں ملنے کو آئیں تھیں اور ہمسایہ کی بھی ان سب نے خیال کیا کہ یہ بھی مثل ہم سب کے ہوئی
 نقصان کیا ہو بل لے دو سب نے راستہ دیا وہ ساہوکار کی لڑکی قریب آئی دختر مراد گل اندام کی
 سر سے پاؤں تک بلا میں لین گلے میں ہاتھ ڈال کر رونے لگی کہ بہن تم اپنی سسرال جاتی ہو
 دیکھیں اب کب ملاقات ہو برسوں کا ساتھ چھوڑتا ہر گویا میں بھی طعروالی ہوئی ہوں سسرال میں
 رہتی ہوں مگر جب یہاں آتی تھی تو تمہارے دیکھنے کو ضرور آتی تھی اب کیونکر دیکھوں گی نہ تمہارا شوہر میرے
 یہاں تم کو آنے دے گا نہ میرا شوہر تمہارے مکان پر مجھ کو جانے دے گا اب ملاقات کا ہو نا دشوار
 ہے یہ کہہ کر بیٹھ گئی اور باتیں کرنے لگی جہاں اور سب بیٹھی ہوئی سمجھا رہیں تھیں یہ بھی سمجھانے لگی ایک
 مرتبہ یہ کانچن چپکے سے کہا کہ ان سب کو ہٹا دو تو میں تم سے کچھ تخلیہ میں باتیں کروں کہ جسکے سبب سے
 تمہارا شوہر عاشق ہو جائے اور تم کو دم ہوش چاہیے اور محبت کرے بدو نہ تمہارے اسکو چین نہ آئے
 ایک پل کی جدائی ناگوار ہو تمہارا لگا سونا اسکو دشوار معلوم ہو تمہارے سوا دوسری عورت کی طرف
 نکاحاٹھا کر نہ دیکھے ایسی تدبیر میں نے بھی کی ہے جب کو میرا شوہر مجھ کو اپنے سے ایک پل کے لیے جدا نہیں
 کرتا ہے جب میں یہاں آتی ہوں تو راتوں کو میرے فراق میں تڑپتا ہوا اور پھرتا ہوا اور جلدی سے سواری
 بھیج کر بلا لیتا ہے میں ایسی بے اعتنائیاں کرتی ہوں کہ اگر اپنے مان باپ کے ساتھ کروں تو انکو نفرت
 ہو جائے مگر وہ ان باتوں کی طرف خیال بھی نہیں کرتا ہے یہ حالت ہے کہ رات بھر میں اور دن بھر میں
 سو مرتبہ پاؤں پر گرتا ہوا اور ہاتھ جوڑتا ہوا اسکو رات دن سواے میری خوشی اور رضا جوئی کے دوسرا
 کام نہیں ہے یہ جو کہا اس ساہوکار کی لڑکی نے اسکو بھی خیال ہوا کہ ان باتوں کو بھی سننا چاہیے کہا
 کہ تم اس کمرہ میں چلو میں بھی آتی ہوں وہ ساہوکار کی لڑکی اٹھ کر اس کمرہ میں آئی یہ دختر مراد بھی پیشیا
 کے بسمانے سے اٹھی اور اس کمرہ میں آئی جو ہم نہیں تھیں انھوں نے قصد کیا کہ ہم بھی ہمراہ ہوں کہا
 کہ تم ٹھہرو میں ذرا اپنی بہن سے باتیں کروں تو آتی ہوں وہ ٹھہر گئیں یہ کمرے میں آئی دیکھا کہ ساہوکار
 کی لڑکی بیٹھی ہوئی ہے یہ بھی آکے بیٹھ گئی کہا کہ میں جلد بیان کرواؤں کہ اسے کہہ دو کہ تم یہ دو اٹھا لے

کہنا کہ جب نکھلا شو ہر تم سے ہم بستر ہو تو اسکو پس افرا حاصل ہو کہ وہ جسے ہوش ہو جائے اور ایسی لذت حاصل ہو
 کہ پھر نکھارے سو اور دوسری صورت ہے یہ لذت اسکو نہ ملے مجاہدہ والا ایک فقیر کی لڑکی نے دی تھی جب میری
 شادی ہوئی اور میں اپنے شوہر کے گھر گئی اور پلنگ پر بیٹھی میں نے کھالی جیسا کہ اُس نے کہا نکھایا ہی ہوا
 پس تم سے مجاہدہ ایسی ہی الفت تھی جو یہ میں نے تم پر ظاہر کیا اور میں کبھی کسی پر ظاہر کرتی یہ کہ اُس نے وہ بہت
 خوش ہوئی اور کہا کہ لاؤ جب تک نکالے نکالے اُس نے کئی تقاضے کیے اور کہا کہ جلدی دو واپس آئے ہو کہ کوئی آجائے
 تو پھر خرابی ہو سا ہو کار کی لڑکی نے اتنے عرصہ میں اسکو چند طریقہ تماش بنی اور مرد کے راعب کرنے اور اپنی
 طرف رغبت دلانے کے بتائے کہ جب شوہر اس فعل کا مرتکب ہو تم یہ حرکت کرنا اس طور سے اُس کو
 رغبت دلانا یوں ہاتھ رکھ لینا یوں اسکو جھٹک دینا یوں اپنا بدن چیرا نا جب وہ ہے اور غصہ کرے اسکو
 پیار کرنے لگنا گلے سے لگ جانا چمت جانا یہ لکرا ایک پڑیا نکال کر دے کہ اسکو میرے سامنے کھالو بہن میں
 تم کو یہ باتیں ایسی بتاتی ہوں کہ جو کسی کو نہیں آتی ہیں اسی سبب سے اور اٹھیں باتوں کی وجہ سے تو
 میرا شوہر میرا عاشق ہو گیا ہر میں نے اپنا غلام بنا رکھا ہے جس وقت اُس نے خواہش کی میں موجود ہو گئی ایسی
 باتیں کہیں کہ وہ خوش ہو گیا اگر اُس نے ایک مرتبہ کا قصد کیا تھا تو دو مرتبہ اُس نے رغبت کے ساتھ کام کیا
 وہ بھی خوش ہو گیا اور میں بھی اپنا بھی مطلب ہوا اسکا بھی بہن یہی باتیں مرد کے مار ڈالنے کی ہیں دختر مراد
 نے کہا کہ جو تم نے کہا میں نے خوب سنا ایسا ہی کرونگی مگر میں کتنی ہوں کہ پہلی مرتبہ جو مرد عورت سے
 ہم بستر ہوتا ہے عورت کو بہت تکلیف ہوتی ہے اور جان پر بن جاتی ہے کہ ہاں یہ امر تو ضرور ہے مگر اس
 دوا کے کھانے سے یہ بات نہ ہوگی مرد کو لذت تو اسی طریقہ کی حاصل ہوگی جو ناکھانے کے ساتھ ہم بستر
 ہونے میں ہوتی ہے مگر عورت کو بالکل تکلیف نہ ہوگی تم کھاؤ تو اسی یہ سننا تھا کہ اُس نے وہ پڑیا نکھو لکر
 کھالی پس کھانا تھا کہ گرمی معلوم ہوئی کہ ہاں گرمی بہت معلوم ہوتی ہے کہ اُس نے ذرا کھو کر ٹھکوس
 اٹھنا تھا کہ جگر آیا اور بیہوش ہو کر گرنے لگی سا ہو کار کی لڑکی نے دیکھا کہ اگر یہ ایسی تو دھماکا ہو گا اٹھو
 دونوں ہاتھوں سے سنبھال کر روکا اور زمین پر لٹا دیا اُس کے کپڑے اتار کر خود پہنے آئینہ نکال کر اپنی صورت
 اُسکی صورت سے مشابہ کی اسکو اٹھا کر بند زنجیریں کیا ناظرین کو معلوم ہو کہ وہ لڑکی سا ہو کار کی نہ تھی
 بلکہ خواجہ عمر و تھے کہ لڑکی بن کر آئے تھے اور وہ پڑیا بیہوشی آمیز تھی اسکو بے ہوشی دیکر بیہوش
 کیا اس غرض سے یہ عیاری کی تھی کہ اسکو بے ہوش کر کے اسکی صورت بن کر جان اور نسیم کو بیہوش

اگر کے اسیر کر لوں بس جب سب باتوں سے تیار ہو چلی اسکو نذر زینیل کر کے کمرے کا دوسرا دروازہ کھول دیا اور آپ اسی دروازہ سے کھونٹ نکالے ہوئے باہر آئی اسی حجرہ میں آئی کہ جہان سب بیٹھی ہوئیں تھیں ان عورتوں نے پوچھا کہ وہ ساہوکار کی لڑکی کہاں گئی کہا کہ مجھ سے ملنے کو آئی تھی اور اسکو مجھ سے کچھ کہنا تھا کہ اب دوسرا دروازہ کھول کر چلی گئی مارے اپنے شوہر کے خوف کے ٹھہر نہ سکی کیونکہ اسکے آنے کا وقت ہوا اس سے پوشیدہ ہو کر آئی تھی وہ سب خاموش ہو رہیں ایک آدھو نے پوچھا کہ اُس نے کیا کہا وہی جو تم سب نے کہا تھا جوئی دو لہنوں کو بچھاتے ہیں وہی سمجھا یا تم نے اور طریقہ سے بتایا اُس نے اور طریقہ سے چونکہ مجھ سے افسوس کرتی تھی اس سبب سے یہ بات اُس نے میرے جانے کی خبر سننے کے نزدیک آئی ابھی کل تو سسرال سے آئی تھی یہ باتیں ہو رہیں تھیں اور یہ سن سن کر تیار ہو چلی تھی کہ مراد جادو نے پکار کر کہا کہ اب کس امر کا عرصہ ہوا بلاغ جہر و جلدی کرتے ہیں بس اب سوار کرو مل جکیں دو وطن بنا جکیں مراد کی زوجہ نے کہا کہ پردہ کر او میں لاتی ہوں وہاں پردہ ہوا میانہ لگا پا گیا بلاغ نے کہا کہ وکھارو ہوشیار ہو جاؤ بلاغ نے بھی کمر کسی چلنے پر آمادہ ہوا وہاں سب عورتیں ملنے لگیں دختر مراد جادو جسکے گلے لگی روئے لگی کہ اے بہنوں تم اپنی کچھ نشانی ہم کو دو ہم اسکو دیکھ کر تم کیا مکر لیا کرینگے یا جب تمھاری باوا بگلی اسکو دیکھ کرینگے نہ معلوم اب کب ملاقات ہو اور کب نہ ہو نہ معلوم ہم پر کیا مصیبت گذرے کیا نہ گذرے ایک ظالم کے قبضہ میں جاتے ہیں سنتے ہیں کہ مرد بڑے بے رحم اور بے درو ہوئے ہیں انکو اپنے مطلب سے غرض ہوتی ہو چاہے کوئی مرے چاہے جیسے اٹھا کام ہو جائے جب مطلب ہو گیا پھر کسی کے آشنا نہیں ہوتے ہیں پھر اپنے وقت پر خاطر کرتے ہیں راوی بیان کرتا ہے کہ یہ جو رورو کے اُس نے کہا کسی نے انکو بھی کسی نے چھلا کسی نے کچھ کسی نے کچھ اپنی نشانی دی خلاصہ یہ کہ اُس نے ہر ایک سے نشانی لی جب اپنی ہم سنو نے نشانی لے چلی اب پڑوسیوں کی باری آئی اُس نے بھی یہی کہہ کہہ کے بہت کچھ لیا کسی نے روپیہ بازو پر باندھ کسی نے اٹرنی اب مان نے گلے سے لگایا پیا کیا آپ رو کر بولی کہ اے امان جان اب میں جاتی ہوں جو کچھ تم کو دینا ہو مجھ کو دے دو پھر میں کہاں اور تم کہاں یہی وقت دینے کا ہر وہ کڑے آپ نے جڑاؤ جو بنوائے تھے اور کہا تھا کہ اپنی لڑکی کو دو نکلی وہ بھی نہیں دے گی نہ جڑاؤ طوق دیا اسوقت خوب پہنا دھڑا کر خست کیے تاکہ انکو بھی معلوم ہو کہ یہ لوگ بڑے مالدار ہیں مان نے ہنس کر کہا کہ اے بڑی بڑی لوگنا تو پہنے ہو اب کیا کرے گی کیا بیٹھ پر لادے گی جواب دیا کہ آپ کی بھی کیا باتیں ہیں جہان تک

ابو ہریرہؓ آپ ہی کا نام ہو گا مان نے صندوق کھول کر خبر او کوٹے طوق کنکن اور بہت گنتا پہنٹا یا کہا کہ وہ
 کرت بھول بھی دیکھے اور جھکا بھی جھالے بھی مائے بھی خلاصہ یہ کہ سب اٹھ کر کچر کا گنتا بہن لیا راوی کہتا ہوں
 خواجہ نے خوب لوٹا بہا تک کہ باب نے بھی آکر بہت کچھ دیا آپ نے سب اشیاء پر قبضہ کیا اب
 باہر آئے سب نے ملکر میانہ میں سوار کیا آپ نے میانہ میں بیٹھ کر پھر ہر ایک سے کہا کہ یہ منوں میرا
 جی چاہتا ہے کہ تم اور کچھ بھی برائے نشانی دو ایک ٹھوٹھو جائے تو دوسری میرے پاس رہے تم اپنے
 کڑے دے دو تم کنکن تم طوق تم ہالی اسی طور سے ہر ایک نے پھر دیا یہ خیال کر کے ابلی مرتبہ جو
 آئے گی لے لیا جائے گا کہین جائے گا نہیں جب سب سوار کر چکین مراد نے کہا رون کو آواز دی
 کہ مار آئے میانہ اٹھایا لیکر چلے ابلاغ تو کمرے ہوئے موجود تھا ہمراہ ہو لیا مراد چاؤ و نے ابلاغ چاؤ و
 کو بہت بھاری خلعت دیا وہ خوشی خوشی میانہ کے ہمراہ ہو لیا دوسرے تو ابلاغ سواری رو جیسیم
 کی لیکر جا ماہر او صر صاحبقران و سو سن و اعظم و سیمائے بلند آواز و غیرہ اس مقام پر پہنچ
 کئے سو سن نے صاحبقران سے عرض کیا کہ اسی مقام پر باغ عجائب تھا نسیم و غیرہ نے پوشیدہ
 کر دیا صاحبقران نے یہ سنے قصہ کیا تھا کہ مشت خاک اٹھا کر اس پر و سیم اعظم دم کر کے اس
 خاک کو مارون غبار پر کہ باد شاہ نے کہا کہ یا صاحبقران ٹھہر جائیے ایسا نہ ہو کہ خواجہ سلامت وہاں
 موجود ہوں اور کسی عیاری کی فکر میں ہوں آپ اس غبار کو بر طرف کریں وہاں انکی عیاری خراب
 ہو جائے ہم کو بدرجہ سحر کے معلوم ہو چکا ہے کہ جب تک خواجہ عیاری کر کے داخل باغ نہ ہونگے
 اسوقت تک کوئی اس سحر کو بر طرف نہیں کر سکتا اگر بر طرف کرے گا تو زک لٹھائے گا صاحبقران
 نے فرمایا کہ پھر دریافت کرو کہ خواجہ یہاں موجود ہیں یا نہیں سیمائے بلند آواز نے سحر سے وریا
 کیا تو معلوم ہوا کہ خواجہ ابھی نہیں آئے ہیں نسیم اکیلا ہوا اور بہت ہوشیار ہر سیمائے بلند آواز
 نے عرض کیا کہ خواجہ ابھی نہیں آئے ہیں جو راستہ ٹھل جائے دوسرے یہ بھی تو معلوم ہو جائے کہ ہم اس
 باغ کے قریب ہیں یا دور ہیں آپ اس حصار سحر کو بر طرف کریں اور باغ یہاں پر نہ ہوا سنے برائے
 تقدم بالحفظ فاصلہ سے حصار سحر کیا ہوا سکو خیر ہو جائے کہ طلسم کشائے آکر حصار سحر کو بر طرف
 کیا جب تک ہم آپ وہاں پہنچیں پہنچیں وہ لوح لیکر طرف طلسم کے بھاگ جائے تو ٹھری
 خرابی ہو صاحبقران نے فرمایا کہ پھر کیا کروں انھوں نے عرض کیا کہ ذرا مائل فرمائیے ہم اس

امر کو بھی ابھی دریافت کیے لیتے ہیں صاحب قرآن نے فرمایا کہ اچھا یہی باتیں ہو رہیں تھیں کہ ایک
 طرف سے گروڑ اڑی ان سب نے صاحب قرآن سے عرض کیا کہ آپ نور اور صواعق جو چاہیے اور ہم سب
 بھی ہٹے جاتے ہیں ہمیں لگان ہوتا ہے کہ کوئی نہ کوئی اسی طرح آتا ہے اور وہ آئے والا اس غبار کے اندر
 ضرور جائے گا کوئی نہیں کہ لازم ہو کسی ضرورت سے کہیں گیا ہو گا جب وہ جائے گا اس کے جاتے سے ہم کو بھی
 طریقہ معلوم ہو جائے گا صاحب قرآن نے فرمایا کہ میں تو پوشیدہ نہ ہوں گانا میں آج تک بھی کسی کے خوف
 سے پوشیدہ ہوا ہوں جو میں اس وقت پوشیدہ ہوں عرض کیا کہ یہ عرض نہیں ہو کہ آپ خوف کریں بلکہ
 فوراً تماشہ ملاحظہ فرمائیں ہم ہاتھ جوڑ کر عرض کرتے ہیں ان لوگوں کے اصرار سے صاحب قرآن ایک رخت
 کی آڑ میں ہو گئے مگر اس مقام سے نہ ہٹے وہ جو دھواں محیط ہوا اور غبار اسی طرف دیکھے جاتے ہیں وہ
 ساتھ بھی اڑھو اڑھو ہو گئے سب نے دیکھا کہ صحرا کی طرف سے ایک میاں پیدا ہوا کہ اس پر شالیات
 کا پرواڑا ہوا تھا سبز کوٹ لگی ہوئی تھی لچکاٹھا ہوا تھا کمار و روی پہنے ہوئے تھے اور ایک مسافر کمر
 باندھے ہوئے اُسی میاں کے ساتھ تھا یہ سب کے سب حیران ہوئے کہ یہ سواری کہاں سے آئی ہے
 اور کون اس میاں میں ہے یہ سب حیران کھڑے ہوئے آڑ میں دیکھ رہے تھے کہ اس مسافر نے قریب اس
 غبار کے پہنچ کر میاں رکھ دیا اور اپنی کمر سے ایک آئینہ نکالا ان کمار و روی سے کہا کہ تم بیٹھ جاؤ جب
 میں آواز دوں پھر تم چلے آنا وہ کمار بیٹھ گئے اُس نے وہ آئینہ چمکایا ایک برق کوندی جیسے ہی اُس آئینہ
 کا عکس اس غبار پر پڑا وہ غبار ہر طرف ہو گیا اور ایک مرقعہ ہوا اور دروازہ پیدا ہوا یہ سب واقعہ
 صاحب قرآن و ساحرین نے دیکھا معلوم ہوا کہ یہ دروازہ ہر باغ کا اور اس طور سے ظاہر ہوتا ہے
 جب دروازہ باغ کا ہوا تو اندر سے آواز آئی کہ کون ہے کیا ابلاغ جاؤ ہر ابلاغ نے باہر سے آواز دی
 کہ جی ہاں میں ہوں آواز آئی سواری لائے کہا کہ جی ہاں لایا ہوں یہ جو کمار دروازہ کھلا یہ سب جدا
 صاحب قرآن وغیرہ نے سنی دروازہ کا کھلنا تھا کہ جس قدر طاقتور اندر باغ کے تھے اور تیلیان وہ
 سب پرکارے لیکن کہ عمر و عیار یا عمر و عیار ہر طرف یہی پرکار ہو گئی تھیں حیران ہوا کہ عمر و کمان سے
 آگیا یہ سب دیوانے ہو گئے ہیں اور طاقتور بھی عمر و عیار کمان یہ سواری میری زوجہ کی ہے کھلا
 وہاں عمر و کمان گذرا اسی سب سے تو میں نے سوچا اس آدمی نہیں روانہ کیے کہ وہ جائے
 اور سواری لائے اگر ایسا ہوتا تو ہو سکتا تھا کہ انہیں مل کر عمر و چلا آتا اب تو ابلاغ کے سوا

دو صرا آدمی نہیں ہوا کہ اس میں اسی عرض سے میں نے لکھ دیا تھا کہ میری زوجہ کو اکیلے روانہ کرنا کسی کو ہوا نہ کرنا
وہ تنہا آئی ہوگی یہ سب دیوانی ہو گئی ہیں بکا کہ میں یہ خیال کر کے نسیم نے ابلاغ سے کہا کہ دروازہ کھولو
کہ اگر تو کوئی نہیں ہوا ابلاغ نے کہا کہ شوق سے دروازہ کھولے یا میں ہوں یا ملکہ ہیں میانہ میں یا کمار
ہیں نسیم نے کہا کہ اچھا دروازہ کھولا خوب دیکھو کیونکہ جب سے تم آئے ہو اور یہ دروازہ ظاہر ہوا ہر پریشان
بلاغ بھر میں شور مچا کر آیا عمر و آیا عمر و آیا اس نے کہا کہ آپا طہینان رکھیں کوئی نہیں آیا سو اسے ہم چھوڑ دو بیویوں
کے نسیم نے یہ سن کر دروازہ کھولا پھر طائر ایک مرتبہ بلبل کر پکار اٹھے کہ عمر و آیا عمر و آیا نسیم کی غصبت کرنا
یہ وہ طائر چلا یا کیسے نسیم نے دروازہ کھولا اس نے کہا کہ کیا عجب ہو کہ جو کسی کمار کی صورت پر عمر و آیا ہو
کیونکہ طائر ان سحر میں بس مناسب یہ ہو کہ میانہ اندر رکھو اور ان سب سے کہہ دو کہ یہ اس وقت سچے جانین
بلکہ ابلاغ کو بھی اندر نہ بلاؤ ایسا نہ ہو کہ انہیں کوئی فریب ہو تو بڑی خرابی ہو یہ تجویز کر کے نسیم نے دروازہ کھولا
کہا کہ اگر ابلاغ میانہ تو اندر رکھا دے تو بھی واپس چلا جا اور کماروں کو بھی رخصت کر دے مجھے شک ہو رہا
کہ یا تو تو عمر و یا ان کماروں میں کوئی عمر و ہو جب میرا شک دفع ہو جائے گا اس وقت میں تجھ کو بلاؤنگی
کیونکہ طائر ان سحر اپنی جان دیے دیتے ہیں و پتلی باسے سحر دونوں بلکہ اب کو بھی جنبش ہو اشجار بلند بھی حرکت
میں ہیں ابلاغ نے کہا بہت خوب یہ کہ کماروں کو پکارا کہ ادھر آؤ میانہ اندر رکھ دو کمار یہ صدا سن کر آئے
اور میانہ دوش پر اٹھا کر اندر دروازے کے رکھ دیا اور باہر آئے جیسے یہ میانہ رکھ کے باہر بیٹھے نسیم نے نہ دیکھا
آؤ نہ تاؤ جھٹ سے دروازہ بند کر دیا یہ بھی نہ کیا کہ ابلاغ سے آئینہ تو لے لے ادھر تو دروازہ بند ہوا ابلاغ
وہاں سے ایک طرف گورا ہی ہوا کمار ایک سمت کو اسی طور سے پھر غبار چھا گیا اور دھواں صاف تفران
وغیرہ نے یہ سب واقعہ دیکھا نسیم نے میانہ رکھ کے پردہ اٹھایا جیسے نگاہ اسکی اس نازنین پر پڑی ایک
جان چھوڑ ہزار جان سے عاشق ہو گیا پکارا کہ باہر تشریف لائیے دل نے اس قدر یقاری کی یہی جی چاہا کہ
اسی مقام پر اس کے وصل سے کامیاب ہوں اپنے معرفت میں لاؤں مگر بلاغ کا حال سننے کہ میانہ کا اندر
آنا تھا اب تو اور زیادہ پکار پڑ گئی کہ عمر و آیا عمر و آیا اب دروازہ ہر گز نہ سے یہ صدا اتنی تھی طائر
سحر و تیلیسا سے تو درکنار ہر ایک ذرہ و برگ شجر و گیہاہ زمین ہی صدا سے رہی ہو نسیم حیران ہو کر
یہ کیسا واقعہ ہوا دھرا کو بھی حرکت ہوئی اور برقیں چمک چمک کر گرنے لگیں اور یہی صدا آئے
لگی نسیم نے جب اس نازنین سے یہ کہا کہ باہر تشریف لاؤ وہ نازنین جست کر کے باہر آئی

اُس کا میانہ سے یا ہرنا تھا ایک مرتبہ عمر و آیا عمر و آیا کار شریکی جبے خواجہ کے قدم زمین پر پہونچے زمین سے
 غلغلہ پیدا ہوئے گھاس جلنے لگی رختوں میں آگ لگ گئی یہ علامت خواجہ کے آنے کی سیما سیما ہے
 مقرر کی تھی اور کہا تھا کہ خواجہ جب یہاں پہونچیں گے تو تمام درخت جلنے لگیں گے اور زمین سے شعلہ
 بلند ہونے وہ طاہر بھی خود بخود جلنے لگے اور پتلیاں گر جائیں گی یہ ہر کہ جلتے جاتے ہیں اور یہی کہتے جاتے
 ہیں کہ عمر و آیا عمر و آیا یہ حالت دیکھ کر نسیم حیران ہوا اس کو خیال گذرا کہ میری زوجہ نہیں ہر کوئی نہ کوئی
 ہوا یہ عمر و ہر اب تو اسنے کہا کہ اے نازنین سچ بتاؤ کہ تو عمر و تو نہیں ہوا اسنے منہ بٹا کر کہا کہ او مونے موڑی
 کانٹے کیا دیوانہ ہوا ہرین عورت ہوں اور تیری زوجہ ہوں مجھ میں تو کیا علامت مرد کی پاتا ہر سوا سے
 عورت کے میں اس امر سے واقف نہیں ہوں نسیم نے کہا کہ میرا سحر خیر و تیار کہ عمر و آیا ہر جو آثار عمر و
 کے آنے کے مقرر کئے تھے وہ سب ظاہر ہو رہے ہیں میں خود حیران ہوں کہ عمر و کہاں ہر یا تو تو عمر و ہر
 یا میں ہوں اُسنے کہا کہ اچھا امتحان کرے دیکھو مجھ کو برہنہ کر کے کہ میں عورت ہوں یا مرد اب یہ حیران ہوا
 کہ اگر یہ عمر و ہوتا تو یہ کیوں کہتا کہ دیکھو کہ میں عورت ہوں یا مرد اُدھر باغ کا یہ عالم ہر کہ ہر طرف آگ
 لگی ہوئی ہر خلاصہ یہ کہ سب طاہر جل گئے اور سب پتلیاں اور سب درخت جستہ باغ سحر سے
 بنا ہوا تھا سب جل کر خاک ہو گئے سوا سے اصلی باغ کے سحر کی ایک شے نہ رہی اب تو نسیم کو یقین
 ہو گیا کہ یہی عورت عمر و ہر میری زوجہ نہیں ہر یہ خیال کر کے اپنے دل سے یہ کہتا ہوا چلا کہ اوسا ربان
 زادے تو نے بڑا دھوکا دیا تو ہی عمر و ہر میں نہ مانو نگا میرے تمام سحر کو برباد کر دیا اب تو کہاں جاتا ہر یہ
 کہہ کر جھپٹا خواجہ نے جو دیکھا کہ یہ میری طرف آتا ہر اور اس پر ظاہر ہو گیا آپ جستہ کر کے الگ
 ہوئے اُسنے قصد کیا کہ سحر کروں آپ نے جھٹ سے کلیم اوڑھ لی اب جو وہ آواز گیر لکڑ جو دیکھتا ہر
 تو وہ نازنین نثار ہر اب اسنے پشت دست کو اپنے اہم سحر پڑھ کر دیکھا یہ خیال کر کے کہ یہ کون ہر
 آیا میری زوجہ ہر یا عمر و عیار اسوقت سے بد ہوش تھا اشتیاق زوجہ میں جب سحر کو اپنے برباد
 کر چکا جب ہوش آیا اب جو اسنے خیال کر کے دیکھا تو لکھا ہوا پایا کہ یہ تیری زوجہ نہ تھی بلکہ خواجہ عمر و
 ہیں انھوں نے جا کر تیری زوجہ کو بے ہوش کیا اور اسکی صورت بن کر خود آئے یہ جو ظاہر ہوا اسکا
 دم نکل گیا تو اس جاتے رہے ہوا بیان اُڑنے لگیں رنگ رو متغیر ہو گیا چہرہ پر مردنی چھا گئی
 پسینہ آگیا اب اسنے دریافت کیا کہ عمر و نے میری زوجہ کو کیا کیا ہے ہوش کر کے معلوم ہوا

کہ اُس نے قتل نہیں کیا پر نشان نہ ہوا اپنی زنجیل میں رکھ لیا ہوا اب اس نے دریافت کیا کہ عمر کو کیا ہو گیا مجھ کو
 و طمانی نہیں بتا ہوا معلوم ہوا کہ وہاں ہی باغیچہ ہو گا اور اُسے ہوئے غائب ہوا اب یہ جو معلوم ہوا اس نے سمجھا کہ
 کام باغ میں آگ لگ گئی آپ خود ایک طرف حصار کے کھڑا ہو گیا یہ سحر اس نے اس طرف سے کیا کہ
 خواجہ جل جلالہ یہاں آویز خواجہ کے گزرتا رہے کی فکر کر رہا ہو خواجہ اپنے دل میں گلیم اوڑھتے ہوئے
 سوچ رہے ہیں کہ اب کونسی عیاری کروں اور کس تہذیب سے اسکو اسیر کروں یہاں خواجہ اس فکر میں
 تھے کہ کیا تہذیب کروں یا اپنی فکر میں ہو کہ کسی تہذیب سے خواجہ کو اسیر کروں یہاں ہر ایک اپنی فکر میں ہو اور ہر
 بیرون حصار و باغ صاحب قرآن کھڑے ہوئے ہیں کہ انھوں نے جو یہ واقعہ دیکھا اور یہ تہذیب معلوم
 ہوئی اور یہ ظاہر ہوا کہ اسی مقام پر باغ غائب ہو گیا اس میں ماسے بلند آواز دیا عظم و سوسن مقبور
 وزیر سے مستون سحر کر کے بلند ہوئے اور ہر ایک نے گولہ سحر کا جھوٹی سے نکالا اور اسکو ہر ایک
 نے اپنی اپنی زبان کے خون سے رنگیں کیا اور اس سحر کو سحر کر کے اُس غبار پر مارنے کے قصد سے چلے
 اور صاحب قرآن نے جو یہ واقعہ دیکھا فوراً جھک کر ایک مشت خاک زمین سے اٹھائی اُس پر اس سحر
 عظم و سحر کر کے اب ہوا اُس غبار پر مار دی پر کشت اس سحر عظم سے ایک طرف ہوا اور برق چمکی وہ غبار
 بر طرف ہوا اور وہ لامکان بھی غائب ہو گیا وہ جو باغ غائب اصلی تھا وہ رہ گیا بس صاحب قرآن
 نعرہ کر کے عقب سلیمانی لکھنوی کر اُس باغ کی طرف چلے اُن ساحروں نے جو یہ واقعہ دیکھا کہ وہ دھواں
 اور غبار ایک ایک بر طرف ہو گیا اور باغ ظاہر ہوا باغ کے اندر سے شعلہ نکل رہے ہیں اُدھر وہ
 ابر سحر سیاہ رنگ پر یہ جنبش کر کے اور گڑ گڑا کر طرف سیاہ کے چلا سیاہ جاو اپنے مقام پر
 بیٹھا ہوا تھا اُس کے چند رفیق اُس کے پاس حاضر تھے چاس ہزار ساحر ہر وقت سحر و سحر و سحر و سحر
 تھے اُن کے افسر حاضر تھے کہ سیاہ نے دیکھا ایک طرف سے طرف در بند سوسن کے شعلہ ہائے
 سحر پیدا ہوئے اور شور و غل کی صدا آنے لگی یہ کھیر کیا اٹھ کھڑا ہوا کہ جیسے ہی یہ اٹھا تھا کہ ایک
 برق چمکی اور ایک طائر پیدا ہوا اُس نے بزبان انسانی کو یا ہو کر کہا کہ اے سیاہ کیا بے خبر
 بیٹھے ہو وہاں عمر و عیاز زوجہ نسیم بنکر داخل باغ ہوا اور تمام طائر سحر و اشجار سحر و پتلیاں
 سحر جل کر خاک ہو گئے اب سوسے باغ اصلی کے کوئی دوسری شو نہیں باقی ہو طلسم کشا بھی گیا
 ہو اُس نے بھی سحر کر کے تمام اشیا کو برباد کیا اس سحر عظم پڑھ کر وہ غبار و دھواں بر طرف ہو گیا باغ

نمایان ہوا جو جلد خیرے یہ سننا تھا کہ سہما بے آن سب سے کہا کہ تم لشکر لیکر آؤ میں نسیم کی ملک کو
جاتا ہوں بڑا غضب ہوا کہ سب محنت بیکار ہو گئی میں جا کر طلسم کشا و عمو کو روکوں اور اسیر کروں
ایسا نہ ہو کہ عمو لوح پر قبضہ کرے اور طلسم کشا کیونکہ طلسم کشا کے ہمراہ سوسن ضرور ہوگی وہ حال لوح
سے آگاہ ہو یہ کہہ کر میرا نبیہ لاکر کے طرف در بند سوسن و بلع عجائب کے چلا یہ راہ میں تھا کہ اسنے دیکھا
وہا پر سر گر اگڑا تھا ہوا چلا آتا ہوا اب تو اسکو یقین ملی ہو گیا یہ اپنے سر کو زور دے کر چلا اسکے جانے کے
بعد اسکا سپہ سالار اخلاق جادو اسکا لشکر لیکر چلا یہ تو اودھر سے چلا اودھر حمزہ صاحب قرآن اپنے
نام کا نعرہ کر کے دروازہ باغ پر آئے اور ایک ہکا جو مارا دروازہ باغ کا بلند تھا وہ مع چوکھٹ بازو کے
اٹھ آیا صاحب قرآن یہ نعرہ کر کے مع اشتہر و لوزاؤ کے داخل بارگاہ ہوئے نعرہ صاحب قرآن سے
امیر عرب شیخ روزگار + یہ حکم خدا بہت شمشیر چار + یکے تیغ مقام و مصمام نام + یکے تیغ عقرب
یکے ذوالحجاء + بن کافران از جہان پاک کرد + سر سر کشان جملہ و خاک کرد + یہ نعرہ کر کے جو عقرب سلیمانی
علم کیے ہوئے داخل بلع ہوئے نسیم کے کان میں جو نعرہ صاحب قرآن کی صدا پہونچی اسنے ہلٹ کر دیکھا
اول ہی پہچان لیا کہ یہ طلسم کشا ہی یہ طرف صاحب قرآن کے اس قصد سے چلا کہ طلسم کشا پر سر کر کے طلسم
کشا کو اسیر کر لو کیونکہ ابھی اسکے پاس لوح نہیں ہے یہ تو اودھر چلا اودھر خواجہ نے جو نعرہ امیر کی صدا
سنی آپ نے بھی اپنے سر پرے حکیم دور کی اور اپنی اصلی صورت پر ظاہر ہوئے آپ نے اپنے نام کا
نعرہ کیا نعرہ عمو و ۵ عمر ہوں میں عیار صاحب قرآن + میرے مکر سے کاہتا ہر جہان + تراشندہ ریش
کفار ہوں + زمانہ کامکار و غدار ہوں + میرا تیز رفتار ہو کر قدم + صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم + ارادوں
صبا کے بھی میں ہوش کو + نہ پہونچے میرے کرو یا بوس کو + دو بندہ جہان گرد طار ہوں + جہان گیر عالم کا
عیار ہوں + نسیم امیر کی طرف چلا تھا کہ خواجہ نے نعرہ کر کے اور نیچے کو مکر سے لپکراؤ زدی کہ او نسیم
کہ صبر جاتا ہو دیو آئے قدم نہ چڑھانا راوی بیان کرتا ہے کہ نسیم سے اسی طور سے باغ میں آگ
چاروں طرف لگی ہو چو نکہ صاحب قرآن سم اعظم کو در زبان کیے ہوئے ہیں بدین سبب صاحب قرآن
کو آگ ازیت نہیں پہونچاتی ہر بلکہ گل ہوئی جاتی ہے اور جو اس آگ سے بچے ہوئے ہیں اسکی
یہ وجہ ہے کہ آپ کے دوش پر حکیم ہو جو کہ معجزہ لی ہر وہ آپ کو بچائے ہوئے ہے جب خواجہ نے نعرہ
کیا اور نسیم کو ڈانٹا تو نسیم اس طرف کو ہٹا کہ اودھر صاحب قرآن سے ڈانٹ کر فرمایا کہ او نسیم

اور معرہ جاننا میں تیرا تریفت موجود ہوں اب نسیم حیران ہوا کہ کیا کروں کس طرف کو جاؤں کس سے مقابلا کروں اگر خمرہ یعنی طلسم کشاکشا کا طرف جاتا ہوں تو عمرو و عیار بھی پشت پرستے اگر بیچہ مار دے گا کام تمام ہو جائے گا اگر عمرو کی طرف جاتا ہوں تو طلسم کشاکشا کا نشانہ ہوتا ہوں بڑی تشبہ کل بدن میری جان پڑی ہو جاؤں تو کہ معرہ جانوں اور کیا کروں اسی حالت میں نسیم نے یہ چند شعوریت ایک شعر کے لیے جو کہ اسکے حسب حال تھا خواجہ آتش کے پڑھے نظم پر کس رشک میحا کا مظان ہر دہ زمین جسکی چہارم آسمان ہر چو نلہ یہ مطلع اسکے حسب حال تھا اسکے پڑھائے غم صیاف فکر باغبان ہر دو عملہ میں ہمارا آشیان ہر چمن کی سیر ہو تا ہر جھلکا + مکر میری ہر دست باغبان ہر واقعی اشکی یہ حالت تھی عجب کشاکش میں وہ مبتلا تھا ابھی یہ کسی طرف نہ جانے پایا تھا اور میان میں کھڑا ہوا سوچ رہا تھا اوھو ان ساحرون نے جو کہ ہمراہ صاحبقران کے آئے تھے مثل مقمور و سیما کے بلند آواز و غیرہ کے یہ جو دیکھ کر غبا و و دعوان بر طرف ہو گیا اور بانع عجائب ظاہر ہوا اور نعرہ صاحبقران : خواجہ کی صدا کا نہیں پہونچی معلوم ہوا کہ صاحبقران و عمرو و دونوں بانع میں ہیں اور بانع سے شعلہ ہائے آتشیں نکل رہے ہیں صاحبقران مقابلہ فرما رہے ہیں نعرہ فرما رہے ہیں یہ جو سیما کے بلند آواز و اعظم جادو و سوسن جادو نے دیکھا اور صاحبقران و خواجہ کے نعرہ کی صدا سنی بس تاب نہ رہی یہ سب کے سب لپک کر مثل شعلہ جوالہ کے آئے جب بالائے بانع پہونچے تمام بانع کو آتش بہار پایا غور کر کے جو دیکھا تو کیا نظر پڑا کہ ایک طرف تو صاحبقران شمشیر بکفت کھڑے ہیں اور ایک سمت عمرو بیچ بن نسیم جادو و ہر جب وہ صاحبقران کی طرف جانے کا قصد کرتا ہر عمرو دانت کر اپنی طرف بٹاتا ہر جب وہ خواجہ عمرو کی طرف جانے کا قصد کرتا ہر صاحبقران ڈانتے ہیں وہ عجب کش مکش میں ہر بقول شاغرے دو عملہ میں ہمارا آشیان ہر بس پیرنگ جو دیکھا اور بانع کو آتش بہار پایا دیکھا کہ یہ دونوں شعاور دریا سے ضیاعت و مننگ ہر جرات اس آگ میں بے خوف کھڑے ہیں وہ آگ انکے جسم کو بالکل تکلیف نہیں پہونچاتی ہر یہ دیکھتا تھا کہ بادشاہ نے سو کیا کہ ابراہمان پر ظاہر ہوا وہ ابراہمان بانع پر پہونچا اس ابراہم سے جو پانی برساتا تمام آگ گل ہو گئی اور وہ آگ کہ جسکے سبب سے بانع آتش بہار ہو رہا تھا فرو ہو گئی اعظم نے سو کیا کہ جستہ رختہ باغبان تھے سب کلم ہو گئے سوسن نے سو کر کے تمام بانع کو جنس و خاشاک سے پاک کیا جب اس طور

سے یہ ساحر بندوبست کر چکے ایک مرتبہ نعرہ کر کے یہ سب ساحر اس بانع میں آئے اور کہا کہ اونسیم کہہ دو
جائے گا ہم سے مقابلہ کر ہم تیرے ہم نبرد ہیں کیا غیر ساحر وہ ہیں جھپٹ جھپٹ کر جاتا ہے ساحر وہ ہے
سامت کرتا کہ کچھ دل کا حوصلہ نکالے یہ جو صدا آئی نسیم نے سہراٹھا کر دیکھا کہ یہ آواز کہاں سے آئی
کیا نظر پڑا کہ بادشاہ طہم و سوسن چادور و اعظم چادور و مقصور چادور و نمبر کرتے ہوئے میری طرف
چلے آئے ہیں ان لوگوں نے آتے کے ساتھ ہی میری آتش سحر کو فرو کر دیا اب آگ کا نام و نشان بھی بانع
میں نہیں پڑا وہی بیان کرتا ہے کہ جب نسیم نے ان لوگوں کو دیکھا دم نکل گیا کہ میں تو ایک سال و یہ اس قدر
ان دو سے تو کوئی صورت منفی نظر نہیں آتی ہے گو غیر ساحر تھے یہ تو ساحر ہیں کس کس کے سحر کا جواب
دونگا اور کس کس کا حملہ رد کرونگا بڑی مشکل ہوئی یہ صاحب عجب آفت میں تجھ کو مبتلا کر گئے ہیں کہ
گئے تھے کہ جب کوئی آفت یہاں آئے گی ابر کو حرکت ہوگی مجھ کو خبر ہو جائے گی میں فوراً آؤں گا تم
کچھ کھانا نہیں حرکت ہونا تو درکنار ابرغائب ہو گیا تمام طائران سحر و پتلیان سحر کی و درخت سحر کے
جلی گئے اور اس کو خیر نہ ہوئی اور وہ برائے ملک نہ آیا اب میں کیا کروں ان لوگوں سے کیونکر اپنی جان
بچاؤں یہ یہ خیال کر رہا تھا کہ سوسن نے جھپٹ کر قریب آ کر نعرہ کیا کہ اونسیم تو نے نمک حرامی کی
میری اطاعت سے پہلے کیا تو میرا لازم تھا یا شنکال کا جو تو نے شنکال کے کہنے سے مجھ سے
انحراف کیا اور لوح پر قبضہ کر لیا اور سحر کر کے بانع کو پوشیدہ کر دیا تجھ کو نہ معلوم تھا کہ یہ سب امر ظاہر
ہونگے اور بیکار کی خفت ہوگی نسیم نے کہا کہ میں نے تو نمک حرامی نہیں کی بلکہ تم سب نے نمک حرامی
کی اور شنکال سے منعت ہو گئے طہم کشا کی اطاعت کی اپنا دین آباؤی بھی ترک کیا میں تیرا لازم
نہ تھا بلکہ شنکال کا لازم تھا اسکے حکم سے تیری اطاعت کرتا تھا جب بادشاہ نے مجھ سے فرمایا
کہ میں نے تم کو در بند سوسن کا حاکم کیا اور سوسن کو معزول کیا تم لوح کی حفاظت کرنا نہ طہم کشا
لوح کو پائے نہ سوسن بلکہ بحالی کا پروانہ تحریر کر کے بھیج دیا اور اپنے وزیر سیما ب آتش خنکو معاون
و مددگار مقرر کیا پھر میں کیونکر اسکی نافرمانی کر سکتا اور مثل تم سب کے نمک حرامی کرتا سوسن نے
کہا کہ اب اس وقت کوئی تیری مدد کو نہیں آتا ہے وہ مددگار کہاں گئے آ کر مدد نہیں کرتے
ہیں بس اسی میں خیریت ہے کہ طہم کشا کی اطاعت کر اور دین اسلام اختیار کر ورنہ میرے ہاتھ سے تیرا
زندہ بچنا محال ہے کیونکہ اپنی جان کے پیچھے پڑا ہوا اپنی جوانی پر دم کھا نسیم نے کہا کہ میں مرد ہوں

اور تو عورت پر میرے تیرے اگر شب کو پلنگ پر مقابلہ ہو تو بہتر ہے کہ عورت سے درنا نہیں ہوں اگر لیس
 میں ہوتا تو آج تک حکومت کیونکر کرتا کہ عورت نے دباؤ ڈالا اور کیا اس وقت واپس جا شب کو آتا
 دیکھنا کیسا مزا ملتا ہے میں جوان ہوں تو ضعیف ہو کر وہ لطف ملے گا کہ تو میرے اوپر عاشق ہو جائیگی
 یہ جو نسیم نے کہا سوسن کو غصہ آگیا پکار کر کہا کہ کیا یہودہ بکلتا ہے زبان بند کر باز و کھول تاکہ میرے
 تیرے مقابلہ ہو تیرے مرد ہونے کا حال ظاہر ہو میں ایسی عورت ہوں کہ تجھ ایسے ہزار مرد ہوں تو ایک
 اشارہ ابرو میں سب کو قتل کروں نسیم نے کہا کہ اب وہ میرا زمانہ نہیں ہے یہاں کسی وقت میں یہ بات
 تجھ کو ضرور حاصل ہوگی جب جوان ہوگی اب تو تو پڑھیا ہو گئی ہے رخصتاروں پر چھریان پڑ گئی ہیں اس طور
 سے ہر مقام کی حالت ہوگی اب کوئی پسند نہ کرے گا سوسن نے بہرہہ کر جوا بدایا کہ او حرام زاد سے اپنی مان کو
 لا کر لے کر اطلسم کشا کے ہمراہ بہت نوی میل اور قد اور اور زور اور جوان ہیں وہ خوب اسکو راضی کرینگے
 اور وہ بہت خوش ہوگی اگر اب تو نے اساطیر زبان سے نکالا یاد رکھ کہ گدی سے زبان کھینچ لو نگلی تو
 بھڑوں کی سی لڑائی لڑتا ہو یہ کوئی طریقہ مقابلہ کا ہو تو بھی سو کہیں بھی ہو کر دن تاکہ کچھ نہر معلوم ہوں کہ تیرے
 استاد نے تجھ کو کیا تعلیم کیا ہے اپنے اپنے ہنر ہم تم دونوں دکھائیں نسیم نے کہا کہ پھر سو کر کھڑی کیا دیکھ
 رہی ہے سوسن نے کہا کہ پہلے تو حملہ کر پھر میں بھی جواب دوں گی کیونکہ میں جسکی کینز ہوں اسکے طریقہ
 میں حریت پریش و شتی کرنا جانتا نہیں ہے جب تیرے عرب سے خدا بچائے گا تو میں بھی حربہ کروں گی یہ
 جو نسیم نے بتا کہ اچھا تم اگر حربہ نہیں کرتی ہو تو میں حربہ کرتا ہوں دیکھتا ہوں کہ تمھارا خدا تم کو
 کیونکر بچاتا ہے تو لو اپنے خدا کے ہر وسوسہ پر ہر دیکھتا ہوں کہ تیرا خدا آسمان پر ہے اگر کیونکر تیری ملک
 کو تیرے سوسن نے کہا کہ بس زیادہ نہ بک بک کر سو کر راوی بیان کرتا ہے جب خواجہ
 نے دیکھا کہ سوسن دا عظم و مقصور و سہما کے بلند آواز آئے بس خواجہ صاحبقران کے
 قریب آئے اور کہا کہ یا صاحبقران میں نے یہاں آکر یہ کام کیا کہ تمام باغ کو لوٹ لیا صاحبقران
 خواجہ عمر کی تعریف فرماتے لے صاحبقران نے جو ملاحظہ فرمایا کہ سوسن سے اور نسیم سے
 سامنا ہو گیا صاحبقران بھی خاموش ہو رہے اعظم وغیرہ بھی عقب صاحبقران آکر کھڑے
 ہوئے اور سوسن اور نسیم سے مقابلہ ہونے لگا معمولی سحر ہونے لگے سحر ہو رہے تھے ابھی کوئی
 نہ غالب ہوا تھا نہ مغلوب کہ یکایک آسمان پر نعرہ ہوا کہ اے نسیم طہرانا نہیں میں آہو بچا ہوں

ان سب کو آکر قتل کرنا ہوں راوی بیان کرتا ہوا اسی حالت میں نسیم نے سر اٹھا کر دیکھا تو سیما بے نقاب ہو کر
 کو دیکھا کہ چلا آتا ہوا نسیم کے جان میں جان آئی اب تو یہ ڈٹ کر لڑنے لگا سیما بے نقاب ہو آیا تو اس نے
 نسیم سے کہا کہ تم ہٹ جاؤ میں اس سے مقابلہ کرتا ہوں تم لوہ کی فکر کرو راوی کہتا ہوا جب صاحبقران
 و سیما سے بلند آواز و غیرہ نے سیما بے نقاب کر کے دیکھا تو سیما سے بلند آواز نے قصد کیا کہ جا کر
 مقابلہ کروں اور رد کون ادھر صاحبقران نے بھی قصد نہیں کیا تھا کہ اعظم و مقہور و غیرہ
 نے روکا عرض کیا کہ ابھی حضور تکلیف نہ فرمائیں ہم لوگ ان سے مقابلہ کریں گے کیونکہ یہ بھی ساحر
 ہیں اور ہم بھی پس یہ جوان سب نے کہا صاحبقران خاموش ہوئے اعظم نے صاحبقران کو
 آگاہ کر دیا تھا کہ یہی سیما بے نقاب جادو و زبردست کمال جادو و سیما بے نقاب نے نسیم کو الگ کیسا خود
 سوسن سے لڑنے لگا سحر ہونے لگا سوسن نے سحر کر کے آگ برساتی سیما بے نقاب نے ابر سحر سے
 پانی برسائے اسکو فرو کر دیا سوسن نے سحر کیا کہ شیر پیدا ہوا وہ طرف سیما بے نقاب کے چلا سیما بے نقاب
 نے سحر کیا کہ گینڈا پیدا ہوا شیر و گینڈے میں لڑائی ہونے لگی وہ دونوں لڑتے لڑتے جل کر خاک
 ہو گئے سیما بے نقاب نے زمین پر وہ تیرا لاکہ بھر سیما بے نقاب جوش مارنے لگا سوسن اُس میں غرق ہونے
 لگی سوسن نے ایک داد ماش کا مارا وہ دریا غائب ہو گیا سوسن نے سحر کیا کہ ایک درخت سوسن
 پیدا ہوا اسکی خوشبو جو پھیلی اور سیما بے نقاب کے دماغ میں پہونچی سیما بے نقاب بے ہوش ہونے لگا اور چاہا
 سوسن کے قدموں کو بوسہ دوں کہ یہ ایک ایک پتلی پیدا ہوئی اسنے پکاری رنگ کی سیما بے نقاب
 کے منہ پر ماری کہ اسکو ہوش آیا اسنے ہوشیار ہو کر سحر کیا کہ درخت سوسن میں آگ لگ گئی وہ
 جلنے لگا اُس میں سے ایک شعلہ پیدا ہوا کہ وہ لپک کر طرف سوسن کے چلا سوسن نے اُٹ جھوٹ
 کیا وہ فرو ہو گیا اسی طور سے سحر چل رہے ہیں کہ یکا یک آسمان ابر سحر نمودار ہوا اور اس سے آواز
 نثارہ آئے لگی وہ ابرا کہ یہاں شوق ہوا اس سے پچاس ہزار ساحران غدار و کافران ناہنجار
 جھولیوں کا ندھوں پر ڈالے تر سولہ میں ہاتھ میں لینا لینا کہتے ہوئے آپہونچے اخلاقی جادو
 سپہ سالار سیما بے نقاب اس کے عقب میں لشکر لے کر چلا تھا اب آکر پہونچا یہ لشکر جو آیا آتے ہی ساحران
 غدار نے سحر کرنا شروع کیا اعظم نے صاحبقران سے عرض کیا کہ سیما بے نقاب کا لشکر آیا اب میں
 بھی جاتا ہوں لڑنے کو پس اعظم جادو و مقہور جادو و زبردست سون و صاحبقران و خواجہ

سب کے سب تلواریں و حربہ ہائے سحر لے کر لشکر کفار پر جا پڑے لڑنے لگے اُدھر نسیم سے اور سیمہ سے بلند آواز سے مقابلہ ہونے لگا سوسن سے اور سیماب سے مقابلہ ہو رہا ہوا عظم سے اخلاق کا سامنا ہو گیا صاحبقران نے عقرب سلیمانی کو علم فرمایا اور اسم اعظم و رزبان فرماتے جاتے ہیں اور لڑتے جاتے ہیں مقصور ایک طرف لڑ رہا ہوا ریر لے ستون ایک طرف خواجہ بھی نیچم لیے ہوئے لڑ رہے ہیں کبھی حکیم اڑھو لیتے ہیں غائب ہو جاتے ہیں جب اپنے اوپر ساحرون کا ترغہ دیکھتے ہیں اور وہاں سے الگ ہٹ کر پھر ظاہر ہوتے ہیں لڑنے لگے عالم یہ کہ کسی کے دوش پر سوار ہو گئے ایک یا تھو مارا اٹھا کر اڑ گیا کسی کے لوٹ مار کر پاؤں قلم کر ڈالے جنگ مغلوبہ واقع ہو گئی ہر طرف بازار مرگ گرم ہو گیا ان قاریان دیندار کو کثرت سپاہ سے بالکل خوف نہیں ہو گیا یہ کل سات یا آٹھ آدمی ہیں جن میں دو غیر ہیں اور باقی ساحر ہیں سیماب و سوسن سے جو مقابلہ ہو رہا تھا سیماب کے ساحرون نے جو یہ واقعہ دیکھا درمیان میں آگے اپنے کو پیش کرنا اور سیماب کو ہٹا دیا سیماب ٹرپ کر طرف نسیم کے چلا کہ اُسکو پچاؤن خود آکر پہونچا بادشاہ سے مقابلہ کرے لگا نسیم کو ہٹا دیا نسیم طرف خواجہ کے چلا خواجہ حکیم اڑھو کر غائب ہو گئے یہاں جنگ مغلوبہ تھی یہ سب کے سب گھرے ہوئے تھے کہ صحرایہ کی طرف سے نقارہ کی صدا آئی راوی بیان کرتا ہے یہ لشکر جو آیا ہوا تو سب بیرون باغ و اندرون باغ ہو کر مقابلہ اندر باغ کے ہو رہا ہوا سیمہ سے بلند آواز و غیرہ نے سحر کر کے تمام دیواریں باغ کی گرا دی ہیں کیونکہ یہ اصلی تھیں کہ اب صحرا اور باغ ایک ہو گیا ہوا لشکر حملہ کر کے برقی ریزان لوگوں پر جاتا ہے جب یہ لوگ حملہ کرتے ہیں تتر بتر ہو جاتا ہوا مقابلہ ہو رہا تھا کہ صحرا سے گرد اڑی نقارہ کی صدا آئی سب اہل لشکر سیماب اُسی طرف دیکھنے لگے صاحبقران وغیرہ تو کھڑے ہوئے لڑ رہے تھے انکو کیا معلوم کہ یہ لشکر کیسا آ رہا ہے اور کیسی نقارہ کی صدا ہے جب دامنہ گرد کا شگافہ ہوا اُس دامن گرد سے اسقلینوس مع کل لشکر کے یہ بھی عقب نہ صاحبقران میں چلے گئے آکر پہونچے کل لشکر ساحران وغیرہ ساحران انکے ہمراہ تھا سیمہ سے بلند آواز کا فرزند و دختر و زوجہ تخت پر سوار تھے یہ جو واقعہ دیکھا کہ جنگ ہو رہی ہے ہر کاروں نے غریب کیا کہ خواجہ عمر و نے عیاری کر کے باغ کو ظاہر کیا صاحبقران نے اسم اعظم کی برکت سے سب سحر کو ہر طرف کیا اب مقابلہ ہو رہا ہے پہلے نسیم اکیلا تھا اُس سے سوسن نے مقابلہ کیا مقابلہ ہو رہا تھا کہ سیماب و ریر شنگال جو کہ اسکا معین تھا

آپہو پچا وہ سوسن سے لڑنے لگا نسیم سے اور بادشاہ سے مقابلہ ہونے لگا کہ اس عرصہ میں سپہ سالار
 سیماب مع پچاس ہزار ساحرون سے آپہو پچا اب جنگ مغلوبہ ہونے لگی جستقدراہل اسلام
 صاحبقران کے عقب میں آئے تھے وہ سب لڑ رہے ہیں صاحبقران مع ان سب کے کھڑے
 ہوئے لڑ رہے ہیں خواجہ عمر و بھی لڑ رہے ہیں یہ واقعہ سننے کے خورشید شیر سوار نے واسطیہ بنوس نے
 کل لشکر کو حکم دیا کہ مار لو ان سب کو یہ حکم دینا تھا کہ کل لشکر ایک مرتبہ حربہ ہائے سحر کر اور غیر
 ساحر تلواریں کھینچ کر لڑنے لگے اب تو جنگ مغلوبہ خوب سی واقع ہوئی صاحبقران و خواجہ
 و سیمابے بلند آواز و غیرہ سے جو اپنے اہل لشکر کی مدد اٹھنی سب کو معلوم ہو گیا کہ ہمارا لشکر بھی آگیا
 پس یہ لوگ بھی خبر دے کر لڑنے لگے جنگ مغلوبہ ہونے لگی ہر طرف بازار مرکب گرم ہو گیا سحر ہونے
 لگے برتھماے سحر چمک چمک کر گرنے لگیں مینہ خون کا برسنے لگا اولہ پتھرون کے پڑنے لگے ساحرون کے
 مرنے کی صدا بلند ہوئی ہر غل مچانے لگے ہر طرف آندھی سیاہ اٹھنے لگی سروتن میں جدائی ہونے
 لگی عجیب طرح کا تلاطم تھا اُدھر سیماب نے جو قدرے مہلت پائی نسیم سے کہا کہ بھائی نسیم تم لوح
 سے نہ غافل رہنا اسکی نگرانی کرتے رہو نسیم نے کہا کہ بہت خوب آپ لڑائی کو روکیے میں لوح کو لیکر
 چلا جاؤں کیونکہ طلسم کشا کا لشکر آگیا ہر سیماب نے کہا کہ تم اطمینان رکھو میں لڑائی کو روکتا ہوں اگر
 لشکر آیا ہو تو کیا ہالے گا یہی لشکر کافی ہر ان لوگوں کے مقابلہ کے لیے راوی بیان کرتا ہو کہ
 سیماب کا ایک بھائی ہو کہ نام اُسکا برق تاب جادو تھا اُسکو جو خبر ہوئی کہ بھائی سے
 اور طلسم کشا سے باریع عجائب میں مقابلہ ہو رہا ہے یہ بھی پچاس ہزار ساحران عدا را اپنے ہمراہ
 لے کر برائے کمک بھائی کے روانہ ہوا یہاں جنگ مغلوبہ ہو رہی ہے راوی بیان کرتا ہو کہ اخلاق
 سے اور مقہور سے سامنا ہو گیا اور سیماب سے اور صاحبقران سے سامنا ہوا سیماب صاحبقران
 پہ سحر کرنے لگا سیمابے بلند آواز و سوسن و اعظم اہل لشکر سے لڑ رہے تھے اور کل لشکر اسلام
 کفار سے لڑ رہا تھا سوسن نے جو مہلت پائی لڑتی ہوئی طرف بارہ درمی کے چلی اس فکر میں
 کہ گلہ ستہ عجائب کو بے آؤں اور لوح پر قبضہ کروں ادھر سے یہ ساحرون کو قتل کرتی ہوئی اُدھر نسیم
 بھی چلا کہ میں بھی جا کر لوح پر قبضہ کروں اور لے کر چلا جاؤں ایسا نہ ہو کہ سوسن جا کر قبضہ کرے
 کیونکہ اصل ایک لوح ہے ہر دو حلق لوح سے آگاہ ہو اور مقام لوح سے واسطہ اُسکے کوئی

دوسرا نہیں واقعتاً یہ وہ ضرور اس امر کی کوشش کرے گی نسیم ادھر سے چلا اور سوسن ادھر سے راوی بیان کرتا جو کہ سوسن نسیم سے قبل بارہ دری میں پہنچی اُس مقام پر آئی کہ جہان لوح تھی اس نے دیکھا کہ تین گلہ ستہ ایک صورت کے رکھے ہوئے ہیں اسنے خیال کیا کہ معلوم ہوتا ہے نسیم نے وہو کا دینے کے لیے وہ گلہ ستہ مصنوعی بنا کر برابر رکھے ہیں کہ جو کوئی لوح لینے آئے وہ حیران ہو کہ کون سا گلہ ستہ لون میں کسب وہو کا کھاتے والی ہون میں اصلی گلہ ستہ اٹھا لوں گی جو گلہ ستہ بیچ میں ہے وہی لونگی درمیان کا گلہ ستہ اصلی لوح کا ہے پس سوسن نے لپک کر بیچ والا گلہ ستہ اٹھا لیا اور گلہ ستہ پر قبضہ کر کے وہاں سے رتی رتی باہر آئی راوی بیان کرتا ہے کہ سیماب و نسیم حرامزادوں نے یہ تدبیر کی تھی کہ جو اصلی لوح کا گلہ ستہ تھا اُسکو بائیں طرف کنارے پر رکھا تھا یہی تجویز کر کے کہ جو کوئی لوح لینے کو آئے گا وہ درمیان کا گلہ ستہ اٹھا لے گا مصنوعی لوح لے جائے گا اُنکے خیال کے موافق ہوا سوسن جادو گلہ ستہ مصنوعی اٹھا کر آئی یہاں سیماب سے اور صاحبقران سے مقابلہ ہو رہا تھا کہ ادھر سے سوسن چلی اُدھر سے کفاروں نے بڑھ کر وہاں نسیم نے جو گلہ ستہ لوح کا سوسن کے ہاتھ میں دیکھا اُسکو یقین ہو گیا کہ سوسن نے گلہ ستہ پر قبضہ کر لیا تو نے غفلت کی حریت اپنا کام کر گزرا خیر تو چل کر دیکھو لے کہ گلہ ستہ اصلی اُسے پایا یا مصنوعی مگر اُسے یہ خیال تو کیا اُس پر یہ تدبیر کی کہ پکار کر کہدیا کہ اہل لشکر ہوشیار و خبردار ہو جاؤ سوسن قریب طلسم کشا پہنچنے نہ پائے کیونکہ گلہ ستہ لوح پر قبضہ کر لیا ہوا اسکے پاس لوح کا گلہ ستہ ہے سوسن کو سب مل کر قتل کرو یا اسیر راوی بیان کرتا ہے کہ نسیم نے جو یہ پکار کر کہا اہل لشکر کے سننے کو اس جاتے رہے ہر ایک خیال کرنے لگا کہ بڑا غضب ہوا کہ حریت نے قبضہ لوح پر پالیا بدو لوح کے تو اس غضب سے لڑ رہے تھے اب لوح پا کر اوڑھ پادہ قوت ہو جائے گی سیماب و اخلاق بھی گھبرا گئے سیماب تو صاحبقران سے لڑ رہا تھا مگر وہ صدا سننے گھرایا اسنے دل میں خیال کیا کہ تو بھی لڑتا ہوا برابر سوسن کے پہنچ جا اور جس طور سے بن پڑے سوسن سے لوح چھین لے یہ صاحبقران سے لڑتا بھی جاتا ہے اور پیچھے ہٹتا جاتا ہے اور دل میں کہتا جاتا ہے کہ غضب ہو گیا نسیم نے غفلت کی کہ حریت نے لوح پر قبضہ کر لیا راوی بیان کرتا ہے کہ تو اس طور سے لڑتا ہوا جاتا ہے سوسن کی طرف اور نسیم یہ صدادے کی طرف بارہ دری کے چلا لشکر کفار نے نسیم کی صدا سننے ایک مرتبہ حملہ سوسن پر کیا گو حواس باختہ تھے مگر جی توڑ کر حملہ درہوئے اہل

اسلام و صاحبقران و لشکر اسلام و سیماسے بلند آواز و اعظم جادو و غیرہ نے اور کل لشکر نے جو یہ سنا
 کہ سوسن نے لوح پر قبضہ پالیا اور سب لشکر کفار نے سوسن پر حملہ کیا اہل لشکر اسلام بھی ایک
 مرتبہ حملہ ور ہوئے اب غضب کا معرکہ ہوا اور مقابلہ ہونے لگا بلا کے سر چلنے لگے مینہ سر و فکا برسنے لگا
 ہر طرف بیرون کے غل چپانے کی صدا آنے لگی راوی کہتا ہے کہ خواجہ عمر و لڑتے لڑتے تھک گئے تھے یہ لڑتے
 ہوئے عقب لشکر پر آئے ایک درخت کے نیچے کھڑے ہو کر دم راست کرنے لگے اور لڑائی کا تماشا
 دیکھنے لگے سوسن پر جو سب نے حملہ کیا سوسن بھی جی توڑ کر لڑنے لگی اور برہن چمکا چمکا کر گرانے
 لگی اور لشکر کفار کو مسمار کرنے لگی اسی طور سے لڑتی ہوئی قریب صاحبقران پہونچی اور کلدستہ عجیب
 کو توڑ کر لوح مصنوعی نکال کر صاحبقران کے گلے میں ڈال دی سیماب نے جو یہ واقعہ دیکھا اب نو
 بالکل بالوس ہو گیا ہر اس طاری ہوا گل سے کہنے لگا کہ لوح پر طلسم کشا کا قبضہ ہو گیا اب یہ جی چھو
 لڑتے لگا اس خیال سے کہ بیچارہ ہوا اب طلسم کشا پر کوئی فتح نہ پائے گا اُدھر اہل اسلام نے جو کفار پر حملہ
 کیا یہ کثیر تھے کفار قلیل تھے پس ہونے لگے قریب تھا کہ شکست کھا کر بھاگین کہ ایک مرتبہ سیاہ
 آنہ بھی اُٹھی اور بر قتاب جادو و پچاس ہزار کا لشکر لے کر آ پہونچا اور جنگ مغلوبہ کو دیکھ کر یہ بھی لڑنے
 لگا قریب سیماب آکر بولا کہ بھائی صاحب کھرا بیٹے گا نہیں میں لشکر لیکر آ پہونچا ہوں خوب جم کر
 مقابلہ فرمائیے کچھ خوف نہ فرمائیے میں موجود ہوں لڑنے کو دیکھیے سب کو بھگائے دیتا ہوں یہ سنکے
 سیماب کی جان میں جان آئی اور خیال کیا کہ لشکر تازہ دم آیا ہو یہ لڑے گا بر قتاب نے اہل لشکر
 سے کہا کہ تم درمیان میں بھائی صاحب اور طلسم کشا کے ہو جاؤ میں اہل لشکر طلسم کشا کے حملہ کو
 روکتا ہوں اور سرداروں کو ہمراہ لے کر چلا یہ حکم دینا تھا کہ چند سردار سو کر کے درمیان صاحبقران و
 سیماب کے آگئے اور سیماب سے کہا کہ ہم طلسم کشا سے لڑتے ہیں آپ دم لے لیجیے سیماب اس
 امر کو غنیمت جان کر ہٹ گیا چونکہ یہ لشکر تازہ دم آیا تھا لڑنے لگا پھر اسی طور سے جنگ ہونے لگی
 یہاں تو جنگ ہو رہی تھی اُدھر شیم جادو و بارہ دری میں پہونچا جب قریب تھکتے تھکتے پہونچا
 سے دیکھا کہ درمیان کا کلدستہ نہاد رہا سوسن کو کلدستہ لے کئی ہوا اپنی دانست میں وہ اصلی
 لوح لے گئی ہر گز اسکے ہاتھ نقی لوح لگی اسوقت کی کارروائی نے کام دیا اسنے جھپٹ کر اصلی لوح
 کا کلدستہ اٹھا لیا اور میں مر کو غنیمت جانا اسنے خیال کیا کہ اگر ادھر سے جاتا ہوں تو لشکروں سے مقابلہ

بہار

ہو رہا ہوا ایسا نہ ہو کہ کوئی اس حال سے آگاہ ہو جائے اور تجھ سے بھی مقابلہ ہونے لگے اور لوح ہاتھ سے نکلیے
 پشت باغ کی طرف سے نکل چلو راوی بیان کرتا ہے کہ اس طرف کی دیوار میں گراوی ہیں مگر پشت کی طرف
 کی باقی ہیں سبھی طرف کو چلا باہر بارہ دوری کے آکر اسنے دیکھا جنگ مفلو بہ ہو رہی ہے ہر طرف غصیب کے ہو رہے
 ہیں قیامت کی تلوار چل رہی ہے ہر طرف آگ برس رہی ہے خون کا دریا بہ رہا ہے اسنے باہر بارہ دوری کے آکر قلعہ
 لیا کہ سحر کرون اب جو سحر کو یاد کرتا ہے تو بالکل فراموش ہے اب جو اسکو خیال آیا کہ اب تجھ کو سحر کا یاد آنا بالکل محال
 ہے کیونکہ تیرے پاس لوح موجود ہے اب جلد یہاں سے بھاگے ایسا نہ ہو کہ کوئی تجھ پر آپڑے تو بڑی خرابی ہو تو تو بہ
 سبب لوح کے سحر کرنے کے گاؤہ تجھ پر سحر کرے گا اور اس پر کرے گا یہ اسکو فرط خوشی سے خیال نہ رہا کہ جب تجھ کو
 سحر فراموش ہو گیا اس لوح کے سبب سے تو تیرے اوپر کسی کا سحر بھی اثر نہ کرے گا یہ اس خوف سے کہ کوئی سحر
 کر کے تجھ کو اسیر نہ کر لے یہ پشت باغ کی طرف چلا خواجہ دور سے کھڑے ہوئے دیکھ رہے تھے کہ کسے بارہ دوری
 سے ایک گلہ ستہ لیکر نکلا اور وہ گلہ سستہ لے کر آدھ گرو آتا ہے اگر کوئی شعلہ یا برقی سحر اس کے قریب آتی
 ہے وہ اس پر اثر نہیں کرتی بڑا قریب آکر فرو ہو جاتی ہے راوی بیان کرتا ہے کہ یہ اسطور سے اپنے کو پوشیدہ کر کے
 درختوں کی آڑ پر چلے چلا کہ سوا سے خواجہ کے کسی نے اسکو نہیں دیکھا جب خواجہ نے یہ واقعہ دیکھا
 خواجہ نے خیال کیا کہ ضرور اسکے پاس کوئی ایسی شے ہو کہ جسکے سبب اس پر سحر اثر نہیں کرتا ہے یہ شے اس
 سے لینا چاہیے کوئی عیاری کر کے راوی بیان کرتا ہے کہ اس پر کوئی سحر اثر نہیں کرتا تھا مگر ساحرون سے جو مقابلہ
 ہو رہا تھا اور سحر چل رہا تھا ان ساحرون کے سحر شعلہ اور برقیں ہر طرف گرا رہیں تھیں وہی برقیں اسکے
 قریب آکر فرو ہو جاتیں تھیں خواجہ نے جو اسکا رخ دیکھا کہ اسی طرف بھاگا ہوا چلا آتا ہے خیال کیا کہ ضرور
 ادھر کوئی راستہ ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ اس طرف سے نکل جاؤں خواجہ نے یہ دیکھ کر خیال کیا کہ آگے
 بڑھ کر عیاری کروں خواجہ جو جست کر کے اس طرف پہنچے دیکھا کہ ایک دروازہ لگا ہوا ہے اور دروازہ
 پر ایک باغبان کھڑا ہوا ہے ہاتھ میں طلائی بیلی ہے اسکو نہ را بھی خیال نہیں ہے کہ باغ میں مقابلہ ہو رہا
 ہے وہ اپنے کام میں مصروف تھا تھا کہ جو گیا تو دروازہ کے پاس آکر کھڑا ہو گیا دروازہ بند ہے پس خواجہ
 نے جو اسکو دیکھا اور دروازہ پایا فوراً دل نے کہا کہ اسی طرف سے جاتے کو ادھر آتا ہے اب عیاری کرو
 فوراً عیاری دہن میں آئی ساحر کی صورت تو بنے ہوئے تھے اس باغبان سے کہنا کہ تم یہاں بخوف
 کھڑے ہو ادھر شکر طلسم کشا نے تمام باغ کو سمار کر ڈالا نہ سمجھتا تھا کہ وہاں سلام سے مقابلہ

ہو رہا تھا اور وارہ کھول دین شکل جاؤں اُس نے کہا کہ کیوں کہا کہ میرے عقب میں اہل اسلام آتے ہیں میرے
 قتل کرنے کو اُس نے دیکھا کہ یہ منست کرتا ہو وہ اٹھا کہ دروازہ کھولوں آپ نے جلدی سے کندھا اٹھا کر اسکے حلقہ
 مارے ساتوں حلقہ کر و لڑتے ہیں پڑے وہ اس کے کمر پر کہ یہ کیا غضب ہوا میرے گلے میں یہ کیا پڑا کہ جیسے
 ہی یہ پلٹا خواجہ نے حجاب مارا وہ حجاب اُس کے منہ پر پڑ کر ٹوٹا دماغ میں اُس کے بیہوشی پہونچی وہ چیخ نک مارا
 گرا خواجہ نے اُس کو اٹھا کر نڈر نہیل کر کے جھٹ پٹ اُس کی صورت پر تیار ہو کر اسی طور سے کھڑے ہو گئے
 قبل نسیم کے آنے کے یہ کھڑے ہوئے اُسی طرف دیکھ رہے تھے کہ نسیم آکر پہونچا انھوں نے جھک کر سلام
 کیا نسیم قریب آیا اور کہا کہ جلدی دروازہ کھول میں باہر جلد جاؤں اُس نے کہا کہ کیوں خداوند خیر تو ہو وہاں
 تو مقابلہ ہو رہا ہے اور آپ جنگ و میکار کو ترک کر کے بھاگے جاتے ہیں نسیم نے کہا کہ میں ابھی پھر آتا ہوں
 اور بھائی غضب ہو گیا عمر و غیار ساربان زادہ میری زوجہ کی صورت بن کر اندر باغ کے چلا آیا اُس کا آنا
 تھا کہ تمام باغ میں آگ لگ گئی جس قدر سحر کی چیزیں تھیں سب برباد ہو گئیں اُس کے بعد طلسم کشا
 بھی مع لشکر کے آگیا اور سیماپ میری ملک کو آیا میں نے یہ تدبیر کی تھی کہ پہلے سے دو گلدستہ اور مثل
 گلدستہ عجائب کے بنا کر اُس گلدستہ کے پاس رکھے تھے اور مصنوعی تین لوہین بھی رکھیں تھیں یہ تدبیر
 یہ تھی کہ گلدستہ لوح کنارے پر رکھا تھا اس خیال سے کہ جو کوئی آئے گا درمیان کا گلدستہ اٹھا لے گا
 ایسا ہی ہوا کہ سوسن جادو حال سے آگاہ تھی کیونکہ وہ محافظہ چلی ہو اُس کو جو مہلت ملی وہ اُس
 مقام پر پہونچی یہ خیال کر کے کہ یہی اصلی گلدستہ ہے اور اسی میں لوح ہے اُس نے درمیان کا گلدستہ اٹھا
 لیا وہ اس حال سے آگاہ نہ تھی کہ یہاں دوسری تدبیر ہو گئی ہو میں نے اسی عرض سے یہ تدبیر کی تھی
 وہ نقلی گلدستہ لیکر باہر آئی میں نے جو جا کر دیکھا تو اصلی گلدستہ کو اسی مقام پر پایا گلدستہ جو لیکر
 چلا بہ سبب لوح کے سحر فراموش ہو گیا میں نے خیال کیا کہ اب اگر اسی طرف جاتا ہوں تو بہ سبب
 لوح کے سحر جھکویا نہ آئے گا اور لوگ سحر کر کے پکڑ لیں گے اس سے بہتر یہ ہو گا کہ عقب باغ سے
 چلا جاؤں اور کہیں لوح کو پوشیدہ کر کے چلا آؤں اور یہاں آکر شریک جنگ ہوں یہ جو نسیم نے
 کہا خواجہ نے کہا دل میں غضب ہوا تھا کہ یہ حرام زادہ لوح لیکر چلا تھا اگر میں یہ تدبیر نہ کرتا تو یہ چلا
 جاتا بہت بڑی اس وقت عقلمندی میں نے کی اور خوب میں لشکر سے الگ کھڑا ہوا تھا اور دم کو
 اپنے راستہ کر رہا تھا خداوند کریم نے بہت بڑا فضل کیا اور خوب میرے دل نے گواہی دی کہ اسکے

پاس ایسی کوئی شے ہو کہ جسکے سبب سے اس پر سحر اثر نہیں کرتا ہو اسکو لینا چاہیے کیا خوب بات سوچا
تھا جسکے خدا خوشی دلائے وہ ملتی ہو چونکہ تقدیرات الہی میں اس طلسم کا فتح ہونا ضرور ہو چکا ہو کیونکہ یہ
روح لیکر نکل جاتا اب کوئی تدبیر کرنا چاہیے خواجہ یہ سوچ رہی تھی نسیم نے کہا کہ بھائی جلد دروازہ کھولو اپنے
کہا کھولتا ہوں یہ کہہ کر طرف کبھی کے ہاتھ بڑھایا مگر اسی طرف دیکھے جاتے ہیں نسیم کا انکی طرف منہ تھا اور
جس طرف مقابلہ ہو رہا تھا اس طرف پشت تھی کہ خواجہ نے ایک مرتبہ طہر کر کہا کہ لیجیے خداوند غضب ہو گیا
طلسم کشا کو معلوم ہو گیا وہ خود با شمشیر برہنہ آتا ہر جلدی کہیں پوشیدہ ہو جیے یہ جو نسیم نے سنا اس نے
پلٹ کر دیکھا کہ کیا واقعی طلسم کشا آگیا ہو تو اور کوئی مدد پر کروں جیسے اسنے متھ پھیرا اور اُدھر پشت ہوئی
خواجہ نے بچالائی حلقہ کند کے اُسکے گلے میں ڈالے اور پچھنی کہ وہ کچی ہوئے اسکے گلے میں حلقہ جو پڑے
یہ اسے کہہ کر یہ کیا ساخہ ہوا پلٹا جیسے ہی پلٹا خواجہ نے ہاتھ کو جھٹکا اُسکے منہ پر پانچ حباب پڑے
کہ اور بولے بیہوشی اُسکے دماغ میں پہونچی اسکو چھینک آئی جلدی خواجہ نے گلہ ستہ پر قبضہ کیا وہ دیکھ
پر گرا خواجہ نے اُسکو اٹھا کر نذر نبیل کیا اب آپ خوشی خوشی گلہ ستہ روح لیکر وہاں سے جست
وخیز کرتے ہوئے چلے یہاں سوسن سے اور ایک سردار سیما سے سامنا ہو گیا مقصور سے
اخلاق سے اور اعظم سے بر قناب سے سیما سے بلند آواز شکوے لڑنے لگے مع اپنی فوج کے
اور پھر صاحبقران سے اور سیما سے سامنا ہو گیا اہل اسلام نے چاروں طرف سے کفار کو گھیر
لیا جس قدر سردارزبردست تھے سب ایک ایک سردار سے لڑنے لگے اور مقابلہ کرنے لگے چونکہ خواجہ
کے پاس روح تھی خواجہ بلا خوف و خطر لڑتے ہوئے اور کفار کو قتل کرتے ہوئے چلے آئے ہیں جست
کرتے اس غول پر پہونچے دو چار کو نیچے سے گرا دیا جب اُن لوگوں نے سحر کیا آپ پر یہ سہیل روح کے
نے اثر تو کیا نہیں آپ اُس غول سے نکل کر دوسرے غول پر جا پڑے اسکو درہم ویرہم کیا مثل بلا سے
بہر م کے چلے آتے ہیں اب تو یہ حالت ہوئی کہ خود کفار جگہ دینے لگے خواجہ اسی طور سے قتل کرتے ہوئے
اور جست و خیز کرتے ہوئے قریب صاحبقران پہونچے صاحبقران سیما سے مقابلہ کر رہے تھے سیما
سحر کر رہا تھا کہ ایک برق چمک کر صاحبقران پر گری صاحبقران نے اسم اعظم ورد زبان کیا وہ برق نفع
ہوئی کبھی شعلہ صاحبقران کے قریب آیا وہ بھی بر طرف ہوا شیر سحر اُسے پیایا اُسے صاحبقران پر
حملہ کیا صاحبقران نے اُسکو پکڑ کر چیر کر پھینک دیا اثر دور سحر کو غرق سے قتل کیا جس قسم کا سیما

سحر کرتا ہوا جعفران رو فرماتے ہیں کیونکہ اس عظیم و دربان پر سیما بیا جانتا ہے کہ صاحب جعفران کے
 گلے میں لوح جو ہر اس سبب سے طلسم کشا سحر پر اثر نہیں کرتا ہر ناظرین کو معلوم ہو کہ سوسن نے جو کلدستہ
 اٹھایا تھا اور سحر کرتی ہوئی چلی تھی یہ سبب خوشی کے اسنے خیال نہ کیا کہ اگر لوح اصلی ہوئی تو حجاب
 سحر فراموش ہو جاتا مین سحر کیوں کر رہی ہوں اور سحر کون یاد ہو مگر لوح کے ملنے کی خوشی مین اسنے یہ بھی
 نہ خیال کیا لوح لا کر صاحب جعفران کے گلے میں ڈال دی سیما پ لوح اصلی کا یقین ہوا کہ یہ لوح اصلی ہے
 یہ ٹر ہا تھا مگر اسکو یہ فکر تھی کہ کسی تدبیر سے طلسم کشا کے رو برو سے بھاگ جاؤں اپنی جان بچاؤں اب
 خواجہ جو قریب پہنچا اور صاحب جعفران کو لڑٹے ہوئے دیکھا فوراً کلدستہ کو توڑ کر اور لوح نکالی و جست
 کر کے برابر اشقر کے آئے اور کہا کہ یا صاحب جعفران یہ لوح اصلی ہے وہ نقلی ہے جو آپ کے گلے میں ہے اور خواجہ
 نے صاحب جعفران کو اصلی صورت دکھائی اس غرض سے کہ صاحب جعفران یہ نہ خیال کریں کہ کوئی حریف
 مجھ کو دھوکا دیتا ہے صاحب جعفران نے جو یہ سننا پسند کر جو دیکھا خواجہ کو اپنے قریب کھڑا پایا خواجہ نے
 کہا کہ یا صاحب جعفران یہ لوح اصلی ہے جو سوسن لائی تھی اور آپ کے گلے میں ہے وہ مصنوعی ہے سوسن
 نے دھوکا کھایا تھا کیونکہ نسیم و سیما نے یہ تدبیر کی تھی کہ دو کلدستہ اور اسی قسم کے بنائے تھے
 سحر سے جیسے کلدستہ لوح تھا اور انکے اندر بھی لوحین رکھیں تھیں اصلی کلدستہ کو کنارے رکھا تھا اور
 مصنوعی برابر رکھے تھے اس خیال سے کہ جو لوح لینے آئے گا وہ درمیان کا اصلی خیال کر کے اٹھالیکا
 ایسا ہی ہوا کہ سوسن نے کلدستہ درمیان کا اصلی کلدستہ خیال کر کے لے لیا اور لا کر آپ کو دیا نسیم نے
 جا کر جو دیکھا اصلی کلدستہ اسی مقام پر پایا پس وہ بیکر بھاگا تھا کہ مین قبل سے باہر لشکر کے تھا
 مین نے جو دیکھا کہ نسیم جنگ و پیکار کو چھوڑ کر ادھر کھڑا ہوا اور اسپر سحر اثر نہیں کرتا ہر مین نے خیال کیا
 کہ اسکے پاس کوئی ایسی کشتی ہے کہ جسکے سبب سے اسپر سحر اثر نہیں کرتا ہے یہ اسے لیے ہوئے بھاگا جاتا ہر مین
 قبل سے اُس مقام پر پہنچا کہ جدھر سے وہ جانے والا تھا وہاں ایک باغبان کھڑا تھا اُسکو یہ ہوش کر کے
 اُسکی صورت پر تیار ہوا کہ نسیم پہنچا مین نے اُس سے سبب بھاگنے کا دریافت کیا اسنے بیان کیا کہ میرے
 پاس لوح طلسم ہے کہ جسکے سبب سے مجھ کو سحر فراموش ہر مین اُسکو پوشیدہ کرنے جاتا ہوں یہ سننا تھا کہ مین نے
 اُسکو دھوکا دیا وہ ہوش کیا اُسکو کو نذر نبیل کیا اور مین لوح لیکر وہاں سے چلا اگر یقین نہ ہو تو پہلے اُس لوح کا
 امتحان کر لو پھر اسکا امتحان کرنا اگر وہ اصلی لوح ہوگی تو اُسکا عکس جس شور پر سحر کی پڑیگا وہ شور کی بڑی ہو جائیگی

اگر وہ اصلی ہوگی تو اس سے یہی بات پیدا ہوگی اور اسم اعظم کو نہ پڑھے گا صاحب قرآن یہاں سے لڑتے بھی ہلے
 ہیں اور خواجہ کی تقریر بھی سنئے جاتے ہیں یہاں سے بھی یہ تقریر خواجہ کی سنی اب اس کا دم نکل گیا دل میں
 کہنے لگا کہ تو نے بڑا دھوکا کھایا تو اس خیال میں رہا کہ ظلم کشا کے پاس اصلی لوح ہر اس سبب سے اس پر
 سحر اثر نہیں کرتا اگر یہ معلوم ہو تا کہ مصنوعی لوح بڑا تو بین سحر سے اسم اعظم کو نہ فراموش کرے ظلم کشا کو اس پر کیا
 اب خواجہ پر سحر کیا کہ ان کے ہاتھ سے لوح گر پڑے یہ خیال کر کے خواجہ پر سحر کیا خواجہ پر سحر نے اثر کیا یہ سبب لوح
 اُدھر سے پلٹ کر صاحب قرآن پر سحر کیا کہ ایک اثر در صاحب قرآن پر شعلہ آتشین چھوڑتا ہوا چلا صاحب قرآن
 نے اُس لوح کا عکس اُردو پر ڈالا وہ اُسی طرح سے قائم رہا اب صاحب قرآن کو یقین ہوا کہ یہ اصلی لوح نہیں ہر
 صاحب قرآن نے اسم اعظم پڑھ کر اُس اثر کو دفع کیا اب خواجہ نے صاحب قرآن سے کہا آپ نے امتحان
 کر لیا لیجیے یہ لوح ہے چلیے یہ کہہ کر اور جست کر کے صاحب قرآن کے گلے میں وہ لوح ڈال دی اُس لوح کا گلے
 میں آنا تھا اب جو وہ لوح چمکی جہان تک اُس کا عکس پہونچا وہاں تک کا سحر خود بخود دفع ہو گیا اور جس ساحر
 پر اُس کا عکس پڑا اُس کو سحر فراموش ہو گیا کیونکہ وہ لوح الماس کی تھی صاحب قرآن نے اُس لوح کو لے کر
 چاروں طرف گردش دی گردش کا دینا تھا کہ جس قدر اُس پر سحر اور برقعے سحر یقین سب دفع ہو گئیں وہ آگ
 کا برستا تیر و شکار انا موقوف ہو گیا شعلہ کا نکلنا بر طرف ہوا اب یہاں سے صاحب قرآن کی طرف سے
 منہ پھیر لیا اس خیال سے کہ ایسا نہ ہو کہ لوح کا عکس پڑے اور میں بھی بیچارہ ہو جاؤں منہ پھیر کر اپنے اہل شکر
 کو چارہ بھائی اب تم سب لوگ بھاگو ظلم کشا سے کوئی سربر نہ ہو گا اسکے پاس لوح ظلم ہرین اس پر
 سحر کر کے عاجز آ گیا اس پر سحر اثر نہیں کرتا ہر اس کی یہ صدا جو اہل لشکر نے سنی اُدھر خود یہ حالت تھی کہ قریب فر
 ہونے کے تھے کیونکہ لشکر اسلام کا دباؤ پڑ رہا تھا یہ جو صدا سنی ہر ایک نے قصد کیا کہ بھاگ چلیں بر قیاب سے
 آگے و ردیگر سرداروں نے نگر اہل اسلام و سرداران اسلام کب بھاگتے دیتے ہیں ٹھیک لیا ہر کفار نے قصد کیا
 کہ پر پرواز پیدا کر کے بھاگیں کوئی باز بنا کوئی بہری کوئی یون ہی چلا تھا کہ اہل اسلام نے ٹھیک لیا اور قتل
 کرنا شروع کیا بر قیاب باز بند چلا تھا کہ اعظم نے لپک کر اور قریب پہونچا جو تیغ مارا کہ اس کی کمر پر پڑا کہ وہ
 دو ہو کر اُس کے مرنے کی علامت بلند ہوئی مقمور نے اخلاق کو قتل کیا سوسن نے اور ایک سردار
 کو سیما سے بلند آواز نے لشکر کا ستر اُردو کر دیا جو سردار جس سردار سے لڑ رہا تھا اہل اسلام کا اُس سردار
 اسلام نے سردار کفار کو قتل کر ڈالا یا اس پر لیا اُدھر یہاں صاحب قرآن کے رو برو سے پر پرواز پیدا کر کے

اگر چلا تھا کہ صاحبقران نے خیال کیا کہ یہ نکلا جاتا ہے اگر نکل گیا تو نہ معلوم کیا آفت برپا کرے بس فوراً
عکس لوح کا ڈالا عکس کا پڑنا تھا کہ اُسکو سحر فراموش ہوا اور جو پر سحر سے پیدا کیے تھے وہ برطرف ہو گئے اب
سیماں پر طرف زمین کے غلطان و پیچان چلا جیسے قریب پہنچا صاحبقران یا علی مدد یا بیرون پاک کہ مگر جو ہا
مالادوال مگر پڑا مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہوئے اُسکا مرناتھا اور دو پر کا لے ہوتا تھا کہ آٹھ سحر خود دار ہوئے
ادھوان سحر داروں کے مرنے کی علامت پیدا تھی اسلئے مرنے کے ساتھ ہی اور قیامت برپا ہوئی سیاہ آندھی
اٹھی برت باری سنگ باری ہوئے لگی آگ برسنے لگی زمین ہلنے لگی تمام تاریکی ہو گئی ہر طرف سے صدا مین
آنے لگیں کہ کشتی کہ نام من بر قناب جادو و اخلاق جادو و بود ویر غل جانی لے ساحران لشکر اسلام نے
سحر کیے اور شعلہ ہاے سحر روشن کر کے اُس تاریکی کو برطرف کیا آواز آئی کہ کشتی نام من سیماں آتش خو جادو
بود افسوس مردیم و جان دادیم مطلب خود نہ رسیدیم اس صدا کا آنا تھا کہ وہ سب تاریک برطرف ہوئے تاریکی
دفع ہو گئی اہل لشکر نے جو یہ صدا سنی اور معلوم ہوا کہ ہمارے سحر دار جو کہ مقرر تھے مارے گئے اور اسیر ہو گئے جو
کہ افسر اعلیٰ تھا وہ بھی قتل ہوا اب سوائے اس امر کے یا اطاعت کریں یا قتل کریں کوئی اور صورت منفر
کی نظر نہیں آتی ہو بلکہ قتل ہونے سے اطاعت طلسم کشا کرنا بہتر ہے بس سب اہل لشکر نے ایک مرتبہ
الامان الامان کی دھوم مچائی یا طلسم کشا ہم کو امان مرحمت ہو اور منھو برگ کاہ دبا لیں و امان کے
خواستگار ہوئے ہتھیار اور حربہ ہاے سحر سب پھینک دیئے جب صاحبقران نے صدا امان سنی
خواجہ سے کہا کہ پکار کر کہدو کہ امان بہ شرط ایمان خواجہ برابر صاحبقران کے کھڑے ہوئے لڑ رہے تھے خواجہ
نے پکار کر کہدیا کہ صاحبقران فرماتے ہیں امان بشرط ایمان سب نے ایک زبان ہو کر کہا کہ ہم نے آپ کا
دین و مذہب بھی قبول کیا جو آپ کے مذہب میں آئے وہ کیا کہے یہ جو صاحبقران نے سنا فوراً ہاتھ
روک لیا کفار کشتی سے باز آئے خواجہ سے کہا کہ پکار کر کہدو کہ اب کوئی ان لوگوں کو نہ قتل کرے ہم نے
امان دی کیونکہ وہ امان کے خواستگار ہوئے یہ حکم دینا تھا اور خہا جہ کا پکار کہ اساتذہ سب لوگ
قواعد صاحبقران سے بخوبی آگاہ تھے سب نے ہاتھ روک لیا لشکر کفار کو امان ملی تمام اہل اسلام
لشکر کفار کو چاروں طرف گھیرے ہوئے تھے راہ دی کہ نکل جائیں راوی بیان کرتا ہے کہ اب جو انکو راہ ملی اور
قتل ہونے سے منفر ملا سب سمٹ سمٹ کر ایک طرف جمع ہونے لگے تھوڑے عرصہ میں کفار الگ
ہو گئے اور اہل اسلام ایک سمت صفت بستہ ہوئے راوی بیان کرتا ہے کہ کفار جو آئے تھے اُنکے

ہمراہ چیمے وغیرہ نہ تھے بدون خیمہ و خرگاہ کے آئے تھے کوئی سامان اُترنے کا ہمراہ نہ تھا جو اُترنے کے سب کے
 سب اُس جنگل میں ایک طرف جمع ہو گئے اور خیال کر لیا کہ زبردست رات بسر کرینگے جب صبح ہوئی اور
 اطاعت طلسم کشا کرینگے تو اسی لشکر میں اترینگے کوئی ضرورت بارگاہ وغیرہ کی نہ ہوگی لشکا اسلام جو آیا تھا
 اسکے ہمراہ سب سامان تھا اُس وقت جب ابان ملی اور سب قتل کفار سے باز آئے اور کفار ایک طرف
 جا کر جمع ہوئے اور اہل اسلام ایک طرف بس اسی وقت خیمے و بارگاہیں میرپاہوئے لیکن دیروں باغ کو سون نکسوا
 نیمون اور بارگاہوں کے دوسری شہر نظر نہ آتی تھی بازار میں آراستہ ہو گئیں نجیات کے جھنڈے نصب
 کر دیئے گئے لشکر اُترنے لگا ہر کارون نے آکر صاحبقران سے عرض کیا کہ کفار کے ہمراہ کوئی سامان رات
 کے بسر کرنے کا نہیں ہے سب صحرائین جمع ہوئے ہیں آپ نے فرمایا کہ ان لوگوں سے جا کر کہو کہ جب تم نے
 اطاعت کرنے کا اقرار کیا ہے تو پھر لشکر میں کیوں نہیں چلے آتے ہو صحرائین کیوں پڑے ہو اب تو ہم اور تم
 ایک ہو گئے ہیں جو ہمارا حال وہ تمہارا حال اب ہم پر تمہاری خبر گیری واجب ہے ہر کارے اُس طرف
 روانہ ہوئے صاحبقران نے سرداروں سے فرمایا کہ ہمارے لشکر کے و کفار کے مقتول کا حساب کرو
 کفار کو کسی غار میں ڈال دو اور اہل اسلام کو دفن کرو مجروحوں کو شفاخانہ میں روانہ کرو اسیر و نگو قیدی خاندین سب
 عرض کیا بہت خوب بس اسی وقت یہ سب بندوبست ہونے لگا صاحبقران فرود گاہ پر تشریف
 لائے وہ کام استقر و عرصہ میں تیار کر لیا گیا جس کا کہ صاحبقران نے حکم دیا تھا بس صاحبقران فرود گاہ پر
 تشریف لائے بارگاہ میں فرود کش ہوئے سردار اسی طور سے زرمی پو شاکی پہنچے ہوئے حاضر و بار ہوئے یہاں سے بلند آواز
 تخت پر جلوہ فرما ہوئے صاحبقران ونگل شوکت بہدوق فرود ہوئے سب سردار اپنا اپنے مقام پر آکر بیٹھے
 خواجہ اپنی کرسی پر اُدھان سرداروں نے بموجب حکم صاحبقران زخمیوں کو شفاخانہ میں پہنچا دیا قیدیوں
 قیدی خانہ میں اہل اسلام کے کشتوں کو دفن کیا شمار کر کے اور کفار کو ایک غار میں ڈال دیا اس پر ہزاروں مہنچاک
 والدی اور حاضر ہو کر خدمت صاحبقران میں عرض کیا کہ ہم نے شمار جو کیا تو معلوم ہوا کہ دس ہزار اہل
 اسلام ساحر و غیر ساحر درجہ شہادت پر فائز ہوئے اور بیس ہزار کفار کام آئے اور پانچ ہزار سردار و اہل لشکر
 کفار اسیر ہوئے اور دو ہزار اہل اسلام مجروح ہوئے ہم نے کشتہاے اہل اسلام کو دفن کر دیا اور کفار کو
 غار میں ڈال دیا مگر سحاب کی لاش کو بہت تلاش کیا ہم کو پتہ نہ ملا نہ اسکے بھائی کی لاش ملی صاحبقران
 نے یہ سماعت فرما کے حکم دیا کہ آج تو نہیں کل ان لوگوں کا دربار سمجھا جائے گا یہ بھی معلوم ہوا کہ کفار

المستقر جروح ہوئے انھوں نے عرض کیا کہ یہ دریافت کرنے سے معلوم ہو گا صاحب جعفران نے یہ فرما کے دربار
 برخواست کیا کہ اگر لشکر کفار آئے تو اسکو بھی جگہ قیام کرتے کی دینا تاکہ وہ اترے بس یہ فرما کے دربار برخواست
 کیا سب سردار اپنے خیمے میں آئے پوشاک نرم اتاری شب خوابی کے کپڑے پہنے کچھ کھا کر آرام کیا راوی
 بیان کرتا ہے کہ یہ سب اہل لشکر اسلام و کفار و سردار تین شبانہ روز کے تھکے ہوئے تھے کیونکہ یہ جنگ مغلوبہ
 تین شبانہ روز تک قائم رہی نہ کفار کے ہاتھ ہی رہے نہ اہل اسلام کے برابر لڑا یہ خلاصہ یہ کہ جو تھے دن
 جب لشکر کفار نے امان طلب کی تب سب کو راحت ملی جنگ مغلوبہ موقوف ہوئی سب آرام پذیر ہوئے
 اور کفار و بن سے ہر کار و بن نے صاحب جعفران کا پیام جا کر دیا سب کفار اُس وقت لشکر اسلام میں چلے
 آئے کیونکہ امان طلب کر چکے تھے اور اقرار کر چکے تھے کہ دین اسلام قبول کرینگے بس اس عرض سے لشکر میں
 چلے آئے یہ لشکر بھی اگر ایک طرف اتر اچھے وغیرہ لشکر اسلام نے دیے وہ برہا ہوئے اُس میں سب کفار
 اترے جو کفار کو وہ صحرا میں منتشر ہو گئے تھے وہ بھی خیران منسکے چلے اپنے اپنے لشکر میں اب جو شمار کیا
 تو معلوم ہوا کہ پندرہ ہزار اہل لشکر جرح ہوئے ہیں ان سب کو بھی اہل اسلام نے یہ حکم صاحب جعفران
 شہا خانہ میں پہنچا دیا انکا بھی علاج ہونے لگا خلاصہ یہ کہ انہی ہزار ساحرون کے قریب مطیع اسلام
 ہوئے راوی بیان کرتا ہے کہ جب صبح ہوئی صاحب جعفران نے دربار برخواست کیا سب سردار حاضر
 دربار ہوئے دربار حب آراستہ ہو چکا صاحب جعفران نے حکم دیا کہ قیدیوں کو لاؤ داروغہ زندان سے لے
 اُس وقت قیدیوں کو حاضر کیا سب نے حاضر ہو کر صاحب جعفران و بادشاہ کو جبر کیا سب سامنے کھڑے
 ہوئے جو مقرر سردار تھے انکو کرسیاں مرحمت ہوئیں وہ کرسیوں پر بیٹھے اب صاحب جعفران نے حمد
 اتی بیان فرمائی اور ندمت کفر سب کے دلوں سے رنگ کفر برطرت ہوا مثل یائینہ کے دل صاف
 ہو گئے ہر ایک صدق دل سے مطیع اسلام ہوا صاحب جعفران نے حکم فرمایا کہ اب تم جا کر کل اہل لشکر
 کو مطیع اسلام کرو خلاصہ یہ کہ ان سرداروں نے سب اہل لشکر کو بھی مطیع اسلام کیا جس قدر لشکر ہر باب
 و برف تاب کا تھا مطیع اسلام ہوا یہ لشکر بھی شامل لشکر ساحران کیا گیا سرکار صاحب جعفران کے تنخواہ
 مقرر ہوئی خیمے وغیرہ رہنے کو مرحمت ہوئے جو جرح تھے وہ بھی مطیع اسلام ہوئے جب قیدیوں سے
 فراغت ہو چلی انکا دربار سمجھا جا چکا اب صاحب جعفران طرف خواجہ کے مخاطب ہوئے فرمایا کہ تم اپنی
 غیاری کا حال بیان کرو خواجہ نے اول سے آخر تک سب حال بیان کیا صاحب جعفران نے فرمایا کہ

نسیم کہان ہوا زوجہ نسیم کہان ہوا جعفران نے لوح کے دستیاب ہونے کا سبب حال بیان کیا تھا۔ یہ کہ سب نے بہت تعریف کی اور اُس وقت خواجہ کو قریب ایک لاکھ روپیہ کے انعام ملا اب دربار میں سرداران لشکر سیما و برقیاب بھی حاضر ہیں انکو بھی علی قدر مراتب جگہ انفرادی سا حرات میں مرتب ہوئی ہوا انھوں نے بھی خواجہ کی عیاری اور چالاکی سنی بہت تعریف کی جب اس کام سے بھی فراغت ہوئی اُس وقت جعفران نے خواجہ سے کہا کہ خواجہ اب نسیم کو زنبیل سے نکالو اور اُسکو ہدایت دین اسلام کی کرو خواجہ نے جواب دیا کہ بہت خوب یا جعفران میرے قیاس میں ہر کہ نسیم اطاعت اسلام ضرور کریگا کیونکہ اُسکے بشرہ سے پایا جاتا تھا کہ یہ مطیع اسلام ہوگا اسی غرض سے میں نے اُسے قتل نہیں کیا بلکہ نذر زنبیل کر لیا جعفران نے فرمایا کہ پھر نکالو خواجہ نے کہا کہ نسیم جو ان خوبصورت اور شکیل ہر پس خواجہ نے نسیم کو زنبیل سے نکال دیا بے ہوش زنبیل میں پڑا تھا ستون بارگاہ سے باندھ دیا زبان میں سوزن دیے اب اُسکو ہوشیار کیا اب جو ہوش آیا تو اپنے کو ستون سے بندھا ہوا پایا اور سوسن میں غلطی و بادشاہ طلسم و جعفران خواجہ عمر و کو سامنے جلوہ گر پایا اسنے قصہ کیا تھا کہ آنکھیں بند کر لوں کہ جعفران نے خواجہ سے فرمایا کہ نسیم سے کچھ کلام کرو وہ ہوشیار ہوا ہر تب خواجہ نے اُسکو سب حال سے آگاہ کیا اور جس طور سے اُسے اسیر کیا تھا وہ سب حال بیان کیا اور کہا کہ دین اسلام قبول کرو اور اطاعت جعفران نسیم خاموش کھڑا کیا جب خواجہ نے اپنی تقریر ختم کی اور خواجہ نے مذہب سامری و مجشید و تعریف اسلام و محمد خدا بیان کی جب خواجہ یہ بیان کر چکے اُس وقت نسیم نے کہا کہ میں جواب کیونکر دوں میری زبان میں سوزن ہیں کلام نہیں کر سکتا ہوں خواجہ نے اُسکے روبرو قلم و ادوات و کاغذ رکھ دیا اور کہا کہ جو کچھ تم کو آتا ہو تحریر کرو اُسکے ہاتھ کھول دیے پس نسیم نے یہ تحریر کیا کہ تم میرے بتائیے کہ آپ نے میری جو رو کو کیا کیا جب یہ بتائیے گا تو میں پھر جو مجھ کو منظور ہو اُسکو تحریر کرونگا خواجہ نے یہ پڑھ کے منہ بنا کے کہا کہ میں تمھاری جو رو کو کیا جانوں وہ ہضم بھی ہو گئی ہوگی اب وہ کہان یہ جو خواجہ نے کہا نسیم نے تحریر کیا کہ اگر آپ نے میری جو رو کو کھا لیا تو مجھ کو بھی کھا جائیے مجھ کو بعد اُسکے زندہ رہنا منظور نہیں ہوا اگر یہ اقرار فرمائیے کہ تمھاری زوجہ موجود ہے تو جو میرے دل میں ہے وہ میں بیان کروں خواجہ نے کہا کہ وہ کہان اُسکو میں نے کھا لیا نسیم نے کہا کہ مجھ کو بھی کھا جائیے اب میں بھی دین اسلام قبول نہ کرونگا یہ تحریر کیا کہ افسوس میں نے اُس نا شاد کی صورت تک نہیں دیکھی کہ کسی نے

گو نکاح ہوئے تو تین برس ہوئے اب ہیں نے اسے طلب کر لیا تھا کہ یہ سانچہ گذرانہ اس کی بخت نے میری صورت دیکھی کہ میں کیسا ہوں یہ جو اس نے تحریر کیا خواجہ نے کہا کہ بھر کیا ہو میں تو کھا لیا ہوں اگر کچھ روپیہ صرف کر دو تو زندہ کی جائے اچھا تم بتاؤ کہ اگر تمھاری جو رو تم کو ملے تو تم دین اسلام قبول کرو یا نہیں اس نے یہ سنے تحریر کیا کہ ضرور بلکہ میں عہد کرتا ہوں کہ اگر میری جو رو مجھ کو ملے تو میں مطیع اسلام ہوں اور دین اسلام قبول کروں اور طلسم کشا کی بہ خوشی اطاعت کروں یہ جب خواجہ نے لکھا ہوا دیکھا صاحب قرآن نے بھی ملاحظہ فرمایا خواجہ سے کہا کہ نسیم کو رہا کر دو اور اس کی جو رو کو اس کے حوالے کر دو وہ ایک جہت پیش کرنا ہو خواجہ نے کہا کہ کیا خوب آپ تو اچھے آئے بڑے اس کے خیر خواہ بنے اگر ایسی ہی خیر خواہی فرمائیے گا تو خوب کام چلے گا میں اپنا نقصان کروں اس کے حاصل ہونے میں پچیس ہزار روپیہ صرف ہو گا اسکو میں نے ایک مہاجن کے پاس پچیس ہزار روپیہ کر لیا وہ پچیس ہزار روپیہ کے پاس صرف ہو گئے لہذا تو آپ مرحمت فرمائیے یا نسیم دے میں اسکو فک رہن کر کے دے دوں بدون پچیس ہزار روپیہ اور مہاجن کو دینے نسیم کی زوجہ کی رہائی غیر ممکن ہو صاحب قرآن نے فرمایا کہ آپ پرانی جو رو کے رہن رکھنے والے کون تھے جو رہن رکھ لیا یہ بھی کوئی ظلم و ستم ہو کہ اس کی جو رو کو رہن کر لیا اگر وہ دعوائے کر دے تو کیا ہو اسوقت کیا جواب دیجیے خواجہ نے کہا کہ ہم سب کوئی ہیں آپ کون ہیں جو اس کی طرف سے ایسی تقریر فرماتے ہیں بس معلوم ہوا کہ آپ بھی عجب آدمی ہیں میرے دشمن ہیں آپ اس سے دعوائے کر دیجیے دیکھوں وہ میرا کیا کرتا ہو میرا لہو کے حاصل کرنے میں اور اس عیاری میں بہت روپیہ صرف ہوا آپ نے صرف ایک لاکھ روپیہ دیا میں نے ایک لاکھ پچاس ہزار روپیہ صرف کیا پہلے وہ پچاس ہزار مرحمت فرمائیے پھر اور کچھ تقریر فرمائیے میں خود آپ پر اپنے روپیوں کا دعوائے کرونگا چونکہ میں ایک مہاجن کا قرضہ تھا آپ کے کام کو جاتا تھا کہ وہ راہ میں مل گیا اس نے پکڑ لیا اور کہا کہ چلو میرے مکان پر میں تم کو اپنے گھر میں بند کر رکھوں گا اسوقت تک کہ جب تک تم میرا روپیہ نہ دو گے میں نے پہلے اس پر دباؤ ڈالا کہ میں صاحب قرآن کے کام کو جاتا ہوں اگر انکا کام نہ ہو گا تو انکا نقصان ہو گا وہ تمام تمھارے گھر بھر کو قتل کر ڈالیں گے اس نے ایک نہ سنی اور کہا کہ میں نہ مانوں گا تم جاؤ گے کہاں بعد مدت کے تو ملے ہو میں تمھاری تلاش میں پھر ہا تھا یہ کہہ کر اس نے اپنے نوکروں کو حکم دیا کہ انکو پکڑ لو اور مکان پر چلو اگر یہ با سانی اپنے آپ سے چلین اگر یہ کچھ سختی کریں تو انکو باندھو لو اب جانے نہ دو یہ جو اس نے اپنے

تو کروں سے کہا وہ سب کے سب کہنے لگے کہ خواجہ چلو اگر یوں نہ چلو گے تو ہم زبردستی لے چلیں گے مین نے
 دیکھا کہ آبرو جاتی ہوا کیا تدبیر کروں اگر ساتھ جاتا ہوں تو حمزہ کا کام معطل رہتا ہوا آبرو جاتی ہوا اب
 کیا تدبیر کروں فکر کرتے کرتے یہ ذہن مین آیا کہ نسیم کی زوجہ کو اسکے پاس مین کروں اگر یہ مان جائے
 مین نے حجاجن سے کہا کہ اس وقت میرے پاس تو روپیہ نہیں ہوا ایک کنیز ہر سر سے پاؤں تک
 جواہرات پہنے ہوئے ہر مین اسکو تمھارے پاس بچیس ہزار روپیہ پر مین کیے دیتا ہوں جس وقت
 روپیہ دو ٹنگا فک رہن کر لو ننگا پہلے اسنے انکار کیا جب مین نے اسکو دکھایا اسنے جب اسکو دیکھا
 تب اسنے کہا کہ اچھا رہن کر دو مگر ایک شرط ہے کہ ایک رقعہ لکھ دو کہ مین نے اس عورت کو مع اس قدر
 اسباب کے فلان حجاجن کے پاس رہن کیا ہوا مبلغ بچیس ہزار روپیہ پر مین جس وقت اسکا روپیہ ادا
 کر دو ننگا اس وقت اسکو فک رہن کر لو ننگا مین نے کہا کہ یہ کیوں لکھوں اسنے کہا کہ اس غرض سے کہ
 شاید تم یہاں رہن کرو اور اس کے بعد جا کر غولے کرو کہ میری لونڈی اس قدر زور پور لیکر بھاگ گئی ہوا
 فلان حجاجن کے یہاں ہم کو اسکا پتہ ملا ہے کہ ہر پس اس وقت میری خانہ تلاشی ہونے لگے گی
 وہ تو وہاں موجود ہوگی ضرور نکل آئے گی مین بھی باندھا جاؤ ننگا اور میرا گھر بھراپ کا کیا نقصان ہوگا
 آپ اور خوش ہونگے وہ عورت آپ کو مع آپ کے مال کے دے دی جائیگی مجھ کو سات برس کی قید ہوگی سب
 مال ضبط سرکار ہوگا اعتبار الگ میرا جائے گا اہل برادری مین الگ بدنام ہونگا ہاں اگر یہ تحریر میرے پاس
 ہوگی تو یہ ہوگا کہ جب ہر کارے سیاہی آئینکے تو مین انکو یہ تحریر دکھا دو ننگا میری آبرو بچ جائے گی خلاصہ یہ
 کہ مین نے وہ کاغذ لکھ کر اس کے حوالے کیا اور نسیم کی زوجہ کو اب بچیس ہزار روپیہ ملے تو مین ابھی لا دون جتنا
 نے فرمایا کہ خواجہ تم بھی ایک آفت کے پرکالے ہو ابھی بیان کر چکے ہو کہ مین نسیم کی زوجہ کے مکان سے اسکی شکل
 بنکر میانہ مین بیٹھ کر آیا ہوں اب یہ کہتے ہو تمھاری کس بات کا اعتبار کیا جائے تم تو عورت کی صورت پر تھے
 حجاجن نے تم کو کہاں دیکھ لیا جو پکڑ لیا خواجہ نے کہا کہ آپکی بھی کیا باتیں ہیں کیا مین ہمہ وقت عورت
 بنا رہا جب رات مین کسی مقام پر شب ہو گئی کہارون نے میانہ رکھ دیا مین نے اپنی صورت کی پتلی بنا کر
 میانہ مین بٹھا دی مین خود نکل کر جب وہ سو گئے صبح مین پھر نے لگا جب صبح ہوئی حکیم اور دھو کر چلا
 آیا میانہ مین بیٹھ گیا یا جب دن کو دم کھرا یا اس وقت بھی یہی تدبیر کر کے میانہ سے حکیم اور دھو کر باہر نکل آیا
 پتلی رکھ دی کہ ہارون کو معلوم ہو کہ بی بی میانہ مین ہیں صبح کی سیر کرنے لگا اسی حالت مین حجاجن

سے سامنا ہو گیا میں یہ جانتا تھا کہ یہ سانحہ ہو گا تو کبھی باہر نہ آنا اُس وقت میں آپ سے یہ کہنا بھول گیا تھا
 خلاصہ یہ کہ پچیس ہزار روپیہ نسیم دے میں اُسکی تورو لادوں صاحبزادان نے فرمایا کہ میں ایسے فقرہ بہت
 سے تمہارے جانتا ہوں نسیم کو اختیار ہو چاہے وہ دے چاہے نہ دے اگر اُسکو جو رو کی نجات ہوگی وہ
 دے گا خواجہ نے کہا کہ پھر آپ کو کیا مطلب ہو اور کیا عرض ہو جو آپ دخل دینے میں نے آپ سے تو نہیں
 کہا تھا کہ میرا روپیہ نسیم سے دلا دیجیے میں اُس سے باتیں کر رہا تھا آپ نے بیچارہ دخل دیا صاحبزادان
 نے فرمایا کہ اُسکو رو ہا کرو دیجیے پھر اُس سے تقریر کیجئے خواجہ نے کہا کہ اگر وہ رہا ہو کر میرے اوپر حملہ کرے
 کیونکہ مجھ سے جلا ہوا ہو تو مجھ کو کون بچائے گا صاحبزادان نے فرمایا کہ اس قدر ساحرہ ہمارے بیٹھے ہوئے
 ہیں دوسرے میرے پاس لوح ہو کیا وہ ان سب کو ہلاک کر کے تم کو قتل کرے گا خواجہ نے یہ سننے اُن
 ساحروں کی طرف دیکھ کر کہا کہ آپ لوگ میری کمک کرینگے اگر نسیم میرے اوپر حملہ کرے گا سب نے
 کہا کہ ہاں آپ اطمینان رکھیں جب تک ہمارے دم میں دم ہو ہم آپ کو نہ جانے دینگے جب یہ خواجہ
 نے اُن سب کی زبانیں سنا اُس وقت نسیم کی زبان سے سوزن لی اور کندھے پر ہا کیا نسیم نے رہا ہو کر
 صاحبزادان کو مجرا کیا صاحبزادان نے اُسکو کرسی مرحمت کی نسیم نے پہلے ہی دل میں خیال کر لیا
 تھا کہ ان لوگوں سے مقابلہ کرنا بیچارہ ہو جب اس بندوبست پر یہ یہاں پہنچ گئے اور سیلاب وغیرہ
 قتل ہو گیا اور لوح ہاتھ سے نکل گئی اور اتنے زبردست ساحروں نے اطاعت کی تو میں کیا چیز
 ہوں بیچاران سے لڑنے کی اپنی جان دینا ہو اور چھ فائدہ نہیں ہو یہ لوگ ضرور تائید یافتہ اور صاحب
 اقبال ہیں بس تجھ کو بھی لازم ہو کہ انکی اطاعت کر اور دین اسلام قبول اور اپنی زندگی براحت و آرام بسر کر
 تیری بھی نئی شادی ہوئی ہو زوجہ کے ہمراہ یہ خوشی و راحت کے زندگی کو بسر کر یہ سوچ چکا تھا اسی سبب
 سے اُس نے اپنی جو رو کو غم و غیار سے طلب کیا تھا خواجہ نے سب یہ بات کہی کہ میں نے کھالیا اب
 وہ کہان اُس نے خواجہ سے کہا تھا کہ مجھ کو بھی قتل فرمائیے جب اُس نے بہت اصرار کیا اور اس امر کا اقرار
 کیا کہ اگر میری جو رو و محمول جائے تو میں دین اسلام قبول کروں تب خواجہ نے کہا کہ میں نیچے پچیس
 ہزار روپے ہا کر لیا ہو روپیہ دو میں لادوں جب خواجہ نے صاحبزادان کے کہنے سے نسیم کو رہا کیا
 نسیم سامنے صاحبزادان کے کرسی پر بیٹھا جب یہ بیٹھ چکا اُس وقت اُس نے صاحبزادان سے
 کہا کہ یا صاحبزادان میری جو رو و محمول جائے تو میں آپ کی اطاعت کروں اور دین اسلام بھی

قبول کروں صاحبِ جنتقران نے خواجہ سے کہا کہ نسیم کی زوجہ کو نسیم کے حوالہ کر دو وہ اس شرط سے مسلمان ہو تا
 ہر کہ میری زوجہ مجھ کو مل جائے تو میں دین اسلام قبول کروں وہ ایک جنت شریعی پیش کرتا ہوا اب تم کو دینا
 ہو گا خواجہ نے کہا کہ جس وقت تک پچیس ہزار روپیہ نہ ملے گا اس وقت تک نسیم کی زوجہ کا ملنا دشوار ہے
 صاحبِ جنتقران نے فرمایا کہ بیچارہ کو کیوں فقرہ کرتے ہو خواجہ نے کہا کہ اچھا فقرہ ہی سہی میں ہرگز ہرگز
 بدون روپیہ دینے ہوئے نہ دوں گا وہ رہن جو جب یہ خواجہ نے کہا نسیم نے صاحبِ جنتقران سے عرض
 کیا کہ یا طلسم کشا آپ نہ بولیں خواجہ سے میں گفتگو کر لوں گا صاحبِ جنتقران نے فرمایا کہ اچھا تم جانو خواجہ
 بس نسیم نے خواجہ کی طرف منہ کر کے خواجہ سے کہا کہ یا خواجہ میری زوجہ مجھ کو مرحمت فرمائیے خواجہ نے کہا کہ
 آپ پچیس ہزار روپیہ مجھ کو دیجیے میں نے تو معاجن کے پاس رہن رکھ لیا ہے میں اسکو روپیہ دے کر لا دوں
 نسیم نے کہا کہ اچھا آپ اسکا اقرار کرتے ہیں کہ پچیس ہزار روپیہ لیکر میری زوجہ مجھ کو مرحمت فرمائیے گا
 خواجہ نے کہا کہ ضرور بس اس وقت نسیم نے سہ کیا کہ ایک پتلی پیدا ہوئی اس سے کہا کہ فلان مقام پر
 میرا روپیہ جمع ہوا سمین سے پچیس ہزار آدہ پتلی غائب ہو گئی جب وہ پتلی چلی گئی اب نسیم نے خواجہ
 سے کہا کہ لائیے میری زوجہ کو خواجہ نے جواب دیا کہ روپیہ مجھ کو دیجیے میں جا کر معاجن کو دوں وہ مجھ کو
 آپ کی زوجہ حوالے کرے مگر ایک امر کا خیال رہے کہ صرت زوجہ ملے گی زیور وغیرہ نہ ملے گا اسکو نہ طلب
 فرمائیے گا نسیم نے جواب دیا کہ بہت خوب مجھ کو منظور ہے یہ کہ نسیم نے صاحبِ جنتقران سے کہا کہ یا طلسم
 کشا میں خواجہ کو پچیس ہزار روپیہ دیتا ہوں موافق انکی طلب کے اور زیور وغیرہ سے بھی
 دست بردار ہوتا ہوں مگر اب کوئی فقرہ وغیرہ نہ ہو صاحبِ جنتقران نے خواجہ کی طرف دیکھ کر کہا کہ خواجہ
 نسیم کی جو رو اب اصلی دینا کوئی دوسری عورت نہ دینا تم کو ہمارے سر کی قسم تم نے جو کہا وہ اُسے قبول کیا
 اب اُسکے ساتھ فقرہ و فریب نہ کرنا خواجہ نے کہا کہ آپ کے سر کی قسم میں اسکی زوجہ اصلی اسکو دوں گا
 کوئی فقرہ و فریب نہ کروں گا یہ روپیہ تو دین صاحبِ جنتقران نے فرمایا کہ اے نسیم تم اطمینان رکھو
 تمہاری زوجہ تم کو مل جائے گی اب کوئی فریب نہ ہو گا نسیم خاموش ہو رہا کہ اتنے عرصہ میں وہ پتلی پھینک
 لے کر آئی سامنے نسیم کے رکھ دیا نسیم نے خواجہ کو دیا خواجہ نے اسکو پیر کے مذہب میں لیا
 اور نسیم کی زوجہ کو زنبیل سے نکالا وہ ایک لنگاٹاٹ کا اور کرتی پہنے ہوئے تھی نسیم کے حوالے
 کیا گو نسیم نے اسکو دیکھا نہ تھا مگر اسکی تصویر نسیم کے پاس تھی نسیم نے تصویر نکالی تصویر سے

اسکی صورت کو ملایا سر موقوف نہ پایا صاحب قرآن نے دیکھا کہ یہی تھاری زوجہ نسیم نے کہا کہ جی ہاں اب صاحب قرآن نے نسیم سے پوچھا کہ تم نے اپنی زوجہ کو پایا اُس نے کہا جی ہاں اب زوجہ نسیم سے صاحب قرآن نے پوچھا کہ تم کہاں تھیں یہ کیا واقعہ گذرا اُس نے کہا کہ میں اپنے مکان میں تھی کہ میرے شوہر کے پاس سے نامہ گیا میری طلب میں میرے باپ نے مجکو خست کیا میرے عزیز بھائی سے ملنے کو اسے ایک سا ہو کار کی لڑکی میری ہم سن تھی وہ بھی مجھ سے ملنے کو آئی وہ مجکو ایک ایک کرہ میں لے گئی اُس نے کچھ باتیں مجھ سے کیں اور ایک پڑیہ مجکو دی کہ اسکو کھا لو تم کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہوگی میں نے جیسے وہ پڑیہ کھائی پھر مجکو خبر نہیں کہ میرے اوپر کیا گداری ابھی میری آنکھ کھلی ایک آدمی نے مجھ سے کہا کہ جا تجکو خواجہ سلامت نے طلب فرمایا ہر سب کپڑے وغیرہ میرے اُتار لیے یہ ٹاٹ کا پانچا مہ اور کرتی پہنا دی اور یہاں پہونچا دیا میں آپ لوگوں سے واقف نہیں ہوں کہ آپ کون لوگ ہیں صاحب قرآن نے فرمایا کہ تو دیکھ ان میں تیرا شوہر کون ہوا اُس نے کہا کہ میں نے شوہر کی صورت تک نہیں دیکھی جو پہچان لوں مگر میں دیکھتی ہوں کیونکہ جب شادی ٹھہری تھی تو تصویر میرے شوہر کی میرے باپ کے پاس گئی تھی اُنھوں نے مجکو دکھائی تھی کہ تھاری شادی اسکے ہمراہ کی جاتی ہو تم کو منظور ہو میں نے وہ تصویر دیکھی تھی کچھ مجکو خیال سا ہوا اگر اُس صورت کا آدمی یہاں ہو گا تو میں پہچان لوں گی یہ کہہ کر وہ دیکھنے لگی نسیم خاموش بیٹھا ہوا ہوا اُس نے نسیم کے قریب آکر بغور دیکھا اور پہچان کر نسیم کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ یہ میرا شوہر ہر اسی کے ساتھ میری شادی ہوئی تھی بس صاحب قرآن نے زوجہ نسیم سے فرمایا کہ جب سے تو پڑیہ کھا کے بیہوش ہوئی آج تجکو ہوش آیا اُس نے کہا کہ جی ہاں اب صاحب قرآن نے نسیم سے فرمایا کہ تھاری زوجہ تم کو ملی اب تم بھی اپنا وعدہ پورا کرو اُس نے کہا کہ بہت خوب بس نسیم اس وقت سے اپنی زوجہ کے صدق دل سے مطیع اسلام ہوا اور اُس نے اطاعت صاحب قرآن قبول کی اب نسیم سے صاحب قرآن نے فرمایا کہ تم اپنی زوجہ کو لے جاؤ اور اسکو کپڑے وغیرہ پہناؤ اُس نے کہا کہ بہت خوب بس نسیم اپنی زوجہ کو لے کر اپنے مکان پر آیا کیونکہ اُسکا مکان اُسی در بندین تھا اُسکو وہاں لاکر کپڑے وغیرہ سے آراستہ کیا خواجہ کی عیاری کا سب حال بیان کیا وہ بہت حیران ہوئی نسیم اپنی زوجہ کو مکان میں پہونچی کر کچھ دربار میں آیا یہاں صاحب قرآن نے بعد نسیم کے چلے جانے کے لوح کو ملاحظہ فرمایا تو ایک حرف اُس پر تحریر نہ پایا سو اسے کچھ لکیر وں کے اب صاحب قرآن حیران ہوئے بادشاہ

وغیرہ سے فرمایا کہ لوح کو کچھ خبر نہیں دیتی ہر وہ اسپر کچھ تحریر ہوا اسکا کیا سبب ہو سب فکر کرنے لگے اور سوچنے لگے اور صاحب زعفران بھی دریائے فکر میں غوطہ زن ہوئے غواہی کرنے لگے کہ ادھر سو سو سن کو خیال آیا اُس نے سر اٹھا کر عرض کیا کہ یا صاحب زعفران آپ اندیشہ نہ فرمائیے میرے خیال میں ایک امر آیا ہوا اس لوح کے ساتھ ایک صندوق بھی تھا اُسکی بھی اسی طور سے حفاظت کی جاتی ہو جس طور سے لوح کی جب میں نے لوح کو نسیم کے سپرد کیا ہوا تو اُس صندوقچہ کو نسیم سے پوشیدہ لے جا کر ایک مقام پر دفن کر دیا ہوا میں وہ صندوقچہ لاتی ہوں اُس سے آپ کا مطالب ظاہر ہو گا کیونکہ میں نے اکثر اپنے بزرگوں سے سنا ہوا کہ جب تک یہ صندوقچہ نہ کھولا جائے گا اُسوقت تک لوح کی حالت ظاہر نہ ہوگی اس سے تدبیر لوح کے پڑھنے کی معلوم ہوگی بس میں وہ صندوقچہ لاتی ہوں آپ اطمینان رکھیں یہ کہہ کر وہ رخصت ہو کر صاحب زعفران سے اُس مقام پر آئی جہاں اُس نے وہ صندوقچہ دفن کر دیا تھا زمین کو کھود کر صندوقچہ نکالا وہ صندوقچہ لے کر صاحب زعفران کی خدمت میں آئی اتنے عرصہ میں نسیم بھی آگیا بس سو سن نے وہ صندوقچہ صاحب زعفران کو نذر دیا صاحب زعفران نے وہ صندوقچہ کھولا اُس میں سے ایک پرچہ کاغذ کا اور چند دسے مروارید کے اور ایک اکہ الماس کا نکلا اُس پرچہ پر تحریر تھا کہ طلسم کشا کو معلوم ہو کہ جب لوح اور صندوقچہ ہاتھ لگے تو اُس صندوقچہ میں چند دسے مروارید کے ہونگے وہ مروارید طلسم کشا لے لے اور ایک اکہ الماس کا ہو گا اُسکو طلسم کشا اپنے بازو پر باندھے اُسکے سبب سے اُس پر کسی ساحر کا سحر اثر نہ کرے گا طلسم کشا کو معلوم ہو کہ اُسوقت تک لوح کے حرف نہ ظاہر ہونگے جسوقت تک یہ لوح چشمہ زفرم میں تین مرتبہ غوطہ ندی جانیگی اور اسکو زفرم جادو کے دل کی دھونی ندی جائے گی زفرم جادو اسی چشمہ کا مالک ہوا اسکے قتل کی تدبیر یہ ہو کہ جب طلسم کشا اُس مقام پر پہنچے تو اس لوح کو چشمہ میں غوطہ دے ادھر غوطہ دے گا چشمہ میں جوش پیدا ہو گا اور زفرم جادو چشمہ سے نکلے گا اور طلسم کشا پر حملہ کرے گا بس طلسم کشا کو لازم ہو کہ تلوار پر یہ اسم جو اس قرطاس کے ہاتھ پر لکھا ہوا دم کر کے زفرم کے حملہ کو رد کر کے اپنا وار کرے بس اس طور سے وار کرے کہ ایک ہی وار میں اُسکا کام تمام ہو بس جب وہ مر کر گرے فوراً اسکے پیٹ کو چاک کرے اور دل کو نکالے اور آگ پر رکھے جب دھوان بلند ہوا اُسکی دھونی دے اس لوح کو بس لوح کی تحریر ظاہر ہوگی جب تحریر لوح ظاہر ہوا اُسوقت لوح سے جو حکم ہوا سپر عمل کرے تلاش چشمہ زفرم میں اکیلا طرٹ مشرق کے جلسے

کوئی ہمراہ نہ ہو یہاں تک کہ عیار بھی ہمراہ نہ ہو یہ دیکھ کر اور تحریر پاکر صاحب جعفران نے سب سرداروں
 سے یہ حال کہا اور ان سب سے رخصت ہو کر خواجہ وغیرہ کو اسی مقام پر چھوڑ کر طر مشرق کے
 تلاش چشمہ زفرم میں روانہ ہوئے یہاں تک کہ ایک صحرائین پہونچے اُس صحرا کو سبزہ و گل سے بھرا ہوا پایا
 ہر طرف ہمار کا سماں تھا تمام اشجار اثمار سے پُر تھے ہوا کے جھونکوں سے جھوم رہے تھے زمین کو چوم
 رہے تھے اُس صحرائین ایک چشمہ تھا کہ آب صاف و شفاف سے مملو تھا ایسا پانی اُسکا صاف تھا
 کہ تہ زمین نظر آتی تھی اُس چشمہ کے لب گردان سنگ مرمر کے تھے اُس پر خط جلی تحریر تھا کہ این چشمہ
 زفرم یہ جو صاحب جعفران نے تحریر پایا بسم اللہ کہ مگر پٹری پر بیٹھو گئے یا نیروان پاک فرما کر گلے سے لوح
 اتار کر اس میں غوطے دیے جب دو مرتبہ غوطہ دے چکے اور تیسرے مرتبہ غوطہ دینے کے قصد سے لو حکو
 چشمہ میں ڈالا اور لوح پانی میں غرق ہوئی پانی میں جوش پیدا ہوا اور خروش اور شعلے نکلنے لگے آواز
 حبیب آئی کہ او طلسم کشا کیا غضب کرتا ہو کیا سب ساکنان طلسم مر گئے و حاکمان و رہنما جو تو نہایت
 پہونچا اور لوح پر تیرا قبضہ ہوا یا سب نمک حرام ہو گئے اور تیری شرارت کی یہ صدا جو آئی اور پانی میں
 جوش جو پیدا ہوا صاحب جعفران نے پلٹ کر دیکھا کہ یہ صدا کہاں سے آئی کوئی صدا دینے والا نظر نہ آیا
 صاحب جعفران حیران تھے کہ یہ کیا یک چشمہ میں سے ایک ساحر بدست بادہ کیر و نخوت سے بہت
 زبردست جھولی دوش پر پٹری ہوئی آنکھ و ناک سے شعلہ نکلنے ہوئے ہر بن مو سے شعلہ ہائے آتشین
 پیدا و دونوں آنکھیں سرخ ہو رہیں ہیں ترسول ہاتھ میں غصہ بات بات میں ابعد جوش و خروش
 نکلا اور سکارا کہ او طلسم کشا ٹھہر جا میں تیری جان کا مالک الموت آپ پہونچا منم زفرم چاد و مالک چشمہ
 زفرم کے گذرم کہ از دست من زندہ و سلامت بدر روی او طلسم کشا ٹھہر جا میں تیرا مرد مقابل ہوں
 معلوم ہوتا ہے کہ سب ساکنان طلسم تجھ سے مل گئے تیری اطاعت کر لی نمک حرامی پر مکرس لی
 میں کب چھوڑتا ہوں یہ کہہ کر جست کر کے باہر چشمہ کے آیا آتے ہی صاحب جعفران پر سحر کیا صاحب جعفران
 نے عکس لوح اُس پر ڈالا وہ منہ کو پھیر کر پیچھے ہٹا کہ ایسا نہ ہو سحر فراموش ہو صاحب جعفران نے
 لوح کو تیسرا غوطہ دیا اور خود بھی جست کر کے کنارے چشمہ سے زمین پر آئے برابر زفرم چاد و
 کے اور فرمایا کہ اوتا بکار کیب ایہودہ گفتگو کرتا ہو اسی میں خیریت ہو اور تیرے لیے بہترائی ہو کہ
 میرے قدموں کو بوسہ دے اور دین اسلام اختیار کر ورنہ تیرا زندہ بچنا میرے ہاتھ سے محال ہے

زمرم جادو نے برہم ہو کر کہا کہ او طلمس کشا میں نکس حرام نہیں ہوں میں تجکو زندہ نہ چھوڑوں گا کہ تو یہاں سے
 جاسکے بلکہ تو خود میری اطاعت کر اور رومال سے ہاتھ باندھ کر میری خدمت میں حاضر ہو میں تیری خطا
 بادشاہ طلمس سے معاف کرادوں گا اور دین اسلام کو ترک کر تو تو تیری جان بچے گی ورنہ میرے ہاتھ سے
 قتل ہو گا صا جعفران نے فرمایا کہ معلوم ہوا کہ تیری تصدائی پر بہت بیہودہ بکتا ہے تو حملہ کر زمرم نے
 کہا تو حملہ کر میں پہلے حملہ نہ کرونگا صا جعفران نے فرمایا جب میرا خدا مجکو تیرے ہاتھ سے بچائے گا تو میں
 تجھ پر حملہ کرونگا زمرم نے کہا کہ معلوم ہوا تجکو اپنے خدا پر بڑا بھروسہ ہے بن حملہ کرتا ہوں یہ کہہ کر سحر
 کیا صا جعفران نے عکس لوح ڈالا وہ شعلہ جو اسکے سحر سے ظاہر ہوا اٹھا اور صا جعفران کی طرف
 چلا اٹھا ایک مرتبہ عکس لوح سے فرو ہو گیا اسنے کئی سحر کیے کسی سحر سے صا جعفران پر اثر نہ کیا تو
 یہ بہت عاجز ہوا اسنے خیال کیا کہ طلمس کشا پر یہ سبب لوح کے سحر اثر نہ کرے گا یہ یوں نہ چوٹ کھائے گا
 تو مرت سحر نہیں ہو بلکہ فنون پسہ گری سے بھی باہر ہو اسکو تلوار سے قتل کر یہ سوچ کر دل میں ورد تلوار
 علم کر کے صا جعفران پر حملہ کیا جیسے ہی تلوار اسکی قریب سر آئی صا جعفران کی آنکھ لڑی ہوئی تھی تلوار کا
 قریب آنا تھا اب جو تھیک کی دی تلوار پیٹ پڑی آپنے پنجہ بے دراز کر کے کھائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار کے قبضہ
 پر قبضہ کیا ہاتھ مڑو کر تلوار چھین لی اور اُسکا ہاتھ چھوڑ دیا کہ اور کوئی حربہ کر اسنے خنجر کمر سے لیا اور
 صا جعفران پر حملہ کیا صا جعفران نے اسکے حملہ کو رد کر کے عقب سلیمانی پر اس اسسم کو دم کر کے جو کہ
 حاشیہ کاغذ پر تحریر تھا اب جو ہاتھ مارتا تلوار مثل برق کوند کر سر پر آئی اسنے سپر ہاسے سحر کو اپنے سر کی
 پناہ کیا لکریہ تلوار کسب روکتی تھی مثل برق جہندہ کے گری سر گردن کو قلم کرتی ہوئی زمین میں در آئی
 برا برو حصہ کر دیے زمرم کام کر گزنا تھا کہ ایک شور برپا ہوا اندھی سیاہ اٹھی برف باری سنگ
 باری ہوئی تاریکی ہو گئی صا جعفران نے لوح کو چمکایا روشنی ہوئی اسی روشنی میں صا جعفران نے
 جست کر کے بڑے زمرم کے پہونچ کر اسکا دل سینہ سے نکالا دل زمرم پر قبضہ کیا وہ تاریکی وغیرہ بر طرف
 ہوئی آواز آئی کہ کشتی مرا نام من زمرم جادو و بود ایک طا سراسلی لاش سے پیدا ہوا وہ یہ چلاتا ہوا
 بھاگا کہ اسکا کتان طلمس آگاہ ہو کہ طلمس کشا نے لوح پالی چشمہ زمرم میں غوطہ بھی دیا مجکو مثل پانی
 کے ٹھونٹ کے پانی گھیا اور میرا خون کنارے چشمہ زمرم کے بہایا اب طلمس ہرگز ہرگز نہ بچے گا طلمس ضرور
 فتح ہو گا یہ آواز دینا ہوا وہ طا سراسر اڑتا ہوا طرف طلمس کے لاہی ہوا ایمان جلبک و شنی ہوئی صا جعفران

نے لکڑیاں خشک جنگل سے جمع کیں اور تھوڑی پتھری سے آگ نکالی لکڑیوں کو جلایا اسپر وہ دل زفرم جادو
 کا رکھا اب جو دھواں بلند ہوا صاحب قرآن نے لوح کو دھوئی دی جب سب دل جل گیا اب جو
 صاحب قرآن نے دھوکے لوح پر نگاہ کی تو لوح کے سب طرف ظاہر ہوئے اب طلائی سے لکھے ہوئے
 تھے مثل نیکون کے چمک رہے تھے صاحب قرآن نے ملاحظہ فرمایا یہ تحریر تھا بسم اللہ کے اور طلسم کشا
 آگاہ ہو کہ جب تم کو لوح طلسم دستیاب ہوا اور اجذ غوطہ دینے چشمہ زفرم کے اور دل زفرم جادو کی دھوئی
 کے بعد تحریر لوح ظاہر ہو تو تجھ کو لازم ہو کہ نور بند سوسن دور بند اعظم کو فتح کر اگر سوسن جادو و اعظم جادو
 تیری شراکت بھی کر لیں تب بھی تو ان در بندوں کو فتح کر دیتا ہو کہ یہ دونوں تیری شراکت ضرور کریں ہیں
 تو چشمہ زفرم کے دہنی طرف روانہ ہونا ایک کوہ فلک شکوہ تجھ کو نظر آئے گا اُس کوہ فلک شکوہ کے اُس
 پار جانے کی تدبیر ہو کہ لوح کو سر پر رکھنا اور یہ کہنا کہ اے لوح مجھ کو اُس پار کوہ کے پہونچا دے آنکھیں
 بند کر لینا ایک مرکب پر نہ پیدا ہو گا وہ تجھ کو اُس پار پہونچا دے گا جب یہ صدا آئے کہ آنکھیں کھول دو جب
 چشم کو اکرنا جب تو اُس پار کوہ کے پہونچے گا تو تجھ کو ایک جنگل سوسن کا نظر آئے گا جس قدر درخت
 اُس جنگل میں ہونگے سب سوسن کے ہونگے جب سے تیرے قدم وہاں پہونچیں گے ہر طرف سے یہ صدا
 آئے گی کہ لینا پکڑنا طلسم کشا آگیا یہ یہاں سے زندہ جاتے نہ پائے مار لو وہ درخت خود بخود اپنے مقام سے
 حرکت کر کے تیرے اوپر چلیں گے تو لوح کو اسی طور سے سر پر رکھ رہنا بالکل تجھ کو زندہ پہونچے گا بلکہ
 جن سے قتل کرتا ہوا برابر چلا جاتا جب وسط جنگل میں پہونچے گا تو ایک بہت بڑا درخت سوسن کا ہوگا
 اسپر ایک طائر بیٹھا ہو گا وہ تجھ کو دیکھ کر اور منتقاہ کھول کر تیرے تکلیف پہونچانے کی خاطر سے تیری
 طرف آئے گا تجھ کو لازم ہو کہ تو تیرے اُس کو قتل کرنا پس جو اسم حاشیہ لوح پر لکھا ہو اس کو پیکان تیر پر
 دم کر کے اور اُس طائر کو مار گ کر مارنا اُس کے منہ پر ایک دھع سپاہ ہو پس اس قدر اندازے سے
 نشانہ لگانا کہ ناوک نشانہ پر بیٹھے اگر نشانہ نے خطا کی تو باہر رکھنا کہ تو تاہر مہر تھو کا ہو جائیگا اسے طور
 سے دو سرا تیر لگانا اگر وہ بھی خطا کرے گا تو تاہر سینہ تو پتھر کا ہو گا اس طور سے لگانا کہ تیسرا تیر خطا
 نہ کرے اگر ابلی مرتبہ نشانہ خطا کرے گا تو تو بالکل پتھر کا ہو گا پھر مہر بھری ہوئی نہ ہوگی خیر اگر تو اُس
 طائر کو قتل کرے اور وہ طائر مر کر گرے جس مقام پر وہ طائر گرے اُس مقام پر تو بھی جانا اور کاک
 کہنا کہ اے خزن جادو و جلد باہر آ اور میری اطاعت کر کیونکہ ملکہ سوسن جادو نے میری اطاعت

کی لوح طلسم پر میرا قبضہ ہوا میں نے بموجب ہدایت لوح یہماں آکر مکران سوسن پرست کو قتل کیا اسکے
مرنے سے صحرائے سوسن میں آگ لگ گئی سب درخت سوسن مع درخت بزرگ کے جل کر خاک سیاہ
ہو گئے در بند سوسن فتح ہو گیا جو ایشیا یہماں بانیان طلسم نے میرے لیے رکھے ہیں وہ مجھ کو دوتا کہ میں
اپنے قبضہ کروں جب تم یہ پکار کر کہو گے تو ایک ساحر کبیرا سن زمین سے پیدا ہو گا وہ تمہارے قدموں پر سر
رکھے گا اُسکو مطیع اسلام کرنا اُسکے ہمراہ جانا جو ایشیا بانیان طلسم نے تمہارے لیے اس در بند میں رکھے
ہیں اُسکی فردا اُس سے لیکر اپنے دستخط بنا دینا اب تم کو اختیار ہے چاہے اُسکے قبضہ میں رہنے دو چاہے اور
کسی کے سپرد کرو اسکے بعد پھر لوح کو دیکھنا جو لوح حکم دے اُسکو بجالانا راوی بیان کرتا ہے کہ جس طور
سے لوح میں تحریر تھا صاحبقران نے اُسی طریقہ کے سب کام کیا طہران جادو کو تیسرے نشانہ
میں قتل کیا اُسکے قتل ہوتے ہی تمام صحرائیں آگ لگ گئی بس جہاں پر وہ گرا صاحبقران نے اُسی
مقام پر پہونچ کر وہی کلمات تعلیم کردہ لوح زبان سے فرمائے حزن جادو نے آکر اطاعت کی اپنے
مکان پر گیا تمام کو ٹھہرایا کھو لکر دیکھا میں ہر ایک کو ٹھہری میں برابر صندوق زر و جواہر سے بھرے
رکھے تھے اُنپر یہ تحریر تھا کہ اپنا مال طلسم کشائے بس صاحبقران نے حزن جادو سے فرد لیکر
اُسرا اپنے دستخط فرمائے اور وہ سب مال اُسی کے سپرد کیا اور فرمایا کہ جب ہم بعد فتح طلسم جشن
کرینگے اُسوقت تم یہ مال و دولت لیکر حاضر ہونا اُسنے کہا کہ بہت خوب ایک شب حزن جادو نے
صاحبقران کو یہماں کیا دوسرے دن بوقت صبح صاحبقران نے نماز سے فراغت فرما کے لوح کو
ملاحظہ فرمایا بعد بسم اللہ کے تحریر تھا کہ جب در بند سوسن کو فتح کر چکے طلسم کشا کو لازم ہے کہ بوقت
صبح طرف جنوب کے روانہ ہو شمال کی طرف طلسم کشا کا لشکر ہو گا بس جب راہ طو کر کے ایک صحرائیں
طلسم کشا پہونچے گا تو اُسکو ایک صحرائے پر بہارے گا اُس جنگل میں ایک دریا روان ہو گا طلسم
کشا اُسکے کنارے جا کر کھڑا ہو اور یہ اسم پڑھے ایک کشتی دریا میں پیدا ہوگی اُسپر ایک کمرہ تقری
بنا ہو گا بس جب وہ کشتی کنارے پہونچے طلسم کشا کو لایق و لازم ہے کہ جست کرے اُس کشتی
میں سوار ہو کر اسطور سے جست کرے کہ کشتی میں جا کر گرے پانی میں نہ گرے اگر پانی میں گرے گا
تو غرق ہو جائے گا اے ابھرے گا وہ دریا دریا کے فنا ہوا اُس دریا کا کنارہ عدم سے ملا ہے جب
طلسم کشا کشتی میں سوار ہووے تو یہ اسم پڑھے وہ کشتی ایک طرف کو روانہ ہوگی اور کنارے پر

جا کر پہنچے گی طلسم کشا کشتی سے اترے اور طرف جنوب کے چلے ایک اور ایک صحرائے پہر بہار لیک گاؤں جنگل میں
مناروں درخت ہونے جس میں سر انسان کے بجائے شکر کے ہونے اُن سرو میں ایک سر بہت بڑا
سب سروں سے وسط میں ایک درخت کلان کے بالائے شاخ لگا ہو گا طلسم کشا کو لازم ہو کہ تیر کو
لکان میں پیوست کرے اور وہی آنکھ پر اُس سر کے لگائے اور وہ خدنگ نشانہ پر بیٹھے گا ایک شعلہ پیدا
ہو گا اُسکے پیدا ہونے سے تمام جنگل میں آگ لگ جائیگی سب سرو درخت جلنے لگیں گے جب سب
سرو درخت جل کر خاک ہو جائیں اور صحرا بالکل صاف ہو جائے اُسوقت طلسم کشا اُس مقام پر بیٹھ کر
یہ اسم پڑھے جب ساتویں دفعہ اسم پڑھنے لگے گا تو ایک شیر برپا ہو گا اُس سے خوف نہ کرے
جب وہ قریب آئے جست کر کے اُسکی پشت پر سوار ہو وہ شیر لیکر اُسکو بھاگے گا اس طور سے
سوار ہو کہ کسی مقام پر اُسکی پشت پر سے نہ گرے بس جہان پر شیر جا کر کھڑے اُسکی پشت پر سے کود کر
ایک ہاتھ مارے کہ اُسکا سر اڑ جائے اُسکی گردن سے خون نکل کر ایک طرف گوروان ہو گا بس اُسی
خون کے ہمراہ یہ طلسم کشا چلا جائے وہ خون ایک حوض میں جا کر گرے گا تمام پانی اُسکا سرخ
ہو جائے گا طلسم کشا بھی اُس حوض میں کود پڑے جب تہ پر پاؤں پہنچے تو آنکھیں کھول کر
دیکھے کہ ماہی کلان کھوٹے ہوئے بیٹھے ہوگی اور وہ خون پی رہی ہوگی بس یہ لوح کو اُسکے منہ
میں ڈال دے جب لوح منہ میں ڈالے گا ایک شعلہ پیدا ہو گا وہ شعلہ تمام پانی کو خشک کر دے گا
آواز آئے گی کہ کشتی نام من ماہ میان جاو و بود اب نہ وہ حوض ہو گا نہ وہ صحرا طلسم کشا اور ایک
صحرائے اپنے کو پائے گا بس اپنے دست راست کی طرف روانہ ہو چالیس قدم پر جا کر اُس کو
ایک خانہ بانع ملے گا طلسم کشا بلا خوف اُس بانع میں چلا جائے اسکا خیال رہے کہ شمس بانع
کے پھل کھائے نہ پانی پیے ہر طرف سے یہ صدا آئیگی کہ طلسم کشا آگیا طلسم کشا آگیا یہ کچھ بھی خیال
نہ کرے سیدھا طرف بارہ دری کے جائے اندر بارہ دری کے جب پہنچے گا تو طلسم کشا کو وسط
بارہ دری میں ایک مرو ضعیف اور زن ضعیف دونوں بیٹھے ہوئے چوہے کھاتے ہوئے نظر آئیں گے
جیسے وہ طلسم کشا کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھیں گے وہی چوہے سر اٹھا کر طلسم کشا پر ماریں گے اور
خود بھاگیں گے بس طلسم کشا کو لازم ہو کہ اس قدر جلدی کرے کہ وہ چوہے سر اُسکے قریب نہ آئے پائے
اور یہ بھاگنے نہ پائیں کہ یہ اُنکے برابر پہنچ جائے بائیں ہاتھ سے عورت کو دہننے ہاتھ سے مرد کو اٹھا لے

اور دونوں کو باہم ٹکرا دے کہ اُنکے سر پاش پاش ہو جائیں اور وہ دونوں مرکز کرین اُنکے مرنے سے تاریکی
 ہو جائے گی طلسم کشا اُن دونوں کو زمین پر رکھ دے اور اُنکے پیٹوں کو چاک کر کے دل و جگر نکال لے جب
 وہ تاریکی دُفع ہوگی تو وہ بانع ہو گا وہ بارہ درمی صرف اُنکی لاشیں پڑی ہوئی ہوں گی بس جہان پر وہ
 لاشیں پڑی ہوئی اُن لاشوں کو ہٹا کر طلسم کشا یہ آواز دے کہ اے معدن جادو خوش ہو کہ میں تیرے برابر جادو
 کو قتل کیا مع اُسکی جو رو کے یہ دل و جگر اُسکا موجود ہو لے اور اپنے ملام کو دے وہ مفلوج ہو گا اُسکا علاج
 یہی ہو کہ اُسکی دھونی دے جائے اور کہے کہ میری اطاعت کرو اور جو اشیاء با نیان طلسم میرے لیے امانت رکھ
 کئے ہیں میرے حوالے کرو ہاں سے صدا آئیگی کہ میں حاضر ہوں بس زمین شق ہوگی ایک ساحر ایک تخت
 پر پڑا ہوا نظر آئے گا بس طلسم کشا اُن دونوں کے دل و جگر کی دھونی اُسکو دے وہ تندرست ہو کر
 اطاعت کرے گا اور اپنا ہمان کرے گا مثل مخزن جادو کے وہ بھی ایک فرد پیش کرے گا بس طلسم
 کشا موافق فرد کے سب مال کی جانچ کرے خواہ اُسکے سپرد کرے خواہ اپنے ہمراہ لے جائے بوقت سحر
 اپنے لشکر کی طرف روانہ ہو طلسم کشا آگاہ ہو کہ اُسکا لشکر درمیان کوہ اعظم و کوہ سوسن و در بند سوسن
 کے پڑا ہے بانع عجائب درمیان میں اندرون در بندوں کے واقع ہوا تھا یہ سب طلسم
 کے گوشوں کا قافلہ تھا چونکہ در بند فتح ہو جائینگے کوئی فاصلہ نہیں ہو گا جب چند قدم چلے گا تو لشکر لیکھا
 لشکر میں جا کر شہر اعظم کا بادشاہ اعظم جادو کو کرے اور شہر سوسن کا بادشاہ سوسن جادو کو بعد
 اسکے ایک جشن کرے بعد ختم جشن پھر لوح کو ملاحظہ کرے جو لوح حکم دے اُس پر عمل کرے ان در بندوں
 کے بعد در بند منیر یہ اور مرتعہ عجائب و در بند عرفان زار ہو اُسکے بعد قلعہ طلسم ہر بادشاہ طلسم سے
 مقابلہ ہو گا جو لوح حکم دے اُس پر عمل کرے اور لوح سے بہت ہوشیار رہے یہ تدبیر ہو در بند اعظم کے
 فتح کرنے کی بس صاحب قرآن نے بموجب لوح کی تحریر کے عمل کیا معدن جادو سے ملکر سب مال و اسباب
 پر قبضہ کیا معدن نے بھی اطاعت کی سب مال اُسکے سپرد کر کے بوقت صبح لشکر کی طرف روانہ ہوئے
 لشکر میں سب سردار بادشاہ و خواجہ عمر و صاحب قرآن کا انتظار کر رہے تھے اور خواجہ قمر مارہے تھے
 کہ نہ معلوم صاحب قرآن کہاں ہیں جو اس وقت تک تشریف نہیں لائے کہ یکا یک ایک غبار بلند ہوا
 خواجہ و سرداروں نے دیکھا کہ صحرائی طرف سے صاحب قرآن انشتہ دیو باد پر سوار نمودار ہوئے کیونکہ پردے
 بارگاہ کے اُٹھے ہوئے تھے یہ واقعہ دیکھ کر اور صاحب قرآن کو تشریف لاتے ہوئے دیکھ کر سب براہے

استقبال چلے راہ میں جا کر قدمبوسی حاصل کی تو اعدا شاہی بجالائے سب صاحبقران کو بارگاہ میں لائے
 ونگل پر صاحبقران جلوہ فرما ہوئے سب واقعہ در بندوں کے فتح کرنے کا بیان کیا اور اسی وقت
 جشن کے برپا ہونے کا حکم دیا سب سامان درست ہو گیا بزم عشرت برپا ہوئی رقص و سرود ہونے
 لگا صاحبقران نے اعظم جادو و سوسن جادو کو بادشاہ شہر اعظم و شہر سوسن کیا راوی بیان
 کرتا ہے کہ در بندوں کے فتح ہونے سے وہ جو پردہ ہائے سحر درمیان دونوں ملکوں کے حائل تھے برطرف
 ہو گئے اور دونوں ملک نمودار ہوئے وہ جو فاصلہ تھا وہ برطرف ہو گیا وہ جشن سات شبانہ روز برپا رہا
 حال جشن و سامان جشن بہ سبب طول کے نہیں تحریر کیا کیونکہ ابھی اس حقیر کو تمام طلسم کا حال تحریر
 کرنا ہے اور اجزاء کم ہیں کیونکہ حکم ہے کہ اسی جلد میں اس طلسم کو تمام کرونا ظہرین کو معلوم ہو کہ یہاں بہت بڑا
 جشن خوشی برپا ہوا ساتویں دن وہ جشن برخاست ہوا صاحبقران نے اعظم جادو و سوسن جادو
 سے فرمایا کہ اب آپ دونوں صاحب اپنے اپنے ملک کو جائیں اور ساکنان ملک کو مسلمان کرین میں اور
 در بندوں کو فتح کرنے کی فکر میں جساما ہوں انھوں نے عرض کیا کہ جب سب طلسم فتح ہو جائے گا
 اسوقت ہم قدم بہت لازم سے جدا ہونگے ابھی ہم ان قدموں کو نہ چھوڑینگے صاحبقران نے فرمایا کہ اگر
 تم نہ جاؤ گے تو اہل شہر کیونکر مسلمان ہونگے کہہ کہ ہم ایک ایک سردار روانہ کردینگے وہ سب کو جا کر قواعد اسلام
 سے آگاہ کر آئے گا صاحبقران نے فرمایا کہ اچھا پھر جلد یہ تدبیر کرو کیونکہ ان لوگوں کا اب کافر ہونا اچھا نہیں
 ہے پس اعظم جادو نے ایک سردار کو روانہ کیا شہر اعظم کی طرف اور سوسن نے بھی ایک سردار کو شہر
 سوسن کی طرف روانہ کیا چنانچہ سرداروں نے جا کر دونوں ملکوں کے باشندوں کو جمع کیا اور تعریف خدا بیان
 کی اور سب حال بیان کیا خلاصہ یہ کہ سب اہل شہر و دونوں ملکوں کے مسلمان ہوئے یہاں بھی رواج
 دین اسلام ہوا اب صاحبقران کو تو یہاں چھوڑا جاتا ہے اور ان سرداروں کو جو مسلمان اہل شہر کو کرنے گئے
 تھے انکا حال بیان کیا جاتا ہے وہ اہل شہر کو مسلمان کر کے یہاں شکوہ بن آئے بنام بادشاہ اسلام گرو سکھ جا رہے
 کر کے سب حال صاحبقران سے بیان کیا اور اعظم و سوسن سے اب صاحبقران نے خیال کیا کہ دو
 ایک دن آرام کر لیں تو پھر کوچ کو دیکھوں جو حکم لوح دے اسپر عمل کروں پس صاحبقران کو تو راحت
 و آرام میں مصروف رکھا جاتا ہے اب کچھ حال علم شاہ رومی کا تحریر ہوتا ہے اب شہر حال علم شاہ رومی پیر
 رشید حق صاحبقران کشتہ پچی تان فرنگی کا ملاحظہ فرمائیے کہ یہ جو عطاق حج کلاہ و قوت حج کلاہ

وغیرہ کو ہمراہ لیکر مع نولاکھ سپاہ کے طرف کوہ البر کے برائے مقابلہ البرز کج کلاہ کے روانہ ہوئے تھے اور
 اس درویش حقیقت کیش کے ملاقات کی غرض سے کہ اس سے ملاقات کروں اور دریافت کروں کہ
 میں طلسم کو فتح کرونگا یا نہیں اور میں فاتح طلسم ہوں یا نہیں قطع منازل و طومرا حل کرتے ہوئے چلے
 جاتے ہیں سمک یلطائی کو قتل سے روانہ کر دیا ہوا کہ تم جا کر حالات کوہ البرز دریافت کرو سمک یلطائی
 برابر چلا جاتا تھا یہاں تک کہ شہر البرز میں پہونچا حالات شہر دریافت کیے شہر کو خوب آباد ہر گلی
 کوچہ کو صاف و شفاف پایا اہل شہر کو دل شاد و میھا اہل شہر کو حسین و خوبصورت پایا یہ کاروان سرا
 میں اتراد و رات اس کاروان سرا میں بسر کی بوقت سحر طرف دربار کے روانہ ہوا چو بیدار کی صورت بنکر
 داخل دربار ہوا دیکھا کہ البرز کج کلاہ بہ صد کبر و غرور تخت پر جلوہ گر ہے سرداران لشکر و اراکین دربار
 گرد تخت و نگلوں پر بیٹھے ہوئے ہیں ایک پہلوان زبردست باوہ جرات سے مسک ایک ونگل پر بیٹھا
 ہوا ہرگز گران سنگ برابر کرسی کے رکھا ہوا ہوا سر تا پا دریا سے آہن میں غرق و نگل پر بیٹھا ہوا ہوا اس
 پہلوان کو دیکھ کر سمک بہت حیران ہوا کہ اس شان و شوکت کا جوان آج تک نگاہ سے نہیں گذرا
 یہ سب حالات دریافت کرنے کے باہر دربار کے آیا معلوم ہوا کہ یہ پہلوان نسل رستم سے ہے بہت قوی ہے
 پیہ سالار لشکر و راوی بیان کرتا ہے کہ سمک یہ حال دریافت کر کے اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا سمک
 و علمشاہ کو روانہ رکھا جاتا ہوا اب کچھ حال طلسم کا اور شندکال کا تحریر کیا جاتا ہے کہ شندکال کو جب
 یہ معلوم ہوا کہ سیماب نے لوح کا بند بست کر لیا اور یہ تاسے طرف در بند نہیں یہ زعفران زار کے
 روانہ کر چکا عیش و عشرت میں مصروف ہوا تھا دن رات عیش و عشرت میں مصروف رہتا تھا دو
 بہر دن تک دربار کرتا تھا دو بہر دن اور چار بہر رات اسکو سوائے رقص و سرود کے دوسرا کام نہ تھا
 نہوشان سیمین و ماہر و یان نازک بدن کی صحبت رہتی تھی دربار آراستہ تھا کہ ایک مرتبہ لاش
 سیماب شعلہ خود بر قصاب کے سامنے آکر گری ناظرین کو یاد ہو گا کہ میں نے تحریر کیا ہے کہ جب صاحبقران
 نے شمار کشتوں کا حکم دیا تھا تو محاسب نے آکر عرض کیا تھا کہ کفار کی ایشوئیں سیماب بر قصاب کی لاش کا
 بیتہ نہیں ہے واقعہ یہ گذرا تھا کہ یہ دونوں جب مکر کرے تو بگو یہ پیدا ہوا ہے ان دونوں لاشوں کو اپنے میں چھیر
 اور اٹھا کر لے گیا اور شندکال کے دربار میں پہونچا دیا یہ لاشیں جو آکر سامنے شندکال کے گرین شندکال
 نے ان دونوں کو کشتہ پایا خود کشتہ ہو گیا بہت افسوس کیا اہل دربار سے کہ کہ غضب ہوا سیماب چادو

کشتہ ہوا طلسم کشائے اُس کا کشتہ بنایا اہل دربار کے بھی ہوش اُڑ گئے کہ سیلاب کی لاش سے ایک طاہر سیاہ رنگ
 پیدا ہوا اُس نے بلند ہو کر آواز دی کہ اے شنگال آگاہ ہو سیلاب مارا گیا نسیم کو عمر و نے پکڑ لیا لوح طلسم
 طلسم کشا کو مل گئی لشکر سیلاب نے شکست طحائی اور سب اہل لشکر نے اطاعت کی طلسم کشا کی یہ
 طلسم ضرور فتح ہو گا خواب غفلت سے ہوشیار ہوا اور اپنے حواس درست کر عیش و عشرت کو ترک کر اور طلسم
 کی فکر کر ورنہ یہ طلسم فتح ہو جائیگا اور تو مارا جائیگا یہ کہہ کر وہ طاہر چیخ مار کر اُڑنے لگا اُس کی آنکھوں سے بجائے آنسو
 کے شعلہ نکلا وہ لاش سیلاب و بر قتاب پر گر آیا سیلاب پھر کشتہ ہوا اُس کے ساتھ بر قتاب بھی جھلک رہا تھا ہو گیا
 گو یہ وقت ہنسی و مذاق گاہ تھا اسپر بھی ایک سردار سرداران شنگال سے بول اٹھا کہ اے بادشاہ یہ لاکھ اٹھالاکھ
 کیونکہ اکسیر و سیلاب کا کشتہ ہر جس پر یہ راکھ ڈالی جائیگی وہ سونا ہو جائے گا سیلاب نے کشتہ ہو کر خوب
 خاصیت پیدا کی وہ کہہ کیا کہنا شنگال نے کہا کہ کیا بیان کیا جائے واقعی سیلاب کے مرنے سے میری کمر ٹوٹ
 گئی اب مجھ کو ہوش آیا کیونکہ طلسم کشائے لوح پالی جو اب غفلت لازم نہیں ہر یہ کہہ کر ویر کو طلب کیا کہ نام
 پھر حاکمان در بند میریہ و زعفران زار کو تحریر کروا نکایہ مضمون ہو کہ طلسم کشائے لوح پر قبضہ پایا اعظم وغیرہ نے
 شرکت کی میرا فریسیلاب شعلہ خوش کشتہ ہوا اور اُس کا بھائی بر قتاب جادو بھی اب طلسم کشا لو حکو لیکر در بندوں
 کے برباد کرنے کی فکر میں جائیگا لہذا تم لوگ بہت ہوشیار رہنا اور یہ فکر کرنا کہ کسی تدبیر سے طلسم کشا کو اسیر کر لینا
 اگر طلسم کشا کو اسیر کر لو گے تو انعام پاؤ گے اور تمھارا احسان تمام ساکنان طلسم پر ہو گا زیادہ کیا لکھا جائے تھوڑی
 تحریر کو بہت جانو زیادہ شوق ملاقات راوی بیان کرتا ہے کہ ابھی یہ نام نہ تیار ہوئے تھے کہ زفرم جادو کے
 میرا کفر یاد کرنے لگے اور زفرم جادو کے مرنے سے شنگال کو آگاہ کیا اور آگاہ کر کے جھلکڑ خاک ہوا اُس کے بعد میر
 سوسن پرست جادو کے آئے انھوں نے در بند سوسن کے فتح ہونے سوسن پرست جادو کے بارے
 جانے سے آگاہ کیا کہ یہ بھی جھلکڑ خاک ہوئے تھے کہ چوہر باز جادو کے میرا آئے بہ مشکل طاہر انھوں نے چوہر باز
 کے مرنے سے خبر دی اور در بند اعظم کے فتح ہونے کی اور جل گئے جب یہ متواتر خبریں پہنچیں شنگال کے حواس
 جلتے رہے کہنے لگا کہ یہ سب واقعے میری غفلت سے واقع ہوئے خیر اب میں تدبیر کرتا ہوں ویر سے کہا کہ
 یہ بھی لکھ دو کہ زفرم جادو مارا گیا اور در بند سوسن و در بند اعظم کو طلسم کشائے فتح کر لیا سوسن پرست جادو
 و چوہر باز جادو مارے گئے در بند فتح ہو گئے حاکمان و در بند کو تو پہلے ہی شرکت کر چکے تھے ان در بندوں کا
 فتح ہونا کیا مشکل تھا اب تم ہوشیار رہنا و کچھ غفلت کو کام نہ فرماؤ ویر نے یہ سب حال بھی تحریر کر دیا خالص

یہ کہ طائرانِ سحر کے ہاتھ وہ نامے طرف در بند منبر پر دور بندر عقربان زار کے روانہ کیے وہ طائر نامے لیکر روانہ ہوئے
یہ طائر نامے لیے ہوئے جاتے ہیں انکو راہ میں رکھا جاتا ہے انکا حال پھر تحریر ہوگا پہلے منبر جادو کا حال غمت
فرمائیے کہ منبر جادو واسطے در بند میں بیٹھا ہوا ہے اور سب سردار حاضر ہیں اسکا بھائی سید نظیر جادو بھی موجود ہے
یہ ایک پہلا نامہ منبر جادو کے پاس شنگال کا پہونچا اور اُسے اُس نامہ کو پڑھکر اہل و بار سے کہا کہ غضب ہوا
بادشاہ کی غفلت نے تمام کام اتار کر دیا کہ وہ بے ستون فتح ہو گیا حاکم در بند سوسن ملک ستوسن جادو نے
طلسم کشا کی اطاعت کی و حاکم در بند اعظم اعظم جادو نے بھی طلسم کشا کی اطاعت کی طلسم کشا کے ہاتھ لوح
آگنی بادشاہ نے تحریر کیا ہے کہ میں نے یہاں کو برائے حفاظت لوح روانہ کیا ہے لہذا تم کو لکھا جاتا ہے کہ ہوشیار
ہو جاؤ اگر طلسم کشا لوح پا جائے اور اُدھو آئے تو اُسکو اسیر کر لینا ہم بہت خوش ہونگے اور بھائیو میں کیا
تدبیر کروں میرے تیار میں یہ آتا ہے کہ طلسم کشا کے مقابلہ کے لیے اسفندیار صحرائشین و لاجورد و دریافشکا
ولا ہو نیزہ بازو لیر زنج کلانہ کو نامے لکھوں اور ان سبکو مع لشکر کے طلب کروں اور طلسم کشا سے ایک
مقابلہ کروں اور اُسکو اسیر کر لوں کوئی نہ کوئی پہلوان یا سردار طلسم کشا پر غالب آئیگا اور اسیر کر لیکر اسراروں
نے جواب دیا کہ آپ کی رائے بہت ٹھیک ہے مگر ہم ایک بات عرض کرتے ہیں یہ فرمائیے کہ آپ لوگ ساحر ہیں
وہ طلسم کشا غیر ساحر ہے پھر اُسکو سحر سے کیوں نہ اسیر کر لیجیے منبر نے جواب دیا کہ یہ سب لوح طلسم واسطے اعظم
کے طلسم کشا پر سحر اثر کرے گا جبکہ = اثر نہ کرے گا تو پھر اسیر کرنا بیچارہ ہے ہاں اس تدبیر سے ضرور طلسم کشا اسیر
ہو جائیگا اور ضرور لشکر غیر ساحران لشکر طلسم کشا پر غالب آئے گا سرداروں نے عرض کیا کہ اے بادشاہ اُستاد گیار
کہ طلسم کشا یکہ و تنہا برائے فتح در بند و طلسم جائیگا پھر اس کے ہمراہ لشکر کب ہوگا جو لشکر سے مقابلہ پڑے گا
منبر نے کہا کہ یہ امر تو ضرور ہو پس جب وہ در بند کو فتح کر لے گا اور جو پردے بہ سب سحر کے درمیان در بندوں کے
حائل ہیں وہ فتح ہونے سے بر طرف ہو جائیں گے اسکا لشکر بھی آجائے گا کیونکہ جب طلسم کشا یہاں آئے گا
اور میں لشکر لیکر برائے مقابلہ نکلونگا تو صحرائین جا کر قیام کرونگا جب سحر بر طرف ہوگا اسکا لشکر جو صفت
آرائی دیکھے گا اپنے آقا کی کماس کرے گا میرے نزدیک مناسب ہے ان لوگوں کا طلب کرنا گو میں یہ فکر جزو
کرونگا کہ دھوکا دے کر طلسم کشا کو موقعہ عجائب میں لے جاؤں اور قبل اسکے کہ وہ در بند فتح کرے دھوکا
دے کر لوح و غیرہ پر قبضہ کر لوں اور اسیر کر لوں جنگ و پیکار کی نوبت نہ آئے دون گھر بھی لشکر ونگا
طلب کرنا ممکن ہے البتہ ہو کہ میرا فریب نہ چلے اور طلسم کشا دھوکا نہ کھائے یہ جو حیرت کما سب نے

کہا کہ ہم نے پہلے ہی عرض کیا تھا کہ آپ کی رائے بہت ٹھیک ہے جس امر کا خیال تھا وہ آپ نے دفع فرمایا
 پس اس وقت منیر نے منشی کو طلب کر کے حکم دیا کہ چار نامے ہماری طرف سے ان چار حاکموں کے نام تحریر
 کرو ایک نامہ بنام اسفندیار صحرائشین دوسرا نامہ بنام لاجپور نیرہ یا نیرہ نامہ بنام لاجپور دوریا شکاف
 چوتھا نامہ بنام البرز کج کلادہ حاکم کوہ البرز کے ہوگا مضمون ناموں کا یہ ہوگا کہ طلسم کشا کو لوج
 یا کو تمام در بند در ہم و بر ہم کیے اور اب وہ مع لشکر کے اس در بند کی طرف آتا ہے لہذا یہ وقت ملتا ہے اور ملک
 تم کو لازم ہے کہ مع لشکر و سپاہ کے آکر ہماری ملک کرو اگر تم نے آکر اور ہماری ملک کر کے طلسم کشا کو اسیر کر لیا
 تو بادشاہ طلسم پرا حسان کیا اور تمام ساکنان طلسم پر روح سامری و جہشید تم سب سے بہت خوش ہوگی
 راوی بیان کرتا ہے کہ جب یہ منیر جادو نے کہا دیر نے اسی وقت نامے تحریر کیے اور لفافہ میں بند کر کے
 پیش کیے منیر جادو نے اپنے عیار بہرام نیز قنار کو نامہ دیکر کہا کہ یہ نامے لیکر جاؤ ایک نامہ بنام
 اسفندیار صحرائشین کے پہونچا کر جواب لاؤ اور ایک نامہ لاجپور دوریا شکاف کو پہونچا دو اور
 ایک لاجپور نیرہ یا نیرہ کو اور ایک البرز کج کلادہ کو پہونچا دو اور ان سب کے جواب لے کر بہت جلد آؤ
 البرز کج کلادہ کے حال سے تو ناظرین آگاہ ہیں کہ یہ بہت بڑا زبردست بادشاہ ہے اب کسی سے دبتا
 نہیں ہے منیر کا صرف ساحر ہونے سے مطیع ہو کیونکہ خود غیر ساحر ہے اور اسکے پاس لشکر کثیر ہے کہ اسکا حال
 آئندہ ظاہر ہو گا کچھ تحریر کر چکا ہوں اور باقی کچھ تحریر کرونگا اسفندیار صحرائشین ایک پہلو ان
 زبردست ہے اور بہت خوبصورت ہے صحرائین رہتا ہے ایک لاکھ سپاہ رکھتا ہے یہ بھی مطیع ہے منیر جادو کا
 بلکہ منیر کی دختر بلکہ زلزہ سحر افکن پر مائل بھی ہے اسکو بہ سبب عشق کے صحرا پسند ہے اس سبب سے
 اسکا صحرائشین لقب ہے لاجپور دوریا شکاف بھی پہلو ان زبردست ہے ایک لاکھ بیس ہزار سپاہ کا
 افسر ہے بہت جوان مرد و لا اور ہے دریا کے کنارے رہتا ہے وسط دریا میں آنے سے قہر بنایا ہے اس سبب سے
 دوریا شکاف لقب پایا ہے یہ بھی مطیع منیر جادو ہے لاجپور نیرہ یا نیرہ بھی پہلو ان جبری و بہادر ہے ایک
 لاکھ سپاہ کا مالک و افسر ہے فن نیزہ بازی میں کمال رکھتا ہے اس کا نام نیرہ یا نیرہ مشہور ہے یہ بھی مطیع
 منیر جادو ہے پس منیر جادو نے ان سب کو نامے لکھوا کر روانہ کیے اپنے عیار کے ہاتھ یہ سب بہ سبب سحر کے
 اطاعت کرنے میں تیر کی ورنہ منیر سے بہت زبردست ہیں یہ سارے منیر نے پہلے اسفندیار کو
 جا کر منیر کا نامہ دیا اور زبان بھی عرض کیا کہ منیر جادو نے آپ کو مع لشکر کے براے ملک طلب کیا ہے

اسفندیار نے جو ابد پاکہ بین مع لشکر کے حاضر ہوتا ہوں میری طرف سے عرض کر دینا اور عیار کو خلعت دیا تو
عیار یہ جواب پاکہ کے رخصت ہو کر طرف لاجور دور یا شکاف کے روانہ ہوا عیار کے جانے کے بعد اسفندیار نے
سرداروں کو حکم دیا کہ ہمارا لشکر تیار ہو چنانچہ کل لشکر تیار ہوا یہ دوسرے دن اپنا کل لشکر جو کہ قریب سو لاکھ
کے تھا کچھ برائے حفاظت قلعہ چھوڑ کر ایک لاکھ سپاہ ہمراہ لیکر طرف در بند منیر سے روانہ ہوا اسکو راہ بین
رکھا جاتا ہوا سکا حال و نت پر تحریر ہو گا اودھر عیار نے لاجور د کو جا کر نامہ دیا اور زربانی بھی کہا اُس نے بھی نامہ
پڑھ کر مثل اسفندیار کے عیار کو خلعت دیکر رخصت کیا اور خود کل لشکر لیکر طرف در بند کے روانہ ہوا اسکو بھی
راہ بین چھوڑا جاتا ہوا یہ تلوار سے لاکھو نیزہ باز بھی سپاہ لیکر برائے ملک منیر چاد و طرف در بند منیر سے
روانہ ہوا ان دونوں کو بھی راہ بین چھوڑا جاتا ہوا اب عیار نامہ لیکر پاس الیزر کج کلاہ کے گیا اور نامہ منیر جان
کا الیزر کج کلاہ کو دیا الیزر کج کلاہ کا دربار راستہ تھا سب حال زربانی بھی کہا الیزر نے نامہ پڑھو اسکی
سناد بیر سے کہا کہ لکھ دو کہ ہم مع لشکر کے برائے ملک آتے ہیں تم پریشان نہ ہونا ہم کو طلسم کشا سے مقابلہ کا اشتیاق
ہے ہمارا سپہ سالار جو نسل رستم سے ہے اسکو بہت شوق ہے کہ بین طلسم کشا سے مقابلہ کروں یا اولاد طلسم کشا سے
میں میں آتا ہوں اور اگر مقابلہ کرونگا یہ لکھو اس کے عیار کو مہمان کیا اور کہا کہ پرسون ہم یہاں سے کوچ کر نیلے جب
تم بھی رخصت ہونا اور جا کر منیر چاد و کو خبر کرنا اُس نے کہا کہ بہت خوب وہ اُسی مقام پر مقیم ہوا اودھر الیزر کج کلاہ
نے حکم دیا کہ ہمارا لشکر تیار ہو یہاں بند و بست ہونے لگا کہ خبر آئی ان درویش نے قضا کی جو کہ آپ کے سرحد میں
فلان صحرا میں گوشہ نشین تھے اور بہت پھوپھے ہوئے تھے لاوی بیان کرتا ہے کہ یہ وہی فقیر تھے کہ جنکے اشتیاق
علم شاہ تھے چونکہ وہ فقیر بہت زبردست تھا جو کہتا تھا وہی ہوتا تھا قلح اس طلسم کے چونکہ علم شاہ
نہ تھے اگر یہ اُسکے پاس پہنچ جاتے اور وہ کہہ دیتا کہ جاؤ طلسم کو فتح کرو اُسکا کہنا نہ ہوتا وہ جھوٹا ہوتا دوسرے
اُسکی قضا بھی آگئی تھی خدا نے اُسکو الزام سے بچالیا کہ ملک الموت کو بھیج کر اُسکی روح قبض کر لی خیر آدم بر
سر مطلب کہ جب خبر آئی الیزر کے پاس کہ شاہ صاحب نے انتقال کیا اُس نے بہت افسوس کیا اور حکم دیا کہ
سامان لے جاؤ اور جس طور سے خدا پرست دفن کیے جاتے ہیں اُس طور سے اُسکو دفن کرو چنانچہ ایسا ہی کیا گیا
تمام شہر میں شاہ صاحب کے مرنے کی خبر پھیل گئی اور سب کو معلوم ہو گیا سب اہل شہر کو بہت افسوس ہوا
بلکہ جہان جہان یہ خبر پہنچی اُس نے افسوس کیا لاوی کہتا ہے کہ جب یہ خبر پھیلی اور سب کو معلوم ہوا تو ہر ایک
شاہ صاحب کی قبر پر آیا پڑا جمع ہوا اُس قبر کی پرستش کیجائے لی اب اصل واقعہ کی طرف عنان قلم کو پھیرتا ہوں

کہ یہاں اب قبر شاہ صاحب کی سب پرستش کرتے ہیں اور جب وہ دن آیا جو کہ البرز کج کلاہ نے کوچ
کے لیے مقرر کیا تھا سرداروں نے عرض کیا کہ سب سامان سفر درست ہو کوچ فرمائیے تشریف لے چلیے چنانچہ
البرز کج کلاہ نے اُس دن اپنے وزیر کو البرز کوہ کا حاکم کر کے مع اپنے سپہ سالار کے طرنت در بند منیر بہکے روانہ
ہوا قبل اسکے عیار منیر چادو چل پھڑا ہوا تھا اب اسکا حال تابندہ تحریر ہو گا پہلے حال سمک بیلطانی
کا ملاحظہ ہو یہ جو خبر دریافت کر کے اور سب حالات شہر دیکھ کر طرف لشکر کے چلے تھے علم شاہ اُدھر سے چلے
آتے تھے کہ ایک مقام پر لشکر اُترا ہوا تھا کہ سمک بیلطانی پہونچے حاضر خدمت ہو کر سب حال بیان کیا
علم شاہ نے سب حال سماعت فرما کے لشکر کو اُس دن نو قیام کرنے کا حکم دیا دوسرے دن وہاں سے کوچ فرمایا
سمک بیلطانی کا یہ طریقہ تھا کہ یہ لشکر سے الگ الگ آگے آگے جاتے تھے صبح کا وقت تھا کہ یہ لشکر سے
الگ چل پھڑے ہوئے تھے دو پہر دن تک اُنھوں نے راستہ چلا چونکہ دھوپ میں حدت زیادہ تھی گرمی کی نسل تھی
پسینہ آگیا سانس بھول گئی یہ اپنا دم راستہ کرنے لگے ایک درخت کے سایہ میں اور ہوا دکھانے لگے ہوا
دکھا رہے تھے اور پسینہ خشک کر رہے تھے کہ ایک طرف سے رنگ کی صدا آئی اُنھوں نے جو سنی تو اُس طرف دیکھا
کہ جدھر سے صدا آئی تھی اُنھوں نے دیکھا کہ ایک عیار اُڑا ہوا چلا جاتا ہے کوہ البرز کی طرف سے آتا ہے اُنھوں نے
تخیال کیا دل میں کہ اس عیار کو اسیر کرنا چاہیے اور دریافت کرنا چاہیے کہ کدھر سے آتا ہے اور کدھر کو جاتا ہے پس
سمک آگے بڑھ کر ایک جھاڑی میں پوشیدہ ہوئے اور حلقہ ہائے منذریر خاک پوشیدہ کر دیے اور خود
بیٹھ رہے چونکہ وہ عیار تیز چلا آتا تھا پسینہ میں غرق تھا اُس مقام پر جو پہونچا ہوا تھا ندی جو سیم کوئی یہ ٹھہر
گیا اسنے خیال کیا کہ ذرا یہاں ٹھہر جاؤں پسینہ خشک کر لوں پھر آگے چلوں گا جیسے ہی یہ ٹھہر کہ سمک شیر کی بونہ
بولو وہ حیران ہو کر دیکھنے لگا کہ یہ شیر کی صدا کہاں سے آئی پلٹ کر اسنے دیکھا اسکا حیران ہو کر دیکھنا تھا اور
مڑنا تھا کہ سمک نے جھٹکا مارا حلقہ پاؤں میں پھنسنے جب تک یہ ہٹے ہٹے کہ سمک نے دوسرا جھٹکا اس
زور سے مارا کہ یہ زمین پر گرا کہ سمک نے دوسری کند ماری کہ گلا اُسکا پھنسا پس سمک جست کر کے باہر
آیا آتے ہی حباب مارا کہ یہ بیہوش ہوا اب جو اسکی تلاشی لی تو ایک نامہ اسکی کمر سے نکلا اُسکو جو پڑھا
تو وہ جواب نامہ منیر تھا طرف البرز کج کلاہ کے اُسین لکھا تھا کہ میں لشکر لے کر براہ کمر روانہ
ہو چکا ہوں بہت جلد پہونچتا ہوں آپ اطمینان رکھیں مجکو خود مقابلہ طلسم کشا اشتیاق تھا میرے دل کی
مراد برآئی یہ جو سمک نے دیکھا دل میں کہا کہ واہ کیا خوب اسوقت یہ ملا اور تمھارے ذہن میں آیا

کہ تم نے عیار کی کر کے اسیر کر لیا اور نہ یہ چلا جاتا اور البرز مع لشکر کے چل چکا تھا شاہزادہ جب مع لشکر کے کوہ
البرز کے قریب پہونچتا تو بیکار ہوتا اس سے مقابلہ ہوتا سوار سے رحمت کے کچھ حاصل نہ ہوتا کیونکہ قواعد صاحبقران
کے خلاف تھا بے سوار کے لشکر سے مقابلہ کرنا بے بادشاہ کے شہر پر حملہ کرنا شاہزادہ کبھی اس امر کا مرتکب نہ ہوتا
وہ اپنے واپس ہوتا اس کے ہاتھ آ جاتے سے بڑا فائدہ ہوا میرا شاہزادہ بڑی رحمت سے بچا اسکو شاہزادہ کے
پاس لے چلوں سمک یا طائی اس عیار کو لیکر واپس ہوا رہمان لشکر چلا آتا تھا لشکر ایک صحرا سے گزرا
میں پہونچا تھا کہ سمک لشکر میں پہونچا خدمت علمشاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اسی مقام پر لشکر کو
فروکش ہونے کا حکم فرمائیے مجھکو کچھ ضروری عرض کرنا ہو علمشاہ نے اسی وقت لشکر کو فروکش ہونے کا حکم دیا
اسی وقت اسی مقام پر لشکر اتر آیا غنیمت و غیر ہوا ہونے بارگاہ میں علمشاہ تشریف لائے ونگل پر جلوہ فرمایا
سب بادشاہ اور سب سردار حاضر ہوئے دربار آراستہ ہوا اسی وقت سمک نے عیار شیر جادو کو گرفتار کرنے
کی حالت بیان کی اور وہ نامہ پیش کیا علمشاہ نے وہ نامہ پڑھا کہ وہ عیار کہان ہر سمک
نے عرض کیا کہ حاضر کرتا ہوں یہ کہہ کر جہان پوشیدہ کرایا تھا وہاں سے جا کر لے آیا اسکو ستون سے باندھ کر ہوشیار
کیا اب جو اسکو ہوش آیا اپنے کو بندھا ہوا پایا اور ایک دربار آراستہ دیکھا اب جو بغور دیکھا تو غنطاق کج کلاہ
ہوا قوت کج کلاہ وغیرہ کو تختہ پر جلوہ گرو دیکھا اور ایک جوان رعنا کو دنگل شوکت پر بصد کرد فروہ ہزار و ہدیہ
شوکت جلوہ فرما دیکھا رعب شاہی سے اس کے بند بند میں رعب پڑ گیا بندھا ہوا تھا کانپنے لگا جب دربار
حواس درست ہوئے اب اسنے آنکھ کھول کر دیکھا غنطاق وغیرہ کو تو پہچانا مگر علمشاہ کو نہیں پہچانا چران
تھا کہ یہ تو غنطاق کج کلاہ ہر اور دیگر ملکوں کے بادشاہ ہیں ان کو کون نے مجھ کو کیوں اسیر کیا ہر اسکا کیا
سبب ہر یہ جوان کون ہر جو دنگل پر بیٹھا ہوا ہر اسنے بطریقہ عجب پرستان سلام کیا کہ سمک نے قریب
اکر کہا کہ اونا عیار یہ دربار کا فروشا نہیں ہر جو تو باہین کفار سلام کرتا ہر بلکہ یہ دربار اہل اسلام کا ہر غنطاق
کج کلاہ وغیرہ نے دین اسلام قبول کر لیا ہر فرزند صاحبقران علمشاہ نو جوان دنگل پر جلوہ فرمایا ہین آنکھوں نے
دیکھ و تمنا آکر زہور جادو و برادر غنطاق کج کلاہ کو قتل کیا اور ان سب کو اپنا غلام بنایا اور ان سب سے
انکی اطاعت کی اس شہر یا کی غلامی یہ خوشی قبول کی اب یہ جوان مع لشکر گہران پر اسے مقابلا
البرز کج کلاہ تشریف لے جاتا ہر کہ اس ملک کو بھی اسلام آباد فرمائے اور البرز کج کلاہ کو مع اس کے
کل لشکر و سپہ سالار کے جو کہ نسل رستم سے ہر اپنا غلام بنائے کیونکہ اس شہر یا کا شور و شہر پائین و بل کن

لقب ہوا کہ رستم سام و نریمان و زال و اسفندیار ہوئے تو اس شہر یار کی اطاعت کرتے اور افراسیاب
 بھی بہ ہزار خوشی حلقہ اطاعت اس شہر یار کا اپنے کان میں ضرور مینا اور جی غلامی سے انحراف نہ کرتا اس
 شہر یار نے یکہ و نہما جا کر فرنگستان کو فتح کیا اور کی تاننگی کو جو کہ رستم فرنگستان تھا اور ساڑھے سات سو من کا
 تیغہ باندھتا تھا اسلحہ سے اس کے ہاتھ سے چھین لیا جیسے کوئی طفل کے ہاتھ سے کوئی بھول چھین لے اور
 اسی تیغہ سے اس کا فر کو قتل کیا اور ساتھ لاکھوں کے لشکر کو شکست دی تو بیل ہندی و دو بیل ہندی ہلوں
 زبردست ہند کے تھے فیلان مست پر سوار ہوتے تھے انکو مع اسلحہ کے مثل بھول کے اٹھا کر یکے باد لیکر
 خندق قضا و تہر میں ڈال دیا کہ آج تک انکا پتہ نہ چلا کہ انکی لاشیں کیا ہوئیں ضرور قفرنگی کا تخت جو کہ
 چالیس ہاتھ پونہر کسا تھا اس شہر یار نے اٹھا کر مثل بھول کے دریا سے فرنگ میں ڈال دیا کہ غرق آب ہو گیا
 وہ ناری پانی کی راہ سے داخل ہوا اسی جوان نے بارہ برس کے سن میں نیل سفید کو مثل پشہ کے
 قتل کیا یہ ایسا بہادر جو بس اس سے کون مقابلہ کر سکتا ہو لہذا تجھ سے کہا جاتا ہے کہ تو اطاعت اس شہر یار
 بلند و قار کی کر اور باطل پرستی کو ترک کر یہ کہہ کر سمک نے تعریف خداوند کریم بیان کرنا شروع کہ وہ ایسا
 خدا ہو جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا آدم کو خلق فرمایا شجر و حجر مخلوق فرمائے چاند و سورج پیدا کیے اپنے
 بند و نگو عقل عطا فرمائی کہ وہ نیک و بد کی تمیز کر سکیں سامری و جمشید و عجائب کیا چیز میں یہ سب بندے
 ہیں خداوند کریم کے بہکائے سے شیطان کے کافر ہو گئے لوگوں کو گمراہ کرنے لگے یہ سب ساحر تھے اور ہیں
 سمک نے بفصاحت و بلاغت تعریف خداوند کریم و مذمت سامری و جمشید جو بیان کی اس عیار کے
 آئینہ دل پر سے رنگ کفر بر طرف ہوا اور مثل آئینہ کے صفات ہو گیا کہنے لگا کہ میں نے اطاعت اس شہر یار
 کی قبول کی اور باطل پرستی سے توبہ کی سمک نے رہا کر دیا اسنے دوڑ کر علمشاہ کے قدموں کو بوسہ دیا ہاتھ
 آنکھوں سے لگائے علمشاہ نے اسکو خلعت سے سرفراز فرمایا سمک کے حوالے کیا کہ اسکو قواعد
 دینی سے آگاہ کرنا سامنے طلب فرمایا اور اس سے دریافت فرمایا کہ تو کہاں کا رہنے والا ہے کہاں آیا تھا اور
 یہ نامہ کیسا ہے اسنے عرض کیا کہ او شہر یار آگاہ ہو جیسے کہ میں عیار ہوں مشیر جادو کا جو کہ حاکم ہر بندہ مشیر
 کا اور مالک ہر مرقعہ عجائب کا جو کہ ایک مرحلہ ہر طلسم زعفران زار سلیمانی کا مشیر جادو و نئے ایک نامہ
 بنام البرزج کلہ کے لکھا تھا اسکو اپنی ملک کے لیے طلب کیا ہوا سپر کیا منحصر ہر ایک پہلوان
 اسفندیار و صحرانشین ہر اسکو بھی نامہ لکھا ہوا اور ہر اسے ملک طلب کیا ہوا اور ایک لاجورد و ریاض کا

ہوا اسکو بھی نامہ تحریر کر کے طلب کیا ہوا اور ملا ہو کر سیرۃ باز کو بھی برائے ملک طلب کیا ہوا یہ چاروں نامے میں
 لیکر در بند منیر سے چلا تھاتین نامے تو ان تینوں پہلوؤں کو پہونچا دیئے انہیں ہر ایک لشکر لیکر اسے ملک
 روانہ ہوا چوتھا نامہ لیکر کوہ البرز پر آیا پاس البرز کج کلاہ کے اسکو نامہ دیا اسنے مجھ کو تین دن تک ممان
 کیا آج اسنے مع لشکر کے کوچ کیا میں قبل سے روانہ ہوا تھا یہ جواب اسنے منیر چادو لو لکھا تھا سبب یہ
 میں روانہ ہونے کا یہ ہوا کہ اس کے ملک کے قریب صحرائیں ایک شاہ صاحب رہتے تھے جس دن میں نامہ لیکر
 گیا تھا اسی دن انھوں نے انتقال کیا اُنکے دفن وغیرہ کے سبب سے تاخیر ہوئی اور شہر یار جس دن سے
 انھوں نے انتقال لیا لوگ کہتے ہیں کہ اس شہر کی برکت جاتی رہی گو وہ خدا پرستوں کے طریقہ پر دفن کیے
 گئے مگر ایک امر یہ کہ اُس ملک کے باشندے اُس قبر کی پرستش کرتے ہیں علمشاہ نے فرمایا کہ وہ شاہ عمار
 بڑے صاحب کمال تھے اُس عمار نے کہا کہ ایسے صاحب کمال تھے کہ جنکے کمال کی کچھ حد نہیں تھی علمشاہ
 نے فرمایا کہ اب وہاں کوئی شاہ صاحب ہیں یا نہیں ہیں اُس عمار نے کہا کہ اب کوئی شاہ صاحب نہیں
 ہیں یہی ایک فقیر تھے کہ جنھوں نے انتقال کیا علمشاہ کو بھی سُنکے بہت صدمہ ہوا غنطاق کی طرف
 مخاطب ہو کر فرمایا جن درویش حقیقت کیش کی خدمت میں ہم چلے تھے برائے قدمبوسی انھوں نے
 انتقال کیا یہ ہماری کم نصیبی غنطاق کج کلاہ نے عرض کیا کہ اور شہر یار کیا کیا جائے تقدیری امور سے
 کیا چارہ اب مجبوری ہو کیا کیا جائے علمشاہ نے فرمایا کہ خیر اب تو ہم قصد کر چکے ہیں اُس شہر کو حضور اسلام
 آباد کرینگے اور البرز کج کلاہ کو مسلمان کرینگے اب ہم واپس نہ جائینگے غنطاق نے عرض کیا کہ میں کب
 اس امر کو عرض کرتا ہوں کہ آپ اوصو نہ تشریف لے جائیں علمشاہ نے فرمایا کہ اگر درویش صاحب نے
 انتقال کیا تو کیا اس امر کو ترک کروں کہ جو کافر ہوں اُنکو کافر رہنے دوں یہ امر باعث خوشی خدا کا ہے اس ملک
 کو اسلام آباد کروں اور اہل خدائیں جہاد کروں اب میرا دھڑے واپس جانا محال ہے بدو اُس ملک اسلام
 آباد کیے ہوئے اور البرز کج کلاہ کو مسلمان کیے ہوئے اُس ملک کو اسلام آباد ہونا تھا اور البرز کج کلاہ
 کو میری اطاعت کرنا تھا اگر اسنے اطاعت کر لی تو خیر ورنہ قتل کرونگا یہاں بھی دین اسلام کا نشان
 بلند ہو گا دین کا ڈنکا بجے گا صدائے اذان بلند ہوگی یہ فرما کے حکم دیا کہ لشکر کوچ کرے اُس عمار نے
 عرض کیا کہ حضور کس طرف کو تشریف لے جائینگے علمشاہ نے فرمایا کہ کوہ البرز کی طرف اسنے عرض کیا
 کہ حضور کوہ البرز کی طرف تشریف لے جانا خداوند کا بیکار ہے کیونکہ البرز کج کلاہ برائے ملک

منیر جادو مع شکر کوب کر کے روانہ ہو چکا ہے آپ وہاں جا کر کیا کیجیے گا علم شاہ نے فرمایا کہ پھر کس طرف کو چلوں اُس نے عرض کیا کہ حضور بھی در بند منیر یہ کی طرف مع شکر کے تشریف لے جلیں اُسی مقام پر البزرج کل سے مقابلہ فرمائیے علم شاہ نے فرمایا کہ اے عیار تیرا کیا نام ہے اُس نے عرض کیا کہ غلام کو بہرام تیرا قتل گشتہ بین علم شاہ نے فرمایا کہ اے بہرام تیرا قتل گشتہ یہ بیان کرو کہ منیر جادو نے ان سب کو براے کیا کیوں طلب کیا ہے کس سے مقابلہ ہونے والا ہے بہرام تیرا قتل گشتہ نے عرض کیا کہ اے شہر یار غلام عرض کر چکا ہے کہ در بند منیر یہ مرحلہ ہے طلسم زعفران زار سلیمانی کا منیر جادو اُس مرحلہ کا حاکم ہے اور شنگال جادو اصل بادشاہ ہے طلسم کا اسکا تابع ہے منیر جادو کوئی جوان ہیں کہ نام اُنکا حمزہ صاحبقران ہے جس نے آپ فرزند ہیں وہ براے فتح طلسم تشریف لائے ہیں کئی مقابلہ بادشاہ طلسم سے ہوئے بادشاہ طلسم نے شکست کھائی آخر کو یہ ہوا کہ بہت سے ساحر اور کئی سردار طلسم کشا کے شریک ہو گئے طلسم کشا نے گوہ بے ستون کو ہرباد کیا بے ستون جادو کو قتل کیا شنگال بادشاہ طلسم عیش پسند ہے اُس نے کچھ بھی خیال نہ کیا کہ یہ کیا امر ہے یہاں تک کہ در بند سوسن در بند اعظم کے حاکم اعظم جادو و سوسن جادو نے طلسم کشا کی اطاعت کی جب یہ حال شنگال کو معلوم ہوا اُس نے ہمارے بادشاہ منیر جادو کو نامہ تحریر کیا اور تحریر کیا کہ یہ یہ واقعات گزرے ہیں اس امر کا خیال رہے کہ اگر طلسم کشا اُس در بند پر آئے تو اُسکو جسطور سے ہوا سیر کر لینا جائے ندینا جب یہ نامہ آیا منیر جادو نے خیال کیا کہ طلسم کشا پر یہ سبب لوح کے سحر اثر تو نہ کرے گا بس طلسم کشا سے اور غیر ساحر و شکر سے مقابلہ کروا کوئی نہ کوئی پہلوان ضرور طلسم کشا کو اسیر کر لے گا بس اس غرض سے منیر جادو نے ان سب کو طلب کیا ہے جب یہ علم شاہ کو معلوم ہوا کہ فاتح اس طلسم کے حمزہ صاحبقران ہیں عنطاق کج کلاہ سے فرمایا کہ کیونکر بین اس طلسم کو فتح کر سکتا ہوں کیونکہ فاتح اس کے حمزہ صاحبقران تھے اگر میں کوشش بھی کرتا تو ضرور کسی نہ کسی مقام پر اسیر ہو جاتا خیر اب میں بھی در بند منیر یہ کی طرف چلتا ہوں وہاں اُنکی زیارت نصیب ہوگی بہت عرصہ سے میرا دل اُنکے دیکھنے کو چاہتا ہے وہاں اُنکے قدوم مہینت مزدوم کی زیارت سے مشہرت ہو گا اُنھوں نے افضل خدا کے کریم سے کئی مرحلہ بھی فتح فرمائے خوشا نصیب میرے جو میں اُنکی خدمت میں پہنچوں اور ایسے وقت میں اُنکی شراکت کروں جبکہ اُنپر فوجوں کی چڑھائی ہو اور چار نظرت سے

کفار ناہنجار کا نرغہ و غلطاق وغیرہ نے عرض کیا کہ ہم ہمراہ رکاب سعادت انتساب ہیں جس طرف حضور شریف
 لے چلیں گے یہ غلام خدمت بجالائے ہوئے ہمراہ ہونگے یہ ہماری خوش نصیبی اور نیک طامعی ہو کہ ہم سب
 زیارت صاحبقران سے شرف ہونگے بس علمشاہ نے سب حال دریافت کیا بہرام سے بہرام نے کل
 حال بیان کر دیا بعض مقابلوں میں علمشاہ بھی شریک رہے تھے جب سے یہ لشکر سے جدا ہوئے تھے اسو
 سے سارا حال علمشاہ نے دل لگا کے سنایا جب سب بہرام عرض کر چکا علمشاہ بہت خوش ہوئے
 اور سجدہ شکر بدرگاہ رب العزت بجالائے کہ میں نے یہ خبر سنی کہ صاحبقران بخیریت ہیں اور انھوں نے
 طلسم کے کئی مرحلے فتح فرمائے علمشاہ نے اُس وقت حکم فرمایا کہ اب لشکر ہمارا طرقت در بند منیر پہ لے کر روانہ ہو
 اُس عید کو ہر اہل لشکر کے ہمراہ فرمایا لشکر کو کوچ کا حکم دیا بس علمشاہ نو جوان کل لشکر لیکر جو کہ قریب
 قریب نولاکھ کے تھا طرقت در بند منیر پہ لے کر خواہش قدم ہو سی صاحبقران و نیز خواہش مقابلہ الیزر کج کلاہ
 روانہ ہوئے اہل لشکر سے فرمایا کہ بعد اُس جنگ و پیکار کے میں ادھر کو آؤنگا اور اس تک کو اسلام آباد
 کہو لگا لشکر ادھر کو روانہ ہوا ادھر سے یہ مرحلہ پیمانی کرتے ہوئے چلے آئے ہیں ادھر سے یعنی کوہ الیزر کی
 طرف سے الیزر کج کلاہ پنج لاکھ کا لشکر ہمراہ لیے ہوئے دو منزلہ سے منزلہ کرتا ہوا طرقت در بند کے چلا جاتا ہے
 سمک پل طاقی ہمیشہ لشکر سے آدھ کو س آگے آگے چلتے ہیں دو پہر کا وقت تھا کہ سمک نے دیکھا کہ
 ایک طرف سے گردوغبار بلند ہوا اور اس قدر غبار بلند ہوا کہ روئے آفتاب پنهان ہو گیا دن کی رات ہوئی
 طامع یہ خیال کر کے کہ سیرے کا وقت آگیا اپنے اشیائوں کی طرف پرواز کر کے جانے لگے سمک کے کان
 میں اُس غبار سے باجون کی صدا و تلواروں کی جھنکار و مہکوں کے سمون کی آواز آئی اسنے خیال کیا کہ
 لشکر آتا ہے یہ ایک درخت کی آڑ میں پوشیدہ ہو کر کھڑا ہو گیا کہ دامن گرد کا شگاف تہ ہوا اُس سے نشان
 لشکر پیدا ہوئے سیاہ پھر یرے تھے علامت لشکر کفار کی ان پھر بیرون سے پیدا تھی جب نشان گذر گئے
 جلوس سواری نمودار ہوا جب جلوس بھی گذر گیا اب لشکر کی آمد ہوئی سمک نے دیکھا کہ ایک تخت
 پر الیزر کج کلاہ سوار برابر اُس کے مرکب تیز رفتار پر اُس کا سپہ سالار عقب میں لشکر ہیشمارہ قطار در
 قطار چلا آتا ہے یہ واقعہ دیکھ کر سمک نے خیال کیا دل میں کہ شاہزادہ کو اس حال سے آگاہ کروں کیونکہ
 وہ بھی لشکر لیے ہوئے ہوئے جاتے ہیں اگر راہ میں سامنا ہو جائے اور مقابلہ ہو جائے اور یہ اطاعت
 کرے تو کیا اچھی بات ہو بس اسنے پہچان تو لیا تھا یہ وہاں سے اڑا اور طرف لشکر کے چلا جب قریب

لشکر پہونچا تو دیکھا کہ لشکر چلا آتا ہے یہ داخل لشکر ہوا بخیر دست شہزادہ پہونچا اور عرض کرنے لگا کہ اگر حضور
 لشکر کو دہنے کے طرف کوچ فرمائے گا حکم فرمائیں تو راہ بین الہیز کے لشکر سے سامنا ہو جائے اسی مقام پر
 جاسے مناسب دیکھ کر اس سے سمجھ لیجیے اور اس کے لشکر کو شکست دیجیے علمشاہ نے فرمایا کہ کیا اس کا
 لشکر آتا ہے عرض کیا کہ جی ہاں وہ بھی تو اسی طرف کو جاتا ہے آپ اس راستہ سے وہ اس راستہ سے علمشاہ
 نے یہ سنکے لشکر کو حکم دیا کہ دست راست کی طرف اتر چلو اور صحر کا راستہ قریب سے بہت جلد درہند کے
 اوپر پہونچ جائیے یہی حکم ہر اول لشکر کو بھی دیا راوی کہتا ہے کہ یہ ادھر سے الہیز کی طرف چلا گیا کہ لشکر کی خبر
 پا کر چلے آدھرا الہیز کی طرف چلا گیا تا تھا کہ اتفاق سے دوسرے دن ان دونوں لشکروں
 دسویں منزل تھی کہ ایک صحرا سے تق و توق ملا ایک طرف سے گرد لشکر علمشاہ پیدا ہوئی اور ایک جانب سے
 گرد لشکر کفار ظاہر ہوئی گرد و غبار لشکر علمشاہ نے زمانہ کو تیر و تار کر دیا روئے آفتاب پوشیدہ ہو گیا شہر
 گرد و غبار سے کہ پر شد سپہر + رہ رفتن خویش گم کر دھر + ایسی گرد بلند ہوئی تھی کہ دنیا تا ایک ہو گئی
 الہیز کی طرف چلا گیا جو یہ گرد و غبار بلند دیکھا ہر کارون کو حکم دیا کہ جا کر خیر تو لاؤ کہ یہ غبار کیسا بلند ہوا
 ہر کار سے روانہ ہوئے اور صحر سے علمشاہ کو خبر پہونچائی کہ آپ لشکر کو اسی مقام پر پڑاؤ فرمائے
 گا حکم فرمایا سے سے لشکر کفار آتا ہے یہ مقام بہت عمدہ ہے براے مقابلہ ایسا صحرا پیرانہ آب و گیاہ نہ
 ملے گا علمشاہ نے یہ سنکے اُس وقت لشکر کو حکم فرمایا کہ اسی جنگل میں خیمے وغیرہ برپا کر دیکھو نہ سامنے سے
 لشکر کفار آتا ہے اب ہم اسکو آگے نہ جانے دینگے مگر جاے معقول دیکھ کر یہ حکم دینا تھا کہ اسی مقام پر لشکر
 ٹھہر گیا اور خیمے و بارگاہیں برپا ہوئے لیکن لشکر اترنے لگا بازارین آراستہ ہونے لگیں ہر کار سے
 جو داخل لشکر ہوئے انھوں نے لشکر کشیدہ دیکھا کہ فردش ہونے کا بندوبست کر رہا ہے جدھر نگاہ اٹھ
 جاتی ہے سوائے لشکر کے اور سپاہی لشکر کے کوئی دوسری شے نظر نہیں آتی ان ہر کارون نے شایان
 حوالی غلطاق کو اور خود بادشاہ غلطاقیہ کو دیکھا اور پہچانا دریاقت کیا کہ یہ لشکر کہاں جاتا ہے اور
 علمشاہ کو دیکھ کر دریافت کیا اہل لشکر نے اسنے کہا کہ یہ سپہر حمزہ علمشاہ نوجوان رستم عالی شان ہیں
 انھوں نے تشریف لا کر ان سب بادشاہوں کو مسلمان کیا اور اکیلے تشریف لائے تھے اننے بڑے لشکر کو
 شکست دی سب حال علمشاہ کی جنگ و پیکار کا بیان کیا اور کہا کہ آقاے نامدار سب لشکر ہمراہ
 بیکر طرف کو الہیز کے براے مقابلہ الہیز کی طرف چلا گیا کہ تشریف لیے جاتے تھے راہ میں خبر پائی

کہ البیزرج کج کلاہ طرف در بند منیر یہ کے حسب الطلب منیر جادو برائے ملک مع لشکر کے گیا ہوا تھا بھی
 اسی طرف تشریف لے جاتے تھے کہ ہر کارون نے اگر خبر دی کہ لشکر کفار آتا ہے جس آقا نے ہم سب کو
 اسی مقام پر اتارنے کا حکم فرمایا اس خیال سے کہ اس لشکر سے اسی مقام پر مقابلہ کر لیں چنانچہ لشکر اتر
 رہا یہ لشکر اسلام جو ہر کار سے یہ خبر پا کر نثرل باد صرصر کے اس لشکر سے نکل کر روانہ ہوئے اور سب لشکر
 اتر اور بارگاہین و خیمے برپا ہوئے بازارین آراستہ ہوئیں علمشاہ و سب بادشاہ اتر کر بارگاہ بین تشریف
 لائے دربار آراستہ ہوا سب سردار حاضر دربار ہوئے لشکر نے کمر کھولی کل لشکر اتر ایمان دربار آراستہ ہوا
 علمشاہ نے حکم فرمایا کہ پردے بارگاہ کے اٹھا دیے جائیں ہم آمد لشکر کفار کا تمنا ہے دیکھیں گے راوی بیان
 کرتا ہے کہ پردے اٹھا دیے گئے ایمان علمشاہ طرف صحرائے ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ ادا ہر کارون نے
 البیزرج کج کلاہ سے جا کر عرض کیا کہ رستم ملین و ملیکن کشندہ کپتان فرنگی و توہیل ہندی و دوہیل ہندی
 علمشاہ روحی پسر حمزہ صاحبقران و الیقین جو کہ برائے طلسم کشائی آئے ہیں اور جن کے مقابلہ کے یہ
 منیر جادو نے آپ کو طلب کیا ہے یہ انکا لشکر جو پسر حمزہ یکہ و تینا کسی طرف سے غنطا قیمہ میں آ
 پہونچا تھا بڑے معرکہ پڑے رموز جادو مارا گیا پسر حمزہ علمشاہ نے تمام شہر غنطا قیمہ و دیگر ملکوں کو
 جو کہ غنطاق کو خراج دیتے تھے مسلمان کیا ان ملکوں کو اسلام آباد کر کے مع سپاہ جبار و لشکر بہتوار
 جو کہ قریب نولاکھ کے ہر برائے مقابلہ میں کار و دولت مدد طرف کو دالبیز کے چلا تھا کہ وہاں پہونچ کر
 صف آرائی کروں اور غلامان حضور سے جنگ و بیکار کروں حضور کو منع سپہ سالار و اہل شہر نے
 مسلمان کروں راہ میں اُس نے خبر پائی کہ حضور طرف در بند منیر یہ کے برائے ملک منیر جادو و تشریف
 لے جاتے ہیں اُس نے بھی اُس وقت سے غنان در کب کو طرف در بند منیر یہ کے پیچیدہ دیا اور اس قصد
 سے کہ اُسی مقام پر آپ سے مقابلہ کرے قطع منازل و طرماحل کرتا ہوا چلا جاتا تھا کہ اس نے اسکا
 لشکر جو کہ ساٹھ ہزار و چار سو تھے آپ کی راہ روکی ہو پہونچا آپ کے لشکر کے گرد و غبار کو
 دیکھ کر ہر کار سے روانہ کیے کہ خبر لاؤ یہ گرد و غبار کیسا بلند ہوا ہے ہر کارون نے خبر دی کہ البیزرج کج کلاہ
 مع لشکر کے طرف در بند منیر یہ کے جاتا ہے یہ اُس کے لشکر کا گرد و غبار ہے جس پسر حمزہ نے یہ سنے اپنے لشکر
 کو حکم دیا کہ اسی مقام پر اتر پڑو اور خیمے وغیرہ برپا کرو ہم البیزرج کج کلاہ سے اسی مقام میں مقابلہ
 کریں گے ایمان سے جاتے نہ دینے کیونکہ ہم اسی کی تلاش میں تھے ہیں اور یہ ہمارے آنے کی جہاں ہے ہی

اپنے شہر سے بھاگا تو بس یہ پسر حمزہ کے لشکر کی گرد تھی جو کہ بلند ہوئی تھی البزرج کلاہ نے جو یہ تقریر
 ہر کارون کی زبانی سنی تیوری پر بل ڈال کر ہر کارون سے کہا کہ پسر حمزہ نے مابدولت کی راہ رو کی ہے
 اور مابدولت کے لشکر سے مقابلہ کا قصد رکھتا ہے تو ہم بھی اُس سے اسی مقام پر مقابلہ کریں گے اور اُس کو اسیر
 کر کے اپنے ہمراہ لے جائیں گے اور جب کہ حمزہ یعنی طلسم کشا سے مقابلہ ہو گا تو اُس کو دکھائیے کہ دیکھو ہم نے
 تمہارے فرزند رشید کو اسیر کر لیا ہے جس کی شجاعت کا بڑا شہرہ تھا جو لشکر پسر حمزہ کے ہمراہ غنطاق غیرہ
 کا ہے اور نہ اس کے ہمراہ کب لشکر تھا وہ تو یکہ و تنہا آیا تھا یہ سب لشکر اُس نے ان سب بادشاہوں کو
 زیر کر کے حاصل کیا ہے البزرج کلاہ بولا خیر مجھ کو ایک مدت سے ہو میں تھی اور قصد کرتا تھا کہ غنطاق
 سے مقابلہ کروں اور اُس کو بھی اپنا مطیع بناؤں مگر مصلحت نہ پاتا تھا دیکر محال کہ کے قصوں سے اس
 صحرا میں میری آرزو پوری ہو جائیگی غنطاق کو بھی مع پسر حمزہ کے اپنا مطیع بناؤں گا اب یہ لوگ
 میرے ہاتھ سے بچ کر جاتے کہاں ہیں ان سب کو مار لوں گا اگر وہ لشکر کثیر رکھتے ہیں تو لاٹھ کا اگر لشکر
 ہے تو ہمارے ہمراہ بھی پانچ لاکھ سپاہ ہے کیا پروا ہے پانچ لاکھ تو لاٹھ پر غالب ہونے اور ان سب کو
 شکست دینے لے لے ہمارا لشکر بمقابلہ لشکر پسر حمزہ فروکش ہو مابدولت پسر حمزہ سے مقابلہ اور مجاہدہ
 بخوبی کریں گے یہ جو حکم البزرج کلاہ نے اپنے لشکر کو دیا اسی وقت کل لشکر نے رخ اُسٹرن کا کیا کہ
 جدھر لشکر علمشاہ فروکش تھا علمشاہ بارگاہ میں بیٹھے ہوئے ملاحظہ فرما رہے تھے گرد و غبار تو بلند
 ہو چکا تھا اسی گرد و غبار کو دیکھ کر علمشاہ نے لشکر کے فروکش ہونے کا حکم فرمایا تھا سب سے
 دریافت فرما کے اور لشکر فروکش ہوا تھا اور جب لشکر البزرج کلاہ قریب لشکر علمشاہ پہنچا
 دامن گرد کا شگافہ ہوا دامن گرد سے پانچ سو علم پانچ لاکھ لشکر کی علامت کے پیا ہوئے جن کے چہرہ و بدن
 پر تعریف خداوند عجائب تحریر تھی فیلون کی مستکون پر آئینہ لگے ہوئے فیلبان وریان پہنے ہوئے
 بیٹھے تھے وہ سب کے سب آکر ایک طرف قائم ہوئے اُن کے بعد جلوس سواری نمودار ہوا وہ
 سب بھی ایک سمت آکر قائم ہوئے اب علمشاہ نے دیکھا کہ ایک بادشاہ تخت پر سوار تاج
 کج سر پر رکھے ہوئے برابر تخت کے مرکب بلند ہوا ایک پہلوان سوار از سر تا پا دریا سے آہن میں
 غرق عقب میں لشکر پیشمار قطار و قطار چلا آتا ہے غنطاق نے علمشاہ سے عرض کیا کہ یہ جو
 تخت پر سوار ہے یہ البزرج کلاہ ہے اور یہ جو برابر تخت کے مرکب پر ہے اس کا سپہ سالار ہے

اور وہی پہلوان ہو جو کہ اپنے کو نسل رستم سے بیان کرتا ہو باقی اور سرداران لشکر سے علمشاد سے فرمایا کہ جوان
تو بہت اچھا ہو لائق ہماری بارگاہ کے ہو اگر فضل خدا شامل حال ہوا تو اسکو اپنا مطیع بناؤ نگاہ یہاں
تو یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ ادھر لشکر البرزج کھلا کہ خود کش ہونے لگا تھے وغیرہ ہر باہوتے لگے بازارین
آراستہ ہو گئیں لشکر اترا البرزج کھلا کہ مع سرداروں و سپہ سالار کے داخل بارگاہ ہوا اُسے اُسید و قست
منشی کو طلب کر کے حکم دیا کہ ایک نامہ بنام غنطاق کج کھلا دو پسر حمزہ ہماری طرف سے اس مضمون کا
تحریر کرو کہ تم لوگوں نے بیچار کو میری راہ روکی ہو میں وہ لشکر جرار رکھتا ہوں کہ ایک حملہ میں تمہارے
لشکر کا خاتمہ کرو نگاہ بدولت کا یہ مرتبہ ہو کہ دوسرے بادشاہ چھو کو برائے ملک طلب کرتے ہیں
میں جا کر انکی ملک کرتا ہوں اور اُنکے حریف کو قتل کر کے اُنکا قبضہ کرا دیتا ہوں یہی میرا کام ہو
خیال کرو کہ حمزہ برائے فتح طلسم آیا ہو اور اُسکی آمد در بند منیر یہ کی طرف ہو چنا چہ منیر جادو و سحر
کو خود ساحر ہو مگر مابدولت کو برائے مقابلہ طلسم کشا مع لشکر و سپاہ کے طلب کیا ہو مابدولت
مع لشکر کے اُسی سمت کو جاتے تھے کہ تم نے راہ روک لی کیون اپنی قضا بکراتے ہو بس خیر بہت
اسی میں ہو کہ آکر مابدولت کی اطاعت کرو اور رومال سے ہاتھ باندھ کر حاضر ہو میں تمہاری خطا
معاف کراؤ و نگاہ اور خود بھی کرو نگاہ پسر حمزہ تو مجھ غنطاق وغیرہ کے مثل نہ خیال کرنا میں انکی
طرح ایسا نادان نہیں ہوں کہ تیرے بہکاتے سے اپنا دین آبائی ترک کروں اور میں بھی اطاعت
کروں نہ معلوم تو نے اُنکو کیا فقرہ دیا جو انھوں نے تیری اطاعت کی اور اپنا دین آبائی ترک کیا
معلوم ہوتا ہو کہ تو مجھ کو بھی اور میرے ملک کو بھی مثل غنطاقیہ و غنطاق کے خیال کرتا ہو
یہ تیرا خیال خام و تصور ناتمام ہو یہاں تیری وال نہ گلے کی تو قتل کیا جائے گا مابدولت کی
تکوار کے سکے پڑے ہوئے ہیں اور شجاعت کے جھنڈے کڑے ہوئے ہیں میں تجھ کو نصیحت کرتا
ہوں کہ تو میری اطاعت کہیں تیرے دین و مذہب سے کوئی غرض نہ رکھو نگاہ تجھ کو اپنے لشکر
کا سپہ سالار کرونگا اپنے مقام پر خیال کر لے کہ میں ایسا بہادر ہوں کہ مجھ کو لوگ حمزہ یعنی طلسم
کشا کے مقابلہ کے لیے طلب کرتے ہیں اور میں بلا خوف جاتا ہوں تو نے بیچار راہ روک کے
اپنے سر پہ بلا مول لی میں نصیحت کرتا ہوں کہ میرے کئے پر عمل کر بیچار اپنی جان کو برباد نہ کرے
نہ کر آئندہ تجھ کو اختیار ہو اور غنطاق کج کھلا وغیرہ کو معلوم ہو کہ تم نے بہت نالائق حرکت کی

کہ اپنا دین آبادی ترک کیا ہو گئے سے پس حرمہ کے میرا خوف بالکل نہ کیا اور اُسکی اطاعت کرنی میرے
 حال سے نہ واقف تھے جو ایسی حرکت کی بس خیریت اسی میں ہو کہ پھر اپنا مذہب آبادی قبول کرو اور
 مجھ کو ہر سال خراج دیا کرو اب وہ زمانہ گزر گیا ہے کہ تم مجھ سے خراج لیتے تھے اور میں تم کو خراج دیتا تھا
 میں نے دو سال سے تم کو خراج نہیں دیا تو تم نے میرا کیا بنا لیا میرا تو قصد تھا کہ میں لشکر لیکر تمہارے
 ملک پر آؤں اور تم سے خراج لوں تم ایسے بے خوف ہوئے اور مابعد ولست کا کچھ خیال نہ کیا کہ یہ کیسا
 سبب ہو جو البزنج کلاہ نے خراج موقوف کر دیا کوئی تو ایسی وجہ ہو جو یہ امر واقع ہوا اُس پر تم لشکر
 لے کر پسر حرمہ کے کئے سے مجھ پر لشکر کشی کے قصد سے چلے معلوم ہوا کہ تم مجھ کو مثل سابق کے خیال
 کو تے ہو اور میرے حالات کی تم کو خبر نہیں ہے میں اب وہ نہیں ہوں دو سرا ہو گیا ہوں اب مجھ سے
 تم کو خوف کرنا لازم ہے تم نے سنا ہو گا کہ جن جن لوگوں کو میں خراج دیتا تھا اُن سب سے میں نے
 خراج لینا شروع کیا اُن سب نے میری اطاعت کی سب نے میری تلوار کو مانا ہے یہ فضل ہے خدا کا
 مجاہد کا لہذا تم کو تحریر کیا جاتا ہے کہ اپنی جان کو ہر باد نہ کرو نہ اپنے ہمراہ دو سہرون کو خراب نہ کرو بیکار
 دونوں طرف کے اہل لشکر کا خون ناحق اپنے سر پر نہ لو دیکھو ہوش میں آؤ اور اطاعت سے پس
 حرمہ کی دست بردار ہو بلکہ اُسکو اسیر کر کے اپنے ہمراہ لے کر مابعد ولست کی خدمت میں حاضر ہو
 مابعد ولست تمہاری خطا کو معاف کر دے تم میری اطاعت کرو اور اپنا آبادی دین پھر اختیار کرو اسلام
 کو ترک کرو یہی صورت تمہاری زندگی کی ہے ورنہ یاد رکھو کہ اسی جنگل میں تم سب کے سر کٹے
 ہوئے پڑے ہونگے اور جسم ستم ہائے مرکب سے پا کمال ہو گئے آئندہ تم کو اختیار ہو زیادہ کیا لکھا
 جائے بقول شاعر شعرت منت اپنے حق بود گفت تمام + تو دانی دگر بعد ازین والسلام + البزنج نے یہ
 مضمون بتایا منشی نے اسی وقت نامہ تحریر کیا لفافہ میں بند کر کے مہر کر کے پیش کیا البزنج کلاہ
 نے ایک سردار کو کہ نام اُسکا ماہر وے شیر پیکر تھا نامہ دیا اور کہا کہ یہ نامہ لے جا کر پسر حرمہ و
 غمطاق کو دینا اور اسکا جواب باصواب ان سے حاصل کر کے بہت جلد واپس آنا تاکہ اُن کے
 جواب سے آگاہ ہو کر جیسا وہ تحریر کریں ویسا بندوبست کیا جائے ماہر وے شیر پیکر وہ نامہ لے کر
 طرف لشکر شاہ کے چلا یہاں ہر کارون نے شاہزادہ کو حال نامہ سے اور مضمون نامہ سے آگاہ
 کیا یہاں خود تجویز ہو رہی تھی کہ البزنج کلاہ کو نامہ قلم دید آمیز لکھا جائے کہ ہر کارون نے

نامے کے آنے کی خبر بیان کی شاہزادہ نے فرمایا کہ ہمارا دربار کیا راستہ ہو کیونکہ نامہ بر نامہ سے کرا تا ہر وہ
 دربار کو آراستہ دیکھے کوئی کرسی خالی نہ رہے کہ نامہ بر کرسی پر بیٹھنے نہ پائے جب تک ہم حکم نہ دیں کیونکہ
 یہ کفار کے لشکر کا نامہ بر ہو اور کافر جو حکیم و یا گلیا اسی وقت دربار آراستہ ہوا سب سردار و کسیدوں پر
 بیٹھے دربار خوب آراستہ ہوا کوئی کرسی خالی نہ تھی اور لشکر میں حکم دے دیا گیا کہ اگر نامہ بر آئے تو اسکو
 کوئی نہ روکے یہاں تو دربار آراستہ ہوا سب دربار میں بیٹھے ہوئے انتظار کر رہے تھے کہ نامہ بر
 اُدھر سے نامہ لے کر آتا ہو گا راوی بیان کرتا ہے کہ ماہر وے شیر پیکر نامہ لے کر چلا تھا کہ وہ
 داخل لشکر علمشاہ ہوا اور سیر کرتا ہوا دربار گاہ پر پہونچا اور گہ سالار سے کہا کہ خبر کر دو کہ ایک نامہ بر نامہ
 لے کر آیا ہے یا چاہتا ہے درگہ سالار نے جواب دیا کہ جاؤ پہلے سے تمھارے واسطے حکم صادر ہو چکا ہے
 بس درگہ سالار کے کہنے سے نامہ بر داخل بارگاہ ہوا مجرا گاہ پر سے مجرا کیا اُدھر اُدھر دیکھنے لگا کہ
 کوئی کرسی خالی ہو تو اس پر بیٹھ جاؤں کوئی کرسی خالی نہ پائی سب کرسیوں پر سرداروں افسروں کو
 بیٹھے ہوئے دیکھا دربار کو خوب آراستہ و سیراستہ پایا دربار کا ہے کو تھا بیشک شیران تھا ہر ایک بہادر
 بیٹھا ہوا جھوم رہا تھا قبضہ شمشیر جو رہا تھا تخت شوکت پر غنطاق رنج کلاہ جلوہ گر تھا
 نیم تختوں پر اور بادشاہ تھے ونگل شوکت پر علمشاہ کو جلوہ گر دیکھا دربار کو اس طور سے آراستہ
 دیکھ کر یہ بہت حیران ہوا اُدھر اُدھر دیکھنے لگا کہ کوئی کرسی خالی ہو تو اس پر بیٹھ جاؤں کوئی کرسی خالی
 نہ پائی اس حیران ہوا کہ کیا کروں خاموش کھڑا ہو گیا جب علمشاہ نے دیکھا کہ یہ سزا یا چکا اشارہ
 کیا خدمتگار نے کرسی لا کر چھادی وہ سلام کہے کرسی پر بیٹھا علمشاہ نے ساتی کو اشارہ کیا کہ
 نامہ بر کو جام شراب دے ساتی نے جام لبریز کر کے نامہ بر کو دیا جب اسکا و مانع باد کا ناب سے
 گرم ہوا وہ پکاؤ اٹھا کہ منم نامہ دار منم نامہ دار علمشاہ نے فرمایا کہ کس کا نامہ لایا ہے اسنے کہا کہ نامہ
 لایا ہوں البرز لچ کلاہ جہان پناہ کا بنام آپ کے اور غنطاق رنج کلاہ کے فرمایا کہ لا نامہ
 نامہ بر نے کمر سے نامہ نکال کر دیا علمشاہ نے دیکھ کر اشارہ کیا کہ اس کے ہاتھ سے نامہ لے کر پڑھو
 ویر نے نامہ بر کے ہاتھ سے لیا اور لفافہ چاک کر کے پڑھنا شروع کیا تمام نامہ پڑھا جب علمشاہ
 و غنطاق مضمون نامہ سے آگاہ ہوئے بس علمشاہ نے ویر کے ہاتھ سے نامہ لے کر چاک کر ڈالا
 نامہ بر کو بہت غصہ آیا اور قصد کیا کہ اس جوان کو نامہ چاک کرنے کی سزا دے یہ قصد کر کے

تھنے کا ارادہ کیا تھا کہ پھر خیال پیدا ہوا کہ اگر تو نے ذرا بھی حرکت کی یہاں اس قدر سردی ہوگی سب مارے
 تلواروں کے تیرا تیرا تختہ کر ڈالیں گے اس سے بہتر یہ ہو کہ جب یہ میدان جنگ میں صفت آرا ہو تو
 میدان میں آکر اور اسکو ٹوک کر اپنے مقابلہ میں طلب کروں اور اسکو سزا دوں اس حرکت کی
 یہ دل میں سوچ کر اپنے قصد سے باز آیا علمشاہ نے نامہ چاک کر کے دیر سے کہا کہ ہماری و
 عنطاق کج کلاہ کی طرف سے تحریر کر دو کہ بیچارہ تم نے ایسی تحریر کی ہو نہایت بیہودہ و تھاری
 تحریر ہو ایسی تحریر تھی کہ ہم نے وہ نامہ چاک کر ڈالا تم نے یہ جو تحریر کیا ہو کہ تم نے بیچارہ لشکر کشی کی
 میں خود آنے والا تھا تم کیا لشکر کشی ہم پر کرتے ہمارے آنے کی خبر پا کر اپنے لشکر کو ہمراہ لے کر
 شہر کو چھوڑ کر بھاگے تھے وہ تو ہم کو راہ میں خبر مل گئی ہم نے آکر روکا ورنہ تم تو چل دیے تھے
 اب میں کب جانے دیتا ہوں تمہارے نامہ کا جواب یہی ہو کہ آمادہ جنگ ہو کر میدان میں آؤ
 ہم بھی آکر تم سے مقابلہ کریں گے جس قدر تم نے تحریر کیا ہو سب کا یہی جواب ہو کہ مقابلہ کرو ایسی
 بیچارہ تحریر کے جواب دینے کی ہم کو کوئی ضرورت نہیں ہو بس یہی جواب ہو جو کہ ہم نے تحریر کیا یہ
 لکھو اے اُس نامہ پر کو دیا اور کہد یا کہ کہدینا کہ میدان میں آؤ تم کو تمہاری تحریر کا جواب زبان
 تیغ سے دیا جائے گا وہ نامہ پر جواب لے کر وہاں سے اپنے لشکر کی طرف واپس آیا اور داخل لشکر
 ہو کر البیزج کلاہ کو جواب نامہ دیا اور زبانی سب حال کہا اور کہا کہ پسر حمزہ نے نامہ چاک کر ڈالا
 اور کہا کہ کہدینا کہ تمہارے نامہ کا جواب زبان تیغ سے دیا جائے گا میدان میں آؤ یہ سن کے
 البیزج کلاہ بہت حیران ہوا سننے کہا کہ نامہ پڑھو دیر نے نامہ پڑھا مضمون نامہ سننے اور بہم
 ہوا اسی وقت حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں طبل جنگ بجے ہم میدان جنگ میں جا کر پسر حمزہ
 کو اس حرکت کی سزا دینے گیا آسان ہو مابعد و ست کا نامہ چاک کر ڈالنا میں اس نامہ کے
 چاک کرنے کی عیوض میں اگر اُسکا تمام جسم نہ چاک کروں تلوار و نئے تو اپنا نام البیزج کلاہ
 نہ رکھوں یہ میرے ہاتھ سے سچ کر کہاں جاتا ہو کل ہی حال معلوم ہو جائے گا یہ کہ حکم دیا کہ
 ہمارے لشکر میں طبل جنگ بجے یہ حکم دینا تھا کہ اسی وقت نقارہ چوب پڑی سب اہل لشکر کو
 معلوم ہوا کہ کل مقابلہ ہو گا لشکر حریف سے ہر کاروں نے یہ خبر علمشاہ کو پہونچائی کہ لشکر کفار
 میں طبل جنگ بجا ہوا اُسکا قصد ہو کہ کل میدان جنگ میں نکل کر حضور کے غلاموں سے مقابلہ

میں طبل جنگ بجا ہوا

کرے باقی خیریت ہو یہ سننا تھا کہ علمشاہ نے بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی طبل جنگ بکے افضل ازوی
 و بنا پھر بانی یہاں بھی کوس حربی پر چوب پٹری دونوں لشکروں میں سامان جنگ ہونے لگا اور طبل
 جنگ بجنے لگا دونوں طرف کا دربار برخواست ہوا سب سردار اپنے اپنے مقام پر آکر درستی آلات حرب
 و ضرب کی کرنے لگے وہ دن اسی سامان میں بسر ہوا اور وہ رات بھی اسی سامان جنگ میں بسر ہوئی
 جب سحر ہوئے اور صبح علمشاہ اپنا کل لشکر لے کر میدان جنگ میں آکر صف آرا ہوئے اور صبح سے
 لشکر کفار میدان میں آیا دونوں طرف سے ہمدردوں نے تکل کر پست و بلند زمین کو ہوا کیا جو درخت
 حائل نظر تھے انکو قلم کیا ستون نے تکل کر آبپاشی کر کے گرد و غبار کو بٹھا دیا نشیبوں نے تکل کر نقابست کی
 جب نقیب نقابست کر کے چلے گئے اسوقت لشکر کفار سے وہی نامہ بر جو کہ نامہ لیکر آیا تھا ابنزرج کھلا
 سے اجازت لے کر میدان میں آیا اور سراپا میدان کا دکھانے کے مرکب کو روک کے گویا ہوا اور فرقہ خدا
 پرستان آگاہ ہو کہ میرا نام ماہر ہے شیر پیکر ہر بین نے اکثر شیر کو زندہ پکڑ لیا ہوا اور اسکو حیر کر پھینک دیا ہوا
 بس کل نامہ لے کر آیا تھا تم نے یہ گستاخی کی کہ بادشاہ کا نامہ چاک کر ڈالا لہذا میں یہ چاہتا ہوں کہ وہ جوان
 جو کہ اپنے کو بہادر اور جبری تصور کرتا ہو اور اپنا نقیب رستم شہور کیا ہو اور اپنی جراثیم کے غرہ میں نامہ
 کو چاک کر ڈالا لہذا وہی جوان میرے مقابلہ کو آئے میں کسی اور کو نہیں طلب کرتا ہوں اسی سے مقابلہ
 کرونگا اور اسکو اس حرکت کی جو کہ کل اس سے سرزد ہوئی تھی منراو ننگا حسن طور سے اُسے نامہ چاک
 کیا ہوا اسی طور سے اُسکا سر قلم کرونگا یہ کہ انتظار کرنے لگا جب اُس نے یہ پکار کر کہا بس علمشاہ نے
 اپنے مرکب کو صف سے نکالا اور حمیہ کر کے چلے سب سردار پیدل ہوئے اور غنطاق کج کلاہ وغیرہ
 بھی پیدل ہو کر ہاتھ جوڑ کر سامنے آئے اور یوں عرض کرنے لگے کہ اے شہر پار ہم سب سردار کس لیے
 ہیں اس نابکار کو جا کر اس سخت کلامی کی منراوینکے آپ ملاحظہ فرمائیے کہ کس طور سے اسکے سر کو قلم
 کرتے ہیں علمشاہ نے فرمایا کہ اُسے میرا نام لے کر پکارا ہو اور میں تم سب سے کہہ چکا ہوں کہ صاحبقران
 کا طریقہ ہوا اور انھوں نے قاعدہ مقرر کیا ہو کہ جسکو حریت طلب کرے وہی جا کر حریت سے مقابلہ
 کرے بس کیونکر ہو سکتا ہو کہ میں نہ جاؤں دوسرے کو بھیج دوں جبکہ وہ میرا نام لے کر مجھکو طلب کرتا
 ہو بدنامی ہوگی مجھ پر سب یہ طعنہ کریں گے کہ علمشاہ ڈر گیا حریت نے اسکو طلب کیا وہ خود مقابلہ
 کو نہ نکلا دوسرے سردار کو بھیجا بس میں تمام عالم میں مطعون ہوں گا لہذا میں جا کر اس سے مقابلہ

کہ تا ہوں تم سب اطمینان رکھو لاگھ ان لوگوں نے اصرار کیا مگر علمشاہ نے نہ مانا اور آنکھوں پر دست فرمایا
خود مرکب کو ہمیز کر کے طرف میدان کے چلے سب سردار اپنے اپنے مقام پر آکر کھڑے ہوئے اور
تماشہ میدان جنگ کا دیکھنے لگے ہر ایک کی آنکھ لڑی ہوئی ہو جیسا کہ علمشاہ میدان جنگ میں پہنچے
ماہر و شیر پیکر مرکب کو روکے ہوئے کھڑا تھا اور انتظار کر رہا تھا جیسے اُس نے علمشاہ کو اپنی طرف آتے
ہوئے دیکھا بہ قصد تگاوزنی گروا سیر کالے کر بڑھا علمشاہ نے بھی سپر پشت پر سے لی اور سپر کو لے کر
شاہزادہ بھی اُسکی طرف چلا بس باہم تگاوزلی درون سپر میں باہم لڑیں کھلمائے سپر سے شرارے نکلے
بالائے آسمان گئے دونوں مرکب پیچھے ہٹے دیکھنے والوں نے دیکھا تو یہ نظر پڑا کہ مرکب علمشاہ کا دو قدم
پیچھے ہٹا اور ماہر و شیر پیکر کا سات قدم پیچھا ہوا تگاوزلی میں غالب و مغلوب کا حال کھل گیا
بس دونوں مرکبوں کو مسل کر باہم مقابل ہوئے اُس کا فرخا سر کو بہت بڑا غصہ تھا نہ کچھ کہتا نہ سنا نیزہ
اٹھا کر سینہ بے گینہ علمشاہ پر مارا علمشاہ نے نیزہ کو سنان نیزہ پر رو کا لگی نیزہ بازی ہونے پر یہ معلوم
ہوتا تھا کہ دو بلبلیں باہم کتھے گئیں سنانین چمکنے لگیں شرارے نکلنے لگے کوئی پچیس طعن کی رد و
بدل ہوتی تھی کہ ایک مقام پر علمشاہ نے برچھے کو گانتھو کر بندھا جعفرانی ہاندھا اب جو مرکب کو
ہمیز کیا نیزہ صاف اُسکے ہاتھ سے نکل گیا مثل تیر شہاب کے بالائے ہوا چاکر چمکا لشکر اسلام سے
ایک غریب بلند ہوا یہ نابکار نیزہ بھرا آبِ نجاست میں غرق ہو گیا اپنی شرمندگی رفع کرنے کے لئے فوراً
تین تھمبار نیام سے لے کر وار کیا شاہزادہ نے اُسکے وار کو پشت شمشیر پر رو کا لگی تلوار چلنے ایک مقام
پر موقوف پا کر اب جو جنبہ کا ہاتھوڑ سید کیا تلوار نے اُسکو دو کیا بھلا اب کب بچتا ہو ایک تو تین تھمبار کی تان فرنگی
دوسرے دست زبردست علمشاہ ایک ہی وار میں داخل نار ہوا اسکا منہ نا تھا اور مرکب سے
سر گرنا تھا کہ اسکا بھائی زحل شیر پیکر الہ زری سے اجازت لے کر میدان میں آیا آتے ہی اُس نے تلوار
کا وار کیا علمشاہ نے اُسکی تلوار چھین لی اور مرکزِ نجیر پکڑ کر قاش زین سے اٹھا لیا اور بالائے سر چرخ
دے کر زمین پر مارا کہ نقش زین ہو گیا استخوان تک ریزہ ریزہ ہو گئے یہ حال دیکھ کر عطار و شیر شکار
ایک پہلوان نامی تھا وہ مرکب کو ہمیز کر کے اور بادشاہ سے اجازت لے کر مقابلہ میں آیا آتے ہی
گزر کا وار کیا علمشاہ نے اُس کے کلمہ عمود کو پکڑ کر اب جو جھٹکا دیا اگر چھوڑ نہ دے تو کلائی کے
پاس سے ہاتھ ٹوٹ جائے خبر نہ ہوا جلدی سے چھوڑ دیا بس علمشاہ نے گزر کو زین پر بھینک دیا اور

بائین ہاتھ سے اسکی کلر زنجیر پکڑ کر قاش زمین سے اٹھالیا اور چرخ دے کر بالائے آسمان پھینکا کہ مثل کتب شک
 کے نظر آنے لگا اب وہ مائل زمین ہو جیتے تہو تب پھر پنجام کب کو بڑھا کر اب جو تہفہ کا ہاتھ لگایا کہ
 دو پر کالے ہوئے دو سرا ہاتھ مارا کہ چار ٹکڑے ہوئے راوی بیان کرتا ہے کہ علم شاہ نے عطار و شیر شکار
 کو ہر رنگ ہوائی کیا اسکا منہ تھا کہ قرطم فیل پیکر جو کہ بڑا جنگ باز تھا میدان میں اجازت لیکر
 آیا آستہ ہی اور شمشاد کا وار کیا علم شاہ نے اس کے وار کو خالی دے کر اسکو مرکب پر سے اٹھالیا
 اور گرد سر چرخ دے کر اسکو مرکب پر مارا مع راکب و مرکب دونوں بیونہ زمین ہوئے راوی بیان
 کرتا ہے کہ دو پر تک تیس سردار لشکر کفار کے شاہزادہ نے اس پر فرمائے اور پچیس قتل کیے
 اور چالیس کو مجروح کیا اور سب سے سواں اسلام کیا جس نے کچھ سخت کلامی کی اسکو قتل کیا
 اور جبے ذرا مائل کیا اسکو اسپر کر لیا اور جب مجروح ہوا پھر اسپر وار دیا اس کے لشکر کے سرداروں سے کہا
 کہ اسکو لے جاؤ سردار آکر لے گئے اسی طور سے دو پر آگئی اور پرا بند ہو گیا اب البرزج کلاہ نے
 ہنسی طرٹ و بائین طرٹ دیکھا کسی نے اقرار میدان میں جانے کا نہ کیا ہر ایک نے یہ خیال کیا کہ
 کون جا کر اس شیر زبان کے منہ پر اپنی جان دے جو گیا یا قتل ہو یا اسپر یا مجروح ہم میں اس
 ننگ و رہائی شجاعت سے مقابلہ کرنے کی جرأت نہیں ہو علم شاہ نے مبارز طلب کیا البرزج کلاہ
 نے اہل لشکر سے پکار کر کہا کہ جا کر مقابلہ کرو سب نے انکار کیا تب البرزج کلاہ نے خود قصد
 مقابلہ کیا اسوقت اس کے سپہ سالار نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ حضور کیون تشریف لے جائیں اس
 غلام کو اشارہ فرماتے یہ جا کر اسکا سر کاٹ لائے آپ کیون تکلیف فرماتے البرزج کلاہ نے
 جواب دیا کہ تم بڑے عرصہ سے دیکھ رہے ہو کہ حریف مبارز طلب کر رہا ہے اور کوئی براے مقابلہ
 نہیں جاتا ہے تم کو خود لازم تھا کہ اجازت لے کر جاتے کہنے کی ضرورت ہی کیا تھی میں نے بھی اس
 خیال سے تم سے نہیں کہا کہ شاید تم بھی یہ معرکہ دیکھ کر ڈر گئے اور مقابلہ سے باز رہے میں خود جا کر
 مقابلہ کروں اب تم نے خود خواہش ظاہر کی شوق سے جاؤ مقابلہ کرو بس سپہ سالار البرزج کلاہ
 کہ جسکا نام مرغ شیر شکار کر گدن سوار ہوا اسکا دو سرا بھی نام ہی یہ لقب اسنے یہاں کر
 پایا ہے بس اپنے کر گدن کو چھڑ کر میدان میں آیا اور پکارا کہ ادب سر حمزہ آگاہ ہو کہ میرا تمام
 مرغ شیر شکار کر گدن سوار ہے میں نسل رستم بن زال سے ہوں میرا لقب کر گدن سوار ہے

میں اس شخص کی نسل سے ہوں جس نے ایک شہت درشت سے فیمل سفید کو قتل کیا اور ماژندران
 میں جا کر دیو سفید کو ہلاک کیا کیا کاؤس سے بادشاہ کو رہا کیا افراسیاب ایسے پہلوان کو جو کہ ترکوں کا
 بادشاہ تھا اور ہزار بردست تھا جسے نام سے شیر کا جگر آب ہوتا تھا ہزار مرتبہ شکست دی اور بڑے
 بڑے پہلوانان جہان کو مثل اسقلینوس وغیرہ کے قتل کیا اور سب سرکشوں کو وہ خاک کیا مثل رستم
 کے کوئی پہلوان آج تک جہان میں پیدا ہوا ہے نہ ہو گا میں نے سنا ہے کہ تیرا بھی لقب رستم ہے تو تو نے
 کیا کام کیے جو اپنے کو رستم مشہور کیا پس اسی میں خیریت ہے کہ تو میری اطاعت کر میرے ہمارے چل میں
 تیری خطا بادشاہ سے معاف کرادوں کو تو نے بہت سے سروازر بردست لشکر شاہ کے قتل کیے ہیں
 مگر میرے کہنے سے بادشاہ تیری خطا کو معاف کرے گا میں بڑے عرصہ سے تیری جنگ کا تمنا
 رکھتا تھا اور خیال کر رہا تھا کہ میں اس جوان سے کیا جا کر مقابلہ کروں یہ میرے حملہ کی تاب بھی نہ لایا
 بیچارہ کو میرے ہاتھ سے مارا جائے گا وہ میرے جگو تیرے مقابلہ میں آتے ہوئے ننگ عار تھا مگر
 کیا کروں کہ تو نے میرا جگر خون کر دیا اب مجھ کو تاب نہ رہی میں نے خیال کیا کہ جو چھہ ہو اس کو
 اسیر کر لاؤ یہ بدون تمھارے جائے ہوئے اسیر نہ ہو گا پس اگر زندگی درکار ہے تو میری اطاعت کر
 ورنہ یاد رکھ کہ اب تیری عمر پوری ہو گئی تیرا بھائی عمر بزرگ ہو گیا میں وہ بہادر ہوں کہ اکثر میں نے شیر
 کو شہت سے شکار کیا اور یہ کہ تمہارا لشکر دن کو شکست دی جس ملک پر لشکر لے کر گیا اُس کو فتح
 کر لیا فتح و ظفر میری رکاب کو جو سہ دیتی ہے اقبال میرا غلام ہے میرے گزرتلو اس سے آج تک کسی نے
 پناہ نہیں پائی میرے گزرتگی سے کمر کوہ ٹوٹ جاتی ہے تلو اور میری جگر کوہ کو شش کرتی ہے میرے
 نیزہ کی اتنی دل کوہ کو ہر ماتی ہے میرا عقاب تیرے شکار کرتا ہے میرے نام سے دیو کو تپ لڑے
 آئی ہے اسفندیار میرے خوف سے جا کر کوہ شہ قبر میں پوشیدہ ہوا ہے دامن کفن سے مٹھ چھپا کر لپٹ
 رہا ہے میری تلوار کی دھاک سے سرداران لشکر جھڑپت و پہلوانان زبردست کانپتے ہیں اور میرے
 نام سے ڈرتے ہیں یہ جو بزرگسے شہا ہزادہ کے سامنے پڑھی شاہزادہ نے ہرچم ہو کر جواب دیا کہ
 اونا بکار کیا بکتا ہے تو ایسا بہادر ہے کہ سرداروں کو قتل کر آیا یا خاموش کھڑا دیکھا کیسا اور میدان
 میں براے مقابلہ نہ آیا اگر تو ایسا بہادر تھا تو پہلے ہی کیوں نہ نکلا جب ان سب کو قتل کرالیا
 اس وقت میدان میں آیا اور ایسے کلمات کہتا ہے اونا بکار آگاہ ہوا کہ تو نسل رستم سے ہے اور رستم

نے اوردیو سفید کو قتل کیا اور نسل سفید کو ہلاک کیا تو میں بھی اُس شخص کا فرزند ہوں جسے اٹھارہ برس
 پر دو قاتلین رہ کر بڑے بڑے سرکشان قاتل کو تہ تیغ کیا اور زلزہ قاتل لقب پایا بارہ برس کے
 سن میں زلیو عفریت ایسے دیوزبرد دست و ستمندوں ہزار دست کو قتل کیا اور ستمندوں ہزار دست وہ ہر
 کہ جسکے نام سے دیوان قاتل کا پتہ تھے اور عفریت ایسا زبردست ہر کہ جو شاہ دیوان قاتل کے نام سے
 مشہور تھا میں اُس شخص کا فرزند ہوں کہ جسکے نام کے سکے پڑے ہوئے ہیں اور جسکی شجاعت کے قہر سے
 گرتے ہوئے ہیں جسکے نام سے شجاعان جہان وہ دیوان قاتل کو اس وقت لرزہ آتا جو اور اہل نام میں
 پڑ جاتا ہو خواب راحت میں نام حسنہ کے چونک پڑتے ہیں اُس شخص کا فرزند ہوں جس نے
 لہندھو را ایسے پہلوان زبردست کو بارہ برس کے سن میں زبردست میں اُس شخص کا جگر
 گوشہ اور نور نظر ہوں کہ جس نے سرکشان جہان کو زبردست کیا اور جس کی سرکشان جہان نے
 اطاعت کی اور جس کا حلقہ اطاعت اپنے کانون میں ڈالا تو کیا نخر کرتا ہے کہ میں رستم کی نسل سے
 ہوں اور ظالم تیرے بزرگ اور تیرے باپ دادا میرے بزرگوں کے خوف سے قبل اُن کے
 پیدا ہونے کے گوشہ قبر میں دامن کفن میں منھ چھپا کر سو رہے ہیں گو خواب مرگ میں
 مبتلا ہیں مگر جب نام سن پاتے ہیں خواب مرگ سے چونک اُٹھتے ہیں میں وہ ہوں کہ جتنے
 بارہ برس کے سن میں نسل سفید کو ہلاک کیا اور قویل ہندی و دویل ہندی کو خستہ
 قضا و قدر میں ڈال دیا کہ آج تک اُن کا پتہ نہ چلا اور ظالم میں ایک ادنیٰ اُس شہسوار کا
 غلام ہوں پہلے تو مجھ سے مقابلہ کر اور مجھ کو زبردست کرے تو جانوں اس تقریر سے کیا فائدہ
 لے یہ مقام رزم ہو نہ جائے بزم ہو تر یہ رکھتا ہو وہ کر شہر بیچارہ دردی زردی نشان + کمان
 کیا نے و گزر گران + مرغ شیر فشکار نے کہا کہ معلوم ہوا تو بڑا مغرور ہے اس قدر پہلوانوں کو
 قتل جو کیا تو اور زیادہ مغرور ہو گیا ہو جب تک تو سزا نہ پائے گا اُس وقت تک تو نہیں
 مانے گا اپنا حربہ کر کیوں نہ میرا حربہ غلبہ ہو خداوند عجائب کا تو میرے حربہ سے نہ بچے گا
 یہ کہنے کو نہ ہو کہ ہماری حسرت نہ نکلنے پائی علم شاہ نے فرمایا کہ یہ ہمارا طریقہ نہیں ہے جو کہ ہم
 حربہ سب پر پیش قدمی کریں جب ہمارا خدا ہم کو تیرے حربہ سے بچائے گا اُس وقت میں بھی
 حربہ کروں گا اُس نے کہا کہ معلوم ہوا تیری قضا آتی ہے خیر میں ہی حربہ کرتا ہوں اگر تمھارا طریقہ

حمین ہر تو ہمارا طریقہ ہو یہ کہ گزیرہ کو اٹھا کر علمشاہ پر وار کیا راوی بیان کرتا ہے کہ یہ سب گفتگو کے
تکاور نہیں چلے بس اس نے نیزہ کا وار کیا علمشاہ نے نیزہ کو نیزہ پر رو کا سنان سے سنان
بنان سے بنان لپی خوب نیزہ بازی ہوئی جو بند نیزہ کا وہ باندھتا ہو علمشاہ کھولہ دیتے ہیں جو یہ
باندھتے ہیں وہ کھولہ دیتا ہو پڑے عرصہ تک نیزہ بازی ہوا کی کچھ طعن کے رد و بدل ہوئی تھی کہ
ایک مقام پر علمشاہ نے نیزہ کو نیزہ سے گاتھو کر اب جو بند صاحب شرفانی نے باندھا اور مرکب
کو بھیڑ کیا صائب نیزہ اس کے ہاتھ سے نکل گیا وہ کوس کے فاصلہ پر نیزہ جا کر گرا لشکر اسلام میں ایک
غریب پیدا ہوا تمام لشکر کے علموں کو جلوہ دلا سب اہل اسلام نے خوش ہو کر نعرہ تکبیر بلند کیا
لشکر کفار کے جو اس جاتے رہے البتہ کج کلاہ کے منہ پر ہوا سیان اڑنے لگیں مریخ شیر شکار
کا یہ حال ہوا کہ فرط اندامت سے نیزہ بھرا آب خجالت میں غرق ہو گیا منہ پر غرق شرم آ گیا
اسی حالت خجالت میں گزر گراں سرا راہ پر سے لیا اور خبردار خبردار کہ کرا اور یہ نعرہ کر کے کہ او
پسر حمزہ بچ اس گز کی ضرب اسے کر کوہ ٹوٹ جاتی ہو علمشاہ نے فرمایا کہ تو شوق سے وار کر
بس اسنے دونوں رکابوں پر زور دے کر یا خداوند عجائب کہ گز کا وار کیا علمشاہ نے گز کو چہرہ کی
پناہ کیا اور ورگاہ باری میں عرض کیا کہ پناہ تو دارم پناہ گز ندارم چہرہ من از گل نازک تر است
بس یہ دعا کر کے اسے ضرب کر گز پر وار کا گز کی صدا بلند ہوئی تراقی گز سے تمام صحرا اہل گیا
زمین کانپ کئی اندام کوہ میں ریشہ پڑ گیا شہر سے دونوں گزوں سے نکل کر یا اسے آسمان کے
گزدن میں پہل پڑ گئے دل زمین شوق ہو گیا اور علمشاہ ترقی گرد میں پوشیدہ ہو گئے مرکب تنگ
تنگ زمین میں غرق ہو گیا مریخ شیر شکار ضرب لگا کر بٹا آواز دی کہ زد دم و پست کر دم مارا
و کام تمام کیا اگر غربال لے کر خاک چھانی جائے گی تو اسکا نیزہ استخوان تک نہ لے گا اسکا لندا تو در
کہ غار ہوا فسوس جوان قوی اور شکیل تھا ایسے جوان بہت کم پیدا ہوتے ہیں یہ جو اسنے پکار کر
کہا اور کلاہ کو گز کے مرکب کو حصیز کب سسکا نے جو یہ حال دیکھا فوراً چھا گل آب لے کر
دوڑا اور دل گرد میں جا کر دیکھا کہ دونوں ہاتھ مثل سنتون کے بلند تھے اور گز ز قاتم تھا مرکب
تا بہ تنگ زمین میں غرق تھا سسکا نے گز گرد چرخ مار کر گرد کو بٹھایا اور قریب جا کر
آواز دی کہ اے شہر طر مزاج کیسا ہے ہوشیار ہو جیے حریت زبانی کر رہا ہے جو آواز دی

علمشاہ نے آنکھ کھول دی اور فرمایا کہ کیوں کیا حال ہو سکتا ہے عرض کیا کہ حریف ضرب گزر لگا کر
 بہت خوش ہوا ہر لانت و گدانت کر رہا ہے یہ مقابلہ فرمائیے مزاج مبارک کیسا ہو علمشاہ نے فرمایا
 کہ بلائی ضرب لگائی تھی بچا یا خداوند کریم نے یہ فرما کے محمودی کے رد مال سے گرد پاک
 کرتے ہوئے باہر تشریف لائے مرکب کو جو ہمیں کیا جیسا رکب تھا ویسا ہی مرکب تھا
 طبقہ زمین کا لے کر یا ہر آیا یہ دل گرد سے گرد پاک کرتے ہوئے باہر آئے آواز دی کہ کرادی و کرا
 بست کر دی میں تیرا حریف موجود ہوں مریخ شیر شکار نے جو علمشاہ کو زندہ و سلامت پایا
 حیران ہو کر رہ گیا کہ یہ جو ان کیونکر بچا یہ وہ گزر ہو کہ جس کی ضرب سے گرد کو ٹوٹ جاتی ہو اور
 اس جو ان کو ذرا بھی گرانہ معلوم ہوا اسی طور سے زندہ نکلا گزر ہا تھا میں بھی بس اس سے دل
 میں کہا کہ ابلی مرتبہ کی ضرب میں اسکا کاتمام ہو گا افسوس اسکی جان مفست میں برباد ہوگی
 یہ جو ان حسین اور قوی ہر لائق اسکے ہر کہ اسکی اطاعت کی جائے اگر یہ مجبور کرے گا تو میں اسکی
 اطاعت ضرور کروں گا مگر میں یہ دیکھتا ہوں کہ کشتی تک کی نوبت نہ آئے گی ابلی مرتبہ کے ضرب
 گز میں اس کا کام تمام ہو جائے گا وہ علمشاہ پہلے ہی خیال کر چکے تھے کہ اگر یہ مجبور کرے گا تو میں
 ہو گا اور تلوار کی نوبت آئے گی تو اس کو کشتی لڑنے کے زیر کروں گا یہ خیال کرتے ہوئے قویب اسکا
 آئے اور فرمایا کہ تو ضرب لگا چکا اب میری نوبت آئی ہو فسر تو ضرب زد دی ضرب میں نوش
 کن + ہمہ شادی اردل فراموش کن + ہو شیار ہو جا اب میں ضرب لگاتا ہوں اسنے کہا کہ
 شوق سے ضرب لگائیں تیری ضرب کا مشتاق ہوں یہ کہرا اس نے گزر کو چہرہ کی پناہ کیا
 علمشاہ نے بائیں ہاتھ سے گزر کو گردش دی گزر سے صدارے فنانا آئے لی آئے کے
 ساتھ ہی گزر کو گزیر مارا ترقی پیدا ہوا زمین کا نپ گئی کوہ لڑ گئے طائر صدارے گز سنے آشیان
 سے اڑنے اور خفتگان خاک زیر زمین چونکا اٹھے آنکھیں معلوم ہوا کہ سرافیل نے حضور
 بچھو نکا دل زمین شوق ہو گیا غبار بلند ہوا مریخ شیر شکار رتقی گرد بین پوشیدہ ہو گیا مرکب
 زمین میں عرق ہو گیا پسینہ آگیا سرمو سے عرق جاری ہوا پھرہ سرخ ہو گیا مگر ہاتھ ابھی جلو
 سے مع گزر کے بلند رہے علمشاہ نے ضرب لگا کے مرکب کو بٹا کے فرمایا کہ کوئی آکر خبر لے
 کہ کیا گزری یہ کہنا تھا کہ عیار البرز کج کلاہ کا کہ نام اسکا منتقار کمند انداز تھا چھائل

آب لے کر قریب گرد آیا کہ وہیں کر کے پانی کے چھینٹے مار کر گرد کو بٹھایا اندر گرد کے آیا دیکھا کہ آٹھین بند ہیں
 ہر بن موسیٰ پیٹھ جاری ہو دونوں ہاتھ مثل ستون کے بلند ہیں چہرہ سرخ زہرہ ہار مرکب
 زمین میں عرق ہوا وہ بیہوش کھڑا ہوا سنے آواز دی کہ اے پسلوان جہان حریت زیادتی کر رہا ہو
 ہوشیار ہو جیتے چھو آواز نہ آئی پھر اُس نے پکارا پھر کچھ صدا نہ آئی تیسری مرتبہ جو اس نے پکارا
 جب صدا نہ آئی تو کجبر گیا پانی کا چھینٹا منھ پر دیا اُس پر بھی اُسے ہوش نہ آیا اُس نے پریشان
 ہو کر دوسرا چھینٹا دیا اب اس نے آنکھ کھولی عیسار نے کہا کہ مزاج کیسا ہوا میں نے اشارہ
 سے کہا کہ ٹھہر جا تو اب اس نے حواس اپنے درست کر کے کہا کہ کیا بلا کے ضرب لگائی
 یہ معلوم ہوا کہ آسمان بھٹ پڑے چھٹی کا دو دھوز بان پر ذائقہ دے گیا آج تک اس قسم
 کی کسی نے ضرب نہیں لگائی مگر بچا یا خداوند عجائب نے حریت کا کہ با حال ہوا اُس نے کہا کہ
 زیادتی کر رہا ہو کہا کہ چل یہ کس مرکب کو جو ایڑ کر تا ہو تو اُس کو مثل مرکب گلی کے پایا یہ نہ
 معلوم ہوا کہ یہ مرکب مرکب کیا اسکی کمزور ہاتھ دے کر نکالا جب اُس کو مردہ پایا زمین پر دے
 مارا اور تلوار علم کر کے اس قصہ سے کہ میں اُسے مرکب کو ہلاک کروں یہ کہتا ہوا کہ تو نے
 جڑا غضب کیا کہ میرے مرکب کو ہلاک کیا میں کب تیرے مرکب کو زندہ چھوڑتا ہوں راوی
 بیان کرتا ہو کہ وہاں اہل لشکر کفار و الہر زنج کلاہ کا یہ حال تھا کہ سب کے دم نکلے ہوئے
 تھے اور ہر ایک یہ خیال کر رہا تھا کہ جب اس جوان نے اتنے بڑے سردار کو یوں ہلاک کیا
 تو اب کس میں یہ طاقت ہو جو اس سے مقابلہ کرے اب جو یہ مبارز طلب ہو گا تو کون
 اس سے لڑے گا ہر ایک کا دم نکلا ہوا تھا اور حواس باختہ تھے کہ اُس کے نعرہ کی صدا
 آئی اب سب کے حواس درست ہوئے سب نے دیکھا کہ مریخ دامن گرد سے پیدل نکلا تلوار
 علم لیے ہوئے لشکر کفار میں فرط خوشی سے غریبوں بلند ہوا سب کھار خوش ہوئے اُس کو
 زندہ جو پایا اہل اسلام کو خوش ہو رہے تھے اُن کو بالکل خوف نہ تھا اسکی جنگ و پیکار
 سے ہر امر میں علم شاہ کو غالب دیکھ رہے تھے اور سب کو یقین تھا کہ علم شاہ غالب
 اُس کے آدھے علم شاہ نے جو اُس کو شمشیر باعث غلبہ سے نیکتے دیکھا اور یہ کہتے ہوئے کہ تو نے
 غضب کیا کہ میرے مرکب کو ہلاک کیا میں کب تیرے مرکب کو چھوڑتا ہوں بدون ہلاک

کیے ہوئے نہ چھوڑو نگاہ قصہ جو علمشاہ نے اُس کا دیکھا فوراً سہالا گبود فرنگی پر سے کود پڑے یہ جو اُس نے
 دیکھا کہ علمشاہ نے مرکب کو خوب بچا یا بچا کر کر کہا کہ واہ کیا کہنا تم نے خوب مرکب کو بچا یا
 ورنہ میرے ہاتھ سے ہلاک ہوتا کیونکہ میرے مرکب کو تو نے ہلاک کیا میں اُسکا عیوض تیرے
 مرکب سے لیتا مگر اب تو نے اُسکا خالی کر کے بچا یا اُسکا معاد قہہ تجھ سے لونگا اُسکے عیوض میں
 تجھ کو قتل کروں گا علمشاہ نے فرمایا کہ میں نے کوئی جان کر تیرے مرکب کو نہیں ہلاک کیا ہر وہ
 میرے گرز کے ضرب کی تاب نہ لا سکا ہلاک ہو گیا اور تو تو دبدبہ و دانستہ میرے مرکب کو ہلاک
 کرتا تھا اُسے کہا کہ اچھا اب میں اُسکے عیوض میں تجھ کو ہلاک کرتا ہوں یہ کہہ کر اور قریب آ کر تلوار
 کھاوار کیا علمشاہ کی نگاہ تلوار سے لڑی ہوئی تھی جیسے تلوار قریب سر آئی داستانہ مارا تلوار پیٹ
 پڑی بارہ کو بچا کر کھلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار ہاتھ مڑ کر چھین لی تلوار تو اُسے چھوڑ دی مگر گرز بخیر
 تمام لی بس علمشاہ نے بھی تلوار ہاتھ سے زمین پر پھینک دی اور اُسکی گرز بخیر پکڑ لی اب زور
 ریل پیل کے ہونے لگے باہم کشتی لڑنے لگے ادھر تو مریخ کے دم میں دم آیا کہ اب اسکو زیر کر لوں گا
 اہل لشکر بھی خوش ہوئے کہ تلوار کی لڑائی موقوف ہوئی کشتی کی نوبت آئی مریخ ضرور زیر کرے گا
 کیونکہ یہ بہت قوی ہر معلوم ہوا کہ ان تھاپرستون سے کوئی فنون جنگ و حربہ پاسے جنگ میں غالب
 نہیں آ سکتا ہر یہ لوگ اس فن سے بخوبی آگاہ ہیں اب مریخ اس جوان کو فن کشتی میں زیر کرتے گا
 ادھر اہل اسلام خوش ہو رہے تھے یہ خیال کر کے کہ خوب ہوا جو کشتی ہونے لگی تلوار کی لڑائی میں یہ
 خوف تھا کہ ایسا نہ ہو کہ کول چشم خم خدا خواستہ شاہزادہ کے جسم النور پر پہنچے اب یہ جاتا کہ ان
 ہر دبا کر پیں ڈالیں گے خلاصہ یہ کہ دونوں طرف کے لوگ اپنے اپنے خیال کے موافق خوش تھے
 یہاں کشتی ہوتے لگی اسید وقت اکھاڑا تیار ہو گیا دونوں خم ٹھوک کر اٹھاڑے میں کودے اور
 کشتی ہونے لگی دائرہ ہوج ہونے لگے جو دائرہ اُسے کیا اُسکا توڑ علمشاہ نے کیا جو علمشاہ
 نے کیا اُسکا توڑ اُسے کیا کشتی کا جھڑکا بندھ کیا دونوں برابر سے لڑ رہے ہیں یہ کبھی اُسکو ریل کر دیا جاتے
 ہیں وہ نکل جاتا ہر وہ انکو جب ریل کر لے چلتا ہر یہ مثل برق چمک کے چمک کر الگ ہو جاتے
 ہیں جو پیچ وہ باندھتا ہر یہ فوراً اُسکا توڑ کرتے ہیں درابھی عرصہ نہیں ہو تا ہر یہ جو پیچ کرتے
 ہیں وہ اُسکا توڑ کرتا تو ہر مگر عرصہ میں جب وہ انکو پیچ کر کے لے بیٹھا ہر یہ مثل شرارے کے

نکل جاتے ہیں یہ جب اسکو دباتے ہیں تو اسکو نکلنا مشکل ہوتا ہے اہل لشکر نے جو دیکھا کہ کشتی اٹک
گئی دونوں طرف کے لشکر بھی و بادشاہ و سردار کنارے پر آکر موجود ہو گئے سوار و پیادہ کنارے پر
بیٹھ گئے تخت بادشاہوں کے رکھ دیے گئے بازار آراستہ ہو گئے سودا فروخت ہونے لگا کٹورہ
بچنے لگا سودے والے پکارنے لگے میلے کا سازنگ ہو گیا چہل پہل ہو گئی مگر سب کی نگاہیں
اُسی طرف لڑی ہوئی ہیں سب کشتی کو دیکھ رہے ہیں خلاصہ یہ کہ اُسی ہنگامہ میں شام ہو گئی مگر
غالب و مغلوب کی تمیز نہ ہوئی جب شام ہو گئی اور آفتاب عالم تاب غروب ہو گیا ماہ نے اپنا
روئے زیبا دکھایا بند نقاب روز کو دور کیا برائے تماشا جنگ و پیکار تخت فلکی پر جلوہ کیا
مع اپنے سپاہ سپارگان کے لیئے رات ہو گئی اسوقت مرتج نے ہاتھ روک لیا اور کہا کہ اے جوان
واہ کیا کہنا خوب تو مجھ سے لڑا مگر دن واسطے جنگ و پیکار کے ہو اور شب برائے راحت و آرام کے
ہو اب تو اپنے لشکر میں جا کر آرام کر اور میں اپنے لشکر میں جا کر براحت شب بسر کرونگا کل صبح کو
پھر میدان میں آکر مقابلہ کرونگا علمشاہ نے فرمایا کہ یہ تو تو نے سچ کہا مگر میرا یہ طریقہ یہ کہ جب تک
میں حریف کو زیر نہیں کر لیتا ہوں اسوقت تک میدان جنگ سے واپس نہیں جاتا ہوں بس
میں تو واپس نہ جاؤنگا اگر تو تھک گیا ہو تو جا کر کچھ تھوڑی دیر آرام کر میں یہاں ٹھہرا ہوا ہوں
تو پھر آکر مجھ سے مقابلہ کرنا علمشاہ نے جو یہ کہا اُس نے کہا کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ تو تو میدان جنگ
سے واپس نہ جائے اور میں واپس جاؤں اگر تیرا یہ طریقہ ہو تو میرا بھی یہی طریقہ ہو مگر یہ بتاؤ کہ
پردہ شب حائل ہو میری اور تمھاری کشتی کا تماشہ کون دیکھے گا اور غالب و مغلوب کی
کیونکر تمیز ہوگی علمشاہ نے فرمایا کہ بادشاہوں کو رات کا دن کرنا کتنی بڑی بات ہے ابھی
حکم دین ابھی سب سامان ہو جائے تم اپنے لشکر سے روشنی طلب کرو میں اپنے لشکر سے
جب یہ علمشاہ نے فرمایا اُس نے کہا کہ بہت خوب اور البرزج کلاہ کی طرف دیکھو کہ کہا کہ
روشنی کرادیجیے اُس نے اسوقت روشنی ہونے کا حکم دیا علمشاہ نے پلٹ کر غنطاق
کی طرف دیکھا کچھ فرمانے کی بھی ضرورت نہ تھی کہ سب سامان ہو گیا اسقدر غنطاق نے
روشنی کی کہ رات کا دن ہو گیا اور البرزج کی طرف سے بھی روشنی آئی جب روشنی ہو گئی پھر
کشتی ہونے لگی کہ اتنے عرصہ میں دو کانسہ شیر کے لہریں دونوں طرف سے آئے مرتج نے

علم شاہ سے کہا کہ ایک کانسنہ جو کہ تمھارے لشکر سے آیا ہو وہ تمہاری نو اور جو میرے لشکر سے آیا ہو وہ میں
 پی لوں علم شاہ نے فرمایا کہ میرا یہ طریقہ ہے کہ جب تک فیصلہ نہیں ہو لیتا ہوں میں نہ چھوٹھا تاہوں نہ
 پیتا ہوں تم شوق سے تھاؤ میں اس خیال سے کہ گرانی ہو جائیگی کوئی شواستعمال نہیں کرتا اسنے کہا کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے
 کہ میں تھاؤں اور تم گر سنہ رہو لوگ یہ کہیں گے کہ یہ تو شکم سیر تھا اس نے اس سبب سے
 اُس پر غلبہ پایا وہ گر سنہ تھا علم شاہ نے فرمایا کہ تم اس امر سے اطمینان رکھو یہ تم کو کوئی نہیں کمینگا
 جب کہ میں تم کو شوق سے اجازت دیتا ہوں یہ سنکے اسنے وہ کانسنہ اٹھا کر پی لیا علم شاہ نے
 اپنا کانسنہ واپس کر دیا اور مصروف جنگ ہوئے کشتی لڑنے لگے پھر داؤن پیچ ہونے لگے سب
 مصروف تماشا کے کشتی ہوئے وہ رات بھی اُسی طور سے کشتی میں بسر ہو کر سحر ہوئی مگر اُسی طور
 سے کشتی ہو رہی ہے کہ دو پہر دن آیا اب مریخ کی یہ حالت ہوئی کہ اُس کا دم چڑھنے لگا سانس پھول
 گئی وہ ٹھہر ٹھہر کر لڑنے لگا حالت یہ ہے کہ ٹھہرے پسینہ کے جسم سے دونوں کے چھوٹ رہے ہیں
 جہاں جم کر کھڑی دو کھڑی لڑے کھڑ ہوئی پسینہ سے پتلے بن جاتے تھے اب وہ جو ٹھہر ٹھہر کر
 لڑنے لگا حالت یہ ہوئی کہ علم شاہ اُس کو پکڑ لائے وہ بہت دقت سے نکلا جب وہ علم شاہ کو پکڑ لایا
 علم شاہ مثل برق کے چمک کر نکل گئے اب ہر ایک کو غالب و مغلوب میں تمیز ہونے لگی اہل
 اسلام تو خوش ہونے لگے کہ اب یہ زیر ہو جائے گا کیونکہ یہ ٹھہر کر لڑتا ہے کفار کا رنگ اڑ گیا یہ
 حالت تھی کہ ایک رنگ آتا تھا اور ایک رنگ جاتا تھا البزج کلاہ نے سرداروں سے کہا
 کہ اگر پسر حمزہ کو ہمارا سپہ سالار زیر کر لے تو خیر تم کچھ نہ کرنا خاموش رہنا اگر پسر حمزہ مریخ کو
 زیر کر لے تو ایک مرتبہ اُس پر حملہ کرنا اور میدان سے زندہ نہ جانے دینا طعیر کر بار لینا دیکھو بہت
 خیال رہے کیونکہ میں رنگ بیرنگ پاتا ہوں پسر حمزہ جس طور سے لڑ رہا تھا اور مقابلہ کر رہا
 تھا اُسی طور سے لڑ رہا ہے مریخ کا دم آگیا جو صرت اپنی بات کو بناتے ہوئے لڑ رہا ہے یہ جو
 البزج کلاہ نے کہا اہل لشکر کے حواس جاتے رہے ہر ایک نے دل میں کہا کہ جب
 اس جوان نے اتنے بڑے پہلوان کو زیر کر لیا تو اس لشکر کی کیا حقیقت ہے سنا جاتا ہے کہ
 آگے اسنے اتنے بڑے لشکر کو شکست دی ہے جو کہ اسکے ہمراہ ہے پھر اس لشکر کی حقیقت کیا
 ہے ایسی حالت میں جبکہ اسکے ہمراہ لشکر بھی ہے مجبور اس امر سے ہیں کہ ٹھک کھاتے ہیں مگر

انکار کرینگے تو نکاح حرامی ہوگی اب جو کچھ ہو چاہے جان جائے چاہے رہے ایک حربہ ضرور کرینگے یہاں
 اہل شکر میں یہ باہم تقریر ہو رہی تھی اُدھر اُس نے علمشاہ سے کہا کہ اگر پسر حمزہ ہو شیار ہو جائیں یہ
 آخری زور بخو کر کرتا ہوں علمشاہ نے فرمایا کہ شوق سے تو زور کر جو کچھ حوصلہ تیرے دل میں ہو وہ
 نکال لے میں کب منع کرتا ہوں یہ سُنکے اُس نے دونوں شانہ پکڑے اور سر کو سینہ میں اُٹا کر لے دوڑا
 کوئی سات قدم پر جا کر اس نے پھٹکا مارا یہ دم کی شمار میں اور قدم کے انکار پر چلے آئے جب انھوں نے
 دیکھا کہ اپنی حد پر پہنچ گیا اب جو قدم پیچھے ہٹا تو شجاعت میں فرق آیا انھوں نے سنگرمارا
 اُس نے ہٹکا مارا کہ ان کا یا بنیان ٹھٹھنا آشنا بزین ہوا اب جو انھوں نے انگڑیاں اٹھ کر شروع کیا تو
 مابہ گھٹنہ یہ غرق زمین ہو گئے اُس نے خوب طور سے کمر زنجیر پکڑ کر زور کرنا شروع کیا بلکہ
 مثل باز کے اوپر چھالک حالت یہ ہوئی کہ دونوں ہاتھ زخمی ہو گئے کپٹیوں سے خون
 ٹپکنے لگا چہرہ سرخ ہو گیا لگتا اُس کو وہ وقت کے سنگرمیں جنبش تک نہ ہوئی آخر اس نے عاجز
 ہو کر ہاتھ اٹھا لیا اور کہا کہ میں زور کر چکا اب آپ اپنا زور کیجیے میں اپنی حسرت
 نکال چکا یہ کہہ کر وہ ہٹ گیا بس علمشاہ اُس کو اُسی طور پر لے دوڑے اور پندرہ سولہ
 قدم پر لا کر ہٹکا مارا کہ دونوں گھٹنہ آشنا بزین ہو گئے اُس نے قصد کیا کہ میں بھی سنگر
 قائم کروں مگر حریت کب سنگر قائم کرنے دیتا ہر حریت زبردست ہو علمشاہ نے بے چالاکی
 اُسکی کمر زنجیر پکڑ کر اب جو زور کیا نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچ کر پہلے زور میں تابہ سینہ لائے
 دو سرے زور میں سر سے بلند کر لیا گرد سر چرخ دیا اُس کے دستانے کہیں موزے
 کہیں خود کہیں تین مرتبہ گردش دے کر زمین پر مارا اُس نے چاہا کہ سنبھل کر اٹھوں
 حریت کب اٹھنے دیتا ہر یہ کو دکر اُس کے سینہ پر سوار ہوئے اور اُسکی کمر زنجیر سے
 مشکین باندھیں اور اُس کو اسیر کر لیا سمک قریب کھڑا تھا اُس کو اشارہ کیا
 وہ جب قریب آیا اُسکے حوالے کیا وہ تڑپ کر اُدھر چلا یہ بھی اکبار کی باہر آئے اُدھر کفار
 نے جو یہ واقعہ دیکھا سب کے حواس جاتے رہے البزج کلاہ نے پکار کر اہل شکر سے کہا
 کہ مار لو پسر حمزہ کو زندہ میدان سے واپس نہ چائے یہ جو کس لشکر جمہور ہو گیا اسوقت سب
 مرکبوں پر سوار ہوتے لگے اہل اسلام نے جو یہ صدا سنی وہ بھی مرکبوں پر سوار ہونے لگے

ادھر علمشاہ قریب مرکب آئے اور جست کر کے مرکب پر سوار ہوئے ادھر البرز کا تخت قلب بین قائم
 ہوا اور لشکر کفار لینا لینا کمر تلوارین علم کر کے طرف علمشاہ کے چلے شاہزادہ نے جو کفار کو یہ قصد
 مغلوبہ کرتے ہوئے دیکھا تہیفہ کپی تان کو علم فرمایا اور مرکب کو حمیز کر کے قبیل اس کے کہ لشکر کفار
 ان پر حملہ کرے لشکر کفار پر جا پڑے شمشیر زنی کرنے لگے اہل اسلام نے جو یہ واقعہ دیکھا کہ
 آقا سے نادر سے جنگ مغلوبہ واقع ہو گئی ایک مرتبہ نولاٹھ کی نولاٹھ تلوارین علم کر کے لشکر کفار
 سے غٹ پٹ ہو گئے ادھر سکھ نے مرغی کو لا کر ایک مقام پر قید کیا تھا اور سکھ بھی اسکو
 چھوڑ کر مصروف جنگ ہوا تھا یہاں جو میدان صاف ہوا اور سب لشکر مصروف جنگ دیکھا
 ہوا چند شاگرد پیشہ یہاں رہ گئے عیساء البرز اس وقت کو غنیمت سمجھ کر اس مقام
 پر آیا جہاں مرغی قید تھا سب پاسبانوں کو بیہوشی اڑا کر بیہوش کیا اور قید خانہ میں
 جا کر مرغی سے کہا کہ گپ بیٹھے ہوئے ہو آگاہ ہو کہ منہ منتقلار کند انداز لو یہ سوہن مو جو دیو اپنی
 قید کو دفع کرو وہ خوش ہو گیا اس سے سوہن لے کر اپنی قید کو دفع کیا باہر قید خانہ کے
 آیا دیکھا کہ میدان میں جنگ مغلوبہ واقع ہو سرون کا بیٹھو برس رہا ہو دریا سے خون روان ہو
 صدا سے دلیران سے مچرا گونج رہا ہو ستم ہائے مرکبان سے اس قدر خاک بلبست ہو کہ ایک
 آسمان خاکی زیر آسمان قائم ہو گیا بقول فردوسی شعر ز ستم ستوان دران بہن و شست +
 زمین شش شد و آسمان گشت ہشت + اس عیساء نے جلدی ایک مرکب لا کر موجود
 کیا اور ایک تلوار کسی کشتے کی اٹھا کر لادی یہ مرکب پر سوار ہو کر لشکر اسلام پر اپنے
 نام کا نعرہ کر کے جا پڑا اسکے نعرہ کی صدا جو اہل اسلام نے سنی حیران ہو گئے کہ یہ کیونکر رہا ہو علمشاہ
 نے جو مرغی کے نعرہ کی صدا سنی بلبست کر دیکھا اسکو اہل اسلام سے جنگ میں مصروف پایا
 سکھ سے فرمایا کہ تم نے اسے کہاں قید کیا تھا جو یہ رہا ہو گیا سکھ نے عرض کیا
 کہ قید خانہ میں اسیر کیا تھا نہ معلوم کیونکر رہا ہوا جاتا ہوں خبر لاتا ہوں سکھ ادھر کو
 چلا ادھر البرز سے اسے عیار لے آکر کہا کہ خوش ہو جیہ میں نے سب کو بیہوش کر کے
 مرغی کو رہا کیا ملاحظہ فرمائیے وہ سامنے مقابلہ کر رہا ہے یہ خبر جسکے البرز خوش ہو گیا ایک
 مرتبہ قیدیوں سے کہا کہ پکار کر کہو کہ کوئی پریشان نہ ہو مرغی کو ہمارے عیساء نے رہا کر دیا ہے

وہ بھی تمھارے ساتھ اہل اسلام سے لڑ رہا ہو نقیبوں نے پکار کر کہا کچھ اہل لشکر کے جان بین جان آئی
 جم کر لڑنے لگے اور تو نقیبوں نے پکار کر کہا اُدھر اہل لشکر نے مریخ کے نعرہ کی صدا سنی جم کر لڑنے
 لگے جنگ مغلو بہ پھر واقع ہوئی برابر تلوار چل رہی تھی سر پہ سر دھڑ پیر دھڑ گم رہے تھے کشتوں کا اتبار
 لاشوں کا میدان بین ڈھیر تھا سروسر و تن کے اتبار ہر طرف لگے ہوئے تھے دریاے خون روان تھا
 علمشاہ نے جو دیکھا کہ مریخ کسی صورت سے رہا ہو گیا اور میرے لشکر سے لڑ رہا ہے اُسی طرف کفار
 کو قتل کرتے ہوئے چلے کہ اسکو پھر اسیر کر لیں اُسے جو اپنی طرف شاہزادہ کو آتے ہوئے دیکھا
 وہ کٹائی کاٹ کر طرف البرز کج کلاہ کے جنگ گریز کرتا ہوا چلا اُدھر سسکے جو جا کر وہاں
 جہاں یہ قید تھا دیکھا تو پاسبانوں کو بیہوش پایا اور قید رکٹی ہوئی پنی پتیرا عیار کا دیکھا پہچاناکہ
 یہ پتیرا عیار البرز کا ہو علمشاہ سے آکر عرض کیا کہ سب لشکر اس طرف جنگ و پیکار میں مصروف
 ہوا عیار نے جو فرصت پائی پاسبانوں کو بیہوش کر کے رہا کر لے کیا یہ سبب ہوا اسکی رہائی کا علمشاہ
 نے فرمایا کہ جاتا کہان ہوا کی مرتبہ اسکو قتل کرونگا زندہ نہ چھوڑونگا معلوم ہوا کہ نامرد
 یہ فریاد کے اور مرکب کو حمیز کر کے مریخ شیر شکار کر گدن سوار کی طرف چلے اُسے جو علمشاہ
 کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا اور خیال کیا دل میں کہ ابکی مرتبہ جو میرا اور اس جوان کا نامنا
 ہو گیا تو کسی صورت سے اسکے ہاتھ سے زندہ نہ بچونگا یہ قتل ہی کر ڈالے گا بس یہ ایک
 غول میں پوشیدہ ہو گیا چونکہ جنگ مغلو بہ تو ہو ہی رہی تھی دو چار سوار درمیان میں آگئے
 علمشاہ کا سامنا جاتا رہا اہل اسلام کو قتل کرتا ہوا اپنی جان بچاتا ہوا پاس البرز کج کلاہ کے
 پہنچا اور البرز سے جا کر کہا کہ اے بادشاہ جلد طبل باز بجوادیکھیے ورنہ کل لشکر کا خاتمہ ہو جائیگا
 گو میری یہ بات نہیں ہے کہ لشکر نے جی چھوڑ دے ہوں یا قصد فرار رکھتے ہوں مگر خدا پرست
 بہت ہیں اور یہ کم ہیں دوسرے اصل امر یہ ہے کہ سپر حمزہ اکیلا ان سب کو کافی نہیں ہے
 ہر طرح سے اُس کو آرنالیا ہے وہ شیر عزان و اثر و ہائے دمان سے بھی زیادہ ہے کوئی صورت
 سوائے طبل باز کے بچوانے کے مفر کی نظر نہیں آتی جو بین یہ خیال کرتا ہوں کہ تھوڑے
 عرصہ میں یہ رنگ ہوگا کہ لشکر شکست کھائے گا اور جس قدر بچے ہیں وہ قتل و اسیر ہو جائیں گے
 خدا نخواستہ یہ نہ ہو کہ آپ بھی اسیر بنجے حریف ہوں تو بڑی خرابی ہو البرز کج کلاہ نے

کہا کہ میں نے مان لیا اس وقت تو طبل باز بجوا کے جان بچالی اور لشکر کو شکست کھانے سے
 بچایا یا کل کیا ہو گا مقابلہ کرنا پڑے گا مرنے کے لیے اس کی بھی نہ سیر بتا دوں گا اس وقت تو اہل لشکر
 کی جان بچا ہے البرزخ کلاہ نے کہا کہ اچھا یہ کس حکم دیا کہ طبل باز پر چوب پڑے یہ حکم دینا
 تھا کہ نقارچی نے چوب اٹھا کر نقارہ کو دھما دھم پینا شروع کیا یہ معلوم ہونا تھا کہ نقارہ
 بھی کفار کے شکست کھانے کے صدمہ سے اپنا سرو سینہ پیٹ رہا تھا اب جو صدامے طبل
 باز بلند ہوئی اہل اسلام نے اسی قاعدہ ہواہل اسلام کا اور حکم ہوا جعفران کا کہ جب
 لشکر حریف میں طبل باز پر چوب پڑے اور حریف عاجز ہو مقابلہ کئے پھر جنگ نہ کی جائے
 اُس کو واپس جائے دیا جائے فرود گاہ پر پھر جب وہ طبل جنگ بجوا کر میدان میں آئے
 اُس سے پھر مقابلہ کیا جائے کیونکہ اسی امر سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اُس نے عاجز ہو کر طبل
 باز بجوا یا ہو یہی حکم ہوا اور یہی طریقہ ہر کل فرزند ان حمزہ و بنیرگان حمزہ کا و سرداران حمزہ کا پس
 جب صدامے طبل باز علم شاہ نے سنی فوراً ہاتھ روک بیان کا ہاتھ روکنا تھا کہ
 سب اہل لشکر نے بھی ہاتھ روک لیا علم شاہ نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی طبل باز
 بجے اور سب طرف فرود گاہ کے واپس چلین یہ حکم دینا تھا کہ یہاں بھی طبل باز پر چوب پڑی
 دونوں لشکر اپنے اپنے فرود گاہ کی طرف واپس چلے علم شاہ نے حکم فرمایا کہ شمار کرو کہ کس قدر
 کفار مارے گئے اور کس قدر اہل اسلام شہید ہوئے اہل اسلام کو دفن کرو میدان کو لاشوں سے پاک و
 صاف کرو یہی حکم البرزخ نے اپنے لشکر کے لوگوں کو دیا اور دھڑو دونوں لشکر فرود گاہ پر واپس آئے
 اب جو محاسبوں نے شمار کیا تو معلوم ہوا کہ دو ہزار اہل اسلام درجہ شہادت پر فائز
 ہوئے اور دس ہزار کفار قتل ہوئے اہل اسلام کو دفن کیا زخمیوں کا جو شمار کیا تو
 تین ہزار مجروح نکلے یہاں فرود گاہ پر آ کر لشکر نے کمر کھولی دونوں لشکر اترے دونوں
 طرف دربار راستہ ہوا محاسبوں نے آ کر علم شاہ سے سب کشتوں کا حال بیان کیا
 اور زخمیوں کا کچھ خاموش ہو رہے بعد حقوری دیر کے دربار خاں نے کہا شہید خاص ہیں جس کو
 آرام فرمایا سب سزاوار اہل لشکر بھی آرام پذیر ہوئے چونکہ کئی شہداء روز کے تھے ہوئے
 تھے سب شب کو بے خبر ہو کر سوئے تھے اگلے روز پھر نے لگا صدامے حاضر باش و ناظر باش باشند

ہوئی یہاں تو یہ حال ہوا کہ جب لشکر کفار فرود گاہ پر پہنچا تو سب لشکر کھول کر اپنے اپنے
 بستر پر جا کر قیام پذیر ہوا لیرز نے دربار راستہ کیاب جو طرف دربار کے نگاہ اٹھا کے
 دیکھا تو ہزاروں کرسیاں و دنگل خالی پائے بہت افسوس کیاب اور ول میں کہا کہ افسوس
 یہ کیاب رنگ ہو گیا میرے دربار کا یہ وہی دربار ہے کہ جس میں ہزاروں سردار بیٹھے رہتے تھے کہ یا بالکل
 خاک اڑ رہی ہو اسنے بہت مدد کر کے اور آہ سرد بھر کے اہل دربار سے کہا جو کہ تھوڑے سردار
 قتل و اسیر سے بچ رہے تھے کہ کیاب گردش فلکی ہو کل تک یہ بارگاہ کیسی آباد تھی اور آج کیسی خاک
 اڑ رہی ہو انھوں نے عرض کیا کہ اسی سبب سے تو زمانہ کو ابلق روزگار کہتے ہیں اور دنیا کو دورنگی
 سرا کہتے ہیں لیرز کج کلاہ نے کہا کہ میں اپنے ٹھہرنے نکل کر عجب آفت میں مبتلا ہوا اگر میں یہ
 جانتا تو کبھی ادھر کو نہ آتا اسہتے ملک میں رہتا اگر یہ لشکر میرے مقابلہ کو وہاں آتا پہلے بیرون قلعہ آکر
 مقابلہ کرتا اگر مثل آج کل کے شکست کھاتا تو قلعہ بند ہو کر مقابلہ کرتا اب کیاب کروں کر بھاگتا
 ہوں تو یہ عقب میں آتے ہیں اور نہیں بھاگتا ہوں تو مقابلہ کیونکر کروں یہی انجام ہو گا جو آج
 ہوا کیاب کروں کیا نہ کروں اسوقت مریخ نے کہا کہ آپ پریشان کیوں ہوتے ہیں میں تدبیر بتاؤں
 ہوں وہ تدبیر یہ ہے کہ آج شب کو لشکر پر سپر حمزہ کے شیخون گریں اور اہل لشکر کو قتل کر کے
 ہوئے صاف شکل چلیے طرف درند سوسن کے اگر یہ آپ کے عقب میں وہاں آئے گا بھی تو
 مارا جائے گا کیونکہ وہاں بہت سے لشکر ہونے کے دوسرے منیر جادو و ساحر ہوں سحر کر کے پاڑے گا
 ان سب کو اسیر کرے گا لیرز کج کلاہ نے کہا کہ یہ تدبیر بہت اچھی ہے اور تم نے خوب رائے
 دی ہو اہل لشکر کو آگاہ کر دو کہ وہ تیار رہیں ہم شیخون مار کر یہاں سے نکل چلیں گے سب نے یہ
 رائے پسند کی اور اہل لشکر کو آگاہ کر دیا راوی بیان کرتا ہے کہ یہاں لشکر اسلام کئی دن کا تھکا
 ہوا تھا غافل پیسے ہوئے سو رہے تھے دوسرے یہ خیال تھا کہ جس طور سے ہم تھکے ہوئے
 ہیں اسی طور سے وہ لوگ بھی تھکے ہوئے ہونگے مثل ہمارے آرام پذیر ہونگے اس امر کا بھی
 خوف نہیں ہے کہ شیخون مار میں پس اس خوف سے بھی غافل ہیں راوی بیان کرتا ہے کہ یہاں تو
 سب غافل ہیں وہاں لیرز نے شیخون کا بندوبست کیا جب نصف شب آئی سب لشکر
 تیار ہوا غصے و غیرہ جو رہا تھے انکو بار کر کے طرف درند منیر سے کے روانہ کر دیے اسکے بعد کل لشکر کو

لے کر البزرج کج کلاہ لشکر اسلام پر بخون گرا اور قتل کرنا شروع کیا اہل اسلام غافل تھے قتل ہونے لگے
غافلہ جو ہوا تمام اہل لشکر خواب غفلت سے بیدار ہوئے اور ہتھیار لگانے لگے تین پہر رات تک وہ
پہر رات سے کفار قتل کیا کیے جب کفار نے دیکھا کہ کل لشکر بیدار ہو گیا اور ہر طرف روشنی ہونے
لگی اگر انسر و سردار بیدار ہو ہو کر اپنے خیموں سے نکل آئے تو پھر بڑی خرابی ہوگی ان سے کون مقابلہ کریگا
گھر جاؤ گے اس سے بہتر یہ ہو کہ بھاگے چلو راوی بیان کرتا ہے کہ شاہزادہ وغیرہ بیدار ہوا تھا شور و غل
کی صدا سنے اور مسلح و مکمل ہو کر بیرون بارگاہ آ کر تشریف لائے لشکر کفار اہل اسلام کو قتل کر رہا تھا
پہر پہر کامل کفار نے اہل اسلام کو قتل کیا سوتے اور جاگتے کو جب دیکھا کہ سب بیدار ہو گئے اب
کوئی صورت یہاں سے بھاگنے کی نظر نہ آئے گی جب تک یہ لوگ مسلح و مکمل ہو کر ان سے مقابلہ کریں کریں
یہ ایک حملہ کر کے بھاگے بس البزرج کج کلاہ بخون مار کر اور کل لشکر ہمراہ لے کر اسی پردہ شب
میں طرف در بند میریہ کے روانہ ہوا حریف تو نکل گیا یہاں تلوار چل رہی ہے کیونکہ یہ لوگ اب بیدار
ہوئے ہیں اور مسلح و مکمل ہو ہو کر اپنے اپنے مقام سے چلے ہیں کیونکہ اندھیری رات تھی یہ ان کو
حریف سمجھے اور وہ انکو باہم تلوار چلتے لگی جب علم شاہ وغیرہ بیدار ہو کر باہر بارگاہ کے تشریف لائے
لان حمتابین و شعلین جو روشن ہوئیں اب جو روشنی ہوئی ایک نے دوسرے کو پہچانا یہ لوگ یعنی
سرداران لشکر کے اُدھر کی جنگ و پیکار موقوف ہوئی اسی انتظام و اسی بند و بست میں صبح ہو گئی
اب سب طرف امن ہوا دیکھا کہ ہزاروں اہل اسلام کشتہ پڑے ہیں اور کفار کی ایک لاش نہیں ہو
کیونکہ یہ تو قبل اسکے کہ یہ لوگ ہوشیار ہو کر مقابلہ کریں ایک حملہ کر کے لاپی ہوا علم شاہ نے ان سبکی
لاشوں کو دفن کرنے کا حکم دیا اور ہر کارون سے کہا کہ ذرا جا کر خبر تو لاؤ کہ لشکر کفار کس فکر میں ہو گو یہ
کام انھیں حرامزدون و نامزدون کا ہو کہ ہم کو غافل یا کر بخون کرے خیر میرے ہاتھ سے جاتے
کہاں ہیں ہر کارے یہ حکم پا کر اُدھر کو روانہ ہوئے بس اُس مقام پر پہنچے تو اُس صبح کو لشکر
حریف سے خالی پایا کسی کا نشان تک نہ تھا خیمے و بارگاہیں وغیرہ سب تار و تار تھے یہ واقعہ دیکھ کر
ہر کارے وہاں سے بھاگے اور خدا سے علم شاہ میں آکر سب حال عرض کیا یہاں دربار آراستہ
ہو رہا تھا علم شاہ کا قصد تھا کہ جنگو اسیر کیا جائے انکو طلب کر کے تلقین بدین اسلام کر دے کہ ہر کارون نے
یہ خیر آکر بیان کی بس یہ خبر سنے علم شاہ کو غصہ آیا کیونکہ یہ آتش خود شعلہ مزاج تو ہیں وہ مثل ہوئی

کہ دیوانہ راہ ہوئے بس است آگ لگ گئی خیال میں آیا کہ یہ مجھ کو دھوکا دے کر اور میرے لشکر پر بخون مار کر چلا گیا اب یہ میرے ہاتھ سے جاتا کہان چاہا تو دنگل پر بیٹھے تھے یا ایک مرتبہ نیفہ کی تان فرنگی کو ٹپک کر اٹھ کھڑے ہوئے حالت یہ کہ چہرہ فرط غیض سے گلزار ہو رہا تھا آنکھیں یہ معلوم ہوتی ہیں کہ وہ بیابانہ خون بین زلفین بل کھار ہی ہیں پیشانی پر ہزاروں شکنیں پڑی ہوئی ہیں اٹھ کر ایک انگڑائی لی اور فرمایا کہ میں تو عقب میں البرز کج کلاہ کے جاتا ہوں وہ میرے لشکر پر بخون مار کر اور اپنی جان بچا کر مع لشکر کے بھاگا ہوا اور در بند منیر یہ کی طرف گیا ہر مین جا کر اسی مقام پر قتل کروں گا چھوڑتا کب ہوں تم لوگ بھی آنا غنطاق وغیرہ نے عرض کیا کہ ہم بھی ہمراہ رکاب چلتے ہیں لشکر تیار ہوئے فرمایا کہ تم لشکر کو لے کر آؤ میں ٹھہر نہیں سکتا ہوں اب کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ کچھ کہہ سکے یہ باہر بارگاہ کے آئے فرمایا کہ لاؤ ہمارا مرکب جب تک مرکب آئے آئے آپ ٹھہرنے لگے کہ اتنے میں چاکر نے استر ہالا کو دفرنگی کو کس کر حاضر کیا آپ جست کر کے مرکب کی پشت پر تشریف لائے مہر کر کے مرکب اڑا کر طرف در بند منیر یہ کے چلے عیار منیر چاد کو ہمراہ لے لیا سبک بلطاف بھی ہمراہ رہا شاہزادے کا جانا تھا کہ اس وقت لشکر میں ہلڑ ہو گیا کہ سامان سفر درست کرو غنطاق وغیرہ نے سامان سفر کے درست کرنے کا حکم دیا اور کہا کہ بہت جلد سامان سفر کا درست کرو یہ حکم دینا تھا تھا کہ اس وقت سب سامان درست ہو گیا سب لشکر کمر کس کر چلنے پر تیار ہو گیا تھے وغیرہ بار ہو گئے سب بادشاہ تختوں پر سوار ہوئے کل لشکر کو ہمراہ لے کر غنطاق کج کلاہ وغیرہ عقب میں علم شاہ کے روانہ ہوئے علم شاہ البرز کج کلاہ کے عقب میں مع دونوں عیاروں کے جاتے ہیں بس ان سب کو راہ میں رکھا جاتا ہوا آئندہ حال اس کا وقت پر تحریر ہو گا یہ سب در بند منیر یہ پر جب پہنچیں گے اس وقت ان سب کا حال تحریر ہو گا اب میں پھر عنان قلم کو طرف حالات منیر چاد و و احوال طلمسہ کشاکش بکھیرتا ہوں راوی بیان کرتا ہوں کہ جب منیر چاد و نے چارون نامہ روانہ کیے تھے اپنے عیار کے ہاتھ اس کے بعد اس نے نامہ شنگال کا یہ جواب تحریر کیا تھا کہ آپ کا سفر از نامہ آیا حال مندرجہ سے آگاہ ہوا آپ طہینان رکھیں میں سب بند و بست کر لوں گا کوئی مقام فکر و تشویش نہیں ہر مین طلمسہ کشاکش کو کسی نہ کسی تدبیر سے اسیر کر لوں گا یہ جواب لکھ کر روانہ کیا تھا و سرانامہ شنگال کا زعفران نثار کے پاس پہنچا تھا اسے بھی یہی جواب تحریر کیا تھا اور وہ بھی نکر میں مصروف ہوا تھا

دوسرے دن جو منیر جادو دربار میں آیا ایک طائر مچھرا کر پہونچا اسنے دوسرا نامہ شنگال کا منیر جادو کو دیا اور وہ نامہ پڑھ کر جو شنگال نے خبر قتل سیما ب شعلہ خود زمرم جادو وغیرہ سنے تحریر کیا تھا وہ سنے طائر مچھرا کر دوسرا نامہ اسی مضمون کا زعفران زار جادو کو پہونچایا جب منیر جادو مضمون نامہ سے آگاہ ہوا زانو پر ہاتھ مارا اور کہہ ماکہ افسوس بڑا غضب ہوا کہ طلسم کشائے لوح پائی اور دور بند بھی فتح کیے خیر ادھر آئے تو سہی دیکھو تو کیا ہوتا ہے یہ کمکر جواب تحریر کیا کہ آپ اطمینان رکھیں میں غافل نہیں ہوں تہا تک ممکن ہوتا ہے بند و بست کرونگا اگر چاہا خداوند نے تو طلسم کشا کو اسیر کر لونگا آپ اطمینان رکھیں یہ لکھ کر اس طائر کو دیا وہ طائر جواب لے کر روانہ ہوا اسی طور سے زعفران زار نے بھی جواب تحریر کیا راوی بیان کرتا ہے کہ ان دونوں کے جواب سے شنگال خوش ہوا اور اسے کسی قدر اطمینان ہوا مگر اُنہیں دن سے اسنے بھی درستی فوج کا حکم دیا اور آپ خود طلسم کی خبر گیری کرنے لگا عیش و عشرت کو کم کیا یہ تو ادھر سامان میں مصروف ہوا دھر منیر جادو نے بعد ازاں کرتے جواب کے اپنے بھائی بے نظیر جادو سے کہا کہ تم یہاں قیام کرو میں فکر طلسم کشا میں جاتا ہوں اگر اُنہیں سے کوئی آئے اُسکو اتارنا اُسکی خاطر کرنا میں اتا ہوں یہ کمکر اور اپنے بھائی کو حاکم در بند اپنی طرف سے کر کے فکر طلسم کشا میں روانہ ہوا اسکا حال آئندہ تحریر ہوگا اب شمعہ حال طلسم کشا یعنی حمزہ صاحب قرآن حلقہ فلک گوش گردن کشتان ملاحظہ فرمائیے راوی بیان کرتا ہے کہ جب صاحب قرآن کو جشن خوشی سے مہلت ہوئی اب صاحب قرآن نے قصد کیا تھا کہ لوح کو ملاحظہ کر کے جدھر کا حکم لوح دے اُسی طرف کو روانہ ہوں صاحب قرآن بارگاہ میں بیٹھے ہوئے تھے سب سردار حاضر دربار تھے کہ یکایک آسمان پر ابر چھا گیا ترشح ہونے لگا پچھار پڑنے لگی یہ سمان جو نظر آیا صاحب قرآن کا دل بھر بھرا یا کہ یہ وقت شکار ہو چلو شکار کھیلو اسے بعد پھر فتح طلسم کی طرف متوجہ ہونا یہ دل میں خیال کر کے حکم دیا کہ سامان شکار حاضر کیا جائے ہم اسوقت برائے صیدا ننگی جائینگے سیما سے بلند آواز و اعظم جادو و سوسن جادو و استقلینوس وغیرہ نے عرض کیا کہ خداوند نعمت یہ صحرائے طلسم پر یہاں آپ کی جان کا ہر ایک دشمن ہو ہوئی اور چڑھی خون کی پیاسی ہر آپ تشریف نہ لے جائیں جب طلسم کو فتح فرمایا جیے گا تو شکار وغیرہ کا شوق فرمایا گا صاحب قرآن نے فرمایا کہ تم لوگ کچھ خوف ندرہ بری نگہ ذات خدا پر ہر تم نے سنا ہے کہ کسی کا قول ہو مصرعہ دشمن اگر تو نیست ننگبان قوی تراست + میں شام کو شکار کھیل کر چلا آؤنگا کہ میں دور نہ جاؤنگا مجھ کو خود تعجیل ہے کہ کسی طور سے جلدی طلسم فتح ہو تو میں اپنے لشکر سے ملوں اور سب کو دیکھوں آپ لوگ اطمینان رکھیں یہ جو

صاحبقران نے فرمایا سب کے سب خاموش ہو رہے صاحبقران نے خواجہ عمر سے فرمایا کہ اے خواجہ
سامان شکار کے مہیا ہونے کا حکم دو خواجہ نے کہا کہ یا صاحبقران میں بھی ہمراہ چلوں گا صاحبقران نے
فرمایا کہ خواجہ تمہارا کیا کام ہو بیچارہ رحمت کرنے سے کیا حاصل ہو میں شام تک واپس آؤں گا تم یہاں
لشکر میں رہو یہ لوگ تازہ مسلمان ہوئے ہیں انکے عقائد ابھی درست نہیں ہوئے ہیں انکی نگرانی کرو میں کوئی
جنگ و پیکار کے لیے نہیں جاتا ہوں تو تم کو بھی ہمراہ لے جاؤں یا کہیں اور جاتا تو تمہاری ضرورت تھی دن
بھر کے لیے جاتا ہوں انشاء اللہ تعالیٰ شام تک واپس آؤں گا شکار کھیل کر تم اطمینان رکھو کچھ خیمہ وغیرہ بھی
ہمراہ فرمائی جاؤں گا صاحبقران نے خواجہ کو اسطور سے سمجھایا کہ خواجہ نے مان لیا بس اس وقت سامان شکار
خواجہ نے سب موجود کر دیا صاحبقران اس قدر دیوار پر سوار ہو کر سامان شکار ہمراہ لیکر طرف ہمارے
شکار روانہ ہوئے بہری جڑے شاہین باز با شے باز داروں کے ہاتھوں پر تھے حتیٰ کہ ایک ایک جڑی اسی قسم
سے ہر قسم کے بیادوان شکاری کی ہمراہ لیلی فراول میر شکار سب ہمراہ رکاب تھے بس صاحبقران جنگل
میں تشریف لائے پہلے پرورد جانوروں کا شکار فرمایا باز وغیرہ کو چھوڑا وہ شکار کو پکڑ لائے اسکے بعد چرند و نکا
شکار ہونے لگا اب صاحبقران نے تیر و کمان لیکر برائے شکار ہرن وغیرہ مرکب کو ہمیں کیا تھوڑی دور
چلے تھے کہ دیکھا ایک مقام پر بہت سے ہرن گھاس چر رہے ہیں صاحبقران نے انکی طرف مرکب کو ہمیں
کیا ملاحظہ فرمایا کہ ان آہوؤں میں ایک آہو سیاہ رنگ بہت بڑا ہے کہ وہ سب آہوؤں کا بادشاہ و افسر معلوم ہوتا ہے
اور بہت خوبصورت ہے صاحبقران نے یہ قصد کیا کہ اسکو زندہ اسیر کرنا چاہیے یہ بہت خوبصورت ہرن ہے بس
مرکب کو اٹھایا آہوؤں نے جو قسم مرکب کی صدا سنی کان کھڑے کیے یا تو گھاس چر رہے تھے ایک مرتبہ چونکہ آہو کو
چاروں طرف دیکھنے لگے انکی بھی نگاہ پڑ گئی کہ صیاد ہم سبکی فکر میں آتا ہے جب صاحبقران قریب پہنچے وہ آہو
جست و خیز کر کے بھاگے صاحبقران نے انکے عقب میں مرکب اٹھا دیا راوی بیان کرتا ہے کہ دو ایک کو تو
صاحبقران نے تیر سے گرایا اب سب متفرق ہو گئے مگر وہ آہو سیاہ رنگ جسکو صاحبقران نے تاکا تھا سامنے
صاحبقران کے موجود رہا وہ نہیں بھاگا اب جو صاحبقران نے اسکی طرف اسکی سیری کے قصد سے مرکب اٹھایا وہ بھی بھاگا
آہو بھی صحران کا رستہ لیا وہ جست و خیز کرتا چلا جاتا ہے صاحبقران مرکب کو ہمیں چر رہے ہیں مگر وہ آہو ہاتھ نہیں آتا
تو جس نے دیر آتا ہے جست کو کے دور ہو جاتا ہے صاحبقران غائب ہو جاتا ہے پریشان ہو رہے ہیں کہ اس آہو نے بہت پریشان
کیا ہے اسکو کو ہمیں چر رہے ہیں حالت یہ ہے کہ آپ بھی عرق عرق ہیں اور اس قدر تھک چکے ہیں کہ ابھی صاحبقران سے عرض کرتا ہے

کہ اسی لیے میں نے عرض کیا تھا کہ میرے پر رہنے دیجئے نہ کہ یہ آپ نے نہ سنا پر کتر ویئے اگر
 اس وقت میرے پر ہوتے تو میں اسکو اوڑھ کر لے لیتا آپکو اداس کے قریب پہنچاتا یہ وقت کا ہے کہ
 ہوتی میں بھی پریشان ہوتا ہوں آپ بھی پریشان ہوتے ہیں اگر پر کترے ہیں تو اسقدر جیل
 نہ فرمایا کیجئے صاحبقران نے فرمایا ایسا شکر تو کسی طور سے اس ہرن کے قریب مجاہد پہنچاؤ
 تاکہ میں اسکو اسیر کر لوں یہ سنکے اشقر دیو زاد تیز ہوا اسقدر تیز جا رہا ہے کہ اسکا سینہ زمین سے لگا
 ہوا ہے کسی مقام پر دم نہیں لیتا ہوا ہو کا بھی یہی حال ہے کہ جست و خیز کرتا ہوا چلا جاتا ہے کند کے
 زو سے دور ہے کوسوں دہرن صاحبقران کو لگا کر نکال لیگیا جب صاحبقران عاجز ہوئے
 دل میں خیال کیا کہ یہ زندہ اسیر نہ ہوگا اسکو تیرے شکار کردوش سے کمان ترکش سے یاد دہشتی
 از رنگ خدنگ سفتہ سونار عقاب پر لیا اور کمان میں جوڑا سیر کر کے آہو نے جو دیکھا کہ اس
 شکاری نے قصد میرے ہلاک کرنے کا کیا اب اس طور سے جست و خیز کرنے لگا کہ تیر کی زد سے
 دور تھا صاحبقران عاجز ہیں اپنی بویان اپنے دانتوں سے کاٹتے ہیں منہ میں کف ہے چہرہ
 غوطہ غضب سے سرخ ہر زلفیں خلیل بل کھا رہی ہیں بس نہیں ہے کہ آہو کو جو پا جائیں تو پامال کر دیں
 کہ جیسے شیر گرسنہ شکار کے نہ ملنے سے برہم ہوتا ہے کوئی دو پہر کال صاحبقران آہو کے پیچھے ہلاک
 رہے کہ آہو ایک صحرا میں جا کر پہنچا وہ صحرا بہت پر بہار تھا صاحبقران بھی عقب میں پہنچے
 آہو وہاں سے بھی بھاگا سامنے ایک کوہ بلند شکوہ تھا اداس کے قریب جا کر ٹھہرا اب صاحبقران
 نے فرمایا کہ اب یہ کمان جاسکتا ہے کوہ حائل ہوا ہے اشقر کو تیز کر کے قریب آئے جیسے آہو نے دیکھا
 کہ صیاد قریب آگیا اب جو جست کرتا ہے پہاڑ کے اداس پار تھا یہ واقعہ دیکھ کر صاحبقران کو اور
 غصہ آیا اور دل میں خیال کیا کہ جیت ہو ایک جانور کو تو شکار نہ کر سکے وہ میرے ہاتھ سے زندہ نکل جائے
 لعنت ہو میری مردمی و شجاعت پر اور تلف ہو میری سپہ گری پر یہ خیال کر کے قصد کیا کہ اشقر کو
 مزید کروں کہ یہ بھی شل آہو کے اداس پار جست کر کے پہنچے پھر خیال آیا کہ یہ بے زبان ہو اور ذہن
 کا تھکا ہوا ہے ایسا نہ کہ بسبب ہلاکت کے کچھ ماندہ ہو جائے اور نہ معلوم تو اس آہو کے عقب میں
 کس قدر دور شکر سے نکل آیا ہے تو پھر شکر میں پہنچنا دشوار ہوگا اسی جنگل میں سرچک چک کر ہلاک
 ہو جاؤ گے پیدل تم سے چلا نہ جائیگا اس سے بہتر یہ ہے کہ اشقر کو اسی مقام پر چھوڑ دو اور خود پیادہ

اس کوہ پر جاؤ اور اوس آہو کو تلاش کر کے شکار کرو وہ ضرور پہاڑ پر کسی گوشہ میں اپنی جان بچا کر بیٹھا ہو گا
یکمکر دل سے اور تجویز کر کے اشقر سے زبان جنی میں فرمایا کہ تو اسی مقام پر شہر میں کوہ پر جانا ہوں اور ابھی
آتا ہوں اوس آہو کو شکار کر لاؤں یہ اشقر سے فرما کر پشت اشقر سے زمین پر تشریف لائے اور دین گردا
پہاڑ پر چڑھنے لگے یہاں تک کہ بلا سے کوہ پہنچے اشقر زیر کوہ چرامین صروف ہوا آپ نے کوہ پر جا کر
تمام کوہ کو چھان مارا کہیں آہو کا پتہ نہ چلا آہو کو تلاش کرتے پھر تپے میں کہ اوس طرف جا پونچے کہ جدھر دوسرا
راستہ دوسری طرف جانے کا تھا آپ نے خیال فرمایا دل میں کہ معلوم ہوتا ہے وہ آہو اسی راہ سے کوہ پر
سے اودھر کو چلا گیا ہو ذرا چل کر نیچے بھی تلاش کر لو راوی بیان کرتا ہے کہ صاحبقران کو اس قدر غصہ ہی کہ
کسی بات کا خیال نہیں ہو فرط غیض و غضب سے اپنے تن بدن کا ہوش نہیں ہو اس امر کا خیال ہی کہ یہ کیا
لنو حرکت ہو کہ ایک جانور صحرائی کی تم اس قدر جستجو کرتے ہو کیا وہ بھی کوئی انسان ہو کہ تم اس قدر تلاش
کرتے ہو جانے بھی دو کسی امر سے غرض نہیں ہو غصہ میں بھر ہوئے آہو کی تلاش کر رہے ہیں پس یہ سوچ کر
کہ وہ اس راہ سے نیچے پہاڑ کے چلا گیا صاحبقران بھی اوس راستہ سے زیر کوہ آئے جب گھاٹی پہاڑ کو
چل کر آیا تو ایک صحرا پر پہاڑ زعفران زار نظر آیا کہ جب قدر گیا وہ درخت اوس جنگل میں ہیں سبز زعفران رنگ
ہیں مثل تن عاشق کے وہ صحرا زرد ہی صاحبقران نے اوس صحرا کو لبنتی پوش دیکھ کر بہت تعجب فرمایا
کہ وہ کیا خوب یہ صحرا کا ہے کوہ زعفران کا کھیت ہو جدھر نگاہ اٹھ جاتی ہو سوائے زردی کے
دوسری شے نظر نہیں آتی صفت اور صفت یہ کہ جو طائر ہیں اوس جنگل کے وہ بھی لبنتی پوش ہیں جب قدر شہا
ہیں وہ بھی زرد میں غبار جو بلند ہوتا ہو وہ بھی زرد بلند ہوتا ہو ہر طرف سرسوں کا تختہ کھلا ہوا ہو گویا
زمانہ لبنت ہو صاحبقران اوس صحرا کے زرد پوش کو دیکھ کر محو ہوئے اب آہو کا خیال بھی جاتا ہا صنعت
بروردگار کی تعریف فرماتے ہوئے اوس جنگل کی سیر کرتے ہوئے بہار کا عالم ملاحظہ فرماتے ہوئے چلے جاتے
ہیں تھوڑی دور چلے تھے کہ کان میں تیش کی آواز آئی کہ جیسے کوئی درویش حقیقت کیش کسی مقام پر بیٹھا ہوا
کچھ پڑھ رہا ہو پس صاحبقران اوس آواز پر چلے چند قدم چلے تھے کہ دیکھا سامنے ایک چھوٹا سا بنگلہ ہو
وہ بھی زرد ہو اوس کے سامنے ایک چٹان سنگ کی پڑی ہو مگر زرد رنگ ہو اوس پر ایک درویش حقیقت کیش
خدا اس بیٹھا ہوا ہے جدہ کا نشان مثل ستارے کے چمکتا ہوا ضعیف اس قدر کہ پائین تک سفید ہو گئی ہیں ایک
تشیع ہزار دانہ بڑے بڑے دانوں کی مانتھ میں بیٹھا ہوا کچھ پڑھ رہا ہو اور بار بار مراد ٹھاکر چارون طرف

دیکھتا جاتا ہے کہ جیسے کسی کا کوئی انتظار گزرا ہے اور لباس زرد رنگ پہنے تھوڑے پہنے ہوئے اس قدر
 عبادت خدا کی ہے کہ لاغر ہو گیا ہے اور اس کے بار بار دیکھنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ گویا کسی کا انتظار کر رہا ہے کوئی
 آیا والا ہے صاحب قرآن کو اب خیال آیا اس فقیر کو دیکھ کر کہ اس درویش سے چل کر دریافت کرو کہ یہاں
 کوئی آہو تو نہیں آیا صاحب قرآن اودھو کو چلے یہ خیال کرنے ہوئے کہ یہ کوئی بہت خدا رسیدہ ہے جب
 اس صحرا سے پر بہار میں یکہ و تنہا بیٹھا ہوا ہے کہ جہاں نہ کوئی انسان ہے نہ حیوان از قسم انسان یہاں مردم
 گیاہ تک نہیں ہے معلوم ہوتا ہے کہ بسبب کمال کے یہ صحرا اس کو پسند آیا اور اس نے اس کو زود پوش کر دیا ایسے
 لوگوں سے ملاقات کرنا اور ان کی خدمت بجالانا باعث فخر و افتخار ہے چلو اس کی خدمت کرو ضرور اس کی
 خدمت کا صلہ ملے گا اگر یہ تمہارے حق میں دعا کر لیا تو تمہارے گناہاں گذشتہ عفو ہو جائیں گے یہ خیال فرماتے
 ہوئے اس فقیر کی طرف چلے آوہ صراوہ کے کان میں جو پاؤں کی چاپ کی صدا آئی اس نے سرائوٹھا کو دیکھا
 جیسے اس کی نگاہ صاحب قرآن پر پڑی ایک مرتبہ خوش ہو کر اوٹھ کھڑا ہوا اور پکارا کہ یا حشرہ صاحب قرآن
 سلام و علیک اے مجاہد راہ خدا و اے زلزلات قاف ثانی سلیمان و اے سالک راہ اسلام و اے فاتح
 طلسم حضرت زار سلیمانی خوش آمدی و صفا آوردی شعر بیا کہ تر آنگ در کنار کشم پد بہ تنگ آمدہ ام
 چن انتظار کشم پد ویکر از آمدت اگر خبر داشتے پد در رہ گذرت گل و سمن کاشتے پد میں تو آپکا ایک
 مدت مدید و عرصہ بید سے منتظر تھا اور انتظار کر رہا تھا مجھ کو معلوم تھا کہ آپ برائے فتح طلسم شریف
 لائے ہیں اس طرف سے آہو کے عقب میں تشریف لائے گا لیجئے یہ آپکا شکار موجود ہے اب جو صاحب قرآن
 نے ملاحظہ فرمایا تو اس بہن کو ایک رسی سے بندھا ہوا پایا کہ وہ کھڑا ہے صاحب قرآن نے خیال فرمایا
 کہ بڑا کامل ہے کہ اس کو میرے حال سے آگاہی ہو گئی اور اس سے بھی یہ خبر دار ہوا کہ میں آہو کے عقب میں
 آہو کی تلاش میں آیا ہوں واہ کیا خوب اس کو کچھ علم غیب میں بھی دخل ضرور ہے یہ ضرور بندہ خاص خدا
 کریم و مقبول بارگاہ الہی ہے اسکے اوپر سب حال روشن ہو گا کوئی حال اس سے پوشیدہ نہ ہو گا
 اس کمال اور اس مرتبہ کا فقیر آج تک میری نگاہ سے نہیں گذرا جیسا یہ درویش کامل ہے یہ خیالی
 زمانہ کے صاحب قرآن نے جواب میں فرمایا کہ علیک السلام اے بندہ خاص خداوند کار ساز میں آج
 کے تلاش میں تو بیان تک آیا ہوں میرے مقدر نے آپ کی زیارت سے مشرف فرمایا میری کیا
 خوش تقدیر ہے اور خوش قسمتی ہے کہ آپ کی زیارت سے مشرف ہوا یہ زمانہ کے اور قدم تیز کر کے اس فقیر کے

قرب تشریف لائے راوی بیان کرتا ہے کہ اس صحرا میں اگر صاحبقران ایسے محو ہوئے ہیں کہ کسی امر کا خیال تک نہیں رہا اب بھولے سے بھی لشکر کا خیال نہیں آتا اس درویش کو تو دیکھ کر بالکل بے خود ہو گئے ہیں اور ہر سے صاحبقران چلے اور ہر سے وہ فقیر حیدر قدم چلا کہ صاحبقران نے لپک کر اس کے قدموں کو بوسہ دینا چاہا کہ اس نے صاحبقران کا سر ہاتھوں پر روک لیا اور کہا کہ اے بابا یہ کیا کیا ہیں تمہارے قدموں کو بوسہ دوں تو زیبا ہے کیونکہ تم مجاہدین اسلام ہو تمہارے قدم کی برکت سے تمام عالم ضلالت کفر سے پاک و صاف ہوا نئے شمع اسلام کو روشن کیا ورنہ تمام عالم بسبب ظلمت کفر کے تاریکی میں تھا کوئی خداوند کریم کے نام سے آگاہ نہ تھا تم ہی نے اس اسم پاک سے سب کو آگاہ کیا کم کر دگا راہ ضلالت کو شاہراہ اسلام پر پہنچایا یہ تمہارے قدم کی برکت ہے کہ ہر طرف آبِ بلا خوف اسم باری تعالیٰ لیا جاتا ہے تم نے بزرگوار شیر کھار کو کلمہ طیبہ تعلیم کیا اور نشان اسلام کو بلند کیا مجھ کو لائق و لازم ہے کہ میں تمہارے قدموں کو بوسہ دوں اور تمہارے ہاتھوں کو انکھوں سے لگاؤں میری سعادت ہے کہ تمہاری خدمت کجا لاون اور تمہاری غلامی اختیار کروں میں ایک ادنیٰ سگ ناپاک اس کے در کا ہوں سوائے گوشہ نشینی کے مجھ سے کیا ہو سکتا ہے میرا بال بال گناہ میں مبتلا ہے کیونکہ مجھ سے دنیا پر اگر کچھ نہ ہو سکا سوائے کھلنے اور سونے کے تم ایسے بدوؤں کے سبب سے دنیا قائم ہے کہ تم نے اگر اس جان کو آلائش کفر سے پاک کیا اور سبکدوش راست کھائی میں دعا کا امیدوار ہوں یہ کبک صاحبقران کو گئے سے لگایا اور وہ فقیر بہت شفقت سے پیش آیا اپنے پاس لا کر اس چان پر بٹھایا آپ سانسے بیٹھا صاحبقران بیٹھے ہوئے خیال فرما رہے ہیں کہ کیا ظلمت ہے ایسے انسان کہاں پیدا ہوتے ہیں اس درویش نے صاحبقران سے عرض کیا کہ یا صاحبقران کچھ کلام فرمائیے کیا آپ کو میری صحبت اور ملاقات کچھ ناگوار گدزی اور خاطر کو بیان قیام فرماتا اگر ان ہر چیز پر کلام نہیں فرماتے ہیں صاحبقران نے فرمایا کہ میں اس مہین حیران ہوں کہ کیا مقام ہے اور یہ اس قدر نادر کیونکہ جو خوشے یہاں کی ہو رہے ہیں اور یہ ہر ان کیونکہ جناب نے اسیر فرمایا میں اس کے عقب میں بہت عرصہ سے پریشان تھا اسی کی تلاش میں یہاں آیا تھا اور جناب کا اسم مبارک کیا ہے اس درویش نے سکر کر جواب دیا کہ تم بیکار کو پریشان ہو اس صحرا کو صحرانہ بنفت بہار کہتے ہیں اور یہ بھی ایک مقام ہے مقام دنیا سے میرا نام درویش ریاضت کیش ہے مجھ کو بسبب اپنے علم کے معلوم ہوا تھا کہ تم اس طرح تشریف لائے ہو تم نے دو درندہ فتح کیے ہیں ایک درندہ مسکون و ایک درندہ اعظم سوسن جاو و دام و

مع اپنے اہل لشکر و سرداروں کے تحاریط و طاقت کی اور بادشاہ سابق اور حکیم اسقلینوس نے
 دو دیگر سردارانِ مملکت تمھارے مطیع ہوئے بیستویں کو قتل کر کے کوہِ بیتون کو بر باد کیا مریخ جادو کو مار کر
 راسخہ و رتد سوکسن کا کھولا یہ بھی معلوم ہوا تھا کہ تنے لوح کو حاصل کیا اور چشمہ زمزم میں غوطہ دیکر
 اوسکی عبارت کو پڑھ کر کیا زمزم جادو کو قتل کیا اب تم برائے شکار نکلے ہو چونکہ میرے مقدر میں تمھاری
 زیارت تھی اس سبب سے تم آہو کے عقب میں اس طرف کو آئے میں یہاں بیٹھا ہوا تھا کہ یہ آہو بھاگا
 ہوا اور صحر کو آیا میں نے اسے پکڑ لیا چونکہ میں واقف تھا کہ تم اسی آہو کے تلاش میں یہاں آؤ گے میں آہو
 کو پکڑ کے بہت خوش ہوا کہ یہ ایک خدمت مجھ سے ہوئی جب آہو کو پکڑ چکا تو تمھارا انتظار کرنے لگا
 خداوند کریم نے تمھارے قدم دکھائے میری مراد برآئی میں بہت خوش ہوا تم کو دیکھ کر اب یہ بیان کرو کہ
 مزاجِ مبارک کیسا ہی راوی بیان کرتا ہوں کہ اوس فقیر نے جس قدر حال تھا بیان کیا بلکہ کل واقعہ بیان کیا
 اول سے آخر تک لوح کا نام بھی لیا مگر صاحبقران کو بالکل کسی امر کا خیال نہ ہوا کہ لوح کو دیکھئے بلکہ اوس
 ان باتوں کے بیان کرنے سے صاحبقران کو اوسکا اعتقاد اور زیادہ ہو گیا اوسکی طرف سے آواز
 کما کہ یا صاحبقران کوئی اس قدر غصہ فرماتا ہو شکار کئے مٹنے سے آپ کی عقل اور دانائی کے خلاف
 ہو یہ تو بھلی جانور ہیں جب آدمی شکار کھیلتا ہو تو نہاروں جانور نکل جاتے ہیں اور سیکڑوں شکار پہنچتے
 ہیں اس قدر غصہ نہیں کرتے ہیں کہ آپ بھی ہلکان ہوئے مرکب کو بھی ہلکان کیا بار جو دیکھ آہو یہاں تشریف
 لائے ہوئے عرصہ ہوا مگر اس وقت تک پسینہ نہیں خشک ہوا ہو لیجئے یہ ہرن موجود ہی اسکو ذبح
 فرمائیے کباب لگائے نوش فرمائیے صاحبقران نے فرمایا کہ میں نے بقصد ہلاکت اسے بکھڑا
 میں مرکب نہیں اٹھایا تھا بلکہ یہ خیال کیا تھا کہ اسکو زندہ اسیر کر لوں کہ یہ بہت خوب صورت ہرن
 ہو گا اسنے اس قدر مجھ کو پریشان کیا اور اس قدر ہلکان کیا کہ میں نے قصد کر لیا کہ اب اسکو تیرے
 شکار کر لوں یہ کوہ کے قریب پہنچ گیا میں بھی مرکب کو صحر میں چھوڑ کر کوہ پر آیا جب کوہ پر پہنچا
 تو اسکو نہ پایا بلکہ یہ گھائی نظر آئی خیال میں آیا کہ نیچے چل کر تلاش کرو چنانچہ یہاں پہنچا چونکہ آپ کی زیارت
 میرے مقدر میں مقدر تھی جو یہ امر میرے دہن میں آیا یہ ہرن مجھ کو بیان لایا میں اسکا بہت ممنون و شاکر
 ہوں پس اسکو آپ اپنے ہاتھ سے رہا فرمائیے میں اس سے بہت خوش ہوا کہ اسکی بدولت میں آپ کی
 زیارت سے مشرف ہوا میں نے اوسکے صلہ میں اور اس خوشی کے سبب سے اسکو آزاد کیا اور نوش کرنے لگا

کہ نہیں تم اسکا شکار کرو یہ تو شکاری جانور ہو اگر میرے ملاقات سفدر تھی تو ضرور ہوتی کوئی اور
 سلسلہ پیدا ہوتا صاحبقران نے فرمایا کہ جی نہیں میری خوشی یہ ہے کہ آپ اسکو رہا کر دیں یہ جو صاحبقران
 نے فرمایا اس درویش نے کہا کہ اگر تمھاری یہی خوشی ہے تو تم اپنے ہاتھ سے اسکو رہا کر دو یہ کہہ کر اس
 آپ کو صاحبقران کے سامنے کھڑا کر دیا پس صاحبقران نے اپنے ہاتھ سے اس کے گلے سے رسی کھوڑی
 وہ رہا ہو گیا اس درویش نے کہا کہ اے آپو پاس صاحبقران کو پوسوے اور اذنگو و عادی کے کہ اذنگی ہرانی
 اور خلق کے سبب سے تیری جان بچی اور اپنی راہ لی جو اوں رویش نے کہا اوتار ہونے اپنا قدم صاحبقران رکھیا تھا
 تھوڑی دیر تک اور وہاں تھکے اس کے بعد شاہ صاحب سے کہا کہ اب میں رخصت ہوتا ہوں کیونکہ مجکو
 دور جانا ہو شاہ صاحب نے کہا کہ واہ کیا خوب ایک مدت سے تو میں تمھاری زیارت کا اشتاق تھا اب
 جو زیارت نصیب ہوئی تو تم اسقدر جلدی کرتے ہو کہ میں رخصت ہوتا ہوں اب دن تمام ہو چکا ہے کوئی پہرہ
 باقی ہے اسقدر دن اور یہ رات اس فقیر کے مکان پر تشریف رکھو جو نگرے روٹی کے میں مانگ کر لیا ہوں
 اسکو نوش کر کل بوقت سحر تشریف لیجانا فقیروں کی ممانی کو قبول فرماؤ گو میں جانتا ہوں کہ تم سے خشک
 تان جو نہ کھائے جائیگی مگر میری خاطر سے نوش کرنا پڑیگی صاحبقران مجبور ہو گئے کیونکہ اہل اسلام
 میں رد و دعوت نہیں کہتے ہیں اگر کافر بھی کہے تو اسکو قبول کرتے ہیں نہ کہ ایسا بندہ مقبول دعوت
 کرے اور صاحبقران انکار فرمائیں درویش کے اصرار سے صاحبقران ناچار ہو گئے فرمایا بہتر جو آپکی
 مرضی درویش نے کہا کہ بسم اللہ اوٹھے اور سیر مہر فرمائیے دیکھیے کیا کیا صنعت خداوند کریم کی ہے یا صاحبقران
 اس صحرا میں ایک بنگلہ ہے یہاں سے تھوڑی دور ہے اس بنگلہ میں ایک نازنین رہتی ہے ایک مدت سے
 نہایت حسین و خوبصورت ہے مجکو اس سے کیا عرض ہے کیونکہ میں تو تارک دنیا ہوں یہ تو دنیا داروں
 کا کام ہے کہ عورت کی طرف رغبت کریں بسبب خواہش نفسانی کے یہاں نفس امارہ کو قبل ہی سے مار
 چکے ہیں دنیا کو طلاق دیجئے ہیں پھر دنیا کے کاموں سے کیا عرض ہو وہ اکثر اس جنگل میں آیا کرتی ہے
 اور سیر کیا کرتی ہے مگر اس کے چہرہ سے آثار عشق ظاہر ہونے ہیں کہ کسی پر عاشق ہے اور کسی کی طالب ہے میں نے
 آج تک اس سے اس امر کو دریافت تک نہیں کیا گو وہ میرے پاس کئی مرتبائی مگر میں اسکی طرف
 ملاحظت نہ ہوا وہ بیٹھی رہی آپ ہی اور مجھ کو چلی گئی اب آپ اس طرف بھی سیر کرتے ہوئے تشریف
 لے چئے راوی بیان کرتا ہے کہ اس درویش نے اسقدر تعریف صاحبقران سے اس نازنین کی کہ

صاحبقران کو اشتیاق ہوا اوس کے دیکھنے کا اور ایک الفت سی دل میں پیدا ہوئی بقول کے شعر نہ تمنا
عشق از دیدار خیزد و لبساکین دولت از گفتار خیزد پس صاحبقران نے اوس درویش سے فرمایا
کہ کیوں شاہ صاحب ہم بھی اوس نازنین کو دیکھ سکتے ہیں بھلا وہ کیوں ہلکا اپنے کو دکھائے گی
درویش نے کہا کہ کیسا میرے بیان سے اچکاؤ سکے دیکھنے کا اشتیاق ہوا خیر نشہ لیت سے چلنے
سہ پہر کا وقت ہر شاید وہ برائے یہ صحرانکلی ہوا اپنے بنگلے سے تو آپ اوسکو دیکھ لیں صاحبقران
نے فرمایا کہ پھر تشریف لے چلیے پس وہ درویش حقیقت کیش صاحبقران کو ہمراہ لیکر برائے یہ صحرانچلا
صاحبقران کی یہ حالت تھی کہ محو ہو گئے ہیں جدھر نگاہ اودھڑ جاتی ہے سب زرد ہی زرد نظر آتا یہ عالم
ہے کہ زمین زرد آسمان زرد درخت زرد ہوا زرد درختوں کے پتے تک زرد ہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ درخت
خزان رسیدہ ہیں مگر یہ امر نہیں ہر دہل ہی میں زرد ہیں اونکی بہاریں ہی راوی بیان کرتا ہے کہ صاحبقران
کو ایک مقام سے دوسرا مقام زیادہ تر پہر بہار ملا ہر قدم پر نئی بہار کا سماں تھا وہ طائران خوش الحان کا
بزبان بوزبانی حمد آلی میں شاخاے درخت پر بیٹھ کر زمزمہ بخنی کرنا طوائسان خوش خرام کا وہ رقص
کرنا کسی طرف قمری کی کو کو کسی سمت لغزہ حق سر ہو بلبلوں کا گلون کے اشتیاق میں ادھر سے اُدھر کر
اودھر جانا نسیم و صبا کے جھونکوں کا چلنا دل کو باغ باغ کیے دیتا تھا وہ سبزہ خوابیدہ کا بار بار
قدم پر برائے تعظیم صاحبقران اودھڑا واقعی وہ صحرانعجب مقام پر بہار تھا ہر طرف سے بوے خوش
چلی آتی تھی دماغ کو سطر کر جاتی تھی جب ہوا آئی یہ معلوم ہوا کہ کسی نے قرابے کے قرابے عطر کے کھوکھو کیے
صاحبقران خوش ہو ہو کر ہر طرف ملاحظہ فرماتے تھے اور اوس درویش سے فرماتے تھے کہ واقعی کیا یہ بہار
صحران میں نے پردہ قاف کی بھی سیر کی مگر ایسا پر بہار صحرا دمان بھی نہیں دیکھا یہاں آکر دل بلغ باغ
ہو گیا ہر رنج و غم سے فرغ ہو گیا شان پروردگار و صنعت کریم کار ساز کی تعریف فرماتے ہوئے یہ کہتے
ہوئے کہ اگر ہر موئے تن زبان ہو جائے جب بھی تعریف خلاص جہان ادا نہ ہو سکے بقول شاعر شعر اگر ہر
دے تن گرد و زبانیے ۛ نیارم شکر تو ہر گز بیانیے ۛ واقعی عجب مقام پر فضا ہی آپ نے خوب مقام پسند
فرمایا میں جانتا ہوں کہ دنیا پر یہی ایک مقام ہے جسکی تعریف شاعر نے کی ہے شعر اگر فردوس بر رویے
زمین است بہمین است و بہین است بہ اس مقام کی نسبت کہا جائے تو زیبا ہو یہ صحرانموند
باغ رضوان کا اور نقشہ ہی باغ عدن کا کیوں نہ ہو کہ جہان آپ ایسا بندہ خاص کریم کار ساز مقیم ہو

وہ جگہ کیونکر ایسی برضا ہو اس فقیر نے کہا کہ یہ امر نہیں ہر آپ کے تشریف لائے کی وجہ سے یہ صحرا
 پر بہار ہوا آپ کے قدم کی برکت سے یہ مقام پُر ہوا اگر آپ تشریف نہ لائے کبھی یہ صحرا ایسا شاداب
 و خوشگوار نہ ہوتا آپ کے آئے کی برکت سے یہ مکان اس جنگل میں پیدا ہوا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ
 آپ کے قیام زمانے کے سبب سے اسکی یہ بہار ہوئی آپ یہاں قیام فرماتے نہ یہ بہار اس مقام پر پیدا ہوتی
 پس اس طور سے دو دن باہم تقریر کرتے ہوئے صاحبقران اور وہ درویش سیر صحرا کرتے ہوئے ایک مقام پر
 پہنچے صاحبقران نے اس مقام کو سب مقام سے زیادہ پر بہار پایا جیسے صاحبقران دہان پر پہنچے
 ہر طرف سے طائیران خوشحال کان کی زمرہ سنجی کی صدا آئے لگی طاؤسان سحر اقص کرنے لگے وخت
 میوہ دار مست ہو کر جھومنے لگے صاحبقران کیا اس مقام پر تشریف لائے گویا بہار تازہ اس صحرائین
 آئی صاحبقران نے ملاحظہ فرمایا کہ اوس صحرا کے بچے بچہ میں ایک بگلمہ زعفرانی بعد کامرانی پیدا ہوا ہے
 اس قدر چمکتا ہے کہ اوس پر نظر کام نہیں کرتا و خیرگی کرتی ہوا اوس کا مجلس طلائع ہر وہ بگلمہ پھران کا معلوم ہوتا
 چمک اوس میں سیر کی سجدی عجیب خوشنما اور طر حدار بگلمہ ہو یہ ثابت ہوتا ہے کہ کسی نازک ادا گل اندام
 کے رہنے کا یہ مقام ہے اوس بگلمہ سے اوس کے کن کی نزاکت و رعنائی و عشوہ گری ثابت ہوتی ہر وہ بگلمہ بگلمہ
 ہر خاص و عام معلوم ہوتا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آفتاب زیر سے طلوع ہو رہا ہے گو کوئی ابھی باہر نہیں آیا
 مگر بگلمہ کا انداز اور طریقہ کتنا ہے کہ کوئی مشورت طائر حدار قتال عالم اس میں جلوہ فرما ہے اس برج زعفرانی
 میں کوئی بلقیس ثنائی رولن افروز ہے صاحبقران کی ہوا اس بگلمہ پر نگاہ پڑی بہت تعریف فرمائی و درپس
 سے فرمایا کہ واقعی کیا خوشنما بگلمہ ہے اس بگلمہ سے ہی اس کے کہیں کی نزاکت اور حسن و خوبصورتی کا
 ثبوت ہے جس نازنین کے رہنے کا مکان اور مقام ایسا پر بہار اور خوش انداز قطع دار ہے وہ کیسی ہوگی اگر
 اوس کو زلیخا ہے مگر لوگ تصور کریں تو زیبا ہے جگہ تو اوس کے دیکھنے کا اشتیاق پیدا ہوا دیکھئے اوس کا
 جلوہ نظر اتنی یا نہیں میں اوس کے رویے انور کی زیارت سے ہر ہر منفہ ہوتا ہوں یا نہیں شاید میرا
 مقدر یاوری کرے اور نصیب ہر ہر کرے کہ اوس جو خصال پر ہی تمناں کی زیارت نصیب ہو جس کا یہ
 بگلمہ گو میں نے اوس کو دیکھا نہیں ہے مگر آپ کے تعریف فرمانے اور اس بگلمہ کی رعنائی سے اوس کے
 دیکھنے کا اشتیاق ہوا لیکن جلد ہی اوس آفتاب آسمان حسن کی صورت نظر آئے دل مشتاق کی
 آرزو ہر آئے درویش نے کہا کہ یا صاحبقران اب تو صرٹ کے اور اس بگلمہ کو دیکھ کر ایسے اوس

اوس نازنین کے مشتاق ہو گئے کہ عنان صبر و است اختیار سے چھوٹی جاتی ہر اس قدر بقیار نہ ہو جیسے و کلو
قابو میں رکھتے یہ آپ کے طریقہ کے خلاف ہے اگر وہ نازنین کیسیکا ناموس ہو تو کیسی قباحت ہے آپ کے دین
و مذہب میں پر آئے ناموس کو خیال بد دیکھتا گناہ ہے یہ کیسی آپ کی حالت ہوتی جاتی ہے صاحبقران نے
جو یہ سنا سر جھکا کیا اور دل سے کہا کہ تو کیوں اس قدر بقیار ہوتا ہے یہ کون سی حرکت نازیبا ہے ایسے مرد
بزرگ کے رویہ و دل میں کتنا ہو گا کہ حمزہ عجب مہل شخص ہے اور بیہودہ صاحبقران یہ خیال فرما رہا
تھے اور دل سے باتیں کر رہے تھے کہ کیا ایک اوس بنگلہ کا پردہ جو در پر پڑا ہوا تھا زلفیت کا وہ بلند ہوا
کیونکہ صاحبقران کی اوسط نگاہ تھی درویش پہلو میں کھڑا ہوا تھا صاحبقران محو مثل آئینہ جہان
بنگلہ کی طرف نگاہ تھے جیسے ہی پردہ اٹھا ایک برق سی کوئٹہ گئی یہ عالم ہوا کہ اگر صاحبقران نے
یہ بخالین تو مثل حضرت موسیٰ کے غش آجاتا جیسے حضرت موسیٰ کو کوہ طور پر غش آیا تھا آنکھیں
صاحبقران کے چکا چونڈ سی ہو گئی آپ نے آنکھیں ملکر جو دیکھا تو ایک آفتاب عالم تاب کو اوس
رخ زعفرانی سے طلوع ہوتے پایا صاحبقران نے ملاحظہ فرمایا کہ ایک نازنین بوٹا سا اوس
قد جوانی کا سینہ پراو بھار گردن صراحی دار آنکھیں دونوں جوانی کے نشے سے لال لال اور نین سرخ
سرخ دُورے پڑے اوسکا یہ عالم ہو کہ گویا کوٹ کوٹ کر موتی بھر دیئے ہیں پیشانی نورانی مثل بدر کا
روشن رخسار مانند گل کے نازک لب و لون دو گلاب کی پنکھڑی دانت ہیرے کی کینیاں لعل
دوش پر پڑی ہوئیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب زلف مشکین ہوا کے سبب سے رخ پر آلی ہو کہ دونوں
وقت مل رہے ہیں یا ابر کا لکھ آفتاب پرا گیا جب وہ ہٹ گئیں یہ معلوم ہوا کہ ابر حیدر آفتاب پر
سے ہٹ گیا از سر پادریاے جواہرین غوطہ مارے ہوئے زعفرانی جوشا پینے ہوئے گر مل گیا اوس
بھی ایک سادہ پن ظاہر اوس سیلے پن بھی ہزار ہزار بناوٹھے بقول شاعر نظم تھا یہ اوس گل کا جامہ
زیب بدن بہ سادی پوشاک پر تھے سوجوین بہ سبز نخل گل جوانی تھا بہ حسن یوسف فقط
کہانی تھا بہ ناک میں نیم کا فقط تمکا بہ شوخی چالاکي مقتضاسن کا بہ صاحبقران نے ملاحظہ
فرمایا کہ ایک نازنین مجہین متکین قتال عالم آفت جان سردار حسینیان جہان اوس بنگلہ سے
نکلی سامنے اگر کھڑی ہوتی صاحبقران نے جو اوسکو ملاحظہ فرمایا تو اوسکے چہرے سے آثار عشق
پیدا تھے معلوم ہوتا تھا کہ کسی پر یہ دلدادہ ہوا اور کسی کی فریفتہ ہو دونوں رخسار اوسکے زربہ تھے

آنکھوں میں حلقہ پڑے ہوئے تھے ہونٹ دونوں خشک معلوم ہوتا تھا کہ یہ کسی پر مرقی ہو کسی کی
 شبیلہ ہو آثار عشق رخسے ہو یہاں چہرہ ارغوانی اور سکاکتا ہو کہ یہ عاشق ہو اور کسی کی شبیلہ ہو
 صاحبقران نے جواب سبکی صورت زیبا اور شکل رعنا و یکھی جو نظارہ ہو گئے اور وہ اس نازنین
 نے بنگلہ سے نکل کر چاروں طرف دیکھا اور سبکی نگاہ صاحبقران پر پڑی ایک مرقہ خوش ہو کر
 یوں پکاری کہ یہ کون گل رعنا اور خوش بقا آیا ہو کہ تمام صحرا بہار سے ملو ہی سب خوش بہار سے جھوم پڑو
 ہر طرف نسیم بہار کے جھونکے چل رہے ہیں بلبلیں خوش ہو رہی ہیں یہ کون شاید گلزار میں آیا ہو کہ صحرا
 کا یہ عالم ہو کہ کثرت بہار سے اپنے جامہ میں نہیں سمانا ہو اور یہ ایک مطلع شیخ تصدق حسین دہستان گو
 کا پڑھا مولف مطلع نسیم صبح دم بھر باغ میں جا کر پکارائی بہ مبارک بیلون تمکو کہ پھر فصل بہار آئی بہ
 پیکر مطلع کسی شاعر کا مطلع عجب انداز سے کچھ صحن گلشن میں بہار آئی بہ بکرو فرسند ماز کے اوپر سوار
 آئی یہ مطلع پڑ کر صاحبقران کی طرف دیکھ کر سر جھکا لیا مگر صاحبقران نے ملاحظہ فرمایا تو اس کے
 چہرہ پر آثار خوشی و خرمی ہو یا پائے صاحبقران نے یہ دیکھ کر درویش سے فرمایا کہ اگر اجازت ملے
 تو میں اس نازنین سے کچھ کلام کر دین درویش نے کہا کہ آپ کو اختیار ہو میں سن کب کرتا ہوں آپ کو اختیار
 ہو اگر وہ آپ سے کلام کریں تو عشق سے مہکلام ہو جائے صاحبقران نے جب یہ اجازت پائی صاحبقران
 اس نازنین کی طرف چلے وہ بھی چند قدم برمی گریہ عالم تھا کہ لبثا شش درخشاں تھی یہ معلوم ہوتا تھا
 کہ گویا اپنے جامہ میں نہیں سماتی تھی پھولوں نہ سماتی تھی مارے زطر خوشی کے جب صاحبقران اس کے
 قریب پہنچے اس کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے نازنین مجھ میں تو ماہ کس آسمان کی اور پھول
 کس باغ حسن کی ہو بیان کر اور تیرا نام نامی داسم گرامی کیا ہو شعر اگر شاہی تر آفرجہ نام است نہ دگر
 ماہی تر منزل کدام است نہ اس نازنین نے کچھ جواب نہ دیا تھا کہ ایک نازنین اور زرد پوش اس
 بنگلہ سے باہر آئی مگر خوش وضع طرصار شوخ و شنگ جوانی لاشک برابر اس نازنین کے آکر
 کھڑی ہوئی اور صاحبقران کی طرف دیکھ کر کہا کہ آپ ہماری ملکہ سے کیا دریافت فرما رہے ہیں
 پہلے آپ اپنے نام نامی داسم گرامی سے آگاہ فرمائیے کیا آپ ہی طلسم کشا ہیں آپ کا اسم مبارک
 حمزہ صاحبقران ہو صاحبقران نے فرمایا کہ جی ہاں اسی خاکسار مرآپا انکسار کو حمزہ صاحبقران
 سب کہتے ہیں یہ ہی حقیر پر تقصیر طلسم کشا کے لقب سے مشہور ہو اس نازنین نے کہا کہ واہ

کیا خوب آپ نے تو بعض لوگوں کو مار مار ڈالا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ وہ کون لوگ ہیں کہ جنگو
 مار مار ڈالا ہو اور کتنا نام تباؤ اس نازنین نے کہا کہ کیا بیان کروں یہاں تشریف لائے تو بیان کروں
 یہ بھی کوئی طریقہ ہے کہ آپ بھی نہرے ہوں اور میں بھی چلے مسند پر جلوہ فرمائیے یہ واقعہ سماعت
 فرمائیے اپنے مشتاقوں کو اپنے جمال جہان آرا سے شاد فرمائیے آپ نے تو بہت انتظار
 کرایا آج آرزو پوری ہوئی امید برآئی کہ آپ کے قدم آئے کسی کی جان میں جان آئی تن مردہ
 میں روح نے خود کیا اگر ایک دن اور آئے تو کوئی نیم جان ہلاک ہو جاتا لیون پر دم تھا
 آپ کی آمد کے توجہ بستر بیماری سے اٹھتا اور باہر آیا آپ کیا آئے گویا دوا سے دفع مرض عشق
 لائے کوئی بیدار اچھا ہو گیا یا تو اس سے اٹھتا جاتا تھا یہ خبر پا کر کہ حمزہ صاحبقران تشریف لائے
 بین بقرار ہو کر اودھو بیٹھا اور باہر بنگلہ کے آپ کے اشتیاق میں آیا اس نازنین نے پہلی نازنین کی
 طرف اشارہ کیا کہ آئی شیدا اور طرفیتہ میں آپ پر جان دیتی ہیں رادی کتنا ہے کہ یہ جو صاحبقران
 نے تساول خوش ہو گیا چہرہ پر رونگٹا گئی پس اس نازنین نے ہمراہ مع درویش کے اس بنگلہ
 میں تشریف لائے اس نازنین نے صاحبقران کو لاکر مسند پر بیٹھایا تاکہ کو برابر صاحبقران
 کے بیٹھایا اور خوب سامنے بیٹھی وہ درویش بھی سامنے بیٹھا اب صاحبقران نے فرمایا کہ حال بیان
 کرو کہ تم کون لوگ ہو اور یہ نازنین کس نام حسن و خوبی کی گلہ و اور کس آسمان حسن و جمال کی
 خوشبخت ہو اور کیا صاحبقران سماعت فرمائیے یہ نازنین جو کہ آپ کے پہلو میں جلوہ فرمائیے
 اسکا نام ملکہ زعفران زار سر سبز ہی بہ دختر ہے حاکم شہزادہ عفران زار کی محراب کو پسند آیا یہاں آکر
 یہ بنگلہ بنایا میں اسکی وزیر زادی ہوں یہ آپ کی تصویر دیکھ کر آپ پر عاشق ہوئی اس دن سے
 آپ کے آتش خزان میں جلا کرتی تھیں اور رات دن صدمہ جہانی اٹھایا کرتی تھیں انکو آپ کے
 وصل سے ناامیدی تھی کہ میں نے بذریعہ سحر کے دریافت کیا معلوم ہوا کہ آپ کا وصل ملکہ کو نصیب
 ہو گا آپ صحرے لبنت افزا میں تشریف لائیں گے پس اس دن سے ملکہ نے یہاں اپنا رہنا
 اختیار کیا اور آپ کا انتظار فرمائے لگین ہر روز مجھ سے فرمایا کرتی تھیں کہ کیوں وزیر زادی
 وہ کون سا دن ہو گا جو میں وصل سے صاحب تصویر کے شاد کلام ہو گی یہ تو دریافت کروں
 کہ یہ تصویر کس آفت جان و خانمان برباد کی ہو میں نے سحر سے جو دریافت کیا تو آپ کا نام

ظاہر ہوا پس میں نے ملکہ کو مژدہ دیا کہ یہ تصویر جس شخص کی ہو اسکا نام حمزہ صاحبقران ہر وہ
فلان تاریخ و فلان زمانہ میں ایک ہرن کے تعاقب میں یہاں تشریف لائے گا پس اس امید
انکی زندگی تھی اور اسی اس پر شک یہ زندہ رہیں آج صبح کو میں نے انکو خبر دی تھی کہ بوسبارک
ہو تمہارا مشن آج آئیگا آج وہی دن اور وہی تاریخ ہی ملکہ یہ سنکے خوش ہو گئے تھے کہ
جب آپ اس طرف کو شاہ صاحب کے ہمراہ چلے گئے میں نے ملکہ کو آگاہ کیا تھا کہ صاحبقران
اس طرف تشریف لاتے ہیں آپکے اشتیاق میں باہر جا کر کھڑی ہوئیں اب آپ نے سماعت
فرمایا سارا واقعہ خلاصہ یہ ہر جو کہ میں نے خدمت عالی میں عرض کیا یہ آپکی عاشق و شیدا ہیں
اپنے رحم فرمائیے راوی بیان کرتا ہی کہ صاحبقران کا خود دل آپکا تھا اور متلا سے زلف ہو چکے
تھے یہ جو ادس وزیر راوی نے کہا آپ نے جواب دیا کہ جو کچھ تم نے بیان کیا میں نے سنا اور رعیت
کیا مگر ایک خرابی ہے کہ ہم لوگ ساحرہ سے عقد و نکاح نہیں کرتے ہیں جب تک وہ سحر سے توبہ نہیں
کرتی ہر بس اگر تمہاری ملکہ سحر سے توبہ کریں تو کیا مضائقہ ہے اس نے سکر اگر جواب دیا کہ صاحبقران
ملکہ اور میں قبل سے مطیع اسلام ہو چکی ہوں جواب میں ایک مرد بزرگ نے اکبریم دونوں کو مطیع
اسلام کیا اسی عرض سے تو اس صحرا میں مسکن کیا تا کہ کوئی ہمارے حال سے آگاہ نہ ہو یہاں ان
درویش کو ہم نے مسکن گزین پایا دل میں کہا کہ یہ بھی خدا پرست اور مرد بزرگ ہو خوب یہاں بسر
ہوگی بس ہم یہاں رہنے لگے آپ شوق سے ملکہ سے کلام فرمائیے کس طرح کا خیال نہ فرمائیے
یہ کہ چند طریقہ قواعد دین اسلام کے اس نے بیان کیے اب صاحبقران کو یقین کلی ہو گیا کہ جو کچھ
اس نے کہا ہر سب سچ اور درست ہے صاحبقران کا خود دل اس امر کا خواہشکار تھا کہ اس نازنین
سے عقد کروں اور اس نازنین کو اپنے تصرف میں لاؤں صاحبقران از حد بیزار ہو رہے تھے
اس نازنین زعفران پوشش کی طرف متوجہ ہوئے صاحبقران نے اسے اوس سیلے لباس میں بھی
اوسکو اس طور سے پایا کہ جیسے آفتاب ابر تک میں چمکتا ہو وہ لباس سیلا ہزار ہزار بناؤ دکھار ہا تھا
یہ ثابت ہوتا تھا کہ کسی کے اشتیاق اور صدمہ فراق کی وجہ سے اس نازنین نے تبدیل لباس
نہیں کیا ہر بس صاحبقران نے اوسکی طہرت متوجہ ہو کر فرمایا کہ اے ملکہ کچھ کلام کرو اپنے مشتاق
سے ملکہ نے مسکرا کر اپنی وزیر راوی کی طرف دیکھا اس نے عرض کیا کہ ملکہ فرماتی ہیں کہ بارہ دری میں

تشریف لے چلے وہاں بزم عشرت آراستہ ہو دو شراب چلے ارمان دلی پورے ہوں
 برسوں کے فراق ریدہ رنج کشیدہ باہم ملین صاحبقران نے فرمایا کہ بارہ دری کہاں ہے سو
 اس جگہ کے اوسنے عرض کیا کہ آپ تشریف تو لے چلین صاحبقران نے فرمایا کہ چلو مجھ کو کب
 انکار ہو پس وہ دونوں نازنین اور صاحبقران درویش طرف بارہ دری کے چلے اس جگہ
 پہنچ کر صاحبقران ایسے اوسکے عشق میں مہوت ہو گئے ہیں اور ایسے خود رفتہ ہو گئے ہیں کہ کچھ خیال
 نہیں ہر چند قدم چلے تھے کہ سامنے سے ایک خانہ باغ نمودار ہوا وہ نازنین صاحبقران کو لیکر رخ
 درویش کے بلغمین آئی اب جو صاحبقران نے باغ کو ملاحظہ فرمایا تو اس باغ کو خوب لالہ گل
 سے مملو پایا ہر طرف اشجار سیوہ دار کثرت اثمار سے زمین کے بوسے رہے تھے نہرین سلسیل
 آسا جاری تھیں طائران خوشال کہاں کے قفس شاخاے درخت میں آویزان تھے وہ بلغم نمود
 جنت تھا اس باغ میں پونچر زیادہ تر ہوا و زور خود رفتہ ہو گئے دین و دنیا کی خبر نہ رہی کہ میں کہاں ہوں اور
 یہ کیا مقام ہے پس صاحبقران اوس نازنین کے ہمراہ طرف بارہ دری کے باغ کی سیر کرتے ہوئے
 چلے جاتے ہیں یہاں تک کہ داخل بارہ دری ہو گئے اب جو صاحبقران بارہ دری میں تشریف
 لائے آواز آئی کہ یا حمزہ صاحبقران سلام علیک صاحبقران حیران ہوئے کہ یہ صدا کہاں سے
 آئی کون سیرا جاننے والا ہے اب جو صاحبقران نے ادھر ادھر دیکھا تو یہ نظر آیا کہ چاروں طرف جو
 دیکھا تو قد آدم آئینہ لگے ہیں اونہیں تصویریں ہیں اب جو صاحبقران نے اون تصویروں کی طرف
 دیکھا تو وہ تصویریں شاہان ماسلف مثل جمشید جم و ضحاک ماران و فریدون و منوچہر
 و کیکاوس و کیقبا و وغیرہ کی تھیں ایک تصویر سکندر و دارا کی تھی اور ایک طرف نوشیروان
 بر چہر و ملکہ مہر نگار و فرخ شہسوار قلندر و شیر و یو غیرہ کی تھیں جب صاحبقران نے
 اون تصویروں کو دیکھا تو سوقت تصویر جمشید جم کی یوں گویا ہوئی کہ یا صاحبقران زمان یہ دنیا مقام
 عبرت ہے اور سراسے فانی ہے خیال و زمانے کہ میں بادشاہ ہفت اقلیم تھا بن دو دیو پری میرے تابع
 حکم تھے ایک مرتبہ زمانے نے جو گردش کی اور یہ فلک سفلیہ پر درجہ و درجہ مستقم ہوا تو ضحاک ماران
 نے مجھ کو قتل کیا میں کیسا کیسا خراب و برباد ہوا اور کیا کیا مجھ کو پریشان کیا ہوا آخر کو مجھ کو قتل کر لیا پس
 اس دنیا کا اعتبار نہیں ہے اس پر بھروسہ کرنا بیکار ہے یا صاحبقران اس دنیا کو ترک کر کے گوشت نشین ہونا

ہو تو صاحب قمران خاموش کھڑے سنا کیے اسی طور سے تصویر صحنہ کا گویا ہوئی او سنے بھی مذمت
 دینا بے ثباتی دنیا کو بیان کیا بود تصویر صحنہ کے تصویر فریدون و منوچہر و زور و کیتیا و
 و کیکاؤس و خنجر و دلاور سپ و غیرہ نے بے ثباتی دنیا کی بابت کہا اور یہاں ان تصویروں کے
 بیان کرنے سے صاحب قمران کا یہ عالم ہوا کہ بے ثباتی دنیا آنکھوں میں پھر گئی ٹپ ٹپ آنکھوں سے
 آنسو گرنے لگے اور یہ خیال دل میں پیدا ہوا کہ واقعی دنیا سچ ہو اور یہ کیا رہا اس دنیا کے لئے اور
 دولت کے خیال کے لئے میں نے ہزاروں کو قتل کیا اور خون ناحق اپنے سر پہ لیا اے حمزہ
 تو نے یہ کام سب اپنے دل کی خوشنودی اور طبع کی خواہش فرو کرنے کے لئے کیا کیا فائدہ ہوا اس
 نفس آمارہ نے مجھ کو بکا رکھا تھا دنیا سچ ہو اور کفار دنیا سچ ہی پس اس نازنین کے عشق سے
 دست بردار ہوا اور دنیا کو ترک کر دیا اور فقیری اختیار کر دیا صاحب قمران یہ خیال کر رہے تھے کہ
 تصویر دارا گویا ہوئی کہ یا حمزہ کھا صاحب قمران دنیا مقام عبرت اور بے ثباتی ہو مجھ ایسا بادشاہ
 ہفت کشور تھا اور سکندر تہ کہ میرے برابر کھڑا ہوا اسکا باپ باجگزار میرا تھا اسے جب تخت
 حکومت پر قدم رکھا باج دنیا موت و حیات کیا میں نے نامہ تحریر کیا کہ خراج روانہ کرو اسے انکا گیا
 میں نے لشکر کشی کی اس فلک سفلی پر در نے یہ میرے ساتھ سلوک کیا کہ مجھ کو سکندر کے ہاتھ سے
 شکست ہوئی اسے صاحب قمران میرے اوپر کیا منحصر ہو اس دنیا کو میں نے کسے ساتھ و فاک ہو کر
 بڑے بادشاہان بزرگ و پہلوانان زبردست کو خاک میں ملا دیا ادنیٰ قبروں کے نشان تک
 نہیں باقی ہیں یہ بھی نہیں ہوتا ہے کہ کوئی فاتح پڑے یا دو پھول چڑھائے کوئی ادنیٰ نام تاک نہیں
 لیتا ہو ایسے بے نشان ہو گئے یہ کہ کرم چند شعر کسی شاعر کے بے ثباتی دنیا میں پڑے نظم
 جہاں عبرت سرا می فانی ہو بہ ہو و مرگ ناگہانی ہو بہ او بچے او بچے مکان تھے جیکے بڑے تاج وہ رنگ گور میں ہیں پڑے
 کج جو رکھتے تھے سر پہ فخرے تاج آج وہ فاتح کوہین محتاج بہ تاج میں جیکے نکلتے تھے گوہر ہر بھوکیرین کھاتے ہیں وہ کانسہ
 کل جہان پر شگوفہ و گل تھے آج نہ کھیا تو غار بالکل تھے بالکل تھاجس جا پہ پلینا بکا جو ہم آج اور جا رہا شیانہ بوم
 غیرت حور و مجسمین ترسے ہو یہی مکان تو گر کین ترسے ہو کوئی لیتا نہیں ہو قیس کا نام ہا کون گور میں گیا ہرام
 ہونہ شیرین نہ کوہ کن کا پتہ نہ کسی جاہل من کا پتہ ہا اب رستم نہ سام باقی ہو ہا اک فقط نام ہی نام باقی ہو
 عطر مٹی کا جو نہ ملتے تھے نہ کبھی دھوپ میں نکلتے تھے ہا گردش چرخ سے ہلاک ہوئے آنخوان کبھی اڑ کے خاک

جس طرح طائران خوش الحان پڑھتے ہیں گل بن علیہا فان یا صا جقران یہ رنگ دنیا ہوا اس دنیا سے
 محبت کرنا بے سود اور بیکار و نہایت درجہ اسکا محنت کرنے والا ذلیل و خوار ہوا اس دنیا نے کسی سے
 دنیا کی ہونہ کر گئی اسپر بھروسہ کرنا اس سے محبت کرنا نہایت درجہ بیکار ہی بہتر اور انسب ہے کہ
 مارک دنیا ہو جائے اور گوشہ عافیت میں بیٹھ کر اپنی زندگی بسر کرے دنیا پر عنایت کرے جب اسطور
 سے تصویر دارا نے بیان کیا صا جقران کا یہ عالم ہوا کہ زار و قطار رونے لگے بالکل دل دنیا
 کی طرف سے پھر گیا اور خیال کر لیا کہ یہ سب چ کتے ہیں تو نے اپنی عمر بیکار اس دنیا کے طلب
 میں برباد کی پس اب بھی کچھ نہیں گیا ہو فقیری اختیار کر فقیروں کا بڑا مرتبہ ہوتا ہے ہر ایک اونکی خاطر
 کرتا ہے راوی بیان کرتا ہے کہ صا جقران نے قصد فرمایا تھا کہ لباس کو جسم سے دور کر دوں یہ خیال کر کے
 گلے سے لوح طلسم اور وہ لوح جو کہ قتل شنکالی کے لیے تھی اور اکثر جب کے سبب سے سحر اثر نہیں کرتا
 تھا تمام اسلحہ اوسمیں دہنیہ بھی تھا کہ جس سے شنکالی قتل ہو گا اور سب اثاثہ صا جقران نے
 اتار کر رکھ دیا اور اس درویش کے طرف منوج ہوئے تھے کہ یہ ایک تصویر سکندر گویا ہوئی کہ
 یا صا جقران جب میں نے بہا اپنے باپ کے مرنے کے تحت حکومت پر قدم رکھا اور بادشاہ
 ہوا تو میں نے رنگیوں سے مقابلہ کیا اونکو شکست دی کہ دارا نے میرے اوپر لشکر کشی کی مقابلہ
 ہوا میری فتح ہوئی خلاصہ یہ کہ میں نے بزور شمشیر ہفت اقلیم پر قبضہ کیا سفر وریا کیا پر وہ ملکات تک
 برائے تلاش آب حیات گیا میرے مقدر میں آب حیات نہ تھا میرے پاس بڑے بڑے حکیم اور ندیم
 تھے میں نے آئینہ بنایا سد سکندری بنائی ہیں برس تک حکومت کی ہر قسم کا سامان عیش میرے
 لیے مہیا تھا مگر جب مرا تو سوائے دو گز کفن کے اور کچھ صوبہ اوس مال دنیا سے حاصل نہ ہوا جو
 شاخ حبیب کہ اوسنے میری نسبت یہ پانچ مصرعہ نظم کے ہیں شخص کے کل سوتے گورستان جو ہم خستہ
 حالی تھے و مقابر بستر تھے سب وہ خشتی پائے مالی تھے ہلکے اوپر یہ دو مصرعہ بضمون خیالی
 تھے و مہیا گر چہ سب سامان ملکی اور مالی تھے و سکندر حبیب گیا دنیا سے دونوں ہاتھ خالی تھے
 واقعی اوسنے یہ سب درست کہا میں نے جب اس دار فنا سے طرف عالم بقا کے رحلت کی تو سوائے
 دو گز کفن اور تھوڑی سی زمین کے میرے صرف میں کوئی شے نہ تھی اور نہ ہی باوجودیکہ میں نے
 تمام عالم پر قبضہ کیا تھا اور دولت بیٹیاں پر میرا قبضہ تھا نہ وہ ملک میرے کام آیا اور وہ دولت

کام آئی میں نے ہزاروں کو قتل کر کے اور لاکھوں کا خون اپنے سر پر مول لیا اور یہ ملک
 و دولت حاصل کی وہ دوسروں کی ہو گئی میرا ساتھ کسی نے نہ دیا اور دوسروں کا قبضہ ہو گیا
 اپنی جان لڑائی ہزاروں خون کر کے حاصل کیا تھا خون جگر کھایا تھا سب سخت و سخت
 تو میں نے کی بعد میرے اوروں کا اوپر قبضہ ہوا یہ حال ہوا اس دنیا کا اور مال و دولت کا پس
 یہ کسی کے ساتھ وفا نہیں کرتی ہر اس کا یہ عالم ہے کہ جب اس سے تارک ہو تو ایسی باتیں کرتی ہے کہ اس
 محبت کی جائے اور جب اس کا کوئی طالب ہوا تو یہ اس سے فرار کرتی ہے پس یہ عجیب ایک فاحشہ
 عورت کا طریقہ رکھتی ہے کہ جب اس سے محبت کی تو وہ فرار کرنے لگی جب لذت کی تو وہ عنبت
 دلانے لگی وہی اس کا طریقہ ہے جب اس سے بھاگے تو یہ پیچھا کرتی ہے جب طالب ہو تو یہ بھاگتی
 ہے پس یہی بہت ہے کہ اس کو ترک کرے اسکے حاصل کرنے میں کوئی نفع نہیں ہے بلکہ نقصان ہے اور
 ترک کرنے میں ہر طرح کا نفع ہے کہ خدا ملتا ہے مرتبہ اعلیٰ کو پہنچتا ہے سکندر کی اس تقریر سے
 صاحبقران کا یہ حال ہوا کہ چنچن مار مار کر رونے لگے مثل ابرہہ ہمارے دیدہ نگری سے آنسو
 جاری ہو گئے دنیا واپل و دنیا کی طرف سے بالکل لی پھر گیا اس درویش کی طرف دیکھ کر فرمایا
 کہ امیر شاہ صاحب محبوب طریقہ درویشی تسلیم فرمائیے اور دین گدائی و محنت فرمائیے میں نے
 اس دنیا کو ترک کیا کسی گوشہ میں بیٹھ کر اپنی زندگی بسر کر دنگا کیونکہ بقول ان لوگوں کے یہ دنیا
 نہایت فریب باز اور مشکل ہے میں نے بہت بڑے گناہ کیے ہیں کسی گوشہ میں بیٹھ کر اونکے عفو
 ہونے کی دعا کروں اس دنیا کے حاصل کرنے کے لئے میں نے ہزاروں بندگان خدا کو
 بے گناہ قتل کیا اور سب کا خون میرے سر پر ہے یہ تقریر صاحبقران کرتے جاتے ہیں اور
 لباس جسم سے اوتارتے جاتے ہیں خلاصہ یہ کہ ایک کرنہ اور زیر جامہ تو رہنے دیا جسم میں باقی
 سب لباس دور کیا مع اسلحہ و لوح زبانہ ہاے صاحبقران کے اب جو اون تصویروں کی طرف
 دیکھا تو یہ نظر پڑا کہ سبکی آنکھوں سے مثل باران کے آنسو جاری ہیں صاحبقران نے درویشی
 سے فرمایا کہ مجھ کو ایک کرنہ اور ایک تہمت مرحمت فرمائیے اور ایک بوریہ کہ میں کسی گوشہ میں اس کو
 چھپا کے بیٹھ رہوں اور اپنا پیالہ مجھ کو پلائیے میں آپکا پیلہ ہوتا ہوں اور دنیا کو ترک کرتا ہوں
 واقعی ہر روز مال کما آئینگانہ اولاد میں اس مال دنیا اور زرو جو ہر سے سوائے کفن اور تھوڑی سی

زمین کے اور کیا بیجا ڈنگا نہ اولاد ساتھ دیگی نہ مال تب بعد میرے باہم حصہ بانٹ کر لین گے
 یہ بھی تو نہ ہوگا کہ کوئی میری قبر پر قرآن خوان لو کر رکھے یا آنکھوں میں دن فاقہ پڑھنے کو آئے یا
 دو پھول چڑھا جائے یا ایک شمع روشن کر جائے سب دوسری فکر میں ہونے کوئی خبر نہ لیگا
 اس سے کیا فائدہ کہ میں اور دن کے لئے اس قدر زحمت گوارا کروں امیر شاہ صاحب سوائے
 اپنے اعمال کے کوئی قبر میں ساتھ نہ لگاؤ نہ فکر کیوں نہ کروں کہ اعمال درست ہوں اور وہ چیز کیوں
 نہ حاصل کروں کہ جو میرا ساتھ دے یہ جو صاحب قرآن نے فرمایا شاہ صاحب نے جواب دیا کہ یا
 صاحب قرآن ابھی آپکا زمانہ نہیں ہوا آپ سے فقیری نہ ہو سکے گی آپ جہاد کیجئے اپنے لشکر
 میں تشریف لے جائیے وہاں سب کو آپکا انتظار ہو اور سب آپکے مشتاق ہوں یا صاحب قرآن آپ
 مازنین کے عشق میں مبتلا تھے اور یہ آپکی عاشق و شہید ابھی آپ اس سے عقد فرمائیے عیش
 و راحت بسر فرمائیے آپ سے درویشی نہ ہو سکے گی آپ کیوں اس قدر متغیر ہو گئے ہیں ملاحظہ
 تو فرمائیے کہ آپکی محبت میں ایک شخص ہلاک ہوتا ہے صاحب قرآن نے فرمایا کہ میں نے عشق و عاشقی
 سے ہاتھ اوٹھایا میں کیا جانوں کہ عاشق کسے کہتے ہیں اور مشوق کسے کہتے ہیں میں نے عقد کر ڈنگا
 نہ نکل میں سب چیزوں سے دست بردار ہوا ہوں دنیا کو میں نے ترک کیا دنیا پر لعنت کی دنیا کو طلاق
 دیا میں نہ مانوں گا ضرور درویشی اختیار کر ڈنگا درویشی نے کہا کہ یہ مازنین جو ہلاک ہو جائیگی
 صاحب قرآن نے فرمایا کہ مر جائے کیا یہ قبر میں میرا ساتھ دیگی یہ بھی تو نہ ہوگا کہ جب میں مر جاؤں
 تو میرے سوگ میں قبر پر بیٹھے یہی ہوگا کہ میرے مرنے کے دوسرے دن اسکی فکر ہوگی کہ کہیں اور
 عقد کروں پھر میں کیا کروں عقد کر کے اپنی عقیقی کیوں نہ درست کروں میں ضرور درویشی
 اختیار کروں گا آپ مجھ کو طریقہ درویشی تعلیم فرمائیے میرا دل بالکل دنیا کی طرف سے پھر گیا ہوں
 فقیر ہو کر کسی گوشہ میں بیٹھوں گا درویشی لے کہا کہ یا صاحب قرآن یہ کیا خیال اپنے دل میں آپ نے
 جمایا ہے اسکو نکال لے درویشی بہت سخت چیز ہے یہ نہیں آپ سے ہوگی اس میں نفس کشی کرنا پڑتی
 ہے آپ سے نفس کشی نہ ہوگی صاحب قرآن نے فرمایا کہ اب تو میں نے قصد کر لیا ہے اور دنیا کو ترک
 کیا ہے یہ کہہ کر اس مازنین کی طرف دیکھ کر کہا کہ بی بی تم کو اختیار ہے جو چاہے وہ کرو میں تم سے دست
 ہوں بلکہ میری محبت سے باز آؤ اور میری طرف دل نہ لگاؤ میں نے ترک دنیا کیا اور دنیا پر لعنت کی

میں تارک جہان ہوا فقیری میں نے اختیار کی یہ منہ کے وہ نازنین روئے لگی اور صاحبقران نے کرتے بھی جسم سے دور کیا اور کہا کہ اے درویش ایک تحت رحمت کر میں فقیر ہو گیا میں نے دنیا کو ترک کیا اور گوشہ غلت کو اختیار کیا اور دنیا کی طرف سے میں نے منہ پھیرا اور دنیا والوں دنیا پر حسرت کی راوی کہتا ہے کہ جب یہ کل صاحبقران نے فرمائے تو وہ نازنین روئے لگی بلکہ وہ درویش بھی صاحبقران کی تو یہ حالت تھی کہ روئے جاتے ہیں ہر طرف دیکھتے جاتے ہیں یکا یک ایک طرف سے آواز آئی کہ حمزہ صاحبقران ذرا ادھر بھی دیکھو اور ان کی تقریر سنکے خوش ہو چکے مجھ سے بھی دو ہاتھیں من لو اور مجھ سے کچھ کلام کرو پھر تم کو اختیار ہو چاہے فقیری اختیار کرنا چاہے دنیا کو ترک کرنا صاحبقران نے پلٹ کر دیکھا تو ملا خطہ فرمایا کہ یہ صدا تصویر پر بند چہرے پیدا ہوئی جب صاحبقران نے ادھر کو دیکھا آواز آئی کہ اے مجاہد راہ خدا و اے رہبر راہ اسلام علیک صاحبقران نے جواب سلام دیا اب بڑ چہر نے فرمایا کہ کیوں حمزہ صاحبقران کیا قصد ہو یہ کس لیے تم نے ترک لباس کیا اور کس لیے تم فقیر ہوئے ہو کیا فقیری راہ ضامین جہاد کرنے سے بہتر اور انسب ہو یہ وہ کام ہو کہ جس سے خدا خوش ہوتا ہو تم نے اس کام سے منہ پھیرا ہے کہ جو خوشنودی خدا کا کام ہو اور سکو ترک کرتے ہو ایسا نہ کہ خدا تمہاری اس حرکت سے ناخوش ہو اور تمہیں کسی قسم کا عذاب نازل کرے کیا تم بھول گئے اور اس واقعہ کو کہ جبکہ ملکہ منرنگار و قباد شہر یار نے قضا کی تم ان کی قبر پر فقیر بن کر بیٹھے تھے اور تم نے ان دونوں کے عزم المین دنیا کو ترک کیا تھا اور راہ ضامین جہاد کرتے تھے اور سکو ترک کیا اور کفار کشتی سے منہ موڑا کہ اس کی تم کو منہ اعلیٰ تم عقابین پر گھنچے گئے کہا کیا زحماتیں تم کو ہوئیں کیا کیا تکلیفیں تم نے یا میں تمہارے دانت پاندے گئے بھیسے کی کھال جسم پر چڑھائی گئی جب تک کہ تم نے توبہ نہ کی اور اس کا اقرار نہ کیا کہ اب مجھ سے ایسی حرکت نہ ہوگی میں راہ ضامین جہاد کرونگا کسی وقت اس کام سے منہ نہ پھیرونگا جب تم کو اس سزا سے نجات ملی اور وہ تکلیفیں بظرف ہوئیں یہ اوسے امر کی سزا تھی جو کہ تم نے حرکت کی تھی اے حمزہ جہاد فقیری سے بہتر جواب پھر تم اوسے امر کے مرتکب ہوئے ہو پھر کہیں اوسے عذاب میں نہ مبتلا ہو اور اوسے قسم کی سزا نہ ملی اے حمزہ ان تصویروں کے کہنے پر نہ جاؤ یہ سب تصویریں کاغذ کی ہیں سوائے میرے کہ میں اصلی ہوں یہ سب تم کو دھوکا دیتی ہیں دیکھو اس حرکت سے باز آؤ اور اپنے کام میں مصروف ہو اور جہاد کو ترک نہ کرو دیکھو ہرا کرتے ہو اول تو کسی کے دلوں کو گھانا اچھا نہیں ہوتا ہے اگر تم مارا نہ

ہو گئے تو یہ نازنین ہلاک ہو جائیگی کیونکہ یہ تمھارے اوپر عاشق ہے یہ امر خدا کو ناگوار ہو گا کہ حمزہ
 نے میری ایک بندہ کی جان لی اس کا خون ناحق تمھارے سر پر ہو گا یہاں سے جاؤ یہاں نہ ٹھہرو یہ
 مقام طلسم ہے اس کا نام مرقعہ عجائب و دفتر تصویر گویاں ہے تم اس خیال کو جو کہ تم نے اپنے دل میں بخوینے کیا ہے
 دل سے برطرف کرو اور اس نازنین کے ساتھ عقد کرو اس کو اپنے وصل سے شاد کام کرو اور اپنے
 دل کو خوش کرو اور اسکے دل کو جاؤ بارہ دری میں بزم عشرت آراستہ کرو عیش و عشرت کے ساتھ
 شب بسر کیا کرو دن کو راہ خدا بن جاؤ کیا کرو دیکھو میرے کہنے پر عمل کرو اور اس حرکت سے
 باز آؤ جب تصویر بزرگ چہرے نے اس طور سے صا جعفران سے بیان کیا صا جعفران کا یہ عالم ہوا کہ وہ
 خیال برطرف ہوا اور وہ جو اثر تقریر تصویر سکندر دغیرہ سے پیدا ہوا تھا جاتا رہا اور تقریر بزرگ چہرے
 ایسا دل پر اثر ہوا کہ صا جعفران نے لباس پہن لیا اور کہا کہ آپ سب درست فرماتے ہیں واقعی مجھے
 خیال نہ رہا کہ میں یہ کیا حرکت کرتا ہوں ان تصویروں نے جو یہ تقریر کی میرے دل پر اونکی تقریر نے
 اثر کیا دینا سے نفرت ہو گئی مگر آپ نے بڑی مہربانی فرمائی کہ مجھ کو اس حرکت سے باز رکھا اور مجھ کو
 سمجھایا جہاں آپ نے اس قدر مہربانی فرمائی ہے اور اس قدر مہربانی فرمائی ہے کہ میرا عقد اس نازنین
 کے ہمراہ پڑھ دیجیے ایک تکلف تو ٹیک ہو گی بزرگ چہرے نے جواب دیا کہ تم جا کر بارہ دری میں بزم عشرت
 آراستہ کر پڑیں شکو اگر تمھارا عقد پڑے وہ دن کا تم اس نازنین کے وصل سے شاد کام ہونا صا جعفران
 نے فرمایا کہ بہت خوب یہ کہراؤ اس نازنین سے کہا کہ چلو بارہ دری میں بزم عشرت برپا کریں اب
 میں یہاں ٹھہرون گا ایسا نہ ہو کہ پھر تصویر میں کچھ بیودہ تقریر کریں کہ جس کے سبب سے میں ایسے
 امر کا ترکب ہوں کہ جو کہ خدا کی خوشنودی کے خلاف ہو جس کے سبب سے میں مورد عذاب ہوں
 خداوند کریم خواجہ بزرگ چہرے کا بھلا کرے کہ جنہوں نے مجھ کو اس حرکت سے بچا اور امر نازیبا سے باز رکھا
 میں بہت ممنون اور شکر ہوا بارہ دری میں چلو بزم عشرت آراستہ کرو شکو خواجہ سلامت
 تشریف لائیں گے اور قور پڑھیں گے اور اس نازنین نے کہا کہ بہت خوب مگر صا جعفران ایسے
 محو ہیں کہ نہ تو بانہ ہاے صا جعفرانی واثما صا جعفرانی کا خیال ہی نہ لو جو نکا خیال ہی نہ تیغہ کا
 اب ایسے خوش ہوئے ہیں کہ لباس تو پہن لیا مگر ان چیزوں کا کچھ خیال نہ کیا پس وہ نازنین
 صا جعفران کو پیکر دوسری بارہ دری میں آئی صا جعفران کو لا کر سند پر بٹھا دیا اور حکم دیا

کہ بزم عشرت آراستہ کی جائے پس فوراً بزم عشرت آراستہ کی گئی چراغان کیا گیا شراب
و کباب کی کشتی لاکر سامنے رکھی گئی اوس نازنین نے تبدیل لباس کیا شل غروس شب اول
کے آراستہ ہو کر پاس صاحبقران کے آئی اور پہلو میں آکر صاحبقران کے بیٹھی صاحبقران نے
کشتی کھینچ کے جام لبریز کیا اور بھر کر اوس نازنین کو دیا اوس نازنین نے وہ جام لیکر ہاتھ
سے صاحبقران کے پی لیا اوس نازنین نے دوسرا جام لبریز کر کے صاحبقران کو دیا صاحبقران
ایسے محو تھے کہ جام شراب اوس کے ہاتھ سے لیکر لاجرم کر کے پی گئے اب دور شراب چلنے لگا
جام گردش میں آیا صاحبقران انتظار فرما رہے ہیں کہ خواجہ بزرگ چہر تشریف لائیں اور عقد پر حصین
بعد عقد کے ہیں اس سے ہم بستر ہوں اسکے وصل سے اپنے دل کو شاد کروں صاحبقران
کی نگاہ صحن باغ کی طرف لگی ہوئی تھی کہ صاحبقران نے دیکھا کہ خواجہ بزرگ چہر جام پہننے
ہوئے عامہ سبز سر پر حریب ہاتھ میں تسبیح ہزار دانہ پکے ہوئے تشریف لائے ہیں جیسے صاحبقران
نے بزرگ چہر کو آتے ہوئے دیکھا برائے تنظیم اوٹھ کھڑے ہوئے استقبال کر کے لائے بارہ دری
میں سند پر لا کر بٹھا دیا اور آپ سامنے بیٹھے وہ درویش بھی بیٹھا ہوا تھا پھر بزرگ چہر نے
صاحبقران سے وہی کلام کیے صاحبقران نے بزرگ چہر کی تقریر صحن کے فرمایا کہ میں نے آپ کے
کتنے پر عمل کیا اب آپ میرا عقد پڑھئے بزرگ چہر نے صاحبقران کا عقد اوس نازنین کے
ہمراہ پر بٹھا جب عقد سے فراغت ہوئی بزرگ چہر نے فرمایا کہ میں رخصت ہوتا ہوں صاحبقران
نے فرمایا کہ دل تو نہیں چاہتا ہو کہ میں یہ کہوں کہ آپ تشریف لے جائیں مگر تکلیف کے خیال
سے عرض نہیں کر سکتا ہوں کیونکہ رات قریب پہر پھر کے آچکی ہو راوی بیان کرتا ہو کہ خواجہ بزرگ چہر
صاحبقران سے رخصت ہو کر بارہ دری سے چلے گئے جب خواجہ بزرگ چہر چلے گئے پھر دور
شراب چلنے لگا اب صحبت تخلیہ برپا ہوئی وہ درویش بھی صاحبقران سے رخصت ہو کر
ایک کمرہ میں جا کر آرام پذیر ہوئے جب سب لوگ چلے گئے بارہ دری میں ایک سری طلالی
لگی ہوئی تھی پس صاحبقران اوس نازنین کا ہاتھ پکڑ کے سری پر تشریف لائے اب اوس
مختلط ہوئے بعد جب صاحبقران دوسرے قصد سے اوتھے صاحبقران کی جو نظر اوس
نازنین پر پڑی دیکھا کہ وہ بیہوش پڑی ہو اور چہرہ اوس کا زرد ہو رہا ہو پسینہ جاری ہو صاحبقران

حرکت جو او سکودی تو او سکوتیس پایا صاحبقران نے دیکھا کہ وہ نازنین پانی ہو کر بہ گئی صاحبقران حیران ہوئے کہ یہ کیا واقعہ ہوا اب جو صاحبقران نے دیکھا تو وہ نازنین تو پانی ہو کر بہ گئی زیر سہری پانی کا چتر بھرا ہوا ہے یہ واقعہ دیکھا اب صاحبقران کو خیال آیا کہ اگر حمزہ یہ کارخانہ طلسم کا ہے لوح کو نو دیکھو کہ یہ کیا واقعہ ہے وہ کیا خبر دیتی ہے اب جو صاحبقران نے لوح کو دیکھا تو لوح کو نہ پایا اپنے پاس اٹاٹہ صاحبقرانی سے کوئی شرنہ پانی نہ وہ لوح پانی نہ وہ تیغہ کہ جس سے شکل کال قتل ہو گا نہ وہ الہی کہ جس کے سبب سے سحر اثر نہیں کرتا ہے یہ بود واقعہ صاحبقران نے دیکھا اپنے پاس ترکات سے کوئی شرنہ پانی سوائے لباس کے اب صاحبقران کو خیال ہوا کہ تھنے دھوکا کھا یا یہ کارخانہ سحر کا ہے یہ نازنین اصلی نہ تھی سحر کی تھی وہ تصویریں بھی بسبب سحر کے گویا ہوئیں تھیں ورنہ کیسے تصویریں بھی کلام کرتی ہیں مجبوراً دیا اور سب اشیاء جو جو دفع سحر تھیں ہم سے دھوکا دیکر لے لیں اب کیا کروں خیر اگر وہ سب اشیاء قبضہ سے نکل گئے ہیں تو اسم اعظم تم کو یاد ہو گا او سکوتیس ہلکا ہے او پر دم کر لو اب جو خیال کرتے ہیں تو اسم اعظم بھی فرا موش ہے اب صاحبقران حیران ہوئے کہ اب کیا کیا جائے اسم اعظم بھی فرا موش ہے پڑھی غلطی کی تم نے اب تم ستبلا سے بلا ہوئے خیر جو مرضی خدا تقدیر سے کیا زور ہے یہ ہی مقتدر میں تھا کہ اس طلسم میں اگر ستبلا سے بلا ہوں اور سب اپنے عزیزوں یگانوں سے جدا ہو کر اس دنیا سے طرف دار بقا کے جاؤں گا ذون بین مرین اور کفر کی بستی میں دنیا سے سفر کریں کہ جہان مردہ بھی خراب ہو جو خدا کی مشیت بندہ ہر طرح مجبور و ناچار ہے یہ لکھ رہا صاحبقران نے طرف سفت کے دیکھا او سکوتیس ک پایا اپنے کو اس مقام پر تنہا دیکھا اپنی تنہائی اور بکسی پر صاحبقران کو رونما لگیا خیال کیا کہ کیوں حمزہ یہ اس حرکت کی ہلکوسزا ملی جو کہ تم سے اس وقت واقعہ ہوئی تھی اولی تصویروں کے کہنے سے تو نے ترک دنیا کا قصد کیا تھا بزرچہر کے کہنے سے تو باز آیا ورنہ تو تو ترک کر چکا تھا یہ اسکی سزا ملی انوس کوئی خبر لینے والا بھی نہ ہو گا کہ ہم پر کیا گزری جب مر جائیگے کسی غار میں پھنک دیے جائیں گے نہ نماز کوئی پڑھیگا نہ کوئی غسل دیگا نہ کفن نصیب ہو گا کوئی سورہ فاتحہ نہ پڑھیگا نشان قبر تک نہ ہو گا کوئی انوس کرنے والا بھی نہ ہو گا کوئی پست پر رونے والا بھی نہ ہو گا لاش کو چرند و پرند جانوران صحرائی کھا جائیگے استخوان تک کا پتہ نہ ہو گا ایسے ایسے خیال کر کے صاحبقران

خاموش ہو رہا پانی تنہا لی اور بیسی پر اسوس کرنے لگے یکایک صاحبقران کی نگاہ زمین پر جو
 پڑی دیکھا صاحبقران نے پانی چاروں طرف سنہری کے ہو اور بڑھتا جاتا ہو اور پھیلتا جاتا ہو
 صاحبقران نے خیال دیا کہ جب تک تم اس سنہری پر بیٹھے رہو گے یہ پانی اسی طرز سے طغیانی
 کرے گا بہتر یہ ہو کہ کوہ کر سنہری پر سے الگ ہو جاؤ اگر سنہری پر بیٹھے رہو گے تو یہ ہو گا کہ یہ پانی لہنیانی
 کر کے تھکودے ہو دیکھا یہ خیال دل میں کر کے اب صاحبقران سنہری پر کھڑے ہوئے اور جست
 کر کے اس قصد سے کودے کہ اس پانی کو پھاند جاؤں اور بارہوری سے باہر نکلوں جیسے ہی صاحبقران
 نے جست کی اس خیال سے کہ فرش پر کودوں پس صاحبقران فرش پر تو نہیں گرے اس پانی میں
 گرے کرتے ہی عرق ہو گئے نہ وہاں زمین تھی نہ فرش تھا دریا سے ذخار تھا صاحبقران اوس میں
 عرق ہو گئے صاحبقران کو پانی سے تھا پانی دشوار تھی اب جو صاحبقران غوطہ کھا کر اوپر
 آنکھ کھول کر جو دیکھا تو نہ وہ بارہوری ہو نہ وہ باغ ہو نہ وہ صحرا ہے زعفران زار میں ایک دریا میں
 پیرا ہوا یوں ہا تو یوں پانی میں مارنے لگے پھر غوطہ کھانے لگے صاحبقران حیران ہوئے کہ کچھ اس
 دریا سے نکلوں جدو آنکھ اوٹھا کر دیکھا سوائے پانی کے کوئی شے نظر نہ آئی اس دریا کا کنارہ عدم
 سے ملا ہوا تھا صاحبقران اوس دریا سے ذخار نہ پیدا کر سکا کو دیکھ کر اور اپنے کو اوس میں غوطہ کھاتے
 ہوئے دیکھ کر بہت حیران ہوئے اور چاروں طرف نگاہ اوٹھا کر دیکھنے لگے راوی بیان کرتا ہی
 کہ صاحبقران کو اوس پانی سے پناہ پانی دشوار ہوئی صاحبقران شناسی کرنے لگے مگر یہ عالم
 تھا کہ غوطہ کھانے لگے ہر مرتبہ غوطہ کھانے میں اور اوپر بھرتے ہیں اب صاحبقران نے جو نگاہ
 اوٹھا کر دیکھا تو اوس درویش کو کنارے اوس دریا کے کھڑا ہوا پایا دیکھا کہ وہ کھڑا ہوا اس رہا ہو اور
 پکار کر کہ رہا ہو کہ کیوں او ظلم کشا تو نے ظلم کشائی کی سزا پائی بہت خوش تھا درندہ سوسن
 و اعظم کو فتح کر کے اور لوح پاسے دیکھو لوح تیرے پاس موجود ہے اور دسب اثاثہ صاحبقرانی
 ورا اسم اعظم یاد تو کر کہ یاد ہو اسی ظلم کشا نگاہ ہو منم ضیر جادو و حاکم درندہ مستر بہ و درندہ
 تصویر گویان و مرقع عجائب میرے ہاتھ سے اب بچ کر کہاں جائیگا تیری قضا اس مقام پر
 تھی موت کچھ گھیر کر میان لائی تھی بہت ہو شیار تھا کیسا دھوکا کھایا دیکھو یوں لیتے ہیں
 یوں دھوکا دیتے ہیں یوں اسیر کرتے ہیں اب بھی ظلم کشائی سے باز آوین اسلام کو

اور شنکال کی طاعت کر تو تیری زندگی ہو ورنہ اسی دریا میں غوطے دیکر لہڑاؤ لگا صاحب جعفران
 نے اس کی تفریق کے فرمایا کہ اونا بکار کیا کروں کہ مجبور ہوں ورنہ اس تفریق کی تھک جو ضرور سزا دینا
 ایک ضرب شمشیر میں تیرا کام تمام کرتا کیا کروں کہ ناچار ہوں یہ تو کبھی نہ ہو گا کہ میں ہرک اسلام
 کروں اگر ہر امر مرنہ مروں اور پھر زندہ ہوں مگر میں اس امر سے باز نہ آؤں اس طلسم کو ضرور فتح
 کروں اگر میرا خدا برحق ہے اور میں اس طلسم کا فاتح ہوں تو ضرور زندہ ہوں گا اگر میری قضا ہے تو
 میں مجبور ہوں یہ جو صاحب جعفران نے فرمایا میں نے جواب دیا کہ اب تیری رہائی غیر ممکن ہے
 اب تو اس دریا کے فنا سے رہائی نہ پائیں گا اسی میں ڈوب کر مر جائیں گا صاحب جعفران نے فرمایا کہ
 تیری کیا لیاقت ہے جو تو مجھ کو قتل کر کے یا یہ دریا بدو حکم خدا کے عزق کر کے تو نے نہیں
 سنا ہو کہ بدو حکم خدا کے پتہ تک حرکت نہیں کرتا ہی بدو حکم کے کوئی نہیں قتل کر سکتا
 اگر میری قضا اسکی طرف سے نہیں ہے تو تیری کیا لیاقت ہے جو تو مجھے قتل کر کے تو میرے جسم
 کا ایک بال تک نہیں کم کر سکتا اگر اسکا حکم نہیں ہے تو تو کیا قتل کر لیا بقول شاعر شعر اگر تیغ
 عالمہ صید نہ جائے نہ بزدل گے تاں خواہد خدا سے اگر تمام عالم ایک ہو جائے اور میرے قتل
 کی فکر کرے تو بھی بدو حکم کے مجھ کو قتل نہیں کر سکتا اگر میری قضا ہو تو تمام عالم
 ایک ہو کر اس امر کی کوشش کرے کہ میں نہ مروں تو میں زندہ نہیں رہ سکتا ہوں جو میرا بی جا
 وہ کریم موجود ہوں یہ جو صاحب جعفران نے فرمایا میں نے کہا کہ میں یوں تھکوں کیوں قتل
 کروں کہ تو ڈوب کر مرے کسی قسم کی اذیت نہ ہو نہ بچے یوں کیوں نہ قتل کروں کہ تیرے حال
 پر مرغان ہوا و مایان دریا کو مرشس نے اور مجھ کو رحم نہ آئے تیرے گوشت کے کباب لگا کر
 کھاؤ لگا اور سب ساکنان دریا کو کھلاؤ لگا بادشاہ طلسم شنکال و نیز ساکنان طلسم مجھ سے خوش
 ہوئے اور میرا حبان ہو گا مجھ کو بہت سچا انعام ملیگا صاحب جعفران نے دیکھا کہ یہ کلمہ اوستے
 کہا کہ ایک بچہ پیدا ہوا وہ صاحب جعفران کی کمر میں پڑا اور صاحب جعفران کو اس پانی سے نکال کر
 باہر لایا میں نے جادو کے پاس لاکر صاحب جعفران کو زمین پر رکھ دیا اس نے سحر کیا کہ تمام جسم پر
 صاحب جعفران کے قید سحر قائم ہوئی تمام جسم صاحب جعفران میں ارد گرد لپٹ گئے اس نے سخت
 سحر تیار کیا اس پر صاحب جعفران کو ڈال کر اور سحر کر کے صاحب جعفران کو نیکو طرقت دریا کے روانہ ہوا

یہاں اسکا بھائی بے لطیف جادو حکومت کر رہا تھا یہاں اگر پوچھا سب اسکو دیکھ کر خوش ہو گئے
 اسنے کہا کہ تم سبکو مبارک ہو کہ میں نے طلسم کشا کو اسیر کر لیا یہ کہہ کر سبکو دکھایا کہ دیکھو طلسم کشا
 موجود ہے صاحبقران کو اون سبکو دکھایا سب صاحبقران کو دیکھ کر خوش ہوئے مگر جادو
 کی توثیق کرنے کے اور عرض کیا کہ آپ نے کیونکر طلسم کشا کو اسیر کیا مگر جادو نے بیان کیا کہ
 تم سب اکٹاد ہو کہ میں جو تم سے رخصت ہو کر گیا تو ایک صحرا میں قریب گنبد تصویر گویان و مقبرہ
 عجائب کے پہونچا وہاں ٹھہر کر میں نے دریافت کیا کہ اسوقت طلسم کشا کہاں ہے اور کس
 شغل میں ہے سحر سے معلوم ہوا کہ طلسم کشا یکہ و تنہا برائے شکار فلان جنگل میں آیا ہوا ہے میں نے
 اسوقت اپنے شاگرد غلمہ جادو کو ہرن بنا کر اس جنگل کی طرف روانہ کیا اور اسنے کہہ دیا کہ تو طلسم کشا
 کو لنگا کر یہاں لے آؤ اور وہ ہر کو روانہ ہوا یہاں میں نے سحر کر کے اس صحرا کو زعفران زار بنایا جو شہر
 تھی وہ زرد مٹی چنانچہ میں نے ایک جنگل چھوڑا اسکو صحرا میں بنایا اور ایک جنگل اس جنگل سے فاصلہ
 پر سحر سے بنایا اور سین دو تیلیاں سحر کی مثل نماز نیتان جہان کے بنا کر رکھیں اونکو تعلیم کر دیا کہ
 جب صاحبقران اس طرف آئیں تو تم میں سے ایک نسل کر صاحبقران کو دیکھ کر یہ شعر پڑھے اور
 یہ کہے کہ میں عاشق ہوں ایک کو ملکہ بنایا اسکا نام ملکہ زعفران زار سحر ساز رکھا اور ایک کو
 وزیر زادی مقرر کیا اسکو تعلیم کیا کہ یہ تقریر کرنا میں حمزہ کو لگا کر بیان لاؤ لگا مگر جادو نے
 وہ سب تقریر ادن سکے اور برو بیان کی جو کہ اس تیلی سحر نے صاحبقران سے کی تھی اور ادن
 کہہ دیا تھا کہ تم حمزہ کو لگا کر گنبد تصویر گویان میں لے جانا پس میں فقیر نیک بیٹھا یہاں تک
 کہ غلمہ جادو حمزہ کو لگا کر وہاں لایا میں نے حمزہ سے یہ تقریر کی حمزہ مستفہد ہوا ہو گیا میں نے
 حمزہ کو وہ ہرن دکھایا کہ جسکے تعاقب میں آپ یہاں آئے ہیں یہ ہرن موجود ہے حمزہ کو ادن کے
 حال پر رحم آیا اسکو حمزہ نے رہا کر دیا میں نے غلمہ جادو سے کہہ دیا تھا کہ تم اونکو جا کر خبر کر دینا
 کہ میں حمزہ کو لیکر آیا ہوں وہ رہا ہو کر گیا اور اسنے جا کر خبر کر دی سیری اور حمزہ کی یہاں بائیں
 ہونے لگیں مگر جادو نے سب تقریر اپنی اور صاحبقران کی جو کہ صاحبقران سے کی تھی ادن
 سکے اور برو بیان کی اور کہا کہ میں حمزہ کو لگا کر وہاں لیکھا ہوں جب میری فمائش کے ادن ادن
 ناز مینوں نے نکل کر یہ تقریر حمزہ سے کی حمزہ سے اور جو ادن ناز مینوں سے تقریر ہوئی تھی جو کہ

نیر کے سحر کی تحقین سب بیان کی اور کہا کہ خلاصہ یہ کہ وہ نازنین حمزہ کو لگا کر اوس گنبد میں لائیں کہ جہاں
 تصویریں سحر سے گویا ہوتی ہیں جب حمزہ وہاں پہنچا اور تصویروں نے حمزہ سے ایسی تقریریں بنائی
 کی کہ حمزہ کو بھی اس امر کی رغبت پیدا ہوئی کہ میں ترک دنیا کروں پس یہ تجویز کر کے طلسم کش
 نے سب کپڑے اتارے اور میں نے سحر سے لوہین اور اٹاٹھا صاحب قرانی اور تبرکات جو حمزہ کے
 پاس موجود تھے جنکے سب سے حمزہ پر سحر اثر کرتا تھا وہ غائب کر دیا اور سحر کر کے اسم اعظم حمزہ کا
 خواہش کر دیا اسم اعظم تو اسی وقت حمزہ کو خواہش ہو گیا تھا جب اوس نے اوس سحر میں قدم
 رکھا تھا اور مجھ ہو گیا تھا طلسم کشا ایسا محو ہوا تھا کہ اوس کو اپنے تن بدن کا ہوش نہ تھا آخر تصویر
 بزرگ چہرے نے تقریر کر کے حمزہ کو اس امر سے باز رکھا کہ وہ تارک دنیا نہ ہو اوس نے بزرگ چہرے کے کہنے پر
 عمل کیا لباس سب پہن لیا لوح و غیرہ کا خیال بھی نہ کیا میں نے ایک بارہ دری سحر سے بنائی تھیں
 وہ تیلیان حمزہ کو اوس بارہ دری میں لائیں میں نے سحر سے ایک تپلا شکل بزرگ چہرے بنایا اوس نے اگر
 حمزہ کا عقد اوس سحر کی تپلی کے ساتھ پڑھا کیونکہ حمزہ نے تصویر بزرگ چہرے سے عقد پڑھنے کا اقرار
 کیا تھا جب عقد ہو چکا حمزہ اوس تپلی سحر کو دوسرے قصد سے لیکر سہری پر پہنچا میں نے سحر
 سے یہ طریقہ مقرر کیا تھا کہ جب حمزہ اوس تپلی سے ہم بستر ہونے کا قصد کرے پس وہ تپلی یا تپلی ہو کر
 نہ جائے اور پانی گر دوسہری کے ہو جسے یہ ہو گا تو حمزہ کو دیکھ جائے گا کہ قصد کرے گا جب وہ بھاگے
 کا قصد کرے گا اوس پانی میں گر پڑے گا وہ نہ بارہ دری نہ وہ زمین اصلی تھی سب سحر کی تھی پس ایسا ہوا کہ حمزہ
 اوس پانی میں گرا غوطے کھانے لگا وہ سب ایسا جو کہ سحر کی تحقین سب نیست و نابود ہو گئیں میں نے
 حمزہ کو اسیر کر لیا کیونکہ لوح و غیرہ پر تو پہلے ہی قبضہ کر چکا تھا اب سیر کر کے یہاں لایا ہوں کیونکہ میں نے
 خیال کیا تھا کہ حمزہ چونکہ اسیر ہو گا جب تک اس کے ساتھ عیاری نہ کی جائے گی پس میں نے عیاری کر کے
 اور دھوکا دیکر طلسم کشا کو اسیر کیا کیونکہ کیا کام کیا اور سب نے کہا کہ آپ نے وہ کام کیا کہ
 سب ساکنان طلسم کی جان بچائی اور سب کو دوبارہ زندہ کیا اچھا احسان سب پر جواب تھا یہ کہ کیونکہ
 طلسم کشا کو قتل نہ کیا گیا کیونکہ ہم نے دیکھا ہوا تھا کہ وہ میں کہ جس مقام پر خدا پرستوں کا خون کر گیا
 اوس زمین پر وہ زندہ ہو گا دوسرا یہ طریقہ شاہو کہ قیدی طلسم کی سیار چالیس دن کی زندہ چالیس
 دن کے قتل کیا جائے پس طلسم کشا بھی یہی بعد چالیس دن کے قتل کیا جائے گا لیکن ایسا ہو کہ

کراسے خیر خواہوں کو خبر ہو جائے اور وہ آکر اسکو روکا کر لیجائیں میسر جاوے جو اب دیا کہ تم لوگ بیکار
 ہو کر رہے ہو میں کتب اس امر کا انتظار کروں میں اسکو بیرون طلسم لیجا کے ورنہ قتل کروں گا
 ایک نامہ شنکال جادو کو تحریر کرتا ہوں اسکا مضمون یہ ہوگا کہ میں نے طلسم کشا کو اسیر کر لیا ہے
 اور میرے پاس قید ہے اسکی نسبت کیا حکم ہوتا ہے لوح وغیرہ میرے پاس موجود ہے اگر ارشاد ہو تو میں طلسم کشا
 کو بیکار طلسم میں چلاؤں آپ خود قتل کریں یا اگر آپکا حکم ہو تو میں اسی مقام پر بیرون ورنہ قتل کروں
 اب اسکا زندہ رکھنا اچھا نہیں ہے جیسا آپکا حکم ہو اسپر عمل کیا جائے اور سب نے کہا کہ یہ
 رائے آپکی بہت ٹھیک ہے پس اسیوقت میسر جاوے اسے اسی مضمون کا نامہ بنام شنکال بادشاہ
 طلسم کے تحریر کیا اور طائر سحر کے ذریعہ سے روانہ کیا اور ایک قفس شنکا کر صا جعفران کو اس میں قید کیا
 اور ایک کمرہ میں لیجا کے رکھا اس کمرہ پر سحر کیا کہ وہ معدوم ہو گیا یہ بندوبست کر کے چرائیہ مکان
 میں آیا براحت و آرام بسر کر لے لگا اسے تمام ورنہ بدین سدا کی راہی کہ کل ہم بیرون ورنہ طلسم کشا
 کو قتل کریں گے سب طلسم کشا کے قتل کا چکر تماشہ دیکھیں یہ جو سدا کی ہو گئی ہر طرف یہی چرچا ہونے لگا
 راوی بیان کرتا ہے کہ یہاں تو قتل صا جعفران کا سامان ہو رہا ہے اور وہ طائر نامہ لیکر اڑتا تو داخل
 طلسم ہوا شنکال دربار میں بیٹھا ہوا تھا سب سردار حاضر دربار تھے طلسم کشا کا ذکر ہو رہا تھا کہ معلوم
 اب طلسم کشا کہاں ہے کہ یہ طائر ہو چکا اسے نامہ تھوین شنکال کے دیا شنکال نے وہ نامہ کھو لکر
 پڑھا جیسے ہی نامہ کے مضمون پر نگاہ پڑی او چل پڑا فط خوشی سے چہرہ اس حرافراد کے کا
 لال ہو گیا پیراہن دنگ ہو گیا پھولوں نے ملنا تھا ایک مرتبہ لیکر اڑا تھا کہ اہل دربار مبارک ہو میسر جاوے
 نے طلسم کشا کو اسیر کر لیا مجھ کو لکھا ہے کہ اگر حکم ہو تو میں طلسم کشا کی قید لیکر حاضر خدمت ہوں آپ خود
 قتل کریں ورنہ مجھ کو حکم فرمائیے کہ میں بیرون ورنہ اسکو قتل کروں اسکا قید رکھنا اچھا نہیں ہے
 ایسا نہ ہو کہ اس کے خیر خواہ اس حال سے آگاہ ہو جائیں تو پھر شری خرابی ہو پس میں اسکو لکھے
 بھیجتا ہوں کہ یہاں لانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے تم خود اسکو بیرون ورنہ لیجا کر قتل کرو ورنہ
 اسکا سر اور لوح لیکر بیان تو میں لوح کو پوشیدہ کر دوں اور حشین خوشی کروں کیوں بھائیوں
 صہفر جاوے نے بڑا کام کیا تم سبکی جان بچائی اور سب ہم پر احسان کیا اور سب نے جواب دیا
 کہ وہ قیدی وہ کام کیا ہے کہ اسکا شکر یہ ادا نہیں ہو سکتا ہے اور ہم سب تمام عمر اس کے بار احسان سے سبکدوش

نہ ہونے کے بعد آپ کی بہت ٹھیک ہو گئی۔ یہی مضمون مشکال نے جواب میں تحریر کیا جو کہ مرقوم
 کر چکا ہوں اور تحریر کر کے اس طاہر کو دیا کہ وہ طاہر جواب لیکر اور پروا کر کے روانہ ہوا اور یہاں
 پہونچ کر منیر کو دیا منیر جواب پڑھ کر بہت خوش ہو گیا اب کچھ حال لشکر صاحب جفران کا تحریر ہوتا ہے کہ
 بعد جانے صاحب جفران کے یہاں سے بلند آوارہ نے دربار برخواست کیا سب سردار اپنے اپنے مقام
 پر آئے اور صرف راحت و آرام ہوئے دن بھر تو کسی کو کچھ خیال ہی نہ ہوا اگر خواجہ کو فکر تھی کہ حجرہ
 لشکر کو گیا ہو دیکھتے کیا ہوتا ہے کیونکہ یہ تو حجرہ صاحب جفران کے عاشق بن اور حجرہ صاحب جفران کے
 عاشق بن خواجہ نے خیال کیا تھا دل میں کہ اگر حجرہ شام کو دے آئیگا تو میں اس کے پاس بھیجوں گا
 میں جاؤں گا اور وہاں جا کر اس سے ملاقات کروں گا کیونکہ بدو ن اس کے مجھ کو چین نہ آئیگا
 خواجہ کا یہ عالم ہے کہ جو جو دن تمام ہوتا ہے وہ وہ بار بار ضمیر سے نکار صحا کی طرف دیکھتے ہیں یہی
 حال سب سے بلند آواز و اعظم جادو و سوسن جادو و نسیم جادو و استیلنوس و شیاطین کا ہے
 کہ اب ہر ایک کو فکر ہے کہ شام قریب آگئی دن تمام ہو گیا اب تک صاحب جفران نہیں تشریف لائے اسکا
 کیا سبب ہے کہ دن تمام ہوا رات ہو گئی وہاں خیمہ ناموس میں ملکہ برہیں آفتاب منظر بقیہ اور
 جب رات ہو گئی اور صاحب جفران تشریف نہیں لائے تو سب سردار ایک خیمہ میں جمع ہوئے خواجہ
 کو بلایا خواجہ تشریف لائے سب نے خواجہ کی تعظیم کی خواجہ سے سرداروں نے کہا کہ یا خواجہ
 سلامت صاحب جفران اقرار فرما گئے تھے کہ میں دن بھر شکار گاہ میں رہوں گا شام کو ضرور چلاؤں گا
 دن تمام ہو گیا رات ہو گئی اسوقت تک صاحب جفران تشریف نہیں لائے کیا کیا جائے ہم سب
 فکر میں بیٹھے ہیں صاحب جفران نے فرمایا کہ تم لوگ فکر نہ کرنا میں شام کو ضرور چلاؤں گا فکر و تشویش اس
 سبب سے ہے کہ صاحب جفران کا زمانہ بھر دشمن ہو دشمن دشمنی رکھتا ہے ایسا تو نہیں ہوا کہ کسی آفت میں
 مبتلا ہو گئے خواجہ نے یہ تقریر اور سب کی تسکے جواب دیا کہ تم لوگوں پر کیا منحصر ہے میں خود یہ نشان
 ہوں چونکہ رات ہو گئی اسوقت کمان تلاش میں جاؤں اگر رات کو حجرہ نہ آئیگا تو ضرور وقت سحر
 تلاش کو نکلون گا اور سب نے عرض کیا کہ ہم بھی ہمراہ چلیں گے خواجہ نے فرمایا کہ اچھا پس
 جب یہ رات ہو چکی ہر ایک اپنے اپنے مقام پر آیا مگر کسی کو سبب فکر و تشویش کے شب بھر نہ
 آئی نہ خواجہ نے آرام فرمایا وہ رات سب نے جاگ کر بھر کی جیسے سحر ہوئی سب بخیر و عافیت

فراغت کر کے اپنے چیمون سے نکلے خواجہ اپنے خیمے سے برآمد ہوئے سرداروں نے
 کہا کہ خواجہ فرمائیے کیا قصد ہے خواجہ نے فرمایا کہ میں برائے تلاش جاتا ہوں اور سب نے
 عرض کیا کہ ہم بھی چلتے ہیں یہ نکلے خواجہ نے کہا کہ بسم اللہ تشریف لے چلے خواجہ اپنے شاطر
 مارتے ہوئے طرف اوس صحرا کے چلے کہ جدھر صاحبقران برائے شکار تشریف لے گئے تھے یہاں
 اوس دن برائے تلاش صاحبقران چلے ہیں کہ جسد صاحبقران کو منہر جادو نے لیجا کر
 قید کیا ہے اور نامہ شگال کو تخریر کیا ہے اور سامان قتل کے درست ہونے کا حکم دیا ہے صاحبقران تو
 وہاں قید ہیں اور جدھر خواجہ و سردار برائے تلاش نکلے ہیں خلاصہ یہ کہ وہ سردار اور خواجہ اوس مقام پر
 آئے کہ جہاں صاحبقران نے آکر قیام فرمایا تھا اور ایک چھوٹا سا خیمہ وہاں برپا تھا اونہیں چند
 شاگرد پیشہ مقیم تھے اونکا حال ملاحظہ فرمائیے کہ جب صاحبقران اوس ہرن کے عقب میں مرکب کو
 ہمیں کر کے روانہ ہوئے تھوڑی دور تک تو یہ لوگ عقب میں گئے جب نہ چل سکے تو رہ گئے اور انتظار
 کرنے لگے کہ صاحبقران اوس ہرن کو قتل کر کے اور شکار کر کے واپس آئیں گے وہ لوگ شام تک
 انتظار کرتے رہے صاحبقران واپس نہ آئے انھوں نے بڑے غصہ تک اوس جنگل میں تلاش
 کیا مگر تہ نہیں چلا جب صاحبقران نہ ملے تو وہ لوگ اوس مقام پر واپس چلے آئے اور فکر کرنے
 لگے کہ اب کیا تدبیر کریں اور کہاں صاحبقران کو تلاش کریں صاحبقران کہہ دے اوس ہرن کے
 تعاقب میں تشریف لے گئے ہیں یہ لوگ اسی فکر میں رات بھر مبتلا رہے جب صبح ہوئی تو پھر تلاش
 کو نکلے تمام صحرا چھان مارا لیکن صاحبقران کا پتہ نہ ملا آخر کو تھک کر وہ لوگ آکر بیٹھ رہے یہ خیال
 کر رہے تھے کہ جا کر شکرین خبر کریں تاکہ اور سردار و خواجہ برائے تلاش کسی طرف روانہ ہوں یہ
 فکر کر رہے تھے کہ خواجہ دکل سردار جو لشکر سے چلے تھے یہاں آکر پونچے اور خواجہ نے یہاں
 آکر اودن لوگوں سے دریافت کیا کہ صاحبقران کہاں ہیں انھوں نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ
 ہم کیا بیان کریں کہ صاحبقران کہاں ہیں خواجہ نے کہا کہ کچھ تو بیان کرو تب انھوں نے عرض
 کیا کہ کل بعد شکار پر ندون کے صاحبقران مصروف شکار چرند ہونے ایک مقام پر بہت
 سے ہرن تھے اوپر مرکب کو ہمیں کیا اونہیں ایک بہت بڑا ہرن سیاہ رنگ تھا صاحبقران
 نے اس کے عقب میں مرکب کو ہمیں کیا وہ بہت و خیر کرتا ہوا بھاگا جہاں تک ہم سے سا تھوڑا گیا

صاحبقران
 کا شکار

ہم نے ساتھ دیا جب ہم سے نہ چلا گیا ہم ٹھاک کر رہ گئے صا جعفران اوسکے عقب میں مع مرکب
 کے تشریف لے گئے ہم شام تک اوسی مقام پر کھڑے انتظار کیا کیے جب صا جعفران تشریف
 لائے تو ہم بہت پریشان ہوئے خلاصہ یہ کہ دو پہر رات تک ہم نے صا جعفران کو تلاش کیا جب
 تیرہ ملا تو ہم وہاں سے واپس آئے رات بھر فکر و تشویش میں بسر کی بہت سحر ہوئی پھر تلاش
 کو نکلے اس وقت تک تلاش کیا لیکن کہیں نہ ملا یہ واقعہ خواجہ نے سنے سرداروں
 کی طرف دیکھا اور کہا کہ آپ نے سنا کہ ان لوگوں نے کیا بیان کیا اب بتائیے کہ کیا کیا جائے
 کہ تلاش کیا جائے صا جعفران نہ معلوم کس طرف تشریف لے گئے کسی دشمن نے تنہا پا کر
 اسیر کر لیا یا کسی پر عاشق ہو گئے کیونکہ یہ لوگ جہان جاتے ہیں ان پر عورتیں عاشق ہو جاتی
 ہیں یا یہ خود فریفتہ ہوتے ہیں اب بتاؤ کیا کیا جائے ادن سرداروں نے خواجہ سے عرض کیا
 کہ ہم اسی سبب سے منع کرتے تھے کہ اکیلے شکار کو نہ تشریف لے جائیے اور مخوں نے نہ سنا
 ہم زیادہ اصرار نہ کر سکے خاموش ہو رہے جب اور مخوں نے آپکے کہنے پر عمل نہ فرمایا اور آپکو ہمراہ
 نہ لیا تو ہم کیا چہرے ہنسکے خواجہ نے کہا کہ حمزہ نے ہمکو بہت پریشان کیا ہو براے صید گئے ہیں
 خیر براے تلاش جانا ہوں اون لوگوں سے کہا کہ حمزہ اوس ہرن کے عقب میں کس طرف کو
 گیا ہوا مخوں نے اوسط طرف کا نشان دیا خواجہ اس طرف کو چلے اون سرداروں نے کہا کہ
 ہم بھی چلتے ہیں خواجہ غرو نے کہا کہ چلو پس وہ سردار جو کہ اوٹھیں ساحر تھے وہ ہالائے ہوا چلے
 جو کہ غیر ساحر تھے وہ ہمراہ خواجہ کے چلے مگر خواجہ کا ساتھ کون دلیکتا ہی یہ دو ندہ بے درنگ
 منہور میں یہ دس ہزار کوس کو تھوڑے عرصہ میں طے کر جاتے ہیں راوی بیان کرتا ہے کہ تھوڑی دور
 تک خواجہ کا ساتھ اون لوگوں نے دیا بعد وہ سب کے سب رہ گئے خواجہ پائے شطری
 ملے ہوئے نشان سم مرکب دیکھتے ہوئے چلے جاتے ہیں راوی بیان کرتا ہے کہ قریب سے پہر
 کے خواجہ اوس صحرا میں پہونچے کہ جہان وہ کہہ تھا کہ جس کوہ پر صا جعفران اشقر دیوزا کو چھو کر
 خود بالائے کوہ تشریف لے گئے تھے اور اشقر دیوزا کوہ زبر کوہ چھوڑ دیا تھا اشقر دیوزا وہاں
 چر رہا تھا اس انتظار میں کہ صا جعفران تشریف لاتے ہونگے اشقر اوسی صحرا میں چرا میں مصروف
 رہا یہاں تک کہ وہ رات اشقر نے اوسی مقام پر بسر کی اور وہ دن کہ پہر کو خواجہ اوس

جنگل میں پہونچے تو وہاں نشان سم مرکب نہ پائے اب خواجہ نے خیال کیا کہ یہاں تک صاحبقران
تشریف لائے ہیں کیونکہ اس مقام تک نشان سم مرکب پائے جاتے ہیں اب خواجہ صاحبقران
کو اس جنگل میں تلاش کرنے لگے تلاش کرتے کرتے اس مقام پر پہونچے کہ جہاں وہ کوہ تھا کہ
جس پر صاحبقران تشریف لے گئے تھے جب خواجہ اس مقام پر پہونچے تو خواجہ نے اشقر کو چرتے
ہوئے پایا اب خواجہ کے حواس درست ہوئے اور خیال کیا کہ صاحبقران اس صحرائے تشریف
رکھتے ہیں کیونکہ اشقر چر رہا ہو سوائے خواجہ کے کوئی دوسرا سردار نہیں پہونچا تھا یہ پہونچ گئے تھے
کہ خواجہ قریب اشقر آئے اور اس سے زبان جی پوچھا کہ اسے اشقر دیو زاد تیرا کب کہاں تھا
نے سراوٹھا کہ دیکھا خواجہ کو پایا زبان جی میں کہا کہ کل صاحبقران اس وقت ایک ہرن کے عقب
میں یہاں آئے تھے وہ ہرن جست کر کے کوہ کے اس پار چلا گیا پہلے صاحبقران نے قصد فرمایا
کہ مجھ کو مصیبت میں جست کر کے مع صاحبقران اس پار جاؤں پھر کچھ خیال آیا میری پشت
پر سے اوترے اور مجھ سے فرمایا کہ تو یہاں ٹھہر میں آہو کو شکار کر کے لاتا ہوں پھر تیری پشت پر سوار
ہو کر شکار کو چلوں گا چنانچہ صاحبقران بالائے کوہ تشریف لے گئے میں یہاں چرتے لگا اور سوخت
سے میں یہاں صاحبقران کا انتظار کر رہا ہوں یہ وقت آگیا صاحبقران نہیں تشریف لائے
چونکہ آقا کا حکم تھا کہ تو یہاں ٹھہر رہنا میں اگر تجھے سوار ہونگا اس سبب سے میں یہاں ٹھہرا ہوا ہوں
یہ خواشقر نے بیان کیا خواجہ نے سنکے اشقر سے کہا کہ تو نے کیوں اپنے آقا کا ساتھ چھوڑا
اگر تیرا صاحبقران وہاں کسی آفت میں مبتلا ہو گئے ہوں تو کون تیری پشت پر آکر سوار ہوگا
یاجب صاحبقران نہ آئے تھے تو تو نے ہم لوگوں کو کیوں نہ خبر کی اشقر نے اسی زبان میں
جواب دیا کہ میں کیونکر سوار ہوتا ہوں حکم نہ تھا کیا عدول حکمی کرتا اور کیونکر اب لوگوں کو اس حال
سے آگاہ کرتا کیونکہ یہ خیال تھا کہ شاید آقا جائیں اور مجھ کو نپائیں تو راہ کی تکلیف اٹھائیں پیدل
چلیں جب وہ مجھ سے یہ سوال کریں کہ میں تجھ کو چھوڑ گیا تھا اور کہ گیا تھا کہ تو کہیں جانا نہیں تو پھر
تو کیوں بدون میرے حکم کے چلا گیا کہ مجھ کو پیدل چلنے کی تکلیف اٹھانا پڑی پھر میں کیا جواب
دوں گا ایسے ایسے خیال کر کے میں اسی مقام پر ٹھہرا رہا خواجہ نے کہا کہ اگر صاحبقران کسی
آفت میں مبتلا ہو گئے ہوں گے اور کوئی حشیم زخم اونکے دشمنوں کو پہونچا ہو گا تو کھٹا کہ میں جنگو

کیسی سزا دیتا ہوں تو نے اکیلا صاحبقران کو جانے کیوں دیا کیونکہ تو اگاہی کہ اونکا زمانہ بھر نہیں
ہو ایک ایک زندہ خون کا پیاسا پیچو جو خواجہ نے کہا اشفق نے جواب دیا کہ مجھ سے خطا تو ضرور
ہوئی مگر میں بسبب عدول حکمی کے خیال کے ہمراہ نہ جاسکا نہ اول سے کچھ عرض کر سکا ان باتوں
اور تقریر میں شام ہو گئی اتنے عرصہ میں وہ سردار بھی آگئے جو کہ بالاس ہوا پر پرواز پیدا کر کے
چلے تھے اونھوں نے دیکھا کہ خواجہ اور اشفق سے باتیں ہو رہی ہیں وہ سب زمین پر
آگئے خواجہ سے کہا کہ کہیں یہ صاحبقران کا ملا یہ مرکب تو صاحبقران کا ہی آقا کمان میں خواجہ
نے جواب دیا کہ میں نے جو اس سے دریافت کیا تو وہ بیان کرتا ہے کہ کل سے پہلے صاحبقران اس
مقام پر پہونچے تھے مجھ کو یہاں ٹھہرنے کا حکم دیکر خود بالاسے کوہ تشریف لے گئے تھے اور سوقت سے
تشریف نہیں لائے ہیں اونکے انتظار میں یہاں کھڑا ہوں پس اس قدر پتہ چلا ہے چونکہ راستہ ہو گئی
ہو اس سبب سے میں مجبور ہوں ورنہ اس وقت بالاسے کوہ جاتا اور تلاش کرتا کہ کیا اس پہاڑ
پر کوئی مکان ہو کسی نازنین کا کہ اسے صاحبقران کو اپنا مکان کیا یا کوئی ساحر رہتا ہو کہ اسے
اسیر کر لیا خواجہ نے یہ جو کہا اون سرداروں نے عرض کیا کہ ہم کیا عرض کریں اس پہاڑ سے
سردار و درخیزہ کی شروع ہو عاص و رہند میریہ کی تو ہی نہیں مگر اس پہاڑ سے وہ جنگل اور
وہ مقام شروع ہیں جو کہ درخیزہ میریہ سے تعلق رکھتے ہیں چارے خیال میں تو یہ آتا ہے کہ کوئی
نہ کوئی بلا صاحبقران پر نازل ہوئی صاحبقران اس پار کو چلے گئے ہیں ساحروں کے دلوں
پر تصویر صاحبقران کھینچی ہوئی تھی اس ساحر نے جو کہ یہاں رہتا ہے پہچان لیا ہے اور دھوکا
دیکر لوح وغیرہ لے لی ہے اور صاحبقران کو اسیر کر لیا ہے اگر کسی نازنین کے صاحبقران یہاں
ہوتے تو اس وقت تک نہ قیام فرماتے ضرور تشریف لاتے اگر یہ نہ ہوتا تو اشفق کو ضرور طلب
فرمانے ضرور کسی بلا میں مبتلا ہونے میں خواجہ سلامت اس درندہ میں ایک مقام بہت سخت
ہو اسکا نام مرقع عجائب جو اسکو درندہ و گنبد تصویر گویاں بھی کہتے ہیں وہاں تمام شاہان
مسلک مثل حبشہ و صناک و فریدون وغیرہ کے تصویریں بنی ہوئی ہیں یہاں تک کہ جب قدر
لوگ خدا پرست و غیر خدا پرست اس دنیا کو چھوڑ کر طرف عدم کے گئے ہیں سب کی تصویریں
میں آدم سے اس دم تک کی اور وہ تصویریں کلام کرتی ہیں ادن تصویروں کو دیکھ کر انسان محو

ہو جاتا ہے اور اپنے سے خود رفتہ ہوتا ہے اور اسکو اپنے تن بدن کا ہوش نہیں رہتا ہے ایسا خود رفتہ ہوتا ہے کہ جو چاہے کہو اور اسکو خبر تک نہیں ہوتی چاہے اسکو اسیر کر لو چاہے اسکو کے کپڑے اوتار لو وہ بالکل خبر نہ ہوگا ہلکویہ خوف ہوتا ہے کہ ایسا تو نہیں ہوا کہ صاحبقران اس مقام پر پہنچ گئے اور اس گنبد کی سیر میں مصروف ہوئے کسی نے اسکو بخود پا کر اسیر کر لیا ہمارے قیاس میں آتا ہے کہ وہ ہرن اصلی نہ تھا بلکہ کوئی ساحر تھا وہ لگا کر صاحبقران کو لے گیا اور کسی ساحر کا بھیجا ہوا تھا خواہ نے کہا کہ اتبوجو کچھ ہو میں کیا کروں اسوقت تو میرے بنائے سے کچھ بچا نہیں رہی تمہارے کہنے سے مجھ کو بھی خوف پیدا ہوا سیاد میں اسوقت جاؤں یہاں کے حالات سے آگاہ نہیں ہوں میں بھی کسی بلا میں مبتلا ہو جاؤں تو وہ مثل ہو کہ ایک لشکر دو شد پھر کون آنے کی ہیرے اور حمزہ کی فکر کر لگا اس سے بہتر ہے کہ یہ رات تو جس طور سے ہو یہاں بسر کی جائے صبح کو میں برائے تلاش کوہ چارونگا جب تک پتہ و نشان نہ ملیگا اسوقت تک واپس نہ آؤں گا آپ لوگ یہاں منتظر رہیے گا اگر صاحبقران رہا ہو گئے تو خیر ورنہ وہ جس آفت میں مبتلا ہونگے اسکی رہائی کی فکر کروں گا اگر مقابلہ ہوا تو میرے پاس ایک سفید مہر ہے اسکو بجاؤں گا اس مہر میں یہ صدا دینگا کہ بہت جلد آؤ اور ملک کرو یہاں صاحبقران سے مقابلہ ہو رہا ہے تم فوراً آنا اس مہر کی صدا چو نشہ کو سنا جاتی ہے اور انھوں نے کہا کہ اچھا پس یہ صلاح ہو چکی اور ان ساحروں نے سحر کیا کہ ایک مختصر سا خیمہ اس مقام پر میرا ہو گیا وہ سب کے سب اس خیمے میں آؤں گے کہ اتنے غصہ میں وہ سردا بھی آگئے جو کہ پیدل چلے تھے اور انھوں نے بھی اگر سب حال سنا خواہ نے ان سے بھی سب حال واقف بیان کیا اور کہا کہ تدبیر یہ کرنا کہ میرے مہر کی صدا سنکے تم میں سے دو چار تو لشکر کی طرف جائیں اور وہ لشکر کو ہمراہ لیکر بیان پہنچیں اور کوہ کے اس پار پہنچ کر مع لشکر کے مدد کریں راوی بیان کرتا ہے اور سدن خواہ ایسے پریشان ہوئے تھے صاحبقران کے گم ہو جانے سے کہ اپنی اصلی صورت پر چلے تھے راوی بیان کرتا ہے کہ وہ شب اس سرداروں نے اور خواہ نے اس مقام پر زیر کوہ بسر کی یہاں تک کہ سحر ہوئی پس خواہ نے اپنی صورت تبدیل کی ایک ساحر کی صورت بنکر اور سب سرداروں سے رخصت ہو کر اس کوہ کی طرف چلے اور سب سرداروں کو خوب سا تعلیم کر دیا وہ سردار اس مقام پر انتظار آواز مہر میں بیٹھے ہوئے تھے کہ

اودھ آواز مہرہ آئی اودھ حرم پہلے گنگ رولہ ہونا باہم صلح ہو گئی تھی کہ جس قدر سردار و زمین سے جو کہ
 صاحبین سب کے سب طرف لشکر کے جائیں اور جو کہ غیر صاحبین وہ کوہ کے باہر برائے گنگ روانہ ہوں
 ان سب کے کہا کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ غیر صاحب کوہ پر جائیں کیونکہ ایسا نہ ہو کہ کسی مقام دور پر مقابلہ ہو
 ہم جب تک وہاں پہنچیں پہنچیں گے وہاں فائدہ ہو جائیگا اس سے بہتر یہ ہے کہ سب سردار غیر صاحب
 چلے جائیں چار یہاں رہ جائیں وہ تخت سحر تیار کر کے اوسپر ہم سب کو بٹھا کے روانہ ہوں پہلے گنگ
 اسے پسند آئی پس وہ سردار جو لشکر کو جانے والے تھے وہ اس قصد سے پیچھے ہوئے ہیں کہ اودھ
 صدار آئے اودھ حرم طرف لشکر کے روانہ ہوں اور جو کہ برائے گنگ جانے والے تھے وہ مستعد ہو کر
 پیچھے کہ اودھ صدار آئے اودھ حرم ان سردار دن کو لیکر روانہ ہوں انکو تو یہاں چھوڑا جاتا ہے کچھ حال
 خواجہ کا تحریر ہوتا ہے کہ خواجہ جو بلائے کوہ گئے تمام کوہ کو دیکھا اور صاحبقران کو تلاش کیا
 سوائے سطح کے کچھ نہ پایا نہ اوس کوہ پر کوئی باغ تھا نہ کوئی مکان تھا خواجہ حیران ہوئے کہ یہاں
 تو نہ کوئی بلغ نہ مکان نہ صاف میدان ہے پھر صاحبقران کہاں ہیں کہ مر گئے کوہ پر اگر خواجہ صاحبقران
 کو تلاش کر رہے تھے کہ خواجہ نے دیکھا کہ ایک گٹائی بنی ہوئی ہے خواجہ نے خیال کیا کہ معلوم ہوتا ہے
 صاحبقران اس راہ سے زیر کوہ چلے گئے ہیں پس خواجہ بھی بتلاش صاحبقران زیر کوہ اسے اسی
 راہ سے اب جو خواجہ زیر کوہ آئے خواجہ نے ایک میدان وسیع دیکھا کہ کوسوں تک سبزہ لگا ہوا ہے
 سبزہ نار پہ بہا ہے عجیب گلزار صحرا ہے ہر طرف گلہاے خود رو لگے ہوئے ہیں اونکی نہک پھیلی
 ہوئی ہے کہیں لالہ ماغذاری کہیں بیلا پیر بہار ہے کہیں صنوبر ہے کہیں شمشاد آزاد کہیں برسبر و ایک
 پاؤں سے کھڑا ہوا یاد پروردگار کر رہا ہے زرخس و نسترن سمین و یاسمن خلاصہ یہ کہ رنگت گل
 مکے ہوئے ہیں سبزہ لہک رہا ہے آبپاشی نسیم سے کوسوں تک سبزہ زار زمرہ گون بنا ہوا ہے لیتی و لبتی
 سے ہوا ہر طرف اظہار حقیقت رب کار سانس و بلبلین چمک رہی ہیں قمریان قلندر مشرب
 شمشاد پر بھیجی ہوئی حق سرہ حق سرہ کا دم بھر رہی ہیں فاختہ سرو پر کو کو کر رہی ہے حاصل کلام یہ کہ ہر طرف
 ہر جانور یاد الہی میں مصروف تھا چونکہ صبح کا وقت تھا عجیب سماں و عجیب رنگ تھا چرخ
 اخضر پر وہ آفتاب عالم تاب کا طلوع ہونا وہ اسکی شعاعوں کا پھیلنا اسے نور رخ
 سے تمام عالم کو روشن کرنا عکس آفتاب جو پانی میں پڑتا تھا ہر لہر طلائی معلوم ہوتی تھی جو

بجو یہ سمان دیکھا وجد کرنے لگے یاد آلی کا دم بھرنے لگے اوس جنگل کو بہت پسند کیا دل میں کہا
 کہ واقعی کیا بہار افزا و راحت فرا و دکشا یہ جنگل ہے جسکو دیکھ کر روح کو راحت و لکھو فرحت
 حاصل ہوتی ہے راوی بیان کرتا ہے کہ خواجہ عمر و اوس صحرا کی سیر کرتے ہوئے صنعت پروردگار کی یاد
 کرتے ہوئے پائے شاطری لگاتے ہوئے بہ تلاش حمزہ صاحبقران چلے جاتے تھے یہ دہلیں
 خیال تھا کہ وہ میرا گل رعنا و دل آرا اسی گلزار بیخراں میں کہیں کہیں ضرور ہوگا تجکو لازم ہے کہ تواسے
 پھول کی مثل بیل کے بیان تلاش کراد و ٹھونڈو یہ دل میں خیال تھا پس خواجہ صاحبقران
 کو تلاش کرتے ہوئے چلے جاتے ہیں کہ ایک اور جنگل خواجہ کو نظر پڑا وہ اوس جنگل سے بھی زیادہ
 پر بہار و سیرہ زار تھا آسمین درخت میوہ دار بھی لگے ہوئے تھے کثرت اثمار سے شاخیں زمین کی سے
 لے رہی تھیں گو خواجہ گرسنڈ تھے مگر اس خیال سے خواجہ نے اون درختوں کے پھلوں کو
 تو نہ کرنے کھایا کہ کہیں ایسا ہو کہ یہ درخت سحر کے ہوں میں پھل توڑوں بسبب سحر کے کوئی
 نقصان سبکو پہونچے یا میں درخت میں خود بخود لٹک جاؤں یا کوئی سبکو پکڑے تو خرابی ہو
 ایسے ایسے خیالات کرتے ہوئے اور اپنے گواون درختوں کے سایہ سے بچاتے ہوئے چلے جاتے
 تھے کہ اوس صحراے پر بہار کو طے کر کے خواجہ ایک دوسرے سبزہ زار میں پہونچے کہ وہاں سواے
 سبزہ کے اور کوئی شے نہ تھی خواجہ اوس کے کنارے پہونچے اور یہ جنگل تمام ہوا تو خواجہ کو خیال ہوا
 کہ ایسا ہو کہ یہ صحرا سحر بند ہو کیونکہ یہاں سواے سبزہ کے کوئی اور شے قسم میوہ دگل کے نہیں ہیں
 قسم کا کوئی درخت نہیں ہے جہاں تک نگاہ کام کرتی ہے وہاں تک سبزہ نظر آتا ہے بدن دریافت
 کے یہاں قدم رکھنا خلافت دانائی اور عقلمندی ہے سو چکر خواجہ نے زنبیل سے ایک زنگی کو
 نکالا صرف اوس جنگل کی آزمائش کے لیے اوس زنگی سے کہا کہ تو اوس مقام تک کہ جہاں پر وہ
 چھڑ پانی کا ہے چل تو میں تجکو گڑ دوں گا وہ زنگی گڑ کے لایح سے بہت جلد ایک غرق باندھے ہوئے
 دوڑتا ہوا چلا گیا خواجہ نے یہ خیال کیا تھا کہ اگر یہ صحرا سحر بند ہو گا تو زنگی اسیر ہو جائے گا تمکو معلوم
 ہو جائیگا پھر تم اطمینان سے جانا اور قدم رکھنا اس سبزہ پر اگر یہ اسیر ہو جائے تو کوئی اور تدبیر
 کرنا اور اوس ساحر کو قتل کرنا کہ جس نے یہ سحر کیا ہے اور اس جنگل کو سحر بند کیا ہے یہ تجویز کر کے خواجہ نے جو اوس
 زنگی سے کہا پس وہ زنگی جلدی جلدی اوس سبزہ پر قدم رکھو گے اوس چھڑ آب کے قریب آیا اور

وہاں سے پلٹ کر خواجہ کے پاس آیا خواجہ نے ملاحظہ کیا کہ یہ زنگی بلا خوف گیا اور اسی طور سے نوپس آیا کسی قسم کا اوکو ضرر نہیں پہونچا پس خواجہ نے زنبیل سے ایک ڈلی قند سیاہ کی نکال کر اس زنگی کو دی وہ زنگی وہ ڈلی لیکر بہت خوش ہوا خواجہ نے پھر اسکو نذر زنبیل کر لیا اب یہ اطمینان قائم خواجہ میں صحرائین روانہ ہوئے چلے جاتے تھے کہ خواجہ نے دیکھا کہ ایک طرف سے چند گھسیارے چلے آئے ہیں اور کچھ لوگ انکے عقب میں ہیں وہ ایک سمت کو جلد جلد چلے جاتے ہیں وہ گھسیارے اسی صحرائین آکر پہونچے اور گھاس چھیلنے لگے خواجہ نے جو دیکھا کہ ایک مجمع کثیر ایک طرف کو چلا جاتا ہے خواجہ اُن گھسیاروں کے پاس آئے اور کھڑے ہو گئے اُن گھسیاروں نے خواجہ کو اپنے پاس کھڑے دیکھا جب ان نینوں نے دیکھا کہ ایک ساحر ہمارے پاس کھڑا ہوا ہے جھولی دوش پر پٹری ہوئی ہے اُن گھسیاروں نے خواجہ کو دیکھ کر کہا کہ آپ کہاں کے رہنے والے ہیں اور کدھر سے تشریف لائے ہیں اور کدھر کا قصد ہے خواجہ نے جواب دیا کہ میں ساحر ہوں در بند سوسن کی طرف سے آتا ہوں وہ در بند تباہ و برباد ہو گیا ہم سب ساحر وہاں سے بھاگے ہیں اور ہر نکل آیا یہ کون مقام ہے اُن گھسیاروں نے جواب دیا کہ یہ مقام در بند میسرہ سے تعلق رکھتا ہے یہ صحرا اسی در بند کی سرحد ہے اور ہم گھسیارے ہیں در بند کے اندر سے ہر اجازت حاکم در بند یہاں گھاس لینے کو آئے ہیں کیونکہ ہم سب جا کر در بند کے ملازم ہیں مرکبان سرکار کے لیے گھاس لینے کو آئے ہیں یہ جو تم نے کہا کہ ہم در بند سوسن کے رہنے والے ہیں وہ در بند تباہ ہو گیا میں تباہی کا مارا ادارہ ہو کر ادھر نکل آیا ہوں وہ در بند کیونکر تباہ ہوا اور کس نے تباہ کیا خواجہ نے جواب دیا کہ ای بھائیوں کسی طرف سے طلسم کشا مع لشکر کے وہاں پہونچا سوسن نے اطاعت کی طلسم کشا نے در بند فتح کیا ہم سب اس طلسم کشا کے ہاتھ سے پریشان ہو کر بھاگے ہیں گھسیاروں نے کہا کہ اب وہ طلسم کشا کہاں ہے جواب دیا کہ اپنے لشکر میں ہو گا میں تو لشکر میں چھوڑ کر آیا ہوں اُن گھاس والوں نے کہا کہ تم کب وہاں سے چلے گئے جواب دیا کہ میں چون چلا تھا جب تک تو طلسم کشا اپنے لشکر میں تھا اُن گھسیاروں نے کہا کہ ای بھائی تم کو بھی مبارک ہو اور تم بھی آگاہ ہو کہ حاکم در بند یہ جادو نے کل دھوکا دیکر طلسم کشا کو اسیر کر لیا ہے وہ ادھر آیا تھا آج اس کے قتل کا دن ہے حاکم در بند اسکو لیکر بیرون در بند آیا ہے اور وہ فلان مقام پر اسکو قتل کرے گا کیونکہ سا گیا ہے کہ جہاں طلسم کشا کا خون کرے گا وہاں ایک دانہ نہ رہے گا

پس اس غرض سے مینر جاو و طلسم کشا کو لیکر برائے قتل بیرون در بند آیا ہر تمام شہر میں منادی کرانے لگا
ہر کہ جسکو طلسم کشا کے قتل ہونے کا تماشہ دیکھنا ہو وہ بیرون در بند آئے سبکو اجازت دیجاتی ہو
چنانچہ جہاں طلسم کشا قتل کیا جائیگا وہاں لاکھوں آدمیوں کا مجمع ہو گا یہ سنکے اوس ساحر نے
جواب دیا کہ بجائیوں یہ تو تم نے ایسی خبر سنائی کہ میری جان میں جان آئی میں خدا و بد سامری
و جہشید سے یہ دعا کرتا چلا آتا تھا اودنھون نے میری دعاسن لی یہ بتاؤ کہ وہ صحرا کہ جو کہ جہاں
طلسم کشا قتل ہو گا کیونکہ میں بھی جا کر اوسکے قتل کا تماشہ دیکھوں اور خوش ہوں اوسکو قتل
ہوتے ہوئے دیکھ کر بلکہ اگر موقع ملے تو میں بھی کچھ اپنے دل کی بھگس نکالوں ایک اور ضرب
میں بھی لگاؤں یہ جو ساحر نے کہا کہ سبکو اوس مقام کا پتہ دو تمھارا ہم پر بڑا احسان ہو گا اون گھاس
والوں نے جواب دیا کہ کیا وہ مقام کوئی پوشیدہ جہان سے تھوڑی دور پر ہو کہ وہ یہ لوگ چلے
جاتے ہیں تم بھی اوسی طرف کو جاؤ جس طرف یہ لوگ جاتے ہیں اوس مقام پر پہنچ جاؤ گے یہ سنکے
خواجہ اوسی طرف کو روانہ ہوئے جب تھوڑی دور چلے آئے اور اون گھسیاروں کا سامنا جاتا رہا
خواجہ ایک مقام پر بیٹھ گئے اور فکر کرنے لگے گلشن عیازی کی سیر کرنے لگے آیتہ زانو پر سر کو
جھکا کر دریائے فکر میں غوطہ زن ہوئے در مطلب کی عواصی کرنے لگے گوہر مراد ہاتھ آئے انکی فکر
میں غور کرنے لگے یہاں تک کہ گوہر مراد ہاتھ لگا سر زانوئے فکر سے اودٹھایا اور ایک صورت پر
نبار ہو کر اوس سمت کو روانہ ہوئے کہ انکا حال آئندہ تحریر ہو گا اب شمع حال پھر مینر جاو و حمزہ صاحب قرا
و قتل حمزہ صاحب قراں کا قلم بند کرتا ہوں ناظرین ملاحظہ فرمائیں راوی بیان کرتا ہو کہ جب جواب
نامہ شنکال کے پاس سے مینر کے پاس آیا اوسمیں یہ تحریر تھا کہ اوس مقام پر قتل کرنے کے سر طلسم کشا
کا لیکر بیان آو مع لوح طلسم کے تاکہ میں اوسکا بند و بست کروں اویسے مقام پر لوح طلسم کو رکھوں
کہ پھر کوئی نہ پاسکے جب یہ جواب اوسکو ملا تو اوسنے صاحب قراں کو ایک نقش میں بند کر کے
قید کر دیا تھا اور اوس پیچڑہ کو نظر مردم سے محروم کر دیا تھا اور منادی کی غشی کہ کل ہم طلسم کشا
کو بیرون در بند فلان صحرا میں قتل کریں گے سب اہل شہر قتل طلسم کشا کا تماشہ اوس صحرا میں جا کر
دیکھیں عام اجازت ہر آسنے یہ تدبیر کی ایک صندوق میں لوح اور تزیف قتل شنکال در اثنا صاحب قرا
رکھا اوسمیں قتل دیا راوی بیان کرتا ہو کہ جب سے منادی مینر جاو و نے کرادی تھی اوسوقت سے

اہل شہر میں ہر طرف چرچا ہونے لگا اور وہی وقت سے سب سامان جانے کا کرنے لگے یہاں تک کہ جب صبح ہوئی اور عہد میٹر جاوید بیدار ہوا اور اہل درہنہ تین بجے رات سے طرف اوس صحران کے بیرون در بند چلے اور اسی مقام پر اکٹھے ہوئے وہ صحران تمام اہل درہنہ و تماشینوں سے بھر گیا یہ عالم تھا کہ اگر غفالی چھینکو تو سہی سر تھے اونہیں ساحر و غیر ساحر سب تھے پس یہاں تو جمع ہو رہا تھا ہزاروں آدمی بلندی پر کھڑے ہوئے تھے ہزاروں درختوں پر بیٹھے ہوئے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ ان درختوں میں بجائے فخر کے بشر لگے ہوئے ہیں خلاصہ یہ کہ ہر طرف مجمع کثیر تھا چاروں طرف مجمع تھا یہاں اندرون در بند میٹر جاوید بیدار ہو کر باہر محل کے آیا اپنے بھائی بے نظیر جاوید سے کہا تم یہاں ٹھہرو اور کل لشکر کو تیار رکھو اگر شاید کوئی طلسم کشا کا مددگار آجائے اور اوس سے مقابلہ ہونے لگے تو اوس وقت تم اگر مدد کرنا بظہیر جاوید نے جواب دیا کہ بہت خوب میٹر جاوید نے وہ صندوق تخت پر رکھا اور اوس کمرہ سے قفس صاحبقران کا نکال کر اوسی تخت پر رکھا اپنے بھائی سے کہا کہ جب میں طلسم کشا کو قتل کر چکوں گا تو اوس کے سر کو لکڑی صندوق اوس وقت طرف طلسم کے روانہ ہوں گا اور بادشاہ طلسم کے یہ سب اشیاء سپرد کر کے چلا آؤں گا تم پریشان نہ ہونا اوسنے کہا کہ میں پریشان کیوں ہونے لگا آپ میری طرف سے اطمینان رکھیے یہ سب میٹر جاوید اوس تخت کو سحر سے اڑا کر طرف اوس جنگل کے جو کہ برائے قتل طلسم کشا مقرر کیا تھا روانہ ہوا میٹر جاوید نے جلا دون کو چشم کنون و تسمہ کشون وغیرہ کو حکم دیا تھا کہ تم فلاں صحرائیں جا کر سامان قتل مہیا کرو جلا دون وغیرہ نے وہاں پہونچ کر ریت کا چوبہ بنایا اور سپر فلاکت کا بورینہ بچھایا دارا ستادہ کی گئی یہاں سب سامان قتل مہیا کر دیا گیا اب میٹر جاوید سے آنے کا انتظار ہے پس میٹر جاوید اپنے بھائی کو تھالیش کر کے وہاں سے روانہ ہوا تھا خلاصہ یہ کہ راہ طہر کر کے وہاں پہونچا سب کو اسکا انتظار تھا کہ یہ جب پہونچا ایک برق کوندھی چمک ہوئی کہ سب کی آنکھیں جھپک گئیں اور چمک چوندھی ہوئی اب جو دیکھا سب نے بعد اوس چمک کے تو کیا نظر پڑا کہ میٹر جاوید تخت پر سوار سامنے قفس رکھا ہوا اوس میں طلسم کشا و ہری سیل قیدی میں یعنی قید آہن و قید سحر میں اور ایک طرف ایک صندوق رکھا ہوا چلا آتا ہے کہ وہ تخت اوس مقام پر پہونچ کر طرف زمین کے بایل ہوا یہاں ایک غل چمک گیا کہ بادشاہ آگیا بادشاہ آگیا سب اہل مجمع اوس طرف متوجہ ہوئے کہ میٹر جاوید نے زمین پر پہونچ کر سحر کیا کہ ایک مختصر سا خیمہ برپا ہو گیا میٹر جاوید کے آتے ہی کو تو ال در بند چلا دون کو بیٹھ

اگر ہونچا اور انتظام کرنے لگا جو جمع قریب خیمہ میسر کے تھا اور سکوٹھایا اور جو چوڑے کے قریب تھا اور
 بھی دور کیا پلا دون کو مقرر کیا کہ یہاں کا بند و بست کرو کوئی آنے نہ پائے اس چوڑے کے قریب اور
 خیمہ کے قریب یہ بند و بست کر کے کو تو ال نے اگر میسر جادو کو سلام کیا پس میسر جادو نے اس کا
 سلام لیکر اپنے قریب بلایا اپنا سر قفس سے اوتار لیا کو تو ال سے کہا کہ قیدی کو قفس سے نکالو کو تو ال نے
 سر از بخیر کا پکڑ کر صاحبقران کو باہر قفس کے نکالا صاحبقران جب بیرون قفس آئے اس زور اور اگر
 سے اوتھے کہ خانہ زنجیرین غل ہوا میسر جادو نے جانا کہ قیدی نے قید کو توڑ دالا بلکہ کو تو ال نے کہا کہ
 ای بادشاہ شاید فید کو شکست کردا لا میسر جادو بیٹے تو متحیر ہوا پھر خیال آیا کہ اگر قید آہن کو شکست
 کر دالا تو کیا پرواہی قید سے تو جسم پر اس کے موجود ہو سکو کیونکہ شکست کر لیا اور ہر صاحبقران نے
 انگریزی یک لکھا کہ سلام میرا اس شخص پر جو کہ خدا کو و صدہ لایا یاب جانتا ہوا اور اسکو بوجہ انیت مانتا
 اور اس کے صحیح ہوئے پیغمبروں کو اسکا مرسل اور پیام بر خیال کرتا ہوا اور اس کے فرمانے پر عمل
 کرتا ہوا عزت ہی سامری و جمہیر وغیرہ پر یہ جو صاحبقران نے فرمایا جواب سلام کون دیتا اول تو
 وہاں تھا کون سوائے کو تو ال اور میسر جادو کے وہ دونوں کا فر تھے یہ کلمات صاحبقران کی زبان
 سے نکلے ایک دو دغلیط تھا کہ کاخ و باغ کو توڑ کر پار گزر گیا آتش غیض و غضب کا نون سینہ میسر جادو
 میں مشتعل ہوئی چہرہ فرط غیض سے مثل یزہی کے لال ہو گیا دڑھی موچھون کے بال مثل تکر کے کھڑے
 ہو گئے دونوں آنکھیں سرخ ہو گئیں مثل انگارے کے بحالت غیض پکارا کہ اؤ طلسم کشا تو ہر اہل
 معلوم ہوتا ہے میرے سامنے بندھا ہوا کھڑا ہے جیس و بے قابو ہو رہا ہے اور سپر یہ حال ہے کہ میرے خداوند
 کو میرے روبرو براکتا ہوا ہے مثل ہو کہ سی جل گئی اور سکا بل ابھی تک نہیں جلا کیوں اپنی قضا بلاتا ہے
 پس خیریت اسی میں ہے کہ طلسم کشائی سے توبہ کر اور دین اسلام کو ترک کر اور بادشاہ طلسم شکنکال کی اٹھا
 کہ اس حالت میں تیری زندگی ہوگی ورنہ میں تجکو اس وقت قتل کروں گا و بیکہ وہ سامان قتل تیار ہو
 صرف میرے حکم دینے کی دیر نہ تو اپنے مقام پر خیال کر کہ کس دھوکے سے اور کس تہذیب سے میں
 تجکو اسیر کیا ہوں عیاری کرتے ہیں اس وقت تو میں نے تیرے ساتھ عیاری خواجہ عمر کے مانند کی اگر
 وہ اس مقام پر موجود ہوتا میری غلامی کرتا یہ تقریر میسر کے صاحبقران نے برہم ہو کر کہا کہ اؤ میسر جادو
 کس بیہودہ بکتا ہے اپنی زبان بند کر مجھ کو مرنے سے ڈراتا ہے میں موت سے بالکل خوف نہیں کرتا ہوں

مرتا ایک دن پر ضرور ہی اگر میری موت اس مقام پر ہی تو مجھ کو کوئی پروا نہیں ہے کیونکہ اگر قضا آئی ہے تو کوئی دفع نہیں کر سکتا ہے اگر تمام عالم ایک ہو جائے اور قضا نہیں آئی ہے تو میرا کوئی ایک سو سے جسم بھی نہیں کم کر سکتا ہے بدون موت کے کوئی مجھ کو مار نہیں سکتا ہے اور نہ کوئی جبکہ میری قضا آئی ہے زندہ کر سکتا ہے بقول شاعر شاعر روز یکہ قضا باشد در روزے کہ قضا نیست بدر و زیکہ قضا نیست در و مرگ فنا نیست دیگر اگر تیغ عالم بختہ و جاسے پندہ در گے تا خواہ خدا سے پاپس تیری کیا اصل ہے جو تو مجھ کو قتل کر کے بدون اوسکے حکم کے اگرچہ میری موت ہی آگئی ہے تو جو اوسکی مرضی بقول شاعر شاعر سر بنی چچم ز شمشیر حبیب بہر چہ آید بر سرین یا نصیب ہے اگر میری قضا نہیں ہے تو میں بالکل خوف ہوں وہ میرا نگہبان و محافظ ہے اور میرا مددگار ہے میرے بچانے کی کوئی نہ کوئی صورت ضرور نکالے گا اور بچا لے گا مجھ کو بالکل ہر اس نہیں ہے بقول کسے شعر شکے نیست کہ آسان نہ شود پندہ باید کہ ہر نہ شود نہ کوئی مشکل ایسی نہیں ہے کہ جو آسان نہ ہو اور کوئی امر ایسا نہیں ہے کہ جو حل نہ ہو وہ حلال مشکلات ہو وہ اپنے بندوں کی وقت مشکل میں ہمیشہ مدد کرتا ہے پس میں اس امر سے کیوں سہرا اس کروں یہ جو تو نے کہا کہ تیری زندگی کی یہ صورت ہے کہ تو طلسم کشائی سے باز آؤ دین سلام کو ترک کر مشکل کی اطاعت کر اور نادان میں جان کے خوف سے اپنے دین کو ترک کروں اور ایک کافر کی اطاعت کروں یہ تو مجھ سے ہرگز نہ ہو گا کیا کون کہ میں مجبور ہوں ورنہ تجھ کو اس تیری تقریر کا جواب زبان تیغ سے دیتا یہ جو تو نے کہا کہ میں نے کیا خوب عیاری کی ہے واقعی کہا کہنا تجھ ایسا مرد و نر دل کوئی نہ ہو گا تو نے یہ خیال کیا کہ میں حمزہ سے لڑ نہیں سکتا ہوں اگر سحر کروں گا تو حمزہ اوسکو بھی دفع کر دے گا بذریعہ اوح طلسم کے اگر سرکھ مقابلہ کروں گا تو سر بر نہ ہو گا اس سے جتن یہ ہے کہ مٹھری کروں اور نالائق یہ تو کیا دعویٰ کرتا ہے کہ اگر عمر و عیار ہوتے تو میری غلامی اختیار کرتے اگر وہ میرا بھائی ہوتا تو تیری یہ بھی مجال تھی کہ تو دھوکا مجھ کو دے سکتا وہ ایک ہی فقرہ میں تیرا کام تمام کرتے اور مجھ کو ہار کے لیجاتے تو مجھ سے ایسی تقریر کر سکتا وہ ایسا ایک خیر ہار تے کہ تیرا کام تمام ہوتا یا ایسی عیاری کرتے کہ تو عمر بھر یاد کرتا کیا کون کہ وہ بیان موجود نہیں ہیں وہ ہوتے تو مجھ کو معلوم ہوتا اس تقریر فضول کا کرنا بس اپنی زبان بند کر بس ہو وہ نہ بک وہ تیری کیا غلامی کرتے نہ چکوا یا علامہ خیر ہارے اور تو اطاعت کرتا یا میں رہا ہوتا تو مجھ کو اس تقریر کا مزا چکھاتا اور سزا دیتا کیا کروں کہ مجبور ہوں

پس سنجو حکم دینا ہو دے اور جو سنجو کرنا ہو کر بیکار کی تقریر نہ کرے سکے منیر جاو و سنے کما کہ ملا و جلا
کوہ خدایت یون نہ مانے گا بدو قتل ہوئے یہ حکم دینا تھا کہ جلا و صاحب بیدا و حاضر حاضر کرتا
ہو اسے آیا اور کہا کہ کیا حکم ہوتا ہے منیر جاو و سنے کما کہ طلسم کشا کو لیا اور قتل کر یہ حکم پانا تھا
کہ اس جلا و نے سراز خیر کا پکر لاپنی طرف کھینچا اور کما کہ او طلسم کشا چل تیرا چائے عمر بھر نہ ہو گیا اب
تو قتل کیا جائیگا صاحبقران نے فرمایا کہ کیا فنول بکنا ہے کسکو قتل ہونے سے خوف دلاتا ہے میں تو
پہلے سے سرکھٹ بیٹھا ہوا ہوں بقول شاعر شعر سرنی چیم تمشیر صیب ہا ہر جہ آید بر سرین یا نصیب
میں آباد بیٹھا ہوں موجود ہوں کوئی مقام خوف و ترود نہیں ہے جلا و نے کما کہ پھر بیٹھا کیون ہے تو
ہزاروں اور لاکھوں کو قتل کیا ہے بہت ظلم و بدعت کی ہے ہزاروں ہندوگان خداوند سامری و شیم
کو لاکھوں کا خون تیرے سر پہ ہوا جواب دے کا معاوضہ ہو گا اون سبکی رو حین خوش ہوئی صاحبقران
نے فرمایا کہ اس گفتگو سے کیا حاصل ہوا اپنا کام کر جلا و نے یہ سکے سراز خیر کا تھا مالیکر جلا صاحبقران
اوسکے ہمراہ بیرون خیمہ آئے خیمے کے پردے اوتھے ہوئے تھے سائے چوترا ہوا تھا ریت کا
اوس پر لیا استارہ تھی صاحبقران کا خیمہ سے نکلنا تھا کہ غل و شور ہوا کہ وہ قیدی آیا ہر ایک کی
نگاہ اس طرف لڑ گئی اور ہر ایک اوسی طرف دیکھنے لگا اونگلیاں اٹھ گئیں وہ طلسم کشا ہی اسی ہے
ہزاروں ساکنین طلسم کو قتل کیا ہے یہ ہی طلسم فتح کرنے کو بیان آیا ہے اسی کو دعو کا دیکر ہارے آقا
و سرور منیر جاو و نے اسیر کیا دیکھو کہ کیا عجب و ادب چہرہ پر ہے اس حسن و جمال کا انسان جتنک
نہیں دیکھا شان ہے خداوند سامری و جمشید کی اور قدرت ہے اونکی کہ او خون نے ایسے
انسان خلق فرمائے ہیں جو کہ سخت تلب تھے وہ یہ کہتے تھے کہ خوب ہوا کہ جو یہ مفند گرفتار ہو کر
آیا ایسے کا قتل ہوتا ہے بہتر ہے اسے ہزاروں کا خون کیا اور ہزاروں کو یگنا قتل کیا ذرا بھی اسکو
رحم نہ آیا اور جو کہ رحم دل تھے وہ کہتے افسوس مل رہے تھے کہ افسوس ایسا جوان رعنا دایسا
شکیل حسین یون قتل ہوتا ہے مقام ناسف ہے وہ شخص ہے کہ جسکے تابع لاکھوں کا لشکر تھا یون
برای و بکسی سے قتل کیا جاتا ہے یہ زمانہ ساتھ کسی کے بھلائی نہیں کرتا ہے سواے برائی و بد سلوکی
کے یہ فلک سفلہ پرور ہمیشہ صاحبان عزت و آبرو کے درپے آزار رہتا ہے اور اسی فکر میں رہتا ہے
کہ ایسی فکر کروں کہ جو کہ صاحبان عزت ہیں اونکو ذلیل کروں خیال کرنے کا مقام ہے کہ جو کہ لاکھوں پر

حاکم ہو وہ یون بڑی سی سے قتل ہو سواے دشمنوں کے کوئی دوست نظر نہ آئے اہل دل اس طور کی تقریر یا ہم کر رہے تھے اور ظالم خوش ہو رہے تھے کوئی صاحبقران کے حسن و جمال کی تعریف کر رہا تھا کوئی جوانی صاحبقران پر کفت افسوس ملتا جاتا تھا اور انکے سے افسور و ان سے اہل حج کا تو یہ عالم تھا وہاں جلاد نے حمزہ صاحبقران کو لا کر زیر دار بجا دیا اور خود شگلین لگانے لگا کان و ناک کے گلے میں بار پڑے ہوئے ایک رومال کندھے پر پڑا ہوا کہ جس سے خون کی بواہر تھی جا بجا اوسمیں خون کے دھبہ لگے ہوئے پجاری جوٹا پاؤں میں ملرکین کا پاپی جامہ الکر کھاپنے ہوئے پوڑا سا تیغ کمر سے لگا ہوا سیاہ رنگت بدست شیطان خصلت شگلین لگاتا پھرتا ہی کہ مینر جادو نے پہلا حکم دیا اسے قریب صاحبقران کے آگے کہا کہ او طلسم کشا جو کھانا ہو کھالے جو پینا ہو پی لے جو وصیت کرنا ہو وصیت کر لے جو جس سے کہنا ہو کہہ لے کہ اب تیرا پیمانہ عمر لبر ہو چکا ہے رشتہ حیات قطع ہو چکا ہے ایک حکم مل چکا ہے دو حکموں کی دیر ہے صاحبقران نے فرما کہ مجھ کو خواہش ملعام ہے نہ آب ہی میں بجائے طعام کے تخت جگر کھاتا ہوں اور بجائے پانی کے خون ول پیتا ہوں وصیت کے بارے میں جو تو لے کہا اسکا یہ جواب ہے کہ یہاں کوئی دوست ہے کہ جس سے وصیت کروں اور مجھ کو وصیت ہی کیا کرنا ہے اور جو کچھ مجھ کو کہنا ہے میں اپنے خدا سے کہہ دیتا ہوں دوسرے تم سب بھی سن لو کہ اگر میرا بھائی عمر و عیار اس طرف میری تلاش میں آجائے تو اسکو میرے مقام قتل سے آگاہ کرنا اور یہ کہ دنیا کہ اس مقام پر ہم نے حمزہ کو قتل کیا تھا یہاں پر اسکا خون کرا تھا اور جہاں پر میری لاش کو پھینکنا اسکا اوسکو تپہ دنیا تاکہ وہ سورہ فاتحہ سے میری روح کو پڑھ کر شاد کرے اور کہ دنیا کہ تھا را بھائی حمزہ تم سے یہ خوش رکھتا ہے کہ کبھی کبھی ای بھائی میرے فرار پر جو کہ یہاں بنا ہے فاتحہ پڑھ جایا کر ناگو یہ یقین مجھ کو ضرور ہے کہ فرار کمان ممکن ہو گا میرا تن طعمہ زراغ و رغن ہو گا خیر وہی مقام بجائے فرار کے تصور کیا جائیگا کہ جہاں پر لاش پھینک دی جائیگی اسی مقام پر فاتحہ پڑھ دیا کریں جب ادھر آئیں یہی اولے کہنا کا یہ خواجہ میں اس مقام پر بیگناہ و بڑی بس ہو کر قتل ہوا ہوں عالم تنہائی اور مقام غربت تھا کہ ہمد تھا نہ ہم شرب تھا مجھ کو کہ قفن ملانہ غسل نصیب ہوا ای بھائی ہم تو جانتے تھے کہ تم سب ملکر غر عدم کریگے راہ میں خوب راحت سے بسر کریگے مگر منشی تقدیر نے بروز ازل ہی ہماری

تقدیر میں سختیر کیا تھا کہ اس مقام پر قتل کیے جائیں کہ جہاں نہ کوئی دوست ہو نہ ہم نہ ہم شریک
 ہو سواے تشنگان خون اور خواستگاران جان کے نہ کوئی رونسے والا ہو نہ پیشے والا ہو عالم
 غربت ہو اور کیسی ہو جس کے اس قدر سردار اور عزیز ہوں وہ یوں قتل ہو کہ کوئی وقت مرگ بالین پر
 نہ ہو کوئی پانی کا قطرہ دینے والا عالم مزرع میں سر زانو پر رکھنے والا بھی نہ ہو ہم یہ خیال کرتے تھے
 کہ جب ہم اس دار دنیا سے طرف دار بقا کے سفر کرینگے تو اول منزل تک ہم کو ہمارے دوست
 و آشنا پہونچا آینگے دوش بدوش اولاد ہماری سر پر نہ میت کے ہمراہ ہوگی یہ خبر تھی کہ یوں
 تن طعمہ زاع و زغن ہوگا اس فلک ناہنجار کے ہاتھوں بڑے بڑے شاہان جلیل ایسے ذلیل
 ہو کر قتل کیے گئے کہ جنکے نام اس وقت تک صفحہ روزگار پر باقی ہیں مگر اس آسایہ فلک نے اونکو
 مثل وادہ گندم کے الیسا پیسا اور الیسا برباد کیا کہ اونکے نشان لحد تک نہیں معلوم ہوتے ہیں ای
 بھائی میں کیا ہوں اور کیا حقیقت رکھتا ہوں جب مرلین و بنی اس فلک تفرقہ پرداز کے
 ہاتھوں مبتلا می بلارے تو میں کیا چیر ہوں اونھوں نے کیسے کیسے ظلم و ستم اعدائے دین کے
 گوارا کیے مگر سواے صبر و شکر کے دوسرا کلمہ زبان پر نہ لائے پس تم سب بھی شکر کرنا اور عنان
 صبر و رضا کو ہاتھ سے نہ دینا یہ خیال کر لینا کہ ایک عبد ذلیل رب جلیل تھا وہ ہم سب سے جدا
 ہو گیا زیادہ تر آہ و زاری و بقراری سے کچھ فائدہ نہ ہو گا صابرون کا بڑا مرتبہ ہے خداوند کریم صبر
 کرنے والوں سے بہت خوش ہوتا ہے میں کیا تھا ایک تم سب کا خدائی تھا خیر جدا ہو گیا کبھی جو سے
 سے بھی یاد کر لیا کرنا اگر اتنا خیال ہے کہ ان کا قرآن دین و مذہب سے میرے خون ناحق کا معلوم
 ضرور کرنا اگر کچھ بھی غلط ہے چلے آئندہ تم کو اختیار ہو بندہ ہر طرح مجبور و ناچار ہوں میرے دل میں جو کچھ
 خیال اور امر تھے وہ سب خاک میں مل گئے اور اوسکے خلاف ظہور میں آیا واقعی یہ امر ہے کہ جو
 انسان چاہتا ہے وہ کبھی نہیں ہوتا ہے جو فلک چاہتا ہے وہ ہوتا ہے یا جو مقدر میں لکھا ہوتا ہے وہ ہوتا ہے
 اسی مضمون کو کسی شاعر نے ایک شعر میں ادا کیا ہے شعر من در چہ خیالیم فلک در چہ خیال ۛ کار
 کہ خدا کند فلک را چہ مجال ۛ یہ شعر صاحب قرآن نے پڑھ کر سراوٹھایا ایک مرتبہ چاروں طرف دیکھ کر
 فلک کی طرف دیکھا اس مقام پر سب کو اپنا خون کا پیاسا پایا یہ ملاحظہ فرما کے دل کی طرف خطاب
 کر کے فرمایا کہ کیوں او دن تو یہ کس سے تقریر کر رہا ہے کون سننے والا ہے کون ہمیت پر عمل کر رہا ہے

کون تیرے دوست صادق محب واثق برادر سجان برابر خواجہ عمر کو تیرا پیام دینے والا ہو
 سب یہاں خون کے پیاسے ہیں یہ تیری کیا حرکت تھی تو نے جو سامان قتل موجود دیکھا تو
 مجھ کو پہچان کر دیا پس اس قدر خوف زیا نہیں ہوا ہے آپ میں آبا لینی تقریر زبان پر
 نہ آئے یہ فرما کے فرمایا کہ اے صبا تو یہ سب پیام میرا خواجہ عمر کو پہنچا دینا کہ اے بھائی وقت گزرتا
 حشر کو متھارا انتظار تھا اور آنکھیں ڈھونڈ رہی تھیں یہ خیال تھا کہ افسوس اس وقت کوئی نہیں ہے
 کہ جو یہ سب حال خواجہ سے بیان کرے اور جا کر میرے مرنے اور قتل ہونے کی خبر دے تاکہ
 وہ آکر مجھ کو غسل و کفن تو دین اس امر سے تو محروم نہ رہوں اے بھائی میں مرنے سے تو ڈرتا نہیں
 ہوں نہ اس وقت میں مجھ کو کسی قسم کا خوف نہ ہو موت سے بلکہ میں موت کو حیات ابدی اور حیات
 کو موت خیال کرتا ہوں کیونکہ اس سے کسی کو چارہ نہیں ہے ضرور ایک نہ ایک دن آئگی جو پیدا ہوا ہے
 وہ ناپید ضرور ہو گا اس سے ڈرنا کیسا جو ہزار برس زندہ رہیگا وہ بھی ایک دن نہ رہیگا جوتا بہت
 آب حیات پیکر زندہ رہیگا وہ بھی بروز قیامت ذالغہ موت سے آشنا ہو گا پس صبا یہ امر ہو
 تو موت سے کیا ڈر رہی مثل مشہور ہے کہ جب قدر چراغ میں روغن ہوتا ہے اور سیف زحمتا ہے جب روغن
 ہی نہ ہو گا تو کیونکر جلیگا ہاں خیال اس امر کا ہے کہ ایسے مقام پر موت آئے کہ جہاں سوائے شہن
 جان و ایمان کے کوئی دوسرا نہیں ہے کہ جو کلمہ پڑھائے عقائد دین سے اگر ہر کون تو آگاہ کرے غسل
 و کفن دے پس اس کو تم کہا کرو اور میں کیا کروں جو تقدیر میں تھا وہ پیش آیا میں اس وقت میں بھی
 ممکن نہیں بھولا تم کو چاروں طرف تلاش کرتا تھا اور آنکھیں ڈھونڈ رہی تھیں تم بھی بھائی مجھ کو
 نہ بھولنا اے صبا یہ تو میرا پیام دینا کہ اے بھائی تمہارے دیدار کی حسرت تھی کہ میں یقین کرتا ہوں کہ بعد
 مرگ بھی میری آنکھیں کھلی رہیں گی میری یہ آرزو و خواہش ادن لوگوں سے ہے کہ جب مجھ کو دفن
 کریں تو ایک روز قبر میں رہنے دین تاکہ جب تم قبر پر آؤ تو میں تم کو دیکھ لوں ایک شعر بوجہ
 اس مضمون کے مجھ کو یاد آیا کسی شاعر کا شعر ہے قبر میں روزن میری رکھنا ضرور ہے مگر کیا ہوں حسرت
 دیدار میں یہ شعر پڑھ کر صابقران نے صبا کی طرف خطاب کر کے فرمایا کہ تو ہی میری پیاسہ بردار
 اور میرا پیام تو پہنچا دے کیونکہ تیرا گدز ہر مقام پر ہے تو ہر جگہ جاتی ہے لہذا اے صبا سوے دلا دلا
 لیجا تو یہ غمزدن کا پیغام ہے تجھ سے جب سے ہوئی جدائی نہ بڑا دیوانے ہے میرے آفت آئی ہے

آوارہ ہوتی رہی جستجو میں ہر گشتہ ہوتی رہی آرزو میں تو یہ پیام پہنچا دینا راوی بیان کرتا کہ
 کہ یہ کلمات صاحب جفران نے بسبب خوف یا ڈر کے زبان پر نہیں جاری فرمائے بلکہ بطور
 عکاس دل کے نکالنے کے بیان فرمائے صاحب جفران پر کیا بھڑکے بڑے بڑے بنی اور جعفران
 نے ہنگام نزول بلا ایسے کلمہ فرمائے ہیں نہ یہ کہ موت سے خوف کر کے فرمائے ہوں یہ آخر تھا
 جب صاحب جفران یہ کلمہ فرمایا کہ کیا ایک جلاوٹ نے حمزہ سے فرمایا کہ اے حمزہ یہ تو کس سے
 کہہ رہا ہے کہ یہ پیام دنیا بیان کون ایسا تیرا دوست ہے جو یہ تیرا پیام عمرو کو دیکھا بلکہ عمرو بھی
 اگر بیان ایسا تو وہ بھی قتل کیا جائیگا ہم سب اس کے ہی خون کے پیاسے ہیں اور اس کے تم سے
 زیادہ قاتل ہیں تم سے تو اس قدر قریب بھی کی اگر اس کو دیکھو یا میں تو فوراً ٹکڑے ٹکڑے
 کر دالین یہ پیام دنیا کیا اس کو اس قدر بھی تو مہلت دین کہ وہ بیان کی خاک اوٹھا کر سونگے
 کے یا سانس لے سکے وہ کیا فاختہ بیگنا اور کیا تمھاری قبر کا نشان بنائے گا ہم تو یہ آرزو
 رکھتے ہیں اور امید کہ کسی طرح سے تو عمرو بیان آجائے کہ ہم اس کو بھی قتل کر دالین تم بیکار ایسے
 کلمہ بیان کرتے ہو بیان کوئی رحم تمھارے حال پر نہ کھائیگا تم کو بھی کیسے وقت میں رحم آیا یا تم نے
 بھی رحم کھایا جو بیان کوئی رحم کھائے یہ تقریر اس کی سننے صاحب جفران نے فرمایا کہ خاک
 تیرے منہ پر جو تو یہ کلمہ خواجہ کی نسبت کہتا ہے اس کو کون قتل کر سکتا ہے ہاں اگر مثل میرے انکی
 بھی قضا اس مقام پر اور تم لوگوں کے ہاتھوں سے ہو تو کیا چارہ ہو ورنہ وہ جس وقت یہ فرمایا
 کہ حمزہ فلاں مقام پر بیگناہ قتل کیا گیا فوراً مثل تیرے یا اے مظلومان کے یہاں آکر پوچھیں گے
 اور تم سب کو میرے خون ناحق کے معاوضہ میں قتل کر نیگے دیکھ لینا کہ اس مقام کو دیران اور تباہ
 نہ کر دین اور ایک ایک کو چن چن کے نہ قتل کریں تو اپنا نام عمرو نہ رکھیں جلاوٹ نے جواب دیا کہ جب
 اس کو اس کی مہلت بھی ملے تب وہ ایسا کرے صاحب جفران نے فرمایا کہ اونا لائق بیکار کی بک بک
 کر کے و باغ نہ پریشان کر اپنے کام میں مصروف ہوا جلاوٹ کچھ جواب دیا چاہتا تھا کہ دوسرا حکم ہو چنا
 اب اسے قصہ کیا کہ آنکھوں پر پٹی باندھوں کہ صاحب جفران نے فرمایا کہ کوئی پٹی باندھنے کی ضرورت
 نہیں ہے جو نامزد ہوتے ہیں ان کی آنکھوں پر پٹی باندھی جاتی ہے مگر کبھی اپنی آنکھوں پر پٹی نہیں
 باندھتے ہیں تو مجھے اسی طرح سے قتل کر دے جو صاحب جفران نے فرمایا اور نہ بگاڑ تیرا اس کی طرف دیکھا

وہ درگاہ اور پیچھے ہٹ گیا باوصفیکہ صاحبقران مقتدر تھے او سپر او سکویہ خوف ہوا ایسا
 نہ ہو کہ حمزہ مجاہد پاک کرے اور کہا کہ اوقیدی تو پتی نہیں باندھنے دیتا نہ باندھنے دے میرا
 کیا نقصان ہے یہ کہ مکر تھا تھا کہ تیسرا حکم ہو چکا کہ او جلاو جلاو قتل کر اس سفید کو یہ حکم ہو چکا تھا کہ
 جلاو نے کوئے کا خط گردن پر دیا تیغ چور اسانیا سے لیا اب پترے بدلنے لگا اور اوزین لگا
 لگا کہ تیغ بار جو دار رکھتا ہوں بازو پر فوت ایک ضرب میں سرتن سے جدا کرتا ہوں مارو النامہ
 کام ہو زندہ کرنا خداوندون کا کام ہے وزرا سمجھو جو حکم ہو چکا کیونکہ یہ مرد جلیل القدر ہے اسکے خون
 کے دعویٰ بہت ہونگے پھر اگر اس وقت فرمایا گیا کہ زندہ کرو تو میرے زندہ کرنے سے زندہ
 نہ ہو گا شہر سلطنت سلطان کنڈس طعنہ بر جلاو صیت پڑ مرغ راوانہ بلا شہر طعنہ بر صبا و صیت
 وزرا سمجھ لیجئے پھر حکم دیجئے کہ میرا چادو نے چلا کر کہا کہ تو کون ہے جو ہکو نصیحت کرتا ہے جو ہم حکم
 دیجئے میں او سپر عمل کر جب قدرم جلدی کرتے ہیں اسی قدر تو بیکار کی تقریر کر کے دیر کرتا ہے جا
 قتل کر اگر دعویٰ خون کے بہت ہیں تو ہوا کرین جسکو دعویٰ ہو وہ ہم سے اگر خون کا دعویٰ
 کریگا ہم او سکو جواب دے لین گے تجھ سے کیا غرض تو تو ہمارے حکم سے قتل کرتا ہے جو میرا چادو
 نے کہا جلاو تیرا دل لکرتیہ چمکا کر طرف صاحبقران کے دیکھا جب صاحبقران نے ملاحظہ
 فرمایا کہ اب وقت مرگ قریب پہنچ گیا دل کو طرف خداوند کریم کے رجوع کیا اور بعد خشوع
 و خضوع بدرگاہ باری تعالیٰ میں یون دعا فرمائے لگے اور سب کار ساز وادی خالق بے نیاز تو
 سبب الاسباب ہے تو اپنی قدرت کاملہ سے کوئی ایسی صورت پیدا کر کہ میں پتہ جاؤں اگر میری
 موت نہ آئی ہو اگر موت آئی ہو تو پھر شوق سے میں قتل ہوئے پر راضی ہوں تیرے حکم کے
 خلاف نہیں کر سکتا ہوں تو میرا مالک ہے اور مختار ہے یہ بھی میں نے صرف اس سبب سے
 میری درگاہ میں عرض کیا کہ نہ یہاں کوئی میرا دوست ہے نہ مدد ہے جو میری وقت نزع ملک کر لیا
 کہ تجھ ایسا مددگار اور معین ہو جو وہی مگر یہ عالم اسباب ہے ہر ایک کو اس امر کی خواہش ہوتی ہے کہ
 ہمارے عزیز وقت مرگ ہمارے قریب ہوں لاش پر گریہ وزاری کرین ہم ادنیٰ و کبھی لین اور
 وہ ہکو دیکھ لین پھر کہاں اون سے ملاقات ہوگی سوائے روز قیامت کے دہان ایک کو دہا
 نہ پیا نے گا یہ سبب ہے جو میں تجھ سے ایسی دعا کرتا ہوں دوسرے یہ سبب ہے کہ اگر یہاں

قتل ہوا تو نہ کوئی غسل دیکھا نہ کفن نہ کچھ نصیب ہوئی اور ٹھاکے سے لاش کو پھلکدین سے
 بہن اور نہ ہاتھ جو تیری راہ میں جہاد کرتے تھے اور کافروں کو قتل کرتے تھے طعمہ زلف و زعفران
 ہونے کی تیسری بھی تو نہ ہر دن کافر باقی ہیں اور انکو تعلقین بدین اسلام کرنا ہو اور میں تو تیرے
 دین و مذہب اور تیری طرف ان سبکو رجوع کرنے کی عرض سے اور تعلیم کرنے کے مطلب سے
 دین اسلام کی روانہ دینے کی ضرورت سے اور آیا تھا کون سا ایسا قصور و گناہ اس عبد پر ناہ
 و رو سیاہ کے سر زد ہوا جو یہ میری حالت ہوئی اور میں اس ثواب عظیم و اجر جزیل سے محروم کیا
 جاتا ہوں اور کریم تو نے ہر ایک کی وقت سخت میں ملک و زمانی حضرت یونس کو بلبل ماہی سے امان
 دی حضرت خلیل کو کہ جنکے خاندان سے ہوں آتش مزدی سے پناہ عنایت و زمانی اور آگ کو اونکے
 اوپر گلزار فرمایا ہرنی کی اپنے مدد کی نوح کو طوفان سے نجات دی اسی طور سے اگر تیری شہادت
 میں ہوا اور میری زندگی ہو چکو بھی نجات دے یہ فرما کے یون دعا کرنے لگے کہ تو ایسا کریم ہو
 کہ تیرے سامنے دوست و دشمن سب برابر ہیں سبکو رزق مرحمت فرماتا ہو اور سبکی حفاظت
 کرتا ہو رباعی ای کریم کہ از خزانہ غیب پو گبر و نسیا و طیفہ خرداری پو دوستان را کجا کنی محروم
 تو کہ با دشمنان نظرداری بہ اد کے بعد صاحبقران یون دعا کرنے لگے کہ سگر و سنار و کاریت
 من جبریل کو ایچھے تھیں بتایو پو میں سو برس بنی جی سے پٹے ناہر یہ سلمان کو چھو پو جب تیرے ہی اوکھچہ
 کی مقرر میں جلا پو نہ ای سنگ الہ من منشی کروں میری بار کیوں دیر لگا پو پو بلرباب بلا صا دہ ام
 یا مصطفیٰ دوستے یہ بحر غم گرفتارم علی مرتضیٰ دوستے یہ زحلات شب مجراج و انستم بد الہی یہ چرا دتہ
 نہ گیری یا علی بہر خدا دوستی یا یہ رباعی و روز بان فرما کے دعا جو کی چونکہ وقت اجابت دعا قریب
 پہنچ چکا تھا صاحبقران پر شہادید بھی سب ہو چکے تھے اور صاحبقران نے اسی عالم دعا
 میں اسلام سے توبہ بھی کی کہ اب کبھی ایسی خطا نہ ہوگی کہ میں ترک جہاد کروں اور فیکری کا
 خیال کروں اگر اس خطا کے عیوض میں یہ سزا ملتی ہو تو وہ مجھ سے عالم بدو اسی میں سرزد ہوئی
 تھی کہ میں نے ایسا قصد کیا ورنہ میں کبھی نہ کرنا اون تصویروں نے کچھ ایسا اپنی طرفت محو کر لیا
 اور کچھ ایسی عمل تقریر کی کہ میرے دل میں ایسا خیال پیدا ہوا میں اسکی سزا پا چکا اب رحم کر
 چونکہ صاحبقران نے توبہ بھی فرمائی اور رلمان دالتے وقت اجابت دعا پہنچ چکا تھا تیرے

و عابدت اجابت پر پوچھا اور نشانہ لگا ہوا تھا اور ہر تو صاحبقران نے دعا فرمائی اور وہ جلاو
نے قصہ کیا کہ تیغ ماروں کہ سترن سے جدا ہو جائے کہ ایک ایک آواز مہیب و مہبت ناک آئی
کہ او جلاو نے بنیاد ستم ایجاد غضب کرتا ہی دست خود را نگہدار ابھی حمزہ کو قتل نہ کرنا جب تک
مین نہ آوں اگر تم نے قتل کر ڈالا تو یاد رکھو کہ اس وقت تم سب پر خداوند سامری و قہر شیدا پنا
عذاب نازل کر نیگے ایسی مہیب صدا آئی کہ تمام صحرا کانپ گیا اور سب اہل مجمع بھی ڈر گئے سب
اوسط طرف دیکھنے لگے کہ جدھر سے وہ صدا آئی تھی جلاو کا تو یہ حال ہوا کہ وہ تو کانپ کر گر پڑا
تیغ اوسکے ہاتھ سے چھوٹ پڑا تمام اہل مجمع مین تہلکہ پڑ گیا پلٹ کر دیکھا کہ بھاگو بھاگو یہ کیسی صدا
آئی کہ جسکے سنتے ہی دل اہل گئے کلیجے کانپ گئے منیر نے جو یہ سنا اور اہل مجمع مین تہلکہ دیکھا
اور جلاو کی یہ حالت دیکھی پوچھا کہ یہ کیا ہوا کو تو اہل نے بڑھ کر عرض کیا کہ جب جلاو تیغ لیکر بظہر کشا
پوچھا اور قصد کیا کہ ہاتھ لگائے کہ ایک طرف سے صدا آئی کہ تمام صحرا لرز گیا ہر ایک انسان کا ہنہ
بند کا پنے لگا جلاو کی یہ حالت ہوئی منیر جاو و لے گیا کہ وہ صدا کیسی تھی اور کس کی تھی اور کہہ
سے آئی تھی کو تو اہل نے عرض کیا کہ صحرا سے آئی تھی سب اوسی طرف دیکھ رہے ہیں جدھر سے
صدا آئی تھی یہ شکے منیر نے جو دیکھا تو سب اہل مجمع ایک طرف کو دیکھ رہے ہیں یہ بھی اوسی طرف
دیکھنے لگا اور وہ صاحبقران نے جو وہ صدا سنی اور جلاو کی یہ حالت دیکھی حیران ہوئے کہ یہ کیا
واقعہ ہوا کیا سیرا بھائی خواجہ کمرو میری خبر پا کر آگیا جو جلاویوں گراؤ سے اگر کوئی تدبیر کی صاحبقران
اور او دھو دھو دیکھنے لگے کہ ایک ایک سب اہل مجمع اور صاحبقران و منیر جاو و وغیرہ کی نگاہ پڑی دیکھا
کہ ایک شخص کہ جسکے پانچ سر ہیں چلے سر تو چھوٹے چھوٹے ہیں اور او دھو اور ایک بہت بڑا
آہیکے رو بروی اور بہت بڑا قدی ہر روتن میرین ہر سرین چار آنکھیں ہیں اور دونائیں بڑے
بڑے دانت منہ سے باہر نکلے ہوئے سیاہ رنگ مثل قیر کے آنکھوں سے اور ہر ہن مو سے شعلہ
نکلے ہوئے کچھ عجیب رنگ کی پوشاک پہنے ہوئے ہر گھڑی بہ گھڑی وہ رنگ بدل رہی ہو بالائے
مین ہوا زمین پر چلا آئی اور یہی کہتا ہوا چلا آتا ہی کہ او منیر جاو و خبردار ابھی حمزہ کو قتل نہ کرنا جب تک
نہ آوں اگر بدون میرے آئے ہوئے قتل کر لیا تو یاد رکھو کہ خداوند اس وقت ایسا عذاب نازل کر نیگے
کہ تم سب کے سب ابھی خاک سیاہ ہو جاؤ گے اس طبقہ کو غرق کر دینگے بن فرستادہ خدا

ساقری و جمشید ہون و نشہ قدرت ہون و نشہ عذاب میرانام ہون کچھ پیام لیکر آیا ہون پہلے عاثر
 کا پیام سن کر پھر حکم قتل و نیا راوی بیان کرتا ہے کہ وہ شکل عجیب و صورت عجیب جو ادن سب سے بھی
 اور یہ تقریر سنی جس کے دم لٹل گئے اور جو اس جانتے رہے کہ یہ کون ہے خداوند سامری و جمشید یا پیش آنے تک
 ہم نے اس شکل کا انسان نہیں دیکھا گولا گھون آدمی جمع تھے مگر سب متزنبہ ہو گئے اور ہر ایک فرط
 خوف سے پوشیدہ ہونے لگا کہ ایسا ہونو کہ ہم سب کو ہلاک کرے کیونکہ یہ بھی کہا تھا کہ اگر نہ مانو گے تو ہم
 تم سب کو ابھی کھا جاؤ گا ایک کو زندہ چھوڑو گا کیونکہ خداوند دن کا حکم ہے کہ اگر تمہارے کئے پر عمل نہ کریں
 تو تمہاری وقت جہنم و ہان جمع ہو سب کو کھا جانا عند دل حکمی کی سزا و نیا یہ خوف طاری ہوا تو سب
 سب مقام امن تلاش کرنے لگے کوئی درخت کے پتوں میں پوشیدہ ہو گیا کوئی غار میں پوشیدہ
 ہو گیا کوئی جا کر امن صحرائی میں پناہ ہوا ہزاروں گر پڑے اور یا پال ہوئے گو چلے گئے مگر کچھ کام نہ
 ٹوٹ گیا کسی کا سر زخمی ہو گیا کسی کا پاؤں ٹوٹ گیا یہ عالم ہوا ایسی اوس عجیب شکل
 انسان کو دیکھ کر ہل چل پڑی کہ تمام مجمع نہ وبالا ہو گیا کسی کو کسی کی خبر نہ تھی یا پال کیے ڈالتے تھے
 بہت سے لوگ اپنی جان بچا کر یہ کہتے ہوئے طرف درند کے بھاگے کہ کون یہاں ٹھہرے اور
 اپنی جان دے ہم ایسے تماشے سے باز آئے اگر ہم یہ جانتے کہ یہ آفت برپا ہو گئی تو ہم کبھی نہ آتے
 جیسے آئے ویسی سزا بانی خیر بھاگ چلویہ با ہم تقریر کرتے ہوئے بھاگے ہزاروں تباہ و آوارہ ہو گئے
 بدحواسی میں راستہ بھول گئے جنگل میں سرگردان پھرنے لگے گرگ و شیر کے لہرے ہو گئے راوی بیان
 کرتا ہے کہ اہل مجمع کا تو یہ حال ہوا مینر جادو و جادو دیکھتا ہوا زبردست اور حاکم در بند تھا مگر اس پر بھی
 سب شکل کو دیکھ کر کانپ گیا دانتوں کے نیچے لونگی دہائی کوتواں سے کہا کہ یوں بزرگوار
 ہیں تم نے دیکھا اوسے کہا کہ میرے رو میں کھڑے ہوئے جاتے ہیں کیا بیٹے ہیں ہاتھوں اور چھل رہا
 ہے جو اس جاتے رہے ہیں دیکھئے خداوند سامری کیا رنگ دکھاتے ہیں اور کیا پیش آتا ہے مینر نے کوتواں
 سے کہا کہ تم نے سنا کہ وہ کیا دہاتے ہوئے آتے ہیں اور کیا کہتے ہوئے آتے ہیں کہ طیسہ کش کو
 ابھی قتل کرنا بیشک میں آؤں مینر جادو کو کچھ پیام خداوندوں نے دیا ہے پہلے وہ سن کر تب قتل کرے میں
 فرستادہ خداوند ہون معلوم ہوتا ہے کہ کسی زشتہ کو خداوندوں نے میرے پاس کس مشیت سے
 روانہ فرمایا ہے کچھ بیاض بھابے میرا ہوتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ خداوند مجھ سے بہت خوش ہیں

کو تو اس کے عرض کیا کہ کیا بیان کروں میری تو عقل کچھ کام نہیں کرتی دیکھو کیا ظاہر ہوتا ہے یہاں تو
 ہر تیرے پورے تھی کہ وہ فرشتہ عذاب قریب چوتھے کے کہ جس پر صاحب زعفران کو براے قتل مہیا
 تھا اور سب سامان سیاست و قتل موجود تھا ہوا پر سے زمین پر آیا حمزہ صاحب زعفران کی طرف
 دیکھ کر کہا کہ او حمزہ مزاح تو اچھا ہی تو اپنے کو کس حالت میں پاتا ہے یہ اسکی سزا ہے کہ جو تو خداوند
 سامری و جشمید کو برا کہتا ہے خداوند نے تو تجھ کو ہر قوت و صاحب زور و طاقت و صاحب
 لیاقت خلق فرمایا اور ایسی شجاعت و طاقت مرحمت فرمائی اپنی قدرت سے کہ تو کسی سے زیر
 نہ ہو سکے سب پر غلبہ حاصل کرے اور سب پر غالب ہو رہے اور اسقدر حشمت و شوکت مرحمت
 فرمائی کہ شاہان جلیل کو بھی نہ نصیب تھی او سپر تو خداوند نے سے محروم ہو گیا اور نکو برا بھلا کہنے
 اور ان کے بندوں کو قتل کرنے لگا اور سپر بھی خداوند کو غصہ نہ آیا اگر اور باتوں کی شکایت بھی کی
 تو فرمایا کہ تم کیا جانو میں نے انکو ہر قوت پیدا کیا ہے اور جعفر اس کے خاندان میں ہونے کے سبب
 صاحب قوت ہونے کے چونکہ میں نے ان لوگوں کی عمریں طویل بنائیں ہیں بہرین سبب ہیں انکو ہلاک
 نہیں کر سکتا ہوں یہ سخر ہو گئے خداوند کی بندگی کر لے لگے ہمارے ہوش کر گئے خیر کیا ہوتا ہے
 کبھی تو خیال ہو گا اگر ہو گا تو ایک مرتبہ سبکو ہلاک کر دوں گا میں اول اپنے بند و نکو ان لوگوں کے
 ہاتھ سے ہلاک کرانا ہوں جو کہ کسی زمانہ میں مجھ سے سخر ہو جائیں گے اور دوسروں کی بندگی کرنے
 لگیں گے اس سے بہتر یہ جانتا ہوں کہ یہ ہلاک ہو جائیں یہ کھراؤ نکو مال دیا اور کسی قسم کا تم سے
 اور تمہاری اولاد سے مخلوق نہیں کیا اور اسی طور سے شان و شوکت کی ترقی فرماتے رہے اور
 ابھی تک خداوند کو تمہارا اسی طرح سے خیال ہے اور وہی ادنیٰ عنایت و مہربانی کا حال
 ہے جو سابق میں تھا اور تم ایسے سخر ہو گئے ہو کہ اذ نکو برا کہتے ہو اور گالیوں دیتے ہو اور ان کے
 خاص بند و نکو قتل کرتے ہو پس اپنی اس حرکت سے باز آؤ اور خداوند نکو مانو در نہ یاد رکھو کہ
 جب خداوند نے کو غصہ آجایا تھا تو تم سبکو خاک سیاہ کر دی گئے ایک کو زندہ چھوڑینگے اور تم
 سب پر اپنا عذاب سخت نازل کرینگے بہتر یہ ہو گا کہ انکی اطاعت کرو اور بندگی آمیزہ نکو اختیار
 ہو سمجھا دینا ہمارا کام یہ ہے جو صاحب زعفران سے کہ صاحب زعفران نے ہم کو فرمایا کہ او نالایق بچہ شیطان
 کیا کہتا ہے کیا کہوں کہ قید ہوں میں تو تجھ کو اسکا مرہ بتاتا اور سزا دیتا او نالایق تو کیا کہتا ہے اور وہ

سامری و جیشید کیا گیدی ہیں وہ بھی بچہ شیطان علیہ لعن تھے کہ اوٹھون نے ایک عالم کو گمراہ کر رکھا تھا اور ابھی تک اونکے سحر کی یہ تاثیر ہے کہ لوگ گمراہ ہیں وہ ساحر تھے تو بھی کوئی ساحر ہو چیکو بھکانے کو آیا ہو میں کب تیرے فریب میں آتا ہوں اور کب بھکتا ہوں تو کسی اور کو جا کر بھکا جو تیرے بھکانے میں آجائے اور لطفہ البیس دور ہو میرے سامنے سے یہ جو صاحبقران نے فرمایا اور اسکو دانا وہ فرشتہ قدرت یہ کہہ کر معلوم ہوا کہ تیری قضا ہی آئی ہو جو تو ایسی تقریر کرتا سیخیر میں جاتا ہوں سینر جادو اسکے پاس صاحبقران سے یہ کہہ کر جلاوٹے کہا کہ جب تک میں حکم نمودن اور سوقت تک قتل نہ کرتا میں اسکو اپنے ہمراہ اسی حالت سے خداوندوں کے پاس لے جاؤنگا کیونکہ اوٹھون نے طلب فرمایا ہو اونکا یہ حکم ہو کہ میں ان لوگوں کی روح پر عذاب نہیں نازل کرونگا بلکہ انکے جسموں پر عذاب نازل کرونگا اور دوزخ میں داخل کرونگا تاکہ انکے جسم دنیا پر باقی زمین کہ اوٹھونکے سبب سے میرا عذاب زمین پر نازل ہو مان اگر لوگ میری بندگی کریں تو خیر کیا مضائقہ ہو میں زندہ رہنے دوں اور اس جلاوٹے ہاتھ جوڑ کر اور کانپ کر لیا کہ بہت خوب جو حکم فرمایا ہو اسکے خلاف ہرگز نہ ہوگا میری کیا مجال جو میں خلاف حکم کر سکوں اور میری کیا طاقت یہ سنکے وہ فرشتہ قدرت طرف سینر جادو کے متوجہ ہوا کہ اوٹھونکے پاس جا کر کلام کروں راوی بیان کرتا ہے کہ جب یہ فرشتہ قدرت زمین پر آیا تھا اور سینر جادو نے دیکھا تھا کہ حمزہ سے باتیں کر رہا ہو سینر جادو بھی اپنے مقام سے اٹھ کر بقصد استقبال چلا تھا کو تو ال کو ہمراہ لیکر یہ کہہ کر جا کر ان مرد بزرگ کو لاؤں عزت و آبرو سے بٹھاؤں سنون کر کیا بیان دینا تھے ہیں اور کیا پیام لائے ہیں یہ کہتا ہوا چلا تھا اور وہ اہل جمع بھی سنکے سب تھم گئے تھے اب وہ فرد و تنہا نہ تھا جو کہ قبل میں انکی صورت دیکھ کر پیدا ہوا تھا جو لوگ بھاگ گئے وہ بھاگ گئے جو پوشیدہ ہو گئے وہ پوشیدہ ہو گئے جو اس تلاطم میں کچل کر مر گئے وہ مر گئے اب جو اوٹھون نے دیکھا کہ وہ شخص حمزہ سے باتیں کر رہا ہو اور جلاوٹے سے کسی کو اذیت نہیں دی نہ کسی سے بولا بلکہ سینر جادو کی طرف جاتا ہو سب کو اطمینان ہوا اب سب کھڑے ہو گئے اور دیکھے لگے کہ دیکھیں یہ کیا واقعہ ہو اور کیا سانحہ ہو اور یہ کون شخص ہے یہ تماشہ بھی لائق دید ہے اب جو وہ تلاطم برطرف ہوا

اور وہ تہلکہ موقوف ہوا اب سبکے حواس درست ہوئے اور سب نے دیکھا کہ ہزار دن کا ویس ہوئے پڑے ہیں یہ جو دیکھا سب کے سب حیران ہوئے کہ انکو کن لوگوں نے قتل کیا اور یہ کیونکر ملا کہ ہوئے باہم باتیں ہونے لگیں کہ یہ لوگ معلوم ہوتا ہے کہ پاپال ہو گئے اتو جو جبکا عزیز تھا وہ اسکی لاش کو لیکر روتا پٹیا طرف شہر کے روانہ ہوا کیونکہ ہر ایک کو اس امر کا یقین ہو گیا کہ جب وہ ملے ہوا تھا اور سب بھاگے تھے اسوقت یہ لوگ پاپال ہوئے اور کھل کر مر گئے اگر کسی نے جان کر ہلاک کیا ہو تو دعویٰ کیا جائے یہ تو اچانک ایک امر واقع ہوا ہی اسمین کیا دعویٰ وغیرہ کیا جا سکے پس وہ لوگ تو اپنے عزیزوں و بیگانوں کی لاشیں لیکر طرف شہر کے چلے گئے مینر جادو کو بھی اس امر کی خبر ہوئی اسنے یہ خبر سنے کہا کہ جو امر کہ اتفاقہ واقع ہوا ہو اسکا کیا تدارک کیا جائے ان لوگوں کی اسی طور سے آئی تھی اور حسب فرشتہ قدرت حمزہ دجلد سے کلام کر کے مینر جادو کی طرف متوجہ ہوئے تھے تو دیکھا مینر جادو میری طرف چند ساحروں سے چلا آتا ہے یہ چند قدم اسکی طرف چلے تھے کہ مینر جادو قریب پہنچ گیا بہت جھک کر سلام کیا ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ تیرے لے چلیے اپنے نور قدم سے میرے کاشانہ کو نور فرمائیے اور انھوں نے جواب دیا کہ میں خود تمھارا پاس بھیجا ہوا خداوندوں کا آیا ہوں یہ کہ مینر جادو کے ہمراہ اس خیمہ میں آئے کہ جہاں مینر جادو بیٹھا ہوا تھا مینر جادو نے بڑی عزت و آبرو سے مسند پر بٹھایا آپ سائے ہاتھ جوڑ کے بیٹھا کو تو ال بھی مواد بکھرا ہوا اب مینر جادو نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ آپ کون صاحب ہیں اور کہاں سے تشریف لائے ہیں اور کس عرض سے انھوں نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ میں اور فرشتہ قدرت کا کہ تم نے آئے ہی ہم باؤا گاہ کر دیا تھا کہ ہم خداوندوں کے پاس سے آئے ہیں اور فرشتہ قدرت کا نام ہے خداوندوں نے تمھارے پاس ہمکو روانہ کیا ہے یہ سننا تھا کہ مینر جادو نے اوٹھ کر قدموں کو بوسہ دیا ہاتھ جوڑے انکھوں سے لگایا اور کہا کہ زہے نصیب میرے زہے مقدر میرے کہ آپ نے مجھ ایسے نا پیر و حقیر کو حکم خداوند سر فراز فرمایا مجھ کو از حد خوشی ہوئی کہ خداوندوں کو سیرا اسقدر خیال ہے اور اسقدر پاس ہے کہ آپ کو سیرا فرمایا میری یہ خوش قسمتی ہے کہ خداوندیوں میرا خیال رکھیں اور یوں پاس کریں کیا میں خوش نصیب ہوں یہ فرمائیے کہ خداوندوں کا مزاج کیسا ہے جواب دیا کہ بہت اچھا مزاج ہے ہمہ وقت عیش و عشرت میں

بسر ہوتی ہو گو بالائے آسمان نشر بیت فرما ہیں مگر اپنے بندوں کا ز حد خیال ہو اور ہر وقت
 دنیا کے حالات کی خبر دریافت کرتے رہتے ہیں جو واقعات بیان گذرے ہیں اونکی خبر اونکو
 ہو جاتی ہو وہ کسی امر سے غافل نہیں ہیں ہر وقت خیال رہتا ہو خصوصاً جو بندگان خاص میں اونکا
 تو اس قدر خیال ہو کہ کچھ بیان نہیں کیا جاتا ہو اون بندگان خاص میں تم بھی ہو اس وقت خداوند
 سامری و جمشید و نون بہشت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ بنی دم ہمیشہ خداوند صندوق معلق
 خداوند فرعون و خداوند زبرجہ شاہ لات اعلیٰ منات علی سب موجود تھے باہم دھما چوڑی
 ہو رہے تھے ہر ایک خوش ہو رہا تھا میں بھی حاضر تھا کہ خداوند لات اعلیٰ نے خداوند سامری
 سے فرمایا کہ کیوں خداوند اس وقت اہل دنیا کا کیا حال ہو اور دنیا پر کیا ہو رہا ہو خداوند سامری
 نے فرمایا کہ تم خود دریافت کر لو اور بخون نے جواب دیا کہ آپکی موجودگی میں میری یہ کیا وقت ہو
 کہ دنیا کی حالت دریافت کروں آپ دریافت فرمائیں وہ بھی دریافت فرمایا کہ انکے
 بندے کیا کر رہے ہیں اور جو اونکے دشمن ہیں وہ کہاں ہیں اور انکے بندوں سے اور انکے
 دشمنوں سے کیا برتاؤ ہو رہا ہو کسی مقام پر جنگ دیکھا تو نہیں ہو رہی ہے یہ کلام انکے سامری
 نے فرمایا کہ اگر یہی مرئی ہو میں ابھی دریافت کرتا ہوں یہ کہہ کر سر کو جھکا لیا تھوڑے عرصہ تک
 خاموش بیٹھے رہے یکایک سر اٹھا کر فرمایا کہ آگاہ ہو کہ اور سب مقام پر تو امن و امان ہو مگر
 آج کل شکر حمزہ کا جو کہ بندگان مابعد دولت کا دشمن ہو طلسم زعفران دار سلیمانی پر ہو کہ جہان کا
 بادشاہ شنکال بندہ خاص ہو حمزہ اس طلسم کو بھی فتح کرنے کو گیا ہو شکر بیرون طلسم اتر آیا
 ہو باؤ شاہ شکر حد بن قباہ کل لشکر کو لئے ہوئے مع کل سرداروں کے زیر کوہ بلور فوکش میں
 اخلاق فزون سے مقابلہ ہوا تھا بہت بڑا معرکہ پڑا انجام اوسکا یہ ہوا کہ اخلاق فزون نے طاعت
 کی اور اوسکے مددگاروں نے بھی پس لشکر تو بیرون طلسم ہو اور حمزہ اور اوسکا فرزند علم شاہ
 لشکرین نہیں ہو نہ عمرو عیار ہو حمزہ تو بڑے فتح طلسم گیا ہو اور اوسکا فرزند بھی اسی فکر میں لگا تھا
 اور عمرو و تاشش جہانگیر میں چلا تھا کہ اوسکو ایک ساحرہ جو کہ بھانجی ہو شنکال کی اوسنے اوسے
 اسیر کر لیا تھا اور اسیر کر کے طرف شنکال کے روانہ کیا تھا حمزہ کو وہ بیٹوں پر پہنچا تھا حکیم اسقلو
 نے جو کہ ایک رکن طلسم اور حکیم طلسم ہو حمزہ کی اطاعت کی اور حمزہ کو اپنا مہمان کیا اور حمزہ کو سب

۵۳۸

حالات طلمس سے آگاہ کیا اور کہا کہ کوہ بیستون کو برباد کر کے بادشاہ سابق کو برباد فرمائیے اور
 بیستون کو قتل فرمائیے تب آپ کو کل حالات معلوم ہونگے اور اسکی کوشش سے طلمس بھی
 فتح ہوگا لوح کی بھی حالت معلوم ہوگی مگر میرا ایک شاگرد ہوشیا طین نام اسکی بھی شرکت
 پر ضرور ہو وہ کیونکر شریک ہو کیونکہ وہ کافر ہو بھلا وہ کیونکر شرکت کر لگا اتفاق سے
 وہ ساحرہ جو کہ حکیم ملکہ حلان حور پیکر عمرو کو اسیر کیے ہوئے شنگال کے پاس بیٹے جاتی تھی
 حمزہ کی نگاہ اس پر پڑ گئی حمزہ نے اس ساحرہ کو قتل کر کے عمرو کو برباد کیا اسقلینوس نے
 حمزہ سے کہا کہ عمرو اگر کوشش کریں تو ہوشیا طین شریک ہو حمزہ نے عمرو سے کہا عمرو نے
 اقرار کیا اور حکیم شیا طین کو ان حالات کی خبر ہو گئی اسنے اثرم جادو کو روانہ کیا کہ عمرو
 کو پکڑ لاؤ چنانچہ اثرم اسوقت پہونچا کہ جبوقت عمرو اسے رفع حاجت باغین بارہ دری
 سے آیا تھا کہ اثرم کی نگاہ پڑ گئی پس اثرم نے عمرو کو پکڑ لیا اور لیکر چلا عمرو نے اثرم کے ساتھ
 عیاری کی اثرم کو قتل کیا اور اثرم کی صورت بنکر شیا طین کے پاس پہونچا شیا طین
 کو عیاری کر کے اسیر کیا حمزہ کے پاس لایا حمزہ نے اس سے دین اسلام کے قبول کرنے کو
 کہا تبکہ حمزہ کا مذہب ہوشیا طین نے ایک شرط کی کہ اگر آپ خداوند کوہ نشین کی خبر لائیں
 اور وہاں کی حالت بیان کریں تو میں آپکی شرکت کروں پس حمزہ نے عمرو عیار کو برباد
 خبر خداوند گنبد و کوہ نشین روانہ کیا عمرو نے جا کر اس پر عیاری کی اور اسکو اسیر کیا وہ میرا ایک
 بندہ تھا اسلم اسکا نام تھا وہ مجھ سے سخت ہو گیا تھا خود خدا فی کرنے لگا تھا پس میں نے اسکو
 عمرو کے ہاتھ سے ذلیل اور اسیر کر دیا پس حمزہ کے پاس لیکر چلا راہ میں خیال آیا کہ جو جاناگیر
 کو حکم حمزہ تلاش کرنے نکلا تھا کہ راہ میں یہ واقعہ گذرا اب تو تم چلے ہو جاناگیر کو بھی تلاش
 کر دینا چہ عمرو کو معلوم تھا کہ جاناگیر طلمس میں شنگال کے پاس قید ہو پس عمرو عیاری کر کے
 طلمس میں گیا اور شنگال کو دھوکا دیکر جاناگیر کو برباد کیا اسی عرصہ میں نامہ رموز جادو و برادر شیطانی
 کچھ کھلا شنگال کے پاس پہونچا اس میں رموز نے لکھا تھا کہ میں نے اور بھائی صاحب نے
 پیر حمزہ علم شاہ رومی کو اسیر کر لیا ہے اسکی بابت کیا حکم ہو تا ہے عمرو وہاں موجود تھا عیاری کر کے
 غلط قیہ میں پہونچا خلاصہ یہ کہ علم شاہ کو برباد کیا سب بادشاہوں کو جو کہ غلطی کی ملک کو

اسے اپنا مطیع کیا اور سب نے پس حمزہ کی اطاعت کی پس حمزہ اون سیکو لیکر طرف کوہ البز کے روانہ ہوا برائے مقابلہ البز کج کلاہ اور عمرو جہانگیر کو لیکر طرف لشکر اسلام کے اون سیکو لیکر اور لشکرین پونچا کر حمزہ کے پاس آیا حمزہ نے اسلام کو قتل کیا شہیا طہم نے اطاعت کی پس حمزہ نے جا کر بیٹھون کو قتل کیا اور بادشاہ سابق کو رہا کیا کوہ بیٹھون برباد ہوا خلاصہ یہ کہ حمزہ نے در بند سون و در بند اعظم کو فتح کیا سو سن جاو و نے حمزہ کی شہادت کی اور بہت سے ساکنان طہم و مشیران طہم و ملازمان شنگال بھی شہید ہوئے اور سیکو بلند آواز بادشاہ طہم نے اپنا لشکر طہم کیا لشکر کثیر حمزہ کے ہمراہ ہو گیا اور وہ علمشاہ پس حمزہ طرف کوہ البز کے چلا جاتا تھا شنگال نے خیر جادو و حاکم در بند منیر یہ کو لکھا کہ طہم کشا نے در بند سون و در بند اعظم کو فتح کر لیا اب تمھاری طرف آتا ہے لہذا بہت ہو شیار رہنا چنانچہ منیر جادو نے چند نام لکھے اور مددگار کو طلب کیا اس عرصہ میں منیر جادو نے عیاری و مکاری کر کے حمزہ کو اسیر کر لیا ہی حمزہ او کے پاس قید ہی منیر جادو نے برا احسان کیا سب ساکنان طہم اور ہمارے و تمھارے بندوں پر پس وہ اس وقت حمزہ کو قتل کر رہا ہی یہ وار بھایا ہی اس سے پہلے بہت تقریر کی اور بہت سمجھایا جب اس نے زمانا قتل کے لئے زیر و لب بھایا اب قتل ہونے کو ہی میرے بند خاص منیر جادو نے یہ بہت برا احسان کیا ہی میں اس سے بہت خوش ہوں اور بہت اوسکا شکر گذر ہوں بلکہ ایسا میں اس سے خوش ہوا ہوں اس کام سے کہ میں نے اس کی عمر زیادہ کر دی بلکہ جب وہ یہاں آئینگا تو اس کو ایک قصہ سشت میں دو لگا اور ہزار غلمان و دو ہزار حورین اس کی خدمت کے لئے مقرر کر دو لگا اس کا بہت بڑا مرتبہ کر دو لگا کہ سیکو رشک ہو گا اور دنیا پر بھی بڑی شان و شوکت عطا کر دو لگا کہ اہل دنیا کو بھی رشک ہو گا مگر اس وقت جبکہ حمزہ پر رحم آیا ہی فرشتہ قدرت تم اس وقت دنیا پر جادو و منیر جادو کو ہماری طرف سے دعا کرتا اور یہ خوشخبری دنیا کے میں تم سے بہت خوش ہوں اور میں نے تمھاری عمر زیادہ کر دی ہی ہزار ہر س تمھاری عمر بڑھا دی ہی اور بہت بڑا مرتبہ تم کو دو لگا اس امر کے معاوضہ میں اور عوض میں کہ جو تم نے حمزہ کو اسیر کیا ہی اور یہ کہا کہ ای منیر جادو آگاہ ہو کہ جس مقام پر یہ خدا پرست اور بندہ منور قتل ہوئے اور جہاں انکا خون گر لگا وہ مقام کبھی نہ آباد ہو گا

اور کبھی تو اس زمین پر دانہ اوگے گا اس سے بہتر اور انسب یہ ہو کہ میں اپنے فرشتہ قدرت کو
 روانہ کرتا ہوں یہ پہلے حمزہ کو پند و نصیحت کرے گا اگر حمزہ نے مان لیا اور منجھو سجدہ کیا تو خیر ورنہ
 تم حمزہ کو یہاں بھیجو میں اس کے جسم پر عذاب کروں گا اور اسکو اسی طور سے جہنم میں ڈال دوں گا
 اگر وہ میرے کہنے پر عمل نہ کرے گا روح پران لوگوں کے عذاب نہ کروں گا بلکہ جسم پر عذاب
 کروں گا اس سبب سے کہ انھوں نے دنیا کی زمین نہ گری اور ان کے جسم ناپاک سپرد زمین نہ ہوں
 اور زمین ان کے جسموں سے پاک رہے پس میں حکم خداوند سامری آیا ہوں لہذا حمزہ کو میرے
 حوالہ کرو میں لیجاؤں وہاں سب خداوند جمع ہیں پس خداوند پہلے حمزہ کو پند و نصیحت کریں گے
 اور اسکے بعد اگر حمزہ نے مان لیا تو خیر ورنہ اسکو اسی طور سے جہنم میں ڈال دینگے تاکہ جسم پر بھی عذاب
 ہو اور آگ میں جلے نیز جادو نے یہ سب ہاتھ جوڑ کے عرض کیا کہ حمزہ موجود ہو آپ لے جائیں
 شوق سے بھلا میں انکار کر سکتا ہوں یہ بھی میری طاقت ہے کہ حمزہ کو خداوند طلب فرمائیں اور
 میں انکار کروں میری کیا مجال اور کیا لیاقت ہے اگر میں انکار کروں اور خداوند ناخوش ہو کر
 مجھ پر عذاب نازل کریں تو میں کیا کروں میں خداوند کے غضب سے ڈرتا ہوں آپ دیر نہ کریں
 ابھی لے جائیں اگر آپ فرمائیں تو یہاں طلب کر لوں جو ابد یا کہ میں ابھی حمزہ کو اوسے مقام
 پر رہنے دو میں جب جاؤں گا لیتا جاؤں گا اور دو سرام یہ بھی خداوند نے ارشاد فرمایا تھا کہ میرا جادو
 نے لوح طلسم اور وہ لوح کہ جس کے زیریہ سے تشکال قتل ہو گا اور وہ تیغ جو کہ تشکال کے قتل
 کا ہوا درانہ صاف بقتران جو کہ مہنے حمزہ کو مرست کیے ہیں اور حمزہ کے پاس تھے نیز جادو
 نے حمزہ کے سب اشیاء لے لیے ہیں وہ بھی لیتے آنا کہ میں ان سب اشیاء کو یہاں جنت میں کھڑا
 تاکہ کوئی اسکو نہ پاسکے اور طلسم فتح ہونے سے بچے نیز جادو نے جو ابد یا کہ لبم العریہ سب
 اشیاء موجود ہیں شوق سے لے جائیے مجھ کو ان کے دینے میں بھی انکار نہیں ہو یہ تدبیر خداوند
 نے بہت خوب تجویز کی ہوا تھی یہ امر ہو کہ جب لوح دینا پر ہو گی نہیں تو کوئی طلسم کیونکر فتح
 کرے گا میں اور تشکال دونوں ملکر جو مقام طلسم کے برابر ہو گئے ہیں ان سب کو درست کر لیں گے
 اور میری طرف سے خدمت خداوند میں عرض کیجیے گا کہ خداوند ان خداپرستوں کے بہت
 پریشان کیا ہو اور بہت عاجز لہذا انہوں نے سب پر عذاب اپنا نازل فرمایا ہے جسکا انکو

زیادہ تر پاس تھا اور سکو تو آپ نے طلب کر لیا اب ان لوگوں کو نہ باقی رہے اور ان لوگوں کو بھی جو کہ اس طلسم کے باشندے تھے حمزہ کے ہکانے سے منخرت ہو گئے اور حمزہ کے شریک ہو گئے مین کیونکہ اب وہ لوگ ہماری شراکت کرینگے اگر شراکت بھی کریں گے تو ضرور عداوت رکھ کر اور کینہ دل میں رکھ کر شراکت کریں گے کبھی نہ کبھی اس کینہ کو نکالیں گے اس سے بہتر یہ ہو گا کہ ان سب کو بھی غارت فرمائیے جو اب دنیا کہ تم اطمینان رکھو مین تمہاری طرف سے کہو ونگا بلکہ سفارش بھی کرونگا تمہاری مینیر جادو نے کہا کہ آپکا برا احسان ہو گا جو اب دنیا کہ احسان کی کیا بات ہے یہ کون تمہارا کام نہیں ہے سب بندگان خداوند دن پر احسان ہے کہ یہ سب ان دشمنان سخت سے محفوظ رہیں گے بلکہ مین یہ خیال کرتا ہوں کہ صرف تمہارا کتنا کافی ہو گا جبکہ مین تمہاری طرف سے خداوند کو پیام دوں گا تو وہ اسی پر عمل فرمائیں گے میرے کہنے کی کوئی ضرورت نہ ہوگی کیونکہ خداوند تم سے اس امر پر بہت خوش ہیں کہ تم نے حمزہ کو اسیر کر لیا ہے جو کچھ تم نے کہا ہے مین کہو ونگا یہ کلمہ کہا کہ اے مینیر جادو کچھ شراب منگاؤ کیونکہ مجھ کو شراب کی بہت عادت ہے مینیر جادو نے تعجب سے پوچھا کہ بہشت میں بھی شراب بخاری ہوتی ہے کہ کما کہ مان و مان بھی ہوتی ہے سب خداوند نوش فرماتے ہیں وہاں کی شراب یہاں کی شراب سے زیادہ بہتر ہوتی ہے ہم اہل دنیا نہیں پی سکتے ہیں ایک شیشی میرے پاس ہے اگر تم شراب منگا کر شراب بخاری کرو تو مین بھی دیکھتا شراب کو نکال کر شراب بخاری کروں کیونکہ یہ شغل اکیلے خوب نہیں ہوتا ہے اور اچھا نہیں معلوم ہوتا ہے مینیر جادو نے کہا کہ کیا آپ کے پاس وہ شراب ہے کہ کما کہ مان ہے مین جب چلا تھا ایک شیشی لیتا چلا تھا اس خیال سے کہ مجھ کو یہاں کے شراب کی عادت ہو دینا ہے کہ شراب مجھ کو فتنہ نہیں کریگی یہ سوچ کر بھرا لایا ہوں مینیر جادو واد جہت رد مان سامنے آئے اور سب نے کہا کہ اے فرستہ قدرت ہم بہت شتان میں شراب بہشت کے دیکھنے کے راگراہی عنایت ہوگی تو او سکے ذائقہ سے بھی زبان آشنا ہوگی اور نعمت بہشت سے بھی شرف ہونگے جو اب دنیا کہ بہت تیز ہے تم اس کی برداشت نہ کر سکو گے مین نے کہا کہ جو کچھ سوا بتو ہم سے یہ نہیں ہو گا کہ ہم نعمت بہشت سے محروم رہیں اور نعمات بہشت کا نصیب ہونا تو محال ایسی تقدیر کہاں ہے کہ نعمات بہشت ممکن ہوں خیر اور نعمت نہ ہی شراب بہشت سے تو نہ محروم ہوں یہ بھی تو ایک نعمت ہے اسی نعمت سے آپ کی

بدولست سر فرار ہوں اور اد کے ذائقہ سے آشنا ہوں اور بطور تہرک کے او سکوا آنکھوں سے
لگائیں چوین اور اس خیال سے او سکوپین کہ شاید اسکی برکت سے جو کچھ ہمارے گناہ ہوں
وہ غفور ہو جائیں جو ابدا کا مریخیر جادو تم لوگ اس شراب کی برداشت نہ لا سکو گے ایسا
نہ ہو کہ او سکو تم لوگ پیکر بیوش ہو جاؤ تمکو گرمی نہ کرے اس گرمی کے سبب سے تمہارے
ہو اس نہ جاتے رہیں غیر جادو نے جو ابدا کہ ہم یہ تدبیر کریں گے کہ جو شراب ہم اپنے پیٹے کے
لیے لگاتے ہیں اوسمیں مقوڑی سی یہ شراب بھی ملا لینگے اور پی جائیں گے جو ابدا کہ یہ تدبیر تھنے
خوب لگا لی سو ق سے شراب منگاؤ میں بھی نکالتا ہوں یہ سنکے مریخیر جادو نے حکم دیا ایک
چوبدار کو کہ تم بہت جلد اسوقت بھر کو جاؤ اور چند شیشہ شراب ناب کے اور چند گیلیاس
بلوری الماس نگار و چند کشتیان کہا ہوں کی راؤ مگر بہت جلد عرصہ نہ ہو چوبدار یہ حکم پا کر
فوراً طرف در بدر کے روانہ ہوا برائے لانے شراب و کباب کے جب چوبدار چلا گیا اسوقت
میریخیر جادو نے فرشتہ قدرت سے عرض کیا کہ جب تک شراب آئے آپ اوس شیشی کو نکالیں
تا کہ ہم لوگ او سکو دیکھیں اور چوین اور بوسہ دین آنکھوں سے لگائیں سر پر رکھیں راوی بیان
کرتا ہے کہ جب میریخیر جادو نے کہا کہ ہم شراب کو دیکھیں پس ستموں نے اسوقت کہا کہ اگر تمہارا
یہ خواہش ہے تو میں نکالتا ہوں اور تم سکو دیکھنا ہوں میں نے قصد کیا تھا کہ جب وہ شراب
آئیگی تو میں نکالوں گا تم فرمایش کرتے ہو ہو جب تمہاری فرمایش کے قبل سے نکالتا ہوں
یہ کہرا اسوقت بغل میں سے ایک شیشہ نکالا کہ جسکے اندر شراب بہت بھری ہوئی تھی وہ
شیشہ سرخ ہو رہا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ اسمیں خون کبوتر بھرا ہوا ہو گا کہ لو یہ شراب بہت ہے
اور یہ ایسی شراب ہے کہ اگر وہ قطرے اسکے ایک سن شراب میں دال دیے جائیں اس کل شراب
کا یہی رنگ ہو جائے اور یہی اثر ہو جو اسکا اثر میریخیر جادو نے کہا کہ مجھ کو یہ شیشہ مرحمت ہو
اس فرشتہ نے وہ شیشہ میرے ہاتھ میں دیا اور کہا کہ او سکو سونگھنا نہیں کیونکہ یہ شراب
بہت تیز ہے ہم لوگوں کے پیٹے کی ہوا ایسا نہ ہو کہ اسکی بو سے کوئی خرابی پیدا ہو میریخیر جادو نے
جو ابدا کہ آپ اطمینان رکھیں یہ کہرا وہ شیشہ ہاتھ سے لیا پہلے آنکھوں سے لگایا سر پر
رکھا بوسہ دیا اسی طور سے جسقدر سحر اس مقام پر تھے سب نے اسی طور سے تہرک جانکر

برایک نے سر پر رکھا اور چہرہ آنگھون سے لگایا بعد اوسکے چہرہ پر یا فرشتہ قدرت نے لپکر
 سامنے رکھا اب منیر جادو نے کہا کہ کچھ حال بہشت کا بیان فرمائیے رومی بیان کرتا ہے کہ فرشتہ قدرت
 نے بیان کرنا شروع کیا کہ یوں قصر بنے ہوئے ہیں تمام درخت میوہ گئے ہوئے ہیں طائران
 تنویر النحان ہمہ وقت زمزمہ سرائی کرتے ہیں نہین جاری ہیں حوران جنت و غلمان جنت عمدہ عمدہ
 لباس منقوش پہنے ہوئے ہیں جو ہر روز کا انبار ہے ہر زمانہ میں بہار کا سماں رہتا ہے وہاں خزان
 کا دخل نہیں ہے راوی بیان کرتا ہے کہ بہت کچھ بیان کیا کہ منیر جادو دیکر سامعون کو اشتیاق پیدا ہوا
 اور کہا کہ جی چاہتا ہے کہ اس مقام کو دیکھیں جو ابدا کہ یہ مقام بدون مرے ہوئے دیکھنا اہل
 دنیا کو نصیب نہیں ہوتا ہے ان سب نے کہا کہ اچھا ہم جب مرینگے تو یہ سب سامان دیکھیں گے
 جو ابدا کہ اچھا اب تو تم سبکی عمر خداوند نے زاید کر دی ہے جب وہ زمانہ ختم ہو گا اور وہ زمانہ آئیگا تو
 دیکھا جائیگا راوی بیان کرتا ہے کہ فرشتہ قدرت نے اول سے آخر تک کل واقعات رو بہ رو
 منیر جادو کے اول سے آخر تک بیان کر دیئے جو جو واقعات اور محرکات جب سے حمزہ صاحبقران
 طلسم میں قسریں لائے تھے اور جو جو عیاریاں خواجہ عمر و نے کی تھیں اور جو محرک علمناو سے
 و غلطاف سے ہوئے تھے سب بیان کر دیئے کوئی امر پوشیدہ نہ لکھا ابتدا سے انتہا تک سب
 کہ سنایا کوئی واقعہ نہیں باقی رہا جو کہ نہ بیان کیا ہو راوی بیان کرتا ہے کہ بیان تو خیمہ میں بیٹھے
 فرشتہ قدرت منیر جادو سے باتیں کر رہے ہیں یہ انتظار ہے کہ چو بار شراب لپکرا جائے
 تو مٹرا بخواری کی جائے اور صاحبقران زیر دار بیٹھے ہوئے ہیں جلا دیکھرا ہوا ہے کہ حکم ملے
 تو قتل کر دن اہل محبت بھی جو کہ باقی رہ گئے ہیں وہ دیکھ رہے ہیں کہ یہ کیا واقعہ ہے یہ کون ہے کہ
 جس سے منیر جادو و کلام کر رہے ہیں اور وہ خیمہ میں بیٹھے ہوئے ہیں یہاں تو یہ حال ہے
 اب درشد کا حال سماعت فرمائیے کہ منیر جادو نے اپنے بھائی بنطیر جادو کو حاکم درشد مقرر کرایا
 تھا اور تمام لشکر کو اوسکے حوالہ کرایا تھا بنطیر دریا میں بیٹھا ہوا تھا سب سردار حاضر دربار تھے
 بنطیر جادو و اون سے کہہ رہا تھا کہ نہ معلوم بھائی صاحب نے حمزہ صاحبقران کو قتل کیا یا نہیں
 او طلسم کو رواہ ہوئے حمزہ کا سرو لوح لپکرا نہیں سردار دن نے جو ابدا کہ کتاب سامری میں
 ملاحظہ فرمائیے کہ کیا واقعہ گزرا یہ جو سردار دن نے بیان کیا بنطیر جادو کو بھی خیال آیا کہ یہ لوگ

سمی کہتے ہیں کتاب سامری میں دیکھنا چاہیے جس پر سوچو اور سرداروں کے کہنے سے بنیلا
 نے کتاب اٹھا کر کھولی اور دیکھا اوس میں یہ خبر اوسکو ملی کہ امی بنیلا راگاہ ہوگا ابھی تک حمزہ قتل
 نہیں ہوا ہو تیرا بھائی تین حکم دیکھا تھا جلد نے تیغ علم کیا تھا کہ یکا یک عمرو عیار ایک مہیب
 شکل نکرایا اور اپنے کو فرشتہ قدرت بیان کیا سب اسکو دیکھ کر ڈر گئے اور اسقدر لمبل
 ہوئے کہ ہزاروں آدمی دب کر مر گئے ہزاروں بھاگ گئے اور کوہ و صحرائیں پوشیدہ ہو گئے ہزاروں
 شتر کو بھاگ کر چلے آئے ہزاروں اس مقام پر رہ گئے ہیں جلد جا کر خبر دے عمرو عیار فرشتہ
 قدرت بنا ہوا منیر جادو کے پاس بیٹھا ہوا بائیں تار یاں تک کہ اوس نے منیر جادو سے
 اقرار کر لیا کہ تم حمزہ کو میرے سپرد کرو اور لوح وغیرہ میرے حوالے کرو کیونکہ خداوند سامری نے
 طلب کیا ہے اب وہ حمزہ کو لے جاتا ہے کیونکہ حمزہ کے عقوبت میں یہ بھی چلا تھا یہاں آکر اسکو
 معلوم ہوا کہ حمزہ اسیر ہو گیا اوس نے سب حال لوحوں وغیرہ کا دریافت کر لیا پس اوس نے یہ خیالی
 کی اب وہ شراب پلا کر سبکو مہوش کیا چاہتا ہے جلد جا کر خبر لے جو کتاب سامری سے ظاہر
 ہوا بنیلا نے زانو پر ہاتھ مارا اور کہا کہ انہوں نے برا غضب ہوا کہ عمرو عیار پونچ گیا وہ سبکو مہوش
 کیا چاہتا ہے اور حمزہ کو رہا کر کے لیجانے کا قصد رکھتا ہے میں جاتا ہوں تم سب بھی لشکر لیکر آؤ ایسا ہو
 کہ جب تک میں پونچوں پونچوں عمر حمزہ کو رہا کر دو اور بھائی کو قتل کر ڈالے تو میں مقابلہ کروں گا
 ایسا ہوا کہ بھائی صاحب کو قتل کر ڈالا اور حمزہ کو رہا کر لیا ایسی حالت میں میں زندہ ان دونوں
 کو نہ جانے دو لگا سرداروں نے کہا کہ آپ تشریف لے چلیں اور دہان جا کر دہان کا رنگ ملاحظہ
 فرمائیں ہم سب بھی حاضر ہوتے ہیں لشکر لیکر آپ جا کر دہان ملاحظہ تو کریں کہ خدا نخواستہ حمزہ
 رہا تو نہیں ہو گیا اگر رہا نہ ہوا اور ابھی عمرو عیار کلام کر رہا ہو تو آپ جا کر اسیر کر لیں راوی نازک
 خیال خدمت ناظرین عرض کرتا ہے کہ جب یہ سرداروں نے کہا پس بنیلا جادو نے سحر کیا کہ وہ پر
 پیدا ہوئے یہ اور طرف اوس صحرا کے چلا کہ جہاں حمزہ صاحب قرآن کے قتل کا سامان تھا خواجہ عمرو
 نے آکر اس سامان کو بر طرف کیا تھا اور حمزہ کو قتل ہونے سے بچایا تھا خواجہ عمرو عیار منیر جادو سے
 فرشتہ قدرت بنے ہوئے بیٹھے تھے اور بائیں کر رہے تھے منیر جادو نے وہ صندوق وغیرہ کھول کر
 لوح وغیرہ سب سامنے رکھ دی تھی کہ یہ موجود ہے بسم اللہ شوق سے لیجائیے سب اثنائے صاحب قرآنی

اور دونوں لوہین اور تیرہ قتل ظنکال و چاروں تلواریں اور کل تبرکات جو کہ حمزہ صاحب قرآن کے پاس تھا سب سامنے رکھا ہوا تھا راوی بیان کرتا ہے کہ جب خواجہ عمر کو حال قتل صاحب قرآن سے آگاہی ہوئی اور گھسیاروں سے مقام قتل دریافت کر کے اور کل حال سے بیتون وغیرہ کے آگاہ ہو کر چلے گئے تو یہ تدبیر کی تھی کہ راہ میں بیچکر ایک عیاری تجویز کی پس مقوے کے پانچ سرینائے اور ایک بہت بڑا تیل کا غذا تیار کیا و دوسرا دھراودہ قایم کیے ایک سراپہ و جیسا کہ مضمون مندرجہ بالا میں تحریر کر چکا اس صورت پر تیار ہو کر چلے گئے اور جب وہاں پہنچے تھے ابو آواز دی تھی وہ بھی تحریر کر چکا ہوں اور جو کچھ واقعہ گذرا وہ بھی عرض کر چکا ہوں جب خواجہ عمر و میر جادو کے پاس آئے تو یہاں آکر اسی تقریر میں خیال کیا کہ اسے شراب پلا کر بیوش کر دوں اور قتل کروں یہ سب مال و اسباب لوٹ لوں اگر بن پرشے تو لوہوں کا ہندو بست کروں اور اس پر قبضہ کروں یہ تجویز کر کے شراب بخاری کا ڈول ڈالا تھا پس خواجہ فرشتہ قدرت بنے ہوئے بیٹھے ہیں میر جادو سے باتیں کر رہے ہیں لوہین وغیرہ سامنے رکھی ہوئی ہیں چوہدار کا انتظار ہو کہ وہ چوہدار وہاں شہر میں پہنچا اور دروغہ میخانہ سے کہا کہ میر جادو نے شیشہ شراب و جام کوشتیان کباب کی بہت جلد طلب کی ہیں لہذا بہت جلد لیچلو داروغہ میخانہ یہ حکم پا کر اہمیت سب سامان درست کر کے اس چوہدار کے ہمراہ ہولیا اوھر سے چوہدار سب سامان شراب بخاری لیکر چلا اوھر بنطیر جادو سحر کرتا ہوا بصد چالاک کی اور تیزی اور تا ہوا اس مقام پر پہنچا کہ جہاں یہ سب سامان تھا یعنی قتل صاحب قرآن کا اور خیمہ میں میر جادو بیٹھا ہوا تھا کہ بنطیر جادو پہنچا اوھر خواجہ یعنی فرشتہ نقلی نے میر جادو سے کہا کہ جب تک شراب وغیرہ شہر سے آئے ہیں جا کر حمزہ کو بخندست خداوند روانہ کر دوں اور فرشتوں کے ہمراہ جو کہ میر سے ہمراہ آئے ہیں بہشت سے اور ہم لوگوں کو نہیں دکھائی دیتے ہیں میر جادو نے کہا کہ بہت اچھا آپ کو اختیار ہے یہ فرشتہ نقلی اپنے مقام سے اٹھے اور طرف چوتڑے کے چلے خیمہ سے باہر آئے تھے کہ ایک برق چمکی اور آواز آئی کہ بھائی صاحب خبردار ہو جائے اور آگاہ ہو جائے کہ یہ کیا غضب کرتے ہیں آپ یہ خواجہ عمر و عیار حمزہ جب حمزہ اپنے مقام سے چلا تھا تو یہ عیار بھی چلا تھا حمزہ کو تو آپ نے اسیر کر لیا بعد حمزہ کے یہ بھی آکر پہنچا اوھنے سب حال دریافت کر لیا اوھ اس طرف کو اس صورت پر تیار ہو کر آیا یہاں آکر

یہ عیاری کی تمکو قتل حمزہ سے باز رکھا ہو شیار ہو جاؤ اور پکڑنا سنے چاہا تھا کہ حمزہ کو رہا کر لون اور اسباب حمزہ پر قبضہ کروں اس سبب سے قصد کیا ہو کہ شراب بخوار ہی ہو شراب میں یہوشی ملا کر سبکدوئی اور میوشی کروں قتل دفع کر کے چلتا ہوں میں نے جو میٹھے پیٹھے خیال کیا اور دل نے کہا کہ ذرا دیکھوں بھائی صاحب نے حمزہ کو قتل کیا کتاب سامری جو ادھکا کر دیکھی تو یہ واقعہ تحریر پایا وہاں سے روانہ ہوا جلد اوٹھکرا سکو پکڑ لیجئے یہ جاتا کمان پر جانے نہ پائے یہ کہہ کر آواز دی کہ او ساریان زاوے حرام زادے تو نے بڑا دھوکا دیا اب تیری بھی قصدا آگئی یہ کہہ کر بنطیر جاو طرف زمین کے متوجہ ہوا دانستہ ہوا جب برق چمکی تھی تو خواجہ نے پلٹ کر دیکھا تھا اور بنطیر جاو و دیگر ساحروں نے بھی بنطیر کو میسر نے پہچانا کہ یہ میرا بھائی ہے جب اسکی ساری تقریر سن لی تو لپکار کر کہا کہ ای بنطیر تو فرشتہ قدرت ہیں حمزہ کو لینے آئے ہیں حکم خداوند سامری و حبشید یہ عمرو بنین ہو تمکو دھوکا دیا ہے کہین ایسا غضب کرنا کہ سحر کرنا ابھی عتاب نازل ہوگا خداوندون نے حمزہ کو بہشت میں طلب کیا ہے کہ ہم خود پند نصیحت کرنے لگے اگر حمزہ مان لیگا تو خیر و درجہ جہنم میں دالہ گئے تم فرشتہ قدرت کو عمرو کہتے ہو تم میرے پاس آؤ میں تم سے سب حال بیان کروں اس وقت جو کچھ کتاب سامری سے ظاہر ہوا وہ سب غلطی بنطیر نے کہا کہ بھائی صاحب یہ امر نہیں ہے یہ عمرو عیار ہو اسکو پکڑ کو میسر جاو و نے کہا کہ یہ عمرو عیار نہیں ہے وہ بیان کمان او سکو خبر بھی نہ ہو گی کہ حمزہ کمان ہے اور حمزہ پر کیا گزری کیونکہ حمزہ اکیلا بارے شکار صحرائین آیا تھا میرا شکار دیکھ جاو آپو پکراو سکو لگلا یا میں نے قرب دیکر گرفتار کر لیا عمرو لشکر میں ہو گا او سکو کیا خبر صرف تمھارا کمان ہی کمان ہے بنطیر نے اسی حالت پر داز میں جواب دیا کہ میں نہ مانوں گا یہ ساریان زاو ہے میرے ہاتھ سے جاتا کمان ہے معلوم ہوا کہ آپ اسکے فریب میں آگئے یہ کہہ کر جب تک بنطیر جادو اسکے قریب آئے اسنے سحر کیا او دھوکا دیا کہ بھی یہ تقریر سنکے کھڑے ہو گئے تھے کہ یہ کون ہے جو یہ کہتا ہوا چلا آتا ہے کہ عمرو عیار ہے اس حرام زادے کو کیونکر معلوم ہو گیا جلد کوئی تدبیر کرو اپنے کو بچاؤ اور حمزہ کو بھی افسوس میں خیمہ سے کیوں باہر آیا اسی مقام پر چھار تھا جیسے یہ انا اور یہ اس طور سے کہ جس طور سے اس وقت بنطیر کو آگاہ کر رہا ہے آگاہ کرتا سب اثاثہ صاحبقرانی و لوحین و تینہ وغیرہ سانسے

رکھے ہوئے ہیں حال الماسی مار کر سب کو نذر زنبیل کر لیتا ان سب پر تو قبضہ کرتا پھر
 حمزہ کی تدبیر کرتا کیا خبر تھی کہ یہ واقعہ پیش آئیگا خیراتو جو ہونا تھا وہ ہوا چلکر حمزہ کو تو جال مار کر
 نذر زنبیل کر اب اسکو نہ چھوڑیہ خیال دل میں کر کے یا تو کھڑے ہوئے دیکھ رہے تھے
 جب انکی نگاہ بنظیر میر پڑی انھوں نے اسکو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا پس خواجہ
 یہ کہتے ہوئے چلے کہ اوبے اوبے کہہ رہا تھا ہوا پس اسی مقام پر کھڑا رہا میں فرشتہ قدرت
 ہوں تو میرے حال سے آگاہ نہیں ہیں حکم خداوند حمزہ کو لینے آیا ہوں دیکھو وہ کام نہ کر کہ
 جس سے خداوند تجھ سے ناخوش ہو جائیں ابھی تو خوش ہیں ناراض ہو کر کوئی
 عذاب نازل کریں تو بڑی خرابی ہو تو اپنے ساتھ اوروں کو بھی مستیلائے عذاب
 کیا چاہتا ہے فرشتگان خداوند کو عمر و بتاتا ہو دیکھ ہو شہار ہو میرے اوپر عذاب نازل
 ہوتا ہو بی نظیر نے جواب دیا کہ یہ دھوکا کسی اور کو دینا میری بلا سے خداوند میرے اوپر
 عذاب نازل کریں گے تو کون ہم لوگوں پر عذاب نازل ہو گا میں نہ مانوں گا تو حضور
 عمر و عیار پورہ تو جا میرے ہاتھ سے جاتا کہاں ہو کہ لکڑی نظیر جاوے نے سحر کیا اور کہا
 او حرامزادے ساربان زادے حمزہ کی طرف کہاں جاتا ہو صاحبقران بھی بیٹھے ہوئے
 اسی حالت میں دیکھ رہے تھے کہ وہ فرشتہ عجیب اسخلقت جو کہ مجھو بکٹانے آیا
 تھا گوا اپنے کو فرشتہ کہتا ہو کوئی بچہ شیطان علیہ لعن میر جاوے کے پاس گیا اوس
 کچھ کہا خیمہ سے نکل کر پھر میری طرف چلا تھا کہ بی نظیر جاوے اور میر جاوے آیا
 اوسنے اگر دانا اب اوسکے اور اوس بچہ شیطان کے گفتگو ہو رہی ہے یقین ہے
 کہ یہ کوئی ساحر ہے یا کوئی سکار ہے راوی بیان کرتا ہے کہ اسقدر فاصلہ ہے کہ جو گفتگو ہوئی
 تھی وہ صاحبقران نے نہ سنی یہ ضرور دیکھا کہ کچھ باتیں تو ہو رہی ہیں صاحبقران اسی
 طرف ملاحظہ فرما رہے تھے کہ صاحبقران نے ملاحظہ فرمایا کہ جب باہم تقریر ہو چکی تو وہ
 بچہ شیطان اس طرف چند قدم چلا تھا کہ بی نظیر نے کچھ سحر پڑھ کر اوس پر دم کیا کہ ایک
 شعلہ پیدا ہوا وہ شعلہ اوس پر آکر گر اوس شعلہ نے اوس فرشتہ نقلی کو جلا دیا راوی بیان
 کرتا ہے کہ اوس شعلہ نے سب رنگ دور و عن عیاری کو جلا دیا وہ سہر جو حقوے

کے تھے وہ بھی جل گئے خواجہ کی اصلی صورت نظر آئی اب جو صاحبقران نے
 ملاحظہ فرمایا اور سب ساحرون وغیرہ ساحرون نے خواجہ کو پہچان لیا مگر جادو نے بھی پہچانا
 صاحبقران نے جو خواجہ کو دیکھا ایک آہ کی اور دل میں کہا کہ افسوس کیسے ہم بد نصیب
 ہیں کہ خواجہ سلامت ہماری رہائی کی فکر میں آئے تھے اور عیاری بھی کی تھی مگر تقدیر نے ایسی
 کی کہ ہم پورے طور سے نہ ہو سکا صاحبقران نے اسی حالت گرفتاری میں پکار کر کہا
 کہ اے خواجہ سلام علیک تم کیون سمجھو بد نصیب کی رہائی کی فکر میں آئے کہ یہاں اگر تم بھی اسیر
 ہو گئے اور پہچانے گئے کیا کتنا واقفی کیا خوب عیاری کی تھی مگر تم کیا کر دے ہماری تقدیر تم تو اپنی
 اسی کر گزرے یہ جو صاحبقران نے پکار کر کہا خواجہ نے کچھ جواب نہ دیا اور تو وہ شعلہ خواجہ پر
 گر اور رنگ و روغن عیاری جاتا رہا اصلی صورت نظر آئی اور سب نے پہچانا بنظیر نے پکار کر کہا کہ
 کیون تو فرشتہ قدرت تھا تجھ کو سامری نے حمزہ کے لئے کیسے بکھڑا کیا تھا کہ جا کر حمزہ کو میری
 دنیا سے لے آئیں اور سے بہنم میں والد و لگا اور حمزہ کو طلب کیا تھا تو نے بھائی صاحب کو آکر
 دھوکا دیا تھا اور انکو اس امر پر راضی کیا تھا مجھ کو دھوکا دیتا تھا اور جھوٹا ٹھہراتا تھا یہ کیا
 ہوا اب بتا کہ تو کون ہے خواجہ نے جواب دیا کہ تو کیا کروں نے دھوکا نہ کھایا یہ حمزہ کی تقدیر میں
 تو رہا کر لیا تھا اور لوح و غیزہ پر بھی قبضہ کر لیا مگر تو میرے دھوکے میں نہ آیا تو برا سیانا نکلا نہ
 معلوم تھا کہ کیونکر خبر ہو گئی مگر یہ کہے دیتا ہوں کہ تیری قصداً تجھ کو بیان کھینچ لالی ہے تو میرے
 ہاتھ سے ضرور مالا جائیگا اس سے تو خوش نہ ہونا کہ تو نے مجھ کو پہچان لیا نہ اسل مر پر ناز کرنا کہ میں نے
 عمر و عیار کو پہچان کر رنگ و روغن عیاری کو ہر طرف کیا اب میں اسیر کر لوں گا یہ بالکل غیر ممکن
 ہے میں تیرے ہاتھ نہ آؤں گا نہ میری زندگی میں تو حمزہ کو قتل کر سکتا ہے جب تک میں زندہ ہوں
 تجھ کو صاف قتل کر کے نکلا ہوا چلا جائیگا میں یہ جانتا ہوں کہ تم سب کی قصداً آئی ہے جو حمزہ کو
 تم نے اسیر کیا حمزہ نہیں اسیر ہوا ہے تم سب پنجہ اجل میں اسیر ہوئے ہو موت تم سب کا دامن پرکے
 ہوئے ہے یہ کہہ کر آپ نے اس خیال سے گلیم پر ہاتھ ڈالا کہ جیسے یہ سحر کرے ویسے میں گلیم
 اور حو کر غائب ہو جاؤں بے نظیر جادو نے یہ تقریر خواجہ کی شے جواب دیا کہ نہ معلوم کسی
 قصداً آئی ہے اگر تم سب کی قصداً آئی ہوتی تو میرے دل میں یہ بات نہ پیدا ہوتی کہ کتاب سامری میں

دیکھتا اور یہ میرے اوپر ظاہر ہوتا کہ عمرو عیار منیر جادو کو فقرہ دیکر رہا کر کے لئے جاتا ہو پس
 یہ میں کہتا سین دیکھ کر وہاں سے چلا اس خیال سے کہ جا کر اگر ابھی عمرو گیا ہو اور حمزہ رہا ہو جو
 تو عمرو کو اسیر کر لوں چونکہ تیری اور حمزہ کی قضا تھی تو اپنا کام پورے طور سے نہ کرنے پایا تھا
 کہ میں آپو سچا اب تو کہاں جا بیٹھا بیٹھنے تو یہ کہا اور عمرو عیار کو دیکھا
 اور خیال کیا کہ تو نے بڑا دھوکا کھایا تھا اور بہت بڑی عیاری کی تھی خوب وقت پر بیٹھ
 اگر ہو سچا گواد سے مجھ کو اس خیال سے آگاہ بھی کیا مگر مجھ کو یقین نہ آتا تھا آخر کواد سے سحر کر کے
 ہاوس کو نظر ہر کیا بڑا کام کیا درتہ عمرو تو حمزہ کو دھپلا تھا اسکو بھی اسیر کرنا چاہتے تھے دل میں
 خیال کر کے کہ تو وال کو حکم دیا کہ اس ساربان زادے حرام زادے عمرو کو اسیر کر لو جانے نہ
 پائے راوی بیان کرتا ہے کہ خواجہ عمرو کی تصویر ہر ایک ساحر کے صفحہ دل پر کھینچی ہوئی ہے جو دیکھو گیگا
 اصلی صورت وہ پہچان لے گا کوئی شناخت کرنے کی ضرورت نہیں ہو پس منیر جادو کا حکم
 دیا تھا کہ کو تو وال چند ساحر وں دیادوں کو لیسک فساد رہے بہ اقصاء گرفتاری خواجہ عمرو
 چلا لینا لپٹا کتا ہوا خواجہ نے جو اون سب کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا نیچے کمر سے لیا اور
 بیٹھ جادو نے پکار کر کہا کہ تم لوگ بیکار آتے ہو میں اسکو پکڑے لیتا ہوں اون لوگوں نے
 کہا کہ آپ بیکار تکلیف فرمائی ہیں ہم سب غلام آپکے اسیر کیے لیتے ہیں بیٹھنے لگے کہ نہیں
 جب تک تم آؤ گے میں اسیر کر لوں لگایہ لکڑا آواز دی کہ بغیر اسے زمین خواجہ عمرو را او حو تو
 اسنے صدا گیر دی او دھو خواجہ نے جیسے اس کے لبوں کو حرکت میں پایا جب تک
 وہ پوری گیر گی صدا کو ختم کرے خواجہ نے گلیم اور حو لی اور اس مقام سے الگ ہٹ کر
 کھڑے ہو گئے او دھو بیٹھنے لگے آواز گیر دیکر اون لوگوں سے کہا کہ میں نے سحر کر دیا ہے او اسکے
 پاؤں زمین نے پکڑ لیے ہیں جا کر شکین بازہ لو جب تم شکین بازہ لو گے اسوقت میں
 سحر اوتار لوں لگائیں بھائی صاحب کے پاس جاتا ہوں یہ لکڑا بیٹھنے لگا اس خیمہ میں آیا کہ جہاں
 منیر جادو بیٹھا ہوا تھا اگر بھائی کو سلام کیا او دھو کو تو وال وغیرہ نے جو دیکھا تو خواجہ کو اس
 مقام پر نہ پایا حیران ہو کر او دھو دیکھا کسی طرف پتہ نہ تھا آپ وہاں سے ٹل کر لئے تھے
 اس خیمہ میں یہ خیال کر کے آئے کہ وہاں پہونچ کر اپنے کو نظر ہر کر کے جال الباسی مار کر لو ح

وغیرہ کو نذر نبیل کر لون و بان سے پھر کر حمزہ کے گلے میں ڈال دین یہ تو گلیم اور سے ہوئے
 یہاں آئے اود حریب اون ساحرون نے خواجہ کو اوس مقام پر نہ پایا تو حیران ہو کر پلٹے اور
 کہا بڑی نظیر کے پاس اگر کہ وہاں پہ تو عمرو بنین ہوا آپ کسی گرفتاری کا حکم دے آئے تھے
 راوی بیان کرتا ہے کہ بڑی نظیر جادو خیمہ میں جب آیا تھا بھائی کو سلام کر کے برابر بیٹھ گیا تھا
 اور کہہ رہا تھا کہ اپنے بڑا دھوکا کھایا تھا خیر ہوئی کہ میں نے کتاب میں دیکھ لیا اور یہاں
 عین وقت پر پہونچا بارے بڑی خیریت ہوئی کہ وہ حمزہ کو رہا نہ کرنے پایا نہ آپ کو کو کو
 بیہوش کرنے پایا یہ لوح وغیرہ کیوں آپ نے صندوق سے نکالی تھی خیر جادو نے
 کہا کہ اسے نسبت خواجہ عمرو نے کہا تھا کہ خداوند نے لوح طلسم و دیگر اثاثہ صاحبقرانی طلب
 فرمایا ہے اور یہ فرمایا ہے کہ میں ان سب اشیا کو ہشت میں رکھوں گا تاکہ کوئی دوسرا نہ پاسکے اس
 سب سے کہ جب کوئی پائیکا پھر طلسم کو کیونکر فتح ہو گا چنانچہ میں نے دینے کی عرض سے
 نکالا تھا سب اسباب کو یہ معیار یہ کہہ کر کہ جب تک شراب وغیرہ آئے میں حمزہ کو روک کر دین
 رشتہ کے ہاتھ جو کہ میرے ہمراہ آئے ہیں میں نے کہا کہ بہت بہتر ایکوا اختیار ہے وہ یہاں سے
 اوٹھ کر چلا ہی تھا کہ تم اگر سوچنے اور تم نے سو کر کے اوسکو ظاہر کیا ورنہ وہ اپنا کام کر چکا تھا تھوڑی
 دیر تم اور نہ آتے تو وہ حمزہ کو رہا کر لیتا میں یہ خیال کرتا ہوں کہ شراب ادا سے اس عرض سے
 سنگینی تھی کہ اوس میں بیہوشی ملا کر ہم سبکو پلا تا جب ہم سب بیہوش ہو جاتے وہ ہم سبکو قتل
 کرتا اور بلا خوف و خطر حمزہ کو رہا کیے ہوئے صحیح سلامت بلاست چلا جاتا کوئی روکنے والا
 نہ تھا وہ تو تم آگئے بڑی نظیر نے جواب دیا کہ خبر وہ تو جو کچھ ہو اسو ہوا اب آپ ان چیزوں کو اوستھا کر صندوق
 میں رکھیے اور حمزہ کے قتل کا حکم دیجیے میں نے اسے اسیر کر لیا ہے کو تو ال وغیرہ جا کر شکیں باز
 لیں تو میں اپنا سحر اوتار لون جب وہ اسیر ہو جائے تو یہ حکم دیجیے گا کہ اسکو یہاں لاؤ اوسی طرف سے
 لیجاؤ جہاں حمزہ مقید بیٹھا ہو پہلے حمزہ کو قتل کرنا پھر اسکو تاکہ یہ حمزہ کو قتل ہوتے ہوئے
 دیکھے اور اسکو صدمہ ہو مگر کچھ باز کے یہ بہت شیریں زبان و لسان ہوا ایسا سنو کہ مجھ کو اور آپ کو باتوں
 میں لگائے اور کوئی تازہ فقرہ دے اور رہا ہو جائے تو بڑی فرابی ہو پس جب یہ دونوں قتل
 ہو جائیں ان دونوں کے سر لیکر آپ خدمت ششکال میں تشریف لے جائیے گا اور نذر کیجئے گا

ہستہ برانحوت اسی عیار کا تھا کہ جب یہ مخمور کے قتل کی خبر پائیگا ضرور یہاں آئیں گانہ معلوم کر کیا
آفت برپا کرے خیر خداوند نے اپنا فضل کیا جو کہ مخمور فوت تھا اور کو یون برطرف کیا اور ایک اقبال
نے یار کی کہ یون اتنا بڑا دشمن ہا تھا گیا پیر جادو نے کہا کہ تم سچ کہتے ہو بائیں ہو رہی تھیں کہ کو تو ال نے
وہی تفریق کر بیان کی کہ آپ جسکی گرفتاری کا حکم دے آئے تھے وہ تو وہاں پر نہیں رہے تھے بہت تلاش کیا
پتہ نہ ملا نہ معلوم کہ مر چلا گیا بنطیر نے یہ سنے جو ابریا کہ تم لوگ بکتے کیا ہو تمہارے حواس بھی درست ہیں ایسے
بدحواس ہوئے ہو ایک عیار کے کہنے سے باوجود یکدہ مستی سے سحر ہی زمین او سکے پاؤں پکڑے ہوئے
ہو اور تم کہتے ہو کہ وہ اس مقام پر نہیں ہے کیونکہ نقل گوارا کر کے جسکے پاؤں زمین نے پکڑ لیے ہوں وہ
کیونکہ کہیں جاسکتا ہو اور انھوں نے جو ابریا کہ ہم آپ سے سچ عرض کرتے ہیں کہ وہ اس مقام پر نہیں ہے
بنطیر نے کہا کہ تم دیوانے ہو گئے ہو شاید تمہاری آنکھوں کی بصارت بھی جاتی رہی ہو کو تو ال نے ہاتھ
جوڑ کر عرض کیا کہ جو کچھ حضور ارشاد فرمایا ہے وہ سچا ہے آپ خود ملاحظہ فرمائیے میرے جھوٹ و سچ کا
ظاہر ہو جائیگا بنطیر نے یہ سنے اس طرف کو دیکھا خواجہ کو اس مقام پر نہ پایا دورین سحر اوٹھا کر اور انکھوں
پر لگا کر دیکھا جب بھی خواجہ نظر نہ آئے اب تو یہ بھی حیران ہوا کہ یہ کیا واقعہ ہو جب میں نے
صدائے گیر دی تھی وہ اس وقت تک سامنے کھڑا ہوا تھا یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ چلا گیا ہو کیا میرے سحر
نے خطا کی جب خواجہ کو بنطیر نے اس مقام پر نہ دیکھا متعجب ہو کر پیر جادو اپنے بھائی سے
کہا کہ اس وقت میں سخت حیران ہوں کہ میں عمر و عیار کو اسیر کر کے یہاں آیا تھا میں نے سحر کیا تھا
زمین نے اس کے پاؤں پکڑ لیے تھے میں نے کو تو ال سے حکم دیا تھا کہ تم جا کر اسیر کر لو اسنے آکر کہا
کہ خواجہ اس مقام پر نہیں ہیں میں اسکو اسیر کر دین مجھے اس کے کہنے کا یقین نہ آیا میں نے خود دیکھا
جب یون نے نظر آیا تو وہ زمین سے دیکھا اس مقام پر نہ پایا یہ کیا امر ہو یہ نا عید کہاں چلا گیا
پیر جادو نے کہا کہ یہ امر میرے بھی قیاس میں نہیں آتا کہ یہ کیا واقعہ ہے میں خود حیران ہوں کہ
کیا بتاؤں میں خود اسکو متلاشے سحر کر کے آیا تھا کیونکہ میں کہوں کہ وہ رہا ہو گیا بنطیر نے کہا کہ میں
ابھی دریافت کیے لیتا ہوں سحر سے راوی بیان کرتا ہے کہ خواجہ اس مقام پر کھڑے ہوئے یہ
سب تفرس رہے تھے جب خواجہ نے دیکھا بنطیر جادو سحر سے دریافت کرتا ہی فوراً وہاں
سے چل کھڑے ہوئے یہ خیال کر کے کہ چلو تمہارے کو نہ زخمیل کر لو رہا کر کے پس خواجہ وہاں

سے صاحبقران کے پاس آئے اور کہا کہ ای حمزہ اوٹھو اور میرے ساتھ چل میں
تجکونڈر زنبیل کر کے یہاں سے لیچاؤں شکر میں بہت سے ساحر ہیں کوئی نہ کوئی اس قید سحر کو جو کہ
تیرے جسم پر ہو سحر کے برطرت کر دینگا تم رہا ہو جاؤ گے تجکو پہنچا کر پھر اگر لوح کی فکر کروں گا
صاحبقران نے فرمایا کہ ای خواجہ یہ تو کبھی نہ ہو گا کہ میں یوں تمہارے ہمراہ چلوں اگر میرے مقتدرین رہا
ہونا ہی تو کوئی اور صورت پیدا ہوگی اگر میری قضا ہی تو تم لاکھ بچاؤ گے نہ پھونگا اور میں یوں توشن
جاؤنگا عمرو نے کہا کہ ای حمزہ میرے کئے پر عمل کر اور میرے ہمراہ چل صاحبقران نے فرمایا کہ اگر خواجہ
تم بیکار تقریر و محبت کرتے ہو میں جب تک رہا نہ ہوں لنگاؤ سو وقت تک یہاں سے نہ جاؤں گا
اور جب تک اس در بند کو فتح نہ کروں گا ہرگز یہاں سے قدم نہ بڑھاؤں لنگا ہون میں میر جاؤ و وہیں جاؤ
کو قتل کیے ہوئے یہاں سے جانا میرا مکان سے باہر ہو خواجہ تم میری طبیعت اور عادت اور
فصلت سے بخوبی واقف ہو جب میں عقابین پر کھینچا گیا تھا اور ہزاروں قسم کی تکلیفیں اور
زحمین تھیں اس وقت بھی تم نے مجھ سے کہا تھا کہ میں زنبیل میں ڈال لوں اور یہاں سے
لیجا کر رہا کروں میں نے جب اس امر کو گوارا نہیں کیا تو اب کیوں گوارا کرے لنگاہ تفتی اور طبیعت
تو اسکی برابر نہیں ہو اسکا ایک حصہ بھی نہیں ہر پھر میں کیوں گوارا کروں کہ تم تجکو نڈر زنبیل
کر کے لیجاؤ تم ٹھہر جاؤ خدا توئی نہ کوئی اور رہائی کی تدبیر پیدا کر لیا خواجہ نے کہا کہ اچھا میں سچ ہیں
عیاری سے تمہاری قید سائے دیتا ہوں تم رہا ہو جاؤ گے صاحبقران نے فرمایا کہ قید آہن
تو سون سے کاٹ دو گے اور قید سحر کیونکر دفع ہوگی پس تم بھگورہنے دو جب میرا عذاب بھگورہا کر لیا
میں اس وقت رہا ہوں لنگا تم اپنی جان بچا کر یہاں سے چلے جاؤ ایسا نہ ہو کہ کوئی ساقی تمکو اسیر کر لے
تم چور ہا رہو گے تو کوئی نہ کوئی تدبیر کر کے ان لوگوں کو قتل کر دے یا شکر میں جا کر اہل شکر کو اس حال
سے آگاہ کر دے وہ لوگ یہاں اگر کوئی فکر کریں گے خواجہ نے کہا کہ جب تک وہ لوگ یہاں آئیں گے
اور میں انکو خبر کر لے جاؤنگا جب تک یہاں تمہارا کام تمام ہو جائیگا وہ لوگ یہاں آکر کیا کریں گے
صاحبقران نے فرمایا کہ انکے یہاں آنے سے یہ فائدہ ہو گا کہ وہ یہ تو کریں گے کہ مجکو دفن کر دینگے
قبر بنا دینگے غسل دینگے اور کفن نماز جنازہ ہوگی سب ملکر فاتحہ پڑھیں گے تمہارے زندہ رہنے سے
اور زہار ہے سے یہ ہو گا کہ تم کبھی کبھی بھگواؤ تو کرو گے تمہارے سبب سے لشکر نہ تباہ ہو گا تم

اوسکی خبر لیا کرو گئے دوسرے جو میل غریب و یگانہ و سردار لنگیا اوسکو نشان خبر تبادو گئے وہ فاتحہ دینا
خواجہ نے کہا کہ پس معلوم ہوا کہ تاکو بھی عورتوں کی طرح باتیں بنانا آتی ہیں اسی سبب سے منع کرتا تھا کہ
زیادہ عورتوں کی صحبت میں نہ بیجو اور اسقدر نکاح نہ کرو یہ مستورات کی صحبت کا اثر ہے جو تم ایسی باتیں
کرتے ہو خیر معلوم ہوا کہ تمہاری رہائی کا ابھی زمانہ نہیں ہو جو تم میرے کہنے پر عمل نہیں کرتے ہو خیر جانتا ہوں
کیا کروں بن پڑتا ہی تو جا کر اہل لشکر کو خبر کرتا ہوں یہ کہہ کر خواجہ وہاں سے چلے تھوڑی دور چلے گئے
کہ اوو مہر پیر نے جو سحر کر کے دیکھا تو معلوم ہوا کہ جب صدا سے گیر دی تھی تو خواجہ گلیم اور جو کہ
وہاں سے نکل کر سیر جادو کے پاس چلے آئے تھے اب گلیم اور وہے ہوئے حمزہ سے باتیں کر رہے
ہیں جو ظاہر ہوا مہر پیر نے حکم دیا کو تو اں کو کہ غم و حمزہ سے باتیں کر رہا ہے اوسکو جا کر پکڑ لاؤ کو تو اں
اون ساحر و نگو لیکر چلائے باہم باتیں کرتے جاتے تھے کہ چاروں طرف سے چل کر گھیر لو اور ایک مرتبہ جا پڑو
تاکہ وہ خبر دار نہ ہونے پائے خواجہ جادو سے چلے گئے جب ان سبکو اوس طرف آتے ہوئے دیکھا
تو یہ بھی اونکی طرف چلے آئے قریب ہو گئے تو اونکی تقریر سنی معلوم ہوا کہ یہ میری گرفتاری کو چلے
ہیں برا نظیر جادو و مہر جادو نے روانہ کیا ہے کیونکہ اوسے سحر سے دریافت کیا ہو گا اوسکو معلوم ہوا ہوا
کہ میں فلان مقام پر ہوں پس اوسے انکو روانہ کیا خیر اگر یہ اس قصد سے آتے ہیں تو انکو اس طرف
آنے کا مزا چکھا دون یہ بھی تو جانیں کہ ہم کسی کی گرفتاری کو اپنے مالکوں کے حکم سے گئے تھے یہ
سوچا اور تجویز کر کے اونکے درمیان میں اگر گلیم سر سے اوتار می لغزہ کیا منم خواجہ عمر و بن امیہ عمری
عبار حمزہ صا جقران یہ لغزہ کر کے اور نیچے لیکر کرے اوپر جا پڑے اوکو سحر کرنے کی مہلت نہ دی لب
ہلانے کی فرصت نہ دی اب جو حملہ کیا ایسی ہی حملہ میں پانچ ساحر و نگو کا کام تمام کیا کسی کے پاؤں قلم کر کے
کسی کا سر کسی کے ہاتھ اسی طور سے دو چار کوزخمی کیا پانچ چم کو ہلاک کیا یہ طریقہ تھا کہ بوٹ لگا کر اداں
قلم کر دئے وہ جیسے گرنے لگا اب جست کر کے دوسرے کی پشت پر چھ جاتے جاتے اوسکے ہاتھ
رسید کر دیا کہ وہ پاؤں کے قلم ہونے سے گرا تھا کہ اوس سے جو ہاتھ پڑا سر اوڑ گیا جسکی پشت پر پونچے
تھے اوسکو لپکا کر کہا کہ ہوشیار ہو جا تیری اہل تیرے اوپر آ پونچی ہو وہ جب تک جیسے ہٹے کہ ہاتھ رسید
کیا کہ اوسکا سر اوڑ گیا کہ وہ مرکز گرا یہ جست کر کے تیسرے کے روش پر تھا اوسنے جو گرا بناری دوش پر پائی
خیال کیا کہ یہ کون بلا میرے دوش پر یہ قصد کیا کہ اُسکے پاؤں ہاتھ سے پکڑ لوں اوسنے اس قصد سے

بٹھایا اور خواجہ نے نیچہ اوسکی گردن پر سید کیا کہ اسکا سر اوڑ گیا وہ گر لے لگا بہ جست کر کے نوین چشم
 ایک اور ساحر کھڑا ہوا تھا حیران حیران اوسے اور وہ دیکھ رہا تھا کہ یہ عمر و کے نعرہ کی صدا کہاں سے آئی
 انھوں نے آتے ہی اوسکے قریب آواز دی کہ ہوشیار ہو جا یہ لکڑا ب جو نیچے مارا شکم چاک قصہ پاک ہوا
 ساحر وں کے مرنے کی علامت بلند ہوئی ٹوٹ مار کر دو چار کے پاؤں اور اڑنے والے خواجہ اوسوقت
 چمک چمک کر اذ نکو قتل کر رہے تھے نیچہ شل برق کے ٹوٹ رہا تھا چھلا دانتے نظر نہ آتے تھے سپر
 جا پڑھے اوسکو ہلاک کیا کبھی اسکو مارا کبھی اوسکو قتل کیا جب خواجہ نے اس طوطے سے دس پانچ کو
 مجروح کیا ورنچ چھو ہلاک کیا تو وہ تھے بھی مودود سے چند اس طور کے مقابلہ سے اوسکے
 حواس ہاتھ رہے شونہ گھبرا گیا کہ لینا پکڑنا یہ عیار قتل کیے ڈالتا ہر کو تو الی دور سے کھڑا ہوا کہہ رہا
 ہر کہ پکڑ لو پکڑ لو جانے مندو وہ جواب دیتے ہیں کہ کسکو پکڑ لین وہ ہاتھ آتا ہی نہیں ہر چھلا داتا
 یا برق جھندہ ہر ہاتھ آتی تو پکڑ میں ذرا آپ ہی آکر پکڑ لیجیے یہ شور و غل جو ہوا اہل تماشا نے بھی
 سنا کہ یہ کیا واقعہ ہر کیونکہ سب صاحبقران کی طرف دیکھ رہے تھے یہ شور و غل کوسکے اوس
 طرف جو دیکھا تو کیا نظر پڑا کہ ایک و بلا تپلا آدمی قد آور چند ساحر وں سے لڑ رہا ہے جھپٹ جھپٹ
 اور جست و خیز کر کے اور وہ اوسکا کچھ نہیں بنا سکتے ہیں اب تو وہ سب اس طرف ناکو متوجہ
 ہو گئے اور اس لڑائی کا تماشا دیکھنے لگے خواجہ لڑ رہے تھے جب کو تو ال نے دیکھا کہ ان لوگوں کا
 قابو نہیں چلتا ہر سب قتل ہوئے جاتے ہیں یہ عیار ہاتھ نہیں آتا ہی پس کو تو ال بھاگ کھڑا
 ہوا اون سبکو لیکر یہ کہتا ہوا کہ کون ایسی بلا سے لڑے اور پکڑنے کو جائے اگر ہم یہ جانتے تو کبھی اس
 امر کا قصد نہ کرتے آپ تو چین سے بیٹھے ہوئے ہیں ہما کو بلا کے منہ میں بھیج دیا کہ جاؤ اسیر کر لاؤ اور
 کو تو ال گیا ہر پکڑ کے لاتا ہوا گا کہ ایک مرتبہ شور و غل کی جو آواز آئی کہ لینا پکڑنا جانے دنیا یہ تو بلا سے
 بے دربان آفت جان ہر ہاتھ نہیں آتا ہی کیونکہ اسیر کریں ہم باز آئے ایسی ملازمت سے ہما کو اپنی جان
 دو بھر نہیں ہر کہ ہم بیکار کو برباد کریں یہ جو صدا آئی منیر جادو و ذخیلیر جادو نے نگاہ اٹھا کر دیکھا یہ اونکو
 سانچہ نظر آیا کہ کو تو ال آئے آئے عقب میں اوسکے ہمراہی اوعین کوئی لنگہ کرتا ہوا لسیکا سر شگافہ
 کہ لسیکا شانہ شانہ خون ہٹا ہوا چلا آتا ہی اونکے عقب میں عمر و عیار بلا سے روزگار ہلاک رہا ہوا کہ کہاں
 جاتے ہو میں آپو نچا کیوں اتنے زرا پانی میرے اسیر کرنے کے قصد سے جانے کی منیر جادو و ذخیلیر جادو

جو یہ واقعہ دیکھا ایک مرتبہ نظیر نے اپنے بھائی سے کہا کہ میں جا کر اس عیار کو اسیر کیے لانا ہوں
اسنے تو آفت برپا کر رکھی ہو دیکھئے کتنوں کو مجروح کیا ہو کو تو ال باوصفیکہ ساحر ہو مگر بھاگ کھڑا
ہوا ہو ایک عیار سے منیر جاوونے جواب دیا کہ ای برادر کجاں برابر تم اسی مقام پر قیام کرو بلکہ منیر
یہو گا کہ یہ اوصین واثا صا حقرا فی تم لیکر ورنہ کو چلے جاؤ میں ان سے سمجھ لوں گا کہ نظیر نے کہا
کہ بھائی صاحب میں اسوقت تو یہاں سے جاؤں گا میں خود جا کر اسکو اسیر کروں گا منیر نے جواب دیا
کہ تم یہاں ٹھہرو اچھا در بند کو نہ جاؤ مگر لوح وغیرہ سے ہوشیار رہنا کہ نظیر نے کہا کہ آپ یہاں قیام کریں
میں جاتا ہوں یہ باہم تکرار ہو رہی تھی کہ کو تو ال بدحواس تلباس ہر اس اگر ہو چکا اور اسکے عقب میں اس کے
ہمراہی تھے خواجہ بھی اگر ہو چکے کو تو ال نے پکار کر کہا کہ ای نظیر جاو و منیر جاو و جلد مجھ کو اس عیار کا
سے بجائیے یہ تو بلا ہے بے درمان آفت جان ہے جب تک ہم سحر کریں کریں تب تک اسے ہم سے جو
ہلاک کر ڈالا ہو ٹھٹھک جانے کی محبت نہ ہی آخر کو ہم اپنی جان لیکر بھاگے وہ بھی عقب میں مثل اڑو
دماں کے چلا آتا ہی منیر جاو و و نظیر جاو و نے برہم ہو کر کہا کہ آفت ہو تم لوگوں پر کہ ایک عیار سے
ساحر ہو کر بھاگتے ہو باوصفیکہ تم ساحر ہو اور وہ غیر ساحر ہو اور اکیلا ہی اور تم قریب بیچاس کے ہو تم بھاگنا ہی
قول ہو کہ اویسے لب ہلاک کی ہمدست نہی اور وہ پانچ کو ہلاک کر ڈالا پس تم لوگ ہیٹ جاؤ میں
اسیر کیے لیتا ہوں کو تو ال نے عرض کیا کہ خداوندہ برق جہندہ کا طریقہ رکھنا ہو کہ گری اور کام
تمام کیا اور پورے شہرہ ہوا کی منیر جاو و نے جواب دیا کہ وہ تمہارے خیال میں برق جہندہ کا طریقہ رکھنا ہو
بھلا ہمارے رو برو کیا اس طریقہ سے مقابلہ کر لیا آنکھ ملنے ہی ملو انکا کو تو ال نے عرض کیا کہ بہت
خوب یہ عرض کر کے قصد کیا تھا کہ سامنے سے ہنوں کہ خواجہ تو عقب میں چلے آتے ہی تھے جو لوگ
کہ کو تو ال کی پشت پر تھے خواجہ اون لوگوں پر اگر مثل بلاے مہرم و برق کے گرے کیسکا سرفلم کر ڈالا
اور کیسکا پاؤں اور کیسکا شکم چاک قصہ پاک کیا پھر تلاطم مچا کہ وہ بلا لگی کہ ان کے چکر جا میں منیر جاو و
و نظیر جاو و نے جو یہ طریقہ خواجہ کے لڑنے کا دیکھا میزان ہو کر صگئے مثل نصویر کے کھڑے ہو کر
نماشہ دیکھنے لگے راوی بیان کرتا ہے کہ ان دونوں کو ایسی حیرت ہوئی کہ سحر وغیرہ کرنا بھول گئے
پس کھڑے ہوئے دیکھ رہے ہیں ہاتھ تک نہیں ہلاتے ہیں راوی کہتا ہے کہ اسوقت خواجہ عمرو
بھی جان پر کھینچے ہوئے لڑ رہے تھے صرف اس خیال سے کہ حمزہ قید ہو میں نے عیاری کی تھی اورو

اوسکے۔ ہوائی کی فکر کی تھی مگر وہ عیاری نہ تھی میرا راز افشا ہو گیا حمزہ سے جا کر میں نے کہا بھی
 میں تم کو یہاں سے زنبیل میں رکھ کر لیچلون حمزہ نے نہ مانا میرے کہنے کو قبول نہیں کیا اس سے معلوم
 ہوتا ہے کہ حمزہ کی قضا آئی ہو جو وہ کسی امر کو قبول نہیں کرتا ہے اگر میں بیان او سکھ چھوڑ کر جاتا ہوں
 اور جا کر اہل شکر کو خبر کرتا ہوں تو اتنے عرصہ میں یہاں حمزہ قتل ہو جائیگا اہل شکر یہاں اگر
 کیا بنائیں گے پس بہتر ہے کہ تو بھی اپنی جان دے۔ بعد حمزہ تیری زندگی بگڑے ہو پس میری خداداد گریہ سے
 یہ دعا ہے کہ قبل حمزہ کے میرا کام تمام ہو گو میں بھری چیز کا نام نہیں لیتا ہوں او سکا خیال بھی نہیں کرتا ہوں
 اگر حمزہ کی قضا آئی ہو تو قبل اسکے میری قضا آجائے اس شرط کے ساتھ میں بڑھی شکر کی خواستگاری
 کرتا ہوں پس یہ خیال کر کے خواجہ نے اپنے کوٹھا پر کیا تھا اور کوٹوال کے پیادوں سے لڑنے
 لگے تھے اسی سبب سے خواجہ لڑتے ہوئے اوس مقام تک آئے تھے کہ جہاں پیر و پطیر کھڑے ہوئے
 تھے یہاں پر بھی اگر خواجہ نے دو چار کوزخمی کیا اور تین چار کو جان سے ملایا اوس عالم بد خواہی و ناامیدی
 میں خواجہ کو یہ امر یاد نہ رہا کہ تم سرداروں کو زہر کوہ شجا آئے ہو اور اونسے کہ آئے ہو کہ اگر حمزہ پر وقت
 سخت ہو گا تو میں تم کو آواز دوں گا تم ذرا اگر کمک کرنا او وقت ایسے کچھ خواجہ بد خواہ اس تھے کہ
 اس امر کا بالکل خیال نہ ہوا آدم بر سر مطلب اب جو خواجہ نے اس مقام پر اگر دو چار کوزخمی و قتل کیا وہ
 سب کے سب بھاگ کھڑے ہوئے خواجہ نیچے تول کر کوٹوال پر جا چڑھے جب تک وہ سنبھلے سنبھلے اور
 سحر کر کے خواجہ نے ایک ہاتھ رسید کیا کہ نیچے اوسکی شکم میں دریا شکم چاک قصہ پاک ہوا
 کوٹوال سر گر اوسکے مرنے کی علامت بلند ہوئی سنگ باری و برت باری ہونے لگی تارکی
 ہو گئی آواز آئی کشتی مرا کہ نام من شحہ جادو بود افسوس مریم جان داویم مطلب خور ز سیدیم
 خواجہ کوٹوال کو قتل کر کے آگے بڑھے یہ چالاکی جو خواجہ کی بغیر جادو و لطفیر جادو و لطفیر ہیبت
 حیران ہوئے اور دل میں کہنے لگے کہ یہ عیاری کا سیکو ہی بلا ہو کوٹوال کو آخر قتل کیا یہ کسرا نے
 دل میں بڑی لطفیر سے کہا کہ بھائی لوح و غیرہ سے خبردار رہنا میں اس سے لڑتا ہوں اور اس پر سحر
 کرتا ہوں اوسنے کہا کہ بھائی صاحب میں لوح و غیرہ لیکر جاتا ہوں ورنہ کوجب آپ ان لوگوں
 کے مقابلہ سے فرصت پائیگا اور انکو قتل کر چکے گا تو یہ سب اشیاء ہاں اگر عیاری کا اپنے ہمراہ
 بخدمت شنگال بغیر جادو و لطفیر سے کہنا کہ میں نے تو تم سے پہلے ہی کہا تھا اب تک تو تم پوچھتے ہو

اوستے کہا کہ اب میں لیئے جاتا ہوں خواجہ یہ سب باتیں کھڑے سن رہے تھے اب چوتاریکی
 برطرف ہوئی خواجہ نے دیکھا کہ سب اناٹا صاحبقرانی مع لباس وغیرہ کے اور روحوں کے اسی
 مقام پر رہتا ہوا ہر ایک طرف میں جادو کھڑا ہوا اور ایک طرف بڑی نظیر جادو پہلے خواجہ نے
 خیال کیا کہ جست کر کے اسپر جال الیاسی مارو اور سبکو اٹھا کر نذر زنبیل کر لو اور سوقت خیال
 میں آیا کہ دونوں ساحرین ایسا نہ ہو کہ سحر کر کے پکڑ لیں تو بڑی خرابی ہو گا ایم اور ٹھوکر سب مال
 کو اٹھا لو بگردلے گوارا نہ کیا اس سبب سے کہہ تو بالکل نامردی ہی اور عیاری کے یہ معنی ہیں
 کہ انکو قتل کر کے اس مال پر قبضہ کرو پو شیدہ ہو کر لیا تو کیا لیا اس حرام زادے بڑی نظیر کو اٹھا
 دو جب یہ لوحین اٹھا لیکر اسکو سحر فراموش ہو گا پس اسوقت اسیر حملہ کرنا اور اسکو قتل کر کے
 مال پر قبضہ کرنا مگر بہتر یہ ہے کہ کسی تدبیر سے غیر کو علیحدہ کرو خواجہ یہ تجویز کر رہے تھے کہ غیر کی نگاہ خواجہ
 پر پڑی پس غیر جادو نے جیسے خواجہ کو دیکھا اونا عیار لکھ خواجہ کی طرف سحر کرتا ہوا چلا خواجہ
 اوسکو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھ کر بھاگے وہ چلا اور اُس نے کہا کہ کہاں جاتا ہے کیا تو نے مجھکو بھی
 ششہ جادو مقرر کیا ہے یا بڑی نظیر یہ نہ سمجھا کہ اوستے سحر کیا تو غائب ہو گیا تو میرے ہاتھ سے بھاگ کر
 کہاں جائیگا اگر مالہ آسمان جائیگا تو میں وہاں بھی تیرے عقب میں ہو چوں لگا اگر زیر زمین
 جائیگا تو میں زیر زمین بھی تیرے عقب میں ہو چوں لگا تو میرے ہاتھ سے ہین بچ سکتا ہے
 تو خواجہ نے کہا کہ تو مجھکو کیا پائیگا کیوں میرے عقب میں آتا ہے دیکھو سمجھتا پائیگا غیر جادو نے کہا
 کہ دیکھنا ہوں اب کہاں جائیگا یہ کہہ کر چلا لیکن عقلمند ایسا تھا کہ چلا تو جاتا تھا مگر آواز گیر نہیں دیتا
 تھا خواجہ جو بھاگے تو انھوں نے پلٹ کر بھی نہ دیکھا کہ عقب میں کون آتا ہے اب میں جادو کو خیال
 آیا کہ آواز گیر دیکر اسکو دار و گیر کرو مگر اس خیال سے آواز گیر نہیں دیتا ہے کہ یہ کسی مقام پر
 چند منٹ کے لیے ٹھہرے تو گیر کی صدا دون راوی بیان کرتا ہے کہ جدھر خواجہ بھاگے جاتے تھے
 اوس طرف کو ایک درخت تھا خواجہ اوس درخت کے قریب پہونچ کر ٹھہرے اوس مقام پر پہونچے
 تھے کہ غیر نے کہا کہ اوسا ربان زادے رہ جا میں آپو سچا آپ کہاں جائیگا راوی کہتا ہے کہ اسوقت
 خواجہ کے ذہن میں ایک تدبیر آگئی فوراً خواجہ درخت کی آڑ میں ہو گئے اور گایم اور ٹھوکر کھڑے
 ہونے میں نے جو دیکھا کہ یہ درخت کی لپشت پر کھڑا ہوا ہے اب یہ جا نہیں سکتا ہے آواز گیر دو

تاکہ زمین اس کے پاؤں پکڑ کر خواجہ گلیم اور کھڑے ہوئے سے چل کھڑے ہوئے یہ سوچ کر کہ اس مقام پر چلو کہ جہاں زمین
 وغیرہ رکھی ہوئی ہیں بونٹھیر کو کسی تدبیر سے قتل کرو اور ان سب پر قبضہ کرو کیونکہ یہ تمہاری تلاش میں
 اور کیا ہوا اب وہ وہاں اکھلا ہی یہ خیال کر لو کہ وہ دھوکا نہ کھائے گا ظاہر ہو کر اور سکو قتل کرو خواجہ وہاں
 سے طرف بونٹھیر کے گلیم اور سے ہوئے چلے یہاں میں جادو نے قریب درخت پہنچ کر آواز دی کہ اگر
 زمین عمر و عیار کے پاؤں پکڑ کر خواجہ وہاں چلے چکے تھے زمین پاؤں کے پکڑتی میں جادو جو پشت پر درخت
 کے آیا اب جو دیکھا تو خواجہ کو اس مقام پر نہیں پایا یہ حیران ہوا کہ یہ مکار کمان چلا گیا میرے سامنے
 اس درخت کی پشت پر آیا تھا یہ چلا کمان گیا اسے خیال کیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ آگے چلا گیا کمان
 جائیگا میرے ہاتھ سے پس اسے سحر سے بھی نہ دریافت کیا کہ عمر و عیار کدھر گیا یہ آگے کو چل
 کھڑا ہوا راوی بیان کرتا ہے کہ خواجہ میں جادو کو اس مجمع کے قریب لگا کر زمین لائے تھے دوسری
 طرف لگا کر چلے تھے جدھر مجمع نہ تھا جو کوئی خواجہ کی یہ تدبیر دیکھتا یہ تو اور خواجہ کی تلاش
 میں چلا اور وہ خواجہ گلیم اور سے ہوئے بونٹھیر جادو کے قریب پہنچے وہاں بونٹھیر نے زمین
 وغیرہ اٹھا کر چلنے کا قصد کیا تھا کہ خواجہ قریب پہنچ گئے خواجہ نے جادو کے پاس لاہین
 وغیرہ دیکھیں اتنے بے خوف ہو کر گلیم سر سے اوتار ڈالی گلیم اوتار کر آواز دی کہ بونٹھیر ہو شیار
 ہو جاؤ میں تیری جان کا ملک الموت آ رہا ہوں تو میرے ہاتھ سے بچ کر کمان جائے گا
 تو نے تو اگر میری عیاری کو خراب کیا میں تو تیرے خون کا پیاسا اور جان کا دشمن ہوں
 اور یہ کر بونٹھیر نے جو خواجہ کو اپنے برابر پایا کہا اور ساربان زادے تو میرا کیا بنا لگا کھڑا تو رہ
 بھاگنا نہیں یہ لہکر آواز دی کہ اے بھائی صاحب آپ کمان جاتے ہیں وہ ما عیار تو بیان موجود
 ہو مجھ سے لڑنے کو آیا ہو آپ اسکی تلاش میں اور وہ کمان جاتے ہیں واپس آئیے
 وہ آپ کو دھوکا دیکر اور چلا آیا دیکھنے میں پکڑے لپٹا ہوں میں جادو نے جو بھائی کی صدا
 سنی اور یہ آواز اس کے کان تک پہنچی اور اسے پلٹ کر دیکھا تو خواجہ کو بے بونٹھیر کے
 سامنے کھڑا ہوا پایا یہ دیکھ کر پلٹا یہ کتنا ہوا کہ او بونٹھیر اسکو جانے دنیا میں آتا ہوں یہ لہکر
 چلا اور اہل مجمع سے کہا کہ تم لوگ کیا کھڑے ہوئے تماشا دیکھ رہے ہو سب ایک مرتبہ
 گھیر کر پکڑ لو جائے غزو یہ سننا تھا کہ سب اہل مجمع یہ تقریر میں جادو اپنے بادشاہ کی

شکے لینا لیتا کہتے ہوئے چلے اور پکڑنا اس عیار سکار کو اور جانے نہ دیا خواجہ نے جو
 اور ہر یہ واقعہ دیکھا کہ بڑی نظیر جادو نے پکار کر غیر جادو کو آگاہ کیا وہ پلٹ کر ادھر کو آتا ہر اور
 اپنے ساتھ اور مجمع کو میری گرفتاری کے قصد سے لاتا ہوا ایسا نہو کہ یہ سب یہاں پہنچ
 جائیں اور سب ساسر کرنے لگیں تو بڑی خرابی ہو پھر ان سے بچنا محال ہو گا ایسی
 حالت میں بچنا دشوار ہو گا یہ موقع پا کر نکل جائیگا لو حین وغیرہ بھی ہاتھ سے نکل جائیں گی
 جب تک یہ لوگ آئیں آئیں اسکو بار لو یہ سوچ کر خواجہ نے بڑی نظیر سے کہا کہ کیا کھڑا ہوا دیکھو نا
 اور اپنے حمایتوں کو بلارہا ہر کیا اونکے بھروسہ پر یہاں آیا تھا تو بڑا نامرد ہر معلوم ہوا
 کہ تجھ ایسا نبردل بھی کوئی نہ ہو گا اس طور سے جو بڑی نظیر کو خواجہ نے طعنہ دیا اوکو
 غصہ آگیا بولا کہ تجھ ایسے عیار سے میں خوف کرونگا سا حیر ہو کر مگر شرط یہ ہر کہ تو بھی سامنے سے
 نہ بھاگنا خواجہ نے کہا کہ میں قسم کھا کر کتا ہوں کہ اب کبھی نہ بھاگوں گا بدون تجھ کو قتل کیے
 ہوئے نہ جاؤں گا اونا لائق کیا کھڑا ہوا ہر ہر کہ اس طور سے جو خواجہ نے کہا اوکو غیرت
 آگئی اسکا سبب یہ تھا کہ خواجہ کو جو بی معلوم تھا کہ یہ سحر نہیں کر سکتا ہر لوح جو اسکے پاس
 ہر اسکو سحر فرا موش ہو گا اسی سبب سے تو بے خوف سامنے کھڑے ہوئے تھے اور دانت
 دانت کر حربہ کرنے کو کہ ہے تھے جب اونے دیکھا کہ یہ سامنے کھڑا ہوا ہر اور مجھ کو لعنت
 و ملامت کر رہا ہر کہ قدر بے خوف ہر معلوم ہوا کہ اسکی قضا میرے سامنے لائی ہر پس
 اسنے جھولی سے گولا نکالا اور اب جو اسم سحر کو یاد کرتا ہر تو بالکل فرا موش ہر حیران ہوا کہ
 یہ کیا امر ہر کہ سحر فرا موش ہر یہ فکر کرنے لگا خواجہ نے اسکی طرف دیکھ کر کنا کہ کیا کھڑا ہوا دیکھو نا
 ہر گولہ مار میں تیرے سحر کو دیکھوں کہ تو کیسا ساحر ہر وہ اس قدر میں تھا کہ یہ کیا سبب ہر
 کہ مجھ کو سحر فرا موش ہر یہ اسی تردد میں تھا کہ اسکو خیال آیا کہ تیرے پاس لوح طلسم جو ہر
 اس سبب سے سحر مجھ کو فرا موش ہر یہ سوچ کر اسنے قصد کیا کہ لوح وغیرہ کو رکھ دوں
 پھر سحر کروں تاکہ سحر تو یاد آئے یہ تجویز کر کے لوح کے رکھنے کے قصد سے جھکا اور دھر
 خواجہ نے خیال کیا کہ اگر اسنے لوحین وغیرہ رکھ دیں تو پھر بڑا غضب ہو گا اسکو سحر یاد
 آ جائے گا اسوقت اسکے ہاتھ سے بچنا دشوار ہو گا یہ ہی موقع ہر اسکے مار لینے کا یہ سوچ کر

جیسے وہ لوحین رکھنے کو جسکا خواجہ نے چمک کر نیچے رسید کیا اور آواز دی کہ ہوشیار ہو جا قضا
تیری تیرے سر پر آپہونچی وہ جھکا ہوا تو تھا ہی جب تک وہ یہ صدا سنکے سنبھلے سنبھلے کہ ادھر سے
نیچے پڑا یا علی مدد کہہ کر خواجہ نے جو نیچے مارا نیچے بیاض گردن پر پڑا کیونکہ اسکا سر خم تھا مثل
خیار تر کے نیچے نے اس کے سر کو قلم کیا سر اسکا دور جا کر گرا اور دھر دھر گرا ادھر اسکا جسم زمین
پر گرا خواجہ نے جست کر کے لوح کو گلے میں ڈالا اور جب قدر اٹاٹا اور اسباب دہا سلیم صاف تھا
کا اس مقام پر تھا سبکو جال مار کر نڈز زنبیل کر لیا مع اس صندوق کے اور ہر توان سب
اشیا پر خواجہ نے قبضہ کیا اور دھر دھر لٹیر کے مرنے کی علامت بلند ہوئی آواز گھوڑا رانے لگی
بیر غل بچانے لگے تاریکی ہو گئی زمین کو زلزلہ ہوا جا بجا سے زمین شق ہونے لگی سیاہ
اندھی اور ٹھنی برف بادی سنگ بادی ہونے لگی تمام جہان تاریک ہو گیا ایک تلاطم مچ گیا فست
برپا ہو گئی غیر جادو جادو دھر سے اہل مجمع کو صدا دیکر چلا تھا اور وہ سب لوگ لینا لینا کھڑے ہوئے
ہاے سحر ہاتھ میں لیکر چلے تھے اونٹنوں نے جو یہ آفت اور تلاطم برپا دیکھا آگ پرستے
ہوئے دیکھی شعلہ نکلے ہوئے حیران ہوئے کہ یہ کیا داقت ہو کون سا حرام مارا گیا کہ جسکے مرنے کی
یہ علامت پیا ہوئی غیر جادو نے جو یہ سنا ڈر دیکھا اسکا کلیجہ دھک سے ہو گیا اور اسکو صاف
یقین ہو گیا کہ لٹیر جادو کو غمرو نے قتل کر ڈالا دھوکا دیکر یہ ہاے بھائی کہہ چلا جب یہ وہاں
پر آکر پہونچا وہ سب تاریکی وغیرہ اور تلاطم برطرف ہو گیا آواز آئی کشتی مزامن لٹیر جادو بود یہ
صدا جو آئی اتنو غیر جادو کی مکر ٹوٹ گئی ہاے برادر بجان برابر کہہ کر بکڑی اور یہ آواز بلند
رونے لگا اور اسی مقام پر کھڑا ہو کر یہ بین کرنے لگا کہ ای لٹیر تم بھوکا مار گئے ہماری مکر توڑ
گئے اور بھائی کو دھر آؤں کچھ دیکھائی نہیں دیتا ہی بالکل بصارت جاتی رہی تم تو میرے قوت بازو
وزینت پہلو تھے تمہارے سبب سے میری مکر مضبوط تھی میں نے تمکو مثل فرزندوں کے
پرورش کیا تھا محکو تم سے بڑا سہلا تھا میں جانتا تھا کہ تم بعد میرے میری لاش کو ادھار
میرا کر یہ کرم کر دے گے میں تمہارے سامنے مرد لگا سیرا مردہ روشن ہو گا میری لاش کے ہمراہ سر
کھولے ہوئے روتے ہوئے ہاے بھائی دای بھائی کہنے ہوئے چلو گے کیونکہ میرے کوئی اولاد
نہیں ہے میں تمکو اپنا فرزند جانتا تھا اسی سبب سے تمکو پرورش کیا تھا فن سحر میں طاق

شہرہ آفاق کیا پوری جوانی نہ ہونے پائی تھی کہ دام اجل کے اسیر ہو گئے صیاد اجل نے تمہارے
طا سُر روح کو قفس جسم سے نکال کر پر کھول کر چھوڑ دیا یہ تم کیا غضب کیے جانتے ہو کہ محکو
الیا چھوڑے جاتے ہو رہ جاوین بھی آتا ہوں ابھی اس کے قدم نہ برہانا میں جادو تو یہ ہیں
کر رہا تھا وہ جو لوگ اس مقام پر برائے تماشا آئے تھے اور میں جادو کے کئے سے
خواجہ کی طرف لینا لینا کر چلے تھے اونٹوں نے جو بڑی لطیف جادو کے مرنے کی صدا سنی اور
میں جادو کو بین کر کے ہوئے دیکھا اور دیکھا کہ سامنے بڑی لطیف کے لاش پڑی ہوئی ہے سر
الگ ہے اور تن الگ عمرو عیار برابر اس کے کھڑا ہوا ہے جو جواہرات وہ پہنے ہوئے تھا اسکو
اوتار رہا ہے وہ سب کے سب قریب میں جادو کے پونچر کھڑے ہو کر میں جادو کو سمجھانے
لگے میں جادو جو زیادہ بقیار ہوا پس اس نے فصد کیا کہ اپنے کو ہلاک کروں کہ ادن لوگوں نے
مانعہ پکڑ لیا اور کہا کہ خداوند یہ کیا آپ کے دل میں آیا ہے پہلے اپنے بھائی کے قاتل کو قتل
تو کر لیجئے پھر جو آپ کے دل میں آئے وہ کیجئے گا آپ کیا غضب کرتے ہیں دشمن خوش ہونگے
اونکی مراد پوری ہوگی پھر جب آپ نہ ہونگے وہ باطمینان تمام طلسم کو اور اس دربار کو ورہم
وہرہم کر دیں گے اپنے بھائی کے خون کے عیوض میں حمزہ کو قتل فرمائیے وہ آپ کے پاس قید
ہے زیر داریٹھا ہوا ہے جلاو کو حکم فرمائیے کہ وہ سر کاٹ لی اور آپ عمرو عیار کو پکڑ لیجئے وہ سامنے
کھڑا ہے بڑی لطیف جادو کا جواہرات اوتار رہا ہے ہم بھی سحر کرتے ہیں اور آپ بھی سحر کر کے اسیر کر لیجئے
یہ جو سب نے کہا اور سمجھا یا میں جادو کو خیال آیا کہ سچ کہتے ہیں پس میں جادو نے رقت کو
ضبط کر کے اور آنسو پاک کر کے کہا کہ امی بھائی بڑی لطیف میں نے تمکو خداوند سامری کے سپرد
کیا خیر تم جاؤ ہم بھی آتے ہیں اب ہم بعد تمہارے زندہ نہیں گئے مگر تمہارے قاتلوں کو قتل کر کے
اور تمہارے خون کا عیوض لیکے اپنی جان دینگے راوی بیان کرتا ہے کہ یہ میں جادو نے
کہہ کر و مال سے آنسو پاک کیے اور ادن لوگوں سے کہا کہ چلو اس تا عیار کو اسیر کر دو
جانے نہ پائے یہ حکم دینا تھا کہ سب اہل جمع ایک مرتبہ ترنخ و نازخ و ناریل و گولہ
نولادی و تیز لیکر حملہ ور ہوئے خواجہ نے اودھر سب جواہرات اوتار لیا اب خواجہ
پلٹے کہ چل کر یہ لو حسین وغیرہ صاحبقران کے گلے میں ڈال دوں خواجہ جو پلٹے تو

او تھون نے دیکھا کہ ایک مجمع کثیر جم غفیر ترنج و نارنج با تھون میں لیے ہوئے کھڑے ہوئے
 چلے آتے ہیں آگے آگے میںر جادو و جادو دیکھ کر خواجہ نے بھی نیچو سنبھالا اور پیرو بدل کر
 کھڑے ہوئے اور پکارے کاسو کفار ان پر دغا دای سا حزان بے حیا اور آنا تو ذرا سمجھو جو جھو
 آنا بیان اثر دما سے دماں نہ کھولے ہوئے پیچھا ہی نہنگ ابل نہ کھولے ہوئے ہی اگر
 بیان آؤ گے سب کے سب لقمہ گرگ ابل ہو گے راوی بیان کرتا ہے کہ خواجہ اس سب سے
 اور بیخوف ہو کر مقابلہ کرنے پر آمادہ ہوئے تھے کہ اذکویقین ہو گیا تھا کہ میرے پاس لوح
 موجود ہے سحر و سحر اثر نہ کر لیا بلا خوف ہو کر مقابلہ کرو یہ تمہارا کیا نبالین گے اسی طور سے
 لڑتے بھڑتے قریب صا حقران کے پہنچو اور رہا کرو راوی بیان کرتا ہے کہ خواجہ اسی
 خیال سے پیڑہ بدلے ہوئے کھڑے تھے مقابلہ پر آمادہ صا حقران زبرداری بیٹھے ہوئے
 تھے جلا و کھڑا ہوا تھا حکم کا منتظر تھا صا حقران بیٹھے ہوئے بلا خطہ فرما رہے تھے او
 خواجہ کی سب کارروائیاں دیکھ کر آنکی تعریف فرما رہے تھے اور شکر یہ ادا کر رہے
 تھے خداوند کریم کا اور خیال فرما رہے تھے کہ ضرور کوئی نہ کوئی صورت رہائی کی ہوگی اسقدر
 تو ہوا کہ اتنے عرصہ تک تو جان بچی اگر خواجہ نہ آجائے تو اتنا تک فائدہ ہو جاتا اس سے
 معلوم ہوتا ہے کہ ابھی زندگی ہی ورنہ میںر جادو و جلا و کو حکم قتل دیکھا تھا و مہینہ تول کر اور
 پیڑہ بدل کر چلا تھا کہ خواجہ نے اگر یہاں ہی لی اور مجاہد قتل کے چاہا یہ سب فضل خدا تھا
 اگر خدا کے کریم کو میرا قتل منظور ہوتا تو خواجہ کا کیا مقدور تھا کہ وہ یہاں تک پہنچ سکتے
 اور عیاری کر سکتے یہ سب اوسکی مہربانی اور پرورشش آردہا ہے بندہ کا ہر وقت محافظ
 اور نگہبان ہی صا حقران تو حمد الی در زبان فرما رہے تھے او دھوا یک مرتبہ میںر جادو
 لینا لینا کہ کر خواجہ عمرو پر حمل آور ہوا اور خواجہ پر ہر طرف سے ترنج و نارنج وغیرہ کی پوچھا
 ہونے لگی جو نارنج یا ترنج یا شعلہ سحر خواجہ کے قریب آتا تھا وہ ہر طرف ہو جاتا تھا خواجہ
 پر بالکل اثر نہ کرتا تھا خواجہ پر جو چاروں طرف سے سب نے حمل کیا پس خواجہ نے
 بھی پایزدان پاک کہ کر اور نیچو کو علم کر کے ادبیر حملہ کیا اتو تلوار چلنے لگی خواجہ کی یہ
 حالت تھی کہ کسی کی پشت پر پہنچے نیچو مارا کام تمام کیا جب وہ گرنے لگا جست کر کے

الک ہو گئے دوسرے کے لپیٹ کر خنجر مارا اور اس کا شکم چاک قصہ پاک کیا سب کا سر قلم کیا
 کسب کا شہادہ اور ادا کیا اسی طور سے خواجہ لڑتے ہوئے اور قتل کرتے ہوئے چلے جاتے
 تھے منیر جادو و لپکار لپکار کر کہ رہا تھا کدای سا کنان در بند منیر یہ جلد اس عیار کو اسیر
 کر لوگوں کو تم لوگ فن جنگ سے ماہر نہیں ہو مگر ایک شخص کا اسیر کرنا کوئی امر مشکل نہیں
 ہے چاروں طرف سے گھیر کر پکڑ لو جانے مذہب بھی سحر کرتا ہوں گو بڑے لپکار کے مرنے
 کے سبب سے میرے حواس درست نہیں ہیں مگر دشمن کو ادا کے اسیر کرنا پر ضرور ہر
 راوی بیان کرتا ہے کہ جب قذریہ جمع تھا سب سمے کر اس مقام پر آگیا تھا اور خواجہ پر سحر کر رہا
 تھا خواجہ اونکو قتل کر رہے تھے میدان خونی میں سوا کے حمزہ صاحب قرآن و جلاو کے
 دوسرا شخص نہ تھا کئی مرتبہ صاحب قرآن نے قصہ دیا کہ قید کو توڑ کر عمر و کی کمک کروں مگر
 جسم میں قوت نہ پائی رہ گئے کیونکہ منیر جادو نے سحر کر کے صاحب قرآن کو بالکل محسوس
 و حرکت کر دیا تھا ہاتھ پاؤں میں طاقت نہ تھی یہاں خواجہ مجمع میں گھرے ہوئے
 لڑ رہے تھے اور قتل کر رہے تھے خواجہ پر چاروں طرف سے سحر ہو رہے تھے سو یوں
 کے گھٹے رانی دوسروں کے دالے مار رہے تھے کوئی بد معاشش ماش کے دانوں کی
 بو چھار کر رہا تھا کوئی آگ برسا رہا تھا کوئی سنگ دل پھڑک رہا تھا مگر جو سحر اور جوشیا
 سحر خواجہ کے قریب پہنچتا تھا برطرف ہو جاتا تھا بسبب برکت لوح کے خواجہ برابر قتل
 کر رہے تھے ہر مرتبہ نعرہ کرتے تھے کہ شاہزادہ ولایت اول یوں لڑتے ہیں حمزہ دیکھو یوں
 مقابلہ کرتے ہیں اور یوں اکیلے لڑتے ہیں ہزاروں میں گھر کر یوں جنگ کرتے ہیں یہ نعرہ
 کرتے جاتے تھے اور لڑتے جاتے تھے راوی بیان کرتا ہے کہ وہ لوگ لڑنا کیا جا نہیں یہ لوگ
 ناواقف تھے انہیں یہی آفت پڑی تھی کہ لڑنا پڑا تھا یہ لوگ تو تماشہ دیکھنے کو آئے تھے صاحب قرآن
 کے قتل ہونے کا یہاں آ کر اس آفت میں مبتلا ہوئے اگر منیر جادو کا حکم نہ مانتے تھے تو ضربی
 ہوتی مانتا تو جان پر بنی لقمہ لقمہ کر حکم حاکم مگر مفاجات لڑ رہے تھے سحر کر رہے تھے
 کہ یکایک در بند کی طرف سے ایک سیاہ ابرو ادا تھا اس ابرو سے نقارہ کی صدا آرہی تھی وہ ابرو اس
 مقام پر آ کر شوق ہوا منیر جادو اور سب اہل در بند و صاحب قرآن و خواجہ نے دیکھا کہ ایک ساحر

زبردست ایک اثر در آتش نشان پر سوار عقب میں اوسکے لشکر بیٹھا چلا آتا ہے برقیں چمکاتے ہوئے ابر سے پانی برساتے ہوئے باہم شعبہ بازی دکھاتے ہوئے چلے آتے ہیں کوئی نہیں پر سوار کوئی بیٹھ کر پہلے کوئی قرقرے پر کوئی باز پر کوئی اثر در سحر پر کوئی طاؤس سحر پر سوار کوئی تخت سحر اوڑھتا ہوا شعلہ چمکاتا ہوا آگ برساتا ہوا نشان لشکر کھینچے جوئے کے بارشچند بازی کرتے ہوئے چلے آتے ہیں گلوں میں مار و عقب پرپٹے ہوئے جھولیاں کا ندھوں پر پری ہوتی تھلنے کھینچے ہوئے معنور چند نگاہے ہوئے بھوت ملے ہوئے تہتین باندھے ہوئے خواجہ نے دیکھا کہ تخت پر جو کہ آگے آگے تھا قدار سکا یہ معلوم ہوتا تھا کہ قالس انسان میں دایہ سینہ اوسکا چوتڑہ بانغاؤسکے برگد کے ڈالے سر اوسکا پچی گڑھی کا برج رنگ سیاہ مثل قیر کے انکھوں سے کانوں سے شعلہ نکلتے ہوئے راوی بیان کرتا ہے کہ یہ ساحر زبردست سیہ سالار تھا پیر جادو کا جبکہ فی نظیر جادو کتاب سامری میں دیکھ کر چلا تھا اور حکم یہ تھا سیہ سالار کو لشکر لیکر آنا بموجب حکم پیر جادو سے مل کر لیکر جو کہ قریب پچاس ہزار ساحران عذار کے تھے چلا تھا اسوقت آکر پہونچا اوس ساحر نے یہاں پہونچ کر جو نگاہ کی تو دیکھا کہ ایک دبلا پتلا آدمی چمک چمک کر لڑ رہا ہے اور برابر اون لوگوں کو قتل کر رہا ہے جو کہ اوس پر سحر کرتے ہیں پیر جادو کا بادشاہ ایک سمت کھڑا ہوا ہے اور اوسکے برابر لاش فی نظیر جادو کی پری ہوئی ہے سترتن پر نثار ہے چوتڑہ پر ایک کے زبردست حضرت صاحب زعفران قید سلاسل میں مسلسل و مطوق بیٹھے ہوئے ہیں جلا و تیغ ہاتھ میں لیے ہوئے کھڑا ہے یہ ساتھ دیکھ کر وہ ساحر یعنی سیہ سالار اپنے لشکر کو ہوا پر قیام کرنے کا حکم دیکر خود زمین پر آیا مگر حیران کہ یہ کیا واقعہ ہے فی نظیر جادو کو کس نے قتل کیا اور یہ کون لڑ رہا ہے اور طلسم کاش اسوقت تک کیوں نہیں قتل کیا گیا یہ جلا کیوں تینہ لیے ہوئے کھڑا ہوا ہے اور ساکنان درجہ ایک ایک کراؤں دیے تھے شخص پر جو کہ عجیب الخلق انسان ہے سحر کر رہے ہیں مگر اوس پر اثر نہیں کرتا وہ جب جبت کرتا ہے دو ایک کو ہلاک کر کے صاف نکلا ہوا چلا جاتا ہے اوسط ف کہ جدھر طلسم کشا زبردست بیٹھا ہوا ہے اسقدر حیران ہوا تھا کہ اسنے خواجہ کو نہ پہچانا کہ یہ عمر عیار ہو کیونکہ میں اکثر مقام پر لکھ چکا ہوں کہ ساحروں کے صفحہ دل پر خواجہ کی تصویر کھینچی ہوتی ہے اگر سوتے ہیں بھی دیکھ لیں تو پہچان لیں کہ ایسی

حالت میں جبکہ خواجہ اصلی صورت پر ہوں اور لڑ رہے ہوں اور اسکو نہ پہچاننے کا سبب یہ تھا کہ بدحواس ہو گیا تھا حواس بجا نہ تھے یہ ساخہ دیکھ کر آخر کار منیر جادو کے پاس آیا نگاہ جو کی تو منیر جادو کو بھی بدحواس پایا چہرہ اور سکارزد تھا بست پریشان حال چہرہ پر گرہ مال منتشر اٹھوا اس اور اس کھڑا ہوا ہی اور دھوا دھوا دیکھ رہا ہی یہ رنگ دیکھ کر اسنے پہلے کچھ نہ دریافت کیا جھک کر سلام کیا راوی بیان کرتا ہی کہ منیر جادو ایسا پریشان تھا کہ اسنے نہ پہچانا اسنے جو سلام کیا اب منیر جادو نے بغور دیکھا یہ خیال کر کے کہ یہ کون ہے جو ایسی حالت میں سلام کرتا ہی اب جو غور کر کے دیکھا تو پہچانا کہ یہ میرا سہ سالہ بیٹا ہی ہے جو اب سلام دیا اس ساحر نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ فرج مبارک کیسا ہی یہ کیا حال ہے کس سے محالہ ہو رہا ہے ابھی تک آپ نے طلسم کشا کو کس عرض سے نہیں قتل فرمایا ہی آپکے سامنے بڑے لطیفہ کو کسے قتل کیا یہ دہلا تپلا جو کہ لڑ رہا ہی اور جبیر سحر اثر نہیں کرتا ہی یہ کون ہی منیر جادو نے آہ سرد دل پر درو سے بھر کر کہا کہ اے بھائی کیا بیان کروں کہ کس آفت میں مبتلا ہوں میں طلسم کشا کو اسیر کر کے نئی آفت میں مبتلا ہوا کاش میں اسیر نہ کرتا اگر اسیر کیا تھا تو شنکال کے پاس روانہ کرتا قتل کا بند و بست نہ کرتا اگر میں یہ جانتا کہ اس آفت و بلا میں پھنسوں گا اور یہ بلا بھیر نازل ہوگی کہ میرا بھائی مجھ سے جدا ہو گا اور یوں میری آنکھوں کے سامنے پڑا ہوا ہو گا اور میں دیکھ رہا ہوں گا میرے سامنے ایک غیر ساحر میری رعایا کو قتل کرے گا اور میں اور سکا کچھ نہ بنا سکوں گا اگر میں یہ سب واقعہ جانتا تو کبھی قتل کر کے کا قصد نہ کرتا اے بھائی نہ تو اسکو قتل کر سکتا نہ اپنے بھائی کو بچا سکتا نئی آفت میں گرفتار ہوا ہوں کہ کیا کروں کیا نہ کروں اسنے کہا کہ صاف طور سے بیان دینا یہ میں بھی تو کچھ سمجھوں اور آگاہ ہوں تب منیر جادو نے صاحبقران کو بیان لیکر آنا اور سب اہل درجہ کا بارے نماشہ آنا اپنا حکم قتل دینا جلا د کا تیسرا حکم پا کر تیغ لیکر چاہتا تھا کہ ایک ہاتھ لگائے کہ سر اوڑ جائے کہ ایک وار سب آئی منیر جادو نے خواجہ کا آنا اور اپنے کو فرشتہ قدرت ظاہر کرنا اور حمزہ و عیزہ کو سمجھا کے خیمہ میں آنا اور گھٹک کرنا اپنا اس سے اقرار کرنا شہر بخاری کے لیے گھٹا اپنا اس کے کہنے پر عمل کرنا چہ بدار کو واسطے لینے شراب کے طرف درجہ

روانہ کرتا اس عرصہ میں بڑے ٹیٹر جادو کا آنا اور ظاہر کرنا کہ یہ عمر و عیسا میری فرشتہ قدرت نہیں
ہو انکو اسنے دھوکا دیا ہو اور یہ فریب کرتا ہو صرف حمزہ کو رہا کرے آیا ہو جلد اسکو اسیر کر لی جیکے
خلاصہ یہ کہ ٹیٹر جادو نے کل حال بیان کیا مع حال قتل بڑے ٹیٹر جادو اور اپنا عاجز ہو کر اہل در بند
کو حکم دیا کہ اس عیار کو پکڑ لو اور قتل کرو جانے نذر میرے ہو جب حکم سب اہل در بند
اوس عیار پر سحر کرنے لگے اور اس قصد سے اسکو اگر گھیر لیا کہ پکڑ لین مگر نہ تو اس پر
سحر اثر کرتا ہو نہ وہ کسی کے ہاتھ آتا ہو بلکہ اہل در بند کو برابر قتل کر رہا ہو اس کے ہاتھ سے
کسی کو مضر نہیں ملتا ہو عجب آفت کا پر کالہ ہو جدھر جا پڑا اسی طرف ستر اوڑھ دیا ہو بھائی
وہی عیار لڑ رہا ہو یہ دہلا پھلا وہی عیار ہو کیا تم بھول گئے تم نے پہچانا نہیں اہو بھائی نہ میں
حمزہ کو قتل کر سکتا ہوں نہ اس عیار کو پکڑ سکتا ہوں کیا کروں اسنے ہاتھ اڑ کر عرض کیا کہ غلام
کو حکم ہو یہ غلام اسکو چاروں طرف سے گھیر کر پکڑے لیونکہ میرے ہمراہ لشکر آیا ہو
جب آئیے بھائی صاحب ادھر آنے لگے تھے تو مجھ کو اور سب سرداروں کو حکم دیکر آئے
تھے کہ لشکر لیکر آنا کیونکہ مجھ کو سحر سے ظاہر ہوتا ہو کہ اس مقام پر بہت کشت و خون ہوگا
اور لشکر سے مقابلہ ہوگا پس اس عرض سے تم سب کا آنا بھی مناسب ہو میں ہو جیسا کہ
حکم کے پیاس ہزار سا حرون کو لیکر چلا تھا اور چند سرداروں کو یہاں آکر جو پھوٹا ہو کر
دیکھا اسنہ کر کے دیکھ کر میرے جو اس جاتے رہے میں نے خیال کیا کہ یہ کیا واقعہ ہو
فرا چل کر دریافت کروں آپکے لشکر کو اسی مقام پر ٹھہرا کر آپکی خدمت میں حاضر
ہوا مجھ کو کیا حکم ہوتا ہو راوی بیان کرتا ہو کہ جب ٹیٹر جادو نے کل حال بیان کیا اور اس کے
سپہ سالار نے شکے اپنے آنے کا حال بیان کیا اب ٹیٹر جادو نے جواب دیا کہ جب
میں نے دیکھا کہ یہ مجھ کو قتل کر کے طلسم کشا گورہا کر لیگا میں نے اہل در بند کو حکم دیا
کہ پکڑ لو پس وہ بچا رہے لڑ رہے ہیں میرے حکم کے سب سے اپنی جانیں دے رہے
ہیں لہذا تم جا کر لشکر کو حکم دو کہ اہل لشکر گھیر کر پکڑ لین اور ان سے کہنا کہ تمہارے بادشاہ
کا حکم ہو کہ اس عیار کو پکڑ لو اور اہل در بند سے پکار کر کہدو کہ اب تم لوگ کنارے ہو جاؤ ہم
اسکو پکڑ لین گے تم اسکو اسیر کر لو تو پھر میں حمزہ کو قتل کروں اور حکم قتل دون جب تک

قتل ہو گا یا اسیر نہ ہو گا اور سو وقت تک حمزہ کا قتل ہونا دشوار اور محال ہو اور اسے عرض کیا کہ
آپ اطمینان رکھیے میں اسکو پکڑے لیتا ہوں اس اونی عیار کا پکڑنا کیا دشوار ہو جبکہ
غیر ساحر ہو مگر چادو نے کہا کہ اچھا جاؤ اسیر کر کے لاؤ جب تک تم اسیر کر کے لاؤ میں اپنے
حواس درست کرتا ہوں سب سالار نے عرض کیا کہ بہت خوب بس وہ سلام کر کے اور
اپنے تحت کو اڑا کر لشکر میں آیا سرداروں سے سب حال بیان کیا اور کہا کہ بادشاہ کا
یہ حکم ہو اور خون نے جواب دیا کہ ہم حاضر ہیں اونکے حکم کے بجالانے کے لیے یہ سنکے
سب سالار نے سرداروں کو اور اہل لشکر کو حکم دیا کہ زمین پر چلاؤ اور خواجہ عمرو کو اسیر
کر لو یا سحر کر کے پکڑو یہ حکم دینا تھا کہ وہ کل لشکر بموجب اپنے سرداروں کے حکم کے
زمین پر آیا اور ان سب نے چاروں طرف سے خواجہ کو گھیر لیا اور ان لوگوں سے کہا
جو کہ لڑ رہے تھے یعنی ساکنان درندہ سے کہ تم ہٹ جاؤ ہم اسیر کیے لیتے ہیں تم بیکار اپنے کو
ہلاک نہ کرو یہ جو بیکار کر کہا سب ساحران درندہ نے اس امر کو شکر غنیمت جانا اور اپنی اپنی
جان بچا کر بھاگے خواجہ خاموش کھڑے ہوئے دیکھ رہے ہیں کہ وہ جو لشکر آیا تھا اونے
چاروں طرف سے محکو گھیر لیا ہو اور وہ لوگ جو کہ لڑ رہے تھے وہ سب بھاگے جاتے ہیں
خواجہ نے دل میں کہا کہ ان خون نے اگر چاروں طرف سے گھیر لیا ہو تو کیا پرواہ ہو یہ میرا
بنا کیا لین گے سو میرے اوپر لبیب لوح کے اثر نہ کرے گا رہا یہ امر کہ کندین مار کر پاپا ہم ملکر
اسیر کر لیں تو اسکی بھی تدبیر میرے پاس ہو کہ میں کلیم اور ٹھ لون گا سب کی نگاہوں
سے غائب ہو جاؤں گا ایسے ایسے خیالات دل میں پیدا کر کے اسی طور سے اپنے مقام پر کھڑے
رہے راوی بیان کرتا ہو کہ جب سب اہل درندہ الگ ہو گئے اور ایک مقام پر اسی صحرائین جا کر
کھڑے ہوئے براے نماشہ اور اس خیال سے کہ دیکھیں گیونکر یہ لوگ عمرو عیار کو اسیر کرتے ہیں یہ
تجوئے کر کے سب کھڑے ہوئے اور اسی طرف دیکھنے لگے اور بموجب سب اہل لشکر نے دیکھا کہ
اہل درندہ جو کہ لڑ رہے تھے اور عمرو عیار پر سحر کر رہے تھے وہ بموجب ہمارے کہنے کے الگ جا کر
کھڑے ہوئے آپ لکھا عمرو کھڑا ہوا ہی مگر ذرا بھی بل اسکی پیشانی پر نہیں ہوئی خوف ہی سب
اہل لشکر نے بموجب اشارہ اپنے سرداروں کے خواجہ چاروں طرف سے سحر کیا خواجہ پر ہر

طرف سے سحر کی بو چھار ہونے لگی ترخ و نارخ پڑنے لگے گولہ فولا دسے سو یوں
 کے گچھے شہ آگ کے بھڑک بھڑک کر خواجہ کے قریب آنے لگے مگر بکستہ اسما سے آہی سے جو کہ
 لوح پر کندہ تھے کوئی سحر خواجہ پر اثر نہ کرتا تھا جو سحر قریب آتا تھا بر طرف ہو جاتا تھا وہ کل اہل
 لشکر سحر کر کے تھک گئے جب خواجہ کے اوپر سیکے سحر نے اثر نہ کیا اور خواجہ اسی طور سے
 سلامت اپنے مقام پر موجود رہے اتنی ہی حیران ہونے اپنے سردار سے بیان کیا کہ
 ہم سحر کر کے پریشان ہو گئے مگر اوسکے اوپر سحر اثر نہیں کرتا ہی کیسے کہتے ہم نے اپنے
 کمال کے سحر کیے ہیں مگر ایک نے بھی اثر نہ کیا سب عمرو کے قریب ہو چکر بر طرف ہو گئے
 اور ہٹ گئے اب کیا حکم ہوتا ہے سپہ سالار دو دیگر سرداروں نے کہا کہ اگر سحر اثر نہیں کرتا
 تو نہ کرے تم بچا س ہزار ہو وہ ایک شخص ہے اگر مٹھی مٹھی بھر خاک بھی اوتھا کر ڈالو گے
 تو پجائیگا سب ایک مرتبہ ملکر اور ترغ کر کے پکڑ لو کسذین مار کر یہ جو حکیم دیا پس وہ
 کل اہل لشکر ایک بار لینا لینا لکھ کر یہ کہتے ہوئے کہ یہ عیار جانے نہ پائے پکڑ لو طرف
 عمرو کے چلے راوی بیان کرتا ہے کہ اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ خواجہ نے یہ تدبیر کیوں
 نہ کی کہ گنیم اور جو کر اوں سبکی نگاہوں سے اپنے کو پوشیدہ کر کے قریب صاحبقران
 کے پہنچ جائے اور لوح و غیرہ حوالہ صاحبقران کے کر دیتے صاحبقران رہا ہو کر ان
 سب سے مقابلہ کرے اور لڑے اور سب کو قتل کرے اور ان سب سے اپنے کو اور خواجہ
 کو بچاتے یہ امر ضرور تھا مگر خواجہ نے دل میں خیال کیا تھا کہ اول تو حمزہ اس امر کو گوارا نہ کریگا
 کہ میں اوسکو پوشیدہ طور سے رہا کروں دوسرے خواجہ کا خود دل اس امر کو گوارا نہ کرتا تھا
 کہ میں اسے پوشیدہ ہو کر حمزہ کے قریب جاؤں جبکہ لوح میرے پاس ہو جو وہی جو کہ دفع سحر
 ہر تیسرے یہ خیال خواجہ کے دل میں پیدا ہوا تھا کہ ان لوگوں کو اور نیز حمزہ کو اپنی شجاعت
 کی اور طاقت کی حالت دکھا دوں اور آج اس صورت سے لڑوں تاکہ حمزہ میرا سب ہمسر
 نہر جنگ ظاہر ہوں اور یہ نہ خیال کیا جائے کہ میں صرف عیار ہوں بلکہ یہ بھی ظاہر ہو کہ میں
 فزون جنگ سے بھی ماہر ہوں ایسے ایسے خیالات دل میں پیدا کرو گے خواجہ مقابلہ پر آمادہ
 ہوئے تھے پس جب وہ سب کے سب لینا لینا لکھ کر اور کسذین و تلواریں و غنچہ لیکر خواجہ

حملہ اور ہونے چاروں طرف سے خواجہ نیچہ لیے ہوئے پہلے سے بقصد مقابلہ کھڑے ہوئے تھے اور
 سب کو جوتے ہوئے دیکھا پس خواجہ بھی نیچہ لیکر اور جست کر کے اوپر اڑے اور لڑنے لگے جسکے ہاتھ رسید
 کیا اور سکا تمام تمام کیا کسیکا سر اور گیا کسیکا شانہ نشانہ ہوا کسیکا شکم چاک قصہ پاک کوئی مثل
 بسمل کے اور ہر ٹہنے لگا کوئی اور ایک ہی مرتبہ میں پچاس ساحرون کو خواجہ نے مجروح و قتل
 کیا خواجہ کی یہ حالت تھی کہ جست کی کسی کے سر پہ پونچے اور سے قصہ کیا کہ پاؤں پکڑ لوں اور
 ہاتھ بڑھایا کہ پاؤں پکڑوں یہ خیال کر اور سکوئی الفکر کے دوسرے کے کندھے پر تھے وہ حیران ہو کر
 اور ہر اور ہر دیکھنے لگا کہ یہ بار کیا میری پشت پر ہی وہ تو یہ دیکھ رہا تھا کہ دوسرے نے پکار کر کہا
 کہ اے بھائی تمہاری پشت پر عمرو سوہی پکڑو وہ جواگاہ ہوا اور سے قصہ پکڑنے کا کیا خواجہ
 نے نیچہ مار کر اور سکا ہاتھ ملک الموت کے ہاتھ میں دیا اور یہ کہہ دیا کہ یہ نابینا ہو اور راہ جہنم
 آگاہ بنیں جو ذرا اسکو دوزخ میں پہنچا دو اور سکو قتل کر کے تیسرے کو زمین پر اتار آتے ہلاک کیا
 کبھی لوٹ لگا لی اور سین دشن دشا پانچ پانچ کے پاؤں قلم کر دیے وہ لوٹنے لگے اور ٹہنے
 لگے پس خواجہ اسی طور سے لڑتے ہوئے اور قتل کرتے ہوئے اپنے کو بچاتے ہوئے اسی طرف چلے
 جاتے ہیں کہ جدھر صاحبقران ریر دار بھیجے ہوئے ہیں راوی بیان کرتا ہے کہ جب خواجہ جست کر کے
 بلند ہوئے ہیں صاحبقران سے چار آنکھیں کر کے کہتے ہیں کہ اے خضر دیکھ لوں اکیلے لڑتے ہیں اور
 یوں کفار کو قتل کرتے ہیں آج تو نے شاہزادہ ولایت اول کی جنگ و بیکار کی حالت دیکھی تو ہمیشہ
 خیال کرتا ہوگا کہ یہ صرٹ عیاری جانتا ہو فنون جنگ سے ماہر نہیں ہو آج میری حالت تیرے اوپر
 ظاہر ہوئی ہوگی دیکھو بھاور تمنا ہزاروں سے اس طور سے لڑتے ہیں اور اپنی بات کر جاتے ہیں
 صفت یہ ہے کہ سحر بھی اثر نہیں کرتا ہو اور دیکھو کس استقلال کے ساتھ لڑ رہا ہوں میرے چہرہ پر ذرا
 گرد ملا نہیں ہو محکوم ہاں کل اس نہیں ہو تم دیکھ لینا کہ ان سب کو قتل کرونگا ایک کو زندہ بچھوڑونگا
 یہ سب میرے صید ہیں اور میرا شکار ہیں جاتے کہاں ہیں خوب غور سے دیکھو شاہزادہ ولایت اول
 کی جنگ و بیکار کی حالت کو آج تک کوئی اس جوا خردی اور بہادری سے نہ لڑا ہوگا جس طور سے میں
 لڑ رہا ہوں راوی بیان کرتا ہے کہ خواجہ کہتے تھے اور زمین پر آکر حملہ کرتے تھے اور ان سب کو
 قتل کرتے تھے جب خواجہ زمین پر آئے تھے ہزاروں کسندین خواجہ پر پرتی تھیں خواجہ ان

کنزوں کے حلقوں سے یوں نکل جاتے تھے جیسے سنگ سے شرارہ اور عینک سے نگاہ صاف
نکل جاتے تھے کئی مرتبہ حلقوں کو قلم کر کے نکالنے ایسے طور سے کہ وہ سب کے سب حیران ہو کر رہ جاتے تھے
پس خواجہ اسی طور سے قتل کرتے اور لڑتے جست و خیز کرتے ملتے جاتے تھے خلاصہ یہ کہ خواجہ بہت
قریب اوس چوڑے کے ہو چکے کہ حیرت آمیز صا حقران مقید بیٹھے ہوئے تھے زیر دار ہزاروں صر
لڑ رہے تھے اور گرفتاری کی فکر میں تھے ہزاروں خواجہ پر کھڑے تھے جب منیر جادو نے دیکھا
کہ خواجہ قریب حمزہ پیونچ گئے اسے ساحرون سے کہا کہ ایسا سحر کر دو کہ دیوار حائل ہو جائے خواجہ حمزہ
کے قریب نہ پیونچ سکیں ساحرون نے سحر کیا کہ ایک دیوار حائل ہوئی درمیان خواجہ و صا حقران
کے خواجہ نے لوہا عکس و سپر ڈالا وہ دیوار بر طرف ہو گئی صا حقران نے خواجہ کو دیکھا خواجہ
نے صا حقران کو جو ساحر خواجہ پر کھڑے تھے وہ خواجہ کے قریب آ کر دفع ہو جاتا تھا منیر جادو
سے سپالار نے کہا کہ جلا کو حکم فرمائیے کہ وہ قریب حمزہ کھڑا ہوا ہو ایک ہاتھ تیغ کا رسیہ کر دے
کہ سر اڑ جائے کام تمام ہو جائے یہ قصہ ہی پاک ہو پھر عمرو کے لیے لڑیگا اور کسے لے مقابہ کر لیا
جب حمزہ ہی نہ ہو گا تو پھر کیا کر لیا لڑکے یہ جو سپہ سالار نے اسے وی منیر جادو کے بھی خیال میں
آگیا اوسنے اسی وقت پکار کر کہا کہ جلا دیکھا کھڑا ہوا دیکھ رہا ہے ایک ہاتھ تیغ رسیہ کر تا ہو
کہ حمزہ کا کام تمام ہو جائے دیکھ عمرو قریب آگیا ہو کیا تو یہ چاہتا ہے کہ وہ آکر رہا کر لے جو منیر جادو
نے پکار کر کہا جلا دے جو اب دیا کہ میں بدون حکم کے کس طور سے قتل کرتا اب حکم ملا تو قتل
کرتا ہوں یہ کمر پتیرہ بدل کر چلا تیغ تولتا ہوا خواجہ نے بھی یہ صدا منیر کی سنی اور جلا کی اب جو
دیکھا تو جلا کو دیکھا کہ پتیرہ بدلتا ہوا تیغ کے ہاتھ نکالتا ہوا صا حقران کی طرف جاتا ہے پس
خواجہ بھیرا ہو گئے اور تڑپ گئے جلدی سے جست کی اوس مقام پر اوترے کہ جہان پر جمع کم
تھا اور جلدی سے گوپن عیاری نکالی اوسین سو اپانچ سیر کا پتھر رکھا اور چرخ دیکر تاک کر جلا
کے جہاز وہ پتھر اسکے سینہ پر پڑا کہ وہ جلا لپشت کے بھل گرا اوسکا کام تمام ہوا غل ہوا جلا
کو عمرو نے قتل کیا پتھر مار کر جدو خواجہ تھے پھر اوس طرف وہ صرا پڑے اور خواجہ کی گرفتاری
کی فکر کرنے لگے راوی بیان کرتا ہے کہ صا حقران بیٹھے ہوئے زیر دار عمرو کے فتح و ظفر کی دعا فرما
رہے تھے اور دعا کر رہے تھے کہ اے خالق جن و بشر و اے مالک بحر و بر و اے حاکم برگ و ثمر تو سب کو

خالق ہوا اور مالک ہے اور سب کا پیدا کر نیوالا ہے تیرا نام یافتہ تھی ہر تیرے قبضہ قدرت میں فتح و شکست ہے تو خواجہ کو ان سب پر ظفروں سے یہ میرے لیے اپنی جان ڈالے ہوئے لڑ رہے ہیں یہ میرے لیے اس قدر کوشش کر رہے ہیں تو انکو ظفروں سے کاڑوں پر تیری راہ میں یہ جہاد کر رہے ہیں یہ جہاد دے مار کر رہے تھے کہ جلاذنیہ لیکر چلا تھا اور سوقت صاحبقران نے جو جلاذ کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا دل میں کہا کہ اب موت قریب آگئی اتنی دیر کے لیے زندگی تھی دنیا کی ہوا کھانا سفدر میں تھا کمالی اب یہ جلاذ آتے ہی ہاتھ تیغ کا مار دیکھا سر اڑ جائیگا جو شیت او سکی کیا چارہ ہوا سکی مصلحت میں بندہ ہر طرح سے مجبور دنا چارہ میری زندگی اس قدر تھی صاحبقران یہ دل سے باتیں کر رہے تھے کہ جلاذ مر کر گرا صاحبقران نے جو اسکو مردہ پایا شکر خدا بجالائے پلٹ کر جو دیکھا تو خواجہ پر نرغہ کھار کا پایا مگر یہ دیکھا کہ خواجہ قریب تر پہنچ گئے ہیں صاحبقران کو یقین تو اسوقت ہوا تھا کہ اس جلاذ کو خواجہ نے قتل کیا ہے اور پھینک کر روائی ہے کہ او بخون نے پتھر مار کر قتل کیا صاحبقران کا چہرہ فرط خوشی سے سرخ ہو گیا گوا سیر تھے مگر خواجہ کی اس بھرتی و چالاک سے ایسے خوش ہوئے اور ایسی مسرت حاصل ہوئی کہ اسیری کی تکلیف بھول گئے اور دل میں کہا کہ اے خداوند کریم تو خواجہ کو معرفت و بر بلا سے محفوظ رکھنا صاحبقران تو اودھر دعا کر رہے تھے اودھر خواجہ لڑ رہے تھے پھر جلاذ نے جب جلاذ کو کشتہ پایا اور اسکو معلوم ہوا بندہ اسنے خود دیکھا کہ خواجہ نے جلاذ کو پتھر مار کر ہلاک کیا اسنے پکار کر کہا کہ اے اہل شکر باد و تہم یہ تدبیر کرو کہ کچھ تو عمر و پیر کو اور کچھ عمر و سے لڑو اسکو اودھر پھنساؤ اور کچھ سحر کر کے حمزہ کو قتل کرو سوائے اس تدبیر کے حمزہ قتل نہ ہو گا راوی بیان کرتا ہے کہ یہ جو حکم میں نے دیا بہت سے ساحر تو خواجہ پر سحر کرنے لگے اور بہت سے سنان و تیر و تگوار لیکر خواجہ پر حملہ آور ہوئے اور بہت سے ساحر علیحدہ ہو گئے اس قصہ سے کہ صاحبقران یہ سحر کر کے صاحبقران کو ہلاک کریں خواجہ نے پھر جلاذ کو کاہ کشتا سن لیا تھا پس یہ طریقہ جو خواجہ نے دیکھا دل میں کہا کہ اے عمر و یہ اس حریف اودے نے بڑی تدبیر اہل شکر کو بتائی ہے اگر ان سب نے اس کے کہنے پر عمل کیا اودھر مجھکو ساحر و ن نے گھیل میں اونکی طرف متوجہ ہوا دوسروں نے حمزہ پر سحر کیا حمزہ تو بالکل بے قابو و بے بس ہے اول تو قید و دوسرے اس کے پاس کوئی ایسی شے نہیں ہے جو دفع سحر و ضرر و سحر کر لیا اودہ ہلاک ہو جائیگا

محنت تیری بیکار ہو گی اس سے بہتر یہ ہو اور صلاح وقت یہ ہو کہ جس طور سے ہو اپنے کو حمزہ تک پہنچاؤ اور یہ لوح وغیرہ اُسکے گلے میں ڈالو اب عرصہ کرنے کا وقت نہیں ہو یہ دل میں خیال کر کے خواجہ نے مصمم قصد کر لیا اب جو نیچے پکڑ کے اُنپر حملہ کیا ایک ہی حملہ میں چار پانچ کو گرا کے جست کر کے اُس مجمع کے باہر آئے اور جست کر کے چلے ساحرا کی طرف چلے یہ پھر نیچے پکڑ کے گئے پھر دو چار کو ہلاک کیا پھر جست کی سی طور سے جست و خیز کرتے ہوئے قریب صاحبقران پہنچ گئے وہ تو ساحر صاحبقران پر سحر کرنے کے قصد سے الگ ہوئے تھے حربہ ہائے سحر سمجھاں چکے تھے قصد تھا کہ اسم سحر پڑھ کر حمزہ پر دم کریں اور یہ لاریج و ترنج حمزہ پر ماریں کہ جس سے حمزہ ہلاک ہو پس اُنھوں نے جو یہ حالت اور یہ چال کی خواجہ کی دیکھی سب حیران ہو کر رہ گئے سحر بھی کرنا فراموش کر گئے سب حیران حیران ادھر ادھر دیکھنے لگے کہ کس غضب کا یہ انسان ہوائے بڑے مجمع کو درہم و برہم کر کے نکل گیا اور حمزہ کے قریب پہنچ گیا ادھر منیر جادو نے جو خواجہ کو قریب حمزہ صاحبقران دیکھا حواس جاتے رہے اہل شکر سے پکار کر کہا کہ کیا گھڑے ہوئے قماشہ دیکھ رہے ہو جلدی حمزہ پر سحر کرو اتنا جلدی سحر کرو کہ عمر و حمزہ کے گلے میں لوح نہ ڈالنے پائے کہ تمھارا سحر ہو جائے اور حمزہ ہلاک ہو جائے اگر حمزہ کے پاس لوح پہنچ گئی تو پھر اُسپر سحر اثر نہ کرے گا دوسرے پھر حمزہ کے ہاتھ سے ایک بھی زندہ نہ بچے گا میں بھی سحر کرتا ہوں اور اپنے سپہ سالار سے کہا کہ تم بھی سحر کرو راوی بیان کرتا ہے یہ حکم دینا تھا منیر جادو کا کہ تمام لشکر نے ایک مرتبہ صاحبقران پر سحر کیا خود منیر جادو و اُسکے کل سرداروں نے مع سپہ سالار کے جو ساحر خواجہ پر سحر کر رہے تھے اور خواجہ کی گرفتاری کی فکر میں تھے وہ بھی یہ حکم سنکے خواجہ کی طرف سے روگردان ہوئے صاحبقران پر سحر کرنے کو آمادہ ہوئے چونکہ اب زمانہ صاحبقران کی رہائی کا آگیا اور منیر جادو کی مع لشکر کے قضا آگئی تھی اس در بند کا بھی اسلام آباد ہونا کا تب ازل لکھ چکا تھا کیونکہ ایسا نہ ہوتا سب ساحر جو صاحبقران کی طرف متوجہ ہوئے اور سب نے ایک مرتبہ سحر جو کرنے کا قصد کیا خواجہ نے جو اس قدر حمت پائی اب جو جست کرتے ہیں صاحبقران کے پاس پہنچ گئے لڑھکے ساحروں نے سحر کیا سب کا سحر ایک مرتبہ صاحبقران کی طرف چلا کسی نے نارنج اسم سحر دم کر کے صاحبقران پر مارا کسی نے ترنج کسی نے ناریل کسی نے سوئیون کا چھٹا کسی نے کائے تل کسی نے مسون کسی نے رائی کسی نے فولادی گولہ کسی نے پھونکا گلہ مستہ

کسی نے آگ برسانی کسی نے ہتھوڑا کسی نے دریا پیدا کیا کسی نے آذر کسی نے شیر بر کسی سے
 پلٹا کسی نے عقرب کسی نے مار سیاہ کسی نے برقی چمک کر گمانی کسی نے تلواروں کا بیٹھو برسا یا کسی
 نے بیڑوں کا کسی نے بخروں کا منیر جادو نے ایک گنبد آتشیں سحر سے بنا کر صاحبقران پر کرایا اسی
 طور سے ہر ساحر نے جدا جدا سحر اپنے طریقہ کا کیا یہ سحر کا مجمع جو صاحبقران کی طرف چلا خواجہ نے
 جو دیکھا کہ سب نے ایک مرتبہ صاحبقران پر سحر کیا خواجہ نے خیال کیا کہ جب تک ان ساحروں کا
 سحر قریب آئے تم جلدی سے لوح قرآن کے گلے میں ڈال دو بس خواجہ نے جلدی سے اپنے گلے سے
 اتار کر پھینکے تو اسکا عکس ان ساحروں کے سحر پر ڈال دیا جو شیا سے سحر قریب پہنچ گئیں ٹھنڈی و عکس
 لوح کے سبب سے دفع ہو گئیں بس خواجہ نے جلدی سے وہ لوح صاحبقران کے گلے میں ڈال دی
 لوح کا گلے میں آنا تھا کہ جو قید سحر صاحبقران کے جسم پر تھی سب دفع ہو گئی جسم میں طاقت آگئی
 ہاتھ پاؤں کھل گئے وہ بے حس و حرکتی جاتی رہی سب تابو میں آگئے سوائے قید اصلی کے دوسرے
 قید جسم پر باقی نہ رہی خواجہ نے لوح گلے میں ڈال کر کہا کہ یا صاحبقران جلد اٹھیے اور عکس لوح کا ان
 ساحروں کے سحر پر ڈال دے تاکہ انکا سحر بربط ہو دیکھیے وہ نارنج و ترنج و گولہ فولادی سحر کے چلے آتے
 ہیں وراگ سحر کی چلی آتی ہو دیکھیے وہ منیر جادو نے سحر کیا ہر وہ اسکے سحر کا گولہ چلا آتا ہوا اب میں نہیں
 جانتا ہوں اپنی حفاظت فرمائیے دیکھیے ساحروں کا نرغہ آپ پر ہوتا ہوا اب میں تو جانتا ہوں اہل
 لشکر کو خبر کرنے آپ انکے حملوں کو روکیے میں نے اپنی جان پر کھیل کر اور اپنے کو ہزاروں بلاؤں
 میں مبتلا کر کے یہ لوحیں اور آٹافہ صاحبقرانی حاصل کیا ہوا اب نہ جانے پائے ذرا ہوشیاری کے
 ساتھ کام کیجیے گا اب آپ جانیے اور آپ کا کام بندہ پر جو فرض تھا اسکو ادا کیا اب آپ کو
 اپنے فعل کا اختیار ہو میں آگاہ کیے دیتا ہوں صاحبقران نے جو یہ سنا اور اپنے گلے میں لوح کو
 پایا اور قید سحر کو جسم سے دور پایا بس خاکہ زور میں آکر جو زور کیا سب قید کو مثل تار عنکبوت کے
 توڑ کر پھینک دیا اور ایک مرتبہ کھڑے ہو گئے یہ جو ساحروں نے واقعہ دیکھا شور و غل مہوا کہ
 قیدی نے قید کو توڑ ڈالا اور اپنے کور ہا کر لیا اسکا عیار بھی اسکے پاس پہنچ گیا اسنے لوح
 اسکے گلے میں ڈال دی جو جب صاحبقران نے قید کو اپنے جسم پر سے برطرف کیا خواجہ نے
 جلدی جلدی نکال کر سب اتنا نہ صاحبقرانی مع اکہ وغیرہ کے صاحبقران کو دیا صاحبقران نے

صاحبقران

اسی مقام پر جلدی جلدی اپنے کو آلات حرب و ضرب سے آراستہ کیا چونکہ یہ سب ساحر و ور سے سحر کر رہے تھے خواجہ و صاحب جعفران اس امر سے بالکل بے خوف تھے کہ سحر اثر کرے گا کیونکہ صاحب جعفران کے پاس لوح آگنی تھی بس باطمینان تمام اپنے کو صاحب جعفران نے آراستہ و پیراستہ کیا اور لوح کا عکس جو ڈالا جس قدر ساحروں نے سحر کیا تھا سب دفع ہو گیا راوی بیان کرتا ہے کہ چونکہ منیر جادو زندہ ہو اس سبب سے ابھی صاحب جعفران کو اسم اعظم تو فراموش ہی باقی اب کوئی اثر سحر کا صاحب جعفران پر باقی نہیں رہتا اب صاحب جعفران پر سبب لوحوں کے سحر اثر کرے گا اور تو صاحب جعفران آلات حرب و ضرب سے آراستہ و پیراستہ ہوئے اور ساحروں نے جو یہ واقعہ دیکھا اور منیر جادو نے کہ خواجہ نے حمزہ کو رہا کر لیا اور لوحین گلے میں ڈال دیں اور سب آلات حرب و ضرب سے حمزہ آراستہ ہو گیا اب اس کا قصد ہے کہ ہم پر حملہ کرے منیر جادو نے پکار کر کہا کہ اہل لشکر گو ہم سب کی غفلت اور نادانی سے عمرو نے اپنے آقا کو رہا کر لیا اور سب اسباب ہم کو دھوکا دے کر لہجہ کے حمزہ کے حوالے کر دیا چونکہ میں نے عیاری کر کے حاصل کیا تھا خیر یہ تو جو کچھ ہوا سو ہوا اب حمزہ اور یہ عیار یہاں سے زندہ نہ جانے پائے میں ہی عکرم تا ہوں اور روکتا ہوں اس امر سے بخوف رہو حمزہ کو اسم اعظم فراموش ہو جب تک حمزہ کو اسم اعظم یاد نہ آئے گا اس وقت تک حمزہ بیچارہ بس سب ملکر مار لو یہ حکم جو سننا وہ پچاس ہزار ساحر مع سرداروں کے ایک مرتبہ سحر کرتے ہوئے طرف صاحب جعفران کے چلے ایک طرف سے منیر جادو سحر کرنے لگا بس صاحب جعفران نے بھی لوح کا عکس ڈالنا شروع کیا اور عقب سلیمانی کو علم کر کے ساحروں پر حملہ کیا اور قتل کرنا شروع کیا ایک تلامذہ نے کیا راوی بیان کرتا ہے کہ خواجہ برابر صاحب جعفران کے کھینچے پھینچے ہوئے جو ساحر پشت پر صاحب جعفران کے آنا تھا اسکو نیچے سے قتل کرتے تھے صاحب جعفران نے تملکہ ڈال دیا تھا ایک برہمنی پڑ گئی ہر طرف سے اسم ہائے سحر کی صدا آرہی تھی کوئی کالی کلکتہ والی کو پکار رہا تھا کوئی لونہا چماری کو کوئی یا سامری یا جمشید کسکر سحر کرتا کوئی نفل کے دانہ مار رہا تھا کوئی سرسون کے دانہ کوئی رائی کے دانہ کوئی کالے ناش ملکر کوئی سحر صاحب جعفران پر اثر نہ کرتا تھا صاحب جعفران برابر شمشیر زنی کر رہے تھے راوی بیان کرتا ہے کہ جب خواجہ نے صاحب جعفران کو رہا کیا اور صاحب جعفران جنگ میں مصروف ہوئے اب خواجہ کو اطمینان ہوا تو اس نے ورست ہوئے اب جو خواجہ نے دیکھا تو صاحب جعفران کو چاروں طرف سے گھرا ہوا پایا اب خواجہ نے خیال

کیا کہ صاحبقران قور ہا ہو گئے ہیں لشکر کو چل کر خبر کرنا چاہیے تاکہ وہ لوگ آکر صاحبقران کی کمک کر دیں
 اکیلے صاحبقران کمان تک مقابلہ کرینگے کیونکہ کفار یزاردن ہیں اور صاحبقران اکیلے ہیں اب کوئی
 مقام خوف نہیں ہے حمزہ پر کوئی اب قابض نہیں ہو سکتا جو نہ کسی کا سحر اثر کرے گا جب تک لوح
 موجود ہے پس میں جا کر اہل لشکر کو اس حال سے آگاہ کروں پھر خیال میں آیا کہ ایسا نہ ہو کوئی حمزہ کو
 فریب دے کر لوح وغیرہ پھوچھیں لے تو بڑی خرابی ہو جاتا مناسب نہیں ہے پھر کیونکہ اہل لشکر کو آگاہ
 کروں یہ دل سے باتیں کہنے خواجہ فکر کرنے لگے کہ کیا تدبیر کروں کیونکہ اہل لشکر کو آگاہ کروں کہ اسی
 حالت میں خواجہ کو خیال آیا کہ خواجہ تم اسوقت ایسے بدحواس ہو گئے ہو کہ غم کو بالکل یاد نہیں
 ہو اور نہ یاد تھا تم ان سرداروں سے وعدہ کر کے آئے تھے جو کہ تمہارے ہمراہ صاحبقران کی تلاش میں
 نکلے تھے اور انکو نہ پرکھو پٹھا آئے ہو یہ کہہ کر کہ میں صاحبقران کی تلاش میں جاتا ہوں اگر مجھ کو صاحبقران
 مل گئے اور براحت و آرام ہوئے تو خبر دے اگر کسی آفت میں مبتلا یا ونگا تو میں مہر سے میں پکار کر کہوں گنا
 کہ اے دو گاران حمزہ جلد آؤ حمزہ کی کمک کرو اور حمزہ کو اس آفت سے بچاؤ وہ لوگ سب بیٹھے ہوئے
 ہو گئے انکو خبر کرو تم ایسے بھولے کہ اتنی محنت گوارا کی اتنے عرصہ تک کفاروں سے لڑا کیے انکو خبر دے
 کی اگر انکو خبر کرتے تو وہ آکر کمک کرتے اتنی وقت نہ ہوتی اب تک تو لڑائی کا خاتمہ ہو جاتا وہ لوگ آکر
 لڑائی کو روکتے اور خوب ساحروں سے مقابلہ ہوتا خوب شعیبہ باندی اور سحر سازی ہوتی تھی ایسے
 بدحواس ہوئے کہ بھول گئے کچھ خیال نہ رہا اب یاد آیا اب بندہ بیچارہ کے انکو خبر کرو
 اور طلب کرو یہ سوچ کر خواجہ یا تو صاحبقران کے ہمراہ لڑ رہے تھے یا ایک مرتبہ جست کر کے
 ساحروں کو قتل کرتے ہوئے چلے اور اس مجمع سے یا ہر آئے اور میدان میں آکر حمزہ زنبیل سے نکالا
 اُسکو منہ سے لٹکا کر آواز دی کہ اے سرداران و خدایا جی اہل انور شعاب یہاں پیدا ہو گیا کہ انکو حمزہ و اہل کفار
 جنگ عظیم واقع است بسیار زود خود را باینجا رسانید این و ہنگام کم است و این ساعت ادا قاسم
 شعور جمع اہل و غاکر قتار است یہ جو خواجہ نے مہرہ میں کہا راوی بیان کرتا ہے کہ اُس مہرہ کی صداچو نہ تھی
 کوں تک جاتی ہے سردار کوئی دو تین کوں پر بیٹھے ہوئے تھے گوش بر آواز تھے جیسے ہی یہ صدا ان سب کے
 کان میں پہونچی اور انھوں نے سنی اور وہی سب لفاظ سنے جو کہ خواجہ اُنسے کہہ گئے تھے یہ معلوم ہوا کہ
 کوئی کانین کہہ رہا ہے کہ سرداروں کی کمک کو چلو صاحبقران کی یہاں صاحبقران نرفہ کفار میں مبتلا ہیں

یہ سننا تھا ان سرداروں کا کہ ایک نے دوسرے سے کہا کہ بھائیوں کچھ تم نے سنا خواجہ نے جو کہا تھا وہی کیا
معلوم ہوتا ہے کہ کسی مقام پر چھڑا صاحبقران سے مقابلہ ہو رہا ہے اور کفار سے لڑ رہے ہیں چلو ملک کرو یہ
وقت مدد دے یہ جو سرداروں نے کہا بس اسی وقت سب مستعد ہو گئے اور آمادہ چلنے پر ہوئے بس
یہ ساتھ اٹھتے انھوں نے تخت تیار کیے اور غیر ساحروں کو تخت پر بٹھا کے اُس مہرہ کی صدا پر چلے
کیونکہ انھوں نے خوب غور کر کے خیال کر لیا تھا کہ یہ صدا کہ جس سے آئی ہو معلوم ہو گیا تھا اُسی طرف کو
چلے انکو راہ میں رکھا جاتا ہے وہاں صاحبقران ساحروں سے لڑ رہے ہیں منیر جادو داس کے اہل لشکر
صاحبقران پر چڑھ رہے ہیں صاحبقران ہندیہ لوح کے سحر کو دفع کرتے ہیں اور کافروں کو قتل کرتے جاتے
ہیں خواجہ عمر و نے ایک مرتبہ مہرہ میں پکار کر جو کہا تمام سحر اگوچ گیا جنگل ہل گیا طائر آواز دھور سرافیل
خیال کر کے آشیانوں سے اُڑ کر بھاگے ساحران منیر جادو کے حواس حائے رہے کہ یہ صدا کہانے آئی ایسی
عجیب صدا تھی کہ سب کانپ اُٹھے حیران ہو ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگے بعض تو سحر فراموش کر گئے کہ پھر خواجہ
نے اُسی طور سے مہرہ میں پکار کر کہا اور سرداروں کو براے ملک طلب کیا تین مرتبہ جب خواجہ سرداروں کو
براے ملک طلب کر چکے خواجہ کو یقین ہو گیا کہ سردار و نکو خبر ہو گئی ہوگی بس وہاں سے خواجہ پھر اُسی مقام پر
آئے کہ جہاں صاحبقران عالیشان کافروں سے مقابلہ کر رہے تھے اور ساحروں سے لڑ رہے تھے خواجہ کلیم اڑھو
صاحبقران کی پشت پر آکر پہنچے یہاں آکر کلیم اُماری اور لڑنے لگے راوی یہاں صاحبقران کو مصروف
جنگ دیکھ کر کفار ناہنجار میں تھوڑا ہوا اور کچھ حال اُن سرداروں کا تھوڑا کر لیا جاتا ہے جو کہ بعد جاتے خواجہ کے
شکر کو لینے گئے تھے اس خیال سے کہ شکر کو لا کر اس مقام پر مقیم ہوں جب خواجہ کی صدا آئی تو مع شکر کے
روانہ ہوں بس یہ سردار راہ طو کر کے لشکر میں آکر پہنچے اہل لشکر اور اُن سرداروں نے دریافت کیا جو کہ
یہاں رہ گئے تھے کہ صاحبقران کا پتہ چلا اور معلوم ہوا کہ کیوں نہیں شکار پر سے لشکر میں تشریف لائے کیا
سبب ہوا اُن سرداروں نے بیان کیا کہ کیا بیان کریں کہ صاحبقران کہاں ہیں ہم کو پتہ نہیں ملا خواجہ
عمر و تلاش کو لگے ہیں اور ہم سے کہہ گئے ہیں بس ہم خیر کرنے آئے ہیں جب یہ واقعہ حکیم اسقلینوس و حکیم
شیاطین و وزیر بے ستون و اعظم جادو و موسن جادو و دیگرے بلند آواز سے سنا اسی وقت سب نے اپنے
شکر کو حاکم دیا کہ لشکر تیار ہوا اور بر کوہ چل کر قیام کرے جہاں اور سردار مقیم ہیں ایسا نہ ہو کہ اس عرصہ میں خواجہ کو
صاحبقران کا نشان مل جائے اور خواجہ براے ملک طلب کریں تو پھر کیونکر وہاں پہنچیں گے اور کیونکر

لک کرینے اس سے بہتر یہ ہو گا کہ اسی مقام پر چل کر قیام کریں یہ جو باہم صلاح ہوئی اور شکر کو
 تیاری کا حکم دیا اسی وقت لشکر تیار ہونے لگا غیر ساحرون میں مکر بندی ہونے لگی ساحرا پنا سب
 سامان درست کرنے لگے خیمے بار ہونے لگے خلاصہ یہ کہ تھوڑے عرصہ میں سب لشکر ساحرون و
 غیر ساحرون کا تیار ہو گیا جو کہ قریب سات آٹھ لاکھ کے تھا ساحر تخت ہائے سحر و طائران سحر و اژدہ
 سحر پر سوار ہوئے سیمائے بلند آواز تخت پر سوار ہوا سردار گرد تخت کے ہوئے کوس سفری پر چوب
 چڑی کرناے سحر کو دم ملا آواز رحیل بلند ہوئی نشان لشکر کھل گئے ہواے پھر برے اڑنے لگے باجے کچن
 لگے آگے آگے تخت پر بادشاہ سوار عقب میں لشکر بيشمار سب سردار لے کر روانہ ہوئے اس کوہ کی
 طرف یہ لشکر راہ میں تھا کہ ایک صدا آئی کہ اژدہ گالان حمزہ بہت جلد برائے مکہ آؤ حمزہ سے اور
 کفار سے مقابلہ ہو رہا ہے حمزہ یکہ و تنہا ہیں ان سرداروں نے جنکو خواجہ نے اس صدا
 سے آگاہ کیا تھا اور کہا تھا کہ میں اسی طور سے تم کو پکاروں گا بس تم برائے مکہ آنا
 لشکر لے کر ان سرداروں نے جو سنا سیمائے بلند آواز سے عرض کیا کہ اب اس کوہ کی طرف نہ
 چلیے بلکہ جدھر ہم چلیں اسی طرف چلیے کیونکہ خواجہ طلب فرما رہے ہیں اس سمت سے
 صدا آرہی ہے کہ برائے مکہ آؤ حمزہ سے مقابلہ ہو رہا ہے ہم نے صدا کو پہچان لیا بادشاہ
 نے کہا کہ کس طرف سے صدا آتی ہو کہا کہ شمال کی طرف سے سیمائے بلند آواز نے
 کہا کہ یہ سمت تو در بند منیر یہ کے ہوا انھوں نے عرض کیا کہ پھر اسی طرف تشریف لے
 چلیے راوی بیان کرتا ہے کہ سیمائے بلند آواز نے کوہ کی طرف کا راستہ ترک کیا اور در بند
 منیر پہ کی طرف چلے سرداروں سے کہا کہ تم لشکر کو لے کر آؤ میں جاتا ہوں یہ کہہ کر پر دراز
 پیدا کر کے اڑ کر چلا اس کے جانے کے بعد اسد فرزند خورشید شیر سوار دروچہ و دختر
 کے بعد دیکرے پر پر دراز پیدا کر کے سرداروں کو لشکر کے ہمراہ آنے کا حکم دے کے روانہ
 ہوئے اسی طور سے اعظم جادو و سوسن جادو بھی اپنے اپنے سرداروں کو تاکید کر کے روانہ
 ہوئے ان سب کو راہ میں رکھا جاتا ہے ناظرین سے عرض کیا جاتا ہے کہ دیکھیے یہ لوگ کتب پختہ
 ہیں اور کیا کام کرتے ہیں اب میں دہان کا حال تحریر کرتا ہوں کہ جو سان مقابلہ ہو رہا ہے
 اور صاحب قرآن یکہ و تنہا مع خواجہ عمرو کے کفار سے لڑ رہے ہیں راوی نازک

خیال خدمت ناظرین والا تمکین میں عرض کرتا ہوں کہ بیان کفار و نابکار صاحبقران پر سحر کر رہے ہیں صاحبقران اذکار سحر رفع فرماتے جانتے ہیں اور لڑتے بھی جاتے ہیں اور قتل کرتے جاتے ہیں مصروف جنگ ہیں میسر جاو و دور سے کھڑا ہوا لشکر کو ترغیب دے رہا ہے کہ یہ دو شخص ہیں اور تم ہزاروں ہو اور گرفتار نہیں کر سکتے ہو وہ تم سب کو قتل کر رہے ہیں ارے بھائیوں نرغہ کر کے پکڑ لو جلتے نہ دیا اسیر کر لو یا قتل کرو راوی کہتا ہے کہ جب میسر جاو و یہ کہتا تھا اہل لشکر بھی خیال کرتے تھے کہ بادشاہ سچ تو کہتا ہے ہم ساحر بھی ہیں اور پچاس ہزار ہیں یہ دو ہیں اور غیر سا حرم ہیں ہم اس کو اسیر نہیں کر سکتے ہیں واقعی بڑی بدنامی کی بات ہے جو سنے گا کیا کہے گا ہر ایک شخص زندہ ہو گا اگر طلسم کش اور لو سکا عیار بیان سے زندہ و سلامت تم سب کو قتل کرنے نکل گیا پس چاہیں لڑا دو و آدمیوں کا اسیر کرنا کتنی بڑی بات ہے یہ باہم باتیں کر کے چر سحر کرنے لگے اور بعض خجرو تلوار و سنان و نیزہ لیکر چلے کہ گھیر کر مار لیں چاروں سب نے صاحبقران پر حملہ کیا ایک سمت سے ساحرون نے سحر کیا ایک سمت سے غیر ساحرون نے نیزہ و شمشیر سے حملہ کیا صاحبقران سحر کو بھی دفع فرماتے تھے اور انکے جربو کو بھی روک دیتے تھے اور ان کو قتل کرتے تھے یہاں تک کہ طلسم مچا ہوا تھا کہ صحرائی طرف سے گرو بلند ہوئی اور دامن گرد اسس مقام پر آکر شکاف فتح ہوا ایسی گرو بلند ہوئی تھی کہ جسے سپرد دار کو خبر نہ تار گرد یا تھا دی آفتاب دامن گرد میں پوشیدہ ہو گیا تھا راوی بیان کرتا ہے کہ وہ تنق گرد اس جنگل میں آکر شوق ہوا اس دامن گرد سے سو نشان کہ جسکے پھر پہرے سیاہ رنگ سے تھے ایک لاکھ لشکر کی علامت پیدا ہوئی کہ جس سے یہ ثابت ہوا کہ ایک لاکھ سپاہ ہر ایک نشان کے پھر پہرے پر تعریف سامری و جمشید و خاوند عجائب نگار تحریر تھی میسر جاو و نے کہا کہ لشکر دن سے اور نشانہاے لشکر سے ثابت ہوا کہ یہ لشکر کفار ہے یعنی ہم لوگوں کا لشکر ہے طائران سحر کی طرف اشارہ کیا کہ جا کر خبر تو لاؤ کہ یہ لشکر کس کا ہے اور کہہ دے آیا ہے اور انکا افسر کون ہے اور کس کی کمک کو آیا ہے طائران سحر یہ اشارہ پا کر طرف اس لشکر کے روانہ ہوئے راوی بیان کرتا ہے کہ جب میسر جاو و کا لشکر آیا تھا تو سب سامان سواری و جلوں سواری بھی ہمراہ لشکر تھا تخت بھی ہمراہ تھا پس میسر جاو و تخت پر سوار ہوا تھا سردار اس کو گھیرے ہوئے تھے سب سامان شان و شوکت مہیا ہو گیا تھا کیونکہ یہ تو صرف ایک کو تو ال کو لیکر آیا تھا اس قصد سے کہ حمزہ کو قتل کر کے حمزہ کا لشکر

طرف طلسم کے چلا جاؤ لگا سامان سواری کی کیا ضرورت ہو یہاں یہ واقعہ گدڑا پس گلی سامان گیا
اب یہ بادشاہ بنا ہوا ایک سمٹ کو سردار دن کے چھڑا میں کھڑا ہوا اور اہل لشکر کو صاف
دعا کی گرفتاری یا قتل کرنے کی تاکید کر رہا ہو خود نہیں مقابلہ کو جاتا ہوا اگر جانے کا قصد بھی
کرنا ہو تو سردار مانع ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ کیونٹھ کیف کریں اہل لشکر اسیر کر لینگے
سے سالار بھی اسکا ایک سمٹ کو اٹھوڑ سحر پر سوار کھڑا ہو یہاں کا تو یہ رنگ ہوا وہ ہر وہ طائر
برائے خبر چلے ہیں کہ وہ لشکر جو اگر ہو سچا علمداران لشکر نے جو اس مقام پر جنگل میں سحر
ہوئے ہوئے دیکھے اور لشکر کو جمع دیکھا ایک طرف تھم گئے اس خیال سے کہ معلوم ہو جائے
کہ یہ لشکر کیسا ہو اور کس سے مقابلہ ہو رہا ہوا وہ دور سے جو انفر لشکر و مالک سپاہ نے اپنے
لشکر کے نشانوں کو ایک طرف صحرائین بلند پایا اور جنگل میں آگ کے شعلہ بلند ہوتے ہوئے دیکھے
ہر کارون نے کہا کہ خبر نولاؤ کہ یہ شعلہ کیسے بلند ہو رہے ہیں کیا کسی لشکر سے مقابلہ ہو رہا ہے
اور کیا یہ لشکر ساحرون کا ہے اور اسکا لشکر ہے اور کس سے جنگ ہو رہی ہے ہر کارے فوراً یہ حکم
پاکر روانہ ہوئے اور یہاں آکر ضروریات کر کے اپنے لشکر کی طرف واپس گئے اور ہر
ٹائراں سحر اس لشکر کا حال دریافت کر کے خیر جادو کی خدمت میں آئے اور عرض کیا
کہ یہ لشکر آپ کی ملک کو آیا ہے آپ کے طلب کے موافق آپکا نامہ جو اسفند یار صحرائین کو پہنچا
وہ فوراً مضمون نامہ سے آگاہ ہو کر ایک لاکھ سپاہ اپنے ہمراہ لیکر اوہر کور وادہ ہوا اقسوت
آکر پہنچا یہ اسکا لشکر ہے یہ خبر سنے خیر جادو کا چہرہ فرط خوشی سے گلزار ہو گیا سردار دن
سے کہنے لگا کہ اب خوب مقابلہ ہو گا کیونکہ یہ لوگ جو کہ میری ملک کو آئے ہیں غیر ساحرین
فنون جنگ سے ماہر ہیں ان سے خوب مقابلہ ہو گا کوئی نہ کوئی حمزہ کو پکڑ لیگا ہم لوگ
ساحرین ہم ساحرون سے مقابلہ کر سکتے ہیں کیونکہ فنون جنگ سے ماہر نہیں ہیں اس
سبب سے قتل بھی ہوتے ہیں اور کسی طرح دسترس سپر نہیں ہوتا ہے اب کوئی مقام خوف نہیں
ہے یہ لوگ چاروں طرف سے گھیر کر پکڑ لیں گے کیونکہ یہ دو شخص ہیں اور یہ ایک لاکھ کا لشکر
ہے یہاں خیر جادو سردار دن سے یہ باتیں کر رہا تھا اوہ ہر کار دن نے جا کر اسفند یار
کو خبر دی کہ یہ جو شعلہ بلند ہو رہے ہیں صحرائین لشکر خیر جادو حاکم درہند خیر یہ سے

اور حمزہ صاحبقران سے مقابلہ ہو رہا ہو حمزہ صاحبقران کو غیر جادو و سحر سے فریب دیکر
 پکڑ لیا تھا یہاں قتل کرنے کو لایا اہل شہر پر اسے تماشا آئے تھے حمزہ کے عیال کو خبر ہو گئی
 اس نے اگر عیاری کی غیر جادو کے بھائی کو سحر سے معلوم ہوا کہ عمرو نے اگر عیاری کی ہو وہ
 لشکر کو اس مقام پر آنے کا حکم دیکر خود میان آیا اور غیر جادو کو عمرو کے حال سے انکاہ کیا
 خلاصہ یہ کہ عمرو ظاہر ہوا عمرو نے بڑے غیر جادو کو قتل کیا اور کل اس باب پر جو کہ غیر جادو نے
 حمزہ کے قبضہ سے لیا تھا قبضہ کر لیا اور خود لڑنے لگا چنانچہ لشکر اس وقت تک نہیں آیا تھا
 بدین سبب غیر جادو نے اہل درندہ کو عمرو کے گرفتار کرنے کا حکم دیا ساکنان درندہ نے
 ہزار ہزار کوشش کی مگر عمرو کو اسیر نہ کر سکے بلکہ اہل درندہ بھی ہلاک ہوئے کہ اتنے غریبین سے سیلا
 غیر جادو لشکر لیکر آگیا ساکنان درندہ کی جان بچو وہ ہلاک ہونے سے محفوظ ہوئے اہل لشکر کوشش
 کرنے لگے اسکا صل عمرو نے ان سب سے اپنے کو بچا کر حمزہ تک پہنچایا اور حمزہ کو رہا کیا
 اب عمرو و حمزہ دونوں لڑ رہے ہیں ادن دونوں سے اور لشکر غیر جادو سے مقابلہ ہو رہا ہو
 وہ دونوں خادم و مخدوم لڑ رہے ہیں اہل لشکر سحر کر رہے ہیں یہ اہل لشکر کے شولہ ہیں وہ دیکھتے
 سامنے تخت پر غیر جادو سوار ہو اور لشکر کو جنگ پیکار کی ترغیب دے رہا ہو اور لشکر
 اس کے حکم کی پابندی کر رہا ہو اور حمزہ و عمرو سے لڑ رہا ہو مگر سنا جاتا ہے کہ ادن دونوں پر سحر
 اثر نہیں کرتا ہے چونکہ لشکر غیر سحر سے واقف ہے فنون جنگ سے واقف نہیں ہو جادو اس
 طور سے لڑے اور مقابلہ کرے پس قتل ہو رہے ہیں اگر ساحرون سے مقابلہ ہو تو یہ لوگ
 لڑیں وہ اپنے سحر کریں یہ اپنے سحر کریں انھوں نے سحر کیا حمزہ پر سحر نے اثر نہ کیا اس نے تلوار
 کا ہاتھ سید کیا کہ اسکا کام تمام ہو گیا یہ سحر کرتے رہے وہاں خاتمہ ہو گیا یہ جو اسفندیار
 نے ہر کاروں کے زبانی سنا اپنے اہل لشکر سے کہا کہ جلد چلو اور صف آرا ہو میں پاس
 غیر جادو کے جاتا ہوں اور اس سے کہتا ہوں کہ آپ اپنے لشکر کو حکم دیجئے کہ وہ الگ ہو جا
 میں حمزہ اور عمرو کو پکڑے لیتا ہوں آپ اطمینان رکھیے اہل لشکر نے عرض کیا کہ جو آپ کی
 مرضی ہم تو آپ کے تابع حکم ہیں یہ سنکے اسفندیار صحرا نشین مرکب کو ہمیں کر کے سرداروں کو
 ہمراہ لیکر چلا صاحبقران و خواجہ نے ملاحظہ فرمایا کہ گرد بلند ہوئی صاحبقران نے خواجہ سے فرمایا

کہ خواجہ خبر تو لاؤ کہ یہ گرد کیسی بلند ہوئی خواجہ یہ جسٹے اویس وقت تکایم اور ٹھہ کر اوس لشکر سے
 نکلے مگر صاحبقران سے گئے لگے کہ ہوشیاری سے مقابلہ کیجئے گا میں ابھی خبر لیکر آتا ہوں خواجہ
 تو یہ لکھن طرف گرد کے چلے تھے کہ وہ گرد مشت ہوئی خواجہ و شیر جاوونے دیکھا کہ آگے آگے ایک پہلوان
 زبردست کرگدن مست پر سوار گرد سرداران نامدار عقب میں لشکر پیشہ چلا آتا ہے غضب لشکر اٹالہ
 بارگاہ وغیرہ شیر جاوونے تو پہچان لیا کہ یہ اسفندیار صحرائشین ہو مگر خواجہ نے نہیں پہچانا خواجہ
 لشکر میں گئے اور سب حال دریافت کر کے واپس آئے خدمت صاحبقران میں اور
 عرض کیا کہ یہ اسفندیار صحرائشین ہر ایک لاکھ سپاہ سے برائے کمک شیر جاو و بموجب طلب
 شیر جاو و آیا ہے آگے کرگدن پر وہی سوار ہے شیر جاو و نے جو پہچانا اپنے سرداروں سے
 کہا کہ جاؤ ہماری طرف سے اسفندیار کو سلام کہنا اور کہنا کہ تمکو شیر جاو و نے طلب فرمایا ہے
 اپنے پاس سردار و ہر سے چلے اور اسفندیار نے اپنے لشکر کو صف آرا ہونے کا حکم
 دیکر خود بخدمت شیر جاو و چلا راہ میں سرداروں سے ملا سرداروں نے شیر جاو و کا پیام
 اسفندیار کو دیا اسفندیار اون سرداروں کے ہمراہ خدمت شیر جاو و میں آیا بعد صاحب
 سلامت و مزاج پر سی کی اسفندیار نے شیر جاو و سے کہا کہ آپ کیا حکم ہر آپ نے مجھ کو کس
 مطلب سے طلب کیا ہے آپ نے میرے آنے کی راہ بھی نہ دیکھی اور جنگ آغاز کر دی شیر جاو و
 نے سب واقعات بیان کیا اوس وقت اسفندیار نے کہا کہ آپ اپنے لشکر کو متعزایہ کر دے کہ وہ مقابلہ
 نہ کرے کیونکہ آپ لوگ فنون جنگ سے ماہر نہیں ہیں جو اوس طور سے مقابلہ کریں اگر ساروں
 سے مقابلہ ہوتا تو یہ لشکر خوب لڑتا لڑتا بیکار قتل کرانے سے کیا حاصل میں تو اگیا ہوں حمزہ
 سے سمجھ لو نگاہ آپ لوگ میرے جنگ دیکھار کا تماشا ملا خط فرمائیں دیکھیے میں کیونکر حمزہ
 کو اسیر کر لیتا ہوں شیر جاو و نے جواب دیا کہ کیا ضرورت ہے میرے ہی اہل لشکر گرتار کرین گئے تم کیوں
 زحمت کرو حمزہ اگلا تو ہر مان اگر اوسکا لشکر ہوتا تو اوس وقت میں میں تم سے کہتا اور تمکو زحمت
 دیتا ایک شخص کے لئے کیا زحمت دون میں نے جو تمکو طلب کیا تھا تو یہ غرض تھی کہ حمزہ جو
 اوہر آئیگا تو مع لشکر کے آئیگا تو ہم اور تم ملکر حمزہ سے مقابلہ کریں گے چنانچہ اتفاق سے حمزہ اگلا
 آیا خیر میرے اہل لشکر کافی ہیں اسفندیار نے جواب دیا کہ میں نے اس خیال سے یہ امر نہیں عرض کیا

کہ آپ لو نہین سکتے ہیں بلکہ اس خیال سے عرض کیا کہ آپ فنون سحر سے آگاہ ہیں فنون جنگ
 سے واقف نہیں ہیں میں فنون جنگ سے آگاہ ہوں پس حمزہ جو چوٹ کھائیگا اور خواہ قتل ہوگا
 خواہ اسیر تو فرج جنگستان کا سحر سے ہرگز ہرگز نہ خوف کھائیگا جب یہ اسفندیار نے کہا منیر جادو
 کا اول ہی یہ قصد تھا صرحت و نیاداری کرتا تھا جو ابیدیا کہ اگر میں تمہاری مرضی ہو تو خیر میں اپنے لشکر
 کو منع کرتا ہوں کہ حمزہ سے مقابلہ نہ کرو اسفندیار نے کہا کہ میں لشکر کو جاتا ہوں اور حمزہ کو ہر اس
 مقابلہ طلب کرتا ہوں آپ مع لشکر کے ایک طرف کو صفت آرا ہوں اور تماشہ ملا صلفہ فرما میں کہ
 کیونکہ مقابلہ ہوتا ہے خیر نے یہ کلام اسفندیار کا سنے قصہ کیا تھا کہ لشکر کو منع کرے اور اسفندیار کے
 کیا تھا کہ اپنے لشکر کو روانہ ہو کہ لیک ایک پھر صراحت سے تنقی کر دیند ہوا جس نے پھر دو وار کو مکر کر دیا
 اور زبانی تیرہ و تار ہو گیا اور وہ گرد بہت تیز آ رہی تھی خلاصہ یہ کہ واسن گروہی صحرا میں اگر شکافت
 ہوا دل گروہ سے وہ نشان ایک لاکھ لشکر کی علامت کے پیدا ہوئے جس کے پھر بیرون پر تعریف عجائب
 نگار تحریر تھی اور سیاہ رنگ کے تھے اوہ سے طائران سحر سے دریا منت روانہ ہوئے
 اوہ سے ہر کارے اوہ کو روانہ ہوئے خواجہ بھی بموجب حکم صاحبقران روانہ ہو گئے لشکر
 اسفندیار سے بھی ہر کارے گئے صاحبقران و خواجہ و منیر جادو اسفندیار نے دیکھا کہ وہ
 نشان لشکر ایک طرف اگر قائم ہوئے اوٹے پھر جلوہ میں سواری آیا بعد جلوس سواری کے پشت
 کعبہ پر ایک پہلوان قوی تن سواریلوڑ میں سرداران نامدار پس پشت لشکر پیشا اسفندیار
 و منیر جادو نے پہچانا کہ لا جورد و ریاشکاف ہی اسفندیار نے منیر جادو سے کہا کہ کیا آپ نے
 لا جورد و ریاشکاف کو بھی براے کمک طلب کیا تھا منیر جادو نے کہا کہ ہاں طلب کیا تھا اسی
 خیال سے کہ حمزہ کے ہمراہ لشکر کثیر ہوگا لشکر ساحران سے ہم لوگ مقابلہ کریں گے اور غیر ساحروں
 کے لشکر سے ہم لوگ اسفندیار نے جواب دیا کہ اب معلوم ہوا کہ یہ بھی آپ کے طلب کیے ہوئے آئے ہیں منیر جادو
 نے کہا کہ انہیں کیا منحصر جو میں نے لاہور نیزہ باز و البرز کج کلاہ کو بھی طلب کیا ہے یقین ہے کہ وہ دونوں
 بھی مع لشکر کے آتے ہوں گے اوہ خواجہ نے جا کر سب حال دریافت کیا اور خدمت صاحبقران
 میں آکر عرض کیا لا جورد و ریاشکاف ایک لاکھ سپاہ سے براے کمک منیر جادو آیا ہے صاحبقران
 نے فرمایا کہ آیا ہی تو آنے دو ہمارا خدا مالک ہے خواجہ نے جواب دیا کہ یا صاحبقران آپ اکیسے کس قبل

مقابلہ فرمائیے گا صاحب قرآن نے فرمایا کہ پھر کیا کیا جائے یہ امر غیر ممکن ہے کہ بین ان لوگوں کے سامنے سے چلا جاؤں اتنا جو مرضی خدا کی جو اس کو منظور ہو گا اس کی ذات پر تکیہ کرو اور دیکھو کہ میری غیب سے کیا نئی ہوتی ہو اور خداوند کریم کیا دکھاتا ہو اطمینان رکھو راوی بیان کرتا ہے کہ اودھو لا جو رو کے ہرکارہ نے لا جو رو کو خبر کی کہ میدان میں لشکر منیر جاوے اور حمزہ سے مقابلہ ہو رہا ہو اور اسفندیار مع لشکر کے جاے کمک آیا ہے یہ اس کا لشکر شمال کی طرف صفت لہا ہوا اور وہ خود منیر کے پاس گیا ہر ملاقات کے لیے اور اجازت لینے کے لیے لا جو رو نے بھی اس مقام پر پہنچ کر ایک سمت اپنے لشکر کو صفت آرائی کا حکم دیا اور خود طرٹ منیر جاوے کے چلا اودھو لا جو رو کے آگے لا جو رو کے آگے کی خبر منیر جاوے کو دی منیر جاوے لا جو رو کو دیکھ چکا تھا اسی طور سے سردار دیکھ چکا کہ لا جو رو کا بھی استقبال کرایا لا جو رو نے بھی آکر منیر جاوے کو سلام کیا مزاج پر ہی کی طلب کرنے کا سبب دریافت کیا اوسنے سب حال کہا اور کہا کہ اتنا اسفندیار نے اقرار کیا ہے کہ میں حمزہ کو اسیر کرتا ہوں آپ اپنے لشکر کو منع فرمائیے کہ وہ حمزہ سے نہ لڑے لا جو رو نے کہا کہ اے بھائی اسفندیار ہم اور تم شریک ہو کر حمزہ سے مقابلہ کریں اسفندیار نے جواب دیا کہ حمزہ اکیلا ہی اکیلے سے میں اور تم شریک ہو کر مقابلہ کروں اگر حمزہ کے ساتھ لشکر ہوتا تو کیا مضائقہ تھا لا جو رو نے کہا کہ خیر دیکھا جائیگا اچھا یہ تو ہونا پر ضرور ہے کہ دونوں لشکر ایک ہو جائیں اسفندیار نے کہا کہ کیا نقصان ہے یہ باتیں کر کے لا جو رو اسفندیار نے قصد کیا تھا کہ مجھے اپنے شکرین جائیں اور لشکر میں پہنچ کر ایک ہو جائیں ایک ہی مقام پر خیمہ وغیرہ بہا کریں کہ مشرق کی طرف سے گرد بلند ہوئی اور لا جو رو نیزہ باز مع ایک لاکھ پچیس ہزار سپاہ کے آکر پہنچا سب نے اس کو پہچانا خواجہ نے حال دریافت کر کے صاحب قرآن سے بیان کیا لا جو رو نے اپنے لشکر کو صفت آرائی کا حکم دیا خود منیر جاوے کے پاس آیا خلاصہ یہ کہ اسنے بھی اسی طور سے تقریر کی اور منیر جاوے سے ملاقات کر کے یہ تینوں سردار اپنے اپنے لشکر میں آگئے خلاصہ یہ کہ یہ تینوں لشکر ایک ہو گئے خیمہ وغیرہ بہا ہونے لگے راوی بیان کرتا ہے کہ جب ان لشکر کی آمد شروع ہوئی تھی تو اہل لشکر منیر سر کرنے اور لڑنے سے باز رہے تھے اور ایک طرف سمت کر ہو گئے تھے اور ان لشکر کی آمد کا تماشا دیکھ رہے تھے اسی سبب سے جنگ و پیکار مو قوف تھی صاحب قرآن بھی ششیر بخت بہت ہوشیار دکھڑے ہوئے تھے آمد لشکر لا حطہ فرما رہے تھے راوی بیان کرتا ہے

اور جب یہ تینوں سردار منیر جادو سے ملاقات کر کے اپنے اپنے لشکر کو چلے گئے اور ایک ہو گئے یعنی سب
 لشکر ایک مقام پر اوترے ایک سمت صفت آرا ہوئے اور سوقت منیر جادو نے اپنے اہل لشکر سے پیکار کر
 لیا کہ اب تم لوگ حمزہ سے نہ مقابلہ کرو چلے آؤ یہ لشکر جو آئے ہیں مقابلہ کریں گے اور اگر ننگے تم اطمینان رکھو
 لوگ تم لوگوں کے گرفتار کیے سے گرفتار نہ ہونگے کیونکہ تم ساحر ہو اور ساحر اپنا اثر نہیں کرتا ہی تم منوں
 جنگ سے ماہر نہیں ہو قتل ہوتے ہو تم ایک طرف کو صفت آرا ہو جاؤ اور ان لوگوں کی جنگ و پیکار کا
 ماحضہ ملاحظہ کرو یہ حکم دیا تھا کہ اہل لشکر منیر جنگ و پیکار سے عاجز تھے اس سبب سے کہ وہ جانیں
 مرا لیا کر سہ کرتے تھے اور راستے تھے مگر اونکے ہارنے سے کچھ نہ بنتا تھا قتل ہونے لگے تھے بادشاہ
 کے حکم سے ناچار تھے جنگ سے اسخراست کر سکتے تھے جانیں برباد کر رہے تھے اور راستے تھے
 حکم پا کر اونکی جان میں جان آئی اور ایک مرتبہ یہ سب صاحبقران کے سامنے سے پٹ گئے
 در عقب منیر جادو اگر صفت آرا ہوئے صفین باندھ لیں صاحبقران کو بھی صفت ملی صاحبقران
 نے بھی اپنے کو آگاہ کیا مگر یہ امر جو کہ صاحبقران پیدل ہیں اور پیدل مقابلہ کر رہے ہیں ساحر
 سے ذرا بھی خوف و تھانہ ان لشکروں کے آنے سے ہراس ہوا اسی طور سے باجو اس میں خواب
 ابر کھڑے ہوئے ہیں جب لشکر منیر جادو میدان جنگ ترک کر کے اور مقابلہ صاحبقران سے علیحدہ
 ہو کر پس پشت منیر جادو صفت آرا ہو چکا اور سوقت منیر جادو نے ایک ساحر سے کہا کہ تم جا کر
 سفندیار سے کہو کہ بادشاہ نے کہا ہے کہ ہم نے تمہاری خواہش کے بموجب اپنے لشکر کو جنگ و پیکار سے
 وک لیا اب تم حمزہ سے مقابلہ کرو اور حمزہ کو اسیر کر کے ہمارے حوالے کر دو وہ ساحر اسفندیار کے پاس
 یا یہاں لشکر اسفندیار و لاہور و لاہور کی صفت بندی ہو چکی تھی اور اسفندیار نے قصد کیا تھا کہ
 اپنے لشکر سے کسی سردار کو براستہ مقابلہ صاحبقران روانہ کر دے کہ اس ساحر نے منیر جادو کا
 پیام دیا اسفندیار نے جواب دیا کہ کد نیا آنکے فرمانے کی عزت نہیں ہو میں خود سردار و نکو حکم
 پہنچا ہوں کہ حمزہ کو اسیر کر لو چنانچہ وہ سردار براستہ گرفتاری حمزہ میرے حکم کے بموجب روانہ
 ہو پہلے تھے کہ افکا پیام پہنچا میں نے ہم اپ سے اقرار کیا ہوا کہ خلاف کبھی نہ ہو گا
 وہ ساحر یہ جواب پا کر منیر جادو کے پاس آیا اور اسفندیار نے جو پیام دیا تھا وہ بیان کیا منیر جادو
 جواب سننے کے خاموش ہو رہا اور دھر اسفندیار نے ایک سردار سے کہا کہ تو جا کر حمزہ کو پکڑ لایا قتل کر وہ

مردار یہ حکم پاکر فوراً مرکب کو مہینہ کر کے میدان میں آیا اور آواز دی کہ اے حمزہ تو نے بہت سزا دیا ہے
 کیا سارون سے لڑ رہا تھا اور اونکو قتل کر رہا تھا جو کہ سوائے سحر کے فن جنگ سے آگاہ نہ تھے اذکو تو قتل
 کر رہا تھا اگر بہادری تو مردان عالم سے اگر مقابلہ کرتا کہ کچھ نہ جنگ تیرے ظاہر ہوں اور مرا مقابلہ سکا
 حاصل ہو یہ جو اس نے پکار کر کہا تو صاحبقران تلوار علم لیے ہوئے اس کے سامنے تشریف لائے فرمایا
 کہ کیا لاف و گداز بتا ہے تیری بہادری اور شجاعت و جوانمردی و لیاقت اسی امر سے ظاہر ہو کہ تو کب
 پر سوار ہو اور مجھ کو برائے مقابلہ طلب کرتا ہے تجھ کو شرم نہیں آتی ہے کہ میں کیا مقابلہ کر دوں میرا حلیہ پیدل ہے
 پس اگر دعویٰ شجاعت ہے تو مرکب پر سے اتر کر مجھ سے مقابلہ کر یہ جو صاحبقران نے فرمایا اسکو غصہ آگیا
 اور ہیرت نے گوارا نہ کیا کہ میں مرکب پر سوار رہوں جلدی سے مرکب پر سے کود پڑا صاحبقران کے
 روبرو آکر کہا کہ اے حمزہ وار صاحبقران نے فرمایا کہ اپنا یہ طریقہ نہیں ہے پہلے تو وار کر پھر میں بھی وار
 کر دنگا اگر خداوند کریم تیری حرب سے مجھ کو چاٹ لے گا اور اس نے کہا کہ معلوم ہوا تیری قضا آئی ہے یہ کلمہ
 اس نے نیزہ کا وار کیا صاحبقران نے نشان نیزہ سے اپنے کو چاٹ لے گا اور اندر پر ہاتھ دال دیا اور نیزہ اس کے
 ہاتھ سے چھین لیا اور شل شکر کے توڑ کر پھینک دیا اس نے برہم ہو کر تلوار سیما سے لیکر وار کیا صاحبقران
 نے بارہ بجا کر کھائی پر ہاتھ دال دیا تلوار بھی چھین لی اور فرزند بخیر کز کرد اسکو ادٹھا لیا اور سر سے بلند
 کر کے فرمایا کہ شناخت پروردگار میں کیا کہتا ہے اس نے کلہ سخت کہا پس صاحبقران نے اسے زمین
 پر دے مارا کہ وہ لقتل زمین ہو گیا استخوان اس کے سر سے سا ہو گئے یہ حال دیکھ کر اسکا بھائی شکر
 اسفندیار سے اجازت لیکر آیا اسکو بھی صاحبقران نے قتل کیا اسی طور سے چند روز پہلوانوں
 کو دم بھر میں صاحبقران نے داصل جنم فرمایا یہ رنگ دیکھ کر اسفندیار کے حواس جلتے رہے
 اور لا جو ر دو لا ہو رہے باہم صلاح کی کہ اگر حمزہ سے فردا فردا مقابلہ کیا جائیگا تو ہمارا کل لشکر کام
 آئیگا اور حمزہ سے کوئی عہدہ برا نہ ہوگا اس سے بہتر یہ ہے کہ حمزہ کو چاروں طرف سے گھیر کر بکرو
 تین لاکھ کا لشکر اگر ایک مرتبہ چاروں طرف سے حملہ کریگا تو حمزہ عاجز ہو جائیگا اور گرفتار ہو جائیگا
 حمزہ کس کس کو اکیلا جواب دیگا آخر کو عاجز ہو کر اسیر ہو جائیگا یہ جو رائے ہوئی سب نے اسے
 کو پسند کیا پس ہر ایک نے اپنے لشکر کے لوگوں میں کہا کہ حمزہ کو چاروں طرف سے گھیر لو کسی
 کنیض طرف جانے نہ دینا اسیر کر لینا یہ حکم دینا تھا کہ تینوں لشکر دن کے اہل لشکر میل و موافقہ

ککر چاروں طرف سے صاحب قرآن پر حمل آور ہوئے یہ تینوں سردار بھی تھے یعنی تاج پور و لاہور
 و آسٹھنہ پیر جیکہ خود انسر سپاہ چلے تو سردار دن کی کب یہ طاقت تھی کہ وہ حملہ نہ کرے تاج پور
 کو تاہی کہ اس طور سے صاحب قرآن و خواجہ تلواروں و نیزوں میں گھر گئے تھے کہ جیسے شیر فیتان کے
 جنگل میں گھر جاتا ہے وہ دونوں بزرگوار لگاہ اوٹھا کے دیکھتے تھے سوائے تلواروں و نیزوں کے
 دوسری شے نظر نہ آتی تھی ڈھالوں کی سیاہ بدلی چھائی ہوئی تھی تلواروں کی برت کو چھ رہی تھی پہلو
 رور آسا گرت رہے تھے مرکبوں کے ٹاپوں کی صداسے جنگل لرز رہا تھا خاک اور رہی تھی غبار
 بلند تھا زمین سرکہ ملی رہی تھی سینہ چاودے اپنے لشکر کے یہ تماشا دیکھ رہا تھا راوی بیان کرتا ہے
 کہ ان کافروں نے جو اس طور سے چاروں طرف سے صاحب قرآن پر حاکم چو نکہ صاحب قرآن
 نے اول پہلو اولوں کو قتل کیا تھا اول کے مرکبوں میں سے جو مرکب مدد تھا او سکوا اپنی سواری کے
 لیے پسند فرمایا تھا او سپر سو رہو کے مقابلہ فرما رہے تھے یہ فرقہ کفار کا جو دیکھا اور ملا حملہ فرمایا کہ
 سب نے ملکر ایک مرتبہ میرے اوپر حملہ کیا تو جنگ مغلوبہ کا سامان نظر آتا ہے نیز ان پاک کفار کو
 سلیمان علیہ السلام کے مرکب کو ہمیں کیا اور کفاروں پر چارے اور لڑنے لگے شمشیر زنی کرنے لگے خواجہ
 بھی برابر لڑتے تھے میدان جنگ میں ایک قیامت فیر رہا ہے صاحب قرآن نے ایک تلامذہ کا فخر
 میں دیکھا ہے خون کا ہر طرف مینہ برس رہا ہے سرشل باور سے گریں ہیں بازار مرگ گرم ہے یہ
 شمشیر صاحب قرآن کا رنگ ہو کر مثل برقی ہو چکا ہے چمک کر سرون پہ گرتی گئی کشت جہات کفار کو
 مسمار کر رہی تھی اب تشنہ ہر طرف لہو خان برپا تھا کھانڈے تلوار صاحب قرآن سے ناری
 جل رہے تھے ہر سمت آگ لگی ہوئی تھی شعلہ بلند ہو رہے تھے ایک تین لے آفت بپائی گئی جس طرح
 صاحب قرآن مرکب کو دیت کر چارے لے رہے کفار مثل روباہ کے جگا کھڑے ہوئے ہیں صاحب قرآن
 مثل شیر غرائف کے جھپٹ جھپٹ کر لڑ رہے ہیں اس طور سے کہ جیسے شیر غضبناک بھیج روباہ میں گھر جاتا
 ہے اور حملہ کرتا ہے اور روباہ او کے حملہ سے بھاگتے ہیں صاحب قرآن تو اس طور سے لڑ رہے ہیں کہ انہیں
 وغیرہ لشکر و اتر تیشہ دلا رہے ہیں کہ گھیر کر تکر کو کیا رہا ہے اگر وہ چاروں پاک ہو جاوے گا
 یہی کام ہو گا کہ تم لا کھوں ہوا کر پاک بھی ہو گئے تو کیا کہی ہو گا وہ ہیں اگر شمشیر بھی چلاوے گا
 تو کئی اور کام تمام ہو گا ہمت کو نہ ہارو بلکہ ایک دم سب ملکر حملہ کرو اور کھانڈے تلوار اس طور سے

افسردن کے کہ سب اہل لشکر پھر چلا گئے اور تیرہ سال گئے لگے پھر طوفان آب و ہوا کشتی حیات گروہ اب بلا میں مبتلا ہوئی صہما حبقران نے پھر تلاطم و آوارگی یا قتل کرنا شروع کیا وہی ایک حملہ میں لشکر کے حواس جاتے رہے اور پانچ اونٹ گئے یہ حال جو اسٹند یا رولہ چورہ لاہور نے لشکر کو دیکھا باہم صلاح کی کہ لشکر کے لوگ حمزہ کے محلہ کی تاب نہیں لاسکتے ہیں اگرچہ حمزہ اکیلا ہی مگر جب حملہ کرتا ہے لشکر کے پاؤں اونٹ جاتے ہیں پس صلاح یہ ہے کہ ہم اور تم ملکر حمزہ کو گھیر کر پکڑ لو لشکر کے لوگوں سے نہ کچھ جائیگا حمزہ واقعی بڑا بہادر و جری ہے اس سے کوئی نہیں لڑ سکتا ہے سوائے ہم لوگوں کے اون دونوں نے کہا کہ چلو جس طور سے ہو حمزہ کو اسیر کر لو پس تینوں باہم یہ صلاح کر کے اور مرکب اوٹھاکے چلے لشکر نے ہوئے کہ اوٹھ کر کیا تین روہہ کے پیادوں سے مقابلہ کر رہا ہے اور کیا قتل کر رہا ہے مردان عالم سے مقابلہ کر اور حملہ ہمارا روک تو جا رہا ہے تو اوٹھ کر چلے اور صہما حبقران بھی اہل لشکر کو قتل فرماتے ہوئے انکی طرف چلے ابھی سامنا نہیں ہوا تھا کہ ایک مرتبہ آسمان پر سیاہ ابر نمودار ہوا وہ ابر اس مقام پر آکر قائم ہوا اس ابر سے پانچ تخت پیدا ہوئے اب جو صہما حبقران و خواجہ نے دیکھا تو اون تینوں پر سرداران اسلام کو سوار دیکھا اور حرمیہر جاوونے بھی دیکھا کہ حمزہ کے مدد گیار گئے کیونکہ ایک خبر ہو گئی تھی کہ فلان فلان ساحر دن نے حمزہ کی شراکت کی تھی یہ دیکھ کر اپنے کپ سالار سے کہا کہ اب بڑی خرابی ہوئی کہ حمزہ کے مددگار اور سردار آگئے معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں کو اس معرکہ کی خبر ہو گئی اب کشت و خون حد درجہ کا واقع ہو گا اب سحر و ساری کامز اوٹھے گا اب تم کو لازم ہے کہ تم بھی اپنے مددگاروں کی کمک کریں یہ نے جو اب دیکھا کہ ضرور میرا جاوونے اپنے لشکر سے پکار کر کہا کہ ہوشیار ہو جاؤ اور آمادہ جنگ و پیکار ہو کیونکہ اب ساحرون سے مقابلہ ہو گا اپنے اپنے حرمیہر سے کر سنا لو اور یہ جو ساحر برائے ملک حمزہ آئے ہیں انکو گھیر لو اور مددگاروں کے آئے تھان سب کو مار لو یہ جانے نہ پائیں اگر حمزہ کا لشکر آگیا تو پھر بڑی خرابی ہوگی اور معرکہ عظیم سے سامنا ہو گا اور حد و حدود سردار جو کہ مہرہ کی آواز سننے لگتا ہے سحر پر سوار ہو کر چلے تھے وہ جو بیان کر رہے تھے اونھوں نے جو مہندی سے خیال کیا تو صہما حبقران اور خواجہ کو لاکھوں سے لڑتے ہوئے دیکھا بالکل ہوا سے جو سحر کیا جس قدر لوگ قریب حمزہ صہما حبقران تھے اور صہما حبقران یہ حملہ کر رہے تھے سب کے ماتھے پاؤں بیکار ہو گئے اور بہت سے ہلاک ہو کر گرے سروانے اوڑ گئے یہ بھی معرکہ دیکھا اور خیال کرے کہ انکو کس نے ہلاک کیا ضرور یہ کسی ساحر کا کام ہے کہ اوٹھے سحر کیا ایک مرتبہ اس قدر لوگ ہلاک ہو گئے سر

اوٹھا کر صما جعفران نے طرف آسمان کے دیکھا تھا ایسا ہی سردار و نکو خشتا کے سحر پر سوار پایا خواجہ کے
 فرمایا کہ اے خواجہ ان سردار و نکو کو بکر اس کو کہ کی خبر ہوئی جو یہ لوگ یہاں آکر یہ اونٹنوں نے بڑا کھا کہ ہر دن
 میری اجازت کے کفار پر سحر کیا میرے طریقہ میں زن آیا کیونکہ یہ امر خلافت شجاعی ہو کہ غیر ساحر و
 ساحر لڑیں اور اوپر حملہ کریں اگر ہم ایسا کریں تو تم میں اور کفار میں کس امر کا زن رہے اور کیونکر اسلام و
 کفر سمجھا جائے انکو منع کرو کہ جب تک ساحر لشکر کفار کے نہ لڑیں اور سوقت تک یہ لوگ بھی سحر نہ کریں ورنہ
 ہمارے خلاف ہو گا ہم ناخوش ہونگے خواجہ نے ہوا بیا کہ او نکو کیونکہ تم کیا جاسے وہ تو باہر سے ہوا ہیں
 راوی بیان کرتا ہے کہ ان ساحر و نکو نے آئے ہی جو سحر کیا اور یہ کفار ہلاک ہوئے اب اس مقام پر کوئی
 نہیں بڑھتا صما جعفران و خواجہ میں جو یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ وہ سردار اگر یہ سچے کفار جعفران
 کو سلام کیا صما جعفران نے او کی طرف ملاحظہ فرما کے فرمایا کہ تم لوگوں نے بہت ہی حرکت کی کہ ہوا
 لوگوں کو سحر کر کے ہلاک کیا یہ امر بالکل ہماری سرمنی کے خلاف ہوا ہاں اگر ساحر ہوئے اور وہ سحر کر رہے ہوں
 تو کیا مضائقہ تھا تم بھی سحر کر کے غیر ساحر و نکو کرنا چاہتا تھا ایسا ہی حرکت نہ لڑنا بان تم میں غیر ساحر
 ہر وہ لڑے او کو لڑنے کی اجازت ہو جو وقت اس طرف کے ساحر حملہ کریں اور سوقت تم بھی حملہ کرنا
 اس حالت میں کوئی مضائقہ نہیں ہوا ان سب نے عرض کیا کہ بہت خوب ہمارے قصور کو حالت
 فرمائیے راوی بیان کرتا ہے کہ یہ سردار جو آئے ہیں یہ قریب ایسے سرداروں کے ہیں انہیں چالیس ساحر ہیں
 او چالیس غیر ساحر جو کہ ساحر تھے وہ تو ایک طرف صفت باندہ کر کے ہو گئے کیونکہ انھوں نے سحر کر کے
 کفار کو قتل دیا تھا اور ایک سمت کو بالکل کفار و نکو سے صاف و پاک کر لیا تھا اس غرض سے کہ شاید لشکر
 آئے تو اسی طرف کو صفت آرا ہو ساحر ان لشکر اسلام تو صفت باندہ کر کے ہوئے اور غیر ساحر جو تھے وہ
 تلوار میں علم کر کے گرو صما جعفران مستعد نماز رہے اور حراست غنہ نے جو دیکھا کہ حمزہ کے
 دھڑکا آگئے اور اونکے آتے ہی ہمارے لشکر کے لوگ ایسے سمجھ خائف ہوئے کہ حمزہ کے گرد سے ہٹ
 گئے اور لڑنے سے دست بردار ہوئے ہاتھ روک لیے حملہ کرنے سے عاجز ہوئے کو ان نے اگر نہ حملہ
 کیا نہ لڑے صفت یہ کہ ایک طرف اپنی صفت بندی کی اور ایک سمت کو اپنا قبضہ کر لیا لا جو رو سے کہا
 کہ یہ لوگ بڑے ہوشیار ہیں کہ آتے ہی کیسا بندوبست کیا کہ لشکر لے اوڑھنے اور خیمہ
 وغیرہ برپا ہونے کا بندوبست کر لیا اور ہمارے لشکر کے لوگ ایسے بزدل اور ہودے تھے کہ ان کو ہٹنے

آتے ہی بھاگ کھڑے ہوئے اور اوٹ کو جگہ دیدی خیر ایتھو جو ہوا سو ہوا ورا ان ہو پھر ترغیب دلائی
 ہلے تاکہ یہ اوٹ کو گھیر کر مار لیں ابھی کوئی ایسا نقصان نہیں ہوا ہے خدا پرست تھوڑے سے ہیں اگر
 اسی طور سے لگتا لگتی تو پھر بڑی خرابی ہوگی اس معرکہ کو طول ہو گا گوئیخ ہماری ہوگی مگر اکھون کا
 کھیت ہو گا یہ شکے کا جو رد و غیرہ نے اپنے اہل لشکر سے لپکا کر کہا کہ تم لوگ کیسے کچھ دے ہو اور کیسے
 مرد ہو کہ حمزہ کی کمک جو آئی تو سب کے سب ہٹ آئے یہ لپکا کہ اوٹ کو حمزہ تک نہ آئے دین اوی
 مقام پر روک لیں پس بہتر یہ ہے کہ ان سب کو مار لو یہ کہنا تھا کہ پھر لشکر صاحبقران پر حملہ کیا اب
 کیا ہوتا ہے یہ چالیسوں سردار بھراہ صاحبقران کے لڑنے لگے برابر سے چالیس تواریں رہنے لگیں
 سر اوڑنے لگے رادی بیان کرتا ہے کہ یہ لوگ لڑ رہے تھے او دھر منیر چادو کو بھی جوش آگیا اپنا لشکر
 ہمراہ لیکر بھر کرتا ہوا چلا سرداران اسلام نے جو کہ سامر تھے اور صاحبقران کے حکم سے الگ
 کھڑے ہوئے تھے یہ معرکہ جو دیکھا کہ اب منیر چادو اپنے لشکر کو لیکر چلا اور اوٹ کا صف بڑھ کر
 کھڑے ہوئے یہ ساحر بھی قریح و ندرخ لیکر طرف لشکر منیر کے چلے آئے پسین بھر ہونے لگے ساحران سامع اسلام
 نے لشکر منیر چادو کو روکا باہم تنخ و ندرخ چلنے لگے سر کی بو بھار ہونے لگی ایک طرف ساحر دن سے
 مقابلہ ہو رہا ہے ایک طرف غیر ساحر دن سے بلار مرگ گرم ہو کا نڈ سر مثل کا سہ گلی کے ٹھوکر ہیں
 نکھار ہیں لاشوں کا انبار سرد و کھاؤ حیرت طرف لگا ہوا ہے لاشوں سے میدان جنگ بھرا ہوا ہے
 سرد گردن کے ہر سمت انبار ہیں لاشوں کے پٹھے بندھے ہوئے ہیں بڑے غضب کی بنا پر چلا آئے ہیں بھر ساری
 ہو رہی ہے گو اہل اسلام بہت قلیل تھے یعنی چالیس غیر ساحر ہیں اور چالیس ساحر ہیں مگر انھوں نے
 دونوں لشکروں میں تلام و لڑا ہے ساحر دن نے لشکر ساحران میں وغیرہ ساحر دن نے لشکر منیر
 میں صاحبقران بھی لڑ رہے ہیں یہاں تلک مچا ہوا تھا کفار زفر کر کے اہل اسلام پر دباؤ تھے مگر
 سپاہیہ ہوتے تھے اسفند پاد و غیرہ نوہ کر کے اہل لشکر کے دل بڑھارے تھے او دھر منیر چادو جو خود بھی
 سحر کرتا ہے اور اوٹ کے سردار بھی اور لشکر کو بھی لڑنے کی اور سحر کرنے کی ترغیب دے رہا ہے اس سحر میں
 قیامت خیز آفت آجی مگر کہ پڑا ہوا ہے ہر طرف سامان و تحیر کے آثار ہیں گرد و بلند پوری ہے برون شمشیر
 چمک چمک کر خرم حیات پر گر رہی ہے اور سحر کر رہی ہے سر مثل اوٹوں کے برس رہے ہیں خون کا دھوا
 ہے رہا ہے عجیب نہنگا مہ قیامت نہا رہا ہے لشکر دن میں تلام ہی کوئی صورت معرکہ نظر نہیں آتی ہے مگر

کہاں تک اہل اسلام کے حملوں کو روکیں گمردہ لاکھوں اور یہ قلیل قریب تھا کہ اہل اسلام کے پاؤں اونٹ
جائیں کہ آسمان پر باجون کی صدا آئی اور ابھر گانار رنگ و سوسنی رنگ کے پیدا ہونے لگے وہ ابھر
اگر اسی صحرائین قائم ہونے لگے راوی بیان کرتا ہے کہ وہ لشکر کی جو کہ موجب اپنے سرداروں و
افسروں کے حکم کے برائے کمک چلا تھا سیما سے بلند آواز و سوسن جاو و ورا عظیم جاو و و دختر
سیما سے بلند آواز تو جلدی میں راہ بھول گئے اور تھک کر اور کسی طرف نکل گئے کہ روان لشکر کو
حکم دے گئے تھے کہ مع لشکر کے بہت جلد در بدر پیروی میں اپنے کو پہنچاؤ کیونکہ وہاں حمزہ
صاحبقران سے اور کفار سے مقابلہ ہو رہا ہے وہاں پہنچ کر جلد کمک کرو حمزہ صاحبقران کی ہم
تم سے قبل پہنچے جاتے ہیں اور جا کر لڑائی کو روکتے ہیں بہت جلد آنا وہ سب سردار تو چلے تھے
بسیب جلدی اور تیزی کے راہ فراموش کے اور طرف نکل گئے وہ لشکر جو چلا بموجب حکم کے ح
خیمہ و خرگاہ کے اون کے سامنے چل بکھرا ہوا تھا وہی لشکر اب آکر پہنچا یہ لشکر سات لاکھ کا ہوا
اسمیں ساحر و غیر ساحر بھی ہیں جو کہ غیر ساحر ہیں اونکو ساحر سمجھتوں پر سوار کیے ہوئے اور سخت سحر
سے اڑاتے ہوئے لیے چلے آتے تھے اشقر دیوزاد بھی ان سرداروں کے ہمراہ تھا ہزاروں
تخت ایسے تھے کہ جبر مرکب اہل لشکر کے تخت اشقر ایک تخت سحر پر تھا اونکا چاکر بھی تھا کیونکہ خواجہ
اشقر دیوزاد سے زبان منی میں کہا تھا کہ تم لشکر کو جاؤ میں تمہارے آقا کی تلاش میں جاتا ہوں
جب صاحبقران بلجائینگے تو میں ان سرداروں کو مع لشکر کے طلب کر دوں گا یہ تم کو بھی اپنے ہمراہ
لیتے آئیے پس اشقر دیوزاد خواجہ کے کہنے سے ان سرداروں کے ہمراہ لشکر میں آیا تھا اگر خواجہ
یہ نہ کہتے تو کسی کی بھی مجال تھی کہ اشقر کو اس مقام سے بچاتا بدون صاحبقران کے تشییر
لانے اس سبب سے اشقر دیوزاد خواجہ کے کہنے سے ان سرداروں کے ہمراہ تھا پس وہ اب بیان
اگر شوق ہوا اور اس پر سے لشکر پیدا ہونے لگا اہل لشکر اسلام نے جو دیکھا کہ صاحبقران
سے اور کفار سے مقابلہ ہو رہا ہے ایک طرف ساحروں سے ساحر لڑ رہے ہیں اور ایک سمت غیر
ساحروں سے محرم پڑا ہوا ہے مگر سب اہل اسلام کھڑے ہوئے ہیں ان سب سرداروں کو اسلام
واہل لشکر نے بلائے ہوئے سے آواز دی کہ اس کا اثر ان پر نہ غالب کیا جائے تو ہم آہو کے تھے
بڑا فریب کیا تھا کہ ہمارے آقا کو فریب دیکر پکڑ لیا تھا خداوند کریم خواجہ سلامت ہو چلا کر سے

کہ اوٹھوں نے ڈھونڈ کر نکالا اور سبکو بھی آگاہ کیا ورنہ تم تو اپنا کام کر چکے تھے اب کیا ہوتا ہے کیسے
 ہووے ہو کہ فریب کرتے ہو یہ بھی کوئی طریقہ ہے پس معلوم ہوا کہ تم سب نامرد ہو خیال تو کرو کہ دو
 آدمیوں کو اس قدر سحر و غیر سحر و غیر سحر میں نے گھیرا ہے شرم بھی نہیں آتی ہے اب ہم آپو بچے ہیں
 اب دیکھتے ہیں کہ تم لوگ کیونکر یہاں ٹھہرتے ہو یہ جو ان سب نے تعریف کی اور جلدی جلدی
 سخت ہوا پر سے اوتارنے لگے اور زمین پر آئے صا بھٹو ان خواجہ لڑے تھے اجازت کس سے
 لیتے لشکر دن پر جا پڑے ساحر شکر ساحر ان پر اور غیر ساحر شکر غیر ساحر ان سے لڑنے لگے تو
 ہر طرف تلوار و خنجر چلنے لگا بازار مرگ گرم ہو گیا ملک الموت روحین قبض کرنے لگے خون برسنے
 لگا اب تو مینر چادو بھی لڑنے لگا اور سحر کرنے لگا اب ہر طرف بازار رستخیز گرم تھا بارش ہلنگ
 و نیزہ کی رہی تھی صداے بگش و بزن ہر طرف بلند تھی پہلوانان رعد آواز گرج رہے تھے
 برق شمشیر کوئندہ کوئندہ کر فرس حیات کو تباہ کر رہی تھی سم ہاے مرگبان سے خاک اڑ رہی
 تھی راوی بیان کرتا ہے کہ لشکر اسلام جو آیا تھا وہ سلع و سمل تھا پس زمین پر اترتے ہی بکروں پر سوار
 ہو ہو کر لڑنے لگے ایک ساحر نے جلدی سے استغفر و یوزا و ہما جعفران سے پاس ہو چکا دیا اور
 لشکر کے آنے سے آگاہ کیا اب صا بھٹو ان استغفر پر سوار ہو کر لڑنے لگے جب خواجہ کو یہ معلوم
 ہوا کہ کل لشکر آگیا اب خواجہ کو اطمینان ہوا اور اب خواجہ اور فکرین مصروف ہوئے خواجہ نے
 دل میں کہا کہ ای عمر و اب وہ فکر کہ جسمین کوڑی دو کوڑی کا نفع ہو اب شکر اسلام آگیا ہے
 کہ اب کوئی مقام خوف نہیں ہے دوسرے کچھ سردار حمزہ کے قریب بھی آگئے اب حمزہ پر
 کوئی ہاتھ نہیں اٹھا سکتا ہے تم کچھ اپنے معاش کی فکر کرو غرض ہوا ہے کہ تم نے کچھ پیدا نہیں کیا ہے
 یہ خیال کر کے خواجہ دل میں ایک طرف کو چل پکڑے ہوئے راوی بیان کرتا ہے کہ خواجہ نے یہ
 تدبیر کی تھی کہ سو سو چاسن چاس کا فون کی لاشوں کو ایک جاکیا پہلے اونکی کمرٹول کر جو
 کچھ ملا نکال لیا اور سکے بعد او سپر ایک جھنڈی لگا دی کہ ان مال خواجہ عمر و جسکی کمر سے کچھ نکلا
 ایک ٹھوکر ماری اور کہا کہ تم کو مرنا کیا ضرور تھا جو تیرے پاس کچھ نہ تھا تو برا دینی دے کہ تیرے پاس
 کچھ نہیں نکلا تیرا یہ بیان ٹھکانہ ہے نہ وہاں تو بیکار ملا بلکہ او سکا کمر بند کھول کر ٹھوک دیا اور چل پکڑ
 ہوئے اب خواجہ تو اس فکر میں مصروف ہوئے اور لوٹے مار کرنے لگے اب لشکر اسلام سے ارکضار

مقابلہ ہونے لگا ہر طرف ہزار مرگ گرم خون برس رہا ہوا دریا کے خون روان ہوا ہر طرف تلوار چل رہی ہو کسی مقام پر بخون کی چقا چاق بلند ہو کسی جگہ گیتھون سے مقابلہ ہو رہا ہوا صدای تراق تراق سے گوش گردون کمر ہونے جاتے ہیں اب یہ جو اسفندیار و لاجورد و لاہور اور اسکے افسران لشکر نے دیکھا کہ حمزہ کی کمان اگنی اور کل لشکر حمزہ کا اس سرکہ کی خبر پا کر آگیا اور ہمارے لشکر سے لڑ رہا ہو پس انھوں نے بھی تلواریں علم کین اور لڑنے لگے اور ہر پیشہ جادو سے اور اہل لشکر سے اور ساحران اسلام سے سحر بازی و شعبد بازی نیز نگ سازی ہونے لگی شعلہ ہائے سحر بلند ہونے لگے ہر طرف آگ برسنے لگی ابر سحر آ آ کے قائم ہونے لگے اون سے عقب دبا رہنے لگے برقنا سے سحر چمک چمک کر گرنے لگے ناریں جل جل کرنی اندر ہونے لگے خون کے دریا جاری ہونے لگے سر اوسین مثل جابون بیسے نظر آنے لگے ہر طرف شور و غل مچانے لگے ساحروں کے مرنے کی علامت بلند تھی کبھی تاریکی ہو گئی کبھی روشنی یہ اوازیں آرہی تھیں کہ کشتی میرا نام من فلان جادو بود سیاہ آندھیاں اوٹھ رہی تھیں زمین ہل رہی تھی صحران کو زلزلہ تھا ایک شہر برپا تھا وہ میدان جنگ نمونہ میدان شہر کا تھا ہر ایک کو اپنی جان کی پری تھی جو بہادر و مخلص تھے وہ بڑھ بڑھ کر لڑ رہے تھے جو نامرد و بودے تھے وہ راہ فرار تلاش کر رہے تھے بہادروں کے جسموں پر گھلاسا زخم کھلے ہوئے تھے مرغ بے اور اوڑکے طائر جان کا شکار کر رہے تھے سب صیاد اجل کے بچدے میں آئے تھے اسیر دام اجل ہو رہے تھے شہباز اجل کے شکار تھے بہادران عالم کس جو انردی و بہادری سے لڑ رہے تھے زار کمان چلا رہے تھے ہر طرف زخموں کے گل کھلے ہوئے تھے زخموں سے وہ صحران نمونہ لالہ زار ہو رہا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ لالہ کا کلیت ہر جدھر نگاہ اوٹھ جاتی تھی سو اسے تیرو تیر کے دوسری شے نظر نہ آتی تھی نشان لشکر بلند تھے پھر سیرے اونکے کھلے ہوئے تھے ہوا سے اوڑ رہے تھے میر فین لہر اور تی تھیں صدائے بزن و کیش بلند تھی لہو کی مزیان بر رہی تھیں بازار مرگ گرم تھا لکھ لکھ موت بیکار کمان تک رو صین قبض کریں ایک کی روح قبض کی معلوم کر کرے اور کی روح قبض نہ کرنے پاتے تھے کہ اور دو سو سہل لہا آ کے مجرموں کے کراہنے کی صدا آرہی تھی کوئی پراہوا خاک پر ایڑیاں رگڑ رہا تھا کوئی مانند مرغ بسے کے تڑپ رہا تھا کیسکا وقت جان کنڈنی تھا کیسکا ہنگام نرسا تھا کوئی تڑپتا تھا کوئی خاک پر پڑا تھا کوئی اسسک رہا تھا کوئی دم توڑ رہا تھا

کسی کے پاؤں نثار تھے کسی کے پونچے سے ہاتھ تلم تھے کسی بہادر کا سر تن پر نہ تھا و تھوڑا فاک پر
پڑا تھا کسی غازی کا نشانہ نشانہ تھا کوئی عروس مرگ سے ہنسا رہا تھا کوئی اجل کا خاک پر پڑا تھا و تھوڑا فاک پر
تھا کسی کو اپنے ہلاک ہونے کا صدمہ تھا چروا و سرد بھر رہا تھا کسی کی فراطعش سے زبان نکل
آئی تھی وہاں پر کوئی نہ تھا کہ جس سے پانی طلب کر لے خلاصہ یہ کہ اس جنگل میں عجیب طرح کا
سورہ پڑا تھا بھائی کو بھائی کی خیر تھی بیٹا باپ کا دشمن ہو رہا تھا باپ فرزند کا قاتل تھا کوئی
پکار رہا تھا کہ اردن اور حواؤ مجھ شیم جان کی خبر کو کون سننا ہے جو خبر لی عجیب عالم ہر اس دیاس
تھا ہر ایک بدحواس تھا لشکر اسلام جو کہ آیا تھا آتے ہی جنگ و پیکار میں مصروف ہو گیا نہ اہل
لشکر نے خیال کیا نہ سرداروں نے کہ ہمارے افسر اعلیٰ و بادشاہ جو ہم سے قبل چل کھڑے ہوئے
تھے وہ بھی آکر پونچے یا نہیں اگر آئے تو کس طرف لڑ رہے ہیں راوی بیان کرتا ہے کہ حکیم آئینوں
بھی ایک طرف کو شمشیر زن کر رہے تھے یہ صرف حکیم ہی نہ تھے بلکہ فنون جنگ بھی خوب ماہر تھے
کفار کشی میں مصروف تھے جب یہ لشکر آگیا اور صا جعفران کو معلوم ہو گیا کہ کل لشکر ساحران
و غیر ساحران اس مقام پر پہنچ گیا ہوا اس سورہ کی خبر پا گیا تو صا جعفران جنگ و دلیہ
فرما رہے تھے یا اب بھٹم گئے اور صرف ایک ہاتھ سے لڑنا شروع کیا پہلے دوستی شمشیر زن فرما رہے تھے
اب یہ حالت ہو کہ جو ان پر وار کرتا ہو اسکو ہلاک کرتے ہیں یا جس سردار یا اہل لشکر پر کفار کا مجمع
ہو جاتا ہو اور وہ گھر جاتا ہو اسکی کمک فرماتے ہیں اسکو ادھمکے پھندے سے بچاتے ہیں شیر جاو و
ساحران اسلام سے بھی لڑتا جاتا ہے اور غیر ساحرون پر لشکر اسلام کے بھی سحر کرتا جاتا ہے صا جعفران
کما یہ طریقہ ہے کہ لشکر کھدے اہل لشکر کو بھی قتل فرماتے ہیں اور اہل لشکر کو بھی ساحرون کے سحر سے بچاتے ہیں
دیکھا کہ سحر نے اثر کیا ہوا وہ سحر عکس لوح ڈال دیا کہ وہ سحر بر طرف ہو گیا اسی طور سے ساحران اسلام بھی
لڑتے جاتے ہیں اور اپنے لشکر کے غیر ساحرون کو سحر کفار سے بچاتے ہیں خوب قیامت کی جنگ
و پیکار ہو رہی ہے اگر اس جنگ و پیکار کا حال تحریر کیا جائے تو ایک دفتر طویل تیار ہو جائے یہاں تو
اس سورہ کی جنگ و پیکار ہو رہی تھی اور تین شعبانہ روزہ اسی حالت میں سبکو گدھے تھے کہ ایک ایک
سحر کی طرف سے تھوڑا گرو و غبار بلند ہوا جس نے سپرد و ار کو تیرہ و تار کر دیا روئے آفتاب در من
گرد میں پوشیدہ ہو گیا مگر یہ لشکر اس طور سے مصروف جنگ تھے کہ انکو خبر تک نہ ہوئی کہ یہ کیا سورہ

گدڑا اور یہ کیسا گرد و غبار بلند ہوا اور یہ تاریکی کیسی ہو گئی وہ دامنہ گرد کا بیان اگر شکاف تہ ہوا اور
 دہن گرد سے ایک لشکر کثیر و جم غفیر پیدا ہوئے مگر سب کے سب بدحواس اور لشکر کی حالت
 ایسی تھی کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ کسی مقام سے شکست کھا کر بھاگتا ہو اور اسکے عقب میں وہ طریق بھی
 آتا ہی کہ جو اسکا دشمن ہو کیونکہ ہر ایک کی یہ حالت تھی کہ بار بار پلٹ کر دیکھ ضرور لیتا تھا یہاں
 آکر یہ لشکر جو پہونچا اور اس لشکر نے جو یہ جنگ مغلوبہ دیکھی اور دیکھا کہ کوسوں تک تلوار چل
 رہی ہے سحر ہو رہے ہیں آگ برس رہی ہے ہزاروں ہلکے لاکھوں لاکھین پڑی ہوئی ہیں خون
 کے دریا بہہ رہے ہیں صدائے نال و کیش بلند ہو بیرون کے گل مچالے کی صدا آرہی ہے یہ واقعہ
 و سانحہ دیکھ کر اس لشکر کے حواس جلتے رہے یا تو بھاگا ہوا چلا آتا تھا یا اوسے مقام پر ختم کیا
 اور سب آ آ کے جمع ہونے لگے بادشاہ لشکر جو مع سرواروں کے آکر پہونچا اوسے جواہرے لشکر کو
 جنگل میں ایک طرف مقیم دیکھا پکار کر اہل لشکر سے کہا کہ کیا تم یہ جانتے ہو کہ حریف آجائے اور
 قتل کرنے لگے اس مقام پر کیوں ختم کئے جس طور سے بھاگے ہوئے چلے آتے تھے اوسے طور
 سے چلے چلو ہمت کو نہ ہارو اس دور بند پیشریہ تھوری دور رہ گیا ہی وہاں پہونچ کر دم لینا اگر
 حریف بھی اوس مقام پر آجائے گا تو پھر کچھ نہ بنا سکیگا اہل لشکر نے جواب دیا کہ ہم کیا خاک آگے
 بڑھیں دنا ملاحظہ تو فرمائیے کس قیامت کی جنگ مغلوبہ ہو رہی ہے کسی طرف راستہ ہی نہیں
 جو ہم جائیں کیا ہم اپنی جانیں دیں کیونکہ جانوں کے جانے کے خوف سے تو ہم وہاں سے بھاگے
 پھر اپنے کو اوس آفت میں مبتلا کرین ہاں اگر کسی طرف سے نکل جانے کا راستہ ہی ہوتا
 تو ہم نکل جانے کو سون سوائے گرد و تیر و تلوار و نیزہ کے کوئی دوسری بڑی نظر نہیں آتی ہے جدھر
 نگاہ اڑھٹھا کے دیکھے برق شمشیر کو نہ دھڑ رہی ہے دھالوں کی گھٹنا چھائی ہوئی ہے میٹھ سر دھکا
 اور خون کا برس رہا ہے بسمل ترپ رہے ہیں عجب اسمان کی بہار ہے زمین خون سے لالہ زار
 ہونہ معلوم کس امر پر یہ جنگ و پیکار شروع ہوئی ہے نہ اسے مخاصمت کیا ہے یہ جواہرے لشکر نے
 پکار کر کہا اب افسران لشکر و بادشاہ لشکر نے بھی دیکھا تو سو کہ جنگ و پیکار کو گرم
 پایا اس جنگ و پیکار کو دیکھ کر یہ لوگ بھی ختم گئے اور سب کے حواس جاتے رہے
 بدحواس ہو گئے اور باہم کہنے لگے کہ اب کہہ جھاگ کر جانیں اگر جدھر سے آئے ہیں اوسے طرف

پست کر جاتے ہیں تو حرکت سے سامنا ہوتا ہے اگر اسی مقام پر قیام کرتے ہیں تو بھی خرابی ہے
 کہ حرکت آتا ہے اگر وہ آگیا تو پھر کہہ جائیں گے اگر آگے کو جاتا ہوں تو اس جنگ و پیکار کے
 سبب سے راستہ نہیں پاتا ہوں تم لوگ بتاؤ یہ جو بادشاہ نے افسروں سے کہا اور انھوں نے
 جواب دیا کہ ہم کیا بتائیں ایک رائے ہے ہر کاروں کو روانہ فرمائیے کہ وہ جا کر دریا فست کریں کہ
 یہ کس بنا پر ہے یہی ہوا دریا کون سا مقام ہے بادشاہ نے کہا کہ یہ رائے بہت ٹھیک ہے مگر یہ بتاؤ
 کہ اس دریا فست کرنے سے کیا مطلب ہے اور انھوں نے جواب دیا کہ مطلب یہ ہے کہ اگر یہ کوئی ہمارا دوست
 ہو تو ہم اسکی کمک کریں جب ہم اسکی کمک کریں گے تو وہی ہماری کمک کر لیا جب ہم سے اور ہمارے
 دشمن سے مقابلہ ہو گا تو اس حالت میں بادشاہ نے کہا کہ یہ رائے بہت ٹھیک ہے ہر کاروں
 کو بلاؤ میں انکو برائے دریا فست خبر کے روانہ کروں پس یہ حکم جو دیا اور وقت ہر کاروں
 حاضر ہوئے راوی بیان کرتا ہے کہ یہ وہ لشکر ہے جو کہ مقابلہ شاہزادہ علمشاہ سے بھاگا تھا اپنی
 البرز کج کلاہ کا لشکر جبکہ البرز کج کلاہ نے شکست کھائی تھی تو اپنے سپہ سالار کی رائے
 سے اسنے قبل باز بچا دیا تھا دونوں لشکر فرود گاہ پر واپس گئے تھے کوئٹہ کوئٹہ البرز نے اپنے
 سپہ سالار کی رائے سے لشکر علمشاہ پر شبخون مارا اور جب سب ہوشیار ہوئے تو یہ مع لشکر کے
 بھاگ کھڑا ہوا تھا اس کے عقب میں علمشاہ مع لشکر کے چلے تھے چنانچہ وہی لشکر
 یعنی البرز کج کلاہ کا اس قصد سے بھاگ کھڑا ہوا تھا کہ در بند مینر یہ میں پور پیکر مینر جاو و
 سے سب حال بیان کریں گے اگر علمشاہ یہاں آئیگا تو اسکو ہم اور مینر جاو و مل کر قتل
 کرینگے یہاں جواکر پوچھا تو یہ حرکت دیکھا اور حیران ہوا کہ یہ کس سے جنگ و پیکار ہو رہی ہے
 ایسے سب لوگ یہ حواس تھے کہ پہچان نہ سکے کہ مینر جاو و سے مقابلہ ہو رہا ہے پس ہر کاروں
 سے بلا کر کہا کہ خبر تو لاؤ کہ یہ کس سے جنگ و پیکار ہو رہی ہے ہر کاروں نے ابھی روانہ ہوئے تھے یہاں
 جنگ کی طرف کہ یکایک البرز کج کلاہ کی نگاہ مینر جاو و و اسفند پار صحرائین و لاہور و
 و لاہور پہنچ رہی اب اسنے پہچانا وہ سب سب یہ ہوا تھا کہ ان لوگوں نے یہاں قیام
 جو کیا تو حواس درست ہوئے اب سب نے پہچانا اہل لشکر کو بھی اور افسروں کو بھی مینر جاو و
 کو دیکھ کر البرز کج کلاہ نے کہا اپنے افسروں سے کہ ہم جیسے پاس جاتے تھے اور جس نے

مکھوڑا سے لکک طلب کیا تھا یہ معرکہ اوس سے پڑا ہی جبکہ وہ خود ایک آفت میں مبتلا ہو تو وہ ہماری لکک کیا کریگا افسروں نے کہا کہ دریافت تو فرما یہ کہ یہ معرکہ کس سے ہو رہا ہے منیر جادو سے پس جب معلوم ہو جائیگا تو دیکھا جائیگا ایسی حالت میں منیر جادو کی لکک کرنا پر ضرور ہو اور آپ اپنے مقام سے ہو جب منیر جادو کے طلب کی برائے لکک چلے تھے راہ میں یہ آفت آپ پر نازل ہوئی پس جب آپ منیر جادو کی اس وقت میں لکک فرمائیے گا اور اوس کے حریف کو لڑکر شکست دیجیئے گا تو وہ آپ کے حریف سے بھی لڑیگا اور اوس کو شکست دیگا البز کج کلاہ نے افسروں کی اس رائے کو پسند کیا اور ہر کاروں سے کہا کہ جا کر دریافت کرو ہر کارے اوس وقت میدان جنگ میں آئے اور اوس خون نے ہزار وقت اس امر کو دریافت کیا جب سب حال ظاہر ہو گیا تو وہاں سے البز کج کلاہ کی خدمت میں آئے اور سب حال جنگ و پیکار کا بیان کیا جو کہ میں تحریر کر چکا ہوں اور بیان کیا کہ منیر جادو سے اور حمزہ صاحبقران سے مقابلہ ہو رہا ہے عین گرمی جنگ میں اسفند یار و لا جو رو و لا ہو آکر پونچے اور رشتے لگے اتنے ہی عرصہ میں لشکر طلسم کشا بھی آگیا اب جنگ و پیکار ہو رہی ہے آج چوتھا دن ہے کہ برابر تلوار چل رہی ہے اور ان لشکروں کو لڑتے لڑتے گدڑا ہوا دی بیان کرتا ہے کہ ہر کاروں نے کل حال صاحبقران کے گرفتار ہوئے گا اور منیر جادو کی عیاری کا اور منیر جادو کا صاحبقران کو براے قتل بیان لانے کا خواجہ کی عیاری کا اور حمزہ صاحبقران کے رہا ہونے کا ابتدا سے اخیر تک بیان کیا جب البز کج کلاہ نے سب حال سنا اور معلوم ہوا کہ لشکر طلسم کشا اور طلسم کشا سے اور منیر جادو سے مقابلہ ہو رہا ہے تب البز کج کلاہ نے اپنے افسروں سے کہا کہ تم نے سنا جو کہ ہر کاروں نے بیان کیا اب تمھاری کیا رائے ہے ورنہ جو کہ طلسم کشا اور منیر جادو سے چار روز سے مقابلہ ہو رہا ہے اور منیر جادو نے طلسم کشا ہی کے مقابلہ کے لیے لکک طلب بھی کیا تھا اب وہی وقت ہے اگر لکک نہیں کرتے ہو تو منیر جادو تمھاری لکک بھی نہ کریگا یہ امر بہتر ہے کہ تم شریک منیر جادو ہو کر لشکر طلسم کشا سے لڑو اگر پس حمزہ آئیگا وہ اپنے باپ کا شریک ہو گا پس ہم اور منیر جادو و اسفند یار و لا جو رو و لا ہو رہے سب ملکر طلسم کشا و پس طلسم کشا کو اسیر و قتل کریں گے جب ہم پانچ شخص

ایک ہونگے اور پانچ شکر تو پھر اس شکر کی کیا اصل ہو ایک دم میں شکست دینگے یہ لوگ
بھاگ کر جائینگے کمان انکو فرار کرنے کی راہ نہ ملے گی چاروں طرف سے گھیر کر مار لیں گے جانے
نہ دینگے کسی شاعر کا قول ہر شعر دو دل یک شود بشکند کوہ راہ پر گندگی آردا بنوہ را با او
دو دل کے لئے کہا ہی یہاں جب پانچ دل ایک ہونگے تو او انکو توڑ ڈالیں گے افسردن
نے جواب دیا کہ یہ آپکی راہ بہت ٹھیک ہے ہم نے پہلے ہی اسی عرض سے عرض کیا تھا مگر ہماری
ایک یہ راہ تھی کہ پہلے کسی تدبیر سے منیر جادو کو اپنے آنے کی مع لشکر کے خبر رائے اور کھلا
سمیٹے تاکہ میں مع لشکر کے ہو جب آپ کی طلب کے اپنے ملک سے چلا تھا مع لشکر کے چلا
آتا تھا کہ راہ میں لپھر حمزہ بھی مع لشکر کے مقیم تھا میرے اوسکے مقابلہ ہوا وودن تک معرکہ جنگ
و پیکار گرم رہا جب میں نے دیکھا کہ کسی طور سے فیصلہ نہیں ہوتا ہی پس میں نے جبل باز چوایا
جب دونوں لشکر فرود گاہ پر واپس گئے پس میں نے خیال کیا کہ اگر میں اسی طور سے مقابلہ
میں اوترا رہوں گا اور ہر روز مقابلہ ہوا کر لگا تو بڑی خرابی ہوگی آپ مجھ سے آرزو نہ ہونگے کہ میں
طلب کیا اور یہ نہ آیا دنیا میں سوائے دوستی اور ملاقات کے کیا ہی یہی تھا کہ وقت سخت میں
ایک دوسرے کی کمک کرے اور مدد کرے پس میں شیخون مار کر اوسکے لشکر پر بوقت سحر
وہاں سے چل کھڑا ہوا یہاں آکر جو پہونچا تو یہ سحر کہ دیکھا کہ آپ سے اور طلسم کشا سے مقابلہ
ہو رہا ہے لہذا میں آپکو آگاہ کرتا ہوں کہ میں بھی آپکا شریک ہو کر لڑتا ہوں مگر اس امر کا
خیال رہے کہ میرے عقب میں لشکر لپھر حمزہ اتنا ہی اگر وہ اگر میرے لشکر سے مقابلہ کرے تو اوس
حالت میں میری آپ کمک فرمائیے گا البزج کھلاہ نے افسردن کی راہ کو پسند کیا اوس وقت ہر کار و کو
طلب کر کے کہا کہ تم لشکر منیر جادو میں جادو اور جادو سے ممکن ہو منیر جادو سے ہمارے آنے کی خبر
کرو اگر ہو سکے تو او انکو یہاں لاؤ وہ ہر کارے اوس مقام پر آئے کہ جان جنگ ہو رہی تھی انھوں نے
خیال کیا کہ اگر ہم مقام جنگ پر جاتے ہیں تو رودا خل لشکر ہوتے ہیں پس لڑائی تو ہو ہی رہی ہے اور
تلوار بھی خوب چل رہی ہے ایسا ہونو کہ کسی کی تلوار ہمارے اوپر پڑ جائے اور ہمارا کام تمام ہو جائے
تو کچھ بھی حاصل نہ ہو مفت میں جان برباد ہوا میں سے بہتر یہ ہے کہ کسی تدبیر سے ایسے مقام پر کھڑے ہو
کہ جان سے منیر جادو کا سامنا ہو اور جب وہ ہماری طرف دیکھے تو ہم اوسکو اشارہ کریں اور

لشکر سے جدا ہو کر سیر اس مقام پر آیا تو راوی میان کرتا ہر کہ سیر جاو و تو اپنے دل میں یہ خیال کر رہا تھا کہ ہوشیار تھا کہ وہ ہر کارے جب قریب آئے تو اب سیر جاو و نے دیکھا کہ نہ تو یہ لوگ میرے لشکر کے ہیں نہ اسفند یار نہ لا جو رو نہ لاہور کے لشکر کے ہیں نہ عربین کے لشکر کے معلوم ہوتے ہیں یہ تو اور ہی وضع اور طرح کے لوگ ہیں ان کے طریقہ سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ جاسوس ہیں کچھ خبر دریافت کرنے کو آئے ہیں بیشک ہمیں کچھ نہ کچھ سمجید ہو ضرور یہ عمرو عیار ہی عیاری کی فکر میں آیا ہے تم خاموش کھڑے رہو اور قریب آ جانے دو جب یہ اسفند قریب آ جائے کہ جاک نہ سکے پھر کیا خوف ہو گھڑ لینا پہچان تو لیا ہے یہ تو اس فکر میں کھڑا ہوا ہے بلکہ او دھر سے اس نے منہ بھی پھیر لیا ہے طرف میدان جنگ کے دیکھ رہا ہے کہ ان ہر کاروں نے قریب آ کر سلام کیا جب انھوں نے سلام کیا سیر جاو کے منہ پھیر کر او دھر دیکھا اور چپکے سے کہا کہ اسی زمین ان کے پاؤں پکڑ لے کہنا تھا کہ زمین نے ان سب ہر کاروں کے پاؤں پکڑ لیے جب اس کو معلوم ہوا کہ زمین نے ان سب کے پاؤں پکڑ لیے اب یہ بھاگ نہیں سکتے ہیں اس نے پکار کر کہا کہ اونا عیار راہ تو بھاگ بہت اپنے کو پکار رہا تھا اور لڑ رہا تھا خوب عیاری کر کے حمزہ کو رہا کر دیا اب میرے ہاتھ سے پکڑ لیاں جا سکتا ہے میں نے پہلے ہی پہچان لیا تھا جب میں نے اس مقام پر پہنچا تو دیکھا تھا مجھ کو اس وقت خیال گذرنا تھا کہ ہونہ ہو یہ عمرو عیار ہر صورت بدلے ہوئے یہاں مع چند لوگوں کے کھڑا ہے اسی سبب سے تو میں وہاں سے چلا تھا کہ جبکو چل کر گرفتار کروں تو میرے پاس خود آیا تیری قضا تیرا دامن پکڑ کے لائی ہو اب تیرا میرے ہاتھ سے رہا ہونا محال ہے یہ جو سیر جاو و نے کہا اور یہ بھی کہا کہ اسی سبب سے میں خاموش کھڑا رہا پہلے سے میں نے کوئی حرکت نہیں کی کہ ایسا نہ ہو بھاگ جائے یہ خیال کر کے پہچان لیا بلکہ میری طرف سے منہ پھیر لیا تاکہ تو جانے کہ سیر جاو و نے تم سب کو دیکھا ہی نہیں اور قریب آ جائے اور عیاری کرے خیر جو میرا خیال تھا وہ ٹھیک نکلا جب یہ کہا تو ان ہر کاروں نے حیران ہو کر سیر جاو و کی طرف دیکھا اور چاہا کہ آگے بڑھ کر سیر جاو و کے قدموں کو بوسہ دیں اور البرزج کلاہ کا پیام ادا کریں پانوں میں طاقت نہ پائی اب تو اور زیادہ حیران ہوئے اور دل میں کہا کہ یہ کیا سبب ہے جو ہمارے پاؤں بحیر حرکت ہو گئے ہیں اور ہل نہیں سکتے ہیں ایک نے دوسرے کی طرف دیکھا اور اشارہ میں کہا کہ یہ کیا بات ہے تو اس نے اسی طور سے جواب دیا کہ سیر جاو و

نے سحر کیا ہر سحر عیار سمجھ کر ہمیں سحر کیا ہر کہ ہمارے پاؤں زمین نے پکڑ لیے ہیں بڑی خرابی ہوئی ہے
اب کیونکر اپنے کو اسکے پنجہ سے رہائی ہوگی اوسنے اشارہ کیا کہ ہم دریافت کرتے ہیں اور سب حال
کہتے ہیں یہ کمر ایک نے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ اوشاہ ساحران دایہ یاد نگار سامری و تہمتید ہم لوگوں
سے کیا قصور ہوا جو آپ نے ہمیں سحر کیا کہ ہمارے پاؤں زمین نے پکڑ لیے کہ جس دحرکت
ہو گئے ہم لوگوں سے ایسی خطا سرزد ہوئی ہم تو آپ کی خدمت میں حکم اپنے بادشاہ البزکچلاہ
کے حاضر ہوئے تھے کہ آپ کو اونکی تشریف آوری کی خبر کریں اور آپ کو اس حال سے آگاہ کریں
کہ وہ مع لشکر کے آپ کی طلب کے موافق تشریف لائے ہیں وہ سانسے اونکا لشکر بڑا ہوا ہے
یہ سحر جنگ و پیکار و خون نے ملاحظہ فرما کے ہم کو حکم دیا کہ تم جاکر منیر جادو کو ہمارے
آنے سے آگاہ کرو اور خبر کرو کہ ہم آئے ہیں اگر اجازت ہو تو ہم بھی لشکر حریف سے مقابلہ
کریں اور آپ کی کمک کریں یہ جواد ہر کاروں نے کہا منیر جادو نے جواب دیا کہ اونا عیار لو کیوں
مجھ کو فقرہ دیتا ہو میں اب ہرگز ہرگز تیرے فقرہ میں نہ آؤنگا تو پیکار فقرہ بازی و مسکری کرتا ہو کیا
البزکچلاہ اور کیا طلب کرنا اگر البزکچلاہ آتا تو اوسکو کیا ضرورت تھا کہ وہ جنگ مخلوچہ بیکر
اپنے لشکر کو روک لیتا اور ہم سے اجازت طلب کرنا کہ اگر اجازت ہو تو ہم آپ کے حریف سے مقابلہ
کریں کیا ہم نے اوسکو منہ دیکھنے کے لیے طلب کیا ہو یہ سب تیرے فقرہ میں ایسے فزون میں ہو چکے
میں نہ آؤنگا وہ وقت گزر گیا اور عمر و عیار اب تیرا بیٹا محال ہوا و ہر کاروں نے جو یہ سنا
عرض کیا کہ اب ہم کو معلوم ہوا کہ آپ نے ہم کو عمر و عیار خیال کر کے ہمیں سحر کیا ہر ہم قسم کھا کر
کہتے ہیں جو ہم اس امر سے بھی آگاہ ہوں ہم ہر کارے ہیں لشکر البزکچلاہ کے اگر ہمارے کہنے کا
یقین نہ ہو تو پس پشت اپنی طرف صحرا کے ملاحظہ فرمائیے کہ البزکچلاہ مع لشکر کے تشریف فرما ہیں
یا نہیں اور ہمیں سحر فرماتے کہ اگر ہم صورت بدلے ہونگے تو زنگ و دروغ جو کچھ ہو گا سب دفع
ہو جائیگا اصلی صورت نکل آئیگی اگر ہم عیار ہونگے تو آپ پر ظاہر ہو جائیگا اگر ہم جو عرض کرتے
ہیں اور ہر کارے ہیں تو ہماری صورت میں باقی رہیگی اور ہماری سچائی آپ پر ظاہر ہو جائے گی یہ جو
ادھون نے کہا اب کچھ منیر جادو کو خیال آیا اسنے پلٹ کر دیکھا تو ایک لشکر کثیر کو جنگل میں
صف آرا پایا اور البزکچلاہ کو مع سپہ سالار و افسروں کے مرکب پر سوار آگے لشکر کے تارہ

دیکھا اب میتر جاو و کو ان سے کہنے کا یقین ہوا مگر او سپر بھی بھڑکا احتیاط اسنے او سپر سے کہ کیا کہ شاید فقرہ وہ
ہوں چونکہ دن سبکی اصلی سوئین تھیں اور وہ سب سے ہر کار سے تھے سپر نے او سپر سے کہ کیا وہ لوگ اوسے صورت
پر قائم رہے اب جو اسکو شک تھا وہ بھی دفع ہو گیا گو یہ امر ضرور تھا کہ اگر خواجہ شجرہ سے صورت بدل کر آئے
اور عیاری کرتے تو بھی یہ امر نہ ہوتا کہ سحر سے صورت بدل جاتی مگر یہاں خواجہ کہاں تھے خواجہ وہاں آئے
تھے اور مال کی لوٹ میں مصروف تھے انکو اسکی خبر بھی نہ تھی خلاصہ یہ کہ سب کا شک بالکل دفع
ہو گیا او سوقت اسنے او سپر سے سحر اوتار لیا کہ اونکے پاؤں زنجیر نے چھوڑ دیے اور وہ سب کے سب
رہا ہوتے او تھون نے آگے بڑھ کر میتر جاو و کے قریب ہو کر پوسہ دیا اور عرض کیا کہ ہم سب ہر کار
ہیں لشکر البر کجکلاہ کے ہمارے بادشاہ نے آپکی خدمت میں عرض کرا بھیجا ہے کہ میں حسب طلب
آئیے مع لشکر کے آتا تھا راہ میں لشکر سپر حمزہ کا پڑا ہوا تھا دوسرے ملک کی طرف مع بادشاہان
عظما قیہ کے جاتا تھا کیونکہ اون سبکو مسلمان کر لیا تھا راہ میں میرے اوکے مقابلہ ہوا سپر
لشکر کو شکست ہونے لگی یہ رنگ دیکھ کر میں نے طبل باز بجوا دیا چنانچہ دونوں لشکر فرود گاہ پر
والس گئے میں نے خیال کیا کہ اگر اس مقام پر اس سے لڑتا ہوں تو یہاں مجھکو عرصہ ہوگا میتر جاو و
خیال کریں گے کہ البر کجکلاہ درگیا طلسم کشا کی خبر آنے کی شکے اس سب سے او نے یہ فقرہ کیا کہ مجھ
اور سپر حمزہ سے مقابلہ ہونے لگا آپ ناراض ہونگے پس اس خیال سے میں نے لشکر سپر حمزہ
پر شجون مارا اور صبح ہوتے ہوتے وہاں سے چل بکھرا ہوا وہ بھی میرے عقب میں آتا ہوا میں جو بیان
اگر پہونچا تو میں نے یہ جنگ دیکھا یہاں ہوتے ہوئے دیکھی پہلے تو میں نے خیال کیا کہ نہ معلوم
کس سے مقابلہ ہو رہا ہے جب دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ آپ سے اور طلسم کشا سے مقابلہ ہو رہا ہے
لہذا میں امیدوار ہوں کہ میری کمک فرمائیے میں آپکا شریک ہو کر طلسم کشا سے لڑتا ہوں میرے عقب
میں سپر حمزہ آتا ہے وہ جب مجھو یہاں پہونچا تو میرے لشکر سے مقابلہ کر لیا پس اور وقت آپ میری
فرمائیں گاہم اور آپ ملکر ان دونوں باپ بیٹوں کو مار لینگے پس اسقدر امیدوار ہوں کہ میرا لشکر اوکے
ماحو سے تباہ نہ ہونے پائے اور میں تو آپکی شراکت کے لئے اپنے ملک سے چلا تھا یہ تقریر سنکے
میر نے جواب دیا کہ البر کجکلاہ سے کہہ دینا کہ تم شون سے میری شراکت کرو جب سپر حمزہ مع لشکر کے
آئیں گاہم اوس سے سمجھ لینگے مگر یہ کوشش کرو کہ جب تک وہ آئے او سوقت تک حمزہ کو

اسیر کر لو اور اس کے لشکر کو شکست دو تاکہ باطمینان تمام اس سے مقابلہ کریں ہر کارے چمکے
 او وحر کو روانہ ہوئے سینر جاو و یہ کسکر چونکہ دم راست کر چکا تھا سحر کر کے اپنے مقام پر آیا اور پھر
 لڑنے لگا ہر کاروں نے وہاں البرز کی خدمت میں پہونچ کر سب حال البرز کجکلاہ سے بیان کیا
 اور سینر جاو کا جواب بھی بیان کیا جواب سنے البرز کجکلاہ نے اپنے لشکر سے کہا کہ سینر جاو و
 کی کمک کرو اور لشکر طلسم کشا سے مقابلہ کرو کیونکہ سینر جاو و نے ہم کو اسی غرض سے طلب
 کیا تھا اور کار پر دزدن کو حکم دیا کہ جس مقام پر اور لشکر وں کے خیمے و غیزہ برپا ہیں اسی
 مقام پر چارے خیمے برپا کرو یہ حکم دیکر اور خود تلوار نیام سے لیکر مرکب کو ہمیں کر کے طرف میدان
 جنگ کے چلا اسکا چلنا تھا کہ اسکا کل لشکر جو کہ قریب پانچ لاکھ کے تھا اور کل افسر تلوارین و
 نیزہ لیکر لشکر اسلام پر حملہ در ہوئے اسنے اگر لڑائی کو روکا پھر اسی طور سے تلوار چلنے لگی کیونکہ یہ
 لشکر تازہ دم تھا گو شکست کھا کر بھاگا تھا مگر اوپر بھی تازہ دم تھا یہ تو نہیں کہ راتوں کا جاگا
 ہو یا ہزاروں مجروح ہوں اسکے نے سے لشکر کفار کی قوت زیادہ ہو گئی پھر کفار جم کر لڑنے لگے پھر
 تلوار برسنے لگی پھر سرکٹ کٹ کر گرنے لگے پھر سر مثل اولوں کے برسنے لگے پھر خون کا
 دریا روان ہوا پھر بازار مرگ گرم ہوا پھر آثار رستخیز میدان میں ظاہر ہوئے پھر بہادر وں کے
 نعروں کی صدا بلند ہوئی پھر برق شمشیر کو ندہ کر ابر سیاہ میں گرنے لگی کشت حیات کو جلائے
 لگی خون برسنے لگا شعلہ سحر کے بلند ہونے لگے پھر تلاطم برپا ہو گیا پھر آثار قیامت ہر طرف برپا ہو
 پھر کشتوں کے پستے لاشوں کے انبار لگ گئے پھر سردن زمین جدائی ہونے لگی پھر طائر ورج مثل
 طایران پر لیشان و گم کردہ اشیان کے میدان جنگ میں اوڑنے لگے قیامت کے پھر آثار برپا
 ہوئے ہر طرف پھر چقا چاق خبر بلند ہوئی ہر طرف جنگ و پیکار ہونے لگی آتش جنگ ہر طرف
 شد و رفتی شمشیر زنی ہو رہی تھی او وحر لشکر ساحران سے سحر کی جنگ ہونے لگی لشکر کفار سے اور لشکر
 اسلام سے ایک طرف مقابلہ ہو رہا تھا ساحرون میں سحر سازی و نیرنگ بازی ہو رہی تھی کوئی
 اثر و سحر نہاتا تھا کوئی ابر سحر قائم نہ کرتا تھا کوئی برقیں نہ کرتا تھا کوئی زمین کو سحر کر کے ہلا دیتا تھا کوئی
 دریا سے سحر پیا کرتا باہم ترنج و نارنج و ناریل و سرسوں و رائی و کالادانہ فلفل ہار پھول و سوپون
 کے گچھے و غیزہ باہم چل رہے تھے ساحر اڑ رہے تھے ہر طرف شعلہ سحر برپا تھے ساحر دن کے مرنے

کمی غلامت و آثار ہر طرف بلند تھے سیر غل بچار ہے تھے سا حرم مر کے کر رہے تھے آندھیاں سیاہ بلبند ہوئی
 تھیں زمین کو زلزلہ تھا جا بجا سے شوق ہوئے جاتے تھے دریا سے سحر پیدا ہو ہو کے غرق کر رہے تھے
 یہ تلطم و تسلمہ مچا ہوا تھا راوی بیان کرتا ہے کہ ساحران اسلام و بہادران نیکنام و مجاہدان نیک
 فرجام و صاحبقران عالی مقام کا یہ حال تھا کہ لڑتے لڑتے تمام جسم زخموں سے چور تھا ہزار ہا گل زخم
 تن نازنین پر کھلے ہوئے تھے قبضہ تلواروں کی پیچھے تھے خون سے پوشاک رنگین ہو گئی تھی تن پر
 لالہ زار کھلا ہوا تھا لہنیوں سے خون کے قطرے ٹپکے رہتے رہتے زہون پر لخط فون کے جم گئے
 تھے گاربا تھو ہر چلے جاتے تھے کفار گشتی و مقابلہ میں کیسٹر حلی کمی نہ تھی گویہ لوگ تھکے ہوئے تھے جو
 لشکر نازہ دم سیر جادو کی کما کو آیا تھا وہ لڑ رہا تھا او سکے آنے سے ذرا حواس لشکر سیر
 کے درست ہوئے تھے مگر او سپر بھی یہ حال تھا کہ جب اہل سلام حملہ کرتے تھے برہمی ہو جاتی تھی اور
 صفوں میں استیری پڑ جاتی ہر میدان جنگ لاشوں سے پٹا ہوا تھا سوائے سر و تن کے خاک پر
 کوئی شے نظر نہ آتی تھی سبزہ بھی خون سے لال ہو رہا تھا غبار جو بلند ہوتا تھا وہ خونی رنگ کا بلند
 ہوتا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ زمین نم میں خدا پرستوں کے خاک جو اوڑا رہی ہو تو برنگ سرخ اوڑا
 رہی ہو بجائے افسوس کے خاک کے انکون سے رو رہی ہو وہ خاک بھی سرخ رنگ ہو خون جو دریائیں
 بہ بہہ کے جا کر ملا تھا تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ تمام دریا کا پانی گلابی ہو رہا تھا مردمان آبی گلابی پانی
 دیکھ کر ڈرے جاتے تھے تہ سے اوپر نہ آتے تھے اس خیال سے کہ نہ معلوم کیا واقعہ ہو جو پانی گلابی ہو رہا
 ہے تو حال تھا جانوران آبی کا جو چرند اور درند اس صحرائین رہتے تھے وہ صدائے دیران و آواز
 سم مرکبان و شیبہ ستوران جھنکار تیغ شرفشان کے بھاگ گئے تھے اپنے اپنے مسکن چھوڑ کر کہ نہ معلوم اس
 صحرائین کون سی بلانڈل ہوئی ہو جو یہ صدا بلند ہو کیا تیامت آگئی ہو جو یہ شور شور برپا ہو طائر جو
 اس طرف سے اوڑ کر جاتا تھا وہ شلہ ہائے سحر سے جگر کباب ہو جاتا تھا طایروں نے او دھر سے
 جانا ترک کیا تھا اگر کوئی گم کردہ راہ آنکلا جسکی قصا گئی او سکے بال و پر جل گئے بریان ہو کر خاک پر گر پڑا
 یہ عالم تھا وہ صحرا آتش جنگ سے کرۂ نار ہو رہا تھا ہر سمت بازار مرگ گرم تھا کائے سریش کا سہ گلی کے
 ٹھوکرین کھاتے پھرتے تھے طوفان جنگ برپا تھا بازار موت آراستہ تھا عروس مرگ سے
 ہلکا رہ رہتے تھے باجے جنگی ہر طرف بج رہے تھے نقیبان بلند آواز نقابت کر رہے تھے

دلیروں کے دل بڑھا رہے تھے بہادر دن کو جوش شجاعت دلارہے تھے کہ رسے تھے اسی
 جوانان بکوشید تا جائز زمان پشید یہ روز جنگ ہو آج کو سشن نام و تنگ کر و شہر بیاہ لاؤ
 تم عروس موت کو پڑ دو طلاق اس زندگی کی موت کو پڑ اسی بہادر وہی دن نام کر لے گا ہی
 آج وہ تلوار کرو کہ صفحہ عالم پر تمھارا نام باقی رہے اور ہر ایک نیکی کے ساتھ نام لڑا اور ہر ایک کی
 زبان پر یہ کلمہ جاری ہو کہ فلان زمانہ میں فلان بہادر بڑا کام کر گئے خوب جنگ و پیکار کر گئے
 اور اپنا نام روشن کر گئے اور بہادری کے نام لیکر تلوار اٹھانا چاہیئے کیا بہادر تھے کہ کھیت سے
 باہر قدم نہ رکھا کھیت رہے ایک قدم پیچھے نہ ہٹے خوب اپنے باپ دادا کا نام روشن کیا خوب ثابت
 قدمی دکھائی جان شیریں کو عزیز نہ کیا نام کر گئے اسی بہادر وہ اس سے بڑھ کر کوئی بات نہیں ہی مرنا
 ایک دن پر ضرور ہی آج کا مرنا خوب ہو اس فرزند سے کہ پلنگ پر پڑے کے مرے یہ موت بہتر
 ہو اس مرنے میں نام ہو اس طور سے مرنے میں بدنامی جو کسے گا یہی کسے گا کہ فلان بہادر کھیت رہا
 اور پلنگ پر پڑے کے مرنے میں بدنامی ہو پس ہر ایک یہی کسے گا کہ کیسا بوجھ تھا کہ پلنگ پر پڑے کے
 مرا پس جبکہ مرنا ہی تو اسی طور سے کیون نہ مرے کہ ٹیکنا می ہو اور ہر ایک خوش و خرم ہو اور ہر ایک
 کی زبان پر نام ساتھ ٹیکنا می کے جاری ہونا نام نیک ہمیشہ برقرار رہتا ہی خیال کر کر و قارون کس قدر
 مال و دولت رکھتا تھا مگر بخیل تھا کوئی بھی اس کا نام لیتا ہی اور نوشیروان نے جو عدالت دانت
 کیا اس کا نام آج تک صفحہ روزگار پر قائم ہو اسی معجون کو ایک شاعر نے کہا ہو شعر زندا است
 نام فرخ نوشیروان بعدل با گرچہ لیسے گزشت کہ نوشیروان نمادہ قارون ہلاک شد کہ چل
 خانہ گج داشت بہ نوشیروان مر و کہ نامی نکو گداشت پڑ خیال کر و کہ رستم و سام و زال و بلرم
 و زریاں و اسفندیار و سہراب و نیرن بہ بہادر باقی رہے مگر ان کے نام آج تک صفحہ روزگار پر باقی
 ہیں اور کس طور سے ایسے جاتے ہیں یہ اذکی بہادری و شجاعت و جوانمردی کا نتیجہ تھا پس تم بھی یہی
 کام کرو اور اسی طور سے نام کرو بلکہ اس سے بڑھ کر کہ ان کا نام صفحہ روزگار سے مثل حرف غلط
 کے سے جاتے اور تمھارا نام روشن ہو جائے اس طور سے نقیب صفوں کے درسیان میں نقابت
 کر رہے تھے اور بہادری کے دل بڑھا رہے تھے اور جوش شجاعت دلارہے تھے بہادر و دلیر و
 جوانمرد و جوش میں آ آ کے لڑ رہے تھے ایک تو نقیبوں کی نقابت و دوسرے جنگی باجون کی صلہ

بہاروں کے خون کو گرم کر رہی تھی وہ جسم کر لڑ رہے تھے ہر طرف ہزاروں مہم کے
 گر رہے تھے مثل سہیلوں کے تڑپ رہے تھے وہ صحرا بازار منا کا نمونہ تھا ہر طرف ہزاروں ہلاک
 لاکھوں ذبح کیے ہوئے پڑے تھے کئی کوس کے گردے میں تلوار چل رہی تھی مھنگارے تیغوں
 کے میدان بازار آسٹھان معلوم ہوتا تھا ایسی جنگ ہو رہی تھی کہ پیر فلک کو کوخم ہوئے چشم پر
 چشمہ لگائے ہوئے دیکھ رہا تھا باوجود اس پیرا سالہ کے اس نے اس طوفان کبھی جنگ آج تک
 نہیں دیکھی تھی حیران تھا فرشتہ ہائے آسمان طرف زمین کے نگران تھے وہ شب کو جوتارے
 نکلتے تھے ووتارے نہ تھے بلکہ فرشتوں نے اس جنگ کے تماشہ کے لیے روزن بنائے تھے
 کہ تاکہ تماشہ جنگ کا دیکھیں ساکنان فلک کا یہ حال تھا کہ حیران تھے وساکنان ارض خاک
 کا نقشہ تھا کہ بہ تن چشم بنے ہوئے تھے اور لرز رہے تھے گاؤں زمین بار بار سنگ بدلتی تھی بسبب
 کثرت بار کے کیونکہ مرکبوں کی لگا پود گرڈ سے زمین کو زلزلہ تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ زمین کا ہے کوہر
 یہ ہندو لاہی ہر طرف غبار گلابی رنگ کا بلند تھا ایسی جنگ زیر فلک ہو رہی تھی کہ فرشتہ پناہ مانگ
 رہے تھے خفگان خاک چونک چونک پڑتے تھے صدائے گرز و شمشیر و سم مرکب سے بہاروں
 کے نعرہ کی صدا استدر بلند تھی کہ کان پڑی آواز نہ سنائی دیتی تھی کہیں پریدل باہم خیر بازی
 کر رہے تھے کہیں پر سوار لڑ رہے تھے کہیں پر سہیلوں کی بہار تھی کہیں پر لاشوں کی قطار تھی کہیں
 کوئل بچہ رہے تھے لاشوں کو پاٹھیاں کر رہے تھے دین ڈہلی ہوئے باگین کئی ہوئیں عجب تلاطم تھا
 سامان حشر و نشر دکھائی دیتا تھا بھائی کو بھائی کی خبر نہ تھی بیٹے کو باپ کی پروا نہ تھی فرزند پر
 سی ہلاکت کے درپی تھا ہر ایک کو اپنے نام روشن کرنے کی فکر تھی بہادران اسلام و مجاہدان تہور
 شہار و غازیان نامدار و دلیران نیک نام داؤ شجاعت و مردانگی دے رہے تھے دم شمشیر پر جھل
 رکھے دیتے تھے کسی طرف تیرنگن صفیں باندھے ہوئے تیر اندازی کر رہے تھے کسی سمت
 نیزہ باہم چل رہے تھے سنان نیزہ چمک رہیں تھیں یا کسی سمت کندہ اندازی ہو رہی تھی حلقہ
 باجی خوس پوش تھے وہ حلقہ ہائے کندہ تھے بلکہ حلقہ اجل تھے کیا خبر کیا جاے کہ کس اور
 کی جنگ ہو رہی تھی یہاں تو جنگ ہو رہی تھی راوی بیان کرتا ہے کہ ناظرین دالامکین کو یاد ہو گا
 کہ اس حقیر نے تحریر کیا ہے کہ جب البرز کھلا ہائے افسران سپاہ کی راے سے لشکر شاہزادہ

فلک بارگاہ عالم پناہ علم شاہ نوجوان پر شیخون مار کر بھاگ کھڑا ہوا تھا اور شاہزادہ اوس حال سے
 آگاہ ہوا تھا تو شاہزادہ بھی لشکر اپنا بوقت سحر سہرا لیکر مع ضیمہ و خمر گاہ کے اوس کے تعاقب
 میں اس قصد سے چلا تھا کہ جہاں یہ نابکار نہا ہنجر و مسکار فتنہ پرداز شہیدہ باز ملے گا اسی
 مقام پر قتل کرونگا زندہ نہ چھوڑوں گا یہ سیرے ہاتھ سے جاتا کہاں ہوا اسے مجھو دھوکا دیا اور
 سیرے لشکر پر شیخون مارا بڑا نامردی معلوم ہوا کہ اسکو طریقہ شجاعت سے بہرہ نہیں ہوا اسنے
 سیرے بھی لشکر کو ایسا ویسا خیال کیا کہ سیرے لشکر پر شیخون گرا اب جب تک اسکو قتل نہیں
 کر لیتا ہوں سیرے اوپر کھانا پینا حرام مطلق ہو میں اوس وقت تک آرام پذیر نہ ہوں گا جب تک
 ان سب کا کام تمام نہ کرونگا سیرے اوپر نرم کچھونے پر سوتا اور گرم طعام کھانا و سرد پانی پینا حرام مطلق
 ہو یہ سیرے پا سوتے سے بچ کر جاتا کہاں ہو بدوں او او قتل کیے یا اسیر کیے چین نہ آئیگا مجھ کو قلم
 ہو اوس پہا کرنے والے کی کہ جیتے مجھ کو پیدا کیا ہو جاتا کہاں ہو یہ جو قسم کھائی اور اوس وقت سے
 لشکر کے اوسکے عقب بن روانہ ہوئے تھے چونکہ یہ آتش ہو شعلہ مزاج تھے جو یہ کہتے ہیں وہ
 کرتے ہیں اوسکے خلاف کبھی نہ کرتیے چونکہ قسم کھا چکے تھے شاہزادہ نے راہ میں کسی مقام
 پر درم نہین لیا برابر لشکر کو لیے ہوئے سہ منزلہ دو منزلہ کرتے چلے آتے ہیں اگر بھوک و غیرہ
 کل لشکر کو معلوم ہوئی تو مرکبوں پر جو کچھ نصیب تھا کھا لیا اور طریقہ لشکر کا یہ ہو کہ جب کسی
 مہم پر چلتے ہیں تو بوتلون کو پانی سے بھر کر مرکبوں کی گردن میں لٹکا لیتے ہیں جب پیاس
 لگی پانی پی لیا اسی بوتل سے نکال کر پس اسی طور سے اس لشکر کے سوار و پیادے بھی اپنے
 پاس پانی لیے ہوئے تھے اور پیتے جاتے تھے اور کھاتے جاتے تھے رات دن برابر اہل طہو کرتے
 تھے کسی مقام پر درم نہ لیتے تھے مرکبوں کی یہ حالت تھی کہ فرط عطش سے زبانیں نکل آئیں تھیں
 جیادون بے زبانوں کی یہ حالت ہوئی تو اہل لشکر نے عرض کیا کہ مرکبوں کی فرط عطش سے
 زبانیں نکل آئی ہیں اگر حکم ہو تو پانی پلا لیں کہا کہ ضرور پس یہ جو حکم دیا دھون لے اسی مقام
 پر پھر کر پانی مرکبوں کو پلا یا کچھ دیر دم لیا پھر چل کھڑے ہوئے پس اسی طور سے سہرا شاہزادے کے
 رہروسی و مرحلہ چائی کرتے چلے آتے تھے کسی مقام پر درم نہ لیتے تھے مرکبوں کو اٹھارتے ہوئے چلے جاتے تھے
 راوی بیان کرتا ہے کہ نولا طہ کا لشکر تھا جس جنگل و صحرائیں ہو سچا وہاں یہ حالت ہوئی کہ خاک

اور نہ لگی چونکہ رومی کی حالت سے آرہے تھے جو شہزادہ میں پڑی وہ پامال ہو گئی
 ہزاروں دخت صہارہ ہو گئے ہزاروں پودے پامال ہو گئے عجب عالم تھا اتنے بڑے لشکر
 کورسہ کا پونچنا بہت مشکل تھا مگر ایسا بندوبست تھا کہ برابر سد پہنچے جاتی تھی کمی نہ ہوتی تھی
 خلاصہ یہ کہ آدم برسر مطلب علم شاہ مع لشکر کے عقب میں البرز کجکلاہ کے اوکے آنے کے دوسرے
 دن یہاں آکر پہنچے یہ ابھی دور تھے کہ انکے کان میں دیروں کے نعروں کی صدا آئی انھوں نے
 حیران ہو کر اوہرا و دھڑکیا سواے نعرہ دلیرانہ کی صدا کے کسی کو نہ پایا سمجھ پٹا قیام بر مرکب کے
 رکاب پر ہاتھ رکھے چلا آتا تھا اس سے فرمایا کہ دُعا کر خبر تو لاؤ کہ کس مقام پر جنگ دیکھا ہے وہی ہے
 اور کون لڑ رہا ہے کیونکہ نعروں کی صدا سے تو ثابت ہوتا ہے کہ بہت بڑا معرکہ پڑا ہوا ہے اگر کسی ظالم
 نے کسی مظلوم پر زیادتی کی ہو اور وہ مظلوم اس کے ہاتھ سے عاجز ہو تو ہکو خداوند کریم نے اسی غرض
 سے پیدا کیا ہے کہ ہم بیکسوں اور مظلوموں کی کمک کریں اور انکی داد کو پہنچیں اور انکو ظالموں کے
 پیچھے سے رہائی دیں تاکہ خداوند کریم ہم سے خوش ہو اور ہماری ہر مقام پر مدد کرے ہم اس کے دین کی
 رواج دیتے کے لئے خلق کیے گئے ہیں پس جلد خبر لاؤ تم براے ضرورت ہو ہم بھی آتے من
 مع لشکر کے بلکہ غنطاق کجکلاہ وغیرہ سے فرمایا کہ تم لوگ لشکر لیکر آؤ میں گئے بڑھتا ہوں اور خبر لیا ہوں
 او بھوں نے عرض کیا کہ سمجھ کو پہلے ہوا نے دیجئے پھر تشریف لیا جیسے کشادہ کفار باہم
 مقابلہ کر رہے ہوں اور لڑ رہے ہوں تو آپ کو کیا ضرورت ہے اس کے درمیان میں دخل دینے کی وہ
 باہم لڑ کر اپنا آپ فیصلہ کر لیں گے شاہزادہ نے فرمایا کہ اس امر میں یہ مطلب ہے کہ جسکو کمزور یا دنگ
 اسکی کمک کرونگا اس کے دشمن کو قتل کر کے اسکی اور اس کے اہل لشکر کی جان بچاؤنگا وہ اسکا
 احسان مند ہوگا اس کے معاوضہ میں وہ دین اسلام اختیار کر لیا اور قبول کر لیا یہ ملک بھی
 اسلام آباد ہوگا اور یہ بھی ہم سبکا منشا ہے کہ جس طور سے ہو دین اسلام کی ترقی کریں اور رول ج دین
 اس سے یہ امر حاصل ہوگا کہ ہزاروں بندگان خدا خون ناحق سے محفوظ رہیں گے ہزاروں کی جانیں
 برباد ہونے سے بچیں گی ہزاروں راہ ضلالت سے نکلیں گے اور خداوند کریم کو پہچانیں گے مجھ کو
 ثواب عظیم ہوگا غنطاق کجکلاہ نے عرض کیا کہ آپ کو اختیار ہے ہم سب تو آپ کے تابع دار و غلام
 ہیں جو حکم عالی ہوگا اسکو بجالائیں گے آپ تشریف لے چلیں ہم بھی عقب میں آئیں اوی

بیان کرتا ہوں کہ سمک تو پہلے ہی سے حکم پاستے ہی چل کھڑا ہوا تھا پائے فضا طبری مارتا ہوا چلا جاتا تھا کہ وہ کوہ سے جو نکلا تو اس سے جنگل میں ایک طوفان عظیم برپا ہو گیا کہ جس سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہنگامہ حشر برپا ہو رہا ہے اور اسے لنگاہ اور گھما کے نظر کی سوائے قیر و شیشہ اور دھواں اور دھن کے دوسری شے نظر نہ آئی مرکب دورا تے ہی ہنگامہ جنگ و پیکار گرم تھا آتش جنگ میدان میں شعلہ و تھی اس نے دیکھا کہ ایک طرف ساحرون سے مقابلہ ہو رہا ہے ایک طرف غیر ساحرون اب یہ اپنے کو بچاتا ہوا اس مقام پر آیا کہ جہاں مقابلہ ہو رہا تھا اور آتش فساد برپا تھی اس نے غور کر کے دیکھا تو ان لوگوں میں اس کو کچھ لوگ شناسا معلوم ہوئے اب جو اس نے دیکھا تو پہچانا کہ یہ تو لشکری ہیں البرز کجکلاہ کے اب اس نے لنگاہ دوڑا کر دیکھنا شروع کیا تو پہچانا اتنے میں اس کی نظر البرز کجکلاہ پر پڑی اس نے دیکھا کہ البرز کجکلاہ سے اپنے لشکر کے لڑ رہے ہیں اور مقابلہ ہو رہا ہے اور تین بادشاہوں کو دیکھا کہ وہ بھی لڑ رہے ہیں اس نے دیکھا کہ ایک ساحر اثر و نشان پر سوار ہو کر رہا ہے اور بت سے ساحر اس کے ہمراہ ہیں چونکہ سمک بیلطاتی لشکر البرز کجکلاہ کو پہچانتا تھا اور کیونکہ پہچانتا تھا نہ وہ لوگ اس کو پہچانتے تھے اور لشکر اسلام میں سوائے صاحبقران و خواجہ عمرو کے اور کسی سے آگاہ نہ تھا کیونکہ جو لشکر صاحبقران کا شریک ہوا اور جو سوا بیرون طلسم تھے وہ لشکر میں ہیں بیان ہمارا متن ہے کہ یہ سردار اور یہ لشکر بیان شریک صاحبقران ہوا ہے اس لشکر اور ان سرداروں سے سوائے صاحبقران و عمرو کے کوئی آگاہ نہیں ہے سمک نے یہ نو دیکھا اور نشان لشکر سے اس کو معلوم ہو گیا کہ کافرون و اہل اسلام میں مقابلہ ہو رہا ہے کیونکہ یہ امر تو ہر ایک پر ظاہر ہو رہا ہے کہ کافرون کی یہ علامت ہے کہ ان کے لشکر کے علموں کے سیاہ پھیرے ہوتے ہیں اور اہل اسلام کے لشکروں کے سوائے سیاہ رنگ کے ہر رنگ کے پھیرے ہوتے ہیں پس یہی علامت ہے کہ خدا اسلام کی علم ہمارے لشکر سے اس نے شناخت کر لی یہ دیکھ کر اب اس کو فکر ہوئی کہ کیونکہ دریا ٹٹ کروں کہ یہ کن لوگوں سے مقابلہ ہو اور کون مقام ہے یہ حقیر عرض کرتا ہوں کہ ناظرین دیگر لوگ یہ اعتراض نہ کریں اس حقیر پر کہ یہ معرکہ درجہ پیشہ پر ہو رہا تھا جب تک درجہ فتح نہیں ہوتا ہے اور سو وقت تک اس کی راہ نہیں کھلتی ہے پس یہ لوگ وہاں کیونکر پہنچ گئے اس کا جواب یہ حقیر چاہتا ہوں کہ یہ مقدمہ بالحقہ کے قبل از اعتراض دیتا ہوں اس خیال سے

کہ یہ اعتراض میرے اوپر نہ ہو بطور دفع اعتراض کے یہ جواب ہوتا کہ ناظرین اس حال سے
 بھی ناگاہ ہو جائیں وہ جواب یہ ہے کہ یہ سحر کہ بیرون در بند تھا کیونکہ سینیر جادو و صاحبقران کو
 بیرون در بند واسطے قتل کرنے کے لایا تھا اس مقام پر یہ سحر کہ پڑا اسی سبب سے سب
 لشکر شریک سینیر جادو ہوا اور لشکر صاحبقران بھی اگر شریک صاحبقران ہوا اور نہ سحر
 تو اندرون در بند جاتے اور غیر ساحر بیرون در بند نہ جاتے دوسرے اگر یہ لشکر جو کہ
 سینیر جادو کی کمک کو آئے تھے اسکے طلب کیے ہوئے تھے انکی خبر کے لیے سینیر جادو نے طاہر
 سحر مقرر کیے تھے جب یہ قبل اس سحر کہ آتے تو طاہران سحر سینیر جادو کو خبر کرتے اگر اسکو
 منظور ہوتا تو وہ اندر در بند کے طلب کرتا اور نہ بیرون در بند اونکو اوتارنے کی اجازت دیتا
 کیونکہ بیرون اسکی اجازت کے کوئی داخل در بند نہیں ہو سکتا ہر مان ساحر تو جاسکتا ہے
 خواہ اجازت ہو خواہ نہ ہو سبب سحر کے جاننے کے جاسکتا ہے یہ سحر کہ اندرون در بند نہ تھا بلکہ
 بیرون در بند تھا اور سحر کہ پڑا ہوا اسکا خیال رہے اور اس امر کا بھی خیال رہے کہ یہ در بند
 سینیر جادو کے نام سے طلسم بند کیا گیا ہے اسکے ابا و اجداد اس در بند کے حاکم ہوتے چلے آئے ہیں
 اور سب اسی نام سے مشہور تھے جب یہاں کا حاکم جو کہ اسکے بزرگ تھے مرنے لگا اوسے
 جو اس لایق ہوا کہ حکومت کرے اوسکے نام پر اس در بند کو سحر بند کر دیا اسی طور سے ہوتا
 چلا آیا چنانچہ جب سینیر جادو کا باپ سینیر ششم مرنے لگا تو اوسنے اپنے فرزند یعنی سینیر ششم کو
 جو کہ اب حاکم ہوا اپنے قریب طلب کیا اور اوسکو سب طریقہ تعلیم کے اور جس طریقہ سے ایک حاکم
 دوسرے کو حال در بند سے آگاہ کرتا تھا اور اپنا سحر بر طرف کرتا تھا اور جو حاکم ہونے والا ہوتا
 تھا اوسکا سحر قائم کرتا تھا اوس طور سے اسنے بھی کیا کہ اپنا سحر بر طرف کر لیا اور اپنے فرزند
 کا سحر قائم کرایا اس سبب سے یہ امر کہ اگر سینیر جادو مارا جائیگا تو یہ در بند فتح ہو جائیگا اور یہ
 اپنے مرنے کے زمانہ کو بذریعہ سحر کے دریافت کر لیتا تھا اس سبب سے یہ بند و بست کرتا تھا
 یہ جملہ سحر نہ تھا آدم بر سر قصہ پس ہمک نے یہ خیال کر کے ادھر ادھر دیکھنا شروع کیا
 اسکی نگاہ صاحبقران پر پڑی جو پہچان لے نہ خواہ یہ کیونکہ یہ لوگ تو در میان لشکر کے
 اترتے تھے اور نہ لشکر کے کھڑا ہوا جواب ادھر ادھر دیکھ رہا ہے کیونکہ صاحبقران و خواجہ کو

دیکھئے یہ اس خیال سے اودھو دیکھو رہے تھے کہ کوئی سوار یا پیدل لشکر سے جدا ہو تو اس
 دریافت کروں کہ یکایک سب کی نگاہ خیموں و بارگاہوں پر پڑی اوس نے دیکھا کہ ہزاروں خیمے
 و بارگاہیں ہیں و بے چوبے و قلندریان برپا ہیں اور وہاں شاگرد پیشہ پھر رہے ہیں اور انتظار کر رہے
 ہیں اسنے خیال کیا کہ ان لوگوں سے چکر دریافت کروں یہ اودھو کو صورت بدل کر چلا تھا کہ اسنے دیکھا
 کہ چند سوار و پیدل لشکر سے جدا ہو کر ایک درخت کے سایہ میں کھڑے ہوئے اور تلواروں و منجروں سے
 خون پاک کر رہے ہیں یہ اب ادنیٰ طرف چلے اوس راہ کو ترک کیا اس خیال سے کہ ان سواروں سے
 دریافت کر لو اتنی دور کیوں جاؤ یہ اپنی صورت مسافر کی سی بنائے ہوئے تھے یہ ادن سواروں
 پیدلوں کے قریب آئے بطور اہل کفار سلام کیا اور خوں لے جو دیکھا تو ایک مسافر کو مع بار سفر کے اپنے
 سامنے کھڑا پایا پوچھا کہ ای بھائی تم ہمارے پاس کس عرض سے آئے ہو اگر اس عرض سے آئے ہو کہ
 تمہارے پاس زاد سفر نہیں ہو گرتے یہ خیال کیا ہوا اپنے دل میں کہ ان لوگوں سے کچھ حاصل کریں
 تو ہم خود بلا میں مبتلا ہیں آج چار شانہ روز سے لڑ رہے ہیں اپنے بادشاہ کے ہمراہ اسوقت جو زیادہ
 تھک گئے تو اس خیال سے اس درخت کے نیچے آکر کھڑے ہوئے کہ ذرا دم راست کر لین بھائی
 ہمارے پاس کیا ہو سوائے تلوار و سپر و نیزہ اور مرکب کے ہاں اگر اس آفت میں نہ مبتلا ہوتے اور
 فرود گاہ پر ہوتے تو کیا مضائقہ تھا ہر کچھ ممکن ہوتا ہم حاضر کرتے اسوقت ہم مجبور ہیں جو اہدیا
 کہ میں آپ لوگوں کے پاس کچھ لینے نہیں آیا ہوں بلکہ میں اودھو سے جاتا تھا میں نے جو یہ حرکت
 عظیم برپا دیکھا تو خیال پیدا ہوا کہ دریافت کرنا چاہیئے کہ یہ حرکت کس سے ہو رہا ہو اور یہ کون لوگ
 ہیں اب لوگوں کو تو پہچان لیا کہ آپ سب خداوند عجائب کی بندگی کرنے والے اور انکے بندہ ہیں اور
 اور جو آپ لوگوں کے حریف ہیں انکے طریقہ سے معلوم ہوتا ہو کہ خدا سے استغاثہ کے بندے
 ہیں پس یہ دریافت کرنا تھا کہ ان لوگوں سے کیوں مقابلہ ہو رہا ہو اور کیا وجہ مقابلہ کی ہو اور یہ کیا
 مقام ہو ورنہ مجھ کو کچھ احتیاج خرچ نہیں ہونہ ضرورت ہو آگے اقبال اور خداوند کے فضل سے میرے
 پاس سب کچھ ہے میں اپنی نوکری پر سے اپنے مکان کو رخصت لیکر جاتا تھا میں رہنے والا شہر
 عظیم قیہ کا ہوں مجھ کو ایک سال کی مہلت ملی ہو و ماہ ہوئے مجھ کو وہاں سے نکلے ہوئے اور راہ
 طر کرتے ہوئے راہ میں بیمار ہو گیا تھا جہاں میں نوکر تھا اوس ملک کا نام کوہ بلور ہے اب عظیم

کو جاتا ہوں کوہ بلور سے آتا ہوں یہ معرکہ دیکھ کر میرے حواس جاتے رہے اور سواروں نے کہا کہ بھائی آگاہ ہو کہ یہ سرحد در بند منیر ہے اور شہر منیر یہ بیان کا حاکم منیر جادو کی طرف سے شنگال جادو بادشاہ طلسم کے جو سامنے اثر و آتش نشان پر سوار لشکر سے لڑ رہا ہے یہ بھی حاکم ہو ہلوگد سکی ملک کو اور ملکوں سے آئے ہیں اس سے اور طلسم کشا سے آج چاروں سے لڑائی ہو رہی ہے نہ طلسم کشا کو شکست ہوتی ہے نہ اس کو برابر تلوار چل ہی ہو پہلے تو حمزہ کو منیر جادو نے فقرہ دیکر اسیر کر لیا تھا سب باب اپنے قبضہ میں کر لیا تھا حمزہ کے عیار خواجہ عمرو نے اگر حمزہ کو رہا کیا حمزہ اکیلا لڑنے لگا اسی عرصہ میں ہمارا بادشاہ اسفندیار صحرائنشین مع لشکر کے اکریو پناہ بھی منیر جادو کا شریک ہوا اور مقابلہ کرنے لگا پھر لاجورو ایک لاکھ سے آیا پھر لاہور سے سب منیر جادو کے شریک ہو کر لڑنے لگے کہ حمزہ کے مددگار آگئے اور انکو بھی خبر ہو گئی اور ان کے بعد کل لشکر حمزہ جو کہ حمزہ کے شریک ہوئے اور اسی طلسم کے رہنے والے تھے دوسرے جو جو در بند حمزہ نے درہم و برہم کیے تھے اور ان در بندوں کے حاکموں نے اطاعت کی تھی وہ آگئے اور حمزہ کی طرف سے لڑنے لگے اسی زمانہ میں کل البرز کجکلاہ حاکم کوہ البرز مع پانچ لاکھ سپاہ کے اکریو پناہ اور شریک جنگ ہوا اور لڑنے لگا راوی بیان کرتا ہے کہ البرز کجکلاہ کے مع لشکر سے آنے کی ان لوگوں کو خبر نہ تھی ہاں جب وہ شریک جنگ ہو کر لڑنے لگا جب سب کو معلوم ہوا ان لوگوں پر کیا بھڑکے لشکر اسلام و صاحبقران بھی اس حال سے آگاہ ہو گئے کہ منیر جادو کی کوہ البرز کی طرف سے ملک آگئی ہی البرز کجکلاہ مع پانچ لاکھ سپاہ کے آیا ہے اور شریک جنگ ہوا ہے مگر کسی مقام پر سے بھاگ کر آیا ہے صاحبقران خواجہ عمرو سے سن چکے تھے کہ علم شاہ مع نو لاکھ سپاہ کے برائے بنیہ البرز کجکلاہ کوہ البرز کی طرف گئے ہیں صاحبقران نے خیال کر لیا تھا کہ ضرور اسنے میرے فرزند کے ہاتھ سے شکست کھائی یقین ہے کہ وہ بھی مع لشکر کے اس کے عقب میں آتا ہو کیونکہ جب خواجہ نے باغ حکیم اسقلینوس سے جہانگیر دغیزہ کے رہا کرنے کی اور اپنی عیار بون کی اور لشکر اسلام کی حالت اور علم شاہ کی کیفیت گرفتار ہونے اپنے رہا کرنے کی عیاری کر کے بیان کی تھی تو یہ بھی کہہ دیا تھا کہ علم شاہ طرف کوہ البرز کے برائے گو شمالی البرز کجکلاہ کے گئے ہیں ناظرین کو یاد ہو گا یہ سب واقعہ جلد اول میں اس فقیر نے تحریر کیا ہے صرف برائے یاد دہی چند سطحوں اس مقام پر تحریر کر دین تاکہ ناظرین کو خیال آجائے اور معلوم ہو جائے جب

اونھوں نے سواروں سے یہ سب حال بیان کیا اور ابیر زنجبلاہ کی بھی حالت بیان کی تب ان
 مسافر نقلی نے جواب دیا کہ اب معلوم ہوا کہ میسر جاو و اور حمزہ جو کہ لشکر خدا پرستان کا صا حبقران
 ہی مقابلہ ہو رہا ہے اب مجھ کو تمھارے کمنے سے یاد کیا کہ حمزہ کا کچھ شکر زیر کوہ بلورین پڑا ہے اور حمزہ
 کے آمد کا انتظار کر رہا ہے حمزہ اون سبکو اوس مقام پر مقیم کر کے خود براے فتح طلسم چل کھڑا ہوا تھا
 اب معلوم ہوا کہ یہ وہی حمزہ ہے اور اب بخوبی معلوم ہوا کہ میسر جاو و سے اور حمزہ سے مقابلہ ہو
 خداوند عجائب حمزہ پر میسر جاو و کو فتح دین اور سواروں نے کہا کہ ضرور فتح ہوگی اب لوگ جانے
 کہاں ہیں ان سبکی قضایا یہاں لابی ہوا ہے بھائی گو حمزہ کے بھی ہزارہ لشکر کثیر ہو مگر ہم سے یہ لوگ کیا
 مقابلہ کریں گے یہ لکھو وہ سوار خاموش ہو رہے سمک نے کہا کہ اب میں اپنی منزل کو روانہ ہوتا ہوں
 دل میں خیال کیا کہ چلکر شاہزادہ کو جلد اس امر سے آگاہ کروں اور ضرور وہ کہ میسر جاو و ایک ساحر
 ہے اور در بند میسر ہے کا حاکم ہے اس سے اور صا حبقران سے مقابلہ ہو رہا ہے اور اپکا حریف بھی اوس
 مقام پر موجود ہے اور میسر جاو و کا شریک ہو کر صا حبقران سے لڑ رہا ہے جلد چلیے اور صا حبقران
 کے شریک ہو کر دشمنوں سے اونکے لڑیے اور مقابلہ فرمائیے اور اپنے حریف کو سر میدان لوگ کہ
 قتل فرمائیے سمک اپنے دل میں تجویز کر کے اونکے پاس سے چلا تھوڑی دور چلا تھا کہ وہاں
 میدان جنگ میں ایک کافر کو صا حبقران نے قتل فرمایا نعرہ تکبیر بلند کیا میں بار بار عرض کر چکا ہوں
 کہ صا حبقران کے نعرہ کی صدا چونٹھو کوس تک جاتی ہے اب جو صا حبقران نے نعرہ النذاکہ
 بلند فرمایا تمام صحرا ہل گیا سمک نے جو نعرہ صا حبقران کی صدا سنی اتنا اسکو یقین کلی ہو گیا اور یہ
 جلد جلد وہاں سے چلا کہ اوھر صا حبقران لے جو دیکھا کہ ایک مقام پر میرے لشکر کے چند سوار
 ترخہ کفار میں گھرے ہوئے ہیں آپ اپنی رسم مبارک کا نعرہ کر کے اور عقبہ سلیمانی کو علم فرما کے اوس
 مجمع کفار پر حملہ در ہوئے نعرہ صا حبقران امیر عرب ضیغم روزگار نے بحکم خدا البتہ فتمشیر جارہے یکے
 نیچے قہقار و صمصام نام کے یکے تنع عقب یکے ذوالجہام پڑتے کافران از جہان پاک کردہ سر سرکشان
 حملہ در خاک کردہ چوتینے یلی بر کشم از غلات ہتر نزل قند در میان مصاف نذیر نعرہ کر کے اوس
 مجمع پر جاڑے اور قتل کرنے لگے سمک نے اتنا نام مبارک بھی سن لیا کہ وہاں سے قطرہ زن ہوا
 کہ خبر کروں اوھر سے علمشاہ استبرالاکہود فرنگی کو بڑھا کر تینہ سہی تان فرنگی کو کا ندھے پر

رکھے ہوئے چلے آتے تھے شکر کچھنا صلیہ تھا کہ انکے ہی کان میں صاحبقران کے نعرہ کی صدا
 پونجی پہلے تو صاحبقران کے بکیر کی صدا انھوں نے سنی اسی صدا پر کان کھڑے کیئے دل میں کہا کہ
 تو پدر بزرگوار و نامدار کے نعرہ کی صدا ہو گیا اوہین سے کسی مقام پر جنگ دیکھا ہو رہی ہو یہ دل میں
 خیال کر کے مرکب کو ہمیز کیا اور تیز کر کے چلے کہ صاحبقران کے نعرہ کی آواز آئی اتنا پکوا پکوتین ہو گیا
 کہ کسی مقام پر صاحبقران سے اور کفار سے مقابلہ ہو رہا ہو جلد چلا اور شریک جنگ ہو کہیں البزرگ بھلا
 سے تو مقابلہ نہیں ہو گیا وہ اوہر کو آتے ہوں یہ اوہر سے جاتا ہو راہ میں مقابلہ ہونے لگا ہوا شاہزادہ
 یہ خیال کرتا ہوا اور مرکب کو تیز کیے چلا آتا تھا کہ یہ تو اوہر سے جاتے ہیں اوہر سے پائے شاطری
 مارتا ہوا تیز تیز چلا آتا ہو سماک نے یہ تدبیر کی تھی کہ جب وہ کوہ میں داخل ہوا تھا تو وہ مسافر کی
 صورت جو بنا ہوا تھا بدل ڈالی تھی اپنی اصلی صورت پر چلا تھا اوہر سے یہ داخل درہ ہوا تھا اوہر
 سے شاہزادہ پس شاہزادہ نے جو سماک کو آتے ہوئے دیکھا پکار کر فرمایا کہ کیوں سماک کیا خبر لائے
 کچھ دریافت ہوا کہ یہ کس سے مقابلہ ہو رہا ہو اور کون کون رہا ہو میرے کان میں تو والد بزرگوار امیر حمزہ
 نامدار صاحبقران عالی وقار کے نعرہ کی صدا آرہی تھی کیا اون سے اور کفار سے مقابلہ ہو رہا ہو
 تم نے دریافت کیا تیرے حال کھد سماک لپک کر قریب شاہزادہ آیا اور ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ امیر عالی مدار
 وای سولائے قدر شناس فلک ساسی شاہزادہ بلند مرتبہ ای فلک پناہ ای علیہ شاہ عالیجاد آگاہ ہو چئے
 کہ حمزہ صاحبقران عالی شان سے اور میر جادو و حاکم در بندیشہ سے آج چار دن سے برابر مقابلہ
 ہو رہا ہے وہی شیر جادو وہ کہ جبکی لک کے لیے البزرگ بھلا اپنے ملک سے چلا تھا اور اپنے البزرگ کو
 راہ میں گھیرا تھا اور شکست کھا کر اور بنخون مار کر چلا تھا وہی بیان آکر پونچا اور میر جادو کا شریک
 ہو کر لشکر اسلام سے لڑنے لگا خداوند صاحبقران کیا صاحب اقبال ہیں اوہنوں نے یہاں بھی
 اگر لاکھوں کا لشکر جمع کر لیا بادشاہ سابق نے اطاعت کی اور کئی در بندہ صاحبقران نے فتح و فائز
 اون در بندوں کے حاکم بھی شریک ہو گئے لاکھوں ساھد لاکھوں غیر ساحر لڑ رہے ہیں اور اپنی جانیں
 دے رہے ہیں اور بایں مبارک صاحبقران پر نثار کر رہے ہیں جلد تشریف لیجئے شریک ہو کر
 جہاد فرمائیے اور کفار کو فی اللہ فرما اپنے حریت کو سر میدان گوک کر قتل فرمائیے آپ نے سماعت
 تو فرمایا ہو گا کہ صاحبقران نعرہ پر نعرہ فرما رہے ہیں بہت بڑی جنگ عظیم واقع ہوئی رہی ہے

سحر بازی شجودہ سازی ہو رہی تھی سر کے بلند ہین اس طور کا معرکہ تو کبھی نظر نہیں آیا کیا عرض کردن کہ جس طور سے تلوار چل رہی ہے یہ کھار کل حال ہواون سواروں کے زبانی سنا تھا اب خدمت شاہزادہ میں اول سے آخر تک عرض کیا اون سواروں نے بھی کھل حال دل سے آخر تک سک سے بیان کیا اور یہ بھی سنا کہ البرز کجکلاہ بھی اسی مقام پر مع لشکر کے موجود ہے اور لشکر اسلام سے مقابلہ کر رہا ہے اور لڑ رہا ہے پس انکی آنکھوں میں خون اور تر آیا سمک سے فرمایا کہ تو لشکر کو فیکر بہت جلد میں جاتا ہوں اور ابھی جا کر اس معرکہ کو سر کرتا ہوں اگر فضل خدا شامل حال ہوتا ہے مجھ کو یہ حال معلوم تھا کہ صاحبقران پر یہ بیان یہ آفت گذری ورنہ میں اب تک کبھی کا پونچ چکا ہوتا جب میں نے لغزہ کی صدا سنی تو مجھ کو یہ خیال ہوا کہ معلوم ہوتا ہے صاحبقران کسی مقام سے اس طرف کو تشریف لائے تھے اور ہر سے البرز سمجھا گا ہوا جاتا تھا راہ میں مقابلہ ہونے لگا اب معلوم ہوا کہ خاص صاحبقران سے مقابلہ ہو رہا ہے اب میں کب رگتا ہوں اسی میدان جنگ میں سپہ سالار البرز کجکلاہ و خود البرز کجکلاہ کو لوٹ کر قتل کر دینا اب یہ لوگ میرے ہاتھ سے جاتے کہان میں سب شیخون مار کر بھاگے تھے اسی غرض سے معلوم ہوتا ہے اور جو بھاگ کر آئے ہیں خیر دیکھا جائیگا یہ فرما کر سمک کو تو طرف لشکر کے روانہ فرمایا اور فرمایا کہ عنطاوت کجکلاہ وغیرہ سے سب حال کن اور کہا کہ بہت جلد لشکر لیکر لو پیچو یہ بھی کہدینا کہ علمشاہ نے کہا ہے کہ کوئی تمہاری کمک کی ضرورت نہیں ہونے میں تمہارے بھروسہ پر اور آیا ہوں میں اپنے خدا پر تکیہ کیگھا ہوں مگر اصل امر یہ ہے میں یہ چاہتا ہوں کہ تم بھی ثواب میں داخل ہو اور تمہارا نام بھی مرد غازیان دیندار میں تحریر ہو کیونکہ تم سب لوگ نے مسلم ہو کچھ تو ثواب حاصل ہوا اور ہمارے طریقہ جنگ سے واقف ہو یہ نہ خیال کرنا کہ علمشاہ ہمارے بھروسہ پر لڑتا ہے تم خیال کرو کہ میں تمہارے ملک میں یکہ و تنہا آیا تھا اور میرے خدا نے میری کمک کی کہ تم سب نے میری اگلائی کی پس اگر ثواب حاصل کرنا ہے اور عقبی درست کرنا ہے تو آؤ آئندہ تم کو اختیار ہو سمک تو یہ پیام لیکر لشکر کی طرف چلا اور شاہزادہ نے مرکب کو کورا کیا جس مرکب پر کبھی چھڑی نہ پڑی ہو اور سپر کوڑا پڑے پھر وہ مرکب رکھتا ہے بلبلہ کر چلا شاہزادہ کو اسقدر محبت تھی کہ مرکب کو کورا ملہ دیا ورنہ آج تک کبھی کورا ملہ مارا تھا صرف اشارہ سے کام لیتے تھے

کوڑے کا پیرنا تھا کہ مرکب ہوا ہو گیا تو پیر نکل آئے ایک چشم زدن میں وہ مرکب درہ کوہ کے باہر
 آیا اب جو باہر آکر شاہزادہ نے نگاہ ڈال کر دیکھا تو میدان میں ہنگامہ شہر و شہر برپا پایا بہت
 تلوار چلتے ہوئی دیکھی جیسے نگاہ شاہزادہ کی ابزر مجھتا ہوا دوسرے سپہ سالار و اہل لشکر پڑی
 پس اسی مقام سے تینہ کپی تان کو ملنا کر کے پیام سے لیکر یہ نعرہ کر کے لاوا ابزر کھینچا، واو سپہ سالار
 پروغابین! پہونچا تو میرے ہاتھ سے بھاگ کر بیان آیا تھا میں یہاں بھی مثل ملک الموت
 کے تیرے سر پنازل ہوا کی گذارم کہ از دست من زندہ و سلامت بدر روی اگر تو آسمان
 پر جاتا تو میں مثل ہ مطنومان کے تیرے عقب میں دہان بھی پہونچتا اور تم دونوں مکارڈ کو
 قتل کرتا اب کہاں جا سکتے ہو ہوشیار ہو چاؤ ستم رستم پلین دپل کن کتہہ قول ہندی و دہل
 ہندی قاتل کپی تان فرنگی ستم رستم شکوہ منم بہرام کلاہ ستم علمشاہ رومی شہ قیل زور کہ بر
 تخت مزون افگندہ شور و دیگر ارشد اولاد امیر عرب و کھیت علمشاہ جو رستم لقب و یہ نعرہ
 کر کے اور مرکب کو اوڑا کر لشکر کفار پر جا پڑے راوی بیان کرتا ہے کہ ایک تو دست زبردست
 علمشاہ نامدار دوسرے تیغ آبدار لنگر دار جس کے ہاتھ پر برابر دو پر کالہ ہوئے اب جو تیغ
 برسنے لگا کفار فی انہا ہونے لگے خون ہی برسنے لگا مگر صفت یہ تھی کہ علمشاہ اداں لوگوں کو
 قتل کر رہے تھے جو کہ کافر تھے اہل اسلام سے کوا گاہ نہ تھے کہ کون اہل اسلام ہی
 پہونچا تے نہ تھے مگر علامت اسلام جو ادھن پائی جاتی تھی اس سے شناخت کرتے تھے
 کہ یہ خدا پرست ہی اس عالم جنگ میں بھی یہ حواس تھے سوائے کفار کے دوسرے کو نہ
 قتل کیا خوب تلوار چلنے لگی ان کے تیغ نے تو تلام ڈال دیا شاہزادہ نے جو نعرہ کیا اور
 نعرہ شاہزادہ کی صاحبزادان و خواجہ نے صدا سنی صاحبزادان نے دل میں کہا کہ میرا فرزند
 و لبت بگر ہو نہ آگیا یہ تو اس کے نعرہ کی صدا ہی شکر ہی خداوند کریم کا کہ میں نے اپنے فرزند
 کی صدا سنی اور ہر خواجہ نے جو علمشاہ کے نعرہ کی صدا سنی یا تو لوٹ رہے تھے یا ایک
 مرتبہ وہاں سے لپک کر پائے شاطری مار کر دوا ایک کو فی انار کر کے قریب صاحبزادان آئے
 اور کہا کہ اے حمزہ تم نے سنا کہ یہ کس نے نعرہ کیا اور کسکی نعرہ کی یہ صدا ہی میرے کان میں تو علمشاہ
 کے نعرہ کی صدا آرہی ہی کیا علمشاہ آگیا ہی یہ کیونکر آیا اسکو کیونکر خبر ہوئی جو یہ اگر پہونچا کیوں نہ

حمرہ اسوقت تو خوب دل قوی ہو گیا ہوگا کیونکہ قوت بازو سخت جگر بھارت چشم
 آگیا حمرہ اسوقت تو دلی قوی ہو گا صا حبقران نے فرمایا میرے بھی کان میں او سکی صدا
 آئی ہو مگر تم نے تو مجھ سے کہا تھا کہ وہ شہر عنطریقہ سے مع لشکر کے طرف کوہ البرز کے برآ
 تنبیہ البرز کجبلہ کے گیا ہو او مریو مکر آیا اور کس طور سے علمشاہ کو اس موکہ کی خبر ہوئی خواجہ
 نے عرض کیا کہ کل مع لشکر کے البرز کجبلہ بھی تو آیا ہو اور شہر یک ہو ہو آپکے لشکر سے لڑ رہا
 ہو اور مقابلہ کر رہا ہو معلوم ہوتا ہو کہ یہ وہاں نہیں ملا شاہزادہ کو معلوم ہوا کہ فلان مقام پر
 مع لشکر کے گیا ہو پس شاہزادہ البرز کی تلاش میں آوا ہوا صا حبقران نے فرمایا کہ میں نے
 سنا ہے کہ البرز کجبلہ کسی مقام سے بھاگ کر آیا ہو کسی سے مقابلہ ہو رہا تھا کہ یہ اس مقابلہ سے
 بھاگنا بیان اگر ہو چکا خواجہ نے کہا کہ پھر طریقہ سے معلوم ہوتا ہو کہ علمشاہ کی مقابلہ سے
 بھاگتا ہو جب تو البرز کل بیان اگر ہو چکا اور آج شاہزادہ آیا صا حبقران کو البرز کے
 آنے کی خبر تک نہ ہوئی جب وہ شریک ہو کر لڑنے لگا اسوقت خبر ہوئی صا حبقران نے فرمایا
 کہ خبر نہ مکر ہونے پائی کیونکہ برابر تلوار چل رہی ہو غورے دیروں کے بلند ہین خاک اوڑ رہی
 ہو ہر طرف غبار چھایا ہوا ہو خواجہ نے عرض کیا کہ میں علمشاہ کے پاس جاتا ہوں اور
 اسکو آپکے حال سے آگاہ کرتا ہوں اور آپکے لشکر کی علامت بتاتا ہوں ایسا نہ ہو کہ وہ مرلیٹ
 خیال کر کے آپکے لشکر کے بھی لوگوں کو قتل کرنے لگے تو یگیناہ اہل اسلام قتل ہوں کیونکہ وہ اس
 لشکر سے آگاہ نہیں ہونے او خون نے ان لوگوں کو دیکھا ہو جہالت تو مزاج میں ہو دوسرے جب
 وہ معروف جنگ ہوتے ہیں تو اپنے آپ میں نہیں ہوتے شیر گرسنہ کی حالت ہوتی ہو کہ پھر کچھ
 خیال نہیں ہوتا ہو کہ سمجھ بوجھ کر حملہ کریں جو سامنے آگیا تلوار کا یا تھوڑا سیر کر دیا تھوڑی اولاد
 بھر میں علمشاہ کو سب سے زیادہ غصہ اور جوش شجاعت ہو دشمن کا واقعہ یاد ہو گا کہ لندھور کو مع
 یاتنی کے اوٹھایا تھا اور دریا میں پھینکنے چلے تھے کچھ اسکا خیال نہ تھا کہ ہمارے باپ کا
 رفیق ہو یا ہمارا دست ہو اگر تم نہ آجاتے تو علمشاہ نے لندھور کا کام تمام کیا تھا یا مقدمہ فرامز
 تارن عدنی میں کرب کو تلوار مار دی تھی گو وہ غدر کر رہا تھا مگر کچھ خیال نہ کیا یہ حالت اس
 غصہ کی ہو ایسی حالت میں دڑنا چاہیے میں تمہارے اس فرزند سے بہت ڈرتا ہوں صا حبقران

نے فرمایا کہ اب وہ ایسا نادان نہیں ہے کہ اہل اسلام کو قتل کرے گا کفار و اہل اسلام میں بہت فرق ہے تم اطمینان رکھو وہ کافروں کو قتل کرے گا کوئی خدا پرست اور کے ہاتھ سے مارا نہیں جائیگا خواجہ نے جواب دیا کہ میں تمہارے حال سے تو آگاہ کر دوں صاحبقران نے فرمایا کہ کوئی ضرورت نہیں ہے وہ خود ہی آگاہ ہو جائیگا بلکہ اس کو معلوم ہو گیا ہو گا تم اپنے کام میں مصروف ہو رادی بیان کرتا ہو کہ صاحبقران خواجہ سے کلام بھی کرتے جاتے تھے لڑتے بھی جاتے تھے جب اس طور سے صاحبقران نے خواجہ سے کہنا خواجہ خاموش ہو رہا اور پھر اپنے کام میں مصروف ہوئے مردوں کی کمرٹولنے لگے اور رات بارہ گئے رادی بیان کرتا ہو کہ علم شاہ جو اگر شکر کفار پر کرے پہلے ہی حلقہ میں سترہ کر دیا خصوصاً علم شاہ نے لشکر الہیز کجکلاہ کا قونا طبقہ بند کر دیا جن جن کر الہیز کے لشکر کے لوگوں کو قتل کر رہے ہیں رادی بیان کرتا ہو کہ اہل اسلام بھی ہر طرف لڑ رہے تھے ہر مقام پر سوسو دو سو مقابلہ کر رہے تھے اور دشمنوں نے جو دیکھا کہ ایک جوان رعنا حسین و خوب صورت سر پر خود رکھے ہوئے چہرہ سے رعب و داب پیدا کرتا حرب و ضرب سے درست مرکب پر سوار رنج سے نشان شجاعت و سرداری ہویدا بعینہ حمزہ صاحبقران کی صورت کفار سے مقابلہ کر رہا ہو جس غول یا جس صفت پر جا پڑتا ہو وہ غول و صفت درہم ہر ہم ہو جاتی ہو نوحہ اللہ اکبر زبان پر جاری اہل اسلام سمجھ گئے کہ یہ کوئی فرزند صاحبقران ہو صاحبقران کی لک کو آیا ہو جب علم شاہ نے اپنا نام نوحہ میں ظاہر کیا تو سب کو معلوم ہوا کہ یہ پسر حمزہ صاحبقران علم شاہ نوجوان ہو جس کا اکثر ذکر زبان صاحبقران سے سنا ہوا اور وہ فرماتے تھے کہ میرا ایک فرزند علم شاہ شکر سے نکل گیا ہو اس کی بجا کچھ خبریں معلوم ہو کہ لڑ رہا ہو اور کہاں ہو یہ وہی شاہزادہ ہو کیونکہ وہ شاہ ہو صاحبقران سے خداداد کریم نے اس شکر کو بھی بیان ہو چنانچہ اسے ہم سب کو دونی قوت ہو گئی رادی کہتا ہو کہ واقعی اہل اسلام کے دل فونی ہو گئے اور پھر یہ لوگ جم کر لڑنے لگے اہل لشکر الہیز کجکلاہ و خود الہیز کجکلاہ و اس کے سب سالار و سرداروں نے جو نام شاہزادہ کا سنا اور آخرہ شکرے دم نکل گئے الہیز و اس کا سب سالار ایک مقام پر لڑ رہا تھا اب جو نوحہ علم شاہ کی صدا سنی اور سر اوٹھا کر دیکھا علم شاہ و نوحہ اپنا پاؤں اس جاتے رہے الہیز نے اپنے سب سالار کے ایک مقام پر لڑ رہا تھا اب جو نوحہ

عالمشاہ کی صدا سنی اور سراوٹھا کر دیکھا علمشاہ کو لڑتا ہوا پایا اس جاتے رہے البرز نے اپنے سپہ سالار سے کہا کہ تم نے سنا اور دیکھا کہ وہ بلا ہے بے دربان کی طرح یہاں بھی آگیا اور میرے لشکر سے لڑ رہا ہے اس خدا پرست نے بطرح پیچھا لیا اب کیا ہو گا سپہ سالار نے جواب دیا کہ آپ پریشان نہ ہوں وہ وقت اور تھا جو میں زہر پیو گیا تھا اب اسکو لوگ کر سیدان قتل کر ڈنگا اپنے لشکر دن کے سامنے اور اس کے باپ کے روبرو اب یہ جاتا کہاں ہوتا ہی تو اُنے دیکھے مجھ کو خود اس امر کا یقین تھا کہ کہ وہ تائب مین ضرور آئیگا جس امر کا ہکو خیال تھا ہی ہوا خوب ہوا کہ یہ آگیا اسی طور سے لڑتے ہوئے اور آنے دیکھے ملا خطہ فرائیگا کہ کیا فرما ہوتا ہے البرز کجگاہ لے گیا کہ اچھا تم کو اختیار ہے سپہ سالار نے ایک سردار سے کہا کہ تم لڑتے ہوئے پاس میں جادو کے جادو اور میٹر جاہ و سے کہا کہ جس پر حمزہ کے لشکر کے اوپر تم شیخون مار کر اوہ آئے تھے آپکی کمک کرنے وہ ہمارے عقب میں چلا تھا لشکر کے آیا ہے اور ہمارے لشکر سے لڑ رہا ہے لہذا اب تمکو ہماری کمک کرنا پر ضرورت ہم صرف اس قدر کمک کے اسیدوار میں خواہ تم خود یا کسی ساحر زبردست کو حکم دو کہ وہ سحر کر کے سپر حمزہ کو بیکار کر دے پھر ہم اسکو قتل کر لیں گے حمزہ پر تو لبیب لوح طلسم کے سحر اثر نہیں کرتا ہے اس پر تو سحر بخولی اثر کریگا کیونکہ نہ اس کے پاس لوح طلسم ہے نہ کوئی ایسی شے ہے جو دفع سحر ہو اور اس کے لشکر پر بھی سحر کرنا کہ وہ لشکر بھی بیکار ہو جائے کیونکہ اس کے ہمراہ لولاکھ کا لشکر ہے ایک تو اسی طور سے اسکا لشکر زیادہ ہے دوسرے جب لشکر طلسم کش اور شکر علمشاہ ایک ہو جائیگا اور مقابلہ کریگا اور جنگ واقع ہوگی تو بڑی خرابی ہوگی کیونکہ وہ ناشکر ہو جائیگا ہمارا اور آپکا لشکر پھر اس لشکر کے حملہ کی تاب نہ لا سکیگا پہنے آپکو آگاہ کر دیا اب آپکو اختیار ہے وہ سردار یہ پیغام لیکر لڑتا ہوا اپنے کو بچاتا ہوا اس مقام پر پہونچا کہ جہاں پر ساحرون سے مقابلہ ہو رہا تھا اور میٹر جادو بھی لڑ رہا تھا ساحران اسلام سے کہ ایک مرتبہ میٹر جادو نے سحر کیا لشکر اسلام کے ساحرون پر سحر کر کے پٹایا۔ سامنے کھڑا ہوا تھا اسنے رومال ہلایا اور اشارہ سے میٹر جادو کو بلایا میٹر جادو سب اشکرون کے اہل لشکر اور افسرون کو پچانتا تھا پہچان گیا کہ یہ سردار ہے لشکر البرز کجگاہ کا سحر کر کے اثر و دانش نشان کو اور اگر اس کے قریب آیا اور کہا کہ تم نے کس غرض سے مجھ کو طلب کیا ہے اسنے کہہ دیا کہ میں نے اس غرض سے آپکو اپنے

قریب بیا یا ہو کہ آپ کو ایک پیام الہی نے بھیجا ہے وہ یہ کہ الہی نے کہا ہے کہ جس کے لشکر
 پرین شجون مار کر ادھر کو آیا تھا وہ بھی میرے عقب میں چلا تھا اب اگر ہو چکا ہو میرے
 لشکر سے لڑ رہا ہو لہذا اب اتنا کیجئے کہ ادھر اور اس کے لشکر پر سحر کر دیجئے تاکہ وہ اور اس کا لشکر
 بیکار ہو جائے ہم قتل کر لیں اگر یہ باپ بیٹے ایک ہو گئے اور دونوں لشکر تو پھر بڑی خرابی ہوگی یہ
 کہ کل پیام الہی کہچلا اور اس کے سپہ سالار کا سینہ جا دو سے کہا میں جا دو نے جو اب دیا کہ میری
 طرف سے کہنا کہ نہ میں اس سے واقف نہ ہوں نہ اس کے لشکر سے جو میں سحر کر دین لہذا آپ اس کے
 نام سے اور اس کے اہل لشکر کے نام سے مجھ کو آگاہ کیجئے اور اس سے مقابلہ کیجئے چند ساحر روانہ
 کرتا ہوں کہ وہ سحر کریں گے اس کے اور اس کے اہل لشکر کے ہاتھ پاؤں بیکار ہو جائیں گے پس آپ
 مل لیجئے گا بلکہ وہ ساحر یہ تدبیر کریں گے ایک دیوار درمیان لشکر حمزہ اور لشکر سپر حمزہ
 و سپر حمزہ کے قائم مقام ہو جائیگی آپ اس پار دیوار کے سپر حمزہ کو مع اس کے لشکر کے قتل
 فرمائیگا حمزہ اس کی کمک بھی نہیں کرے گا اگر وہ آتا ہے تو اسے دیکھئے اطمینان رکھیے جانا
 کہاں ہے حمزہ سے تو ہم اس سبب سے عاجز ہیں اور حمزہ پر اس سبب سے غالب نہیں
 آسکتے ہیں کہ اس کے پاس لوح طلسم جاو سپر سحر نہیں اثر کرتا سپر حمزہ پاس نہ لوح طلسم
 ہے نہ کوئی ایسی شے جو دفع سحر ہو ان لوگوں کا مار لینا کتنی بڑی بات ہے تم جاؤ میں ساحر کو
 بھیجتا ہوں ان کو نام بتا دینا اس سردار نے کہا کہ اس قدر مدت کب ہو جو نام بتائے
 جائیں لہذا میں آپ کو سب نام بتائے دیتا ہوں آپ ان کو تعلیم کر دیجئے گا اور شناخت
 بھی بتائے دیتا ہوں سپر حمزہ کی وہی آپ ساحر دن سے فرما دیجئے گا میں جا دو نے کہا
 کہ جلد بتاؤ تب اس سردار نے کل نام سردار دن و بادشاہوں کے سینہ جا دو کو بتا دیے
 لشکر علم شاہ کے اور شاہزادہ کا نام بتا دیا اور کدیا کہ سپر حمزہ بالکل بہ صورت حمزہ کے ہے
 یہی اس کی شناخت ہے سپر جا دو نے کہا کہ اچھا اب تم جاؤ میں ساحر دن کو حکم دیتا ہوں
 وہ اگر تمہاری کمک کرتے ہیں وہ سردار تو اسی طور سے لڑتا ہوا اپنے کو بچاتا ہوا پاس الہی کہچلا
 کے آیا اور جو کچھ میں جا دو نے کہا تھا سب بیان کیا اور کہا کہ تم اس مقام پر جاؤ کہ جہاں چند
 ساحر دن کو مقام جنگ سے الگ لے جا کے سب نام تعلیم کیئے مع اسم علم شاہ کے اور علم شاہ کی

شناخت بتائی اور کہا کہ تم اس مقام پر جاؤ کہ جہاں پر لشکر ابزر کچلاہ سے اور سپہ حمزہ
 علمشاہ سے مظاہر ہو رہا ہے یہ ساحر جو جب حکم لشکر شیرساران کی طرف روانہ ہوئے
 بلا کسی ہوا اور تے ہوئے یہ تو اودھ کو چائے میں کوئی مقام دور تو تھا مہین کہ انکو عرصہ
 ہوتا اسی صحرائین دونوں لشکر لڑ رہے تھے ساحر وغیرہ ساحر اودھر سماک نے جا کر غنطاق
 و عیند کو حکم علمشاہ سے آگاہ کیا پس غنطاق اسی وقت کل لشکر کو لیکر فوراً بہت تیز
 روانہ ہوا راہ کو طے کر کے یہاں آکر پہونچا جنگ و پیکار کو دیکھ کر اہل لشکر سے پہار کر لیا کہ اے
 بہادران بزمیدان کا فزون و انکرا اس کام کا خیال رہے کہ اہل اسلام ہم لوگوں کے ہاتھ سے
 قتل ہوں اور انکی شناخت سے بھولی آگاہ ہو بہت بڑی شناخت یہ ہے کہ کل لشکر کا فزون
 نیلی پوش ہے یا سیاہ پوش ہے پس جبکہ سیاہ لباس پہنے ہوں اور نیلا لباس پہنے ہوں اور انکو قتل
 کرنا اسی بیان کرتا ہے کہ اس طلسم و غیر طلسم کے جسد پر یا شندے ہیں سب سیاہ لباس
 پہنے ہیں اور جو ملک اس طلسم کے جوالی میں ہیں اور انکے بھی باشندے سیاہ لباس استعمال کرتے ہیں
 چنانچہ جو جو ملک علمشاہ نے فتح کیے اور انکے باشندوں و بادشاہوں کے لباس تبدیل کر کے
 اور فرمایا کہ یہ علامت کفر و اسکو برطرف کرو تاکہ تم میں اور کافروں میں تمیز ہو اسی طور سے
 صاحبقران نے بھی پس جیسے جو خدا پرست ہیں وہ ہر رنگ کا لباس استعمال کرتے ہیں ہوا
 سیاہ لباس کے اور یہی علامت اور نشان ہے اہل اسلام و کفار کی پس طلب اس طور سے
 غنطاق کچلاہ وغیرہ نے اہل لشکر سے کہا سب نے جو اب دیا کہ بہت خوب اور ایک مرتبہ
 تیروں کو سپہ ہاکر کے اور تلواروں کو علم کر کے بائزدان پاس ککڑی کفار پر گرے
 اور قتل کرنے لگے پھر جنگ مغلوبہ واقع ہوئی پھر گویا زمین و آسمان سر ہلکانے لگے باد و
 دریا اسپین لکر تھپیرین کھانے لگے لشکر ساران پن نایل نارنج ترنج کی بو چھارین سپروں
 کی کالی گھٹا نمودار تھی ساحروں میں بجلیاں سحر کی وغیرہ ساحروں میں تلوارین چمک
 رہی تھیں منقلین و ہمہ رہی تھیں ہوا تند چل رہی تھی کسی نے کیو مار کر گرایا تھا کسی سنگدل
 نے پتھروں کا مینہ برسایا تھا کبین کٹاری کا وار کبین تیغ و تلوار کی و حار شور نالہ بوق بلند
 خون میں نہایا ہوا ہر جند اس گھسان سے سحر کی و تیروں کی بو چھار تھی کہ ترک و ہر بھی

سیر کا محتاج تھا فلک شکر ابر کے لیے صاحب احتیاج تھا تیغ غلاف سے کیا نکلی جیسے
 ہلا نکلی غار سے اڑ در نکلا جس کے زہر نے بہا ورون کا کام تمام کیا سنگ نام جنگ تلوار دن سے
 دو جہان جو رنگ گرم اجل کا چارون طرف بازار تھا نقد جان سے ہر ایک موت کا خبردار
 تھا یہ رنگ تھا کہ ایک کے دو دو کے چار تھے سب زندگی سے بیزار تھے عروس مرگ
 کے خواستگار تھے گلستان جنگ میں کیسے کیسے نو ہلالان حدیقہ شجاعت و گلہائے گلشن
 جلالت و بوستان ارم میں کیسے کیسے درختان گلشن جرأت تیغ طلسم و بدعت سے کن گئے
 تھے جنگل لاشوں سے پٹ گئے تھے اجل مبادی کر رہی تھی طایرون روح کے دیان
 جنگ کی بربادی کر رہی تھی کہیں ساحرون میں ہار فلفل کے چل رہے تھے کہیں کچھے سڑیوں
 کی اوچل رہی تھی سوزن اجل میں رشتہ جان پر ویا تھا جائہ تن مقرا من اجل سے
 ایسا چاک تھا کہ سیاہ جاتا تھا ا شوار تون پر تھا ہر سمت جوش و کار بہ آب خم تھے حاصل
 جو بیارہ تماشا طلب رزم کے تھے یہ ڈھنگ ہ بلون پر تھی جرأت ادا اوبہ جنگ
 مبارز لبشر تھے کہ دیو و ملک ہ دیا کینہ جو تھے زمین و فلک ہ نہیں غیر ممکن تھا جزو شور
 و شر ہ ہلا کا تھا درپیش زیروزبر ہ دو عالم پہ چھائی تھی یہ برہمی ہ تزلزل کی ہر سو
 تھی صورت بنی ہ عبیری ہوئی خاک وشت منبر ہ ہوا پر بجز خون نہ اوستھی تھی گرد
 وہ سینرون کی جنبش و دشمن کی ناک ہ زمین کا دہل کر اور انا وہ خاک ہ ترپ کر گئی
 فوج پر مثل برق ہ جہان مل گیا غرہ سے تابہ شرق ہ وپٹ کار ہا تھا نہ گھوڑون
 میں زور ہ عورت میں تھے سرتا قدم شور ہور ہ پھر قیامت کی تلوار چلنے لگی یہ لشکر تازہ دم
 جو آیا اسے تو مار ستر اود کر دیا سماک یا طاقی کا فزون کو قتل کرتا ہوا قمعہ آتش بازی سے جلاتا
 ہوا اپنے آقا کے قریب پہونچ گیا اور عرض کیا کہ آپ کا شکر اگیا اور کفار سے مقد کر رہا ہو میت
 برپا کر دی ہراوی بیان کرتا ہوا تو یہ رنگ تھا کہ سوائے گوشہ کمان کے کوئی گوشہ مفر کا نظر
 نہ آتا تھا سوائے کوپہ زخم کے کوئی کوپہ قرار کرنے کا معلوم نہ ہوتا تھا میں یا چوبیس کو س
 کے مربع میں جنگ ہو رہی تھی شکر اسلام و شکر علم شاہ قریب ستہ ہ اٹھارہ لاکھ کے
 تھا شکر کفار بھی قریب نو لاکھ کے تھا جس مقام پر اس قدر شکر ہون اور ادن میں جنگ

بجھو

مغلوب واقع ہو تو وہاں کا کیا حال ہو گا راوی یہ قول ہوتا ہے جب علمشاہ نے یہ سنا کہ سیر لشکر آگیا اور اسے
چاروں طرف سے کفار کو گھیر لیا اب علمشاہ نامی نامی سرداروں کو قتل کرتے ہوئے صدائے
صاحبقران پہلے جہر سے صاحبقران کے نعرہ کی صدا آتی تھی اور سطرٹ علمشاہ نے اپنا رخ
کیا اور اسی سمت کو مہیر کیا اور جہر سے صاحبقران اپنے فرزند کے نعروں کی صدا کے اسی
طرف پہلے یہ خیال فرما کے کہ میں اپنے فرزند ارجمند کو تو دیکھ لوں نہ معلوم کیا انجام ہوا اسکے
ویدار سے تو نہ محروم رہوں پس صاحبقران اور جہر سے قتل کرتے ہوئے اور لڑتے ہوئے جاتے ہیں
اور جہر سے علمشاہ آتے ہیں یہ راوی بیان کرتا ہے کہ کل کفار و نکو معلوم ہو گیا کہ تلمس کشا کا فرزند علمشاہ
مع لشکر کے اپنے باپ کی کمک کو آگیا اب کفاروں نے بھی جان دیکر لڑنا شروع کیا اسفندیار
ولا جور و لا ہور میں باہم صلاح ہوئی کہ یہ جنگ یوں نہ موقوف ہوگی جب تک کہ حمزہ کو اسیر
یا قتل نہ کرینگے اس سے بہتر یہ کہ ہم اور تم ملکر چلتے پھرتے ہوئے اور حمزہ کو لو کہ سرسیدان
قتل یا اسیر کریں لا جور و نہ لکھا کہ راے تو بہتر ہو اسفندیار نے کہا کہ یہ راے بہتر ہے اور تم دونوں
حمزہ کو لو کہیں اور کہیں کہ ہم سے مقابلہ کر جب حمزہ ہماری طرف آئے تم وہیں پہلو سے دار کرنا
میں بائیں پہلو سے پس حمزہ گھبرا جائیگا کہ کس کو جواب دوں وہ اس خیال میں غرق ہو گا کہ
ہمارا ایک طرف اور تمھارا دوسری طرف سے دار ہو گا دونوں کے دار برابر سے پڑیں گے
جب تک وہ سپر کی پناہ کریگا اور وقت تک یہاں تلواریں اوسکے سر پہ پونچ جائیگی اور سکا کام
تمام ہو جائیگا یہ لاہور یہ سپر حمزہ کو ٹوک کر بالین لاہور لے گا کہ اچھا چونکہ یہ تینوں ایک مقام
پر لڑ رہے تھے یہ صلاح باہم کر کے اب لڑتے ہوئے حمزہ صاحبقران کی طرف چلے لاہور علمشاہ
کو تلاش کرتا ہوا چلا راوی بیان کرتا ہے کہ جب علمشاہ نے لشکر کفار پر نعرہ کر کے دار کیا تھا
سب نے اس نعرہ کی صدا سنی تھی سب نے اسی حالت جنگ میں اڑھا کر دیکھا تھا اور یہاں
لیا تھا کہ یہ سپر حمزہ ہی باپ کی کمک کو آیا ہو پس اسی شناخت پر لاہور چلا جہر سے نعروں کی قلمشا
اور صاحبقران کی صدا آتی تھی اسی سمت کو یہ تینوں مکار چلے اور جہر البیز کج بکلاہ واو کے
پہ سالار نے میٹر جاو و کا جواب سنا سرداروں سے کہا کہ تم لشکر سپر حمزہ کو روکو ہم جا کر سپر حمزہ
سے مقابلہ کرتے ہیں اور اوسکو قتل کر دیتے ہیں یہ دونوں سکار بھی اسی طرف کو چلے آتے ہوئے

یہ باہم صلاح کر کے کہ ایک طرف سے میں دار کرونگا اور ایک طرف سے تم دار کرنا اب راوی
 نازک خیال ترین نیک خصال خجہ مقال کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ یہ مقام عذر کے قابل ہے کہ
 سینہ چادو نے چند سحر بھی ہیں کہ تم جا کر لیسر حمزہ پر سحر کر دنا کہ وہ بیکار ہو جائے البرز وغیرہ اور
 قتل کریں ایک دشمن تو کم ہو اور ایک دیوار سحر و میان اور کے اور لشکر حمزہ و حمزہ کے قائم کرنا
 تاکہ حمزہ اس کی لگا کوہ پونچ کے بعد لیسر حمزہ کے یہاں کرنا لشکر لیسر حمزہ کو بیکار کرنا یہ
 سحر چل چکے تھے نہ ملے ہی کیا تھا جو عرصہ ہوتا یہ بھی اگر ہوا پرتا یم ہو لے اور حواجہ عمر نے حوا
 قیامت کی جنگ و پیکار دیکھی اور صاحبقران و علم شاہ کے نور تواتر سے انھوں نے خیال
 کیا کہ یہ وقت حمزہ سے جدا رہنے کا نہیں ہے ایسا نہ کہ حمزہ کو کوئی چشم زخم پہونچے کیونکہ
 حمزہ اس وقت نہایت جوش و خروش سے لڑ رہا ہے یہ سب دوسرے مار کو ترک کر کے اور نگلیہ اور جو
 دمان سے چل کر رہے ہوئے گولہ د چاہتا تھا کہ سب سبیت حمزہ کے ان کو تاب نہ رہی سبب ترک
 کیا اور صاحبقران کو تلاش کر کے اسی مقام پر آکر پہونچے کہ جہان پر صاحبقران حملہ کر رہے تھے
 خواجہ نے اگر صاحبقران کے رکاب پر ہاتھ رکھا اور گلیم کو اڑا دیا اور کہا کہ حمزہ گھبرا اٹھیں میں تیرا ظم
 تیرے پاس موجود ہوں بہت ہوشیاری سے لڑنا یقین ہو کہ تھوڑی دیر میں کفار منتشر کھا کر کھال
 اور فتح ہو جائے علم شاہ نے اگر وہ قیامت کا مقابلہ کیا ہو کہ اب رنگ لڑائی کا بدل گیا ہو کفار
 منتشر الحواس ہو رہے ہیں صاحبقران نے کچھ جواب نہ دیا براہمیشیر زل زلنا نے ہوئے اشقر
 دیوزاد کو ہمیز کرتے ہوئے چلے جاتے ہیں یہ تو ادا حرس جلتے تھے علم شاہ کے دیکھنے کے شہیق
 میں ادا حرس علم شاہ بھی صاحبقران کی قدبوسی کے اشتیاق میں آتے تھے لڑتے ہوئے
 کہ ایک مقام پر ایک مجمع کثیر کفار کا تھا یہ دونوں صاحب ادس مقام پہونچے اور رکے
 لگے مار کر ادس مجمع کو درہم و برہم کیا اب جو وہ مجمع کم ہوا صاحبقران کی نگاہ علم شاہ پر پڑی
 چہرہ صاحبقران کا فرط خوشی سے گلزار ہو گیا اور اب صاحبقران چلے کہ فرزند کے قریب
 پہونچے باؤن کہ بیکار علم شاہ کی بھی نگاہ صاحبقران پر پڑی جیسے علم شاہ نے صاحبقران
 کو دیکھا اسی حالت جنگ و پیکار میں کہ ب پر جھک کر مجرا کیا یہ صاحبقران نے و عادی ادا حرس
 سے صاحبقران چلے ادا حرس علم شاہ چلے میں عرض کر چکا ہوں کہ لاہور علم شاہ کی تلاش میں

چلا تھا اور اس قدر پارولا جو رو و صا حضرت عقیل کی تلاش میں یہ تینوں نابھار بھی لڑتے ہوئے
 اس مقام پر پہنچے جیسے لاسور کی نگاہ علم شاہ پر پڑی اسی مقام سے واپس کر کے اسی حرمہ کیا
 سواروں و اہل لشکر کو قتل کر رہا ہو اور اوپر ہاتھ صفا کر رہا ہو مردان عالم سے آنکھیں چار کر
 اور بہادری سے مقابلہ کر کے لطف تیغ زنی معلوم ہو پس آگے قدم بڑھانا میں تیری گوشاں کے
 لئے آتا ہوں اگر تیرے آگے قدم بڑھایا تو میں جانوں لگا کہ تو ڈر گیا مجھ سے اور اپنے باپ کے دین
 میں پناہ لینے کو جاتا ہو اور یہ خیال کروں گا کہ تو برا نام دہریہ اور سکا گنا تھا اور علم شاہ کا سنا
 تھا یہ کلام اس کے مثل شتر کے دل میں در آئے اور نہایت ہی عقہہ آیا آتش غضب و غضب کا خون
 سینہ میں کشتل ہوا اس تقریر کو سنا تھا کہ ایک دود غلیظ کاغذ داغ کو توڑ کر پادریز گیا
 اب سبلا ان کا کب تاب تھی اور یہ کیا بیٹھے ہیں یا سوخو پھیرتے ہیں آواز دی کہ اوٹا ہوا کیا کیا
 و کدات بکتر معلوم ہوتا ہو کہ تجھ سے کیا بہادری سے سامنا نہیں ہوا یہ ہم دہریہ ہیں کہ اگر آسمان
 بھٹ کر گئے تو قدم نہ ہٹے تو کیا ہو جو تم تیرے خوف و دہش پناہ تھا شش کرینگے اگر بہادری
 تو سامنے کر ہم موجود ہیں یہ دہریہ سے بیوہ وہ بک رہا ہیں تیری جان کا ملک الموت موجود
 ہوں دیکھو دم بھرمین میں تجھ کو مالک کے سپرد کرتا ہوں آتش و دہش تیری دست ویرت شل
 ہو شلہ لپک لپک کر باہر نکلتے ہیں ارواح کا زبان جان تیرے استقبال کے لئے در
 و درخ پر موجود ہیں تو تجھ کو غصہ سے ناستش کر رہا تھا نہ معلوم تو کہاں پہنان تھا فرار
 تھا بغیر تو آئی جو تو براے مقابلہ آیا یہ کہہ کر اسی مقام پر مرکب رک کر کھڑے ہو گئے وہ نہ بچا
 بھی یہ تقریر اپنی تقریر کے جواب میں شل مار سردوم بریدہ کے پیچ و تاب کھا کر گردن
 کو چپکا کر چلا تھا حضرت عقیل نے جو ملاحظہ فرمایا کہ ایک پہلوان زبردست میرے فرزند کے
 مقابلہ کو آتا ہو اس قصد سے اس شکر کو بڑھایا کہ قرب سے چل کر مقابلہ کا تماشہ دیکھوں
 ایسا نہ ہو کہ درمیان میں شکری آجائیں تو چہر تاشہ مقابلہ کھاد کھینچ آئے گا یہ خیال کر کے ہمیز
 آگے چل کر پہلوان سے آواز آئی کہ او علیہ السلام کہہ کر ہر مرکب بڑھا کر جاتا ہو کیا یہ کی ملک کو یہ کون
 نہ بچا کہ جس بوج کا قاتل ہو کہ ایک سے دوسرے مقابلہ کریں پس بھڑا رہا ہم تیرے مقابلہ
 آئے میں تو اہل لشکر کو قتل کر کے دست تیرا ہوا ہو ہم تیری جان کے ملک الموت ہیں لیں گے قدم

بڑھانا اور ہم تجھ کو نام و خیال کرینگے یہ جو صدائی صاحبقران اسی مقام پر تھم گئے خواجہ نے
 جو یہ سنا پلٹ کر جو دیکھا تو یہ نظر آیا کہ ایک طرف سے صاحبقران کی طرف لاہور و تلوار
 علم کیے ہوئے تلوار سے خون پھٹتا ہوا گر گدن پر سوار لنگارتا ہوا چلا آتا ہے اور دوسری طرف
 سے اسفند پارسا اسی حالت سے خواجہ نے صاحبقران سے عرض کیا کہ یا حضرت صاحبقران
 ہوشیار ہو جائے ایک طرف سے لاہور و دریا سنگات مالک صحرا لاہور و اور ایک سمت
 سے اسفند پارسا و انشین مالک صحرا سے اسفند پارسا یہ آپ سے لڑنے کو آتے ہیں اور آپ پر
 حملہ کرنے کو اور لاہور و ہزار نے علم شاہ کو اکڑو کا ہی صاحبقران نے فرمایا کہ اے دوہن موجود ہوں
 خدا مالک ہے اور حافظہ کیا پرواہی سیرا تکیہ و سکی ذات پر ہی صاحبقران خواجہ سے یہ کہہ رہے
 تھے کہ اوہر لاہور سے اور علم شاہ سے سامنا ہو گیا کیونکہ وہ قریب آچکا تھا اے کے ساتھی آگے
 اسی تیز خون اندو کا جس سے لڑ رہا تھا اسر علم شاہ پر خبردار خبردار کہہ دیا کہ علم شاہ نے
 نہ سپر پر پلو کے دار کو روکا نہ پشت تلوار پر صرف نگاہ لڑا دی راوی بیان کرتا ہے کہ اس مقام
 پر جو اہل اسلام و کفار سے تلوار چل رہی تھی یہ معرکہ دیکھ کر دونوں قریب تھم گئے اور حلقہ باز
 کھڑے ہوئے اس طور سے کہ اوہر اس حلقہ کے درمیان میں علم شاہ سے اور لاہور سے مقابلہ
 نہ رہا تو اس مقام پر صاحبقران بھی ہیں اور اسفند پارسا و لاہور بھی چلے آتے ہیں اور
 باہر تلوار چل رہی تھی جو کفار و اہل اسلام اسی مقام پر تھے دہلے سے باز ہیں اور تماشہ جنگ
 کا دیکھ رہے ہیں کہ اسفند پارسا نے لاہور سے کہا کہ اس مقام پر تھم جاؤ پہلے لاہور اور سپر
 حمزہ کے مقابلہ کا تماشہ دیکھو تو پھر حمزہ پر حملہ کرنا ذرا دیر ہو تو کہ لاہور کے تلوار کا وار کیا سپر
 حمزہ نے سپر تک کو چہرہ کی پناہ نہ کیا یہ کیونکہ اس کے واکوہ و لڑکا لاہور دے جو ابیر یا کہ اچھا پس
 یہ دونوں اسی مقام پر اپنی صفوں سے آگے گر گدنون کو روک کر کھڑے ہو گئے اور تماشہ مقابلہ
 کا دیکھنے لگے علم شاہ نے یہ خیال کر کے اپنے دل میں کہ اس حرام زادے کے دار کو سر پر رد کو داتا ہن
 مار کر تلوار کی پھینک لو اب اس کو مہلت دوسرے دار کی نہ دے کیونکہ یہاں جنگ منگولہ ہو رہی ہے ایسا
 ہو کہ یہ متع پاکر بھاگ جائے اگر میں فضل خدا سے اس پر غالب آؤں دوسرے غصہ بھی بہت تھا
 پہلے ہی سبب سے سپر کو چہرہ کی پناہ نہ کیا تلوار کی بارڈھ سے لگا لڑا دی جیسے تلوار قریب سرانی

اور حم کے واسطے نہ جو مالتواری پٹ پٹ پیچھے ملی دزار کر کے بھابی پر مل پھڑک کر یا قبضہ پر قبضہ
کیا پیچھے ضرور کر لیا چھین لی تلوار کر ٹیک کر فوراً اسکی کمر زنجیر پکڑ کر پائروان پاک کھرا ب جوڑو
کیا پشت کر گدن سے مثل بھول کے اٹھا لیا یہ رنگ دیکھ کر اسفند پیر دلا جوڑو و کفار کے
حواس جاتے رہے بلکہ اہل اسلام بھی حیران ہوئے اور ہر ایک نے اپنے اپنے دل میں کہا کہ واقعی
خداوند کریم نے ان لوگوں کو بڑا صاحب طاقت خلق فرمایا ہے دیکھو تو شاہزادہ نے اس دیویکے
کو کبڑ کر اٹھا لیا اور سر سے بلند کر لیا یہ لوگ تو حیران ہو رہے تھے اور دھر علم شاہ نے لاہور کو گرد
سرجھرنے دیکر فرمایا کہ شناخت خداوند کریم ہیں کیا کتا ہے اوشے جو ابد یا اسی حالت میں کہ میری
اگر ہزار جاہن ہوں تو ہر ایک ناخن پا سے خداوند عجب سب پر شاہ کروں میں کبھی دین اسلام نہ
قبول کرونگا یہ سکے شاہزادہ کو اور زیادہ غصہ آیا پس اسکو ہاتھ پر تول کر اب جو سے آسمان اچھا
تو وہ نظروں سے غائب ہو گیا یہ تلوار کو علم کر کے رکابوں پر زور دیکر کھڑے ہوئے جیسے وہ قریب
اکریو پچا ایک ہاتھ دوال کمر پر مارا مثل خیار ترکی دو ٹکڑے ہوئے جب تک وہ ٹکڑے زمین تک
آئیں آئیں ایک ہاتھ اور رسید کیا کہ دو کے چار ہوئے علم شاہ نے اسکو چورنگ ہوائی کہا یہ رنگ
جنگ علم شاہ دیکھ کر کفار کے اس جاتے رہے پہلے تو اسی واقعہ سے حیران ہوئے تھے کہ
اننے بڑے پہلوان کو یوں سر سے بلند کر لیا یہ واقعہ دیکھ کر اور زیادہ حیران ہوئے تو ہونہ سکا
کہ آگے بڑھ کر پنجہ شیر سے رہا کرتے ظالمو مثل کھڑے دیکھا کیے وہ مارا گیا راوی بیان کرتا ہے کہ علم شاہ
کالاہور کو قتل کرنا تھا انھوں نے قتل کر کے اب جو نعرہ اتر اکبر بلند کیا جواہل اسلام اس مقام پر موجود
تھے او انھوں نے بھی نعرہ بکیر بلند کیا اور ہر طرف سے خدا کے تحسین و آفرین آنے لگی بلکہ زمین و
آسمان سے تعزیت کی صدا بلند تھی جو سردار و اہل لشکر لاہور اس مقام پر موجود تھے اپنے بادشاہ
و افسر کو کشتہ دیکھ کر ایک مرتبہ یہ خیال کر کے کہ اسنے ہمارے افسر و آقا کو قتل کیا ہم اسکو یا اسن تلوارین
علم کر کے حملہ در ہوئے علم شاہ پر راوی بیان کرتا ہے کہ چند افسر اور غنطاف کھلاہ وغیرہ بھی لڑتے ہوئے
اس مقام پر آگئے تھے او انھوں نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ ہمارے آقا پر کفار حملہ کرتے ہیں وہ بھی چلے
باہم غٹ پٹ ہو گئے پھر راوی مقام پر تلوار چلنے لگی پھر فون برسے لگا پھر سرتن سے کٹ کر دھڑک
گرنے لگے علم شاہ بھی نعرہ کر کے ادبیر جا پڑے اور حیران و دھونے جو یہ موقع دیکھا اپنے اسفند

دلا جورد نے کہ جنگ مغلوب ہونے لگی ایک مرتبہ ایک دہنی طرف سے اور دوسرا بائیں طرف سے
 صاحبقران بر تلوارین علم کر کے گر پڑا اور صاحبقران پر وار کیا چونکہ صاحبقران تو ہوشیار تھے
 کب ایسے فزون میں آئے ہیں جیسے ہی ان دونوں نے وار کئے ویسے ہی صاحبقران نے ایک کے
 وار کو پشت عقب پر روکا دوسرے کے وار کو خالی دیا کہ پھر ان دونوں نے سنبھل کر وار کیے اب کی مرتبہ
 صاحبقران نے دونوں واروں کو خالی دیکر اور شکر کو بڑھا کر دونوں کی کمر بھینچیں ہاتھ ڈال دیا یعنی
 دست راست سے اسفندیار کی زنجیر کھنسی اور دست چپ سے لاجورد کی اور غرہ اللہ کے جگر سے
 کھینچ کر پہلے ہی زور میں دونوں کو سر سے بلند کر لیا اور فرمایا کہ یہ شرط کہ مکرادوں کہ دونوں کے غرہ
 پاش پاش ہو جائیں یہ فرما کر لاجورد سے فرمایا کہ خنانت پر دروگہ عالمین کیا کتا ہو او سے
 کہا کہ او حمزہ میں تو کبھی اپنا دین آبادی نہ ترک کرونگا تو بیکار کو مجھ سے کتا ہو کہ دین اسلام
 قبول کرے سنا تھا کہ صاحبقران نے اسفندیار سے کہا کہ تو کیا کتا ہو او سے کہا کہ او حمزہ
 تو واقعی جو غرہ ہو اور صاحب اقبال میں تیرے کہنے کو قبول ہوں مگر ایک شرط کے ساتھ کہ اس وقت
 تو مجھ کو قتل کر میں ایک شکل رکھتا ہوں اگر تو میری اس شکل کو حل کر دینگا تو میں ضرور دین اسلام
 قبول کرونگا صاحبقران نے فرمایا کہ تم نے ایک حجت مقبول پیدا کی ہے خیر میں اس جنگ و بیکار
 سے مہلت پالوں تو تمہاری بات سنونگا اور کوشش کرونگا یہ فرما کر اسفندیار کو توحوالہ فرج
 عمر کے کیا خواجہ عمر و نے اوسکو اسی وقت نذر نبیل کر لیا اور صاحبقران نے لاجورد کو
 اونٹا کر گرو سرگردش دیکر اب جو زمین پر مارا لاجورد نقش زمین ہو گیا استخوان تک چورا
 چورا ہو گئیں لاجورد کا نشان تک نہ باقی رہا یہ رنگ جو انکے اہل شکر نے دیکھا اور ضرور
 نے کہ چارے آقا کو حمزہ نے پکڑ لیا اور لاجورد کے اہل شکر نے خیال کیا کہ چارے بادشاہ کو حمزہ
 نے ہلاک کیا جبکہ چارے افسر مارے گئے اب ہماری زندگی بیکار ہو مر جانا بہتر ہو پس سب ایک مرتبہ
 تلوارین علم کر کے صاحبقران حملہ آور ہوئے جو اہل اسلام اس مقام پر موجود تھے وہ لڑنے لگے
 تلوار چلنے لگی باہم سازد مومن لپٹ گئے جنگ مغلوب ہونے لگی لشکر دن میں غل چ گیا کہ حمزہ
 نے اسفندیار کو اسیر کر لیا اور لاجورد کو قتل کیا پس حمزہ نے لاجورد کو ہلاک کیا یہ خبر پھر چارو
 کو بھی ہوئی کہ جو بادشاہ تمہاری کما کو آئے تھے او نہیں سے دو مارے گئے اور ایک اسیر ہو گیا

اب صرف الہیز سچکلاہ مائی ہو او سکا کشتک لڑتا ہوا اور ان تینوں بادشاہوں کے لشکر لڑ رہے ہیں یہ خبر کے غیر جادو کے حواس جاتے رہے چونکہ اسکی قتل آگئی تھی اسنے دل میں خیال کیا کہ تو چل کر حمزہ کو قتل کر اپنے پہ سالار دہاں لشکر کے کمانڈر لشکر اسلام و ساحران اسلام سے مقابلہ کر دین جا کر حمزہ و سپر حمزہ کو قتل کرتا ہوں یہ دونوں بدوین میرے جاتے قتل نہ ہوئے یہ کھرا اثر دوسر کو اور اگر طرف صاحبقران کے چلاتو ارچل رہی تھی آتش جنگ و پیکار گرم تھی سر و سر سے کٹ کٹ کر گر رہے ہیں تن خاک پر لوٹ رہے ہیں یہ عالم ہو کہ کسی کو کسی کی خبر نہیں ہو ایک طرف صاحبقران شمشیر زلی کر رہے ہیں اور ایک سمت علمشاہ ان دونوں بزرگواروں کا یہ عالم ہو کہ جب ہاتھ لگایا برابر چار چار کے سراؤ گئے شمشیرین شل برق کے کوئڈ کر رہی ہیں شعور ہر جا کہ شمشیر اور کار کردہ یکے را دو کرد و دورا چار کردہ و دیگر یکے زخم زہر تن پہلو ان ہا کزان زخم لہر زید پیر و جوان صاحبقران و علمشاہ اہل اسلام و سرداران اسلام و اہل شکر علمشاہ و سرداران علمشاہ و سلطان علمشاہ نے تھلکہ ڈال دیا ہوا راوی بیان کرتا ہو کہ الہیز سچکلاہ و او سکا پہ سالار لڑتا ہوا چلا آنا تھا بتلا ش علمشاہ کے اسکو معلوم ہوا کہ علمشاہ نے لاہور شہر باز حاکم صحرا سے لاہور یہ کو قتل کیا اور حمزہ نے لاہور و ریاشگاف کو قتل کیا اور اسفند یار صحراشین کو اسیر کر لیا ان تینوں کے لشکر بڑے سحر کے سے لڑ رہے ہیں اپنے بادشاہوں کے غم میں الہیز نے اپنے پہ سالار سے کہا کہ تم نے سنا کہ یہ تینوں بادشاہ ہلاک و اسیر ہوئے اب کیا کرنا چاہیے اسنے جواب دیا کہ آپ پریشان نہ ہوں میں چکر ابھی تو قتل کرتا ہوں راوی کہتا ہو کہ الہیز سچکلاہ یہ کہہ رہا تھا کہ وہ ساحر اگر ہو چکے کہ جنکو میسر جادو نے سمجھا کر بھیجا تھا وہ ہوا یہ سے الہیز کے پاس آئے اور کہا کہ آپ چکر سپر حمزہ سے مقابلہ کیجیے ہم پالائے ہوئے اپنے اسپر سحر کرنے کے بعد اس کے لشکر پہلے کی کمک کے لئے میسر جادو نے بھیجا ہو یہ جوادن ساحرون نے کہا ان دونوں کے دل قوی ہوئے اتویہ شل سیل فنا کے لڑتے ہوئے چلا و دھر وہ ساحر سحر سے اوڑکراہیں مقام پر پہنچے کہ جہان پر علمشاہ و صاحبقران لڑ رہے تھے اب دونوں باپ بیٹے لڑتے ہی جاتے ہیں صاحبقران و علمشاہ کو سحر اوٹھا کر

دیکھ لیتے ہیں اور علم شاہ صاحبقران کو کیونکہ سانس نہ رہا وہ جو مجمع اس مقام پر تھا انکی
 شمشیر زنی سے کم ہوا اور ان ساحروں نے بالائے ہوا اگر سحر کیا کہ ایک دیوار آہنی درمیان صاحبقران
 و علم شاہ کے قائم ہو گئی اور اسکا پرہ ہو گیا یہ ان ساحروں نے درپردہ دشمنی کی کہ باپ
 بیٹے کو نہ دیکھ سکے بیٹا باپ کو اور ایک دوسرے کی کمک نہ کر سکے علم شاہ اپنی طرف جنگ
 میں مصروف تھے اور صاحبقران اپنی طرف اور صاحبقران نے ایک پہلوان کو قتل جو کیا
 تو نوحہ اللہ اکبر بلند کیا علم شاہ کے کان میں جو صدا پہونچی پلٹ کر دیکھا کہ صاحبقران نے
 کس پہلوان کو قتل کیا جو تکبیری اب جو دیکھا تو اپنے سامنے ایک دیوار آہنی کو حاصل پایا
 جو کہ مانع ہوئی صاحبقران کے دیکھنے سے علم شاہ حیران ہوئے کہ یہ کیا واقعہ ہے ابھی تک تو یہ
 حجاب اپنے درمیان میں نہ تھا میں صاحبقران کو دیکھ لیتا تھا یہ چشم زدن میں کہاں سے مایل
 ہو گیا معلوم ہوتا ہے کسی ساحر نے سحر کیا یہ اس کے سحر کی دیوار ہے جو مرضی خدا اگر وہ حافظ ہو تو
 سحر میرا کیا بنا لیگا یہ دل سے کھراڑنے لگے انھوں نے بھی ایک پہلوان کو جو قتل کیا نوحہ اللہ
 اکبر بلند کیا صاحبقران نے جو نوحہ کی صدا سنی یہ خیال کر کے کہ میرے فرزند نے کسی پہلوان
 کو قتل کیا جو تیسر زبان پر جاری کی علم شاہ کی طرف جو دیکھا تو دیوار فولادی کو حاصل پایا
 دیکھا کہ جو شکر اس مقام پر لڑ رہے تھے نصف اس پار دیوار کے مقابلہ کر رہے ہیں اور
 نصف اس پار میں گو معلوم نہ ہوتے تھے مگر عقل سے خیال کر لیا اور درمیان میں دیوار آہنی
 ہے یہ واقعہ دیکھ کر صاحبقران حیران ہوئے کہ ابھی تک تو دیوار نہ تھی یہ کہاں سے آگئی خواجہ
 سے کہا کہ تم نے کچھ واقعہ دیکھا کہ یہ کیا واقعہ ہے ابھی تک تو دیوار درمیان میرے اور علم شاہ
 کے نہ حاصل تھی یا واقعہ پیدا ہو گئی کہ میں اپنے فرزند کو بین دیکھ سکتا ہوں خواجہ نے عرض
 کیا کہ یا صاحبقران یہ مقام حیرت و عجب نہیں ہونے چاہے تئویش و اندیشہ ہے یہ کا وزن
 کی کارروائی ہے کہ تمکو اور علم شاہ کو الگ کر دیا اس خیال سے تم اور وہ جو ایک مقام پر
 کھڑے ہوئے شمشیر زنی کر رہے ہو لو شکر کا ستر او ہو رہا ہے اور شکر میں تلہ طم مچا ہوا ہے تو ملکہ
 پڑا ہوا ہے پس اس خیال سے جدا کیا کہ شاید یہ غدر کم ہو دوسرے اس خیال سے کہ تم علم شاہ
 کی کمک نہ کر سکو اگر او سپر کوئی وقت سخت پڑے نہ وہ تمھاری کمک کر سکے جب تم کسی بلین

مبتلا ہو گئی مقام فکر نہیں ہے یہ دیوار سحر ہے اس پر لوح کا عکس ڈالو یہ دیوار آہنی ہر طرف
ہو جائیگی یہ جو خواجہ نے کہا صاحبقران نے لگے سے لوح اوقاری کہ دیوار پر عکس ڈالو
ادھر علمشاہ لڑے تھے اور کفار کو قتل کر رہے تھے کہ سانسے سے البرز بجلا رہا وہ سکا سپالار
لڑتا ہوا نظر آیا جیسے علمشاہ کی نگاہ البرز اور اس کے سپہ سالار پر پڑی ملکار کر گیا کہ اونٹن کا
غدر کیا پیادوں و سواروں کو قتل کر رہے ہو مجھ سے اگر مقابلہ کرو معلوم ہوا کہ تم بڑے سکار
ہو میں نے تو قسم کھائی ہے کہ بدو نہ تمکو اسیر یا قتل کیے آرام نہ لوں گا میرے اوپر کھانا پینا حرام
ہو تم میرے لشکر پر شیخون مار کر بھاگے تھے اس خیال سے کہ میں تمکو نہ پاؤں گا مگر میں کب تمکو
چھوڑتا ہوں تم کہاں پوشیدہ تھے جواب تک نظر نہیں آئے میں تو تمکو تلاش کر رہا تھا میرے
خدا نے تمہاری صورت دکھائی اب تم کہاں جاتے ہو میرے ہاتھ سے البرز اور سپہ سالار نے
جو علمشاہ کی صدا سننی پلٹ کر دیکھا کیونکہ یہ دونوں علمشاہ کی تلاش میں چلے تھے اپنے
مقام سے اب جو علمشاہ کو دیکھا کہ علمشاہ ہمارے اہل لشکر اور دیگر بادشاہوں کے اہل لشکر
کو قتل کر رہے ہیں تو نزدیکی کا دل پر حیرت کیا خوب ہم خود بڑے عرصہ سے تجھ کو تلاش کر رہے
ہیں کہ تول جائے تو تجھ کو قتل کریں تو خود ہمارے خوف سے ادھر ادھر منہ چھپائے پھرتا کر
اور لڑ رہا ہے اب جو تو نے دیکھا کہ یہ دونوں سر پر اکرموجود ہوئے اب اگر بھاگوں گا تو
یہ بھاگنے نہ نیگے اس سب سے تو نے ہکو لپکرا اور ہم پر یہ الزام رکھا کہ میں تم دونوں کو تلاش
کر رہا ہوں خیر تیرا ہی قول سچ ہے اب ہم آتے ہیں بھاگنا نہیں علمشاہ نے جواب میں
فرمایا کہ جیسے تم بھگو ہو ویسے سبکو جانتے ہو ایسے تو بدوے ہو کہ شکر کو جو غافل پایا تو بخون
کرے جب اہل لشکر ہوشیار ہوئے تو بھاگ کھڑے ہوئے تم بھاگنا میں تو بھاگا ہوں نہ
بھاگوں گا مگر تم نہ اپنی عادت سابق کو اختیار کرنا یہ کہہ کر جو سوار و پیدل درمیان میں حال
تھے ادھو قتل کیا اور مرکب کو بڑھا کر اونکی طرف چلے وہ دونوں کے دونوں ہی مرکبوں کو
چمکا کر قریب آگئے پس علمشاہ نے اس مقام پر شکر کے درمیان میں مرکب روک لیا
کہ یہ دونوں قریب پہنچے ادھر تو یہ دونوں قریب پہنچے ادھر ادھو ادھو ادھو ادھو ادھو
علمشاہ پر سحر کیا کیونکہ وہ اسی وقت کے منتظر تھے اب جو علمشاہ پراونخوں نے

سحر کیا شاہزادہ اونکے سر میں منبلا ہو کر مہیوت ہو گیا نہ پاؤں میں حرکت ہی نہ ہاتھ میں نہ زبان
 میں گویائی نہ آنکھوں میں بصارت مثل تصویر گلی کے ہو کر رہ گیا اور یہی حال مرکب کا ہوا جس طور
 سے شاہزادہ کا ہاتھ تلوار کے بلند تھا اسی طور سے قائم رہ گیا یہ جو واقعہ الہی نے دیکھا اپنے
 سپہ سالار سے کہا کہ تم نے دیکھا پس حمزہ کی کیا حالت ہوئی معلوم ہوتا ہے کہ اون سا حرون
 نے سحر کیا یہ اونکے سر سے اسکی حالت ہوئی ہر پس جلد چل کر مارویہ ککر الہی زحلا تلوار خون
 چکان علم کر کے دست راست کی طرف سے یہ بقصد قتل شاہزادہ چلا اور دست چپ
 کی طرف سے اسکا سپہ سالار مریم شیخ شکار چلا ابھی یہ دو نون قریب نہیں پہنچے تھے
 اس قدر کہ وار کریں اوو حرون سا حرون نے علم شاہ پر سحر کر کے اب جو سر حرون کے
 وانے اسم سحر پڑھ کر اور یہ ککر کہ یا سامری و جمشید جس جس مقام پر شکر علم شاہ کے
 سردار اور بادشاہ و اہل لشکر لڑ رہے ہوں وہ سب بے تحس و حرکت ہو جائیں کسی
 میں جس و حرکت لڑنے کی باقی نہ رہی یہ ککر اون حرون اون نے وہ وانے سر حرون کے اونھار
 زمین پر مارے وانوں کا زمین پر گرنا تھا کہ واقعی ایسا ہی ہوا کہ جس جس مقام پر شکر علم شاہ
 اور سرداران علم شاہ غلط کھلاہ وغیرہ لڑ رہے تھے یکا یک سب بے تحس و حرکت ہو کر
 رہ گئے دیکھو دیکھا وہ مثل تصویر گلی کے تھا اون سا حرون نے ان پر سحر کر کے قصد کیا تھا
 کہ شکر صا حنون پر بھی سحر کریں یہ رائی کے اوپر اسم سحر پڑھ رہے تھے کہ اوو صا حنون
 نے خواجہ کے کہنے سے لوح کا قفس اوس دیوار فولادی پر ڈالا جو کسر سے تیار کی تھی سا حرون نے
 جیسے ہی قفس لوح کا دیوار پر پڑا وہ دیوار دھوان ہو کر اور گئی اوس دیوار کا اثر بالکل باقی
 نہ رہا وہ دیوار جو بڑھتی ہوئی پہلے صا حنون کی نگاہ علم شاہ پر پڑی صا حنون نے
 دیکھا کہ مثل تصویر گلی کے علم شاہ مرکب پر سوار ہے اور گرد و کفاروں کا مجمع و ایک ہاتھ
 بلند ہوا وہی ہاتھ میں تیجہ کپتیاں فرنگی بکرا دس ہاتھ کو ذرا بھی حرکت نہیں ہے یہ معلوم ہوتا ہے
 کہ وہی کاپٹلا ہاتھ اوچھا گئے ہوئے کفر ہے یہی حال مرکب کا ہے ایک بادشاہ اور ایک
 سردار تلوار میں علم کچے ہوئے بقصد ہلاکت علم شاہ کی طرف بجات چلے آتے ہیں یہ
 واقعہ جان گزرا اور ساتھ حیرت افزا جو صا حنون نے ملاحظہ فرمایا خواجہ عمر سے فرمایا کہ تم نے

دیکھا علمشاہ کی کیا حالت ہو یہ اسکو کیا ہوا ہو تصور پر گئی بنا ہوا ہو بالکل بے حس و حرکت
 دو حریف دونوں طرف سے چلے آئے ہیں قتل کرنے کو یہ ذرا بھی خیال نہیں کرتا ہوتا اون سے
 بچنے کی تدبیر کرتا ہو جس طور سے تلوار کا ہاتھ اوٹھ کر رہ گیا ہو اسی طور سے بلند ہو یہ کیا واقعہ ہوا
 خواجہ کچھ سمجھ میں نہیں آتا ہو دریافت تو کرو خواجہ عمرو نے اوسط رت دیکھ کر کہا کیا صاحب
 واقعہ کیا ہو علمشاہ پر سحر ہوا ہو وہ سحر میں مبتلا ہو اسی سبب سے اسکی یہ حالت ہو اگر تھوڑی
 دیر اور خبر نہ لیجاتی یہ دونوں حرامزادے جو بقصد قتل آئے ہیں اسکو قتل کر ڈالیں گے اور
 صاحبقران جلد خبر لو جا کر علمشاہ پر عکس لوح دالو تاکہ وہ اپنے آپ میں آئے اور اپنے
 دشمنوں سے مقابلہ کرے یہ کھڑا ہو چو پٹے اور نقون نے دیکھا کہ بہت سے اہل لشکر جو اس
 مقام پر لشکر کفار سے لڑ رہے تھے اونکی بھی یہی حالت ہو کفار اذکو قتل کر رہے ہیں وہ جواب
 تک اسکی خبر کا نہیں دیتے ہیں اور حوادن ساحر دن نے رائی پر اسم پر حکم اب جو وہ
 رائی یہ کھڑ زمین پر ماری کہ یا ساعری و حشید جعفر لشکر طلسم کٹا کے غیر ساحر افسر و اہل لشکر
 ہیں سب بے حس و حرکت ہو کر رہ جائیں اور زمین ادن کے پانوں کی پکڑ لے اور ذرا بھی حرکت
 باقی نہ رہے کہ حریف سے مقابلہ کر سکیں یہ جو ادن حرامزادوں نے سا اور رائی زمین پر ماری ہو
 ہوا کہ لشکر اسلام کے بھی پاؤں زمین نے پکڑ لیے اور سب بے حس و حرکت ہو کر رہ گئے یہ
 جو خواجہ نے واقعہ دیکھا کہ ابھی تو سب لڑ رہے تھے یا خود بخود بے حس و حرکت ہو کر رہ گئے
 ہیں حریف وار کرتا ہو یہ خاموش کھڑے ہوئے اسکے وار کو اپنے اوپر آنے دیتے ہیں نہ وار کا
 جواب دیتے ہیں نہ خالی دیتے ہیں نہ حرکت کسی قسم کی کرتے ہیں بے گناہ بے بسی سے ہلاک
 ہو رہے ہیں خواجہ نے یہ واقعہ دیکھ کر صاحبقران سے عرض کیا کہ یا صاحبقران علمشاہ کی
 کیا حالت کو ملاحظہ فرما رہے ہو کل لشکر کا یہی حال ہو کیا تمہارا لشکر کیا علمشاہ کا سب پر سحر ہوا ہو
 سب بے بسی سے ہلاک ہو رہے ہیں اور مر رہے ہیں ان سبکی خبر لینا پر ضرور ہو جلد فکر فرمائیے
 صاحبقران نے فرمایا کہ میں کیا فکر کروں تم ہی کچھ تدبیر بتاؤ خواجہ نے صاحبقران سے عرض
 کیا کہ یہ تدبیر ہو کہ پہلے علمشاہ کو رہا کر دو سحر سے اور بچاؤ وہ اپنے حریفوں سے مقابلہ کرے تم ان
 سبکی فکر تدبیر کرو صاحبقران نے فرمایا کہ کیونکر علمشاہ کو رہا کروں کیونکہ مجھ کو اسم اعظم بھی تو

باد نہیں ہو جو اس عظم پر ہکر دم کروں تاکہ وہ رہا ہوں خواجہ نے عرض کیا کہ یا صاحبقران
 یہ تدبیر جو کہ لوح کا عکس علم شاہ پر ڈالے جب عکس لوح علم شاہ پر پڑے گا وہ رہا ہوگا
 اور نیکے ہاتھ پاؤں قابو میں آجائیکے یہی تدبیر اہل لشکر کے ساتھ فرمائیے گا صاحبقران نے
 فرمایا کہ جب تک یہاں کے لوگوں کو رہا کر دوں گا دوسرے مقام کے لوگ ہلاک ہونگے خواجہ عمر
 نے عرض کیا کہ آپ علم شاہ کو تو رہا کیجیے ان سبکی بھی تدبیر ہو جائیگی یہ جو خواجہ نے کہا
 پس صاحبقران نے ایک مرتبہ اشرف کو مہینہ کیا اور لوح کو گنگے سے اتر کر ہاتھ میں لیکر
 چلے راوی بیان کرتا ہے کہ جب کفار دن نے اہل اسلام کا یہ حال دیکھا تھا کہ سب بحس و
 حرکت جڑے ہوئے ہیں سب اہل کفر و نفاق اور بیچاروں پر حملہ درہو کے اور نکولے قابو
 پا کر وہ شل ہوئی کہ دھولی سے بس نہ چلے گدھے کے کان مروڑیں صما صاحبقران پر تو قابو نہ
 چلا اور بیچاروں پر حملہ کیا جو کہ اپنے آپ میں دہشتے سب صما صاحبقران کے گرد سے
 ہٹ گئے یہی سب تھا کہ جو صما صاحبقران اور خواجہ میں یہ کلام ہوئے وہ سارے ہلاکے ہوا
 سحر کر کے میں ایسے مصروف ہوں اذ کو ظہری نہ ہوئی کہ کب دیوار ہو جو کہ تمہنے سحر سے درمیان حمزہ
 اور سپر حمزہ کے قائم کی تھی برطرف ہوئی اور حمزہ نے اپنے لشکر کی حالت دیکھ لی یہ تو خوش تھے
 کہ ہمیں سپر حمزہ اور اسکے لشکر اور شکر حمزہ کا خاتمہ کیا اب حمزہ اکیلا ہو جائیگا سب ملکر
 اس کو اسیر یا قتل کر لیں گے جو لشکر حمزہ کے ساتھ ساحر دن کا ہر وہ لشکر پیشہ جاوے
 مقابلہ کر رہا ہو اور سب کو پیشہ جاوے و بار لیکتا اب یہ لوگ جاتے کہاں ہیں وہ تو یہ خوش
 ہو رہے تھے کہ اب ان سب کا کام تمام ہوا اور صما صاحبقران جو چھٹ کر مرگب کو اڑا کر چلے
 دیان البر و گجکلاہ و ادو کا سیہ سالار قریب علم شاہ پہنچ چکے تھے اور قصد کیا تھا کہ
 وار کریں کہ صما صاحبقران نے ڈانٹا کہ ادنا بخاران نابکار و مسکارتان غدار دست خود را نکند ایہ
 خبردار ہاتھ نہ لگانا میں آپ کو نچا ہوں دیکھ خبردار وار نہ کرنا یہ فرماتے ہوئے شل شدہ باز
 کے قریب پہنچ گئے اور جاتے کے ساتھ ہی لوح کا عکس علم شاہ پر ڈالا عکس کا
 پڑنا تھا کہ وہ سب حالت بطرف ہوئی آنکھوں میں بصارت ہاتھ پاؤں میں طاقت زبان میں
 ملاقا کا فون میں سماعت پھر عود کر آئی وہ اگلی حالت علم شاہ کی اور مرگب کی طرف

ہوئی علمشاہ نے جو نگاہ ڈال کر دیکھا تو صاحبقران کو اپنے قریب پایا اور الہیہ گجکلاہ واد کے سپہ سالار کو بھی راوی بیان کرتا ہوا کہ صاحبقران کا رعب ان دونوں پر اس قدر چھایا تھا کہ اونہیں دم نہ باقی تھا وہ خود عیس و حرکت ہو کر رہ گئے تھے ذرا بھی اونہیں حرکت نہ تھی یہ حالت ہوئی کہ جہان تک علمشاہ کے قتل کے قصد سے پہنچے تھے اور صاحبقران نے ڈانٹا تھا اسی مقام پر رہ گئے آگے مرکبوں کو نہ سمجھ کر سکے نہ یہ ہو سکا کہ صاحبقران پر حملہ کرنے یا اونکو کچھ جواب دیتے یا اونکو اس امر سے باز رکھتے یا ایک اونسے مقابلہ کرتا ایک جرات کر کے علمشاہ کو قتل کرتا کچھ بھی تو نہ ہو سکا خاموش کھڑے دیکھا کیے جب علمشاہ کے ہوش و حواس درست ہوئے اور باخبر ہوا ان میں طاقت آئی اور علمشاہ نے صاحبقران کو اپنے قریب پایا سر جھکا کر عرض کیا کہ یا صاحبقران آپ نے کیوں خطیف فرمائی میں انکو قتل کرتا صاحبقران نے علمشاہ کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ یا فرزندار جہنم تیر کسی ساحر نے سحر کیا تھا کہ تم بالکل عیس و حرکت تھے اور یہ تمہارے قتل کو چلے گئے ایک دواور درمیان میرے اور تمہارے مائل تھی اور یہی حال میرے لشکر کا ہوا کہ سب عیس و حرکت ہیں اور یہی کیفیت تمہارے اہل لشکر کی ہے کہ سب تصویر گلی بنے ہوئے ہیں اور کفار اونکو قتل کر رہے ہیں اور فرزندین نے جو دیوار مائل دیکھی حیران ہوا کہ یہ دیوار کیسی ہے خواجہ میرے برابر تھے اونسے چوہین نے کہا اور خون نے جواب دیا کہ یہ دیوار مائل کی ہوا اسکو عکس لوح ڈال کر شاہیے میں نے ایسا ہی کیا تمہاری یہ حالت دیکھی اور اہل لشکر کی یہ کیفیت تمہاری یہ حالت دیکھ کر محکوم تاب نہ رہی میں نے اشد شکر کو ہمیز کر کے تمہارے اوپر عیس و لوح ڈالا کہ تمہارے حواس درست ہوئے اور وہ سب کیفیت برطرف ہوئی ورنہ یہ دونوں نابکار جو کہ وہ مٹانے خاموش کھڑے ہوئے ہیں تمکو قتل کر چکے ہوئے کیونکہ قریب پہنچ چکے تھے کہ میں نے ڈانٹا اور نعرہ کیا میرے نعرہ کی صدا سنی خاموش ہو گئے آگے نہ بڑھ سکے اور جو کفار تمہارے گرو تھے میں نے اونکو مار کر بے گناہ یا وہ سب بھاگ گئے راوی بیان کرتا ہوا کہ بہت سے کفار گرو علمشاہ تلواریں خون چکان اس قصد سے پلے ہوئے کھڑے تھے کہ الہیہ گجکلاہ و صرخ شیر شکار اگر علمشاہ پر حملہ کریں اور دار کریں امداد سے تلوار دن کے مکڑے مکڑے کر دیں مگر صاحبقران جو چلے تھے جھپٹ کر صاحبقران نے آتے ہی اس مقام پر اب جو حملہ کیا تھا ایک ہی جلد میں سب بھاگ کھڑے ہوئے تھے نعرہ صاحبقران سے انداموں میں

رعشہ پڑ گیا تھا اور سپر ہو کہ حملہ بھی کیا اب کب تاب لاتے سب بھاگ کھڑے ہوئے تھے
میدان صاف ہو گیا تھا اور سب سے جا کر دم لیا تھا اور نہ علمشاہ تلواروں کی چھان میں
تھے بچیا علمشاہ کا غیر ممکن تھا مگر جب تک خدا کی طرف سے نہیں آتی ہو اور سوقت تک کوئی کچھ
نہیں بنا سکتا ہر بقول شاعر شعر اگر تیغ عالم بہ جہد ز جاے نہ بدور گت تا نخواہد خداے و دیگر
جا کورا کھے سائیان بار نہ ساسے کوے نہ پال نہ بیکار کے جو دو جگ میری ہوے نہ چو نہ علمشاہ
کی زندگی باقی تھی اور نکا ایک پال بھی کفارہ کم کر کے گواؤں تھوں نے تدبیر تو ایسی ہی کی تھی خداوند
کریم نے ایسی صورت نکالی کہ کوئی کچھ نہ بنا سکا سب حیران ہو کر رہ گئے علمشاہ نے رہائی پائی آدم
بدست طلب جب علمشاہ سحر سے رہا ہوئے پس صاحبقران نے لوح الماس لگا کر جو کبھی
بلند آواز نے لاکر دی تھی نہیں کے لوگوں کو قتل کر کے اور تین لاکر دیا تھا کہ جس سے ششکال
قتل ہو گا وہ لوح علمشاہ کے گلے میں ڈال دی تا کہ علمشاہ پر سحر اثر نہ کرے کیونکہ اس لوح کا
بھی یہ خاصہ تھا کہ اوپر بھی سحر اثر نہ کرتا تھا یا جبکہ پاس وہ لوح ہوگی اور سپر بھی سحر اثر نہ کرے گا
صاحبقران نے لوح علمشاہ کے گلے میں ڈال کر یہ فرمایا کہ ای فرزند تم اپنے دشمنوں سے مقابلہ کرو
میں اہل لشکر کے رہائی کی فکر کرتا ہوں علمشاہ نے عرض کیا کہ بہت خوب خدا چاہتا ہو تو آپ
اقبال و فضائل خدا سے ان دونوں کو بھی ابھی قتل کرتا ہوں یہ جاننے کہان میں تو انکی
ناما ش میں بہت دور سے چلا آتا ہوں میرے اوپر تو آج کے دن سے کھانا پینا حرام ہو کیونکہ
میں نے قسم کھائی ہے کہ بدون انکو قتل یا اسیر کیے آرام نہ لوں گا آپ تشریف لے جائیں اور
اہل لشکر کے رہائی کی تدبیر فرمائیے راوی بیان کرتا ہے کہ اوھر تو صاحبقران یہ شے علمشاہ
سے اشقر کو چھڑ کر چلے اور اہل لشکر بچا رہے آفت کے مارے بے گناہ قتل ہو رہے تھے
خواجه فکر کر رہے تھے کہ کوئی تدبیر کریں تاکہ ان لوگوں کی جان بچے بار بار خواجہ آسمان کی
طرف دیکھتے تھے اور رہ جاتے تھے گو صاحبقران کے ہمراہ تھے صرف اس خیال سے
کہ جو کوئی ساحر سحر کرے گا بسبب برکت لوح کے نہ بھو پر سحر اثر کرے گا نہ حمزہ پر اس خیال سے
خواجہ ایک منٹ کو صاحبقران کی رہاب کو نہیں چھوڑنے تھے راوی بیان کرتا ہے کہ
جب صاحبقران نے دیوار سحر کو منہدم کر کے اور علمشاہ کی حالت کو دیکھ کر ہلکا ہوا

وادو کے سپہ سالار کو ڈانٹا اور نعرہ کر کے اون کا فزون پر حملہ کیا تھا جو کہ علمشاہ کو گھیرے ہوئے
 کھڑے تھے صاحبقران کے نعرہ کی صدا اون ساحروں نے بھی سنی تھی گو مصروفِ سحر تھے مگر
 نعرہ صاحبقران کی صدا سنتے ہی سحر کرنا موقوف کیا اور طرفِ زمین کے دیکھا تو اپنی بنائی
 ہوئی دیوار کو منہدم پایا اور صاحبقران کو علمشاہ کے قریب کھڑا ہوا دیکھا اور علمشاہ کو اپنے
 سحر سے رہا پایا صاحبقران سے کلام کرتے ہوئے دیکھا اور دیکھا کہ حمزہ یعنی طلسم کشا نے کچھ
 اپنے گلے سے اُتار کر علمشاہ کے گلے میں ڈال دیا اور تو صاحبقران علمشاہ کو لوحِ پناہ پر
 رہائی اہلِ لشکر پٹے تھے اور حراون ساحروں نے باہم صلح کی کہ طلسم کشا نے لوحِ طلسم کو جسکے
 سبب سے سحر اپنا اثر طلسم کشا پر نہ کرتا تھا بسببِ الفتِ فرزند کی اور محبتِ پدری کے اپنے فرزند
 کے گلے میں ڈال دی اب طلسم کشا پر سحر کرو سحر ضرور اثر کرے گا طلسم کشا ہی کو مار لو اور ایسا سحر کرو
 کہ جس سے طلسم کشا ہلاک ہو جائے زندہ نہ بچے جب طلسم کشا ہلاک ہو جائیگا تو پھر طلسم
 فتح نہ ہو گا یہی امر ہو گا کہ یہ جسکے سبب لاشِ طلسم کشا کی لیکر اپنے مقام کی طرف واپس چلے
 جائیگے طلسم فتح ہونے سے محفوظ رہیگا اہلِ طلسم کی قتل و برباد ہونے سے جان بچے گی ہمارا
 ستارہ سب ساکنانِ طلسم و بادشاہِ طلسم پر احسان ہو گا کیونکہ یہ طریقہ ہو کہ جو فاتحِ طلسم ہوتا ہے
 وہی طلسم فتح کرتا ہے دوسرا طلسم کو فتح نہیں کر سکتا ہو اگر لوحِ پر بھی قابض ہو جائے تو بھی کچھ
 نہیں بنا سکتا ہو لوحِ او کو خبر بھی نہیں دیگی او کے پاس بیکار ہوگی پس جب طلسم کشا ہلاک
 ہو جائیگا تو کون طلسم فتح کرے گا اول تو سب شریکانِ طلسم کشا و مطیعانِ طلسم کشا کے غم
 و الم میں مبتلا ہونگے روپیٹ رہے ہونگے ایسی حالت میں کون فکرِ فتح طلسم کرے گا ہم طلسم کشا
 کے ظلم و ستم سے محفوظ رہیں گے یہ جو ایک نے دوسرے سے کہا اور سنے جواب دیا کہ راہی تو خوب
 نکالی ہو تم بھی سحر کرو میں بھی سحر کرتا ہوں پس وہ یکے سب ایک راہے ہو کر ہوا پر قائم ہوئے
 اور جھولیوں سے اسبابِ سحر ہاتھوں میں لیا اور اس اسبابِ سحر پر اسمِ سحر پڑھ کر دم کیا
 ایک نے تلخ کو اپنے ران کے فون سے حیران ہو کر لال کیا اور صاحبقران پر مارا دوسرے
 نے تلخ سحر کو اپنی زبان کے فون سے گلنار کر کے اور اسمِ سحر دم کر کے مارا تیسرے نے
 گولہ فولادی کو سینہ و دھڑ سے رنگین کر کے پھینکا چوتھے نے ہارِ فلفل کے اور دانے مارے

اور روئی کے گالے اور رائی اور بار و غیرہ صاحبقران پر مارے ان چاروں نے جوشل چاغضر
 کے ایک ہو کر صاحبقران پر سحر کیا ایک کے سحر سے تو ایر قایم ہوا اوس سے مار و گزند و تیر و ن پر
 تیر رہنے لگے مگر سب قریب صاحبقران پہونچ کے نابود ہو جاتے تھے اور اون تینوں کے ترنج و
 نارنج و گولا جو قریب صاحبقران پہونچا ایک وندا نشا ہوا کہ زمین و آسمان ہلکے یہ معلوم ہوا
 کہ ایک مرتبہ کئی ہزار توپیں فیر ہوئیں اوندکا شوق ہونا تھا اور صدا کا پیدا ہونا تھا کہ دل اہل زمین
 کے مارے ہول کے شوق ہوئے سکویہ یقین ہوا کہ سرافیل نے صور قیامت پھونکا مردے زمین
 دہل دہل کر خواب مرگ سے چونک اٹھے چرند و پرند اپنے اپنے اشیاء نے چھوڑ کر بھاگے
 دریا کا پانی جوش مارنے لگا جو لوگ اُس مقام پر تھے وہ سب کانپ کر رہ گئے اوندکو یہ معلوم ہوا کہ
 آسمان پھٹ کر گر پڑا ہر ایک سیر و کئے لگا سر پر اوس بد حواسی میں ایسے حواس باخۃ ہوئے تھے
 کہ خیال نہ ہوا کہ بھلا سپر کیا رو کے گی اگر آسمان پھٹ کر گراے مقابلہ سے ہاتھ روک لیا راتے
 کس سے اہل اسلام تو بحیر حرکت تھے ہاں یہ ہوا کہ قتل کرنے سے باز رہے وہ پکارے ہلاک
 ہونے سے بچے اہل میدان کا تو یہ حال ہوا مگر صاحبقران کو کچھ بھی نہ معلوم ہوا نہ علم شاہ کو
 مگر خواجہ نے جیسے یہ صدا سنی سراوٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا خواجہ کی نگاہ پر گئی کہ چار سا حرب
 ہوا سحر کر رہے ہیں یہ اونٹین کے سحر کا اثر ہے کہ یہ صدا پیدا ہوئی ہے خواجہ دیکھ رہے تھے کہ
 خواجہ نے دیکھا کہ ایک طرف سے تو مار و گزند و سنگ و تیر و تیر برس رہے ہیں مگر صاحبقران
 کے قریب نہیں آتے ہیں اور ایک طرف سے شعلہ آگ کے بلند ہو ہو کر گر رہے ہیں جو قریب صاحبقران
 آتا ہے فرو ہو جاتا ہے ایک سمت سے ایک گھنڈا آتشیں جوش مارتا ہوا چلا آتا ہے طرف صاحبقران
 کے ایک سمت سے ایک رنگی اثر در پر سوار تیغہ بارہ دار ہاتھ میں اثر در شعلہ چھوڑتا ہوا چلا آتا ہے
 خواجہ کو اطمینان تھا کہ جو سحر قریب صاحبقران کے آئیگا وہ دفع ہو جائیگا اس سبب سے
 خواجہ نے صاحبقران کو آگاہ بھی نہ کیا خواجہ نے دیکھا وہ چاروں سا حرب کچھ پرہہ پڑھ کر پھینک رہے ہیں
 اور سحر کو زور دے رہے ہیں راوی بیان کرتا ہے کہ ہون اشیاء سحر نے صاحبقران کو کچھ بھی ضرر نہ پہونچایا
 ایک نار بھی جاہر حسم کاڑھیلایا ہوا وہ سب سحر قریب صاحبقران آکر فرو ہو گئے یعنی دریا سحر جو ان
 ہو کر غائب ہو گیا گھنڈا سحر خود بخود منہدم ہو گیا و شعلہ بر طرف ہو گئے اوس اثر در سوار کے جسم میں لگ

لگ گئی وہ جگر قاک ہو گیا وہ چاروں حرامزادے مثل چار عنصر کے باہم ملے ہوئے سحر کر رہے تھے
 اور ایسے مہوش تھے کہ انکو خبر بھی نہ ہوئی کہ ہمارے سحر کیوں برطرف ہو گئے اور کسی سحر نے حمزہ پر اثر نہ کیا
 بلکہ یہ خوش تھے کہ طلسم کشا کا کام تمام ہو گیا ہو گا اور خوش ہو ہو کر سحر کو زور دے رہے تھے خواجہ تو ان
 چاروں کو دیکھ چکے تھے اور تاک لیا تھا جب وہ سب سحر قریب صا جقران پہنچے تو فرود ہو گئے
 اور وقت خواجہ نے صا جقران سے عرض کیا کیا حمزہ صا جقران ذرا بالاسے سر تو طافط فرمائیے کہ
 کہہ کیا تمنا ہے صا جقران نے جو سراوٹھا کر دیکھا تو چاروں کو مثل آپ دانش و باد و ہوا کے ملا
 ہوا اور سحر کرتے ہوئے دیکھا صا جقران نے انکو طافط فرما کر خواجہ سے کہا کہ چار سحر سحر کر رہے ہیں خواجہ
 نے جواب دیا کہ چاروں نے آپ پر سحر کیا تھا وہ سحر برطرف ہو گیا میرے قیاس میں تو یہ امر ہو کہ یہ اہل لشکر نہیں
 کے سحر میں مبتلا ہیں پس وہ کو تو میں پتھر سے ہلاک کرتا ہوں اور وہ کو آپ حیر سے شکار فرمائیں تاکہ یہ آپ سے
 کردار کی سزا پائیں اور اہل لشکر انکے ظلم و بدعت سے نجات پا کر اپنے حریفوں کو قتل کریں یہ جو خواجہ نے
 کہا صا جقران نے جواب دیا کہ اچھا بس صا جقران نے دوش پر سے کمان ترکش سے تیر بازو ہشتی
 رنگ خدنگ سفتہ سو فار عقاب پر الماس پیکان لیا اور پھر کمان میں جو را اور شستہ دست کر کے
 اب جو کھینچا سیر کر کے زانغ کمان نے چلا کر کہا کہ بچو کوئی گوشہ امان کا تلاش کرو ورنہ نشانہ
 اجل ہو گئے صا جقران نے کمان کو درست کر کے اور نشانہ کو تاک کے اسطور سے کہ ایک تیر میں دون
 کا کام تمام ہوا آواز دی کہ انا بکباران غدار و اوسا حران سکار میں تمہارے حال سے آگاہ ہو گیا خبردار ہو جاؤ
 تمہاری اجل تمہارے سر کے برابر پہنچ گئی ہو لپکارو سامری و حبشید کو کہ وہ اگر تمہاری کمک کریں
 اور خواجہ نے بھی سوا پانچ سیر کا پتھر گویں عیاری میں رکھا تھا اور تاک لیا تھا اسطور سے کہ ایک ہی پتھر
 میں کام ادن و دون کا تمام ہو جائے اور آمادہ تھے کہ صا جقران تیر کو رہا کریں اور لکا تیر چلے میرا پتھر
 پس صا جقران نے جو لپکار کر کہا اون ساحر و نیکے کان میں صدا پہنچی اونھوں نے جو گھبرا کر اس صدا کو
 شکے دیکھا تو طلسم کشا کو صحت و کمان کے بیس پایا اور اپنے کو نشانہ اپنے طائر جو اس خمسہ نفس دماغ سے
 پرواز کر گئے فکر کرنے لگے کہ اب کیونکر اپنے کو بچائیں اور کیونکر اس بلا سے نجات پائیں ہماری عقل نے
 خطا کی کہ جو طلسم کشا پر سحر کیا معلوم ہوتا ہے کہ طلسم کشا پر ہمارے سحر نے اثر نہیں کیا بلکہ وہ سحر برطرف
 ہو گیا اب کیا کریں ملک الموت سر پر موجود ہے تو فکر کر رہے ہیں کہ اودھو صا جقران نے صدا

خبردار دیکر اب جو تیر کو خشکی سے رہا کیا عقاب تیرا اپنے صید پر کھول کر چلا اور تو صاحب خزان نے
تیر کو رہا کیا اور وہ خواجہ نے گوین کو چرخ دیکر پتھر جوتا پتھر سن سن کرتا ہوا چلا اور صاحب خزان نے
یہ قصد کیا تھا کہ سحر کر کے اپنے کو روئین تن کر لین مگر زبان ہلا نے اور سحر کرنے کی مہلت تک نہ ملی
کہ تیر اور پتھر پیام اجل لیکر اون کے سرو پیر پہنچ گئے چونکہ انکی مدت آ پہنچی تھی اور چار دن کے ایک
مرتبہ تیر اس طریقہ سے پڑا کہ ایک کی پشت دوسرے کو ٹوڑ کے دوسرے کے سینہ پر پڑا کہ تا سو فارغ ہو گیا
اور وہ دونوں ہلاک ہوئے جبلا یہ تیر خطا کر سکنا تھا صاحب خزان نے لگایا تھا اگر چار ہوئے
یا چار سو ہوتے تو بھی نہ بچتے یہ تو دو تھے اور وہ خواجہ کے پتھر نے بھی یہی کام لیا کہ ایک کے سر پر پڑا
کہ او سکا سر شق ہو گیا مغز سر نکل آیا دوسرے کے سینہ پر پڑا کہ وہ سانس بھی نہ لے سکا ان چاروں
ساحر دن کو ان خادم و مخدوم نے یوں ہلاک کیا انکا ہلاک ہونا تھا کہ آثار قیامت برپا ہوئے
آندھی سیاح چلنے لگی آگ برسنے لگی برت باری سنگ باری ہونے لگی سیرغل مچانے لگے زمین ہلنے
لگی شعلہ بلند ہونے لگے خاک برسنے لگی اور اوہ نے لگی تمام زمانہ تیرہ دہار ہو گیا ایک نلاطم عظیم برپا
ہوا صدائیں آنے لگیں کہ گشتی نام من فلان ساحر بود فلان و فلان ساحران آوازوں کے آنے
کے بعد وہ تاریکی برطرف ہو گئی سب آفتین دفع ہوئیں مطلع صاف ہوا اور تو یہ چاروں ساحر
اور وہ سب اہل سلام و لشکر علم شاہ نے ان کے سحر سے رہائی پائی سب اپنی حالت اصلی پر آئے اب لشکر
علم شاہ و اہل سلام نے دیکھا کہ ہم چاروں طرف سے نزع کفار میں گھرے ہوئے ہیں اور کفار کھیرے
ہوئے ہیں بس ایک مرتبہ سب نے سنبھل کر جو حملہ کیا وار چلنے لگے خون کے دریا بہنے لگے یہاں تو
پھر لشکر اسلام سے اور کفار سے اسی طور سے مقابلہ ہونے لگا دریاے خون ہر طرف جاری ہوا سر
مشل جابون کے نظر آنے لگے بار و مثل باہیان خبر دے کے اوس دریاے خون میں شناوری کرتے
مہلے دکھائی دیتے تھے پیرن نسل سنگ پشت کے تلواریں مثل ناگتوں کے معلوم ہوتی تھیں خون
روان تھا اور سبزہ پر جاری تھا کشتی حیات گرداب بلامین پھنسی تھی زورق زندگی دریا میں غرق
ہو رہی تھی خشکی میں ہر طرف طوفان مرگ خیز برپا تھا سپردن کی سیاہ گھصا چھائی ہوئی تھی
برق شمیر کوئدہ کوئدہ کر رہی تھی خرمین حیات کو تباہ کر رہی تھی مینہ سردن کا دھون کا برس
رہا تھا تن بہادرون کے خاک پر ترپ رہے تھے مثل مرغ لبسل کے جکار سے تلوار دن کی کچھ

سنائی بشین رہتا تھا یہ عالم تھا کہ قیامت کا نمونہ تھا ہر سمت وار و گیر کی صدا بلند تھی خوب زور شور سے تلوار چلی رہی تھی ندی خون کی بہا رہی تھی زمین و آسمان سے صدائے ہزن و بکسش آرہی تھی اہل اسلام غٹ پٹ تھے پہلے تو خوب گھمسان سے تلوار چلی بعد اسکے باہم خنجر بازی ہو رہی تھی اور صہابہ جقران نے اون ساحرون کو قتل کر کے جب اونکے مرنے کی علامت برطرف ہوئی تو صہابہ جقران نے تلوار صاعقہ بار کھینچ کر کفار پر جاری کر ڈالنے لگے خواجہ بہراہ تھے راوی بیان کرتا ہوں کہ ناظرین آگاہ ہوں کہ اس قدر جو صہابہ جقران کو ملت ملی کہ اون خون نے خواجہ سے کلام بھی کیے اور خواجہ وہ صہابہ جقران نے اون ساحرون کو قتل بھی کیا کوئی کفار یا لشکر صہابہ جقران سے قریب نہ آسکا کیا سبب ہوا وہی کہتا ہوں کہ یہ بیان کر چکا ہوں کہ جب کفار دن نے دیکھا کہ سب اہل اسلام بے حس و حرکت ہیں پس سب صہابہ جقران کے مقابلہ سے دست بردار ہوئے اور لشکر کے قتل پر تیار ہوئے تھے صہابہ جقران اکیلے میدان میں رہ گئے کوئی کفار سے صہابہ جقران کے گرد نہ تھا دوسرے بسبب رعب و داب کے کوئی لڑنے کا قصد نہ کرتا تھا سب بیکار صہابہ جقران کے مقابلہ کو تصور کرتے تھے اس سبب سے کہ اونکے دلون میں خوف صہابہ جقران پیدا ہو گیا تھا ہر ایک اپنے مقام پر خیال کرتا تھا کہ حمزہ صہابہ جقران سے مقابلہ کرنا اور لڑنا بیکار ہوا دن سے کوئی ٹھہر نہ ہوگا اگر ایک لاکھ بھی ہم ہو کر مقابلہ کریں گے تو بھی غالب نہ ہوں گے اس سے بیکار اپنی جانوں کا منت و برباد کرتا ہوا دن سے کیون نہ لڑیں جو ایسے اثر و دمان کے شہ میں خود بخود گر کر اپنی جان دین ایسے خیالات پیدا کر کے کفار مقابلہ صہابہ جقران سے ہٹ گئے تھے بسبب تھا جو اس قدر ملت ملی راوی بیان کرتا ہے کہ صہابہ جقران تو اُدھر شکر سے لڑنے لگے اور علم شاہ نے جب سحر سے ملت پالی اور حسمین توانائی و طاقت آئی پس اُدھر صہابہ جقران لوح گئے میں ڈال کر مصروف کا زار و آمادہ پیکار ہوئے علم شاہ نے ایک مرتبہ شعل کر آواز دی کہ اوالجہز پیکار واد مرتخ شیر شکار کیا کھڑے ہوئے دور سے میرا نہ دیکھو رہے ہو اگر کچھ دعویٰ رکھتے ہو تو آکر مجھ سے مقابلہ کرو یا جبکہ میں سحر میں مبتلا تھا او وقت میرے قتل کے اوپر شیر تھے اور آمادہ ستیز تھے اب اگر کوئی وار کرو او وقت میں بڑے جوش و خروش سے کاتے تھے بڑے نامزد ہو وہ اسی حیرت میں مبتلا تھے اور ایسا اذہر رعب صہابہ جقرانی غالب ہوا تھا کہ کچھ جواب نہیں دے سکتے تھے

یہاں تک کہ تین مرتبہ علم شاہ نے اونکو لٹکارا جب وہ اپنے مقام سے نہ ہٹے اور اہل لشکر نے
دیکھا سب اہل اسلام حیر سے رہا ہو گیا اور ساحرون کے مرنے کی علامت بر طرقت ہوئی پس تلوار علم کر کے
علم شاہ پر آپڑے تلوار چلنے لگی اور حوتو تلوار چلنے لگی اور حوادون و دونون کے جو اس صدمے بخش ذہن
سے درست ہوئے ہوشیار ہوئے البز کجکلاہ نے اپنے سپہ سالار سے کہا کہ ہم اور تم کس قصد سے چلے
تھے اور قریب پس حمزہ پہنچ چکے تھے مگر کچھ ایسا حمزہ نے ڈانٹ کر بچو لٹکارا کہ ہمارے حواس
جاتے رہے ہم اپنے آب میں نہ رہے معلوم پس حمزہ پر کیا گزری جواب اہل لشکر انکے قریب تھے
اونہوں نے عرض کیا کہ حمزہ نے اپنے فرزند کو ساحرون کے سر سے رہا کیا اور ساحرون کو
قتل کیا اور ہمارے خود بھی لڑنے لگا لشکر سے جب پس حمزہ رہا ہوا تو اس نے آپ دونوں صاحبوں کو
لٹکارا جب آپ نے جواب ندیا اور وہ آپکو لٹکارا باد حواد و حود دیکھنے لگا اور اس نے قصد
کیا کہ آپ پر حملہ کرے کہ ہم سب نے جو یہ واقعہ دیکھا تا ب نہ ہی تلوار میں پیکر پکڑ کر اس پر
جاریے اور ون سے لڑنا ترک کیا دیکھئے وہ کیا جنگ ہو رہی ہے ہم انکو سب اس مقام پر
لائے راوی کشا ہے کہ البز و عینہ کے اہل لشکر نے یہی حرکت کی تھی کہ جب دیکھا ان سب نے کہ
ہمارے دونوں افسر مہوت کھڑے ہیں اور جواب نہیں دیتے ہیں تو اور سب تو تلوار میں پیکر کر
علم شاہ سے لڑنے لگے اور چند سرداران دونوں کو الگ پیکر چلے گئے تھے وہاں ہمارے انکے حواس
درست ہوئے اور ہوشیار ہوئے سردار ون نے جو یہ بیان کیا کہ تلوار چل رہی ہے اور علم شاہ رہا ہو گیا
البز کجکلاہ نے اپنے سپہ سالار سے کہا کہ تم نے سنا کہ علم شاہ رہا ہوا حمزہ نے اون ساحرون کو قتل
کیا افسوس ہم ایسے کچھ رعب حمزہ میں آگئے کہ حمزہ کا کچھ نہ تبا کے حمزہ اپنے فرزند کو رہا کر کے چلا گیا
تمہ بھی نہ روکا اس نے جواب دیا کہ کیا عرض کروں کہ جو میری حالت ہو گئی تھی ایک سال بھرے مجکو عجب
طرح کام میں پڑا ہوا ہے کہ جو مجکو بخود کر دیتا ہے جبکہ دورا اسکا اٹھنا میں اپنے آپ میں نہیں رہتا ہوں وہی دورا
بھی اٹھا تھا کہ میں بخود ہو کر رہ گیا تھا مجکو نہیں خبر رہی کہ کب حمزہ آیا اور کب رہا کیا ان سردار ون کے
زبانی معلوم ہوا کہ یہ واقعہ گزرا پڑا کیا ہے ابھی جا کر قتل کرتا ہوں یہ کہہ کر منکب اٹھا کر چلا جواب اہل لشکر علم شاہ
سے لڑ رہے تھے اور قتل ہو رہے تھے اونسے پکار کر کہا کہ تم سب ہٹ جاؤ میں اس پس حمزہ کو ابھی اسیر
کیئے لیتا ہوں یا قتل یہ اپنے دل میں سمجھا کیا ہے یہ جو مہینے شیر شکار نے کہا پکار کر سب لشکر علم شاہ

کے گرد سے ہٹ گئے غنیمت جا ٹکریہ مرکب کو چپکا کر سلسلے علمشاہ کے آیا آتے ہی پکارا کہ اولیہ
 حمزہ رہ جا تو بہت مغرور ہوا ہی جاتا کہان ہی میرے ہاتھ سے مین تیرا بل نکالنے کو آیا ہوں یہ جو
 اوستے کہنا شاہزادہ نے اوستکی طرف دیکھ کر اور مسکرا کر جواب دیا کہ اونا بیکار تھو راعرصہ ہوا کہ مین تجھ کو
 مقابلہ کے لئے پکار رہا تھا اور طلب کر رہا تھا نہ تو نے کچھ جواب دیا نہ تو آیا اور اب یہ لاف و
 کذات بکنا ہوا آتا ہی مین تو تیرے سامنے موجود ہوں کہین چلا نہیں گیا ہوں یہ جو علمشاہ
 نے فرمایا وہ مرکب کو ڈپٹ کر قریب علمشاہ آیا آتے ہی تیغہ خون چکان کا وار کیا وار کا کرنا تھا
 کہ علمشاہ نے تیغہ کو نگاہ میں رکھا جیسے ہی سر پر آیا داستانہ مارا کہ تیغہ پٹ پڑا ہاتھ بڑھا کر کھلائی پر
 ڈال دیا اور دوسرے ہاتھ سے گھر زنجیر پکڑ کر اب جو زور کیا مرکب سے اوستھا لیا اوستھ کھلائی تھوڑ
 کر تیغہ چھین لیا پہلے ہی زور مین سر سے بلند کر لیا یہ وہی پہلوان ہے کہ جب کو تین دن یا چار دن
 کی کشتی مین زیر کیا تھا یا آج تھوڑے عرصہ مین سر سے بلند کر لیا اور گرد سر چرخ دیا کہ
 داستان کہین موزے کہین رائے کہین خود سر کہین سپر پشت پر سے الگ جاگری ترکش کا
 منہ کھل گیا سب تیر زمین پر گرے پیکان کے پھل زمین مین گر گئے یہ معلوم ہوتا تھا کہ زمین کے
 زیر نکل آئے مین مثل طاووس تشبہ زمی کے اوستے چرخ کھایا مین چرخ کھائے وہ ران
 سر ہونے لگا جب گرد سر چرخ دیکھ کے کہا کہ شناخت پروردگار عالم مین کیا کہتا ہوا دھڑا
 خیال کیا کہ واقعی یہ لوگ صاحب اقبال و شجاع مین انکی شجاعت و بہادری کی قسم کھائے اور انکا
 نام لیکر ٹھوڑا اوستھائے واقعی انکی اطاعت مین عزت و آبرو ہو اور انکا خدا برحق ہو اور سب باطل
 مین میری اس وقت مین کسی نے مدد نہ کی اوست مرتبہ تو اس جوان یعنی سپر حمزہ نے مجھ کو کئی
 دنوں کے بعد فن کشتی مین زیر کیا تھا آج تو کچھ عرصہ بھی نہیں ہوا پہلے ہی زور مین سر سے بلند
 کر لیا اور مین کچھ نہ کر سکا پس انکی اطاعت و بندگی اور خداے نادریدہ کی بندگی اور پرستش مین بڑا
 لطف ہے تو کیوں اپنی جان دے اس جوان کی اطاعت کیوں نکرتا کہ مرتبہ اعلیٰ ملے یہ دل مین
 سو چر جب یہ علمشاہ نے فرمایا کہ یہ امر تو اوستی وقت قبول ہو گا کہ جب تو دین اسلام ہی قبول کر لگا
 جواب دیا کہ بسر و چشم مین اوست سے کب انکا کرتا ہوں آپ مجھ کو امان دین شاہزادہ نے
 اوست کو آہستہ سے زمین پر رکھ دیا وہ فوراً اوستھ کھڑا ہوا اور دوڑ کر اوستے علمشاہ کی رکاب

بوسہ دیا اور قدموں پر رکھ دیا اور عرض کیا کہ جو آپ کے دین و مذہب کو اختیار کرے وہ کیا کئے علم شاہ نے
 یہ سن کر اس کو اسی وقت اسی مقام پر کھڑے ٹھیکہ تعلیم فرمایا وہ کلمہ پڑھ کر از سر صدق مسلمان ہوا اور مثل پروردگار
 کے اوس شمع شہستان صاحب قرانی کے گرد پھرا اور عرض کیا کہ یہ غلام بھی جان نثاری کو موجود ہے اجازت
 ملے تو میں ابھی جا کر البرز کچھلاہ کو پکڑ لاؤں شاہزادہ نے فرمایا کہ کوئی ضرورت نہیں ہے میں اس کو خود
 اسیر کروں گا اوسنے عرض کیا کہ مقابلہ کی اجازت مرحمت ہوتا کہ جہاد کروں اس نعمت غلطی سے محروم نہ ہوں
 اور میری بھتیجی درست ہو جائے شاہزادہ نے فرمایا کہ جہاد کی اجازت ہے کافروں سے مقابلہ و مجاہدہ کرو
 اور لڑو میں کب منع کرتا ہوں مگر اس امر کا خیال رہے اور پاس کہ جو امان طلب کرے اس کو امان
 دینا مگر اس شرط سے کہ اگر وہ دین اسلام قبول کرے یا جو قرار کرے اس کا تعاقب نہ کرنا یا جب طبل
 امان بجے تو ہاتھ روک لینا اگر تلوار لگا چکے ہو یا جھنڈا تلوار نے کاٹا ہو اور طبل امان کی صدا کان
 میں پہنچے فوراً ہاتھ روکنا تاکہ اور زیادہ نہ کاٹے اگر حریف سے سینہ پر سوار ہونا طبل امان کی صدا کو
 سن کر اس کو چھوڑ دینا پھر اس سے فراحت نہ کرنا اس کا وار روک کر اپنا وار کرنا یہ ہم لوگوں کے
 طریقہ ہیں اور قاعدہ اوسنے عرض کیا بہت خوب کبھی اسکے خلاف نہ ہو گا یہ عرض کر کے مرکب پر
 سوار ہوا اور حوالہ البرز کچھلاہ نے جب یہ دیکھا تھا کہ میرا سپہ سالار علم شاہ کے مقابلہ کو جاتا ہے تو
 خود آگے بڑھ آیا تھا اور جو لوگ اوس مقام پر لڑ رہے تھے ان کو حکم دیا تھا کہ یہاں سے ہٹ کر لڑو وہ
 ہٹ گئے تھے اور جو شتان تھے اس جنگ و پیکار کے دیکھیں کیا ہوتا ہے وہ عقب البرز صفت بلند
 کر کھڑے ہو گئے تھے جب البرز نے دیکھا کہ علم شاہ نے میرے سپہ سالار کو زیر کر لیا اور اوسنے اعلیٰ
 کی پہلے تو یہ خیال کیا کہ شاید اس نے ہار کر اپنی جان بچانے کے لیے مگر مرتخ شیر شکار علم شاہ سے
 اجازت جنگ و پیکار لیکر اور مرکب پر سوار ہو کر لڑنے پر آمادہ ہوا اور لشکر البرز کچھلاہ کے لوگوں پر
 تلوار لیکر چھپٹا اور ان کو قتل کرنے لگا اور لڑنے لگا تب البرز کو یقین ہو گیا کہ اس نے سپر حمزہ کی اہل
 صدق دل سے کی سپاہ کو غصہ آگیا اور برہم ہو کر پکارا اپنے اہل لشکر کو کہ پہلے اس نیکو کام کو مار کو پھر
 لشکر اسلام سے لڑنا اور میں خود سپر حمزہ سے مقابلہ کرتا ہوں یہ تو یہ کہہ کر اور مرکب چمکا کر طرف علم شاہ
 کے چلا اور حوالہ لشکر جو کہ اسکے عقب میں کھڑے ہوئے تھے وہ مرتخ شیر شکار پر ٹوٹ پڑے یہ اس
 لڑنے لگا تلوار چلنے لگی خون کے دریا بہنے لگے اور حوالہ البرز نے لکھا کہ اس سپر حمزہ مجھ سے مقابلہ کر

فرق شکر احم نے تیری اطاعت کی تو میرا کیا بگڑ گیا میں تیری سرکوبی کو موجود ہوں تو مرتج کو زیر کر کے مغربہ ہونا
علمشاہ نے یہ سن کر ڈرایا کہ میں موجود ہوں آنحو سے مقابلہ کریں تو نیزے انتظار میں کب سے کھڑا ہوں جس طور سے لاہور کو
فی النار کیا ہو اسی طور سے جگو بھی فی النار کرونگا البرز نے کہا کہ یہ خیال دل سے دور کریں مثل لاہور کے مرکز زمین میں
مثل مرتج کے فرمایا کہ پھر اپنی طاقت کا امتحان کرے پستیا تھا کہ البرز کجکلاہ قریب آپو شجا البرز کے ہاتھ میں
گرزگران سر تھا یہ اسی گرز سے لڑ رہا تھا اور مقابلہ کر رہا تھا وہی گرز سر علمشاہ پر ہر طاقت تمام لگایا علمشاہ
نے اپنے ہاتھ کو دروازے کے کلمہ دہرہ ہاتھ والہ دیا اور جھٹکا دیکر گرز کو چھین لیا اور اٹھا کر خاک پر پھینک دیا
گرز کو جو چھینا ہوا پایا بہت خیف ہو اٹھا تو وار کر کے لی تلوار کا وار کیا علمشاہ نے فوراً بارگاہ کو پکارا تاکہ
والہ دیا کہ تلوار کے قبضہ پر قبضہ ہوا اپنے کو نشروہ کیا کہ تلوار ہاتھ سے چھوٹ پڑی اور جب تلوار بھی اٹھ
ہاتھ سے نکل گئی اوسکا ہاتھ چھوڑ دیا اور کہا کہ جو ہر رکھتا ہو وہ بھی کرتا کہ ترے دل میں
پوش نہ باقی رہے کہ میں نے فلان حربہ نہیں کیا یہ سن کر البرز کجکلاہ نے خنجر ہاتھ میں لیا اس
خیال سے کہ لپٹ کر خنجر مارے کہ قلم چاک ہو جائے قصہ پاک ہو جائے یہ تو اس قصد سے چلا جیسے
قریب پہلو کے پہنچ کر خنجر کا وار کیا علمشاہ نے ہتھپکی جودی اوسکا ہاتھ ہٹا انھوں نے کلائی
پکڑی اور خنجر بھی چھین لیا اور ایک مرتبہ گرز خنجر تمام کر مگر کب پر سے اوسکا لیا سر سے بلند کر لیا فرمایا
کہ شناخت پروردگار عالم میں کیا کتاب ہے اوسنے کہا میں ہرگز دین اسلام قبول نہ کروں گا میں
مثل مرتج کے نہیں ہوں کہ خون جان سے اپنا دین آبائی ترک کروں خود صاحب اختیار
ہو کر تیری اطاعت کروں تیرا تابع ہوں یہ تو ہرگز نہ ہو گا یہ جواب دینے کا علمشاہ کو ہنا میٹھ
آپا پس اوسکو گروش دیکر زمین پر جو پایا تو نقش زمین ہو گیا ایک لختہ گوشت ہو گیا خون کا
سیل پھیلا تھا کوئی عضو اوسکا سالم نہ رہا یہ بھی نہ ثابت ہوتا تھا کہ یہ انسان تھا پس خون کا لختہ
علوم ہوتا تھا وہ جو سردار اور اہل لشکر دیکھ رہے تھے اوسخون نے جو اپنے بادشاہ کو کشتہ پایا
ایکبار سب علمشاہ پر حملہ آور ہوئے علمشاہ بھی البرز کج کلاہ کو قتل کر کے تیغہ کینیاں فرنگی
کو پکڑ کر لشکر کفار پر جارہے تلوار چلنے لگی خون کے دریا بننے لگے اوسے علمشاہ
لڑتے ہوئے جاتے ہیں اودھر صاحبقران لڑ رہے ہیں اب سوائے میٹر جاو کے کوئی افسر
نہیں باقی ہے نہ کوئی بادشاہ ہے گو افسر سردار ہیں مگر وہ بھی کینیاں رسالدار مجدار تمندار ہیں اور

کوئی نہیں ہو یا اہل لشکر میں راوی بیان کرتا ہے کہ پیٹر جاووا اپنے اہل لشکر کو اہل اسلام سے لڑنے کا حکم دیکر اودھ کو روانہ ہوا تھا کہ میں جا کر حمزہ صاحبقران کو قتل کرونگا یہ کہہ کر چلا تھا کہ راہ میں تھا کہ یکایک تاریکی ہوئی اندھیرا ہو گیا بہت باری و سنگ باری جو ہوئی یہ گھبرا یا کہ یکایک اسکے کان میں صدا آئی اتنی کشتی نام میں فلان ساحر بود و فلان ساحر بود یہ جو سنا تو پیٹر جاووا گھبرا یا حیران ہوا پہلے تو اسے خیال کیا تھا کہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ لشکر جو کہ اہل اسلام سے لڑ رہا تھا اوسمیں سے کوئی ساحر مارا گیا ہے اور اسکے مرنے کے آثار میں جب پیٹر جاووا نے اوں ساحروں کے مرنے کی صدا سنی جنکو علم تھا اور اہل لشکر کے قتل کرنے اور سحر میں مبتلا کرنے کے لئے روانہ کیا تھا اب معلوم ہوا کہ یہ وہ ساحر مارے گئے اب اسے خیال کیا کہ ان ساحروں کو کس نے قتل کیا اور انکا کون قاتل ہے اوسی حالت میں اسے سحر کے ذریعہ فہم کیا کہ ان ساحروں کو کس نے قتل کیا معلوم ہوا کہ ان ساحروں کو خواجہ عمرو و حمزہ صاحبقران نے قتل کیا اونکے ہاتھ سے مارے گئے پس سنا تھا کہ اسکو غصہ آیا اور اسے کہا کہ اب بدون قتل کیے حمزہ کے ہرگز ہرگز نہ پھروں گا یہ کہہ کر اثر و آتش نشان کو چپکا کر وہ اثر و شغل چھوڑتا ہوا قلاب آتشیں منہ سے نکالتا ہوا چلا اوس مقام پر آیا کہ جہان پر صاحبقران لڑ رہے تھے یہاں آکر جو ہو بچادیکھا کہ صاحبقران لڑ رہے ہیں کا ذون کو قتل کر رہے ہیں یہ دیکھ کر اسکی آنکھوں میں خون اتر آیا اور اسنے یہ بھی سنا کہ سپر حمزہ نے مرتح شیر شکار کو زیر کر کے اپنا مطیع کیا اور البزرج کچ کلاہ کو قتل کیا لاہور و لاہور و مارے گئے و اسفندیار کو حمزہ نے اسیر کر لیا اب ان کے اہل لشکر لڑ رہے ہیں یہ جو خبریں معلوم ہوئیں اب اسے خیال کیا کہ جس طور سے ہو سکے حمزہ کو قتل کر دے سوچ کر یہ اثر و آواز کو اکر زمین کی طرف چلا آواز دی کہ اے اہل لشکر اسفندیار و غیرہ تم سب کے سب ہٹ جاؤ اور کھڑ جاؤ میں حمزہ کو قتل کرتا ہوں یہ میرے ہاتھ سے اب زندہ نہ بچے گا اور آواز دی کہ او حمزہ تو بہت معزوز ہے اور تو نے بہت سر اوٹھایا ہے ہوشیار ہو جا میں تجکو سزا دیتا ہوں یہ کہہ کر اسنے صاحبقران کے آہا جو کفار گرد صاحبقران کے تھے وہ کہنے سے پیٹر جاووا کے رہے گئے اور اہل اسلام سے لڑنے لگے اور ہر تلوار چلنے لگی اور صاحبقران سے اور پیٹر جاووا سے سامنا ہوا پیٹر جاووا نے صاحبقران پر سحر کیا کہ ایک گنبد آتشیں پیدا ہوا اور وہ طرف صاحبقران کے چلا جیسے قریب ہو بچادے گنبد ہر طرف

ہو گیا نام تک باقی نہ رہا منیر جادو نے سحر کیا کہ ایک دریا سے ذخار پیدا ہوا اور موجیں مارتا
 ہوا طرف صا جقران کے چلا نہاردن اہل اسلام غرق ہونے لگے تمام طرح گیا ظل ہوئے
 لگا کہ یا صا جقران یہ دریا سے ذخار ہکو ڈوبے دیتا ہی جلد خبر لیجئے یہ صا جقران نے
 سنا اور دیکھا کہ اہل اسلام اس دریا سے ناپید کنارین جو کہ سحر منیر جادو سے پیدا
 ہوا ہوا سین غرق ہو رہے ہیں منیر جادو سے کہا کہ یہ حرکت نالائق ہے کہ تو مجھ سے لڑ رہا ہے
 مجھ پر سحر کر اہل لشکر نے تیری کیا خطا کی ہے جو اوٹو غرق کرتا ہے منیر جادو نے جواب دیا
 کہ جب ہی جادو کہ اس دریا کو سدا و اور اپنے کو بچاؤ اور اپنے اہل لشکر کو بھی یہ جو منیر جادو
 نے کہا صا جقران کو غصہ آگیا فوراً لوٹکا جکس اس دریا پر ڈالا وہ دریا دعوان ہو کر
 اوڑ گیا اس دریا کا مٹنا تھا کہ منیر جادو نے سحر کیا اثر سحر پیدا ہوا کہ اس سے بارش سنگ
 ہونے لگی صا جقران نے عکس لوح کا اس ابر پر ڈالا وہ ابر بھی پھٹ گیا اب
 منیر جادو نے سحر کیا کہ صحرا کی طرف سے ایک زنگی پیدا ہوا کہ اس کے ہاتھ میں ایک گرز تھا
 آتے ہی اسے گرز صا جقران پر مارا صا جقران نے لوح کا عکس اس زنگی زنگی
 ڈالا ایک شعلہ پیدا ہوا کہ وہ زنگی جلنے لگا اور تھوڑی دیر میں جل کر خاکستر ہو گیا جب منیر جادو
 نے دیکھا کہ حمزہ نے زنگی کو بھی قتل کیا اب اسے اسم سحر پڑھ کر اثر در کو جو اشارہ کیا وہ
 نفس کشی کرتا ہوا اور شعلہ چھوڑتا ہوا طرف صا جقران کے چلا صا جقران نے اس
 اثر در پر بھی لوح کا عکس ڈالا کہ شعلہ نکلا وہ اثر در جلنے لگا منیر جادو اس پر سے کود کر بھاگا
 وہ اثر در جل کر اکھ ہو گیا پس جب اثر در جل چکا منیر جادو نے برہم ہو کر ایک دو ہتر میں پر
 مارا اور کہا کہ او زمین حمزہ کو نگل جا زمین کو زلزلہ پیدا ہوا اور زمین شق ہوئی اور زلزلہ
 پیدا ہوا صا جقران نے فوراً عکس لوح زمین پر ڈالا وہ زلزلہ موقوف ہو گیا اب
 منیر جادو نے برہم ہو کر جھولی سے ایک فولادی گولہ نکالا اس پر سحر کر کے صا جقران پر
 مارا وہ گولہ قفقہ کرتا ہوا چلا جیسے قریب صا جقران پہنچا شق ہوا اس سے آگ پیدا
 ہوئی چادر آتشین صا جقران پر گرمی چادر آتشین کا گرنا تھا کہ صا جقران نے لوح
 کو چسکا یا وہ آگ بھی برطرف ہو گئی جب منیر جادو نے دیکھا کہ جو سحر کرتا ہوں حمزہ پر

وہ برطرف ہو جاتا ہے پس وہ حیران ہوا کہ اب کیا کروں کیا نہ کروں فوراً وہ زمین پر
گرا اور سحر کیا شیرازیان بنکطرف صا جعفران کے چلا صا جعفران نے عکس لوح ڈالا
عکس کا پڑنا تھا کہ وہ اسکی صورت برطرف ہو گئی صا جعفران نے دیکھا لے کی حال
چلا جاتا ہے صا جعفران نے فرمایا کہ او سینر جادو یہ کون سی چال ہے اور کون حرکت ہے کہ تو
مثل کتے کے چلا آتا ہے اوستے جو دیکھا کہ وہ شیر کی حالت جو تھی برطرف ہو گئی اسنے
دیکھا کہ جو سحر کرتا ہوں وہ برطرف ہو جاتا ہے کیا کروں اپنی حالت جو ایسی پائی خیال کیا کہ
معلوم ہوتا ہے کہ حمزہ کے ہاتھ سے جان نہ بچے گی میں سحر کرنے کرتے عاجز ہو گیا اور
کسی سحر نے اثر نہ کیا حمزہ کے سنانے سے بھاگ اپنی جان بچا بیکر جان و سنے سے
کیا فائدہ جو خیال کیا اب تجویز کرنے لگا کہ کیونکر حمزہ کے سامنے سے بھاگوں اگر وہ
بھاگتا ہوں تو یہ تعاقب کرے گا یہ چھپانہ چھوڑیگا پھر خیال کیا کہ غرق زمین ہو کر بھاگ جاؤں
خیال ہوا کہ اس طور سے بھاگنا کہ غرق زمین ہو کر بالکل خلاف ہی پرواز پیدا کر کے چلو
سانے سے حمزہ کے بھاگو پس اسنے خاک زمین سے اٹھا کر دونوں شانوں پر ملی کہ پر پیدا
ہوئے اور اوڑھ کر چلا آواز دی کہ او حمزہ قویوں نہ مانے گا میں جاتا ہوں ششکال کے پاس
اور وہاں سے تیرے قتل کی تدبیر تجویز کرے آنا ہوں اب تو تو میری خاک تک نہ پائے گا
یہ کہہ کر اوڑھ کر بلند ہوا صا جعفران نے جو اسقدر مہلت پائی لوح کو دیکھا او سمین تحریر
پایا کہ اے طلسم کشا اگر سینر جادو تیرے سامنے سے پر پرواز پیدا کر کے بھاگے تو پیکان
تیر پر یہ اسم جو حاشیہ لوح پر تحریر ہے دم کر کے مارنا جب تیرا دم کا تودہ قتل ہوگا
راوی بیان کرتا ہے کہ پہلے ہی صا جعفران نے لوح کو دیکھا تھا او سمین تحریر پایا تھا
کہ جب سینر جادو سے اور تم سے سامنا ہو تو اس کے قتل کی تدبیر بتائی جائے گی اوستے
لوح کو دیکھا صا جعفران اس کشاکش اور حالت جنگ دیکھ کر میں فراموش کر گئے
لوح کا دیکھنا جب وہ اوڑھ کر چلا آیا تو لوح کو دیکھا یہ تحریر پایا فوراً دوش پر
سے کمان ترکش سے تیر لیا پیکان تیر پر اسم حاشیہ لوح کو پڑھ کر دم کیا اور سینر جادو
کو تاکا وہ اوڑھ کر چلا جاتا تھا اور صا جعفران نے سینر کو تاک لیا تھا کمان کو کھینچا تھا

قصد تھا کہ تیر کو سرکرون یہ تو اور اڑا ہوا اور حیرت جاتا تھا اور حیرت اعظم جاو اور
سوسن جاو و سیا سے بلند آواز یہ سب کے سب لشکر سے چلتے تھے لڑا کھول گئے تھے
اب یہ لوگ اس مقام پر جمع ہیں اب معلوم ہوا کہ اس مقام پر صا جفران سے مقابلہ ہوا
ہے میٹر جاو و کے اہل لشکر کو پہچانا پس یہ سب کے سب ساحر بھی طرف میدان جنگ کے
چلے آئے سیا سے بلند آواز تھا جو یہ طرف زمین کے مائل ہوا اسکی نگاہ میٹر جاو و پر پڑی
انے پہچان لیا کہ یہ میٹر جاو و ہے پر یہ آواز پیدائے ہوئے تھا گئے کے قصد سے لشکر کو چھوڑ کر
چلا ہوا پس سیا سے بلند آواز نے میٹر جاو و کو دیکھ کر آواز دی کہ او میٹر نکلام کہاں بھاگ کر
جانا پڑتا ہے آپو پنجا خوب وقت پر پہنچا تو مکھرام بد اسجام مجھ کو اس دن کی خبر نہ تھی کہ تو شنگال
سے لگیا یہ جو لکار کر سیا سے بلند آواز لے گا راوی بیان کرتا ہے کہ میٹر نے قصد کیا تھا کہ شنگال
کے پاس جاؤں اور قلو طلسمی کا رخ کیا تھا یہ جو صدا آئی پلٹ کر جو دیکھا تو سیا سے بلند آواز
کو دیکھا کہ تخت پر سوار تاج سر پر رکھے ہوئے تھا قلم کار بر زمین چتر سر پر تکر و شمشیر
کرتا ہوا موتیوں کے مالے گلے میں ابر سحر پر سیاہ نقن اوس سے بارش کو ہر بار ہوتی
ہوئی بڑی شان و شوکت سے چلا آتا ہے لباب سحر سامنے تخت پر رکھا ہوا ہے عقب
میں طاؤس زرین الہر اعظم جاو و سوسن جاو و اور دیگر سردار نامہ اس میں یہ دیکھنا
تھا کہ میٹر جاو و کا دم نکل گیا دل میں کہا کہ تو طلسم کشا کے تو سامنے سے اور کر بھاگا اب
انے کیونکر جان کو بچاؤ گتا تیری عقل لے لی اور کوناہی کی جو تو اور کر چلا تھکوا سب
تھا کہ غرق زمین ہو کر بھاگتا تو نہ ان لوگوں سے سامنا ہوتا راوی بیان کرتا ہے کہ یہ تو یہ
سوچ رہا تھا اور سیا سے بلند آواز تخت کو اور اڑے اسکی طرف چلا آتا تھا ان کو تو اس میں
رکھا جاتا ہے اور صا جفران و علم شاہ نوجوان دکل لشکر اسلام ساحر و غیر ساحر کو لشکر کفار سے
مقابلہ میں چھوڑا جاتا ہے کچھ حال ملکہ سلطان جو پیکر کا تخریر پوتا ہے جو کہ بھانجی تھی شنگال کی خواجہ
پرفریخت ہو چکی تھی اوشکے کانے کے سبب سے اور ادنیٰ آواز پر یہ حال بداد دل میں تخریر ہوا ہے
اوشکے عشق کے اب اوسکا بقیہ حال تخریر کرتا ہوں کہ ناظرین کو یاد ہو گا کہ سلطان جو پیکر کا حال جلد
اول میں یہاں تک تخریر ہوا ہے کہ اسنے خواجہ کو اسیر کیا تھا اور اسیر کر کے طرف شنگال سے روانہ

یہ تھا چنانچہ صاحبقران نے اس ساحرہ کو قتل کر کے خواجہ کو رہا کیا تھا جو کہ خواجہ کو سیلے جاتی تھی خواجہ رہا ہو کر صاحبقران کے ہمراہ ہوئے اور عیاریاں کین بجلان کا حال یہ ہوا تھا کہ بعد روانہ کرنے کے اس سو نہال ہوا تھا اور کچھ دل کو خواجہ سے وابستہ پایا تھا چنانچہ اس نے ساحرہ روانہ کیے تھے خواجہ کی رہائی کی خبر پا کر اور خود بھی جا کر مکان حکیم اسقلینوس پر صاحبقران سے مقابلہ کیا تھا مگر غالب نہ ہوئی و رہاں سے اپنے مکان پر واپس آتی تھی اور کس دن سے اسے قصد کر لیا تھا کہ اب کبھی طلسم کشا سے مقابلہ کروں گی اور اگر مامون جان طلب بھی کریں گے تو علالت کا بہانہ کر دوں گی اور نہ جاؤں گی اپنی وزیرزادی سے اپنے دل کی حالت بیان کی تھی اور کہا تھا کہ میرا دل عمرو پر آگیا ہے اور کے گانے پر جب میں نے اس کو روک دیا تو اس کے بعد میرا دل بقرار ہوا میں نے قصد کیا تھا کہ جا کر کسی تدبیر سے رہا کروں اور اپنے ساتھ لاؤں چنانچہ جانے کا قصد کیا تھا کہ مجھ کو معلوم ہوا اس کو طلسم کشا نے رہا کر لیا میں خود اس قصد سے گئی کہ جا کر ہا کر کے لاؤں مگر نہ پایا نہ حمزہ پر قابو چلا اب میرا دل بہت بقرار ہے فراق خواجہ میں میں نے قصد کیا ہے کہ اب اگر مامون جان بھی طلب کریں گے تو او انکی کمک کو نہ جاؤں گی علالت کا بہانہ کر دوں گی اگر طلسم کشا غالب آئیگا اور طلسم فتح ہو جائیگا تو جا کر شریک طلسم کشا ہوں گی اور اس کا دین قبول کر دوں گی صرف اس غرض سے کہ عمرو کو اسیر کریں گے تو میں جا کر عمرو کو رہا کر لاؤں گی اور یہاں سے چل کھڑی ہوں گی کیونکہ میرا دل اس پر آیا ہے وزیرزادی نے جواب دیا تھا کہ جو آپ کی رائے ہے وہ بہت خوب ہے ہم سب آپ کے ہمراہ میں چنانچہ اسی زمانہ میں بیستون جاووس کا نامہ آیا تھا اس نے برائے کمک طلب کیا تھا اس نے علالت کا بہانہ کر دیا تھا یہ سب حال مرقوم ہو چکا ہے اب تحریر ہوتا ہے کہ یہ فراق خواجہ میں بقرار تھی آیتن اسیر بڑی شکون سے کشتی تھیں دن بقرار ہی ورات اختر شماری میں بسر ہوتا تھا چنانچہ اسی طور سے ایک مدت گزری جب آتش فراق زیادہ تر شعلہ زن ہوئی تو اس نے خیال کیا کہ ذرا سحر سے دریا کرنا چاہیے کہ طلسم کشا شکر کے اور خواجہ عمرو کے کہان پر اب مجھے فراق عمرو شاق ہے اس پر جانے تو بہتر

بہتر یہ ہو گا کہ چل بیان سے اور شریک طلمس کشا ہو کو بدنامی اور ناموسی کا کمان تک خیال کر لگی
 بڑے بڑے بادشاہوں اور شہزادوں کی لڑکیاں عاشق ہو کر معشوقوں کے ہمارے نکل گئی ہیں اور ان
 حقایق سے مستون کا حصہ ہو گئی ہیں تو میں کیا یوں افراسیاب بادشاہ طلمس ہوش ربا کی لڑکی سے
 اہل سلام سے عشق کیا بلکہ یہ حسین نے عاشق ہو کر طلمس ہوش ربا فتح کرایا ہو ملک بران شمشیر زن و دختر
 کو کلب بادشاہ طلمس نور افشان غیرہ حمزہ پر عاشق ہوئیں جو کہ بقا خدا می باختہ تھا اور اسرار ہ
 برار ملک باختہ کا مالک تھا اور سب ملکوں کے باشندے اس کو سجدہ کرتے تھے وہ خدا می
 کرتا تھا اس کی لڑکیاں ان سلمان کے حصہ میں آئیں اور عاشق ہو ہو کر نکل گئیں تو میں کیا
 عیش و عشرت ایسی ہی شہیہ کہ یہ کسی طرف کا نہیں رکھتا ہے اس دل کے ہاتھوں سے سب بڑے
 و بے اختیار ہو گئے ہیں اس پر کسی کا اختیار نہیں ہوتا ہے عشق میں عزت و امرو کا کچھ
 پاس و لحاظ نہیں رہتا ہے اور جو عزت و آبرو کا پاس و لحاظ کرتا ہے وہ عاشق نہیں ہو بلکہ
 اوس کا دعویٰ جھوٹ ہے اور ان حضرت نے بڑے بڑے خاندان تباہ کیے ہیں قیس و فرہاد
 کے حال کو ملاحظہ کیا جائے اوشے کوہ و صحرا کو لیلی کے عشق میں اختیار کیا فرہاد تیشہ
 مار کر مر گیا یہ عشق ہے اور اس کا نام عاشقی ہے اگر ایسا عشق ہوتا جیسا مجھ کو ہے تو یہ حرکت
 وہ کیوں کرتا پس مہنی عاشقی اور عشق کے یہ ہیں جو فرہاد و قیس نے کیا تیرا عشق بالکل بیکار
 ہے تو عاشق نہیں ہے جو تو عزت و آبرو کا پاس و لحاظ کرتی ہے اگر عاشق صادق ہوتی تو
 کبھی ایسا خیال نہ کرتی اب تک معشوق کے پاس پہنچ بھی گئی ہوتی عاشقوں کو
 نہ تنگ و ناموس کا خیال ہوتا ہے نہ دین و مذہب کا بقول شاعر شعر عشق اذن بسیار
 است و کند بہ سیحہ راز مار کرد است و کند بہ تو کیسی عاشق ہے خواجہ عمر و کی کہ تنگ ناموس
 کا خیال کرتی ہے پس اگر عشق رکھتی ہے خواجہ سے تو چل اور شراکت طلمس کشا کر کہ جہاں
 معشوق کی صورت نظر آئے اور اگر یہ امر نہیں ہے تو آج سے نام عشق نہ لینا تو عاشقوں
 کی بدنام کرنے والی ہے راوی بیان کرتا ہے کہ جب اس طور سے اسکے ال نے اس کو تعلیم کیا اور
 یہ بقرار ہوئی پس اس نے قصد کر لیا مصمم کہ جان شکر طلمس کشا ہو اور طلمس کشا ہو چل کر
 شراکت کر دیا معشوق سے بہرہ اندوز ہو اور اوس کا گانا سن یہ تصور کر کے اب جو

دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ طلسم کشا نے کوہ پیژون کو برباد کیا بیستون چار و وار گیا
 وہاں سے طلسم کشا نے مع لشکر کے کوچ کیا بادشاہ سابق کو رہا کیا اوسنے بھی شراکت کی
 خلاصہ یہ کہ سوسن جاو و اعظم جاو و طلسم کشا کی شراکت کی یہ دونوں در بند فتح ہوئے اب
 طلسم کشا و بند پیڑ پر ہو اور پیڑ جاو و سے مقابلہ ہو رہا ہے آج پانچ روز سے لاہور و لاہور و والہز
 وغیرہ مار گئے اسفند پارسیر ہو گیا ان چاروں کے لشکر لڑ رہے ہیں اور پیڑ جاو و کا لشکر لڑ رہا ہے
 پیڑ جاو و نے طلسم کشا سے مقابلہ کیا تھا و غائب نہ آیا آخر کو مقابلہ سے بھاگا تھا کہ پیڑ جاو و
 نے اگر رد کا اسکا حال آئینہ ہو گیا اب جو اسنے یہ سب واقعہ کتاب سحر میں دیکھا اپنی وزیر زادی اور
 کل خواصون اور رضا جنوں کو طلب کیا اوسنے کل حال بیان کیا اور کہا کہ یہ خدا پرست بڑے
 صاحب قبائل ہیں یہ طلسم کو بدون فتح و برباد کیئے ہوئے پھوڑین کے اور ششکال جاو و ضرور مارا جائیگا
 اور طلسم فتح ہو جائیگا جو طلسم کشا کی اطاعت کر لیا و و عزت پائیگا اور اسکا بڑا مرتبہ ہوگا اور جو
 شراکت کر لیا وہ مثل بیستون و مرتخ و دیگر ساحرون کے ذلت و خواری سے مارا جائیگا
 میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ طلسم کشا کی شراکت کر دے کیونکہ اب طلسم میں کچھ نہیں باقی رہا
 تو صرف دو مرحلہ ہیں جیسا و سنے یہ سب مرحلہ فتح کر لئے تو اسکا فتح کرنا کتنی بڑی بات ہے مجاہد
 کتاب سامری سے ظاہر ہوا ہے کہ پیڑ جاو و قتل ہوگا اور مرحلہ پیڑ بھی فتح ہوگا اور ششکال و دیگر
 ساحر جو کہ طلسم کشا کی اطاعت نہ کریں گے طوع و تنعیم طلسم کشا ہونگے یہ طلسم ضرور فتح ہوگا اور جو اسکا
 کر نیگے و مثل اعظم و غیرہ کے عزت پائیں گے پس مناسب یہ ہے کہ چاہے بدنامی ہو چاہے
 نیکنامی چاہے سب ناخوش ہوں اور سب سے شرمندگی ہو جان مقدم ہر اگر ہم نہ ہو گئے تو نیکنامی
 کو لیکر جائیں گے مقدم زندگی ہو پس کہوں بیکار کو اپنی جوانی برباد کریں جبکہ امر ثابت
 ہے کہ طلسم کشا کو کوئی قتل نہیں کر سکتا ہے اور طلسم ضرور فتح ہوگا ششکال مارا جائیگا پھر کیا ضرور
 ہے کہ ہم ششکال کی شراکت کر کے اپنی جان و جوانی کو برباد کریں جبکہ ششکال نہ ہوگا تو پھر شرمندگی
 کس سے ہوگی طلسم کشا کی چکر شراکت کریں تاکہ اس کے دل میں بھی ہماری طرف سے جگہ ہو
 اور وہ ہماری بھی عزت کرے مثل اور بیکے اس امر میں تم سبکی کیا رہے ہو سب نے جواب دیا
 کہ جو آپکی رائے ہو بہت ٹھیک اور عمدہ ہے ہم بھی اسکو پسند کرتے ہیں اصل امر یہ ہے کہ

جان ہو تو جان ہو شنگال نے آج تک آپ کے ساتھ کیا بزرگی ادا کی جواب کرے گا
 تبھی یہ بھی تو نہ کیا کہ بھانجی کو بلا کر دیکھتا اور سر پرستی کرتے کیونکہ بہن مرچکی تھی کبھی
 برسوں تو یاد نہیں کرتے بہن تو ایسوں کے ساتھ نیکی کرنا نہایت غلط عقل ہو چھوٹکی
 آپکی اس رائے کو پسند کرتے بہن ضرور تشریف لے چلیے ہم سب آپ کے ہمراہ بہن
 جد مراد پ تشریف لے چلیے گا اود مرہم چلین گے ملکہ نے جواب دیا کہ پھر سامان
 سفر درست کرو میں تمکو ایک خبر اور سناتی ہوں کہ بہن برس چیس آفتاب شہر نے
 بھی طلسم کشا کی شراکت کی مع اپنی خواصوں کے اور ماموں کی شراکت کی اونکا
 شنگال نے کیا کر لیا جو میرا کر لیا اود سب نے جواب دیا کہ پھر آپ کو کون مانع ہو ملکہ
 نے کہا کہ پھر بہت جلد سامان درست کر دیسی وقت ہو یہ طلسم کشا کا شکر شیر جاو و
 سے مقابلہ ہو رہا ہو اس وقت میں چلکر اگر کمک کر دوں گی تو طلسم کشا کے دل میں گھر ہوگا
 اور طلسم کشا کو خیال ہوگا کہ انھوں نے ایسے وقت سخت میں ہماری شرکت کی ہو
 اور ہمارے مخالفوں سے جنگ دیکھا کر کے اونکو ہلاک کیا ہو ہماری امداد و اعانت میں
 براہ سرگرم رہی ہو ہکو بھی اسکی مدد کرنا لازم ہو اگرچہ طلسم کشا کو کچھ ہماری امداد و اعانت کی
 احتیاج نہیں ہو وہ خود تائب یافتہ درگاہ الہی ہو بڑے بڑے ساحرون کو اسے قتل
 کر کے جہنم واصل کیا ہو بڑے بڑے طلسم توڑے ہیں تمام سرکشان عالم کو سخر کیا ہو
 دیوؤں و پریوں تک کو زیر کر کے زلا زلہ قاف ثانی سلیمان لقب پایا ہو ہم اسکی کیا مدد
 کر سکتے ہیں مگر تاہم جان نشاری کر کے اونکی شراکت کریں گے تو اونکو ضرور ہمارا خیال مد نظر ہوگا
 اسوجہ سے جلد چلنا چاہیے سب نے عرض کیا بہت خوب پس اوسی وقت
 سب نے سامان سفر درست کیا اور سب اسباب و غیرہ اژدہ دن پر بار کیا سب
 خواہین اور مصاحبین و غیرہ اژدہ دن و طاؤسون و غیرہ سوار ہوئیں ملکہ
 اور اوسکی وزیر زادہ سی تحت سحر پر سوار ہوئی بلکہ قریب چار سو جادوگر بیوں کو اپنے ہمراہ
 ایک طرف درہند میسر پہ کے روانہ ہوئی برابر قطع منازل و طومر اہل کرتی ہوئی چلی جاتی
 تھی اوسنے اوس دن یوم کی راہ کو دو پہر میں سحر سے تمام کیا اور قریب درہند میسر پہ

رکھتا ہوا اور سحر سے آگاہ ہو تو میرا سامنا کران باتوں سے کیا فائدہ ہو یہی گواہی میری ہے میں اور تو سمجھ لیں جسکو خداوند سامری و جمشید و خداوند عجائب فتح دین یہ جو منیر جادو نے کہا یہ سہا سے بلند آواز نے جو ابدیا کہ واقعی تو ایسا ہی بہادر و جبری ہر مین نہ جرات رکھتا ہوں نہ سحر سے آگاہ ہوں نہ ایسا بہادر و ساحر ہوں کہ سامنے سے غیر ساحر کے بھاگوں مثل تجھ ایسے بہادر کے وہ سامری کیا گیدی ہو اور جمشید کیسے خردنا شخص ہو و عجائب کیا چیز ہو سامنے خداوند کریم کے یہ سب شیطان تھے اور مین انکو اپنی پشت کی تو خبر ہوتی نہ تھی یہ تیری کیا ملک کرینگے اور تجھ کو کیا فتح دینگے بس مین بھی اپنے خدا کو طالب کرتا ہوں برک ملک اور تو بھی اپنے خداوندوں کو بلا دیکھیں کس کے خدا آکر امداد کرتے ہیں اور ملک کرتے ہیں بس زیادہ نہ یک جو سحر کرتا ہو کر مین تیرے سامنے موجود ہوں منیر جادو نے جواب دیا کہ او نابکار میرا سحر غضب ہو سامری و جمشید کا تو میرے سحر کو رو نہ کر سکے گا میرے ہاتھ سے مارا جائے گا تو پہلے اپنا حوصلہ نکال کے کیونکہ یہ کہنے کو نہ ہو کہ ہم یہ سحر کرتے تو منیر جادو پر غالب آتے اُسے سحر نہ کرنے دیا ہم کو سحر کرنے کی مہلت نہ دی سہما سے بلند آواز نے جواب دیا کہ او منیر جادو یہ میرا طریقہ نہیں ہو کہ مین حریف پریش دستی کروں کیونکہ جب سے مین نے اطاعت طلسم کشا کی ہو جب سے مین نے ان لوگوں کا طریقہ اختیار کیا ہو طریقہ اسلام مین حریف پریش قدمی کرنا زیبا نہیں ہو جب خداوند کریم تیرے حربہ سے مجھ کو بچائے گا تو مین بھی حربہ کروں گا گوا ایک مدت تک قید رہا ہوں مگر اُس پر بھی تیری قتل کے لیے کافی ہوں بفضل خداوند کریم سے تو اپنا حوصلہ نکال کے یہ سب منیر جادو نے جواب دیا کہ معلوم ہوا تیری قضا آئی ہو یہ کہہ کر اب جو منیر جادو نے سحر کیا تو ایک طاؤس زرین بال پیدا ہوا یہ اس طاؤس پر سوار ہوا اور سامنے سہما سے بلند آواز کے آیا اور کہا کہ اے سہما سے بلند آواز ہوشیار و خبردار ہو جاؤ مین سحر کرتا ہوں بادشاہ نے کہا کہ مین ہوشیار ہوں تو سحر کر اور اعظم جادو و وسوسن جادو وغیرہ سے سہما سے بلند آواز نے کہا کہ بھائیوں تم جا کر طلسم کشا کو میرے آنے سے اور اپنے خافری سے اور منیر کے مقابلہ سے آگاہ کرو اور ترو مین اسکو قتل کر کے آتا ہوں سر امکا لا کر قدم صا جعفران پر ڈالتا ہوں ان سب نے کہا کہ بہت خوب کیا مفاتیح ہو ہم موجود ہیں یہ کہہ کر وہ سب کے سب ساحر ہو اپنے زمین پر اپنے یمان صا جعفران کمان درست کر چکے تھے قصد کیا تھا کہ تیر کو سر کریں کہ ان ساحروں نے آکو ملام کیا اور عرض کیا کہ سہما سے بلند آواز بھی تشریف لائے ہیں

وہ آتے تھے اور ہم سب بھی کھڑے ہو کر جادو بھاگا ہوا جاتا تھا انکی نگاہ منیر جادو پر پڑ گئی انھوں نے
منیر کو ڈانٹا وہ کھڑے ہو کر منیر سے بالائے ہوا مقابلہ ہو رہا تھا اور وہ منیر سے لڑ رہے ہیں اور ہم جا کر لشکر
منیر سے مقابلہ کرتے ہیں اور لڑتے ہیں صہا جتھران نے فرمایا کہ جاؤ اور فوراً کمان کو دوش پر جگہ دی
اور تیر کو ترکش میں رکھ لیا اور خود وہاں سے پلٹ کر کفار سے لڑنے لگے اُدھر بالائے ہوا منیر سے اور
سہما سے بلند آواز سے سحر بازی ہونے لگی سحر آزمائی شروع ہوئی تریخ و تار بج چلنے لگے اُدھر اعظم
وغیرہ نے جا کر لشکر میں تلاطم ڈال دیا وہی بیان کرتا ہے کہ ابھی گرمی جنگ و پیکار میں ملک اعلان حور پیکر
بھانجی شنکال کی جو کہ اپنے کوہ پر سے مع خواصوں وغیرہ کے چلی تھی آکر پہونچی معرکہ جنگ و
پیکار کو گرم پایا کیونکہ یہ وہاں سے صہا جتھران کی شراکت کے قصد سے چلی تھی یہاں آکر شریک
لشکر اسلام ہو کر لشکر کفار سے لڑنے لگی آتے کے ساتھ ہی اس غضب کا سحر کیا کہ تمام لشکر کفار میں
تلاطم مچ گیا اعلان حور پیکر نے ساحر و معجز ساحر پر سب پر سحر کیا کیونکہ یہ طریقہ اہل اسلام سے آگاہ
نہ تھی ایک سحر میں اسنے سب کو دیوانہ بنا دیا اُدھر اعظم وغیرہ نے ساحروں کا ناطقہ بند کر دیا یہاں
تو اسطور سے بازار کا زار گرم تھا اُدھر منیر نے بادشاہ پر سحر کیا کہ ابر سحر آکر قائم ہوا اُس سے برقی چمک کر
گری سہما سے بلند آواز نے اشارہ کیا وہ برقی برطرت ہو گئی پھر اسنے سحر کیا کہ ایک اژدر آتش نشان
ہوا پر پیدا ہوا وہ قلابا نشین چھوڑتا ہوا طرف سہما سے بلند آواز کے چلا جیسے ہی وہ قریب پہونچا
سہما سے بلند آواز نے ہاتھ بڑھا کر اُسکے گلہ میں ہاتھ ڈالا اور ہاتھوں سے اُسکے گلہ کو چیر کر
پھینک دیا ایک شعلہ پیدا ہوا اُسنے اُس اژدر کو جلا دیا راکھ ہو کر رہ گیا پھر منیر جادو نے سحر کیا
کہ ایک مرتبہ ہوا چلی ایسی سرد کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ گلیچہ کے پار ہو رہی ہو برائے دیتی ہو دل و جگر
کو سہما سے بلند آواز نے چھو اسم پڑھ کر دم کیا کہ وہ ہوا برطرت ہو گئی گرم ہوا چلنے لگی اور ایسی گرم
چلی کہ تھوڑے ہی عرصہ میں منیر کی یہ حالت ہوئی کہ منہ میں کانٹے پڑ گئے زبان خشک ہو گئی
تالو بالکل خشک ہو کر رہ گیا پسینہ ہر من مو سے جاری ہوا یہ معلوم ہوتا تھا کہ کڑہ نار میں گھڑا
ہوا ہوں اسنے بھی رد سحر کیا مگر اسکی وہ حالت تو برطرت ہو گئی مگر ہوا کی گرمی دم کم ہوئی اسنے
اپنے حواس درست کر کے سہما سے بلند آواز پر جو سحر کیا کہ ایک زنگی سیاہ فام تیغہ ہاتھ
میں لیے ہوئے ہوا پر اڑتا ہوا آیا اور آتے ہی تلوار کا دور سہما سے بلند آواز پر کیا کہ منیر جادو

سمجھ گیا کہ سیماسے بلند آواز کا کام تمام ہو گیا اور عفران سے بلند آواز نے سو کیا کہ ایک سپر پیدا ہوئی وہ تیفہ
اُس سپر پر پڑا کہ آری ہو گیا اُس نے پھر وار کیا اب کی مرتبہ سیماسے بلند آواز نے اشارہ کیا کہ برق کو نذر کری
اُس رنگی کے دو پر کاٹے ہوئے اور جلا کر خاک ہو گیا ایک شعلہ اسکے جسم سے پیدا ہوا خود بخود اُسے اُسکو جلا
و یا جب منیر جادو نے دیکھا کہ سیماسے بلند آواز نے رنگی کو قتل کیا اُس نے سو کیا کہ ایک شیر بنظاہر
ہوا آئے ہی اُس نے طپا پنچ مارا سیماسے بلند آواز نے اُسکی کلائی پکڑ لی اور ایک طپا پنچ رسید کیا کہ
اُس کا سر چیر کر دن سے اُڑ گیا وہ شیر زبان بھی اُسی ہوا پر تمام ہو کر جل گیا اور خاک ہو گیا اب کی مرتبہ
منیر جادو نے جھولی سے نارج نکالا اور اُسکو اپنی زبان کے خون سے رنگین کیا اور چند ٹیکے سیندور
کے دیئے اب نارج کو اٹھا کر سیماسے بلند آواز پر مارا وہ نارج چلا جیسے قریب ہو پچا سیماسے بلند آواز
نے اشارہ کیا کہ نارج کے دو ٹکڑے ہوئے اُس میں سے ایک برق چمک کر طرقت آسمان کے گئی اور
وہاں سے کو نذر چلی سیماسے بلند آواز کی طرف سیماسے بلند آواز نے اُنٹ جو کیا وہ برق بال ہو کر سامنے
گری و بال ہو گئی منیر جادو نے فوراً نارج سے نکل نکالا اور اُسکو بادشاہ پر مارا بادشاہ نے اُسکو ہاتھ پر لیا
اور اُسکو اپنے تیفہ میں کر کے اور اُس پر سحر کر کے وہی نارج منیر پر مارا یہ کہہ کر کہ تو نے کئی سحر مجھ پر کیے ہیں
میں سب رکھے اب تو سحر کر چکا میں حملہ کرتا ہوں جب میں جانوں کہ تو رو کر دے سیماسے بلند آواز نے
جو یہ کہا منیر نے جواب دیا کہ تو شوق سے سحر کر میں جو وہ ہوں یہ جو منیر نے کہا بادشاہ نے وہ نارج اٹھا کر
جو کہ اُس نے مارا تھا منیر پر مارا اُس نارج کا مارنا تھا کہ ایک مرتبہ وہ نارج قہقہہ کرتا ہوا چلا جیسے قریب
ہو پچا اُس نے اشارہ کیا وہ نارج ایک مرتبہ شوق ہوا اُس کا شوق ہونا تھا کہ ایک برق کو نذر منیر جادو کے
سر پر چلی اُس نے سپر سحر کو سر پر قائم کیا اُس برق نے سپر کو بھی جلا دیا اب جو منیر جادو نے خیال کیا اور
دیکھا تو غمازت ہوا کہ اس برق سے جان پڑی مشکل ہو بس فوراً منیر جادو نے اپنی ہم شبیہ کو قتل
کر یا خود پچا اور پشت پر آکر صدا دی کہ او سیماسے بلند آواز ہو شیار ہو جایا و شاہ پلٹا کہ اُس نے
تیفہ کا وار کیا وہ تیفہ اوچھا سا سر پر سیماسے بلند آواز کے پڑا ہلکا سا زخم سر پر سیماسے بلند آواز
کے آیا سیماسے بلند آواز نے فوراً سحر کیا کہ تیفہ سر سے نکل گیا اب اسکی یہ حالت ہوئی کہ جیسے
شیر زخم کھا کر بچھڑا اب یہ برہم ہو گیا تلوار سے کر چلا منیر جادو نے جان پر کھیل کر سحر کیا کہ
ایک گنبد سیماسے بلند آواز کے سر پر گرا سیماسے بلند آواز اُس گنبد میں بند ہو گیا بس سیماسے بلند آواز

نے جو سحر کیا اُس گنبد کے ٹکڑے ٹکڑے ہوئے اور وہ ہوا ان ہو کر اڑ گیا یہ اس گنبد کو درہم و برہم کر کے اُسی حالت
 زخمی میں اس نے قصد کیا کہ سحر کروں کہ منیر جادو کا کام تمام ہو بادشاہ جب تک سحر کرے کہ منیر نے
 سحر کیا کہ ایک دیوار آہنی درمیان میں قائم ہو گئی سیمائے بلند آواز نے جو اُس دیوار سحر کو حائل دیکھا
 فوراً اشارہ کیا کہ وہ دیوار منہدم ہو گئی اور گرمی اسے غرضہ میں اسے سحر تیار کر لیا تھا جیسے دیوار گرمی میں
 جیسے سامنا ہوا سیمائے بلند آواز کے ویسے ہی منیر جادو نے وہ سحر جو کہ تیار کیا تھا سیمائے بلند آواز
 پر کیا کہ ایک آسمان زیر آسمان تیار ہو گیا اُس آسمان پر ایک کتاب نمایاں ہوا اُس کا عکس جو سیمائے بلند آواز
 پر پڑا سیمائے بلند آواز کی یہ حالت ہوئی کہ از سر تپا عرق عرق ہو گیا فوراً سیمائے بلند آواز نے سحر
 کیا کہ وہ آسمان تخت تخت ہو کر مثل روئی کے گالوں کے اڑ گیا وہ آفتاب بھی بر طرت ہو گیا وہ گرمی اور
 وہ حالت جاتی رہی یہ سحر بھی اُس کا رد ہوا منیر جادو نے سحر کیا ایک پتلی پیدا ہوئی اُس کے ہاتھ میں ایک
 کشتی تھی اُس کشتی میں ایک گلہ ستہ تھا اتنے ہی اُس پتلی نے اُس گلہ ستہ کو سامنے سیمائے بلند آواز
 کے کیا اُسکی خوشبود مانع میں سیمائے بلند آواز کے پہونچی اُس خوشبود کا پہونچنا تھا کہ سیمائے بلند آواز
 مست ہو کر جھوٹے لگا جب منیر نے دیکھا کہ اس سحر نے بادشاہ کو مست کر دیا اب یہ بے خود ہو کر تلوار
 لے کر چلا کہ سر کاٹ لوں یہ تو اس قصد سے چلا قریب نہ پہونچا تھا کہ ایک پتلہ پہلو سے
 سیمائے بلند آواز کے پیدا ہوا اُس کے ہاتھ میں ایک پیکاری تھی اُس نے آتے ہی وہ پیکاری منہ
 پر بادشاہ کے ماری اور کہا کہ ہوشیار ہو جیے حریف آپ کے قتل کی فکر میں ہے جو کہا اور پیکاری ماری
 فوراً بادشاہ کو ہوش آیا ہوش کا آنا تھا کہ سیمائے بلند آواز نے اپنے سحر کے پتلہ کو دیکھا اور
 منیر جادو کو اپنے قریب شمشیر بکھٹ پایا آواز دی کہ منیر تو نے یہ سحر کیا تھا اپنے سحر میں منیر کو تو
 دیکھو کہ میں نے کیوں نہ کر دیکھا اور کیوں نہ کر تیرے سحر سے بچا اب میں سحر کرتا ہوں جب جانوں کہ تو رو کر
 مقام خیال کرنے کا ہو کہ تیرے ہی سحر کا ترخ میں نے تیرے اوپر مارا تھا تو اُس کو رو نہ کر سکے گا تو نے
 اپنے غیوض میں اپنے ہم شبیہ کو قتل کر لیا اور خود بچا جب تو اپنے سحر کو رو نہ کر سکا تو میرے سحر کو کیا
 رو کرے گا اب میرے ہاتھ سے بچ کر کہاں جائے گا اور منیر جادو نے خیال کیا کہ بادشاہ سحر کہتا ہے
 واقعی میں اس کا سحر رو نہ کر سکا ضرور اس کے ہاتھ سے مارا جاؤنگا اور میں نے جس قدر سحر کیے سب
 اسے رو کر دیکھے ایک بھی اُس پر کارگر نہ ہوا سب رو ہو گئے ہیں بہتر یہ ہے کہ اپنی جان بچانے کی فکر کرو

سحر اور جادو

اسکے سامنے سے بھاگو مگر اس سے تو بھاگنا غیر ممکن ہو گیا تدارک کیا جاسے اگر زمین پر جاتا ہوں تو طلسم کشا کے ہاتھ سے اگر یہاں ٹھہرنا ہوں تو اسکے ہاتھ سے قتل ہوتا ہوں اگر بھاگتا ہوں تو پیچھے نہ چھوڑے گا جب کش کش بین میری جان پری ہو بقول خواجہ آتش شمع غم صیا و فکر باغبان ہر دو علمین ہمارا آشیان ہر مگر کیا کہوں کا سے کہوں کوئی نہ بتائے + گوئلے کا پسنا ہوا سمجھو سمجھو پختلے ہمارے منیر جاہ و خود کردہ را در مان نیست تو نے اپنے ہاتھ سے اپنے پاؤں میں کلہاڑی ماری اپنے کو آپ دہم بین اجل کے اسیر کیا اور تو خود اپنی عقل سے بلامین مبتلا ہوا اب کیا ہوتا ہو قضا کر بلا برہو پچی بڑ خیر ایک سو اور کر اسکے بعد تو جو مقدر میں ہو گا وہ پیش آئے گا یہ دل میں تجویز کر کے منیر جادو نے اپنے سر کا بال توڑا کہ وہ اسکو وہل تھا اسپر سو کیا کہ وہ بال طولانی ہو گیا اور اسنے ایک ناگن کی ایسی صورت پیدا کی اسنے اشارہ کیا کہ وہ ناگن بل کھاتی ہوئی لہراتی ہوئی طرف سیمائے بلند آواز کے چلی سیمائے بلند آواز کے کھلے میں ایک ریشمی رومال بہت نادر کار بندھا ہوا تھا بادشاہ نے فوراً اس رومال کو گلے سے لٹھولا اور اسکے دونوں سرے پکڑ کر گردش دی کہ ایک سیاہ آندھی مشرق کی طرف سے اٹھتی کہ جسکے سبب سے تمام عالم تیرہ و تار ہو گیا اور تاریکی ہو گئی ایسی تاریکی ہوئی کہ ہاتھ کو ہاتھ نہ دکھائی دینا تھا بلکہ اپنے کو اپنا ہاتھ نہ معلوم ہوتا تھا ہوا میں شدت و گرمی پیدا ہوئی خاک اڑنے لگی اسی تاریکی میں ایک امر ہو کہ ایک سقف آہنی خود بخود تیار ہو گئی اور اسی سقف سے ایک آفتاب نمایان ہوا ادھر بادشاہ نے اس رومال کے دونوں سرور کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کے اب جو جھٹکا دیا وہ رومال دو ہو گیا ایک ٹکڑا آپ نے دہنی طرف پھینکا اور ایک بائیں طرف ادھر تو رومال دو ہوا ادھر وہ ناگن جو کہ سحر کی تھی دو ہو کر غائب ہو گئی منیر نے جو وہ تاریکی دیکھی خیال کیا کہ یہ موقع بہت اچھا ہو تو اپنے کو بچا کر یہاں سے نکل چل اگر روشنی ہوگی تو بڑی خرابی ہوگی ادھر سیمائے بلند آواز کو سحر نے خبر دی تھی کہ منیر جادو تمھارے ہاتھ سے قتل نہ ہو گا جب تاک کہ اسکو طلسم کشا قتل کرے کیونکہ اسکی قضا طلسم کشا کے ہاتھ سے ہو وہی اسکا قاتل ہو اور کوئی دوسرا قاتل نہیں ہو اسکو کسی تدبیر سے طلسم کشا کے سامنے پہنچا دے اسی سبب سے سیمائے بلند آواز نے یہ تدبیر کی تھی کہ سقف آہنی قائم کی تھی پس منیر جادو نے یہ تجویز کر کے کہ اس تاریکی میں یہاں سے نکل چلو سحر کیا کہ پر پیدا ہوئے اڑ کر چلا ایسی ایک ٹکڑی دکھائی کہ مفر سر پریشان ہو گیا اسنے خیال کیا کہ سیمائے بلند آواز نے اڑ کر جانے کا راستہ بند کیا ہے یہ

مشرق کی طرف چلا اُدھر کا راستہ بھی بند پایا مغرب کی طرف چلا وہ بھی راستہ بند تھا اسی طور سے جنوب و شمال کا بھی راستہ بند پایا اب اس نے تجویز کیا کہ زمین پر پہو چکر اسی تاریکی میں غرق زمین ہو کر اپنی جان بچا کر نکل چلو یہ تجویز کر کے یہ اُسی حالت سے زمین کی طرف مائل ہونے لگا جون جون نیچے آتا تھا وہ وہ روشنی نظر آتی تھی تاریکی رفع ہوتی جاتی تھی اُدھر سے یہ چلا اسکے عقب میں سیما سے بلند آواز بھی چلا راوی بیان کرتا ہے کہ وہ تاریکی صرف اُسی مقام پر تھی کہ جہان پر منیر جادو تھا دوسرے مقام پر نہ تھی پیچھے روشنی تھی مقابلہ ہو رہا تھا راوی کہتا ہے کہ سیما سے بلند آواز سے اور منیر جادو سے جس قدر مقابلہ ہوئے سب یہ بالا سے ہوا ہوئے اور یہاں اتنے عرصہ میں زمین پر جہان لشکر اسلام سے اور کفار سے مقابلہ ہو رہا تھا اہل اسلام و علم شہادہ و صاحب قرآن نے ہزاروں کافروں کو قتل کر کے ڈال دیا اور اسی طور سے ساحران اسلام و اعظم جادو وغیرہ نے ساحران نافر جام و کافران بد انجام کا حال کیا چاروں سمت سے کشتی مرا کہ نام من فلان جادو بود کی صدا بلند تھی ساحروں کے مرنے کی علامت بلند تھی شعلہ آگ کے بلند ہو رہے تھے صاحب قرآن ٹر رہے تھے کہ صاحب قرآن نے اُسی حالت میں دیکھا کہ منیر جادو خود بخود میرے سامنے آکر کھڑا ہو گیا صاحب قرآن نے خیال فرمایا کہ یہ اطاعت کرنے کو آیا ہے ہاتھ روک کر اُسکی طرف دیکھا راوی بیان کرتا ہے کہ سیما سے بلند آواز نے ایسا سحر کیا تھا کہ یہ زمین پر جو پہو نیچے تو کسی دوسرے مقام پر نہ پہو نیچے اُسی مقام پر پہو نیچے کہ جہان صاحب قرآن مقابلہ فرما رہے ہوں اور سحر کر کے اُس مقام کی زمین کو بھی سخت کر دیا تھا اس خیال سے کہ شاید یہ جب کوئی صورت منفی کی بنائے تو غرق زمین ہو کر بھاگے تو بڑی خرابی ہوگی بس منیر جادو کو اجل نے ہاتھ پکڑ کر سامنے صاحب قرآن کے پہو نیچا دیا صاحب قرآن نے جو اُسکو اپنے سامنے پایا ہاتھ روک کر حیران ہوئے اور یہی خیال کیا کہ یہ اطاعت کے لیے آیا ہے اسی سبب سے ہاتھ روک کر اُسکی طرف دیکھا اُدھر منیر جادو نے جو اپنے سامنے صاحب قرآن کو پایا دم نکل گیا اور خیال کیا کہ تو خود بخود دُنھو میں اجل کے اپنے پاؤں سے چلا آیا یہی تدبیر ہے کہ جب تک طلسم کشا تیرے اوپر حربہ کرے کرے اُسید وقت تو غرق زمین ہو کر بھاگ چل یہ خیال کر کے اس قصد سے سحر کیا کہ غرق زمین ہو کر نکل چلوں اور پاؤں زمین پر مارے زمین کو سنگ لائح پایا یہ حیران ہوا کہ یہ زمین کیونکر اس قدر سخت ہوئی اسکا سبب کیا ہے فوراً اسکے فہم میں آیا کہ سیما سے بلند آواز نے سحر کر کے زمین کو سخت کر دیا اب تو بڑی بُری آفت میں پھنسا ہوا چھٹا تو اپنا حربہ کر کے یہ بھی کیا نہ یاد

کرے مرنے مرنے دو چار کو تو مارے تیرے دل کی حسرت تھو نکل جائے اب تیرا بچنا محال ہے یہ خیال کر کے
منیر جادو نے جلدی سے جھولی میں سے ایک گولہ فولادی نکالا سپر سحر کر کے جلدی سے آسمان پر اچھال
دیا وہ گولہ آسمان پر جا کر شق ہوا اور اسنے دل میں کہا کہ یا سامری و یا جمشید جسقدر اہل اسلام غیر ساحر
ہیں سب کے سر کٹ جائیں اور سب مبتلا سے سحر ہوں اور حمزہ پر ایسی برقی چمک کر گرے کہ حمزہ کا بھی
سر و سر پر سے اڑ جائے دل میں اسنے یہ کہا کہ وہ گولہ آسمان پر شق ہوا جسکو خدا بچاتا ہے تو اُسکے بچنے کی
ہزاروں تدبیریں ہو جاتی ہیں یہ گولہ اُسی مقام پر شق ہوا کہ جہان پر سیمائے بلند آواز اپنے تخت کو روکے
ہوا پر کھڑے ہوئے تھے اس خیال سے کہ اگر منیر جادو پھر سامنے سے صاحب جعفران کے پر پرواز پیدا
کر کے بھاگے تو روکون جانے نہ دون یہ گولہ اُسی مقام پر جا کر شق ہوا جب برقی چمکی سیمائے بلند آواز
نے برق کی چمک کو دیکھ کر فوراً جدھر چمک ہوئی تھی اُس طرف کو دیکھا دیکھا کہ ایک گولہ فولادی آسمان پر آکر
شق ہوا اُس سے ہزاروں تلواریں پیدا ہوئیں اور ایک بہت بڑی تلوار چمک کر طرف صاحب جعفران کے
اور باقی تلواریں چمک چمک کر طرف زمین کے چلین اسنے یہ دیکھ کر فوراً کچھ اسم سحر پڑھ کر پشت دست کو
دیکھا اُسپر تحریر پایا کہ یہ گولہ سحر منیر جادو کا تھا منیر جادو نے یہ سحر کیا ہے کہ یہ گولہ جو شق ہوا ہے جسقدر
تلواریں اس سے پیدا ہوئی ہیں اُسی قدر اہل اسلام کے سرتن پر سے اڑ جائیں گے اور یہ تلواریں گر کر گر
تمام اہل اسلام کا خاتمہ کر دینی کیونکہ اُسنے یہ سحر کمال کا کیا ہے اور یہ تیغہ جو اس گولہ سے پیدا ہوا ہے
یہ جا کر صاحب جعفران پر کڑتا اور صاحب جعفران کو ضرر پہونچاتا مگر یہ سب لوح کے بالکل ضرر نہ پہونچا میسر
مگر بان اہل لشکر پر ضرر اثر کرے گا اگر اسکی تدبیر نہ کی جائے گی تو لشکر تباہ ہو جائے گا سب ایک
پل میں ہلاک ہو جائینگے یہ جو سیمائے بلند آواز نے پشت دست پر تحریر پایا اسنے فوراً سحر کیا کہ
ایک سقف فولادی کل میدان جنگ پر بالائے ہوا قائم ہو گئی جسقدر مقام پر غیر ساحر لشکر اسلام
کے لڑ رہے تھے وہ سب تلواریں اُسی آسمان فولادی پر گرین اور اور ٹکڑے ٹکڑے ہو گئیں وہ تیغہ
قربیب صاحب جعفران آکر خود بخود دو ہو کر گرا زمین پر جب منیر جادو نے دیکھا کہ میرے اس
سحر نے بھی طلسم کشا پر کچھ اثر نہ کیا جان پر پھیل کر تلوار پیکر صاحب جعفران پر جا پڑا تلوار کا ہاتھ لگایا
صاحب جعفران اس خیال سے ہاتھ روکے ہوئے کھڑے تھے کہ یہ اطاعت کرنے آیا ہے اور ورنہ
بھی نہیں لڑ رہے تھے نہ صاحب جعفران کے کوئی گرو تھا کہ جس سے لڑتے یہ جو صاحب جعفران نے

ملاحظہ فرمایا کہ منیر جادو نے میرے اوپر تلوار کا وار کیا فوراً نثیاں پیدا ہو ا کہ اسکو اجل گھیر کر لائی یہ تھا راز
 تیسرا غلط تھا کہ یہ اطاعت کرنے کو آیا ہو یہ اسی طور سے دشمن جواب جاتا کہ ان پر کیونکہ موت نے
 آرا اسکو پکڑ کر سامنے پہنچا دیا بھاگ کر نہ جاسکا قضا اسکا دامن پکڑے ہوئے ہر بس صاحب جعفران نے
 اُسی تلوار کے وار کو سپر پر و کا وہ برس پڑا متواتر ہاتھ لگانے لگا صاحب جعفران اُسکے وار کو روکنے لگے
 جب اُسکا ہاتھ تھک گیا اب رہ رہ کے اور تھم تھم کے ہاتھ چلنے لگا صاحب جعفران لوح میں دیکھ
 چکے تھے کہ اگر یہ اڑ کر جائے تو یہ اسم جو حاشیہ لوح پر تحریر ہو چکا تیر پر دم کر کے تیر لگانا اگر تلوار سے
 قتل کرنا تو یہی اسم تلوار پر دم کر لینا اسی سبب سے جب یہ اڑ کر جانے لگا تھا تو صاحب جعفران نے وہ
 اسم پر چکان تیر پر دم کر کے کمان کو لیس کیا مگر اعظم جادو و ذخیرہ نے آکر خبر دی کہ سیمائے بلند آواز سے
 اور بادشاہ سے مقابلہ ہونے لگا ہر بس یہ سنے کمان کو دوش پر لٹکالیا تھا تیر کو ترکش میں رکھ لیا تھا
 بس اہل کفار سے لڑنے لگے تھے اب جو منیر جادو سامنے آکر پہنچا اُسے متواتر تلوار کے وار کیے
 جب اُسکا ہاتھ سست ہو گیا بس اُسکا وار روک کر صاحب جعفران نے عقرب سلیمانی کو علم
 کر کے اسپر اسم حاشیہ لوح تو دم ہی کر چکے تھے آواز دی کہ او منیر جادو و سنہل اور خبردار ہو اور ہوشیار
 ہو اب میں وار کرتا ہوں تیرا سحر بھی میں نے رد کیا اور میرے خدا نے تیرے سحر سے جگنو چا یا تو نے
 تلوار میں بھی لگا کر اپنے دل کی حسرت نکال لی میں نے تیرے سب وار رو کیے اب ایک وار
 میں کرتا ہوں تو بھی رو کر شمع تو ضرب زدی ضرب من نوش کن + ہمہ شادی از دل فراموش کن
 منیر جادو نے کہا کہ او طلسم کشا تو شوق سے وار کر میں تیرا وار رو کر و نکایہ کہ منیر جادو نے سحر کیا
 کہ تمام جسم اُسکا فولادی ہو گیا اُسے اپنے کور و بین تن بنایا جب سحر سے وہ اپنے کور و بین تن
 بنا چکا اور تینے صاحب جعفران اُسکے سر پر چمکا اُسے دو سحر کیا کہ کئی سپر میں اُسکے سر پر قائم ہوئیں
 مگر تینے جو چمک کر گر تا ہر سپر کو کاٹتا ہوا سر پر آیا کانسہ سر کو تراشتا ہوا صراحی گردن میں
 اُترتا ہوا سینہ کے کوڑھو لٹا ہوا شکم نا پاک کی خبر لیتا ہوا دونوں ٹانگوں کی راہ سے نکلا اور
 زمین میں دھکیا راوی بیان کرتا ہو کہ یا تو تینے قبہ سپر پر چمکا تھا یا اندر زمین کے جا کر خاک آلود ہوا
 صاحب جعفران نے نوہ تکیر کہہ کر ہاتھ کو بلند کیا راوی بیان کرتا ہو کہ منیر جادو کا دھونا تھا اور
 زمین پر گرنا تھا کہ ایک شوردار و گیر بلند ہوا سیاہ آندھی اٹھی تاریکی ہو گئی زلزلہ زمین کو آیا

خاک آری سنگ باری ہونے لگی ہیر ملک پر بھول کر غل مچانے لگے سر پر خاک اڑانے لگے شعلہ ہائے آتشین
بلند ہونے لگے ہر طرف شور و غل کی صدا بلند ہوئی ایک تلاطم مچ گیا تھلکہ پڑ گیا اور یا کا پانی جوش بارنے
لگا پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے ہوائے تند و تیز چلنے لگی زراعت تیرہ و تار ہو گیا راوی بیان کرتا ہر کہ اوہ تو
یہ آثار و عجالات پیدا ہوئے اُدھر جو مکانات و باغات و دیگر اشیائے سحر اندرون در بند تھے سب
تیسرے و نابود ہو گئے اُدھر جو مکانات و باغات تھے وہ سب منہدم ہو گئے اور کرچے کرچے ہو کر اڑ گئے سب
ساکنان در بند اور رعایا شہر یہ واقعہ دیکھ کر حیران ہوئے کہ یہ کیا سانحہ گذرا جو حد سحر اور حصار سحر گود در بند
تھا وہ سب ہر طرف ہو گیا در بند منیر یہ فتح ہو گیا ناموس منیر جادو بین ایک تلاطم مچ گیا سب لوگ
حیران تھے ساحر و غیر ساحر راوی بیان کرتا ہر کہ وہ لوگ جو کہ واسطے تماشہ کے آئے تھے اور یہ واقعہ
دیکھ کر اندرون باغ در بند چلے گئے انھوں نے ساکنان در بند و باشندگان در بند سے سب حال بیان
کیا تھا اور داروغہ میخانہ جو شراب و غیرہ لے کر آیا تھا اور یہاں جو پہو پچا تھا تو اُس نے یہ واقعہ دیکھا تھا
کہ جنگ و پیکار ہو رہی ہے وہ بھی واپس گیا تھا اُس نے بھی جا کر سب حال بیان کیا تھا یہ خبر محل و غیرہ
بین بھی پہونچ گئی تھی سب کو تشویش تھی کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے راوی بیان کرتا ہر کہ تاریکی ہو گئی اور
آندھیاں سیاہ اُٹھنے لگیں شور و غل ہونے لگا جو کچھ سحر تھا سب ہر طرف ہو گیا سب مٹ گیا
کیونکہ یہ در بند منیر جادو کے پاس نام تھا وہی اسکا مالک و مختار تھا اور وہ سحر کوئی نہ تھا
اسکے مرنے سے در بند فتح ہو گیا سحر مٹ گیا اور اسکا بھی اثر سحر کا باقی نہ رہا وہ کوہ اور وہ صحرا کہ جنگ
صاحبقران و خواجہ طر کر کے آئے تھے سب سحر کا تھا برباد ہو گیا یہ حالت ہوئی کہ جس طور سے
در بند سو سن و در بند اعظم فتح ہونے کے بعد صرف شہر سو سن و شہر اعظم باقی رہ گئے تھے لفظ
چندر کوس کا فاصلہ رہ گیا تھا ایک دوسرے کے مقابل تھا اور جو عمارات بلند تھیں ان پر سے
نظر آتا تھا اسی طور سے شہر منیر یہ بھی فتح ہو گیا کہ اب چند کوس کا فاصلہ تھا شہر سو سن و منیر یہ
بین وہ حصار سحر و غیرہ کہ جسکے سبب سے ایک در بند سے دوسرے در بند میں جہنوں کا راستہ تھا
اور منزلوں کا فاصلہ تھا وہ جاتا ہا راوی بیان کرتا ہر کہ سب ساکنان در بند و ناموس منیر جادو حیران
تھے کہ یہ تاریکی کیسی ہے اور یہ شور و غل کیسا ہے اور یہ عمارات و باغات و غیرہ کیوں برباد ہو گئے ہیں
اسکا کیا سبب ہے یہ ابھی حیران تھے اور برائے خیر جانے کو تھے کہ وہ تاریکی ہر طرف ہوئی اور

وہ تیار کی برطرت ہوئی اور آواز آئی کہ کشتی نام من منیر جادو و بودا فسوس مردیم و جان دادیم بہ مطلب شد و
 عرسیدیم یہ جو آواز آئی اور سب نے منی اب سب کو معلوم ہوا کہ ہمارا بادشاہ منیر جادو و حاکم در بند
 قتل ہوا طلسم کشا نے در بند منیر یہ کو فتح کیا اور منیر جادو کو قتل کر ڈالا یہ سسکے ناموس بین تو کھرام چ گیا ہر ایک
 عورت سر ٹکڑانے لگی اور اپنے کو ہلاک کرنے لگی ایک تلامذہ عظیم و کھرام بر پاختہ ہر ایک ساکن محل
 رور ہا تھا ادنیٰ و اعلیٰ کا یہ حال تھا کہ دیکھنے والوں کے کچھ منہ کو آتے تھے وہ منیر جادو کی زوجہ و
 مان و دختر و دیگر عزیزوں کے و خراش ہین انکی بیقراری و آہ و زاری و لونگو بے چین کیے دیتی تھی مگر
 کیا ہوتا ہوا ہل محل و ساکنان محل کا تو یہ حال تھا و اہل شہر و ساکنان در بند کا یہ حال تھا کہ
 سب کے سب ایک مقام پر جمع ہوئے اور باہم رائے کرنے لگے کہ اب کیا تدبیر کی جائے طلسم کشا
 اب اس طرف مع لشکر کے آئے گا کیونکہ اب راستہ کھل گیا ہوا ہل شہر کو قتل کرے گا ایک
 تلامذہ چائے گا کیونکہ اب کون ہو جو رو کے گا جبکہ منیر جادو ایسا سا خرد بردست نہ روک سکا
 اسکے ہاتھ سے مارا گیا اس پر کیا منحصر ہو اور بہت سے ساحر مارے گئے اسکا لشکر آگیا جو سردار
 و بادشاہ اسکی کمک کو آئے تھے یعنی منیر جادو کی رہ بھی مارے گئے اور اسیر ہوئے جب
 ان لوگوں کے بنائے سے کچھ نہ ہو سکا تو ہم کیا چیز ہین اور ہم بین یہ جرات و طاقت نہیں ہو کہ
 ہم طلسم کشا سے مقابلہ یا مجادلہ کریں یا لڑیں کیونکہ ہم لوگ بالکل بے دست و پا ہین اور بالکل
 بیچار ہین وہ صاحب لوح بھی ہو اسپر سحر اثر نہ کرے گا خلاصہ یہ کہ ہم اسکا کچھ نہیں کر سکتے ہین نہ
 کچھ بنا سکتے ہین لہذا اسچین کیا تدبیر کیجائے اور کیونکر اپنی جان بچائی آجائے اور کیونکر ان لوگوں کے
 ہاتھ سے مفر ہو سب نے یہ سنکے جو اب دیا کہ کیا تدبیر بتائی جائے اور کیا تدبیر کیجائے جو سب کی
 رائے ہو وہ کرو جو کہ کم مرتبہ اور کم عزت لوگ تھے انھوں نے جو اب دیا کہ ہم کیا اور ہماری رائے
 کیا اور ہماری وقعت کیا جو آپ لوگوں کی رائے ہو وہ کیجیے کیونکہ آپ لوگ رئیس ہین و راہی
 رائے اور عقل ہم سب سے زیادہ و عمدہ ہو راوی بہان کرتا ہر کہ یہ جو ان سب نے کہا ان
 سب نے جو اب دیا کہ جبکہ یہ امر معلوم ہو گیا کہ ہم طلسم کشا سے مقابلہ نہیں کر سکتے ہین نہ ہم لڑ
 سکتے ہین اور یہ امر بخوبی ظاہر ہو تو کچھ سوائے اس تدبیر کے دو سر تدبیر نہیں ہو کہ سب کے
 سب ملکر اور رومال سے ہاتھ باندھ کر طلسم کشا کی خدمت میں حاضر ہوں اور اسکی خدمت کریں

اور اُسکے شریک ہوں دین اسلام قبول کروں سو اسکا اس تدبیر کے کوئی دوسری تدبیر جان بچنے کی
 نظر نہیں آتی ہر آئندہ جو تم سب کی رائے ہو ان سب نے کہا کہ اگر آپ کی یہ رائے چاہو ہم نے بھی
 پسند کی بہت خوب ہے ہم سب کو مرغوب ہے ہذا اب عرضہ نہ فرمائیے تشریف لے لیے چنانچہ
 جس قدر رئیس و امیر و صاحب مرتبہ و اہل عزت لوگ تھے وہ سب کے سب کل اہل شہر کے
 مرد و نوجوان اپنے ہمراہ لے کر اور روہل سے ہاتھ باندھ کر طرف میدان جنگ کے روانہ ہوئے راوی بیان
 کرتا ہے کہ سامنے شہر پناہ کے جو میدان تھا اُس میں یہ مقابلہ ہو رہا تھا اور سب لڑ رہے تھے یہ لوگ
 تو ادھر سے دست بستہ روہل سے ہاتھ باندھے ہوئے چلے آدھر کا حال سماعت ہو کہ جب وہ
 تاریکی بر طرت ہوئی اور آواز آئی کہ کشتی نام من منیر جادو و جادو اور مطلع صاف ہوا سب نے دیکھا کہ
 میدان جنگ میں لاش منیر جادو کی پڑی ہوئی ہو آدھرا ہل لشکر گھبرا گئے ادھر علم شاہ نے و مرج
 نے لڑ کر علم شاہے لشکر گرا دیئے جس قدر سردار تھے وہ مارے گئے باقی اسیر ہو گئے اب کوئی انسر
 باقی نہ رہا صرف منیر جادو کے بھروسہ پر لڑ رہے تھے جب اُسکو بھی کشتہ پایا مرجان جادو اسکا
 وزیر مقابلہ اور جادو کی خبر پا کر کل لشکر ساحران کو اپنے ہمراہ لے کر میدان جنگ میں آیا تھا جبکہ
 مقابلہ ہو رہا تھا کیونکہ سپہ سالار تو کل پچاس ہزار ساحر لے کر یہ حکم لے لیا کہ منیر جادو کے وہاں پہونچا
 تھا جب منیر کے وزیر کو معلوم ہوا تھا کہ بادشاہ سے و طلسم کشا سے مقابلہ ہو رہا ہے تو وہ کل لشکر
 جو کہ قریب تین لاکھ کے تھے لے کر میدان جنگ میں پہونچ گیا تھا اور شریک جنگ ہوا تھا بڑے
 شد و مد سے لڑ رہا تھا منیر جادو کی لاش کو جو اسنے دیکھا اُسکے بھی حواس جاتے رہے ادھر ساحران
 لشکر اسلام نے اب جو دباؤ ڈالا لشکر کفار دینے لگا جب یہاں سے بلند آواز نے دیکھا کہ منیر جادو
 مارا گیا وہ بھی بالائے ہوا سے زمین پر آیا اور لشکر کفار سے مقابلہ کرنے لگا اور لڑنے لگا اسنے جو
 سحر کیا ایک ہی سحر میں کل لشکر کا اسنے دم بند کر دیا سب کے حواس جاتے رہے ادھر علم شاہ
 و صاحبقران نے مارے تلواروں سے لشکر غیر ساحران کا ستر اڑا کر دیا اب جو لشکر کفار نے
 اپنے انسروں و سرداروں کو کشتہ پایا اور اسیر سب کے ایک مرتبہ پاؤں اٹھ گئے ادھر غیر
 ساحروں کے پاؤں اٹھے ادھر ساحروں کے کیونکہ مثل مشہور ہے تکیہ بے فقیر تر کش بے تیر
 لشکر بے میر بیچارہ اب جو سپاہ نے جھوٹ لکھا یا ایک مرتبہ سب کے پاؤں اٹھ گئے

قرار پر قرار لیا کوہ صحرائی طرف بھاگنے لگے اب جو لشکر نے فرار پر کمر کسی اور ادھر ادھر سے بھاگنے لگے جدھر
راستہ ملا اور جدھر جاے پناہ ملی یہ رنگ جوان سرداروں نے دیکھا جو دو ایک باقی رہ گئے تھے اور وزیر
منیر جادو نے پہلے تو بہت بہت پکارے اور اہل لشکر کو آمادہ کیا کہ مقابلہ کریں مگر اب کون سنتا
ہو اور کون سماعت کرتا ہر سب کے پاؤں اٹھ گئے ہیں سب بھاگ کھڑے ہوئے ہیں اب کون
کسی کی سنتا ہو اور کون ٹھہرتا ہر سب بھاگے جاتے ہیں یہ جو وزیر نے رنگ دیکھا بہت طعنا لیا
بہت حیران و پریشان ہوا دل میں کہنے لگا کہ کیا تدبیر کروں جو افسر قتل و اسیر ہونے سے باقی ہے
تھے وہ بولے کہ جو آپ فرمائیے وہ کیا جائے وزیر نے کہا کہ لشکر تو سب بھاگ کھڑا ہوا اب ہم تم اگر
کڑینگے تو مفت میں جانیں برباد ہوئی مثل منیر جادو وغیرہ کے ہم بھی اسیر یا قتل ہو جائینگے جب
منیر جادو کو کچھ نہ بنا سکے جو کہ مالک و رہنما تھے تو ہم کیا بنائیں گے اس سے بہتر اور مناسب یہ ہے
کہ چل کر طلسم کشا کی اطاعت کرو اور اس کے دین و نہد سب کو قبول کرو کیونکہ ثابت ہو گیا کہ یہ بڑا
صاحب اقبال و نصیبہ و رہبر اور یہ طلسم ضرور فتح ہو گا اس طلسم کا فتح یہ ہے جو جو مقام سخت و
صعب تھے ان سب کو فتح کر لیا اب دو یا تین در بند اور باقی ہیں اور شنگال سے مقابلہ ہوتا ہوا انکو
بھی فتح کرے گا اور جنگ کو بھی سر کرے گا اس سے کیا فائدہ جو بیگار کو اپنی جان دین یہ جو وزیر
نے کہا سب نے حیرا بدیا کہ چہ عرصہ کیوں فرمائیے کیا یہ مرضی ہے کہ جس قدر لشکر باقی ہے وہ بھی قتل
ہو جائے اور فرار کر جائے جب امان طلب فرمائیے گا وزیر نے کہا کہ نہیں یہ کہہ کر اپنے زوال ہاتھوں
سے باندھے اور ایک برگ کاہنھو میں دبا فی اور پکار کر اہل لشکر سے کہا کہ اب نہ فرار اختیار
کرو ہم طلسم کشا سے امان طلب کرتے ہیں وہ ضرور امان دے گا یہ کہہ کر اسی حالت سے سب
سب طرف صاحبقران کے چلے آدھراہل لشکر یعنی ساحروں نے جو یہ سنا کہ سب سردار
امان طلب کرتے ہیں اور طلسم کشا کی خدمت میں جاتے ہیں باہم کہا کہ جب تک یہ خدمت
میں طلسم کشا کے جائینگے اور امان طلب کریں گے اس وقت تک یہاں خاتمہ ہو جائے گا ہم کو
کیا فائدہ جو ہم بیگار کو اپنی جانیں برباد کریں جب امان مل جائے گی ہم سب چلے آئیں گے
ادھر لشکر اسفند باد و لشکر لا جو و و لشکر الہرزج حلاہ کے اہل لشکر اور جو
سردار باقی تھے انھوں نے دیکھا کہ ہمارے افسر و بادشاہ قتل ہوئے اور لاکھوں اہل لشکر

مارے گئے اور کچھ فائدہ نہ ہوا بلکہ انھیں لوگوں کا لشکر ہم پر غالب آیا ہمارا لشکر فرار کرنے لگا باہم صلاح کی سوائے اطاعت کے دوسرا امر نہیں ہو کہ جان بچے اور منفرے اس سے کیا حاصل کہ ہم جانیں برباد کریں امان کیوں نہ طلب کر لیں اور اطاعت کیوں نہ کریں جبکہ ہمارے افسر مارے گئے اور اسیر ہوئے لشکر الہیز کے اہل لشکر نے باہم کہا کہ گویا دشاد ہمارا قتل ہوا مگر ہمارے سپہ سالار نے تو پس طلسم کشا کی اطاعت کی اور اُس کے دین و مذہب کو اختیار کیا ہم کیوں نہ ایسا کریں جبکہ بادشاہ قتل ہو چکا ہے بس ان چاروں لشکروں کے اہل لشکر اور سردار برگ کاہد انتون میں دو باگر چارے کہ الامان یا صاحبقران ہم اپنے کردار سے باز آئے ہم کو امان مرحمت ہو ادھر سے یہ لوگ پکارے اُدھر سے ساحران لشکر منیر چادوئے امان کی صدا بلند کی چاروں سمت سے صدائے امان امان آئے گئی اہل اسلام پکارے کہ امان بشرط ایمان ملے گی ان سب نے کہا کہ ایمان بھی لائے ہیں ہم کو امان مرحمت ہو یہ جو کہا بس صاحبقران نے و علمشاہ نے ہاتھ روک لیا نقیبوں نے پکار کر کہا کہ اب کوئی قتل نہ کرے صاحبقران نے ان سب کو امان مرحمت فرمائی یہ جو پکار کر کہا اس وقت اہل لشکر نے ہاتھ روک لیا اُدھر ساحران اسلام نے سحر کرنا موقوف کیا سب طرف لڑائی موقوف ہوئی ہر طرف امن و امان ہو گئی صاحبقران ہاتھ روک کر تلوار کو نیام میں کر کے کھڑے ہو گئے پہلے سردار لشکر اسفندیار کے آئے انھوں نے ہاتھ جوڑ کر خدمت صاحبقران میں عرض کیا کہ ہماری خطا و قصور کو معاف فرمائیے ہم کو امان مرحمت فرمائیے یہ کہ کتر قدم صاحبقران پر سر جھکایا صاحبقران نے سب کو تشفی و دلاسا مرحمت فرمایا اور الگ ہوئے تھے کہ لاہور کے اہل لشکر و سردار آکر قدمبوس ہوئے اُنکے اوپر بھی صاحبقران نے شفقت فرمائی اور ان کو اور لشکر اسفندیار کے اہل لشکر کو حکم دیا کہ تم لوگ ایک طرف صحت آراہو اور ٹھہرو ہم فرد گاہ پر پہونچکر تم سب کو کلمہ تعلیم کریں گے یہ فرما کر قصد کیا تھا کہ لشکر کو حکم دین کہ اب فرد گاہ پر چلو کہ لشکر لاہور کے لوگ حاضر خدمت ہوئے آداب و قدمبوسی بجالائے اُنکے بھی حلال پر صاحبقران نے مہربانی فرمائی اُنکو بھی ایک سمت ٹھہرنے کا حکم دیا اُدھر لشکر الہیز کج کلام کے سردار و اہل لشکر خدمت علمشاہ میں حاضر ہوئے مریخ شیر شکار علمشاہ کے پاس کھڑا ہوا تھا اُس نے جو اہل لشکر و دیگر سرداروں کو آتے ہوئے دیکھا اور دیکھا کہ سب روال سے ہاتھ باندھے ہوئے

ہیں اور کچھ میں گھاس کی پتیاں دبائے ہوئے ہیں مریخ نے علمشاہ کی خدمت میں عرض کیا کہ ملاحظہ فرمائیے کہ سب اہل لشکر حاضر خدمت ہوئے ہیں کیونکہ امان طلب کی ہو اور امان کے خواستگار ہوئے ہیں علمشاہ نے فرمایا کہ آنے دو ان سب کو لے جا کر صاحبقران کی خدمت میں خطا معاف کراؤ نگاہ وی بیان کرتا ہوں کہ علمشاہ یہ قصد فرما رہے تھے کہ سب اپنے لشکر کو اپنے ہمراہ لے کر اور بادشاہوں کو کہ جنکو میں نے اپنا مطیع کیا ہوا انکو قدم صاحبقران پر گراؤں اور مشرت خدمت کی سعادت سے گراؤں کہ یہ اہل لشکر اگر خدمت علمشاہ میں پہنچے اور مریخ سے کہا کہ ہمارے سفارتیں فرمائیے آقا کی خدمت میں ہم اسی سبب سے آپ کے پاس آئے ہیں کہ اب آپ کی اطاعت کر چکے ہیں راوی بیان کرتا ہوں کہ مریخ شیر شکار نے سب اہل لشکر کو لا کر قدم پر علمشاہ کے گرایا علمشاہ نے سب کے حال پر شفقت فرمائی بس علمشاہ اپنے اہل لشکر کے معزز سرداروں اور کل بادشاہوں و مریخ کو و دیگر اہل لشکر کو اپنے ہمراہ لے کر خدمت صاحبقران میں حاضر ہوئے پہلے خود قدم پر گرے سر جھکایا صاحبقران نے علمشاہ کے سر کو سینہ سے لگایا اور اب علمشاہ نے سب کے ناموں سے صاحبقران کو آگاہ کیا ہر ایک کو قدم پر گرایا اب جب یہ سب حاضر ہو چکے اور علمشاہ اپنے اہل لشکر و اہلکاران لشکر و محاسبان لشکر کو حکم دے کر آئے تھے کہ خیمے برپا کرو اور ہمارے لشکر کے کشتون کو شمار کرو اور جو کفار ہم نے اسیر کیے ہیں انکو داخل قید خانہ کرو اور جو اہل لشکر ہمارے لشکر کے مجروح ہوئے ہیں انکو شفا خانہ میں داخل کرو اور بارگاہین برپا کرو سب اہل لشکر پڑاؤ پر کھولیں اور لشکر البرزج کلاہ کے بھی لشکر کو جگہ دو اور اس لشکر کے بھی زخمیوں کا شمار کرو اور جو انہیں زخمی ہوں انکو بھی شفا خانہ میں بھیجو ہم خدمت صاحبقران میں جاتے ہیں وہاں سے ان کو ان سب کو کلمہ تعلیم کرینگے اور جو انہیں سے اسیر ہوئے ہیں انکو داخل زندان کرو ہم انکا دربار سمجھیں گے یہ کہہ کر خدمت صاحبقران میں روانہ ہوئے تھے یہاں سب نے بموجب حکم علمشاہ سب سامان درست کیا خیمے وغیرہ برپا کیے لشکر اترا ایک طرف لشکر البرزج کلاہ اترا دھوا ہلکاران لشکر کے لیے بارگاہین وغیرہ برپا ہو گئیں بازاریں آراستہ ہو گئیں اسیروں کو داخل زندان کیا انہیں لشکر البرزج کے لوگ آئے اور دوسرے لشکر کے بھی لوگ آئے ان سب کو شمار کر کے زندان میں داخل کیا زخمیوں کو شفا خانہ میں بھیجا انکے ٹانگے

دینے کے مرہم کی پیشانی چڑھائی گئیں علاج ہوتے لگا اور محاسبان شکر نے جو شمار کیا تو شکر اسلام کے کشتے غلغلہ کیے اور اپنے لشکر کے الگ اور کفار کے لشکر کے الگ سب شمار کر کے اپنے اپنے مقام پر چلے آئے اور کمر بن کھولیں راوی بیان کرتا ہے کہ علم شاہ کے آئے پر بھی تین شبانہ روز جنگ و پیکار ہوا کی بازار مرگ گرم رہا انکا لشکر تو تین دن لڑا اور اہل اسلام سب اس شبانہ روز تک لڑا کیے اور مقابلہ کیا کیے لشکر آسودہ ہوا اور علم شاہ خدمت صاحب قرآن میں پہنچے تھے اور مشرت سعادت قدموں میں ہوئے تھے کہ مرجان جادو وزیر منیر جادو مع لشکر کے حاضر ہوا اور قدموں میں بجالایا اتنے عرصہ میں کل لشکر ساحران کل لشکر اسلام اکٹرا جمع ہو گیا ایک طرف لشکر غیر ساحران عقب صاحب قرآن میں مصائب کھڑا تھا اور دوسری طرف لشکر ساحران سب سرداروں نے و اہل لشکر نے قوا عدشائی بجالا کر عرض کیا کہ فرود گاہ پر تشریف لے چلیے اور بارگاہ وغیرہ میں قیام فرمایئے صاحب قرآن نے فرمایا کہ بارگاہ میں وغیرہ کہاں ہیں جو میں بارگاہوں میں چلون اور فرود گاہ کس مقام پر ہے میں تو یہاں اکیلا آیا تھا اہل لشکر اور آپ لوگ جو تشریف لائے تو شریک جنگ ہو گئے تھے وغیرہ کیونکر برپا ہوئے تھے کہ میں وہاں چلون حکم استقلینوس وغیرہ نے عرض کیا کہ جب ہم یہاں آکر پہنچے تھے تو اہلکاران لشکر کو حکم دیا تھا کہ تم یہیں وغیرہ برپا کرو اور بازاریں آؤ ستر کرو جبکہ جنگ و پیکار سے فرصت ملے گی تو صاحب قرآن یہاں فروکش ہوئے اور کہاں تشریف رکھیں گے تھکے ہوئے ہوئے بس یہ ہوا کہ آئے کے ساتھ ہی بارگاہ میں اتریں بس یہ موجب حکم کے سب سامان درست ہو گا آپ تشریف لے چلین یکا یک سیماسے بلند آواز مع غلط جادو وغیرہ کے خدمت میں آیا اور قدموں میں حاصل کی اب صاحب قرآن نے جانے کا قصد کیا تھا کہ اہل شہر فریاد کرتے ہوئے آئے آکر سب نے خدمت میں قدموں میں حاصل کی اور عرض کیا کہ حضور شہر میں تشریف لے چلین شہر کو اپنے قدم میں نہایت لزوم کے نور سے منور فرمایئے ہم سب کو شرف زیارت حاصل ہو کہ وزیر منیر جادو نے بھی یہی عرض کیا صاحب قرآن نے اپنے سرداروں کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ تم سب کی کیا رائے ہے سب نے عرض کیا کہ جو مرضی مبارک فرمایا کہ کیا نقصان ہے جو وہ لوگ کہتے ہیں انکے کہنے پر عمل کرنا چاہیے تاکہ یہ ناخوش نہ ہوں اہل لشکر کو حکم دو کہ وہ پڑا و پڑا ترین کمر بن کھولیں اور سب اہل لشکر

اترین کشتوں کا شمار کریں جو کہ اہل اسلام کے کشتے ہوں ان پر نماز پڑھ کر دفن کریں اور جو کفار کے
 ہوں ان کو اٹھا کر کسی غار میں ڈال دیں اسیروں کو داخل زندان کریں کل صبح کو لے کر حاضر ہوں
 تاکہ ان کا بار بار سمجھا جائے اور مجروحوں کو شفا خانہ میں داخل کریں تاکہ ان کا علاج ہو سب لشکروں
 کے زخمیوں کا کیونکہ ان لوگوں نے بھی تو ہماری اطاعت کی ہر حکم دیکر صاحبقران سے اہل شہر و
 و دیہہ سے فرمایا کہ چلو بس تخت پر سیمائے بلند آواز کو سوار کیا اور سب سردار سا حرد و غیر
 ساحر گرو تخت ہوئے کل لشکروں کو اسی مقام پر چھوڑا خواجہ نے سب مال و اسباب وغیرہ
 لوٹ لیا خلاصہ یہ کہ مرجان جادو صاحبقران و سیمائے بلند آواز کو لے کر داخل شہر
 منیر یہ ہوا کہ عملات شاہی میں امارا راوی بیان کرتا ہے کہ سب اہل محل فرار کر گئے تھے خبر
 قتل منیر جادو و سب کے صرف زخم منیر جادو و اسکی دختر و چند خواہیں رہ گئیں تھیں اس خیال سے
 کہ جو ہمارا وارث تھا وہ مار گیا اب در بدر پھرتے سے کیا حاصل ہو اس سے طلسم کشا کی اطاعت
 کیونکہ کریں کہ جسکے سبب سے ہر طرح کی راحت و آرام ملے صاحبقران جب یہاں داخل
 و بار ہوئے سب سرداروں کو مکانات دہریہ دئے وہ سب آراستہ تھے سردار اُن
 مکانات میں اترے ایک محل میں صاحبقران فروکش ہوئے خواجہ نے جائے کے ساتھ
 ہی خزانہ پر اپنا قبضہ کیا سب مال و اسباب لوٹ کر داخل زبیل کیا حکیم اوڑھ کر خزانہ میں
 گئے تھے بالکل خزانہ خالی کر کے چلے جب یہاں سب اتر چکے اسوقت علمشاہ نے
 صاحبقران سے عرض کیا کہ میں اپنے لشکر کو جاتا ہوں اپنے لشکر کو فروکش کراؤں تو حاضر
 ہوں پس اپنے سب سرداروں کو لے کر علمشاہ اپنے لشکر میں آئے بارگاہ میں بیٹھے کہ اگر
 اُن سب نے عرض کیا کہ جنگ حکم دے گئے تھے کہ سب بندوبست کر رکھنا اور سب
 سامان اور جنھوں نے کشتوں کا شمار کیا تھا عرض کیا کہ آپ کے لشکر سے دس ہزار اہل
 لشکر درجہ شہادت پر فائز ہوئے ہم نے اُن سب کی لاشوں کو جمع کر کے نماز میت پڑھ کر
 دفن کر دیا اور لشکر البزرگ کے بیس ہزار لوگ کام آئے اُن سب کو صحرا میں ایک غار تھا اس میں ڈال دیا
 اور پانچ ہزار اہل اسلام بھی آپ کے لشکر کے مجروح ہوئے ہیں اور آٹھ ہزار لشکر البزرگ
 کے ان سب کو شفا خانہ میں بموجب حکم بھیج دیا ہوا ان کا علاج ہو رہا ہے اور دس ہزار اسیر

ہوئے ہیں وہ سب داخل زندان ہیں یہ سب کے بھٹکے ہوئے فرمایا کہ ان سب کا دربار کل سمجھا جائے گا
یہ فرما کر مقام آرام پر آئے کچھ نوش فرما کر آرام کیا اسی طور سے سب بند و بست لشکر صا حبقران
ہیں بھی ہوا غلط شاہ نے اپنا لشکر الگ لشکر صا حبقران سے اتارا تھا مگر کچھ فاصلہ پر راوی بیان
کرنا ہے کہ لشکر منیر جادو تو ہمراہ صا حبقران کے داخل شہر ہوا تھا مگر لشکر اسفندیار وغیرہ شامل
لشکر صا حبقران اترا تھا ایک سمت لشکر ساحران فروکش ہوا اور ایک سمت لشکر غیر ساحران
خیمے وغیرہ و بارگاہین قبل سے برپا تھیں بازار میں آراستہ تھیں بہ موجب حکم صا حبقران لشکر
ساحران کے کارپرداروں نے سب بند و بست لشکر ساحران کا کیا جس طور سے صا حبقران
نے حکم فرمایا تھا اسی طور سے اور لشکر غیر ساحران کے اہلکاروں نے بہ موجب ارشاد صا حبقران
کے بند و بست کیا اور سب راحت آرام سے اُترے اور رات بھر کی بوقت سحر بان اندرون
شہر صا حبقران نے بیدار ہو کر وضو وغیرہ سے فراغت فرما کے دربار میں تشریف لائے سب
حاضر و بار ہوئے وہی طرف لشکر صا حبقران کے سردار تھے اور بائیں طرف لشکر منیر جادو و
اسفندیار وغیرہ کے لشکر کے سردار بھی تخت پر سہماے بلند آواز نے جلوہ فرمایا اور دنگل شوکت
پر صا حبقران نے خواجہ سامنے صا حبقران کے ایک کمرسی پر بیٹھے جب دربار آراستہ
ہو چکا صا حبقران نے وزیر منیر جادو سے فرمایا کہ یہ بتاؤ کہ کوئی لڑکا ہے منیر جادو کا ذریعہ
عرض کیا کہ یا صا حبقران لڑکا تو کوئی نہیں ہو ایک لڑکی ہے کہ بہت حسین و خوبصورت ہو اسکا
نام ملکہ زلزہ سرائکن ہے و فرزند کی بہت بڑی آرزو تھی منیر جادو کو صا حبقران نے فرمایا کہ وہ
لڑکی کہان جو اسنے عرض کیا کہ محل میں ہو گواور سب اہل محل تو بھاگ گئے مگر وجہ منیر و دختر
منیر نہیں بھاگیں وہ آپ کی زیارت کی بہت مشتاق ہیں قد مبوس کی خواستگار ہیں صا حبقران
نے فرمایا کہ اچھا دیکھا جائے گا انکو ہماری طرف سے دعا کہدینا اور بہت اطمینان دینا وزیر یہ
عرض کر رہا تھا کہ ایک چوبدار نے لا کر ایک عریضہ ہاتھ میں وزیر کے دیا وزیر نے اس عریضہ کو
دیکھا اس پر تحریر تھا کہ عریضہ خدمت صا حبقران میں پیش کرنا اور اس پر زوجہ منیر جادو کی
مرحمتی پس وزیر نے وہ عریضہ پیش کیا اور عرض کیا کہ یہ عریضہ زوجہ منیر جادو کا ہے اسے آپ کی
خدمت میں قبول کیا ہے صا حبقران نے وہ عریضہ وزیر کے ہاتھ سے لے لیا اور اسکو خود ملاحظہ

فرمایا اس خیال سے کہ وہ معلوم اسے کیا تحریر کیا پر راوی بیان کرتا ہے کہ منیر چادو کی زوجہ نے تحریر کیا تھا کہ یا صاحبقران یہ کنیز میرا پاس ہے تمہارے آپ کی زیارت کی بہت مشتاق ہے لہذا اپنے قدم پہنچتے ہوں میرے کا شانہ کو منور فرمائیے تاکہ میری امید بڑھے اور میں آپ کی زیارت سے مشرکت ہوں میرے شوہر نے میری یہ حالت کر کے اپنی جان دی جو اس کے مقدر میں تھا وہ ہوا یہ کنیز آپ کے کرم و بخشش کی امیدوار ہے مجھ پر یہ نظر عنایت رہے اور کنیز زادی کا آپ کو اختیار ہے جو عریفہ صاحبقران نے پڑھا خود اس کی پشت پر یہ تحریر فرمایا کہ اطمینان رکھو اور کسی قسم کا خوف و اندیشہ اپنے دل میں نہ لاؤ ہم تم سے بہت خوش ہیں باطمینان تمام تم محل میں رہو ہم آئینے پر تحریر فرما کے وزیر کو دیا کہ یہ اسی شخص کو دے دو جو کہ لایا تھا ہم نے جواب تحریر کر دیا ہے وزیر نے لے کر جو بدار کو دیا چو بدار وہ عریفہ لے کر محل کے دروازے پر آیا محلدار کو دیا محلدار نے ملکہ کو جا کر دیا ملکہ جواب ہا صواب پا کر بہت خوش ہوئی ادھر کا حال سماعت فرمائیے کہ یہاں دربار آراستہ پڑیں صاحبقران نے اسی وقت ان لوگوں کو جو کہ دربار میں ان سب شکروں کے موجود تھے حکیم تعلیم فرمایا سب کے سب کلمہ پڑھ کر از سر صدی مسلمان ہوئے جو کہ ساحر تھے انھوں نے اطاعت اسلام اختیار کی وزیر کو حکم دیا کہ سب اہل لشکر و اہل شہر کو جمع کر کے انکو بھی اطاعت اسلام کے اختیار کرنے کا حکم دے چنانچہ وزیر نے اسی وقت منادی کرائی سب اہل شہر و اہل لشکر حاضر ہوئے در و دولت پر بس سب نے حاضر ہو کر وزیر نے حکم صاحبقران سے سب کو آگاہ کیا اسی وقت جو کہ ساحر نہ تھے انھوں نے کلمہ پڑھا جو کہ ساحر تھے وہ مطیع اسلام ہوئے بت فائدہ منہدم کیے گئے مساجد کی بنا ڈالی گئی گزرو سکے بنام سعد بن قباد کے یہ موجب حکم صاحبقران جاری کیا گیا چنانچہ شہر منیر یہ تمام و کمال اسلام آباد ہوا مثل شہر سوسن و شہر اعظم و کوہ بے ستون کے جب ان سب امروں سے صاحبقران فارغ ہوئے اب صاحبقران نے سرداران ہلاہل و ہورولا جو وہ وغیرہ سے کہا کہ تم لوگ یہ تدبیر کرو کہ یا تو خود جاؤ یا بذریعہ ناموں کے اہل شہر کو خبر دو کہ وہ دین اسلام قبول کریں اور سب جگہ منہدم کر کے مسجدوں کی بنائیں ڈالیں ان سب نے غرض کیا بہت خوب بس اسی وقت دبیر کو طلب کر کے نامے تحریر کرائے استو کہ یہ مخمور تھا کہ تمہارے بادشاہوں نے شکست کھائی صاحبقران کے ہاتھ سے

دار سے گئے ہم نے جب دیکھا کہ کسی صورت سے جان نہیں بچتی ہو جب بادشاہ نہ کچھ کر سکے تو ہم
 کیا بنالین کے اطاعت کرنا مناسب ہو لہذا ہم نے اطاعت کی تم کو بھی تحریر کیا جاتا ہو کہ جو
 حکم اس ناموں میں تحریر ہیں اسکو سب اہل شہر عا یا سے شہر کو تعلیم کرو اور بتکدہ وغیرہ منہدم کرو اور
 مساجد کی بنیاد الوجود قاعدہ تحریر ہیں اپنی عمل کرو گزوسکہ بنام بادشاہ اسلام جاری کرو اگر اسکے
 خلاف کرو گے تو صاحبقران کو اسی مقام پر مع لشکر کے موجود پاؤ گے آئندہ تم کو اختیار ہو یہ تحریر
 کروا کے ساندنی سواروں کے ذریعہ سے روانہ کیے ساندنی سوار وہاں پہونچنے داخل شہر ہوئے
 اور ان شہروں کے وزیروں کو اور بادشاہوں کو جو کہ لاہور دلا جو رو وغیرہ کی طرف سے حکومت
 کر رہے تھے انکو نامے دیئے انھوں نے نامے پڑھ کر اہل شہر کو جمع کیا اور نامہ پڑھ کر سنایا چنانچہ
 سب نے کہا کہ پھر کیا چارہ ہو جب بادشاہ کچھ نہ کر سکے تو ہم کیا کر سکتے ہیں بیکار جان دینے سے
 کیا فائدہ ہو اطاعت کرو بس یہ موجب تحریر کے سب نے حکم پڑھا اور دین اسلام قبول کیا
 بتکدہ منہدم کر دیئے گئے مسجدیں تیار ہوئے لکین دین اسلام کا ڈنکا شہر لاہور دلا جو رو وغیرہ
 میں بجنے لگا گزوسکہ بنام سعد بن قباد کے جاری ہوا شہر لاہور دلا جو رو کے باشندے
 سلمان ہوئے جب یہ سب بندوبست ہو چکا ان شہروں کے وزیروں نے لکھ کر عریضہ روانہ
 کیے کہ ہم نے یہ موجب تحریر صاحبقران اطاعت کی اور دین اسلام قبول کیا صاحبقران
 نے انھیں وزیروں کو وہاں کا حاکم کیا تھا یہ تحریر کر دیا تھا کہ اگر لاہور دلا جو رو کی اولاد ہو اور
 قابل حکومت ہو تو اسکو تخت پر بٹھانا اور اگر اس قابل نہ ہو تو تم لوگ اسکی طرف سے بنیابت
 حکومت کرنا جب وہ اس قابل ہوئے اسوقت انکو انکی حکومت دینا اور تم وزارت کرنا
 اگر اولاد نہ ہو تو تم حکومت کرنا ہم نے تم کو حاکم کیا چنانچہ ان دونوں کے اولاد نہ تھی وزیر میدان
 کے حاکم ہوئے یہ اقبال صاحبقرانی تھا کہ طرف ناموں پر ان ملکوں کے باشندے خلا پرست
 ہوئے کسی نے غدہ تک نہ کیا یہاں کا تو وہ حال گذرا جو کہ تحریر ہوا اب دربار صاحبقرانی کا
 حال تحریر ہوتا ہو کہ جب بنانے وغیرہ روانہ ہو چکے اسوقت صاحبقران نے خواجہ سے
 فرمایا کہ اے خواجہ اسفندیار کوز بیل سے نکالو تاکہ میں اسکو بھی مشرف باسلام کروں اور
 اسکی شرط سنوں خواجہ نے اسفندیار کو نکالا ستون سے باندھ کر ہوشیار کیا اسنے ہوشیار

ہو کر صاحب قرآن کو سلام کیا اور کہا کہ مجھ کو رہا کرو جیسے میں نے آپ کی اطاعت کی جو ہمارے ہوتے ہیں اُن کے
ایک زبان ہوتی ہے میں بھی اپنے کہنے سے منحرف نہ ہوں گا صاحب قرآن نے حکم فرمایا کہ رہا کرو چنانچہ رہا
کر دیا گیا کرسی رحمت ہوئی وہ مجرا بجالا کر کرسی پر بیٹھا اب صاحب قرآن نے فرمایا کہ پہلے تم اپنی شرط
بیان کرو کہ کیا شرط رکھتے ہو ہم پہلے اُسکو پورا کریں پھر تم سے دین اسلام کے قبول کرنے کو کہیں گے
اسفندیار نے جواب دیا کہ کیا عرض کروں اگر گستاخی معاف ہو تو عرض کروں صاحب قرآن نے فرمایا
کہ شوق سے عرض کرو اسفندیار نے عرض کیا کہ میں ایک مدت سے دختر منیر جاو و پر عاشق
ہوں تصویر دیکھ کر فریفتہ ہوا تھا مگر یہ سبب ساحر ہونے کے اُس سے کہ نہ سکتا تھا کیونکہ وہ
ساحر تھا میں غیر ساحر ہوں یہ خوف ہوا کہ اگر میں اسکی درخواست کروں منیر جاو و ناخوش ہو
اور میرے قتل کر دے تو میں کیا کروں بس اُسیدن سے اسکی آتش فراق میں جلا کرتا ہوں
اگر میری معشوقہ کو مجھ کو ملا دیجیے تو میں دین اسلام کو قبول کرتا ہوں صاحب قرآن نے فرمایا کہ تم
اس امر سے اطمینان رکھو تمھاری معشوقہ تم کو مل جائے گی اب اسکی طرف کوئی نہیں دیکھ سکتا
جو بعد فتح طلسم کے تمھارا عقد اُسکے ساتھ کر دیا جائے گا اسفندیار نے جواب دیا کہ اب مجھ کو کلمہ
تعلیم فرمائیے پس صاحب قرآن نے کلمہ تعلیم فرمایا اسفندیار کلمہ پڑھ کر از سر صدق مسلمان ہوا
اُسکو بھی جگہ ملی دست راست کی طرف اب اسنے بھی نامہ اپنے ملک کی طرف اپنے وزیر کو روانہ
کیا جسکا مضمون یہ تھا کہ میں نے صاحب قرآن کی اطاعت کی تم بھی سب اہل شہر کو مسلمان
کر و سب طریقہ دین اسلام کے تحریر کر دیئے نامہ برنامہ لے گیا وزیر اسفندیار نے یہ موجب
اپنے بادشاہ کی تحریر کے سبکو مسلمان کیا سب شہر اسلام آباد ہوا گز و سکہ بنام قبسا و شہر یار
جاری ہوا مسجدوں کی بنا ڈالی گئی بتکدہ کھودے گئے شہر اسفندیار یہ بھی اسلام آباد ہوا بیان
کے بھی اہل شہر مسلمان ہوئے وزیر نے لکھ بھیجا کہ بموجب تحریر آپ کے ہم کار بند ہوئے نامہ بر
جواب نامہ لے کر واپس چلا راوی بیان کرتا ہے کہ جب اسفندیار بھی مسلمان ہو چکا اب
صاحب قرآن نے قصد کیا تھا کہ خواجہ کو لشکر میں روانہ کروں اور قیدیوں کو طلب کروں کہ
ایک بار قیامی اب سب نے دیکھا کہ ایک نازنین معجبین مہر تکمیل سراپا ناز و ادان سے بھری
ہوئی نازنین کو شہر اسکی گیزرین مع چند خواصوں اور وزیر راوی کے حاضر ہوئی صاحب قرآن کو بہت

او سب سے مجھرا کیا تو اند شاہی میرا لائی سب اہل درویش نے پہچان لیا کیونکہ سب واقف تھے خواجہ
 نے جو اس نازنین کو دیکھا پچا نا اور اس کے حسن و جمال کو بہت پسند فرمایا راہِ دیوانہ ہو کر یہ وہی
 نازنین ہو کر جسکو خواجہ نے کوہِ اعلان پر دیکھا تھا خواجہ نے اپنے دل میں کہا کہ اسنے مجھکو پکڑ کے
 شنگال کی خدمت میں روانہ کیا تھا خداوند کریم میرے نہ معلوم یہ بیان کیوں آئی ہر اسوقت میرے
 دل کی دوسری حالت ہر چھوڑا سپر آیا ہوا معلوم ہوتا ہے کہ یہ کیا واقعہ ہے خواجہ تو دل سے یہ باتیں
 کر رہے تھے اور وہ نازنین قریب صاحبِ قرآن پہنچی پاسے صاحبِ قرآن کو بوسہ دیا اور عرض کیا
 کہ یہ تمیز سراپا ہے تمیزِ آپ کی ظہری خطاوار ہوا اور خواجہ کی خواجہ کو اسیر کر کے شنگال کی
 خدمت میں روانہ کیا تھا چنانچہ میرے مقدر میں یہ بدنامی آگئی آپ نے خواجہ کو رہا کر لیا اور میری
 کنیز کو قتل کیا امید میں سے میرے دل میں تھا کہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کی اطاعت
 کروں اور مطیعِ اسلام ہوں مگر موقع نہ پائی تھی چنانچہ اب موقع ملا حاضر خدمت ہوئی اول تو نہ حاضر
 ہونے کی یہ وجہ تھی کہ مجھکو خواجہ یہ کہیں گے کہ یہ وہی ہو کہ جسنے ہم کو پکڑ کے برائے قتل روانہ کیا
 تھا دوسرے کچھ ننگ و ناموس و غرت و آبرو کا پاس تھا کہ سب یہی کہیں گے کہ کسی نہ کسی اہل
 اسلام پر عاشق ہو کر اسنے یہ حرکت کی شنگال کا پاس نہ کیا اور اہل اسلام کا پاس کیا مگر جب
 میں نے یہ سنا کہ ملکہ برجیس آفتاب منظر نے حضور کی اطاعت کی اور شراکت میں مجھکو بھی
 خیال آیا کہ جو زیادہ مرقربت شنگال سے رکھتی تھی اور عزیزوار تھی اسنے تو شنگال کو ترک کیا
 تو مجھکو کیا ضرورت ہو کہ تو نہ شراکت کر جبکہ یہ ظالم فتح ہو گا بیچار جان دینے سے کیا حاصل جبکہ
 برجیس نے ناموس و غرت کا پاس نہ کیا تو میں کیوں کروں یہ کہہ کر دل سے وہاں سے روانہ
 ہوئی اسوقت آکر پہنچی کہ جبکہ یہاں مقابلہ ہو رہا تھا عین وقت پر پہنچی خوب موقع پر
 میرے مقدر نے پہنچایا کہ آپ کی شریک ہوئی اور کسی قدر تو وہ شرمندگی برطرت ہوئی جبکہ
 صدائے امان بلند ہوئی اور سب لشکروں نے آپ کی اطاعت کی اور آپ اسطرت شریف
 لائے میں جنگل کو چلی گئی اسی حرمینِ لات بسر کی اسوقت حاضر خدمت ہوئی مجھکو کلمہ طیبہ
 تعلیم فرمایا تاکہ میں دین اسلام سے شرف ہوں یہ جو اسنے کہا ابھی صاحبِ قرآن نے کچھ جواب
 نہ دیا تھا کہ خواجہ کو تاب نہ دی ایک مرتبہ آپ یوں سے پہلے تو یہ بتاؤ کہ تم رہنے والی کہاں کی ہو

اور پھر انا نام کیا ہوا اور تم سے دشمنی کل سے قرابت کیا ہو ملک نے پلٹ کر دیکھا کہ یہ صد اکھان سے آئی
 کون ایسا ہے تمیز ہو کہ جس نے یہ کتاخی کی کہ صاحبقران پر سبقت کی کیونکہ یہ جب یہاں آئی تھی
 تو اس نے ایک طرف سرداران در بند اعظم و سوسن و کوہ بے ستون و حکیم اسقلینوس وغیرہ کو بیٹھے
 ہوئے دیکھا تھا اور برابر تخت کے اعظم جادو و سوسن جادو و ملک پر جیسے آفتاب منظر وغیرہ کو
 اور تخت پر بادشاہ سابق کو اور صاحبقران کو ونگل پر جلوہ گر پایا تھا اور ایک سمت سرداران
 منیر جادو و کوہ مع وزیر کے اسنے خواجہ کو نہیں دیکھا پلٹ کر جو دیکھا تو خواجہ کو کرسی پر بیٹھے پایا چونکہ یہ
 فریفتہ ہو چکے تھے خواجہ کو جو اسنے دیکھا بے قرار ہو گئی مگر دل کو روکا اور دل سے کہا کہ یہ طریقہ بات
 کرنے کا اچھا تھا پلٹ کر کہا کہ میں نے آپ کو پہچانا آپ بھی میری خطا کو معاف کریں واقعی مجھ سے
 بہت بڑا قصور ہوا تھا جو میں نے آپ کو اسیر کر کے روانہ کیا تھا میں آپ سے نہایت درجہ شرمندہ
 ہوں مگر شرم کے میری آنکھ نہیں چارہ ہوتی ہو خواجہ نے فرمایا کہ یہ کوئی امر شرمندگی کا نہیں
 ہو جو کوئی اپنے دشمن یا اپنے عزیز کے دشمن کو جہان پاتا ہوا اسکی اسیری اور گرفتاری کی فکر کرتا ہو
 بلکہ یہ منشا ہوتا ہو کہ جس طور سے ہوا اسکو قتل کریں اگر تم نے ایسا کیا تو کیا مضائقہ تھا کوئی
 خلاف نہیں کیا وہ تو زمانہ گذر گیا میں بھی رہا ہو گیا تم نے بھی اگر شراکت کی اب کیا ہوتا ہو ہم سب
 دل سے تمھاری طرف جو کچھ تھا نکل گیا میں بھی صاف ہوں بالکل کسی قسم کا خیال نہیں ہوا اب
 تم اطمینان رکھو کہ کوئی تم سے عداوت نہیں کرے گا اب تم صاف طور سے ظاہر کرو اپنے نام و
 نشان کو گو میں واقف ہوں مگر صاحبقران نے نہیں سنا ہوا اور یہ لوگ آگاہ نہیں ہیں یہ لوگ تو
 آگاہ ہوں کہ جو کہ ساکنان طلسم ہیں وہ تو تم سے واقف ہیں مگر صاحبقران تو نہیں واقف ہیں
 تب اسنے کہا کہ یہ کنیز مرا پالے تمیز کیا اپنے نام و نشان کو ظاہر کرے اور کیا بتائے میں یہی کافی ہو
 کہ گناہم رہوں تو بہتر ہو کہ کیوں اپنے نام و نشان کو ظاہر کر کے اپنے کو بدنام کروں کیونکہ ننگ
 خاندان ہوں خواجہ نے فرمایا کہ بیان کرو صاحبقران پر ضرور ظاہر کرنا چاہیے تم بیکار کو اپنے نام و
 نشان کو نہیں ظاہر کرتی ہو تم نہ ظاہر کرو گی تو اور لوگ ظاہر کر دینے اس سے بہتر ہو کہ اپنے کو
 تم خود اپنی زبان سے ظاہر کرو یہ جو خواجہ نے فرمایا اور کہا کہ تم ہماری سرپرست اور محسن ہو اب
 ہم تم سے بہت خوش ہیں یہ جو خواجہ نے کہا اس وقت سلطان نے جواب دیا کہ اس آپ کی

لوٹدی کو لعلان حور پیکر کتے ہیں اور پہننے والی ہوں کو لعلان کی اور بھانجی ہوں شنگال کی اور
آپ میرے نام و نشان سے آگاہ ہوئے اور سب اہل دربار نے بھی سنا گو سب واقف تھے اور
واقف ہیں اب میں نے بھی ظاہر کر دیا یہ جو لعلان نے کہا اب خواجہ کو معلوم ہوا کہ یہ بھانجی ہوں
شنگال کی اور صاحب قرآن کو بھی راوی بیان کرتا ہوں کہ جب یہ تقریر ہو چکی اور حال ظاہر ہو چکا
اس وقت صاحب قرآن نے لعلان حور پیکر سے فرمایا کہ ہم کو لازم ہوا کہ ہم تمھاری عزت کر دیں
لعلان نے عرض کیا کہ میری بھی یہ لیاقت ہو کہ آپ میری عزت کریں پہلے مجھ کو حکم تعلیم فرمائیے
تاکہ میں دین اسلام قبول کروں اور ضلالت کفر سے نکلوں یہ جو لعلان نے کہا خواجہ بولے کہ اے
ملکہ ابھی تم حکم نہ پڑھو ورنہ تم کو سحر فراموش ہو جائے گا ابھی تمھارے ماموں سے مقابلہ ہونا باقی ہو
لہذا جس طور سے اور سب نے اطاعت اسلام کی ہو اور قواعد اسلام سے آگاہ ہوئے ہیں اسی طور
سے تم بھی مطیع اسلام ہو پس یہ موجب کہنے خواجہ کے لعلان حور پیکر مع اپنی خواصوں اور
وزیر راوی کے مطیع اسلام ہوئی اُسکو جائے مقبول مرحمت ہوئی اور اسکی خواصوں وغیرہ کو بھی
مرتبہ کے موافق جگہ ملی ایک مکان اُسے رہنے کے لیے مقرر کیا گیا یہاں کا تو یہ واقعہ جو وہاں بیرون
در بند جب صبح ہوئی جو سردار پڑا و پڑتے وہ سب کے سب لباس درباری سے آراستہ و پرستہ
ہو کر خدمت صاحب قرآن بن روانہ ہوئے دار و غم زندان قیدیوں کو لے کر چلا اور داخل شہر ہو کر
درویش پر پہونچا سرداروں نے اپنے آنے کی خبر کرائی اُنکی طلب ہوئی وہ سب داخل بار ہوئے
آداب و مجرا بجا لائے اپنے مقام پر اپنے اپنے مرتبہ سے بیٹھے جو سردار لشکر لاہور و لاہور
کے تھے وہ بھی بیٹھے اُنکو صاحب قرآن نے حکم تعلیم فرمایا یہ مسلمان ہوئے صاحب قرآن نے اُنکے
رو برو تعریف خداوند کریم و خدمت کفر بیان فرما کر اُنکے دلوں پر سے رنگ کفر کو برطرف کیا جب وہ
مسلمان ہو چکے سرداران لشکر اسفندیار نے جو اپنے سردار و بادشاہ کو رہا دیکھا اور سب
سردار و نگو فرست سے پایا بہت خوش ہوئے اسفندیار کے اشارہ سے اُنھوں نے بھی صدق
ول سے دین اسلام قبول کیا یہ سب بھی مسلمان ہوئے اور خوش ہوئے اُنکو بھی جگہ ملی جو بھی
بیٹھے کہ دار و غم قیدیوں کو لے کر حاضر دربار ہوا وہ سب قیدی قریب پندرہ ہزار کے تھے اُن کو
حاضر کیا اور عرض کیا کہ یہ سب قیدی حاضر ہیں اُنکے بارے میں کیا حکم ہوتا ہے اُنھیں قیدیوں نے

دیکھا کہ ہمارے لشکروں کے سرداروں نے اطاعت کی اور شریک طلسم کشا ہوئے
 ہیں لشکر اسفندیار کے قیدیوں نے جو اپنے بادشاہ کو بیٹھے ہوئے دیکھا سب کو
 یقین ہو گیا کہ بادشاہ نے اطاعت کی بس صاحب قرآن نے اُن قیدیوں کو
 دیکھ کر فرمایا کہ تمہارے سرداروں و بادشاہ نے ہماری اطاعت کی
 اور دین اسلام اختیار کیا تم لوگ کیا کہتے ہو یہ فرما کر مذمت کفر و تعریف اسلام بیان
 فرمائی سب کے سب یوں گویا ہوئے کہ ہم نے آپ کی اطاعت کی دین اسلام قبول کیا
 تھا لہذا یہ کہ سب نے صدق دل سے دین اسلام قبول کیا اور سب کے دلوں پر سے
 رنگ کفر و برطنت ہوا دل مثل آئینہ کے صاف و شفاف ہو گئے جو کہ انہیں سردار تھے انکو دربار
 میں جگہ ملی جو کہ اہل لشکر تھے انکو حکم ہوا کہ پڑاؤ پر جاؤ بس اُن سب نے پڑاؤ پر آکر سب اہل
 لشکر سے حال بیان کیا خلاصہ یہ کہ تینوں لشکروں کے اہل لشکر مسلمان ہوئے ان لوگوں کے
 بیان کرنے پر اور سب نے دین اسلام قبول کیا ان سب نے انکو حکم تعلیم کیا وہ سب کے
 سب کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوئے راوی بیان کرتا ہے کہ جو شفا خانہ میں تھے وہ بھی کلمہ پڑھ کر
 مسلمان ہوئے جو کوہ و صحرائیں تھے اور فار کر گئے وہ بھی سب آگئے تھے اور شریک ہو گئے تھے
 اسے بطور سے لشکر منیر جادو کے بھی لوگ و ساحر و غیرہ آگئے اور اپنے لشکر میں مل گئے تھے اور
 البرز کج کا لہ کے بھی لشکر میں تھے جو کہ ادھر ادھر تھا وہ بریان ہو گئے تھے وہ بھی آکر لشکر میں اپنے
 پر ہوئے اور شریک لشکر علمشاہ ہوئے وہاں سردار دین نے صاحب قرآن سے آکر عرض کیا کہ
 شمار جو کیا تو بیس ہزار ساحر و غیرہ ہمارے لشکر کے قتل ہوئے ہم نے اُن سب کو نماز عیسیٰ
 پڑھ کر دفن کر دیا اور بیس ہزار ساحر و غیرہ ساحر مجروح ہوئے انکو شفا خانہ میں روانہ کر دیا اور
 کفار قریب پچاس ہزار کے ساحر و غیرہ تھے جنہوں نے لشکروں کے اپنے لایہ و رولہ جو رد و اسفندیار
 کے بارے گئے اور لشکر منیر جادو کے ساحر قریب بیس ہزار کے کام آئے اُن سب کی
 لاشیں اٹھوا کر غار میں ڈلوادیں اور بیس ہزار ساحر و غیرہ ساحر کفار کے لشکر کے مجروح ہوئے
 ہیں یہ خبر سننے صاحب قرآن نے فرمایا کہ اچھا کیا اُنھوں نے عرض کیا کہ سب کا علاج ہو رہا
 ہے جب ان باتوں سے فراغت ہوئی اس اور تقریر ہوئے لگی راوی بیان کرتا ہے کہ خواجہ

ایسے کچھ ملکہ سلطان پر فریفتہ ہوئے ہیں کہ جب سے وہ آئی ہو اسی طرف دیکھ جاتے ہیں آخر کو خواجہ کو تاب نہ رہی خواجہ اٹھ کر قریب صاحب جعفران کے آئے اور اُسی مقام پر عین دربار میں صاحب جعفران کے کان میں خواجہ نے کہا کہ اے حمزہ میں نے تیرا کہنا مانا ہزار مقام پر کیا اب تو میرا کہنا نہ مانے گا یعنی سلطان حور پر پیکر پر میرا دل آیا ہو اور وہ بھی مجھ کو محبت کی نظر سے دیکھتی ہو تو اُسکو میرے ساتھ عقد کرنے پر راضی کروں گا اگر ایسا تو نہ کرے گا تو میں تجھ سے ناراض ہوں گا صاحب جعفران نے جواب دیا کہ تم اطمینان رکھو میں اسکا ذکر کروں گا یہاں تک کہ اسان تو یہ تقریر ہو رہی تھی وہاں علم شاہ نے دربار فرمایا سب قیدیوں کو بلا کر انکا اور بار بچھاؤ انکو مسلمان کیا اور سب اہل لشکر البیزر کج کلاہ کو اس کے ساندنی سوار روانہ کیے طرف کوہ البیزر کے اور صریح نے وزیر البیزر کو نامہ لکھا کہ البیزر مارا گیا میں نے مع لشکر کے پسر حمزہ کی اطاعت کی تجھ کو لازم ہے کہ تو بھی اہل شہر کو مسلمان کر اور خود بھی مسلمان ہو گزو سکہ بنام سعد بن قباد کے جاری کر جب تک پسر البیزر جوان نہ ہو اسوقت تک تو حکومت کرنا اس کے بعد اس کو بادشاہ کرنا اگر اس کے خلاف کرے گا تو میں آکر تمام شہر کو تاحست و تاراج کروں گا یہ نامہ تحریر کر کے روانہ کیا بس علم شاہ سب سرداروں کو ہمراہ لے کر خدمت صاحب جعفران میں آئے آداب و تسلیمات بجا لاکر مع اپنے سرداروں و غنطاق کج کلاہ وغیرہ کے طرف دست چپ کے بیٹھے اب دربار کا اور رنگ ہو گیا سب حال بیان کیا اول سے آخر تک خواجہ نے اپنی عیاری کا سب حال بیان کیا خواجہ کی بہت تعریف ہوئی صاحب جعفران نے فرمایا علم شاہ سے کہ اب تم بھی اپنا لشکر ہمارے لشکر میں شامل کرو تاکہ سب لشکر ایک ہو جائیں اور اب تم یہاں قیام کرو جب تک ہم یہاں ہیں بعد اس کے ہمارے ساتھ چلنا علم شاہ نے عرض کیا بہت خوب بس اسوقت علم شاہ نے اہل لشکر سے کھلا بھجوا دی بیان کرتا ہوں کہ اب سب لشکر ایک ہو گئے کو سون تک خیمے و بارگاہیں برپا تھیں اور لشکر اترے ہوئے تھے یہاں صاحب جعفران نے دربار برخاست کیا سب سردار لشکر میں آئے سرداران علم شاہ بھی آئے کیونکہ صاحب جعفران کا حکم تھا کہ لشکر بیرون شہر اترے رہیں علم شاہ کے لیے بھی ایک محل عالی مقرر ہوا علم شاہ اُس محل میں جا کر فزوکش ہوئے صاحب جعفران نے دربار برخاست کیا منیر جاو کے محل میں گئے زوجہ منیر کو بھیج دی وہ مع دختر کے آکر استقبال کر کے لے گئی لا کر مسند پر بٹھایا چنگیز خان و عطران وغیرہ حاضر کیا سردار منیر پر کھڑا صاحب جعفران نے اسکا سر سینہ سے لگایا

بہت شفقت فرمائی اُس نے اپنی لڑکی کو قدموں پر گرایا اور عرض کیا کہ اس لوٹدی کا آپ کو اختیار ہے یہ امر
 اُس نے اس خیال سے عرض کیا تھا کہ صاحب جفران اپنی کنیزی میں قبول کریں صاحب جفران نے
 اُس کو بہت خوبصورت پایا اور جوان اور کم سن کوئی تیرہ چودہ برس کا سن تھا اُس کی پیشانی پر بوسہ
 دیا جس طرح کوئی اپنے فرزند کی پیشانی پر بوسہ دیتا ہے اور زانو پر ٹھایا دست شفقت پشت پر پھیرا
 اُس کی بان سے فرمایا کہ اس کا عقد ہم ساتھ اسفندیار صحرائی کے کرینگے وہی بادشاہ ہے صحرائے
 اسفندیار یہ کا اور مرد معقول صاحب لیاقت و زور و طاقت ہے جوان شکیل بھی ہے اور اسپر ایک
 مدت سے عاشق ہے ہم اُس سے اقرار کرچکے ہیں اس میں تمھاری کیا مرضی ہے ہم اس سے اقرار کرچکے ہیں
 اُس نے کہا کہ میں بھی آپ کی کنیز ہوں اور یہ بھی آپ کو اختیار ہے مجھ کو کیا غدر ہے فرمایا کہ بعد فتح طلسم کے ہم ان
 سب کاموں سے فراغت کرینگے یہ فرما کر اور بہت کچھ دل دہی فرما کر اپنے مقام پر آئے کہ خواجہ
 آکر موجود ہوئے عرض کیا کہ آپ نے میرے کام میں بھی کوشش فرمائی یا نہیں صاحب جفران
 نے فرمایا کہ کیا منہ کا نوالہ ہے بنایا اور رکھ لیا موقع محل دیکھ کر ذکر کیا جائے گا استمراج لیا جائے گا
 تم اتنے دنوں تامل کرو کہ میں طلسم کو فتح کر لوں پھر اس امر کو طو کر دوں گا خواجہ نے منہ بنا کر جواب دیا
 کہ یا صاحب جفران اپنی سی حالت جاننا کرو دوسرے کی بھی اور خیال کرو جس پر عاشق ہوئے اس امر
 کی جلدی کی کہ معشوق سے جلد ملا دو نہیں خواجہ میں اپنے کو ہلاک کرونگا اور میں نے کیا کیا
 کوشش کی نہ جان کا خیال کیا نہ آبرو کا اور تمھارا کام کیا اور تم سے ذرا سی میرے لیے نہ بان
 نہیں ہلائی جاتی بوس معلوم ہوا کہ آپ سے اس امر میں کوشش نہ ہوگی صاحب جفران نے فرمایا
 کہ تم اطمینان رکھو میں ضرور کوشش کرونگا میں اور تمھارے کام میں کوشش نہ کروں جس طور
 سے ہو گا اُس کو راضی کرونگا ابھی جو میں اس امر کو ظاہر نہیں کرتا ہوں اور تم سے کہتا ہوں کہ
 تامل کرو دو سبب سے اول تو یہ کہ ابھی وہ مطیع اسلام ہوئی ہے ایسا نہ ہو کہ یہ کلام سُنکے ناراض ہو
 اور برخلات ہو جائے اور آئندہ فساد ہو گو اُس کے فساد کرنے سے تو خوف نہیں ہے وہ کیا چیز ہے مگر
 یہ خیال ہے کہ ایسا نہ ہو وہ اپنے کو قتل کر دے تو پھر بڑی خرابی ہو دوسرے یہ کہ ابھی اُس کا
 مامون شنگال زندہ ہے اور حج کو فتح کرنا ہے اور ابھی طلسم باقی ہیں اگر اس سے فساد ہوئے
 لگا اور جنگ و پیکار کی ٹھہر گئی تو طلسم کے فتح ہونے میں عرصہ ہو گا اس سے بہتر یہ ہے کہ تانچ

طلسم تم صبر کرو میں بعد فتح طلسم کے اس امر کی کوشش کر سکے عقیدہ کرونگا یہ تمھاری ہو چکی ہو جب
 شندھال قتل ہو جائے گا یا اطاعت کر لے گا اسوقت اسکا بھی زور کم ہو جائے گا پھر کسی امر کا
 خیال نہیں ہو خواجہ نے کہا بہت خوب مگر اسقدر آپ نجکوا جازت مرحمت فرمائیے کہ میں
 اُسکے پاس گھڑی دو گھڑی جا کر ہوا یا کروں اُسکو دیکھ کر اپنے دل کو تسکین دے لیا کروں اُسکے
 دیدار سے مشرف ہوا کروں فرمایا کہ کیا مضائقہ ہو بس اسدن سے یہ طریقہ خواجہ نے مقرر کیا کہ
 بوقت شب پہر بھر کے لیے ہر روز لعلان کے پاس جاتے تھے خواجہ کچھ گاتے تھے وہ خواجہ پر
 خود فریفتہ تھی خواجہ کی محبت ہی وہ غنیمت جانتی تھی خواجہ کے مرتبہ سے وہ آگاہ ہو چکی ہو وہ
 ساڈنی سوار بھی واپس ہو کر آئے سب حال شہر لاہور دولاہور واسفند یار یہ کا بیان کیا
 صاحبقران اُسکے خوش ہوئے اُدھر نامہ برتے مرغ کے البرز کوہ میں پہونچکر مرغ کا نامہ وزیر
 کو دیا وزیر نے بموجب تحریر عمل کیا تھا تب پسر البرز کج کلاہ حکومت کرنے لگا سب شہر کو اسلام
 آباد کیا بلکہ جسقدر ملک اور اس ملک سے تعلق رکھتے تھے انکو بھی اسلام آباد کیا اور تحریر کر دیا
 جواب میں کہ ہم نے بموجب تحریر کے عمل کیا راوی بیان کرتا ہے کہ جسقدر سو سو سو ملک طلسم زعفران نادر
 سلجانی کے حوالی میں تھے سب اسلام آباد ہوئے سو اسے طلسم کے اُس نامہ برتے بھی آکر کوہ البرز
 کے باشندوں کے مسلمان ہونے کی خبر علمشاہ کو سنائی علمشاہ بھی بہت خوش ہوئے راوی بیان
 کرتا ہے کہ یہاں دوسرے دن صاحبقران نے دختر منیر جادو کو شہر منیر یہ کا بادشاہ کیا سب
 سے نذرین دلوائیں سب اہل شہر خوش ہوئے اُسنے مع صاحبقران کے کل لشکر کی دعوت
 کی بڑی دھوم سے اس جلسہ میں خواجہ خوب خوب گائے بہت کچھ انعام پایا معدن جادو جو کہ
 اُس در بندین تحفہ جات کا محی فظ تھا جو کہ طلسم کشا کے لیے رکھے تھے باتیان طلسم نے سب کی فسر
 لے کر حاضر ہوا صاحبقران سے ملاقات کی شرف زیارت سے مشرف ہوا قواعد شاہی بجالایا
 فرد پیش کی صاحبقران نے ملاحظہ فرما کے دستخط فرمائے فرمایا کہ جب ہم طلسم کو فتح کر کے فرصت
 پائیں گے اسوقت تم یہ سب مال و اسباب لے کر قلعہ میں حاضر ہونا وہ رخصت ہو کر چلا گیا جو
 جلسہ دختر منیر جادو نے کیا تھا وہ آٹھ روز تک برپا رہا نوین دن برخواستہ ہوا ایک دن
 صاحبقران نے استراحت فرمائی دسویں دن جوہر بار فرمایا سب حاضر رہا دسویں دن

اسقلینوس و سیمائے بلند آواز و اعظم جادو و سوسن جادو و ملکہ لعلان حور پیکر بر جلیس آفتاب نظر
 دو بگر سردارون کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ اب انجکو کیا کرتا چاہیے سب نے ایک زبان ہو کر عرض کیا کہ
 لوح کو ملاحظہ فرمائیے جیسا حکم لوح دے اُس پر عمل فرمائیے راوی بیان کرتا ہو کہ منیر جادو کے مرنے
 کے بعد اسم اعظم بھی صاحبقران کو یاد آگیا علمشاہ نے وہ لوح بھی صاحبقران کو دیدی تھی جو کہ
 صاحبقران نے علمشاہ کے گئے مین ڈال دی تھی چنانچہ دونوں لوحین اور کل تبرکات اب
 صاحبقران کے پاس موجود ہیں یہ جو سردارون نے کہا صاحبقران نے اُسوقت پانی منگا کر وضو
 کیا لوح کو ملاحظہ فرمایا اسمین بعد بسم اللہ الرحمن الرحیم کے تحریر فرمایا اور طلسم کشا جب تم در بند
 منیر یہ کو فتح کر چکو اور اہل در بند تمھاری اطاعت کر لیں اور یہاں کے کام سے تم کو فراغت ہو جائے
 پس تم کو لازم ہو کہ تم بہ وقت صبح بیرون در بند یکہ و تمنہا جانا اور ایک شیر بہرہ وہ اسم دم کر کے جو حاشیر
 لوح پر تحریر ہو تیر کو سر کرنا جہاں پر تیر جا کر گرے اُس مقام کی زمین کو کھودنا جب تم زمین کھودو گے
 تو ایک سنگ گراں تم کو دکھائی دے گا تم اُسکو بہ قوت صاحبقرانی زمین سے اُٹھو لینا ایک
 دروازہ نمایان ہو گا اسمین قفل لگا ہو گا اُس قفل کو توڑنا اور داخل ہونا اندر دروازے کے جیسے ہی
 قدم رکھو گے ایک دیو آکر تم سے سامنا کرے گا اُسکو تم عقب سلیمانی سے قتل کرنا جب وہ مر کر
 گرے اُسکا سینہ چاک کر کے اُسکا دل جگر نکال لینا اُسکی لاش کو اُسی مقام پر چھوڑ دینا اور وہ
 دل و جگر لے کر ایک سمت کو روانہ ہونا ایک جنگل میں پہنچو گے وہاں جا کر آواز دینا کہ اے گاؤ
 طلائی بہت جلد حاضر ہو میں تیرا قلم لے کر آیا ہوں تیرے دشمن کو قتل کر کے یہ جو تم پکار کر
 کہو گے تو تمھارے سامنے ایک گاؤ طلائی آکر موجود ہوگی کہ تمام جسم اُسکا سوتے کا ہو گا پاؤں
 چاروں چاندی کے سر پیرے کا کان زرد کے دانستہ جوتیوں کے ہونٹھو یا قوت کے تاک پکھراج
 کی پیشانی نیلم کی آنکھیں سیاہ ہیرے کی پینگ زبرد کے ہونٹے اُس پر چار جامہ مرصع کار آراستہ
 آراستہ ہو گا جب وہ سامنے آئے تم یہ دل و جگر اُسکے سامنے رکھ دینا وہ یہ دل و جگر دیکھ کر
 فوراً سر ٹھجے کا لے گی اور کھاتے لگے گی تم جست کر کے اُسکی پشت پر سوار ہو جانا جب وہ کھا
 چکے گی وہ فوراً ایک سمٹ تم کو لے کر بھاگے گی تم خوب جست بیٹھ رہنا وہ تم کو ایک دریا کے
 کنارے لے جائیگی اور قصد کوئی کہ منع تمھارے دریا میں کود پڑے تم فوراً جست کر کے اُسکی پشت پر

دریائے سیحون

سے خشکی میں اتر پڑنا وہ تو دریا میں کود کر غرق ہو جائے گی ایک شور و غل ہو گا تم بالکل خوت نہ کرنا کنارے
 دریا کے کھڑے رہنا دریا میں جوش پیدا ہو گا طوفان عظیم برپا ہو گا مگر اور سوس و غیرہ سر نکالیں گے
 اور تمہارے نکل جانے کا قصد کرینگے مگر وہ تم پر بہ برکت لوح غالب نہ ہونگے اس قدر پانی بلند
 ہو گا کہ آسمان سے لگ جائے گا مگر تم کو ذرا بھی کچھ ضرر نہ پہونچے گا وہ جوش و خروش دریا کا اور شور و
 غل خود بخود موقوف ہو جائے گا بعد تھوڑی دیر کے ایک طرف سے ایک طلانی بحر دریا میں نکالے
 ہو گا اُسکے کلس الماس کے ہونگے اسمیں ایک کمرہ زمرہ کا ہو گا پٹ اُسکے یا قوت کے ہونگے
 اندر بہت مغرق غرق کیسا ہو گا کرسیاں مرصع کارا راستہ ہونگی درملاح اُسکو کھیتے ہوئے سونے
 کے بانسوں سے چلے آتے ہونگے اُسکے اندر ایک کرسی پر ایک نازنین مہرملکین سراپا نازخوش
 انداز بہ صد کمر شمع و ناز بیٹھی ہوگی گلزار جوڑا پہنے ہوئے جب تمہارے سامنے وہ بحرہ آکر پہونچے گا
 اور تمہاری اُسکی چار نگاہ ہوگی وہ تم کو دیکھ کر اشارہ سے بلائیگی اُس نازنین کا نام ملکہ ماہی جادو
 ہو جس جب تم کو ماہی جادو طلب کرے تم کہنا کہ بحرہ قریب لاؤ تو میں آؤں میں خود تمہارے
 دلولہ عشق میں یہاں تک آیا ہوں ورنہ میرا کام کیا تھا یہاں آتے سے میں تم کو خواب میں دیکھ کر
 عاشق ہوا تھا پہلے صبر کیا جب صبر نہ ہو سکا تو میں تمہارا طالب بنا یہاں تک پہونچا وہ یہ سنکے
 ملاحون کو اشارہ کرے گی کہ بحرہ لے چلو بس وہ ملاح بحرہ اور قریب لائینگے مگر کنارے سے دور ہو گا
 وہ پھر تم کو طلب کرے گی تم پھر وہی تقریر کرنا وہ پھر اشارہ کرے گی ملاح پھر بحرہ اور قریب لائینگے
 اُسی طور سے پھر طلب کرے گی پھر وہی حکم کہنا ابی مرتبہ یہ بھی کہنا کہ کشتی کو کنارے سے لگاؤ تو میں
 اس کو پھانسی کر اپنی جان دیدوں جب تم یہ کہو گے تب وہ پھر اشارہ کرے گی ملاحون کو بس وہ
 کشتی کنارے کے قریب لائینگے تم بس جست کرنا اور اپنے کو کشتی میں پہونچانا جائے ہی اس
 نازنین کا ہاتھ پکڑ لینا وہ لاکھ کہے کہ یہ کیا یہ کیا تم ایک نہ سننا اُسکو اٹھا کر دریا میں ڈال دینا
 یہ بہت بڑی مکارہ ہو اور عیارہ جب اُسکو دریا میں ڈالو گے پھر تلاطم برپا ہو گا طوفان آئے گا
 اُسی حالت طوفان میں کشتی وہاں سے روانہ ہوگی تم خاموش اس کشتی پر بیٹھے رہنا وہ کشتی
 وسط دریا میں پہونچ کر اور چرخ مکھا کر غوطہ مار جائیگی اور غرق ہو جائے گی جب کشتی غرق ہونے
 لگے تم آنکھیں بند کر لینا جب کشتی زمین پر پہونچے تو آنکھیں کھولنا جب کہ تم کو محسوس رہا

کہ یہ زمین پر پہونچ گئی اُسکے بعد تم کو ایک جنگل نظر آئے گا نہ دریا ہو گا نہ کشتی و السلام اُس جنگل میں پہونچ کر
پھر لوح دیکھنا جو لوح ہدایت کرے اُس پر عمل کرنا یہ راستہ ہے در بند و خانہ کا اُس در بند کا حال کسی کو
نہیں معلوم تھا نہ معلوم ہے نہ کوئی اس در بند سے آگاہ ہے اس در بند کا حاکم و خان لال قبا ہے اس
در بند کے بعد در بند زعفران زرار ہے اُسکے بعد قلعہ ہے اور قلعہ کے پہلو میں در بند سماواست ہے جہان کا
حاکم سماواست جادو ہے جسکے پاس علم شاہ قید ہو کر گئے تھے اصلی راستہ طلسم کا وہی ہے چونکہ تم
طلسم کشا تھے اس سبب سے تمھارا داخلہ دوسری راہ سے ہوا اور نہ اسی راہ سے ہو مگر راوی
بیان کرتا ہے کہ جب یہ تحریر پایا صاحب قرآن نے تو فوراً ایسا سے بلند آواز و غیرہ سے فرمایا کہ کل
ہم یہاں سے کوچ کرینگے براہے فتح در بند و خانہ جسکی خبر لوح نے دی ہے جس در بند سے کوئی آگاہ
نہیں ہے نہ واقف ہے بالکل سب ناواقف ہیں تم پر کیا منحصر ہے کل آراکین طلسم اُسکے حال سے
آگاہ نہ تھے نہ ہیں ہاں بانیان طلسم اس در بند سے آگاہ تھے کیونکہ انھوں نے یہ در بند تیار کیا
تھا اس سبب سے انھوں نے اُسکے فتح ہونے کی تدبیر لوح میں تحریر کر دی ہے اب میں بلکہ و تنہا
کل اُس طرف کو روانہ ہونگا کیونکہ لوح کا اسی طور سے حکم ہے علم شاہ و خواجہ و دیگر سرداروں نے
کہا کہ ہم بھی ہمراہ چلیں گے صاحب قرآن نے علم شاہ و خواجہ سے فرمایا کہ تم لوگ آگاہ ہو کر اور
عقل مند ہو کر نادانی کی باتیں کرتے ہو واقف ہو کہ جو فاتح طلسم ہوتا ہے وہی جانتا ہے اُسکو حکم ایکٹل
جانے کا ہوتا ہے اگر کوئی ہمراہ بھی ہوتا ہے تو راہ میں کسی نہ کسی طور سے اُس سے جدائی ہو جاتی ہے اور
ساتھ چھوٹ جاتا ہے پھر ایسے کلام کرتے ہو میں خلافت حکم لوح نہ کرونگا کیلہ جاؤنگا کہ جو صاحب قرآن
نے فرمایا سب خاموش ہو رہے اب صاحب قرآن نے سب اہل دربار کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا
کہ اہل دربار آگاہ ہو کہ کل بوقت سحر میں براہے فتح طلسم روانہ ہونگا لہذا میں اپنی طرف سے
علم شاہ اپنے فرزند کو تم سب پر حاکم کرتا ہوں اور اپنا جانشین کرتا ہوں تم سب انکی طاعت
کرنا جو یہ حکم دین اُس پر عمل کرنا انکے حکم کے خلاف ہرگز نہ کرنا انکا حکم گویا میرا حکم ہے یہ جو
صاحب قرآن نے فرمایا سب نے جواب دیا کہ جو آپ نے ارشاد فرمایا ہم نے بسر و چشم قبول
کیا آپ کے ارشاد فرمانے کے بھی کوئی ضرورت نہ تھی اور نہ ہے کیونکہ یہ ہمارے ولی نعمت و آقا
ہیں ہم بھلا آپ کے حکم سے سرتابی کر سکتے ہیں جب سب نے یہ بیان کیا تب صاحب قرآن

نے علمشاہ سے فرمایا کہ او فرزند تم اس مقام پر قیام کرو مع لشکر کے جب ہم در بند فتح کر لینگے اور جو
 سرکہ گرد و در بند بطور حصار کے ہو وہ بی طرف ہو گا اسوقت تم لشکر لے کر ہمارے پاس آنا ہم تم سے
 مل جائینگے علمشاہ نے عرض کیا کہ بہت خوب بس یہ بند و بست فرما کر صاحبقران نے دربار
 برخواست کیا وہ رات براحت و آرام بسر ہوئی جب صبح ہوئی صاحبقران نے نماز وغیرہ سے
 فراغت کر کے لباس تبدل فرمایا، ہتھیار لگائے تمام اسلحہ بدن پر آراستہ کیے تبرکات انبیا
 جب آراستہ و پیراستہ ہو چکے تھے قصد چلنے کا کیا کہ خواجہ اگر موجود ہوئے عرض کیا کہ اے حمزہ مجھ کو ہمراہ
 لیتا چل ایسا نہ ہو کہ مثل یہاں کے وہاں بھی دھوکا کھائے میرا ہمراہ ہونا پر ضرور ہے صاحبقران
 نے فرمایا کہ خواجہ تم کیا دیوانہ ہوئے ہو جو تم یہ کہتے ہو میں کیونکہ خلافت حکم لوح کر سکتا ہوں بس
 نظر خدا پر رکھو وہ حافظ و نگہبان ہو جو اسکو منظور ہو گا وہی ہو گا وہ ہم سب کا مالک و مختار ہو سکے
 قبضہ قدرت میں ہماری جان ہو اور تمھاری اور کل عالم کی کوئی خوف نہ کرو خدا کے کرم کے حوالے
 کرو یہ سب کے خواجہ خاموش ہو گئے اتنے عرصہ میں سب سردار خازون سے فراغت کر کے مع حکیم
 استقلینوس و حکیم شیطین و اعظم جادو و سوسن جادو و سیما کے بلند آواز و دیگر سردار جان باز آکر
 حاضر ہوئے کہ تا بہ حد در بند ہمراہ صاحبقران چلین علمشاہ بھی مع اپنے سرداروں کے آئے کہ
 اتنے عرصہ میں صاحبقران تسلیح و مکمل محل سے برآمد ہوئے پہلے علمشاہ و سیما کے بلند آواز کا
 مجرا ہوا ان کے بعد اور سرداروں کا صاحبقران سب کا مجرا لیتے ہوئے قریب اشقر و بوزا و تشریف
 لائے خواجہ نے رکاب تختی لٹا جہقران اشقر پر سوار ہوئے سب سردار بھی سوار ہوئے
 صاحبقران نے مرکب کو مہیر کیا اور چلے کہ علمشاہ وغیرہ بھی ہمراہ ہوئے کہ صاحبقران نے
 رخ فرمایا علمشاہ نے عرض کیا کہ تاحد در بند رکاب سعادت انتساب کے ہمراہ آئیے صاحبقران
 نے فرمایا کہ یہ نہیں کہہ سکتا ہوں کہ حد در بند کہاں سے شروع ہوتی ہے مجھ کو لوح سے یہ حکم ملا
 ہے بس ایسی حالت میں میں کیونکر تم سب کو ہمراہ لے چلون تب علمشاہ نے عرض کیا کہ اچھا
 بیرون در بند تک ہمراہ رہینگے جب آپ اُدھر کو تشریف لے جائینگے ہم لوگ ادھر واپس آئیے
 راوی بیان کرتا ہے کہ صاحبقران ان سب کو ہمراہ لیکر چلے کیونکہ یہی سرداروں نے اور سیما کے بلند آواز
 نے بھی جواب دیا تھا تمام شہر میں یہ خبر منتشر ہو گئی تھی کہ طلسم کشا برائے فتح طلسم تشریف لے

چہا تا ہر ایک مقام پر جمع تھا اہل شہر کا ہر اسے دید و بھل سواری سب نے سواری صاحبقران کی
 دی تھی اور بہت خوش ہوئے جبکہ صاحبقران بیرون شہر تشریف لائے ایک مقام پر مرکب پر
 سے اترے سب سردار بھی اترے صاحبقران نے فرمایا کہ آپ لوگ واپس جائیں اب میں جاتا
 ہوں انھوں نے عرض کیا کہ جب آپ تشریف لے جائیں گے تو ہم بھی واپس جائیں گے یہ سن کے
 صاحبقران نے اشتہر دیو زاد سے زبان چنی فرمایا کہ تو لشکر کو واپس جا کیونکہ مجھ کو حکم پیدل
 جانے کا ہے جب لشکر میرا میرے پاس پہنچے گا تو بھی پہنچ جائے گا مرکب صیل تھا اسکو
 کیا غدر ہوتا صاحبقران نے خواجہ سے فرمایا کہ اشتہر کو لپیٹے جاؤ یہ فرما کر مکان دوش سے لی اور
 ترکش سے تیر لیا اسپر اسم حاشیہ لوح دم کر کے تیر کو سر کیا پس عقاب تیر پر بکھو لکر ایک سمت کو
 روانہ ہوا پس صاحبقران بھی سب سرداروں کو رخصت کر کے اور سب کو غلمشاہ کی اطاعت
 کا حکم دے کر پیدل اسی سمت کو روانہ ہوئے جدھر کو تیر چلا تھا اسی کے سایہ میں صاحبقران
 اوجھ کو رہا رہی ہوئے غلمشاہ و خواجہ سب کو ہمراہ لے کر واپس آئے اُس دن دربار نہ کیا سب کو مدد
 تھا ہر ایک اپنے مقام پر آکر بیٹ رہا یہ لوگ تو سبج و صدمہ میں مبتلا ہیں اور اس امر کا انتظار ہو کہ
 صاحبقران در بند کو فتح کر دیں ہم مع لشکر کے انکی خدمت میں جائیں کل لشکر ساحر و غیر ساحر کو
 یہ حکم ہو کہ ہمہ وقت سامان سفر سے تیار رہنا بلکہ کمر بن کسے ہوئے بستر پر کو تیار رہنا یہاں تو یہ
 بند و بست و رازی بیان کرتا ہے کہ خواجہ جو واپس آئے اشتہر کو اُسکے مقام پر باندھ دیا خود اپنے
 مقام پر آکر تختہ بیٹ کر پڑ رہے کیونکہ انکو بدون صاحبقران کے ایک پل آرام نہیں ہو نہ
 صاحبقران کو انکے بغیر چین ہوتا یہ عالم ہو کہ ایک روح دو قالب ہیں یہ حبیب و الفستق
 عاشق و معشوق ہیں بھی نہ ہوئی جو صاحبقران و عمر وین ہو خواجہ جو بستر پر لیٹے آنکھ لگا کر
 انکی خواجہ نے دیکھا کہ ایک مرد بزرگ درویش وضع میرے پاس تشریف لائے ہیں خواجہ
 نے اسی عالم خواجہ بیان اٹھ کر اُنکے قدموں کو بوسہ دیا ہاتھ جوڑے انھوں نے خواجہ کو گلے کے
 لگایا فرمایا کہ کیوں خواجہ تم منوم کیوں ہوا سکا کیا سبب ہے خواجہ نے عرض کیا کہ کیا عرض
 کروں مجھے صاحبقران یہ حکم لوح یکہ و تنہا طرقت در بند و خانیم کے تشریف لے گئے ہیں یہ در
 بند ایسا ہے کہ اس در بند کے حال سے سوا اسے بانیان طلسم کے کوئی آگاہ نہیں ہر یما نیکس کہ

کہ جو رکن طلسم میں اور بادشاہ طلسم ہر وہ بھی نہیں آگاہ ہر نہ معلوم کیا واقعے وہاں گذرے کیونکہ حضرت تو ایک مرد بامروت ہر مین یہ خیال کرتا ہوں کہ کسی آفت میں نہ مبتلا ہو جائے ابھی تو ایک آفت سے مین نے اسکو رہا کیا ہر اگر مین نہ آجاسا اور عیاری نہ کرتا تو قتل ہو جاتا خداوند کریم نے مجھکو تو بچا دیا مین نے بہت بہت کما لکر حضرت نے نہ مانا کیلے چلے گئے پس یہ فکر اور اندیشہ ہر کہ خدا نخواستہ کسی بلا میں نہ مبتلا ہو جائیں مین اُس در بند کی حد اور راہ سے بھی نہیں آگاہ ہوں کہ جو جا کر کوئی فکر کروں گا میرے اوپر کیا منحصر ہو کوئی نہیں واقعت ہر کہ اُس سے دریافت کر کے جاؤں اسی امر کا صدمہ ہر اور یہی رنج ہر کہ خداوند کریم جمیع المتفرقین مجھکو اور سب سرداروں کو صاحب جعفران سے بہت جلد ملائے اور مین حضرت کے دیدار فرحت آثار سے مشرقت ہوں اور حضرت کے بلون صبح و سالم دیکھوں اُن مرد بزرگ نے مسکرا کر فرمایا کہ تم کو اسکا اندیشہ ہر اور یہ صدمہ ہر تم اطمینان رکھو کہ حضرت اس طلسم کو فتح کرے گا اور کسی زحمت میں ایسے نہ گرفتار ہو گا کہ جس میں جان کا خوف ہو گو یہ امر ضرور ہر کہ اب کی مرتبہ مصیبت سخت مین حضرت مبتلا ہو گا مگر سب آسان ہونگی جان کا بالکل خوف نہیں ہر ہر طرح سے مقام خوشی ہر اگر تم کو یہ صدمہ ہر کہ مین سرحد طلسم و در بند سے آگاہ نہیں ہوں ورنہ جا کر حال حضرت کا ضرور دریافت کرتا تو تم صدمہ نہ کرو گو یہ امر ضرور ہر کہ طلسم کشا کو اکیلا براے فتح طلسم جانا چاہیے تم اس حال سے بخوبی آگاہ ہو اور جانتی ہو تم پر خود گذر چکی ہر کہ جب اہل تنجیم نے صاحب جعفران کو خبر دی تھی کہ اسد غازی براے فتح طلسم ہوش رہا جائیگا اور پانچ عیار تم سب ملکر چلے تھے مگر راہ میں ایک دوسرے سے جدا ہو گیا پھر وہاں جا کر کس بدت کے بعد ایک ہوئے اور ملے ایسی حالتیں کیونکر صاحب جعفران تم کو ہمراہ لے جاتے تم صدمہ نہ کرو اگر صاحب جعفران براے فتح در بند کے ہیں تو تم بھی جاؤ مین تم کو نشان سرحد و در بند بتاتا ہوں مگر یہ امر ضرور ہر کہ آج کے تیسرے دن جانا تمھارا بھی وہاں جانا پر ضرور ہر گو لوح نے صاحب جعفران کو خبر نہیں دی ہر مگر مین تم کو خوشخبری سناتا ہوں اور آگاہ کرتا ہوں کہ تمھاری بھی وہاں ضرورت ہر تم آج کے تیسرے دن یہاں سے طرف شمال کے روانہ ہونا تم قریب شام ایک مقام پر پہونچو گے اُس جنگل میں چاروں طرف ایک حصار و خان کا دیکھو گے پس وہی سرحد ہر در بند و خانیہ کی تم کو لازم ہر کہ تم قریب سرحد پہونچ کر کوئی تدبیر اندر جانے کی کرو کیونکہ یہ امر ہر کہ کوئی بدو نہ اجازت حاکم و در بند داخل در بند نہیں ہو سکتا ہر

کس لیے کہ جب سے اسکو یہ حال معلوم ہوا کہ طلسم کشاد داخل طلسم ہوا ہر اُس نے کئی در بند فتح کیے ہیں تب سے اُس نے یہ بند و بست کیا ہے کہ کوئی بدون میری اجازت کے داخل در بند نہ ہو خواہ وہ ساکن در بند ہو خواہ نہ ہو بس تم وہاں پہونچ کر اپنی رائے سے کوئی تدبیر کرنا خواہ جسے اسی عالم خواب میں اُن کا دامن پکڑ لیا اور کہا کہ اب کوئی تدبیر بھی اندر در بند کے جانے کی اپنی زبان سے ارشاد فرمائیے اور اپنے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ فرمائیے انھوں نے مسکرا کر جواب دیا کہ اے خواجہ آگاہ ہو کہ میرا نام اصف بن برخیا ہے میں وزیر ہوں حضرت سلیمان علیہ السلام کا یہ طلسم میری رائے سے تیار ہوا ہے اور اسکا بانی میں ہوں بس میں نے تم کو آکر اجازت دی کہ تم بھی اس در بند میں جاؤ اگر میں اجازت دیتا تو تم بھی اس در بند کے حال سے آگاہ نہ ہوتے بس یہی کار نہ دنیا کا ہے میں اُنکی رائے نہیں بتا سکتا ہوں اور نہ تدبیر کہ تم اس تدبیر سے جاؤ تم خود عاقل ہو اور عیار پیشہ ہو کوئی تدبیر پیدا کرنا بھی کے دیتا ہوں جب تم وہاں پہونچو گے قدرت خدا سے تمھارے جانے کا سلسلہ پیدا ہو جائے گا اور بلا زحمت و مشقت تم داخل در بند ہو گے اب یہ تمھاری کار پروازی ہے کہ تم کوئی تدبیر ایسی کرو کہ جو سلسلہ پیدا ہو اسی سلسلہ سے پہونچ جاؤ اب صدمہ و سنج نہ کرو مجھ کو حضرت سلیمان کا حکم ہوا ہے کہ تم جا کر خواجہ کو سرحد در بند و خانہ سے آگاہ کر آؤ اس در بند کے حال سے واقعی کوئی نہیں آگاہ ہے یہ در بند پوشیدہ طور سے تیار کیا گیا تھا اور اس سے کسی کو آگاہ نہیں کیا تھا بلکہ جس مقام پر یہ در بند بنایا گیا ہے اور اسکی سرحد کو بھی چشم ساکنان طلسم و غیر ساکنان طلسم سے پوشیدہ کر دیا تھا اور ایسا اس پر بند و بست کیا گیا تھا کہ کوئی ساحر بھی اسکے حال سے نہ آگاہ ہو چنانچہ ایسا ہی ہوا چونکہ اسکی عمر تمام ہوئی اس سبب سے اسکی سرحد بھی ظاہر ہوئی اور یہی علامت رکھی تھی کہ جس زمانہ میں سرحد در بند و خانہ ظاہر ہوگی اسی زمانہ میں یہ طلسم فتح ہو گا فاتح طلسم داخل طلسم ہو گا وہی یہ زمانہ ہو گا سچا خیال رہے کہ اس خواب کا حال کسی سے نہ بیان کرنا اور پرسوں تم یہاں سے روانہ ہونا ہے کہ میں صاحب تیران کی تلاش میں جاتا ہوں بدون اُنکے مجھ کو آرام نہیں ہے مگر کسی کو اپنے ہمارے لینا اکیلے جانا جس راہ سے تم جاؤ گے اُس راہ سے حمزہ نہیں گئے ہیں وہ دوسری راہ سے گئے ہیں اور تم دوسری راہ سے جاؤ گے یہ طلسم کا طریقہ ہے کہ ساکنان طلسم و غیر ساکنان

طلسم کے آنے جانے کی اور راہ ہوتی ہے اور طلسم کشا کے جانے کی طلسم بین اور راہ ہوتی ہے جیسا کہ بھی
گذرا ہے کہ علم شاہ اور راہ سے طلسم بین پہونچے اور صاحبقران اور راہ سے یہ فرما کر وہ مرد بزرگ
اور تیسرے دن جانے کی تاکید کر کے نظرون سے خواجہ کی غائب ہونے کے خواجہ کی آنکھ کھل
گئی اپنے لباس کو خوشبو سے معطر پایا اپنے خواب کے صادق ہونے کا یقین ہوا خواجہ نے
خواب کا حال کسی سے نہ بیان کیا مگر خواجہ آمدن کا انتظار کرنے لگے کہ جس دن کے لیے
اصف بن برخیزہ فرما کے تھے کہ تم فلان دن یہاں سے روانہ ہونا خواجہ کو تو انتظار میں چھوڑا
جاتا ہوا اب کچھ صبح صاحبقران کا تحریر ہوتا ہے کہ صاحبقران برابر چلے جاتے تھے تیرے سایہ
میں کہ وہ تیرا ایک مقام پر گرا صاحبقران نے اُس مقام کو کھودا سنگ نکلا اُسکو بہت
صاحبقرانی اُٹھا کر وہ بچھینکا دروازہ نمودار ہوا اُسکے قفل کو توڑا اندر داخل ہوئے دیو سے مقابلہ
کیا اُسکو ہوشیار کر کے عقب سے قتل کیا اُسکا دل دھڑکنے لگا صحراب میں پہونچے گاؤ کو طلب
کیا وہ آئی جیسی گاؤ لوح نے بتائی تھی ویسی ہی تھی اُسکے آگے دل دھڑکیو کار کھا وہ کھانے
لگی صاحبقران اُسکی پشت پر سوار ہوئے وہ لے کر بھاگی صاحبقران جے ہوئے بیٹھے رہے
وہ کنارے دریا کے پہونچی صاحبقران نے ایک دریا سے ذخار تاپیدا کنارہ کو موجزن دیکھا
کہ آسمان اُس دریا میں ایک حباب معلوم ہوتا تھا موجیں اُسکی یہ معلوم ہوتی تھیں کہ تلوار میں
ہین ہر مرتبہ طوفان آتا تھا پانی فلک تک پہونچ جاتا تھا مردمان آبی و جانوران آبی منہ سے نکالے
ہوئے بیٹھے تھے صاحبقران اُس دریا کو دیکھ کر بہت پریشان ہوئے پناہ کے اپنے خدا سے
خواستگار ہوئے دل میں کہا کہ اس پانی سے پناہ پانی بہت و شہرہ ہر مقام پر گرداب
پڑ رہی تھی موج اُٹھ رہی تھی مینڈھے اچھل رہے تھے دریا کا ہے کو تھا دریا سے تمرا کئی کھنکھ
صاحبقران اُس دریا کو دیکھ کر اپنے کریم سے پناہ پانے کی دعا کر رہے تھے کہ اُس گاؤ نے
قصد کیا کہ مع صاحبقران کے دریا میں پھاند پڑوں جسے کنارے پر پہونچی صاحبقران
جست کر کے کود پڑے وہ گاؤ تو دریا میں کود کر غرق ہو گئی ایک تلاطم پانی میں برپا ہوا اور
جوش و خروش بھی خشکی میں مگر صاحبقران خاموش کھڑے رہے جیسا کہ لوح سے معلوم
ہوا تھا بعد ہر طرے ہونے تلاطم و جوش و خروش کے کشتی نمودار ہوئی جیسی بحرہ کے آنے کی

خبر لوح نے دی تھی ویسا ہی بحرہ تھا اور اسی طور سے راستہ تھا اور اسی حسن و جمال کی نازنین بحرہ
 میں بیٹھی ہوئی تھی اور اسی طور سے دو ملاح تھے خلاصہ یہ کہ اُس نازنین نے صاحبقران کو طلب
 کیا صاحبقران نے وہی حکم کہے تین مرتبہ وہ کشتی کنارے پہنچی صاحبقران نامدار
 جست کر کے کشتی میں سوار ہوئے اُس نازنین کو موافق ہدایت لوح اٹھا کر دریا میں ڈال دیا
 تالا طم برپا ہوا وہ کشتی وسط دریا میں پہنچ کر غرق ہو گئی یعنی بحرہ غرق ہو گیا صاحبقران نے
 آنکھیں بند کر لیں تھیں جب یہ معلوم ہوا صاحبقران کو کہ تہ پر پہنچ گیا آنکھیں کھولیں اب
 جوا آنکھیں کھولیں تو نہ وہ دریا تھا نہ بحرہ تھا نہ وہ کنارہ تھا نہ وہ ملاح تھے ایک صحرا ہے
 لوح و دق کہ جہان انسان کا نام و نشان نہ تھا بوسے امرانات تک اُس جنگل میں نہ تھی جہان
 تک نگاہ کام کرتی تھی سوائے جنگل کے یا سبزہ کے یا اشجار کے دوسری شے نظر نہ آتی تھی وہ
 صحرا بہت پر بہار تھا اشجار میوہ دار سے اور گلہاے شو شو دار سے اُس جنگل میں گلہاے
 خود رو کی عجیب بہار تھی اشجار بار بار شمار سے زمین کے بوسے لے رہے تھے شاخیں سرسبز و
 تھیں اس صحرا پر بہار کو دیکھ کر صاحبقران کا دل خوش ہو گیا اور سرور ہوا صاحبقران
 لوح کا دیکھنا اُس صحرا کو دیکھ کر فراموش کر گئے بالکل نہ یاد رہا بس اُس جنگل کے سیر و تماشا
 میں مصروف ہوئے ہر طرف پھرنے لگے کچھ میوہ وغیرہ درختوں سے توڑ کر کھایا جا بجا چشے تھے
 اُسے پانی پیا صاحبقران نے خیال کیا کہ چلو تلاش کرو کہ اگر کوئی مقام رات کے بسر کرنے کے
 لیے مل جائے تو بہتر ہو یہ خیال فرما کے صاحبقران ایک طرف کو قدم اٹھا کر چلے راہ طو کرتے
 ہوئے سیر جنگل کرتے ہوئے چلے جاتے ہیں سوائے جنگل کے کوئی مقام نہیں نظر آتا نہ کوئی
 قصبہ نہ گاؤں نہ سرا نہ باغ نہ مکان دن بھر صاحبقران پھر ایسے انکو کوئی مقام قیام کرنے کا نہ ملا
 جب شام اُسی جنگل میں ہو گئی تو صاحبقران نے وضو کیا نماز مغرب ادا فرمائی ایک درخت
 سایہ دار کے نیچے آرام کیا ذرا بھی خوف نہ کیا اُس شیرنستان شجاعت نے وہ رات اُسی جنگل
 میں درخت کے سایہ میں بسر کی جب صبح ہوئی نماز صبح پڑھ کر پھر ایک طرف روانہ ہوئے اسے طور
 سے تین دن تک اُسی جنگل کی سیر کیا کیے چوتھے دن جو بوقت سحر چلے تو وہ جنگل تمام ہوا
 ایک صحرا کے رنگستان میں پہنچے کہ جہان سوائے رنگ و خار و فیلان کے کوئی دوسری شے

نہ تھی مگر اُس صحرا کو اس خیال سے طے کرتے ہوئے چلے جاتے ہیں کہ شاید اسکے بعد کوئی صحرا سے پر بہار
 بلجائے جو جو دن چڑھتا جاتا ہو وہ وہ تمازت آفتاب بڑھتی جاتی ہو اور دھوپ میں شدت اور تیزی
 و گرمی پیدا ہوتی جاتی ہو راوی بیان کرتا ہے کہ اب صاحبقران کی پاؤں کی یہ حالت ہو گئی ہو کہ
 پیدل چلتے چلتے اس کے آگے ہیں قدم اٹھایا نہیں جاتا ہوا بلکہ پڑ گئے ہیں حار مغیلان نے تلوون
 کو فگار کر دیا ہر خون بہا ہر گمراہ چلنا ترک نہیں فرماتے ہیں یہ عالم ہو کہ کسی ریت میں کمر تک
 دھنس گئے کبھی کھٹنوں تک کبھی بند لیون تک اب اس قدر زور دہرین کے گرم ہو گئے ہیں کہ جب
 ہوا چلتی ہو اور اڑ کر جسم پر پڑتے ہیں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ جیسے کسی نے چنگاری رکھ دی ہتھکیر
 سب جلنے لگے ہوا اس قدر گرم چل رہی ہے کہ جب جھونکا آتا ہے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ کسی نے جھونک
 دیا از سر تا پا عرق عرق میں ہو اور اے عرق کے ہر بن مو سے چھوٹ رہے ہیں زبان میں کانٹے
 پڑے ہوئے ہیں شدت عطش سے تالو زبان سے جھپٹی جاتی ہو عجیب حالت ہو وہ صحرا تھکا گیا
 نمونہ تھا صحرا کے محشر کا اُس جنگل میں نام کو درخت سایہ دار نہ تھا اگر کوئی درخت نظر بھی آیا
 تو برسوں کا خشک جانور تک اُس جنگل میں نہ تھے پانی کی چاہ میں ہر طرف نگاہ صاحبقران ڈالتے
 تھے کہ کوئی چاہ نظر آئے تو پانی پی لیں کو سون آب نایاب تھا اُس جنگل میں نہ کوئی چشمہ تھا
 نہ چاہ تھا عجیب بے آب و گیاہ صحرا تھا جانور ان پرند و چیرند کا نام و نشان نہ تھا وہ جنگل جھو
 زاع و زغن کا مسکن تھا یہ جانور بھی عجیب شکل رکھتے تھے کہ خشک درختوں کی شاخوں پر بیٹھے
 ہوئے منھ کھولے ہوئے زبانیں نکالے ہوئے ہانپ رہے تھے بال و پر نادر و تھے بجائے
 پانی کے دریائے ریگ تھا اور بجائے نان و قرص آفتاب تھی اس قدر گرمی تھی اُس جنگل میں
 کہ آنسو تک خشک ہو گئے تھے اگر اتفاق سے کوئی چشمہ نظر بھی آیا تو ڈر کر اسکے قریب پہنچنے
 بھی تو پانی اُس کا خراب پایا اُس میں باران سیاہ و آرد رہا اے دہان کو شدت گرمی سے پرا ہوا
 پایا کہ وہ اپنا کھٹا گل رہے ہیں زہر پانی میں ملا ہوا ہر راوی بیان کرتا ہے کہ صاحبقران حیران و
 پریشان بحالت خراب بعد اضطراب چلے جاتے تھے تھک الگ گئے تھے قدم اٹھ
 نہیں سکتے تھے ہر گام پر گرے پڑتے تھے عجیب کرب و اضطراب میں مبتلا تھے یہاں تک کہ
 دو پہر دن اسی حالت میں گذرا اب صاحبقران سے راستہ نہیں چلا جاتا بہت عاجز ہو گئے ہیں

ایک درخت خشک تھا اسکے ٹٹھ سے لک کر کھڑے ہو گئے اور فلک کی طرف دیکھ کر فرماتے تھے کہ کیوں
 اوپر چرخ بے مدار سفلہ پرور یہ کون سی چال تھی کہ تو نے مج کو اس مقام پر لا کر تباہ کیا معلوم ہوتا ہے کہ
 تو کسی کو غیش و راحت سے نہیں دیکھ سکتا ہر تیرا یہی طریقہ ہے کہ جہان تو نے دیکھا کہ یہ شخص راحت
 سے بسر کر رہا ہے تو نے ایک ایسی گردش کی کہ وہ تباہ و خراب ہوا مج کو اس میری بربادی اور تباہی سے
 کیا ملائی گردون دون تو کیوں درپردہ آزار ہوا زمین نے تو کوئی ایسا گناہ بھی نہیں کیا ہے کہ جسکی مج کو
 سزا ملی گو سراسر خالی ہوں اور گناہگار ہوں مگر تیرا نہیں ہوں اپنے خدا کا ہوں تو کیوں درپردہ آزار
 ہے تو نے مج کو اس مقام پر پہنچایا ہے کہ جہان نہ کوئی میرا ہدم ہے نہ موسن ہے نہ عزیز ہے نہ بیگانہ ہے نہ
 بیگانہ دوست کا کیا ذکر دشمن تک نہیں ہے اس سے کیا مج کو ملے گا جو میں یہاں مر جاؤنگا میری
 لاش کو رنج و زغن کھا جائیگا اور فلک ہم وہی ہیں کہ جسکی خدمت میں ہزاروں غلامان زمین مگر
 زمین ترکش حاضر رہتے تھے اور سرداران نامی و فزرندان گرامی گرد و پیش بیٹھتے تھے اور سب
 خاطرین کرتے تھے آج تیرے ہاتھوں اس صحراے بے آب و گیاہ میں تباہ و برباد ہیں مورد
 پیداوہین ارے کوئی ستم و جور کی بھی حد ہے مج کو اس پانے بے خزان سے نکالو اس صحرا میں تباہ
 کیا کہ جہان نہ پانی ہے نہ دانہ بجائے پانی کے خون جگر پیئے کو اور نہ بجائے کھانے کے لخت دل
 کھانے کو میں ان جو انان حلقہ بگوش کو کہان سے لاؤں اور کہان تلاش کروں کس زمانہ میں
 مج کو اُسے جدا کیا کہ جب اُنکے ہمارے دیکھنے کا زمانہ آیا اسوقت میں اُنسے جدا ہوا پوری بہار
 بھی دیکھنے نہ پایا یہ شعر میرے حسب حال ہیں شعور فربل چین نہ گل نود میدہ ہوں + میں موسم
 بہار میں شائع بریدہ ہوں + اور آہ و نالہ مجھ سے نہ آگے بڑھو کہ میں + بچھا ہوں کاروان سے مسافر
 جریدہ ہوں + میں کیا کہوں کہ کون ہوں سہو البقول درو + جو چھو کہ ہوں سو ہوں عرض آفت رسیدہ
 ہوں + اور فلک کل تک ہم اس مقام پر تھے کہ جہان ہمارے عزیز و اقارب سردار و خدمتگار تھے
 ہم اُنپر حکم کرتے تھے وہ ہمارے حکم کو بجا لاتے تھے یا آج ہم بیکس و مجبور ہوئے ہیں کہ کوئی
 پرسان حال نہیں ہے تیرے دور میں کسکو راحت ملی ہے جہان تو نے کسی صاحب عزت و امیر و
 کو دیکھا اسکے درپردہ ہوا تیرا طریقہ یہی ہے

پایا وہ خار پر مجھ کو پھرائے دشت میں | خار کے سر پر کرے امان گل کا سا بیان | اگر گوہر بار کو ہر سالے دشت یا س پر پھرائے

شک کروے مزرعہ امید ہر مرد جوان	ہنس کو کوئی چکا تھا ہر صدایہ بے تیر	پوست کھینچے ہر ہکا دیکے شست استخوان
تا کجا کیجے بریان اس سفالہ و کافرنج	اک طریقہ پر نہیں گاسے چنگ بے چنان	کل چین میں مرط تھا آئین عندیب
آج جو دیکھتا ہے پایا کچھ نشان عندیب	باغبان بنے نرم سے رو رو کے یہ بین کما	کچھ بتا کل کا بتا کچھ دے نشان عندیب
سنتے ہی سخن چین سے دھونڈ لایا دم بجا	والیان ہو کھی ہوئی کچھ استخوان عندیب	یہ سب شعر میرے حسب

حال ہیں کل تنک کیا سامان تھا آج کیا انجام ہو کہ ہم ہیں اور یہ پاکستان پاؤں آماں کر آئے ہیں
 آبلہ پڑ گئے ہیں خون بہ رہا ہر ظارون تے تلو کو نکو فکار کر دیا ہر شدت عطش سے الگ بیقرار
 ہیں گرمی سے جدا چلے جاتے ہیں زمین الگ اذیت دے رہی ہو آسمان ہر سرفساد و عناد ہر بادی کا
 خواستگار در پڑ آزار ہر احوال تو بیکار اس فلک تفرقہ پر داز کی شکایت کرتا ہر اسکا طریقہ
 یہی ہو بس اب زندگی سے ناامید ہو گومرنے کا تو بالکل خیال نہیں ہو کیونکہ مرنا ایک دن تو
 سب کو ہو یہ موت کسی کو نہ چھوڑے گی افسوس اس امر کا ہو کہ کس جیسی اور مجبوری سے مرتا
 ہوا کہ نہ تو کوئی بالین پر ہو گانہ سیدھا کرنے والا ہو گانہ غسل ملے گانہ کفن نہ ملے گی
 غسل ہمارا آب آفتاب سے ہو گا کہ دھوپ میں لاش پڑی رہے گی کفن خاک بیا بان ہو گی
 لحد شکم چرند و پرند ہو گانہ کوئی لاش اٹھائے والا ہو گانہ کاندھا دینے والا افسوس اگر اپنے
 لشکر میں یا وطن میں مرتے تو بہت سے عزیز و غیر ہمسراہ ہوتے فرزند روتے ہوئے لاش
 کے گرد ہوتے سب ملکر نماز پڑھتے خاک میں نہا دیتے یہاں کون ہو گا صاحبقران نے
 اپنے دل کو اور طرف خطاب کر کے یہ رباعی درد کی پڑھی رباعی اور درد یہ دروجی سے مکنونا معلوم
 خون لالہ جگر سے دانغ دھونا معلوم + گلزار جہان ہزار بھولے لیکن + اپنے دل کا شلفستہ
 ہونا معلوم + جو مرضی معبود بندہ ہر طرح مجبور ہو جو مرضی خداوند کرم شاکر یہی میرے حق میں
 بہتر تھا اور یہی مناسب تھا موت سے کیا چارا ہو اسی طور سے موت مقدر میں میری بروز
 ازل تحریر کر دی گئی تھی وہ پیش آئی صاحبقران اس درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے ایسے
 ایسے خیالات دل میں کر رہے تھے جب تھوڑے عرصہ تک دم لے لیا اسکے بعد وہاں سے
 اٹھنے شکایت نملی کرتے ہوئے ایک طرف نکلو چلے خلاصہ یہ کہ اب جون جون دن ڈھلتا جاتا تھا
 اسی قدر حدت اور گرمی کم ہوتی جاتی تھی یہاں تک کہ ایک مقام پر پہنچ گئے کہ جہان

چند درخت سایہ دار تھے انہیں کچھ فروغ بھی لگے ہوئے تھے صاحب قرآن نے توڑ کر کھائے کچھ کرسکی
کم ہوئی چونکہ شام ہو گئی تھی انہیں درختوں کے سایہ میں بیٹھ رہے اربسہ تھکے ہوئے تھے ایک
تہہ درخت پر تکیہ کر کے بیٹھ رہے اور بیٹھے بیٹھے نماز مغرب ادا کی چونکہ شب ماہ نہ تھی آخر ماہ تھا قریب
تین پہر رات گئے کے چاند طلوع کرنا تھا تمام صحرائین تاریکی تھی مگر صاحب قرآن کو بالکل خوف نہ
تھا صاحب قرآن بلا خوف و خطر درخت پر بیٹھے ہوئے تھے کوئی پہر رات آئی ہوگی کہ صحرائین
ایک سمت سے کچھ روشنی نمودار ہوئی صاحب قرآن نے ملاحظہ فرمایا کہ کچھ روشنی ادھر کو چلی آئی ہے
اب صاحب قرآن حیران ہوئے کہ جہان انسان کا نام و نشان تک نہیں ہو وہاں یہ روشنی کہاں
سے آئی اور یہ روشنی کیسی ہو جب تک وہ روشنی دور رہی اُس وقت تک تو یہ خیال رہا صاحب قرآن
کو یہ کوئی غول صحرائی ہو کہ مجھ کو خوف دلاتا ہو مگر نگاہ اُسی طرف لڑی ہوئی تھی اسی سمت دیکھ رہے
تھے کہ وہ روشنی قریب ہوتی جاتی تھی یہاں تک کہ اب بالکل قریب آگئی صاحب قرآن نے
ملاحظہ فرمایا کہ ایک درویش حقیقت کیش باریش سفید تسبیح چند دانہ ہاتھ میں جریب پر تکیہ
کیے ہوئے گیر و ابستر کیے ہوئے زلفین دویش پر پڑی ہوئیں نورانی صورت چلا آتا ہو کھڑا ہوا
پہنے ہوئے آگے آگے ایک اُسکا چیل مشعل لیے ہوئے اُسی کی روشنی میں وہ چلا آتا
ہوا بتو صاحب قرآن اور حیران ہوئے کہ تمام دن میں اس جنگل میں تباہ رہا مگر کسی مقام پر میں
نے اسکا مکان و مسکن نہیں دیکھا یہ کہاں سے آیا کوئی اسرار تو نہیں ہو کوئی دھوکے باز یا جھلسا
تو نہیں ہو پھر اسنے خیال کیا کہ یہ کسکی طاقت ہو جو مجھ کو دھوکا دے یا قریب تم کچھ خوف
نہ کرو آتا ہو آنے دو گو یہاں انسان کا نام تک نہ تھا انسان کی صورت کو ترس گئے تھے
انسان کا کیا ذکر ہو حیوان تک کا نام نہ تھا خیر خدا نے اپنا فضل کیا کہ وہ ہم جنس کی صورت
تو نظر آئی شکر ہو اُسکا کہ رات بہت اچھی طرح بسر ہوگی دو شخص بات کرنے کو تو مل گئے اکثر
یہ فقیر لوگ ایسے مقام پر رہتے ہیں کہ کوئی انکے مسکن سے آگاہ نہیں ہوتا ہو کیونکہ تارک
دنیا ہوتے ہیں اہل دنیا سے نفرت رکھتے ہیں اہل دنیا کو بُرا جانتے ہیں اور جنگل و صحرا و
پہاڑ کی گھاٹیوں میں بود و باش اختیار کرتے ہیں خداوند کریم اپنے فضل و کرم سے ان کو
رزق پہنچاتا ہو جبکہ وہ پتھر کے کپڑے کو رزق پہنچاتا ہو لو انکو کیوں نہ پہنچاتا ہو گا

ہم لوگوں سے انکی اچھی طرح بسر ہوتی ہو مگر یہ انھیں لوگوں کا کام ہو جہاد اکبر اسی کا نام ہو کہ نفس امارہ کو اپنے پیار سے ہٹائے اور خواہش نفسانی کو ترک کرتے ہیں جب یہ مرتبہ حاصل ہوتا ہو اس امر کی جسکو خدا توفیق دے وہی اسکو گوارا کرتا ہو یہ ہر کس و ناکس کا کام نہیں ہوا ہر حمزہ اسکو تیرے یہاں موجود ہونے کی کیونکر خبر ہوئی جو یہ ادھر کو آیا پھر خیال کیا دل میں کہ طریقہ سے معلوم ہوتا ہو کہ یہ فقیر ہر روز اسی طور سے سیر کو نکلتا ہو گا اور پھر تا ہو گا آج بھی برائے تفریح طبع نکلا ہو گا روٹنی کے سبب سے مجھ کو اس مقام پر پہنچے ہوئے دیکھا ادھر چلا آیا خیر کیا نقصان ہو کچھ کلام ہونے کے دل بہانے کا صاحبقران یہ باتیں دل سے کر رہے تھے کہ وہ فقیر قریب آیا اور پکارا کہ سلام علیک یا حمزہ صاحبقران یا زلزلہ ثابت ثانی سلیمان داؤد فاتح طلسم زعفران زرار سلیمانی اور کل کاشن اسلام و اعر و نق بارگاہ سلیمانی زینت مسند صاحبقرانی خوش آمدی و صفا آوردی مسند مبارک کیسا ہو یہ سنگ درگاہ انردی قدم مہینت لزوم کابدت سے مشتاق تھا ہر روز یہ دعا مانگا کرتا تھا کہ مجھ کو قدمبوسی صاحبقران کی حاصل ہو اور میں زیارت سے مشرف ہوں میری دعا قبول ہوئی کہ آپ تشریف لائے ورنہ میرا یہ حال تھا کہ آنکھیں انتظار میں پتھر اکین تھیں ہمہ وقت طرف راستہ کے دیکھا کرتا تھا آج میری امید برائی آرزو پوری ہوئی یہ تقریر جو صاحبقران نے اُس درویش سے سنی اور وہ درویش قریب آکر کھڑا ہو گیا اسکا چیلہ مشعل لیے ہوئے برابر اُس کے کھڑا تھا مشعل دھردھر جل رہی تھی دھواں اسکا بلند تھا چاروں طرف بکھیل رہا تھا جب اُس فقیر نے صاحبقران کا نام لیا اور ساتھ ادب کے اور بہت نصاحت کے ساتھ ابوبصاحبقران زیادہ تر حیران ہوئے کہ یہ میرے نام سے کیونکر آگاہ ہوا اور اس امر سے کیونکر واقف ہوا کہ میں فاتح طلسم زعفران زرار ہوں اور اسنے مجھ کو پہچانا کیونکر یہ کیا وجہ ہو کوئی نہ کوئی ضرور اس میں بھید اور اسرار ہو یہ تو صاحبقران خیال فرماتے ہیں مگر لوح کے دیکھنے کا خیال نہیں آتا کہ لوح کو ملاحظہ فرمائیں اور دیکھیں صرف دل میں ایسے ایسے خیالات پیدا کرتے ہیں اور خود ہی اسکی تردید کر دیتے ہیں جب یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ میرے نام سے کیونکر آگاہ ہوا اور کیونکر اسنے مجھ کو پہچانا فوراً ہی خیال پیدا ہوا کہ یہ فقیر ہیں انھوں نے جو ترک نفس و جہاد نفس کیا ہو تو انکو مرتبہ اشراق کا حاصل ہو گیا یہ حالات غیب سے ہوا گاہ ہو گئے ہیں گو یہ مرتبہ سوا سے

بی کے کسی کو نہیں حاصل ہوتا ہو مگر جو فقیر کہ نفس کشی کر کے اور اپنے کو بالکل خاک کر دیتے ہیں
 اور سوائے عجز و انکسار کے دوسرے کام سے عرض نہیں رکھتے ہیں انکو بھی یہ مرتبہ حاصل ہوتا ہو
 نہ استفادہ کہ جیسا بنی کو ہوتا ہو مگر ہاں کسی قدر ضرور حاصل ہوتا ہو ضرور یہ فقیر بہت ہی مقرب ہو
 اور اسکا بہت بڑا مرتبہ ہو اور یہ علم غیب سے بھی ضرور آگاہ ہو اسکو اسی علم کے سبب سے میرا نام
 بھی معلوم ہوا اور مجھکو اپنے پہچان بھی لیا یہ میرے ہی پاس آیا ہو ایسے درویش صفا کیش کنیز مست
 کر دیا باعث افتخار اور موجب برکت ہو اور سبب خوشنودی خدا ضرور ہو اگر یہ تمھارے حق ہیں
 دعا کر کے گا تو ضرور قبول ہوگی اور تم اس بلا سے نجات پا جاؤ گے یہ ایسا ویسا نہیں ہو جیسے کہ
 اکثر تجھ سے فقیروں سے ملاقات ہوتی ہو جیسے ابھی کل کا ذکر ہو کہ منیر حادو نے فقیر بنکر مجھکو
 دھوکا دیا تھا اور اسیر بھی کر لیا تھا مگر یہ اُس قسم کا فقیر نہیں ہو یہ بہت با خدا اور نیک اساس
 و حق شناس معلوم ہوتا ہو اس میں دھوکا نہیں ہو یہ دل سے باتیں کر کے اور جو شک پیدا ہوا
 تھا اسکو برطرف کر کے کھڑے ہو گئے اور فرمانے لگے کہ آئیے آئیے تشریف لائیے واقعی آپکو
 دیکھ کر میرا دل خوش ہو گیا اور میں بہت شاد ہوا آج چاروں سے میں یہاں پریشان ہوں
 اور حیران نہ کوئی مقام قیام کرنے کا ملا نہ کسی کی صورت و طہائی دی اپنے ہم جنس کی صورت
 دیکھنے کو عرس گیا مگر اسوقت آپ کو دیکھ کر وہ جو حالت تھی برطرف ہوئی میں بھی ایک آوارہ
 و سرگشتہ ہوں اس فلک نے مجھکو اس بلا میں مبتلا کیا ہو اور اس آفت میں نہ کوئی ہمد ہمراہ ہو
 نہ کچھ سامان ہو نہ میرے پاس مرکب ہو پیادہ پا یہاں سرگردان ہوں اسی خاک پر قدم رنجہ
 فرمائیے اپنی زیارت سے مجھکو مشرف فرمائیے تاکہ یہ رات بسر ہو میں آپ کی زیارت سے
 شرف ہوں یہ جو صاحب قرآن نے فرمایا وہ درویش یہ کہہ کر کہ میں بخوبی آگاہ ہوں یہ بستر خاک
 بہتر ہو اور سب سامان سے ہم فقیروں کو سامان دنیا سے کیا غرض اور کیا مطلب ہم بستر
 خاک کو بہت پسند کرتے ہیں بابا اسی خاک میں ملنا ہو اس سے ہم کہاں تک نفرت کریں
 اس کے در کے کتے ہیں یہ کہہ کر سامنے صاحب قرآن کے بیٹھ گیا وہ چلا مشعل اسی طور سے لیے
 ہوئے کھڑا رہا اسکا دھواں پھیل رہا تھا اسی مشعل سے تمام جنگل میں روشنی تھی جیسے
 بے تھا صاحب قرآن بھی بیٹھے اب صاحب قرآن نے فرمایا کہ آپ کا مسکن کہاں ہو اور اسم

مبارک کیا ہو اور کس طرف سے آنا ہوا اور آپ نے کیونکر مجھ کو پہچانا اور کیونکر میرے نام سے آگاہ ہوئے
اُسے جواب دیا کہ بابا ہم فقیر لوگ ہیں ہمارے مسکن کو کیا دریا فست کرتا ہے اسی صحرائین ڈھیر جو یہی جنگل
اس سگ ناپاک کا مسکن ہے جہان سے سب نے ہیں اسی مقام سے ہیں بھی آیا ہوں جہان سب
جائینگے وہیں میں بھی جاؤنگا یا صاحب قرآن میں ایک مدت سے آپ کا مشتاق تھا اور آپ کا انتظار
کر رہا تھا کہ خداوند کریم نے آپ کو یہاں پہنچا دیا اور یہ جو آپ نے دریا فست فرمایا کہ تم نے مجھ کو
کیونکر پہچانا اور کیونکر میرے نام سے آگاہ ہوئے اسکا سبب یہ ہے کہ میرے فرشتے مجھ کو اس
حال سے آگاہ کیا تھا اور آپ کا نام و نشان بتایا تھا اور فرمایا تھا کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا
کہ حمزہ صاحب قرآن اس سمیت کو تشریف لائیں گے براہِ فتح طلسم زعفران زرارہ چند در بند
کو فتح کر کے اس در بند کو فتح کرنے کو آئینگے جو کہ اس صحرائین واقعہ پر بس مجھ کو لازم ہے کہ تو اُسے
ملاقات کرنا اور اُنکی زیارت سے مشرف ہونا اور اُنکی خدمت بجالانا کیونکہ اُنکی خدمت بجالانے میں بہت
بڑی سعادت حاصل ہوگی اسوجہ سے وہ مقرب بارگاہ خداوند کریم ہیں اور وہ صغریٰ سے راہ خدا
میں جہاد کر رہے ہیں اور اسبقہ عمر اُنکی جہاد میں گذری ہے اور کفار کشی میں وہ بہت بڑے مرد
نیک اور مرد خدا رسیدہ ہیں خدا اُنکی ہر مشکل میں اور ہر امر میں مدد کرتا ہے اور ایسے ایسے مقام پر اُس نے
یعنے خداوند کریم نے حمزہ صاحب قرآن کی کمک فرمائی ہے اور بلا اُسے اوپر سے روز فرمائی ہے کہ
جسکاند کو نہیں ہے بس تو ضرور اُسے ملاقات کرنا میں نے عرض کیا تھا کہ کیا آپ اُس زمانہ میں
نہ ہونگے کہا کہ ہاں میں نہ ہوں گا میں نے جواب دیا کہ یہ نام تو آپ نے بتا دیا مگر میں صورت سے تو
آگاہ نہیں ہوں نہ واقف ہوں پھر کیونکر شناخت کرونگا فرمایا کہ جس زمانہ میں وہ اس طرف
تشریف لائینگے اور جہان پر قیام کریں گے اُس زمانہ میں اُنکے آنے کے قبل تم ایک خواب دیکھو گے
اور عالم خواب میں وہ تم کو نظر آئینگے بس اُسکے تیسرے دن تم بوقتِ نوبت شب کے اس
درخت کے پاس آنا وہ تم کو پیچھے ہوئے ملیں گے اور وہی حمزہ صاحب قرآن ہونگے انھوں نے
مجھ کو اس مقام پر لا کر اس درخت کی شناخت کرا دی تھی اور یہی فرمایا تھا کہ وہ اُس
زمانہ میں تشریف لائینگے کہ جب تمام طلسم میں غدر مچا ہوا ہو گا اور شنگال بد خصال کی
حکومت ہوگی وہ ہر حکومت ہو گا وہ اول درجہ کا نمک حرام ہے اُسی زمانہ میں طلسم بھی

فتح ہو گا حمزہ صاحب قرآن یہاں آگے در بندیر باد کرینگے بہت سے ساکنان طلسم انکی طاعت کرینگے بلکہ بادشاہ سابق بھی حمزہ کا مطیع ہو گا اسکا نام سیمائے بلند آواز ہو گا وہ اس زمانہ میں ظلم و بدعت تشنگال کے سبب سے قید ہو گا بلکہ تشنگال اسکا وزیر ہو گا بادشاہ سے منحرف ہو کر خود بادشاہ طلسم بن بیٹھے گا اور بادشاہ کو قید کر لے گا طلسم کشا آکر رہا کرے گا اس احسان کے عیوض میں وہ طلسم کشا کی طاعت کرے گا جب طلسم کشا در بند سوسن و در بند اعظم و در بند منیر یہ فتح کر چکے گا تو لوح طلسم اسکو خبر کر دے گی در بند و حبانہ کو جا کر فتح کرو گو اس در بندہ کے حال سے کوئی آگاہ نہیں ہو مگر لوح کے حکم سے وہ یعنی طلسم کشا ادھر کو آئے گا تین دن تک صحرا بھرا تباہ ویران پھرے گا چوتھے روز اس جنگل میں آکر پہونچے گا قریب شام آکر ان درختوں کے نیچے بیٹھے گا وہی طلسم کشا ہر سوائے طلسم کشا کے اسطرح کوئی آ نہیں سکتا ہو کیونکہ وہ تائید یافتہ ہو اسکو کوئی آسیب و بلا نہیں ستا سکتی ہونہ اس پر سحر اثر کر سکتا ہو کیونکہ وہ مالک اسم اعظم و صاحب لوح ہو گا اسی لوح کی ہدایت سے اس طرف کو آئے گا بس اسکی طاعت کرنا اور اسکی زیارت کرنا یہ جیواں بخون لئے فرمایا میں بہت خوش ہوا اور اس مقام کی شناخت کر لی اُس دن سے آپ کی زیارت کا بہت مشتاق تھا چنانچہ مرشد نے چند ماہ کے بعد انتقال کیا میں نے انکو دفن کیا انکی تربت پر مجاور بنکر بیٹھا ان کا جانشین ہوا انکے انتقال کے دن میرے کے بعد اس طلسم میں غدر چا تشنگال نے نگرانی کی بادشاہ کو قید کر لیا خود بادشاہ بن بیٹھا تشنگال کو کوئی دو برس حکومت کرتے گذرا تھا کہ آپ کی آمد کا شور و غل ہوا آپ نے آکر کوہ بے ستون وغیرہ کو برباد کیا گو میں اس مقام سے ہلا تک نہیں میں نے جنبش تک نہیں کی مگر مجکو سب حال معلوم ہو جاتا تھا خلاصہ یہ کہ آپ نے در بند سوسن و در بند اعظم کو فتح کیا اسکی بھی مجکو خبر ہوئی جب آپ کو منیر جادو نے فقیر بنکر دھوکا دیا اور آپ کو اُسنے اسیر کر لیا اور قتل کر کے لیے بیرون در بند لے گیا اور وہاں قتل کا حکم دیا کہ خواجہ عمر و آپ کے عیار لے آکر عیاری کی اور آپ سے مقابلہ ہوا آپ نے منیر جادو وغیرہ کو قتل کر کے در بند منیر پر کو برباد کیا اسکی بھی مجکو خبر ہوئی جس دن آپ نے لوح ملاحظہ فرمائی اور آپ نے ادھر آئے کا قصد کیا اس دن شب کو میں نے خواب میں

اپنے مرشد کو دیکھا انھوں نے مجھ سے خواب میں اگر ارشاد کیا کہ حضرت صاحبِ جفراں نے یہ حکم لوحِ اودھ کا
لکھ دیا ہے اور جس قدر میں نے تم سے بیان کیا تھا اسی قدر سب حالات گذرے یا نہیں جس قدر
میں نے تم سے کہا ہے اسی قدر کرنا اس کے خلاف نہ ہو میں نے اسی عالم خواب میں مرشد سے عرض
کیا کہ کب تک حمزہ اودھ آئیں گے انھوں نے فرمایا کہ برسوں وہ یہاں پہنچ جائیں گے تم پر سون
نوبت کے شب کو ان کی خدمت میں جانا اور ان کی زیارت سے مشرف ہونا میں نے عرض کیا کہ میں
پہچانتا نہیں ہوں فرمایا کہ میرے ساتھ چل میں ان کی شناخت کرادوں میں نے عرض کیا کہ حاضر
ہوں بس وہ جگہ لے کر اس مقام پر آئے آپ اسی طور سے بیٹھے ہوئے تھے جس طور سے اس
وقت تشریف فرما ہیں میں نے جو آپ کو دیکھا تو آپ کی شکل اچھی طرح پہچان لی اور خوب شناخت
کر لیا اسی عالم خواب میں میں نے آپ کی صورت دریافت کی تھی اور آپ کی صورت کی شناخت
کر لی تھی اس طور سے آپ کی تصویر میرے صفحہ دل پر فتح کئی تھی اور میں نے شب پہچان لیا تھا
اسی عالم خواب میں آپ کی شکل مبارک صفحہ دل پر لکھی تھی اگر سوئے میں بھی دیکھوں تو پہچان
لوں گو عالم خواب میں دیکھا تھا مگر سوئے سے زیادہ تر شناخت کر لی تھی اگر چاہتے ہیں
دیکھتا تو بھی نہ پہچانتا جیسے عالم خواب میں پہچاننا تھا بس مرشد تو چلے گئے میری آنکھ کھل گئی
اب تو میں نے خیال کیا تو جو کچھ مرشد نے عالم خواب میں بیان کیا تھا اور زندگی میں ہی کے
موافق پایا میری طرف نہ پایا بالکل مطابق پایا اور اسی طور سے تصویر آپ کی میرے صفحہ دل پر
تحریر ہوئی تھی کہ جس کا بیان نہیں ہو بس اسی دن سے میں انتظار کرنے لگا اور راہ تیکنے لگا
رات دن میں اسی میں مبتلا رہتا تھا اور یہی فکر تھی کہ کہیں صاحبِ جفراں تشریف لائے ہیں تو
ان کی زیارت سے مشرف ہوں اور ملاقات کروں یہاں تک کہ وہ دن آیا اور میں نے
دن بھر اسی انتظار میں رہا کہ رات ہو تو میں یہاں سے خدمت صاحبِ جفراں میں چلوں اور
حمزہ صاحبِ جفراں سے ملاقات کروں خدا خدا کر کے وہ مقام ہوا رات آئی جب نوبت کے
وہاں سے میں اس چیلے کو لے کر چلا مجھ کو اس امر سے بھی آگاہ کرنا تھا کہ آپ لو حکو ملاحظہ
فرمایا کہ اور اس جھگڑے سے رہا ہونے کی تدبیر لوح سے دریافت کرین اور در بندہ وفا سے
فتح کرنے کی کیونکہ مرشد نے مجھ سے فرمایا تھا کہ جس دن سے صاحبِ جفراں یہاں تشریف لائے

میں لوح کو نہیں ملاحظہ فرمایا جو تم آنکو لوح ملاحظہ فرماتے کے لیے کہنا تاکہ لوح کو ملاحظہ فرماتے طرف
 و رہند کے روانہ ہوں یہ جو صحت قرآن نے سنا فوراً اس فقیر کے کہنے سے خیال آیا دل میں کہنا کہ
 واقعی جب سے تم یہاں آئے ہو تم نے لوح کو بالکل نہیں دیکھا ہر لوح کو ضرور دیکھو شاید کوئی قویہ
 و دھوکا نہ ہو یہ دل میں کہہ کر اس درویش سے فرمایا کہ یہ تو تم نے سچ کہا کہ میں نے آج چاروں سے لوح
 کو نہیں دیکھا ہر اور ضرور چاروں سے ان جنگلوں میں پریشان ہوں اور آج صبح سے ایسی آفت میں مبتلا ہوا
 ہوں کہ کبھی ایسی آفت میں نہیں مبتلا ہوا تھا دن بھر ایک کے جنگل میں پھرا کیا شدت گرمی اور دھوپ سے
 منھ میں اور زبان میں کانٹے پڑ گئے تھے پسینہ میں غرق تھا اس جنگل میں نہ پانی ممکن ہو نہ دھوپ نہ جان ہوں
 آفتاب بلند ہوتا تھا اسی قدر گرمی زیادہ ہوتی جاتی تھی ہوا استقدر گرم تھی کہ جب جھونکا چائنا تھا یہ معلوم
 ہوتا تھا کہ کسی نے بھون دیا اگر کوئی ذرہ ریگ کا اڑ کر جسم پر پڑ گیا تو یہ معلوم ہوا کہ انکار رکھ دیا کسی
 نے جسم چھونک یا پاؤں اس کر آئے ہیں کتنے خار مغیلان کے جو پاؤں میں چبھ چبھ گئے تھے ان کے
 سبب سے راستہ نہیں چلا جاتا تھا تمام تلوے لوٹمان ہو گئے تھے مڑتا ہوا اور اپنی جان سے
 عاجز اس مقام پر پہونچا جب یہاں آکر پہونچا راستہ نہ چلا گیا تھا کراں درختوں کے سایہ میں
 بیٹھ رہا جو شجرانہیں لگے ہوئے تھے وہ کھائے کچھ گوسلی میں کمی ہوئی میں نے خیال کیا کہ یہ رات اسی
 مقام پر بسر کروں رات بھر میں کسل مٹ جائے گا اور کچھ پاؤں کی سوجن اور تکلیف بھی کم ہوگی جو کہ خاروں
 کے سبب سے زخم پڑ گئے ہیں بس یہ خیال کر کے میں یہاں ٹھہر گیا بیٹھا ہوا تھا کہ تم آتے ہوئے نظر
 آئے روشنی دکھائی دی میں بہت حیران ہوا کہ یہ روشنی کیسی ہو کیونکہ میں نے یہاں انسان کا نام و
 نشان تک نہیں دیکھا گمان ہوا کہ غول صحرائی ہو جب آپ مع روشنی کے یہاں آکر پہونچے تو اور
 حیران ہوا کہ آنکو تو میں نے کہیں نہیں دیکھا تھا یہ کہاں سے آئے فوراً خیال ہوا کہ یہ فقیر اور اللہ
 والے لوگ ہیں کہیں کسی مقام پر پوشیدہ ہونے کیونکہ یہ لوگ تارک دنیا ہوتے ہیں وراہل دنیا
 کی نگاہوں سے اپنے کو پوشیدہ کر دیتے ہیں اسی طور سے یہ بھی یہاں آکر مسکن گزین ہوئے
 ہیں اسوقت برائے تفریح طبع نکلے ہیں ادھر جو آنکے جھکو دیکھ کر ادھر چلے آئے ہیں مگر آپ کے
 بیان سے معلوم ہوا کہ آپ کو آپ کے مرشد نے خبر دی تھی میرے آنے کی اور آپ میرے منتظر
 تھے اور آپ میرے حال سے اپنے علم کے ذریعہ سے آگاہ تھے گو میں حیران ہوا تھا اس امر سے

زیادہ تر کہ آپ نے میرا نام لے کر سلام علیک فرمائی مگر جب آپ نے بیان کیا تو مجھ کو معلوم ہوا کہ اس
 سبب سے آپ آگاہ ہیں یہ جو صاحب قرآن نے درویش سے فرمایا تب درویش نے جواب دیا کہ یہی
 سبب تھا جو میں آپ کے نام سے آگاہ تھا اور میں نے پہچانا تھا بس ورنہ کیا مجال میری بیٹی اور
 کیا طاقت تھی جو نام سے آگاہ ہوتا اور شناخت کر سکتا میرے مرشد نے اپنی زندگی میں آگاہ کیا
 تھا اور مرنے کے بعد خواب میں تشریف لا کر آپ کی تشریف آوری سے آگاہ کیا اور واقعہ کیا اور
 بالکل آپ کا پتہ اور نشان دیا اور شناخت کرادی اور آگاہ کر دیا بس یہ موجب اُنکے فرمانے کے میں
 ادھر کو آیا اور آپ سے ملاقات کی اور زیارت سے شرف ہوا جو انھوں نے فرمایا تھا وہی
 سبب واقعہ گذرا اور اُنکے فرمانے کے بموجب ہوا اور میں اُنکے حکم کو بجالایا اور آپ کو اس امر سے
 بھی آگاہ کر دیا کہ لوح کو ملاحظہ فرمائیے یہ اُنکے صاحب قرآن نے فرمایا کہ واقعی آپ کے فرمانے سے
 مجھ کو بھی لوح کا خیال آیا آپ لوح ملاحظہ کرتا ہوں یہ کہہ کر قصد کیا تھا کہ لوح کو دیکھیں کہ یکایک سر
 گھومنے لگا اور گردش کرنے لگا اور گرمی معلوم ہونے لگی جس سے زیادہ صاحب قرآن نے درویش
 سے فرمایا کہ کچھ سبب نہیں معلوم ہوتا ہے کہ گرمی کیوں معلوم ہوتی ہے یہ تو ناسات کا ہنگام اور وقت
 ہر ابھی تھوڑی دیر ہوئی کہ خنکی تھی کہ یکایک گرمی ہو گئی اور سر گردش کرنے لگا درویش نے جواب دیا
 کہ یا صاحب قرآن ہوا بند ہو گئی ہے اس سبب سے گرمی ہو گئی ہے گرمی کی وجہ سے دوران سر ہوتے
 لگا ہر ذرا اٹھ کر دو تین قدم کھیلے اور پھر یہ تو یہ بات دفع ہو جائے صاحب قرآن کے بھی فہم
 میں آگیا کہ یہ درویش سچ کہتے ہیں بس فوراً اٹھ کر ٹہلنے کے قصد سے چلے کہ ایک چھینک آئی اور سر
 نے گردش کی اب صاحب قرآن کو یہ گمان ہوا کہ جیسے کوئی بیہوشی دیتا ہے وہاں اسی کے سبب سے
 دوران ہوتا ہے صاحب قرآن یہ خیال کر رہے تھے کہ بیہوشی کا اثر کیوں نہ پیدا ہوا میں نے سوائے
 ان درختوں کے ثمر کے کوئی دوسری شے نہیں کھائی کیا یہ انکا ثمر ہے جو مجھ کو ملا کہ سر گردش کرنے
 لگا اور گرمی معلوم ہونے لگی صاحب قرآن یہ خیال فرما رہے تھے کہ یکایک دوسری چھینک آئی
 اور صاحب قرآن گردش کھا کر گرے گرنے کے ساتھ ہی بیہوش ہو گئے صاحب قرآن کا بیہوش
 ہونا تھا کہ یکایک اس درویش نے وہ لباس قلندری پھینک دیا اور نعرہ کیا کہ منم ہنسر چانچ
 نقب زن اسکو عیاری کہتے ہیں کیا کام کیا اگر عمر و بھی ہوتا تو وہ بھی میری غلامی کرتا اور

حلقہ غلامی اپنے کان میں ڈالتا کیا معرکہ کی عیاری کی ہو اور کیا دھوکا صاحب قرآن کو دیا ہو راوی بیان
 بیان کرتا ہو کہ صاحب قرآن اس قصد سے اور بھی اُٹھے تھے کہ قریب روشنی کے جا کر لوح کو بخوبی کھجوں
 مگر وہاں تک جانے کی نوبت نہ آئی کہ راہ میں بیہوش ہو کر گر پڑے اور بیہوش ہو گئے راوی بیان
 کرتا ہو یہ درویش حقیقت میں فقیر نہ تھا عیار تھا و صاحب لال قبا کا جو کہ حاکم ہو در بند تھا انہی
 کا جب کہ صاحب قرآن نے کوہ بے ستون کو برباد کیا یہاں دھان لال قبا کو خبر ہو گئی
 اسکے پاس ایک آئینہ ہو وہ ہمہ وقت ساسے لگا رہتا ہو اس آئینہ میں کل حالات طلسم کے
 تحریر ہوتے جاتے ہیں جو کچھ طلسم میں گذرتے ہیں اور یہ انکو دیکھتا ہو مگر وہی حالات جو کہ گذر
 جاتے ہیں تحریر ہو جاتے ہیں وہ حالات نہیں تحریر ہوتے ہیں جو کہ آتے والے ہوتے ہیں
 وہ نہیں تحریر ہوتے ہیں بس اسکی یہ حالت فی کہ جو واقعہ اس آئینہ میں دیکھتا تھا وہ سب
 اہل دربار کے رو برو بیان کر دیتا تھا چنانچہ اسنے کوہ بے ستون و در بند سوسن و در بند
 اعظم کی بربادی کا سب حال اول سے آخر تک اہل دربار کے رو برو بیان کیا اور در بند منیر یہ
 کی بربادی کا حال اور جنگ و پیکار کا واقعہ سب بیان کیا اور کہا کہ طلسم کشا لوح کو دیکھ کر اور
 لوح سے خبر پا کر اس طرٹ کو چلا ہو کوئی ایسا ہو کہ جا کر طلسم کشا کو پکڑ لائے اور اسیر کر لائے یہ سننے
 اہل دربار نے بیان کیا کہ ہم جاتے ہیں اور سحر کر کے پکڑے لائے ہیں دھان لال قبا نے جواب دیا
 تھا کہ امیر سحر اثر نہیں کرتا ہو تم لوگوں کا جانا بیکار ہو وہ ساحرون سے زیر نہ ہو گا کیونکہ وہ صاحب
 اسم اعظم و مالک لوح طلسم ہواں دونوں وجہوں سے اس پر سحر اثر نہیں کرتا ہو بس ساحرون کا جانا
 بیکار ہو ہاں کوئی عیاری یا مکاری اس کے ساتھ کی جائے تو شاید وہ اسیر ہو جائے اور گرفتار ہو کر
 یہ کام عیار کا ہو بدون اسکے طلسم کشا اسیر نہ ہو گا جس طور سے منیر جادو نے دھوکا دے کر
 اور قریب کر کے اسیر کر لیا تھا گوین نے اصل راستہ در بند کا بند کر دیا ہو بدون میری اجازت
 کے کوئی داخل در بند نہیں ہو سکتا ہو جب تک میں اجازت نہ دوں اسوقت تک کوئی داخل
 در بند نہ ہو گا بس اس امر سے تو اطمینان ہو کہ کوئی اس طرٹ سے تو نہیں آئے گا مگر طلسم کشا
 کے آنے کا اور راستہ ہو وہ ضرور اس راہ سے آئے گا کیونکہ اسکے پاس لوح ہے بہتر یہ ہو گا کہ کوئی
 عیار جا کر پکڑ لائے جب یہ دھان لال قبا نے بیان کیا تھا اسوقت عیار اسکا ضرر جاج

لقب زن موجود تھا اُس نے جو سنا وہ فوراً اپنے مقام پر سے اٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ اے بادشاہ اگر میں طلسم
کشا کو پکڑ لاؤں تو کیا انعام پائوں گا؟ خان لال قبا نے جواب دیا کہ اُس کے برابر سرخ و نیکا ایک
طرف اُس کو ترازو کے پہلے میں بٹھا دوں گا ایک پہلے میں اثربنیان رکھوں گا یہ معاوضہ ہے طلسم کشا کے اسیر
کرنے کا یہ سُننے کے فرحان نے عرض کیا کہ بہت خوب میں جانا ہوں اور اسی وقت اپنے
سٹ اگر دو ہمارے کر باہر اے عیاری سے آراستہ و پیراستہ ہو کر وہاں سے قطرہ زن ہوا تھا
راہ طر کے اُسی صحرا میں پہونچا تھا کہ جہاں صاحب قرآن اول دن پہونچے تھے بس یہ غصہ جعفران
میں پوشیدہ چلا آتا تھا اس سبب سے اس کو صاحب قرآن کی سرگردانی اور تین روزہ تباہ ہونے کا
حال معلوم تھا جو اُس نے اس طور سے بیان کیا کہ میرے مرشد نے مجھ کو اس حال سے آگاہ کیا تھا
بس جب صاحب قرآن آکر پہونچے تو اُس نے یہ تدبیر کی تھی کہ آپ تو فقیر بنا اور اپنے شاگرد کو چسپلا
بنا یا اور مشعل پر بیہوشی بکثرت ڈالی اور روغن بیہوشی آمیز سے قلیلہ چرب کیا اور قریب نوب کے
لے کر چسپلا اور قریب صاحب قرآن پہونچا اور اُسی مشعل کو روشن رہنے دیا اُس کا دھواں جو
دماغ صاحب قرآن میں پہونچا بیہوشی نے اثر کیا یہ اُسی سبب سے صاحب قرآن کو گرمی بھی
معلوم ہوئی تھی اور سرگردش کرنے لگا تھا جب صاحب قرآن اُٹھے کر چلے تھے اس
عیار کے کئے سے اور لوح کے ملاحظہ فرمانے کے قصد سے کہ لوح کو دیکھوں اُس
مکار و عیار نے جو صاحب قرآن سے یہ کہا کہ لوح کو ملاحظہ فرمائیے آپ اے تین دن سے لوح
نہیں دیکھی ہیں اور در بند کو فتح کرنے کو چاہیئے اُس کے دو سبب تھے ایک تو اس خیال سے کہا
کہ تو خود لوح کو یاد دلادے ایسا نہ ہو کہ طلسم کشا کو خیال آجائے اور لوح میرے حال سے آگاہ
کر دے تو بڑی خرابی ہو اور ساری میری محنت بیکار ہو اس سے تو خود یاد دلادے تاکہ طلسم
کشا کو میری جانب سے شک نہ ہو اور کسی امر کا گمان نہ کرے اور اس امر کا یقین ہو جائے
کہ یہ فقیر میرا دوست ہے دشمن نہیں ہے دو سبب یہ ہوا تھا اور یہ وجہ تھی کہ جو اُس نے لوح کو
کہا تھا کہ ملاحظہ فرمائیے کہ اُس نے دیکھا کہ اتنا مرقعہ ہوا مشعل کو یہاں چلتے ہوئے اور وہو بن
کو پھیلے ہوئے اور طلسم کشا کے دماغ میں بیہوشی نے اثر نہ کیا یا اس سبب سے کچھ تاثر
نہیں کی کہ بیٹھے ہوئے ہیں یہ اُٹھیں اور قریب مشعل جا کر لوح کو دیکھیں بس ضرور بیہوشی اثر

کریم اور یہ بیہوش ہو جائیگا تیرا کام ہو جائے گا اس سبب سے اُس نے لوح کو یاد دلایا تھا ایسا ہی ہوا
صاحبقران جب اُٹھے اور گرے بیہوش ہو کر اس نے نعرہ کیا اور اپنے کو ظاہر کیا بس اُس نے اس وقت
صاحبقران کو چادر عیاری میں باندھا اور منہ عیاری سے دونوں پاؤں اور دونوں ہاتھ باندھے
ایک کپڑے سے گردن باندھی اور کولہ لاکھی بنا کر پشت پر ڈیڑھ گھرہ عیاری کی لگائی اور شاگرد سے
کہا کہ شعل اسی جگہ بھینک دے اُس نے شعل اُسی مقام پر بھینکی اور ساتھ ہو لیا اور ان
دونوں کے جو بیہوشی نے اثر نہیں کیا اسکا یہ سہب تھا کہ ان دونوں نے اپنے کان و نتھنوں
میں روئی رکھ لی تھی اسی سبب سے بیہوشی نے نہ اثر نہ کیا تھا یہ بیہوش نہ ہوئے اور بچے بچے بس یہ
دونوں استاد و شاگرد صاحبقران کو چادر عیاری میں باندھ کر چل کھڑے ہوئے تھے اُسی عالم
شب میں اُنھوں نے کسی مقام پر دم نہ لیا برابر پائے شاطری نارتے ہوئے چلے آئے جب
مذہب حاج تھا کہ جاتا تھا تو شاگرد کو دیدیتا تھا وہ لے کر چلتا تھا خلاصہ یہ کہ بوقت صبح یہ داخل
شہر و خانہ ہوا وہاں بوقت صبح و خان لال قبائے دربار آراستہ کیا موافق معمول کے سب
سردار آکر حاضر دربار ہوئے سب سردار اپنے اپنے مقام پر بیٹھے و خان لال قبائے دربار پر متمکن
تھا وزیر خوش تھا عقب پشت مروجہ جنبانی کر رہا تھا و خان لال قبائے اہل دربار کی طرف
متوجہ ہو کر کہا کہ ابھی تک ہم تر زرجاج نقب زن طلسم کشا کو اسیر کر کے نہیں لایا آج چارون
ہو گئے ہیں کہ اس وقت تک نہیں آیا ہوا اہل دربار نے جواب دیا کہ ابھی کام نہ ہوا ہو گا سنے اسیر
نہ کیا ہو گا ابھی اسیر تھا بونہ چلا ہو گا اس سبب سے نہیں آیا ہوا و خان نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے
کہ یہی سبب ہے نہ زرجاج ضرور اسیر کر کے لائے گا یہ بڑا مکار ہے اسکا مکر ضرور کارگر ہو گا اس کی
عیاری خالی نہ جائے گی یہی ذکر ہو رہا تھا کہ رنگ کی آواز در و دست کی طرف سے آئی سب
اہل دربار نے پلٹ کر دیکھا و خان لال قبائے بھی دیکھا سب نے دیکھا کہ ہم تر زرجاج
نقب زن پشت پر پشتارہ لگائے ہوئے گرد میں آلودہ پسینہ میں غرق سانس بھولی ہوئی
چلا آتا ہے اسے عقب میں اسکا شاگرد ہے سب نے جو زرجاج کو دیکھا ہر ایک نے پکار کر کہا
کہ اے بادشاہ مبارک ہو ہم تر زرجاج آگئے اور اپنا کام کرنے آئے گو و خان لال قبائے
بھی دیکھا تھا اور خوش ہوا تھا اہل دربار کے کہنے سے پھر پلٹ کر دیکھا اور پکار کر کہا کہ

کیونکہ متوجہ شہر یا پھر زحاج نے جواب دیا کہ شہر حضور کے اقبال سے یہ غلام جہان جائیگا
اپنا کام کر کے آئے گا بھی جی ایسا ہوا کہ غلام گیا ہوا اور کام کر کے نہ آیا ہو حضور کا اقبال ہمہ
وقت ہمارا رہتا ہو پھر کیونکر یہ ہو سکتا ہو کہ یہ غلام جائے اور بے نیل مقصود واپس آئے یہ غیر ممکن ہو
آپ کے اقبال سے طلسم کشا پر جا کر عیاری کی اور اسیر کیا اور پکڑ لایا یہ کہہ کر آئے کے ساتھ ہی
پشتارہ سامنے رکھ دیا واقعی میں نے وہ کام کیا ہو کہ جو کسی سے نہ ہوا ہو وہ ہو گا میں نے یہ کام
کیا ہو کہ میں اس امر کا منہ دار ہوں کہ میرا بر طلسم کشا کے جو اہر مجھ کو مرحمت ہوا اور خلعت و انعام
سے سرفراز ہوں کیونکہ میں نے تمام سالکان طلسم کی جان بھی بچائی اور آبرو بھی کیونکہ کئی در بند اسے
بر باد کیے اور فتح کیے کسی نے نہیں اسیر کیا یا حاکم در بند مارا گیا یا طلسم کشا کا شریک ہوا پس یہ
کام اسی در بند میں ہوا کہ میں نے آپ کے حکم سے طلسم کشا کو اسیر کر لیا اب انعام مرحمت فرمائیے
یہ جو زحاج نے عرض کیا و خان نے حکم دیا کہ لاؤ ترازو میں اپنے اقرار کے موافق اسکو زبردستی
دون یہ حکم دینا تھا کہ فوراً ترازو حاضر کی گئی و خان نے ایک طرف پشتارہ صاحب قرآن
کا رکھا اور ایک طرف اثیریان منگا کر رکھ دیں جب دونوں پہلے برابر ہو گئے بلکہ کسی قدر
اثیریون کا پہلہ نیچا رہا اور صاحب قرآن والا پہلہ اونچا ہو گیا جب یہ واقعہ ہوا اسوقت بادشاہ
نے عیار کو حکم دیا کہ یہ اثیریان لے لے پس اس نے اثیریان سلام کر کے اس وقت لے لین
اور انکو اٹھوا کر باہر آیا اور اپنے مکان پر اپنے شاگرد کے ہاتھ روانہ کر دیں اور خود پھر واپس
آیا سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا اب و خان لال قبائے اپنے عیار سے کہا کہ اس کو
ہو شیار کرو تاکہ میں اس سے کچھ کلام کروں اور یہ اپنی حالت کو دیکھے اور آگاہ ہو اور
اسکو بھی معلوم ہو کہ میں اسیر کر لیا گیا ہوں اہل دربار و وزیر و شہساز نے ہاتھ باندھ کر عرض کیا
کہ بڑا زبان دراز اور بد لگام ہو کو اسیر ہو کر کسی کی اپنے روبرو حقیقت نہیں جانتا چہ نہ اہل
سمجھتا ہو بلکہ خداوندوں کو برا کہتا ہو پس اگر یہ ہو شیار کیا جائے گا تو یہ خداوندوں کو برا
کہے گا ہم کو سننا پڑے گا اگر جواب دینے تو اور زیادہ تردد شناسم دے گا پس ہم سب
سب جہنم کے خداوندوں کے برا کہلائے اور دشنام دلوائے گے ہم پر گناہ ہو گا اس سے
بہتر یہ ہو گا کہ اسے قتل کا حکم فرما دیں تاکہ جلاد اسی عالم بیوشی میں سر جدا کرے تاکہ یہ

قصہ پاک ہو شاید آپ اس عرض سے ہوشیار کراتے ہیں کہ یہ دین اسلام کو ترک کرے اور آپ کی اطاعت کرے یہ غیر ممکن ہے اور محال ہے یہ وہ لوگ ہیں کہ کسی کے کئے پر عمل نہیں کرتے ہیں مرنے سے نہیں ڈرتے ہیں بلکہ موت کو حیات ابدی خیال کرتے ہیں مگر اپنے دین و مذہب سے نفرت نہیں کرتے ہیں بس کیا ضرور ہے کہ بیچارہ کو ہوشیار کیا جائے آئندہ جو آپ کی مرضی ہم لوگ تو تابع حکم ہیں و خان لال قبا نے جواب دیا کہ تم لوگ سچ کتنے ہو مگر اس امر کو تو قبول کیسے اور مان لیا کہ ہوشیار نہ کیا جائے مگر اس امر کو میں کسی طور سے گوارا نہیں کروں گا کہ خلافت طریقہ طلسم کے کروں کیونکہ طریقہ اور قاعدہ طلسم کا یہ ہے کہ جب طلسم کشا یا کوئی دوسرا شخص قید ہو کر خاص طلسم میں آئے یا کسی در بند میں تو اسکو چالیس دن تک قید رکھا جائے اکتالیسویں دن قتل کیا جائے یہ طریقہ نہیں ہے کہ جس دن قید ہو کر آئے اسی دن قتل کیا جائے یا دو چار دن کے بعد یا دس پندرہ دن کے بعد ہاں اگر ایک دو دن زیادہ ہو جائیں تو مضائقہ نہیں ہے مگر کم نہ ہوں اور طلسم کشا کے لیے تو قطعی حکم ہے کہ کبھی قبل میعاد مقررہ کے قتل کرنے کا قصد بھی نہ کیا جائے ورنہ رہا ہو جائے گا اور جو قتل کا قصد کرے گا وہ خود قتل ہو گا بس ایسی حالت میں میں کیوں اس امر کا مرتکب ہوں اور کیوں قتل کرنے کا قصد کروں اول تو اسکی رہائی کا بندوبست کروں دوسرے اپنی جان پر بناؤں یہ تو مجھ سے کبھی نہ ہو گا اور دیکھ لو کہ جن لوگوں نے اس امر کی تجویز کی اُنکا کیا انجام ہوا خود مارے گئے اور طلسم کشا رہا ہو گیا بس میں اسے قید خانہ میں روانہ کرتا ہوں اور قید سخت میں مبتلا کرتا ہوں اگر سخت جان ہے تو زندہ رہے گا ورنہ اسی عرصہ میں تمام ہو جائے گا اگر زندہ رہا تو بعد چالیس دن کے قتل کروں گا سب نے جواب دیا کہ بہت درست ارشاد ہوا پھر قید فرمائیے مگر ہوشیار نہ کرائیے بادشاہ نے حکم دیا کہ بلاؤ آہن کروں کو یہ حکم دینا تھا کہ فوراً آہن کر مع سامان قید حاضر دربار ہوئے و خان لال قبا نے حکم دیا کہ یہ طلسم کشا قید ہو کر آیا ہے اس پر قید سخت قائم کرو شتمہ جادو لو تو اس سانسے کھڑا تھا اسکو حکم دیا کہ تو اسکے ہتھیار بھی لے لے اور لباس تن اور سب جواہرات بھی اور لوحین بھی یہ ہم نے تجھ کو دیا اس خدمت کے صلہ میں کہ یہ تیرے سپرد کیا جاتا ہے اسکی بہت ہوشیاری اور پاسبانی کرنا اور دور و ژبان اور سوئے کے ساگ جس میں برابر کاٹک ہو اور ایک آنخوہ گرم پانی کا استونیت

میرزا محمد علی

اور اسی طور کی غذا اور پانی دوسرے وقت دیا جائے گا اُس مقام کے ہر وقت پہرہ چوکی رہے گا
تھارے کوئی اندر نہ جائے پائے بلکہ کبھی بین بھی آؤں اور اندر جانے کا قصد کروں تو نہ جائے دینا
بس تھارے سوا کوئی نہ جائے ان سب باتوں کا خیال رکھنا گوان لو توں میں لوح طلسم بھی ہو وہ بھی
میں نے تم کو دیدی ہر اس غرض سے کہ تم اسکو اپنے پاس احتیاط سے رکھو گے اور اس در بند سے
کوئی نہیں آگاہ ہو جو لوح کی تلاش میں آئے گا اور میرے نزدیک تم سے زیادہ صاحب و با دست
کوئی نہیں ہو تم پر نجا بہت متدین اور بھروسہ ہو کہ تم اپنے امکان بھروسہ میرے لوح کی
حفاظت کرو گے اور اسکو نہ جانے دو گے یہ جو د خان لال قیاس نے شہنشاہ جادو سے کہا وہ
بہت خوش ہو گیا اور ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ خدا حضور کو سلامت رکھے اور اقبال و جاہ کی ترقی ہو میں اس
لائق نہیں ہوں جیسا کہ ارشاد ہوا یہ سب آپ کی قدردانی اور عزت افزائی ہو جو کہ آپ نے فرمایا
میں ایسی پاسبانی اور نگہبانی کروں گا کہ شاید کوئی کرے آپ تو اپنے کو فرماتے ہیں کہ مجھ کو بھی جانے
نہ دینا گو آپ میرے مالک ہیں اور بادشاہ ہیں آپ کا بڑا مرتبہ ہو میں ہوا کو بھی نہ جانے دوں گا فرشتہ
و جن کی بھی یہ طاقت نہ ہوگی کہ اندر جائے انسان کی کیا لیاقت ہو اور لوح کو بھی اُس مقام پر
رکھوں گا کہ فرشتہ بھی نہ پاسکے آپ ان سب امروں سے اطمینان رکھیے میں آپ کا ایک ادنیٰ غلام
ہوں اگر آپ یہ مرتبہ نہ عنایت فرمائے تو میں یہ مرتبہ کہاں سے پاتا یا بادشاہ نے جواب دیا کہ
جب میں نے ایسا ہی تم کو پایا تو یہ خدمت تھارے سپرد کی ورنہ تم سے زیادہ مرتبہ کے لوگ
اس وقت دربار میں موجود تھے انکو نہ سپرد کرتا ان سب پر میں نے تم کو ترجیح دی یہ سب شہنشاہ جادو
نے سلام کیا اور کہا کہ یہ لوگ قید اسکے اوپر آراستہ کر لیں تو میں نے جاؤں بادشاہ نے حکم دیا
خیار کو کہ اسکو چادر سے کھولو پس عیار نے چادر سے کھولا اور اپنی کندہ بن کھول لیں حلاوت قید
جسم پر آراستہ کرنی شروع کی سب لباس اتارا وہ بھی کو تو ال نے اپنے قبضہ میں رکھا اور
ہتھیار بھی اور کل تبرکات اور لوحین اودھ حداد نے سوا پانسو من کی قید جسم پر صاحب جتوان
کے آراستہ کی جب قید سلاسل میں صاحب جتوان مقید ہو چکے اُسوقت بادشاہ نے
کو تو ال سے کہا کہ اب لے جاؤ قیدی کو میرے سامنے سے چنا پختہ کو تو ال قید صاحب جتوان
کی راہ پر ڈال کر لے چلا اور ایک مقام پر لا کر ایک مکان پر وہاں میں صاحب جتوان کو قید کیا

اور کل لباس و ہتھیار و تبرکات کو لا کر ایک دوسرے مکان زمین کھود کر دفن کر دیا بہت احتیاط سے
 اور گرد اُس مکان کے سواروں و پیدلوں کا پہرہ مقرر کیا جو کہ قریب دس ہزار کے تھے جس میں
 صاحبقران قید تھے اور اپنے رہنے کے لیے بھی ایک مقام آلاستہ کیا بالکل قریب یہ سب
 بندوبست کر کے خود برائے پاسبانی بیٹھا دن ہی سے صدائے حاضر باش و ناظر باش بلند ہونے
 لگی اور بہوشیار باش و خردار باش کی ہر طرف سے صدا آئے لگی و انہی کو تو اس نے بسا ہی
 بندوبست کیا تھا کہ ہوا کا گزر بھی محال تھا کہ یہ ایک خیال بھی وہاں جاتا تو اسیر ہو جاتا ایسا
 بندوبست تھا جب یہاں لا کر صاحبقران کو قید کیا اور روز زندان بند کر کے قفل دیدیا اور
 پہرہ چوکی مقرر کیا یہاں تو بیرون زندان یہ بندوبست ہو رہا تھا ایک وہ بہوشی خود
 خود دفع ہوئی اور صاحبقران کو ہوش آیا اپنے کو قید سخت میں مبتلا پایا یعنی ہاتھوں میں
 ہتھکڑیاں پاؤں میں بٹیریاں گلے میں خاردار طوقی بغلسون میں خاردار لٹو رانوں میں مولاد
 کی چوڑے چڑھے ہوئے پائے زنجیر گران میں اپنے کو قید دیکھا بہت حیران ہوئے پہلے تو خیال کیا
 کہ خواب دیکھ رہے ہو جب آدمیوں کے بولنے کی صدا سنی اب یقین ہوا کہ تم اصل میں قید ہو
 معلوم ہوتا ہے کہ وہ فقیر نہ تھا بلکہ کوئی عیار تھا تم کو اُس نے دھوکا دیا اور قریب تم اُس کے دھوکے
 اور قریب میں مبتلا ہو گئے اُس نے تم کو لا کر یہاں قید کیا پھر خود کر دہ را غلابے نیست تم خود
 اپنے ہاتھ سے اس بلا میں مبتلا ہوئے جیسے یہ فقیر آیا تھا ویسے ہی لوح کو دیکھتے لو حکو بالکل
 بھول گئے اگر کچھ شک بھی گذرا تو خود دل سے سوال و جواب کر کے اُس شک کو دفع کر دیا
 اور لوح کا خیال نہ کیا بلکہ اُس نے یاد بھی دلایا اسوقت بھی نہ دیکھی معلوم ہوتا تھا کہ اُس
 شعل پر بہوشی پڑی ہوئی تھی اسکا دھوان جو دماغ میں پہنچا اُس نے اثر کیا اسی سبب
 سے تم بہوش ہو کر گرے ورنہ تم نے بچو کھا یا نہ پیا آخرا اب اس بچتا نے سے کیا ہوتا ہے
 جو خدا کو منظور ہو گا تو وہ اپنے قدرت سے کوئی نہ کوئی تدبیر رہائی کی پیدا کرے گا مگر یہ نہ
 معلوم ہوا کہ یہ کون مقام ہے اور ہم کو کس نے قید کیا ہے اور ہمارے اور اُس کے کیا وجہ ہے
 دشمنی کی کہ جسے معاوضہ میں اُس نے ہم کو اسطور سے قید کیا ہے یہ خیال کر کے اپنے دل میں
 صاحبقران خاموش ہو رہا کہ جب کوئی کھانے وغیرہ کو دینے کو آئے گا اسوقت دریافت

ہو جائے گا زیادہ فکر کرنے سے کیا فائدہ یہاں صاحبِ عقول یہ بخوبی کر گئے اور شکر خدا کر کے خاموش
 ہو کر بیٹھ رہے ذاتِ خدا پر تکیہ کرنا کے بیرون زندان کو تو اہل نے سب بند و بست کر لیا جیسا کہ
 تحریر کر چکا ہوں اب کو تو اہل پاسبانی میں مصروف ہوا اور صاحبِ عقول کی قید کو و خان لال قبا
 روانہ کر چکا اس وقت اہل دربار سے کہا کہ تم نے میرے اقبال کو دیکھا کہ کیونکر طلسم کشا قید ہو کر
 آیا یہ وہ مقام ہے کہ اس کے حال سے کوئی آگاہ نہیں ہے نہ یہاں کوئی آسکتا ہو بس جب یہ حالت
 ہو تو کیا خوف ہوا اہل دربار نے جواب دیا کہ بجا ارشاد ہوا اور درست فرمایا پھر کیا خوف ہو بہت
 اچھا کیا واقعی اب طلسم کشا کی قضا بھی آتی تھی جو ادھر کو آیا اور نہ کیا ضرورت تھی معلوم ہوتا ہے کہ
 اس در بند کو بھی مثل انھیں در بندوں کے طلسم کشا نے تصور کیا تھا جو یکہ و تنہا ادھر آ رہا
 و خان لال قبا نے جواب دیا کہ جو کچھ ہو اب تو یہاں آکر قید ہوا ہو اگر مع لشکر و سپاہ کے آتا
 تو کیا بنا لیتا اگر مع لشکر کے آتا تو بھی مارا جاتا اور لشکر اس کا متباہ ہوتا یہی خیال ہوتا اسے بطور سے
 مع لشکر کے اسیر ہو جاتا اہل دربار نے جواب دیا کہ واقعی یہی امر تھا یہ بھی ممکن تھا کہ یہاں
 آکر کوئی زندہ واپس جاتا جب یہ اہل دربار نے کہا و خان لال قبا نے کہا کہ تم دیکھا کرو کہ
 میں کیونکر بعد قتل طلسم کشا کے اہل لشکر کو قتل و تباہ کرتا ہوں جب میں طلسم کشا کو قتل
 کرونگا اور لشکر کو تباہ اس وقت شش کال کو خبر کرونگا ہلکہ بطور شخصہ کے طلسم کشا کا سر
 روانہ کرونگا اور ایک بہت بڑا جشن کرونگا اس وقت اپنے در بند کو ظاہر کرونگا اور بادشاہ و
 سب اہل طلسم کو اپنے حال سے اور حال در بند سے خبردار کرونگا اور آگاہ اب یہ در بند سب
 پر ظاہر ہوگا گو آج تک اس در بند کے حال سے کوئی آگاہ نہ تھا مگر اب آگاہ ہوگا اکثر بزرگوں
 نے بیان کیا تھا اور میں نے اُسے سنا تھا کہ یہ در بند اُس زمانہ میں ظاہر ہوگا اور سب کائنات
 طلسم اس در بند سے اس وقت میں آگاہ ہونے جبکہ طلسم کشا آئے گا وہ اس در بند کو ظاہر
 کرے گا کیونکہ وہ اُس در بند کے فتح کرنے کو آئے گا جب وہ اس در بند کو فتح و برباد کرے گا
 اس وقت ساکنانِ طلسم کو ظاہر ہوگا ان لوگوں کا یہ قول تھا مگر میں یہ کہتا ہوں کہ اُنکا منشا
 اور مطلب یہ تھا کہ جب طلسم کشا یہاں برائے فتح در بند آئے گا تو اسیر ہو جائے گا اور
 حاکم در بند اس کو قتل کر کے خود در بند کو ظاہر کرے گا کیونکہ اس امر کے بعد یعنی بعد قتل طلسم کشا

کے جشن کرونگا کل ساکنان طلسم و غیر ساکنان طلسم کو جشن میں طلب کرونگا اسوقت سب پر
 ظاہر ہوگا اور سب واقف ہونگے اور سب پر یہ در بند ظاہر ہوگا بس یہی منشا تھا ان لوگوں کا
 اب اس در بند کے ظاہر ہونے کا زمانہ آگیا ہر یہ وہی زمانہ ہے کتاب میں جو حالات طلسم تحریر
 ہیں اور اسطور سے کہ فلان زمانہ میں جب طلسم کشا آئے گا تو یہ در بند ظاہر ہوگا بانیان طلسم
 کا بھی یہی مطلب تھا اسی عرض سے اُنھوں نے اس امر کو تحریر کیا تھا یہ منشا نہ تھا کہ طلسم
 کشا اس در بند کو فتح کرے گا اسی سبب سے ظاہر ہوگا و خان نے جب یہ بیان کیا سب
 اہل دربار نے جواب دیا کہ واقعی یہی منشا تھا جو کہ آپ ارشاد فرماتے ہیں جب یہ تقریر ختم ہوئی
 تو بادشاہ نے دربار پر حاضرت کیا داخل محل ہوا سب سردار اپنے اپنے مقام پر آئے یہاں کو تو ال
 نے دو روٹیاں اور سوئے کا ساگ جس میں برابر کاغذ تھا اور ایک آنچورہ گرم پانی کا ملے کر
 زندان میں آیا یہاں صاحبقران زانوئے فکر پر سر جھکائے ہوئے بیٹھے تھے بحر فکر و تردد میں
 غوطہ زن تھے اور غواہی کر رہے تھے کہ یہ کیا مقام ہو اور میں یہاں کیوں قید کیا گیا ہوں میرے قید
 کرنے سے کیا مطلب ہو اور کیا دشمنی ہو جو مجھ کو قید کیا ہو اور یہاں کا کون بادشاہ ہے کہ دروازہ زندان
 کے کھلنے کی صدا کان میں آئی صاحبقران نے سر اٹھا کر دیکھا کہ ایک ساحر مگر کوئی عمدہ دار
 کچھ ہاتھوں میں لیے ہوئے دروازہ کھول کر رہا ان میں آیا اُسکو دیکھ کر صاحبقران نے زنجیر
 کو ہلایا اس خیال سے کہ اس آنے والے کو معلوم ہو کہ قیدی ہوشیار ہے جب زنجیر کی صدا
 سختہ جادو نے سنی اُسکو بھی معلوم ہوا کہ قیدی ہوشیار ہے بس قریب آیا اور کہا کہ او قیدی اپنا
 کھانا لے اور کھا اور بادشاہ کو دعا دے کہ اُسے تیرے اوپر رحم کھا کر یہ تیرے لیے کھانا
 مقرر کیا ہو ورنہ مارے قانون کے مرجاتا ایک دانہ نہ نصیب ہوتا نہ ایک قطرہ پانی کا مگر یہ
 بادشاہ کی عنایت و مہربانی ہو جو کھانا مقرر کیا یہ جو کو تو ال نے کہا صاحبقران نے سر اٹھا کر
 اُسکی طرف بہ نگاہ قہر آلود دیکھا اور کہا کہ او شخص پہلے تو یہ بتا کہ یہ کون مقام ہو اور مجھ کو کس عرض
 سے یہاں قید کیا ہو اور یہاں کا کون بادشاہ ہے میرے اُسکے کیا عداوت تھی جو میرے ساتھ
 آسنے یہ سلوک کیا اور میں اپنے خدا کا کیوں نہ شکر ادا کروں اور کیوں نہ اُسکی تعریف کروں کہ
 جسے یہاں بھی میرے رزق کی فکر کی اور دشمن کے دل میں یہ باغ پیدا کی کہ اُسے کھانا مقرر کیا

میں اپنے خالق اور مالک کا کیوں نہ شکریہ ادا کروں کہ جو اپنے بندوں پر مثل مان باپ کے مہربان ہو
اور ہر وقت انکی پرورش کی اُسکو نکرہ اور ایک اُسکے بندہ ناپاک کو کیوں دعا دے جو کہ کافر مطلق
ہو اور اپنے خالق کی کفرانِ نعمت کرتا ہو اور کیوں اُسکا شکریہ ادا کروں جادوور ہو یہ کھانا میرے کام کا نہیں
ہو کیونکہ تو بھی کافر ہو اور کھانا بھی کافر کے ہاتھ کا پکا ہوا ہو گا بس یہ ہم پر حرام مطلق ہو ہم کافر کے ہاتھ
کے کھانے کو اور پینے کو حرام جانتے ہیں یہ سب ہمارے نزدیک حرام ہو بس اب نہ ہم سے کہنا
ہم کو فرط عطش اور گرسلی سے مرنا بہتر ہو اور تم لوگوں کے یہاں کا کھانا کھانا منظور نہیں ہو کہ جو مثل
سنگ و خوک کے ہو میں کھانا پینا ایمان دون یہ جو صاحبِ قرآن نے فرمایا سکتے جادوونے جواب دیا
کہ اوقید می باد جو نہ یکہ تو قید سخت ہیں مبتلا ہو اُسپر یہ تقریر کرتا ہو تو بڑا مغرور اور متکبر معلوم ہوتا ہو
اور بہت سخت زبان اور بد لگام ہو کیوں اپنی جان کے پیچھے پڑا ہو زندگی کو غنیمت جان تو جو کہتا ہو
کہ میرے خدا نے یہ اُسکے دل میں ڈالا کہ اُسنے کھانا مقرر کیا ہو میں اُسکا شکریہ کیوں نہ ادا کروں
اور اُسکی کیوں نہ بندگی کروں جو اُسکے بندے کا شکریہ ادا کروں اور دعا دے بس اپنے خدا سے فریاد
کر کہ وہ آکر تجھ کو رہا کرے اور تیری جان بچائے تب ہم جانیں کہ تیرا خدا برحق ہو اور یہ جو تو نے کہا
کہ یہ کھانا مثل سنگ و خوک کے ہو میں نہ کھاؤں گا کیونکہ تم لوگ کافر ہو بس جب فرط گرسلی
سے مرو گے اُسوقت آپ ہی کھاؤ گے ہم کو کیا ضرورت ہو کہ ہم تمھاری منست یا التجا کریں ہم
دیکھتے ہیں کہ تیرا خدا تجھ کو کھانا دے گا اور تو زندہ رہے گا اب رہائی میری اس قید سے زندگی
میں تو غیر ممکن ہو جان جب قتل ہو گا اُسوقت قید حیات سے بھی رہائی ہوگی اور اس قید سے
بھی اور یہ جو تو نے دریافت کیا کہ یہ کیا مقام ہو اور یہاں کا کون بادشاہ ہو اور مجھ کو کیوں قید
کیا ہو اور ہا غٹ عداوت کیا ہو آگاہ ہو کہ یہ مقام در بند و خانیہ ہو اور یہاں کا بادشاہ و خاں لال تھا
ہو اور ہا غٹ عداوت یہ ہو کہ تو نے دشمنی پر کر کسی ہو اور طلسم کو فتح کرنے کو ادھر آ جا اور در
بندوں کو تو نے برباد کیا ہو اس در بند کی بربادی کی نکر میں ادھر آیا تھا کہ و خان نے اپنے
عیار کو روا نہ کیا وہ تجھ کو فریب و دھوکا دے کر اسیر کر لایا اُنھوں نے یہاں قید کیا ہو اور
قید کا پاسبان و محافظ مجھ کو مقرر کیا ہو بعد چالیس روز کے تجھ کو قتل کر دینگے اب رہائی غیر
ممکن ہو اس امر سے اطمینان رکھو کہ تم یہاں سے رہا ہو یا کوئی تمھارا عزیز یا دوست آکر

رہا کرے گا مگر خبر بھی نہ ہوگی کیونکہ کوئی اس در بند سے واقف بھی نہیں نہ کوئی آگاہ نہ اسکا راستہ ہو بلکہ جو
 راستہ تھا وہ مسدود ہو بدون اجازت حاکم و ربند کے نہیں آسکتا پس جو کوئی آئے گا وہ اسیر
 ہو جائے گا مثل تیرے اب بانی ناممکن یہاں ایک صورت ہو کہ اگر تو دین اسلام ترک کرے اور
 و خان لال قبائلی اطاعت کرے اور طلسم کے فتح کرنے سے دست بردار ہو دے تو تیری رہائی
 ہو جائے اور مرتبہ اعلیٰ بھی ملے ورنہ تو قتل ضرور کیا جائے گا صا حبقران نے یہ تقریر اس نامنہجار
 کی سننے فرمایا کہ او مردود میرے سامنے سے وہ ہو تیری کیا لیاقت ہو اور تیرے بادشاہ کی کیا
 حقیقت ہو جو وہ مجھ کو قتل کر سکے ہوں حکم خداوند کریم اگر میری عمر تمام ہو گئی ہو اور میری قضا
 آگئی ہو تو کوئی مجھ کو بچا نہیں سکتا ہرین ضرور قتل کیا جاؤنگا اگر قلعہ آہنی اور مقام تخت اسرا
 میں بھی جا کر پناہ لوں گا تب بھی نہ بچوں گا اور اگر قضا نہیں آئی ہو اور زندگی باقی ہو تو و خان بے
 ایمان کی کیا اصل ہو جو قتل کر سکے اگر تمام عالم ایک ہو جائے اور میرے قتل کی فکر کرے تو ایک
 بال بھی نہ کم کر سکے گا میں مرنے سے نہیں ڈرتا ہوں جو تو مجھ کو موت سے ڈراتا ہو اور کہتا ہو کہ
 اگر دین اسلام نہ ترک کرو گے تو قتل کیے جاؤ گے میں اس خوف سے تو کبھی نہ ترک اسلام
 کروں گا سپر کیا ٹھہرے اگر ہزار مرتبہ قتل کیا جاؤں اور پھر زندہ کیا جاؤں اور یہ کہا جائے کہ
 دین اسلام ترک کرو تو بھی میں نہ ترک کروں سامری و جمشید و عجائب نگار کیا کہیدی ہیں سب
 بچہ شیطان اور لطفہ حرام تھے جس قدر تم لوگوں کے خدا تھے یا ہیں یہ سب شیطان کے
 بدکاتے ہوئے ہیں ہم ان سب پر رات دن سوچ و شام ہر ساعت لعنت ہزار ہزار مرتبہ
 کرتے ہیں اور کہتے ہیں اگر پانچاونے اُنکے منہ میں رکھوں اور موتوں اور تمام اہل لشکر کے لوگوں کو
 حکم دوں کہ وہ بھی اپنا فضلہ اُنکے منہ میں ڈالا کیسے بلکہ تمام سرکشان لشکر کا اُنکے منہ کو سداس
 بناؤں یہ جو صا حبقران نے فرمایا اُسے برہم ہو کر جواب دیا کہ واقعی تم لوگ نالایق ہو کہ
 خداوندوں کی شان میں ایسا کہتے ہو صا حبقران نے فرمایا کہ اس سے زیادہ کہیں گے
 یہ تو کم ہو اُسے کہا کہ وہ تو گرجم کھاتے ہیں اور ترس کھاتے ہیں جو اپنا عذاب نہیں نازل
 کرتے ہیں جس دن دریا سے قمر اُبل کر جو ش زن ہو گا اُس دن وہ اپنا عذاب نازل کیسے
 کہ خاک سیاہ ہو کر رہ جائے اُس وقت معلوم ہو گا اور جب اُنکے اور تو بہرہ کے پھر توبہ

بھی نہ قبول ہوگی ورنہ میں ڈال دیے جاؤ گے ابھی تو وہ طرح دیتے ہیں صاحبِ قرآن نے فرمایا کہ وہ کیا گیدی ہیں جو اپنا غلاب نازل کرینگے وہ اپنے کو تو آتش و زرخ سے بچالیں پھر اور ونگو و زرخ میں ڈالیں اور اپنا غلاب نازل کریں اور یہ جو تو نے کہا کہ اس در بند کے حال سے کوئی آگاہ نہیں ہر نہ اسکا راستہ ہر نہ بدون اجازت حاکم در بند یہاں آسکتا ہر نہ سب تیری باتیں ہیں اور لغو حرکت ہر اگر خدا کو میری رہائی منظور ہوگی تو یہ سب باتیں رہ جائیں گی میرے دوست اور عزیز سب آئیں گے اور میری رہائی کی غیب سے صورت ہو جائے گی اور غیب سے راہ یہاں آئے گی پیدا ہوگی اس امر سے خوش نہ ہوا ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ تیرا خدا تیری مدد کرے گا اور تجھ کو رہا کر دے گا بس اب زیادہ نہ ہک ورنہ ابھی تیرا سر کاٹ لوں گا کیا کہوں کہ بادشاہ سے مجبور ہوں ورنہ تجھ کو اس سخت کلامی کی سزا دیتا صاحبِ قرآن نے فرمایا کہ کیا کہوں میں مجبور ہوں ورنہ میں تجھ کو خود اس تقریر کی سزا دیتا چادور ہو میرے سامنے سے ورنہ بہت ہی سختی سے کلام کروں گا یہ سنکے شمعِ چادوے نے کہا کہ اب یہ کھانا لے گیا یا نہیں صاحبِ قرآن نے فرمایا کہ میں کہہ چکا ہوں کہ لے جا کسی اپنے سگے کو دیدے کہ وہ کھائے میں نہ کھاؤں گا میرا خدا تجھ کو اپنی قدرت سے پہنچا دے گا اُس نے یہ سگے وہ کھانا سامنے صاحبِ قرآن کے رکھ دیا اور کہا کہ چاہے کھا چاہے نہ کھا میں اپنی خدمت کو جو کہ بادشاہ نے میرے متعلق کی ہے بجالاتا ہوں تاکہ عدول حکمی کا میرے اوپر الزام نہ ہو میرے یہ کمر اور کھانا رکھ کر پیٹھ موڑ کر چلا صاحبِ قرآن نے لاس مار کر وہ کھانا پھینک دیا لو نوال دروازہ بند کر کے باہر چلا آیا اور اپنے مصاحبوں اور ملازموں سے کہا کہ میں نے لا کھلا کھو قیدی کو سمجھا یا اُس نے ایک نہ سنی بلکہ کھانا بھی پھینک دیا میں اپنے منصب کو بجالایا اب چاہے فرطِ گرسنگی سے مر جائے چاہے زندہ رہے اگر مر جائے گا تو خوب ہو گا کہ ہمارا بادشاہ اس کے خون سے بچے گا بدون قتل کیے ہوئے مر جائے گا ہم سب کی مراد پوری ہو جائے گی راوی بیان کرتا ہے کہ اسی طور سے کئی دن گزرے نہ صاحبِ قرآن نے کچھ کھایا نہ پیا جو یہ کھانا رکھ آتا تھا صاحبِ قرآن اس کو لات مار کر پھینک دیتے تھے اب چپکا جاتا ہے کھانا دونوں وقت رکھ کے چلا آتا ہے کچھ کلام صاحبِ قرآن سے اس خوف کے مارے نہیں کرتا ہے اگر میں کلام کروں گا تو یہ اسی طور کے سخت جواب دے گا بیچارے کیوں ایسے سے کلام کرے اپنے خداوند کی

برائی سنون یہاں تو یہ امر ہر دہان دربار میں اب کبھی فوج بھی نہیں ہوتا ہر بلکہ اور اور باتیں ہوتی ہیں
اسکا نہ کو بھی نہیں آتا ہر یہ بھی نہیں معلوم ہوتا ہر کہ کوئی قید ہو کر آیا ہر یہ معلوم ہوتا ہر کہ سب
جھول گئے ہیں صرت اس قدر ہوتا ہر کہ ہر روز بوقت صبح جبکہ بادشاہ آتا ہر ششم جادو اگر خبر گذران
جاتا ہر کہ ابھی تک قیدی موجود ہر مگر کچھ کھاتا ہر نہ پیتا ہر پہلے دن کی تقریر بھی بیان کر دی تھی کہ یہ
تقریر میرے اُسکے ہوئی یہ سوال و جواب ہوئے بس اسطوری سے آٹھ روز گذرے یہاں تو
صاحب جہان قید ہیں اور اب سب کو فکر ہر کہ زمانہ میعاد گذر جائے تو طلسم کشا قتل کیا جائے
ان سب کو تو اس فکر میں مبتلا رکھا جاتا ہر اب کچھ حال خواجہ کا تحریر ہوتا ہر کہ جسدن سے
خواجہ نے خواب دیکھا تھا اور آصف بن برخیا حکم دے گئے تھے کہ تیسرے دن تم طرف
در بند کے روانہ ہونا یہاں تک کہ خواجہ نے گھڑی وساعت گن گن کر وہ دو دن بسر کیے جب
وہ دن آیا تو خواجہ نے سب سے کہا کہ میں صاحب جہان کی تلاش میں جاتا ہوں کیونکہ آج
تین دن ہوئے کہ میں نے اپنے عاشق کو نہیں دیکھا ہر نہ اُسکی خبر معلوم ہوئی ہر کہ کہاں ہر اور
کیا گذری اب بد دن اُسکے مجھ کو یہاں آرام نہیں ہر میں کیونکر قیام کروں اس مقام پر بس میں جاتا
ہوں مجھ کو حرم کے بغیر لشکر و بارگاہ سونی معلوم ہوتی ہر اب میں نہ ٹھہرونگا نہ قیام کرونگا اسطوری
سے خواجہ روز کہا کرتے تھے جب وہ دن آیا تو کہا کہ آج میں جاتا ہوں سب نے کہا کہ آپ آج
قیام کریں کل تک خبر آجائے گی جواب دیا کہ اب میرا یہاں ٹھہرنا غیر ممکن ہر میرا دل کھراتا
ہر کچھ منہ کو چلا آتا ہر اضطراب حد سے زیادہ ہر مجھ کو جانے دو یہ کہہ کر خواجہ اٹھ کھڑے ہوئے
لاٹھ لاکھ سب نے روکا مگر خواجہ نے ایک کی نہ سنی بیرون دربار آئے اپنی صورت ایک ساحر
کی بنائی کہ دھوئی کھاروے کی بندھی ہوئی کر تر گلے میں سینہ در کاتشفہ پیشانی پر پھور چندن
کی لٹے ہوئے بھگوت ملے ہوئے کالے کوڑیا لے گلے سے لپٹے ہوئے جھولی شانہ پر پڑی ہوئی
بکرنگ بکرنگ سننے ہوئے بٹے جس طرف کو آصف بن برخیا نے فرمایا تھا کہ تم جانا تو در بند پر
مہمیں جاؤ گے روانہ ہوئے انکو تو راہ میں رکھا جاتا ہر اب پھر کچھ حال در بند کا تحریر ہوتا ہر
ناظرین آگاہ ہوں کہ ششم جادو کو تو ال شہر ایک اپنے عزیز کی لڑکی پر عاشق تھا ایک مدت
سے اور وہ عورت بھی اس پر فریفتہ تھی جب اسکو اسی طور سے ایک زمانہ گذرا اور اسکا اضطراب

زیادہ ہوا تھا اور بیقرار ہوا تو اس نے اُسکے باپ سے درخواست کی کہ مجھ کو اپنی غلامی میں قبول فرمائیے
 اپنی دختر کی شادی میرے ساتھ کر دیجیے جب اُس نے یہ درخواست کی تھی اُس نے اپنے عزیزوں کو جمع
 کیا اور اُنکے رویہ و شخصہ جادو کی درخواست کو بیان کیا اور کہا کہ اُس نے خود اس امر کی خواہش کی ہر تم
 سب کی کیا رائے ہے آیا میں اُسکی درخواست کو قبول کروں یا جواب دے دوں آیا یہ نسبت اچھی
 ہے یا بُری اُسکے سبب عزیزوں نے کہا کہ یہ نسبت تمہاری تقدیر سے قبول ہونی ضرور قبول کر لو
 لوگ ایسی ایسی نسبتوں کی تو خواہش رکھتے ہیں اس میں تو سوائے فائدہ اور نفع کے کوئی امر
 نقصان کا نہیں ہر مثل جو کہ بکری کو بھی چھوڑتے ہیں تو ہری گھاس دیکھ کر چھوڑتے ہیں بس
 تمہاری لڑکی عمر بھر چین کرے گی اول تو وہ ایک مرتبہ جلیل پر قائم ہو تمام شہر کا کو تو ال ہو
 دوسرے بادشاہ بہت خوش ہو تب سسرے عالی خاندان ہو اور لاکھوں روپیہ کا آدمی ہو دیکھو اس
 نسبت کو جانے نہ دینا جس طور سے ہو قبول کر لینا جب کہ وہ خود خواہش کرتا ہو تو تمہارا ایک
 نقصان ہو مان لو اور قبول کر لو اگر انکار کرو گے تو بعد کو پچھتاؤ گے ہمارے نزدیک کوئی
 نقصان و ہرج نہیں ہے بہت اچھی بات ہے جب اس طور سے سب عزیزوں نے اور دوستوں
 نے اُس سے کہا تھا اور فائدے دکھائے تھے اُسکو بھی اُنکے کہنے سے خیال ہوا اور جس طرف کو
 عقل کو دوڑایا اور نقصان کا پہلو دکھایا سوائے نفع کے کوئی پہلو نقصان کا نظر نہ آیا پس اُس نے
 اُس وقت ان سب کے رویہ و کہا کہ میں نے تم سب کے کہنے سے قبول کیا اور اس نسبت کو
 منظور کر لیا کیونکہ تم نے جو کچھ کہا وہ سب ٹھیک ہے تم لوگوں کی رائے ٹھیک ہو اور درست ہے
 میں کہلائے بھیجتا ہوں کہ ہم نے تمہاری خواہش کو قبول کیا راوی بیان کرتا ہے کہ اُس نے اُس وقت
 پیام برپے کے ہاتھ کہلا بھیجا کہ ہم نے دل و جان تمہاری خواہش کو قبول کیا ہمارا باعث افتخار ہے
 جب یہ پیام شخصہ جادو کے پاس پہنچا اُس نے اُس وقت جواب میں کہلا بھیجا تھا کہ بچہ کوئی دن
 مقرر کیا جائے کہ کچھ سامان شادی ہو اور اسی ماہ میں فراغت ہو جائے پیام برپے نے اگر شخصہ جادو
 کا پیام اُسکے باپ سے یعنی لڑکی کے دیا اُس نے شخصہ جادو کا پیام سُنکے اُسکا یہ جواب دیا کہ اُس نے
 کہہ دیا کہ اس ماہ میں کچھ مشکون کر لیا جائے اور ہم رخصت بعد چھ ماہ کے کریں گے اگر اس امر پر
 منظور ہو تو ہم حاضر ہیں کیونکہ اس عرصہ میں ہم سب سامان کر لیتے ابھی ہمارے پاس سامان

درست نہیں ہر پیام پہنے جا کر جواب اسکا شخنہ چادو وے کہا شخنہ چادو وے جواب دیا کہ ہم کو قبول
ہر جو چاہیں شگون کر لیں کہ ہم کو اطمینان ہو جائے اور ہماری پختگی ہو جائے تاکہ پھر نہ بین کہیں کوئی
سلسلہ کر سکوں نہ وہ پیام برے یہی جا کر لڑکی کے باپ سے کہا کہ اُنھوں نے یہ کہا ہے آپ اس کا
کیا جواب دیتے ہیں اُسے کہا کہ جا کر کہدو کہ پرسوں کچھ شگون ہو جاوے گا وہ شگون یہ ہو گا کہ منگنی
کی جائے گی تاکہ طرفین کی پختگی ہو جائے دونوں طرف اطمینان ہو جائے خلاصہ یہ کہ بموجب اقرار کے
منگنی ہو گئی تھی اور یہ اقرار ہو گیا تھا کہ بعد چھ ماہ کے شادی کی جائے گی جب یہ اقرار وغیرہ ہو گیا
طرفین کو اطمینان ہو گیا یہاں تک کہ وہ زمانہ گزرا اور وہ زمانہ آیا کہ جسکا طرفین میں اقرار ہوا تھا
جب وہ زمانہ آیا تو پھر لڑکی کے باپ نے کہا ابھی جا کہ اب ایک دن آکر رخصت کر لے جاؤ کیونکہ
اب ہمارا سب سامان درست ہو گیا ہے اب ہم کو ایک دن بھی برابر ایک برس کے ہر جب یہ
پیام شخنہ چادو وے کے پاس پہنچا وہ اس پیام کو سنکے خوش ہو گیا پھولوں نہ سماتا تھا اپنے جامہ
سے باہر ہو گیا خوش ہو کر پیام برے سے کہا کہ ہماری طرف سے کہتا کہ ہم دن رخصت کا مقرر کر کے
کہلا بھیجیں گے کیونکہ ہم کو خود جلدی ہو ہم بادشاہ سے عرض کر لیں اگر میں اس عہدہ پر نہ قائم
ہو تا کہ ایک قیدی کی حفاظت میرے سپرد نہ ہوتی تو میں خود اس وقت بتا دیتا کہ فلان دن میں
اُونکا اور عقد کر کے لے جاؤنگا مگر خرابی یہ ہو کہ یہ قیدی بہت بڑا مجرم ہوا اسکی حفاظت میرے سپرد
ہو اور حکم ہو کہ جب تک یہ قید رہے اسدن تک تم اپنے طور نہ جانا اسی مقام پر کھانا اور پینا وغیرہ
کھانا یہاں سے ایک پہل کو نہ ہلنا اگر اسکے خلاف کرو گے تو عتاب سلطانی تم پر نازل ہو گا میں
میں بدو اُن سے رخصت حاصل کیے ہوئے اقرار نہ کروں گا اتفاق سے وہی زمانہ شادی کا
مقرر ہوا کہ جس زمانہ میں صاحبقران قید ہو کر آئے تھے اور قید کیے گئے تھے جب پیام برے
شخنہ چادو وے نے یہ بیان کیا وہ یہ سنکے فوراً وہاں سے لڑکی کے باپ کے پاس آیا اور جو کچھ شخنہ چادو
نے بیان کیا انھوں نے جواب دیا کہ اچھا ہم کو قبول ہو جو تاریخ و دن وہ مقرر کر کے بھیج دینے
ہم اسکو قبول کر لیں اور رخصت کر دینے پیام برے آکر کہدیا بس اُس دن شخنہ چادو وے نے ایک عرضی
بخدمت و خان لال قبا اس مضمون کی تحریر کی جسکا یہ القاب تھا بحضور فیض گنج بلا مع النور
خداوند نعت فیاض زمان حاتم دوران دام اقبالہ و اجلالہ بعد آداسے آداب و تسلیمات بغرض

بخدمت بندگان عالی میرساند غریب پرور سلامت یہ حقیر سراپا تقصیر دست بستہ بخدمت علما مان
سرکار یہ عرض کرتا ہوں کہ احترام جادو کی دفتر کے ساتھ ایک مدت سے اس غلام کی شادی نہ ہوا
پائی ہوئی تھی اب انھوں نے میرے پاس پیام بھیجا ہے کہ اگر رخصت کرالے جاؤ اب ہم کو یہ منظور
نہیں ہے کہ ہم لڑکی کو اپنے مکان میں رکھیں اب ہم سے حفاظت نہیں ہو سکتی ہر اپنی امانت لیجاؤ
اب عرصہ نہ کرو اگر عرصہ کرو گے تو ہم دوسرے مقام پر اسکا عقد کر دیں گے آج تک ہم نے تمھارا انتظار
کیا کہ تم یہ نہ سمجھو جب تم نے نہیں بھیجا تو ہم نے خود عاجز ہو کر تم کو پیام بھیجا گو ہم کو زیبا نہ تھا کہ ہم لڑکی
والے کھے مگر کیا کریں کہ تم سماعت نہیں کرتے ہو اب ہم انتظار کر چکے اگر اب نہ اقرار نہ کرو گے تو
ہم اور کہیں ٹھہرا کر شادی کر دیں گے جب یہ پیام میرے پاس آیا میں نے یہ جواب دیا کہ آپا طہینان
رکھیں میں بادشاہ سے اجازت لے کر دن مقرر کرتا ہوں کہ فلان تاریخ سب سامان درست
رکھنا ہم آکر رخصت کر کے جائیں گے وہ تاریخ اور دن نہ ٹلے گا لہذا مجھ کو اجازت ملے کہ میں اپنی
شادی کر لوں صرف اُس دن کی کہ جس دن براٹ لے کر جاؤں باقی عروس کو لے کر اسی مقام پر چلا
آؤں گا میں اسکا قرار حضور سے کرتا ہوں کہ پاسبانی و حفاظت کا خوب بندوبست کر جاؤں گا
آپ کے کام میں فرق نہ ہو گا اگر کوئی خرابی ہو تو جھکو توپ دم فرمائیے گا دوسرے میری یہ خواہش
ہے کہ جھکو اس امر کی اجازت مرحمت ہو میں قاضی صاحب کو کہ جنھوں نے میرے بزرگوں کا عقد
پڑھا ہے اور وہ بیرون در بند بیٹھے ہیں جنکا نام قاضی جگ بگ ہے بیرون در بند سے طلب کروں
تاکہ وہ میرا عقد پڑھیں کیونکہ جب تک وہ عقد نہیں پڑھتے ہیں اسوقت تک عقد درست
نہیں ہوتا ہے دوسرے یہ بات ہے اسکا عقد پڑھا ہو اور دست ہوتا ہے اور ہمیشہ رہتا ہے کوئی فتور
نہیں ہوتا ہے اگر کوئی دوسرا عقد ہمارے خاندان میں پڑھتا ہے اول تو اہل خاندان و اہل برادری اس
عقد کو درست نہیں جانتے ہیں کہتے ہیں یہ عقد صحیح نہیں ہے دوسرے اکثر اسکا امتحان کیا گیا ہے اگر
کسی دوسرے نے عقد پڑھا اور قاضی جگ بگ نے نہیں پڑھا تو وہ طہا مر گیا یا دو طہن اور نہ
عقد پڑھا ہوا اس میں نہیں ہوتا ہے اس سے کیا فائدہ کہ ہم لوگوں کو شک ہو پس اجازت مرحمت
ہو کہ میں انکو بیرون طلسم سے طلب کر لوں تاکہ وہ آکر عقد پڑھیں اور میں اپنی مراد کو پہنچوں
اور میری آرزو و خواہش پوری ہووے کیونکہ میں ایک مدت سے احترام جادو کی دفتر پر زلفیتہ ہوں

اُسکی آتش فراق میں جلا کر مٹا تھا اب تو ان لوگوں نے میری آرزو کو بر لاسنے کا اقرار کیا ہوا اگر میں انکار کرونگا تو وہ لوگ اور کسی کے ساتھ عقد کر دیتے ہیں یہ خبر پا کر مر جاؤنگا کیونکہ میرے معشوق کو دوسرا لے جائے گا چھ سے اُسکی جدائی گوارا نہ ہوگی اب کہاں تک مرون آج تک تو عمر بھر ہوں ب زندگی کی صورت نظر آئی ہو پھر کیونکر ٹالوں بس ازراہ تہربانی میرے حال پر ترس فرما کر اجازت عطا ہو اور قاضی جگ سنگ کے ہانے کی بھی اجازت ملے اگر وہ عقد نہ پڑھیں گے دوسرا کوئی عقد پڑھے گا اگر عروس مر گئی تو میں جیتے جی مر جاؤنگا کہ مر کے یہ دن نصیب ہوا تھا اُس میں یہ خرابی ہوئی میں اپنی جان دے دوں گا اگر میں مر گیا تو وہ عروس رات ہو جائے گی ہر طرح خرابی ہوگی بس یہ دونوں اجازتیں ازراہ تہربانی و پرورش کے مرحمت ہوں تاکہ میں حسب خواہش اپنی شادی کروں آپ کی عنایت و پرورش سے اپنی مراد کو پہونچوں اور اپنی مراد پر کامیاب ہو کر آپ کی دعا میں شب و روز مصروف ہوں اور ترقی جاؤ و جلال میں مصروف ہوں آپ کی آفتاب دولت و اقبال تابان باور یادہ صدا و سب یہ عرضی لکھ کر اور ہر کر کے اپنا نام تحریر کیا اور اسکو لفافہ میں بند کر کے ایک اپنے چوہدار خاص کے ہاتھ خدمت بادشاہ میں روانہ کیا اور زبانی کہلا بھیجا کہ میں عرضی لے کر حاضر ہوتا اور زبانی بھی عرض کرتا مگر مجبور ہوں اس امر سے کہ اگر حاضر خدمت ہوتا ہوں تو یہاں تباہی ہو جائے گی اور عدول حکمی ہوگی اسی وجہ سے میں نے یہ عرضی چوہدار کے ہاتھ خدمت والا میں بھیجی یہ میری خطا معاف فرمائی جائے کشتافعی معاف ہو بس وہ چوہدار وہ عرضی لے کر بہت جلد در دولت پر پہونچا اور خان الی قبادر بار میں موجود تھا در بار آراستہ تھا سب سردار حاضر تھے اور کاغذات ملکی دیکھے جا رہے تھے کہ یہاں در دولت پر چوہدار آیا وہ کہ سالار سے کہا کہ یا تو یہ عرضی تم لے جا کر خدمت بادشاہ میں پیش کرو اور اسکا جواب لاؤ یہ عرض کرتا کہ یہ عرضی شہنہ جادو کو تو ال شہر کی ہوا یہ بھی عرض کر دینا کہ اسکا جواب آسنے طلب کیا ہو یا مجھ کو اجازت لاؤ کہ میں خود حاضر ہو کر پیش کروں اور جو زبانی کہا ہو اسکو بھی عرض کروں اور جواب حاصل کروں اُس ور کہ سالار نے کہا کہ میں جا کر تمھارے حاضر ہونے کی اجازت لائے ویتا ہوں اُس چوہدار کو باہر ٹھہرا کر وہ کہ سالار اندر آیا مجرا کاہ پر سے مجرا بجا لا کر عرض کیا کہ ایک چوہدار پاس سے شہنہ جادو کو تو ال شہر کے عرضی لیکر آیا ہوا اجازت طلب کرتا ہو کہ

میں حاضر ہو کر عرضی پیش کروں اور جو کچھ زبانی عرض کیا ہو اسکو بھی عرض کروں کیا حکم ہو تا ہوا وہی بیان کر تا ہوں کہ جب بادشاہ نے یز زبانی درگاہ سالار کے سنا حیران ہو گیا بدحواس ہو اور گہ سالار سے حکم دیا کہ بہت جلد اسے جو بدار کو یہاں لے آؤ تاکہ ہم اس عرضی کو دیکھیں اس میں اس نے کیا تحریر کیا ہو اور کیا وجہ ہو جو اس نے یہ عرضی بھیجی ہو اور زبانی بھی کہلا بھیجا ہو ایسا تو نہیں ہو کہ کوئی بات بابت قیدی کے دریافت کی ہو کیونکہ اس نے اسوقت تک میرے حکم کے خلاف نہیں کیا ہو اگر یہ کام اس کے سپرد نہ ہوتا تو وہ خود آکر عرض کرتا مگر اس نے خلاف حکم جان کر کہ اگر میں جاؤنگا تو بادشاہ کے خلاف ہو گا اور عدول علمی کا میرے اوپر الزام ہو گا اس سے کیا فائدہ کہ میں بیکار کو ملزم ٹھہرون اس سے بہتر ہو کہ بذریعہ عرضی کے کہلا بھیجوں اور جواب منگالوں بس اس خیال سے اس نے عرضی لکھی ہوگی جلد لاؤ اسکو نہ معلوم کیا تحریر کیا ہو خداوند عجائب خیر کرین یہ جو د خان لال قبیائے حکم دیا بس اور گہ سالار فوراً باہر آیا اور اسے بیدار کواپنے ہمراہ لے کر اندر آیا یہاں د خان نے اہل دربار سے کہا کہ نہ معلوم کیا ہوا ہے جو یہ عرضی اس نے لکھی ہو خداوند خیر کرین اور خبر خوش سنائیں د خان لال قبیائے کہہ رہا تھا کہ وہ جو بدار ہمراہ درگاہ سالار کے آیا اس نے سلام کیا اور اسے بخالایا اور قوا عد شامی پیش کیے اور ہاتھ جوڑ کر سامنے کھڑا ہوا اور دونوں ہاتھوں پر وہ عرضی رکھ کر بادشاہ کے روبرو پیش کی اور جو کچھ زبانی سنہ چا دو نے عرض کیا تھا عرض کیا بادشاہ نے وہ عرضی لے کر دبیر کو دی کہ اسکو پڑھو بس دبیر نے وہ عرضی لے کر لفافہ چاک کر کے پڑھنا شروع کی کل عرضی پڑھی د خان لال قبیائے و سب اہل دربار نے مضمون عرضی سنا اور آگاہ ہوئے جب عرضی تمام و کمال سن چکے اور عرضی تمام ہوئی اور کل عبارت و مضمون سن چکے اسوقت د خان لال قبیائے دبیر سے کہا اور دبیر ہماری طریت سے لکھ دو کہ یہ شادی تم کو مبارک ہو اور تم شوق سے جو دل چاہے تاریخ برات کی مقرر کرو مگر اس امر کا خیال رہے کہ میرے کام کا ہرج نہ ہو اور حفاظت اور پاسبانی میں فرق نہ ہو جب تم اقرار کرتے ہو کہ آپ کا کسی قسم کا نقصان نہ ہو گا اور پاسبانی اور حفاظت میں فرق نہ ہو گا بس اسکا خیال رہے اور جب میرے کام میں ہرج نہ ہو تو میرا کیا نقصان ہو مجھ کو اپنے کام سے مطلب ہو کہ اس میں نہ فرق ہو جائے تم خود بند دبست کرو چاہے تم اپنے ملازمین سے کراؤ چاہے تم اس مقام پر قیام کرو چاہے اپنے مکان پر رہو مگر قیدی کی حفاظت میں فرق

ہوا اور اس امر میں نہ فرق ہو کہ کھانا اور نون وقت تک نہیں پہنچا تا کوئی دوسرا کھانا نہ قیدی کے پاس
 لے جائے اس کام کا خیال رہے اور تم شوق سے قاضی جگ ملک کو طلب کرو تم پر کیا منحصر
 یہ رسم کلی ساکنان در بند اور اہل در بندین بدت سے جاری ہوا اور یہ سلسلہ چلا آتا ہے کہ
 جب تک قاضی صاحب عقد نہیں پڑھتے ہیں اس وقت تک وہ عقد صحیح نہیں مانا جاتا ہوا کوئی
 اعتبار نہیں کرتا یہ بس ضرور قاضی جگ ملک کو طلب کرو تا کہ طریقہ اور قاعدہ سے عقد پڑھا
 جائے اور کوئی اعتراض نہ کرے نہ تمھاری جان کا ضرر ہو نہ عروس کی جان کا نہ بین تمھارا دشمن ہون
 نہ عروس کا اور میں اس حال سے بخوبی آگاہ ہوں اور تم نے وہ ملک حال ہی اور خیر خواہی اور دیانت
 داری کی جو کہ کوئی نہ کر سکا اور تم نے سر مو میرے حکم کے خلاف نہیں کیا میں تم سے بہت خوش ہوں
 ایسا ہی تمھارا پاس ولیحفاظ تھا کہ جو میں نے تم کو اس امر کی اجازت دی اگر دوسرا کوئی اجازت
 طلب کرے گا تو کبھی نہ دیتا کیونکہ آج کل غدر مچا ہوا تھا مگر تمھاری خوشی ہر طرح مجھ کو منظور ہو میں یہ
 نہیں چاہتا ہوں کہ تم ناخوش ہو مگر جو کام کرنا ساتھ ضروری اور ہوشیاری کے کرنا زیادہ دعا ہے
 لکھو اگر وہ جواب دہ اس جو بدار کو دیا اور اس وقت حکم دیا کہ ایک خلعت گران بہا اور پانچ ہزار
 روپیہ ہماری طرف سے شہنشاہ جادو کو فوراً بھیج دیا جائے اور یہ کہ دیا جائے کہ یہ روپیہ ہمارے نصارت
 شادی تم کو دیا گیا ہو اگر کم ہو تو اور طلب کر لینا ہم فوراً تم کو بھیج دیں گے اپنے دل کا خوب حوصلہ
 نکالنا یہ جو حکم دیا اس وقت کا پرورداروں نے خلعت اور روپیہ ہمراہ جو بدار کو دیا جو بدار نے مجھ
 کیا اور خلعت ہو کر اس وقت شہنشاہ جادو کی خدمت میں آیا اور جواب غرضی دیا اور وہ خلعت
 اور روپیہ دیا اور جو کچھ بادشاہ نے کہا تھا سب کہہ دیا اب جو اسنے عرضی کو کھول کر پڑھا اپنے
 حسب خواہش جواب پایا خوش ہو گیا فرط خوشی سے اٹھ کھڑا ہوا چھوٹوں نے سنا تھا جامہ سے
 باہر ہوا جاتا تھا ایسا خوش ہوا کہ ایک ہزار روپیہ اس وقت اپنے ملازموں اور ان لوگوں کو تقسیم
 کیا جو کہ پاس باقی اور حفاظت کر رہے تھے اور بہت خلوص سے دھان لال قبا کو ہزاروں
 دعا بین دین اور اس وقت سے ہمیں کو طلب کر کے راجہ کر کے شادی کا دن مقرر کیا کہ فلان
 دن ہم آئیں گے اور رخصت کر کے لے جائیں گے یعنی آج کے پانچویں دن ہم اس کام سے فراغت
 کر لیں گے تم اپنا سامان و بند و بست کرو اب اس میں فرق نہ ہو گا ہم نے پانچویں دن رخصت

کا مقرر کیا ہوا تھیں چار دن میں جو کچھ تم کو رسوم اور کرنا ہوں کر لو اس دن کے لیے نہ رکھنا صرف اس قدر کام باقی رہے کہ قاضی جی عقد پڑھیں اور میں عروس کو حجامہ میں سوار کر کے اپنے ہمراہ لے آؤں اس امر کو تاکید جانو اور میں قاضی جگ بگ کو بھی بیرون در بند سے طلب کرتا ہوں اطمینان رکھو یہ تحریر کر کے ایک رقعہ پاس احترام کے روانہ کیا چوبدار نے جا کر وہ رقعہ دیا مضمون رقعہ سے آگاہ ہوا اس وقت اس نے جواب تحریر کیا کہ ہم نے قبول کیا ہیں اور ششمنہ جادو نے انتظام شروع کیا اور احترام نے اپنے عزیزوں کو دونوں نے خبر دی عزیز واقارب اکٹھے جمع ہوئے نوبت دونوں طرف رکھی گئی دھوم مچ گئی ایک دن احترام نے مانجھ کی رسم کی دوسرے دن بہان سے سانبھتی کی رسم ادا ہوئی اب برات کا دن آیا ساناں دونوں طرف ہوئے لگا اور سنے برات کے جانے کا اور عروس کے رخصت کرتے کا ششمنہ جادو نے صاحب شقران کی تیدگی حفاظت کا خوب بندوبست کیا بڑی خبرداری اور ہوشیاری کے ساتھ خوب پہرہ و چوکی مقرر کر کے یہ اپنے مکان پر آیا تھا جب یہ وہاں موجود تھا تو ایسی خبرداری نہ ہوئی تھی جو آج کل تھی راوی بیان کرتا ہے کہ یہاں تو یہ سب بندوبست ہوا اور ششمنہ جادو نے ایک رقعہ بنام قاضی صاحب کے اس مضمون کا تحریر کیا اور جناب عالی قاضی جگ بگ صاحب قبلہ کو کعبہ دامت فضائل بعد تسلیمات کے آپ کی خدمت میں یہ گزارش ہو کہ اس حقیر کی شادی فلان مقام پر قرار پائی ہے اور سب رسومات ادا ہو چکے ہیں صرف عقد ہونا باقی ہے لہذا میں یہ چاہتا ہوں کہ حضور تشریف لائیں اور میرا عقد پڑھیں تاکہ سب عقد کو درست و صحیح خیال کریں اور میری زوجہ کی سب اہل خاندان و اہل برادری و دیگر عزیز و گمانہ و بیگانہ غرضت کریں اور سب کے نزدیک آبرو ہو اور سب خوش ہوں اور ہر ایک کی زبان پر یہ جاری ہو کہ کو تو ال کا عقد قاضی جگ بگ نے پڑھتا ہے میری یہ خواہش ہو کہ اگر آپ میرے حال پر کرم فرمائیں اور میرا باقی تو یہ سب باتیں حائل ہوں بس میں یہ چاہتا ہوں کہ میں نے کل کی تاریخ منہر کی ہو آپ تشریف لائیں بس آپ حد در بند سے آگاہ ہیں بس آپ وہاں آکر قیام فرمائیے گا میں کل یہاں سے چار سا حرواں لے کر ونگا وہ جا کر آپ کو لے آؤں گے جو کچھ مجھ سے ہو سکے گا میں آپ کی خدمت بجا لاؤں گا بعد از عنایت نہ ہو گا زیادہ تسلیم بس یہ تحریر کر کے رقعہ ایک ساحر کو دیا کہ یہ قاضی جگ بگ کے پاس لے جاؤ

اور اسکا جواب لے آؤ وہ ساحر شخنے جادو کا رقعہ لے کر بیرون در بند آیا اور طرف مکان قاضی کے
روانہ ہوا راوی بیان کرتا ہو کہ شخنے جادو نے وہ خان لال قبا سے اجازت لے لی تھی کہ میں ایک
ساحر کو رقعہ لے کر پاس قاضی جگہ لے کر روانہ کروں گا اور پھر ساحر کو قاضی صاحب کے لینے
کے لیے جائینگے اور قاضی کو لے کر آئینگے وہ خان لال قبا نے اجازت دیدی تھی کہ تم شوق سے
روانہ کرو اور محافظان سرحد کو حکم بھجوا دیا تھا کہ ایک ساحر شخنے جادو کا رقعہ لے کر پاس قاضی صاحب
کے جائے گا اسکو جانے دینا اور جب وہ آئے تو آئے دینا روکنا نہیں اور جب قاضی صاحب آئیں
اور اُنکے لینے کے لیے ساحر جائیں تو جانے دینا اور جب وہ لے کر اندر آئیں وائے دینا ہمساری
اجازت ہر بس یہ اجازت ہو چکی تھی اسی سبب سے ساحر فرستادہ شخنے جادو بیرون در بند چلا گیا
اور کسی نے نہیں روکا راوی بیان کرتا ہو کہ ایک مرد ضعیف ہو کہ اسکا نام قاضی جگہ لے کر ہمیشہ
سے یہ قاعدہ چلا آتا ہو کہ وہ اہل در بند کا عقد پڑھتا ہو مگر بیرون در بند جنگل میں رہتا ہو اس سے قسم
لیلی گئی ہو کہ یہاں کا حال کسی سے نہ بیان کرنا اور اسکو اجازت ہو کہ تم اپنے ساتھ جسکو چاہو
لاؤ مگر ایک آدمی سے زیادہ نہ ہو اور جب تک یہ عقد نہیں پڑھتا ہو اسوقت تک عقد صحیح نہیں
مانا جاتا ہو بسکایہ عقد نہیں پڑھتا ہو اسکی عزت اہل در بند کے نزدیک نہیں ہوتی ہو اس عورت
و مرد کو سب یہ تصور کرتے ہیں کہ اسکا نکاح نہیں ہوا ہو وہ کسی مقام پر نہیں بلایا جاتا ہو اس سے
کوئی نہیں ملتا ہو اگر اہل خاندان و صاحب برادری ہوتا ہو تو اسکو سب اپنے خاندان سے
الگ کر دیتے ہیں اسکی اولاد کے ساتھ کوئی شادی نہیں کرتا ہو نہ اسکو کوئی بیٹھنے دیتا ہو نہ اسکی
کوئی مٹی دیتا ہو اسکے گھر کا کھانا پینا سب ترک کر دیتے ہیں ایسا اسکو حقیر جانتے ہیں اگر
قاضی جگہ ایک ادنی قوم کے لوگوں کا عقد پڑھو دین تو اسکو اور اسکی زوجہ کی عزت
بہ بجاتی ہو کہ بڑے بڑے عالی خاندان و صاحبان شان و شوکت اسکے شریک ہوتے ہیں بلکہ
اسکو اپنے خاندان میں شریک کرتے ہیں اسکی اولاد کے ساتھ شادی بیاہ کرتے ہیں بلکہ فخر
خیال کرتے ہیں بس ایسی عزت ہو قاضی جگہ کی ان لوگوں کے نزدیک بلکہ یہ لوگ
قاضی صاحب کو معاذ اللہ خدا تصور کرتے ہیں جسکا قاضی جی نے عقد پڑھو دیا گویا اُنکے خدا
نے عقد پڑھا یا اور عورت و مرد کو خوب مستحکم باندھو دیا یہ عقد کبھی نہیں ترک کیا جاتا ہو بس

ہمیشہ سے قاضی جگ جگ عقد پڑھا کرتے تھے گو یا کہ ان لوگوں کی میراث میں یہ آگے تھے مگر
 رہتے بیرون در بند تھے جب کوئی طلب کرتا تھا آتے تھے اور عقد پڑھ کر چلے جاتے تھے بہت
 بچھڑا نگو ملتا تھا مگر قول کا یہ حرام زادہ ایسا پابند تھا کہ اسنے آج تک کسی سے در بند کا حال نہیں کہا
 لیونکہ اسنے قسم کھائی تھی کہ اگر سر بھی کٹ جائے گا تو بھی میں میان کا حال نہ بیان کروں گا ایسا ہی
 اسنے کیا کہ آج تک کسی سے نہیں کہا بس آدم بر سر قصہ کہ وہ ساحر مکان پر قاضی جگ جگ کے
 ہر سو پنا قاضی جی اپنے مکان پر دالان میں بیٹھے ہوئے تھے مسند پر اور چند شاگرد بیٹھے ہوئے سبقت
 لے رہے تھے کہ یہ ساحر پہونچا اسنے جاننے کے ساتھ ہی وہ رقعہ قاضی جی کو دیا قاضی صاحب نے
 پہلے اس ساحر کو دیکھا پہونچا کہ یہ ساحر رہنے والا در بند و خانیم کا ہوا سکود دیکھ کر شاگردوں سے کہا
 کہ اسوقت سبقت نہ ہو گا تم سب اپنے اپنے مکان پر جاؤ اب چاروں کے بعد آنا کیونکہ میں ایک
 ضرورت سے جاؤنگا برسوں وہاں سے آؤنگا تم چاروں کے بعد آنا تاکہ تم میں سے کسی کو رحمت نہ ہو
 آکر پلٹ نہ جاؤ گو سبقت کا ہرج ہو گا کیا کیا جائے مجبور ہوں ایسی ضرورت ہو کہ میں جاتا
 ہوں ورنہ تم جانتے ہو کہ میں کبھی کہیں نہیں جاتا ہوں سوائے اپنے مقام کے کوئی مقام
 اچھا نہیں جانتا ہوں مگر کیا کروں کہ ایک دوست نے طلب کیا ہوا اور بہت منت سماجت کی
 ہوا اسکی دل شکنی بھی مجھ کو ارا نہیں ہو گوز رحمت ہوگی ہرود دوست کا دل تو خوش ہو گا یہ رقعہ
 اُنکے پاس سے آیا ہوا اور یہ فرستادہ اُنکا ہوا ہی بیسان کرتا ہوا قاضی جی نے اس ساحر کو دیکھا
 اور پہونچا تاں سیمو قسمت دل میں تجویز کر لیا کہ کسی کا عقد ہونے والا ہو بس اہل در بند نے مجھ کو طلب
 کیا ہو گا اسی سبب سے یہ ساحر آیا ہوا اور یہ رقعہ لایا ہوا ان حرام زادوں کو ٹالو تاکہ اس سے بات
 چیت ہو اور حال معلوم ہو میں آج کل سب خرچ بھی ہو رہا تھا سا بان ہو گیا پھر چند دنوں کے لیے
 شکایت رفع ہو جائے گی بس یہ دل میں تجویز کر کے اُن سب سے یہ تقریر کی وہ شاگرد فوراً اٹھ کر
 چلے گئے جب وہ چلے گئے اسوقت قاضی نے اس ساحر سے کہا کہ کہاں سے آنا ہوا اور کس
 مطلب سے اور اس رقعہ میں کیا تحریر ہو اس ساحر نے بیان کیا کہ قاضی صاحب میں در بند
 و خانیم سے شک نہ جادو کو تو الی کا فرستادہ آیا ہوں اُنھوں نے آپ کو طلب کیا ہوا کل اُنکا
 عقد ہونے والا ہوا آپ کی خدمت میں عرض کیا ہوا کہ تشریف لائیے اور میرا عقد پڑھ کر چلے جائیے گا

بس اب آپ کے آنے پر منحصر ہو کیونکہ جب تک نہ آئیے گا اسوقت تک عقدہ ہو گا بس کل کی تاریخ
عقد کی ہو بس یہ جو جملہ قاضی صاحب نے سننا خوش ہو گئے باچھین تا بنا گوش پہونچ گئیں چہرہ فسرط
خوشی سے لال ہو گیا منہ پر ہاتھ پھیرا اور کہا کہ یہ خوش کیا خوب میرا پیچھا اچھا ان لوگوں نے لیا ہو
خیر آؤنگا یہ کہہ کر وہ رقعہ پڑھا یہی مضمون تھا جو کہ اُس نے زبانی بیان کیا تھا بس قاضی جی نے قلم و ادوات
اٹھا کر کاغذ پر تحریر کیا کہ رقعہ تھا راقیو پنا اور زبانی تھا رے ملازم کے بھی حال معلوم ہوا بس میں
کل سے پہر کو حد طلسم پر پہونچ جاؤ لگا تم ساحرون کو بھیجتا تھا کہ وہ مجھ کو آکر اندر در بند کے لئے جائیں یہ
تحریر کر کے اُس ساحر کو دیا اور زبانی بھی کہہ دیا کہ یہ کہہ پنا وہ ساحر یہ جواب لے کر طرف در بند کے روانہ
ہوا سرحد در بند پر پہونچ کر داخل در بند ہوا تختہ جادو کو جا کر رقعہ دیا اور زبانی جو کچھ قاضی نے کہا
تھا کہہ دیا بس اُس نے جواب دیا کہ چار ساحرون کو طلب کیا انکو حکم دیا اور کہا کہ کل تم
سہ پہر کو قریب چار بجے کے بیرون در بند جانا وہاں حد طلسم پر ایک نفس رکھی ہوگی اُسکو اٹھا لانا
دیکھو اس میں فرق نہ ہو اور ہمارے پاس لے آنا انھوں نے کہا بہت خوب بس وہ دن تمام ہوا
رات آئی وہ بھی گذری صبح کو تو یہاں سامان برات ہوئے لگا اور تختہ جادو کو از حد خوشی ہو کہ دن
تمام ہو تو برات لے کر عروس کے مکان پر جاؤں اور ساحر جا کر قاضی جی کو لائیں اور عقد پڑھا
جائے یہ تو انتظار شام ہیں ابد ہوا و محل رہا ہو اور وہ چاروں ساحر اس قصد سے اپنے مقام پر
بیٹھے ہوئے ہیں کہ دو پہر پنج لے تو ہم برائے لائے قاضی صاحب کے طرف حد طلسم کے روانہ
ہوں یہاں کا یہ واقعہ ہوا اب کچھ حال بیرون در بند کا سماعت فرمائیے یعنی خواجہ عمر و قاضی
صاحب کا ناظرین کو یاد ہو گا کہ تحریر کر چکا ہوں کہ خواجہ تیسرے دن بموجب حکم آصف بن برخیا
کے بموجب انکی ہدایت کے سب سرداروں وغیرہ سے رخصت ہو کر حسب ہدایت طرف حد
در بند کے روانہ ہوئے تھے خلاصہ یہ کہ قطع منازل و طرماحل کرتے ہوئے چلے آئے تھے یہاں تک کہ
اُسیدن خواجہ اُس صحرا میں آکر پہونچے کہ جہاں سرحد تھی در بند و خانیمہ کی خواجہ جو وہاں پہونچے
تو خواجہ نے دیکھا کہ چاروں طرف اُس صحرا کے دھواں ٹھٹھہ ہو رہے تھے دھواں کی دیوار سی بنی ہوئی ہو
خواجہ نے جو وہ دیوار و خان اُس جنگل میں پائی یقین ہو گیا کہ یہ حد ہو در بند و خانیمہ کی
خواجہ کو تول آصف بن برخیا کا یاد آیا کہ انھوں نے خواب میں خواجہ سے ارشاد کیا کہ جس مقام

بردھوئین کو محیط دیکھنا خیال کر لینا کہ یہی دیوار ہو در بند کی اور یہی حدود بند ہو بس اُس دھوئین کے
 قریب نہ جانا ورنہ گرفتار ہو جاؤ گے جب خواجہ نے وہ دیوار محیط پائی اور دھوان دیکھا خواجہ نے
 اُسی مقام پر بندہ شکر ادا کیا اور دل میں کہا کہ میرے خالق نے مجھ کو در بند تک تو پہنچا دیا بس
 خواجہ اُسی جنگل میں ادھر ادھر ٹھٹھنے لگے اور فکر کرتے لگے کہ کیا تدبیر کروں اور کون سی عیاری
 کروں جو داخل در بند ہوں اور کوئی عیاری کروں جو میں در بند میں پہنچ جاؤں اب خواجہ
 گلشن عیاری کی سیر کرتے لگے اور فکر میں غواہی کرنے لگے تاکہ کوہر مراد ہاتھ آئے وہاں خواجہ
 نے پہنچ کر وہ صورت تبدیل کی یعنی پہلے تو ساحر بنے ہوئے تھے اب غیر ساحر کی صورت پر
 تیار ہوئے مگر وہ یہانی وضع مرد ضعیف دھوئی باندھے ہوئے تھوہی پنہ ہوئے ایک چادر لٹکے
 میں پڑا ہوا انکو چھاسر پڑا ہوا ایک لٹھیا تھوہی چھوڑاں جو تاپاؤں میں ڈال کر ہی سفید رنگ سیاہ
 اس وضع پر تیار ہوئے ادھر ادھر ٹھٹھنے لگے اور فکر کرتے لگے خواجہ کو تو فکر عیاری میں چھوڑا جاتا ہر
 اب کچھ حال قاضی صاحب کا تحریر ہوتا ہوا کہ قاضی جاگ جاگ کو رات بھر نیند نہ آئی وہ رات قاضی
 صاحب نے جاگ کر بسر کی جیسے صبح ہوئی قاضی صاحب نے اٹھ کر غسل کیا ستر میں میل ڈالا
 اُن سفید بالوں میں شانہ کیا سرمہ لگایا ریر جامہ پہنا شملہ سر پر رکھا جامہ پہنا پٹکا باندھا بن
 ٹھنکر تیار ہوئے ایک دوپٹہ آراکھے میں ڈالا گللابی رنگا ہوا عطر سماگ لگا یا شوب اپنے کو
 آراستہ و پیراستہ کیا لونڈی سے کہا کہ جا کر خدمتگار سے کہہ دے کہ کہارونکو بلالائے دیوان خانہ
 کھلو اگر نفس نکالی جائے اور در دیان اور قالیں وغیرہ بس لونڈی نے خدمتگار کو حکم سے قاضی صاحب
 کے آگاہ کیا وہ جا کر کہارون کو بلالایا دیوان خانہ کھلو اگر نفس نکلو اسی اسمین قالیں پچھایا کہارون کو
 در دیان دین کہارون نے در دیان پہنیں کوئے دار پکڑیاں سر پر رکھیں لونڈی نے لا کر اگالداں و
 خالصداں اور پنکھیا دی اور چند کتابیں وہ کہارون نے لیکر نفس میں رکھ دیں اسی بند و بست
 میں دو پہر بج گئی بس قاضی صاحب باہر نکلے کہارون نے سلام کیا نفس میں آکر بیٹھے کہارون
 سے کہا کہ نفس اٹھاؤ اور چلو بس جب ہم کہیں کہ اس مقام پر نفس رکھ دو اور تم چلے جاؤ تم نفس
 رکھ کر وہاں نہ ٹھہرنا فوراً چلے آنا اگر ٹھہرو گے تو تم پر غلاب نازل ہوگا تم خاک سیاہ ہو جاؤ گے
 تمھارا پتہ و نشان بھی نہ ملے گا اگر جانیں عزیز رکھتے ہو تو چلے آنا راوی بیان کرتا ہوا کہ جب قاضی صاحب

در بند کو جاتے تھے اسی طور سے حدود بند پر پہنچ کر فنس رکھوا دیتے تھے انہی جملہ کہارون سے لیتے تھے جو کہ آج کہے ہیں بس کہارون نے یہ سب تقریر سننے فنس کو اٹھا کر جدھر کا اشارہ قاضی صاحب نے کیا تھا اُدھر کوروانہ ہوئے مثل ہوا کے اڑے جاتے تھے خلاصہ یہ کہ قریب دوپہر کے کہار اُس مقام پر پہنچے کہ جہاں سرحد در بند تھی قاضی صاحب فنس سے جھاک جھاک کر دیکھتے جاتے تھے جیسے قاضی صاحب اُس مقام پر پہنچے اور اُنکو سرحد در بند نظر آئے کہارون سے کہا کہ وہ جو درخت بہت سے لگے ہوئے ہیں اُنکے نیچے فنس رکھ دو اور تم چلے جاؤ پرسوں اسی مقام پر آجانا میں یہاں موجود ہوں گا مگر یہ حال کسی سے کہنا نہیں ورنہ بڑی خرابی ہوگی تم سب کا کھو برباد ہو جائے گا ایک بھی تمہارے قوم میں سے نہ بچے گا نہ یہاں ٹھہرنا آئندہ تم کو اختیار ہو یہ جو کہارون نے سنا ڈر گئے اور کانپ کے خلاصہ یہ کہ جلدی سے لا کر فنس کو اُن درختوں کے نیچے رکھ دیا اور خود ایسے سر پر پاؤں رکھ کر بھاگے کہ پھر کرب نہ دیکھا سیدھے بھاگے ہوئے چلے گئے راوی بیان کرتا ہے کہ خواجہ اُس جنگل میں ٹہل رہے تھے اور فکر کر رہے تھے کہ خواجہ کی نگاہ جو پڑتی ہو تو خواجہ نے دیکھا کہ ایک فنس چار کہار و رویان سرخ بانات کی پہنے ہوئے فنس اٹھائے ہوئے چلے آئے ہیں خواجہ نے جو غور کر کے دیکھا تو اُس فنس میں ایک مرد ضعیف کو دیکھا کہ ریش تو سفید ہو مگر بہت دراز ہر شملہ سر پر ہر نیمہ و جامہ پہنے ہوئے ہو چڑکا کر سے بندھا ہوا ہر چشمہ لگا ہوا ہر فنس میں تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے ہیں چند کتابیں اور قلمدان رکھا ہوا ہوا کہارون نے وہ فنس درختوں کے سایہ میں لا کر رکھ دی اور کہار فنس رکھ کر چلے گئے یہ واقعہ جو خواجہ نے درختوں کی آڑ سے دیکھا حیران ہوئے کہ یہ مرد بزرگ کون ہو اور یہ کہار فنس کو ان درختوں کے نیچے رکھ کر کہاں چلے گئے کیا واقعہ ہو یہ حال دیکھ کر درختوں کی آڑ میں خواجہ کھڑے رہے جب کہار چلے گئے اب خواجہ اسی دیہاتی کی صورت پر لٹھو کا ندھے پر رکھے ہوئے تھلے ہوئے فنس کی طرف چلے سر نکال نکال کر ہر مرتبہ اُس دھوئین کی دیوار کی جانب دیکھ لیتے تھے کہ قاضی سے دیکھا کہ ایک دیہاتی کا ندھے پر لٹھو رکھے ہوئے اُدھر کو چلا آتا ہے قاضی جی حیران ہوئے کہ ہم کو اس مقام پر بہت زمانہ ہوا ہے مگر ہم نے یہاں کسی کو نہیں پایا نہ کبھی کوئی یہاں نظر آیا یہ آج کہاں سے صورت انسانی نظر آئی یہ وہ

مقام پر کہ ادھر کوئی نہیں آسکتا ہوتا اس مقام کے حال سے کوئی آگاہ ہو یہ کہ صر سے چلا آیا اور جو آتا ہو وہ اسیر ہو جاتا ہو یہ بیان آیا ہو تو آزاد رہا اسکا کیا سبب ہو قاضی جی فنس میں بیٹھے ہوئے ایسے ایسے خیال کر رہے تھے کہ وہ شخص قریب فنس کے آکر پہونچا اور جھاک کر بہت ادب سے سلام کیا اور سلام کر کے برابر فنس کے بیٹھ گیا قاضی جی نے جو اسکو فنس کے برابر بیٹھے ہوئے دیکھا کہ اس شخص تو کون ہو اور یہاں کیونکر آیا کیونکہ یہاں تو کوئی آ نہیں سکتا ہوتا تم کیونکر آئے کیونکہ اس مقام سے کوئی آگاہ نہیں ہو نہ کوئی آجاتا ہو یہ وہ مقام ہو کہ یہاں فرشتے پر بھی نہیں مار سکتا ہو انسان کی کیا حقیقت ہو مگر میں نے جب سے تم کو یہاں دیکھا ہو حیران ہوں کہ تم یہاں کیونکر آئے اور تم کون ہو خواجہ نے جواب دیا کہ میں ایک مرد ہستی ہوں فلک کا ستا یا ہوا آوارہ و تنہا ہوں ادھر بھی آنکلا ہوں آپ کو دیکھ کر آپ کے پاس آیا کہ آپ سے دریافت کروں کہ آپ کون ہیں اور یہ کیا واقعہ ہو اور کس غرض سے آپ کی فنس کہاں اس مقام پر رکھ کر صر سے آئے تھے اسی طرف چلے گئے کہا روں نے پھر کو بھی نہیں دیکھا بھاگے ہوئے چلے گئے اسکا کیا سبب ہو قاضی صاحب نے کہا کہ پہلے تم اپنے حال سے آگاہ کرو اور بیان کرو کہ تم پر کیا مصیبت گذری اور تم کس بلا میں مبتلا ہو پھر میں اپنا حال تم سے بیان کرونگا جب تمہارا واقعہ سن لوں گا یہ سننے کے لئے خواجہ نے جواب دیا کہ میں کیا بیان کروں اپنا حال قاضی صاحب نے کہا کہ پھر میرا حال کیوں دریافت کرتے ہو جب اپنا حال نہیں سناتے ہو بس اپنی راہ لوجہ صر جانے کا قصد رکھتے ہو روانہ ہو جاؤ کہ ایک مرد بزرگ ہیں یہ کب کہتا ہوں کہ میں اپنا حال نہ بیان کروں گا میرا تو منشا یہ ہے کہ میں اپنی مصیبت کیا بیان کروں کہ کس بلا میں مبتلا ہوں وہ لائق بیان کرنے کے نہیں ہوتا اس لائق ہے کہ میں اسکو کیا بیان کروں اُسکے روبرو بیان کرتے ہوئے اچھا معلوم ہوتا ہو کہ جو اپنی مصیبت کو سننے اور اُسکے دفع کرنے کی تدبیر کرے اور میں تو اسی آفت میں مبتلا ہوا ہوں کہ جسکا کچھ علاج نہیں ہو اور کوئی دفع نہیں کر سکتا ہو قاضی صاحب نے کہا کہ بیان تو کرو شاید میری کوشش سے تمہاری مصیبت دفع ہو جائے جواب دیا کہ خیر آپ بجا ہوتے ہیں تو میں بیان کرتا ہوں سزا عت فرمائیے آگاہ ہو جیسے کہ میں ایک مرد ہستی ہوں یہاں سے تھوڑی دور پر ایک قصبہ ہے کہ میں وہاں رہتا ہوں میرا مکان ہو خداوند عجائب نے مجکو بہت کچھ دیا اور بہت مال و دولت میرے

باس پر خداوند نے اپنی قدرت سے مجھ کو ایک لڑکی دی تھی وہ بہت خوبصورت تھی وہ اپنے مکان کے کوٹھے پر بیٹھی ہوئی تھی کہ یکایک ایک ساحر کسی طرف سے اڑتا ہوا جانا تھا اُس ساحر نے جو اُس لڑکی کو دیکھا بہت پسند کیا اور اُس کے پاس آیا چونکہ وہ بہت کم سن تھی اُس کو گودی میں لیا اور پیار کیا بڑی دیر تک بیٹھا رہا میں جو کوٹھے پر گیا اُس ساحر کو دیکھا مارے خوف کے کانپنے لگا خصوصاً یہ واقعہ دیکھ کر کہ ساحر لڑکی کو گودی میں لیے ہوئے بیٹھا ہر میرا دم نکل گیا اور تاہوا اُس کے قریب پہنچا سلام کیا اُس نے جو مجھ کو دیکھا کہا کہ آؤ میں بھی بیٹھ گیا اُس ساحر نے مجھ سے پوچھا کہ یہ لڑکی کس کی بیوی ہے نے جواب دیا کہ یہ لڑکی میری بہن کی لونڈی ہے تب اُس نے مجھ سے کہا کہ اے شخص اگر تیری اجازت ہو تو میں اُس کو اپنے مکان پر لے جاؤں اور پرورش اس کی کروں کیونکہ مجھ کو یہ لڑکی بہت پسند آئی ہے جب یہ جوان ہوگی تو کسی اہل دولت اور صاحب لیاقت کے ساتھ شادی کرونگا کیونکہ میں اولاد نہیں رکھتا ہوں مثل اپنی اولاد کے پرورش کرونگا اور جو کچھ میرا مال و دولت ہے وہ سب اُس کے حوالے کر دوں گا میں نے جواب دیا کہ بجا ارشاد ہوا مجھ کو کچھ عذر نہیں ہے مگر مجبور ہوں اس امر سے کہ سوا اُس کے میرے اور کوئی اولاد نہیں ہے بس یہ میری پیری کا سہارا ہے ایسی حالت میں میں کیونکر آپسے کہوں کہ آپ اُس کو لے جائیے جو سے اس کی مفارقت نہ گوارا ہوگی اور یہ تو فرمایے کہ آپ کا دل تنگ نہ کہان ہو اور آپ کس ملک کے رہنے والے ہیں اُس ساحر نے جواب دیا کہ اس قریب سے کہ جہان نم رہتے ہو تھوڑی دور پر ایک جنگل ہے اُس جنگل میں ایک دیوار دھوپین کی بنی ہوئی ہے اُس دیوار کے اُس طرف ایک مقام ہے کہ جس کا نام در بند و خانہ ہے وہیں اُس در بند کا رہنے والا ہوں اُس کو بھی اسی مقام پر لے جاؤں گا میں وہاں نوکر ہوں میرا بڑا مرتبہ ہے جب تمھارا جی چاہے اُس کے دیکھنے کو تم اُس دیوار کے پاس جا کر کہنا کہ اے اقبال جادو میں یہ چاہتا ہوں کہ اپنی لڑکی کو دیکھوں بس مجھ کو خبر ہو جائے گی میں تمھاری لڑکی کو لا کر دکھا دیا کرونگا تم اسطور سے دیکھ لیا کرنا چاہتے ہو خوشی اس لڑکی کو مجھ کو دیا ہے یہ ناراضی میں اُس کو لے کر جاؤں گا جب میں نے دیکھا کہ اب یہ ضرور لے جائے گا اگر تم اقرار کرو گے تو اور نہ اقرار کرو گے تو بس اس سے لیا جاوے گی کہ ناخوش کرو بہتر ہے ہوگا کہ خوشی سے اجازت دے دو اگر وہ ناخوش ہو کر لے گیا تو ایسا نہ ہو کہ یہ سب ناراضی کے وہ یہ نہ کرے کہ میں جاؤں اور پھر اُس وقت نہ دکھائے تو کیا ہو میں دیکھنے سے بھی محروم رہ جاؤں بس

یہ خیال کر کے مین نے کہا کہ آپ کو اختیار ہو یہ آپ کی لڑکی ہون میں آپ کا غلام ہوں میں کیا غدر کرونگا
 بس یہ سنکے وہ ساحر اُس لڑکی کو لے کر اور مجھ کو بھی ہمراہ لے کر اس جنگل میں آیا اور مجھ کو پتہ بتایا کہ
 اس مقام پر کھڑے ہو کر آواز دینا میں نے کہا کہ بہت خوب بس یہ کہہ کر وہ اُس لڑکی کو لے کر یہ جو
 دیوار دھوئین کی سائے بنی ہوئی ہوا کے پار چلا گیا میں روتا بیٹھا اپنے مکان پر چلا آیا اُس دن سے
 جب میرا جی چاہتا تھا میں یہاں آتا تھا اور پکار کر کہتا تھا کہ اے اقوال جاو و میں اپنے لڑکی کو
 دیکھنے آیا وہ ساحر لڑکی کو لے کر آتا تھا اور مجھ کو دکھا کر پھر لے جاتا تھا چنانچہ اسکو زمانہ دس
 برس کا ہوا اب وہ جوان ہو گئی ہو بہت حسین اور بہت خوبصورت ہوئی اپنے وقت کی
 لیلیٰ ہو خور و پری ہوا اس کے حسن کے آگے کوئی لیاقت نہیں رہتی ہیں آفتاب و سورج و ونوں
 اُسے روئے زمین کے آگے باندھیں ایسی اُس نے جوانی نکالی ہو اور ایسا حسن پایا ہو کہ اگر نابھ
 شہزادہ مار بھی دیکھے تو ایک جان چھوڑ ہزار جان سے عاشق ہو جائے اگر فرشتہ دیکھے تو مثل
 ہاروت و ماروت کے اُس کے چہرہ و فن بین عمر بھر غوطے کھائے جب میں نے یہ اُسکی جوانی اور
 حسن کی حالت دیکھی اُس وقت اُس ساحر سے کہا کہ اگر آپ کے خلائق نہ ہو تو ایک تصویر
 اُسکی مجھ کو فرحت ہو کہ میں اُسکو دیکھا کروں اور اپنے دل کی تسکین کیا کروں اُس ساحر نے
 ایک تصویر اُسکی اُس وقت کھینچ کر میرے حوالے کی وہ تصویر میں نے غنیمت جان کر لے لی
 اور اپنے پاس رکھ لی مثل حرز جان کے ہر وقت اُسکو دیکھا کرتا ہوں جب وہ مجھ کو یاد آتی
 ہو تو اُس تصویر کو دیکھ کر اپنے دل کو تسکین دیتا ہوں اسی طور سے زمانہ گذرا پندرہ دن کا
 عرصہ ہوا کہ میں جو آیا اور میں نے جو پکارا تو اقوال جاو و تو نہیں آیا اور ایک ساحر آیا اُس نے
 آکر مجھ سے کہا کہ اقوال جاو و نے تو انتقال کیا آپ کی لڑکی نے آپ سے عرض کیا ہے کہ جسکے
 سہارے سے میں یہاں آئی تھی انھوں نے تو انتقال کیا اب میں یہ چلائی ہوں کہ آپ
 مجھ کو یہاں سے طلب کر لیں میں نے کئی مرتبہ اقوال جاو و کی زوجہ سے کہا کہ اب آپ مجھ کو
 میرے باپ کے پاس پہنچائیں انھوں نے جواب دیا کہ بیٹی وہاں جا کر کیا کرے گی اگر تو
 چلی جائے گی تو میری زندگی نہ ہوگی کیونکہ میں تیرے سہارے سے زندہ ہوں میں مجبور
 ہوں اب آپ کے پاس بھی نہیں آسکتی ہوں اسی خوف سے وہ اب مجھ کو آپ کے پاس

جانے سے بھی مانع ہو تین تین کہ ایسا نہ ہو کہ آپ روک لیں بس اب میں یہاں قید ہوں یہ واقعہ
 سننے میرے حواس جاتے رہے طائر ہوش اڑ گئے میں یہ جواب سن کر روتا ہوا اپنے مکان پر چلا
 آیا اُس دن سے مجھ کو یہ فکر پیدا ہوئی کہ کسی طور سے میں یہاں سے اندر در بند کے جاؤں اور اپنی لڑکی
 کو لے آؤں مگر کوئی تدبیر نہ بن پڑی بس اُس دن سے میں نے یہ تدبیر کی کہ ہر روز یہاں آتا ہوں اور
 دن بھر یہاں رہتا ہوں اس خیال سے کہ شاید کوئی تدبیر بن پڑے اور میری لڑکی میرے پاس
 چلی آئے دوسرے یہ مجھ کو فکر ہو کہ کسی مرد آدمی کے ساتھ اسکا عقد کر دوں اگر یہ چلی آئے مگر کوئی تدبیر
 بن نہ پڑی اُس دن سے یہ بات ہوئی کہ میں نے آکر سکارا بھی تو کوئی نہیں آیا اب وہ آمدورفت
 بھی بند ہو گئی اب مجھ کو اسکی خبر بھی نہیں ہو کہ اسپر کیا گذری وہ زندہ ہو یا مر گئی یہ آفت میرے
 اوپر گذری جو اور اس بلا میں مبتلا ہوں جب یہ سب واقعہ قاضی نے سنا جواب دیا کہ اب مجھ کو
 معلوم ہوا کہ تیری لڑکی اس دیوار کے اُس پار در بند و خانہ میں ہو تو اسکی تلاش میں یہاں
 ہر روز آتا ہو جواب دیا کہ جی ہاں ہر روز آتا ہوں اور روتا ہوں شام کو چلا جاتا ہوں جا کر پڑھتا
 ہوں پھر صبح ہوئی نہ کھانا نہ پینا اور صبح چلا آیا چنانچہ موافق قاعدہ کے آج بھی آیا جب زیادہ دل
 پریشان ہوتا ہے تو تصویر نکال کر دیکھ لیتا ہوں اب کیا بیان کروں کہ کیونکر اس بلا سے نجات ملے گی
 اور کیونکر میں اپنی لڑکی کو دیکھوں گا دیکھوں اسکی زندگی اور اپنی حیات میں اسکو دیکھتا بھی ہوں اور
 اُس سے ملتا بھی ہوں یا نہیں اب تو ظالموں کے پنجہ میں گرفتار ہوں قاضی نے جواب دیا کہ اگر
 بھائی ذرا تیری لڑکی کی تصویر میں بھی دیکھوں کہ کیسی صورت ہو یہ جو قاضی نے کہا اُس نے کہا کہ میں
 نے تو اپنی حالت بیان کی اب آپ پہلے اپنی کیفیت بیان فرمائیے پھر تصویر کو ملاحظہ فرمائیے گا
 راوی بیان کرتا ہو کہ خواجہ نے یہ سب فقرہ اور معاری و عیاری کی فوراً ذہن میں لے لی اور یہ خیال
 کر لیا کہ یہ شخص ضرور اس در بند میں جائے گا یہ کہا جو فنس رکھ کر چلے گئے ہیں اسی نشے سے کہ
 ساحر آئینے فنس کو اٹھا کر لے جائینگے اگر کوئی فکر بن پڑے اور کوئی عیاری بن پڑے تو اسکے
 ہمراہ تو بھی چل اسوجہ سے خواجہ نے قریب آکر یہ فقرہ کیا اور یہ تقریر کی جب خواجہ نے یہ
 کہا کہ آپ اپنی حالت بیان فرمائیے پھر تصویر ملاحظہ فرمائیے قاضی نے جواب دیا کہ اگر شخص
 آگاہ ہو کہ میں قاضی ہوں میرا نام قاضی جگ ملک جو اسی صحرا کے حوالی میں میرا مکان ہے میں نکاح

پڑھتا ہوں بس در بند کے رہنے والے تو ہیں جب تک میں جا کر اندرون در بند اُنکا عقد نہیں چرعت
ہوں اُسوقت تک وہ عقد صحیح نہیں مانا جاتا ہر نہ درست ہوتا ہر نہ اہل در بند اُس عقد کو صحیح جانتے
میں بس جب کسی کا عقد ہوتا ہر میں طلب کیا جاتا ہوں جس طور سے ہوتا ہر میں جا تا ہوں کیونکہ
میں اُنکا مروتی قاضی ہوں بس آج کل کو تو اُن شہر کا عقد ہونے والا ہوا سنے مجھ کو طلب کیا ہر میں
اُنکا عقد پڑھنے کو جاتا ہوں طریقہ یہ ہر کہ مجھ کو ایک دن قبل خبر کر دی جاتی ہر میں کہدیتا ہوں کہ
فلان وقت میں قریب حد در بند پہنچ جاؤ نگاہیں جس طور سے تم نے دیکھا کہ کہار نفس رکھ کر
چلے گئے اسی طور سے کہار نفس رکھ کر چلے جاتے ہیں ساحر وہاں سے آتے ہیں نفس اٹھا کر لے
جاتے ہیں چنانچہ اسی طور سے آج بھی ساحر آئینگے اور نفس لے جائینگے یہ خواجہ نے سنا دل میں
کہا کہ واہ کیا خوب کس قدر عقل نے اُسوقت رسائی کی اور کیا ذہن لڑا ہر خوب تم نے سمجھ لیا
اور خوب تدبیر بن پڑی اب کوئی ایسی فکر کر دو کہ اسکے ساتھ داخل در بند ہو راوی بیان کرتا ہر کہ خواجہ
کو قیافہ شناسی میں ایسا دخل ہو گیا تھا کہ صورت دیکھ کر شناخت کر لیتے تھے کہ اُسکا یہ قصد ہر
یہ اس لیے یہاں آیا ہر اسی طریقہ سے خواجہ نے سمجھ لیا تھا جو تجویر کیا تھا وہی نکلا جب خواجہ
کو یہ معلوم ہوا کہ یہ قاضی ہر اور اندر در بند کے جائے گا بس اُسوقت ایک غباری ذہن میں آگئی
خواجہ نے قاضی جی سے کہا کہ آپ نے جو فرمایا کہ میں تصویر دیکھوں لیجیے یہ تصویر حاضر و شوق
سے ملاحظہ فرمائیے یہ کہہ کر اُسوقت ایک تصویر بغل سے نکال کر خواجہ نے قاضی کو دی راوی
بیان کرتا ہر کہ خواجہ نے یہ چالاکی کی کہ تانسی کو تو باتوں میں لگا یا اور فوراً یہ ایک خیالی تصویر
تیار کر لی تھی وہی تصویر نکال کر قاضی جی کو دکھائی قاضی جی نے وہ تصویر ہاتھ میں لی اب جو
دیکھا تو کیا دیکھا کہ ایک پرچہ قرطاس پر ایک نازنین مہر نمکین کی تصویر چھپی ہوئی ہر کہ
نازنین گلزار جوڑا پہنے ہوئے کھڑی ہر یہ معلوم ہوتا ہر کہ گویا شفقین اقبال ہر ایسی حسین
جمیل ہر کہ اگر زاہد بھی دیکھے تو فریفتہ ہو جائے تصویر سے نور پیدا ہر یہ معلوم ہوتا ہر کہ اب
تصویر یوں لی اُس صاحب تصویر کو جیسے قاضی نے دیکھا ایک جان چھوڑ ہزار جان سے
عاشق ہو گئے فوراً چہرے کا رنگ سرد ہو گیا ہونٹھو خشک ہو گئے آنکھوں میں حلقہ پڑ گئے
باد جو دیکھ کر وہ پیر تھے اُس پر یہ حالت ہوئی خواجہ نے یہ دیکھ کر قاضی صاحب کی طرف

دیکھ رہے تھے اور چہرہ پر نگاہ تھی یہ جو حالت قاضی جگ سنگ کی خواجہ نے دیکھی دل میں کہا کہ یہ عاشق ہو گیا اب باز لیا یہ جاتا کہاں یہ خوب عمدہ سلسلہ در بند میں جانے کا نکل آیا اور خواجہ کیا کام اس وقت کیا ادھر قاضی صاحب تصویر کو دیکھتے جاتے ہیں اور آہ سر و بھرتے جاتے ہیں نگاہ تصویر سے لڑی ہوئی یہ قاضی کو سکتہ کی نوبت ہے یہ حالت دیکھ کر خواجہ نے کہا کہ قاضی صاحب لائیے اب آپ دیکھو چلے تصویر مرمت فرمائیے میں جاؤں یہی تصویر میرے دل نا صبور کی تسکین ہے اب تو یہ امید جاتی رہی ہے کہ اس سے ملاقات ہو اور میں اسکو دیکھوں نہ میرا در بند میں جانا ہو گا غرض اس سے ملاقات نصیب ہوگی میں اس تجویز میں تھکا اور ہوں کہ اگر وہ میرے ہاتھ آجائے تو میں اسکا عقد کروں مگر اسکا ہاتھ آنا غیر ممکن ہے ورنہ اب تک تو میں اسکی شادی وغیرہ سے فراغت کر چکا ہوتا مگر مجبور ہوں کیونکہ میرا بس نہیں یہ قاضی نے بنکھ پاس اس تصویر کی طرف دیکھا اور آہ سر و بھرتے کر کہا کہ لو یہ تصویر موجود ہے خواجہ نے قاضی کی طرف دیکھ کر کہا کہ کیا بیان کروں اگر میرے قبضہ میں یہ لڑکی ہوتی تو میں اسکا عقد آپ کے ہمراہ کر دیتا کیونکہ آپ کے چہرہ سے پایا جاتا ہے کہ آپ کا دل اس پر آیا ہے یہ آپ کا آہ سر و بھرتے نامی امر کی دلیل ہے مگر کیا کروں قاضی نے یہ سنے خواجہ کی طرف دیکھا اور ڈارھی پر ہاتھ پھیرا اور کہا کہ میرے ساتھ ایک شخص کیونکہ مجھ کو فقرہ دیتا ہے اور کیونکہ مجھ کو بناتا ہے یہ تو میری صورت اور یہ میری ضعیفی بھلا کیونکہ میں گوارا کروں اور یقین کروں کہ آپ سچ کہتے ہیں میں تو بہ خیال کرتا ہوں کہ صرف آپ میرا دل دیکھتے ہیں اور آرزو بانٹ کر دیتے ہیں میں اسکو یقین کر کے احمق بنوں جواب دیا کہ میں واقعی سچ کہتا ہوں آپ اگرچہ ضعیف ہیں مگر آجکل کے جوانوں سے اچھے ہیں جو عورت آپ کے پاس آجائے پھر وہ کبھی جانے کا قصد نہ کرے آج کل کے جوان ایسے ہیں کہ شادی ہوئی یا تو دو سرے دن جہیز پھر گیا اگر ایسا نہ ہوا تو برس یا دو برس کے بعد مفارقت ہو گئی جلدی ہو گئی دو سرا کر لیا مردوں کا تو یہ حال ہے اب گلے زمانہ کے جو مرد ہیں انکی یہ حالت ہے کہ وہ عورت کو خوش کر دیتے ہیں اور عورت ان سے راضی ہو جاتی ہے انکے پاس سے جانے کا نام نہیں لیتی یہ برس میں یہ چاہتا ہوں کہ اگر وہ مل جائے تو ایسے کے ساتھ شادی کر دوں کہ اس کے پاس سے مر کر نکلے زندہ نہ نکلے کیونکہ یہ مجھ کو منظور نہیں ہے کہ ایسے کے ساتھ شادی کر دوں کہ برس دو برس کے بعد جلدی ہو اور دو سرے کی فکر ہو آجکل کے

لڑکھون کا تو یہ رنگ ہو کہ جو اشرا بخواری انبیوں باری چنڈو باری چرس پر دم لگائے جائے ہیں تمہار باری
 ہوئی ہو نہ کہ پلی جاتی ہو یہ صفہ پن جو رو کے نہ کپڑے کی فکر مردی کی شادی تو خوشی خوشی کرنی اب
 کسی چیز کی فکر نہیں ہو جو رو دا لگ پڑی ہوئی ہو آپ الگ پڑے ہوئے ہیں وہ کہان تک ضمیر
 کرے آخر کو اُسے دوسرے کی تلاش کی اور شکل بھائی آجکل کے لڑکوں کو ان افعال سے فرست
 ہو تو وہ جو رو کی فکر کریں اور اُسکی خبر لین جو ان باتوں سے بری ہیں اُنکی یہ حالت ہو کہ برس ہر برس
 یا سوزاک یا آتشک میں مبتلا ہیں یہ جوانوں کی حالت ہو اور بڑے تماش بین ہیں روٹی کپڑا تو دینا
 جانتے نہیں ہیں بس جب یہ حالت ہو تو اس سے بہتر ہو کہ ان لوگوں کے ساتھ شادی نہ کی
 جائے جو کہ بڑے اور اگلے وقت کے ہیں وہ ان سب باتوں سے بری ہیں اور دوسرے خیال
 سے بھی اچھے ہیں یہ جھوٹا بہتر ہیں اُس حالت سے کہ سُرخ سُرخ گال ہیں میں آج کل کے لڑکوں کو
 برا جانتا ہوں اور ضعیفوں کو اچھا آپ ضرور یقین فرمالیں اگر وہ مجھ کو مل جائے تو میں اُسکا عقد
 آپ کے ہمراہ کر دوں کیونکہ آپ کچ کل کے جوانوں سے بہتر ہیں اور ان سب میں یہ ضعیفی جوانی
 پر فوق رکھتی ہو یہ دانت جو ٹوٹے ہوئے ہیں یہ بہت عمدہ ہیں اول تو جو اپنی لڑکی کی شادی آجکل
 کے لڑکوں کے ساتھ کرتے ہیں سوائے تکلیف اور زحمت کے دوسری بات نہیں حاصل ہوتی
 ہو یا تو یہ ہوتا ہو کہ اگر کچھ غیرت رکھتے ہیں تو لڑکی کو بٹھا رکھتے ہیں اپنے پاس سے روٹی کپڑا دیتے ہیں
 اور جو غیرت نہیں رکھتے ہیں وہ خاموش ہو رہتے ہیں اُنکی زندگی خذاب میں مبتلا ہوتی ہو ہر ایک
 سے داماد کا روٹا روٹے ہیں بُرا کہتے ہیں مار پیٹ تو آجکل کے لڑکوں کا طریقہ ہو اور جو کہ اگلے
 زمانہ کے مرد ہیں وہ جو رو سے محبت کرتے ہیں اُسکی خاطر کرتے ہیں ہر امر کی فکر رکھتے ہیں و خیال
 بس میں تو آپ ہی کے ساتھ عقد کر دیتا مگر کیا کروں مجبور ہوں اُسکی زندگی راحت سے بسر ہوتی
 اور چین کرتی میں یقین کرتا ہوں کہ آپ اُس سے محبت بھی کرتے اور الفت کیونکہ آپ کی حالت
 کے دیتی ہو کہ آپ تصویر دیکھ کر عاشق ہو گئے ہیں مگر آپ بھی مجبور ہیں اور میں بھی قاضی صاحب
 نے وٹا رکھی پر ہاتھ پھیر کے کہا کہ یہ میری تقدیر کہان اور یہ مقدر کہان جو اب دیا کہ آپ کا مقدر
 کیسا بڑا ہی مقدر خراب ہو کہ آپ ایسا شخص ملے اور میں شادی نہ کر سکوں یقین کرنا ہوں
 کہ کسی شہدے بد معاش کے ساتھ اُسکا عقد کر دیا جائے گا وہ اُسکو تکلیف دے گا۔

یوں بھی جلتا ہوں اسوقت بھی جلو نکا بعد مرنے کے بھی میری پیٹھ قبر سے نکلے گی قاضی صاحب نے کہا کہ اگر تم در بندین پہونچ جاؤ تو کیا اپنی لڑکی کی شادی میرے ساتھ کرو دیا کہ اگر بین کسی تدبیر سے در بندین پہونچ جاؤں تو اسکو تلاش کر کے ضرور اسکا عقد آپ کے ہمارا کروں جسطور سے بندہ بڑے کیونکہ آپ بھی وہاں موجود ہونگے اسی زمانہ میں اس کے عقد سے فراغت حاصل کر لوں اس امر سے دو امر میرے خوشی کے ہونگے کہ ایک تو اسکی چین سے بسر ہوگی دوسرے وہ میری در بند آجائے گی میں اسکو دیکھ ہی لیا کرو نکا قاضی صاحب نے جواب دیا کہ اگر تم میرے ساتھ اپنی لڑکی کی شادی کرو گے تو میں اسکو وہ چین دوں گا کہ تم بہت خوش ہو گے اور ایسی اس کے ساتھ محبت کروں گا کہ شہید کوئی ایسی الفت و محبت کرے کسی قسم کی تکلیف نہ دوں گا اس کے حکم کے ساتھ اٹھائے بیٹھا کروں گا تم دیکھ لینا کہ کیسی طاعت کرتا ہوں کہ تم بھی خوش ہو جاؤ گے اور جان لو گے کہ کسی نے اقرار کیا تھا اور کچھ کہا تھا جواب دیا کہ پھر میں در بندین پہونچ جاؤں تو ضرور اس امر کی فکر کروں اور ضرور تلاش کر کے آپ کے ساتھ شادی کروں قاضی نے جواب دیا کہ تم قسم کھاؤ تو مجھ کو یقین آئے انھوں نے قسم کھائی قاضی نے کہا کہ تم میرے ساتھ چلو جب میں در بند بین پہونچو نکا تم وہاں سے میرے پاس سے جدا ہو جانا اور اپنی لڑکی کی تلاش کرنا اس نے جواب دیا کہ کیونکر آپ کے ہمراہ چلوں جواب دیا کہ تم اگر میری فتن میں بیٹھ جاؤ جب یہ فتن اٹھ کر جائے گی تم بھی پہونچ جاؤ گے جواب دیا کہ بہت بہتر یہاں قاضی صاحب اپنے دل میں بہت خوش و خرم ہیں کہ ہم بھی ایسے ہیں کہ لوگ اپنی لڑکی کی شادی ہمارے ساتھ کرنا باعث افتخار سمجھتے ہیں ضرور کوئی نہ کوئی ہم میں مصفت ہو میں بھی ایسی ایسی اس کے ساتھ خاطر مدارات کروں گا کہ وہ بھی یاد کر میں جب میں نے اسکی تصویر دیکھی تھی میرا دل آگیا تھا میں نے تھیاں کیا تھا کہ اس کے فراق میں تڑپ تڑپ کر مرنے لگا کیونکہ ایک تو غصیف ہوں دوسرے وہ کہان اور میں کہان مگر خداوند عجائب نے اپنی قدرت سے صورت پیدا کر دی قاضی تو یہ خیال کر کے خوش ہو رہا ہر باچھین تا بہ بنا گوش پہونچ گئیں ہیں فرط خوشی سے پھولوں نہیں سماتا ہر اپنے جامہ سے باہر خواجہ فتن کے گوشہ میں بیٹھے ہوئے دل سے یہ باتیں کر رہے ہیں کہ خوب فقر قاضی کو دیا خوب در بند بین جانے کی

تدبیر کی در بند میں پہنچ جاؤں تو پھر اور تدبیر کروں واہ ری تیری عقل اور داناتی بس قاضی اپنے مقام پر خوش ہو رہے ہیں اور خواجہ اپنے مقام پر دل میں خوش ہو رہے ہیں اُدھر اندرون در بند جب اُن ساحرون نے دیکھا کہ جنکو یہ حکم ملا تھا کہ سہ پہر کو جا کر قاضی صاحب کو حد در بند پر سے لے آئے دیکھا کہ دو بیٹے فوراً سحر کیا چاروں کے چاروں سحر کر کے اڑے اور ایک چشم زدن میں بیرون در بند آئے اُسوقت آکر پہنچے کہ جب چار بج چکے تھے اور خواجہ بھی نفس میں بیٹھ چکے تھے اب یہاں آکر جو ان چاروں نے خیال کیا تو زمانہ بہت کم پایا بالکل شام قریب تھی آپس میں کہا کہ غضب ہو گیا ہم نے غصہ کیا جلد چلو ایسا نہ ہو کہ کو تو ال صاحب خفا ہوں بس وہ چاروں مثل عقاب کے بہت تیز آئے دیکھا کہ نفس درختوں کے نیچے رکھی ہوئی ہر قاضی صاحب بیٹھے ہوئے ہیں اُدھر خواجہ نے جو سنا سنا اور سمٹ لئے ساحرون نے نہ دیکھا اُدھر ٹاؤ جلدی سے نفس کو دوش پر اٹھالیا اور چل پڑے ہوئے سحر کر کے فوراً داخل طلسم ہوئے اور نفس لاکر ایک مقام پر اندرون در بند رکھ دی وہاں کہاں موجود تھے اب یہاں سے کہاں نے نفس اٹھائی خواجہ نے چپکے سے قاضی صاحب سے کہا کہ اب میں جاتا ہوں براے تلاش اپنی لڑکی کے آپ کی عنایت سے یہاں تک تو پہنچ گیا اُسکو تلاش کر کے اُسکا عقد آپ کے ہمراہ کر دوں خواہ وہ لوگ راضی ہوں خواہ نہ ہوں کیونکہ میرا حق زیادہ ہے میں باپ ہوں جبکہ اختیار ہر قاضی صاحب نے کہا کہ جاؤ بس خواجہ قاضی کی آنکھ پھا کر کلیم اڑھو کہ نفس سے اترے اس خیال سے کہ اہل در بند نہ دیکھ لیں تو خرابی ہو کہ یہ کون ہو جو قاضی کے ہمراہ آیا ہو اور جستجو کریں خواجہ کلیم اڑھو کہ ایک طرف کو روانہ ہوئے اُدھر کہاں نے نفس کو لاکر مکان پر کو تو ال کے پہنچا دیا اُن ساحرون نے کو تو ال کو خبر کی کہ ہم جا کر قاضی صاحب کو لے آئے اُنکی نفس دروازے پر رکھی ہوئی ہو یہ سنا تھا کہ کو تو ال خوش ہو گیا مع اپنے مصاحبوں کے اٹھ کر باہر آیا جیسے قاضی صاحب کی خبر ہوئی قاضی بھی نفس سے باہر نکل آئے کو تو ال نے آتے کے ساتھ ہی قاضی کے قدموں کو بوسہ دیا ہاتھ آنکھوں سے لگائے چومے اور سب نے بھی قدمبوسی کی بڑی عزت و توقیر سے لاکر مسند پر بٹھایا عطر پان پانچھل پیش کش کیے قاضی صاحب مثل خر کے چھوٹے ہوئے بیٹھے ہیں اپنے عقد کی خوشی میں جامہ سے باہر ہین بات بات پر مسکراتے دیتے ہیں کو تو ال نے ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ شام

ہوئے تو سب ہر ایمون کو کھانا کھلا کر آپ کو ہمراہ لے کر عروس کے مکان پر چلوں گا براہ عقد و صو
 کو تو ال نے مکان عروس پر بھی خبر کر دی تھی کہ سب سامان درست رہے قاضی صاحب آگے
 ہیں تاکہ عرصہ نہ ہو کہ باعث زحمت ہو وہاں سب سامان درست تھا و وطن کا باپ یہ واقعہ سُنکے
 خوش ہو گیا جلدی جلدی بندوبست کرنے لگا بہت عمدہ سامان کیا تھا ایک مسند زرنگار نو شاہ
 کے لیے آراستہ کی تھی اور ایک قاضی کے لیے یہاں سب سامان درست تھا کہ شام ہوئی
 کو تو ال سے سب کو بہت عمدہ کھانے کھلائے جب کھانے وغیرہ سے فراغت ہو چکی ہو تو
 نے اسکو دو طہا بنا یا جب یہ دو طہا بن چکا بس سب کے سب برات لے کر عروس کے مکان
 کی طرف روانہ ہوئے قاضی صاحب کی بھی نفیس ہمراہ تھی برات تو اُدھر جاتی ہو اب خواجہ کا حال
 ناظرین ملاحظہ کریں کہ خواجہ جو قاضی کو فقرہ دے کر کہ میں لڑکی کی تلاش میں جاتا ہوں کلیم اور موکر
 چلے تھے اتفاق سے اُس مقام پر آکر پہونچے کہ جہاں احترام جادو کا مکان تھا انھوں نے
 دیکھا کہ بڑا سامان ہر ایک خیمہ بہت پر تکلف برپا ہو وہ خوب شیشہ آلات سے آراستہ ہو
 نوبت رکھی ہوئی ہو کھانے پک رہے ہیں لوگ گلزار جوڑے پہنے ہوئے پھر رہے ہیں کام
 کاج کر رہے ہیں خوب چل پھل مچی ہوئی ہو ہر طرف خوشی کا سامان ہو اور بندوبست ہر ایک
 بہت بڑا مکان ہو اُسکے دروازے پر مندھنوار موتیوں کا اور پتوں کا بندھا ہوا ہو خواجہ نے
 یہ سامان دیکھ کر خیال کیا کہ یہاں شادی ہو اور یہ مکان عروس کا معلوم ہونا ہو کچھ عجیب نہیں
 ہو کہ وہ قاضی حرامی اسی عقد کے پڑھنے کے لیے یہاں آیا ہو ذرا بافت کو کہو بس آپ نے ایک
 گوشہ میں جا کر کلیم اتاری اور ایک شہدے کی صورت پر آراستہ ہو کر اُس مقام پر آئے جہاں
 کھانا پاک رہا تھا یا اور چیموں سے لے کر یہاں کیا کام ہو اور یہ کیا سامان ہو اور یہ کس ضرورت
 سے کھانا پاک رہا ہو یا اور چیموں نے جواب دیا کہ تو بڑا احمق ہو اور یہ بھی ہم کو معلوم ہوتا ہو کہ تجکو
 آنکھوں سے کم دکھائی دیتا ہو صریحاً شادی کا سامان ہو رہا ہو اور پھر دریافت کرتا ہو کہ یہ کیا
 سامان ہو جواب دیا کہ یہ تو میں نے دیکھ لیا کہ سامان شادی اور انتظام شادی ہو مگر یہ دریافت
 کرتا ہو کہ یہ کس مکان ہو اور کس کی شادی ہو آنکھوں نے جواب دیا کہ آگاہ ہو کہ احترام جادو
 کی دختر کی شادی ہو اب کوئی دم میں برات آئے گی کو تو ال شہر کے ساتھ ٹھہری ہو یہ سُنکے

دل میں کہا کہ وہ مارا اب یہ جاتا کہاں ہر اب عیاری ثوب طوسے بن جائے گی یہ دل سے کہہ کر وہاں سے ٹھٹھا ہوا وہ شہدا ایک طرف کو چلا گیا یہ کہہ کر کہ برات کے ساتھ آئینگے کو توں کی شادی پر بہت کچھ روپیہ لٹے گا آج دو چار ہسبے کا نفع ہو گا یہ کہتے ہوئے میان شہدے ایک طرف کو چلے گئے جب سب کے روبرو سے الگ چلے گئے دیکھا کہ اب کوئی دیکھتا نہیں ہر گلیم اور صولی اور گلیم اور سے ہوئے اندر محل کے آئے دیکھا کہ ہزاروں عورتیں پھر ہی ہیں پرستان کا لطف ہر سر سے پاؤں تک جو ہر بین غوطہ مارے ہوئے ہیں کوئی گلنار جوڑا پہنے ہو کوئی دھانی کوئی اودا کوئی بسنتی ہر رنگ کے جوڑے پہنے ہوئے ہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ باغ رنگارنگ و گاشن پر بہا کھلا ہوا ہر ہر رنگ کے گل شگفتہ ہیں کیا کیا خوب صورت و حسین مہ جبین مہر تمکین نازنین ہیں ہر مقام پر فریش مغرق و مکلف آراستہ ہر ہر رنگ میں مکمل بجوا ہر وسط میں بارہ دری کے آراستہ ہیں اسپر بھی بہت اسی نازنین بھی ہوئی ہیں ہر طرف چہل پہل ہو رہی ہے کوئی کہتی ہے کہ ابھی تک برات نہیں آئی ہر عرصہ ہوا برات کب آئے گی کیا صبح ہوئے آئے گی کوئی کہتی ہے کہ دو طہن کو بھی آراستہ کیا اس وقت دو طہن بنائی جائے گی جب برات آجائے گی کوئی کہتی ہے کہ بوقت تم تو بے نہر ہو دو طہن کی بنیں دو طہن کو آراستہ کر رہی ہیں سی جرحہ میں ایک بولی کہ دو طہن کا آج آراستہ کرنا کیا بڑا کام ہے ہاں چوتھی کی دو طہن بنا کر مشکل ہو آج لڑکیاں بالیان دو طہن بنالینگی کل دیکھا جائے گا خواجہ گلیم اوڑھے ہوئے اہل محل کی باتیں سنتے ہوئے اس مکرہ کی طرف آئے کہ جہاں دو طہن بنائی جاتی تھی یہی خیر احترام جادو خواجہ نکمہ کے آئے ایک گوشہ میں کھڑے ہو کر تماشا دیکھنے لگے خواجہ تماشا دیکھ رہے تھے کہ کسی طور سے تخلیم ہو تو میں دو طہن کو بیہوش کر کے نذر زنبیل کروں اور خود اسکی صورت بن کر کوئی تدبیر کروں کہ یہ کیا ایک بابے کی آواز آئی جس قدر محل کی عورتیں تھیں اور جتنی لڑکیاں دو طہن کے پاس تھیں سب کی سب بابے کی صدا سننے پر یہ خیال کر کے کہ برات آتی ہے برات کے دیکھنے کو کہیں دو طہن کو اکیلا چھوڑ دیا اسی مکرہ میں عروس سر جھکائے ہوئے مسند پر بیٹھی رہی پس خواجہ نے یہ جو وقت فرصت پایا غنیمت جاتا قریب آ کر ایک حساب اسکی منہ پر بیہوشی کا مارا کہ وہ اس کے منہ پر پڑا اسکو چھینک آئی وہ فوراً بیہوش ہو گئی پس خواجہ نے اس کے سب کپڑے اتارے اور

ایک چادر میں باندھ کر اسکو نذر نبیل کر لیا اور قنوت اسکی صورت پر تیار ہوئے سب کپڑے
 یمن لیے سر مو فرقی نہ تھا عروسی کپڑے پہنکر مسند پر سر جھکا کر بیٹھ رہے خواجہ تو یہاں یہ تدبیر کر کے
 بیٹھے اب فکر کر رہے ہیں کہ کیا تدارک کروں سوچتے سوچتے ایک عیاری ذہن میں آگئی دل خوش
 ہو گیا اپنی تعریف آپ کی اور دل سے کہا کہ وہ مارا اب یہ لوگ جاتے کہاں ہیں اگر میں نے قاضی
 کو تو ال کو نہ لڑوا دیا تو اپنا نام نہ رکھا خواجہ عمر وہ کہہ کر جلدی سے زبیل سے قلم و ادوات نکالا اور
 ایک رقعہ اپنی رائے سے بنام قاضی تحریر کیا کہ جسکا مضمون یہ تھا کہ ام قاضی صاحب آگاہ
 ہو جیسے کہ میرے والد بزرگوار آپ کے ہمراہ در بند میں آئے ہیں انھوں نے آپ سے اقرار کیا ہے
 کہ میں اپنی لڑکی کی شادی آپ کے ہمراہ کو نکاح چنانچہ وہ یہاں نہ تھی جس ساحر کے قبضہ میں ہیں
 تھی اسکی زوجہ اور بھائی نے میری شادی کو تو ال شہر کے ہمراہ قرار دی چنانچہ سب مانچو وغیرہ ہو گیا
 آج یوم عقد تھا آپ کو براے خواندگی عقد کو تو ال نے طلب کیا تھا مگر مجکو یہ عقد منظور نہ تھا
 مجبور تھی کہ دوسروں کے قبضہ میں تھی خداوند عجائب سے دعا مانگا رہی تھی کہ یا تو مجکو موت دے
 کہ میں زندہ مکان پر نو شاہ کے نہ جاؤں یا کوئی تدبیر ایسی ہو کہ یہ عقد نہ ہوتے پائے کہتی کس سے کہ
 کوئی میری سنے والا نہ تھا نہ الفت کرنے والا جو میری سنے والا تھا اور مجھ سے محبت کرتا تھا وہ مر
 چکا تھا باپ یہاں موجود نہ تھا سو ناچار تھی خداوند نے دعا میری قبول کر لی کہ میرے والد بزرگوار
 آپ کی عنایت و مہربانی سے یہاں آگئے انھوں نے تلاش کر کے مجکو ڈھونڈا نکالا میرے پاس
 آئے مجھ سے فرمایا کہ میں نے تیرا عقد ٹھہرایا ہے قاضی کے ہمراہ جو کہ عقد پڑھنے کو آئے ہیں بہت
 حسین ہیں اور خوبصورت اور صاحب مال و دولت آج کل کے جوانوں سے بہتر ہیں تو ان سے
 بہت خوش ہوگی اور وہ تیری خاطر بہت کریں گے اور از حد محبت کریں گے کو تو ال سے کہ جسکے
 ہمراہ تیرا عقد ہوتا ہے تو ان کے مکان پر چین سے رہے گی گو نصیحت تو ہیں مگر جوانوں سے ہر طرح
 اچھے ہیں بس تو اس عقد سے انکار کر میں نے اُنکے فرمانے کو قبول کیا وہ تو مجکو کچھ بھلا کر کسی طرف
 چلے گئے میں نے یہ رقعہ آپ کی خدمت میں اس غرض سے تحریر کیا ہے کہ میں راشدہ و بالغہ
 ہوں مجکو یہ عقد قبول نہیں ہے نہ میرے باپ کی یہ مرضی ہے اور یہ لوگ نہ میرے عزیز ہیں نہ میرے
 دوست ہیں بلکہ غیر میں ہیں مجبور تھی کہ جو کچھ نہ کہتی تھی اب میں صاف طور سے کہتی ہوں کہ

میرا عقد قبول نہیں ہے

یہ عقد مجھ کو کسی طور سے قبول نہیں ہوا آپ عقد نہ پڑھیے گا بلکہ مجھ کو آپ کے ہمراہ بموجب اقرا والد
بزرگوار کے عقد کرنا منظور ہو لہذا اپنے ہمراہ عقد پڑھ لیجیے اور کو تو وال سے کہہ دیجیے کہ وہ چلا جائے
اور اس عقد سے ہاتھ اٹھائے میں کسی طور سے راضی نہیں ہوں اس کے ساتھ عقد کو نہ یہ عقد مجھ کو
کسی طور سے قبول ہو یا نہ آپ کے ہمراہ راضی ہوں اور آپ کی زوجہ ہوں اس کی زوجیت مجھ کو منظور نہیں
ہو اور بہت کچھ تحریر کیا یہ رقعہ لکھ کر اپنے پاس رکھ لیا راوی بیان کرتا ہے کہ یہاں تک کہ شخصہ جادو
برائے کر مکان عروس پر پہنچا برات اتری براتوں کو بہت ہی عزت و حرمت سے بٹھایا
نوشاہ پنج سند پڑھیا اور اس کے گرد اس کے عزیز و اقارب بیٹھے قاضی صاحب بھی آکر بیٹھے خاطر
مدارات میں لوگ مصروف ہوئے محل میں بھی خبر ہو گئی کہ برات آگئی نوشاہ اپنے ہمراہ قاضی صاحب
کو لیتا آیا ہوا اب کوئی دم میں قاضی دو وطن سے دریافت کرنے کو آتے ہیں یہ خبر عروس کو بھی ہوئی
کہ برات آگئی اور قاضی صاحب بھی آئے ہیں بس عروس نے ایک کماری کو جو کہ اس کے سامنے
کھڑی تھی اشارہ سے اپنے پاس بلایا سو گشت اس مقام پر یا عروس تھی یا وہ کماری تھی
اور سب عورتیں صمد صنون کو اتروا رہیں تھیں انکی خاطر مدارات میں مصروف تھیں کسی کو وطن
کی خبر نہ تھی بس جب وہ کماری قریب آئی عروس نے کماری سے کہا کہ میں تجھ سے ایک کام
لہوئی مگر کسی سے کہنا نہیں سوائے میرے اور تیرے کوئی آگاہ نہ ہو اس نے جواب دیا کہ نہیں
کسی سے نہ کہ کوئی تب اس نے پچیس اشرفیان اس کماری کو دین کہ اسکی کو مٹھائی کھانا میرا یہ
کام ہو کہ یہ رقعہ جو کہ میں تجھ کو دیتی ہوں کسی تدبیر سے قاضی کے ہاتھ میں پہنچا دے اور ان کو
دیدے مگر اس حال سے کوئی آگاہ نہ ہو وہ اشرفیان دیکھ کر خوش ہوئی اور لبشاش ہو کر وہ
اشرفیان اور رقعہ لے لیا اور وہاں سے لے کر باہر کمرہ کے آئی اور بیرون محل پہنچی کتراتی
ہوئی اسی مقام پر آئی کہ جہاں برات اتری ہوئی تھی جب وہاں پہنچی سب کی آنکھیں
بچا کر جھپٹ کر قاضی کے قریب پہنچی اور نہایت چالاکی سے وہ رقعہ قاضی کے ہاتھ میں
دے کر وہاں سے چل کھڑی ہوئی دیکھا کہ ایک کماری آکر ایک رقعہ دے کر چلی گئی یہ نہ معلوم
یہ رقعہ کس کا ہو اور اسکا کیا مضمون ہو بس قاضی صاحب نے سب کی طرف سے اڑ کر کے
رقعہ حرفت بھرت پڑھا اور مضمون رقعہ سے بخوبی آگاہ ہوئے بس رقعہ پڑھ کر دائر بھی ہو

ہاتھ پھیرا موچھون کو تاؤ دیا خوش ہو کر شخصہ جادو کی طرف دیکھا اور کہا کہ اے شخصہ جادو آگاہ ہو کہ
 عروس تیرے ساتھ عقد پر راضی نہیں ہر وہ یہ کہتی ہے کہ یہ عقد مجھ کو منظور نہیں ہر میں خود را شدہ و
 بالغ ہوں میرا کوئی وارث نہیں ہے سوائے والد بزرگوار کے بس نہ میری مرضی ہر نہ میرے باپ
 کی یہ احترام جادو میرا باپ نہیں ہے بلکہ یہ سب غیر ہیں مگر مجبوری یہ تھی کہ نہ یہاں میرا باپ
 تھا نہ کوئی دوسرا عزیز تھا جو میں اس امر کے درپذ ہوتی آج میرے والد اطفال سے آگئے ہیں
 انھوں نے مجھ کو کہتے ہیں کہ سمجھایا اور نصیحت کی اور مجھ سے کہا کہ تو اس عقد کو قبول نہ کر بلکہ
 میں نے تیری شادی قاضی صاحب کے ساتھ قرار دی ہر وہ بھی آئے ہوئے ہیں اُنکے
 ہمراہ میں میرا عقد کردہ لگا بس میں اس سے نہیں راضی ہوں آپ کے ساتھ عقد کرنے کو راضی
 ہوں بس آپ یہ عقد پڑھیے گا ہاں پڑھیے گا تو اپنے ہمراہ میں آپ کے ہمراہ شادی کر دنگی اگر
 اسکے خلاف ہو گا تو میں اپنی جان دیدہ نگہ زندہ شخصہ جادو کے مکان پر نہ جاؤنگی بس اب تم کیا
 کہتے ہو بہتر یہ ہے کہ تم واپس جاؤ براٹ لے کر عروس سے ہاتھ اٹھاؤ وہ تمہارے ساتھ نہیں
 راضی ہے یہ جو قاضی نے کہا شخصہ جادو کے حواس جاتے رہے ایک روز غلیظ تھا کہ کاخ و مانع
 کو توڑ کر بارگزر گیا آتش غلیظ و غضب کا نون سینہ میں مشتعل ہوئی سرہ اُٹھ کر کہا کہ قاضی صاحب
 آپ نے یہ کیا کیا میری سمجھ میں کچھ نہیں آیا پھر ذرا ارشاد ہوتا کہ میں سمجھوں قاضی نے پھر ہی جملہ
 بیان کیا اب کی مرتبہ کو تو ال نے کہا کہ آپ دیوانہ ہو گئے ہیں اور آپ بالکل غلط فرماتے ہیں یہ
 کچھ بھی درست نہیں ہے بر خلاف ہر وہ میری معشوقہ ہے میں ایک مدت سے اُس پر فریفتہ ہوں
 اور وہ میرے اوپر عاشق ہے چھوہا ہوئے ہیں کہ منگنی ہوئی تھی اب رخصت ہے کو تو ال
 سے قاضی نے کہا کہ تو بکٹا کیا ہر وہ انکار کرتی ہے کو تو ال نے جواب دیا کہ یہ امر بالکل غلط ہے
 وہ کبھی نہ انکار کرے گی اُسکا باپ موجود ہے جسکے سبب سے یہ شادی ہوئی ہے اُس نے اپنی
 خوشی سے میرے ساتھ قبول کی ہے جب سب امر طے ہو گئے تب میں براٹ لیکر آیا اور
 آپ کو عقد پڑھنے کے لیے طلب کیا آپ جو آئے تو نیا جملہ بیان کرتے ہیں میں کیونکر
 اسکو صحیح جانوں قاضی نے جواب دیا کہ تو بھی جھوٹا ہے اور احرام بھی احرام اُسکا اصلی باپ
 نہیں ہے بلکہ جبر اُسکو اپنے مکان میں رکھا اُسکا اصلی باپ بیرون ور بند رہتا تھا احوال جادو

جبکہ یہ لڑکی کم سن تھی پرورش کرنے کی غرض سے لے آیا تھا اُس نے پرورش کیا اب تھوڑا زمانہ ہوا
 ہو کہ اقوال مرگیا یہ احترام اُس کا بھائی تھا اقوال کی زوجہ نے اُس لڑکی کو اپنے سے جدا نہیں
 کیا لاکھ لاکھ اُس کے باپ نے خواہش کی مگر ایک نہ سنی آج جو تم نے مجھ کو بلا یا میری نفس بیرون
 در بند رکھی ہوئی تھی کہ وہ ٹھہرتا ہوا میرے پاس آیا میں نے جو اُس سے دریافت کیا اُس نے سب
 حال بیان کیا قاضی نے ساری تقریر خواجہ کی بیان کی اور کہا کہ اگر آپ مجھ کو در بند میں سے
 چلیں یا میں پہنچ جاؤں تو اپنی دختر کو تلاش کر کے آپ کے ہمراہ عقد کروں کیونکہ میں نے
 آپ کو پسند کیا اپنی لڑکی کی تصویر دکھائی آپ نے بھی پسند کیا وہ تصویر میرے پاس موجود ہے
 بس جو کہ اصلی دلی ہزار روے ہم لوگوں کی شمع اور زر و سے قانون کے اصلی مالک باپ ہو
 بس جبکہ وہ اصلی مالک اور دلی ہو تو غیروں کا کیا اختیار ہو باپ میرے ہمراہ عقد کرنے پر راضی ہو
 بس اُسکی موجودگی میں دوسروں کا اختیار نہیں ہو بس یہی بہتر ہے کہ تم اس امر سے دست بردار
 ہو اور یہ خیال کر لو کہ کسی طور سے یہ عقد نہیں ہو سکتا ہو وہ مجھ کو اپنی لڑکی کو دے چکا ہے تصویر
 اُسکی میرے پاس موجود ہے بس تم یہاں سے چلے جاؤ اب تمہارے ساتھ اُس کا عقد نہ ہو گا
 بلکہ میرے ساتھ عقد ہو گا کیونکہ وہ بھی راضی ہو اور اُس کا باپ اُس کا باپ تصویر میرے حوالے
 کر چکا ہو اگر یقین نہ ہو تو یہ تصویر موجود ہو وہ میرے ہمراہ یہاں آیا تھا جب میں یہاں آ کر پہنچا
 تو مجھ سے یہ کہہ چلا گیا تھا کہ میں جا کر لڑکی کو تلاش کرتا ہوں خلاصہ یہ کہ اُس نے تلاش کیا تو
 یہی اُسکی لڑکی تھی جس کے ہمراہ کو تو ال کا عقد ہونے کو تھا اُس نے اپنی دختر سے سب حال بیان
 کیا اُس نے مجھ کو بذریعہ تحریر کے آگاہ کیا دیکھو لو یہ رقعہ بھی موجود ہے اور یہ تصویر بھی جب یہاں
 اس قدر تقریر کو طول ہوا تو احترام جادو بھی آپہنچا اُس نے بھی ساری تقریر سنی جواب دیا کہ
 قاضی صاحب یہ سب غلط ہے جو آپ فرماتے ہیں نہ کوئی میرا بھائی تھا اقوال جادو نہ اُسکی
 کوئی زوجہ تھی یہ میری خاص لڑکی ہے میں نے اپنی خوشی سے یہ نسبت قبول کی ہے آپ یہ فرماتے
 ہیں کہ یہ احترام کی دختر نہیں ہے میں کیونکر مان لوں اور یہ جو تصویر دکھاتے ہیں اس میں اور
 اُسکی صورت میں بالکل فرق ہے اگر آپ کی مرضی ہو تو میں اُسکی تصویر منگا کر مقابلہ کروں
 اگر دونوں تصویروں میں فرق نہ ہو تو آپ کا کہنا درست ہے اور اگر فرق ہو تو آپ کا فرمان

درست نہیں ہر باطل غلط ہو آپ جھوٹے ہیں اور ہم سچے ہیں اگر فرق نہیں ہو تو آپ سچے ہیں یا اور
ہم جھوٹے ہیں یہ جو احترام نے کہا قاضی نے جواب دیا کہ خواہ وہ دونوں تصویریں مطابق ہوں
خواہ نہ ہوں یہ عقد کبھی نہ ہو گا کو تو ال کے ساتھ بلکہ میرے ساتھ ہو گا یہ جو قاضی نے کہا احترام
نے جواب دیا کہ تو دیوانہ پر معلوم ہوتا ہے کہ تیرا دماغ خراب ہو گیا ہو قاضی نے جواب دیا کہ تو دیوانہ
ہو اور کو تو ال دیوانہ ہو تم دونوں کے دماغ خراب ہو گئے ہیں اس میں بڑا فساد ہو گا اگر یہ تمہاری ضد
ہو کہ تصویریں سے مقابلہ کیا جائے ضرورت ہو گا یہ حسرت بھی نکال لو منگاؤ تصویر یہ کہنا تھا
کہ فوراً احترام نے اپنی لڑکی کی تصویر منگائی اب جو مطابق کیا تو وہ دونوں تصویریں ایک تھیں
سرمو فرق نہ تھا اتفاق سے یہ امر ہوا کہ خواجہ نے جو خیالی تصویر اپنی رائے سے بنائی اگرچہ وہ
خیالی تصویر تھی مگر اتفاق سے احترام جادو کی دستر کی تصویر سے مطابق پڑی نہ خواجہ نے اسکو
دیکھا تھا نہ بھالا تھا صرف خیالی تصویر تھی اتفاق سے یہ امر ہوا جب وہ دونوں تصویریں
ایک ہوئیں اسوقت قاضی صاحب نے کہا کہ اب تو میں سچا ہوں اور تم جھوٹے ہو احترام
نے کو تو ال کی طرف دیکھا اُس نے جواب دیا کہ اکثر ایسا ہوا ہے کہ ایک صورت و ایک شکل
کے اکثر دنیا میں لوگ پیدا ہوئے ہیں کوئی مقام تردد نہیں ہے جو وہ دونوں تصویریں مطابق ہوتی
ہیں جس عورت کی تصویر قاضی کے پاس ہو گیا عجب ہے کہ یہی صورت ہو جو کہ آپ کی دستر کی ہے آپ
پر نشان نہ ہوں میں نہ مانو نگا چاہے قاضی صاحب عقد پڑھیں چاہے نہ پڑھیں اور کوئی عقد
پڑھو دے گا یہ قاضی نصیحت جو ہو گئے ہیں تو دماغ خراب ہو گیا ہو اسوقت کی باتوں کا اعتبار
کیا ہو قاضی نے جواب دیا کہ یہ ممکن نہیں ہے خون ہو جائے گا میں یہ عقد نہ ہونے دوں گا یہ نازنین
میری مشفقہ ہے اور وہ میرے ساتھ عقد پر راضی ہو اور تیرے ساتھ نہیں راضی ہو اسکی تحریر موجود
ہو اگر یقین نہ ہو تو دیکھ لو یہ کہ وہ رقعہ سامنے رکھ دیا وہ رقعہ کو تو ال نے اور احترام نے دیکھا
اُس کے مضمون سے آگاہ ہوئے اب تو اور حیرت ہوئی کہ یہ کیا واقعہ ہوا اور یہ کیسی تحریر ہو کو تو ال نے
جواب دیا کہ او قاضی صاحب یہ رقعہ بھی جعلی ہے میں نہ مانو نگا یہ کہہ کر قاضی سے کہا کہ اگر آپ کو
عقد پڑھنا ہو تو پڑھیے ورنہ ہوا کھائیے چلتے پھرتے نظر آئیے قاضی نے جواب دیا کہ تم خود
جادو اور ہوا کھاؤ اور چلتے پھرتے نظر آؤ میں اب باز یادہ تقریر نہ کرو اپنے حواس درست کرو کو تو ال

نے کہا کہ کیا خوب آپ پرانی معشوقہ کو چھینے لیتے ہیں یہ بھی کوئی اندھیر تو قاضی نے جواب دیا کہ تیری
 معشوقہ کب تو میری معشوقہ ہو تو اپنے حواس درست کر اب دونوں میں تکرار ہونے لگی اور نہایت
 بفساد پہنچی کو تو ال نے ہاتھ بڑھا کر قاضی کی راٹھی پکڑی اور کہا کہ ار قاضی اس دائرہ
 سفید پر تو پرانی معشوقہ کو چھینے لیتا ہو جانکل میرا سے قاضی نے ہاتھ بڑھا کر تختہ جادو کے پے
 لیے اب دونوں با ہم مثل بلبل کے کتھے کتھے مشت مشت ہونے لگی کو قاضی ضعیف تھا مگر قوی
 تھا کو تو ال کو دہلیا کھونٹے مارنے لگا جب اہل محفل نے یہ رنگ دیکھا دو چار آدمی بیچ میں آئے
 دونوں کو جدا کیا دونوں الگ ہو گئے پھر کو تو ال کو غصہ آ گیا پھر دوڑ کر قاضی سے لپٹ گیا الکی
 مرتبہ قاضی نیچے اور کو تو ال اوپر اب کو تو ال نے خوب قاضی کی گت بنائی مار لاتی اور کھونٹوں
 کے قاضی کا خوب بھر کس نکالا تمام جلسہ درجہ و برہم ہو گیا ہر ایک تماشہ دیکھ رہا جو کہ ظریف تھے
 وہ با ہم یہ کہتے تھے آدو دنی ہمارا بھگادے کوئی بولا میں نیپڑ دیتا ہوں میرا ہی بھگادے کا گو
 بڈھا ہو لکڑ طاقست وہ ہو کوئی بولا ہم چو پڑ رہے ہیں کو تو ال ہی مار لے گا یہ جوان ہو جوان جوان
 ہی ہو پیر پیر ہی ہو دیکھو تو اس ٹرہا پے میں قاضی کو بڑھ بھس ہوا ہو پرانی معشوقہ کو چھینے لیتا ہو یہ
 اسکو کیا ہو کیا دوسرے نے جواب دیا کہ واہ کیا خوب وہ کہتا ہو میری معشوقہ ہو بلکہ اس کے پاس
 سن موجود ہو کہ وہ عورت خود اس سے رضامند ہو کو تو ال کے ساتھ نہیں رہتی ہو اور وہ انکار
 کرتی ہو کہ احترام میرا یاپ نہیں ہو بھلا مانتی ہوئی شرم کیو بھی بری معلوم ہوتی ہو خصوصاً عورت
 عورت وہ شرم ہو کہ خواہ جوان ہو خواہ پیر اسکی ہر ایک کو خواہش ہو اور وہ عورت جو کہ خود سے
 قبول کرے جوان بھی ہو اور خوبصورت بھی بھلا پھر کون ایسی نعمت کو ترک کرے اپنے حواس کی
 دو اکرو قاضی پر کیا منحصر ہو اگر تم کو اسطور سے ملے تو انکار کرو گے بھائی ہم تو انکار نہ کریں چاہے
 ہماری جان جائے اسنے جواب دیا کہ ہم کو ایک زمانہ ہوا سنتے ہوئے کہ احترام کے ایک دفعہ ہو
 ہم کیونکر یقین کریں کہ یہ امر غلط ہو کوئی نہ کوئی اسمیں بھید ہو وہ بولا کہ کچھ نہ بھید ہو نہ چھید ہو میں
 یہ خیال کرتا ہوں کہ یہ لڑکی آوارہ ہو اسنے خیال کیا کہ قاضی اگلے زمانہ کا ہوا کہ مردی اسکا عہدہ
 ہو گا اور خوب کام دے گا گو ضعیف ہو ہو اجل کے جوان ایسی قوت نہیں رکھتے ہیں جیسے
 کہ اگلے زمانہ کے بڑھے رکھتے ہیں اہل جلسہ میں تو یہ تقریر ہو رہی ہو ہر ایک اپنی اپنی کہہ رہا

جو جسکے ذہن میں آتا ہے کہتا ہے یہاں قاضی سے اور کو تو ال سے کد م کد ہور ہا ہر تلے او پر کا حساب ہے
 لکھی یہ او پر کبھی وہ او پر احترام جادو بیٹھا ہوا دیکھ رہا ہے لوگ کہتے ہیں کہ آپ بھی کچھ بولیں جواب
 دیتا ہے کہ ان دونوں کو لڑنے دو میری ایک لڑکی ہے میں دو کے ساتھ کیونکر عقد کرونگا جو زبردست
 ہو گا وہ زیر کرے گا اُسکے ساتھ شادی کرونگا یا ہم سمجھ لیں گے حج کو کیا مطلب ہے جو میں پر اسے بیچ میں
 بولوں اور بول کر احمق بنوں یہ کو تو ال ہے اگر اسکی طرف سے بولتا ہوں تو سب یہ کہیں گے کہ اپنے
 مذہب کے جو قاضی تھے اُنکا پاس نہ کیا کو تو ال کی طرف ہو گئے اس خیال سے کہ یہ کو تو ال
 شہر ہے ایسا نہ ہو کہ کسی قسم کی بدعت کرے اگر قاضی کی شرکت کرتا ہوں تو سب یہ الزام دینگے
 کہ قاضی کی شرکت اس غرض سے کی کہ یہ قاضی ہے اور کو تو ال کی شرکت نہ کی جو کہ جھوٹے سچ کا
 داماد بھی تھا بس میں کیوں بولوں جو مورد الزام ہوں خود ہی لڑ بھڑ کر فیصلہ ہو جائے گا احترام
 یہ جواب دے کر خاموش ہو رہا اور کھڑا ہوا دیکھ رہا ہے جب فساد کو طول ہوا تو جس قدر لوگ اس
 مقام پر بیٹھے تھے انہیں سے نصف ایک طرف ہو گئے اور نصف ایک طرف ہوئے جب اہل جلسہ
 نے دیکھا کہ کو تو ال قاضی کو مارے ڈالتا ہے بگڑ گئے اور کہنے لگے کہ واہ کیا خوب اپنے کھولا کر
 یہ بدستو کی کہ اُنکو بے عزت کرتے ہیں یہ کون طریقہ ہے اسکا بھی پاس نہیں ہے کہ یہ ہمارے
 مذہب کے قاضی ہیں ہم ان کے احکام پر عمل کرتے ہیں بس اب ہم سے یہ نہیں دیکھا جاتا
 ہے ہم جا کر شہنہ جادو کو مارتے ہیں اور قاضی کو اُسکے پنجہ بدعت سے بچاتے ہیں جو کہ کو تو ال
 کے ساتھ آئے تھے وہ بگڑ کر بولے کہ تم لوگوں کو کیا مطلب ہے وہ دونوں یا ہم سمجھ
 لیں گے نہ قاضی کی طرف سے بولوں نہ کو تو ال کی طرف سے اور کو تو ال کا حق بظرف نہ ہے کہ
 اُسکی معشوقہ کو قاضی زبردستی اپنی زوجہ بنا چاہتا ہے یہ بھی کوئی اندھیر ہے کہ زبردستی پرانی جوڑ
 کو چھین لے اگر وہ کچھ کہے تو لڑنے پر آمادہ ہو جائے قاضی کے طرفداروں نے جواب دیا
 کہ چاہے وہ قبول کرے چاہے نہ کرے زبردستی زوجہ بنا لیا یہ تو وہ مثل ہے کہ مان نہ مان
 میں تیرا ممان وہ قبول نہیں کرتی ہے ہم زبردستی اُسکے ساتھ عقد کرتے ہیں قاضی کے ساتھ
 راضی ہے اُسنے لکھ بھیجا ہے پھر کیونکر قاضی صاحب اُسکی طرفداری نہ کریں ہم تو قاضی کی طرف
 ہیں کو تو ال کے طرفدار بولے کہ تمہاری بھی یہ لیاقت ہے کہ تم کو تو ال سے لڑو گے ہم اُسکی

طرف میں اور پہلے ہم سے سمجھ لو پھر کہ تو اہل سے پڑتا بس یہاں اہل جلسہ میں تکرار ہونے لگی اور سب لڑنے لگے یہ حالت ہو کہ چاروں طرف ہشت ہشت ہو رہی ہو اور ہر طرف کی چاروں طرف سے صدا آرہی ہو وہ چار چار باہم لپٹے ہوئے پڑے ہیں گھونسا لاسٹ کا چل رہا تو راوی بیان کرتا ہو کہ یہاں یہ حال ہو رہا ہے محل میں غل ہوا کہ قاضی کو بلاوا اور وہ طحا کو تاکہ عقد وغیرہ سے فرصت ہو وہ وطن رخصت کی جائے کیا صبح اور رخصت کی جائے گی یہ تو اہل محل میں چرچا ہوا عروس کی ماں وہ دیگر عزیزوں نے ایک مہری سے کہا کہ جا کر عروس کے باپ کو بلا لائے تاکہ آپ کو اندر بلاتی ہیں وہ کہاری جو وہاں آئی اُس نے جب رنگ دیکھا کہ نو شاہ سے اور قاضی سے گدگد ہوا اور ہا ہا اور اسی طور سے اہل جلسہ میں بھی فساد ہو رہا تو احترام جادو سے اپنے عزیزوں اور ملازموں کے کھڑا ہوا دیکھو ہا ہا وہ کہاری یہ سانحہ واقعہ دیکھ کر ششدر ہو کر رہ گئی اپنے حواس درست کرنے احترام کے پاس آئی اور کہا کہ آپ کو اندر بلایا ہو احترام نے جواب دیا کہ میں کیا چلوں یہاں تو یہ فساد ہو رہا اسکا کچھ انجام ہوئے تو چلوں جاؤ کہہ آئے ہیں راوی بیان کرتا ہو کہ کہاری یہ سننے وہاں سے چلی آئی اور سارا واقعہ بیان کیا یہاں ہر طرف یہ چرچا ہونے لگا کہ قاضی سے اور نو شاہ سے کسی امر پر فساد ہو گیا بڑی لڑائی ہو رہی ہو وہاں خواجہ عروس بنے ہوئے بیٹھے تھے انھوں نے بھی سنا دل میں کہا کہ وہ مارا خوب ختم فساد کو بویا اور خوب دونوں کو لڑوا دیا ہو یہ خیال کر کے یہ تدبیر کی تھی اور یہ عیاری اور خوب تمھاری عیاری ہو گئی خلاصہ یہ کہ ہر طرف محل میں یہی چرچا ہو رہا تھا اور وہاں اسی طور سے فساد ہو رہا تھا یہاں تک کہ صبح ہو گئی جب احترام نے دیکھا کہ یہ فساد کسی طور سے برطرف نہیں ہوتا تو قاضی و شہنشاہ جادو کے قریب آکر کہا کہ اب تو آپ دونوں صاحب باہم لڑ چکے اور خوب دل کے حوصلہ نکال چکے میرے نزدیک یہ فیصلہ یوں منوگا آپ دونوں صاحب بادشاہ کی خدمت میں چلین اپنا اپنا قصہ بیان کریں جو وہ حکم دینا سپر عمل کریں تاکہ یہ فساد برطرف ہو اگر وہ کو تو اہل کو ارشاد کریں کہ تو اپنی شادی اسکے ساتھ کر لو تو تو اہل کریں اگر قاضی صاحب کو حکم دین تو قاضی صاحب کریں کیونکہ مجھ کو خود اس لڑکی کا نکال دینا منظور ہو میں ایسی علامہ اور فاحشہ کو اپنے گھر میں نہیں رکھ سکتا ہوں کہ جس نے بالکل عزت و آبرو کا پاس نہ کیا نا کھلا ہو کر میری موجودگی میں اسے انکار کیا اور قاضی صاحب کو یہ لکھ بھیجا کہ

مین کو تو وال کے ساتھ مہین راضی ہون اگر یہ رہے گی تو بڑی بدنامی اور رسوائی ہوئی ضرور یہ شکل جائے گی اور چن چن کے کہے گی جو کہ میری بدنامی کا سبب ہو گا کو تو وال نے جواب دیا کہ مجھ کو منظور ہو قاضی نے جواب دیا کہ واہ کیا خوب بین بادشاہ کے پاس کیوں جاؤں وہ کوئی میرا عالم ہر یا مین اسکی رعایا ہوں اگر وہ میری مرضی کے خلاف فیصلہ کرے تو میں کیونکر اسکو مان لوں یہ تو اسکی رعایا کو زیر یا ہر احترام نے جواب دیا کہ آپ جلیں تو اگر وہ آپ کے خلاف فیصلہ کریں تو آپ نہ مائیے گا اسوقت پھر آپ کو اختیار ہو کہ رو برو بادشاہ کے لڑیے گا شہنہ جادو سے کو تو وال نے کہا کہ نہ میں یہاں ان سے بند ہوں نہ وہاں بند ہوں گا آخر کو بہ ہزار وقت و خرابی قاضی بھی راضی ہوئے جو لوگ قاضی کے طرف دار تھے وہ قاضی کے کہنے سے اور جو کو تو وال کے طرف دار تھے کو تو وال کے کہنے سے جدا ہوئے فس او موقوف ہوا اگر اسی حالت خراب سے کو تو وال و قاضی مع اپنے ہوا خواہوں کے طرف دربار کے چلے طرفین کی یہ حالت تھی کہ کپڑے پھٹے ہوئے بال بچے ہوئے منھ پر طپا پنچوں کے نشان جا بجا سے تمام ہم فگار ہاتھ پاؤں سو جے ہوئے قاضی جی کے توتبا کے ٹکڑے ٹکڑے شملہ سر پر نثار دیر جا نہ جا بجا سے چاک چھوٹے قاضی جی جھانکتے ہوئے یہ حالت شہنہ جادو کی تھی کہ پوشاک شہرانی پرزے پرزے بال سر کے بچے ہوئے خون سر سے بہتا ہوا عجب شان و شوکت سے چلے کیا خوب برات تھی اور کیا خوب براتی تھے قاضی نکاح پڑھنے کو آئے خوب نکاح پڑھا اور خوب نقل و قرص پائے یہ سب تو اودھر چلے یہاں بوقت سحر و خان لال قبا بیدار ہو کر بیرون محل آیا سب سردار حاضر دربار ہوئے جو جو کو تو وال کی برات میں اسکی طلب کے موافق گئے تھے وہ نہ آئے تھے جب دربار آراستہ ہو چکا اس وقت و خان لال قبا آئے اہل دربار کی طرف دیکھ کر کہا کہ کل شہنہ جادو کی برات تھی بتاؤ تم میں سے کون کون شریک برات ہوا تھا برات رخصت ہو کر مکان پر آگئی کیا کیا جہیز ملا احترام جادو نے کیا اپنی لڑکی کو ویا ان سرداروں نے عرض کیا کہ ہم میں سے کوئی نہیں گیا تھا کسی کو نہیں بلایا جو جاتے جو لوگ گئے ہیں وہ ابھی تک نہیں حاضر ہوئے ہیں بادشاہ نے جواب دیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ ابھی برات رخصت نہیں ہوئی اگر برات رخصت ہو جاتی تو ضرور وہ سردار واپس آتے اور اسوقت دربار میں ضرور آتے سرداروں نے جواب دیا کہ بجار شاد ہوا یہاں تو یہ تقریر ہو رہی تھی

وہاں در دولت پرانی شان و شوکت سے بحالت خراب بحال تباہ کو تو ال مع اپنے ہمراہیوں کے اور
قاضی کے آکر پہونچے جو دیکھتا ہر بازار والا حیران ہوتا ہر کہ یہ کیسا سانحہ ہوا بھی شام کو کو تو ال صاحب
برات لے کر کس دھوم سے مع قاضی صاحب کے مکان غروس پر گئے تھے اسوقت یہ کیا ہوا
جو اس حال سے آتے ہیں دیکھا کہ احترام جادو بھی مع اپنے ملازموں کے انکے عقب میں ہمارے
خوف کے کوئی دریافت نہیں کرتا ہر مگر ساتھ ہو جاتا ہر ایک مجمع کثیر ہو گیا اہل شہر و اہل بازار و غیرہ کا
عقب میں ان سب کے پس اسی حالت سے سب کے سب در دولت پر آکر پہونچے درگہ سالار
در دولت پر بیٹھا ہوا تھا اُسے دور سے دیکھا کہ میان کو تو ال و قاضی صاحب عجب شان و شوکت
سے چلے آتے ہیں کہ واہ واہ کپڑے پٹے ہوئے سرنگے خون بہتا ہوا عقب میں اہل شہر کا مجمع
جسطور سے دیوانوں کے ساتھ ہوتا ہر اس مصیبت سے سبک سب چلے آتے ہیں یہاں تک کہ جب
وہ سب آکر پہونچے کو تو ال و قاضی نے آگے بڑھ کر درگہ سالار سے کہا کہ بادشاہ سے عرض کرو
کہ کو تو ال و قاضی در دولت پر حاضر ہیں چھو عرض کرنا ہر ضروری درگہ سالار انکی حالت دیکھ کر
حیران ہوا اٹھا مگر کچھ کہا نہیں خاموش اٹھا ہوا اندر دربار کے آیا مگر گاہ پر سے مجرا بجالا کر سامنے
بادشاہ کے جا کر عرض کیا کہ حضور عالم کی عمر دراز ہو اسوقت ایک عجب واقعہ میں نے دیکھا
ہر کہ جگو حیرت ہو میں در دولت پر اپنے کمرہ کے موافق بیٹھا ہوا تھا کہ میں نے دیکھا کو تو ال و
قاضی صاحب چلے آتے ہیں اور اہل شہر کا انکے عقب میں مجمع ہو جب وہ قریب آئے تو
عجب حالت انکی پائی کہ جسکو دیکھ کر میں حیران ہو گیا یہ کمر سب حالت اور صورت بیان کی
بادشاہ و اہل دربار بھی انکے حیران ہوئے اُسے عرض کیا کہ وہ میرے قریب آئے مجھ سے کہا
کہ بادشاہ سے جا کر عرض کرو کہ کو تو ال و قاضی در دولت پر حاضر ہیں انکو کچھ ضروری عرض کرنا ہر
پس میں یہ سُنکے حاضر خدمت ہوا اُنکے بارے میں کیا حکم ہوتا ہر بادشاہ نے اہل دربار کی طرف
دیکھ کر کہا کہ کچھ تمہاری سمجھ میں آیا کہ یہ کیا واقعہ ہو رہا ہے و دونوں اس حالت سے کہیں آئے ہیں اہل
دربار نے کہا کہ معلوم ہوتا ہر کہ کچھ غروس کے باپ سے اور نو شاہ سے نساہ ہو گیا ہے قاضی
نو شاہ کے ہمراہ گئے تھے وہ بھی شریک نو شاہ ہوئے ہوئے انکی بھی بری گشت کی گئی بادشاہ
نے درگہ سالار سے پوچھا کہ احترام جادو بھی ہمراہ ہو یا نہیں اُسے کہا کہ وہ بھی ہمراہ ہر بادشاہ

نے کہا کہ اُسکی کیا حالت ہو جواب دیا کہ اُسکی حالت خراب نہیں ہو وہ بھی ہمراہ ہوا بادشاہ نے جواب دیا کہ اچھا کو تو اں کو اور قاضی کو اور احترام چادو کو اور چند انکے ہمراہیوں کو اندر لے آؤ تاکہ میں انکے حالات سنوں کہ انپر کیا واقعہ گذرا اور یہ لوگ کس آفت میں مبتلا ہیں بس یہ حکم سنکے درگاہ سالار باہر دربار کے آیا اور حکم شاہ سے آگاہ کیا یہاں بادشاہ نے پھر اہل دربار سے کہا کہ کچھ سمجھ میں نہیں آتا ہو کہ یہ کیا سانحہ ہو اگر یہ خیال کیا جائے احترام سے کچھ فساد ہوا تو یہ امر غیر ممکن ہو کیونکہ احترام کی خود خواہش تھی اگر اُس سے فساد ہوتا تو اُسکی بھی تو کچھ حالت خراب ہوتی وہ تو اچھی طور سے ہر درگاہ سالار کہتا ہوا ہاں قاضی کو تو اں کی حالت خراب بیان کرتا ہو معلوم ہوتا ہو کہ تو اں سے اور قاضی سے فساد ہوا ہوا اہل دربار نے جواب دیا کہ قاضی سے اور کو تو اں سے کس امر پر فساد ہوا اسکے اُسکے کیا وجہ ہو فساد کی بادشاہ نے جواب دیا کہ وہ لوگ آتے ہیں معلوم ہوا جاتا ہو میں تو یہی کہوں گا کہ کو تو اں سے اور قاضی سے فساد ضرور ہوا ہو یہ باتیں ہو رہی ہیں تھیں کہ کو تو اں و قاضی اور انکے ہمراہی اور احترام چادو بھی اندر آیا بادشاہ و اہل دربار نے کو تو اں و قاضی و انکے ہمراہیوں کو عجیب حالت سے دیکھا اور احترام چادو کو کو حالت اصلی پر پایا سب حیران ہوئے کہ یہ کیا واقعہ ہوا وہ کو تو اں اور قاضی نے بادشاہ کے سامنے آکر ہاتھ جوڑ کر بیٹھ کر فریاد کرنا شروع کی کہ اے بادشاہ اس کو تو اں نے میرے ساتھ یہ ظلم کیا کہ میری جو رو اور معشوقہ کو زبردستی مجھ سے چھیننے لیتا ہو اور ہر دستہ اُسکے ساتھ عقد کرتا ہو وہ اُسکے ساتھ راضی نہیں ہو میرے ساتھ عقد کرنے پر راضی ہو میں نے جو منع کیا مجھ سے لڑنے پر آمادہ ہو گیا اور مجھ کو خوب مارا میرے کپڑے پھاڑ ڈالے ڈاڑھی تو پخ لی خوب مارا قاضی نے یہ کہا کو تو اں پکارا کہ اے بادشاہ میری فریاد کو پہنچ اور میری داد دے اور انصاف کر اس قاضی کے ہاتھ سے میری جان بچا میں نے اسکو عقد پڑھنے کے لیے طلب کیا تھا یہ حرام فرما بہانہ عقد پڑھنے کو آیا میری معشوقہ پر عاشق ہو گیا اب کہتا ہو کہ تو عقد نہ کر میں عقد کرونگا یہ سن کر مجھے اور یہ حالت یہ قاضی بنا ہو کہ پرانی جو رو کو اپنی جو رو بناتا ہو ایسے قاضی کی ایسی کی تیسری میں تو ایک مدت سے اُسپر فریفتہ ہوں اور مرتا ہوں خدا خدا کر کے یہ دن نصیب ہوا تھا اُس میں اس قاضی حرامی نے یہ فساد برپا کیا میں ایسا جانتا تو کبھی اسکو نہ طلب کرتا بس جلدی فریاد ہی فرمائیے کو تو اں نے جب یہ کہا بادشاہ کی سمجھ میں کچھ نہ آیا کہ کو تو اں نے کیا کہا اور قاضی نے کیا کہا

حیران ہوا کہ کیا جواب دوں یہ امر تو سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا فریاد ہو قاضی الگ کہتا ہے کہ کو تو ال میری
 جو رو کو زبردستی لیے لیتا ہے کو تو ال یہ کہتا ہے کہ قاضی میری جو رو کو زبردستی اپنی جو رو بنائے لیتا ہے نہ
 معلوم یہ کیا قصہ ہے اور کیا فساد ہے بس سوچ کر بادشاہ نے کو تو ال سے کہا اور قاضی سے کہ ہماری
 سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ تم لوگ کیا کہتے ہو ایک ایک اپنا اپنا واقعہ بیان کرے تو میں سمجھ کر انصاف
 کروں اور تم دونوں کے امر میں تصفیہ کروں پہلے قاضی صاحب آپ بیان کریں اُسکے بعد کو تو ال
 بیان کریں میں دونوں کا واقعہ سنے آپس میں تصفیہ کر دوں گا میں سمجھ تو لوں قانون قانون میں سمجھ میں
 نہیں آتا ہے جو بادشاہ نے کہا کو تو ال خاموش ہو رہا اور قاضی نے بیان کیا کہ اگر بادشاہ میں
 حسب الطلب کو تو ال کے عقد پڑھنے کے لیے اپنے مکان سے چلا تھا حسب قاعدہ اسی
 مقام پر کہاروں نے نفس لاکر رکھ دی تھی کہ ایک دیہاتی شخص میرے پاس آیا اور اُس نے مجھ کو ایک
 تصویر دکھائی اور کہا کہ یہ تصویر میری دختر کی ہے اور اس در بند میں ایک ساحر اُسے لے گیا تھا جب تک
 وہ ساحر زندہ رہا اُس وقت تک تو میں اکثر اوقات اُس کو دیکھ لیتا تھا جب سے وہ مرا ہوا اُس دن
 سے میں نے نہیں دیکھا ہے میں یہ چاہتا ہوں کہ اگر در بند میں پہنچ جاؤں تو اُس لڑکی کو تلاش کر کے
 اُس کا عقد کسی کے ساتھ کر دوں کیونکہ وہ جوان ہو گئی ہے قاضی نے سارا قصہ اول سے آخر تک اور
 ساری تقریر اپنی اور اُس مرد دیہاتی کی اور اُس کا اقرار کرنا کہ میں آپ کے ساتھ عقد کر دوں گا اور اُس کو
 اپنے ہمراہ در بند میں لانا اور اپنا کو تو ال کے مکان پر آنا اور کو تو ال کا مکان عروس پر جانا کہاری کا
 اور رقعہ دینا اپنا کو تو ال سے کہنا کو تو ال کا بحث کرنا تصویر کا باہم مقابل کیا جانا اور مطابق
 ہونا اور اپنا رقعہ دکھانا تو بہت فساد و مار پیٹ ہو نا بیان کیا کوئی امر فرد گداشت نہیں کیا سب
 واقعہ بادشاہ نے سنا اور قاضی سے کہا کہ وہ رقعہ تمہارے پاس ہے اور تصویر اور اُس کا باپ
 کہاں ہے قاضی نے جواب دیا کہ تصویر بھی میرے پاس ہے اور رقعہ بھی مگر میں اُس مرد دیہاتی
 سے نہیں آگاہ ہوں کہ کہاں ہے کیونکہ جب سے وہ میرے پاس سے گیا ہے اُس وقت سے
 میں نے اُسکی صورت نہیں دیکھی ہے بادشاہ نے سوال کیا کہ احترام جادو اس امر کا اقرار
 کرتا ہے کہ یہ دختر میری نہیں ہے قاضی نے جواب دیا کہ احترام ہے تو کو تو ال کا شریک ہے وہ اس
 امر کا اقرار نہیں کرتا ہے بلکہ یہ کہتا ہے کہ تم جھوٹے ہو اور یہ تحریر بالکل غلط ہے یہ میرا واقعہ ہے بادشاہ نے

کہا کہ وہ تصویر اور رقعہ ہم کو دو تاکہ ہم بھی دیکھیں کہ اُس رقعہ میں کیا تحریر ہے اور وہ تصویر کیسی ہے کہ جس کو دیکھ کر تم اس پر بھاپے میں عاشق ہو گئے ہو اور اُس نے تمہارے ساتھ عقد کر دیا ہے اور اقرار کر لیا ہے کہ تمہارے ساتھ عقد کر دینگا اور تم بھی راضی ہو یہ تو وہ مثل ہوئی کہ گھر گھوڑا نحاس مول نہ تو وہ اُسے قبضہ میں تھی نہ تمہارے اُس نے کہا کہ میں تمہارے ساتھ عقد کر دینگا تم نے قبول کر لیا قاضی نے وہ تصویر اور رقعہ نکال کر بادشاہ کے ہاتھ میں دیا پہلے بادشاہ نے تصویر دیکھی اس دیکھتے ہی بادشاہ خود عاشق ہو گیا اور اُس کے دل پر ایک خدنگ عشق لگا کہ دوسرا ہو گیا اور جگر کے پار گزر گیا بادشاہ خود اُس تصویر پر فریفتہ ہو گیا مگر اُس نے دل کو سنبھالا اور ضبط کیا وہ رقعہ دبیر کو بادشاہ نے دیا کہ پڑھو اس رقعہ میں کیا تحریر ہے پس دبیر نے وہ رقعہ باور بلند پڑھا سب نے سنا وہی مضمون تھا جو کہ قاضی نے بیان کیا تھا جبکہ رقعہ وغیرہ پڑھا جا چکا اور بادشاہ نے تصویر بھی دیکھ لی اسوقت بادشاہ نے قاضی سے کہا کہ میں نے آپ کا تمام قصہ سنا اور تصویر بھی دیکھی اور رقعہ بھی پڑھا کر سنا اب میں کو تو اُل کا بھی حال سن لوں پھر تصفیہ کروں یہ سنے قاضی نے کہا بہت خوب اب بادشاہ کو تو اُل کی طرقت متوجہ ہوا اور کہا کہ تم اپنا قصہ بیان کرو پس کو تو اُل نے اول سے آخر تک کل قصہ شادی وغیرہ کے ہونے کا اور قاضی کے طلب کرنے کا اور باہم فساد کے ہونے کا بیان کیا بادشاہ نے کل تقریر سنی کو تو اُل کی پس کہا کہ اب میری سمجھ میں آیا اور معلوم ہوا کہ یہ قصہ ہوا اب میں اس میں یہ فیصلہ کرتا ہوں کہ تم یہ کہتے ہو کہ قاضی میرے اوپر ظلم کرتا ہے میری جو رو کو زبردستی لیے لیتا ہے اور قاضی یہ کہتا ہے کہ کو تو اُل میری جو رو کو لیے لیتا ہے اُس کے باپ نے میرے ساتھ عقد کرنے کا اقرار کیا ہے اور وہ لڑکی بھی میرے ساتھ راضی ہے کو تو اُل کے ساتھ راضی نہیں ہے اُسکی تحریر بھی موجود ہے پس ایسی حالت میں میں کیا فیصلہ کروں یہ کہہ کر کہا کہ میان احترام و رادہ آؤ اور تم بھی تو کچھ بیان کرو کہ یہ کیا واقعہ ہے آیا وہ لڑکی تمہاری دراصل ہے یا جیسا کہ قاضی کہتا ہے احترام نے اُسے بڑھکے اور ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ قاضی ضرور جھوٹا ہے اور لغو ہے یہ میری بی دختر ہے اور میں اس کا باپ ہوں بادشاہ نے جواب دیا کہ یہ یوں نہ فیصلہ نہو گا جب تک وہ خود صاحب معاملہ نہ آئے گا اور اُس کے سہو سے یہ واقعہ نہ سنا جائے گا کیونکہ وہ تحریر کرتی ہے کہ میں راشدہ و بالغہ ہوں مجھ کو اپنے فعل کا

اختیار ہو بس جبکہ وہ را شدہ و بالغ ہو تو اسکی مرضی ضرور دریافت کرنا ہو و جسکے ساتھ راضی ہو اس کے
 حوالے کی جائے اسکے ساتھ عقد کرو یا جائے بادشاہ نے اس فرض سے اسکو طلب کرنے کا حکم دیا
 کہ تصویر دیکھ کر تو عاشق ہو چکا تھا اسنے خیال کیا کہ اصلی صورت بھی تو دیکھ لوں کہ کیسی ہو آیا مصو
 ر نے یہ تدبیر کی ہو کہ اسطور کی تصویر بنائی ہو یا صاحب تصویر ہی ایسی حسین ہو سوائے اس تدبیر
 کے دوسری تدبیر نہیں ہو کہ خود صاحب معاملہ کو بلا کر دریافت کرے کہ وہ کس کے ساتھ راضی ہو بس
 جب بادشاہ نے یہ کہا اسوقت بادشاہ سے قاضی نے اور کوتوال نے اور احترام نے کہا کہ یہ
 آپ نے بہت عمدہ اسے نکالی ہو بس یہی بہتر ہو کہ اسی کو طلب کر کے دریافت فرمائیے کہ وہ
 کس کے ساتھ راضی ہو بس بادشاہ نے اسوقت حکم دیا کہ جاؤ احترام کے مکان پر اور اسکی دختر
 کو لے آؤ تاکہ اس سے دریافت کیا جائے کہ وہ کس سے راضی ہو بس جو بہار یہ حکم پا کر فوراً طرف
 مکان احترام کے روانہ ہوا یہاں کوتوال اپنے دل میں یہ دعا کر رہا تھا کہ یا خداوند عزم من کر میرے
 ساتھ عقد کرنے پر راضی ہو اور کمدے کہ یہ تحریر غلط ہو اور قاضی جھوٹا ہو قاضی دل میں خیال کر رہا
 تھا کہ خداوند عجب ایسا کریں کہ وہ نازنین کوتوال سے افکار کرے اور میرے ساتھ عقد
 کرنے کا اقرار کرے تاکہ میں سچا ہوں کوتوال جھوٹا ہو احترام یہ کہہ رہا تھا دل میں کہ وہ آ کر
 اس امر کا اقرار کرے کہ میں احترام کی دختر ہوں بس ہر ایک اپنے مقام پر اپنی خواہش کے
 مطابق دعا کر رہا تھا و خان لال قبا کے دل میں یہ ہو کہ اگر یہ نازنین حسین ہو بس میں تصویر
 دیکھ کر تو فریفتہ ہو چکا ہوں میں اسکو دیکھ لوں تو اپنا محل کروں گا ان دونوں کو شکوہ و شکا اگر یہ
 راضی نہ ہونگے اس امر پر یہاں یہ تدبیر میں ہیں وہاں خواجہ عروس بتے ہوئے بیٹھے ہیں اور
 فکر کر رہے ہیں کہ اب کیا تدبیر کروں کہ اتنے عرصہ میں چرچا ہوا کہ سب ملکر بادشاہ کے پاس فریادی
 گئے ہیں یکھیں کیا فیصلہ کرتا ہو کرتا ہو خواجہ نے جو سنا دل میں کہا کہ اے کریم کار ساز و
 رب بے نیاز یہ ہو کہ بادشاہ مجکو طلب کرے وہاں پہو پتھر کچھ پتہ نشان حضرت کا معلوم ہو
 جب سے میں یہاں آیا ہوں اسکی خبر نہیں معلوم ہوئی جسکی تلاش میں آیا تھا اسی کا حال نہ
 دریافت ہوا اگر میں دربار میں پہونچ جاؤں تو کوئی نہ کوئی رنگ جماؤں جو کہ میرے مطلب
 کا ہو اگر موقع ہو جائے تو دو خان لال قبا کو قتل کروں یہ سوچ رہے تھے اور دغا مانگے

رہے تھے کہ چو بدار آکر پہونچا اُسے خلدار کے کہا کہ بادشاہ نے عروس کو طلب کیا ہوتا کہ اُسکے منہ سے
 اس امر کو سن لیں کہ وہ کس کے ساتھ راضی ہو چکا ہے۔ عروس کو میرے ہمراہ کر دو۔ خلدار
 نے جا کر عروس کی ماں سے کہا اُس نے سر پٹیا اور کہا کہ یہ کیا غضب ہو بن بیبا ہی لڑکی سے دریافت
 کر بیٹے بھلا وہ کیا جواب دے گی دو چار عورتیں بول اٹھیں کہ یہ بیبا ہی لڑکی کا کیا کام تھا کہ
 اُسے فساد برپا کر دیا کہ قاضی کو لکھ بھیجا کہ میں آپ کے ساتھ فقار گرتے پر راضی ہوں کو تو اں کے
 ساتھ نہیں لڑنی ہوں جس طور سے یہ لکھ بھیجا اسی طور سے زبان سے بھی کہہ دے گی اُسے کہا کہ اب تو
 بڑا اندھیرہ کہ نا لقا ایسی باتیں کرنی ہیں دیکھیے اس امر کا انجام کیا ہوتا ہو گا اُسکا جی نہ چاہتا تھا مگر
 حکم حاکم مرگ مقاجات مجبور و ناچار ہو کر عروس کے پاس آئی اور ایک دو تہتر مار کر کہا کہ اؤ کیسو میری
 ننگ خاندان یہ کونسی حرکت تھی کہ تو نے کو تو اں اور قاضی میں رقعہ تحریر کر کے فساد کر دیا ایسی
 بات تو نہ تیری مادی نے کی نہ مانی نے نہ اسی نے میرے خاندان میں کی ہر ماں باپ نے جسکے ساتھ
 چاہا شادی کر دی تو بڑی علامہ نکلی جائیگا یا رے دستان لال تمہارا جو کہ بادشاہ ہو تجکو طلب کرتا ہو
 کہ میں عروس سے دریافت کروں کہ وہ کس کے ساتھ راضی ہو چکے ساتھ راضی ہوا اسکے ساتھ
 کیا چلے یہ جو سنا عروس کھڑی ہو گئی اور ابھی نال نہ کیا ماں نے کہا کہ معلوم ہوتا ہو کہ خراب ہو گئی
 اُسکو بالکل غیرت و حیا نہیں ہو میرا کہہنا تھا کہ کھڑی ہو گئی اُدھر شو اچھہ نے دل میں خداوند کریم کا
 شکر یہ ادا کیا اور کہا کہ تو نے میری دعا قبول کی میں تیری کرمی کے صدقہ و بان چو بدار نے محافہ
 جو کہ بموجب حکم بادشاہ لایا تھا لگا دیا اور وارہ پر اور کہا کہ جلد سوار ہوا ایسا نہ ہو کہ عتاب شای
 نازل ہو بس عروس کو عورتوں نے اسی حالت سے کہ عروس بیٹھی ہوئی تھی لا کر محافہ میں سوار
 کیا دوا ایک اور عورتیں عروس کے ساتھ بیٹھ گئیں کہارون نے محافہ اٹھایا چو بدار ہمراہ ہوا
 چو بدار سوار ی لے کر چلا یہاں سب کو انتظار ہو کہ عروس آتی ہوگی ہر ایک کی نگاہ دروازہ
 کی طرف ہو کہ چو بدار مع محافہ کے پہونچا محافہ در دولت پر رکھوا کے اندر آیا اور بادشاہ سے
 عرض کیا کہ حضور دختر احترام چاد و حاضر ہو کیا حکم ہوتا ہو بادشاہ نے کہا کہ کہاں ہو عرض کیا
 کہ در دولت پر محافہ رکھا ہوا ہو بادشاہ نے حکم دیا کہ محافہ اندر لے آؤ بس چو بدار وہ محافہ
 کہارون سے اٹھوا کر اندر لے کر آیا سامنے بادشاہ کے رکھ دیا گیا بادشاہ نے حکم دیا کہ دو وطن

کے کہو کہ محافہ کے باہر آئے ہم اُن سے کچھ سوال کرنا احترام سے بڑھ کر کہا کہ محافہ کے باہر آ اور جو جہان پناہ دریافت کریں اُس کا صاف طور سے جواب دے یہ سننا تھا اور احترام کا کہنا تھا کہ غرو میں نقلی چمک کر محافہ کے باہر آئی مگر اس طور سے کہ سب نے اُسکی صورت دیکھی کو تو وال اور قاضی اور بادشاہ و کل اہل دربار کی اسی طرف آنکھ لگی ہوئی تھی ان تینوں شخصوں یعنی کو تو وال و بادشاہ و غیرہ کی یہ حالت ہوئی اُسکے دیکھتے کے ساتھ ہی کہ ہر ایک کی زبان سے اُمت نکل گئی گو کل اہل دربار کے دل پریشان ہو گئے اُسکی صورت نہ دیکھ کر ایک برقی ٹپکی کہ کون گئی جس جھوٹے سے محافہ کے باہر آئی ہر ایک کے حواس جاتے رہے بند نقاب کھلے ہوئے تھے بادشاہ نے جو اُسکی صورت نہ دیکھا وہ شکل رعنا دیکھی اول تو تھوہر دیکھ کر فریفتہ ہو چکا تھا اب جو اسکو بے نقاب دیکھا اور غرو میں بنے ہوئے ایک جان چھوڑ ہزار جان سے دلدادہ اور فریفتہ ہو گیا دل سینہ میں مثل مایہ آب کے بڑپنے لگا اور بیقرار ہو گیا یہی دل کا تقاضا تھا کہ اسکو سینہ سے لگالے اور لب و غار حق کے پڑ پڑیو سے لے اور اسکو ہم آغوش کر کے لذت و صل سے شاد ہو بند غم و الم سے آزاد ہو اور غرو میں نے سب اہل دربار کو اپنی صورت دکھا کر ترچی نگاہوں سے سب کو بسمل کر کے خصوصاً بادشاہ کو اور بند نقاب درست کر کے اپنے روئے انور کو حجاب نقاب میں پوشیدہ کر لیا یہ معلوم ہوا کہ آفتاب عالم تاب پر لکھا ہوا گیا اُسنے آفتاب کو پوشیدہ کر لیا یہ دوسری ادا تھی کہ پہلے صورت دکھائی سب کو بسمل بنایا پھر رخ کو نقاب میں پوشیدہ کیا تاکہ سب سب بیقرار ہوں اب تو باہم اشارہ بازیاں ہونے لگیں ایک نے دوسرے سے کہا کہ اگر یہ نازنین ہم کو مل جاتی تو کیا مرہ ہوتا وہ بولا کہ کیا بیان کروں جب سے دیکھا ہر دل بیقرار ہو گیا بولا کہ میں تو ضرور درخواست کرتا مگر یہاں تو فساد مچا ہوا ہے جو تجھے نے جواب دیا کہ تم کیا درخواست کرتے کتنے کے کتنے رہ جاتے ہیں کہ گزرتا مگر میں نے انداز سے دریافت کر لیا ہے کہ بادشاہ کی خود طبیعت آئی ہے جب سے انھوں نے تصویر دیکھی ہر اسی وقت سے اُنکی حالت دگرگون ہے اسی سبب سے تو انھوں نے اُسے طلب کیا کہ میں دیکھوں تو کیسی ہم اگر لائق محل میں داخل کرنے کے ہوا پنا محل بناؤں ایسی حالت میں اسکا خیال بھی کرنا لغو ہے دیکھنا کہ کوئی دم میں ظاہر ہوا جسے اتنا کو تو وال کی بھی گردن میں ہاتھ دیا جاتا ہے اور قاضی کی دونوں دربار کے باہر نکالے

جھانکے ہیں کیونکہ اسپر نظر عنایت بادشاہ کی ہر پہچاننے کہا اب سب دم بخود ہو کر رہ گئے اب کسی میں
 یہ جرات نہ باقی رہی کہ اسکی طرف نگاہ بھی اٹھا کے دیکھے سب نے اپنا اپنا سر جھکا لیا یا ٹٹکی باندھے
 ہوئے دیکھ رہے تھے یہ گواہل دربار کی حالت ہوئی اور جب بادشاہ کی اسکی چار نگاہ ہوئی تھی
 بادشاہ کا یہ عالم ہوا کہ جیسے نگاہ ملی ویسے یہ عالم ہوا کہ ایک خدنگ دل دوزخ تھا کہ سینہ کو توڑ کر جگر کے
 پار گزر گیا وہ اسکا بوٹا سا قد وہ بڑی بڑی آنکھیں وہ کشادہ پیشانی نورانی ہر گل سے رخسار وہ بینی
 خوشنما وہ مژدہ برائے نشاۃ عاشق خدنگ کی طرح لیس وہ ابرو کے خمدار وہ کیسوے مشکفام زلف
 طر حدار وہ نرم نرم لب مثل گل برگ سرخ کے وہ موتی ایسے دانت صراحی دار گلا سینہ کشادہ
 اس پر جو بن کا ابھار بہت ہی خوشنما تھا اور دل کو پاؤں مال کرتا تھا عجب نازنین مہ جبین تھی اگر اسکا
 سراپا بیان کیا جائے تو طول ہوا اس سبب سے اسی مقام پر تمام کرتا ہوں وہ اسکی غرور سی پوشاک
 لاکھ لاکھ بناؤں دیتی تھی اور سب کو بے چہری کے ذبح کرتی تھی وہ نازنین ہر ایک کو ترچھی نگاہوں
 سے دیکھ رہی تھی مگر زیادہ تر بادشاہ کی طرف نظر تھی اُس نے بھی شناخت کر لیا تھا بادشاہ کے انداز
 سے کہ یہ میرے اوپر فریفتہ ہو گیا ہر دل میں کہا کہ مار لیا تیرے سحر نے اور افسون عیاری نے اثر کیا
 اب کیا ہر تیری عیاری پورے طور سے بنی سر مو فرق نہ ہوا اب اسکا مار لینا کتنی بڑی بات ہر ایک
 آنچھ میں تو اسکا کام تمام ہو گا وہ کیا کہنا کیسی چالاکی سے کام کیا ہو بس ایسی ایسی باتیں دل سے
 کر کے اس نازنین نے پھر بادشاہ کی طرف دیکھا مگر یہ نگاہ محبت اور بہ نظر حسرت جس سے بادشاہ
 کو بھی ثابت ہو گیا کہ یہ میرے اوپر فریفتہ ہو اور اسکا دل میرے اوپر آیا ہو اسکی نگاہ حسرت کہتی
 ہو کہ افسوس میں دوسروں کے قبضہ میں جاتی ہوں مگر آپ پر مدت سے فریفتہ ہوں جب یہ بادشاہ
 کو معلوم ہوا تب اس نے دل سے کہا کہ تو بھی اسپر عاشق ہوا ہو اور اسکے بھی طریقہ سے معلوم
 ہوتا ہو اسکا بھی دل تیرے اوپر آیا ہو بس کو تو ال اور قاضی سے کہدے کہ تم دونوں جاؤ اسکا عقد
 کسی کے ساتھ نہ ہو گا ہم خود اسکا عقد اپنے ہمراہ کرینگے یہ فیصلہ ہم نے کیا تھا کہ یہ فساد بر طرف ہو
 اور تم دونوں نہ لڑو اگر میں تم میں سے ایک کے ساتھ کرتا ہوں تو دوسرا ناراض ہو گا مجھ کو برا کہے گا میں یہ
 نہیں چاہتا ہوں کہ میرے عدل میں فرق آئے پھر دل سے کہا کہ پہلے اس نازنین سے تو دریا فیت
 کرے کہ یہ بھی ان لوگوں سے انکار کرتی ہو یا نہیں اگر میرے اوپر عاشق ہوئی ہو تو ضرور انکار کرے گی

اسکا بھی حال ظاہر ہو جائے گا اسوقت تو ان دونوں کو یہی کہہ کر پھیر دینا اور اپنے ہمراہ عقد کر لینا اگر کسی کے ساتھ انہیں سے راضی ہوئی اسکی کوئی تدبیر کرنا اور اپنے تصرف میں لانا یہ سوچ کر کہا کہ اے نازنین سچ سچ بتا کہ تیرا عقد کو تو ال کے ساتھ کر دیا جائے جیسا کہ تیرے باپ نے تجویز کیا ہے اور وہ بات لے کر آیا ہے تجھ کو منظور ہو اُسے جواب دیا کہ میرے باپ نے تو کو تو ال کے ساتھ نہیں تجویز کیا ہے بلکہ قاضی کے ساتھ تجویز کیا ہے وہ میرے پاس کل آئے تھے اور مجھ سے کہہ کر چلے گئے ہیں کہ تو کو تو ال کے ساتھ نہ راضی ہونا بلکہ قاضی کے ساتھ راضی ہونا وہ یہاں نہ تھے جو اس امر سے انکار کرتے وہ بیرون در بند تھے قاضی کے ہمراہ آئے تھے بلکہ انھوں نے میری تصویر قاضی کو دی تھی اور اس امر کا اقرار کیا تھا کہ اگر آپ مجھ کو در بند کے اندر لے چلیں تو میں تلاش کر کے آپ کا عقد اپنی لڑکی کے ساتھ کر دوں گا انھوں نے ایسا ہی کیا کہ جب وہ یہاں آئے تو میرے پاس آئے اور مجھ کو سمجھا کر اور کہہ کر چلے گئے تھے کیونکہ مجھ کو خود ہی کو تو ال کے ساتھ شادی منظور نہ تھی دوسرے انھوں نے بھی سمجھایا میں خاموش ہو رہی اور میں نے یہ تدبیر کی کہ ایک رقعہ لکھا قاضی صاحب کو تحریر کیا جو کہ اُن کے پاس موجود ہو میں نے یہ رقعہ قاضی صاحب کو اس فرض سے منین تحریر کیا تھا کہ میں اُن کے ہمراہ عقد کر دلی بلکہ اسکا اور منشا تھا میں بھلا ایسے بڑے سے کے ساتھ عقد پر راضی ہوئی جو کہ میرے دادا کے برابر ہو اول تو باپ کے کہنے پر عمل کیا کہ عدول حکمی نہ ہو دوسرے یہ امر جو کہ اسوقت واقع ہوا ہو تو موت ہو جائے پھر دیکھا جائے گا حضور نہ میں قاضی پر عاشق ہوں نہ کو تو ال پر نہ میں ان دونوں کے ساتھ عقد کرنے پر راضی نہ انہیں سے ایک کے ساتھ میں تو اور ہی شخص پر عاشق ہوں اور بدست سے فریفتہ ہوں یہ فساد ہیں نے اسی غرض سے ڈالا تھا کہ قاضی کو رقعہ تحریر کر کے درغلانہ تھا کہ فساد ہوا اور عقد موت ہو جائے اور جس پر میں عاشق ہوں اُسکو خبر ہو جائے ایسا ہی ہوا اگر آپ ارشاد کریں تو میں بیان کر دوں کہ کس پر عاشق ہوں بادشاہ نے جواب دیا کہ ضرور بیان کرو اُسے کہا کہ میں بدست سے حضور پر عاشق ہوں اور آتش فراق میں جلا کرتی تھی اس امر کو میں نے اس عرض سے نہیں ظاہر کیا کہ جہاں کجا جہاں پناہ ہے نسبت خاک را با عالم پاک اس امر کا منہ سے نکالنا نازیب ہو وہ کیوں نہ تھا ایسی ناکارہ کے ساتھ عقد کرنے لگے اُنکی لونڈیاں تو تجھ سے اچھی ہوئی اُنکے تلوون

کی تو برا بھی نہیں کر سکتی ہو کیونکہ نادان بنتی ہو کر کیا کروں یہ دل نہیں مانتا تھا اور نہ مانا آخر کو ظاہر کرنا پڑا بس جب یہ شادی ہونے لگی مجھ کو یاس ہو گئی اتفاق سے یہ ذریعہ نکل آیا کہ باپ نے آکر یہ بات کہی دل نے فوراً قبول کر لیا اور تجویز لیا کہ تو قاضی کو رقعہ لکھ کر بھیج دے جب قاضی رقعہ کو دیکھے گا کہ تو اس سے کہے گا کہ وہ تیرے ساتھ راضی نہیں ہو رہا کہے گا کہ تو جھوٹا ہو باہم فساد ہو گا یہ مقدمہ حضور تک آئے گا آپ ضرور مجھ کو بلا کر دریافت کرینگے میں دونوں کے ساتھ سے انکار کرونگی اور اپنے دل کی حالت بیان کر دوں گی چاہے قبول ہو چاہے نہ ہو میں بھی حوصلہ نکال لوں پھر تو آخر مرنا ہوا اول مرنا ہو یہ منشا تھا اور یہ مطلب تھا میری عقل کے موافق ہوا اب حضور کو اختیار ہو چاہے مجھ کو کنیزی میں قبول کرین چاہے نہ کریں میں نے اپنا درد دل روبرو خداوند کے عرض کر دیا دوسرے میں راشدہ و بالغہ ہوں نہ باپ کو میرے اوپر اختیار ہو نہ مان کو جسکے ساتھ میں چاہوں عقد کروں اب تو میرے دل میں آپ کی ٹوٹدی بننے کی آرزو ہو رہی میں نے اتفاق سے آپ کو ایک دن کوٹھے پر سے دیکھا تھا میں کوٹھے پر بیٹھی ہوئی سیر کر رہی تھی حضور کی سواری جاتی تھی میں نے جو حضور کو دیکھا اُس دن سے دل قابو سے نکل گیا اور اختیار سے جا ہٹا رہا بہت صبر کیا مگر آج صبر نہ ہو سکا میرا یہ واقعہ ہو جو میں نے عرض کیا خلاصہ یہ کہ نہ میں کو تو اس کی راضی ہوں نہ قاضی کی اب آپ کو اختیار ہو یہ جو بادشاہ نے اُسکی زبان سے ایسی شیریں زبان تھی کہ ہر ایک کا یہی جی چاہتا تھا کہ اُسکی تقریر سننے جاؤ اور یہ بات کرنا موقوف نہ کرے بات جو کرتی تھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ پھول جھڑ ہے میں جب بادشاہ نے اُسکی ساری تقریر سنی اور اُسکا منشا معلوم ہوا دل میں بہت خوش ہوا چہرہ فرط خوشی سے گلزار ہو گیا پیراہن تنگ ہو گیا وہ خرنا شخص مثل خرمیدم کے پھول گیا آپ کو بھول گیا مسکرا کر جواب دیا کہ جبکہ تو راشدہ و بالغہ ہو اور میری کنیزی کو اختیار کرتی ہو اور خود خواہش کرتی ہو میرے ساتھ عقد کرنے کی نہ قاضی کے ساتھ راضی ہو نہ کو تو اس کے ساتھ تو میں نے بھی تیری خوشی خاطر کے لیے بخوشی دل تجھ کو قبول کیا اپنا محل بناؤں گا اور تیری بہت کچھ خاطر کروں گا اُدھر اہل دربار نے باہم اشارے کر کے کہا کہ کچھ تم نے سنا بھی جو کہ واقعہ گذرا یہ عورت عجب ہر جانی ہو اب جو اسنے بادشاہ کو دیکھا اور خیال کیا کہ یہ مالک ملک ہو اسکے قبضہ میں بڑی دولت ہو یہاں بہت آرام ملے گا قاضی سے بھی انکار کیا

اور کو تو ال سے بھی اور ایک فقرہ بنا کر کے بادشاہ کو اپنا کر لیا خداوند ایسی عورت سے اپنی پناہ میں رکھیں
یہ تو ایسی بڑی باہم فساد کر کے خون خرابہ کر کے کشت و خون ہو جائے خداوند ایسی کی صورت بھی نہ دیکھا
اس کے سایہ سے بچنا چاہیے پہلے کو تو ال و قاضی میں فساد کر دیا یہاں آکر یہ فقرہ بنایا اور ایسی عورت دیا
اور قاضی و کو تو ال کے یہ تقریر آفت خیز بنا انگیز سن کے حواس خمسہ پران ہوئے مثل طائر وحشی کے
کہ جیسے وہ صیاد کو دیکھ کر اڑ جاتا ہے اور ہر ایک نے اپنے دل میں کہا کہ یہ کیا ہوا یہاں تو کچھ اور ہی
سامان ہو گیا وہ تو تم دونوں سے پھر گئی بادشاہ کی جو رو بنے پر آمادہ ہو گئی قاضی نے تو یہ قصد کر لیا
کہ جو کچھ ہو میں تو یہاں سے بدون اس کے ہر اے لیے ہوئے نہ جاؤ نکا چاہے جان جائے چاہے رہے
یہی کو تو ال نے قصد کر لیا بس بادشاہ اس کو جواب دے چکے اب قاضی و کو تو ال سے کہا کہ تم دونوں
نے اس کی تقریر سنی وہ تم میں سے کسی کے ساتھ نہیں راضی ہو جبکہ صاحب معاملہ نہیں رہنا مندر ہو تو
میں مجبور ہوں بس تم دونوں اپنے اپنے مقام کو جاؤ اور صبر کرو اور کو تو ال جو کچھ روپیہ اس شادی
میں صرف ہوا وہ ہمارا تھا کیونکہ ہم نے تجھ کو صرف کرنے کو دیا تھا اگر نقصان ہوا تو ہمارا ہوا تیرا نہیں
ہوا بلکہ تو اور پانچ ہزار لے لے اور قاضی سے کہنا کہ تم پانچ ہزار روپیہ لو اور چلتے پھرتے نظر آؤ
جنگل کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہو اٹھا جواب باہم فساد نہ کرو وہ قسم ہی مسٹ گیا قاضی نے یہ سن کے ترش
ہو کے جواب دیا کہ او بادشاہ یہ کیسی عدالت ہو اور کیا انصاف اسی کا نام ہو کہ تو پرانی جو رو کو لے
لیتا ہو اور خبر کرتا ہو بادشاہ نے برہم ہو کر جواب دیا کہ او قاضی اس کا سلسلہ تو تو نے پہلے ڈالا
کہ تو کو تو ال کی جو رو کو اپنی جو رو بنائے لیتا تھا جبکہ میں نے یہ دیکھا کہ جو صاحب علم ہو وہ دیکھ
کی جو رو کو اپنی جو رو بنائے لیتا ہو تو مجھ کو کیا ہوا میں نے بھی ایسا کیا دوسرے نہ وہ تیری جو رو تھی
نہ کو تو ال کی ابھی تو باہم فساد ہو رہا تھا کچھ تصفیہ تک نہیں ہوا تھا اگر تم میں سے کسی کے
عقد میں آچکی ہوتی اس وقت جو رو کنے کا اختیار تھا اب کب یہ درست ہو تیسرے وہ راضی
بھی نہیں ہو تو پھر کیا کیا جائے اگر تیرے ساتھ راضی ہوتی اس وقت میں زبردستی اس کو اپنے
ساتھ عقد کرنے پر راضی کرتا تو خلافت عدالت تھا یا کو تو ال کے ساتھ راضی ہوتی اور میں
بہ جبر چھین لیتا تو غیر انصاف تھا ابھی تک تو خلافت عدالت و انصاف کے کوئی امر نہیں ہوا
بس خیریت اسی میں ہو کہ چلے جاؤ ورنہ خرابی ہوگی قاضی نے کہا کہ میں تو بدون اپنی معشوقہ کو

لیے ہوئے نہ جاؤ نکاح یہاں برا کے فیصلہ آیا تھا نہ یہاں سے ہر دن مطلب حاصل کیے ہوئے جانے کے
 لیے آیا تھا یا اپنی معشوقہ آپ کے سپرد کرنے آیا یہ اچھا تصفیہ ہوا اگر یہ جانتا تو کبھی نہ آباد شاہ نے
 جواب دیا کہ کیوں اپنی شامت بلامتا ہر قاضی نے جواب دیا کہ دیکھو میں اپنی معشوقہ کو لیے جاتا
 ہوں یہ کہہ کر قصد کیا کہ اسکا ہاتھ پکڑ کے اپنی طرف کھینچ لوں وہ یہ کہہ کر کہ آباد شاہ اس سے میری
 جان بچاؤ بادشاہ کے چمٹ گئی بادشاہ کو ایک لذت حاصل ہوئی دل خوش ہو گیا یہ شعر پڑھا
 شعر گلے لپٹی ہیں وہ بجلی کے ڈر سے + آئی یہ کھٹا دودن تو بر سے + یہ شعر پڑھ کر حکم دیا کہ اس قاضی
 کو ستون سے باندھ دو اور خوب جوتے کاری اور کو بے کاری کرو یہ مابعد دولت کی ناموس کو یہ
 نگاہ بد دیکھتا ہو یہ حکم دینا تھا کہ لوگوں نے قاضی کو ستون سے باندھ دیا اور جو مٹا پڑنے لگا یہ حال
 ہمارا بیان قاضی نے جو دیکھا سب کے سب اپنی جان لے کر بھاگے یہ خیال کر کے کہ خداوند نے
 خوب بچایا اگر یہاں ٹھہرا اور بادشاہ حکم دے کہ ان سب کو بھی مارا تو کیا ہوا بھی جوتا پڑنے لگے
 جب اُس نے قاضی کا کچھ پاس نہ کیا تو ہم لوگ کیا ہیں یہ تو سب بھاگے کو تو ال نے جو یہ رنگ
 دیکھا دم نکل گیا دل میں کہا کہ ایسی عورت پر لعنت اور لعن کہ جس کے کارن یہ دولت حاصل
 ہو دور بھی کرو جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا دوسرے نکاح حرامی بھی ہوگی اب وہ بادشاہ کے سپرد
 آئی ہو خوب ہوا جو اس قاضی حرامی پر جوئے پڑے اس نے تو یہ کہا کہ اپنے ہاتھ سے بھی کھوئی
 اور میرے ہاتھ سے بھی خوب جان بچی یہ کسی نہ کسی دن اور کسی پر عاشق ہوئی اُس کے عشق میں
 میری جان لیتی خداوند نے بڑی خیر کی کہ اسکی حالت ظاہر ہو گئی یہ دل سے باتیں کر کے اور صبر
 کی سسل دل پر رکھ کے بادشاہ سے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ یہ غلام جاتا ہے یہ نازنین حضور کو مبارک ہو
 یہ میری مان بہنوں کے برابر ہو کیونکہ میرے آقا کے مد نظر ہوئی ہو بھلا اب اسکو بہ نگاہ بد دیکھ
 سکتا ہوں اگر دیکھوں تو اندھا ہو جاؤں بادشاہ نے جواب دیا کہ اچھا اپنے مقام پر جاؤ
 خزانہ سے پانچ ہزار روپیہ لے لو کو تو ال سلام کر کے وہاں سے چلا قاضی پر یہاں مار پڑ رہی ہو
 بادشاہ نے اُس نازنین کو اپنے برابر بٹھالیا اب یہ تجویر ہو رہی ہو کہ دوسرے قاضی کو
 طلب کر کے عہد پڑھوایا جائے یہاں تو یہ اسے ہو رہی ہو کو تو ال جو باہر دربار کے آیا اس کے
 دل میں پھر جوش پیدا ہوا محبت نے جوش مارا اس نے دل سے کہا کہ یہ کیا حماقت کی کہ معشوقہ

کو بادشاہ کو دے کر چلا آیا قاضی سے تو اس قدر لڑا کہ وہ بھی مجروح ہوا اور تو بھی اودھیمان تک نوبت
 پہنچی کہ بادشاہ کے پاس مقدمہ فیصلہ کو آیا جس کا انجام یہ ہوا کہ بادشاہ نے تجھ سے بھی چھین لیا
 اور قاضی سے بھی اپنا قبضہ کر لیا قاضی نے تو اس قدر جرأت بھی کی کہ کیا میں بدون لیے ہوئے نہ
 جاؤنگا گواہ سپرد پڑنے لگی وہ قاضی تھا کچھ اور حرکت نہ کر سکا تو نے تو رہبان تک نہ ہلائی اس
 زندگی سے تو مرنا بہتر ہے کہ معشوق دوسرے کے قبضہ میں ہو اور چین کرے ہم جلیں بہتر ہے ہوگا
 کہ چل کر دوا یک ہاتھ لڑا آخر کو وہ لوگ ہزاروں میں تھک پڑ کر مار ڈالیں گے بہادر و جوا نر و کامی کام
 ہو کہ تلوار سے ہلاک ہو پلنگ پر پڑے نہ مرے بس پھر چلا یہ سوچ کر یا تو اپنے مقام کی طرف جانا
 تھا یا اُدھر سے پھر دور پار کی طرف واپس چلا تھوڑی دور چلا تھا کہ اسکے دل میں ایک بات پیدا
 ہوئی کہ اگر مجھ جادو تو کیوں جا کر اپنی جان دے اور اپنے کو ہلاک کر چل طلسم کشا کو قید سے
 رہا کر دے اور سب اسباب اسکا اُسکو دیدے اور اس سے کہہ کہ میری جو رو کو بادشاہ نے
 لے لیا ہر زبردستی اگر آپ مجھ کو بادشاہ سے دلواد دیجیے تو میں آپ کا دین قبول کروں اور آپ کی
 اطاعت کروں وہ ضرور اس امر کا اقرار کرے گا اور یہاں آکر بادشاہ کو اسیر کر کے یا قتل کر کے
 میری جو رو کو دلوادے گا میرا کام بخوبی ہو جائے گا تو اس قدر کیوں پریشان ہوتا ہے یہ جو امر
 کو تو اُل کے دل میں آیا یہ فوراً وہاں سے پلٹا اور زندان خانہ پر آیا یہاں اسکے سب ملازم بیٹھے
 ہوئے تھے اپنے سردار کو دیکھ کر اٹھ کھڑے ہوئے ہر ایک کتنے دکھا کہ مبارک ہو مبارک اسنے
 کسی کو جواب نہ دیا قفل در زندان کھولا وہاں صہا جعفران سر جھکائے ہوئے بیٹھے تھے کئی
 وقت گزر گئے تھے کہ آپ نے کھانا نہ کھایا تھا بھوک شدت سے لگی ہوئی تھی مگر صبر و
 شکر کر رہے تھے اُسکی ذات پر تکیہ کیے ہوئے تھے کہ دروازہ کے کھولنے کی صدا آئی آپ نے
 سر اٹھا کر دیکھا ملاحظہ فرمایا کہ وہی شخص چلا آتا ہے جو کہ ہر روز کھانا لاتا ہے مگر آج شادی کے
 کپڑے پہنے ہوئے معلوم ہوتا ہے کہ اسکی شادی ہوئی ہے یہ دیکھ کر صہا جعفران نے پھر سر جھکا لیا
 شخنے جادو و دھڑکے صہا جعفران کے قدموں پر گر اور رو کر سب حال اول سے آخر تک بیان
 کیا کہ ما کہ میں آپ کا دین قبول کرتا ہوں اور آپ کی اطاعت کرتا ہوں آپ میری
 معشوقہ کو جو کہ زبردستی بادشاہ نے چھین لی ہے دلواد دیجیے کیونکہ آپ نے اکثر لوگوں کی

مستیست میں مدد کی ہر اور آپ کام آئے ہیں میں آپ پاس فریادی آیا ہوں یہ کہہ کر کل حال اپنے
 عشق کا اور شادی کے قرار پانے کا اور قاضی کے طلب کرنے کا اور بیاہم فساد کے ہونے کا اور
 بادشاہ کے پاس جانے کا بادشاہ کی تقریر سب بیان کی اور اپنا ادھر انا بیان کیا صاحب جعفران
 نے اُسکی تقریر سننے کے جواب دیا کہ میں تیری کمک کرنے کو موجود ہوں اسی شرط کے ساتھ کہ تو
 دین اسلام قبول کر اور میری اطاعت اُسے جواب دیا کہ میں اس امر پر راضی ہوں خوشی خاطر
 جو آپ کے مذہب میں آئے وہ کیا کہے صاحب جعفران نے فرمایا کہ پہلے تو یہ بتا کہ تو ساحر
 ہو یا نہیں اُسے جواب دیا کہ گو نام میرا شخہ جادو ہو مگر میں سحر سے بالکل آگاہ نہیں ہوں
 ایک حرف بھی نہیں جانتا ہوں صرف نام اس سبب سے شخہ جادو ہو کہ میرے خاندان کے
 جسد ر لوگ گذرے ہیں اور جو کہ موجود ہیں سب ساحر ہیں صرف میں ہی ساحر نہیں ہوں
 مجھ کو سحر سے ہمیشہ نفرت رہی میں نے علم سحر یاد نہیں کیا بس یہ سننے کے صاحب جعفران نے اُسکو حکم
 تعلیم فرمایا وہ حکم پڑھو کہ ادرہ صدق مسلمان ہو گیا راوی بیان کرتا ہے کہ اگر یہ ساحر ہوتا تو قاضی کو
 سحر کر کے ضرور قتل کرتا اسی سبب سے تو یہ ہشت مشیت کیا کیا ورنہ ایک ماش کے دانہ میں
 قماش بدل جاتا جب صاحب جعفران حکم تعلیم کر چکے اور وہ مسلمان ہو چکا اُسوقت اُسے
 عرض کیا کہ میں سوہن لے آؤں آپ اُس سے کاٹ کر قید کو جدا فرمائیے فرمایا کہ کوئی سوہن
 کی ضرورت نہیں ہے جب رہا ہونے کا وقت آتا ہے قید خود بخود دفع ہو جاتی ہے یہ فرما کر خائے
 زور میں آکر جو زور کیا تمام قید کو مثل ہمارے غلبوت کے توڑ کر پھینک دیا اور بسم اللہ کہہ کر
 اٹھ کھڑے ہوئے وہ دوڑ کر پھر قدمو پیر گیا صاحب جعفران نے اُسکو سینہ سے لگایا اور فرمایا
 کہ تم پریشان نہ ہو میں ابھی ابھی تھکا رہی ہو و تم کو دل لائے دیتا ہوں اُسے عرض کیا کہ آپ
 یہاں پیام کریں میں ان سب کو اپنے ہموار کر آؤں و آپ کے ہتھیار اور پوٹاک و
 اوجین وغیرہ لے آؤں صاحب جعفران نے فرمایا کہ کیا وہ سب تمہارے پاس ہیں عرض
 کیا کہ جی ہاں فرمایا کہ اچھا جاؤ بس کو تو ال زبدان کے باہر آیا سب پیادوں و سواروں
 و اُنکے افسروں کو جمع کر کے سارا حال بیان کیا کہ میں نے تو طلسم کشا کی اطاعت کر لی
 تم لوگ کیا کہتے ہو اُنھوں نے جواب دیا کہ جبکہ آپ ہمارے افسر ہیں آپ نے اطاعت کی

تو ہم کو کیا غدر ہو ہم نے بھی اطاعت کی آپ ہم سے اطمینان رکھتے یہ سننے ان سب کو حکم تعلیم کیا وہ
 سب کے سب کلمہ پڑھ کر از سر صدق مسلمان ہوئے جب وہ ان سب کو مسلمان کر چکا کہ ان کے تم
 سب تیار رہو اور بیس مین آتا ہوں طلسم کشا کے ہتھیار وغیرہ لے آؤں یہ کہہ کر ان سب کو تیار
 ہونے کا حکم دے کر اس مقام پر آیا کہ جہان صاحب قرآن کے ہتھیار و لباس وغیرہ رکھے تھے وہ
 سب ہتھیار اور لباس و لوحین وغیرہ وہاں سے نکالیں ان کو لیکر اسی وقت صاحب قرآن کے
 پاس آیا بس جب یہاں پہنچا صاحب قرآن نے اپنے کو آراستہ کیا جب آراستہ ہو چکے اس وقت
 اُسکے ہمراہ زندان خانہ سے باہر آئے سب سوار و پیادہ جو کہ مسلمان ہو چکے تھے وہ دوڑ کر قدموں پر
 گرے صاحب قرآن نے ان سب کو نشفی و دلاسا دیا بس کو تو اں کو اور ان سب کو ہمراہ
 لے کر طرف در دولت کے چلے تمام شہر میں غلچہ کیا کہ کو تو اں بادشاہ سے بگڑ گیا اس نے
 طلسم کشا کو رہا کر دیا اب طلسم کشا کو اپنے ہمراہ لیے ہوئے طرف بادشاہ کے جاتا ہوا لڑنے کے
 لیے ہر طرف یہی غلچہ ہوا ہر جگہ سے کو تو اں جاتا ہوا لوگ یہی غلچہ دیتے ہیں یہ خبر ابھی دربار
 تک نہیں پہنچی تھی کہ کو تو اں صاحب قرآن کو لے کر در دولت پر پہنچا راہ میں اپنے ہمراہیوں
 سے کہہ دیا تھا کہ تم بیرون دربار ٹھہرنا جب میری اور طلسم کشا کے نعرہ کی صدا سننا تم بھی یہاں
 لڑے لگنا اور اپنے کو اندر پہنچا نا بس جب در دولت پر پہنچا درگہ سالار نے صاحب قرآن کو
 دیکھ کر اور حیران ہو کر کو تو اں سے کہا کہ یہ تو طلسم کشا ہو قید تھا اسکو رہا کر کے کیوں لائے ہو اور
 بدون اجازت دربار میں لیے جاتے ہو اور یہ مسلح و مکمل ہو کہ جاتا ہو میں یوں نہ جانے دوں گا جب تک
 اجازت نہ حاصل کر لوں گا کو تو اں نے جواب دیا کہ تم بڑے نادان ہو بھلا میں بدون اُنکے حکم کے
 اسطور سے لے جاتا انھوں نے جگہ حکم دیا کہ طلسم کشا کو یہاں مسلح و مکمل کر کے آؤ
 میں گیا اور لے آیا اب جو تم دریافت کرنے کو جاؤ گے اس وقت ہم بیٹھے ہوئے ہیں تم
 پر بھی خفا ہونگے اور میرے اوپر بھی جانے دو درگہ سالار نے خیال کیا کہ کو تو اں سچ کہتا ہو
 یہ کوئی دشمن نہیں ہو کہ بدون طلب کیے ہوئے دشمن کو اسطور سے لے جائے گا طلب
 کیا ہو گا جب تو یوں لیے جاتا ہو جائے دو یہ کہہ کر دل سے خاموش ہو رہا بس کو تو اں
 صاحب قرآن کو لے کر داخل دربار ہوا اور سب ہمراہی صفت باندھ کر بیرون دربار کھڑے ہو گئے

جب صاحبقران صحن دربار میں پہونچے ملاحظہ فرمایا کہ دربار آراستہ ہوا ایک بادشاہ تخت پر بیٹھا
 ہوا اور ایک نازنین اُسکے برابر بیٹھی ہوئی ہوا اور ایک پیر مرد ستون سے بندھا ہوا ہوا سپر مار پڑ رہی ہوا
 کو تو ال نے اپنی معشوقہ کو دیکھ کر صاحبقران سے عرض کیا کہ یہی میری معشوقہ ہوا جو کہ بادشاہ
 کے پاس بیٹھی ہوئی ہوا اور بادشاہ و اہل دربار کی نگاہ صاحبقران پر پڑی سب نے جو صاحبقران
 کو قید سے رہا اور مسلح و مکمل پایا حواس جاتے رہے سب کو یقین ہو گیا کہ کو تو ال رہا کر کے لایا
 ہوا اسکا تو کچھ بس بادشاہ سے چلا نہیں اسنے یہ تدبیر کی و خان لال قبا کو بھی یہی یقین ہوا ایک
 غلچہ کیا کہ کو تو ال بگڑ گیا اور طلسم کشا کو رہا کر کے برائے مقابلہ آیا ہوا اُس نازنین نے جو یہ
 ساتھ سنا نگاہ اٹھا کر جو دیکھا تو صاحبقران کو آتے ہوئے پایا بس ایک مرتبہ نقاب کو منھ پر
 سے دور کیا کہ ایک برق چمک گئی اور صاحبقران سے آنکھ ٹرا کر کھڑی ہوئی اب جو صاحبقران
 نے بغور اُسکی طرف دیکھا پہچان لیا دل میں کہا کہ واہ کیا خوب پ کا جلوہ ہر طرف ہوا ہر مقام پر
 ہر یہ معلوم کیونکر تشریف لائے پہچان کر کہا کہ واہ کیا خوب نام نے فساد برپا کیا ہوا اب یہ بتاؤ
 کہ کو تو ال کے ساتھ عقد کرو گی یا نہیں راوی بیان کرتا ہوا کہ صاحبقران ایوان میں پہونچ
 گئے ہیں سامنے بادشاہ کے کھڑے ہوئے ہیں لگراہل دربار کا یہ حال ہوا کہ سب ہوشیار
 بیٹھے ہوئے ہیں ساحر سحر کے حربہ سنبھالے ہوئے ہیں اور غیر ساحر تھک سنبھالے ہوئے
 بیٹھے ہیں جب صاحبقران نے یہ کہا اُس نازنین نے تو کچھ جواب نہ دیا بادشاہ نے
 جواب دیا کہ ہاں وہ کو تو ال کے ساتھ عقد نہیں کرے گی اُسکو کو تو ال کی زوجہ بتا نہیں منظور
 ہوا وہ ہمارے ساتھ عقد کرے گی تو کون ہوا جو حمایتی بنکر آیا ہوا جب ہی جانیں کہ تو راضی کر دے
 ابھی کل کی بات ہوا کہ میرا عیار لکڑی کر کے پکڑ لایا تھا میں نے رحم کھا کر قتل نہیں کیا اور نہ
 زندہ نہ ہوتا اس نک حرام کے سپرد کیا یہ نک حرام پھر گیا اپنے باپ کو رہا کر کے لایا ہوا میری
 جود کو دلادو تو میرا کیا بتالے گا تو بھی مارا جائے گا اور یہ بھی میں یہ جانتا کہ یہ نک حرام ہوا تو بھی
 اسکے سپرد نہ کرتا میں نے تو دینا دیا جانکے سپرد کیا اُسکا یہ انجام ہوا خیر اب ہم کو بھی دیکھنا ہوا
 کہ یہ تمھاری زوجہ کو جو کہ میرے پاس ہوا بروستی ہم سے چھین کر دلادینگے صاحبقران نے فرمایا
 کہ او بادشاہ اسقدر برہم کیوں ہوتا ہوا بھلا انصاف تو کر کہ جو بدست سے عاشق ہوا وراثت فراق سے

جل جل کر جسے ایک مدت عمر بسر کر کے اور اسکو یہ دن نصیب ہوا اس پر تو یہ بدعت کر کے اس سے
چھین لے یہ بھی کوئی امرِ قرین انصاف نہیں اسی میں خیریت ہو کہ اسکی معشوقہ اس کے حوالے کر دے
بست پختا لے گا بادشاہ نے جواب دیا کہ کچھ تمھارے حواس درست ہیں یا نہیں کیوں اپنی جان
کھوٹے ہو بس اسی میں خیریت ہو کہ میری اطاعت کرو اور ترک اسلام کر اور اس قصہ میں نہ پڑو
اس جھگڑے سے دست بردار ہو ورنہ مفت میں جان برباد ہوگی اور کچھ نہ حاصل ہوگا صاحبِ قرآن
نے یہ سننے فرمایا کہ میں خود تجھ سے کہتا ہوں کہ کفر پرستی کو ترک کر دین اسلام قبول کرو ورنہ یاد رکھو کہ
پختا لے گا اسنے کہا کہ اگر بڑا حمایتی بن کر آیا ہو تو ہم تجھ کو جب ہی جانیں کہ کو تو ال کو حکم دے گا
پکڑ لے صاحبِ قرآن تو پہچان چکے تھے کو تو ال سے چپکے سے کہا کہ اے کو تو ال یہ تیری معشوقہ
نہیں بلکہ میرا بھائی خواجہ غرو عیار ہیں یہاں تک میری تلاش میں آئے تیری معشوقہ کی
صورت بنکر یہ فساد ڈالا تیری معشوقہ ان کے پاس ہو تو پریشان نہ ہو میں دلوادونگا کو تو ال یہ سننے
حیرت میں آیا مگر خاموش رہا صاحبِ قرآن نے کو تو ال سے فرمایا کہ تو اپنی معشوقہ کا ہاتھ پکڑے
دیکھو کہ تیرا بادشاہ کیا کرتا ہو کو تو ال چلا کہ وہ نارین چمک کر اور جست کر کے صاحبِ قرآن
کے قریب آئی اور پکاری کہ او بادشاہ میں تیرے ساتھ عقد نہ کرونگی میں اس جوان کے ساتھ
عقد کرونگی جب سے اسے دیکھا ہو میرا دل اس پر آگیا ہو میں تیرے عشق سے دست بردار ہوئی
صاحبِ قرآن نے فرمایا کہ میں ایسی ہر جانی عورت کے ساتھ عقد نہیں کرتا ہوں پہلے کو تو ال
کے ساتھ راضی ہوئی جب قاضی کی حالت سنی اُنکے ہمراہ راضی ہو گئی کو تو ال کو ترک کیا
جب دربار میں آئی بادشاہ کو دیکھا کو تو ال اور قاضی دونوں کو ترک کیا یہ سب ساتھ عقد
کرنے کو موجود ہو جادو رہو میرے پاس سے میں ایسی عورت کی صورت دیکھنا مکروہِ جانست
ہوں کہ ایک کو چھوڑ دوسرے کو پکڑ دوسرے کو چھوڑ تیسرے کو پکڑ تیسرے کو چھوڑ چوتھے
کو پکڑ لیا جسکو مستاد دیکھا اس کے اوپر گر پڑی یہ جو صاحبِ قرآن نے فرمایا اور سب
اہل دربار و درخان لال قبا حیران تھے کہ یا تو وہ زور و شور تھے کہ میں آپ پر بدعت سے فریفتہ
ہوں اور مرتی ہوں یا یہ ہوا کہ طلسم کشا کو دیکھ کر اس کے اوپر عاشق ہو گئی اور اوصاف کا بالکل
خیال تک نہ رہا واد کیا تماشہ کی عورت ہو ایسی کا اعتبار کیا جب درخان نے دیکھا

کہ وہ نازنین برابر طلسم کشا کے پہنچ گئی اسکو غصہ آگیا پکارا کہ مار لو اس طلسم کشا کو بھی اور اس نجبہ
 مال زادہ کو بھی بڑی شہوت پرست ہو جسکو ذرا موٹا پایا اسکی ہو گئی یہ کہنا تھا کہ سب اہل دربار حو
 سنہال سنہال کراٹھے صاحبقران نے پکار کر کہا کہ اے اہل دربار آگاہ ہو بیچار کو اپنی جان نہ دو
 دیکھو سمجھا ہوں میں طلسم کشا ہوں میری اطاعت کرو اس طلسم کی عمر تمام ہو چکی ہے یہ در بند ضرور
 فتح ہو گا اور یہ طلسم خیال کرو کہ یہ در بند پوشیدہ تھا مگر میں کیونکر آپہنچا خبر میں تو بذریعہ لوح کے حکم لوح سے
 آیا کیونکہ لوح نے پتہ دیا خیال کرو کہ کوئی اس در بند کے حال سے آگاہ نہ تھا بالکل نظر مروج سے
 پنهان تھا مگر اسپر بھی رحمت خدا اور فضل خدا سے میرا بھائی میری تلاش میں نکلا تھا وہ یہاں آکر
 پہنچا یہ عورت و نازنین نہیں بلکہ یہ میرا بھائی میرا قوت بازو میرا نیست پہلو میرا جان بخش میرا
 جان نثار خواجہ عمر و بن امیہ ضمری نامدار ہوا سنے یہاں پہنچ کر عیاری کی اور احترام کی دفتر بنا دیکھو
 کیا شان ہو خدا کی کہ کسی نے نہ پہچانا یہاں احترام بھی موجود ہیں آنکھوں نے بھی نہ پہچانا بس
 جب کہ یہ امر تم سب پر ظاہر ہوا تو پھر کیوں اپنی جانیں برباد کرو دو سرے یہ خیال کرو کہ میں کیونکر
 رہا ہوا کوئی بھی میری رہائی کی صورت تھی تھا راہی ملازم بگڑ گیا اُس نے مجھ کو رہا کیا دشمن دوست
 ہو گیا بقول شاعر مصرعہ عدد شود سب غیر گر خدا خواہد راوی بیان کرتا ہے کہ احترام چادو بھی
 مع اپنے ملازموں کے موجود تھا اس عرض سے بادشاہ نے اُسکو روک لیا تھا کہ تیرے سامنے
 عقد ہو جائے تو بہتر ہے کیونکہ جب اُس سے کہا تھا کہ تیری کیا رائے ہے تو خوشی میرے ساتھ
 عقد کرنے کو راضی ہوا سنے جواب دیا تھا یہ خیال کر کے کہ رہے تو قیر میری ورختے حشمت کہ میں بادشاہ
 کا خسر ہوں اور بادشاہ میرا داماد ہو یہ امر تو کو تو ال سے بھی بہتر ہے ہر طرح کا زور ہو گا ایک پایہ
 تخت کا میں بھی مالک ہو جاؤنگا جواب دیا تھا کہ مجھ کو کیا غدر ہے یہ آپ کی کنیر ہے اور میں غلام
 ہوں بس یہ بھی موجود تھا جب یہ تقریر صاحبقران نے کی سب نے جواب دیا کہ یہ فقرہ
 اور کسی کو دینا ہم لوگ ایسے نقرون میں نہیں آتے ہیں اُدھر قاضی نے جو یہ واقعہ دیکھا و خان
 سے کہا کہ آپ مجھ کو رہا کر دیں میں اس طلسم کشا کو ابھی پکڑ لوں گا و خان نے حکم دیا کہ اسکو
 رہا کر دو لوگوں نے قاضی کو کھول دیا وہ بھی درست ہو کر تلوار سنہال کر چلا اور سردار بھی
 اُس وقت صاحبقران نے جو دیکھا کہ یہ کفار حرامزادے راہ پر نہیں آتے ہیں

تو یہ فرمایا کہ دیکھو گے میرے جھوٹ و سچ کو اس امر کو فقرہ نہ جانو ورنہ پچتاؤ گے ان سب نے جواب دیا کہ اگر سچ بھی ہو گا تو ہم بدون تجھ کو قتل کیے ہوئے نہ مانیں گے تب تو صاحب قرآن کو غصہ آیا آپ نے فرمایا کہ اے بھائی خواجہ عمر واسپے کو ظاہر کرو تا کہ ان پر میرا جھوٹ و سچ ظاہر ہو جائے گو یہ لوگ بدون سزا پائے ہوئے ہرگز ہرگز نہ مانیں گے میں حجت تمام کر لوں راوی بیان کرتا ہے کہ جب اُس نازنین نے نقاب دور کی تھی اُس وقت صاحب قرآن نے پہچان لیا تھا کیونکہ صاحب قرآن کی پہلے نگاہ تل پر پڑی تھی جس سے خواجہ کی شناخت ہوتی ہے صاحب قرآن پہچان گئے تھے اور بہت خوش ہوئے تھے جب یہ صاحب قرآن نے فرمایا آپ نے جواب دیا کہ واہ کیا خوب عورت کو مرد بنائے دیتے ہو میں اس امر سے واقف بھی نہیں ہوں کہ تم کہتے کیا ہو صاحب قرآن نے فرمایا کہ یہ وقت مذاق کا نہیں ہے بس ہو چکا مذاق اپنے کو ظاہر کرو یہ اُس سے کہو کہ جس نے پہچانا نہ ہو تو تم اپنے کو ظاہر کرو میں پانچ ہزار روپیہ دوں گا یہ کہ میرا اپنے پاس رہنے دو روپیہ دے کر لے لوں گا بس ہاتھ بڑھا کر وہ اکٹھے لیا سب دیکھ رہے ہیں کہ یہ کیا واقعہ ہے شاید طلسم کشا دیوانہ ہو جو ایسی باتیں کرتا ہے عورت کو مرد بنائے دیتا ہے بس آپ نے اکٹھے کر اب جو جست کی سب نے دیکھا کہ وہ نازنین جست کر کے بالائے آسمان گئی بس آپ جا کر ہوا پر قائم ہوئے یہ واقعہ دیکھ کر اور سب حیران ہوئے کہ یہ کیا سانچہ ہے طلسم کشا کے آئے ہی یہ کیا رنگ ہو گیا اُدھو و خان لال قبا بھی تخت پر سے اٹھ کھڑا ہوا اور حکم دیا کہ ہمارا لشکر تیار ہو کر بہت جلد آئے ہم طلسم کشا کو پھیر کر قتل کرینگے یہ حکم دینا تھا کہ اسی وقت لشکر میں مکر بندی ہوئی فوراً ساحر و غیر ساحر تیار ہو کر آگئے تمام دربار سرداروں و اہل لشکر سے بھر گیا بیرون دربار بھی لشکر آکر جمع ہو گیا بہت سے ہمراہیان شمشیر جادو و اندر آگئے ابھی تک لڑائی نہیں شروع ہوئی ہے لشکر یان و خان سرداران و خان اس خیال سے کھڑے ہیں کہ بادشاہ حکم دے تو ہم طلسم کشا پر حملہ کریں ہمراہیان کو تو اس فکر میں کھڑے ہیں کہ ہمارے افسر و اقا سے مقابلہ ہونے لگے تو ہم بھی لڑیں خیر اندم برسر مطلب جب خواجہ بصورت نازنین بالائے ہوا جا کر ٹھہرے اب وہاں سے تلا کر کے چلے آتے آتے زمین تک نہ وہ صورت زیبائے تھی نہ وہ لباس تھا ایک ندے کا کرتہ و ٹاٹ کا زیر جامہ کاغذ کی ٹوپی لمبا سا قد چھوٹے کانچے کا تین گز کا اور پر کا ٹکاسی ڈارھی تاہل سہ

سہر کچھ سے گال کھٹائی سی ناک منٹکا سے ہاتھ پاؤں تاگاسی گردن چھوٹی چھوٹی آنکھیں طباق سا
پیٹ اس شکل و شمائل کا انسان سب نے برابر صاحبقران کے کھڑا ہوا دیکھا صاحبقران کی
کمکریٹ گئے اب تو سب حیران ہوئے کہ یہ انسان ہر یا بن مانس یا جل مانس ہر وہ کیا خوب
صورت زیبا ہر خواجہ نے زمین پر آتے آتے اپنے نام کا نعرہ کیا تھا نعرہ عمرم کہ کلاہ از سر
قیصر بہ برم + رنگ از رخ بختک بد اختر بہ برم + در محفل خسروان چو گردم ساقی + جام و قدح و
سب و صانع بہ برم + یہ نعرہ کر کے زمین پر پہونچے تھے جب صاحبقران نے گلے سے لگایا اور
سب پر ظاہر ہوا کہ یہ خواجہ عمر و عیار طلسم کشا ہوا اب تو سب حیران ہوئے کہ یہ کیونکر آیا صاحبقران
نے پکار کر فرمایا کہ ادا احترام جادو و دھان لال قبا و شمع جادو و تم سب نے دیکھا قدرت
خدا کو ادا شمع جادو و احترام جادو و تم پریشان نہ ہو تمھاری معشوقہ اور تمھاری دختر خواجہ
کے پاس موجود ہو بعد فتح جنگ تم سے ملا دی جائے گی صاحبقران نے خواجہ سے فرمایا کہ ذرا
تم اپنے آنے کا قصہ بیان کرو خواجہ نے خواب کا دیکھنا اور آصف بن برخیا کا نشان در بند دینا
تیسرے دن ادھر کو آنا قاضی سے ملاقات ہو نا اسکو فقرہ دے کر اسکے ہمراہ اندر در بند کے آنا
اور مکان احترام پر پہونچنا وہاں عروس کو بیہوش کر کے خود غروس بننا اور اسکو نذر نبیل کرنا
سارا قصہ اول سے آخر تک پکار پکار کر کہدیا یہ سننا تھا کہ اسی وقت اس مجمع سے احترام
مع اپنے ملازمون کے جرا ہوا اور آکر صاحبقران و خواجہ کے قدمون پر گرا اور کہا کہ میں نے
اطاعت کی آپ کی اور مطیع اسلام ہوا صاحبقران نے فرمایا کہ شاہ بائش و مر حیا اوصہر جب
دھان نے دیکھا کہ احترام شریک طلسم کشا ہو گیا اسکو اور غصہ آیا اور برہم ہو کر سب سے
کہا کہ کیا کھڑے ہوئے دیکھو رہے ہو ان چند نک حرامون کو مع طلسم کشا و اسکے غیار کے مار لو
اب یہ زندہ جانے نہ پائے قاضی سے کہا کہ یہ بلا تمھاری لگائی ہوئی ہو اور یہ آفت تمھاری
برپا کی ہوئی ہو اگر مرد ہو تو پکڑ لو طلسم کشا کو نہ تم اپنے ہمراہ لاتے اس غیار کو اسکے فقرہ میں آکر
نہ تم خود اس مصیبت میں گرفتار ہوتے نہ دوسرے یہ جو دھان نے کہا قاضی کو بھی غصہ آگیا
تلوار لے کر چلا صاحبقران کی طرف ایک طرف سے صاحبقران پر سحر و جادو نے سحر کرنا شروع
کیا اور ایک طرف سے غیر ساحرون نے حملہ کیا اور قاضی نے بس جب یہ رنگ صاحبقران نے

ملاحظہ فرمایا عقرب سلیمانی کو کمر سے لیا اور اسم اعظم و روز بان کو کے لوح کو چمکایا خواجہ نے بھی ہنچہ
عیاری کو پیام سے کھینچا شہنہ جادو نے بھی تیغ لیا احترام جادو نے اسباب سے ہنچھا لامع اپنے
ملازمون کے ہمراہ بیان شہنہ جادو جو کہ اندر تھے وہ لڑنے پر آمادہ ہوئے باہر والوں نے جو غل و شور
سنا انھوں نے تو جنگ آغاز کر دی باہر تو لڑائی ہونے لگی سر چلنے لگے برقیں چمکنے لگیں خون و
سر برسنے لگے شعلہ سر کے بلند ہونے لگے ساحر مرد گرد گرنے لگے بیرغل مچانے لگے رائی فلفل
ترنج نارنج سوئیون کے کچھے سر کے ابر کام بین آنے لگے یہاں اندر آتے کے ساتھ ہی پہلے
دار صاحبقران پر قاضی جگ گنگ نے کیا صاحبقران نے اسکی تلوار سہر پر روک کر اب جو
عقرب کا ہاتھ دواں کر پر مارا برابر مثل حیار تر کے دو ٹکڑے قاضی کے ہوئے سارا جگ گنگ پنا
بھول گئے قاضی کامر نا تھا کہ چاروں طرف سے صاحبقران پر سحر کی اور تلوار کی بو چھار
ہونے لگی شہنہ جادو بھی کفار سے لڑنے لگا مع اپنے ہمراہیوں کے احترام جادو بھی لڑنے لگا
مع اپنے ہمراہیوں کے خواجہ بھی مصروف جنگ ہوئے صاحبقران لوگوں کو ملاحظہ فرما چکے تھے جبکہ
یہاں پہنچے تھے کہ یہ لڑائی کیونکر فتح ہوگی تحریر پایا تھا کہ جب تک دھان لال قبیانہ
قتل ہوگا اسوقت تک یہ لڑائی نہ فتح ہوگی نہ در بند برباد ہوگا نہ تمھارا لشکر تمھاری ملک کو
آئے گا اسکی قتل کی تدبیر یہ ہو کہ جو اسم جافیہ لوح پر لکھا ہوا ہو اسکو تلوار پر دم کر کے تلوار
لگانا دھان کا کام تمام ہو جائے گا ایک ہی وار میں یہ واقعہ صاحبقران کو معلوم تھا
صاحبقران پر سحر کسی ساحر کا اثر نہ کرتا تھا بہ سبب لوح کے اور اسم اعظم کے بس
صاحبقران لوح کو چمکاتے ہوئے اور اسم اعظم پڑھتے ہوئے اور عقرب سے ساحرون و
غیر ساحرون کو قتل کرتے ہوئے طرف دھان کے چلے اس خیال سے کہ میرے ہمراہ تو لوگ
کم ہیں ایسا نہ ہو کہ سب گھر جائیں اور قتل ہو جائیں میں اکیللا رہ جاؤں اور دھان موقع
پاکر بھاگ جائے تو خرابی ہو پہلے اسی کو قتل کرو تا کہ در بند برباد ہو لشکر آجائے اسکا قتل کرنا
واجب و لازم ہو پس صاحبقران ادھر سے قتل کرتے ہوئے طرف دھان کے چلے اُدھر
دھان نے جو دیکھا کہ طلسم کشا میرے لشکر کا ستر او کرتا ہوا میری طرف آتا ہوا اور اسپر کسی کا سحر
اثر نہیں کرتا ہوا نے خیال کیا کہ یہ تجھ سے قتل یا اسپر ہو گا اہل لشکر و دیگر سردار اسکا

کچھ نہ بنا سکین گے تو مقابلہ کر کے پکڑے بس یہ بات تجویز کر کے چلا جبکہ قضا آ جاتی ہو تو ایسی ہی بات
 خیال میں آتی ہو ملک الموت نے ہاتھ پکڑ کر صاحبقران کے سامنے کر دیا کہ قتل ہو جائے اودھ
 سے یہ چلا برائے قتل صاحبقران اودھ سے صاحبقران اسکی فکر میں چلے سب کو قتل کرتے
 ہوئے آخر کو ایک مقام پر سامنا ہو ہی تو گیا صاحبقران پر یہ کہہ کر و خان نے سحر کیا کہ تو یوں
 نہ مرنے کا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھ کر اور لوح کا اُسپر عکس ڈال کر اُسکے سحر کو دفع فرمایا اور اسم
 حاشیہ لوح عقب پر دم کر کے فرمایا کہ خبردار ہو جائے فوراً سحر کر کے پھر بائے سحر سحر پر قائم کین مگر یہ
 تینوں کب رکتا ہے صاحبقران نے یا یزدان پاک کہہ کر اب جو ہاتھ مارا برق شمشیر کو مد کر ابر پھر
 پر گری یا تو تیغہ بالا سے سر چمکا تھا یا زمین میں عرق ہو گیا و خان لال قبا کے دو ٹکڑے ہوئے
 اسکا قتل ہونا تھا کہ ایک شور عظیم برپا ہوا آثار قیامت نمایان ہوئے تاریکی ہو گئی آواز میں جہیب
 آتے لیکن سنگ باری برت باری ہونے لگی آگ برسنے لگی شعلہ بلند ہونے لگے ساحر چلنے
 لگے زلزلہ آگیا تھوڑی دیر تک تو یہ آفت برپا رہی مگر ساحر اس آفت میں بھی لڑا کیے اور
 صاحبقران قتل فرمایا کیے بعد تھوڑی دیر کے وہ سب آفت مٹ گئی آواز آئی کشتی کنا میں
 و خان لال قبا حاکم در بند و خانیمہ یو و انسوس مردیم و جان وادیم بمطلب خود نرسیدیم اس
 آواز کے آنے سے سب غمگین اور سب باغات اور تمام مکانات منہدم ہو گئے ہزاروں ساحر
 وغیرہ ساحر دہک کر مر گئے و خان کے رہنے کا جو محل خاص تھا وہ بھی برباد ہوا اور سب ناموس
 اُسکا ہلاک ہوا جہان دربار کرتا تھا یہ مکان بھی سحر کا تھا جب سے صاحبقران آئے تھے
 اُسکو زلزلہ تھا و خان کے مرنے ہی وہ گر پڑا میدان ہو گیا اب خوب کھل کر تلوار چلنے لگی اودھ
 جو حد در بند پر دھوان تھا اور جسکے سبب سے در بند پوشیدہ تھا اور کوئی اُس در بند سے آگاہ
 نہ تھا و خان کے قتل ہوتے ہی وہ دھوان وغیرہ سب بر طرت ہو گیا اب تو نہ کوئی حصار
 سحر باقی رہا نہ کوئی ایسا امر کہ جسکے سبب سے یہ مقام کسی کو نظر نہ آئے راوی بیان کرتا ہے کہ
 علم شاہ کے حکم سے سب لشکر تیار رہتا تھا ہمہ وقت ساحرون وغیرہ ساحرون کا اس غرض
 سے کہ نہ معلوم کس وقت برائے ملک جانا ہو بس میدان سب لشکر تیار تھا علم شاہ لشکر
 میں موجود تھے جس دن سے صاحبقران در خواجہ برائے بربادی در بند گئے تھے اُس دن سے

علمشاہ مع کل لشکر کے بیرون شہر صحرائین خیمہ زن تھے اور دربار کیا کرتے تھے بس دربار آراستہ
تھا سب سردار حاضر دربار تھے سیمائے بلند آواز تخت پر بیٹھے ہوئے تھے ذکر صاحبقران خواجہ
کا ہو رہا تھا کہ صاحبقران کو طرہ در بند کے گئے ہوئے آٹھ دن ہوئے ہیں مگر کچھ خبر نہیں آئی اور
خواجہ کو برائے تلاش صاحبقران گئے ہوئے پانچ روز ہوئے کچھ انکی بھی خبر نہ معلوم ہوئی کہ
کہان میں بارگاہ کے پردے اُٹھے ہوئے تھے ابھی کسی نے کچھ جواب نہ دیا تھا کہ یکایک ایک
صدائے حبیب آئی اور ایک برق چمکی کچھ دھوان سا بلند ہوا غبار اڑا شعلہ آگ کے خود بخود پیدا
ہوئے یہ جو واقعہ سب نے دیکھا اور صدائے حبیب سنی ہی طرہ دیکھنے لگے بعد تھوڑی دیر
کے وہ سب بر طرف ہو گیا جب تک کل مطلع صاف ہو گیا نہ غبار رہا نہ دھوان نہ شعلہ وغیرہ اس وقت
سب نے دیکھا کہ ایک لشکر کشیر سے مقابلہ ہو رہا ہے اور سحر چل رہے ہیں سب نے علمشاہ سے
کہا کہ آپ نے ملاحظہ فرمایا یہ جو کچھ آفت تھی ان ساحروں کے سحر کے سبب سے تھی جو کہ لڑ
رہے ہیں اور کسی سبب سے نہ تھی علمشاہ نے فرمایا کہ معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہے یہ فرما کر آپ نے
پھر اُسی طرف ملاحظہ فرمایا وہ جنگ و پیکار بہت قریب تھی دوسرے عرض کر چکا ہوں صاحبقران
کے نعرہ کی صدا دور تک جاتی ہے علمشاہ اس طرف دیکھ رہے تھے وہاں صاحبقران نے ایک
ساحر کو قتل کیا اور نعرہ تکبیر بلند کیا نعرہ کی صدا صاحبقران کے گوش علمشاہ میں پہنچی اب
جو صاحبقران نے نعرہ کی صدا علمشاہ نے سنی فوراً پہچان لیا کہ یہ صاحبقران کے نعرہ کی
صدا ہے اس لشکر سے صاحبقران مقابلہ فرما رہے ہیں صاحبقران نے در بند و خانیمہ فتح کیا
بس یہ سوچ کر علمشاہ ونگل پر سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ یاروں چلو صاحبقران کی کمک
کرو یہ مقابلہ جو سامنے ہو رہا ہے صاحبقران سے ہو رہا ہے صاحبقران نے در بند کو بر باد کیا
اہل در بند سے لڑ رہے ہیں سنو انکے نعرہ کی صدا آرہی ہے یہ فرما کر جو علمشاہ اُٹھے انکا اُٹھنا
تھا کہ سب سردار اپنے مقام پر سے اُٹھے سیمائے بلند آواز بھی اُٹھ کھڑا ہوا بس جو
کہ غیر ساحر تھے وہ تو باہر آکر مرکبوں پر سوار ہوئے لشکر کو چلنے کا حکم دیا غیر ساحروں کا لشکر
اسی وقت تیار ہو گیا علمشاہ مرکب پر سوار ہو کر غیر ساحروں کا لشکر لے کر بہت جلد مدائن
ہوئے ساحر سحر کر کے چل کھڑے ہوئے اور کل لشکر ساحران نے اپنے جیمے وغیرہ اسی مقام پر

رہنے دیے تھوڑے عرصہ میں پہنچ گئے ہر ایک نعرہ کر کے لشکر کفار سے لڑنے لگا اور قتل کرنے لگا ساحر و غیر ساحر ایک ہو گئے یعنی سر و نیکار سے لگا تھوڑے عرصہ میں اہل اسلام نے سب کافروں کو مار لیا جو کہ تھوڑے باقی رہے انھوں نے امان طلب کی جو اب دیا کہ امان بہ شرط ایمان سب نے اطاعت اسلام کی خلاصہ یہ کہ صاحبزادان سب لشکر کو اپنے ہمراہ لے کر جہان لشکر اتر اہوا تھا وہاں تشریف لائے کیونکہ در بند و خانیمہ میں کوئی شکار قسم مکانات وغیرہ نہ تھی یہ سب سر و خان لال قبا کے مکانات تھے اُسکے مرتے ہی سب برباد ہو گئے سو اُسکے کوئی مکان نہ تھا کہ جہاں قیام کیا جاتا بس صاحبزادان نے فرود گاہ پر آکر قیام فرمایا کپڑے زرمی اُتارے دربار میں آکر جلوہ فرما ہوئے سب سردار حاضر دربار ہوئے احترام جاو و شخنہ جاو و وغیرہ اور دیگر سردار و خان لال قبا کے اور لشکری سب حاضر ہوئے سب کو مطیع اسلام فرمایا زخمیوں کو شفا خانہ میں روانہ فرمایا اہل اسلام کے کشتوں کو دفن کرایا کفار کے مردوں کو غار میں ڈلوادیا جب ان سب کاموں سے فراغت ہوئی پہلے صاحبزادان نے کل اپنا واقعہ بیان کیا سب نے سُنکے حیرت کی اُسکے بعد صاحبزادان نے خواجہ کے فرمایا تم اپنا حال بیان کرو خواجہ نے اپنا سب حال بیان کیا خواجہ نے شخنہ جاو و کی معشوقہ یعنی دختر احترام کہ طلب کیا خواجہ نے انکار کیا صاحبزادان نے دس ہزار روپیہ دے کر احترام کی دختر اُسکو دلوائی اور فرمایا کہ شخنہ جاو و کے ساتھ عقد کر دو اُسنے جواب دیا کہ میں نے تو سب سامان کیا تھا اگر قاضی حرامی سے یہ فساد نہ ہوتا تو میں تو عقد سے فراغت کر چکا ہوتا مقررین تو مسلمان ہونا تھا کیونکر یہ واقعہ ہوتا یہ سُنکے صاحبزادان نے فرمایا کہ بعد فتح طلسم یہ عقد بھی ہم کرینگے جہاں اور بہت سے عقد ہوئے وہاں یہ بھی ہوگا شخنہ جاو و کو بہت کچھ انعام دیا اور بہت تعریف فرمائی اور فرمایا کہ تم اطمینان رکھو بعد فتح طلسم تمہارا عقد کیا جائے گا اُسنے عرض کیا کہ آپ کو اختیار ہو بس بعد ان سب کاموں کے صاحبزادان نے دربار برخواست کیا سب سردار اپنے اپنے مقام پر آئے اہل و خانیمہ کے لیے الگ خیمہ وغیرہ برپا کیے گئے صاحبزادان نے آرام فرمایا یہ تجویز فرمائی کہ کل پھر لوح کو دیکھیں گے جدو لوح حکم دے گی اُدھر کو روانہ ہونگے آج رات بھر آرام کر لیں تاکہ کسل و کاہلی برطرف ہو جائے یہاں صاحبزادان کو

تو راحت و آرام میں مصروف رکھا جاتا ہوا اب کچھ حال تشنگال جادو کا تحریر ہوتا ہو کہ یہ قلعہ طلسمی میں
ہوا اور سب سردار حاضرین لشکر کی داشت ہو رہی ہو کہ اسکو خبر پہونچی کہ در بند منیر یہ کو طلسم کشا
نے فتح کر لیا منیر جادو مارا گیا سب اہل شہر و اہل لشکر نے اسکی اطاعت کی بلکہ کوہ البرز بھی
بر باد ہوا البرز کج کلاہ و لا جو رو و لا ہو رہی مارے گئے اسفندیار صحرائشیں نے طلسم کشا
کی اطاعت کی یہ سب ملکات سلام آباو ہوئے یہ منسنا تھا کہ اسکے حواس جاتے رہے اس نے
اہل و بارے کہا کہ ہمارا لشکر تیار ہو اب ہم خود طلسم کشا سے مقابلہ کریں گے کیونکہ اب ایک
در بند زعفران زار باقی ہو وہ بھی وہ فتح کرے گا اگر کئے اسکو فتح کر لیا اور مع لشکر کے قلعہ پر
آپہونچا اور ہم قلعہ میں ہوئے تو بڑی خرابی ہوگی اس سے مع لشکر کے بیرون قلعہ حل کر فو کش
ہوں تاکہ جب وہ قلعہ کی طرف آئے اس سے مقابلہ کریں سب نے جواب دیا کہ بہت
خوب آسید وقت لشکر کو تیار ہونے کا حکم دید یا گیا لشکر تیار ہونے لگا تھمے وغیرہ مکالمے جاتے
لے یہاں تشنگال نے دبیر کو طلب کر کے چار نامے تحریر کرائے بنام حاکمان در بند جو در
بند کہ مشرق اور مغرب اور شمال جنوب کی طرف واقع تھے قلعہ طلسمی کے یعنی مشرق کی طرف دو در بند
تھے در بند سماواست کہ جسکا حاکم سماواست جادو و جہان پہلے علمشاہ قید ہو کر گئے
تھے جسکا حال منشی احمد حسین صاحب قمر نے اپنے دفتر میں تحریر کیا ہوا و جہان و زیر
جمشید ثانی موجود ہو سماواست کے پاس جو کہ پہلی حد ہو طلسم زعفران زار کی اور چھاٹک
ہو طلسم کا جہان طاؤسان آتشیں رقص وغیرہ کیا کرتے ہیں اور ادھر کے جانے والے کو
منع کرتے ہیں اور جو جاتا ہوا اسکو اسیر کر کے سماواست کے پاس لے جاتے ہیں جیسے کہ
علمشاہ کو لے گئے یا جو کوئی ساحر داخل طلسم ہوتا ہوا اسکی خبر کرتے ہیں سماواست کو
اور اجازت حاصل کر کے اسکو داخل طلسم کرتے ہیں یہ سب حالات اجزائے منشی
احمد حسین صاحب میں تحریر ہیں دو بارہ تحریر کرتے کی حاجت نہیں ہوا و دو سر اور بند
اسکے بعد ہو کہ اسکا نام در بند بناتا ہوا اسکا حاکم بناتا ہوا جادو و جہان معین
و مددگار ہو سماواست کا اسکے بعد قلعہ طلسمی ہو اور مغرب کی طرف ایک در بند ہو کہ
جسکا نام در بند جماواست ہو اسکا حاکم جماواست جادو و جہان در بند صرف حفاظت

کے لیے ہر کہ شاید کوئی ادھر سے آئے تو اسیر ہو جائے چوتھا در بند شمال کی طرف ہوا اسکا نام در بند
 حیوانات ہوا اسکا جاکم حیوان جادو و ہر یہ در بند بھی برائے حفاظت قلعہ ہوا اس در بند میں
 حیوانات کثرت سے ہیں جو کہ انسان کو ہلاک کرتے ہیں یہ در بند اس غرض سے بنایا گیا ہر کہ اگر
 کوئی ادھر سے آئے تو حیوان اسکو کھا جائیں اور وہ قلعہ طلسمی تک نہ جائے جنوب کی طرف
 یہ در بند تھے جو کہ صہاجتقران نے نتیجے کیے انھیں کا فتح کرنا مقدم تھا اسی سبب سے صہاجتقران
 جنوب کی طرف سے طلسم میں داخل ہوئے آدم بر سر قصہ خلاصہ یہ کہ شندکال نے نامے
 اس مضمون کے تحریر کرائے کہ ادراسماوات و جمادات و نباتات و حیوانات جادو و آگاہ
 ہو کہ طلسم کشائے سب در بند جنوب کی طرف کے برہاد کیے اب وہ قلعہ طلسمی پر آئے والا ہر لہذا
 بہت جلد اپنے کو میان پہونچا و مع لشکر کے اور آکر طلسم کشائے مقابلہ کرو کھڑی تحریر کو بہت
 جانو بس یہ تحریر کرا کے اسی وقت شندکال نے وہ نامے طائران سحر کے ہاتھ روانہ کیے
 خلاصہ یہ کہ وہ طائر سحر نامے لے کر حاکمان در بند کے پاس پہونچے پہلے نامہ حیوان جادو
 کو ملا اُسے بادشاہ کا نام دیکھ کر نامہ سر پر رکھا آنکھوں سے لگا یا دربار میں بیٹھا ہوا تھا
 سب سردار حاضر تھے مثل پلنگ جادو و خرس جادو و ویران جادو و شغال جادو و
 و گر بہ جادو و وغیرہ کے بس اُسے وہ نامہ چاک کر کے پڑھا مضمون نامہ سے آگاہ ہوا اہل دربار
 سے کہا کہ غضب ہو گیا ہم کو خبر نہ ہوئی طلسم کشائے آکر سب در بند جنوب کی طرف کے فتح کر لیے
 اب لشکر لے کر قلعہ پر آیا ہر بادشاہ نے مع لشکر کے کمک کے لیے طلب کیا ہر بس جلد
 لشکر تیار ہوتا کہ میں روانہ ہوں اب عرصہ نہ ہوا ایسا نہ ہو کہ وہ قلعہ پر آجائے اور قلعہ بھی فتح
 ہو جائے تو بڑی خرابی ہوگی یہ حکم دینا تھا کہ اسی وقت لشکر تیار ہو گیا ساحرون کا تو لشکر تھا
 یہ پچاس ہزار ساحر لے کر طرف قلعہ کے روانہ ہوا دوسرے دن پہونچا شندکال سے ملا اسکا
 لشکر بیرون قلعہ اتراد و سرانامہ طائر سحر نے جمادات جادو کے پاس پہونچا یا وہ بھی دربار
 میں بیٹھا ہوا تھا اُسکے بھی سردار حاضر تھے کہ جسکے نام یہ ہیں آفتاب جادو و حمتاب جادو و
 وغیرہ اُسے بھی نامہ پڑھا اسی طور سے اُسے بھی سرداروں سے کہا کہ تم کو معلوم ہو کہ طلسم
 کشا در بند فتح کر کے قلعہ پر مع لشکر کے آگیا بادشاہ نے برائے کمک طلب کیا ہر لشکر

تیار ہوا سکا بھی لشکر تیار ہوا وہ بھی مع پچاس ہزار ساحرون کے روانہ ہوا اور جا کر پہونچا اپنے لشکر کو
 شریک لشکر حیوان جادو کر کے خدمت شنگال میں پہونچا شرف ملازمت حاصل کیا تیسرا
 نامہ بناتا اس کے پاس گیا وہ بھی اسی طور سے پچاس ہزار کا لشکر لے کر قلعہ پر آیا لشکر کو شامل لشکر
 حماوات اور حیوان جادو کر کے شنگال کی خدمت میں پہونچا اور قندمبوسی حاصل کی چوتھا
 نامہ سماوات کے پاس پہونچا وہ بھی دربار میں بیٹھا ہوا تھا وزیر جمشید ثانی بھی موجود تھا
 جسدن سے علم شاہ قید ہو کر آئے تھے اور غزالہ جادو و آہو چشم و دیگر ساحر زانی ہو کر شریک
 صاحبقران و علم شاہ ہو گئے اور کئی معرکہ پڑے اُس دن سے سماوات نے ادھر کا راستہ
 بند کر دیا تھا سحر کر کے اور اس انتظار میں بیٹھا تھا کہ جب کسی در بند پر طلسم کشا سے متقابل ہوگا
 اور بادشاہ برائے مدد طلب کرے گا تو میں جادو نگا ورنہ یہ اپنے کار و بار میں مصروف تھا اسکو
 بھی ان سب واقعات کی خبر نہ تھی جب نامہ پہونچا اور نامہ پڑھا بہت افسوس کیا اور کہا کہ
 اب کیا ہوتا ہے جب سب طلسم برباد کرالیا اسوقت برائے کمک طلب کیا خیر لشکر تیار ہو
 یہ بھی اُس دن اسی ہزار ساحرون کا لشکر لے کر مع وزیر جمشید کے روانہ ہوا قلعہ پر پہونچ کر دیکھا کہ
 حاکمان در بند کا لشکر اُترا ہوا ہے یہ بھی اپنے لشکر کو اُسی لشکر میں شامل کر کے خدمت شنگال
 میں مع وزیر جمشید کے شرف قندمبوسی حاصل کر کے کرسی پر بیٹھا بہت کچھ الزام شنگال کو
 دیے خبر نہ کرنے کے شنگال نے جواب دیا کہ جو کچھ ہونا تھا وہ تو ہو گیا اب سوائے مقابلہ
 کے کیا چارہ ہے ان باتوں سے کچھ فائدہ نہ ہوگا سماوات خاموش ہو رہا سماوات کے آنے
 کے دوسرے دن شنگال مع تین لاکھ ساحرون و دولاکھ غیر ساحرون کے آکر بیرون قلعہ فز و کش
 ہوا سکا لشکر کو سون تک اُترا خیمے وغیرہ برپا ہوئے دوسرے دن اسنے دربار کیا کہ طائران سحر
 نے آکر خبر دی کہ امیر بادشاہ آگاہ ہو کہ طلسم کشا نے در بند و خانہ کو بھی فتح کیا کہ جسکے حال سے
 سوائے بانیان طلسم کے کوئی آگاہ نہ تھا اسکی بربادی کی تدبیر لوح میں تحریر تھی یہ در بند
 بعد در بند منبر پر کے واقع ہوا تھا بس طلسم کشا نے جا کر اُس در بند کو بھی فتح کیا پڑا معرکہ پڑا
 کل حال طائران سحر نے بیان کیا اور کل طلسم کشا طرف در بند زعفران زار کے جانے کا باقی
 خیریت ہرادی بیان کرتا ہے کہ یہ طائران سحر شنگال نے اب مقرر کیے تھے کہ طلسم کشا کی

ہم کو خبر پہونچا تے رہنا بس وہ طاہر بنو خلد سے کر پھر چلے گئے یہ تہہ واقعہ شنگال نے سنا اہل دربار سے
 کہا کہ اب یہ طلسم بھی برباد ہو گا کیونکہ جن مقامات سے ہم آگاہ نہیں تھے اور نہ ہیں ہم پر کیا موقوف
 ہو کل اہل طلسم نہیں آگاہ ہیں ان مقامات کو طلسم کشا نے برباد کیا اب کوئی صورت طلسم کے باقی
 رہنے کی ہو اہل دربار نے عرض کیا کہ آپ پریشان نہ ہوں طلسم کشا کو مع لشکر کے یہاں آنے دیجیے
 ملاحظہ فرمائیے گا کس طور سے ہم لڑتے ہیں اور اسکو مع اس کے لشکر کے قتل کرتے ہیں راوی بیان کرتا
 ہے کہ شنگال بیرون قلعہ متظار صا جتقران میں مع لشکر کے فروکش ہوا اور لشکر اسکا ہر وقت تیار
 رہتا ہوا اسکا یہ حکم ہر کہ جسوقت طلسم کشا کو دیکھنا اسیوقت جنگ و پیکار آغاز کر دینا اسکو اترنے
 کی مہلت نہ دینا اگر وہ مع لشکر کے اترے اور اُسے دو ایک دن آرام پایا پھر اُس سے مقابلہ کرنا پیکار
 ہو کیونکہ پھر اُسی کی فتح ہوگی اور ہماری شکست اور اسطور سے یہ ہوگا کہ وہ بھی راہ کا تھکا ہوا
 ہوگا اور اُسکا لشکر بھی اب جو لڑائی ہونے لگے گی تو پھر اسکو کچھ نہ بن پڑے گا یقین ہے کہ شکست
 کھائے اور مارا جائے پس اسی سبب سے سبب لشکر ہمہ وقت تیار رہتا تھا انکو تو صا جتقران
 کے انتظار میں رکھا جاتا ہوا اب کچھ حال صا جتقران کا تحریر ہوتا ہے کہ جب صبح ہوئی صا جتقران
 نے دربار فرمایا سب حاضر ہوئے اہل دربار سے کہا کہ اب مجھ کو کیا کرنا چاہیے حکیم اسقلینوس نے
 عرض کیا کہ اب آپ طرف در بند زعفران زار کے تشریف لے جائیے اسکو فتح فرمائیے جب وہ
 برباد ہو جائے گا تو قلعہ طلسمی نظر آئے گا اُسپر بادشاہ یعنی شنگال سے مقابلہ ہوگا اسکو قتل
 فرمائیے قلعہ پر قبضہ فرمائیے طلسم فتح ہو گیا اب باقی کیا ہے یہ دو مرحلہ ہیں ہاں قلعہ طلسمی پر بہت
 بڑی جنگ ہوگی وہ بھی خدا آسان کر دے گا ہم لوگوں کو حکم فرمائیے کہ ہم لشکر لے کر اُس طرف
 یعنی قلعہ کی طرف روانہ ہوں یہ سماعت فرما کے صا جتقران نے فرمایا کہ ہم کو راہ در بند
 زعفران زار کی معلوم ہو اسقلینوس نے عرض کیا کہ معلوم تو ہو مگر وہ راہ بہت دور ہے چھ
 ماہ کے بعد در بند زعفران زار میں پہونچے گا سوائے اُس راہ کے دوسری اور کوئی راہ نہیں
 ہے کہ جدھر سے تشریف لے جائیے لوح کو ملاحظہ فرمائیے شاید لوح سے دوسری اور راہ کا
 پتہ چلے صا جتقران نے لوح کو ملاحظہ فرمایا اُس میں یہ تحریر تھا کہ اب طلسم کشا کو در بند
 زعفران زار کی طرف جانا چاہیے اسکو برباد کر کے قلعہ پر لشکر کشی کر کے بادشاہ طلسم سے

مقابلہ کرے یا تو اسکو اسیر کرے یا اسکو قتل کرے ہائی واسلام یہ جو تحریر ہوا یا صاحب جعفران حیران
ہوئے کہ لوح لے پتہ راہ کا نہ دیا تو لوح سے معلوم ہوا تھا وہ سب اہل دربار کے روبرو بیان کیا
سب حیران و پریشان ہوئے کہ یہ تو بڑی خرابی ہوئی اب کیا کرنا چاہیے سب اسی فکر میں بیٹھے ہوئے
تھے کہ درگاہ سالار نے آکر عرض کیا کہ ایک حکیم وضع ایک شخص در دولت پر حاضر ہو عرض کرتا ہے کہ مجھ کو
صاحب جعفران سے کچھ بابت واقعات طلسم کے ضروری عرض کرنا ہے جلد مجھ کو اجازت دے دے بار
مین آنے کی ہے یہ جو درگاہ سالار نے عرض کیا صاحب جعفران نے فرمایا کہ جلد اسکو لاؤ اس کے لیے
کرسی اپنے ونگل کے روبرو بچھانے کا حکم دیا راوی کہتا ہے کہ ایک حکیم کہ جس کا نام حکیم بقراط
ثانی تھا وہ اس طلسم میں مدت سے مقیم تھا بلکہ یہ طلسم اسی کی رائے سے تیار کیا گیا وہ اسی
در بند و خانہ میں زمین میں ایک مقام پر پو شیدہ تھا اس کے حال سے کوئی سوا کے بانیان طلسم
کے آگاہ نہ تھا اسکو حکم تھا بانیان طلسم کا کہ جب طلسم کشا در بند و خانہ کو فتح کرے اس
وقت تم زمین سے نکلنا اور طلسم کشا کے پاس جانا اور جو حالات طلسم تم کو معلوم ہوں اس سے
آگاہ کرنا اور جو اشیاء تمھارے پاس امانت رکھے جائے ہیں وہ طلسم کشا کو دینا اور راہ در بند
ازعفران زار سے طلسم کشا کو آگاہ کرنا جو کہ راہ پوشیدہ ہے اور کوئی اس سے سوا کے تمھارے
آگاہ نہیں ہے اور جب تم جاؤ گے تو طلسم کشا مع کل اہل دربار کے مترود ہو گا اور وہ تردد یہی
ہو گا کہ راہ کا پتہ نہ چلتا ہو گا تمھارے جانے سے یہ تردد ان سب کا بطن ہو گا خلافت
اس حکم کے نہ کرنا ورنہ بڑی خرابی ہوگی یہ حکیم اس وقت کا منتظر تھا مرد خدا پرست ہے جب
اسکو معلوم ہوا کہ طلسم کشا نے در بند و خانہ فتح کر لیا اس سے اپنے مقام سے اٹھا اور بہت
جلد زمین سے باہر آیا اور طرف بارگاہ صاحب جعفران کے روانہ ہوا اور درگاہ سالار سے اپنے
آنے کی خبر کرا لی چنانچہ درگاہ سالار اجازت لے کر باہر آیا اور حکیم صاحب کو اپنے ہمراہ
لے کر داخل دربار ہوا حکیم نے دیکھا کہ دربار آراستہ ہے بڑے بڑے رکن طلسم موجود ہیں
بادشاہ سابق تخت پر بیٹھا ہوا ہے حکیم اسقلیمہ نوس وغیرہ بھی حاضر دربار ہیں صاحب جعفران
و علم شاہ ونگل پر بیٹھے ہوئے ہیں اور ہزاروں سردار ہیں یہ دربار کارنگ دیکھ کر
بہت خوش ہوا مگر سب کو مترود دیکھا اور اسطور سے کہ کو یا کسی امر میں فکر کر رہے ہیں

دو صاحب جعفران و بادشاہ و کل اہل دربار نے دیکھا کہ ایک مریضہ حکیم وضع عینک لگانے
 ہوئے درگہ سالار کے ہمراہ چلا آتا ہے صاحب جعفران نے سب اہل دربار سے فرمایا کہ تم اسے آگاہ ہو
 ہر ایک نے انکار کیا اور کہا کہ ہم بالکل اسے واقف نہیں ہیں بلکہ انکی صورت خواب تک میں نہیں
 دیکھی نہ کبھی نام سنا کہ یہ کون بزرگ و ارباب ہیں اتنے عرصہ میں وہ حکیم ایوان میں آکر پہنچا پہلے صاحب جعفران
 و بادشاہ و علم شاہ کو حیرا کیا بعد ازاں ورسب سے سلام علیک کی اسکے بعد دعا و ثنا سے شاہی بجالایا
 اشارہ ہوا کہ کمرسی پر بیٹھ جاؤ وہ سلام کر کے کمرسی پر بیٹھ گیا اب صاحب جعفران نے مزاج پر ہی کی
 اسنے عرض کیا دعا کرتا ہوں نام دریافت کیا اسنے عرض کیا کہ اس غلام کو بقراط ثانی کہتے ہیں
 فرمایا کہ تم اسی طلسم کے رہنے والے ہو عرض کیا کہ جی ہاں میں اسی سرزمین کا باشندہ ہوں فرمایا کہ
 یہ لوگ جو کہ بڑے بڑے مغز ہیں تم سے نہیں آگاہ ہیں اسکا کیا سبب ہے تم اسے آگاہ ہو یا نہیں اور
 تم کو ہماری کیونکر خبر ہوئی عرض کیا کہ اسکا سبب یہ ہے جو یہ مجھ سے آگاہ نہیں ہیں نہ انھوں نے میرا
 نام سنا ہو گا نہ جھکو دیکھا ہو گا پھر کیونکر آگاہ ہوں اور میں ان کے ساتھ پشت کے ناموں
 سے آگاہ ہوں یہ کہہ کر ہر ایک کا نام بتایا یا پ کا نام بتایا واد کا نام بتایا یہ عرض کر کے عرض کیا کہ میں
 آپ کے قدوم میں منت لزوم کا منتظر تھا جب کہ آپ نے در بند و خانیمہ فتح کیا میں حاضر ہوا جھکو
 یا نبیان طلسم کا یہ حکم تھا کہ جب طلسم کشادہ بند و خانیمہ فتح کرے اسوقت تم طلسم کشا سے ملاقات
 کرنا میں خلاف حکم کیونکر کرتا صاحب جعفران یہ تو فرمائیے کہ آپ اسوقت مع اہل دربار کے متردد
 کیوں ہیں نصیب دشمنان مزاج مبارک کیسا ہے صاحب جعفران نے فرمایا کہ مزاج تو اچھا ہے مگر
 تردد اس امر کا ہے کہ میں نے ان لوگوں سے راہ در بند عرفان زار کی دریافت کی کیونکہ اب یہی
 ایک در بند باقی ہے یہ فتح ہو جائے تو شنگال سے مقابلہ ہواں سب نے کہا کہ ایک راہ ہے
 در بند کی جو کہ چھو مینے کی ہے میں نے دریافت کیا کہ کوئی دوسری راہ اور نہیں ہے اسقلینوس نے
 عرض کیا کہ جی ہم کو نہیں معلوم ہے لوح سے دریافت فرمائیے لوح میں جو دیکھا تو اس سے بھی پتہ نہیں
 چلا بس تردد اس امر کا ہے کہ اگر اسی راہ سے جاتے ہیں تو چھ ماہ راہ میں صرف ہونگے اسکے
 بعد در بند میں پہنچیں گے کچھ اسکے فتح کرنے میں عرصہ ہو گا اسکے بعد قلعہ پر مقابلہ ہو گا بس ان
 سب کاموں میں ایک زمانہ صرف ہو گا جھکو لشکر سے نکلے ہوئے بہت عرصہ ہوا ہے میں نے اپنے

فرزندوں و عزیزوں سرداروں اہل لشکر کو شہین و کچھار اٹکے دیکھنے کو بہت جی چاہتا ہوں بس اتنا عرضہ اس
مجھ پر بہت شاق ہر مین یہ چاہتا ہوں کہ بہت جلد یہ کام تمام ہو جائے مین اپنے عزیزوں سے ملوں زندگی
کا کچھ اعتبار نہیں ہوں اس امر کا تردد ہے کہ کوئی راہ نزدیک کی مل جائے تو مین اس راہ سے جا کر اس
در بند کو بھی فتح کرتا اور شند کال سے لڑ کر یا اسکو قتل کرتا یا اسیر یہ سُنکے اُس حکیم نے جواب دیا کہ اس
قدر سردار و رکن طلسم و ساکنان طلسم موجود ہیں کسی کو راہ نہیں معلوم ہر صاحبِ حقان نے فرمایا کہ کیسے
نہیں معلوم ہر یا تو دوسری راہ اسکی ہو نہیں یا یہ لوگ پوشیدہ کرتے ہیں یہ سُنکے سب نے قسمیں
کھائیں کہ ہم دوسری راہ سے نہیں آگاہ ہیں وہ حکیم مسکرایا اور کہا کہ آپ لوگ بیکار قسمیں کھاتے
ہیں راہ تو دوسری ضرور ہو مگر واقعی آپ لوگ نہیں آگاہ ہیں آپ سب سچے ہیں یہ نہ کر عرض کیا
کہ یا صاحبِ حقان اگر کوئی دوسری راہ سے آگاہ کرے تو اُس سے آپ خوش ہونگے فرمایا کہ مین
بہت خوش ہوں گا اور اُسکا احسان اپنی عمر بھر مانو نگا عرض کیا کہ احسان ماننے کی کوئی بات نہیں
ہر یہ حقیر آگاہ ہر سماعت فرمائیے کہ جب یہ طلسم تیار کیا گیا تھا تو یہ حقیر بھی موجود تھا اسکے یہ خدمت
سپرد کی گئی کہ تو یہ شمع اور یہ آئینہ اپنے پاس رکھ جب کہ طلسم کشا در بند و خانہ کو فتح کرے
اور تجکو معلوم ہو تو خدمت طلسم کشا مین جانا اور در بند زعفران نزار کی دوسری راہ سے طلسم کشا کو
آگاہ کرنا کہ جس سے کوئی آگاہ نہ ہو گا بلکہ لوح سے بھی اُسکا پتہ نہ چلے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ
اُن سب نے مجکو اُس راہ سے پوشیدہ کیا اور حکم دیا کہ زمین کے اندر تم اپنی سکونت اختیار کرو
تاکہ تمہارے حال سے کوئی آگاہ نہ ہو مین نے ایسا ہی کیا اسی سبب سے کوئی میرے حال سے
اور میرے نام سے آگاہ نہیں ہوا اور یہی سبب ہے کہ بانیان طلسم نے دوسری راہ کا حال لوح مین
نہیں تحریر کیا ورنہ اگر تحریر ہوتا تو ضرور لوح آپ کو خبر دیتی اس راہ سے سوائے حقیر کے کوئی
اور نہیں آگاہ ہو مجکو حکم تھا کہ جب کہ طلسم کشا کو مترد پانا جب آگاہ کرنا بس مین آپ سے عرض
کرتا ہوں کہ کل صبح کو مع خواجہ عمرو کے آپ میرے ہمراہ تشریف لے چلیں مین آپ کو راہ کا
پتہ بتاؤنگا بلکہ راہ پر پہونچاؤنگا اور جو حال مجکو معلوم ہیں اُس سے آگاہ کر دوں گا مین اسوقت
ضرور عرض کرتا مگر حکم نہیں ہے یہ حکم ہے کہ اُس سرحد پر پہونچا کر سب حال بیان کرنا اور جو اشیا
تمہارے پاس ہیں وہ طلسم کشا کو دینا بس مین مجبور ہوں دو سرا امر یہ عرض کرنا ہے کہ جب آپ

کل میرے ہمارا اسطرت کو تشریف لے چلین تو پہلے لشکر کو طرف قلعہ کے روانہ فرما دین اور حکم دین کہ لشکر
 اُس مقام پر جا کر ٹھہر جائے کہ جہاں پر ایک دیوار طلائی ہو بس جب آپ در بندہ عرفان نثار کو در ہم ویر ہم
 فرما دیے گا وہ دیوار بھی منہدم ہو جائے گی سامنے قلعہ طلسمی نظر آئے گا ادھر سے لشکر قلعہ کی طرف چلے
 اُدھر سے آپ در بندہ کو فتح کر کے تشریف لائے راہ میں لشکر سے مل جائے گا بس لشکر کو ہمارا لے کر
 شنگال سے مقابلہ فرمائیے گا یقین ہو کہ وہ مع لشکر کے بیرون طلسم فروکش ہوا اور ایک امر سے
 آگاہ کہ تاہون کہ ان در بندوں کے سوا چار در بند اور ہیں دو مشرق کی سمت قلعہ کے ایک مغرب
 کی طرف ایک شمال کی طرف آپ نے در بند جنوب کے فتح فرمائے ہیں جو مشرق کی طرف ہیں اُنکے
 یہ نام ہیں حکیم نے وہی نام لیے جو کہ تحریر کر چکا ہوں اسی طور سے در بند مغرب و شمال کے بھی نام سے
 آگاہ کیا صاحبقران نے فرمایا کہ اُن کو بھی فتح کرنا ہو گا عرض کیا کہ جی نہیں ان در بندوں کے
 حاکم شنگال کے پاس موجود ہونگے اور آپ سے مقابلہ کریں گے جس در بند کا حاکم آپ کے ہاتھ
 سے مارا جائے گا وہ در بند فتح ہو جائے گا خلاصہ یہ کہ وہ چاروں در بند اسی طور سے برباد ہونگے
 کہ اُنکے حاکم آپ کے ہاتھ سے قتل ہونگے یہ بھی عرض کرنا لازم ہے کہ ان در بندوں کے بھی حال
 سے سوائے اس نالائق کے دوسرا آگاہ نہیں ہوا ان در بندوں کو پہان کی خبر ہے جب تک کہ
 اُنکو شنگال یا جو بادشاہ طلسم کو آگاہ نہ کرے وہ واقف نہ ہونگے اُسی طور سے ان سب
 در بندوں کے حاکموں کو وہان کی خبر نہ تھی نہ ہر اس وقت معلوم ہوا ہو گا در یافت فرمایا جیسے تاکہ
 میرا جھوٹ و سچ معلوم ہو جائے صاحبقران نے مجھ کو در یافت فرمایا ہر ایک نے انکار کیا اور
 عرض کیا کہ ہم نے آج نام اُس لیے ورنہ ہم نے کبھی نہیں سنے تھے خلاصہ یہ کہ حکیم بقراط ثانی نے
 صاحبقران کو سب حالات سے آگاہ کیا اور کہا کہ سب در بند کے حاکم شنگال کے پاس
 مع لشکر کے موجود ہیں یہ کس عرض کیا کہ پھر کیا قصد ہے کل تشریف لے چلے گا یا نہیں صاحبقران
 نے فرمایا ضرور چلوں گا عرض کیا کہ پھر لشکر کو حکم فرمائیے کہ سامان سفر شب بھر میں تیار کر لے
 صاحبقران نے فرمایا کہ یہاں ہمہ وقت سامان سفر تیار رہتا ہے اگر فرمائیے تو ابھی لشکر کو
 روانہ کر دوں عرض کیا کہ جی نہیں کل روانہ فرمائیے ادھر لشکر جائے ادھر آپ تشریف لے
 چلین چنانچہ بعد اس گفتگو کے صاحبقران نے در بار برخواست کیا حکیم بقراط ثانی شب

بھر حکیم استقلالینوس کے مہمان رہے جب صبح ہوئی کل لشکر ساحرون کا جو کہ قریب دس لاکھ کے
تھا تیار ہو کر حاضر ہوا اور کل لشکر غیر ساحرون کا جو کہ قریب پندرہ لاکھ کے تھا وہ بھی آکر موجود
ہوا اور دونوں حکیم خلاصہ یہ کہ صاحبقران مع خواجہ کے بارگاہ سے تشریف لائے بس سب
بارگاہین وغیرہ بار ہو گئیں سب نے صاحبقران کو مجرا کیا جب سب کو مجرے و سلام وغیرہ
سے فراغت ہوئے بس صاحبقران نے کل لشکر ساحران وغیرہ ساحران کا افسر مقرر فرمایا کہ اس کو
اطاعت علم شاہ کا حکم دے کہ مع حکیم استقلالینوس و بادشاہ طلسم کے طرف در بند قلعہ طلسمی
کے روانہ فرمایا اور حکم دے دیا کہ جس مقام پر دیوار طلائی ملے اُس مقام پر قیام کرنا جب وہ
دیوار مشہد ہو جائے اُس وقت آگے جانے اور بڑھنے کا قصد کرنا بس کل لشکر کو اسی سمت
روانہ کر کے خود مع خواجہ کے ہمراہ حکیم بقراط ثانی کے برائے فتح در بند زعفران ناز روانہ ہوئے
یہاں تک کہ ایک صحرا کو طر کر کے حکیم بقراط ثانی مع صاحبقران کے برابر ایک درہ کوہ
کے پہنچے اُس مقام پر ٹھہر کر حکیم نے صاحبقران سے کہا کہ میں ایک اسم پڑھتا ہوں
اس درہ کوہ سے ایک اژدر زرد رنگ کا پیدا ہو گا اور وہ نفس کشی کرے گا بس جب وہ
نفس کشی کرے اُس وقت آپ یا یزدان پاک کہہ کر عقب سلیمانی کا دار کھینچے گا وہ پہلے ہی وار
میں ہلاک ہو گا میں اور آپ اندر تشریف لے چلیں گے کیونکہ یہ پاسیان درہ ہوا اس کا نام
حافظ جادو ہے صاحبقران نے فرمایا بہت اچھا بس حکیم نے اسم پڑھنا شروع کیا ادھر
تو حکیم نے اسم پڑھنا شروع کیا ادھر وہ سے شعلہ نکلنے شروع ہوئے یہاں تک کہ خواجہ و
صاحبقران نے دیکھا کہ ایک اژدر بہت بڑا زرد رنگ کا دیکھا درہ سے نکلا شعلہ منہ سے
چھوڑتا ہوا وہ سانسے آیا یہاں پہنچ کر اُسے نفس کشی کی صاحبقران نے پیتر بدل کر
ایک ہاتھ عقب کا لگایا پہلے ہی ہاتھ میں اُس کے دو ٹکڑے ہوئے اُس کے مرنے کی علامت
پیدا ہوئی آواز آئی لٹی مرا کہ نام من حافظ جادو بود جب وہ سب آثار ہر طرف ہوئے حکیم
نے دوڑ کر صاحبقران کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور عرض کیا کہ آپ کو قنجامی اس درہ کی اور
طلسم کی مبارک ہو یہ کہ ایک شمع نکالی اور صاحبقران کو دی اور کہا کہ اس کو روشن فرمائیے
اور اس کی روشنی میں اندر کو تشریف لے چلیے بعد اس درہ کے ایک صحرا ملے گا کہ جو ہاں

سوا کے زرد پھولوں کے دوسرے رنگ کے پھول نہ ہونگے ادھر آپ اُس صحرا میں قدم نہ رکھیں گے
 ادھر چاروں طرف سے صدا آئے گی کہ طلسم کشا آگیا طلسم کشا آگیا مار لو اس بانی فساد کو آپ کچھ بھی
 خیال نہ فرمائیے گا ہر ایک قدم اٹھاتے ہوئے چلے جائیے گا یہاں تک کہ آپ ایک مقام پر
 پہنچیں گے گا اور سامنے سے ایک گنبد آپ کو نظر آئے گا اُس کے چاروں گوشوں پر چار طاؤس بن بال
 بیٹھے ہوئے ہوں گے اور ایک طاؤس بجائے کلس کے ہو گا ننھو سے شعلے چھوڑ رہے ہوں گے طاؤس
 آپ کو دیکھ کر پرواز کریں گے اور صدا سے بہات بہات بلند کریں گے اور وہ گنبد متقل ہو گا بس
 آپ بڑھ کر اُس تفل کو بزور صاحت قرانی و طاقت طلسم کشائی توڑیے گا اور وہ گنبد کھو لکر اندر گنبد کے
 تشریف لے جائیے گا ادھر آپ قدم رکھیں گے اندر گنبد کے دروازہ خود بخود بند ہو جائے گا
 تاریکی بہت ہوگی مگر اس شمع کی روشنی کے سبب سے آپ کو بالکل تاریکی نہ معلوم ہوگی
 سقف گنبد میں ایک صندوق لٹکا ہو گا اُس کو اتار کر کھولیں گے اُس کے اندر سے ایک تختی الماس
 کی اور ایک بازو بند نکلے گا اُس تختی کو گلے میں پہن لیجیے گا اُس کا اثر یہ ہو کہ سحر بالکل اثر نہ کرے گا
 اور بازو بند کو بازو پر باندھ لیجیے گا اُس بازو بند سے یہ بات پیدا ہوگی کہ آپ کو دو سرا دروازہ گنبد
 کا نظر آئے گا بس آپ اُس دروازہ کو کھول کر گنبد کے باہر تشریف لے جائیے گا در بند
 زعفران زار میں پہنچ جائیے گا وہاں پہنچ کر جدھر نگاہ اٹھا کر ملاحظہ فرمائیے گا سوا کے زعفران
 کے کھیت کے دوسری کوئی شے نظر نہ آئے گی اس صحرا کی یہ خاصیت ہے کہ جہاں اسے نگاہ
 پڑی بس انسان ہنسنے لگا ہنستے ہنستے بھوت نہ ہو گیا اور اپنے آپ سے جاتا رہا اور بے خود ہو کر
 بیہوش ہو کر گر پڑا محافظان در بند آئے اور پکڑ کر پاس زعفران زار جادو کے لے گئے اُس نے قصد
 کیا اور چوتھے دن قتل کر ڈالا بس اس بات سے بچنے کے لیے یہ کہ میں آپ کے بازو پر باندھ
 دیتا ہوں اُس مقام پر بالکل آپ کو ہنسی نہ آئے گی آپ پر اُس مقام کا سحر اثر نہ کرے گا آپ
 بلا خوف اُس صحرا میں قدم اٹھاتے ہوئے چلے جائیے گا مگر یہ بات ہوگی کہ چاروں طرف سے
 آپ پر طائران سحر و درندگان سحر کا نزعہ ہو گا آپ اصل خوف نہ فرمائیے گا جب وسط صحرا میں
 پہنچیں گے گا وہ سب کے سب آپ کو چاروں طرف سے گھیر لیں گے اور غل کریں گے کہ
 طلسم کشا آگیا مار لو جائے نہ روا سو گت یہ آئینہ میں آپ کو دیتا ہوں اس کا نام حیرت ہے آپ

شکا لکر ان جانوروں کو دیکھائیے گا وہ آئینہ کو دیکھ کر بھوت ہو جائیں گے اور آپ بین درہن کے بس آپ
 آئینہ کا عکس اس زعفران زار پر ڈالیے گا وہ عکس پڑے گا اور ایک شعلہ پیدا ہو گا زمین سے کہ وہ اس
 زعفران زار کو جلا دے گا اور ان جانوروں کو ایک دم سے تمام صحرائیں آگ لگ جائیں گی مگر اس آگ
 سے بالکل آپ کو خطر نہ پہونچے گا آپ بلا خوف و خطر اسی مقام پر اسٹادہ رہیں گے اسی مقام پر
 چارون سمت سے آئے گی کہ مار ڈالا جلا دیا یہ در بند بھی برباد ہو گیا افسوس کسی سے خبر نہ لی کیا سب
 ساکنان در بند و ساکنان طلسم مر گئے جو طلسم کش اس مقام پر پہونچ گیا اور یہ در بند بھی فتح ہو گیا آپ
 بالکل ہراس نہ فرمائیے گا بعد ان آواروں کے ایک ایسی صدا سے تعجب آئے گی یہ معلوم ہو گا
 کہ آسمان شق ہو گیا سرافیل نے صورتیامت کو دم دیا برتین چمک چمک کر گر نیکی آگ برسے گی
 زمین کو زلزلہ آئے گا سنگ باری ہوگی برت باری ہوگی غبار بلند ہو گا دھواں اٹھے گا تاریکی ہو جائیگی
 ان سب آفتوں کے بعد آواز آئے گی کشتی نام من زعفران زار جادو بود پس جب یہ آواز آچکے گی
 ملاحظہ فرمائیے گا وہ زعفران زار ہو گا نہ وہ گنبد باقی رہے گا نہ یہ کوہ نہ وہ طاؤس نہ وہ دیوار جو کہ
 حائل ہو درمیان اس در بند کے اور قلعہ کے کہ جس سے قریب آپ کا شکر ہو گا بس میں بھی آپ کے
 پاس پہونچ جاؤنگا مع خواجہ کے اور آپ کے ہمراہ چلوں گا تھوڑی دور آپ ماہ طر فرمائیں گے کہ آپ کا
 شکر آپ کو مل جائے گا بس آپ شکر کو ہمراہ لے کر براے مقابلہ شنگال شریف لے
 چلیے گا مریان شنگال آمادہ پیکار ہو گا اس کا شکر صفت آرا ہو گا جیسے وہ آپ کے شکر کو آتے
 ہوئے دیکھے گا اپنے شکر کو جنگ مفلوبہ کا حکم دے گا آپ بھی شکر کو اشارہ فرمائیے گا دونوں
 شکر لڑنے لگیں گے آپ ساحر و نگو قتل کرتے ہوئے طر شنگال کے جائیے گا پہلے آپ سے
 مقابلہ حیوان جادو سے ہو گا وہ سحر کرے گا آپ پر سحر اثر نہ کرے گا آپ عقرب سے اس کو
 ہلاک فرمائیے گا اس کے بعد جادوات جادو سے اس کے بعد بناتات جادو سے اس کے بعد
 سماوات جادو سے پھر وزیر جمشید ثانی سے بس جو حاکم در بند ہلاک ہو گا وہ در بند خود
 بخود برباد ہو جائے گا کچھ اس کے فتح کرنے کی ضرورت نہ ہوگی ان سب کے بعد شنگال سے
 سامنا ہو گا بس خود لوح اور تیغ اس کے قتل کے لیے ہر اس لوح کو ملاحظہ فرما کر جو اسم ہر تحریر
 ہو گا اس کو تیغ ہر دم کر کے شنگال کے سحر کو رد کر کے اس پر وار فرمائیے گا وہ پہلے ہی وار میں

و دوسرا کالہ ہو گا اُسکے مرنے کے بعد جو جو مقامات اُسکے سحر کے ہوئے وہ سب برطرف ہو جائیں گے
 پس قلعہ طلسمی باقی رہے گا اور ملک وغیرہ فتح ہو جائے گا دوسرے وہ دیوار اور حصار رہے گا جو
 کہ گروہ کیا ہوا ہو اُسکو باقی رہنے دیجیے گا کیونکہ اُسکے برباد کرنے سے آپ کا کچھ نفع نہیں ہو نہ
 باقی رہنے سے نقصان ہو جب جنگ و مکار سے فراغت ہو قلعہ طلسمی پر جا کر سب مال و
 اسباب پر قبضہ فرمائیے گا بادشاہ سابق کو حاکم فرمائیے گا جس جس ملک کا حاکم آپ کا مطیع
 ہوا ہو اُسکو اُسکا ملک مرحمت فرمائیے گا اور جس کا حاکم مارا گیا ہو اُسکے مقام پر دوسرا حاکم
 مقرر فرمائیے گا ایک جشن ملوکانہ کر کے اُسی جشن میں جن جن سے آپ نے وعدہ کیا ہو کہ بعد
 فتح طلسم میں تم سب کا عقد کروں گا اُنکے عقدوں سے فراغت فرما کر کل مال طلسمی کو ہمراہ
 لے کر طرف اپنے لشکر کے تشریف لے جائیے گا جب آپ اُس مقام پر پہنچیں کہ جہاں
 حصار طلسم ہو جو لوح کہ آپ کے پاس موجود ہو جس کے ذریعہ سے در بدر فتح ہوئے ہیں اُسکا عکس
 اس حصار پر ڈالیے گا اُس حصار میں ایک در پیدا ہو گا اُس دروازہ کی راہ سے آپ باہر تشریف
 لے جائیے گا اور باہر جا کر پھر لوح کا عکس ڈالیے گا وہ حصار مثل شہر پناہ کی دیوار کے ہو کر
 رہ جائے گا اور وہ در پھاٹک بن جائے گا گویا یہ دیوار شہر پر یہ کام کر کے مع کل مال و اسباب
 کے اپنے لشکر میں خوشی خوشی جائیے گا سب سے ملا تھا بتائیے گا جن لوگوں کا وہاں عقد
 کرنا ہو گا اُنکا عقد بھیجے گا کیونکہ وہ اسی اسید پر زندہ ہیں کہ صاحبِ جفران طلسم کو فتح کر کے آئیں
 تو ہم اپنے اپنے معشوق سے ملیں پس اُنکی آرزوں کو بر لائیے گا بعد اسکے جشن شادمانہ فرما کر
 جس طرف کا قصد ہو اُس سمت کو مع لشکر کے تشریف لے جائیے گا اصل امر یہ ہو کہ آپ کے
 لشکر میں آپ کا بے ہر ایک کو بہت انتظار ہو زیادہ والسلام میں و خواجہ اسی مقام پر قیام
 کرتے ہیں بسم اللہ اب آپ تشریف لے جائیں یہ کہہ کر حکیم صاحب نے کہ نکال کر صاحبِ جفران
 کے بازو پر باندھا شمع کو پانچو میں دیا صاحبِ جفران نے شمع کو روشن کیا اور بسم اللہ کہہ کر داخل
 درہ کوہ ہوئے خلاصہ یہ کہ اُس شمع کی روشنی کے ذریعہ سے راہ طو کی صحرائیں پہنچنے و اُنھی تمام
 صحرا زرد و پابا جیسے ہی قدم صاحبِ جفران نے جنگل میں رکھا چاروں طرف سے صدائیں آنے
 لگیں یہاں تک کہ صاحبِ جفران کنبہ کے قریب پہنچے پانچ طاؤس موافق حکیم کے

کہنے کے گنبد پر بیٹھے ہوئے پائے وہ طاؤس صہا جعفران کو دیکھ کر اڑے اور صدائے ہیماست ہیماست
 رہنے لگے صہا جعفران نے قفل کو توڑا موانعتی ہدایت حکیم تختی و بازو بند پر قبضہ کیا اسی طور سے
 دوسرے دروازے سے گنبد کے باہر آئے صہا جعفران زارین پہنچے چاروں طرف سے
 ورنہ دونوں پر ندوں نے گھیر لیا یہی صدا آتی تھی کہ طلسم کشا آگیا مارو صہا جعفران جس طرف ملاحظہ
 فرماتے تھے سوائے زعفران کے کھیت کے دوسری کوئی شے نہ نظر آتی تھی بہ سبب کہ اور لوح
 طلسم و دیگر ترکات کے صہا جعفران پر کچھ بھی اثر نہ ہوا ایک مقام پر چاروں طرف سے صہا جعفران
 گھولے جانوروں نے گھیر لیا صہا جعفران نے آئینہ نکال کر جانوروں کو دکھایا وہ سب کے سب
 بھوت ہو کر رہ گئے آئینہ کو دیکھ کر حیران ہوئے ادھر صہا جعفران نے آئینہ کا عکس اس زعفران زار
 پر ڈالا اور حکیم نے یہ بھی کہہ دیا تھا کہ شمع پاس رہے اور روشن رہے جب آئینہ کا عکس زعفران کے
 جنگل پر ڈالے گا تو سامنے شمع بھینک دیکھے گا بس ایسا ہی صہا جعفران نے کیا شعلہ پیدا ہوا تمام
 صحرا ایک پل میں کرہ نار ہو گیا وہ جانور بھی جلنے لگے اور آواز میں اسی قسم کی آنے لگیں جیسا حکیم
 بقراط ثانی نے کہا تھا اس میں سر موقوف نہ ہوا وہی سب واقعات پیش آئے ایک مرتبہ ایسی
 صدائے تمییب آئی اور برقیں چمک چمک کر گرنے لگیں غبار بلند ہوا اور دھواں تاریکی ہو گئی برف
 باری سنگ باری ہونے لگی آگ برسنے لگی وہ ایسی صدا خوف ناک تھی کہ اگر رستم و سہراب بھی
 ہوتے انکا بھی زہرہ آب ہو جاتا مگر صہا جعفران کو اصلا خوف نہ معلوم ہوا اسی مقام پر کھڑے
 رہے بالکل ضرر نہ پہنچا خلاصہ یہ کہ آواز آئی کہ کشتی نام من زعفران زار جادو بود مطلع صاف ہو گیا
 اب صہا جعفران نے ملاحظہ فرمایا نہ وہ کھیت زعفران پر نہ وہ جانور ہیں کو سون کا میدان بڑی
 ریگ کا لکڑنگ زرد ہوا وی بیان کر تا ہوں کہ جس طور سے حکیم نے ہدایت کی تھی اسی طور سے
 صہا جعفران نے ورنہ زعفران زار کو ہر باد کیا اور زعفران زار جادو کو قتل کیا صہا جعفران کھڑے
 ہوئے ادھر ادھر دیکھ رہے تھے وہاں خواجہ و حکیم جو بیرون درہ کوہ کھڑے تھے اور کوہ کی طرف
 دیکھ رہے تھے یکایک وہ کوہ پاش پاش ہو گیا اور راکھ ہو کر رہ گیا حکیم نے خواجہ سے کہا
 کہ صہا جعفران نے ورنہ بند فتح کر لیا آؤ چلو یہ کہہ حکیم و خواجہ وہاں سے چلے اب نہ وہ کوہ پر نہ وہ
 گنبد پر نہ وہ طاؤس ہر ایک ہر یہ دونوں صاحب قدم اٹھانے چلے جاتے تھے کہ

ادھر تو خواجہ کی نظر صاحبقران پر پڑی کہ حیران کھڑے ہوئے ہیں ادھر صاحبقران کی نظر ان و نون پر پڑی صاحبقران انگوٹھ کو خوش ہوئے تکی طرے چلے کہ حکیم نے دوڑ کر قدموں کو بوسہ دیا ہاتھ جوڑے اور مبارکباد دی کہ مبارک ہو آپ کو فتح طلسم طلسم فتح ہو گیا بسم اللہ تشریف لے چلے برائے مقابلہ شنگال بس صاحبقران و خواجہ و حکیم طرف قلعہ طلسمی کے روانہ ہوئے انکو تو راہ میں چھوڑ دیئے اب کچھ حال لشکر صاحبقران کا ملاحظہ فرمائیے کہ علم شاہ جو کل لشکر کو لے کر چلے تھے منزل بمنزل چلے آتے تھے چوتھی منزل تھی کہ انکو سامنے ایک دیوار طلائی نظر آئی آپ نے فرمایا کہ اسی مقام پر کل لشکر ٹھہر جائے کیونکہ اب آگے راہ نہیں ہے جس مقام کا نشان حکیم بقراط ثانی نے دیا تھا اس مقام پر پہنچ گئے لشکر ٹھہرا تھا بند و بست خیمے وغیرہ برپا ہونے کا ہور ہا تھا کہ یکا یک ایک برق چمکی اور آواز مہیب آئی کہ دل ہل گئے وہ دیوار طلائی دھوان ہو کر غائب ہو گئی علم شاہ نے فرمایا کہ صاحبقران نے طلسم کو باطل کیا جیسے یہ دیوار منہدم ہو گئی راہ قلعہ کی کھل گئی اب جو ملاحظہ کیا تو ایک صحرا کے حق و دق نظر آیا لشکر کو روانہ ہونے کا حکم دیا لشکر روانہ ہوا یہ حقیر بیان کرتا ہوں کہ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ یہ کیا امر ہے کہ جب صاحبقران نے دریافت کیا کہ راہ در بند کی تم کو معلوم ہو تو سب نے عرض کیا تھا کہ ہاں معلوم ہو مگر چھ ماہ میں در بند میں پہنچے گا جو حکیم بقراط ثانی نے آکر دوسری راہ سے صاحبقران کو پہنچا یا جو صاحبقران نے در بند فتح کر لیا اور لشکر صاحبقران چوتھے روز دیوار طلائی کے قریب پہنچ گیا اسکا کیا سبب ہے اسکا جواب یہ ہے کہ صاحبقران نے راہ در بند زعفران زار کو دریافت کیا تھا جسکی بابت چھ ماہ کی راہ بتائی گئی تھی اور یہ راہ قلعہ طلسمی کی تھی کہ جدھر سب ہدایت حکیم لشکر روانہ ہوا تھا جو کہ راہ حد قلعہ طلسمی پر چوتھے روز پہنچ گیا اور دیوار طلائی نظر آئی اور یہ دیوار بھی زعفران زار جادو کی تھی جب وہ ہلاک ہوا یہ دیوار بھی مٹ گئی راہ قلعہ کی کھل گئی بس کوئی مقام اعتراض نہیں ہو میں نے اس عرض سے اس شک کو خود دفع کر دیا تاکہ کوئی معترض نہ ہو آدم بر سر مطلب راوی کہتا ہے کہ ادھر سے علم شاہ شکر لیے ہوئے چلے جاتے ہیں ادھر سے صاحبقران آتے ہیں تھوڑا جنٹل علم شاہ نے بھی طو کیا تھا اور صاحبقران نے بھی کہ غبار بلند ہوتے ہوئے صاحبقران کو نظر آیا صاحبقران نے اس غبار کو دیکھ کر

شہ واجہ و حکیم سے فرمایا کہ ذرا دیکھو کس قدر عمار بلند ہوا ہر حکیم نے اس غبار کو دیکھ کر عرض کیا کہ مبارک
 ہو حضور کا لشکر آتا ہر بس صاحب قرآن اسی مقام پر ٹھہر گئے وہ غبار شوق ہوا نشان لشکر پیدا ہوئے
 اہل لشکر نے اور علم شاہ و بادشاہ و دیگر سرداروں و حکیم وغیرہ نے صاحب قرآن کو مع حکیم بقراط ثانی
 و شواجہ کے جنٹل مین کھڑا ہوا پایا سب مرکبوں پر سے کود پڑے اور ساحر ہوا پر سے زمین پر آئے
 اور حاضر خدمت ہوئے قد مبوسہ حاصل کی فتح طلسم کی مبارکباد دی صاحب قرآن نے سب کو
 گلے سے لگایا شفقت بزرگام فرمائی دیوانے نے لشکر کو لا کر حاضر کیا صاحب قرآن اشقر پر
 سوار ہوئے حکیم بقراط نے صاحب قرآن سے عرض کیا کہ ایک لوح علم شاہ کو مرحمت فرمائیے
 تاکہ انپر بھی سحر اثر کرے بس بموجب ہدایت حکیم صاحب قرآن نے وہ لوح جو کہ کبند سے
 پانی تھی اور الماس کی تھی علم شاہ کے گلے میں ڈال دی اور کل لشکر ہمراہ لے کر ساحروں وغیر
 ساحروں کا طرف قلعہ کے راہی ہوئے صاحب قرآن کو راہ میں رکھا جاتا ہوا اب حال شنگال
 کا تحریر کیا جاتا ہوا کہ شنگال مع لشکر کے بیرون قلعہ فرو نش ہو اور تحریر کر چکا ہوں کہ اسکا لشکر
 ہر وقت تیار رہتا ہو یہ بارگاہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ طائران سحر نے آکر اسکو خبر دی کہ طلسم کشا نے
 در بند زعفران زار کو فتح کر لیا اور تمام و کمال فتح ہو گیا اب آپ سے مقابلہ باقی ہو دیوار طلائی جو
 کہ راہ قلعہ طلسمی رو کے ہوئے تھی وہ بھی برباد ہوئی اب طلسم کشا مع لشکر کے آتا ہو یہ سننا تھا کہ اسکا
 سواں جاتے رہے ابھی اس نے چھ حکم دیا تھا کہ ساکنان در بند زعفران زار روئے اور فریاد
 کرتے آکر پہونچے لاشہ زعفران جاو کا سا منے رکھ دیا اور کہا کہ در بند کل طلسم کو طلسم کشا نے
 فتح کر لیا اور اب لشکر لے کر ادھر آتا ہو یہی خبر ان طائران سحر نے دی تھی جو کہ شنگال نے اپنے
 سحر سے طاہر بنا کر روانہ کیے تھے بس یہ واقعہ سنئے شنگال نے حکم دیا کہ ہمارا لشکر صفت
 آرا ہوا دھڑلے سے لشکر طلسم کشا پہونچا ہم نے جنگ منلو یہ کہ طلسم کشا کو قتل کر ڈالا گو طلسم فتح ہو گیا
 ہر ہو جائے میں پھر طلسم کو درست کر اون کا یہ حکم دینا تھا کہ کل لشکر صفت آرا ہو گیا ساحر
 حربہ ہائے سحر کا ٹھکانہ لے کر سہاری ہائے سحر پر سوار ہوئے اور صفت باندھ کر کھڑے
 ہوئے میمنہ و میسرہ قلب و جناح آراستہ ہوا قلب میں تخت شنگال قائم کیا گیا اسکے
 دونوں طرف چاروں در بند کے حاکم تھے اور ہزاروں سردار تخت کو گھیرے ہوئے کھڑے

تھے صف آرائی ہو چکی اب شنگال کو اس امر کا انتظار ہو کہ اودھ لشکر طلسم کشا آئے تو بین جنگ
مغلوبہ آغاز کروں یہ تو اس انتظار میں تھے اودھ صاحبقران قطع منازل و طر مرا حل کرتے ہوئے
مع لشکر کے تشریف لاتے ہیں کہ صاحبقران و کل لشکر کو قلعہ کے برج وغیرہ نظر آئے حکیم نے قلعہ
نے قلعہ کی برجوں کو دیکھ کر صاحبقران سے عرض کیا کہ لشکر کو حکم فرمائیے کہ ہوشیار ہو جائے اودھ
شنگال نے انکے لشکر کو دیکھا اور حملہ کر دیا یہ بھی تو اتنی مہلت نہ سے گا کہ لشکر قریب آجائے
بس صاحبقران نے حکم فرمایا کہ کل لشکر یکجا ہو جائے لشکر حریت اودھ جنگ و پیکار پر کھڑا ہو یہ حکم
دینا تھا کہ کل لشکر یکجا ہو گیا اب کی مرتبہ جو سب نے مرکب اٹھائے سانسے لشکر حریت کو صف آرا
پایا یہ لوگ تو اودھ سے اس قصد سے چلے کہ کوئی مقام مناسب دیکھ کر خیمے وغیرہ برپا کریں اودھ
شنگال اسی طرف دیکھ رہا تھا جیسے اُسے گرد و غبار بلند ہوتے ہوئے دیکھا سر داروں سے کہا کہ
لشکر طلسم کشا آگیا سب خبردار ہو جاویہ کہہ رہا تھا کہ نشان لشکر نمایان ہوئے اسنے اس قصد سے
توقف نہ کیا کہ لشکر آجائے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ سب ایک مرتبہ ملکر لشکر طلسم کشا پر حملہ کر دیہ
حکم دینا تھا کہ تمام لشکر ایک مرتبہ حرکت میں آیا اور سب کے سب لینا لینا کہلا کر حربہ ہاسے
سہنبھال کر چلے اودھ نشان لشکر ایک طرف متاعم ہوئے تھے لشکر کی آمد شروع ہوئی
تھی کہ غل و شور کی صدا آئی اب جو صاحبقران و اہل لشکر نے دیکھا تو یہ معلوم ہوا کہ جیسے تیری آتی
ہو اس طور سے ساحر اڑتے ہوئے ہوا پر چلے آتے ہیں اور شور کرتے ہوئے حکیم نے عرض کیا
کہ جلد ٹھہرنے کا حکم فرمائیے اور حکم دیجیے کہ مقابلہ کرے کفار آگے یہ سننا تھا صاحبقران
نے اُسی مقام پر لشکر کو ٹھہرنے کا حکم دیا اور حکم فرمایا کہ کفار سے جہاد کرو بس بموجب حکم
صاحبقران لشکر ٹھہر گیا اور سب حربہ سنہال سنہال کر کفار پر جا پڑے ساحروں سے ساحر
مقابلہ کرنے لگے اور غیر ساحروں سے غیر ساحر جنگ مغلوبہ واقع ہوئی دونوں لشکر غٹ پٹ
ہو گئے شمع لے غول کے غول اور غٹ کے غٹ + گئے مومن و کیر باہم لپٹ + سواروں
کے یک سمت ریلے ہوئے + تھے پیدل بھی جانوں پہ نیلے ہوئے + لگے چلنے باہم سنان
خدا نگ + لگی ہونے اک سمت تیر و نئے جنگ + دونوں لشکر خوب مل کر جنگ و پیکار میں
مصروف ہوئے ہزار مرگ گرم ہو گیا خون کا میوہ برسنے لگا سر مثل اولوں کے گرنے لگے

وصالوں کی کالی گٹھا چھانسی برقی شمشیر کو نکال کر گرنے لگی خرمین حیات کو تباہ کرنے لگی دریائے خون کا
جوش ہوا زور دینی زندگی کفاز عرق ہوئی ایک سمت تلوار گزرو نیزے چل رہے تھے ایک سمت
سحر آزمائیاں نمیرنگ سازیاں ہو رہیں تھیں شعلہ ہائے سحر بلند ہو رہے تھے نارنج ترنج ماربل
ہار پھول نفل سرسوں کے داتے ماش کے داتے چل رہے تھے کوئی لونچا چھاری کو پکار رہا تھا
کوئی نار سنگھ کوئی کالی کلکتہ والی کی جو کہہ رہا تھا کوئی سامری دوجشید کو بلارہا تھا ایک شور
قیامت خیز برپا تھا صاحبقران و علمشاہ لڑ رہے تھے اور بادشاہ طلسم بھی سحر کر رہا تھا جب
یہ سحر کرتا تھا طبقہ زمین کے ہلا دیتا تھا اس طور سے اعظم و سوسن وغیرہ بھی سحر سازی میں
مصر و تھے سب سردار ساحر و غیر ساحر لڑ رہے تھے کہ بقراط ثانی نے صاحبقران سے عرض
کیا کہ وہ سامنے تخت پر سوار شنگال بدخصال موجود ہو لشکر کو ترغیب جنگ دے رہا ہے اور
سحر بھی کر رہا ہے اس کے برابر چاروں در بندوں کے حاکم بھی ہیں اور وزیر جمشید ثانی بھی بس آپ اپنے
کو اس مقام پر پہنچائیے ایسا نہ ہو کہ جنگ کارنگ پیرنگ دیکھ کر شنگال بھاگ جائے یا
قلعہ بند ہو تو بڑی خرابی ہو یہ جو حکیم نے عرض کیا صاحبقران نے علمشاہ سے فرمایا کہ اے فرزند
تم لشکر سے ہوشیار رہنا اور مقابلہ کیے جانے میں جا کر شنگال کو قتل کرتا ہوں یہ خبر پا کر واداشقر
کو چھپر کر لوح کا عکس ڈالتے ہوئے سحر کو دفع کرتے ہوئے ساحروں کو قتل فرماتے ہوئے صاحبقران
طرت شنگال کے چلے گویمان پر بڑا مجمع تھا ساحروں وغیرہ ساحروں کا اور خوب تلوار چل رہی
تھی ہر ایک اس مقام پر جان دے دے کے لڑ رہا تھا اس عرض سے کہ بادشاہ سامنے موجود
ہو مگر جھڑپ کو صاحبقران نے رخ کیا وہ مجمع درہم و برہم ہو گیا بس صاحبقران صفوں کو درہم
و برہم کرتے ہوئے قلب لشکر میں پہنچ گئے شنگال نے جو صاحبقران کو آتے ہوئے دیکھا
سرداروں سے کہا کہ طلسم کشا اسطرت کو میری تلاش میں آتا ہے میں جا کر مقابلہ کرتا ہوں سرداروں
و حاکمان در بند نے جواب دیا کہ جب تک ہم زندہ ہیں ہم آپ کو نہ جاتے دینگے آپ ٹھہریں ہم
میں سے کوئی جا کر طلسم کشا کو یا تو قتل کرتا ہے یا اسے شنگال خاموش ہو رہا ہے حیوان جادو
حاکم در بند حیوانیہ اپنے اثر و سحر کو چمکا صاحبقران کے قریب آیا آتے ہی اُسے دو ایک
سحر کیے صاحبقران نے اُسے سحر رو کر کے اب جو عقب کا وار کیا مع اثر و سحر کے اُسے دو پر کاٹے

ہوئے اُسکے مرنے کی صدا بلند ہوئی در بند حیوان تیرہ بر باد ہو گیا سوا کے جنگل کے کوئی شور و بان باقی
 نہ رہی جب حیوان جادو و ہلاک ہوا تو جادو است جادو و شنگال سے اجازت لے کر آیا اور صاحبقران
 پر سحر کیا صاحبقران نے اُسکا بھی سحر رد کر کے اُسکو بھی عقرب سے ہلاک کیا در بند جادو است صاحب بھی بر باد
 ہوا وہاں بھی جنگل نظر آئے گا بعد جادو است کے نباتات نے مقابلہ کیا وہ بھی مارا گیا ہاتھ
 سے طلسم کشا کے در بند نباتات بھی مٹ گیا اب سماوات جادو نے آکر مقابلہ کیا چند سحر
 صاحبقران پر سحر کیے صاحبقران نے سحر کو رد کر کے اب جو تیغہ کا وار کیا سماوات کے بھی دو
 ٹکڑے ہوئے در بند سماوات تیرہ بھی بر باد ہوا و طاعون سان سحر جو کہ خبر دیتے تھے سب جل کر خاک
 ہو گئے فقط صحارہ گیا بعد قتل ہونے سماوات کے وزیر جمشید ثانی نے مقابلہ کیا وہ بھی ہاتھ
 سے صاحبقران کے ہلاک ہوا ان سب کا صدمہ شنگال کو بہت ہوا ہر ایک کے لیے رو یا
 اور بہت سے سردار ہاتھ سے صاحبقران کے ہلاک ہوئے مارے گئے جب یہ رنگ
 شنگال نے دیکھا بس اسنے خیال کیا کہ اب زندگی بیکار ہو اور قلعہ بند ہو کر لڑنا یا بھاگ جانا
 بالکل تیرے لیے غلامی چل طلسم کشا سے مقابلہ کر طلسم کشا تجکو قتل نہیں کر سکتا ہر کیونکہ تو
 روئین تین ہر دوسرے یہ لوح جو کہ طلسم کشا کے پاس موجود ہر تیرے قتل کی تدبیر بتائے گی
 نہیں اور جو لوح او تیغہ تیرے قتل کے لیے درکار ہو وہ طلسم کشا کے پاس نہ ہو گا تو ضرور طلسم کشا
 پر غالب آئے گا کیونکہ بہت کو ہارتا ہو یہ نہ معلوم تھا کہ سب سامان مرگ طلسم کشا کے پاس موجود
 ہو اب قضا آن برابر ہوئی ہر یہ خیال دل میں کر کے فوراً اسنے سحر کیا کہ اژدر سحر نمایاں ہوا یہ تخت
 پر سے اُسپر سوار ہوا اور چپکا کر سامنے صاحبقران کے آیا اور پکارا کہ کیا ان لوگوں سے لڑ رہا ہو تجھ
 سے مقابلہ کر صاحبقران نے شنگال کو سامنے پا کر فرمایا کہ میں بڑی دیر سے تیری تلاش میں
 تھا نہ معلوم تو کہاں پوشیدہ تھا تو اپنا حرم بہ کر اپنا حوصلہ نکال لے بس شنگال نے صاحبقران
 پر سحر کیا وہ سحر رد ہو گیا اسنے بہت سے سحر کیے چونکہ اس جلد کو تمام کرنا ہوا اس عرض سے زیادہ
 طول نہیں دیا جاتا ہر خلاصہ خلاصہ تحریر کیا جاتا ہو ورنہ یہ لڑائی قابل تحریر تھی مگر کیا کیا جائے
 اب حکم اسکی تمامی کا ہوا ہر کہ اسی جز میں تمام کر دی جائے مجبور ہوں بس جو سحر شنگال نے
 کیا صاحبقران پر وہ صاحبقران نے رد کر دیا اب یہ تیغہ لیکر صاحبقران پر آیا صاحبقران

نے تلواریں کے وار کو روک دیا جب کہی وار رو کر چکے اب صہا جعفران نے فرمایا شو تو ضرب زدہ
ضرب من نوش کن + ہمہ شادی نازول فراموش کن + یہ کہکر وہ تیغہ جو کہ شنگال کے قتل کے
لیے تھا انیام سے نکالا اور وہ لوح جو کہ اسکے قتل کی پانی پر وہ جب سے نکالی اسکے حاشیہ کا
اسم پڑھنا شروع کیا اور تیغہ پر دم کیا اب جو تیغہ اور لوح کو شنگال نے دیکھا سامنے تصویر
ہلاکت و موت کی نظر آئی آئینہ شمشیر میں صورت مرگ دکھائی دی چہرہ پر مردنی چھائی ہو اس
جائے رہے خیال کرنے لگا کہ یہ لوح اور تیغہ کیونکر طلسم کشا کے ہاتھ آ گیا اور صہا جعفران نے
اسم حاشیہ لوح پر دم کر کے تیغہ کو علم کیا اور پکار کر کہا کہ خبردار ہو جا شنگال نے اور خیال
کیا کہ جو تیرا گمان تھا وہ غلط نکلا اب چاہیے بدنامی ہو چاہیے نیک نامی بھاگ چل کیون
اپنی جان دے یہ خیال کر کے قصد کیا تھا کہ سحر کر کے بھاگوں صہا جعفران اسکے تیور سے
سمجھ گئے لوح کا عکس ڈالا اسکو سحر فراموش ہوا اور لوح تو سحر فراموش ہوا اور تیغہ سحر پر چمکا یا تو
سحر پر چمکا تھا یا براہر سے دو کرنا ہوا زمین پر آیا زمین کو بوسہ دیا یہ ناکب و مرکب چار ٹکڑے
ہوئے شنگال کا مرنا تھا کہ قیامت برپا ہو گئی وہ وہ آواز میں مہیب آئین اور ہولناک کہ
زہرہ ہزاروں مساعرون کے آب ہو گئے لاطھون ساحر اسکے قتل ہونے کی ساتھ ہی ہلاک
ہو گئے خود بخود آنکو کسی نے نہیں ہلاک کیا اور تمام عمارتیں و مکاناں صدمہ و باناس و دیگر شیا
سحر جو کہ شنگال کے سحر کے تھے اسکے مرنے ہی پر باد مہر کے ہمت تھار کی ہوئی پڑی صرف
باری وغیرہ ہوئی آثار قیامت برپا ہوئے بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من
شنگال جادو و بادشاہ طلسم زعفران زار سلیمانی پر وانی ہو وانی من مرویم و جان وادیم بہ مطلب
خود نہ رسیدیم اسکے مرنے کے ساتھ ہی آواز سے بھی کم لشکر رہا ایک مقام حیرت یہ کہ جو
حاکم در بند ہلاک ہوا واد صوہ ہلاک ہوا اور اسکا لشکر خود بخود تمام ہو گیا ایک بھی خود ہوا اسی
طور سے کل لشکر حاکمان در بند کا انکے مرنے کے بعد خود بخود مر چکا تھا شنگال کے مرنے
کے بعد جو لشکر اسکا تھا انہیں سے نصف باقی رہا اور نصف ہلاک ہو گیا اندرون قلعہ
شنگال کے مرنے کی خبر ہو گئی سب رئیس و غیرہ نے صلاح کی کہ اگر ہم سے طلسم کش
اطاعت کو کے گا ہم ضرور اطاعت کر لیں گے ہم کو کیا عرض ہو جو ہم لڑ کر بیکار کو اپنی جان

دین جب حاکم طلسم کچھ نہ بنا سکا تو ہم کیا بنالین کے ناموس شنگال سے یہ فرما کر اپنے کو ہلاک کیا
 جس قدر عزیز و اقارب شنگال کے تھے سب ہلاک ہو گئے اب کوئی اُس کے خاندان سے
 باقی نہ رہا اس کا مرثا کیا تھا گو یا سب کی ہلاکت کا پیام تھا اسکے جان کے ساتھ سب کی جانیں
 وابستہ تھیں راوی بیان کرتا ہے کہ یہ تو قلعہ کا واقعہ تھا یہاں بیرون قلعہ علم شاہ و اہل لشکر اسلام
 نے تمام لشکر کا ستر او کر دیا علم شاہ نے نشان لشکر کو کاٹ کر گرا دیا صاحب جعفران نے اس قدر شمشیر
 رنی کی کہ لاشوں کے پشتہ سروں کے انبار لگا دیے جب لشکر کفار نے دیکھا کہ ہمارا بادشاہ
 مارا گیا سب سردار یہاں تک کہ وزیر بھی ہلاک ہوا اب کوئی نہ رہا بس خیال کیا کہ بیچار
 لڑکر کیوں اپنی جان دین اطاعت کیوں نہ کر لیں کہ جان بچے بس یہ سوچ کر ہر طرف سے ہر ایک
 پکارا اٹھا کہ یا صاحب جعفران امان چاروں طرف سے امان کی پکار تھی یہاں سے اہل اسلام نے
 پکار کر کہا کہ امان بشرط ایمان اب تو چاروں طرف سے آوازیں آنے لگیں کہ وہاں جو صاحب جعفران
 کی ہم نے مذہب طلسم کشا قبول کیا بس صاحب جعفران نے حکم فرمایا کہ سب کو امان دو چنانچہ
 قبل امان پر چوب پٹری بس بادشاہ سابق کی سب سے آکر اطاعت کی سیمائے بلند آواز کل
 لشکر کو بیرون قلعہ فروکش کر کے اور لاشیں اہل اسلام کی دفن کرا کے اور زخمیوں کو شفا خانہ
 میں روانہ کر کے اور کشتہ نگو شمار کر کے کہ کس قدر کفار مارے گئے اور کس قدر اہل اسلام شہید
 ہوئے معلوم ہوا کہ اس مقابلہ میں پانچ لاکھ کفار ہلاک ہوئے اور بیس ہزار خدا پرست ان
 میں ساحر بھی ہیں اور غیر ساحر بھی بس یہ سب بندوبست کر کے نوبت نقارے خوشی کے
 بجائے ہوئے صاحب جعفران کو ہمراہ لے کر داخل قلعہ ہوئے اب جو اہل قلعہ و اہل شہر نے
 اپنے بادشاہ سابق کو دیکھا سب خوش ہو گئے چاروں طرف سے دعائیں دینے لگے اور یہی
 صدا تھی کہ آج پھر وہ دن نصیب ہوا کہ ہم نے اپنے بادشاہ کو دیکھا سیمائے بلند آواز یہ
 کہتا جاتا تھا کہ جو دین اسلام قبول کرے گا وہ امان پائے گا ورنہ قتل کیا جائے گا خلاصہ
 یہ کہ سیمائے بلند آواز کے کہنے سے اُسیدن تمام شہر و قلعہ و اہل بازار وغیرہ سب سلمان
 ہوئے درود بست پرا کر اب کوئی کافر باقی نہ رہا بس بادشاہ نے صاحب جعفران و سرداروں
 کو لا کر عمارت شاہی میں اتارا اور سب سامان راحت مہیا کر دیا راوی بیان کرتا ہے کہ اُسیدن

تو صاحب قرآن نے آرام فرمایا دوسرے دن دربار کیا جو کہ گرفتار ہوئے تھے انکو طلب کر کے مسلمان
کیا اور سب اہل قلعہ کو بھی بتکدہ منہدم کرانے مساجد کی بنا ڈالی گئی صبا سے افواں بلند ہوئی سب
نے صاحب قرآن کو فتح طلسم کی نذرین دین صاحب قرآن نے جاگیر و ملک تقسیم کرنا شروع کیے
بڑی داد و دہش فرمائی جو بادشاہ مطیع اسلام ہوئے تھے انکو اُنکے ملک دیے بلکہ اور بہت
سے ملک دیے سبھا سے بلند آواز کو کل طلسم کا مثل سابق کے بادشاہ کیا اور اسی مقام پر
حکومت کرتے کو فرمایا اور جن ملکوں کے بادشاہ ہلاک ہوئے تھے بس جسکو حکومت کے
لائق ملاحظہ فرمایا اُسکو وہاں کا حاکم کیا یہ بندوبست فرما کے جشن خوشی کے برپا ہونے کا
حکم فرمایا سا مان جشن ہونے لگا ابھی صاحب قرآن نے دربار برخواست نہیں کیا تھا سب
حاضر دربار تھے کہ محافظان خزانہ ہر در بند کے سب مال و اسباب وغیرہ لے کر حاضر ہوئے
کر درون روپیہ کا مال و اسباب تھا اور جو اہراست و روپیہ اشرافی لاکھوں صندوق تھے وہ
سب فردین پیش کین صاحب قرآن نے ملاحظہ فرما کے حکم دیا کہ احتیاط سے رکھو وہ لوگ
چلے گئے اسکے بعد خزانچی قلعہ و خزانچی طلسم حاضر دربار ہوا مجرا بجالا یا ندردی کرسی مرحمت
ہوئی وہ سلام کر کے بیٹھ گیا فرد پیش کی پہلے روپیہ کی صاحب قرآن نے ملاحظہ فرمائی اُس پر
دستخط فرمائے پھر جو اہراست کی فرد پیش کی اُسپر بھی دستخط ثبت فرمائے پھر اسباب کی فہرست
پیش کی جس میں اسی ہزار خفتان زر و رنگ و دستہ اسلحہ تھے اور ایک بار گاہ زعفرانی تحریر
تھی اور اسی ہزار مرکبان عراقی و ترکی و عربی تحریر تھے اور پانچ ہزار غلامان زرین کمر بس یہ سب
حساب دیکھ کر صاحب قرآن نے فرمایا کہ بارگاہ برپا کی جائے ہم اسمین محفل رقص و سرود منعقد
کرینگے چنانچہ وہ بارگاہ برپا کی گئی خواجہ کو بھی لاکھوں روپیہ کا جو اہراست اور روپیہ بلا اور
صاحب قرآن و دیگر سرداروں نے بہت کچھ دیا خلاصہ یہ کہ بارگاہ برپا ہوئی جس میں ہزار
ستون یکھ اچ کے تھے اور پانچ جلون خانہ تھے تمام بارگاہ میں جو اہراست نصب تھا بارگاہ
محل زر و کی تھی تمام کارچوبی کام کیا ہوا تھا کرسیاں و دستگل سب جو اہر نگار تھے اس بارگاہ
کو دیکھ کر سب ونگ ہو گئے غلامان زرین کمر آ کر حاضر ہوئے خلاصہ یہ کہ اسی بارگاہ میں
محفل غیش و عشرت برپا ہوئی خوب دھوم سے صاحب قرآن و کل اہل اشکر کی دعوت

کی سات شبانہ روز جلسہ عیش و عشرت ہر پارہا اسی جلسہ عیش و عشرت میں صاحبقران نے پہلے اپنا عقد ساتھ ملکہ برجیں آفتاب منظر کے کیا اُسے سحر و غیرہ سے مع اپنی فر پرزادی کے توبہ کی اُسکے بعد صاحبقران نے خواجہ کا عقد ساتھ ملکہ لعلان حور پیکر کے کیا کیونکہ یہ بھی خواجہ پر عاشق تھی من مانہ میں صاحبقران و خواجہ پر اُسکے عشق کا حال طہل کیا تھا دو ہفتہ عقد خواجہ کا صاحبقران نے ملکہ مہر و شش دختر سوسن کے ساتھ کیا اور جمال راہلا کا عقد دوسری دختر سوسن سے کہ جسکا نام ماہ و شش ہوا جمال راہدار اُسپر عاشق ہو گیا بعد اُسکے صاحبقران نے مقہور جادو سپہ سالار سوسن کا عقد ملکہ ماہ اختر می دختر اعظم کے ساتھ کیا اس عقد کے بعد صاحبقران نے اسفند یار صحرا نشین کا عقد ملکہ زلزہ سحر انگین دختر منیر جادو کے ساتھ کیا نیم جادو کا عقد اُسکی جورو کے ساتھ جو کہ اُسکی معشوقہ تھی اور خواجہ نے عیاری کر کے پکڑ لیا تھا کیا شحہ جادو کا عقد احترام جادو کی دختر کے ساتھ کیا جب ان عقدوں سے فراغت ہوئی اور ہر ایک اپنی معشوقہ کے وصل سے شاد کام ہوا جلسہ بجا ست ہوا یہ شادیان بڑی دھوم سے ہوئیں تھیں دو دن تک بعد جلسہ کے سب نے آرام کیا تیسرے دن پھر دربار آراستہ ہوا اُس دن سب ساحرون نے مع بادشاہ اور کل لشکر ساحرون نے سحر سے توبہ کی اور تائب ہوئے اب صاحبقران نے اعظم جادو کو مع اُسکے لشکر کے طرف شہر اعظم کے رخصت کیا گو نہ جاتا تھا مگر صاحبقران کے اصرار سے گیا اسفند یار کو طرف اُسکے ملک کے سوسن کو طرف اُسکے ملک کے اسی طور سے سب کو سب کے ملکوں کی طرف روانہ کیا اور رخصت کیا علمشاہ نے بھی عنطاق کج کلاہ کو مع اُسکے لشکر کے طرف عنطاق قیہ کے اور کل شاہان حوالی عنطاق قیہ کو اُنکے ملکوں کی طرف رخصت کر کے روانہ کیا اور بہت تاکید و دودھش کی فرمائی مرنج شیر شکار سے کہ تم کوہ الیز کو جاؤ اُسے رفاقت کو نہ ترک کیا باقی سب چلے گئے جب ان کاموں سے فراغت ہوئی اب صاحبقران نے سامان سفر کے درست ہونے کا حکم فرمایا سب روپیہ ثمرنی جو اہرات خزانہ اسباب خیمے بارگاہین اسلحہ کے صندوق پوشاک کے صندوق مرکبان خوشنقش و غیرہ کو نکلوا یا اور ارا ابو پیر بار کرا یا قید خانہ طلسمی کو منہدم کرا یا اسیرون کو رہا کیا ہر ایک کو

بہت کچھ دے کر رخصت کیا سب دعائیں دیتے ہوئے اپنے اپنے مقام کو رہا ہی ہوئے بس
صاحبقران نے حکیم استقلینوس و حکیم بقراط ثانی و دیگر سرداران معزز کو ہمراہ لیا اور تھوڑا
سا شکر سیاہے بلند آواز سے رخصت ہو کر اسکو قلعہ طلسمی کا حاکم کر کے اُسے لاکھ لاکھ اصرار
کیا کہ میں قدموں سے جہانہ ہونگا مگر صاحبقران نے نہ مانا علم شاہ کو ہمراہ لے کر طرف اپنے
شکر کے روانہ ہوئے بار شاہ طلسم یعنی سیاہے بلند آواز بیرون قلعہ پہنچانے آیا صاحبقران
نے اُسکو عیش و عشرت دے کر رخصت کیا وہ قلعہ میں آیا بہ عیش و عشرت اوقات بسر کرنے لگا
اسی طور سے ہر ایک اپنے مقام پر جا کر عیش و عشرت کے ساتھ براحت و آرام زندگی بسر کرنے
لگا اس طلسم کے متعلق جس قدر شہر تھے اور ملک تھے اور گاؤں تھے سب اسلام آباد ہوئے
بلکہ غلاوہ اسے اور بہت سے ملک اسلام آباد ہوئے ہر مقام پر اسلام کا ڈنکا بجنا شان اسلام
برپا ہوا بس صاحبقران منزل بمنزل سب مال و اسباب و غیرہ کو لیے ہوئے تھوڑا سا شکر
ہمراہ لیے ہوئے راحت و آرام سے بسر کرتے ہوئے طرف شکر کے جاتے ہیں یہاں تک کہ اُس
مقام پر پہنچے کہ جہان حصار طلسم ہو بس حکیم بقراط کی ہدایت کی بہ موجب لوح کا عکس
ڈالا دروازہ پیدا ہوا مع شکر کے بیرون حد طلسم آئے پلٹ کر لوح کا عکس ڈالا وہ حصار شکر مثل
دیوار کے ہو گیا اور شہر پناہ کا پکھا ٹک تیار ہو گیا یہ سب بند و بست کر کے صاحبقران کو راہ میں
رکھا جاتا ہے اور لشکر اسلام کو کوہ طور پر انتظار صاحبقران میں چھوڑا جاتا ہے دیکھتے ہیں صاحبقران
لشکر میں پہنچتے ہیں اور کب اہل شکر صاحبقران ملتے ہیں کس دن یہ دن نصیب ہوتا ہے
یہ حقیر اس جلد کو اسی مقام پر تمام کرتا ہے کہ صاحبقران طرف شکر کے راہی ہیں اور منزل
بمنزل قطع منازل و طومر اصل فرماتے ہوئے جاتے ہیں و اسلام خیر ختام تمام شد جلد دوم

طلسم عرفان زار سلیمانی بہ دور باب اکبر و خالق بحر و بر

اتماس مولف۔ بخمدت حضرات ناظرین والا تمکین دقیقہ رس نکستہ سنج خالی ہم ہزار
ہزار شکر و سپاس اُس خداوند کا کہ جس نے مجھ ایسے ناکارہ کو یہ مرتبہ عطا فرمایا کہ منشی
تصدق حسین کے نام سے مشہور ہوا اور مرتبہ اعلیٰ کو پہنچا ورنہ میری یہ لیاقت تھی
کہ میں یہ مرتبہ پاتا کہ اتنا شکر ادا کروں احسان خدا کے برتر کا کہ جس نے مدد فرما کر دنوں

جلد دوم میں طلمسہ زعفران زار سلیمانی کی میرے ہاتھ سے تمام کراپین جس طلمسہ کو منشی احمد حسین صاحب
 قمر نے آغاز کیا تھا اسکو اس حقیر نے بہ حکم حضور فیض کنجور لامع النور سر اپا اخلاق جناب معالی
 القاب بلال کتاب پھر جناب فیاض زمان حاتم دو لان جناب منشی پراگ نراہین صاحب
 بہادر مالک مطابج اور طبع بردار ام اقبالہ و جلالہ تمام کیا آغاز اسے ہوا اور اختتام کو میں نے پہونچا یا دو
 جلدوں میں خدمت ناظرین میں یہ عرض ہو کہ یہ طلمسہ لایق ملاحظہ فرمانے کے ہر کو میں مصنف
 اول کے مطلب کو نہ سمجھا تھا کہ انھوں نے کس عرض سے اسکو آغاز کیا تھا اور کس تدبیر سے
 وہ طلمسہ تمام کرنا اور کیا مضامین تحریر فرماتے مگر جب مجھ کو انکی تحریر کیے ہوئے اجزا مرحمت ہوئے اور
 حکم ملا کہ اس طلمسہ کو تمام کرو تو میں نے انکے اجزا کے بعد اپنی رائے سے جوڑ لگا یا وہ پسند آیا
 پس میں نے تحریر کیا دو جلدیں کہیں میں نے اپنی رائے سے اسکو تحریر کیا ہر یقین ہو کہ جب
 ناظرین ملاحظہ فرمائیں گے تو پسند فرمائیں گے کہ کس جانفشانی سے اسکو تحریر کیا ہو دو سرے
 کی تحریر پر قلم اٹھانا بہت دشوار ہو کیونکہ معلوم اسکا کیا منشا تھا وہ کیونکر اسکو تحریر کرتا
 وہ میرے کی تقریر سے اپنی تقریر ملا نا نہایت مشکل ہو مگر میں نے بالبو صاحب کے حکم
 کی تعمیل کی شاید کچھ تحریر ہوا ہو یہ کہنا کہ میں نے منشی صاحب کی تقریر و تحریر کو گرد کر دیا یا
 انکی تقریر و تحریر سے ملا دیا نہایت خلاف ہر وہ منشی بے بدل و مصنف اکمل تھے بھلا میری یہ
 کب طاقت ہو کہ میں اسطور کا لکھ سکوں میں تو اپنے شکم کو عنایت سے بالبو صاحب کے
 پال لیتا ہوں نہ میں داستان کہنا جانتا ہوں نہ لکھنا میں اس امر کا کسی وقت دعویٰ بھی نہیں
 کر سکتا ہوں مگر مہربانی اور عنایت و پرورش سے بالبو صاحب کی ناچار ہو گیا جو میں نے اس کو
 تحریر کیا انکا حکم ہوا کیونکہ نہ بجالا تھا اگر انکار کرتا تو الامرفوق الادب کا مرتکب ہوتا سو اپنی
 رائے کے موافق لکھ کر تمام کیا اگر پسند ناظرین ہو تو خلعت تحسین و آفرین سے سرفراز فرمائیں
 اور میری عرق ریزی و جانفشانی کی نادمی کرین گو دماغ تو ضرور اسے ملاحظہ فرمانے
 سے پریشان ہو گا مگر مجھ کو اس ناظرین نیک صفات سے امید تھی ہو کہ ضرور ملاحظہ فرمائیں گے
 بخدست ناظرین عرض ہو کہ اسے از روئے انصاف کے ملاحظہ کریں کہ کس قدر اختصار کے
 ساتھ تحریر کیا ہو اور کیا کہا مضامین اور مطلب تحریر ہوئے ہیں یا نہ شان خدا ہو کہ یہ طلمسہ

یوں تمام ہو جائے بس میری یہ عرض ہو کہ اگر کوئی غلطی یا کسی مقام پر عبارت سے ربط ہو گئی ہو یا کہ فی مطلب رہ گیا ہو تو ناظرین معاف فرمائیں اور حجاب غفوسے پوشیدہ کریں و امن مسافری میں تقی کریں کیونکہ انسان ہوں شاید ایسا ہو گیا ہو یہ حاسدون کی خدمت میں التماس ہیں ہر بلکہ جو انصاف پسند ہیں انکی خدمت میں التماس ہیں اسپنے ناظرین کے لیے شب و روز دونوں وقت دعا کرتا ہوں کہ میری قدر فرماتے ہیں اور میری بیودہ تحریر کو جو کہ بالکل لغو ہے پسند فرماتے ہیں اور جناب بابو صاحب کے لیے تہ دل سے دعا کرتا ہوں کہ وہ آراہ تہربانی و شرفا پروری میری اور میری اولاد کی قوت کی فکر فرماتے ہیں خداوند کریم نے یہی دریعہ میری رزق کا پیدا کر دیا ہے اور اُنکے ہاتھ میں دے دیا ہے کہ میں اُنکے دریعہ سے پاؤں در نہ میں کیا ہوں اور میری حقیقت کیا ہے یہ اُسکی بندہ پروری اور رزاقی ہو کہ ان تک اسکا شکریہ ادا کروں شکر اگر ہر سو سے من گردو رہائے + نیاید شکر او ہرگز بیائے + زیادہ السلام فقط

خاتمہ الطبع

لاکھ لاکھ شکر اور سپاس اُس نخبند گلشن ایجاد کا جس نے تیغ زبان کو صیقل تو فیتق سے جلادی اور ہزاران ہزار اور دو تا محدود اس اشرف المخلوقات سرور کائنات پر جس نے طلسم عالم سے بنوڑ اسلام طہمت کفر و دور کی بعد حمد و نعت کے چمن بہار گلشن قصہ خوانی و باغبان ریاض افسانہ کوئی کے خاطر خاطر پر فاش ہو کہ اتہرا ز نسیم مشتاقان و محبوب صبا می مراد شائقان سے نسا نہ لا جواب و فترا انتخاب بنوڑ داستان امیر حمزہ صاحب حقان عالیشان موسوم بہ طلسم زعفران زرارہ سلیمانی کہ قصہ و چسپ و بے نظیر ہو آبیاری باغبان قدرت سے گلشن مطبع بین حسبہ کماے جناب مستطاب محلی القاب مختران و امثال منبع جو دو افضال جناب منشی براک نرائین صاحب مطبع منشی نو لکش نور بین بہ تصنیف منشی قصہ حق حسین داستان کو و ترتیب مولوی محمد اسماعیل اشرف کار پر داز قدیم مطبع ہذا سرسبز و شگفتہ ہو کر منظور نظر مشتاقان و منتظران ہوا اور ماہ ستمبر ۱۹۵۸ء میں زیور طبع سے بجلی ہو کر شائع ہوا خداوند کریم مقبول عالم فرمائے

